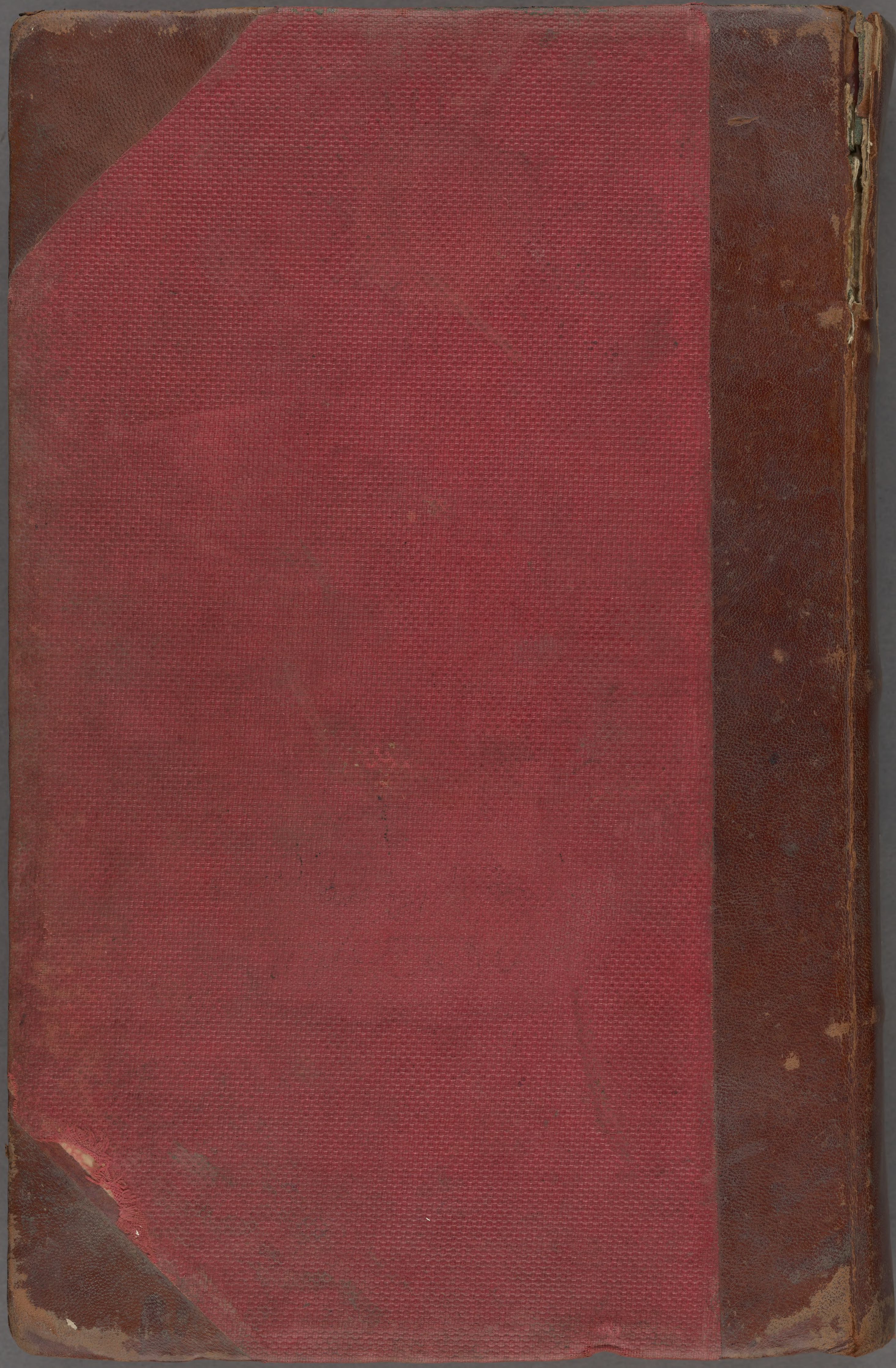




COLUMBIA
UNIVERSITY
LIBRARIES

بیمن حمد چمن پیرائی کون و مکان کا و فرمانروائی شان کا

فسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربای جادو تقریر
عروس کلام زیبا و نو طرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا یعنی



من

تصنیف ناظم فسانہ زبان داستان گوی شیرین بیان سخن سنج مصاحب خوان
پسندیدہ مجالس امیران ذیشان سخنور خوش پایگاہ جناب منشی محمد حسین متخلص بہ جاہ

مطبع نامی منشی نول کشور کانپور میں بحلیۂ طبع محلی ہوئی

اعلان - حق تالیف اس کتاب کا محفوظ بحق مطبع اودھ اخبار ہے :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد و ثنای لاتعد اوس ساقی ازل کو سزاوار ہی کہ جسنے خراب آباد گیتی کو بہ ادای کن فیکون آرایش دی اور نعت مع تحفہ درود اوس مست پیمانہ الست کی ہر جرعہ نوش جام خرد کو درکار ہی کہ جسنے سرمستان خمخانہ کفر و ضلالت کی بیک ساغر ظہور خمار شکنی فرمائی صلی اللہ علیہ و آلہ العظام و اصحابہ الکرام زان بعد خوشہ چین خرمن ارباب علم و ہنر و رمز شناسان دقائق معانی پرور عالی بارگاہ خاکپا سید محمد حسین جاہ بگوش ہوش مستمعان ذیہوش خطاپوش عرضرسا ہی کہ داستان امیر حمزہ فسانہ دلکش و مرغوب پسندیدہ ہر طالب مطلوب ہی زہے گوہر دریای خوش بیانی و خہے آفتاب سپہر نادر زبانی کہ زبان توصیف و بیان تعریف لنبت اوسکے قاصر ہے منجملہ اوسکے ایک طلسم حیرت زا مسمی بہ طلسم ہوشربا نہایت نادر ہی لہذا اوس شاہد دلربای رعنائی و محبوب [illegible] دلفریب آشنا تا ادای زیبائی کو چاہا کہ زبان اردو مین بطرز فصیح و بمحاورات صحیح جلوہ گاہ تحریر مین لائی اور مشتاقان ادای محبوب و قصص کو اوسکی کرشمہ سنجی پر لبھائے بفضلہ و کرمہ و منہ التوفیق و ہو الرفیق الاعلی

التماس مترجم بخدمت ناظرین والاتمکین فسانہ ہذا

واضح ہو کہ داستان امیر حمزہ کی سات دفتر ہین اور بغیر ملاحظہ دفاتر مذکور [illegible] دشوار ہی کہ امیر اور عمرو اور زمردشاہ اور بختیارک اور افراسیاب جادو وغیرہ کے [illegible] نام سمجھ مین آئین بایں خیال گذارش ہی کہ امیر حمزہ بیٹے خواجہ عبدالمطلب سردار خانہ کعبہ کے [illegible] ہین اور عمرو اونکا عیار ہی اور امیر حمزہ نے اپنے پوتے کو بادشاہ لشکر کیا ہے کہ نام اوسکا سعد [illegible] بن قباد ہی اور آپ

سپہ سالاری لشکر کی کرتے ہین اور جتنے بیٹے امیر حمزہ کے ہین وہ سب مطیع اوسی پوتے کے ہین جو بادشاہ
ہے اور بادشاہ روی زمین بہت سے کہ جنکا ذکر اس قصہ مین آئیگا وہ سب ہمراہ لشکر کے اپنی اپنی فوج لیے ہوے
رہتے ہین اور امیر حمزہ ایک بادشاہ جلیل القدر زمرد شاہ باختری سے کہ جسکو لقا بھی کہتے ہین
اور اوسنے دعوی خدائی کا کیا ہے لڑ رہے ہین اسلیے کہ وہ دعوی باطل سے باز آئے اور امیر کے ہاتھ
سے جس ملک مین لقا بھاگ کر جاتا ہے وہانکا بادشاہ اور رعایا سب اسکو اپنا خدا سمجھکر اطاعت
کرتے ہین اور بنابر اوسکے حکم امیر سے لڑتے ہین اور لقا کے ساتھ بیٹا نوشیروان کا فرامرز
بن نوشیروان بھی ہے کہ اوس سے امیر پہلے لڑ چکے ہین اب اوسنے لقا کا ساتھ کیا ہے اور وزیر
فرامرز کا بختیارک بن بختک شیطان درگاہ لقا بنایا گیا ہے کس لیے کہ خدائی مین کوئی شیطان
بھی چاہیے غرض لقا نے پہلے جاکر طلسم ہزار شکل مین پناہ لی تھی جب وہ امیر نے فتح کر لیا تو لقا
کوہستان کیطرف آیا ہے طلسم ہزار شکل کا ذکر پہلے اسم طلسم کے ہے بوجہ اسکے کہ طلسم ہوش ربا
کا حقیر کو بیان کرنا منظور ہے اس لحاظ سے اوس طلسم کو ترک کیا کہ باعث طوالت افسانہ ہو

آغاز داستان حیرت بیان طلسم ہوشربا اور داخلہ لشکر لقا کوہستان مین نظم

مغنی فغانی کہ آمد بجان ٭ درین زیر نہ پردۂ آسمان
درین پردہ آواز نالم چونے ٭ باحوال جم یا باحوال کے

فرد
نگارندہ نقاش معنی فریب ٭ عروس سخن راچنین دادہ زیب

ساقیان میخانہ اسمار و جرعہ نوشان جام افکار بادۂ ارغوانی شنجرف تحریر کو ساغر قرطاس کو سطح مملو
کرتے ہین کہ جب زمرد شاہ باختری نے طلسم ہزار شکل سے رہائی پائی اوسکے وزیر بدتدبیر نے صلاح بتائی
کہ ملک کوہ عقیق گلزار سلیمانی کا بادشاہ عالیجاہ فوج بیکران و پہلوانان دوران رکھتا ہے اور اوسی
ملک سے ڈانڈا طلسم ہوش ربا کا ملا ہے حاکم طلسم افراسیاب جادو شہنشاہ ساحران نہایت زور آزما
ہے کہ نہیب شمشیر سے اوسکے سرکشان دہر کانپتے اور تھراتے ہین اور سحر آزمائی کے رہبر و سامری عہد و
جمشید روزگار کان پکڑتے ہین **ابیات** خداوند اورنگ و چتر و کلاہ ٭ کہ از ماہی اوسکہ زد تا بماہ
بدینگونہ آرایش تاج داد ٭ کہ دوران زہیبش باو باج داد ٭ فی الجملہ بصلاح وزیر زشت مشیر زمرد شاہ سمت
کوہ عقیق روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و طی مراحل جب قریب اوس ملک کے پہونچا ہرکارون نے خبر آمد
زمرد شاہ کوہ عقیق کے بادشاہ سلیمان عنبرین موی کو دی کو دی وہ کشتیان زر و جواہر کی نذر کو لیے تیار
کر کے مع ارکان سلطنت شہر کے باہر آیا اور شہر کو واسطے آراستگی کے حکم دیا تمام شہر مین آئین بند ہوا الحاصل
استقبال کر کے لقا کو داخل شہر کیا اور دار العمارۂ شاہی مین پہونچایا یہان امرا وزرا ارکین سلطنت

اور شیران ابہت حاضر تھے اونکا مجرا ادر سلام ہوا مقام صدر مین تخت شاہی بچھا تھا اوسمین جواہر
وبیش قیمت جڑا تھا اوسپر لقا آکر جلوہ فرما ہوا ارباب نشاط ساقیان سیمین ساق مطربان خوش آواز و بانذ
حاضر تھے اونھونے اپنی خوش الحانی سے ہر شخص کو اپنا محو دیدار بنایا دور جام مے گلفام بیدغدغہ نیرنگی
ایام چلنے لگا یہانتک بادشاہ دو سپہ سالار رکھتا ہی کہ ایکا نام منظور زاغ چشم کوہی اور دوسریکا نا
ناظر زاغ چشم کوہی ہی اور یہ دونون بھانجے بادشاہ کے ہین کئی لاکھ سپاہ اپنے ماتحت رکھتے
اوران سب کا سردار ایک بہادر ہے کہ نام اوسکا لالان لال قبا ہی فن سپاہگری مین یکتا ہی غرض
ان سبھون نے آکر لقا کو سجدہ کیا اور عرض کی کہ ہم سب جانبازی وجان نثاری کو حاضر ہین آ
اطمینان سے اس جگہ تشریف رکھیے لقا کو ان کلمات سے تسکین ہوئی اور جاے سکونت وہین مقر
کی سلیمان عنبر مو بادشاہ نے دعوت کا سامان مہیا کیا سر انقیاد و اطاعت لقا مین
جھکایا راوی کہتا ہی کہ جب لقا ہزار شکل سے بھاگا تھا زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران
امیر عالیشان نے لشکر ظفر پیکر سے اپنے چار ہرکارے صبا دم تیز رفتار کہ نام اونکے نامیال
خیبری و تو میان خیبری و سرہنگ مکی و ابو طاہر خونریز ہین لقا بے بقا کے ہمراہ ر
فرمائے تھے کہ جس جگہ یہ برگشتہ بخت بآرام تمام مسکن گزین ہوا ور جو اسے پناہ دے اوسکی
کی حقیقت سے اور اوس ملک و سپاہ کی کیفیت سے ملازمان عالی اور بندگان حضرت قدر قدر
شاہنشاہی کو اطلاع دین وہ ہرکارے ہمراہی لقا یہانتک آئے تھے اور باشکال مختلفہ دربار
سلیمان عنبر مو کے موجود تھے اونھونے بیان سپہ سالاران سلیمان سب سنا اور حال
اور ملک کا سب دریافت کر کے خدمت امیر کشور گیر مین چلنے کا ارادہ کیا القصہ قلعہ سے نکل
مثل برق اور مانند باد صرصر کے روانہ ہوے یہان امیر حمزہ بعد فتح طلسم ہزار شکل بارگاہ سلیما
مین دنگل ناد عنبر پر متمکن تھے اور بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد تخت سلیمانی پر جلوہ فر
سراپردے بارگاہ کے اوٹھا دیے تھے سیر و کیفیت صحرا کی ملاحظہ فرماتے تھے کہ یکایک ہرکا
دوان خدمت سلطان عالیشان مین آکر پہونچے اور اسقدر بہ تعجیل تمام آئے تھے کہ
ہونٹھو نپر بندھی تھین کنپٹیان لپکتی تھین انھون نے آکر مجرا گاہ پر سے شہنشاہ عال
کو مجرا کیا اور زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا اور ہاتھ اوٹھا کر دعا و ثنا شہریاری
اور یون عرض کرتے تھے کہ اے بادشاہ عالیتبار نصفت نشان **قطعہ** تا سر زند آفتاب

تا صبح دست ہمدم ساغر باشی	تا تاج حیات برسر خضر بود	در خانہ اقبال سکندر

Rare Book PK 2198 .R66 1893g v.9 Folio

عدے برگشتہ طالع جو سامنے سے لشکر نصرت اثر کے روبفرار لایا بادیہ ضلالت کو وہ خرس تبہ
ہلاک کو طے کر کے کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین پہونچا اور وہان سکونت ٹھہرائی ہے بادشاہ نے وہان
کے انت کرنیکا وعدہ کیا ہے تسکین دہی باقی اور جو احوال کہ ہرکارون نے دیکھا تھا وہ سب من عن
و مفصلاً عرض خدمت سلطان عالیشان کیا بادشاہ نے اپنے سپہ سالار حمزہ صاحبقران کیجانب
دیکھا صاحبقران نے عمرو بن امیہ سے حکم دیا کہ پہلوان دوران عادی کو بلاؤ اور پیش خانہ
طرف کوہ عقیق کے روانہ کرو حسب الارشاد فیض بنیاد امیر با توقیر کوس رحیل لشکر ظفر اثر مین بجا
و بہادر نے سامان روانگی کیا فرد لدابیش خیمہ بصد دھوم دھام ؛ کہ غلغل پڑی بر بسر روم و
شلم ؛ پلٹنین اور رسالے بہ کرو فر مرکب ہائے تازی پر سوار پیادے بیشمار بصد رعب و داب کوچ
کرنے لگے بازارین لشکر کی روانہ ہوئین خیمہ خرگاہ اُٹھائے بارگاہ کے اشتر و فاتر گردون پر بار ہوئے
ولا سلیح مکمل ہو کر چلنے پر تیار ہوئے بادشاہ مع سرداران گرامی کے اور صاحبقران مع عیاران
نامی کے سوار ہو کر برہبری ہلکاران کے اوسیطرف چل نکلے سوئے دشت شہ کی سواری چلی
کیسے نور بار دبہاری چلی ؛ قصہ کوتاہ بعد کوچ و مقام شام و پگاہ لشکر جلالت پژوہ نے قریب کوہ
عقیق نزول اجلال و ورود اقبال فرمایا بارگاہ فلک پایگاہ نصب ہوئی بازارین لشکر مین کھلین
پلٹنین مسل در مسل آراستگی تمام صحرائے پاکیزہ اور مقام عمدہ مین اوترنے لگین طبل و نقارے داخلہ
لشکر کے بجے مخالفون کے ہوش مثل طایر پریدہ اوڑے سلیمان نے آمد فوج کی خبر سنکر حکم ربط و
ضبط ملک فوج کو اپنی دیا اور در قلعہ بند کیا توپین برجی و آہنی ڈھلی ہوئی لگائین برج و بارے و
کنگرے و فصیلین درست الغرض یہان تو یہ طیاری شروع ہوئی اور صاحبقران منتظر مقابلہ
عدو سامنے قلعے کے فروکش ہوئے مگر فرزند رشید حمزہ صاحبقران سے مہ برج خوبی رشک
پرین ؛ بدیع الزمان گرد لشکر شکن ؛ ہوائے خوش اور صحرائے سبزہ زار دیکھکر شکار کھیلنے کی
ہوس ہوئی امیر سے اجازت چاہی امیر خاموش ہورہے بدیع الزمان اپنی والدہ ملکہ
مہردیہ بانو شہزادی ملک اردبیل کے پاس گئے اور عرض کیا کہ آپ مجھے والد ماجد سے اجازت
شکار کے لیے جانیکی دلادین ملکہ نے منظور کیا اور جب امیر بارگاہ مین ملکہ کے تشریف لائے ملکہ نے
شہزادے کی سفارش کی امیر نے بناچاری رخصت دی مگر فرمایا کہ یہ صحرا تمام ساحران جہان کا
مسکن ہے اسلیے مین اجازت نہین دیتا تھا کہ شاہزادہ کسی آفت مین مبتلا نہو لیکن تمھاری کہنے
سے ایکدن کی اجازت دیتا ہون کہ بعد ایکدن کے پھر آئین اور زیادہ عرصہ نہ لگائین بدیع الزمان

نے ارشاد صاحبقران قبول کیا اور سامان شکار کھیلنے کا رات بھر درست ہوتا رہا جب وقت
صیاد فلک دام شعاع بر دوش کاشانہ مشرق سے سبزہ زار فلک پر صید افگن ثابت و سیار
ہوا وہ آفتاب عالمتاب سپہر صاحبقرانی و کوکب حشمت فروز فلک کامرانی یعنی بدیع الزمان شہزادہ
بہر شکار عازم میدان ہوا فور کا تڑکا نسیم سحر کا چلنا شمعوں کا جھلملانا غنچوں کا مسکرانا بلبلان
کا شور جنگل میں رقصان مور طایروں کا اپنے اپنے کاشانوں اور آشیانوں سے تلاش آب و دانہ میں
اڑ کر اوڑنا یاد صانع عالم میں ہر ذی روح مصروف ہر قلب ذکر حق سے مالوف موذن قمری منبر سرو
پر خطبہ خوان حق سبزہ گویان بیت ہر گیاہی کہ بر زمین روید :: وحدہ لا شریک لہ گوید :: خلاصہ
عالیمقام با حشم و خدم صحرا میں صید افگن تھا اور ہر طرف فضاے نزہت انتماے دشت و کوہ دیکھتا
جاتا تھا کہ سامنے کچھار سے ایک آہو مثل معشوق طرار سراپا ناز اٹکھیلیان کرتا طرارے بھرتا
ابیات جل زربفت پشت کے اوپر :: واہ رے آہوے پری پیکر :: رم محبوب اوسکے
تھا :: دل کے رمنے کا وہ شکاری تھا :: بدیع الزمان اوسکی رعنائی اور زیبائی دیکھکر شیفتہ و
فریفتہ ہوے سرداروں کو اپنے حکم دیا کہ اسکو زندہ گرفتار کرو خبردار جانے نہ دو بحکم
نے حلقہ باندھکر اوسے گھیر لیا مگر ہرن سنبھلکر کنوتیان بدلکر طرارہ بھر سر پر سے شہزادے کے نکل
چلا بدیع الزمان نے بھی اوسکے پیچھے گھوڑا اوٹھایا اور کئی کوس نکل آیا سب ساتھی چھٹ گئے او
اکیلے رہے اوس وقت کہ جب ہرن پر دسترس نہ پہونچا اور وہ زندہ گرفتار نہ ہوا فوراً ترکش تیر
ہشت عقاب پر شستہ سوفار بہر کمان میں پیوستہ کرکے لگایا سہ قضا گفت گیر و قدر گفت بزن
فلک گفت احسن ملک گفت زہ + تیر اوسکے دو سار ہوا وہ ہرن زمین پر گرا شاہزادے نے کمر
سے کود کر اوسے ذبح کیا جیسے ہی وہ ہرن ہلاک ہوا ایک صداے مہیب پیدا ہوئی کہ جس سے دل
فلک کا ہل گیا اور ماہ و ماہی تک زلزلہ پڑ گیا کہ اے فرزند حمزہ تو نے بڑا غضب کیا کہ قتل کیا
غزال جادو کو یہ سرحد طلسم ہوش ربا ہے یہاں سے اب بچکر جانا تیرا دشوار ہے جو ہو و
تھوڑا ہی شہزادے نے دیکھا کہ تمام صحرا گرد و غبار سے تاریک ہے آندھیوں کا طوفان برپا ہے
ایک لمحہ کے شاہزادے پر بیہوشی طاری ہوئی پھر جو آنکھ کھلی اپنے کو قید گران میں مبتلا پایا سر زانوے
تفکر پر جھکایا اللہ یہاں امیہ بن عمرو نامدار عیار شاہزادہ کا ساتھی جب آیا دشت کو تیرہ و تار پایا
کا آثار دیکھا یہ بھی جاننا چاہیے کہ عمرو عیار کے بیٹے امیر حمزہ کے بیٹوں کے عیار ہیں کیونکہ امیر کے
یہاں لڑکا جس شاہزادی سے ہوتا ہے اوسکی وزیرزادی سے عمرو کے یہاں لڑکا ہوتا ہے او

ادس شاہزادے کا وہی عیار ہوتا ہے غرض امیہ عیار نے دیکھا کہ جب وہ تاریکی دور ہوئی لاش
بدیع الزمان کی خاک پر پڑی ہے وہ چاند سی صورت خون مین بھری ہے واضح ہو کہ شاہزادہ جب سرحد
طلسم پر پہونچا خبر مالک طلسم افراسیاب کو ہوئی اوسے محافظ طلسم ملکہ شہزادہ جادو سے حکم دیا کہ
اس شاہزادے کو گرفتار کرے اور اوسکی صورت کا پتلا بزور سحر بنا کر ڈالدے اسلیے کہ دوسرونکو عبرت ہو
اور طلسم کے اندر آنیکی جرات نکرین الغرض عیار شاہزادہ نامدار لاش سے لپٹ کر رونے لگا اور گریبان اپنا چاک
کیا خاک بسر پرا ورتا لاشے کو گھوڑے پر ڈالکر لشکر صاحبقران کیطرف چلا راہ مین ہمراہی اور رفیق وغیرہ
شاہزادے کے ملے اونہین جو ماجرا یہ غم انگیز نظر آیا فرط الم سے کلیجہ منہ کو آیا روتے پیٹتے خاک اوڑاتے خدمت
امیر مین آئے جب اہل لشکر اور امیر نامور نے یہ سانحہ جانگزا ملاحظہ فرمایا بیتاب نالہ و شیون کیا
سارے لشکر اور محلات عظمی مین شور گریہ و بکا بلند تھا ملکہ گردیا بانو مان شہزادے کی پچھاڑین کھاتی
تھی اور زبان حال سے سناتی تھی بیت ای راحت جان و دل بیمار :: تنہا ہمین چھوڑکر سدھار
بلکہ قمر درفتی دم اخیر نکردی :: بر بیکسیم نظر نکردی ، یہان تو یہ شور نوحہ و زاری برپا تھا مگر عمرو
سے امیر نے فرمایا کہ جلد مرکب اشقر دیوزاد کو تیار کرے تا کہ مین تلاش قاتل شہزادے کے لیے
جاؤن اور اوسے قتل کرکے اوسکا بھی سر لاؤن عمرو نے عرض کی کہ اے شہریار گردون وقار یہ
سنا ہے کہ شاہزادے کو کسی انسان نے نہین شہید کیا ہے بلکہ صحرا تاریک ہو گیا کچھ معلوم نہ ہوا
سوائے اسکے کہ لاش ملی بے سر ملا امیر نے فرمایا کہ واللہ اس مین کچھ اسرار ہے اس حال سے آگاہ ہو کر د
ہی بلاؤ خواجہ بزرجمہر کے صاحبزادونکو کہ حال از روے رمل و نجوم کے کچھ شاہزادے کا مفہوم
کرین یہ بھی دریافت ہو کہ خواجہ بزرجمہر وزیر نوشیروان کے امیر سے نہایت محبت رکھتے ہین
اپنے لڑکونکو لشکر امیر کے ساتھ کردیا ہے کہ وہ بطور ملازمونکے ہر وقت مستعد رہتے ہین حال خواجہ
بزرجمہر اور امیر اول کے دفترون مین مذکور ہے یہان برائے تفہیم ناظرین فسانہ اسیقدر کافی ہے
الحاصل بنا برارشاد امیر فرزندان خواجہ بزرجمہر کو بلایا اور بارگاہ مین باعزاز تمام صدر عزت
پر بٹھایا شہزادے کا حال پوچھا خواجہ بزرگ امید اور خواجہ سیاوش اور خواجہ دریادل
فرزندان خواجہ بزرجمہر نے تختہ تفکر پر قرعہ تعقل کو پھینکا اور زائچہ کھینچکر نظرات سیارگان و
بروج و اشکال رمل سب ملاحظہ کرکے بعد غور و خوض بسیار سر اوٹھا کر فرمایا کہ اے شہریار ذیوقار شہزادہ
صحیح و سالم ہے مگر قید شدید مین ساحرونکی گرفتار بیکس و ناچار ہے اور یہ جو لاش آپکے سامنے آئی ہے
یہ ماش کے آٹے کی تصویر بنائی ہے آپ اسم اعظم پڑھکر پانی پر پھونکیے اور اس لاش پر چھڑک دیجیے

پھر قدرت خالق کا تماشا دیکھ لیجیے امیر نے اسم باری پر دم کرکے لاش پر چھڑکا وہ لاش مانش کے آئنے
کی تصویر نظر آئی امیر نے گردن پی سجدۂ باری جھکائی کہ شکر ہے تیرا کہ تو نے خبر حیات فرزند سنوائی
خواجہ زادونکو خلعت فاخرہ دیکر رخصت فرمایا اور اوس لاش کو پھکوا دیا لشکر مین شور و فریاد جو بلند تھا
موقوف ہوا سب نے جان تازہ پائی زندہ رہنے کی شاہزادے کی خوشی منائی امیر نے عمرو کو بلایا اور بہت
کچھ زر و جواہر دیکر واسطے خبرگیری شاہزادہ نامور کے مامور کیا عمرو نے بانواع عیاری کے اپنے جسم کو
آراستہ کیا زنبیل اور جال الیاسی اور گلیم عیاری اور کمند آصفا اور دیو جامہ اور قنطورے پتیا وسے اور
منڈھی انیالی وغیرہ کو سنبھالا اور سب تحفہ اور تبرک جو کہ وہ سر زیب پر تھے ساتھ لیے راوی کہتا ہے
کہ جب لشکر امیر حمزہ ہندوستان کو تسخیر کرنے آیا تھا اوسی زمانے مین عمرو نے مزار انبیا علیہم السلام کی
زیارت کی اور وہان عمرو کو ایک غنودگی آئی عالم خواب مین جمال باکمال چند انبیا کا دیکھا اور عمرو
سے انھون نے فرمایا کہ ہمارے مزار کے روضہ مین زنبیل و غیرہا اشیاے عیاری رکھے ہین انھین کے لیے
زنبیل ایک کیسہ ہے کہ علاوہ اس دنیا کے ایک عالم اوسمین بھی آباد ہے جب تم چاہو گے اوسمین سے ہر چیز
جو آئیگی اور جو چاہو گے وہ اوسمین رکھ لوگے اور گلیم عیاری ایسی ہے کہ جب تم اوسے اوڑھ لوگے
تم سبکو دیکھو گے اور تمھین کوئی نہ دیکھیگا اور جال الیاسی یہ صفت رکھتا ہے کہ اگر کرورون من کے وزن
کی چیز ہو مگر جب تم جال پھینکو گے وہ سوا سیر کی ہوکر اوسمین آجائیگی اور منڈھی جہان کہین کھڑی
کروگے اور اوسکے نیچے بیٹھ کے کوئی تمھین گرفتار نکر سکیگا جو اوسکے اندر آئیگا اولٹا ہوکر لٹک جائیگا
اور کمند آصفا کو پھینک کر جتنا کھولو گے گھٹ جائیگی اور بڑھنے کو چاہو گے بڑھ جائیگی اور کسی چیز سے وہ
نہ کٹیگی نہ ٹوٹیگی اور دیو جامہ جب پہنو گے سات رنگ بدلیگا کبھی سبز ہو جائیگا اور کبھی سرخ کبھی زرد
وغیرہ اسی طرح سے جتنی چیزین ہین سب کرامات رکھتی ہین عمرو کو جب یہ بشارت ہوئی اون اشیا کو
لے لیا ذکر اسکا دفتر اول مین ہو گیا خلاصہ ناظرین فسانہ ان اشیا کا جہان ذکر آوے تو اسی مضمون
سے اوسے سمجھ لین اور اونھین اشیا کو عمرو نے درست کرکے واسطے تلاش کرنے بدیع الزمان کے
راستہ لیا اور بسرعت تمام اسی صحرا کی طرف روانہ ہوا کہ ؎ عنان می دوید از نشیب و فراز ٭ کہ
گردش نمی دید شاہین و باز ٭ وہ مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری بعد طے مراحل جب اوس جگہ
کہ جہان بدیع الزمان کشتۂ سحر ہوئے تھے پہونچا صحرا سبزہ زار و نزہت افزاے فردوس ایک
مرغزار دیکھا کہ فرد ہوا بسبزہ اش گوہر گسستہ ٭ زمرد را ابر واریدبستہ ٭ بلکہ بیت ہر گلی گونہ گونہ از
رنگے ٭ بوی ہر گل رسیدہ فرسنگے ٭ عمرو سیر کنان سراغ مطلب کے لیے ہر طرف روانہ تھا کہ یکایک

سامنے سے ایک غول عورتون کا پیدا ہوا عمرو ایک جھاڑی مین چھپ رہا دیکھا کئی سو نازنینان

مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین فرد برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ۞ جوانی کی راتین مرادونکے دن ۞ چلی

آتی ہین اور اونکے بیچ مین ایک شاہزادی غیرت بخش مہر جبین غزال صحرائے رعنائی طاؤس مست گلشن زیبائی پوشاک نفیس زیب جسم کیے جواہر کا زیور پہنے خواصونکے کاندھے پر ہاتھ رکھے ہوے جیسے گل بلبلون مین بیچ مین شاہ ۞ شمع فانوس مین ستارونمین ماہ ۞ خرامان خرامان اور حیران حیران جنگل کی کیفیت دیکھتی ہوئی روانہ ہی عمرو بیٹھا ہوا یہ کیفیت دیکھہ رہا تھا کہ یکایک ان عورتونمین سے ایک عورت کو رفع احتیاج کی ضرورت ہوئی وہ سب سے علیحدہ ہوکر ایک جھاڑی مین پیشاب کرنے بیٹھہ گئی اور ساتھہ کی سب عورتین شہزادی کی ہمراہ آگے بڑھہ گئین عمرو نے خیال کیا کہ اگر ان عورتونکے ساتھہ چلو گے تو یقین ہی کہ کچھہ مطلب براری ہوگی یہ تصور کرکے جھاڑی سے نکل کر اوس عورت کو کہ پیشاب کر رہی تھی کمند ماری اوسنے غل مچائی عمرو نے گیند عیاری کا اوسکے منھہ مین ڈالدیا اور تھوڑی بیہوشی اوسکے منھہ پر ملدی وہ بیہوش ہوگئی اسے ایک درخت سے باندھا اور آئینہ نکالکر اپنے سامنے رکھا رنگ و روغن عیاری کا اپنے منھہ مین لگایا اور اسکی صورت کو دیکھکر ویسی ہی صورت اپنی بنائی اور پوشاک اوسکی اوتار کر آپ پہنی اور اوسے چھوڑ کر آپ بجلدی تمام اون عورتون مین جاکر کہ جو آگے جاتی تھین ملگیا اونھون نے اسکو اپنی ساتھہ والی سمجھہ کر کہا کہ اے شگوفہ تو بڑی دیر مین آئی وہان کیا کرتی تھی عمرو سمجھا کہ جسے تو بیہوش کر آیا ہے اوسکا نام شگوفہ ہی کہا کچھہ ایسی دیر تو نہین ہوئی غرض باتین کرتی ہوئین وہ سب عورتین ایک باغ کے قریب پہونچین عمرو نے دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل چشم انتظار عاشق کھلا ہوا ہی ہوا اسیر دعیسیٰ دم مسیح نفس روح زان ہی وہ نازنینین اندر باغ کے آئین عجب طیاری کا باغ عمرو نے دیکھا کہ وہ گلشن نگارین گویا ریاض فردوس برین تھا ابیات باغ کا دربان دیدۂ وا ۞ محو نظارۂ گل رعنا ۞ جتنے گل تھے جہان کے اندر ۞ سب تھے اس بوستان کے اندر ۞ اوس گلستان روح افزا کا ۞ باغبان ازل چمن آرا ۞ زمین گل آسمان گل بحر و بر گل ۞ نمانده در جہان گوئی مگر گل

اگر فردوس بر روی زمین ست ۞ ہمین ست و ہمینست و ہمینست

روش پری سی درست ہر روش پر جواہرات بجائے سرخی کے کوٹکر ڈالا ہی درختون کو بادلے سے منڈھا ہی مہندی کی ٹٹیان اور تاک انگور ہر ایک آراستہ و پیراستہ گرد سبزۂ نوخاستہ باد صبا مستانہ وار آتی ہی ہر مینائے شجر سے سر ٹکراتی ہی کٹورے پھولونکے شراب تراوت و نزہت سے لبریز ہین گل ہر ایک عنبر بیز ہین وسط باغ مین چبوترہ سنگ مرمر کا بنا ہی سو گز سے سو گز تک مربع اوسپر فرش ملوکانہ بچھا ہے

مسند مغرق جواہر نگار شاہانہ آراستہ ہی نمگیرہ باسلک مروارید استادہ ہی اور مسند پر ایک عورت ادھیڑ
پوشاک نفیس پہنے قریب پچاس برس کے اوسکا سن تکیہ پر کہنی دھرے بصد شان و شوکت بیٹھی ہے
سامنے عطردان پاندان جوگھڑے چنگیر رکھے ہین جیسے ہی یہ شاہزادی کہ جسکے ساتھ عمرو آیا ہی وہان پہونچی
وہ عورت مسند سے اوٹھی اور ہنستی ہوئی اسے لینے چلی اسنے بھی آگے بڑھکر باادب تمام اوسے سلام کیا اور
سب خواصین بھی باعزاز و نیاز دستہ بستہ مجرا کرکے پیچھے ہٹین وہ ضعیفہ کہ اسیکا نام شرارہ جادو ہی کہ جسنے
بدیع الزمان کو کشتہ سحر کرکے مقید کیا ہی اور یہ شاہزادی جو اسکے پاس آئی ہی بیٹی ملکہ حیرت جادو زوجہ
بادشاہ طلسم افراسیاب جادو کی ہی اور اسکی بھانجی ہوتی ہی فی الجملہ شرارہ نے ملکہ تصویر جادو
دختر حیرت جادو کی بلائین لین اور پیار کرکے مسند پر بٹھایا پھر رقاصان مہر طلعت کو حکم دیا کہ حاضر ہون
اور سامنے آکر مجرا کرین غرض ناچ ہونے لگا اور جام شراب چلنے لگا اوسی جلسۂ نشاط مین تصویر جادو
نے شرارہ سے پوچھا کہ ای فرزندیون یا پیادہ سر شام صحرا مین کس باعث سے نکلکر یہان آئین اس نازنین نے
عرض کیا کہ ای مادر گرامی قدر خالہ جان مینے سنا ہی کہ آپنے کسی بیٹے کو صاحبقران کے گرفتار کیا ہے
اور مجھے مسلمانونکے دیکھنے کا کمال اشتیاق ہی کہ یہ لوگ ایسے زبردست ہین کہ جنھون نے خداوند لقا
کو عاجز کر رکھا ہی اور خداوندان لوگونکے ہاتھ سے دیار بدیار بھاگتے پھرتے ہین اور سنا ہی کہ ان لوگون
نے سیکڑون ملکونکو تہ تیغ کیا ہے اور صدہا طلسمات کو خاک سیاہ و برباد کردیا ہی لہذا مجھے بھی آرزو ہوئی
کہ انکی صورت دیکھون کہ کیسی توانائی اور طاقت خداوند لقا نے انھین دی ہی اور کیسی شوکت عطا فرمائی ہی
شرارہ جادو نے یہ بیان سنکر ہنس دیا اور حسب خواہش ملکہ تصویر حکم دیا کہ قیدی کو سامنے لاؤ اور اسکا
حال زار ملکہ کو دکھاؤ کچھ جادوگرنیان بموجب حکم کے چلین اور باغ کے اندر بارہ دری اور عمارات عالی
کئی کوس تک تعمیر ہے اسی عمارت کے ایک حجرے مین بدیع الزمان کو قید کیا ہے یہان بھی ساحرنیون
کا پہرہ ہی اون کنیزون نے پہرے والیون سے حکم شرارہ جادو پہونچایا اور بدیع الزمان کو نیرو تر
سحر غل و زنجیر مین گرفتار ہاتھون مین ہتھکڑیان اور پانون بیڑیان بغلون مین خاردار لٹورانون
پر جوڑے فولاد کے چڑھے ہوے کمر کی زنجیر کو جادوگرنیان تھامے سامنے شرارہ اور ملکہ تصویر کے
لائین اور تصویر نے صورت زیبا اور طلعت جہان آرا کو شہزادہ والا تبار کی دیکھا کہ ایک نوجوان
حسین و جمیل آفتاب عالمتاب سپہر زیبائی و گوہر آبدار محیط خوش ادائی **ابیات** جمالی دید از حد بشر
دور ؛ ندیدہ از پری نشنیدہ از حور ؛ جوانی روی نیکش آفتابی ؛ کہ از نظارہ در دل اضطرابی ؛ ز باغ
نوجوانی سر بسر حسن ؛ بہار بر بہار حسن بر حسن ؛ نکحل نرگسش از سرمۂ ناز ؛ ز مژگان بر جگرہا ناوک انداز

مقوس ابروان محراب پاکان | معنبر سائبان بر خواب ناکان

یہ دیکھتے ہی ایک کمانخانہ ابروی شاہزادہ کی تیر عشق جو رہا ہو ملکہ تصویر کے سینہ سے پار گذرا جینا دشوار ہوا نظم
تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی + وہ نظر ہی وداع رخصت تھی + ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ + صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ

دل یہ کرنے لگا طپیدن ناز | رنگ چہرے سے کر گیا پرواز

ملکہ مسند پر سر رکھکر بیہوش ہو گئی شرارہ جادو نی گلاب کیوڑہ بید مشک رخسار پر چھڑکا اور ہنگامہ جو ہوا شہزادے نے بھی ملکہ کو دیکھا کہ ایک نازنین غش سے فرصت پائے میری طرف بنظر حسرت نگران ہے عجب صورت زیبا اور طلعت جہان آرا ہی کہ مصور آفرینش نے تمثال بیمثال اوسکی بنائی ہی شہزادہ کا دل مضطر باوجود اس قیدگران کے بیقرار ہو کر اوسکے کمند طرہ تابدار مین اسیر ہوا فی الحقیقت اگرچہ تمام نام نامی اس غیرت وہ نگارخانہ مانی کا ملکہ تصویر جادو تھا مگر نظارہ جمال عالم مثال سے اوسکے انسان مثل تصویر بیحس و صورت آئینہ حیران ہوتا تھا سکتہ ہو جاتا تھا نظم

مانی چو نقش آن بت بدست میکشد | چون میرسد بساعد او دست میکشد
نقاش چون شمائل آن ماہ میکشد | نوبت بزلف او چو رسد آہ میکشد

کاتب ندرت طراز قدرت نی شبیہ دلفریب اسکی لوح زیبائی پر قلم رعنائی سے آپ لکھی تھی اور مرقع دہر مین ایسی صورت زیبا دوسری خلق ہوئی تھی شاہزادہ دیکھتے ہی ایک جان کیا بلکہ ہزار جان سے اوسپر شیدا ہوا

صبر کا یارا نرہا ابیات | صدا دل نے دی اشتیاق اشتیاق | کہا صبر نے الفراق الفراق
تشتت حواسون نے پیدا کیا | جنون کا علم دل نے برپا کیا | سر کنے لگا پاس ناموس و ننگ
لگی عقل اور عشق مین ہونے جنگ

مگر اپنے تئین سنبھالا اور خیال کیا کہ ایک قید شدید مین تو مبتلا ہوا اگر یہ راز عشق فاش ہو گا ہر ایک اس طلسم مین دشمن جان دکھائی دیگا جینا دشوار ہو جائیگا ضبط کر کے خاموش ہو رہا مگر ملکہ شرارہ نے جب ملکہ تصویر کا حال ابتر دیکھا خواصون کو حکم دیا کہ اس قیدی کو سامنے سے لیجاؤ کہ میری لڑکی نے کبھی کسیکو ایسے رنج و مصیبت مین مبتلا نہ دیکھا تھا آج اس قیدی کو دیکھکر اوسے غش آگیا ابھی نام خدا کنوارا پنڈا ہے خون جسم کا بہت ہلکا ہے یہ حکم سنکر جادوگرنیان شاہزادے کو پھر ایک حجرۂ باغ مین لائین اور بند کر کے چلی گئین شہزادے کو اپنی قید کی مصیبت اوسکے عشق مین سب بھولی اور اوسکی یاد دل حزین کو بیتاب کرنے لگی بزبان حال اوس قید مین یہ ورد تھا نظم

زنجیر جنون کڑی نہ پڑیو | عالم کا ترے جہان بیان ہے | بیتابی دل جہان جہان ہے
دیوانے کا پانون درمیان ہی | اور یہ خیال آتا تھا کہ اسے

بدیع الزمان بھلا وہ مغرور حسن وجمال کاہیکہ تمھارا خیال رکھتی ہوگی اگراب تم اس قید سے
بھی رہائی پاؤگے تو یقین ہیکہ قید عشق مین تڑپ تڑپ کر مرجاؤگے ؎ مدت قید اسیران محن
کیا کہیے ✤ گل کے سو بار گرے تختۂ زندان سرپر ✤ خلاصہ یہان تو شہزادے کی یہ کیفیت ہی مگر وہان
تصویر جادو نے جب سامنے اپنے مطلوب کے نہ دیکھا آنکھین پھاڑ پھاڑ کر اوس باغ مین اپنے
گل خوبی کو تلاش کیا جب نظر نہ آیا ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور انجام کے خیال سے
کچھہ سوچکر خاموش ہورہی شرارہ نے کہا کیون بیٹی مزاج تمھارا کیسا ہی کہا خالہ جان کیا کہون
جی بیٹھا جاتا ہے اور دل مین ہول سمایا ہے کہ ایسی مصیبت بھی لوگ سہتے ہین اور یون گرفتار رہتے
ہین شرارہ نے کہا کہ ای فرزند تم تو نام خدا شاہزادی ہو تمھین ایسی دہشت نچاہیے شاہان زمانہ
کے یہان گنہگار امیدوار سبھی ہوتے ہین کوئی سولی دیا جاتا ہے گردن مارا جاتا ہے کوئی نواوش
خسروانہ سے خلعت وزر پاتا ہے یہ شخص فرزند حمزہ دشمن ساحران ہی افراسیاب جادو نے
اوسے قید کیا ہی چھوٹنا اسکا بہت دشوار ہے اگر کوئی اور قیدی ہوتا تو مین تمھاری خاطر سے
اوسے رہا کردیتی بلکہ مال وزر دیتی اب تم جاؤ اپنے باغ مین جاکر غنچۂ خاطر شگفتہ کرو ایسے خیال
لاطائل اپنے دلسے نکالڈالو تمھارا حال مین اور کچھہ دیکھتی ہون کہ ماتھے پر پسینہ ہے ابتک وہی
خوف وبیم کا قرینہ ہے اگر یہان ٹھہروگی وہی حال پیش نظر رہیگا اس سے بہتر ہے کہ اپنے مقام
پر جاکر ہمرازونکے ساتھہ دل بہلاؤ اور کچھہ اس قیدی کی فکر نکرو یہ باتین شرارہ کی سنکر تصویر
جادو وہانسے اوٹھی اور جی مین کہتی تھی کہ چلو اچھا ہے کہ اوسنے آپسے مجھے رخصت کردیا اگر یہان
ٹھہرتی کوئی کلمۂ درد غم منہ سے نکلجاتا راز عشق کھلجاتا اب اپنے باغ مین چلکر غم سے دلکو خالی کرینگے
اور جی کھولکر خوب روئینگے غرض شرارہ کو اوس ماہ کامل نے بشکل ہلال خم ہوکر سلام کیا اوسنے
بلائین لین اور دعا دیکر رخصت کیا سب کنیزین کہ باغ مین سیر کررہی تھین ملکہ کے جانیکی خبر سنکر
حاضر ہوئین عمرو بھی بشکل کنیز تھا اپنے دل مین سوچا کہ ملکہ چلی جائیگی اسکے ساتھہ خدا معلوم
کہان جانا ہو تمھارا شہزادہ اسی جا قید ہے اس حرامزادی شرارہ جادو کو قتل کرو اور
بدیع الزمان کو چھوڑالو یہ خیال کرکے ملکۂ شرارہ کے سامنے آیا اور دست بستہ
عرض کیا کہ لونڈی کو یہ مقام اور باغ بہت پسند آیا ہے آج میرا جی نہین چاہتا ہے آپکے
قدمون سے جدا ہون اور دوسرے مین نے علم موسیقی کو خوب حاصل کیا ہے اور آج اپ ایسا
قدردان مجھے ملا ہے چاہتی ہون کہ شب بھر رہکر وہ سب کمال آپ کو دکھاؤن اور اوسکے

غرض انعام پاؤن شہزادہ نے کہا اے شگوفہ جیسے تصویر کا مکان ویسے یہ جگہ ہم وہ کہین الگ ہین جہان تیرا جی چاہے بآرام تمام ایکدن دو دن جتنے دن جی مین آئے رہ اور اے فرزند ملکہ تصویر اسے یہین چھوڑتی جاؤ تصویر نے کہا بہت اچھا غرض تصویر جادو تو رخصت ہو کر چلی اور شگوفہ جادو یعنے عمرو بن امیہ یہین ٹھہرے لیکن تصویر جادو کا یہ حال ہے کہ یہ کہین ٹوالتی ہو اور پتا کہین ہو فرط رنج سے جی نڈھال ہے اس سوچ مین چلی جاتی ہی کہ اے ملکہ دل بھی آیا تو کس شخص پر کہ جو دشمن جان دایان کشندۂ ساحران ہی اس قید سے اوسکا چھوٹنا دشوار ہے افسوس مفت جان گئی یہ باتین کرتی دل سے روانہ تھی کہ یکایک سامنے سے اسکے کنیز شگوفہ بدن سے ننگی روتی ہوئی آکر پہونچی تصویر حیران ہوئی کہ شگوفہ ابھی تو شہزادہ کے یہان رہگئی تھی اور ابھی یہان آپہونچی اور کپڑے اسکے کسنے اوتار لیے اس عرصہ مین شگوفہ شاہزادی کے پانون پر آکر گری اور عرض کیا کہ اے ملکہ مین آپکے ساتھ چلی آتی تھی راہ مین رفع احتیاج کو گئی ایک جھاڑی مین سے ایک شخص نکلا اور اوسنے نہین معلوم کیا کیا مین بیہوش ہوگئی وہ مجھے ننگا کر کے ایک درخت سے باندھکر چلا گیا جب مجھے ہوش آیا آیندو روند کو منت کر کے بلایا اور اپنے تئین رہا کرا کر آپکی خدمت مین چلی تھی کہ شکر خدا کا حضور کی صورت نظر آئی واضح ہو کہ یہ وہ شگوفہ ہے جسکی صورت عمرو بنکے ملکہ کے ساتھ گیا تھا غرض ملکہ کو اس ماجرے کے سننے سے حیرت ہوئی اور دل مین کہا کہ اس ماجرے کو مخفی کرو شاید کوئی دوست شہزادہ بدیع الزمان کا اسکی شکل بنکے انکی رہائی کی فکر مین وہان ٹھہرا ہے معلوم ہوا کہ وہ شگوفہ نہین ہے کوئی اور ہے اور اگر اس حال کا چرچا کروگی شہزادہ آگاہ ہوگی وہ بیچارہ بھی گرفتار ہوگا غرض شہزادے کی محبت سے کچھ خالہ کا بھی ملکہ نے پاس نہ کیا اور کنیزون کو بلا کر شگوفہ کو اور کپڑے دلوائے اور کہا دیکھو یہ مستانی میرے ساتھ سے ملکہ شہزادہ پاس رہگئی تھی اسلیے کہ ملکہ کو جانے دو تو مین اکیلی جو جی مین آئے وہ کرون آخر نہین معلوم کہان گئی تھی کہ اپنے کپڑے بھی چھنوا آئی ہرچند شگوفہ نے کہا واری مجھ پر یہ سانحہ گذرا ملکہ نے کہا چل جھوٹی مجھے کب یقین آتا ہے قسم ہے سامری کی اب جو تجھسے ایسی باتین کریگی تو خوب سزا دلواؤنگی غرض اوسکو دھمکا دیا کہ یہ بار بار اپنی کیفیت بیان نکرے اور اس امر کا چرچا نہ ہو اور اس امر کا چرچا نہ ہوا اور ملکہ آپ نظر بہ کریم کارساز مسبب الاسباب کر کے کہ یقین ہے اب کوئی صورت بدیع الزمان کے رہائی کی نکل آئیگی اپنے باغ کی طرف متوجہ ہوئی اور جب داخل باغ ہوئی بغیر اپنے گلعذار کے وہ گلشن سراسر نظرون مین خار تھا بقول شاعر نظم

بن ترے سیر چمن خوش آئی کیا اے سروناز — پھول جو ہے میری نظروں میں برنگ خار ہے
جو خمیدہ گل کی ٹہنی ہے وہ ہے شکل کمان — شکل ناوک موج بوئے گل جگر کے پار ہے

لالہ وار دل ہم عشق سے داغدار نرگس آسا چشم براہ انتظار سنبل نمط پریشان و زار ملکہ تصویر جادو یا شہزادۂ
والا تبار میں وہاں فروکش ہوئی مگر بیتاب و بیقرار ہے لیکن اب حال ریش تراشندۂ کافران و سربریدۂ
جادوگران خنجر گذار خواجہ عمرو نامدار کا سنیئے کہ یہ جو باغ میں ملکہ شرارہ کے پاس ٹھہرے تھے شام تک
تو بارہ دری میں شرارہ کی خواصوں کے ساتھ خوش فعلی اور مذاق کرتے رہے کسیکے چٹکی لے لی کسی کے
گال پر گال رکھدیا آنکھ بچا کر جسکا جو مال پایا زنبیل میں رکھ لیا اب کسیکا پاندان نذارد کسیکا مقابہ غائب
ایک ہنگامہ ہے معلوم نہیں ہوتا کون لیگیا غرض اسی ہنگام میں شام ہوئی شرارہ نے کھانا شراب
کباب سب نعمتیں اپنے خاصے پر سے بھیجیں جب سب ضروریات سے فراغت ہوئی چبوترہ بلور پر
شرارہ فرش بچھوا کر بیٹھی باغ میں روشنی ہوئی قندیلیں مثل قطرہ ہائے نور ہر درخت میں آویزاں
ہوئیں بارہ دری میں ہانڈیاں جھاڑ کنول جملہ شیشہ آلات فراشوں نے درست کرکے روشن
کیا سبحان اللہ ایسی جگہ کا کیا کہنا قطعہ آئینہ تھا کہ باغ جوہر تھا ÷ بے تکلف دل سکندر تھا ÷ ذرہ دیوار گوہر
میں بہار ÷ کہیں بستان شاہد دیوار ÷ طرفہ فرشی کنول پہ تھا جوبن ÷ نار نور ایک جا پہ تھے روشن
فواروں کے خزانے میں بادلہ کتر کر ڈالدیا اور نہروں کا پانی جھلکایا گیا القصہ جب آراستگی
ہو چکی اوس وقت ارباب نشاط کی طلب ہوئی شرارہ نے کہا شگوفہ کو بلاؤ بمجرد حکم شگوفہ حاضر ہوئی
اور پیشواز منگا کر پہنی چوراسی پانوں میں باندھی سازندوں گاینوں سے جو ملازم شرارہ تھیں حکم دیا
کہ ساز اپنے ملائیں اور عمرو نے جوڑی ذکی اپنے پاس سے نکالی جاننا چاہیے کہ عمرو کو کوہ ابو قبیس پر
امیر کے ساتھ حضرت جبرئیل نے شاگرد کیا ہے اور تین دانے انگور کے کھلائے ہیں کہ ایک دانہ کی
خاصیت یہ ہے کہ عمرو خوش الحان ہے اور الحان داؤدی رکھتا ہے اور دوسرے دانہ کی تاثیر سے بہتر
صورتیں بدل سکتا ہے جس صورت کا خیال لائے بقدرت خدا وہی بنجائے اور تیسرے دانے کے سبب سے
عمرو زبان ہر قوم کی سمجھتا ہے اور انھیں کے محاورے میں گفتگو کرتا ہے بالحاصل عمرو نے بانسری نکالکر
لبوں سے لگائی اور تھوڑے سے موتی لیکر پھانک لیے اور ایک ریتی انگوٹھے میں پانوں کے باندھا اور دوسرا
سرا اوسکا لبوں سے دبالیا اور گلابی شراب کی بغل میں دبائی اور پیمانہ ہاتھ میں لیا اور گت ناچنا شروع
کیا اور اس طرح کہ جب چاہا ایک گھنگرو بجا اور جب چاہا سب بجے اور جب چاہا ایک نہ بجا منہ سے
موتی ہر تال و گت میں نکل کر تار میں پروئے جاتے تھے اور پیمانہ میں شراب ہر بار بھرتا تھا اور لب عمرو

کو بلاتا تھا ناچ میں چلبل اور ادا دکھاتا تھا کہ ہر طرف سے احسنت آفرین کی صدا بلند تھی **نظم**

وہ گھٹنا وہ بڑھنا اداؤں کی ساتھ	دکھانا وہ رکھ رکھ کے چھاتی پہ ہاتھ	کبھی دلکو پاؤں سے مل ڈالنا
نظر سے کبھی دیکھنا بھالنا	دوپٹے کو کرنا کبھی منھ کے اوٹ	کہ پردے میں ہو جائے دل لوٹ پوٹ

شرارہ کو ایک عالم حیرت ہے کہ یہ انسان ہے یا شعلہ ہے یا شرارہ ہے عجب طلسم کا ناچ ہے بانسری میں گت کا ٹھیکا بج رہا ہے موتیوں کا تسلسل جاری ہے شراب اہل مجلس کو برابر پہونچتی ہے ملکہ شرارہ نے تعریف کی اور مالا اوتار کر دیا عمرو نے سلام کر کے ناچتے ہوئے جا کر سر سامنے کر دیا شرارہ نے گلے میں مالا پہنا دیا اب گت موقوف کر کے عمرو نے گانا شروع کیا کہ صدائے دلچسپ اور نغمہ دلکش سے ہر ایک کو غش آگیا اور شرارہ پر عالم وجد طاری ہوا **مثنوی**

ہوا بندھ گئی اسکھڑی اس اصول	بسیرا کئے جانور اپنا بھول
درختوں سے مل مل کے باد صبا	لگی وجد میں بولنے واہ وا

جب شرارہ حالت ذوق میں آکر رونے لگی عمرو نے گانا موقوف کیا شرارہ نے کہا ارے بسمل کیوں چھوڑتی ہے ذبح کیا ہے تو دم نکل جانے دے شگوفہ نے عرض کیا کہ اے ملکہ کچھ حال اپنا میں غزل میں عرض کرتی ہوں **غزل**

آنکھوں کو جانتی ہوں پیالہ شراب کا	مستوں کو فرض عین ہے پینا شراب کا
میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا	دیتا ہے مجتہد مجھے فتوے شراب کا
خمخانہ جہان میں وہ علامہ دہر ہوں	دیتا ہے مجتہد مجھے فتوے شراب کا

جب اشعار شرارہ نے سنے سمجھی کہ یہ طالب شراب ہے بلحاظ سے مانگ نہیں سکتی ہے بڑی تمیزدار ہے کہ آپنے اہل محفل کو شراب پلائی اور آپ نہیں پی بس فوراً حکم دیا کہ میخانے کا اسباب حاضر کرو کنیزیں دوڑ دوڑ دین اور کشتیان شراب کی اور ساغر و کنٹر و گلابیان سب لا کر موجود کر دیں شرارہ نے کہا کہ اے شگوفہ آج تو نے مجھے محظوظ کیا میں اب تجکو اپنا مقرب بنایا اور اپنی انیسوں میں داخل کیا آج ساقی گری ہماری صحبت میں کر اور ہمیں بھی شراب پلا عمرو یعنے شگوفہ نے بڑھکر پانچ اشرفیان نذر دین کہ عہد ملا شرارہ نے خلعت فاخرہ دیا خلعت پہنکر میخانہ کو شگوفہ نقلی نے آراستہ کیا سبز کنٹروں و شیشوں کو شراب کے جہاں جھاڑ روشن تھے وہاں مثل گلدستہ کے آراستہ کیا سبز کنٹر اور شیشہ کو سرخ کے برابر رکھا اور اس طرح جھاڑ کے مقابل کیا کہ اوسکی روشنی اوسپر پڑی اور فرش پر گلدستے رکھے ہوئے معلوم ہوں اسطرح کے پھیر بدل کرنے سے غرض عمرو کی یہ تھی کہ بجلدی تمام شراب میں بیہوشی آغشتہ کرے غرض آنکھ بچا کر سب شراب کو آغشتہ بداروی بیہوشی کر دیا اور پھر اوسی طرح ناچنا

شروع کیا اور گلابی شراب کی بغل مین دبا کے شراب پیمانہ مین بھر کے ناچتا ہوا ملکہ شرارہ کے قریب
آیا اور جام کو سامنے کر کے عرض کیا کہ ؎ بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ٭ چنان نماند چنین نیز ہم
نخواہد ماند شرارہ جادو نے ہاتھ بڑھایا کہ جام لیکے شگوفہ نے اوس جام کو اوچھال دیا اور او
سر پر روکا لیکن ایک قطرہ شراب کا چھلک کر نہ گرا اور سر کو سامنے لیجا کر جھکایا اور عرض کیا کہ
اے ملکہ افسرون اور سردارون کو سر سے شراب پلاتے ہین شرارہ جادو کو اسکے ہنرہاے شایستہ پر
ایک حیرت طاری ہوئی ہے الغرض جام شراب اوسنے لیکر چاہا کہ پی جاے وہ شراب جب اوسکے
منھ کے قریب آئی اور سانس لی ہوا شرارہ کی اسکو لگی وہ شراب شعلہ ہو کر اوڑی اور جام خالی
رہ گیا اب شرارہ کو ہوش آیا کہ یہ کیا ماجرا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص کوئی عیار ہے فورا
کچھ سحر پڑھا اور عمرو پر کہ جو شگوفہ بنا ہوا ساقی گری کر رہا تھا پھونکا عمرو کا وہ رنگ اور روغن جو
بعیاری لگایا تھا کچھ نہ رہا اور صورت اصلی عمرو کی ظاہر ہوئی شرارہ نے جادوگرنیونکو حکم دیا کہ
اسے گرفتار کرو انہون نے عمرو کی مشکین باندھ لین شرارہ نے کہا او موے تو نے مجھے مار ہی
ڈالا ہوتا دیکھ تو تجھے کس حال زار سے قتل کرتی ہون عمرو نے کہا او قحبہ اب کیا تو سمجھ جائیگی بادولت
جہان تشریف لاتے ہین پھر بے نیل مقصود پھر کے نہین جاتے ہین دیکھ تھوڑے عرصے مین تجھے واصل
جہنم کرتا ہون شرارہ کو یہ کلمات سنکر غصہ آیا راوی کہتا ہے کہ جب سے بدیع الزمان کو شرارہ
نے مقید کیا ہے سحر کے پہرے مقرر کر دیے تھے کہ اگر کوئی عیار شہزادہ نامدار کو چھوڑانے آئے تو مجھے خبر
ہو جائے یہ باعث تھا کہ شراب شعلہ بنکر اوڑی اور عمرو کو اوسنے گرفتار کر لیا فی الجملہ کلمات درشت
عمرو سے سنکر عمرو کو ایک درخت سے بندھوایا اور سحر کا حصار کر دیا کہ اب کوئی شخص باغ سے باہر نکل سکے
اور ایک عرضی مالک طلسم افراسیاب کو مشتمل حالات عمرو تحریر کی کہ مینے اوسے گرفتار کیا ہے اگر حکم ہو
سر کاٹکر اسکا بھیجدون اور اگر ارشاد ہو زندہ روانہ کرون اور یہ عرضی اپنی ایک کنیز شعلہ رفتار
نامے کو دی کہ خدمت شہنشاہ ساحران مین جا کر پہونچائے شعلہ عرضی لیکر چلی لیکن اب حال
افراسیاب جادو مالک طلسم سنیے کہ اسکی عملداری مین ساٹھہ ہزار ملک جادوگر اور جادوگرنیون
سے آباد ہین اور وہانکے بادشاہ سب اسکے مطیع و منقاد ہین اور اس طلسم مین تین مقام ہین
ایک پردہ ظلمات ایک طلسم باطن ایک طلسم ظاہر پردہ ظلمات مین بزرگ
افراسیاب کے مثل ماہی زمرد رنگ و آفات چہار دست وغیرہ رہتے ہین کہ ذکر
اونکا وقت فتح طلسم آئیگا اور طلسم باطن مین وزرا امرا مقربان شاہ یعنی افراسیاب کے رہتے

ہین

ہین مثل ملکہ حیرت وغیرہ اور طلسم ظاہر مین رعایا اور اکابران شہر ساکن ہین اور ظاہر و باطن طلسم کے درمیان ہین ایک دریای سحر بنایا ہے کہ نام اوسکا دریاے خون روان ہی اور اوسپر ایک پل دھوین کا بنا ہی اور دو شیر دھوین کے اندر پل پر کھڑے ہین اور ایک عمارت پل کے اوپر تین درجہ کی بنی ہے اول درجے مین اوسکے پر بیزادین شہنائیان اور قرنائین منھہ سے لگائی ہین اور دوسرے درجے مین پریان موتی جھولی مین بھرے ہوے کھڑی اوچھالتی ہین کہ موتی دریا مین گرتے اور دریا کی مچھلیان اون موتیونکو منھہ مین لیے تیرتی پھرتی ہین اور تیسرے درجے مین بڑے بڑے قدآور جوان قوم کے حبشی ہین کہ دو دو صفین باندھے ہوے باشمشیر برہنہ کھڑے ہین اور آپسمین لڑ رہے ہین اور خون اونکے جسم سے بہکر دریا مین گرتا ہے کہ پانی اوسکا وہی خون ہی اسی سے نام اوسکا دریاے خون روان اور نام پل کا پل پریزادان ہی افراسیاب ہر جگہ طلسم مین سیر کرتا پھرتا ہے اور ہر مقام مین باغ اور عمارتین اور سیر گاہین اور مکانات افراسیاب کے تعمیر ہین کہ ذکر اونکا بروقت داخلہ عمرو اور طلسم کشا شہزادہ اسد کے بیان ہوگا غرض یہ ساحرہ فرستادہ شرارہ بزور سحر اوڑکر روانہ ہوئی اور دریاے خون روان کے کنارے پہونچکر پکاری کہ اے شہنشاہ ساحران مین فرستادہ شرارہ جادو کی حضور پرنور کی خدمت مین حاضر ہون افراسیاب اندر طلسم باطن کے ایک باغ ہی کہ نام اوسکا باغ سیب ہی وہان مع ارکان سلطنت جلوہ فرما تھا کہ یکایک شعلہ رخسار کے آنیکی خبر اوسکے سحر نے اوسے پہونچائی راوی کہتا ہی کہ افراسیاب جادو اتنا بڑا ساحر ہے کہ طلسم کے اندر جو اوسکو پکارتا ہے سحر اوسے خبر دیتا ہے اور ایک کتاب اوسکے پاس ہی کہ نام اوسکا کتاب سامری ہی اوسمین سب حال ہر ایک کا معلوم ہوتا ہی اور بہت سے پتلے کہ بعضے فولاد کے ہین بعضے مٹی کے کہ وہ حکم سے افراسیاب کے لڑتے ہین اور سب کام کرتے ہین اور جسکو حکم ہوتا ہے پنجہ کی صورت ہوکر اوسکو اوٹھا لیجاتے ہین خلاصہ کلام جب شعلہ کے آنیکی خبر بزور سحر معلوم ہوئی افراسیاب نے ایک پنجہ سحر کا بھیجا کہ وہ آکر شعلہ کو اوٹھا لیگیا اور سامنے افراسیاب کے پہونچا کر پنجہ تو غائب ہو گیا مگر شعلہ نے دیکھا کہ باغ کی بارہ دری مین کئی ہزار دنگل اور کرسیان یاقوت احمر کی بچھی ہین اور دنگلون کے نیچے پاے شیر دہان اور مگر دہان اور فیل چہرہ لگے ہین اور منھہ سے اون چہرون کے شعلے آگ کے نکلتے ہین اور اون کرسیون اور دنگلون پر مغزران طلسم ساحران نامی بلباس فاخرہ بیٹھے ہین مثل ملکہ بہار جادو و نافرمان جادو و زعفران جادو و طاوس جادو و مشکین موے نکا کل کشا و مخمور

سرخ چشم وغیرہ کہ نام اورون کے وقت پر گزارش ہونگے اور ملکہ حیرت جادوز وجہ
افراسیاب تخت پر پہلوی افراسیاب ہین جلوہ گر ہی وہ تخت مقام صدر ہین آراستہ ہے
جواہرات بیش بہا جڑاہی اور سامنے ملکہ حیرت کے پانچ عیارچیان کہ نام اونکی صرصر شمشیرزن
و صبا رفتار و شمیمہ نقب زن و غزالہ کمند انداز و تیز نگاہ خنجر زن ہین حاضر ہین صرصر
شاہزادی ہی اور چار عیارچیان صرصر کی مصاحبین ہین اور دو وزیرزادیان کہ نام اونکے
یاقوت جادو اور زمرد جادو ہین ملکہ حیرت کے سرپر رومال سے مگس رانی کر رہی ہین حضار
دربار رعب و داب شاہی سے دست بستہ خاموش بیٹھے ہین اور چار وزیر افراسیاب جادو کے نام
اونکے باغبان قدرت و صنعت سحر ساز و ابریق کوہ شگاف و سرمایہ برف انداز
سر پر شہنشاہ جادوان افراسیاب کے مرچھ جنبانی کر رہے ہین الحاصل شعلہ فرستادہ شرارہ
کی جب سامنے آئی مجرا کر کے عرضی پیش کی افراسیاب نے بعد ملاحظہ جواب لکھہ دیا کہ عمرو کو قتل
کرو شعلہ جواب لیکر رخصت ہوئی افراسیاب نے سحر کا پنجہ ہلا کر دریاے خون روان کے
پار اوسے بھجوا دیا یہ وہان سے شرارہ کے پاس چلی مگر یہان سے شرارہ کے باغ کا فاصلہ
ہے یہ تو دوسرے دن پہونچیگی مگر اب حال عمرو کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ بلبل شاخسار گلشن عیاری
ایک درخت سے بندھے ہین کہ اسی ہنگام مین جب زیادہ رات گئی شرارہ جا کر بارہ دری مین
سورہی عمرو نے دل مین فکر کی کہ کسی تدبیر سے رہا ہون اور شرارہ کو قتل کرون اسی تدبیر مین تھا
کہ اتفاق سے ایک کنیز شرارہ کی اودھر آنکلی کہ جدھر یہ بندھے ہوے تھے اوسے دیکھکر
اشارے سے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ اے بندی لقا کی ذرا دو باتین میری سن لے وہ کنیز جب
قریب آئی عمرو نے رونا شروع کیا اور کہا کہ مین صبح کو تم جانتی ہو کہ گردن مارا جاؤنگا اور جلاد
جو کچھہ مال وغیرہ میرے پاس ہی لے لیگا اسلیے چاہتا ہون کہ تجھے مال اپنا سپرد کرون اگر تو میری
وصیت سنے اور میرا کہنا قبول کرے اور یہ بھی مجھے معلوم ہی کہ مین عیار حمزۂ صاحبقران ہون
جواہر و در و گوہر بے انتہا اپنے پاس رکھتا ہون یہ کنیز کہ نام اوسکا سمن عذار ہے مال کا نام
سنکر لالچ مین آئی اور پاس عمرو کے بیٹھہ گئی اور کہا بیان کرو وہ کیا وصیت ہی اور کس قدر مال ہی
عمرو نے کہا مال تو بہت ہی مگر پہلے وصیت سن لو اور وہ یہ ہے کہ جب مین قتل ہو جاؤن تو کچھہ
مال صرف کر کے شرارہ سے مانگ لینا اور اوسے کفن دیکر دفن کر دینا اور لشکر صاحبقران
مین جا کر نصف مال میرا میری اولاد کو اور بی بی کو دینا اور باقی تم صرف کرنا سمن عذار

نے کہا اچھا وہ مال کیا ہی عمرو نے کہا ایک ہاتھ میرا کھولدو تا کہ وہ سب مال نکالکر مین تمھین دون
سمن غدار نے عمرو کا ہاتھ کھول دیا عمرو نے کسوت عیاری نکالکر زمین پر رکھدی اور کہا میرا
دوسرا ہاتھ بندھا ہی تم اسے کھولوا ور جو جو مین کہون وہ لے لو اوسنے وہ کسوت کھولی اوس مین
سے اسباب عیاری کرنیکا نکلنے لگا کہین زنانی پوشاک کوئی مردانی پوشاک کچھ مٹھائی کچھ رنگ و
روغن وغیرہ برآمد ہوا عمرو بتلاتا جاتا ہی کہ یہ سب عیاری کرنیکے اشیا ہین اس طرح ہم عورت کی
شکل بنتے ہین یون فقیر بنتے ہین یون بادشاہ بنتے ہین اس مٹھائی مین بیہوشی ملی ہے یہ میوے
آغشتہ بدار وی بیہوشی مین غرض ایک کیسہ زربھی ان سب چیزون کے بعد نکلا کہ اوس مین
جواہرات اور اشرفیان تھین عمرو نے کہا یہ تھیلی لے لو سمن غدار بہت خوش ہوئی اور وہ
روپیہ لے لیا پھر اوس کسوت کو تلاش کرنے لگی ابکی بار ایک ڈبیا یاقوت احمر کی نہایت سبک
ترشی ہوئی کہ جسکی ضو سے وہ جگہ تمام منور اور روشن ہو گئی اوس مین سے نکلی عمرو نے وہ درج
جلدی سے اوٹھایا سمن غدار نے کہا اس مین کیا ہی کہا اس مین میری جان ہی جو کچھ مینے
کمایا ہے سب اسمین ہی کہا ہی کنیز نے کہا یہ بھی مجھے دے عمرو نے کہا یہ اپنے ساتھ قبر مین لیجاؤنگا
سمن غدار نے کہا اچھا بتلا اس ڈبیا مین کیا چیز ہے عمرو نے کہا اس مین ایک گوہر بے بہا ہے
کہ جسکی قیمت اگر ہفت اقلیم کی سلطنت بھی ملے جب بھی کم ہے سمن غدار نے کہا اے عمرو
آخر تو مارا ہی جائیگا یہ بھی مجھے دیدے تیرے عیال و اطفال کے ساتھ کمال احسان کرونگی
عمرو نے کہا خیر تو بھی کیا یاد کریگی اسے بھی لے لے لیکن ایکبار مجھے ڈبیا کھولکر یہ موتی پھر دکھا
دی سمن غدار نے عمرو سے وہ ڈبیا لیکر چاہا کہ اوسے کھولے وہ کھل نسکی عمرو نے کہا کہ سینے
کے برابر رکھ کے دونون ہاتھون سے زور کر کے کھولو اوسنے قریب سینے کے لا کر زور کیا وہ
ڈبیا کھلی اور اوسمین سے غبار بیہوشی اوڑا اور اوسکے منھ پر پڑا کہ ایک چھینک آئی اور بیہوش
ہو گئی عمرو کا ایک ہاتھ تو کھلا ہوا تھا دوسرا بھی کھول لیا اور سمن غدار کو اوٹھا کر علیحدہ
لا کے ایک گوشہ باغ مین رنگ و روغن عیاری کا لیکر اسکو اپنی صورت بنایا اور آپ اسکی شکل بنا
اور اسکی زبان مین ایک روغن ایسا لگایا کہ زبان اوسکی منھ مین پھول گئی اور کلام کرنے سے معذور
ہوئی اسے لا کر اسی درخت سے اپنی جگہ پر باندھ دیا اور سب اسباب اپنا کسوت عیاری مین باندھکر
وہان آیا کہ جہان سمن غدار سویا کرتی تھی کیلیے کہ جب عمرو شگوفہ بنا ہوا تھا تو سب کنیزون کی نشست
کی جگہ اونکی ساتھ رہکر دیکھ لی تھی غرض اسکے پلنگ پر آکر عمرو لیٹ رہا یہانتک کہ زندانی فلک قید خانہ

سے مشرق کے زنجیر شعاع مین مسلسل میدان چرخ مین آیا اور خسرو انجم سپاہ نے دربار
سیارگان برخاست کیا ابیات

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت
لحاف غنچہ از رخ در کشیدند
خروس صبحدم آواز برداشت
سمن از آب شبنم روی خود شست
عنادل لحن دلکش بر کشیدند
بنفشہ جعد عنبر بوی خود شست

دم سحر شرارہ جادو خواب غفلت سے بیدار ہوئی اور کنیزین بھی سب اٹھین بعد فراغ امورات
ضروری شرارہ بارہ دری کے چبوترے پر فرش بچھوا کر بیٹھی اور سب خواصین مع عمرو کے
کہ جو بشکل سمن غدار ہے اوسکی خدمت مین حاضر ہوئی کہ اس عرصہ مین شعلہ جسار جواب لیے
ہوے عرضی کا افراسیاب کے پاس سے پہونچی اور شرارہ کو وہ تحریر افراسیاب کی دی اوسنے
حکم دیا کہ عمرو کو درخت سے کھول کر لاؤ اور قلماقنی سے کہا کہ سر اوسکا کاٹ لے کنیزین جا کر سمن غدار
کو جو بشکل عمرو تھی سامنے شرارہ کے لائین اور قلماقنی خنجر لیکر سر کاٹنے پر مستعد ہوئی سمن غدار
بسبب روغن لگا دینے خواجہ کے منہہ سے بولتی نہین ہے ہر چند رو رو کر اشارے کیا کی مگر کوئی نہ سمجھا
اور ایک ہی ہاتھہ مین قلماقنی نے سر اوسکا بحکم شرارہ جدا کیا وہ ساحرہ تھی اوسکے مرتے ہی ایک شور
بلند ہوا اور اوسکی بیرون نے غل مچائی کہ افسوس کشتی سمن غدار جادو اور ایک تاریکی چھاگئی عمرو
جو اسکی شکل بنا ہوا تھا اوسی اندھیرے مین بھاگ کر ایک گوشۂ باغ مین جا چھپا اور شرارہ بہت
یہ تاریکی دیکھکر اور شور و غوغا سنکر گھبرائی کہ سمن غدار کا نخل ہستی برباد ہوا اور عمرو نے لبفن مکاری
خار دیا اور آپ چھوٹ گیا کنیزون سے کہا کہ سمن غدار کی جگہ پر دیکھو کہ وہ باغی وہان بیٹھا ہوگا
کنیزین نسیم آسا برای تعمیل چلین اور سمن غدار کی جگہ پر جا کر دیکھا کسیکو نہ پایا شرارہ کو مطلع کیا کہ
وہان کوئی نہین ہے اوسنے کہا اچھا صندوقچہ سحر کا جو بارہ دری کے بیچ کے طاق مین رکھا ہے اوٹھا لاؤ
مینے انکو حصار سحر سے کر دیا تھا کہ کوئی باغ کے باہر نکل کے نہ جا سکے یقین ہے کہ وہ دزد تم کنیزون مین ملا
ہے مین اوس صندوقچہ سے دریافت کر لونگی یہ حکم کرتے ہی وہ صندوقچہ سحر اسکے سامنے حاضر کیا شرارہ
نے اوسکا بیڑا اوٹھایا اوسمین سے ایک کڑا مثل حلقے کے بیچ مین لگا تھا اوسنے حکم دیا کہ اس حلقے مین سب
ہاتھہ ڈالو جو عمرو ہوگا اوسکا ہاتھہ اسمین سے نکل نہ سکیگا سب کنیزون نے ہاتھہ حلقے مین ڈالا مگر کسیکا ہاتھہ نہ
پھنسا شرارہ نے کہا جاؤ صندوقچہ رکھہ آؤ تم مین کوئی عمرو نہین ہے اب مین آج رات کو اپنا سحر جگاؤنگی
اور دریافت کرونگی کہ عمرو کہان ہے کنیزین صندوقچہ رکھہ آئین لیکن یہ حال عمرو نے گوشۂ باغ سے دیکھا
خاموش ہو رہا اور چار طرف نگاہ کی ایکطرف کو ایک جھونپڑی باغبانون کے رہنے کی معلوم دی عمرو

درختونکی آڑ مین چھپتا ہوا اوس جھونپڑی کے قریب آیا دیکھا ایک بڑھیا اسی جگہ بیٹھی ہی عمرو نے اوس سے پوچھا کہ تو کون ہی کہا گلشن باغبانی کی مان ہون میرا نام چمپا ہی عمرو نے ایک بیضہ بیہوشی اسکے منھ پر مارکے اوراوسے بیہوش کرکے زنبیل مین ڈالا اور اوسکی صورت بنکر لکڑی ہاتھہ مین لیے سامنے شرارہ کے آیا اور اوسکی بلائین لین گردپھرا شرارہ نے کہا کیون چمپا آج کیا ہی عرض کی قربان شوم آج سنا ہی کہ کوئی چور آپکا بھاگا ہے اور آپکے جو جو باغ مین رہتے ہین سب کا امتحان کیا ہے لونڈی بھی حاضر ہوئی ہی کہ میرا بھی امتحان لیجیے شرارہ نے کہا اے چمپا تیرے امتحان کی کیا ضرورت ہے مین آج راتکو سحر تیار کرونگی جہان عمرو ہوگا وہانسے خود چلا آئیگا چمپا نے کہا واری جاؤن کل کی بات کل کے ہاتھہ ہے آج جوسکے ساتھہ کیا ہے وہی میرے ساتھہ بھی کیجیے شرارہ نے کہا اچھا صندوقچہ سحر اوٹھا لاؤ چمپا نے کہا حضور مین لاتی ہون بتلائیے کہان رکھا ہے کہا بیچ کے طاق مین بارہ دری کے چمپا لاٹھی پکڑے چلین اور اندر بارہ دری کے آکر صندوقچہ کو کھولا سب تو باہر ہین اکیلے قابو پاکر بیہوشی کا غبار سب اوس مین الگ سے کہ کپڑے مین ہاتھہ نہ لگنے پائے بھر دیا اور پٹرا بند کرکے صندوقچہ لیکر آہستہ آہستہ چلی شرارہ نے کنیزون سے کہا ارے وہ بڑھیا ہی تم جاکر اوس سے لے لو غرض ہاتھون ہاتھہ وہ صندوقچہ شرارہ پاس آیا اور عمرو بھی چمپا کی شکل بنا ہوا قریب شرارہ کے آکر کھڑا ہوا شرارہ نے جوہین اوسکا پٹرا کھولا ایک بیک بیہوشی کا دھوئین کی طرح نکلا کہ گرد کی خواصین اور شرارہ جادو چھینک مار کر بیہوش ہوئین عمرو نے جیسے ہی شرارہ بیہوش ہوئی خنجر مارا کہ سر اوسکا کٹ گیا اور قیامت کا سامان برپا ہوا برفباری اور سنگ باری سحر کے زور سے ہونے لگی پریون نے غل مچائی مگر اس ہنگام مین عمرو نے گلیم عیاری اوڑھ لی اور نظر مردم سے پنہان ہوکر سفید مہرہ کہ جسکی صدا سے دیو ناچنے لگتا ہے اور مثل انسان کے ایک آتی بھی ہے نکالکر بجایا سب نے اس آفت مین سنا کہ کوئی کہتا ہے کہ جلدی یہان سے بھاگو ورنہ تم سب مارے جاؤگے اس صدائے مہیب کے سننے سے باقی کنیزین اور ملازم شرارہ کے باہر باغ کے بھاگے اور عمرو نے جو کنیزین کہ بیہوش ہوگئین تھین اون سبکے سر کاٹ لیے بڑی دیر تک غل اور شور و تاریکی رہی آخر وہ ہنگامہ موقوف ہوا عمرو نے دیکھا کہ لاشین جادوگرنیون کی پڑی ہین اور باغ مین جو درخت اور مکانات سحر سے بنے تھے وہ غائب ہوگئے ہین اصلی درخت اور مکان رہ گئے ہین اور بدیع الزمان جھولے ہوے ایک درخت کے نیچے کھڑے ہین عمرو کا تماشا دیکھہ رہے ہین عمرو نے جب شاہزادے کی جانب دیکھا اوسوقت شاہزادے نے سلام کیا عمرو نے کہا اے فرزند تم کیونکر رہا ہوے عرض کیا کہ

شمرارہ ساحرہ کے سحر کی ہتھکڑیان بیڑیان تھین جب وہ جہنم واصل ہوئی وہ سب قید دفع ہوگئی
اور حجرہ کھل گیا مین باہر نکل آیا عمرو یہ باتین بدیع الزمان سے کر رہا تھا کہ یکایک ہوا تیز و تند چلی اور
بونڈر اوٹھنے لگے اور کچھ بگولے پیچ و تاب کھاتے ہوے شمرارہ کی لاش کے گرد آکر چکر مارنے لگے اور لاش
کو چکر دیتے ہوے زمین سے اوڑاکر ایک سمت کو لیکر چلے عمرو نے کہا اے بدیع الزمان اب یہانسے جلدی چلو
معلوم ہوتا ہی کہ لاش شمرارہ کی مالک طلسم کے پاس جائیگی اور کوئی لمحہ مین آفت آجائیگی شہزادے نے
کہا کوئی مرکب اگر ہوتا تو رستہ جلدی چلا جاتا عمرو نے کہا گھوڑا تو ایک جگہ بکاؤ ہی مگر روپیہ درکار ہے
بدیع الزمان نے لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا عمرو نے زنبیل سے قلم دوات و کاغذ نکالا کہ لکھدو
تم تو جوان ہو شاید ندو مین نالش کر کے لے لونگا بدیع الزمان بہت ہنسے اور رقعہ لاکھ روپیہ کا
لکھدیا کہ لشکر مین چلکر دونگا عمرو نے رقعہ لیکر زنبیل مین رکھا اور باہر باغ کے جاکر زنبیل سے گھوڑا
نکالا اور ساز و یراق سب نکالکر اوسے کسا اور سامنے بدیع الزمان کے لایا اور کہا ایک سوداگر
سے جاکر ابھی مینے مول لیا ہے بدیع الزمان نے کہا اچھا تھا جو تھا کہ دروازے پر گھوڑا لیے منتظر
آپکا ایسی آفت مین کھڑا تھا عمرو نے کہا اے فرزند حمزہ تجھے سوائے تقریر کے اور بھی کچھ آتا ہے
جلد یہانسے چل ایسا نہو کوئی آفت آتی ہو بدیع الزمان غرض سوار ہوے اور عمرو ہمراہ ہوا دونون
باغ سے نکلکر چلے راہ مین عمرو سے بدیع الزمان نے کہا اے عم نامدار معلوم ہو کہ عمرو دودھ شریکا
بھائی حمزہ صاحبقران کا ہے اسوجہ سے بیٹے امیر حمزہ کے اسکو چچا کہتے ہین اور تعظیم کرتے ہین
الحاصل شاہزادے نے کہا کہ چچا جان میرا جانا یہان سے لشکر مین میرے لیئے ننگ و عار ہے
کسلیے کہ مین ملکہ تصویر جادو پر عاشق ہون وہ سنیگی تو کہیگی کہ فرزند حمزہ میرا جو یا اور جان
بچاکر اپنے لشکر کو چلا گیا عمرو نے یہ باتین جب سنین بنگاہ غضب بدیع الزمان کو گھورا اور کہا اور
ناشدنی فردا ایک آفت سے تو مر کے ہوا تھا جینا * پڑگئی اور یہ کیسی مرے اللہ نہی * ہنوز زخم
جگر آلے ہین طلسم مین خار و گل سب آفت کے پرکالے ہین ابھی لشکر تک مین پہونچے نہین کہ آپ نیا
راگ لائے جلدی یہانسے چل ورنہ قسم ہے مجھکو ہادی عرب یعنی حمزہ صاحبقران کی کہ مارے کوڑون
کے کھال گرادونگا بدیع الزمان نے کہا اے چچا مین آپکو یہ بازوبند قیمتی کئی لاکھ روپیہ کا دیتا ہون
اگر کوئی تدبیر کر کے میرے معشوق کو مجسے ملادیجیے ورنہ میرا یہ حال ہی بیت یا تن رسد بجانان یا جان
زتن برآید * دست از طلب ندارم تا کار من برآید * عمرو نے جب نام بازوبند کا سنا ایکبار خفا ہوکر
کہا کہ تو نے کوئی مجکو قرم ساق مقرر کیا ہے رنڈیان ملواتا مین کیا جانون نگہبان ملکہ تصویر شہزادی ہے

اُسکی نسبت البتہ کرا دونگا لاوہ بازوبند مجھے دے بدیع الزمان نے بازوبند عمرو کو دیا عمرو
بدیع الزمان کو لیکر اوس طرف چلا کہ جدھر سے تصویر کو آتے دیکھا تھا سمجھا کہ اسی طرف اوسکے رہنے کا
مقام ہوگا جب وہان پہونچا کہ جس جگہ جھاڑی مین شگوفہ کو بیہوش کیا تھا اور اسکی شکل عمرو بنا تھا وہ مقام بدیع الزمان
کو دکھایا اور سارا حال سنایا بدیع الزمان ہنسے اور پھر آگے چلے اب ملکہ تصویر کا ماجرا سنیے کہ یاد
شہزادۂ عالی تبار مین بیتاب و بیقرار شرارہ کے پاس سے آتی تھی اوس روز سے یہ حال تھا کہ طبیعت دن کٹا فریاد
سے اور رات زاری سے کٹی :: عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری سے کٹی :: تصویر خیالی شہزادے کی لوح سینہ
پر کندہ تھی نام کی بدیع الزمان کے رٹ دل کو لگی تھی کہ بیت ہون تصویر مین ترے صورت تصویر گلی
جسم بیجس ہے مرا پیکر بیجان کی طرح :: جب یہ حال ملکہ کا کنیزون انیسون جلیسون نے دیکھا باصرار ماجرائے عشق
استفسار کیا کہ واری کہان دل لگا یا کس ظالم جفا کار نے حضور کا یہ حال بنایا کہ آنکھون مین تری
حواس مین ابتری روز بروز بدتری ہے ہمسے تو تبلایئے کہ اوسکی تدبیر کرین اور اوسکو آپ تک
پہونچایئن ملکہ نے کہا درد اپنا لادوا ہی اسکے علاج مین بیکار مسیحا ہے **قطعہ**

ہم تو کہتے تھے کہ نادان ہو جو دلکو دیوے
اب اوسی شخص کے ہے زیر قدم سر اپنا
دیکھیں تو چھین لے دل ہمسے وہ کون ایسا ہے
سچ کہا ہے کہ بڑے بول کا سر نیچا ہے

انیسون نے کہا ای ملکہ عالم قربانت شویم آپ چاہے خوش ہون یا ناراض مگر حضور نے سچ تو یہ ہی کہ جبسے
اوس قیدی کو دیکھا ہے حال اپنا غیر کیا ہے ایک بولی کہ بوا وہ مردود ابھی ایسا سجدار نکیلا حسین
مہ جبین ہی کہ ملکہ پر کیا موقوف میرا بھی اپنے دیدونکی قسم عجب حال ہی اوسے دیکھا ہے اوسکی زلف
گرہ گیر مین دل الجھا ہے سودا ہوگیا ہے راتون کو نیند نہین آتی ہی وہی صورت دیکھنے کو طبیعت
چاہتی ہے جب تصویر نے یہ کلمات محبت آمیز کنیزون اور انیسون سے سنے اوسوقت اپنے حال سے
اونھین آگاہ کیا اور حکم دیا کہ تم بزور سحر کبوترا ور فاختہ کی شکل بنکر جاؤ شرارہ کے باغ کے گرد پھر واور
جو کیفیت وہان گذرے اوس سے مجھے مطلع کرو غرض ایک روز کنیزون نے آکر عمرو کی خبر سنائی کہ بی بی
عمرو جو شگوفہ بنا ہوا تھا وہ پکڑ لیا گیا ملکہ نے کمال حال اپنا تباہ کیا اسی رنج مین تھی کہ دوسرے
دن خبر مرگ شرارہ کی پہونچی اوسوقت وہ لالہ رو گل کی طرح کھلکھلا کر ہنسی اور کنیزون سے کہا
اب شہزادہ چھوٹ کر لشکر مین جائیگا تم جاکر اوسے یہان لے آو طالب کو مطلوب سے ملاؤ کنیزین اوس
طرف سے چلین اور عمرو اس طرف سے لیے ہوے بدیع الزمان کو آتا تھا کہ یکایک دیکھا پانچ چار
عورتین کم سن سراپا غرق دریاے جواہر مانگ مین سر کے سیندور بھرا ہوا نہین ہے مانگ

ہین سینہ در کی یہ سیدھی لکیر * یہ سر پہ رکھی ہے قاتل نے خون بھری شمشیر * نازنینان حور تمثال پری تمثال آپس مین خوش فعلیان کرتین ناز و انداز سے قدم دھرتین آتی ہین ابیات

ایک ایک اونمین شوخ دیدہ تھی — پردہ ناموس کا دریدہ تھی
ایسی بے چین و ایسی گرما گرم — برق و سیماب کو بھی آئے شرم

قریب مرکب شہزادہ عالی وقار آکر دست ادب باندھکر تسلیم بجالائین اور عرض کیا ہماری شہزادی یعنی ملکہ تصویر جادو نے بعد سلام شوق عرض کیا ہے کہ اگر ہرج کا متصور نہ ہو تو دو گھڑی کے لیے ہمارے باغ مین قدم رنجہ فرمائیے یہان تشریف لاکر دل بہلائیے بعد لمحہ کے چلے جائیے عمرو یہ سنکر تجاہل کرکے کہا کہ ہم جادوگرنیون کو منھہ نہین لگاتے اور اونسے لوٹا بھی نہین اوٹھواسکتے اون عورتون نے عمرو کیطرف بھیانک ہوکر دیکھا کہ ایک شخص فی البلا تیلا سوکھا سا یہ کلام کرتا ہے وہ تو شوخ مزاج تھین عمرو پر پھبتیان کہنا شروع کین ایک نے کہا کہ بوا یہ تو مرجیا جن ہے دوسری بولی منٹھیا دیو معلوم ہوتا ہے تیسری نے کہا مین تو جانتی ہون بجائس ہے عمرو نے کہا مین وہ مرجیا جن ہون کہ سبکو تیتھا کا ناچ نچاؤنگا بدیع الزمان نے کہا خواجہ کیا ہرج ہے چلو یہان بھی ہوتے چلین اور شاہزادی سے ملاقات کرلین عمرو نے کہا جہان تو نے کسی رنڈی کا پیام سنا بس سمجھ کہ لٹو ہوا دیکھہ تو چلکے حمزہ سے کیسا تجھے ٹھیک بنواتا ہون غرض یہ باتین کرتے ہوے اون کنیزونکے ساتھہ چلے اور قریب باغ تصویر پہونچے ایک عورت نے اونمین سے بڑھکر ملکہ کو شہزادے کے آنیکی خبر پہونچائی تصویر نے حکم دیا کہ باغ کو آراستہ کرو سامان عیش و عشرت مہیا کرو بس جلد جلد فراشون نے مکان مین فرش قاقم و دیبا بچھایا اور سب طرح اسباب ملوکانہ عیش و راحت کا موجود ہے ملکہ در باغ پر انتظار مین شاہزادے کے آکر کھڑی ہوئی کہ سامنے سے سواری اس نہال حدیقہ صاحبقرانی کی پیدا ہوئی اور تصویر جادو کو دیکھکر شاہزادہ گھوڑے سے اوترا کنیزان ملکہ نے گھوڑا لیجاکر ایک جگہ بندھوا دیا عمرو بھی ساتھہ ہے بدیع الزمان جب دروازہ باغ کے آیا تصویر جادو کو نرگس آسا چشم براہ انتظار پایا اوسوقت عجیب تجمل و شان سے ملکہ آنچل پلو کا دوپٹا اوڑھے پاجامہ بوٹے دار اطلس کا پہنے زر و زیور سے آراستہ تھی نظم

بت مین اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا — وہ تجلی تھی کہ موسی کے بھی اوڑ جائین ہوش
غرق دریائے جواہر مین قدم سے تا فرق — زیور نور و صفا زیب بدن گو ہے پوشش
وہ جبین جسکی محبت کا دل بدر مین داغ — خم ابرو وہ کہ جسکا مہ نو حلقہ بگوش

حلقۂ چشم سیہ یا ورمینا نہ ناز
مردمک آنکھ مین یا مغبچۂ بادہ فروش

کان کی بجلیون مین تابش برق سے سرطور
اختر صبحان تھا کہ نجم در گوش

روی تابان تھا کہ میری شب امید کی صبح
میری طالع کی رسائی تھی کہ گیسو سر دوش

حور آئین و قمر طلعت و آئینہ جمال
نسترن پیکر و شمشاد قد و گلگون پوش

کبھی غمزہ کبھی عشوہ کبھی شوخی کبھی شرم
ہمچو بانہ گئے جلوہ نما گہ روپوش

جنبش لب کا ارادہ تھا کہ کچھ بات کرے
نازکی کا یہ اشارہ تھا کہ بس بس خاموش

بس وہ نازنین خواصونکے کاندھی پر ہاتھ رکھے آگے بڑھی اور مسکرا کر بدیع الزمان کے ہاتھ مین ہاتھ دیا اور عرض کیا کہ ای شہزادۂ کامگار آپنے اس کنیز بے تمیز کو سرفراز کیا ہی فخر و افتخار میرا کہ آپ تشریف لائے نظم

اے آمدنت اگر خبر داشتمے
در رہگذرت گل و سمن کاشتمے

نگذاشتمی کہ پای بر خاک نہی
خاک قدمش ز دیدہ بر داشتمے

شہزادے نے کہا اے ملکہ میرا بھی تمھاری محبت مین یہ حال ہی کہ بیت ما از خاک کوئیت پیراہنست بر تن آنہم ز اشک حسرت صد چاک تا بدامن ؛ اس جامع المتفرقین نے تمکو مجھسے ملایا یہ باتین کرتے ہوئے وہ گل و بلبل داخل باغ ہوئے شہزادے نے دیکھا کہ یہ گلشن نگارین رشک دہ ریاض رضوان ہے نہایت سر سبز و شاداب گلستان ہی درختون کی سر سبزی و شادابی سنبلۂ چرخ اخضر پر طعنہ زن ہی سبزہ غیرت بخش سبزہ گوش شاہدان پرفن ہے جوش و بہار سے یہ حال ہی نظم

عجب نہین جو اوسیوقت ہوئی زمزمہ سنج
شبیہ مرغ چمن گر کشند بر دیوار

چمن کو دیکھ کے دیکھو اگر بدن اپنا
نظر پڑین پر طاوس کے سے نقش و نگار

ہوا نے قوت بالیدگی یہ بخشی ہے
کہ نخل یک شبہ پہونچے ہی تا شب دیوار

ہر اک شگوفہ نے ہی اپنا عطردان کھولا
شمیم گل کا ہے دوش نسیم پر انبار

اگرچہ سرو روانہ نہین ہے گلشن مین
پر اوسکا عکس تو آب روان پہ ہی رفتار

ہے نہر مین جلبی آئینہ کی خاصیت
سو دیکھتے ہین جوانان باغ اپنا عذار

گل و ثمر سے درختون کو دیکھکر سرسبز
کہے ہے پنجۂ دست دعا اوٹھا کے چنار

مین بے ثمر ہون مجھے بھی ثمر عطا کیجے
الٰہی حرمت فیض ہوا و فصل بہار

ہر درخت اصلی کے مقابل درخت جواہر کا نقلی صناعان چابکدست نے بنا کر لگایا ہے اور اوسی درخت کا عطر اوسکے خوشے مین داخل کیا ہے کہ جب نسیم عنبر شمیم چلتی ہے دماغ جان معطر و معنبر

کرتی ہی الحاصل یہ کیفیت بہار دیکھتے ہوی دونون شیدا باہم بارہ دری مین آئی یہان ست طرح کا سامان
عشرت مہیا تھا ایکطرف چوکی پہ بھی کشتی شراب کی اوسپر لگی تھی ایک سمت مسہری سنہری جواہرنگار ایکطرف
چھپرکھٹ مرصع پاؤن کا طرحدار شیشہ آلات فرش مشجر سے مکان پیراستہ کہ ؏ لطیف و دلکش و آب و
ہوای ⁘ مبارک منزل و فرخندہ جائی ⁘ ملکہ یہانکی کیفیت دیکھا کر لب نہر جو بنگلہ تھا شاہزادی کو وہان لائی
یہان بھی سب سامان نشاط و طرب موجود تھا مسند شاہانہ بچھا تھا مثل عروس شب اوّل کے وہ بنگلہ
سجا تھا دونون عاشق و معشوق لب نہر فرش مکلف پر جلوہ گر ہوے کشتیان شراب کی حاضر ہوئین
ارباب نشاط گائین نا ہید طلعت بلائی گئین ملکہ پہلو مین اور عمرو روبرو بدیع الزمان کے دونون
بیٹھے عمرو نے مضحکہ کرنا شروع کیا کہ اے بدیع الزمان یہ عورت دیکھہ تو کیسی بدصورت ہی کہ آنکھہ مین
پھنی اور سر مین بال خور رکھتی ہی تصویر یہ باتین سنکر کھسیانی ہوئی بدیع الزمان نے کہا اے
ملکہ یہ مرد صاحب طمع ہی اگر اسکو کچھہ انعام دو ابھی یہ تمھاری تعریف کرنے لگے ملکہ نے ایک صندوقچہ
پر از زر و گوہر عمرو کو دیا عمرو نے کہا اے بدیع الزمان کیون نہو آخر پھر یہ شاہزادی ہی کیا تو
خوش قسمت ہی کہ ایک مجاور خانہ کعبہ کا لڑکا ہوکر اسکا ہم پہلو ہی بدیع الزمان نے کہا کیون ملکہ
دیکھا اب میری مذمت انسے شروع کی سب عمرو کی باتون پر ہنسنے لگے اور ملکہ نے جام شراب بھر کر
شہزادے کو دیا اور کہا کہ اے شہریار یہ بادۂ محبت ہی اسے نوش فرمائیے ؏ الا یا ایہا الساقی ادر
کاسا و ناولہا ⁘ کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا ⁘ شاہزادے نے کہا ای بلبل گلستان
خوبی تم ساحرہ ہو اور مین مسلمان ہون مصرعہ ببین تفاوت رہ از کجاست تابکجا ⁘ میرے آپکے صحبت برابری
مشکل ہے اگر سحر سے توبہ کرو تو البتہ مین شریک بزم ہون اور تمھاری اطاعت مین تمام عمر بسر کرون
ملکہ نے کہا اے شہریار مین سحر نہین جانتی ہون کسلیے کہ ابھی کم سن ہون سیکھا نہین ناز و نعم مین اوقات
صرف کی ہے مگر اب آپکے دین کو اختیار کرتی ہون اور میرا تو یہ مقولہ ہی ؏ کافر عشقم مسلمانی
مرا در کار نیست ⁘ ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست ⁘ الحاصل ملکہ نے اسلام قبول کیا پھر تو
دور جام دمادم اور پے درپے چلنے لگا ہر دم زبان پر یہ جاری تھا ؏ ساقیا برخیز و در دہ جام
را ⁘ خاک بر سر کن غم ایام را ⁘ رقاصون نے مجرا کرنا شروع کیا کہ بیت مغنی چنگ عشرت
ساز کردہ ⁘ نواے خرمی آغاز کردہ ⁘ عمرو نے اوس وقت مسخر کرنا آغاز کیا مقراض زنبیل سے
نکال کے دو دو انگلیون مین اسطرح چھپالی کہ ثابت نہ ہوا اور رقاصہ کے پیچھے جاکر اس سبکی سے پیشواز
کاٹی کہ معلوم نہوا جب قاصہ نے ہنگام رقص گردش کی پیچھے سے بالکل برہنہ تھی اہل محفل نے ہنسنا

شروع کیا وہ رقاصہ گھبرائی عمرو نے سچالاکی دوسری بار آگے سے بھی پیشواز کاٹ لی اب آگے پیچھے سب طرف ننگی تھی شاہزادی نے کہا اری کمبخت ننگی ناچتی ہے اسنے جو آگے دیکھا شرم کے مارے بیٹھ گئی سبنے قہقہہ مارا اور بدیع الزمان نے کہا کہ یہ کام عمرو کا ہے ملکہ بہت ہنسی اور رقاصہ عمرو کو گالیان دینے لگی خلاصہ کلام اسیطرح شاہزادۂ عالیمقام ہمراہ ملکہ مصروف بعیش و آرام تھا کہ فلک تفرقہ پرداز و گردون شعبدہ باز کو اس صحبت پر رشک آیا کہ ؎ یہ دو دل کو اکجا بٹھاتا نہیں ❊ کسیکا اسے وصل بھاتا نہیں ❊ یکایک سامنے جو نہر موجزن تھی اوسکے پانی نے جوش کھایا اور ایک شور و غل پیدا ہوا کہ ہر ایک گھبرایا بعد لمحہ کے سبنے دیکھا کہ پانی کے اندر سے ایک دیو بشکل مہیب نکلا ہاتھ مین چقماق جادو لیے تھا اور اوس دیو ناپاک نے بدیع الزمان کو للکارا کہ باش باش اے پسر حمزہ کی گذاریم کہ از دست من زندہ سلامت بدر روی بدیع الزمان نے ملکہ کو اپنی پشت پر کر لیا اور آپ سینہ سپر ہو کر اوٹھکر ڈانٹا کہ اونابکار ادھر آ کہ تو میرا شکار ہے اوس دیو نے چقماق جادو دیکر چیخ دیکر سر پر شہزادے کے لگائی شاہزادے نے بیتر ابدلکر خالی دی اور ایک ہاتھ تیغے کا مارا کہ وہ دیو دو پرکالے ہوا لیکن جب دو ٹکڑے ہو کر وہ زمین پر گرا وہ دونون ٹکڑے اوسکے جسم کے تڑپ کر اوسی نہر مین جا گرے اور ایک ساعت کے بعد وہی دیو پھر زندہ ہو کے نکلا اور بدیع الزمان پر حملہ آور ہوا بدیع الزمان نے اوسکے حملہ کو رد کر کے پھر تلوار سے دو ٹکڑے کیا پھر وہ تڑپکر دونون ٹکڑے نہر مین گرے اور دیو زندہ ہو کر باہر آیا اور اوسنے بدیع الزمان کا مقابلہ کیا جب یہ ہنگامہ ملکہ کی وزیرزادی نیرنگ جادو نے دیکھا ملکہ تصویر جادو سے کہا واری جاؤن یہ دیو سات بار اسی طرح سے نکلیگا اور قتل ہوگا اور آٹھوین مرتبہ جو زندہ ہو کر نکلیگا پھر قتل نہو سکیگا اور شہزادے کے دشمنون کو پکڑ لیگا ملکہ نے کہا اے نیرنگ تجھے اسکے قتل ہونیکی تدبیر معلوم ہو تو بتلا دے نیرنگ جادو نے کہا مین اتنا جانتی ہون کہ اس دیو کو شرارہ جادو نے آپکی حفاظت کے لیے یہان تعین کیا تھا اور اوسکے مرنے کے لیے ایک کمان اور تیر سحر سے بنا کر اسی باغ کی ایک کوٹھری مین رکھدیے تھے پس اگر اوس کمان مین وہی تیر پیوستہ کر کے کوئی اسپر لگائے اگر وہ تیر اسپر پڑے گا یہ مارا جائیگا اور اگر ایک تیر نہ پڑے دوسرا لگائے دوسرا نہ پڑے تیسرا لگائے کہ یہ ہلاک ہو اور اگر تینون تیر خالی جائینگے تو پھر یہ کسی طرح مارا نہ جائیگا یہ باتین سنکر ملکہ نے کہا وہ کوٹھری کہان ہے نیرنگ جادو نے کہا شرارہ نے اوس کوٹھری کو سحر کر کے نظر مردم سے پوشیدہ کر دیا تھا مگر اب شرارہ جادو مر گئی ہے اوسکا سحر بھی دفع ہو گیا ہوگا یقین ہے کہ وہ کوٹھری دکھلائی دے حضور اندر بارہ دری کے میرے ساتھ چلیے کہ

مین تلاش کردن تصویر جادو ہمراہ نیرنگ جادو کے بارہ دری مین آئی دیکھا تو حقیقت مین وہ
کوٹھری جسکو کبھی نہ دیکھا تھا یہان موجود ہے خوش ہوکر اوسکو کھولا اور اندر جاکر دیکھا تو ایک کمان
اور تین تیر رکھے ہین اوس کمان اور تیرون کو ملکہ لیکر دوڑی یہان بدیع الزمان پانچوین بار دیو
کہ اوس دیو سے مقابل ہوکر اوسے قتل کر چکا اور ٹکڑے اوسکے بدن کے نہر مین گرے تھے ابھی ہنوز
زندہ ہوکر نہر سے باہر نہ نکلا تھا کہ تصویر جادو نے وہ کمان اور تیر لاکر دیئے اور کہا اب جو وہ دیو
نکلے تو ان تیرون سے اوسے قتل کیجیے بدیع الزمان تیر بہر کمان مین پیوستہ کرکے منتظر نکلنے اوس
دیو کا ہوا کہ پھر وہ دیو حوض سے باہر آیا اور شاہزادے کیطرف لپکا بدیع الزمان نے تیر اوسکے سینہ
کو تاک کر بارا بقدرت قادر بیچون پہلا ہی تیر ہدف مراد پر بیٹھا اور اوسکے تودہ پشت سے پار گذرا
کہ دیو چیخکر کھاکر زمین پر گرا اور جہان تیر جسم پر لگا تھا وہان سے ایک شعلہ آتش نکلا کہ اوسکے تمام
بدن کو جلاکر راکھہ کر دیا ایک شور و غوغا برپا ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی محافظ جادو
را اوسوقت بدیع الزمان نے سجدۂ شکر بدرگاہ قاضی الحاجات ادا کیا اور ملکہ کو تسکین و دلاسا
دیا مگر عمرو نے جسوقت سے کہ وہ دیو نکلا تھا گلیم عیاری کو اوڑھ لیا تھا اور اپنے تئین پوشیدہ
کیا تھا کہ اے عمرو بدیع الزمان جاتے اور ملکہ جانے یہ کمبخت آپ سے آکر اس بلا مین گرفتار
ہو اور نہ مین چھٹکر اب تک لشکر مین بھی پہونچا دیتا اب جاکر حمزہ سے کہدینا کہ لونڈا تیرا خراب
ہوگیا اور سب حال بیان کرنا غرض جب وہ دیو مارا گیا عمرو نے اپنے تئین ظاہر کیا اور کہا او نافہمی
خیر دار اب یہان نہ ٹھہرنا جلدی چل ورنہ کوئی اور آفت آیا چاہتی بدیع الزمان نے کہا اے
تصویر جادو اب مین رخصت ہوتا ہون تصویر جادو نے کہا مین بھی آپ کے ساتھہ چلتی
ہون یہان رہکر کیا کرونگی یہ سب خبرین جب افراسیاب کو آپکے حالات کی پہونچے گی تو
مین مار ڈالی جاونگی اوسوقت بدیع الزمان نے خواصون سے اپنا گھوڑا منگایا اور اوسپر ملکہ کو
بھی سوار کیا اور خود بھی سوار ہوا اور خواصون سے کہا تم ملازم ہو تمتے کوئی مزاحم نہ ہوگا بعد ہمارے
چلے جانیکے تمہارا جدھر جی چاہے چلی جانا یا ہمارے لشکر مین کوہ عقیق گلزار سلیمانی
کی طرف آنا یہ کہکر مع عمرو باغ سے نکلکر لشکر اسلام کیطرف کا راستہ لیا اب ذرا احوال افراسیاب
سنیے کہ باغ سیب مین منتظر بیٹھا تھا کہ سر عمرو کا شرارہ جادو کے پاس سے آتا ہوگا
کہ یکایک بگولے لاش کو شرارہ کی چکر دیتے ہوئے باغ سیب مین لائے اور بیرون
نے اسکے صدا دی کہ اے شہنشاہ ساحران شرارہ ماری گئی افراسیاب سنتے ہی

غضبناک ہوا اور کتاب سامری کو اوٹھا کر دیکھا کہ شرارہ کا قاتل اب کہان ہی اور بدیع الزمان جو
قید مین شرارہ کے تھا چھوٹ کر کدھر گیا اوس کتاب مین معلوم ہوا کہ عمرو نے شرارہ کو مارا اور
بدیع الزمان اور عمرو دونون باغ مین تصویر کے پہونچے اور بدیع الزمان نے محافظ جادو
کو مارا اب مع تصویر کے اپنے لشکر کیطرف جاتا ہے بس یہ معلوم کر کے افراسیاب نے کچھ سحر پڑھکر تالی
دی ایک ساحر زمین کے اندر سے پیدا ہوا کہ اوسکے منھ اور ناک کان سے شعلہ آگ کے نکلتے تھے
گھونگھرو (؟) چندن کے تمام جسم مین لگے تھے بت کہنی سے شانے تک بندھے تھے اوسنے افراسیاب
کو سلام کیا افراسیاب نے کہا اے اژدر جلد جا بدیع الزمان اور تصویر جادو دونون
مع عمرو کے لشکر اسلام کی طرف جاتے ہین اونھین گرفتار کر کے زندانخانہ طلسم مین لیجا کر مقید کرا اور
عمرو کو نہ گرفتار کرنا کہ وہ جا کر حمزہ کو اس حال کی خبر دیگا اور حمزہ ڈر کے ادھر آنے کا ارادہ نکریگا
بموجب حکم افراسیاب اوسی وقت اژدر چلا یہان بدیع الزمان کئی کوس باغ سے تصویر
جادو کے دور نکل آئے تھے کہ ایکبار جھاڑی کے اندر سے ایک اژدہے نے سر نکالا اور بدیع الزمان
کا سدراہ ہوا عمرو نے تو فوراً گلیم اوڑھ لی اور غائب ہو گیا مگر بدیع الزمان گھوڑا بڑھا کر
اوسکے سامنے آئے اور تیر کمان مین جوڑ کر اژدہے پر لگایا وہ تیر جب قریب اژدہے کے پہونچا
اوسنے قلہ آتش منھ سے چھوڑا کہ تیر جل گیا اسی طرح بہت سے تیر لگائے سب تیر جل گئے اور
اژدہے نے اپنا دم اوپر کو کھینچا بدیع الزمان اور تصویر جادو مع گھوڑے کے کھنچکر اوسکے
منھ کی طرف چلے ہرچند اونھون نے لنگر مارا مگر کچھ نہوا آخر اوسنے بدیع الزمان اور تصویر
کو نگل لیا عمرو نے اوس وقت پتھر فلاخن مین رکھکر مارے وہ پتھر سب خالی گئے اور اژدر
نے پکار کر صدا دی کہ اے عمرو جا کر حمزہ سے یہ ماجرا کہدینا کہ یہ صحرائے طلسم ہوشربا
ہے خبردار یہان کوئی آنیکا قصد نکرے اب بدیع الزمان کا رہا ہونا دشوار ہے حمزہ
اس فرزند سے اپنے صبر کرے کس لیے کہ جو یہان اسکے چھوڑانے کو آئیگا گرفتار بلا ہوگا اور مارا
جائیگا تجھے گرفتار کرنے کا حکم نہ تھا ورنہ اے عمرو تیرا بھی بچکر جانا نہوتا یہ کہکر وہ اژدر
نظر سے غائب ہو گیا اور عمرو گریان و نالان گریبان چاک سر پہ خاک اوڑاتا لشکر امیر کی
طرف چلا اور بعد قطع منازل لشکر مین داخل ہوا بارگاہ مین صاحبقران تشریف فرما تھے
کہ عمرو نے سلام کیا اور کرسی ہدہد پر متمکن ہو صاحبقران اور بادشاہ لشکر اور سب دلاوران
نے پوچھا کہ خواجہ مزاج تو تمھارا اچھا ہے عمرو نے بعد ادائے دعا و ثنا بادشاہی

کے سب ماجرا بدیع الزمان اور تصویر کا خدمت امیر مین عرض کیا حمزہ صاحبقران نے فرمایا
کہ شکر ہے خداوند عالم کا کہ فرزند میرا زندہ ہی اب بیر فتح طلسم کرنا چاہیے مگر سلیمان عنبرین موی
کو ہی سے فی الحال مقابلہ درپیش ہی کچھہ انتظام جنگ کر لون تو فتاحی طلسم کے لیے کسیکو بھیجون یہ فرماکر
امیر تدبیر جنگ مین مشغول ہوتے ہین لیکن اب حال سلیمان عنبرین موی سنیے کہ اسنے لقا کو
اپنے یہان اوتارا ہے اور لشکر حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کرنیکا وعدہ کیا ہے کہ مین لڑونگا

داستان نامہ لکھنا سلیمان عنبرین موکا افراسیاب جادو بادشاہ طلسم کو واسطے کمک کرنے لقا کے اور آنا افراسیاب کی طرف سے اجلال جادو کا مع چالیس ہزار ساحرونکے واسطے مقابلے صاحبقران کے اور عیاری کرکے پکڑ لینا اجلال جادو کو عمرو کا ۞ لمولفہ

دو اک جام سے ساقی تند خو ۔ مدد کر ذرا بادہ خوارون کی تو
کہان تک پیین خون دل بادہ خوار ۔ مے ارغوانی کی دکھلا بہار
وہ جادو بھری آنکھہ دکھلا ذرا ۔ کہ ہے معرکہ ساحرون سے پڑا
کسیکا فسون مجھہ کیا چل سکے ۔ کہ ہین تیری آنکھین ہون دیکھے ہوئے
پلا مجھکو وہ جام افسون گری ۔ مرے دم سے شیشے مین اوترے پری
سخن سنج دغواص دریاے ہوش ۔ چنین ریخت گوہر بدامان گوش

جادو طرازان دفتر فصاحت و منشیان بدائع نگار دیوانکدۂ بلاغت سحر سازی خامۂ
سامری کیش سے نیرنگی تحریر حکایت یون دکھاتے ہین کہ جب لشکر ظفر اثر صاحبقران
متعاقب زمرد شاہ بے ایمان داخل کوہ عقیق ہوا سلیمان نے کثرت فوج اور حشم و
خدم امیر کا دیکھکر اپنے دل سے خیال کیا کہ مین مقابلا اتنے بڑے لشکر سے نکرسکونگا یہ سوچکر
اسنے اطراف وجوانب مین اپنے ملک کے بادشاہون کو نامے تحریر کیے اور یہ مضمون وہین
مندرج کیا کہ خداوند لقا ہاتھہ سے حمزہ صاحبقران کے شکست کھاکر میرے ملک مین
تشریف لائے ہین بنا برا وسکے کہ وہ تم سب کے خدا ہین کچھہ میرا پاس نکرو بلکہ اپنے خداوند
کی آکر مدد کرو اور اونکے مخالفون کو قتل کرو اور خداوند کو اونکے ملک باختر مین پہنچاکر پھر
تخت خدائی پر بٹھاؤ اور اگر اس امر مرقومہ کی نسبت غفلت کروگے خداوند تم سب سے
ناراض ہوکر اپنے قدرت غضب سے تمہین غارت کر دینگے اور یہ خداوند کی رحم دلی ہے

کہ اونکے بندے انھین عاجز کر رہے ہین اور خداوند اونکو ہلاک نہین کرتے ہین بلکہ فرماتے ہین
کہ وہ بندے ہین نے عالم خواب مین اوسوقت مین کہ جب مین مست نشہ شراب تھا پیدا کیے ہین
اسیوجہ سے کہ ہنگام مستی مین غافل تھا قلم تقدیر میرا اون بندون کو سرکش اور مغرور لکھہ گیا
اور اب وہ تحریر مٹ نہین سکتی یہی باعث ہے کہ خداوند اون بندون کو غارت کرنے سے مجبور ہین
اور ایسے اونسے خفا ہین کہ وہ بندے توبہ قبول کرانیکے لیے زبردستی کرتے ہین مگر خداوند توبہ بھی
اونکی قبول نہین فرماتے بلکہ بھاگتے پھرتے ہین اور وہ لوگ کہتے ہین کہ آخر تو توبہ ہماری قبول
نہین ہوتی اب خداوند سے سرکشی جہانتک ہوسکے کرسکیں فی الجملہ مناسب ہے کہ جلد آکر
شریک خداوند ہو غرض یہ لکھہ کر سب کوہستان کی سرحد کے بادشاہون کو بھیجا کہ نام ان
بادشاہونکے بروقت اونکے آنیکے مدد کرنیکو بیان ہونگے منجملہ اونکے ایک عرضی سلیمان نے افراسیاب
مالک طلسم کو بھی لکھی اور اوسکے ملک کی سرحد پر ایک پہاڑ ہے کہ وہین سے طلسم شروع ہے اور اس کوہ پر
ایک نقارہ اور چوب رکھی ہے جو کچھہ سلیمان کو نامہ و پیام کرنا منظور ہوتا ہے اس کوہ پر لکھکر رکھہ دیتا
ہے اور نقارہ بجا دیتا ہے وہ نقارہ سحر کا ہے اوسکی آواز افراسیاب کے کان مین پہونچتی ہے
وہ پنجہ سحر کا بھیجکر نامہ منگا لیتا ہے الحاصل جب عرضی سلیمان نے لکھی اور پہاڑ پہ لیجا کر رکھی
اور نقارہ بجایا افراسیاب نے پنجے کو بھیجکر عرضی منگا کر پڑھی اور جواب لکھا کہ زہے فخر میرا
کہ مین خداوند کی مدد کرون معلوم ہوا کہ خداوند کو اپنے بندون کو عزت افزائی منظور ہے
اسیوجہ سے خود اپنے بندگان مخالف کو غارت نہین کرتے بلکہ چاہتے ہین کہ کوئی بندہ میرا
انھین برباد کرے اور اوس بندے کو خداوند بدلے اس کام کے سرفراز کرین بس جو خداوند کی
مشیت مین گذرا ہے بہت مناسب ہے کیا حقیقت ہے حمزہ کی اور اوسکے لشکر کی مین ایک ساحر
زبردست مع چالیس ہزار فوج ساحران کے روانہ خدمت خداوند کرتا ہون وہ پہونچکر کل لشکر
حمزہ کو ایکدن مین تباہ و برباد کردیگا یہ جواب عرضی لکھکر اوسی کوہ پر پنجے سے پھنکوا دیا سلیمان
کا ایک ملازم منتظر جواب ٹھہرا ہوا تھا اس نامے کو لیکر سلیمان کے پاس آیا یہ اوسے پڑھکر بہت خوش
ہوا اور تیاری حرب و ضرب کی شروع کی لیکن افراسیاب نے بعد جواب بھیجنے عرضی کے کچھہ سحر
پڑھکر دستک دی اوسوقت ایک لکہ ابر کا ہوا پیدا ہوا اور زمین پر اوتر آیا اوسپر ایک ساحر
کہ نام اوسکا اجلال جادو ہے سوار تھا اوسنے اوترکر افراسیاب کو تسلیم کی اور کہا سرکار نے
مجھے کیون یاد فرمایا افراسیاب نے کہا خداوند لقا قلعہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین

تشریف لائے ہین اور اونکو کچھ بندگان مغضوبؔ درگاہ خداوندی نے ستاتا ہی اون بندونکو تو
جاکر ہلاک کرکے خداوندکو اونکے شر سے بچا اجلال جادو نے عرض کیا بہت اچھا اور اوسی ابر پرسوار
ہوکر اپنی جگہ پر آیا چالیس ہزار ساحر کی جمعیت اپنے پاس رکھتا ہی اور طلسم کے متعلق جو ساٹھ ہزار ملک
ہین اونمین سے ایک ملک کا یہ بھی بادشاہ ہی غرض اس چالیس ہزار فوج کو اسنے حکم تیاری کا دیا اور خود
بھی سامان سفر اور رزم درست کرکے ایک اژدہے پر سوار ہوا پھر تو سب ساحر سحر کے جانورون
پر کہ جو کاغذ کے اور آردماش کے بزور سحر بنانے مین مثل بطا اور قرقرے اور ہنس اور طاؤس اور
اژدرہ وغیرہ پر سوار ہوکر ترسول اور ہنسول ہاتھ مین لیے شعلہاے آتشین پر ہوم کرتے گوگل
سلگاتے گلون مین جھولیان بادلے کی ڈالے کہ اون جھولیون مین اسباب سحر کرنیکا رہتا ہے
لیکر بڑے کر و فر سے طرف کوہ عقیق کے چلے یہان زمردشاہ اور سلیمان دارالعمارۃ شاہی
مین بیٹھے تھے کہ یکایک ابر تیرہ و تار اٹھا اور آندھی بڑے زور شور سے آئی برفباری اور سنگباری ہونے لگی
سلیمان کہ یہانکا رہنے والا ہی سمجھ گیا کہ کوئی ساحر آتا ہی فوراً مع امراے نامدار استقبال کے لیے چلا اور
در قلعہ پر جب پہونچا اجلال جادو کو چالیس ہزار ساحر ونسے آتے دیکھا کہ سب ساحر دھوتیان تہمبری
باندھے دونے مروے کے تیے آگ اور دھتورے کے پھل کمر مین رکھے سحر آزمائیان کرتے آتے ہین
سلیمان استقبال کرکے اون سبکو لیے ہوے داخل قلعہ ہوا لقا تخت پر بیٹھا تھا اجلال اور اوسکے
ہمراہیون نے سجدہ کیا اور ندری دیکر تخت کے داہنی طرف بچھا تھا وہان بیٹھا سلیمان نے اسکے
لشکر کو ایک مقام عمدہ مین اوتارا اور ایک باغ ایوان شاہی کے متصل خالی کرکے اجلال کی
دعوت کا سامان وہان موجود کیا وہ باغ نہایت آراستہ و پیراستہ ہوا ساقیان خوش ادا و
مغنیان زہرہ لقا لولیان قمر پیکر ورامشگران سیمبر حاضر ہوے دربار لقائی برخاست کرکے مع
اجلال اوسی باغ مین آکر صحبت عیش کو برپا کیا یہ سب خبرین جاسوسان لشکر اسلام نے صاحبقران
خدمت مین عرض کین امیر واسطے رہائی بدیع الزمان کے تدبیر فتح طلسم مین تھے اس خبر کو سنکر
فرمایا کہ خداوند وحدہ لاشریک ہمارا نگہبان ہی عمرو بارگاہ مین حاضر تھا کہنے لگا امیر مین جب سے
یہان آیا ہون قلعہ کوہ عقیق کے اندر نہین گیا فی الحال جی چاہتا ہی کہ جاکر قلعہ کی سیر کرون
اور اجلال کی دعوت کا تماشا دیکھون امیر نے فرمایا کہ اے عمرو وہ سب ساحر ہین ایسا نہو کوئی
تمھین پہچان لے اور گرفتار کرے عمرو نے کہا ہر چہ بادا باد مین مفلس بہت ہون قلعہ مین جاکر
دو چار کوڑیون کا روزگار کرونگا امیر نے فرمایا تو بسم اللہ تمھین تجارت کرنے کو ایسی جگہ

کون روکتا ہی خیر جائیے عمرو بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر طرف قلعہ کوہ عقیق کے روانہ ہوا
جب قریب دروازے کے پہونچا یہان کچھ افسران فوج سلیمان کی طرف سے حفاظت کو مقرر
ہین اونکو دیکھکر عمرو ایک ساحر کی قطع بنا جھولی گلے مین ڈالی دھوتی تہمری باندھی تب کہنی
شانے تک باندھکر کھڑاون پانون مین پہنکر قریب دروازے کے آیا جنہے عمرو کو دیکھا معلوم کیا
کہ کوئی ساحر ہمراہیان اجلال جادو سے ہے یہ سمجھکر مزاحم نہ ہوے عمرو نے اندر شہر کے آکر دیکھا
کہ کٹورا کھنک رہا ہے گرم بازاری ہر طرف ہو رہی دوکانون کے برابر دونون طرف بیچ مین
پختہ پتھر کی سڑک درخت مولسری کے سایہ دار کنارے سڑک کے لگے ہین خریدار رہو پار ہی
سیاح ہر قسم کے لوگ خوشحال و دلشاد ہر طرف لین دین کرتے پھرتے ہین سقون کے کٹورون
کی جھنکار دلالون کی بول چال ہر سمت دھوم دھام خلقت کا اژدحام عمارتین بلند اور پختہ
تعمیر کمرے نفیس خوش قطع و دلپذیر عمرو سیر کنان قریب دار العمارۂ شاہی کے پہونچا یہان
اہل عملہ کو اسی باغ کیطرف کہ جہان سامان دعوت اجلال ہوا ہے جاتے دیکھا عمرو بھی
انھین کے ساتھ ساتھ اوس باغ مین آیا یہان بڑا سامان اور تجمل شاہانہ دیکھا کہ باغ نہایت سرسبز و
شاداب آبیاری رحمت نخلبند حقیقی سے سیراب ہی طایران خوش الحان زمزمہ سرا گلشن گلہاے
رنگارنگ سے پھولا پھلا قطعہ

این پر از لالہ ہای رنگارنگ
گسترانیدہ فرش بوقلمون
روضہ ما نہرہا سلسال
دین پر از میوہ ہاے گوناگون
دوحہ سجع طیرہا موزون
باد در سایہ درختانش
صحن باغ لب نہر سرو چراغان رشک دہ داغہاے خاطر عاشقان

ہی فرش تکلف بچھا ہے اجلال مسند پر بیٹھا ہی سامنے ناچ ہو رہا ہے سلیمان خاطرداری
مین مصروف ہی عجب طرح کا سمان بندھا ہی جام شراب چل رہا ہے نظم

روش باغ تھی یا خطرہ کاہکشان
خوشۂ تاک یہ تھا خوشہ پروین کا گمان
جاکے طوبے سے ملا نخل کا شجرۂ رضوان
تھا مکان نور محل باغ تھا گر نور افشان
ٹھاٹھ سے شیش محل نور کا کاشانہ تھا
یا پری زادون کے جھرمٹ سے پرستانہ تھا
سنتے مردنگ تو کروبی بھی ہو جاتے دنگ
اور تانون سے ملایک یہ ہوا عرصہ تنگ
دلربا طبلہ نگی پریون کا عجب روپ اور رنگ
دل کجا راگ کی تاثیر سے پانی تھا سنگ
خیال وہ گاے کہ جو خیال مین آئین نہ کبھو
وا دا رے دا دا رے گر سنتے تو کرتے یہ جو

خلاصہ کلام عمرو یہ تماشا دیکھتا ہوا اجلال جادو کی پشت پر جا کر کھڑا ہو ساحر کیصورت بنا ہوا اجلال
جہان بیٹھا ہی اوسکے سامنے ایک مکان معلوم ہوتا ہی اور اوس مکان کے دروازے پر پردہ پڑا ہی وہ پردہ بار بار
اوٹھا کر ایک نازنین حسینہ وجمیلہ اجلال کو دیکھتی ہی اور یہ بھی اوسی طرف نگران ہی اہل محفل تو ناچ دیکھ رہے
ہین کوئی اجلال کے ادھر دیکھنے کا خیال بھی نہین رکھتا ہی عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا معلوم کیا کہ یہ
باغ شاید محلات شاہ سلیمان سے ملا ہوا ہی اور عورتین بھی محلات کی در و بام سے ناچ دیکھ رہی ہین اور
جسطرف کہ اجلال دیکھ رہا ہی اور وہ عورت جھانکتی ہین یہ بھی سلیمان کی کوئی زوجہ یا دختر ہی بس
عمرو یہ خیال کر کے اوسی پردہ کیجانب آیا اور ٹھہر رہا کہ ایک کہاری وہان سے کسی کام کو باہر نکلی
عمرو نے اوس سے کہا ہماری بی بی بادشاہ کی بی بی پاس ملازم ہی ذرا اونھین بلا دو کہاری نے کہا اس
پردے مین شاہزادی نسرین عنبرین مو دختر بادشاہ ناچ دیکھنے آئی ہین اور بی بی بادشاہ کی
علیحدہ دوسرے کمرے مین ہین وہان مین نہین جا سکتی تم وہ جو سامنے دہنی طرف کو کمرہ بنا ہی وہان
جا کر اپنی زوجہ کو دریافت کرو عمرو نے کہا اچھا اور وہانسے علیحدہ ہوا اور سمجھ گیا کہ اس پردے مین
دختر شاہ ہی کہ جسکو اجلال دیکھتا ہی غرض کچھ عیاری تجویز کر کے عمرو گوشۂ باغ مین گیا اور ایک
مردے کی صورت بنا شملہ نما پگڑی سر پر باندھی جسکین کھڑیا کی ہوئی پہنی تمغہ پگڑی مین لگایا عصا
سونے اور چاندی کا گنگا جمنی ہاتھہ مین لیا اور ڈاڑھی سینے تک سفید درست کر کے قریب اوس
پردے کے آیا اور کونا پردے کا اپنی پشت کے نیچے لیکر دیوار سے تکیہ کر کے کھڑا ہوا یہان نسرین نے
جو پردہ اوٹھایا کونا اوسکا دبا پایا چاہا کہے کہ پردے کو چھوڑ دو مگر عمرو نے کہا اے شہزادی بادشاہ سے
کہدون کہ یہان جو عورتین ہین وہ اجلال جادو سے اشارے کرتی ہین ملکہ یہ سنکر دم بخود ہو گئی کہ
معلوم ہوتا ہی اس مردے نے مجھے اشارے کرتے دیکھہ لیا ایسا نہو کہ میرے باپ سے کہدے یہ سوچکر جھانکنا
موقوف کیا اور ادھر اجلال نے جب دیکھا کہ جہانسے وہ نازنین جھانکتی تھی اب اوس جگہ ایک چوبدار
بوڑھا کھڑا ہے اسکا دل بیقرار ہوا اور چاہا چوبدار کو ہٹوا دے مگر کچھ بس نہ چلا کیونکہ سمجھا اگر سلیمان
سنیگا تو آزردہ ہوگا کہ زنانی ڈیوڑھی سے کیا کام تھا جو چوبدار کو ہٹا دیا غرض یہ خیال کر کے
خاموش ہو رہا مگر دل بیقرار تھا دمبدم عمرو کو دیکھتا تھا عمرو نے اجلال کے دیکھنے پر ہاتھہ سے
اشارہ کیا کہ الگ اوٹھ کر چلو تو مین تمسے کچھ کہون اجلال یہ سمجھا کہ چوبدار اوس نازنین کا جو مجھسے
نظارہ بازی کرتی تھی محرم راز ہے اور اوسی کا کچھ پیام دیگا یہ سمجھکر مسند پر سے اوٹھا سلیمان
سمجھا کہ رفع احتیاج کو جائیگا لیکن اجلال نے کسی ملازم تک کو بھی اپنے ساتھ نہ لیا اور الگ آکر

عمرو کو اشارے سے بلایا عمرو پاس آیا اجلال چمنستان مین باغ کے لیجا کر عمرو سے کہنے لگا میان
مرد ہے فرمائیے آپنے مجھے کیون اشارے سے طلب کیا ہے عمرو نے دعا دینا شروع کی اور کہا اے
بادشاہ عالیوقار یہ غلام زادا ملکہ نسرین عنبرین مو کا ہی اور ملکہ کو مینے گودیون مین پالا ہی اور
اب ملکہ مجھسے کوئی امر پوشیدہ نہین کرتی ہین اور ملکہ آپ پر فریفتہ ہوئی ہین اور کہلا بھیجا ہی کہ اگر آپ
میرے عاشق ہین تو ایک مکان میرے باپ سے کہکر الگ خالی کرائیے اور وہان آپ ہون اور دو
ساحر جو بڑے معتبر اور آپکے خیرخواہ ہوئین وہ ہون اور کوئی نہو پس لی دن ساحرون کو بھیجیے کہ بزور
سحر اوڑتے ہوئے آئین اور مین کوٹھے پر اوسی مکان کے سوتی ہونگی میرا پلنگ اوٹھا لیجائین رات
بھر مین تمھارے پاس ہون اور صبح ہوتی پھر میرا پلنگ وسی جگہ پہونچا دین تو مینے آپکو یہی بات
کہنے کو بلایا تھا اب فرمائیے کہ کب ملکہ کو بلوائیے گا مین ملکہ سے بیان کرون کہ اوسدن وہ کوٹھے
پر سوئین اجلال جادو یہ پیام سنکر ایسا خوش ہوا کہ گلے سے اپنے مالا موتیون کا اوتار کر عمرو
کو دیا اور کہا مین تجھے مالامال کر دونگا تو ملکہ سے کہدینا کہ میرا بھی تمھاری فرقت مین حال غیر ہی
مین آج مکان خالی کرا لونگا اور کل ملکہ کوٹھے پر آرام کرین مین بلوا لونگا یہ وعدہ جب ہو چکا
عمرو نے کہا اچھا جانیے اور مکان خالی کرانیکی تدبیر کیجیے اجلال وہان سے نہایت مسرور ہوکر
پھرا اور محفل مین آکر ناچ دیکھنے لگا لیکن عمرو وہان سے پھر کر اوسی پردے کے پاس آیا اور گلیم
عیاری اوڑھ کر اندر پردے کے گیا وہان دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین یعنی ملکہ نسرین عنبرین مو
مع اپنی چند خواصون کے کرسی پر بیٹھی ناچ دیکھتی ہی عمرو نے یہ دیکھکر گلیم سے اپنے سر اور دونون
ہاتھ اور دونون پانوئن کو کھول دیا اب سارا جسم تو دکھائی نہین دیتا فقط سر اور دست و پا ظاہر
ہین اس طرح سے ملکہ کے سامنے آیا اور کہا مین بے دھڑ کا شہید ہون تم سبکو کھا لونگا ملکہ اور خواصون
نے جو یہ صدا سنی اور دیکھا کہ ایک سر اور ہاتھ پانون کٹے ہوئے چلے آتے ہین مارے ڈر کے اوندھے
منھ زمین پر گر پڑین عمرو نے غبار بیہوشی سبکے منھ پر ڈال دیا کہ سب بیہوش ہوئین اور جلد ہی اندر
اور باہر سب طرف کے دروازے اوس کمرے کے بند کرکے اوسی جگہ بیٹھ کر ملکہ کی صورت دیکھ
دیکھ کے ویسے ہی اپنی صورت بنائی اور ملکہ کے کپڑے اوتار کر آپ پہنے اور ملکہ کو اوٹھا کر زنبیل
مین رکھ لیا جب اس طرح سے عمرو درست ہو چکا اوس وقت خواصون کو فتیلہ دفع بیہوشی سونگھا
کر ہوشیار کیا جب وہ ہوش مین آئین ملکہ کو دیکھا کہ فتیلہ سونگھا رہی ہے غرض جب خوب حواس
درست ہوے کہنے لگین کہ اے ملکہ عالم واسطہ خداوند لقا کا جلد یہان سے تشریف لے چلیے

ورنہ وہ بلا کھا جائیگی عمرو کو جو ملکہ کی شکل بنا ہوا تھا کہنے لگا کہ دیوانیو تم سب سے تو مین ہی مضبوط ہون کہ تم سب بیہوش ہوگئین اور مین ہوشیار رہی سب بے کہا داری چاہے کچھ ہی ہو مگر ہم آپکو یہان نہ ٹھہرنے دینگے غرض وہ سب عمرو کو ملکہ کے شبہہ سے اسطرفکا دروازہ کھولکر اندر ایوان شاہی کے لائین عمرو نے دیکھا کہ مکان نہایت آراستہ ہی جا بجا کمرے اور شہ نشینین تعمیر ہین بارہ دری سلہر خوبی سے بھری پردہ رنگ برنگ کی ہر دالان کے سہری پرآویزان ہین اسباب شاہانہ ہر جگہ مہیا خوش قطع چلمنین دیوار گیریان ہین لمولفہ

قصر ایسے اوس جگہ تعمیر تھے — یہ چرخ چنبر بوج کرتا تھا نثار
خم ہون ابروے حسینان جہان — اسطرح کے طاق تھے محراب دار

خلاصہ کلام عمرو نے وہان آکر حکم کیا کہ پلنگ میرا آراستہ کرو اور مسند پر زر بچھاؤ کنیزین جہان نسرین رہتی تھی اوس مقام کو آراستہ کرنے لگین عمرو پہچان گیا کہ ملکہ جبکی تم صورت بنے ہو اوسکی یہ خوابگاہ ہے بس اسی جگہ جاکر با آرام تمام مقیم ہوا کہ کل رات کو حسب وعدۂ اجلال بالا بام جاکر آرام کرونگا اب یہ تو یہان ٹھہرتے ہین لیکن حال ذرا اجلال جادو کا سنو کہ جب یہ وعدہ کرکے چوبدار سے محفل مین آیا سلیمان سے اسنے کہا کہ مین حمزہ سے لڑنیکے لیے سحر اپنا جگاؤنگا مجھے ایک مکان کنارے شہر کے آبادی سے الگ خالی کرا دیجیے سلیمان نے کہا بہت اچھا اور اسی وقت حکم دیا کہ ایک خانہ باغ باغبانان شاہی سے خالی کرکے آراستہ کیا جاے ملازمان شاہی حکم پاتے ہی سرگرم انتظام ہوے اور ایک خانہ باغ کنارے شہر کے خالی کرایا اور اسباب بادشاہ کے یہان سے عیش و آرام کا وہان جانے لگا اتفاقاً بیٹا عمرو کا چالاک بن عمرو واسطے سیر کرنے اوس قلعہ کے صورت بدل کے آیا تھا کسلیے کہ جب عمرو امیر سے واسطے سیر کرنے اوس قلعہ کے رخصت ہوا تھا تو چالاک بھی عمرو کے پیچھے چلا کہ مبادا اگر والد کہیں گرفتار ہو جائین تو مین عیاری کرکے رہا کرون باین خیال یہان آکر سیر کر رہا تھا کہ ملازمان سلیمان واسطے اسباب لیجانیکے اوس باغ مین جو اجلال کے لیے خالی ہوا تھا مزدور ڈھونڈھتے تھے چالاک ایک مزدور کی شکل بنکر حاضر ہوا دیکھا کہ نمگیرے بانسلگے مع اردہ قناتین چھت پردے چلمنین اور دیگر ضروریات کی چیزین مزدورونکے سر پر اور چھکڑون پر بار کرکے بھیجی جاتی ہین چالاک کو بھی ایک شطرنجی دی کہ اسے پہونچا دے یہ اوسے لیے ہوے اوسی خانہ باغ مین آیا اور وہی ملازمون کے حوالے کرکے اونسے کہا کہ اور بھی کوئی کام ہو تو مجھے بتلاؤ کہ پوری مزدوری میری ہو جائے اونھون نے کہا ٹھہر ارہ اور آپ جاکر اجلال سے عرض کیا کہ مکان علیحدہ حسب الارشاد حاضر ہے جہان ارشاد

کھیچے وہان پلنگ حضور کا آراستہ کیا جاے اجلال نے کہا کوٹھے پر ملازمون نے آکر چند مزدورون کو مع چالاک کے حکم دیا کہ فرش پلنگ نمگیرہ وغیرہ کوٹھے پر لے چلو چالاک مزدورونکے ہمراہ بالاے بام اسباب لانے لگا اب کوٹھے پر فرش مکلف بچھایا نمگیرہ استادہ کیا ایک جانب چھپر کھٹ جواہر نگار لگایا اوسکے نیچے مسند مغرق فرش پر بچھایا ایک طرف میخانہ سجا ایک جانب آبدار خانہ مقرر کیا جب یہ سب سامان درست ہوچکا ملازم نیچے کوٹھے کے اوتر گئے مگر چالاک سبکی نگاہ بچاکر پلنگ کے نیچے جاکر چھپ رہا اور فرش کا کونا اوڑھ کر اپنے تئین اوسنے مخفی کیا ملازمون نے مزدورون کو اجرت دیکر رخصت کیا اور کہا ایک مزدور اور چاہیے پھر آپ ہی کہا کہ مزدوری لینے خود آئیگا الحاصل اجلال نے جاکر عرض کیا کہ حضور سب سامان تیار ہے اس عرصہ مین صبح بھی ہوگئی تھی اور سلیمان نے جو جلسۂ دعوت کیا تھا وہ برخاست ہوا اجلال رخصت ہوکر اوسی خانہ باغ کی طرف چلا اور اپنے افسران فوج کو بلاکر حکم دیا کہ مین نیا سحر تیار کرنے جاتا ہون تم جب تک مین نہ بلاؤن میرے پاس نہ آنا یہ کہکر دو رفیقون کو اپنے کہ ایک کا نام انتظام جادو اور دوسرے کا نام منتصرم جادو تھا ہمراہ لیا اور اوس باغ مین آیا دیکھا کہ یہ مختصر سا باغ نہایت درجہ بہار آگین رشک وہ فردوس برین ہے ہر شجر فیض باغبان قدرت سے نہال ہے گل ہر ایک زر سے مالامال ہے ابیات

چمن آتش گل سے دہکا ہوا — ہوا کے سبب باغ مہکا ہوا

درختون نے برگون کے کھولے ورق — کہ لین طوطیان بوستان سبق

خلاصہ کلام اجلال بالاے بام آکر رات بھر کا جاگا تھا پلنگ پر سو رہا وہ دونون رفیق اوسکے باغ مین سیر کرنے لگے اسیطرح وہ دن تمام ہوا اور ادھر عمرو جو بشکل ملکہ نسرین ہے اوس دن محل مین کنیزون سے پوشاک اور زیور ملکہ نسرین کے پہننے کا منگا کر دن بھر آرایش و زیبایش مین مصروف رہا چار گھڑی دن رہے حکم دیا کہ پلنگ ہمارا بالاے بام بچھاؤ کہ چاندنی کی کیفیت دیکھینگے اور وہین آرام کرینگے بموجب حکم پلنگ کوٹھے پر آراستہ ہوا اور اوٹ پھولونکے کھڑے کر دیے گلاب اور کیوڑے کے قرابون اور عطر کے شیشون کے منھ کھول کر رکھ دیے گلدستے جابجا چن دیے غرضکہ جملہ طرح کا سامان عیش و نشاط مہیا کردیا اور کنیزون نے عرض کیا کہ واری خوابگاہ حضور کی درست ہے درست ہے اوس وقت ملکہ یعنے عمرو ہمراہ کنیزان ماہ پیکر کوٹھے پر آیا اور وہین کنیزون سے کچھ میوہ منگا کر کھایا اور مسند پر بیٹھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بیت وہ زکوۃ حسن شب کو تیا تھا بیٹھا بام پر ٭ ماہ بھی سایل کھڑا تھا چرخ نیلی فام پر ٭ وہ چاندنی کی سیر ملکہ کے حسن کی بہار ہاتھ پاؤن مین مہندی لگی مانگ

موتیون سے بھری عجب عالم دکھاتی تھی جادہ کہکشان کو راستہ بتاتی تھی کنیزین جنکو کسطرح اوس ماہ تابان
سپہر خوبی کے تصدق تھین اسیطرح پہر رات تک مصروف لہو و لعب ہین جب زیادہ رات گئی ملکہ اپنے پلنگ
پر جاکر لیٹی اور کنیزین گرد نیچے پلنگ کے سوئین لیکن ملکہ لیٹے عمرو نے دوپٹا منہ پر ڈالکر سونے کے بہانے
جاگنا شروع کیا او منتظر قدرت نمائی خدا کا ہوا کہ دیکھیے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی مگر اب
اجلال نے پہر رات گئے انتظام او منصرم اپنے دونون رفیقون سے کہا کہ مین تمسے ایک بات
کہتا ہون اگر کسی سے نہ کہوگے اور میرا کام کردوگے تو مال دنیا سے غنی کردونگا اور کل لشکر کا اپنے
سپہ سالار بناؤنگا اونھون نے کہا کہ اگر ارشاد کیجیے تو ہم اپنا سر کاٹ کر حضور کے قدم پر نثار کرین
آپکو جو کچھہ ارشاد کرنا ہو فرمایے کہ غلام اوسے بجا لائین اور یہ راز ہمارے زبان سے ہمارے کان تک
نہ سنین گے اجلال نے کہا مرحبا یہی چاہیے لو سنو وہ بات یہ ہے کہ مین سلیمان عنبرین مو کی
دختر ملکہ نسرین عنبرین مو پر عاشق ہون اونھی مجھہ پر فریفتہ ہی اور اوسنے مجھہ سے وعدہ
کیا ہے کہ الگ مکان مین ساحرون کو بھیجکر مجھے بلالو چنانچہ وہ اب کوٹھے پر اوس مکان کے
جہان دعوت میری تھی اور ناچ ہوا تھا سوتی ہوگی تم جاکر پلنگ اوسکا اوٹھا لاؤ اور اوس کوٹھے
پر اور جو عورتین سوتی ہون اونکو سحر کرکے بیہوش کردینا کہ بعد اوٹھالانے ملکہ کے کسیکی آنکھہ
نہ کھلے اور ملکہ کا کوئی متلاشی نہو انتظام اور منصرم نے عرض کیا حضور یہ کتنی بڑی بات ہی اسیوقت
غلام بجا آوری حکم کرتے ہین یہ کہکر دونون سحر پڑھکے اڑے اور ملکہ نسرین کے کوٹھے کے قریب
پہونچے دیکھا کہ ملکہ خواب نازنین ہی ایک پائجا رانون تک چڑھا ہی دوسرا پلنگ کے نیچے لٹک رہا
ہی سراپا غرق دریاے جواہر ہے کرتی سوتے مین اوپر چڑھہ گئی ہے شکم لوح سیمین کی طرح چمکتا ہی جوڑا بالون
کا کھلگیا ہے زلف چلیپا کمر سے لپٹ گئی ہی ہاتھہ کہین ہے پانون کہیں ہے اوس جوانی کی نیند مین
کچھہ خبر نہین کہ کیا کھلا ہے انتظام او منصرم نے دور سے ٹھہر کر سحر پڑھا کہ کنیزین جو پلنگ کے
پاس سوتی تھین اونپر بیہوشی طاری ہوئی اور ایسی ہوا ٹھنڈی چلی کہ جو جاگتی تھین وہ بھی
سو گئین اوسوقت وہ دونون ساحر کوٹھے پر سے اوترے اور ملکہ کے پلنگ کو دو طرف سے
دونون نے اوٹھایا عمرو کہ باطن مین بیدار تھا سمجھہ گیا کہ اب اجلال نے بلایا دیکھیے اب کیا
گذرتی ہی غرض نظر بہ فضل کردگار کرکے خاموش ہو رہا اور ساحر پلنگ لیے ہوے ایک لمحہ مین
پاس اجلال کے حاضر ہوے اور پلنگ فرش پر لاکر سامنے رکھدیا اجلال چشم براہ انتظار
رکھتا تھا انھیں دیکھکر بہت خوش ہوا اور کہا اب تم دونون جاکر نیچے کوٹھے کے آرام کرو

اور خبردار کسی کو یہان آنے نہ دینا اور تم بھی بغیر میرے بلائے یہان نہ آنا وہ دونون یہ حکم سنکر نیچے کوٹھی کے اوتر گئے اور آپسمین مشورہ کیا کہ شاید کسی کام کو اجلال طلب کرے تو اسلیے ایک شخص آرام کرے اور ایک جاگتا رہے غرض ایسا ہی کیا اور باری آپس مین مقرر کی لیکن یہان اجلال ملکہ کے قریب پلنگ آیا اور وہ بدر رخ روشن سے سرکایا شعلہ برق حسن کی چمک سے نظر اوسکی خیرہ ہوئی عجب حسن خداداد نظر آیا کہ پیر فلک نے بھی کسی ایسے نوجوان کو با این ہمہ کہن سالی نہ دیکھا ہوگا اور گوش روزگار نے کسیکے حسن زیبا کا ایسا تذکرہ خوبی نہ سنا ہوگا سراپا

وہ ماہ جبین تھی رشک زہرہ — وہ حسن پری کہ جسکا شہرہ
سانچے مین ڈھلا تھا جسم پرنور — شعلہ کہون یا کہ جلوۂ طور
تھا خرمن حسن دانۂ خال — دو کھیت تھے چاندنی کے دو گال
بالون کا وہ پیچ وتاب سر پر — شب کو لیے آفتاب سر پر
نازک تھے جو برگ گل سے وہ گوش — اُڑتے تھے صدف کے دیکھکر ہوش
پرنور گلے کی تھی صفائی — مہتاب کی جیسے رونمائی
محرم کی بھی وہ غضب کساوٹ — سینے سے کیے ہوے لگاوٹ
کرتی بھی نفیس ایک پر زر — پہنے ہوے ناز سے وہ دلبر
لیٹی ہوئی چست وتنگ بر مین — تھا نور بھرا ہوا قمر مین
کیا اوسمین کرون شکم کا اظہار — ہر برج سے ثور کے نمودار
ظاہر وہ کمر نہ تھی سر مو — تھا اوسکو وبال بار گیسو
کچھ وصف بیان ہو نہانی — رندونکو ہو جس سے شادمانی
بیجا ہے جو دو ہلال کہیے — لازم ہے کہ لامثال کہیے
جوبن سے بھری ہوئی وہ رانین — قربان ہزار دل سے جانین
گلبرگ سے نرم تر کف پا — کانٹون سے زیادہ فرش گل کا
ہر دل کو عزیز جان تھے تھی — نازک بھی وہ پھول پان سے تھی

اجلال کو صورت دیکھکر بیہوشی طاری ہوئی مگر اپنے تئین سنبھال کر لگا پاؤن ملکہ کے دبانے کہ ایکبار عمرو کروٹ لیکر بیدار ہوا اور کنیزون کا نام لیکر پکارا اجلال نے سر اٹھا قدم پر رکھدیا اور عرض کیا کہ کنیزین تو یہان نہین ہین مگر یہ غلام تازہ حضور کا حاضر ہے ؎ چہ نامیکہ مولائی

نام تو ام ؛ درم نا خریدہ غلام تو ام ؛ ملکہ نے ایکبار تیوری چڑھا کر اجلال کیطرف دیکھا اور
دوپٹہ سنبھالکر اوٹھی اور بال بکھرے ہوئے سمیٹ کر جوڑا باندھا اور دونوں پانون کو پلنگ سے
لٹکا دیا اجلال کیجانب سے منہ پھیر لیا اس ادائے معشوقانہ کو اجلال دیکھکر مر گیا اور اوٹھکر پروانہ وار
گرد اوس شمع محفل خوبی کے پھرا ملکہ نے کہا آخر یہ ماجرا کیا ہے تم کوئی جن ہو یا آسیب ہو کون ہو مجھکو
یہان کون لایا ہی یہ مکان کسکا ہے اجلال نے یہ باتین سنکر عرض کیا کہ ای جان جہان وای آرام دل
مشتاقان جیسا آپکو دادا جی نے مجھسے فرمایا دلیا حسب الارشاد حضور یہ غلام محل مین لایا اور سب ماجرا جو بدا آ
کی گفتگو کا بیان کیا ملکہ یہ حال سنکر مسکرائی اور دامن کو جھٹک کر اوٹھی اور کہا اے نابکار ساحر غدار
مین اسیطرح پیادہ اپنے گھر جاتی ہون اور اوس موے بڈھے چوبدار کو جسنے مجھپر یہ طوفان جوڑا ہی
اور تیری عاشقی کا الزام مجھپر لگایا ہے دیکھہ تو کیسی سزا دلواتی ہون کہ وہ بھی یاد کرے اور اوس
امر کی خبر اپنے باپ سے کرکے افراسیاب کو نامہ لکھواتی ہون کہ موڈی کاٹے تجھے وہ ذلیل
کرکے طلسم سے نکالدے اسی طرح تو تنگ و ناموس مین بادشاہون کے دراندازی کرتاہے اور پرائی
بہو بیٹیون کا ستیاناس کھوتاہے اجلال یہ باتین غصہ ناک سنکر ڈرا اور منتین کرنے لگا کہ ای ملکہ
عالم حضور ایک لمحہ یہان تشریف فرما ہون تاکہ مین شرط خدمت بجا لاؤن اور پھر حضور کو خوابگاہ
کیجانب پہونچا دون ملکہ نے کہا خدمت لو جاکر اپنی والدہ یا ہمشیرہ کی کرنا خبردار مجھسے ایسے کلام
زبان پر لائیگا تو سزا پائیگا اجلال نے پھر دست بستہ کہا کہ اے ملکہ آپ تھوڑی دیر مسند پر
جلوہ فگن ہون مین نظارہ گلشن جمال کرون اور گل چینی باغ حسن کی کرکے دامن نظارہ بھرون
مجھے سوائے آپکی صورت زیبا دیکھنے کے اور کچھہ کام نہین ہے ؏ گر بسر و چشم من نشینی ؛ نازت بکشم کہ
نازنینی ؛ ای مونس جان عاشقان وای شہنشاہ خوبان مین تیرا ایک ادنی غلام ہون یہ کہکر قدم پر گرا
اور ملکہ اسکی منت دیکھکر خرامان خرامان کہ بیت چال چلتے ہین وہ اس انداز سے ؛ مردے جیتے ہین
خرام ناز سے ؛ آکر مسند پر بیٹھی اور اجلال سامنے مودب بیٹھہ گیا اب یہ کیفیت ہی کہ ؏ چو خانہ
خالی و معشوق مست ناز بود ؛ توان گریست بر آنکس کہ پاکباز بود ؛ اجلال جب دست ہوس
بڑھاتا ہی ملکہ کبھی تیوریان چڑھاتی ہی کبھی روکھی صورت بناتی ہی کبھی سسکی بھرتی ہی کبھی مسکرا کر اوسکے
خرمن جان پر برق آفت گراتی ہی خنجر موج تبسم کا زخمی بناتی ہی ہنگامہ راز و نیاز گرم ہے ادھر
شوق ہی ادھر شرم ہے اسی ہنگام مین جب زیادہ الحاح و زاری اجلال نے کی ملکہ نے ہنسکر
کہا کہ تو بھی بڑا بیوقوف کاٹھہ کا الو ہے پھیکے غمزے کرتا ہے اور خوان دعوت کو بے نمک کھاہے

نہ شراب نہ کباب ہے پھر یہ اضطراب مہمان کو یوہین بلاتے ہین خالی اپنا مطلب جتاتے ہین سچ ہی ہر دوسرے بھی کتنے خود غرض ہوتی ہین خصوص تجھہ مین بوے محبت ذرا نہین سوا اپنے مطلب کے دوسرے کی پروا نہین اجلال یہ باتین سنکر شرمندہ ہوا اور دل مین سوچا کہ ملکہ سچ کہتی ہی شراب دافع حجاب ہی دو ایک جام پیکر یہ مست ہو جایگی اور تیری آرزو بر آئیگی اب بخت خفتہ بیدار ہی کوئی دم مین ہم پہلو یہ دلدار ہے پس اوسی وقت میخانے سے اوٹھکر کشتیان شراب کی اور قابین گزک کے لیے کباب کی لایا اور گلابی اوٹھاکر جام جواہر آگین مین شراب ارغوانی لبریز کی اور ساغر ہاتھہ پر رکھکر سامنے ملکہ کے پیشکش کیا کہ یہ بادہ محبت حاضر ہے اسے نوش کیجیے اور داد عیش و خرمی دیجیے ابیات

خلوت ما را فروغ از عکس جام بادہ باد ۔۔۔ زانکہ کنج اہل دل باید کہ نورانی بود
بی چراغ جام در خلوت نمی آرم نشست ۔۔۔ وقت گل مستوری مستان ز نادانی بود
مجلس انس و بہار و بحث عشق اندر میان ۔۔۔ جام می نگرفتن از جانان گران جانی بود

ملکہ نے وہ جام دست نازک مین لیا اور منہہ پھیر کر تیوری چڑھاکر سسکی بھر کر لبون سے لگایا اور ایکبار منہہ بنا کے ساری شراب اجلال پر پھینکدی اور کہا یہ شراب میرے کام کی نہین افسوس ہے کہ تو بادشاہ کہلاتا ہی مگر ٹکے کا ٹھرا بنتا ہے بلکہ وہ بھی اس سے اچھا ہوتا ہی اجلال نے عرض کیا کہ اے ملکہ یہان میرا ملک و مال نہین آپ ہی کے باپ نے جو میخانہ بھجوا دیا ہے وہی تصرف مین ہی ملکہ نے کہا بادشاہون کو سب جگہ ہمہ نعمت مہیا ہے ع منعم بکوہ و دشت و بیابان غریب نیست ؛ اگر تو میرے آنے کے لیے اہتمام کر کے عمدہ شراب کینتکی کی کھنچوا رکھتا تو کیا مشکل تھا مگر تجھے سوا اپنے مطلب کے اور کسی بات کا کب خیال تھا خیر اب تو آ پھنسی جو کچھہ تقدیر دکھائے وہ دیکھین گے یہ کہکر ایک قلم شراب کی اپنے محرم سے نکالی اور جام شراب سے بھر کر اوس قلم سے چند قطرے ساغر مین ڈالے کہ رنگ شراب کا گلنار ہو گیا اور اوس جام کو پنجہ نگارین خورشید نما پر اپنے رکھکر سامنے اجلال کے ہاتھہ بڑھایا اور کہا اے بیمروت ساقی گری کرنا ہمارا کام ہے یہ جام عنایت ہمارے ہاتھہ سے نوش کر کہ نیکی پیر مغان کہ چو ما بد مستان ؛ ہرچہ کردیم بچشم کرمش زیبا بود اجلال یہ چشم عنایت اپنے ساقی کی دیکھکر مرہون منت ہوا اور جام اوس گلفام کے ہاتھہ سے لیکر پی گیا معاذ اللہ وہ قطرے جو قلم سے جام مین ٹپکائے تھے وہ بیہوشی قاتل تھی جو عمرو نے ملادی تھی یکایک اجلال کو چکر آیا اور کہا اے ملکہ بڑی تیز و تند شراب تم پیتی ہو کہ مجھے تو اوسنے ایکہی چلو مین الو بنایا ملکہ نے کہا ذرا اوٹھکر ٹہلو فرحت حاصل ہو گی اور عجب مزا یہ شراب دکھائیگی اجلال اوٹھا اور دو قدم چلا تھا کہ ہوا منہہ پر

جو لگی بیہوش ہو کر گرا عمرو نے خنجر زنبیل سے نکالکر چاہا کہ اسے ذبح کرے اوسوقت چالاک بن عمرو
جو نیچے پلنگ کے چھپا ہوا تھا اور یہ ماجرا دیکھکر حیران ہو رہا تھا کہ یہ کون شاہزادی ہی مگر اب جو
دیکھا کہ اسنے اجلال کو بیہوش کیا اور قتل کیا چاہتی ہی سمجھہ گیا کہ والد ماجد ہین شاہزادی بنکر یہان
آئی ہین دلسے کہا کہ واہ واہ کیا عیاری پاکیزہ فرمائی ہے مگر اب قتل کرنا اجلال کا برا ہی یہ سوچ کر
پلنگ کے نیچے سے نکلا عمرو اجلال کو قتل کیا چاہتا تھا کہ چالاک پکارا خبردار ایسا غضب کرنا عمرو
حیران ہوا کہ یہ کون شخص ہی اور خنجر کھینچکر چالاک پر جا پڑا اسنے خنجر کو خالی دیا اور کہا مین ہون فرزند
آپ کا چالاک عمرو نے ہاتھہ روکا اور کہا او نالائق کیون یہان آیا اور کسلیے اس ساحر دشمن
صاحبقران کو قتل کرنے سے منع کرتا ہے چالاک نے کہا اے والد ماجد ساحر کا قاعدہ ہی کہ جب
مرتا ہے بیر اوسکے غل مچاتے ہین اگر اسکو آپ ذبح کرتے اور شور و غل ہوتا نیچے کوٹھے کے انتظام
اور منصرم جو پلنگ آپ کا لائے ہین موجود تھے فوراً صدا سنکر دوڑے آتے اور گرفتار کر لیتے
عمرو نے کہا تو سچ کہتا ہی مگر پھر کیا کرون چالاک نے کہا مین ملکہ کی شکل بنتا ہون یعنی جو آپ
بنے ہوے ہین اور آپ اجلال کی صورت بنیے اور مین بشکل ملکہ پلنگ پر جا کر لیٹتا ہون حضور
انتظام اور منصرم کو بلا کر حکم دین کہ پلنگ ملکہ کا پہونچا آؤ اور اجلال کو زنبیل مین ڈال لیجیے
اور اس طرح یہان سے بچاؤ کر کے چلیے آیندہ جو اور کچھہ عیاری کیجیے گا وہ بن پڑیگی عمرو کو یہ تدبیر پسند
آئی اور آپ اجلال کی صورت بنا اور چالاک کو ملکہ بنا کر اور پلنگ پر سلا کر اجلال کو زنبیل
مین ڈال لیا اور دونون ساحرون کو بلا کر حکم دیا کہ پلنگ ملکہ کا پہونچا آؤ وہ بزور سحر پلنگ
لیکر اوڑے اور ملکہ کے کوٹھے پر جہان پہلے پلنگ بچھا تھا وہین لا کر رکھا اور آپ وہان سے
علیحدہ ہو کر سحر پڑھا کہ خواصونکو پہلے جو بیہوش کر گئے تھے وہ ہوشیار ہوئین یہ دونون تو خدمت
اجلال مین جو عمرو ہے آئے اور وہان خواصون نے دیکھا کہ صبح قریب ہے اور ملکہ اوسی طرح
سو رہی ہی غرض سب اپنے اپنے عہدے پر سرگرم کار ہوئین اور چالاک بھی تھوڑی دیر کے بعد
انگڑائی لیکر اوٹھا اور عمرو نے سب نام خواصونکے اور رہنے کی جگہ ملکہ کی بتا دی ہی اوسی دستور کے
موافق ہمراہ کنیزون کے نیچے کوٹھے سے اوتر کر آیا اور جہان کا خواجہ نے پتا بتلا دیا تھا اوسی جگہ
آکر عیش و آرام مین مصروف ہوا مگر عمرو بشکل اجلال صبحکو مع اپنے رفیقونکے سوار ہو کر دربار مین
سلیمان کے آیا اسنے تعظیم کی یہ بغل پر بیٹھا اور کہا یا خداوند آپ لشکر لیکر باہر قلعے کے چلیے تاکہ مین
لشکر حمزہ کو غارت کرون اور خدمت شہنشاہ افراسیاب مین جاؤن لقانی سلیمان کو حکم دیا کہ افواج

اور سپہ سالاران لشکر درست ہو کر بیرون قلعہ چلین اور مقابلہ لشکر حمزہ سے کرین بموجب حکم خیمے و
خرگاہین بارگاہین لدنے لگین اور سپاہ متوجہ جنگ صاحبقران ہوئی یہان امیر نامدار بارگاہ
مین بیٹھے تھے کہ ہلکارے جو باہر جاسوسی مقرر ہین دوڑے آئے اور بعد دعا وثنا کے عرض پیرا ہوئے
کہ آج غلامان جانباز بشکل مبدل دربار مین سلیمان کے حاضر تھے کہ اجلال نے تہیہ جنگ کیا
اور لشکر لقا کا مع لشکر ساحرون کے اور لشکر سلیمان کا مع کوہیون کے قلعے کے باہر آتا ہے
امیر مع سردارون کے واسطے دیکھنے آمد لشکر کے دربارگاہ پر آ کر ٹھہرے کہ یکایک دروازہ کوہ عقیق
کا کھلا اور نشان فوج کے ہاتھیون پر ظاہر ہوا اونکے بعد ساٹھ ہزار سوار چلتہ پوش چار آئینہ بند
دوش بدوش پرے سے پرا ملائے مرکب ہاے دورکابہ پر سوار گذرے کہ اسلحے کے چقاچاق سے گنبد
گردان مین غلغلہ پڑ گیا پھر اونکے پیچھے ستر ہزار پیادے کمانین پشت پر ترکش مثل دم طاؤس پہلو کے
برابر لائیتان کمر سے باندھے بانے جنگ کے آراستہ کیے برآمد ہوے بعد انکے فوج ساحران پیدا ہوئی
کہ ساحر اژدہون اور شیرون پر سوار مندرے کانون مین پڑے کنڈل اور حلقے ڈالے جئی سامری
وجمشید کی بولتے سحر کی نیرنگیان دکھاتے نکل گئے لیکن عمرو کہ جو فی الحال اجلال بنا ہوا ہے
انتظام اور منصرم سے حکم دیا ہے کہ مابدولت کے لیے ایک اژدر تم اپنے سحر سے بنا لاؤ کہ اوسپر
کاٹھر کھنچا ہو مین سحر اپنا میدان رزم مین دکھاؤنگا یہ کام تمھارے سپرد کرتا ہون وہ ساحر
حسب الحکم اژدہا بنا کر لائے عمرو اوس اژدہے پر سوار ہوا اور اونھون نے رکاب پکڑ لی اور سحر
کرتے آگ اور پتھر برساتے چلے اور عمرو اب آگے آگے فوج ساحران کے جھولی سحر کی گلے مین
ڈالے تاج بادشاہی سر پر قباے فرمانروائی پہنے بازوؤن پر نورتن باندھے نکلا اوسکے بعد دیکھا کہ
چالیس ہاتھی زنجیرہ بند کیے ہین اور اوسپر تخت مرصع کھنچا ہے موتیون کا بنگلہ انباری کے عوض تخت پر چھایا ہے
اور اوس تخت پر لقا بیٹھا ہے برابر اسکے بیٹا اسکا یاقوت شاہ اور فرامرز بیٹا نوشیروان کا ہے
خواصی مین خواجہ گراز الدین ملک بختیارک شوم کا فریبدین بیٹھا ہوا رومال سر پر لقا کے جھل رہا ہے
اور گرد سواری لقا کے کلکال خون آشام اور طائر عاد کرسی نشین اور ضیغم قدرت اور
زنگال خون آشام اور بہت سے سردار سنجانی و باختری و مشتری حصاری
اور سالار فوج مرکب ہاے پری پیکر پر سوار گردنکش و تاجدار برآمد ہوے پھر کئی لاکھ کا لشکر
فرامرز کے سپہ سالار قارن رزم زن اور قارن فیل من ابداع لاہوت وجہم
زرین کلاہ وغیرہ لیے ہوے اور لشکر سلیمان کا سبکے بعد آیا کہ اس لشکر کے سردار ناظرا

زاغ چشم ومنظور زاغ چشم و لالان لال قبا ہین الغرض امیر نے یہ لشکر فراوان ملاحظہ
فرماکر خدا کو یاد کیا کہ الٰہی تو قادر و توانا ہے اور یہ لشکر مثل مور و ملخ کے میدان جنگ کا فاصلہ لشکر
امیر سے دیکر اوترنے لگے اور دہل اور دمامے طبل زمی بر وقت داخلہ لشکر کے بجنے لگے ابیات

برامد شدے لشکر بے قیاس	زمین در تزلزل فلک در ہراس
حضیض زمین چون فلک اوج بود	سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود

خیمہ ہائے عالیشان استادہ ہونے لگے گندلے سراپچے بچوب قرینے سے سجے سائر کی قناعت تنی
بارگاہ مین مسل درسل پالین چھولداریان نمگیرے کھڑے سرداروں کے لیے بارگاہین سواروں کے لیے
طنبو استادہ تھے لشکر جب اتر چکا اوسوقت بازاری بیوپاری کنجڑے قصائی نان بائی گونڈیے ہر جگہ
لیجا کر آباد کرنے لگے بازار کے لیے ہر جگہ کوتوال اہلکار محافظ ہوا لشکر مین ایک شہر کی کیفیت حاصل
تھی دوکانین کھلی ہوئین خرید و فروخت ہوتی تھی اس ہنگام مین شام آئی اوس دم دو رویہ
چوک مین گلاس روشن ہوے دوکانون مین چراغ جلنے لگے مردمان لشکر پھرنے چلنے لگے
چار سپہ سالار جرار کئی ہزار سوار لیکر لشکر کے گرد طلایہ پر مقرر ہوے کوتوال گشت کو اوٹھے
نرسنگے پھنکے بدمعاش گھرنے لگے بیدار باش خبردار باش کی صدا بلند ہوئی ادر ادھر لشکر صاحبقران
مین بھی اہتمام تھا طلایہ پھر رہا تھا الحاصل دونون لشکر اسی طرح ہوشیار رہے ایک دن اور رات
مقابلے مین اوترے رہے جب دوسرا دن ہوا قریب شام اجلال جادو نے ساحرون کو طبل جنگ
بجنے کا حکم دیا اور سلیمان اور لقا اور جتنے بادشاہ کہ موجود تھے سب نے اپنی اپنی فوج کو ایسا
ہی حکم سنایا دلاوران کو زہ بیجا اور شیران بیشہ دغا نے نقارخانون مین جا کر نقارہ رزم
پر چوب لگائی دشت قتال گونج گیا طاس فلک مین جھنناٹا ہوا یہ خبر ہلکارے لشکر اسلام کے
خدمت صاحبقران مین لائے اور مجراگاہ پر ٹھہر کر بعد ادائے آداب یون عرض کیا قطعہ

الٰہی تا جہان باشد تو باشے	جہان را تا نشان باشد تو باشی
رہین اس دریہ ہر دم مثل دربان	شہ روم و عجم اور چین کا خاقان

عمر و دولت شہنشاہ خضر سے اور خزانہ خسرو سے افزون ہو دشمن تیرہ روزگار زار و زبون ہو
آج لشکر ضلالت اثر عدو مین طبل جنگ بجا ہے ہر ایک نامرد آمادہ کارزار ہوا ہے یقین ہے کہ کل
میدان رزم مین آکر آتش عناد و فساد کو مشتعل کرے باقی خیریت ہے امیر نے یہ خبر سنکر طرف بادشاہ
لشکر اسلام کے دیکھا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ یا امیر آپ بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی حکم

بجے کہ ہمارے لشکر مین بھی بمدد خداے پاک طبل جنگ بجے اور نقارہ سکندری پر چوب پڑے کیسلیے
کہ جیسا کچھ نقاش ازل نے اور کاتب قسمت نے ہماری پیشانی مین تحریر فرمایا ہی وہی پیش آنی ہی عیاران
لشکر اسلام یہ کلام شاہ سنکر بارگاہ صاحبقران نامور نقارخانہ سلیمانی اور سکندری مین آئے یہان
داروغہ نقارخانہ قلابہ چینی اور کبابہ چینی شاہزادگان چین وماچین نے طبل سکندر کو سینک کر
درست کر رکھا تھا غافیہ اوسپر سے اوٹھا لیا تھا اور صدا نقارہ رزم لشکر مخالف سنکر منتظر حکم بادشاہ تھے
تھے کہ عیارون نے آکر حکم شاہ سنایا انھون نے عوض عمرو کے طبل جنگ بجایا واضح ہو کہ طبل رزم سوائے
عمرو کے کوئی نہین بجاتا ہے یہ منصب عمرو کا ہے اور اگر عمرو نہین ہوتا ہے تو اوسکے بدلے بیٹے عمرو
کے یا داروغہ نقارخانہ کے تعمیل حکم شاہ کرتے ہین الحاصل طبل جنگ جب بجا زمین وزمان مین زلزلہ
پڑ گیا یہ وہ طبل سکندر ہے کہ جسے صاحبقران نے ہندوستان مین دریا کے اندر میل سکندری پر
پایا تھا اور عمرو جال الیاسی مین باندھکر اسے لایا تھا ذکر اسکا دفتر اول مین مذکور ہے چہ لشتھ
کوس اس طبل کی صدا جانے کا دستور ہے غرض یہ معلوم ہوا کہ طبل جنگ کیا بجا نسر طائر اسکی
صدا سے فلک پر پھڑکنے لگا اور گاو زمین کا کلیجہ دہل گیا کوہ ودشت ہل گیا **نظم**

چو بر تخت اسکند را مد دوال	زنا ہید مریخ کرد این سوال	جہان را مگر شور آخر رسید
سرافیل صور قیامت دمید	بگفتا کہ نہ طبل اسکندریست	ز آواز او گوش گردون کر است

سب لشکر خبردار چھوٹا بڑا بہادر ونامرد ہوشیار ہوا کہ دم سحر ملک الموت کی گرم بازاری ہی دم نقد
جان کی خریداری ہے سر تن سے جدا ہونگے زخمونکے بٹینگے آج بادشاہ نے سویرے سے دربار برخاست
فرمایا ہر ایک سردار اپنی آرامگاہ مین آیا تیاری حرب وضرب کی شروع ہوئی تلوارین صیقل و
مصقل ہونے لگین کمانین سینک کر درست کی جانے لگین بہادر رزم وپیکار کی تدبیر سوچتے تھے
بزدلے گھبرائے ہوئے منہ نوچتے تھے منچلے جو تھے مشتاقانہ مورچون کو غور کرتے ہنس ہنسکر رزمگاہ
کو دیکھتے پھرتے نامرد لمبے ہونے کا طور سوچتے چار زرہ جامہ خود بکتر درست کرتے تھے چہرون پہ
سرخی چھائی تھی نامردون کے منہ پر ہوائی تھی لشکر مخالف مین اجلال کے ساحر سحر تیار کرتے
تھے دھر و بجتا تھا ہوم جا بجا ہوتا تھا چوکے خون خوک سے دیے گئے تھے مرچین جلتی تھین گوگل
سلگتا تھا کلوا بھیرون نا ردن پکارا جاتا تھا دو پہر رات سے دونون لشکرون کے نقیب نکل کر
شجاعون کو ترغیب جنگ دلاتے تھے کہ ؎ جوانو جوان بخت ہشیار ہو ؛ سلاحون سے اپنے
خبردار ہو ؛ غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا آخر کار وہ وقت آیا کہ اریکہ آرائے زنگاری

مشرق بکر و فر نمودار ہوا ظلمت شب روبفرار لائی صبح کا سفید آشکار ہوا **اشعار**

علمِ آفتاب نکلا جب
رونقِ تختِ لاجورد ہوا

فوجِ انجم ہوئی گریزان سب
ہوا میدان چرخ پر اکبار

شہِ خاورِ سپہر گرد ہوا
شہِ انجم سیاہ روبفرار

دم سحر لشکر جانبین سے خیل خیل ذیل ذیل گروہ گروہ انبوہ فشون فشون میدان کارزار مین مسلح و مکمل آنے لگے اور امیر باتوقیر مسجد کرپاس مین تشریف لائے فریضۂ نماز سحر ادا کرکے ورد و وظائف مین مشغول ہوے اور دست دعا اوٹھا کر دعاے فتح و ظفر درگاہ رب الاکبر مین کرتے تھے کہ اے قادر و توانا تو مجکو اس لشکر اشقیا پر فتحیاب فرما **قطعہ**

اے آنکہ بملک خویش پایندہ توئی
وز دامن شب صبح نمایندہ توئی

کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ
بکشاے خدایا کہ کشایندہ توئی

امیر یہ دعا کر رہے تھے کہ **مقبل** وفادار تیراندازون کا سپہ سالار غلام امیر باوقار نے حاضر ہوکر آمین کہی امیر نے مقبل کو دیکھکر ارشاد کیا کہ لشکر کا کیا حال ہے **مقبل** نے عرض کیا کہ ع دو لشکر رسیدند جاے مصاف + دو پرکالہ بستند چون کوہ قاف ؛ امیدوار قدوم میمنت لزوم صاحبقران ہین امیر نے فرمایا کہ صندوق اسلحے کا لاؤ **مقبل** نے صندوق اسلح جنگ رکھنے کا حاضر کیا امیر نے تمام تبرکات جو مزار انبیا علیہم السلام پر سے کہ جہان سے **عمرو** کو تبرکات ملا ہے اور اوسکا مذکور قبل ہو چکا ہے پایا ہے اور وہ خود ہود اور زرہ داؤد اور کمان صالح اور نیزہ سام بن نوح اور موزے راگے و چار آئینے وغیرہ ہین اون سب تبرکات کو ذات بابرکات پر اپنے آراستہ کیا اور تیغہ صمصام اور **قمقام** کہ باغ ابراہیمی سے ملے ہین اور ذکر اسکا دفتر اول مین ہے اور شمشیر **عقرب سلیمانی** اور نیمچۂ سہراب و سپر گرشاپ سب پردۂ قاف مین پائے ہین غرض اس اسلحے کو زیب جسم فرما کر مسجد سے **صاحبقران** برامد ہوے دروازے پر مسجد کے **دیوانہ بن قندس** دیوانہ **اشقر بن دیوار نائیس** کو ساز و یراق سے درست کرکے لیے کھڑا تھا امیر کو دیکھکر آدمنے تسلیم کی اور گھوڑا حاضر کیا مرکب راکب کو دیکھکر فر فر کرنے لگا امیر نے گردن توسن پر انگشت شہادت سے یا علی لکھکر حلقۂ رکاب مین کہ ہمہ تن چشم منتظر قدم سعادت توام **امیر** تھا پانون رکھکر ایال پر ہاتھ ڈال کر گھوڑے کی پیٹھ پر جلوہ فرما ہوے جلودار سے دامن قبا درست کیا بسم اللہ کا شور بلند ہوا غرض دست راست مین نیزۂ دو سر اژدہا پیکر بائین مین عنان مرکب تشنک صرصر لیکر نادعلی پڑھا اور گھوڑے کو مہمیز کیا سب ابھی

مثل کرتیت پسر گردان نعمان بن منذر شاہ یمنی وعامر رودباری وسیف ذوالیدین
والوالمعدن گرد وطوق حران گرد اور فرزندان امیر علمشاہ رومی ملک قاسم بن
علمشاہ اسفندیار شاہ گیلانی و داراب کشور کشا وایرج بن قاسم وخورشید
بن ہاشم وہاشم تیغ زن بن حمزہ وکرب دلاور واسد بن کرب ولندھور
بن سعدان جانشین حمزہ ومالک اژدر جانشین حمزہ وغیرہ بکروفر اپنی اپنی فوج میدان
رزمگاہ کیطرف بھیجکر امیر کی خدمت مین حاضر ہوے یہ سب پانچہزار پانسو پچیس سردار ہین
کہ اونھین لیکر امیر دردولت آستان بارگاہ ظل اللہ جہان پناہ مالک اورنگ سلیمانی
سلطان سریر شاہا توقیر سعد بن قباد بن صاحبقران پر حاضر ہوے اور منتظر آمد سلطانی
جلوخانہ مین ٹھہرے کہ یکایک عیش محل ڈیوڑھی کا پردہ زنبوری چرخی پر کھچا صدا غاٹے کی
بلند ہوئی اور انتظام آمد بادشاہ ہونے لگا اول بارہ ہزار طفلان ماہ پیکر لباس عمدہ پرزر
پہنے ہوے ہاتھو مین کرے سونے کے پڑے لوٹے لخلخے کے لیے عود وعنبر اونپر جھونکتے نکلے
پھر ہزارہا بخشانے والیان طلائی ونقرئی بخشانے لیے دردیان سرخ سرخ زیب جسم کیے نکلین
پھر کنول برداریان کنول بلورین منقش لیے پیدا ہوئین پھر ہزارہا نواب ناظر اور خواجہ سرا انتظام
کرتے گذرے اور تخت شاہی کو خادمان محل گھیرے بادشاہ جمجاہ تخت پر سوار کہاریان پیاری
پیاریان لہنگے قیمت کے بھنگے پہنے ہاتھون مین کڑے مگر وہان پڑے کانون مین بالے نازوانداز
ہر ایک کے نرالے جسم گدرایا شباب چھایا تھے اور مچھلیان سرون پر لگائے تخت کو اوٹھائے
ظاہر ہوئین مژدہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم پکارے امیر اور سب سردار مجرا گاہ پر جاکر کھڑے
ہوے ادھر شاہ کی صورت زیبا نظر آئی اودھر سب نے گردن پی تسلیم جھکائی مژدہا پکارا بادشاہ
جہانی سلطان جہان نگاہ روبرو حمزہ صاحبقران بادشاہ نے نگاہ اوٹھا کر دیکھا صاحبقران
نے فرشی مجرا کیا شاہ نے ہاتھ اپنے سینے پر رکھا کہ جگہ تمھاری ہمارے دل مین ہے امیر تسلیم
کرکے پیچھے ہٹے پھر سب سردارون کا مجرا اور سلام ہوا جمہور جہانسوز طوس تبرزن
اور فرامرز عاد مغربی وغیرہ اور سردار مذکورہ بالا ہر ایک نے بعد سلام ومجرے کے
پایۂ تخت بادشاہ کو بوسہ دیا بادشاہ نے حکم سوار ہونے کا کیا سب سردار سوار ہو کر تخت
شاہی کو مانند دل کے قلب مین قائم کرکے گرد حلقہ کیے ہوے طرف دادگاہ مصاف کے
لیکر چلے ڈنکے پر چوب پڑی بیت ز نقارہ آواز آمد عجیب :: کہ نصر من اللہ فتح قریب

نقیب کڑکا کہتے وہ نور کا تڑکا نسیم عنبر شمیم وزان بڑے بڑے تارے فلک پر ظاہر چھوٹے چھوٹے پوشیدہ تھے آگے آگے باد بہاری غرضکہ بڑی تیاری سے بادشاہ عالی تبار وارد شب مصاف ہوئے یہان ایک جانب کو فوج سلیمان نے پرا جمایا اور لقا اور فرامرز کا لشکر نظر آیا کہ چوڑے چوڑی سینے گردنون مین حمائل گینڈون پر پہلوان سردار سوار گرز بر دوش باتن و توش صاحب سطوت ونہ در پیشانیون پر شکن ڈالے نیزون کو سنبھالے حریف کے لشکر کو دیکھ رہے تھے اسی ہنگام مین میدان رزم آتش فشان ہوا برق شعلہ بار چمکنے لگی ابر تیرہ و تار گھر آیا ساحرون کا لشکر اجلال جادو یعنے عمرو لیکر اوسی طرف اژدر سحر پر سوار آیا انتظام و منصرم رکاب پکڑے سحر کی نیرنگیان دکھاتے اور چالیس ہزار ساحر بجلیان چمکاتے پتھر برساتے ترئی پھونکتی نرسنگا بجتا گھنٹے اور ناقوس کی صدا بلند آکر ایک سمت ٹھہرے کہ آنے سے دونون لشکرون کے کرہ ہوا کرۂ خاک بنا گاوزمین کا اس ہلچل سے سینہ چاک تھا طائر آشیانہ بھولے صحرائے رزم مین خوف سے ہر ایک کے ہاتھ پانون پھولے روئے آئینہ سپہر مکدر نظر آیا چشمۂ خورشید غبار زمین سے گندلا ہوگیا

	زسم ستوران دران پہن دست		زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

آخر کار بیلچہ کار ہوشیار نکلے اور میدان کا پست و بلند ہموار کرنے لگے کنکر پتھر خس و خار چنکر جدا انبار لگایا کہین نقیب اور کہین کمینگاہ کا ڈھنگ درست کیا جھنڈی جھاڑی درخت کاٹ کر زمین آئینہ آسا صاف بنائی پھر سقون کے آبپاشی کی باری آئی ہر ایک سقہ خواجہ خضر کا دم بھرتا لنگیان باندھے اور کھاروے کی باندھے وردیان پہنے کٹورے کمر سے لگائے تسمے گلون مین ڈالے مشکیزے دوش پر سنبھالے ہزارے کے فوارے دہانے پر مشکون کے چڑھائے چڑکاؤ کرتے نکلے کہ اونکے آبشار نے ساون بھادون کی گھٹا کو شرما دیا سب گرد و غبار بٹھا دیا مبارزون کو صورت بہادرونکی نظر آئی سب فوج دریائے آہن مین ڈوبی دکھائی دی کہ ہر ایک از میخ موزہ تا میخ میل غرق بحر آہن تھا سوائے لوہے کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا کہ ؎ چنان مرد خود را در آہن گرفت ؛ کہ مژگان او شکل سوزن گرفت ؛ صف آرائی شروع ہوئی میمنہ و میسرہ و قلب و جناح و ساقہ و کمینگاہ چودہ صفین مثل سد سکندر کے آراستہ ہوئین سوارونکے آگے پیادے جنگ کے آمادے دیوار فوج تھے سوار دریائے لشکر مین موج در موج تھے گھوڑے برابر برابر تھوتھنی سے تھوتھنی پٹھے سے پٹھا دم سے دم سم سے سم ملائے تھے نجیب جو آگے بڑھا تھا اوسے پیچھے ہٹاتے تھے گھٹے ہوئے کو آگے بڑھاتے تھے دمبدم باجے رزمی بجتے تھے مرکب الف ہو ہو کے ٹھہر گئے تھے

نقتابی خوش آواز اور گوئیے کے لڑکے سرود نواز نکلے کہ لٹ پٹی دستارین باندھے تھے رنگین لباس زیب قامت کیے تھے انھونکے بالحان دلکش سرود بجا کر مذمت دنیاے دنی گائی اور یہ صدا بہادرون کو سنائی

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار — تا بکے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو — ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار
اوس مکان مین کبھی دربار بپا کرتا تھا — جلوہ فرما تھا وہان خسرو با عز و وقار
رات دن چہلین رہا کرتی تھین ہزارون مینا — عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
بار وان تھا نہ خزان کو تو کسی موسم مین — کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالے کی بہار
وہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ — واہ ری تیری تنکظرفی با این عز و وقار
جنبہ پڑتا تھا پریزادونکے جھومر کا عکس — آج کل وہ لب جو خندہ کے ہین آئینہ دار
گھونسلے سقف مین ہین لاکھون ابابیلونکے — مسکن فاختہ ہے قصر کا ہر نقش و نگار
چیلین منڈلاتی ہین اوڑتے ہین بگولے ہر سمت — ہین خیابان ہین پر زاغ و زغن کے انبار
قصر کو جانے دو باشندونکو وانکے دیکھو — تکیۂ گور و گوزن آج ہے ہر اک کا مزار
سینہ لبریز تمنا وہ لب مہر سکوت — نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
نہ وہ چہلین نہ نرنگین نہ خود آرائی ہے — کنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے

ای بہادران نریمان ہو نہ سام نہ صفی ہستی پر نشان زال خون آشام ہو برزو رہا نہ بیژن ہے نہ اہل لہندی وبیتی پر اسفندیار روئین تن سے گیے بہادر صف شکن تہمتن نوجوان رستم دستان پیر فلک نے بچشم زدن ہلاک کیے تہ خاک کیے مگر جرات سے نام باقی ہی ہر ایک کا ذکر شجاعت سا کہے کی لڑائی حسن اتفاق ہے کس پے کہ ۵ دور مجنون گذشت و نوبت ماست ؛ ہر کرا پنج روز نوبت اوست ؛ تلوار کی آنچ مشہور ہے گیلے سوکھے دونون جلتے ہین سر و گردن مین لاگ ہی یہی غضب کی آگ ہی زندگی دو دن کی ہے نام کر لو اے نوجوانو لڑ بھڑ کر سرخرو جسکا قدم ڈگ جائیگا پھر وہ کہین ہر و نہ پائیگا دو پہرہ لوہا لوہا سب کہین اور لوہا بری بلاے ؛ تیگ آگے بیت ہے اور تیگ پایہ بیت جا غرض یہ کہکر نقیب میدان سے نکلے اور یہ صدا دلیرون نیستان شجاعت کے شیرون کو شراب پرتگال ہوئی بہادری کا نشہ آگیا آنکھین ہر ایک کی لال ہوئین قبضہ ہاے شمشیر چومنے لگے مرکب پر مست ہو کر جھومنے لگے کہ یکایک اجلال جادو نے انتظام ور منصرم سے حکم دیا کہ میرے اژدر کو نبرد و سحر میدان مین پہونچا دو اونھون نے سحر پڑھکر دستک دی اژدہا بیچ میدان مین اڑ کر

اوڑ کر آیا اجلال نے پکار کر نعرہ مارا کہ یا حمزہ صاحبقران خداوند لقا سامنے موجود ہین جلدی خدمت مین حاضر ہوکر سجدہ کرو اور درصورت گردن تابی مین تیری سرکوبی کو آیا ہون میدان مین آ تمنائے دلی برلا امیر نے یہ سنکر اشقر دیوزاد کو تخت شاہی کیطرف پھیرا اور ابو المعدن گردنے علم اژدہا پیکر کو جلوہ دیا کلہ اژدر کیطرح کے اوسمین چھتیس شقہ ہین جب انکو جنبش ہوئی صداؤن مین سے صاحبقران یا صاحبقران کی پیدا ہوئی یہ علم خواجہ بزرجمہر حکیم نے اژدہے کے پوست کا بنایا ہے اور چھتیس شقہ اس مین کلہ اژدر کی صورت کے رکھکر ایسے سحر کوج بنائے ہین کہ جب اونمین بھرتی ہے مشک و عنبر کی بو اون سے آتی ہے اور یا صاحبقران یا صاحب قران کی صدا سنائی دیتی ہے الحاصل میدان مین قرق ہوا کہ اور کوئی ہمراہ دکھے امیر کے لڑنے نہ نکلے سب سردار سپہ سالار پیادہ ہوے اور لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے امیر سامنے تخت بادشاہ کے آکر گھوڑے سے اوتر کر دست بستہ اجازت خواہ ہوے شاہ نے جام کلہ عفریت پر از شربت قند و نبات عنایت فرمایا امیر نے اسے الش کرکے پہلوان عادی مرگ سالار لشکر کو دیا جام دیو عفریت کو قتل کرکے امیر نے اوسکے گلے کی صورت بنایا ہے کہ روز جنگ جسپر مرحمت خسروانہ بادشاہ فرماتے ہین تو اس جام مین اوسے شربت دیتے ہین ذکر اسکا دفتر اول مین ہے غرض جام عنایت بادشاہ سے سیر ہوکر اور اجازت حرب لیکر خلعت سے مخلع ہوکر امیر نے دوبارہ خانہ زین کو مثل آفتاب منور و روشن فرمایا کہ ؎ چو شیر یکہ گیر دبر آہو کمین بجست از زمین و برآمد بزین ؛ سب سردار صف کارزار مین رخصت ہوکر بٹھہرے اور امیر گھوڑے کو جولان کرکے طرف ناوردگاہ کے چلے مرکب بھگدڑی کرتا طرارے بھرتا کلائیان شیر کیطرح مارتا دیوانہ تھا آیا

دے چو مرکب کہ برق یا بادے	طرفہ دیوانہ با پریزادے
خوش خرامے ز آب نازک تر	تیز گامے ز باد جابکتر
نرمی گوشش و نرمے کاکل	سنبل دیدہ و دستہ سنبل

غرض وہ مرکب مین طرارون مین مقابل اجلال جادو پہونچا اجلال نے بعد گفت شنید بسیار ایک ناریل چوٹی دار اپنی جھولی سے نکال کر اوسپر کچھ افسون پڑھا مگر وہ افسون نہ تھا بلکہ زبان جنی تھی کس لیے کہ جب امیر و عمرو پردہ قاف گئے تھے تو زبان جنون کی یاد کر آئے تھے اور ذکر پردہ قاف دفتر اول مین ہے فی الجملہ عمرو نے بحیلہ افسون پڑھنے کے امیر سے کہا کہ مین ساحر نہین ہون آپکا غلام عمرو ہون مجھے آپ اسم پڑھکر گرفتار کر لیجیے مگر اسطرح گرفتا بکرنا

مجھہ دبلے سوکھے آدمی کو تجھہ ایسے موٹے خنگے سے ضرر پہونچے اور کوئی اعضا میرا بیکار ہوجاے امیر نے جب یہ باتین سنین بغور عمرو کیطرف دیکھا امیر نے بائین آنکھہ کا تل دکھایا واضح ہو کہ خواجہ عمرو کی آنکھہ مین تل ہی کہ اوس نشان سے عمرو پہچانا جاتا ہے امیر کو خواجہ کی عیاری پر ایک حیرت ہوئی اور عمرو نے ناریل پڑھکر امیر پر مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ ناریل زمین پر گر پڑا اور امیر نے گھوڑا بڑھا کر اسم اعظم عمرو پر پھونکا سواری کا اژدر ماش کے آٹے کا ہوگیا اور سب نے دیکھا کہ اجلال پیادہ ہوا اور ترسول لیکر امیر پر حملہ کیا امیر گھوڑے سے کودے اور ترسول خالی دیکر اجلال کی کمر مین ہاتھہ ڈالکر اوٹھا لیا اور نعرہ کیا کہ اے لشکر ساحران مینے تمھارے افسر کو گرفتار کیا لشکر یہ ماجرا دیکھکر چار طرف سے لینا لینا کہکر چلا امیر نے اجلال یعنی عمرو کو جو عیار کہ ساتھہ تھا اوسے حوالے کیا اوسنے بظاہر قید کیا اور لشکر امیر جہان اوترا تھا وہان لیگیا اور امیر اسم اعظم پڑھتے ہوے لشکر مخالف پر آگرے پھر تو فرامرز اور سلیمان نے فوج کے افسرونکو للکارا ادھر سے شاہ اسلام نے نعرہ مارا ابر سیاہ چار سمت سے گھر آیا اور برق شمشیر چمکنے لگی دونون لشکر آپس مین مل گئے کہ بیت دو لشکر ز لشکر در آمیختہ ❊ قیامت ز گیتی بر انگیختہ ❊ اوسی گرمی جنگ مین اجلال کے دونون زنیتون انتظام اور منصرم نے ساحرونکے افسرون کو بلاکر یہ سمجھایا کہ مالک ہمارا اگر فتار ہوگیا ہے نہین معلوم وہ طاعت امیر کی کرے یا نکرے لہذا ہمین لڑنا مناسب نہین ہے چاہیے کہ الگ ٹھہرین اور جب لڑائی یکسو ہو اوسوقت اپنے مالک کا ساتھہ دین غرضکہ سب ساحر ایک طرف ہو لیے اور لقا اور سلیمان کی فوج نے حملے کیے لشکر اسلام سے نعرے سرداروں کے بلند ہوے زیر تیغ بڑے بڑے خود پسند ہوے ایک طرف امیر کا نعرہ تھا کہ بیت امیر عرب حمزہ شیر دل ❊ کز دگشتہ سہراب و رستم خجل + کسی سمت لندھور پکارتا تھا سہ منم صاحب عمود و جانشین حمزہ رو گردان ❊ شہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان + ایک جانب مالک اژدر و صاحب نیزہ دو سر غلام نبی و صاحب حیدر نعرہ زن تھے کہ سہ منم مالک اژدر خشمگین + سپہدار در لشکر اہل دین ❊ ایسی چمکر تلوار چلی تھی کہ ہر طرف لوہا برستا تھا زخمی پانی پانی کیا بلکہ پناہ پانے کو ترستا تھا صاعقہ شمشیر اور باران تیر تھا ایک ہنگامہ دار و گیر تھا سر آبلے کی طرح کرتے تھے دریاے خون رن کے کھیت مین موج مارتے تھے کشتے بے گور و کفن تھے کہین سر اور کہین بدن تھے دھادے کا غل شبا شب کا تلوارون کے شور سن سن کا لطف تھا تیر دلکی بو چھار زخمون کے ہار تیرون کے گھاو سوار ہندار شہر جوانونکی حبری مرد نامرد پر دو لہا دولہن کا لطف تھا نظم

زچشم زرہ خون روان ہر کنار | زخود کردہ قطع نظر روزگار
کمانہا ز بس کشمکش در تعب | خدنگ جگر دار پر خندہ لب
زخون بردہ تیغ ہلالے گرو | ز زنگین کمانہا فلک نو بنو
پراگندہ شد اہل جمع عناد | زہامون چو خار و خس و تند باد
دلیران دین خنجر افراختند | بدنبال کین پروران تاختند
پلنگ دلاور زخون سیر نیست | بہ نخچیر کس مانع شیر نیست
چہ گویم چہ آمد دران انجمن | زتیغ دلیران لشکر شکن
ز فوج ستمگر برآمد خروش | نہ دل ماند با کینہ جویان نہ ہوش

خلاصہ کلام لشکر اسلام نے وہ داد شجاعت دی کہ لقا اور سلیمان کے لشکر کو شکست ہوئی حریف پس پا ہوا اور تاب جنگ نہ لا سکے بختیارک نے دیکھا کہ اس ملک سے بھی بھاگنا پڑیگا پھر کچھ قابو نہ چلیگا یہ سوچکر طبل بازگشت بجنے کا حکم دیا اور نقارہ امان لشکر مین بجا لشکر جانبین سے جدا ہوئے ادہر گئے پہلوان بفتح و نصرت اودھر برگشتہ بخت بصد خفت و ذلت اپنے اپنے ڈیرے خیمے کیطرف چلے امیر نے کشتون کو میدان سے اوٹھوایا تیس ہزار آدمی لشکر امیر سے اور تین لاکھ فوج دشمن سے کام آیا کشتے لشکر اسلام کے دفن ہوا اور لشکر مخالف کے الگ تو دیے گئے زخمیون کی زخم دوزی ہوئی پٹیان زخم کی زخمون پر چڑھین امیر نے اوس دن تو دربار موقوف رکھا دوسرے دن اجلال کو سامنے بلایا اور ارشاد فرمایا کہ شناخت مین خدا سے دو جہان کے کیا کہتا ہے اجلال کا اصلی نام جو تھا اوسنے عرض کیا کہ تا زندہ ام بندہ ام امیر نے یہ سنکر خلعت دیا اجلال اوسوقت سوار ہو کر اپنے لشکر مین آیا اور اہل لشکر کو بلا کر سمجھایا کہ مینے اطاعت حمزہ کی اختیار کی ہے تمہین بھی لازم ہے کہ میرے ساتھ رہو اور میری مخالفت نکرو اوسوقت کچھ ساحر جو بڑے سیہ قلب تھے وہ تو طرف طلسم کے پاس افراسیاب کے چلے اور باقی مطیع ہو کر ہمراہ اجلال خدمت امیر مین آئے امیر نے سبکو خلعت عنایت کیے اوسوقت عمرو نے زنبیل سے اجلال کو نکالا اور ستون بارگاہ حشامی سے باندھا جاننا چاہیے کہ امیر کے خیمے کی تین بارگاہین ایک بارگاہ دنیالی دوسری بارگاہ حشامی کہ اس بارگاہ کو خزانہ نوشیروان صرف کرکے حشام پہلوان نے بنایا تھا اور ایک نقارہ بھی درست کیا تھا کہ صدا اوسکی بارہ کوس تک جاتی تھی ان دونون چیزون کو امیر نے قتل کرکے حشام کو حاصل کیا اور تیسری بارگاہ سلیمانی ہے کہ ملکہ آسمان پری نے بھیجی ہے

اور اس بارگاہ سے یہ کرامت ظاہر ہوتی ہی کہ جب اسمین کوئی ساحر آتا ہی جلجاتا ہی اور اس مین کوئی عیار
نقب لگا کر نہین آسکتا ہے کسلیے کہ سراپچے بارگاہ کے جس قدر زمین کھدتی ہی اوس قدر نیچے ہوجاتے
ہین اور سراپچے اور پردہ اور کوئی چیز اس بارگاہ کی خنجر و تلوار کسی اسلحہ سے چاک نہین ہوتی اور کوئی عیار
سراپچہ قنات کو اس بارگاہ کی پھاند کر نہین آسکتا کیونکہ جسقدر انسان جست کرکے بلند ہوا اوسیقدر
سراپچہ بارگاہ بلند ہوجاتا ہی غرض اس لحاظ سے کہ ساحر اس بارگاہ مین جلجاتا ہی امیر روبکار ساحر
کی بارگاہ حشامی مین فرماتے ہین فی الجملہ عمرو نے اجلال کو باندھکر فتیلہ دفع بیہوشی سنگھاتے
وقت زبان اوسکے منھ سے کھینچکر سوزن سے چھید دی تا کہ سحر نکرے پھر ہوشیار کیا جب آنکھ اجلال
کی کھلی اپنے تئین گرفتار دیکھا اور سامنے اپنی صورت کا دوسرا اجلال پایا حیرت ناک ہوکر گھبرایا
عمرو نے کہا ذرا اے اجلال جادو چشم خود را واکن وحال خود را تماشا کن منم سرہنگ سرہنگان
عالم مولانائے ملوک العرب والعجم دوندہ بیدرنگ صاحب قنطورہ وزنگ مردان راسرہنگ
و نامردان رابیش من پالنگ منم جناب فطرت مآب حضرت شیخ الاصحاب مہر سپہر عیاری و
قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار پیک طرار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار دیکھا تو نے
قدرت خدا کو کہ مینے تجھے کیونکر گرفتار کیا وہ دختر سلیمان نہ تھی جسے تو نے کوٹھے پر بلایا تھا و
یہ عبد ذلیل خدا تھا جو تجھے پکڑ لایا اور لشکر تیرا مطیع ہوکر داخل ملازمان صاحبقران ہوا اور
ملکہ یعنی معشوقہ تیری میرے پاس گرفتار ہے اگر تو اطاعت کرے معشوق ملے جان بچے اگر ملک کا
اپنے خیال ہے کہ افراسیاب ضبط کرلیگا تو حمزہ ایک ملک کے بدلے چار ملک دیگا اجلال نے جب یہ
کیفیت دیکھی اور جملہ مضمون پر مطلع ہوا دل سے یقین کیا کہ لقا جھوٹا ہی اگر وہ خدا ہوتا اس حال کو
نہ پہونچتا اور عمرو کے ہاتھہ سے ذلت اوسکا کوئی دوست نہ پاتا الحاصل اجلال نے اشارے سے
کہا کہ مین اطاعت کرتا ہون عمرو نے سوزن زبان سے نکالا اور کھولدیا اجلال دوڑکر امیر کے
قدم پر گرا صاحب قران نے خلعت دیکر اپنے سرداروں مین داخل کیا اور بارگاہ مین چہل ستون
کے باہر دنگل بیٹھنے کو ملا واضح ہو کہ اندر چہل ستون بارگاہ کے تخت شاہی بچھا ہے اور برابر اوسکے
دنگل امیر کا ہے اور دنگل امیر کے بعد بیٹے اور پوتے اور جانشین امیر و عمرو کے بیٹھنے کی جگہ ہی
باقی سردار تاجدار عیار بیرون چہل ستون دست راست اور دست چپ مین صاحبقران
کے بیٹھتے ہین اور وہ جانشین امیر کے ہین کہ ایک دست راست کے سرداروں کا افسر ہے اور نام
اوسکا لندھور ہے اور دست چپ کے سرداروں کا ہی جو افسر ہے نام اوسکا مالک اشتر درہی اور جو

سردار دست راست کے ہین وہ چاہتے ہین کہ ہم زیادہ بہادری دکھائین اور دست چپ چاہتے
ہین کہ ہم اپنی شوکت جتائین اسوجہ سے آپس مین چشمک ہتی ہے اور ایک دوسرے سے دست راست
اور دست چپ کے سردارے چوٹ چلتی ہے اور اسیطرح جو عیار دست راست کے سردارون کے ہین وہ دست
چپ کے بہادرون کے عیارون سے چشمک رکھتے ہین اگرچہ سب شاگرد اور بیٹے عمرو کے ہین اور یہ
عیار ایک لاکھ چوراسی ہزار ہین اور ان سب عیارون مین چودہ افسر ہین اور اون افسرون کے چار
شخص افسر ہین اور اون چار افسرون کا ایک شخص افسر ہے اور اوس افسر کا استاد اور مالک عمرو
ہے اور بعد عمرو کے جو سبکا افسر ہین بجائے خلیفہ عیاران لشکر ہے نام اوسکا مہتر قران ہے اور
یہ نظر کردہ حضرت امیر المومنین ہے کبھی عورت کی صورت بضرورت عیاری نہین بنتا ہے اور نہ کبھی
یہ عیار لشکر مخالف کے سردار اور عیار کے ہاتھ سے گرفتار ہوتا ہے غرض بعد قران کے جو چار افسر ہین
نام اونکے مہتر برق فرنگی اور چالاک بن عمرو اور مہتر بزرک ختائی اور ابوالفتح اصفہانی
ہین اور اونکے بعد چودہ افسر جو اور ہین وہ گلباد عراقی و گلباد عراقی و سمک یلطائی و
عمران ختائی و سیارہ بن عمرو و قاقولہ سمرقندی و مرغولہ سمرقندی و مہتر سنجر بلخی و مہتر
کجر و اصفہانی و امیہ بن عمرو و فرخ بن عمرو و ابوشہاب خرقہ پوش و ابوسعید لنگری و
ضرغام شیر دل ہین حال انکی چشمک کا خالی لطف سے نہین ہے کسی جگہ بیان ہوگا ادہر بر سر مطلب
اجلال جادو سے امیر نے فرمایا کہ تمھین جس صف مین بیٹھنا منظور ہو وہان بیٹھو اور یہان کا یہی دستور
ہے کہ جس جگہ سردار بیٹھنا پسند کرتا ہے وہان بیٹھتا ہے اجلال کو دست چپ کے سردارون سے الفت
پیدا ہوئی اور بائین طرف دنگل بچھوایا مالک نے کمال تعظیم کی اور محبت ظاہر فرمائی امیر نے فرمایا کہ
اے اجلال ساحری سے توبہ کرو کہ شیوہ ہم لوگون کا سحر کرنیکا نہین ہے ہم مین ہر ایک شمشیر کا دھنی
ہے اسنے حسب ارشاد امیر سحر کرنے سے توبہ کی اور لقا پرستی ترک کر کے مسلمان ہوا امیر نے حکم جشن
کرنیکا دیا عشرت کا سامان برپا ہوا ساقیان خوش ادا پیمانہ شراب ہوش ربا لیکر حاضر ہوگئے جام
مے ارغوانی گردش مین آیا صدائے مستانہ ہوشیار ہوش اور نوشا نوش کی بلند ہوئی کہ

ہر طرف اک شور ہائے ہوئے مستانہ رہا ✤ خوب ہی اپکی برس زور و نپہ میخانہ رہا ✤

سوائے امیر
کے سب نے شراب نوشی کی ناچ سامنے ہونے لگا اور ہر ایک مصروف عیش و طرب اس وقت
تھا کہ یکایک پردہ بارگاہ کا اوٹھا اور ایک عورت نازنین مہ جبین زہرہ تمکین لباس عمدہ
پہنے بارگاہ مین آئی اور امیر کو آکر تسلیم کی اجلال نے پہچانا کہ میری معشوقہ ملکہ نسرین

عنبرین مو دختر سلیمان ہی یہ گھبرایا کہ محفل مین ایسی بیغیرت ہوگئی جو چلی آئی مگر ذکر سنیے کہ جب
چالاک نے جو محل مین ملکہ کی شکل بنا ہوا تھا سنا کہ خواجہ چلے گئے اور لشکر مین امیر کے پہونچے اور
سلیمان طبل بازگشت بجوا کر پھر آیا اوس وقت قلعے سے سوار ہوا اس حیلے سے کہ مین اپنے باپ
کو دیکھ آؤن جب سواری باہر قلعے کے آئی چالاک محافے سے نکل کر جست و خیز کرتا ہوا لشکر امیر
کیطرف چلا خواصین اور اہل عملہ سواری کے لوگ حیران ہو کر ملکہ کو پکڑنے دوڑے مگر کب پاتے
ہین یہ کود پھاند کر عیار ہی نکل گیا اور امیر کے پاس آیا وہان ملازمون نے سلیمان سے جا کر
عرض کیا کہ صاحبزادی تمھاری نکل گئین سلیمان تلوار پکڑ کر چلا کہ مین حمزہ کے لشکر مین جا کر
اوسے قتل کرونگا لیکن بختیارک نے دامن پکڑا کہ کہان جاتے ہو ایسے سانحے پر کیا موقوف
ہی ہمارے خداوند لقا جو بیٹھے ہین انپر گذرے ہین دو صاحبزادیان انکی ایک ملکہ جہان افروز اور
دوسری ملکہ گیتی افروز پسران حمزہ کے ساتھ نکل گئین سلیمان یہ کلام سنکر ٹھہر گیا اور خداوند
لقانے بختیارک سے کہا ارے شیطان حرامزادے میری لڑکیون کا کیون ذکر کرتا ہے اوسنے کہا
خداوند مین دنیا کی مثل کہتا ہون کچھ برا نمانیے غرض وہ بات ہنسی مین ٹل گئی اور یہان امیر ملکہ
کو دیکھکر حیران تھے کہ اوسنے عرض کیا یا امیر مین چالاک بن عمرو ہون اور سب ماجرا گزارش کیا
اجلال کو عیاری کا حال سنکر بڑی حیرت ہوئی کہ اللہ اکبر کیا کیا عیار ہین یون محل مین رہے اور
کوئی پہچان نہ سکا ادھر جواسیس لشکر کفار بشکل مبدل بارگاہ امیر مین حاضر تھے اونھون نے یہ خبر جا کر
سلیمان سے کہی کہ وہ دختر آپکی نہ تھی چالاک عیار تھا اور سارا ماجرا بیان کیا بختیارک یہ حال سنکر
بہت ہنسا اور کہا واہ اے سلیمان میان اجلال جادو طلسم سے آئے مگر پیر و مرشد یعنی
عمرو نے لڑنے بھی نہ دیا اور پکڑے گئے تمھین اپنے گھر کا بھی کچھ حال نہ معلوم ہوا بھلا تم
انتظام سلطنت اور فوج کا بندوبست کیا کروگے اور کیونکر امیر ایسے بہادر اور ہوشیار سے لڑوگے
سلیمان نے کہا ملک جی مین دوسری عرضی خدمت افراسیاب مین بھیجتا ہون اور مدد
طلب کرتا ہون اور ابکی بار نہایت ہوشیاری سے مقابلہ کرونگا یہ کہکر دوسری عرضی افراسیاب
کو لکھی اور سارا حال اجلال کا اوس مین لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ بہت جلد کسی ساحر زبردست
کو بھیجیے کہ وہ آکر خداوند کی مدد کرے غرضکہ اس عرضی کو بنا بر دستور کے جیسا اوپر بیان ہو چکا
اوسی پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا افراسیاب کو خبر ہوئی پنجہ روانہ کیا اور عرضی کو منگایا
پڑھا اور غصہ ناک ہو کر اپنے اہل دربار سے کہا کہ سنا تمنے اجلال جادو نمک حرام ہو گیا اور

خداوند کا دین ترک کرکے مطیع دشمنان خداوند ہوا لہذا چاہتا ہون کہ تم مین سے ایک ساحر
یا ساحرہ خداوند کی خدمت مین جائے اور حمزہ کی لشکر کو غارت کرکے اجلال کو رنمک کو باندھکر
میرے پاس لائے جب افراسیاب نے یہ کلام تمام کیا دربار مین اوسکے ایک ساحرہ حسینہ جادو
نام منجملہ اور جادوگرون کے کرسی پر متمکن تھی حکم شاہ سنکر اٹھی اور عرض کیا کنیز اس جنگ کے
لیے جائیگی افراسیاب نے خلعت دیا اور کہا عیارون سے بہت احتیاط رکھنا جاؤ خداوند
سامری و جمشید کے سپرد کیا ملکہ حسینہ جادو دربار سے رخصت ہوکر جس ملک کی طلسم مین
حاکم ہے وہان آئی اور بیس ہزار ساحرا ور جادوگرنیون کو حکم دیا کہ سامان روانگی بے جنگ
وجدال درست کرو اور سمت کوہ عقیق میرے ہمراہ چلو الغرض یہ سب طیاری چلنے کی کرتے
ہین لیکن افراسیاب نے جواب عرضی لکھکر پہاڑ پر نیچے سے پھکوا دیا ملازم سلیمان اوٹھا کے
سلیمان کو جا کر دیا اوسنے پڑھا لکھا تھا کہ ملکہ حسینہ جادو وہان آئی ہین کل لشکر کو حمزہ کی
برباد کردیگی اطمینان رکھو یہ مضمون پڑھکر سلیمان بہت خوش ہوا یہ سب خبرین جاسوسان لشکر
امیر نے امیر سے جاکر عرض کین کہ سلیمان نے مدد طلسم سے طلسم کی اور جواب بھی عرضی کا
آگیا ہے اور اوسے پڑھکر سلیمان خوش ہوا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ساحر مدد کو آیا چاہتا ہے
امیر نے یہ خبر سنکر ارشاد کیا کہ جب تک طلسم فتح نہ ہوگا اسی طرح ساحرونکی آمد رہیگی اور بدیع الزمان
میرے فرزند کی بھی رہائی نہوگی لہذا اے عمرو پہلے ملکہ نسرین دختر سلیمان کو زنبیل سے نکالکر
محلات مین داخل کرو اور اجلال کے ساتھ نکاح کردو اور ہمارے خزانے سے جمیع مصارف ملکہ کا
مقرر ہو بشرطیکہ دین اسلام قبول کرے اور لقا پرستی سے باز آئے عمرو نے کہا مین زنبیل سے ملکہ
کو جب نکالونگا جب مجھے کچھ ملیگا ورنہ زنبیل داخل کرنے روپیہ کے لیے ہے نکالنے کے لیے
نہین ہے زنبیل کے اندر جو چیز جاتی ہے اوسکا یہ حال ہے کہ ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد
امیر خواجہ کی باتون پر بہت ہنسے اور کئی لاکھ روپیہ عنایت فرمایا عمرو نے جاکر روپیہ خزانچی سے
وصول کیا اور ملکہ نسرین کو زنبیل سے نکالکر اپنے خیمے مین بٹھایا امیر نے پوشاک بھیجی ملکہ نے
پہنی اور حیران تھی کہ یہ کیا ماجرا ہے اور مین کہان آئی ہون اسی ہنگامہ مین امیر خود خیمے مین
تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ اس طرح عیار میرا تمھین یہان لایا ہے سارا حال عمرو
کا بیان کیا اور کہا عاشق تمھارا یہان اجلال جادو موجود ہے اب تمھین اختیار ہے چاہو
یہان رہکر اپنے عاشق سے نکاح کرلو اور اگر یہ امر منظور نہ ہو تو مین تمھین تمھارے باپ کی

پاس بھیجدون ملکہ نے امیر کی یہ مروت دیکھکر عرض کیا کہ مین آپکا دین اختیار کرتی ہون غرض امیر
نے برضا مندی ملکہ اجلال جادو سے نکاح کردیا اور ملک و مال اون دونون کو بہت کچھہ دیا بعد
فراغت اس امر کے حکم کیا کہ پسران خواجہ بزرجمہر کو بلاو حسب ارشاد خواجہ زادے حاضر ہوے
امیر نے تعظیم کی اور بعزت تمام بٹھایا اور فرمایا کہ آپ ملاحظہ کرین قرعہ پھینک کر کہ طلسم ہوش ربا
کون فتح کریگا اور افراسیاب کسکے ہاتھہ سے مارا جائیگا خواجہ زادون نے موافق سوال
امیر کے قرعہ پھینکا اور زائچہ کھینچا اور بڑی فکر کرکے حال اشکال رمل کی سعادت و نحوست کا
دریافت فرماکر کہا کہ یا صاحبقران علم غیب سوائے خدا کے کوئی نہین جانتا لیکن ہم ازروے قواعد
علم رمل کے عرض کرتے ہین کہ اہل طلسم کے فتح کرنے کو نواسا آپکا شہزادہ اسد بن کرب غازی
تشریف لیجائنے اور اوسکے ساتھہ پانچ عیار بھی ہون کہ ایک اون مین مہتر قران نظر کردہ مولانا
علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہے اور دوسرا مہتر برق فرنگی تیسرا عیار شہزادہ اسد کا کہ خود اپنے
آقا کے ساتھہ جائیگا اور وہ ضرغام شیر دل ہے اور چوتھا عیار جسے جانا چاہیے وہ جانسوز بن
قران ہے اور پانچوین عیار کا نام ہم نہین عرض کرسکتے مگر سر نام پر اوسکے حرف عین ہے عمرو
سمجھہ گیا کہ مجھے کہتے ہین بول اوٹھا کہ یا امیر ایک حکیم زادہ بھی طلسم مین جائے خالی عیارون سے
مطلب برآری نہ ہوگی خواجہ زادون نے کہا دیکھیے ہمنے اسی وجہ سے نام نہین تبلایا کہ آخر ہمپر انھون
نے اعتراض جمایا خلاصہ آپ جانیے عیار جائین ہمنے صرف بتادیا امیر نے کہا خواجہ تمھارا نام
نکلتا ہے تمھین جانا پڑیگا عمرو نے کہا مین ہرگز نہ جاونگا امیر نے خواجہ زادون کو رخصت کیا بقدر حوصلہ
انعام و خلعت دیا بعد اسکے شہزادہ اسد بن کرب غازی سے ارشاد کیا کہ اے فرزند تیاری سفر کرو
اور واسطے فتح کرنے طلسم کے روانہ ہو اسد اپنے دنگل پر سے اوٹھا اور آداب بجالاکر اپنی بارگاہ مین
آیا اور مصروف روانگی انتظام ہوا پھر صاحبقران نے دس لاکھہ روپیہ منگواکر پانچ لاکھہ اوسمین
سے واسطے زاد راہ کے چارون عیارون کو جنکا بھیجنا منظور ہے عنایت کیے اور پانچ لاکھہ جو باقی
رہے وہ عمرو سے کہا تم لیکر طرف طلسم کے جاو عمرو نے جب روپیہ کثیر دیکھا کہ ملتا ہے کہا یا صاحبقران
کچھہ روپیے کی مجھے خواہش نہین اور مین ہرگز طلسم مین نہ جاتا مگر کیا کرون کہ فرزند آپکا گرفتار
ہے اس سبب سے مجھے چارو ناچار جانا پڑا لیکن آپ میرے شاگردون کو روپیہ دیکر خراب کیا چاہتے ہین کہکر

اون چارون عیارونسے کہا اوناشدنیو تم یہ پانچ لاکھہ روپیہ لیکر سب برباد کروگے لاؤ مجھے دو
مین رکھہ چھوڑون تمھارے وقت پر کام آئیگا اور تم عیاری کیا خاک کروگے اپنے پاس کا روپیہ
صرف کرکے طلسم مین جاؤگے چاہیے کہ وہانسے اور پیدا کرکے لاؤ نہ کہ یہان سے لیجاؤ اور مین نے
جو روپیہ لیا تو میرا خرچ بہت ہی وہ عیار سمجھے کہ استاد یہ روپیہ دیکھہ چکے ہین چھوڑینگے نہین غرض
انھون نے وہ پانچ لاکھہ روپیہ بھی عمرو کی نذر کیا اونھون نے سب روپیہ زنبیل مین داخل کیا اور بارگاہ
سے اوٹھکر اپنے خیمے مین آیا اور تیاری سفر کی کرنے لگا ادھر وہ چارون عیار بھی درستی سامان
سفر مین مصروف ہوے امیر نے اونھین عمرو سے مخفی بہت سا روپیہ عنایت کیا

روانہ ہونا شیر بیشہ شجاعت و جلادت و بہادری شہزادہ اسد بن کرب غازی مع خواجہ عمرو اور مہتر قران اور برق فرنگی اور جانسوز بن قران اور ضرغام شیر دل کے واسطے فتح کرنے طلسم ہوش ربا کے اور ہر ایک کا داخل ہونا طلسم مین علحدہ علحدہ اور مقابلہ ہونا ساحرون سے۔ لمولفہ

ترے در پہ ای ساقی لالہ فام
کہ سر بادہ خوارونکے پھرنے لگے
وہ ساغر پلا جو رحوانی دکھاے
دکھادون مین نیرنگ عالم تمام
روان صفحے پر ہو قلم اس طرح
کہ ہو دنگ زیر زمین سامری

ہوی جمع پھر آکے میکش تمام
لٹا گردش بخت فرخندہ خو
طبیعت کی میری گرانی دکھاے
جو اک جام می دور مین پاؤنگا
چلے جھومتا بادہ بادہ کش جس طرح
مرصع خیال سخن آفرین

طلب جام مے تجھسے یا تک سہے
ہٹھا دور مین مجکو رندونکے تو
بدولت تری ساقی نیکنام
طلسمات کی سیر کرآؤنگا
دکھاؤن قلم کی وہ جادوگری
سخن را بکرسی نشاند این چنین

رہروان جادۂ اقلیم معانی و فتاحان طلسم خوش بیانی سیاران منازل غرایب و زرت طرازان
حکایات عجایب طلسم مضامین بدیع کو بدستیاری لوح میدان قلم یون فتح کرتے ہین اور عالم خیال
مین سمند تفکر ہو کر اس طرح قدم دھرتے ہین کہ اسد دلاور نے اپنی جگہ پر آکر چالیس ہزار
سوارون جرار کو حکم دیا کہ طیار ہو کر واسطے فتح کرنے طلسم کے چلین بمجرد حکم شاہزادہ گردون وقار
بارگاہین اور خیمے چھکڑون پر بار ہوے اور بہادر افسران فوج مسلح تکمل ہو کر چلنے پر تیار ہوے
اسد محلات عظمی مین آیا اور پاے ادب کو اپنی مادر مہربان دختر صاحبقران ملکہ زبیدہ شیر

بونسے دیگر آنکھون سے لگایا اور عرض کیا کہ اے والدہ ماجدہ یہ غلام آپ کا طرف طلسم کے واسطے
رہائی ماموں جان شہزادہ بدیع الزمان کے جاتا آپ بھی بدل مجھے رخصت فرمائیے اور خطائین
جو کچھ مجھسے عمداً یا سہواً ہوئی ہون اونکو معاف کیجیے ملکہ زبیدہ شیر ایک تو بھائی کے غم مین مبتلا
تھی اب فرزند کے جانیسے آنسو آنکھون مین بھر لائی اور اسد کو گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا
یہ خبر تمام محلات مین ہوئی کہ شہزادہ اسد چھڑانے بدیع الزمان کو جاتے ہین اوس وقت
سب بیبیون نے صاحبقران کی آکر اسد کی بلائین لین اور نذر امام ضامن مائین اشرفیان
بازو پر باندھین ملکہ کردیہ بانو کہ اسد کی حقیقی ثانی ہین مفارقت سے اسد کی بیقرار ہوکر خوب
روئین آخر سبنے دعاے حرزجان پڑھکر شاہزادے پر دم کی اور دعا دیکر رخصت کیا اسدنے وہان سے
آکر سلیح خانہ کھلوایا اور اسلحہ طلسم فیروزہ جمشیدی کہ جو انھون نے فتح کیا ہے اور ذکر اوسکا
دفتر ایرج نامہ ہی نکلوایا چالیس ہزار خفتان فیروزہ نگار اور تیغہاے شرربار لیکر اپنے لشکر مین تقسیم
فرمائین اور کئی ہزار جوڑیان نقرہ و طلائی نقارونکی شتر اور ہاتھیون پر بار کرائین اور عرابے
زر سرخ و سفید کے ہمراہ لیے اور ایک روز لشکر مین ٹھہر کر سب سردارون سے رخصت ہوا اسیر الامرا
صاحبقران خیمے مین اسد کے آئے اور سینے گلے لگا کر رخصت کیا ایک دن اور رات یہی ہنگامہ
رہا جب دوسرے روز مسافر مغرب دولتسراے مشرق سے بعزم طے منازل بروج آسمان برامد ہوا
شاہزادہ اسد کے لشکر مین کوس سفر بجا اور شہزادہ بعد اداے فریضہ نماز سحر سوار ہوا ڈنکے پر
چوب پڑی نوبت و نقارہ کی صدا بلند ہوئی امیر مسجد مین مع سرداران نماز پڑھتے تھے بعد فراغ نماز
پوچھا کہ یہ نقارے کیسے بجتے ہین لوگون نے عرض کیا کہ شاہزادہ اسد جاتے ہین صاحبقران
نے فرمایا چلو ہم بھی سواری کا سامان دیکھین اور ایکبار وقت رخصت پھر اپنے فرزند کی دیدار
سے مسرور ہون یہ فرما کر مسجد سے برامد ہوے اور ایک مقام بلند پر سرراہ جاکر ٹھہرے سب
سردار ساتھ تھے کہ یکایک ہاتھی سامنے سے نمودار ہوے مستکون پر اونکے آئینے نصب تھے
جھولین زربفت پڑی تھین علمدار علمون کو جلوے دیتے پھریرون پر تعریف خداے لایزال
تحریر پرچم ہر ایک سورۂ انا فتحنا کی تفسیر اوسکے بعد گجنال شترنال دمامے اور نقارے نقرئی و
طلائی ہاتھیون پر اور اشترون پر نقارچی بادلہ پوش پگڑیان گلنار باندھے سیکنین کمخواب
کی پہنے دوال مرصع لیے نقارون پر چوب لگاتے دمامے رعد آسا گڑگڑاتے تجمل و شان
دکھاتے نکلے پھر بانون کی قینچیان اونٹون پر جنکی چھریان جواہر کار جوانان مرصع پوش طرحدار

اونٹون کے غور بند مقیشی ہر ایک گنگا جمنی گلے مین پڑے اپنی سج دھج دکھاتے آگے بڑھے برابر اونکے ہزارہا پیادہ جنگ پر آمادہ باہم بتھل باندھے گروہ کیے تعداد مین پانچہزار لاکھونکے غول کا انبوہ کیے شفتالوی پگڑیان سر پہ انگرکھے چیت ڈانٹے جوتے خرد نوکے پانون مین پہنے خواصیان شیر دہان کاندھے پر سنبھالے جنپر غلاف زربفتی چڑھے ایک طرف زوانہ بجتے اور چار ہزار مرکب کوتل جنکا ساز و یراق مرصع کنڈے کرتے ہیکلین پہنے کلغیان دُہری ایک سر پر دوسری کنوتی کے بیچ مین لگائے پاکھر ہر ایک کے پڑی کھنڈیان ٹھونون پر چڑھین سائیس مگس رانی کرتے پیدا ہوے پھر کئی ہزار سقہ گھاروے کی لنگیان باندھے وردیان زربفت کی پہنے گلاب کیوڑہ بید مشک کا چھڑکاو کرتے گرد و غبار بٹھاتے ساتھہ ساتھہ اونکے بیلدار کنکر چنتے چلے گئے پھر طفلان ماہ طلعت منقلین سونے چاندی کی لیے عود برکی کا بگٹا ڈالتے جنگل کو رشک تاتار یا غیرت دہ طبلۂ عطار بناتے اپنی سج دھج دکھاتے لباس رنگین پہنے جواہر کے کڑے ہاتھون مین پڑے ہر ایک شعلہ رخسار مہ جبین وطرحدار گذر گئے بعد اونکے مردہے عصاہاے نقرئی وطلائی لیے ادب و تفاوت پکارتے کہ ابیات

نقیبان ورجلودار اور چوبدار
بلاتون جوانون بڑھے جاییو
اوسی اپنے معمول و دستور سے
بڑھے جاو آگے سے چلنا قدم

یہ آپس مین کہتے تھے ہر دم پکار
دو جانب سے باگین لیے آئیو
ادب سے تفاوت سے اور دور سے
بڑھے عمر و دولت قدم با قدم

علم شیر پیکر کا پھریرا کھلا اوسکے سایے مین گھوڑا شاہزادہ تہمتن وصف شکن مرد میدان و دلاور نبیرۂ حمزۂ حجازی اسد بن کرب غازی کا شہزادہ اسلحہ طلسم جمشیدی لگائے زرہ فیروزہ نگار پہنے ارابے زر سرخ و سفید کے لدے شہزادے کے سر پر زر نثار کرتے نقارے کئی ہزار ایک ساتھ بجتے پس پشت چالیس ہزار سوار جرار حلقہ پوش چار آئینہ بند شجاعت کا ہر ایک کو جوش گھوڑے سے گھوڑا ملائے باگین اوٹھائے برچھی کنوتیون پر مرکب کے رکھے ولایتیان کمر سے لگائے گرز گرانبار گے راہے ساتھہ بڑے حشم و خدم سے ظاہر ہوے اور امیر کو اسد نے کھڑے دیکھکر مجرا کیا گھوڑے سے اوترکر خدمتمین حاضر ہوا صاحبقران نے گلے سے لگایا دعاے فتح و ظفر دی دل بھر آیا اسد نے عرض کیا کہ نانا جان آپکو حفظ و حمایت خداے پاک مین مینے دیا امیر نے فرمایا قبول کیا سب سردار گلے سے لپٹ گئے اور ہر ایک نے تنگاتنگ بغلگیر کیا پھر اسد نے کہا کہ یا امیر آ

مولائی ✤ بسفر رفتنم چہ فرمائی ✤ صاحبقران نے فرمایا ؎ بسفر رفتنت مبارک باد ✤ بسلامت روی و باز آئی ✤ ای فرزند پروردگار عالم جلد تر تمھاری صورت پھر ہمین دکھائے اور طلسم مین دشمن پہ مظفر و منصور فرمائے لو سدھارو قادر و توانا خدائے دو جہان کے سپرد کیا اسد قدم کو اپنے نانا کے بوسہ دیکر پھرا اور مرکب پر سوار ہوا سواری بڑے عظم و شان سے مثل باد بہاری آگے بڑھی امیر ادھر پھرے سر دا کر رونے لگے محلات سے گریہ و زاری کی صدا بلند تھی امیر کے پھرتے وقت شہزادے کے بہیر و بنگاہ کے لوگ خیمے ڈیرے بارگاہیں گردون پر لدی جملہ سامان کوچ و مقام شکار کا اسباب بزم کا جلسہ ارباب نشاط چنگ و رباب لیے جاتے تھے امیر بارگاہ تک پہونچے تھے کہ یکایک آواز گھونگرونکی آئی نگاہ اوٹھا کر جو دیکھا سامنے سے شاہ عیاران عمرو بن اُمیّہ نامدار آتے ہیں چارون عیار ہمراہ ہین لباس عیاری اور کلاہ سرداری پہنے بانے عیاری کے جسم پر لگائے کمند ہر ایک کے سر سے بندھے گوپھن بازو پر لپٹی پتھر دنگا توبڑا گلے مین ڈالے قنطورہ زربفتی اور پتاوے سقرلاتی حیلہاے ناحق باد جسم مین بھرتی چست و چالاک بنے ہوے کسوت عیاری و مکاری زیب قد کیے ہوے امیر کے قدم سے آکر لپٹ گئے امیر نے ہر ایک کو گلے لگایا اور امیر کی مفارقت یاد کر کے بے اختیار رو دیا عمرو نے عرض کیا کہ آے آقاے نامدار و اے مولاے قدر شناس اس ناچیز کے کھیلے کو فراموش خاطر عاطر نہ فرمائیگا اور حقوق دیرینہ خدمت گزاری کے عوض دعاے خیر کیجیے گا اس سفر مین دیکھیے کیا ہوتا ہے مقابلہ شہنشاہ ساحران افراسیاب سے ہے طلسم مین جاتا ہون دیکھو کیا پیش آتا ہے یا امیر اپنی جگہ پر اپنے فرزند کو سردار عیاران کیے جاتا ہون اوسکو میری جگہ پر بٹھائیے گا اور جو مجھ سے خدمت لیتے تھے اب وہی اوس کام کو فرمائیے گا امید ہے کہ وہ یہ منصب ادا کرے اور وہ چالاک بن عمرو ہے امیر نے منظور فرمایا چالاک اور سب عیار ہمراہ پہونچاتے ساتھ آئے تھے اونکو یہ حکم بنابر وصیّت خواجہ سنایا سب نے بدل قبول کیا اور چالاک کو اپنا امیر بنایا الحاصل عمرو بھی رخصت ہو کر آگے بڑھا اور تھوڑی دور جا کر اون چارون عیار سے کہا کہ اے برادران مثل مشہور ہے کہ اپنی ڈفلی اپنا راگ الگ الگ صحراے طلسم مین طے کر کے طلسم مین داخل ہون اور علیحدہ چلنے مین یہ فائدہ بھی منصور ہے کہ اگر کسی جگہ پر کسیکو ضرر ہوگا اور کوئی ساحر گرفتار کریگا تو ایک دوسرے کا وقت پر آکر یاور ہوگا اور جو سب ساتھ چلیں گے ایکبارگی گرفتار ہو جائینگے عمرو کے کہنے سے عیار علیحدہ ہوے مہتر قران کسی سمت برق فرنگی ایک جانب ضرغام کسی طرف جانسوز کسی راہ سب الگ الگ چلے اور عمرو جست و خیز کرتا اوس راہ کو چھوڑ کے کہ جدھر سواری شہزادہ اسد کی جاتی تھی ایک طرف کو چلا مگر اب اوّل

حال شہزادۂ کامگار اسد شہسوار کا ذکر کیا جاتا ہے کہ یہ باحشم و خدم قلعہ کوہ عقیق کی سرحد
سے گذر کے وہ راہ طے کرکے اوس مقام پر کہ جہان نقارہ اور چوب پہاڑ پر رکھی رہتی ہے اور سلیمان
اوسکے ذریعے سے نامہ و پیام افراسیاب کے نزدیک کرتا ہے پہونچے اوس کوہ بلند کو دیکھا کہ دانگ کوہ منزلون
تک ہے بلندی اوسکی تا فلک ہے کمند فکر کی رسائی محال طائر وہم پہونچے کیا مجال نظم

یکے کوہ بود و بغایت بلند	بر و کہکشان گشتہ کوتہ کمند
برفعت زدہ طعنہ بر چرخ پیر	ز سنگش رخ ماہ گشتہ زریر

شاہزادۂ والا گہر وہان پہونچکر ایک لمحہ ٹھہرا اور اس کوہ کو اوس حق پژوہ نے ملاحظہ کیا قلۂ کوہ سے
پایۂ کوہ تک کوہ پیالہ رشک لالہ و نرگستان کواکب کھلا تھا پہاڑ مثل گلدستے کے بنا تھا
گھاٹیون سے آبشار ہو رہا تھا جھرنا جھڑتا تھا تدرو کہساری کے قہقہے تھے بلبل شوریدہ کے چہچہے
سرکوہ پر نقارہ رکھا تھا اور ایک پیر صد سالہ عمر جسکی ہو گی بیٹھا تھا جب اسد عازم داخلۂ درۂ کوہ
ہوا وہ پیر پکارا کہ ہان ہان اے نوجوان کیا غضب کرتا ہے دانستہ دہن اژدر مین قدم دھرتا
ہے اس پہاڑ کے اودھر طلسمات ہے بلا کی جگہ ہے وہان کا گیا ہوا پھرا نہین ملک عدم کے سوا راستہ
ملا نہین اپنی جوانی پر رحم کر پھر جا ورنہ تو کجا اور زندگی کجا اسد یہ کلام سنکر للکارا کہ بابرا و پیر
نابالغ جوانمرد کہین مرنے سے ڈرتے ہین قدم ہمت بڑھا کر پیچھے کب پھرتے ہین منم درہم کنندۂ
طلسمات سیارۂ عجائبات نبیرۂ حمزہ حجازی شہزادۂ اسد بن کرب غازی تیرے روکنے سے
کب رکتا ہون جان ہتھیلی پر رکھکر طلسم مین چلا ہون اوس پیر نے جب نام نامی شہزادۂ گرامی سنا پکار کر کہا کہ اگر
یہ ارادہ ہے اور فتح طلسم کا تہیہ کیا ہے تو بسم اللہ کون روک سکتا ہے تشریف لیجایئے جو قصد ہو
پورا کیجیے شاہزادے نے گھوڑا آگے بڑھایا اور مع لشکر داخل درۂ کوہ ہوا پہاڑ پر یہان طائران
طلسمی اڑے اور نقارہ بجنے لگا طائرون نے جا کر افراسیاب کو خبر دی کہ بارادہ فتح طلسم نبیرۂ
حمزہ اسد نام اسقدر فوج سے داخل سرحد طلسم ہوا افراسیاب نے یہ خبر سنکر فی الفور
سرحد داران طلسم کو نامے لکھے کہ اسد نامے شہزادہ حمزہ کا نواسہ داخل طلسم ہوا ہے جہان
پانا فوراً گرفتار کرنا ہر ایک ساحر طلسم ظاہر آمد شاہزادۂ والا تبار سے آگاہ ہوا اور فکر گرفتاری
کرنے لگا لیکن شاہزادے نے درۂ کوہ طے کرکے جب سر بدر کیا ایک صحراے سبزہ زار نواح دلکشا مین
گذر ہوا کوسون تک سبزہ لہلہاتا تھا گل خودرو کی خوشبو سے جنگل بسا تھا اگر کہین خار تھا وہ
بھی گل کے گلے کا ہار تھا جھاڑیان زلف معشوق کو شرماتی تھین دریاؤن کی لہرین رفتار جانان یاد

دلاکر دل بیتاب کو لہراتی تھین سبزہ سبزہ چرخ اخضر کا سنبلہ تھا خلاصہ یہ کہ جنگل ہرا بھرا تھا ابیات

سبزہ ایسا تھا دل فریبندہ / مردہ ہو جس کو دیکھکر زندہ
سوئے اوس سبزے پہ اگر بیمار / تندرستی کے ساتھہ ہو بیدار
یہ ہوای خوش اوس سے آتی تھی / روح بالیدگی سی پاتی تھی
بس نظر کرتی تھی جہانتک کام / مخمل سبز ہی بچھا تھا تمام
کھٹ پا جنے اوس زمین پہ دھری / چڑھ گئی بس دماغ کو سردی
دل شبنم یہ چاہتا تھا وہان / ہون اسی سبزہ زار پہ غلطان
اک طرف کو وہ سبزہ نوخیز / اک طرف تھی نسیم عنبر بیز

شاہزادہ عالی صفات ہمراہ رفیقان نیکذات سیر گلزار کرتا دشت کو نزہت آباد کرتا ایکطرف رواں تھا کہ سامنے ایک باغ نظر آیا سب نے عرض کیا کہ حضور اس باغ پر بہار مین تشریف لیچلین اور نظارۂ گل و ریاحین فرمائین اسد اوسیطرف چلا اور قریب باغ پہونچا دیکھا دروازہ باغ کا کاریگروں نے پتھر کا مع چوکھٹ بازو بنایا ہی سنگ موسی اور سماق اور معدنیات کو تراش کر مثل آئینہ صاف و شفاف کیا ہے در باغ مثل آغوش تمنای عاشق وا ہی نہ کوئی پاسبان ہی نہ چوکیدار ہی صرف منتظم وہانکی بہار ہی شہزادہ اندر باغ کے آیا اور سب اہل لشکر کو بھی لایا ہر طرف گل شگفتہ تھے نہرین جاری تھین فوارے چھوٹتے تھے متصل نہر کے انگور کی تاک تھی ہر شجر کی اوسپر تاک تھی جواہر نگار ستون کھپانچ کے بدلے سنہری تیلیان خاتم بندی کا کام خوشون پر زربفت کی تھیلیان مستانہ وار ہر شجر کا جھومنا وجد مین آکر خوشے کو خوشے کا چومنا چمن کی روش بڑی خوش قطع ڈالی ہر درخت کی ہموار کم و بیش چھانٹ ڈالی تھی نئی ہی روش نکالی تھی نہرون کے گرد پٹریان بلور کی قریب دسکے ہری ہری گھانس زمرد کو شرماتی تھی نہرون مین فوارے چڑھے بلبل کی روح بلبلا کے درو دیر چڑھے پانی کی شفافی پر جان لہراتی تھی نسیم صبا عنبر فشان گویا یہ باغ دراغ دہ روضۂ رضوان تھا ہر گل و غنچہ نہال فیض نسیم سے مالامال نظم

کیوڑا اور چنپا گل پا چین گڑھل / لالہ و صد برگ نافرمان کنول
منہدی و رعنا و نرگس جعفری / کر رہے تھے سارے گل جلوہ گری
سیوتی داؤدی بابونہ کنار / موگرا اشبتو سبھی تھے بے شمار
سنبل و ریحان صنوبر یاسمن / سیکڑون ہر قسم کے دیکھے چمن
کیا درخت بے ثمر کیا میوہ دار / اپنے اپنے موقع پر سب کی بہار

[illegible]

چادرین بہتین چھوٹتی لاکھون ہان ❊ حوض تھے لبریز نہرین بہتین روان
چھوٹتے فوارے یون تھے بے شمار ❊ جس طرح ساون مین پڑتی ہو پھوہار
تھا وہ فرحت بخش دل ایسا مکان ❊ جسکو کہیے ثانی باغ جنان

لیکن اوس باغمین سناٹے کا عالم سنسان پایا کوئی انسان نہ حیوان پایا بیچ چمنستان مین ایک
چبوترہ سو گزنسے سو گز تک مربع سوا گز کا مرتفع بنا تھا گرد اوسکے چار چمن کہ ہر ایک مین لالہ پھولا
تھا چبوترہ پر جو بنگلہ پڑا تھا اوسمین شاہزادہ آکر ٹھہرا اور لشکر گرد چبوترہ کے اوترا کہ یکایک صدا
قہقہے کی آئی اور لالہ کا تختہ جو لگا تھا پھول اوسکے کھل گئے اور پھولون کے اندر سے اژدہون
کے منہ ہزارون پیدا ہوے قلعہ ہاے آتش چھوڑ کے دم جو اژدہون نے کھینچے سارا لشکر شاہزادے
کا مع خیمہ و خرگاہ و بارگاہ اونکے منہ مین چلا گیا اور اسد تنہا رہگیا چبوترے سے اوترکر اپنے رفیقون
کیطرف دوڑا پھر ایک آواز تڑاقے کی آئی پیچھے پھر کے جو دیکھا تو جس گھوڑے پر سوار تھا اوسکے پر
نکل آئے ہین اوڑکر ایکطرف چلا جاتا ہے شہزادہ اس ہنگامہ مین حیران تھا کہ لمحہ بھر مین پھر اسی
طرح وہ باغ نظر آنے لگا اور ویسا ہی لالے کا تختہ ہوگیا شہزادہ یاد مین اپنے رفیقونکی خوب رویا
اور پکارکہ اے گردون ناہنجار واے فلک کجرفتار تجکو اتنی بھی صحبت پسند آئی مجسے تنہا بیابان کی
خاک چھنوائی اور بیتابی مین یہ شعر پڑھا ۔ تو ہمراہان قافلے سے کہیو اے صبا ۔ ایسے ہی
گر تمھارے قدم ہین تو ہم رہے ۔ کبھی تلوار پکڑکر اوٹھتا تھا لیکن کسیکو نپاتا تھا کہ ادہر
وار کیجے اور دل کی بھڑاس نکالے وہ باغ نظر مین خار ہوا اور وہ آسیب پہونچا کہ وہ بھی نظر
آئی نہ کسی رفیق کی صورت دکھائی دی ناچار ہوکر اوس چبوترے پر بیٹھا خیال مین آیا کہ ای اسد
یہ مقام طلسم ہے ابھی ایسے ایسے معرکے بہت پیش آئینگے ساحران طلسم کیا کیا نہ دکھائینگے اس
پہلی ہی منزل مین گھبرایا یون طلبانہ نچاہیے قدم ہمت آگے بڑھاؤ اور یکہ و تنہا راہ منزل مقصد
چلکر تلاش کرو یہ سوچکر اوس باغ مین سب طرف پھرا ایکطرف کو دوسرا دروازہ اوسکو دکھائی دیا
اوسی دروازے سے نکل کر رستہ لیا سفر پیادہ پائی نصیب ہوا ہر گام پہ چھالے لب پر آہ و نالے طلسم کا
صحرا جہانتک پھول بھی اونکے حق مین کانٹے ہوتا شہزادہ یہ شعر وردزبان فرماتا چلا جاتا تھا شعر
مدد اے خضر بیابان بلا ۔ نہین کٹتا ہے یہ میدان بلا ۔ غرض اسیطرح تین شبانہ روز راہ طے کی
اور کوئی جاے سکونت و آسایش نظر نہ آئی ۔ تیسرے دن ایک سواد شہر دکھائی دیا شاہزادہ
افتان و خیزان وہان پہونچا دیکھا حصار شہر بلور کا ہے سراسر نور کا ہی دیوار مین نقش و نگار تصویرین

شاہ و شہریار کی بنائی ہین شکار گاہین صحرا کوہ و دریا کی صورتین اصل کر دکھاتین در شہر واہی پھاٹک
فیل مست کی طرح جھوم رہا ہے ہزارہا ساحر کھوے چندن کے لگائے صورتین مہیب بنائی ہاتھون
پر تلک دیے گولے فولادی ہاتھ مین لیے کسی کا سر انسان کا دھڑ حیوان کا کسیکا چہرہ حیوان کا
جسم انسان کا کوئی فیل سر کوئی اژدر صورت کوئی ببر صولت ہر قسم کی شکلین سحر سے بنائی کھڑے
ہین سامنے اونکے آگ کے لکڑ سلگتے ہین ہوم ہو رہے ہین دروازے کے قریب قلعہ ہے ہزارہا
برج اوس مین بنا ہے ساحر رویئن تن فیل بدن برج مین بیٹھا ہے گھنٹے اور ناقوس بجتے ہین بھجن
سامری و جمشید کی تعریف مین گا رہے ہین شاہزادہ یہ ماجرا ملاحظہ کرتا داخل شہر ہوا کسی نے منع نہ
کیا جب اندر شہر کے آیا اوس ملک کو نہایت آباد پایا گلی کوچے صاف دکانین ستھری اور شفاف
ہر طرف اکابر شہر اور اشراف سرگرم کاروبار لین دین اور بیوپار جاری ہر مکان دوکان کی بڑی
تیاری ایکطرف صرافہ دوسری طرف بزازہ چار طرف صراف چادرین بچھائے کوڑی پیسے درم و دینار کا
ڈھیر لگائے بزاز اطلس و گلبدن کے تھان کھولے بیٹھے ہین خریدار پھرتے ہین کسی سمت حلوائی تھال
سونے چاندی کے لگائے جنمین مٹھائی انواع و اقسام کی لذیذ و عمدہ چنی ہوئی بیچ رہے ہین کہین
نان بائی ہین کسی طرف کنجڑے اور قصائی ہین کہین بساط خانہ کی سجاوٹ ہے کہین گل فروشون
کی بہار کسی طرف ساقیون کی بناوٹ ہے رنڈیان طرحدار چکلہ چوک مین آباد تماشا بین دلشاد
عورتین جوان لہنگے زربفت کے دھوتی کے انداز پر کسے ساریان آدھی اوڑھے اور آدھی
باندھے بعض کے دوپٹہ مین لچکا ٹکا کرن لکی اوسکی گاتی سورج سے زیادہ جگمگاتی بنت گوکھرو
کی انگیا کچھی وضعدار کچون کا اوبھار جواہر نگار کڑے ہاتھون مین پڑے پانون مین تین تین
سونے کے چھڑے ناز و انداز دکھاتی تھین عاشق تنون کو لبھاتی تھین کہین کنجڑنین سنکرتین سونے
چاندی کی ترازو مین میوے تولتین عاشقون کو نارپستان و سیب زنخدان کی بہار دکھاتین
کہ سندا اپنے عاشق سے یون نعرہ زن ؎ کہ لے نارپستان و سیب ذقن + شہزادہ اس شہر
کی سیر دیکھتا پھرتا تھا اور ازبسکہ بھوکا تھا ایک حلوائی کی دوکان کے پاس آیا مشت زر جیب سے
نکالکر اوسکے حوالے کیا کہ تھال مٹھائی کا میرے واسطے لگا کر بھیجے اور آپ ارادہ کیا کہ الگ جا کر
ٹھہرے حلوائی نے وہ زر جو اسد نے دیا اوسے پھینک دیا اور کہا اے شخص یہ زر اپنا لے ہمین
یہ روپیہ نہین چاہیے اسد نے وہ روپیہ لے لیا اور فرمایا بھائی اسمین کیا برائی ہے اوسنے کہا
ایسے روپے میرے یہان انبار لگے ہین بلکہ لڑکے بجائے کنکر پتھر کے اونھین اشرفیون

روپے سے کھیلتے ہین یہ کہکر اپنے ایک ملازم کو حکم دیا کہ جاکر تھوڑا سا جواہر زر وگوہر دامن مین بھر لا اور اس مرد اجنبی کو دکھاے وہ گیا اور جھولی بھر کر جواہر لایا اسد کو دکھایا شہزادے نے کہا پھر یہان خرید وفروخت کی کیا صورت ہی کہا سکۂ رائج الوقت ہمین دو اور جو چیز جی چاہے مول لو شہزادے نے کہا یہان کسکا سکہ چلتا ہے کہا افراسیاب کا اسد نے کہا اس شہر کا نام کیا ہے کہا شہر ناپرسان اسے کہتے ہین اور کاغذ کے روپے چلتے ہین یہ کہکر اوسنے اپنے غلے سے ایک روپیہ نکالکر دکھایا کہ یہ سکہ یہان چلتا ہے شہزادے نے دیکھا کہ کاغذ کے پرچے پر تصویر ایک بادشاہ کی بنی ہے دوسری طرف کاغذ کے کچھ نقش ونگار ہین حلوائی نے کہا ایسا ہی روپیہ دو تو سودا ملے ورنہ اپنا رستہ لو اسد نے جب یہ کلام سنا وہان سے دوسری دکان پر آیا اور چاہا کہ اوس سے کچھ سودا لے وہان بھی یہی جواب پایا اسد بھوکا از حد تھا غصہ مین آیا اور کہا آخر تو اس شہر کو ناپرسان کہتے ہین کوئی پوچھنے والا نہین تم بھی بازار لوٹ لو تمام شہر مین غدر کر دو یہ سوچکر ایک حلوائی کی دکان سے تھال اوٹھایا اوسنے چور چور کہکر غل مچایا لوگ دوڑے اسد نے جو قریب آیا گردن پکڑ کے ایک کا دوسرے سے سر لڑایا اور بھیجے جہنم مین بھیجے ایک غلغلہ ہوا کوتوال شہر دوڑا اسد نے تلوار کھینچی اور دو ایک کو زخمی کیا اور دوکان پر حلوائی کی چڑھگیا اور اوسکے بیٹھنے کی چوکی اوٹھالایا بیچ شہر پر بچھائی تھال مٹھائی کا آگے رکھ لیا اور کھانا شروع کیا اور جو پاس آیا اوسے مارا دوکاندار بھاگ کے حاکم پاس گئے یہ شہر راوی کہتا ہی کہ افراسیاب نے اپنی زوجہ ملکہ حیرت جادو کیلیے آباد کیا ہے اور حاکم یہانکی حیرت ہی اور اس جگہ ایک گنبد بنا ہے کہ نام اسکا گنبد بے نور ہے اور اسمین تین درجے ہین ایک درجے مین بارہ ہزار ساحر رہتے ہین اور دوسرے مین کئی ہزار گھنٹے ٹنگے ہین ناقوس رکھے ہین کہ اگر وہ بجین تمام ساکنان طلسم بیہوش ہوجائین اور تیسرے درجے مین حیرت جادو بیٹھکر سیر طلسم کرتی ہے یہانسے طلسم کی سب کیفیت دور تک دکھائی دیتی ہی اور اوسکے ایک طرف طلسم ہے گلشن ہے ملکہ حیرت کا خاص مسکن ہے عجب دلچسپ جگہ ہے طلسم ظاہر مین یہ مکان بنا ہے اور یہ شہر اسی لیے آباد ہوا ہے تاکہ ملکہ جب گنبد کی سیر کو آئے کسی چیز کی تکلیف نہو سب یہان پائے فی الجملہ اوسوقت ملکہ حیرت اسی گنبد مین جلوہ گر ہے طلسم کی سیر دیکھنا مدنظر ہے ناچ سامنے ہورہا ہے سترہ سو کنیز زیور سے آراستہ دست بستہ سامنے کھڑی کہ یکایک فریادیے کا غل سنا زمرد جادو نے اپنی وزیر زادی سے حکم دیا کہ دیکھو یہ کون استغاثہ کرتا ہی کسنے ظلم کیا ہی یہ کیا ماجرا ہے زمرد جادو نے جاکر حال دریافت کیا اور فریادیونکو سامنے گنبد کے

لائی ملکہ نے ماجرا پوچھا رعایا نے اسد کے ظلم کی کیفیت سنائی ملکہ نے ایک شخص گلشن جادو
نام سے حکم دیا کہ جاکر اوس لٹیرے کو پکڑ لائے تاکہ سزا دیجائے گلشن جادو بموجب حکم کی ہمراہ
فریادیونکے چلی اور قریب شہزادے کے آئی دیکھا ایک جوان رعنا رشک مہ پیر کنعان تخت پر بازار مین
بیٹھا ہے تلوار ہاتھہ مین ہے مٹھائی کھا رہا ہے لیکن شعشعہ نور حسن سے اوسکے وہ بازار تمام منور اور روشن
ہر گلی کوچہ رشک وادی ایمن ہے ایسا حسن کبھی نہ دیکھا تھا کہ ؎ سنا یوسف کو حسینان جہان
بھی دیکھے ؛ ایسا بے مثل طرحدار نہ دیکھا نہ سنا ؛ گلشن جادو دیکھتے ہی اسد کو فریفتہ ہوئی اور پکاری
کہ کیون صاحب تم کون ہو جو ہماری ملکہ کی رعیت پر اسطرح کا ظلم کرتے ہو اور چیزین چھین کر کھاتے
ہو اسد نے اوسکی صدا سنکر سر اوٹھایا دیکھا ایک ساحرہ ماتھے پر ٹیکا سیندور کا لگائے ساری باندھے
جھولی گلے مین سحر کی ڈالے چلی آتی ہے دل مین خیال کیا کہ مقرر یہ تجھپر سحر کریگی اور پکڑ لیجائیگی پھر ساری
شیخی کرکری ہو جائیگی کچھہ مکر کیجیے اور اس حرامزادی کو سزا دیجیے یہ سوچکر پکارا کہ ذرا ہمارے پاس
آؤ تو اپنا حال سنائین اور تمھارے ساتھہ تمھاری ملکہ کے پاس چلین گلشن قریب اسد کے آئی
اسد نے آنکھہ سے اشارہ کیا گلشن سمجھی کہ یہ مرد وا تجھپر ریجھا فوراً آکر اسد کے ہاتھہ مین ہاتھہ
ڈالدیا اور کہا چلو ملکہ کے پاس لیچلون اور دلمین یہ ہے کہ ملکہ سے اسے مانگ کر مزے اوڑاون اپنے
گھر لیجاؤن اسد نے جب ہاتھہ اوسکا پایا ایک جھٹکا دیا کہ یہ گری اسکی گردن پکڑ کے کپڑا اپنا پیرہن
پھاڑ کر اوسکے منہ مین ٹھونسا کہ سحر نہ کرے اور اسی کے دوپٹہ سے مشکین باندھکر ایک دوکان کے
ستون سے باندھ دیا اور پانچ چار کوڑے مارے کہ یہ بلبلا گئی اسد نے پھر بیٹھکر مٹھائی کھانا شروع
کی دوکاندار یہ حال دیکھکر دور سے غل مچاتے ہین اسد کو دھمکاتے ہین مگر کوئی پاس نہین آتا ہے
اسد مٹھائی کھائے جاتا ہے آخر پھر جاکر ملکہ حیرت سے کہا حیرت نے یہ ماجرا سنکر ہنس دیا اور اپنی
وزیرزادی زمرد جادو سے کہا جاکر اوس موے کو پکڑ لا اور گلشن کو چھڑا اوسے لاکر یہان
پہونچا دے وزیرزادی سحر کرکے اڑی اور آکر اسد پر سحر کیا کہ ہاتھہ پانون کی طاقت جاتی رہی
گلشن کو کھولدیا اور اسد کی بغل مین پنجہ ڈالکر لے اڑی گلشن بھی ساتھہ ہوئی اسد کو سامنے ملکہ
حیرت کے لاکر ڈالدیا اسد نے دیکھا کہ ایک زن حسینہ لباس پرزر پہنے مسند پر بیٹھی ہے سترہ سو عورت
سامنے ہاتھہ باندھے کھڑی ہے اسد نے منہ اوسکی جانب سے پھیر لیا لیکن حیرت صورت اسد
کی دیکھکر حیرت مین آگئی اور پوچھا کہ اے گرفتار رنج والم تو گل کسکے گلستان کا ہے یہان کیونکر
آیا ہے شاہزادے نے فرمایا کہ مین نواسا حمزہ صاحبقران کا ہون واسطے فتح کرنے طلسم

کے آیا ہون ملکہ حیرت نے جب نام صاحبقران کا سُنا فرط حیرت سے سر دُھنا اور گھبرا کر خواصون
سے کہا میرا صندوقچہ اوٹھا لاؤ وہ گئین اور صندوقچہ لائین ملکہ نے صندوقچہ کھولکر ایک تصویر
اور شہزادۂ اسد کی صورت سے ملائی بعینہ مطابق پائی پھر اسد سے پوچھا کیا نام تیرا اسد ہی فرمایا ہان
اسد یہی عبد ذلیل خدائے صمد ہے حیرت نے خواصون سے کہا یہ بیشک طلسم کشا ہی تصویر مطابق ہی
نام سے بھی نشان اور پتہ ملتا ہے اسے صحرائے طلسم مین پھینکدو اگر طلسم کشا ہی از خود اس طلسم سے
نکلجائیگا اور اگر کوئی دوسرا ہے تو صحرا مین سرگردان ہو کر جان دیگا یہ حکم سنکر جادوگرنیون نے
کچھ سحر پڑھا شہزادۂ اسد بیہوش ہوگیا وہ اوٹھا کر صحرائے طلسم مین لائین اور چھوڑ کر چلی گئین
بعد لمحہ کے شہزادہ کی آنکھ کھلی ایک صحرائے سبزہ زار مین اپنے تئین پایا اوٹھکر ایک طرف روانہ ہوا
دیکھا کہ یہ صحرا نزہت آگین ہی نمونہ بہشت برین ہی ؏ ہر نخل کی شان جیسے طوبیٰ ؛ سبزے سے تھا
دشت چرخ خضرا ؛ سرو شمشاد پر قمری و فاختہ کی فریاد تھی بلبل کی زبان پر گل کی شکایت حد سے زیادہ تھی اشعار

سنبل مین تھا طرز دود واتب — شبنم مین تھا جلوۂ کواکب
مانند شفق وہ پھول رنگین — تھا رشک نجوم لطف نسرین

کنوین جا بجا پختہ بنے جنگلی چاہ مین باولی دوانی ہوشیار ڈانما ڈول بھرے پٹریان حکمت کی ایسی
تحفہ کہ انگور کی تاک جو انھین جھانک لی تو شرمائی ہر طرف نہرین اور چشمہ جاری لب گردانون پر انکی گلکاری
درخت گلدار بیلا موتیا نسرین و نسترن جوہی شبو چنبیلی نرگس یاسمن کسیجگہ لالے کے پیالے یاقوت رنگ کسی
طرف گل فرنگ کہین نیبو نارنگی ترشا و کہی میٹھی میٹھی اور بھینی بھینی خوشبو کہین سنبل با زلف پریشان کہین
سوسن زبان بے باغبان قدرت کا مدح خوان ہر تختہ مین باد بہاری مستانہ وار لڑکھڑاتی پھولونکے پھولنے
سے اتراتی ؏ ہر خیابان مین دوڑتی تھی نسیم ؛ لیے کاندھے پہ اپنے بار شمیم ملکہ ابیات

نہرین تھین لطیف مثل کوثر — لہرین تھین تمام سلک گوہر
پانی تھا اثر مین آب حیوان — نظارہ تھا جسکا مایۂ جان

بیلین لہراتین رفتار معشوق کی ادا دکھاتین گھاس کوسون تک ہری ہری اوگی ہوئی تازگی
اور سرسبزی بھری ہوئی ہرن باڑھے چتیل پھرتے دریائی جانور کلیلین کرتے دھاوان کو کلاہرل پیدا
کوئل و پپیہا شاخہائے زمرد شامان پر جھولا جھولتی نہال نہال ہو کر جھومتی نہرونکی کنارے کنارے قاز و بط و مرغابی
قرقرے پانی مین منقارین ڈالکر پرونکو اپنے بھگوتی اور صاف کرتے پھریریان لیتے پرونکو چھپراتی نظم

چہ دشتی رشک فردوس برین بود — خیابان در خیابان حور عین بود

مثال خط خوبان سبزہ در گل / چو زلف از ہر طرف پیچیدہ سنبل
زفیض باغبان گردیدہ گلہا / چو چشم می پرستان مست شہلا

اسد یہ کیفیت وبہار دیکھتا ایک مقام پر آیا کہ وہان چمنستان مین بہت آدمیونکو گل چینی کرتے پایا پوچھا
کہ اے برادران یہ کون مقام ہی اور تمھارا کیا نام ہے اس گلچینی کرنیسے کیا کام ہے انھون نے کہا کہ
حال ہمارا ایک بڑی داستان ہی مگر مختصر سا یہ بیان ہی کہ ہم سب نے اپنے ملک کے شہزادے ہین
بہر شکار نکلے تھے اس صحرا مین آکر پہونچے پھر کے جا نہ سکے کس لیے کہ جب جاتے ہین راستہ نہین پاتے
ہین آخر ناچاری اسی جگہ بود و باش اختیار کی ہے یہان ایک شہزادی رہتی ہی کہ ہر روز گہنا پھولونکا
پہنتی ہی اوسکے لیے ہم پھول چنکر گہنا بناتے ہین خواص اوسکی سر شام آکر گہنا لیجاتی ہے ہمین اوسکے
عوض مین کھانا دیجاتی ہی نظر بہ فضل خدا رکھتے ہین اور وہی کھانا کھا کر عمر عزیز بسر کرتے ہین اب تم بھی
اس صحرا سے نکل نسکوگے ہمارے ساتھ رہو اور پھول چنکر گہنا بناؤ اسی طرح یہان زندگی ہوگی اور روٹی
ملیگی اسد نے کہا استغفر اللہ مجھے مالی پن نہین آتا یہ تمھین کو مبارک رہے انھون نے کہا ابھی تازہ
وارد ہو پیٹ بھرا ہے موٹے تازے بنے ہو جب کچھ دن رہوگے چربی گھلیگی فاقہ کروگے آپ ہی
بناؤگے اسد یہ باتین سنکر اونسے ہمکلام نہ ہوا اور الگ جا بیٹھا قصد کیا درختون سے کچھ میوہ توڑکر
کھائے اور چشمے سے پانی پیکر پیاس بجھائے یہ سوچکر شاخ درخت پر ہاتھ ڈالا وہ ہاتھ مین نہ آئی
اونچی ہوگئی اور جو میوہ کہ گر پڑا تھا وہ بھی نظر سے غائب ہوگیا جب درخت پر چڑھنے کا قصد کیا
چڑھا نہ گیا اور پانی چشمونکا بھی ہاتھ نہ آیا جب پانی مین ہاتھ ڈالا دیکھا پانی نہین ریگ ہی ناچار ہوکر
بیٹھ رہا یہان تک کہ وہ دن تمام ہوا اور قریب شام چند کنیزان ماہ تمام فرد ورنیون کے سر پر خوان
کھانے کے رکھوائی آئین اور پکارین کہ اے مقیدان طلسم کھانا لو اور گہنا دو وہ سب آدمی دوڑے
گہنا لیکر حوالے کیا اور کھانا لیا کنیزین چلی گئین اور وہ سب کھانا کھانے لگے اسد بیچارے دور سے
بیٹھے دیکھا کیے یہانتک کہ انھون نے سب کھانا کھا لیا اور اونھین ایک نوالہ بھی نہ دیا اسد اوس
رات کو بھوکا پیاسا سو رہا جسدم مرغ زرین بال فلک آشیانہ مشرق سے چراگاہ فلک مین آیا ابیات

ناگہ از جیب افق خضر صبح / بر تن شب کسوت ظلمت درید
تا کہ کند زندہ دل مردہ را / صبح چون عیسی نفسے بر کشید
داس فلک دستۂ ریحان درود / سرخ گل از دستۂ گردون دمید

وہ سب قیدی پھول چننے مین مصروف ہوی اور شہزادی اوٹھکر فریضۂ نماز سحر ادا کیا پھر قیدیون

نے آکر سمجھایا کہ اے گل نورستہ حدیقہ جوانی واے زیب و زینت باغ کامرانی کیون اپنی بہار زندگی
پر خزان لاتا ہے یہ پھول سا چہرہ گل کیطرح کمھلایا جاتا ہے آج ہمارے ساتھ چلکر گہنا بنا شام کو آسائش
تمام کھانا کھا ورنہ صحراے طلسم مین بھوکا پیاسا مرجائیگا پانی ملیگا نہ دانہ پائیگا شہزادے نے کہا
تم جاکر اپنے کام مین مشغول ہو میرے سمجھانے سے باز آؤ وہ سب جاکر پھول چننے لگے اور اسد بیٹھا
رہا آخر وہ دن بھی تمام ہوا شام کو خواصین کھانا لیکر آئین شہزادے نے اپنی جگہ سے اوٹھکر عورتون
کو ڈانٹا کہ سب کھانا رکھدو اور تم چلی جاؤ اون عورتون نے جب اوسے برہنہ سر بر خاش دیکھا قیدیون
کو پکارا کہ جلد آؤ یہ موا مسنڈا تمھارا کھانا چھینے لیتا ہے وہ سب دوڑے اسد نے دو ایک کے سر قبضہ شمشیر
مارکر پھوڑے خواصون کو طمانچے لگائے مزدورنیونکو لاتین مارین سب کھانا چھین لیا اور کپڑے اتروا لیے
آپ بیٹھکر اون قیدیونکو دکھا دکھاکر کھانا کھانا شروع کیا اور خواصین روتی پیٹتی برہنہ پاس آئین
مالک کے آئین ملکہ مہ جبین الماس پوش بھانجی افراسیاب جادو مالک طلسم کی ہے کہ
افراسیاب نے اوسکو اپنی بیٹی کیا ہے اور طلسم کی سلطنت کا مختار بنایا ہے روز نوروز تخت پر
ملکہ کو بٹھاتا ہے اور جشن کرتا ہے اوس جشن مین اٹھارہ ہزار شہزادیان اور بادشاہ مالکان ملک
طلسم ظاہر و باطن و ظلمات سب ملکہ مہ جبین کو نذر دیتے ہین اور سلام کرتے ہین چنانچہ
ملکہ کو طلسم مین یہ صحرا پسند آیا ہے اس جگہ افراسیاب نے ایک مکان اوسکے رہنے کو بنایا ہے
ملکہ یہین رہتی ہے اور صندل جادو بہن افراسیاب کی اوسکے ہمراہ رہکر حفاظت اوسکی
کرتی ہے اتفاق سے اوسوقت صندل جادو دربار افراسیاب مین گئی تھی کہ خواصین روتی
ہوئی آئین ملکہ نے کہا خیر تو ہے کہا حضور ایک موا قیدی نیا آیا ہے کہ وہ نہ پھول چنتا ہے نہ گہنا
بناتا ہے زبردستی دکھاتا ہے چنانچہ اسوقت اوسنے سب قیدیونکو اور ہمین مارا اور کھانا چھین لیا
ملکہ نے کہا ابکی بار تم نہ جاؤ محلدار اور کہاریان قیدیونکو کھانا پہونچا آئین بموجب ارشاد ملکہ محلدار
عصا گنگا جمنی لیے کہاریونکے سر پر خون کھانیکے رکھواکر چلین جب قریب اسد کے پہونچی کہا او
موے قیدی کیون تیری شامتین آئی ہین قضا سر پر کھیلتی ہے کہ سرکاری آدمیونکو تو نے مار کے
کھانا چھین لیا اور دیکھو تو موا کس ڈھٹائی سے بیٹھا زہر مار کر رہا ہے جیسے اسی نے پکوایا تھا
اسد کو یہ باتین سنکر غصہ آیا اور دل سے کہا کہ تم بھی بہت دق ہوے ہوا انھین بھی مار دو اوٹھکر
محلدار کو پیٹنا شروع کیا اور دوپٹہ اور عصا اور ہاتھونکے کڑے سب چھین لیے کہاریان خوان
چھوڑکر بھاگین اور قیدی سب جا بجا چھپ رہے اور اسد کہاریون کے پیچھے دوڑا ہنگامہ عظیم برپا

یہ ملکہ غل سنکر باہر مکان کے نکل آئی دیکھا کہ ایک نوجوان حسین کمسن آفتاب رو خال ہندو چشم یوسف ثانی اوٹھتی جوانی ہے نشہ شراب میں چور ابیات

دو چشمش دو آہوے مردم شکار ۔ دو ابرو دو سر فتنۂ روزگار
سر خندہ گز لب بر انگیختے ۔ نمک بر دل خستگان ریختے

کہاریوں کے پیچھے چلا آتا ہے رفتار مستانہ سے خفتگان کو جگاتا ہے دیکھنا تھا کہ ملکہ اسد پر شیفتہ اور فریفتہ ہوئی اور پکارا ہان ہان ای نوجوان یہ کیا کرتا ہے شہزادے نے نگاہ اوٹھا کر جو دیکھا ایک معشوق پری پیکر سامنے نظر آیا جسنے اپنے تیر نگاہ کا دل کو صید بنایا عجب مہر درخشان سپہر خوبی و گوہر بے بہای درج محبوبی کو جلوہ گر دیکھا کہ جسکی زلف شبگون ظلمات پر طعنہ زن اور مانگ سیہ اوسکی جادۂ کہکشان فلک کو راستی کا چلن جبین نور آگین مانند حوصلہ والا ہمتون کے بلند پست جسکے روبرو خود پسند ابرو کمان نار پستان سیب زنخدان نازنینی نازک بدنی یاقوت لبے صنمے کبک رفتارے طوطی گفتارے شمشاد قدے ماہ رخسارے شمس سپہر رعنائی و زیبائی نظم

دو زلفش منزل دلہاے آگاہ ۔ دران منزل ہزاران خضر گمراہ
ز رویش گر عرق بر گل چکیدے ۔ ازان گل تا ابد لیلے دمیدے
دو ابرو بر بیاض گردن حور ۔ چو بسم اللہ بر سر سورۂ نور
جفا پروردہ چشم سیاہش ۔ اجل صیقل گر تیر نگاہش
پریشان گیسوان آن پری زاد ۔ چو سنبل ریختہ بر فرق شمشاد
فتادے سایہ گر بر رخ ز مویش ۔ بشستی چون رگ گوہر بر ویش
دہان او شکر ریز تبسم ۔ چو غنچہ گشتہ لبریز تبسم
ز دندانش سخن ناگفتن اولے ۔ در شاداب را ناسفتن اولے
لب لعلش بہ پہناے مکیدن ۔ ذقن چون آب در عین چکیدن
قدش سروے کہ چشم بد ازو دور ۔ بیاض گردنش فوارۂ نور
بلا مشغول چشم نیم مستش ۔ شکست بندی دلہا بدستش
رعونت با خرام او ہم آغوش ۔ ہر آن کس دید او را رفت از ہوش
سخن کوتہ کنم با وصف آن حور ۔ ز سر تا پاے او نور علی نور

اسد دیکھتے ہی اوس سراپا نور کو نقد دل کھو بیٹھا زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا وہ نازنین بھی مسکرائی

اسد کے پاس آئی کہا ای شخص لٹیراپن کرنا اچھا نہین اپنا مطلب دلی ہمسے بیان کرو
لوٹ مارسے کیا فائدہ ہی شہزادہ اوسکی گہر ریزی کلام سے مالامال ہو کر گویا ہوا کہ ای یار دلنواز و ای
مایۂ نازنین اپنی جان سے بیتنگ تھا جب باعث اس تنگ کا ہوا کئی فاقے گذرے تھی کہ نہ کھایا
چھینا ملکہ نے کہا فاقہ مستی تمھاری ظاہر ہے اسمین کیا کرون کہین اپنا ٹھکانا کرو کوئی اور گھر دیکھو
شہزادے نے کہا اے ملکہ ہم تشنہ دیدار تمھارے ہین زکوٰۃ حسن تمسے مانگتے ہین ملکہ نے کہا دیغیرتی کا خدا
بھلا کرے سوال دیگر جواب دیگر مین کچھ کہتی ہون تم کچھ سنتے ہو چلو اپنا چلتا دھندا کرو اسد نے کہا ع
خاک ہی اپنی اوٹھے تو اس مکان سے اوٹھ سکے + ہم جہان جون نقش پا بیٹھے نہ وانسے اوٹھ سکے
ای ملکہ ہم کہان جائینگے تمھارا سنگ آستان ہی ہمارا سر ہے محبت سے مجبور ہر بشر ہے یہ باتین صحرا
مین ہو رہی تھین کہ خواصون نے عرض کیا ای شہزادی یہ رستہ کا مقدمہ ہے یہان نہ ٹھہریے
انکو بھی گھر لے چلیے ایسا نہو کوئی آجائے حضور کے دشمنون کو رنج پہونچائے الزام دے بدنام کرے ملکہ
نے یہ سنکر شہزادے سے کہا اگر ایسے ہی آپ بھوکے ہین میری غریب خانہ مین تشریف لے چلیے کھانا
نوش فرمایئے دل بہلایئے شاہزادہ ہنسکر ملکہ کے ساتھ ہوا ملکہ انھین لیے ہوے قریب اوس مکان کے آئی
اسد نے اس مکان رشک گلستان کو دیکھا کہ چار دیواری پر اوسکی مصقلہ کیا ہوا ہی جواہر کی
پچی کاری کی ہے مذہب مطلا ہی در و دیوار کے صفا کے روبرو آئینہ سکندر کو زنگ غیرت حاصل
اور حوالی رنگین کے مقابل فغفور چین کا آتش حسرت پر دل کرے گرداگرد تعمیر شہ نشین سراپا پری
کی تصویر بلندی قصر تا اوج فلک مناروں کی اوسپر چمک کہ ابیات

طیور وہم بر عمرے پریدہ — بہ دیوار حصارش نارسیدہ
ز سنگ انداز او سنگے کہ جستے — پس از فرقے سر کیوان شکستی

ملکہ مہ جبین شاہزادے کو دروازے پر چھوڑ کر ایک کمرے پر چڑھ گئی کنیزونکو حکم اہتمام کرنیکا دیا
مسند زر بچھوائی لیکن یہان اسد نے بیتابی کر کے چاہا کہ کمرے کے زینے پر چڑھ جاؤن جیسے ہی دو
تین سیڑھی پر قدم رکھا کسی نے اوٹھا کر نیچے پھینک دیا پھر قصد کیا پھر ایسا ہی ہوا دو تین بار
اسیطرح اسد نے پٹخنی کھائی لیکن کمرے پر جا نہ سکا اس عرصہ مین ملکہ اوتر کر آئی کیفیت شہزادے
کی دیکھکر کھل کھلا کر ہنسی اور کہا پرائے مکان مین آپ نے چلے آنا کھیل سمجھ لیا ہے یہ کہکر اپنی ندیم زادی
ملکہ دلآرام جادو سے کہا کہ پھوپھی صاحبہ یعنی صندل جادو اس جگہ حصار سحر کا باندھ گئی
ہین کہ کوئی غیر آدمی مکان مین جا نہ سکے اس وقت تو کوئی ایسا سحر کر کہ رستہ ہو جائے

اور ہمین اسد کو اندر مکان کے لیجاؤن دلارام نے افسون پڑھکر دستک دی راہ کھل گئی ملکہ جبین
شہزادہ کو لیکر کوٹھے پر آئی اور مسند پر لا کر بٹھایا خواصونکو حکم دیا دسترخوان چنو خاصہ حاضر کرو بمجرد ارشاد
ملکہ فی الفور اغذیہ لطیف گوناگون اور طعامہاے لذیذ بوقلمون انھون نے حاضر کیا ملکہ نے اسد سے کہا
بسم اللہ نوش فرمایئے اور بعد فراغ تشریف لیجایئے اسد نے کہا ایجان جان تیرے سیب ذقن کو
دیکھکر میری بھوک پیاس گئی اب کھانیکو ہمین لخت دل اور پینے کو خون جگر ہے تمہارا دیدار منظور
ہے اگر ہمین کھانا کھلانا منظور ہو گلشن اسلام کی سیر کرو خارستان ضلالت سے نکلکر سحر کرنے سے تائب
ہو ملکہ یہ سوال شاہزادے کا سنکر دم بخود ہوئی اور کچھ سوچکر جواب دیا کہ سحر کرنا مجھے نہین آتا مگر دین
سامری اور خداوند لقا کے ترک کرنے مین کلام ہے کیسلیے کہ ان خداوندون کا بڑا نام ہے اسد نے
کہا اے ملکہ اگر لقا سچا ہوتا تو میرے نانا حمزۂ صاحبقران سے بھاگتا نہ پھرتا ملکہ نے جب نام امیر
کا سنا سمجھی کہ یہ شخص عالی نسب والا حسب ہے بہت خوش ہوئی اور اسد کے سمجھانے سے لقا پرستی
کو ترک کیا شہزادہ اور ملکہ دونون کھانا کھانے مین مصروف ہوے باتین باہم محبت کی کرتے
جاتے تھے کہ یکایک آندھی تیرہ و تار اوٹھی اور برق شعلہ بار چمکنے لگی شہزادہ گھبرایا و دودے پناہ
مانگنے لگا دیکھا ایک ساحرہ اژدہے پر سوار ڈراونی صورت بنائے پیرزالہ نیلا قصابہ باندھے کالی
بھریا اوڑھے بالونکی جٹا مین لٹکائے مٹی تھوپے ہڈیون کھوپریون کے ہار گلے مین ڈالے آپہونچی
ملکہ اور اسد کو بیٹھے دیکھکر پکاری او شوخ دیدہ ننگ خاندان یہ کون ہے جسے تو لیے بیٹھی ہے
ملکہ یہ سنکر کھڑی ہوگئی اور کہا اے پھوپھی یہ مقید طلسم بھوکا پیاسا یہان آنکلا تھا مین نے
رحم کھا کر بلا لیا اور کھانا کھلایا اب یہ چلا جائیگا وہ ساحرہ کہ نام اسیکا صندل جادو ہے یہ
باتین سنکر اوسوقت تو خاموش ہو رہی مگر دل مین سوچی کہ یہ قیدی گنہگار افراسیاب ہے
آپ ہی قتل ہو جائیگا لیکن ملکہ کو یہانسے لے چل اب یہان رکھنا اچھا نہین ابھی خیر ہے ورنہ
یہ خراب ہو جائیگی یہ سوچکر پاس ملکہ کے بیٹھ گئی اور غور سے اسد کو دیکھا کہ جوان شوخ شنگ کہ
جسکو جوانی کی امنگ مین لاکھ طرح کی ترنگ ہے بس دیکھتے ہی شیدا ہوئی اور خیال کیا کہ تو بڑھیا ہے
طلسم مین کوئی تجھے پوچھتا نہین یہ قیدی اپنی جان بچنا غنیمت جانیگا اسے تو افراسیاب سے
مانگ لینا اور مزے اوڑانا فی الحال اوس سے سوال وصل کرا ایسی فکر کرکے ملکہ سے کہا کہ ہین
سامنے جو کمرہ ہے اوسمین جا کر ٹھہرتی ہون تو اوس جوان کو میری صحبت کے لیے راضی کرکے
وہان بھیجدے مین خطا تیری معاف کرونگی نہین تجھے اوسکے پاس بیٹھنے کی سزا دونگی یہ کہکر

آپ کمرے مین چلی گئی اور سحر کے زور سے اپنی صورت پندرہ برس کی حسینہ وجمیلہ جیسی کوئی
عورت ہو ویسی بنائی کہ اب جو کوئی اوسے دیکھے اوسکے جمال پر فریفتہ ہوئے اور یہان ملکہ نے
اسد سے کہا لو صاحب مبارک ہو پھوپھی جان تمپر عاشق ہوئین اب ہمین آپ کیون پوچھنے لگے آپکو خدا
نے ایسی معشوقہ طرحدار کہ جسکا سن سات سو برس کا ہوگا عنایت فرمائی جائیے اوسکے ساتھہ مزے اوڑائیے
اسد نے اِن باتون کا ملکہ کو جواب دیا اور اوٹھہ کے صندل جادو کے پاس چلا مہ جبین چشم
آبدیدہ ہوکر دامن پکڑ لیا اور کہا کیون صاحب اتنی ہی دیر مین آپنے ہماری محبت دل سے بھلا دی
جیسے اِن تلون مین تیل ہی نہ تھا اسد نے ملکہ کو گلے لگایا آنسو پوچھے تسکین دی کہ جانی مین تیرا
غلام ہون دیکھنا کہ مین اس قحبہ لکاتہ کے پاس جاکر کیا کام کرتا ہون الغرض ملکہ تو روتی ہی
رہی اور اسد دامن چھڑا کہ کمرے مین صندل جادو کے گیا دیکھا کہ وہ ایک عورت خوبصورت
بنی ہوئی بصد انداز مسند ناز پر بیٹھی ہے سامنے کشتی شراب کی لگی ہے پلنگڑی جواہر کے پایون
کی بچھی ہے اسد جاکر برابر بیٹھگیا اُسنے پہلے تو اغماض جتایا پھر جام شراب سے بھر دیا اسد
نے جام لیکر کہا کہ اے جان من اپنی جھوٹی شراب مجھے دے کہ پیون اور دل مضطر کو اپنے تسکین
دون اور مین تو تیرا التشنۂ آب زلال وصال ہون یہ کہکر گود مین اوٹھا لیا صندل جادو
غمزے کی وجہ سے نہین نہین کیا کی لیکن اسد نے پلنگڑی پر لٹایا اور ایک ہاتھہ گردن پر رکھا
دونون ٹانگون کو رانون سے گانٹھا صندل جادو سمجھی کہ یہ پیار کرتا ہے اب مطلب تیرا حاصل
ہوا چاہتا ہے مگر اسد نے اسطرح گلے کو دبایا نفس جسد مین پیچیدہ ہوا گلا اسد دبائے تھا سحر بھی
نہ ہوسکا لاکھہ تڑپی مگر پنجہ مین شیر کے آچکی تھی کب چھوٹ سکتی تھی آخر کو طائر روح نے قفس تن
سے پرواز کی اوسوقت وہ صدائے مہیب آئی کہ معلوم ہوا آسمان پھٹ پڑا اسد کود کر الگ
جا کھڑا ہوا اور مہ جبین روزن در سے اختلاط اسد کا دیکھہ دیکھہ کر جل رہی تھی اور دل سے
کہتی تھی کہ ہمسے تو کیا کہہ کے آیا تھا یہان یہ مردواس ٹرھیا پر ریجھہ کر کیا کیا دار و مدار کر رہا ہے
اس عرصہ مین صدا دار و گیر کی بلند ہوئی تاریکی عالم مین چھاگئی آندھیان اوٹھنے لگین پتھر پڑنے
لگے آگ برسنے لگی بعد لمحے کی صدا آئی کہ مارا مجھے دغا سے نام میرا صندل جادو تھا افسوس
ہے کہ سات سو برس کی عمر مین کوئی پھول باغ جوانی سے چننے نہ پایا تھا کہ صرصر اجل نے گل حیات
کو پژمردہ کیا ملکہ یہ سنتے ہی گھبرائی اور دلارام جادو سے کہا بڑا غضب ہوا پھوپھی جان
کو انھون نے مار ڈالا دلارام نے کہا واری آپکی محبت مین شہزادے نے اپنی جان کا کچھہ

خیال نہ کیا اور اوسے ہلاک کیا ذرا اونھین جاکر دیکھیے تو کس حال مین ہین اور کیا گذری ہے ملکہ
مع دلارام کے اندر کمرے کے آئی اوسوقت وہ تاریکی بھی دور ہو چکی تھی لاش صندل جادو کی برہنہ
پڑی تھی اور اسد ایک جانب کھڑا ہنس رہا تھا کہ ملکہ روتی ہوئی آئی اور کہا واہ واہ صاحب تمنے میری
پھوپھی کو مار ڈالا اسد نے کہا کیون ملکہ کیسا بیٹنے اسے جلد جہنم مین واصل کیا مہ جبین نے کہا سبحان اللہ
کیا کہنا ڈرپیے آپکے دیدے سے کہ ایسی چاہنے والی پر کچھ رحم نہ کیا دوسرے یہ کہ میری ہی پھوپھی کو
کو مارا اور مجھی سے تعریف کرایا چاہتے ہو اسد نے گلے مین ملکہ کے ہاتھ ڈالدیے پیار کیا ملکہ نے
ہاتھ جھٹک کر کہا کیا میرا بھی گلا گھونٹ دوگے اسد نے کہا میری جان تجھپر قربان اگر مین تیرا
گلا گھونٹ دون تو پھر مین بھلا کب زندہ بچون یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک صندل جادو
کی کھوپڑی چٹخی اور ایک طائر خوشرنگ وسمین سے نکلا اور افسوس افسوس کہتا ہوا اڑا دلارام
جادو نے کہا اے ملکہ یہ طایر نہین ہے یہ سحر جو صندل جادو کے جسم ناپاک مین تمام عمر کا سمایا
تھا وہ نکلا ہے افراسیاب پاس جاکر اسکے مرنیکا حال کہیگا آپکے بھی دشمن شل ملکہ تصویر
جادو اور شاہزادہ بدیع الزمان کے گرفتار ہو جائینگے مہ جبین نے گھبراکر کہا پھر مین کیا کرون
دلارام جادو نے کہا اسد کو لیکر بھاگیے اور ہو سکے تو طلسم سے باہر نکل جائیے اسد نے کہا
مین واسطے فتح کرنے طلسم کے آیا ہون بغیر قتل کیے افراسیاب کو طلسم سے نہ جاؤنگا مہ جبین
نے منت کر کے کہا اے دلارام جادو مجھے سحر نہین آتا اگر تجھسے ہو سکے ہم دونون کو بھگا لیچل
دلارام جادو نے عرض کیا اے ملکہ مین ایسی ساحرہ نہین ہون کہ کسی ملازم افراسیاب
سے مقابلہ کر سکون یا طلسم کے باہر آپکو لیجاؤن مگر آپکے کہنے سے مین کمرے کے نیچے اوترکے ایک
پہاڑ کی صورت بزور سحر بنتی ہون آپ شاہزادے کو لیکر آئیے اور اوس پہاڑ کی کسی گھاٹی مین
مع اسد کے چھپ رہیے مین آپ کو لیکر اس شکل سے بھاگون ملکہ نے کہا اچھا دلارام جادو
نیچے کمرے کے جاکر زمین پر غلطان مار کر ایک پہاڑ بنگئی اور مہ جبین اسد کو لیکر کمرے کے نیچے
اوتری اور اوس پہاڑ پر جاکر ایک جگہ پوشیدہ ہوئی اوسوقت وہ پہاڑ اپنی جگہ سے اوکھڑ کر
چلا اور جتنی کنیزین انیسین جلیسین ملکہ کی تھین وہ ماجرا دیکھکر رونے لگین مگر دلارام جادو
نے کچھ خیال نہ کیا اور اونھین روتا چھوڑ کر ملکہ اور شاہزادے کو لیکر روانہ ہوئی مگر وہ طائر
جو صندل جادو کے سر سے نکلا تھا پاس افراسیاب کے باغ سیب مین پہونچا افراسیاب
تخت سلطنت پر متمکن تھا ارکان دولت وزرا امرا حاضر تھے ناچ ہو رہا تھا کہ یہ طایر سامنے

تخت کے پہونچکر گرا اور پکارا کہ اے شہنشاہ ساحران صندل جادو کو اسد نے قتل کیا یہ
کہکر اوس جانور کے منہ سے ایک شعلۂ آتش نکلا اور سارے پرون مین آگ لگی جلکر خاک ہوگیا
افراسیاب خبر سنکر رونے لگا اور سب اہل دربار کو سیاہ پوش ہونیکا حکم دیا اور ملکہ حیرت جادو
کو شہر ناپرسان سے بلوایا اوس نے سب حال کہا وہ بھی رونے لگی افراسیاب مع تمام ارکان سلطنت
کابران طلسم جہان صندل جادو کی لاش پڑی تھی آیا کنیزین مہ جبین کی حاضر تھین آکر قدم
پر گرین کہ ہم بے تقصیر ہین افراسیاب نے پوچھا کہ مہ جبین کہان گئی کنیزون نے سب ماجرا
مفصلاً اسد اور ملکہ کا عرض کیا افراسیاب نے کہا باہر طلسم کے کیا مجال جو جاسکے اب پہلے
ہین لاش صندل جادو کی اوٹھوالیون بعد اوسکے اوس گیسو بریدہ کو سزا دون یہ کہکر حکم
دیا کہ تجمل و جلوس طلسمی حاضر ہو بمجرد حکم گھنٹے اور ناقوس بجانیوالے نام سامری و جمشید کا لینے
والے حاضر ہوے سواران طلسمی کہ فولاد کے پتلے ہین بانیان طلسم نے بنائے ہین جلوس طلسم
کا لیکر آئے تمام اکابران طلسم جمع ہوے اور لاش صندل جادو کی بڑی دھوم سے با
آئین دین جمشیدی اوٹھائی الغرض جب افراسیاب اس کام سے فرصت پائی وہان سے
بادل ملول باغ سیب مین آکر فرمان واجب الاذعان بنام شاہان ممالک طلسم اس مضمون کے
لکھکر روانہ کیے کہ دلارام جادو و مہ جبین و اسد نبیرہ حمزہ کو لیکر بھاگی ہین اونھین جہان
پانا حضور مین گرفتار کرکے لانا اور منجملہ اون فرمانون کے ایک حکمنامہ بنام ملکہ مہرخ جادو لکھا
مہرخ جادو مہ جبین الماس پوش کی نانی ہے کاہنہ بے بدل ہے ساحری اور نجمی مین
لاثانی ہے افراسیاب کی رشتہ دار ہے ذی لیاقت و ہوشیار ہے پہلے طلسم باطن مین رہتی تھی
لیکن جبسے بیٹا اسکا شکیل جادو ملکہ خوبصورت جادو دختر حیرت جادو پر عاشق ہوا
مہرخ سحر چشم بخوف افراسیاب طلسم ظاہر مین چلی آئی اور پشتہ رنگین حصار ایک طلسم
ہے طلسم ظاہر مین وہان بود و باش اختیار کی افراسیاب جب حال عشق خوبصورت سے آگاہ
ہوا اوسے گرفتار کرکے سحر کے ہنڈولے پر بٹھا دیا دریاے خون روان کے اوس طرف ایک
بیابان سبزہ زار ہے کہ وہان خوبصورت ہنڈولے پر جھولا کرتی ہے اترنا اوسپر سے ممکن نہین
ہے اور شکیل جادو کو افراسیاب نے بپاس خاطر مہرخ سحر چشم چھوڑ دیا ہے اوس سے کسی
طرح کا تعرض نہ کیا ہے اسلیے کہ مہرخ سحر چشم معززان طلسم سے ہے اور راز طلسم جانتی ہے بارہ ہزار
ساحر اوسکے مطیع و منقاد ہین پشتہ رنگین حصار مین آباد ہین یہ اونکی حاکم ہے افراسیاب

خوفناک رہتا ہی بظاہر خاطرداری کرتا ہی اور باطن مین عداوت رکھتا ہی فی الحال اوسنے یہ خیال کیا کہ
اگر مین مہ جبین کو مثل تصویر جادو کے گرفتار کرونگا مہرخ سحرچشم کہ نانی اوسکی ہی بڑا مانیگی ایسا
نہو فتور کرے اور طلسم کشا سے ملجائے بدین لحاظ پہلے نامہ اسکو تحریر کیا کہ اے ملکہ مہرخ نواسی تمھاری
ہمراہ اسد کے بھاگی ہی باوجود اسکے کہ مینے اوسے بادشاہ طلسم بنایا مرتبہ بڑھایا لیکن اوسنے کچھہ
میرا خیال نکیا ننگ و ناموس سے ہاتھ دھویا چاہیے کہ بمجرد دیکھنے نامے کے مہ جبین کو تلاش کرکے حاضر حضور
کردو تاکہ تمھاری خاطر سے ملکہ کو چشم نمائی کرکے چھوڑ دوں اور طلسم کشا کو قتل کروں اگر تمھیں اس حکم
کی تعمیل مین کچھہ عذر ہوگا ملک و مال ضبط ہوکر قتل کیجاؤگی سرکار کی باغی کہلاؤگی یہ مضمون
عتاب مشحون ضبط تحریر مین لاکر زنار جادو نام اپنے ملازم والا احترام کو دیا کہ مہرخ کے پاس لیجائے
اور جواب باصواب لائے زنار جادو نامہ لیکر بعد قطع مسافت راہ شہر نگین حصار مین پہونچا خبر
اوسکے آنیکی مہرخ سحرچشم کو ہوئی اوسنے استقبال کرایا دارالعمارۃ مین لائی سامان دعوت مہیا کیا
ناچ راگ و رنگ کا جلسہ ہوا بعد فراغ امورات مہمانداری باعث تشریف آوری پوچھا کہ کس سبب سے
آپنے کلبۂ احزان کو اس عاجزہ کے سرفراز فرمایا زنار جادو نے نامہ افراسیاب دیا مہرخ نے جب
مضمون نامہ پر اطلاع پائی چونکہ عقیلہ و فہیمہ ہے آہستہ یہ لب پر لائی کہ ای زنار جادو آپ ٹھہرے
رہین مین جواب نامہ سمجھکر دیتی ہون اپنے مشیروں سے صلاح لیتی ہون زنار جادو مقیم ہوا اور مہرخ
وہانسے اوٹھکر الگ مکان مین آئی ازبسکہ علم کہانت مین دخل تام رکھتی ہی زائچہ کھینچا اور اسد اور
افراسیاب کے طالع کا حال دریافت ہوا ثابت ہوا کہ اسد شہسوار عالیجناب بتحقیق قاتل افراسیاب ہی طلسم کو
فتح کریگا جو اوسکے شریک ہوگا عزت پائیگا جان بچیگی آبرو ملیگی جو اوس سے مخالفت کریگا مارا جائیگا
گھر برباد ہوگا کہین ٹھکانا نہ پائیگا غرض جب یہ اوسے علم ساوحی سے ظاہر ہوا اول یہی کہا مہ جبین
تیری نورنظر ہی اوسکی شراکت کر افراسیاب نمکحرام ہی اوس سے کنارہ کرنا بہتر ہے کسلیے کہ لاچین جادو
جو پہلے بادشاہ اس طلسم کا تھا اوسکو اوسنے قید کیا ہے اور تیرے فرزند شکیل جادو سے بسبب عشق
خوبصورت جادو عداوت رکھتا ہی اور اوسکی معشوقہ کو طرح طرح کی تکلیف دیتا ہی عجب نہین جو فرزند
تیرا اس غم مین مرجائے دنیا سے گذر جائے چاہیے کہ بیٹے اور نواسی کی جان بچاؤں افراسیاب سے
لڑکر دل کی لگی بجھاؤں اس وقت سے بہتر پھر کوئی زمانہ نہ ملیگا فال بھی نیک ہی طلسم کشا بھی آیا ہے
فی الجملہ یہ سوچکر نامے کے جواب مین عرضی افراسیاب کو لکھی جسکی عبارت یہ تھی کہ اے شاہ
جادوان دای شہنشاہ ساحران ایک توقیع وقیع جہان مطاع نے بنام اس نحیفہ عز ورود فرمایا سر احقر خاک کی

کو تا باوج آسمان پہونچایا جو کچھ کہ نسبت نواسی کے میری عتاب ظاہر ہوا ہی جان نثار دنکو بڑا استعجاب ہوتا ہی یون تو کمترینہ ہمیشہ سی معتوب درگاہ ہی کوئی نہ کوئی الزام ضرور ملا ہی چشم ترحم اور نظر مکرمت میری طرف مدت سی نہین ہی دور افتادہ بساط عشرت خانہ نشین ہی مگر اس امر خاص مین سراسر بقصور ہے محبت ہی بشر مجبور ہے کوئی بشر اپنے نور نظر کو زیر تیغ نہ رکھیگا خود مریگا لیکن اوسکا مرنا گوارا نکریگا خلاصہ اس حقیرہ سی یہ ممکن نہین کہ مہ جبین کو ڈھونڈھکر گرفتار کرے اور اوسکی گردن زیر تیغ بیدریغ دھرے حضور ہی مالک ہین خواہ مجھے سرفراز کرین یا اوسکے عوض سزا دین جو کچھ ہوسکے میرے حق مین قصور کوتا نکرین مجھے نہ آپسے کچھ سروکار ہی نہ مہ جبین کی ذلت درکار ہے زیادہ حد ادب عرضی تیار ہوئی زنار جادو کے حوالے کی وہ لیکر طرف افراسیاب کے روانہ ہوا اور ادھر مہرخ نے اپنے بارہ ہزار ساحرونکو حکم تیار ہونیکا دیا وہ سب مسلح و مکمل ہوکر حاضر ہوئی خیمے ڈیرے لدے مہرخ نے اپنی مان ملکہ ماہ جادو کو بھی ساتھ لیا اور ایک نامہ اپنی بیٹے شکیل جادو کو لکھا بیٹا اوسکا کوہستان مین بسبب عشق ملکہ خوبصورت کے رہتا ہی صحرا پسند ہے گھر برا معلوم ہوتا ہی بارہ ہزار ساحر اوسکے ساتھ بہر حفاظت مہرخ نے کر دیے ہین وہ بھی صحرا مین رہتے ہین غرض اوسکو اطلاع دی کہ اے فرزند ہمسے اور افراسیاب سے بگڑ گئی تمھین لازم ہی کہ ہم تک آؤ اور فوج کو بھی اپنے ساتھ لاؤ جب نامہ شکیل کے پاس پہونچا بہت خوش ہوا کہ اب بیاا فراسیاب کے ہاتھ سی مارے جائینگے یا اپنی معشوقہ ملکہ خوبصورت کو پائینگے یا تو سر دیتے ہین یا لیتے ہین لبر اپنا + آج جھگڑا ہی چکا لیتے ہین چلکر اپنا + اوسیوقت بارہ ہزار کا لشکر لیکر پاس اپنی مان کے آیا مہرخ چوبیس ہزار کی جمعیت سی واسطے ڈھونڈھنے مہ جبین کے روانہ ہوئی لیکن زنار جادو نے جاکر جواب مین نامہ کے عرضی مہرخ کی افراسیاب کو دی یہ ناری آتش غضب سی جلا جب عرضی پڑھی فوراً چند ساحرونکو حکم دیا کہ مہ جبین کو گرفتار کر لاؤ اور جو اوسکی حمایت کرے اوسی بھی سزا دو اور مین لشکرکشی کیا ایک عورت پر کرون تم چند ساحر مہرخ کی فوج کے لیے کافی ہو بمجرد حکم دینے کے ساحر بہر گرفتاری مہ جبین و اسد روانہ ہوئی نام اونکے وقت پر بیان ہونگے مگر اب حال ان دونون شیدائے ایکدیگر یعنے اسد و مہ جبین کا سنیے کہ دلارام جادو اوسیطرح پہاڑ بنی ہوئی پانچسو کوس نکل گئی مگر سرحد طلسم سے باہر نہ جاسکی کہین کوہ چینی نظر آیا کسیطرف کوہ لاجورد دکھائی دیا طلسم کے عجائبات و غرائبات بہت نظر آئے کہین خارستان نظر آیا کہین گلزار دکھائی دیے اسیطرح کوہستان اور دریا ذخار سب مقام طی کیے جب بہت دور اپنی دانست مین نکل آئی اوسوقت ایک جگہ ٹھہری اسد اور مہ جبین سے کہا پہاڑ پر سے اوترا و وہ اوترے آپ بصورت اصلی بنی اور براہ پوشیدہ پھران دونونکو لیکر چلی تھوڑی دور پر ایک صحرا سبزہ زار ملا کہ جہان ہر سمت

پھولون کا انبار تھا درخت گنجان سایہ دار لگے تھے نیچے اونکے چشمے پانی کے بہتے تھے **نظم**

پڑی آبجو ہر طرف کو بہے
کھڑے شاخ در شاخ باہم نہال

کرین سرو پر قمریان چہچہے
ہہین ہاتھ جون مست گردن مین ڈال

ملکہ نے کہا اے دلارام اس جنگل مین کچھ دل آرام پاتا ہے بھوکے پیاسے بھی ہین دل بیٹھا جاتا ہے ذرا ایک لمحہ ٹھہر کر کسل ہاتھ سے آسودہ ہون کچھ ممکن ہو تو کھاؤن دلارام کو حال پر شہزادی کی رونا آیا کہ افسوس ہے وہ شاہزادی عالیجاہ ہے کہ جسکے ہلادار کا پایہ پکڑ کر سترہ ہزار بادشاہزادیان چلتی تھین جادۂ اطاعت کے خلاف قدم نہ دھرتی تھین آج وہی بیشہ و صحرا مین روان دوان ہے نہ چتر شاہی نہ ڈنکا نہ تخت ہمایون ہے سچ ہے شہنشاہ عشق کی بارگاہ رفیع مین رتبۂ شاہ و گدا یکسان ہے اور اسپر بھی دیکھیے جان بچے کسی جا امان ملے زمین آسمان دشمن ہے ہزار طرحکا درپیش رنج و محن ہے افراسیاب جویا ہوگا ہزارہا ساحر کو بھیجا ہوگا کوئی دم مین آفت آیا چاہتی ہے آئینہ خیال مین جلوۂ عروس مرگ دکھاتی ہے مگر خیر یہ شاہزادی تھک گئی ہے کہین ٹھہر جاؤ دیکھو کیا ہوتا ہے اور مقدر کیا دکھاتا ہے یہ سوچکر دلارام اوس بیشہ پرخاک مین قریب ایک پہاڑ کے ٹھہری لیکن ملکہ اپنے حال پر فریاد آسا سر پیٹ کر رونے لگی اسد نے اوس شیرین ادا کی دلداری کی ملکہ نے کہا اے بیوفا ہمنے تیرے لیے کیا کیا نہ رنج مول لیا **قطعہ**

اگرچہ تھر مین تخم الفت کا اے ستمگر ہم اپنا بوتے
نہ ایسی گلیون مین تیری خاطر کیے ہین ناداں پھرے ہین روتے

تو تھا یقینا کہ اوسکے نیچے کبھی تو رہتے کبھی تو سوتے
خراب و خستہ ذلیل و رسوا نہ ہمتے ملتے نہ ایسے ہوتے

خیر اسکا کیا گلا ہے یہ بھی قسمت کا لکھا ہے مگر اسوقت کچھ غذا ممکن ہو تو کہین سے بہم پہونچا دے تاکہ شدت گرسنگی دفع ہو اسد نے کہا اے ملکہ تم یہان ٹھہرو مین کوئی آہو شکار کر لاؤن اور اسکے کباب لگا کر کھلاؤن یہ کہکر تیر و کمان لیکر اسد روانہ ہوا اور دلارام کو ملکہ پاس چھوڑا پہاڑ سے دور جاکر ہرن ملا از بسکہ بیدل تھا اوسکی تعاقب مین دور نکل گیا اور یہان جب شاہزادہ کو عرصہ ہوا دلارام نے کہا مین جاکر شہزادہ کو بلا لاؤن ایسا نہو کوئی ساحر مل جائے اور اونکو دشمنونکو گرفتار کرے یہ کہکر روانہ ہوئی مہ جبین اکیلی رہی اور اوس تنہائی مین اپنے حال زار پر روتی تھی اور کہتی تھی اے فلک کب تک مجھے دربدر پھرائیگا یہ روز بد دکھائیگا **مخمسہ**

وادی غربت مین پھری پھرون ہمین وحشت لیے
کیا کیا نہ داغ اس زندگی مین چشم عبرت نے دیے

ہر دم غم و اندوہ سے سو بار مر مر کے جیے
کر یاد باشندونکی ہم وان کے بہت رویا کیے

غربت مین جا نکلے تھے کل اک شہر ویران کی طرف

اس سوچ مین تھی کہ وہ ساحر جو افراسیاب نے روانہ کیے تھے اونمین ظلمات جادو نام ایک

ساحر اودھر آنکلا مہ جبین کو بیٹھے دیکھکر دل سے خیال کیا کہ یہ ایسی حسینہ وجمیلہ زر و زیور سے آراستہ
ہی اور شاہ نے حکم اسکے قتل کرنیکا دیا ہی اوسکو دھوکے سے اپنے گھر مین لیجا کر سوال وصل کرا اگر منظور کری
تو عورت بھی شکیلہ ہے اور مال و زر بھی رکھتی ہی بڑی آسایش سے بسر ہوگی اس ہنگامہ مین کوئی یہ گمان نکریگا
کہ مہ جبین تیرے یہان ہے بلکہ یہ سمجھیگی کہ اسد بھگا لیگیا غرض یہ امور سوچکر قریب ملکہ کے آیا اور سلام کیا
ملکہ اس بیحیا کو دیکھکر دلمین ڈری کہ یہ مجھے گرفتار کر لیجائیگا لیکن اسنے کہا اے ملکہ مین آپکا دوست ہون
شہزادہ اسد اور دلارام جادو کیون آپسے جدا ہوے ملکہ نے کہا واسطے تلاش آب و دانے کے
گئے ہین ظلمات نے صرف حال دریافت کرنیکو تو پوچھا جب دلارام و اسد کی کیفیت معلوم کر چکا
اوسیوقت مکاری سے کہا اے ملکہ شاہزادہ اسد میرے باغ مین تشریف لیگئے اور مجھے اپنا مطیع کیا
اب اوسی جگہ بیٹھے ہین اور مجھے آپکے بلانیکو بھیجا ہی ملکہ نے کہا دلارام آلے تو مین چلون اوسنے کہا مین
آپکو پہونچا کے اوسی بھی ڈھونڈھ لاؤنگا ملکہ اوسکے کہنے سے اوٹھکر ہمراہ ہوئی یہ ملکہ کو لیکر اپنے باغ
مین آیا ملکہ نے اوس باغ کو نہایت سرسبز پایا درخت گلدار لگے تھے چمن نسیم عطر آگین سے بسے تھے
خلاصہ کلام ملکہ آکر بارہ دری مین باغ کی ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھی کہا اسد کس مقام پر ہین اونھین بلا دو
ظلمات نے کہا مہ جبین اب نام اسد کا نہ لو مین تمپر فریفتہ ہون دھوکا دیکر یہان لایا ہون
تم میرا وصل منظور کرو تمھاری جان بچیگی یہان بحفاظت تمام بیٹھی رہوگی جب اسد قتل ہو جائیگا اور
شہنشاہ کا غصہ کم ہوگا اوسوقت اپنے گھر چلی جانا ملکہ جب اس مضمون سے آگاہ ہوئی گھبرا گئی اور کہا
اے ظلمات اتنا سمجھ لینا کہ اگر میری آبرو مین کچھ فرق آیا مین فوراً اپنے تئین ہلاک کرونگی اور انگشتر الماس
چبا لونگی ظلمات منت کرنے لگا قدم پر سر دھرنے لگا ملکہ نے نمانا اوسوقت یہ دھمکانے لگا زبردستی
دکھانے لگا ملکہ نے استغاثہ درگاہ خدا مین کیا کہ اے خداے دو جہان وارث غریبان مجھ مظلومہ
کی آبرو اس ظالم کے ہاتھ سے بچا اوسوقت قدرت خدا سے ایک اور ساحر دخان جادو نام
مبتلاستی ملکہ ناکام ادھر آنکلا اور آواز ملکہ کی سنکر اندر باغ کے آیا ظلمات کو ملکہ کے ساتھ دست درازی
کرتے دیکھا اوسنے ڈانٹا کہ او بیحیا کیا کرتا ہے ظلمات اسے دیکھکر سمجھا کہ راز میرا فاش ہوگیا یہ جا کر
افراسیاب سے کہیگا وہ مجھی اس حرکت ناشایستہ کی سزا دیگا لازم ہی کہ اسے مار ڈالون اور ملکہ کے ساتھ زبردستی
وصل کرون یہ سوچکر دخان پر ایک گولا فولادی سحر پڑھکے مارا کہ وہ پھٹا اور اوسمین سے دھوان
نکلا سارے باغ مین تاریکی ہوگئی دخان نے یہ سحر اوسکا دیکھکر فوراً ایک مشکیزہ اپنے جھولے سے
سحر کے نکالا اور اوسمین سے پانی لیکر سحر اوس پر پڑھکر اوس تاریکی کیطرف اوچھالا زیادہ سیاہی

دھوان

دھوان ہوکر ایک طرف سمٹ کے ہوگئی اوسنے پھر دوسرا چھینٹا پانی کا مارا کہ وہ ظلمات پر پڑا اور
قطرے پانی کے چنگاریان بنکے اوسکے جسم کو جلانے لگین آخر سارے جسم سے ظلمات کے شعلے نکلنے لگے
اور جلکر خاک ہوگیا صدا ہای مہیب پیدا ہوئین غلغلہ عظیم برپا ہوا بعد کچھ عرصہ کے وہ آفت مٹی اور صدا
آئی کہ کشتی مرا نام من ظلمات جادو بود و دخان اوسے قتل کرکے پاس ملکہ کے آیا اوس شعلہ کے نور جمال
سے وہ جگہ منور پائی اوسکے بھی دلمین برائی آئی ملکہ پر بہزار جان سے شیفتہ ہوا اور دست بستہ ملکہ سے
عرض کیا کہ اے شہ خوبان اگر تو میرے یہان رہنا گوارا کرے تو مین تمام عمر گردن تابی نہ کرون اور
شہنشاہ سے عرض کرکے خطا تیری معاف کرادون اور مقربان شہنشاہ سے مین ہون کوئی ایسا
ویسا نہین ہون ملکہ نے جب کلام اوس نافرجام سے سنے کہا اے دخان جادو تیری تو وہ مثل ہوئی
کہ ع کہ از چنگال گرگم در ربودی ؛ چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی ؛ اس خیال خام کو اپنے دلسے
دور کر جو میری عصمت مین فرق لائیگا تو پھر مجھے زندہ نہ پائیگا دخان سمجھا کہ یہ عاشق طلسم کشا
کی ہے تجھسے راضی نہوگی یہ تصور کرکے اوسنے سحر پڑھکر ملکہ پر پھونکا کہ ملکہ خود اوسپر فریفتہ ہوئی اور کہا
مجھے تیرے کہنے سے انکار نہین ہے دخان نے خیال کیا کہ یہ مکان پرایا ہے اور مالک مکان کو تو قتل ہی کرچکا ہے
ایسا نہو کہ کوئی وارث اوسکا آجائے یا کوئی فرستادہ افراسیاب اودھر آنکلے تو پھر قباحت ہوگی جان
بھی جائیگی اور ملکہ بھی چھن جائیگی یہ سوچکر وہانسے اوٹھکر چلا ملکہ سحر کے زور سے اوسپر شیدا ہے یہ بھی اوٹھکر
پیچھے چلی اور دونون اوس باغ سے نکلکر صحرا مین روانہ ہوئے اور دخان اپنے گھر ملکہ کو لیچلا اتفاقاً
اسد ہرن کو شکار کرکے وہان گیا کہ جہان ملکہ کو بٹھا آیا تھا جب اوس جگہ ملکہ نہ ملی ڈھونڈھتا ہوا
اودھر آنکلا کہ دخان ملکہ کو لیے جاتا تھا اسد نے دور سے دیکھا کہ ایک ساحر کے پیچھے ملکہ دوڑی چلی جاتی
ہے سمجھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ سحر مین مبتلا ہے بس ایک تیر جو تاک کر مارا دخان غافل تھا کہ تیر سینے پر
پڑا پشت کو توڑ گیا قلابازی کھا کر گرا اور مرگیا غل و شور اوسکے مرنیکا بھی پیدا ہوا اسد پاس ملکہ
کے آیا ملکہ اسکے مرنیسے ہوش مین آچکی تھی اسد کے لپٹ گئی اور روکر سب ماجرا کہا اسد ملکہ کو لیکر ایک
درۂ کوہ مین آیا اور کمر سے دوشالہ کھولکر بچھایا اور لکڑیان جنگل کی جمع کرکے اپنی تلوار کو پہاڑ کے پتھر
سے رگڑا شرارہ پیدا ہوا اوس سے آگ نکالی ہرن جو شکار کرکے لایا تھا اوسکے کباب لگائے آپ بھی کھائے
اور ملکہ کو بھی کھلائے پانی چشمے سے لاکر پلایا اور شکر خدا کا کیا ہنوز آسودہ نہوے تھے کہ یکایک بجلی
چمکی اور رعد بڑے زور شور سے گرجا ایک ساحر سیاہ رو تیرہ درون فرستادہ افراسیاب مین سے
آکر پہونچا اسد اور مہ جبین کو بیٹھے دیکھکر للکارا کہ اب کہان جاؤگے ستم شعلہ جادو یہ نعرہ سد

سنکر تلوار پکڑکے دوڑا اُس ساحر نے سحر پڑھکر دستک دی کہ زمین مین اسد کا نصف جسم غرق ہوگیا اُس
وقت حسب اتفاق دلارام جو اسد کو دھونڈھنے نکلی تھی یہان آکر پہونچی اوس ساحر کو دیکھکر
ایک ناریل جوئی دار سحر کا مارا شعلہ جادو نے پھر کچھ افسون پڑھا کہ سحر دلارام جادو کا رد ہوگیا
اور پھر آپ ایسا سحر کیا کہ شعلہ بنکر اسد اور دلارام اور مہ جبین کے لپٹ گیا اور اوڑاکر لیچلا
راہ مین اسے خیال آیا کہ مبادا کوئی مددگار انکا ملجائے اور تجھ سے چھین لے اس سے بہتر ہے کہ انکے سر کاٹکر
پاس افراسیاب کے لیچلوں اور انعام مین ملک و مال لوں یہ سوچکر ایک جگہ ٹھہرا اور ارادہ اونکے
قتل کرنے کا کیا اوسوقت مہ جبین نے روکر کہا او ظالم بیحیا پہلے میرا سر تن سے جدا کر تا اپنی مطلوب
کو بیجان نہ دیکھوں خاک و خون مین غلطان نہ دیکھوں یہ نابکار ملکہ کا سر کاٹنے چلا اوس وقت اسد
نے پکار کر کہا کہ اے نامرد ازلی وابدی پیشتر مجھے ہلاک کر کب جایز ہے کہ مرد زندہ رہے اور عورت اوسکے
سامنے قتل کیجائے یہ ساحر ملکہ کیطرف سے شہزادہ کیطرف پھرا اوس وقت دلارام نے للکارا کہ ای بانی جفا
کہان زیبا ہی کہ کنیز زندہ رہے اور مالک اوسکے ہلاک ہون قبل انکے قتل کرنیکے میرا کام تمام کر شعلہ اونکے
کلام سے ایک حیرت مین تھا کہ کسے پہلے قتل کرون لیکن اس حال مین اسد نے رجوع قلب سے درگاہ
دادرس غریبان مین بلبلا کر دعا کی کہ ای پروردگار دو عالم ہمکو شر سے اس ظالم اظلم کے بچا کہ ابیات

عاجز نواز دوسرا تجھسا کوئی نہین	رنجور کا انیس ہے ہمدم علیل کا
باغ وبہار آتش نمرود کو کیا	مشکل کے وقت حامی ہوا تو خلیل کا
موسیٰ کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی	فرعون کو تو نے غرق کیا رود نیل کا
طوفان مین ناخدائی کشتی نوح کی	تھا جواب ہی نہین تجھسے خلیل کا
آوازہ تیرے عدل کا ہی بسکہ گوش زد	پشہ سے زور چل نہین سکتا ہی فیل کا

خداوندا ایسا سبب ظاہر کر کہ یہ کافر واصل جہنم ہو شہزادہ کا دعا کرنا تھا کہ دریای رحمت الہی جوش
مین آیا اور خدا نے ایک دیو کو اس ظالم پر مسلط فرمایا یعنی ملکہ آسمان پری زوجہ صاحبقران ثانی ملک
کوہ قاف کبھی کبھی خیریت اپنے شوہر کی منگاتی ہی اوسوقت بھی ایک دیو خیریت نامہ لیے طرف
لشکر حمزہ کے قاف سے اوڑا ہوا جاتا تھا شور گریہ وزاری سنکر متوجہ زمین کا ہوا اسد کو گرفتار دیکھا
اور ایک ساحر کو درپے قتل پایا از بسکہ اسد کو یہ دیو پہچانتا تھا فوراً اوسنے گردن **شعلہ جادو**
کی پکڑکر سب اعضا اوسکے توڑ مروڑ لقمہ بنا کر منھ مین ڈال لیا اور نگل گیا پیٹ مین جاکر شعلہ کا دم
نکلا قاعدہ ہی کہ ساحر کے مرنے سے غلغلہ ہوتا ہی دیو کے پیٹ مین شور وغل برپا ہوا دیو پیٹ پکڑکے چلا طرف

دوڑنے لگا کہ کمبخت یہ لقمہ کیسا تھا جسنے معدے مین جا کر یہ آفت برپا کی آخر خدا خدا کر کے وہ شور موقوف ہوا اسد نے رہائی پائی دیو نے آکر سلام کیا اور حال پوچھا اسد نے کہا تو کون ہے دیو نے کہا آپکی نانی ملکہ آسمان پری کا بھیجا ہوا پاس امیر کے جاتا ہون اسد نے کہا میری بھی تسلیم نانا جان سے کہدینا اور سب سرداروںکو بھی سلام کہنا اور جو حال کہ ابتک گذرا تھا وہ سب بیان کر کے کہا امیر سے عرض کر دینا اور تونے بہت برا کیا کہ جو اس ساحر کو مار ڈالا ہم لوگ اگر چاہین تو سارے عالم کے ساحرونکو دیوون سے کھلوا دین اور ہلاک کرا دین لیکن ہمت مردان روزگار سے بعید ہے کہ جو انسان کو جنون سے لڑائین کسلیے کہ جو فعل جن کر سکتے ہین اس سے انسان بری ہے پھر جنون سے مدد ہنگام جنگ لینا نامردی ہے اگر میری حیات خدا کو رکھنا ہوتی کوئی اور صورت اس ساحر کے مرنیکی نکلتی بس یہ کیا کم ہے کہ ساحر سحر کرتے ہین اور ہم اونکو عیاری سے ہلاک کراتے ہین سحر کا معاوضہ مکاری کر کے کر لیتے ہین دوسرے جنگ مبنی بر خدع ہے جنگ مین دھوکا دینا خدا و رسول نے نہین منع فرمایا اب تو جا لیکن دوبارہ ایسا نہ کرنا دیو سلام کر کے اوڑ کر چلا اور اسد ملکہ کو لیکر ایک صحرا مین آیا تینون درہ مین چھپکر بیٹھے افراسیاب اونکا متلاشی ہے اور مہرخ سحر چشم ڈھونڈھنے نکلی ہے ساحر ہر طرف فکر مین ان تینون کی پھرتے ہین غرض انکو تو اس حال مین رکھیے اب ذکر خواجہ عمرو اور چارون عیارونکا سنیے

داخل ہونا خضر دشت طراری رہرو بادیہ مکاری سالک مسالک جادۂ عیاری خواجہ عمرو ابن امیہ ضمری کا طلسم مین مع چارون عیاران نامدار کے براہ مختلف اور قتل کرنا ساحرون کو اور پہونچنا پاس اسد و مہ جبین کے اور ملاقات ہونا مہرخ سحر چشم سے لمولفہ

وہ دارو پلا ساقی مے پرست
کہ جو ایک ہی جام مین کردے مست
بہانہ نہ کر بادہ خوارون سے تو
حوالے کر اب ساغر مشک بو
پھرین مست بڑ مارتے ہر طرف
چلین رند ہنکارتے ہر طرف
ترے فیض سے ہون مین جادو کلام
فسونسازی مشہور ہو میرا نام
وہ فقرے دون مین زاہد خشک کو
چلے میکدے کی طرف مست ہو
سکھا مجھکو ساقی وہ عیاریان
کرون جا کے واعظ سے مکاریان
نہ ہو حرمت دخت رز کا خیال
بنے رند کا قول سحر حلال

ذرا جاہ پھر میکدے کو چلو	کہ راہِ طلسمات دریافت ہو
ببزمِ سخن طوطی خوش نوا	بدین زمزمہ شد ترنم سرا

سخن سازان معانی دلفریب رمز شناسان کلام بے ریو و ریب جادو بیانی سے تسخیر طلسم ضمیر نیرنگ مدبر
معجز نمایان اسطرح فرماتے ہین و بنظر دور اندیشی جادۂ خطرناک کیطرف سر بیچکر یون قدم اوٹھاتی ہین
کہ جب عیار بینظیر والا تدبیر ہنر پرور خواجہ عمرو اور چارون عیار نامور کہ جنکے نام پہلے بیان ہوے الگ
الگ طلسم کیجانب چلے جاتے تھے براہ مختلف صحرا و کوہ کو طے کرکے سرحد طلسم مین آئے لیکن ایک
دوسرے کا حال جویان رہا ساحرونکی صورت بنا کے چار طرف طلسم مین پھرنا شروع کیا کہین صحراے
سرسبز دیکھا کسی طرف دریاے زخار موجزن پایا پہاڑون کی دانگ پر طلسم کے نئے نئے سوانگ
ہر طرف بنگلے ساحرونکے بنے جو کیان جادوگرونکی بحکم افراسیاب بیٹھین ساحر سحر کرتے آگ
اور پتھر برستے الغرض عیار علٰحدہ علٰحدہ سب کیفیت دیکھتے چلے جاتے ہین کہ ایک مقام پر جو عمرو
آکر پہونچا صحراے عجیب وہان دیکھا کہ بدلے گھانس کے کو سون تک منقش اُگا ہی جنگل سارا چاندی کا
ہی عمرو نے اپنے دلسے کہا یہ سارا جنگل ممکن ہوتا تو مین زنبیل مین رکھہ لیتا ہاے کیا کرون کچھہ
بس نہین کیونکر اسے اوٹھاؤن اسی فکر مین تصور کیا کہ جہان تک ہو سکے گھانس یہانکی کاٹ
لون بس ہنسیا زنبیل سے نکالکر گھانس کاٹنے لگا مگر ہر طرف پھر پھر کے دیکھتا جاتا تھا کہ ایسا نہو
کوئی آجائے اور جلدی جلدی کاٹے جاتا تھا کچھہ تھوڑی گھانس کاٹی تھی کہ یکایک صدا آئی ہاں
اے دزد مکار مین تیری تلاش مین تھا اب کہان جائیگا عمرو نے یہ آواز سنکر گردن اوٹھائی اور کہا
افسوس کیا تقدیر بُری ہی ناچار او ٹھکر جو نگاہ کی تو سامنے سے ایک ساحر کو آتے دیکھا کہ سارا بدن
اوسکا چاندیکا ہی بال سر کے منقش کے ہین اسباب سحر کرنیکا لیے کالے سانپ سر سے لپیٹے للکارتا ہے
عمرو اوسے دیکھکر بھاگا اوسنے سحر پڑھکر دستک دی پانون عمرو کے زمین مین جم گئے آگے نجا سکا
وہ ساحر تلوار کھینچکر قریب آیا اور کہا تیرا ہی نام عمرو ہے افراسیاب کو فکر تیری بیشتر ہے مینے تیری
گرفتاری کو یہ جنگل بزور سحر چاندی کا بنایا ہی آخر تجھے پایا اب شہنشاہ کے پاس سر تیرا کاٹ کر لیجاؤنگا
انعام پاؤنگا عمرو نے کہا مین عمرو نہین ہون گھسیارہ ہون مصیبت کا مارا ہون اوسنے کہا
تو مجھسے مکاری کرتا ہی افراسیاب پہلے ہی خبر تیری مجھے دیچکا ہے یہ باتین ہوتی تھین کہ اور
عیار جو الگ ہین اونمین سے مہتر قران نے ایک بلندی پر سے یہ سب ماجرا دیکھا اور ایک عیاری
سوچکر روانہ ہوا یہان یہ ساحر کہ نام اسکا مقرنس جادو ہی عمرو کو قتل کیا چاہتا تھا کہ ایک سمت

سے صدا آئی بھائی ذرا ٹھہرنا مقرنس نے جو دیکھا ایک ساحر کہ جسکے گلے مین سانپ لپٹے ہین ترسول ہے
منہ سے کان مین بہنے ہی پکارتا چلا آتا ہی مقرنس ٹھہر گیا وہ ساحر قریب آیا اور کہا اس چور سے جب تک
مال میرا نہ قبول کرا لیجیے اوسوقت تک قتل فرمائیے یہ میرے گھر سے سارا اسباب وٹھا یا خبر اوس اسباب تو
درکنار دیکھیے یہ موتی اکیلا رہگیا اسکی جوڑی کا یہ چور لا یا یہ کہکر ایک موتی برابر بیضہ مرغ کے نکالکر مقرنس کو دکھایا
یہ دیکھتے ہی فریفتہ ہوا اور کہا بھائی یہ تمنے نایاب چیز پائی ہی ذرا مجھے دو تو اچھی طرح دیکھون یہ تم کہانسے
لائے اوس ساحر نے کہا مین کوہ مرداریہ پر رہتا ہون اور وہان گوہر قدرت سے سامری کی زمین مین
پیدا ہوتے ہین یہ اونھین تیون مین سے مینے دو چھانٹ کر رکھے تھے ایک چور لا یا دوسرا میرے پاس ہے
لو دیکھو یہ کہکر مقرنس کو موتی دیا اوسنے لیکر سب طرح سے دیکھا اور بڑی تعریف کی اوس ساحر نے
کہا بھائی اسکو ذرا منھہ کی بھاپ دلو پھر اسکی چمک اور آب و تاب دیکھو مقرنس نے اوس موتی کو دہن کے
قریب لاکر منھہ کی ہوا دینا شروع کی وہ موتی شق ہوگیا اور جیسے پھلجھڑی چھوٹتی ہی اس طرح سے دھوان
وس مین سے نکلا مقرنس کے دماغ مین منھہ اور ناک کی راہ سے جاکر پیچیدہ ہوا اور وہ چکر کھاکر زمین
پر گرا اور بیہوش ہوگیا اوس ساحر نے کہ جو موتی لیکر آیا تھا ایک نعرہ کیا نعرۂ قران

سریع السیر چون باد بہاری
بہ میدان اثر در آتش فشانم
جہان سرہنگ در خنجر گزاری
منم مہتر قران شیر زبانم

یہ نعرہ کرکے ایک بغدہ مارا کہ مقرنس جادو کا سر پھٹ گیا ایک ہنگامۂ عظیم برپا ہوا وہ جنگل چاندی کا
سب مٹگیا بیابان ہول خیز دکھائی دینے لگا عمرو نے رہائی پائی قران کو گلے سے لگایا عیاری
کی تعریف کی قران نے کہا یہ سب حضور ہی کی تربیت کا اثر ہے اب فرمائیے کیا ارادہ ہی چلنے کا قصد
کدھر ہے عمرو نے کہا بیٹا الگ الگ چلنا صلاح ہی تم اپنی راہ لو اور خدا حافظ جاؤ قران سلام کرکے روانہ
ہوا اور عمرو ایک طرف چلا لیکن خبر مرگ مقرنس جادو سحر کے طایرون نے افراسیاب کو پہونچائی
اوسنے فی الفور دستک دی ایک پتلا فولاد کا پیدا ہوا اوس سے کہا یہ نامہ میرا مہتاب جادو کے پاس بیابان
رخشان مین لیجا پتلا نامہ لیکر چلا اور بیابان رخشان مین پاس مہتاب کے آیا نامہ دیا اوسنے پڑھا
لکھا تھا کہ اے مہتاب جادو عمرو اور چار عیار مقرنس کو مار کے تمھارے جنگل کی سرحد مین آئے
ہین اونکو گرفتار کرنا خبردار غافل نہ ہونا پتلا تو نامہ دیکر چلا گیا لیکن افراسیاب نے مقرنس کے چند
عزیز ساحرونکو حکم دیا کہ جاکر لاش مقرنس کی اوٹھاؤ اور قاتل کی اوسکے تلاش کرو وہ لوگ بھی
روانہ ہوے اور بعد لاش اوٹھانے کے فکر گرفتاری عیاران کرنے لگے مگر مہتاب جادو کو جو پتلا نامہ

ہوگیا ہی اپنے بنابر احتیاط ایک مکان وسط صحرا مین بزور سحر بنایا اور اوسے چھت پردے چلمنون سے آراستہ کیا
فرش مکلف بچھوایا پلنگ مرصع فرش پر لگایا کوئی سامان راحت ایسا نہ تھا جو وہان موجود نہ کیا چند ساحر
دروازے پر پہرے دینے بیٹھے اور ایک چاند کاغذ کا کاٹکر دروازے پر اوس مکان کے لگا دیا اور کچھ ایسا سحر پڑھا کہ چاند
ماہ فلک کیطرح روشن ہوا مہتاب کمرے مین مکان کے بیٹھکر مے نوشی کرنے لگا پھر اوسکے خیال مین آیا
کہ عیار شکل مبدل آتے ہین پہچانے نہین جاتے ہین اس سے بہتر ہے کہ وہ تدبیر کرون کہ جس طرح کی
صورت بنکر عیار آئین پہچان لیے جائین یہ مضمون سوچکر کچھ کاغذ کی چڑیان کترین اور ایسا سحر پڑھا کہ
وہ سب زندہ ہوکر اوڑین اور کمرے کی کارنس پر جا بیٹھین خاصیت اونمین یہ رکھی کہ جب عمرو آئے ایک
چڑیا کارنس سے اوڑکر زمین سے گرے اور پکار کر کہے عمرو آیا اور وہ چڑیا جل جائے پھر جب اور کوئی غیر آئے
دوسری چڑیا گرے اور اوسکا نام بتائے اور جلجائے اسطرح اب جو غیر شخص آئیگا چڑیان اوسکا نام بتا دینگی
یہ سحر بنا کر مہتاب جادو باطمینان تمام بیٹھکر تماشا دیکھنے لگا کہ عمرو اور قران وغیرہ عیار جنگل
متفرق جادو کو قتل کرکے اوسکے صحرا مین آئے اور عمرو نے دور سے دیکھا کہ بیچ جنگل مین ایک مکان
بنا ہے اور چاند ایک بڑا سا نکلا ہوا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آسمان کا چاند ہے بلکہ وہ بھی مقابل اوسکے
ماند ہے دروازے پر مکان کے ساحر بیٹھے ہین کڑھاؤ چڑھے ہین پکوان پکتا ہے ساحر ڈفلیان بجاتے ہین
بھجن سامری کی توصیف مین گاتے ہین عمرو نے یہ ماجرا دیکھکر تصور کیا کہ یہ حرامزادے مزے سے بیٹھے ہین
انکو ہلاک کر اس صحرا کو انکے جسد ناپاک سے پاک کر یہ سوچکر ایک ساحر کی صورت اپنی بنائی اور روانہ ہوا
جب قریب اوس مکان کے پہونچا ساحرونکے گانیکی تعریف کی اونھون نے پوچھا تم کہان رہتے ہو کیا نام رکھتے
ہو عمرو نے کہا مجھے نے نواز جادو کہتے ہین اور کوہ قلماق کا رہنے والا ہون ساحرون نے کہا اچھا بیٹھو
اور کچھ گانا سناؤ عمرو بیٹھ گیا اور اس طرح بھجن دلکش ایک تان لگائی کہ مہتاب اندر کمرے کے بیقرار ہوگیا
اور دروازے سے کمرے کے سر نکال کر ساحرون سے کہا کہ اس گانے والے کو یہان لے آؤ ساحر عمرو
کو اندر مکان کے لائے جب عمرو نے قدم اندر کمرے کے رکھا ایک چڑیا کارنس سے گری اور پکاری عمرو آیا
عمرو نے جو سنا کہ چڑیا نے نام تیرا بتا دیا بس فوراً گلیم اوڑھکر نظر سے غائب ہوگیا مہتاب نے دیکھا
کہ اب وہ گویا نہین ہے ساحرون سے کہا وہ گویا نہ تھا عمرو تھا چڑیا کو بولتے سنکر چھپ گیا تم سب جاکر
بہت ہوشیاری سے باہر بیٹھو ساحر یہ کیفیت دیکھکر حیران ہوئے اور باہر آکر باہم مشورہ کیا کہ اب
کوئی شخص آئے اوسے گرفتار کرلینگے خلاصہ کلام یہ سب بہ ہوشیاری تمام بیٹھے اور عمرو یہانکی سب
حقیقت دریافت کرکے اوس جگہ سے دور جنگل مین نکل گیا اور زنبیل عیاری بجائی عیار جو جابجا منتشر تھے

ہمنین سے برق فرنگی نے زنبیل کی صدا سنکر آپکو پاس عمرو کے پہونچایا اور کہا استاد خیریت تو ہی عمرو نے کہا اے فرزند مین مناسب جانتا ہون کہ تم اپنی صورت میری شکل کیطرح بناؤ اور یہ جو سامنے مکان بنا ہی ساحرونکا مجمع ہی اوس طرف جاؤ وہ لوگ تمھین عمرو سمجھ کر گرفتار کرینگے کسلیے کہ وہان سحر کی چڑیان بولتی ہین اور اپنے جانیکا سب حال کہا اور کہا جب تم پکڑ لیے جاؤ گے ساحرونکو اطمینان ہو جائیگا کہ عمرو کو ہمنے گرفتار کر لیا ہی پھر مین جا کر عیاری کر دنگا اور تمھین چھوڑا لونگا برق نے کہا بہت خوب اوسیوقت اپنی صورت کو عمرو کیطرح کا بنایا اور ساحرونکی طرف روانہ ہوا جب قریب اونکے پہونچا وہ تو مشورہ کر ہی چکے تھے کہ اب جو آئیگا اوسے گرفتار کرینگے برق کو عمرو سمجھکر قید کر لیا اور شور و غل جو اوسکے قید کرنے سے ہوا مہتاب نے کمرے پر سے پوچھا کہ کسے گرفتار کیا ساحرون نے کہا آپ پہچانیے کون ہی ہم تو جانتے ہین کہ عمرو ہے مہتاب نے کہا یہان لاؤ مین پہچانون برق کو سامنے اوسکے لیگئے جیسے ہی برق نے قدم اندر کمرے کے رکھا چڑیا گر کے پکاری کہ برق آیا اور جل گئی مہتاب نے کہا کیون عیار تیرا نام برق ہی اوسنے کہا نہین میرا نام عمرو ہی ساحر نے جواب دیا کہ میری چڑیا جھوٹی نہین ہی برق نے کہا بھلا میرا نام برق ہوتا اور مین اپنے تئین عمرو بنلاکے کیون بمتلاے بلا کرتا کیا مین نہین جانتا کہ عمرو کے سب طلسم مین دشمن ہین اچھا اگر آپ مجھے عمرو نہین جانتے نہ سہی مہتاب دلمین سوچا کہ یہ بھی سچ کہتا ہے کوئی اتنے بڑے مجرم کے نام سے اگر بری ہوتا ہوگا تو وہ اور اپنے تئین بچائیگا نہ کہ اور گنہگار بنائیگا یہ خیال کر کے کہا اچھا اے عمرو تو نے اپنے تئین چھپایا کیون نہین کہدیا ہوتا کہ مین برق ہون اوسنے کہا میرے کہنے سے کیا ہوتا آپ سحر سے دریافت کر لیتے آپ کو سب طرح کی سحر سے قدرت حاصل ہی مہتاب نے تقریر تیری سچی ہے مگر میرے سحر نے جو نام تیرا خلاف بتایا شاید تیرا نام علاوہ عمرو کے برق بھی ہو برق نے کہا نام میرا اصلی اس کا برق ہی اور مشہور عمرو ہے مہتاب نے کہا کیون مین نہ کہتا تھا کہ سحر میرا غلط نہین اب ظاہر ہوا کہ تو بھی سچا ہے اور سحر بھی ٹھیک ہی مگر ایک امتحان اور کر لون کہ تصویر عمرو کی شہنشاہ نے میرے پاس بھیجی ہے اوسے تیری صورت سے ملالون یہ کہکر صندوقچہ سے تصویر نکال کر مطابق کی کچھ سر مو عمرو کی صورت مین اور اس قیدی کی شکل مین فرق نپایا یقین کامل ہوا کہ یہ عمرو ہے بہت خوش ہو کر ایکطرف بندھوا دیا لیکن اب حال عمرو کا سنیے کہ جب برق گرفتار ہو چکا اور انھون نے دور سے یہ سب ماجرا دیکھا بس اپنی صورت ایک زن حسینہ جمیلہ کی بنائی کہ جسکے جمال جہان آرا کو دیکھکر فرط حجاب و ندامت سے بدر کامل بھی گھٹ کر ہلال ہو جائے سراسر شعلہ نور قدرت خدا کا ظہور حور و پری کہنا خطا ایسا کسی نے دیکھا نہ سنا شوخی و کرشمہ و ناز و ادا ہر ایک اپنے موقع پر خوشنما پیشانی تیرھوین رات کا چاند

تھی بلکہ چاند کی بھی روشنی اوسکے آگے ماند تھی چشم غزالین مہ آگین آہوے رم خوردہ گشو چین سے

چشم تو جادو ست یا آہوست یا صیاد خلق	بادو بادام سیہ یا نرگس شہلاست این

لب لعلین درج یاقوت رخسار تابناک آئینہ اسکندر دندان سلک گوہر سے ترے دندان و لب نے کردیا بیقدر عالم مین ۞ گہر کو لعل کو یاقوت کو ہیرے کو مرجان کو ۞ بازو قوت بازوی ناز و ادا کلائی بلورین جسکے دیکھنے سے عشاق کو کل آئی جب آستین سے باہر آئی گویا شمع فانوس سے نکل آئی سے یہ اوسکے ہے ساعدونکا عالم کہ جسنے دیکھا ہو وہ بیدم ۞ نیام تیغ قضا ہے مبرم لقب ہے قاتل کی آستین کا سینہ گنجینۂ نور شکم تختہ بلور چھاتیان انمول دو دوہرہ سوہن سوہن من ہرن کیچن برن اڈول + کرے کرارے چکنے اونچے گورے گول + بلکہ فرد حسن ونا فزون نے گنجایش بنائی سینے مین ۞ انگیا انگیا کے پردمین سمٹ کر چھاتیان ۞ اور ناف کا شکم مین یہ عالم ہے بیت ہے نور کا دریا شکم صاف نہین ہے ۞ گرداب یم حسن مین ہے ناف نہین ہے ۞ ساق پا کا وہ نورانی عالم کہ بیدل جسکی یاد مین سر بزانو رہین لاکھ فکر کرین مگر اوسے نپائین سے لے سر سے تا بناف تو تھا حور کا بدن ۞ رانین بنائین گوندھکے میدا شہاب مین ۞ پاے نازک کی صفت کیا بیان ہو کہ معلوم ہوتا تھا سے صانع عالم نے جب تیرا بنایا کالبد ۞ پانون صندل کے بنائے اور اگر کی ایڑیان ۞ الغرض اس حسن و جمال سے اپنی صورت کو آراستہ و پیراستہ کیا کہ سے ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست ۞ لباس سرخ سوہے کا اپنے قد زیبا پر مزین و مجلی کیا کنگنا کلائی مین باندھا اور پیراہن کو تا بدامن چاک کیا زلف مشکفام کو رخ انور پر بکھیر کر گھونگھٹ بنایا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ماہ تابان ابر سیاہ مین آگیا ہے اس صورت سے زار زار مثل ابر نوبہار کے روتا ہوا عمرو روانہ ہوا اور جہان مہتاب جادو کمرے مین بیٹھا جنگل کی کیفیت دیکھ رہا تھا اوسکے سامنے کی جھاڑیون مین بیٹھکر رونا شروع کیا اور شور و فریاد بلند کرکے شکوۂ فلک بے مہر اور مذمت دنیاے فانی کرنے لگا

نظم

ہان ذرا کر نظر بدیدۂ غور	دیکھ دنیا سے بے ثبات کا طور	بھول مت دیکھ دیکھ آرایش
نہین دنیا مقام آسایش	کوئی بزم طرب کا بانی ہے	کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہے
کہین چوتھی ہے اور چالا ہے	کہین افغان حق تعالا ہے	ہے کہین شادی حنا بندان
اور کہین شور مرگ فرزندان	ہے یہ دنیاے دون کا شیوہ	نوش اسکا ہے نیش آغشتہ

کیون ای چرخ کج مدار وای گردون ناہنجار کیا مینے تیری خطا کی تھی کہ جسکے پاداش مین تونے

یہ سزا دی ہی افسوس صد ہزار افسوس سے جو گل نہ کھلنے پائے تھے پھول اونکے ہوگئے ؛ مسند سے دولہا اوٹھتے ہی تکیہ مین سو گئے ؛ اسطرح پر تڑپکر اور بلبلا کر عمرو رویا کہ دل سنگ آب ہوگیا اور شور و مصیبتا کان مین مہتاب جادو کے پہونچا اوسنے جھاڑی کیطرف جو بغور دیکھا ایک عروس شب اول کو کہ ماہ تابندہ فلک حسن ہی خسوف رنج و محن مین مبتلا پایا لباس سارے جسم کا تار تار ہے دشنہ غم سے سینہ فگار ہے بال عمر پریشان ہین تنہائی کے عالم مین اپنے حال بد پر گریان و نالان ہی مہتاب اوسے دیکھکر درپے ادراک حقیقت ہوا اور ساحرون کو حکم دیا کہ اس عورت کو بدلداری تمام بلا لاؤ ساحر حکم سنکر چلے جب قریب پہونچے وہ نازک اندام ساحرونکو دیکھکر گرتی پڑتی اوسطرف چلی ہر چند اونھون نے منت کی خوشامد سے کہا کہ ہمارے مالک تمھین بلاتے ہین مگر اوسنے کچھہ جواب نہ دیا ساحرون نے آکر مہتاب سے اوسکے سمانے نکرنیکی حقیقت کہی یہ اوس رشک خورشید خاوری کو دیکھکر بیقرار ہوا تھا خود اوٹھکر چلا اور جھاڑی کے پاس جب آیا پھر وہ گلفام افتان و خیزان بھاگی اسنے بڑھکر ہاتھہ پکڑ لیا اور اوسکے روے زیبا و سراپاے خوش ادا کو بنظر غور دیکھا شعاع تنویر حسن کی چمک سے نظر خیرہ ہوئی **ابیات**

وہ صبح جبین تھی صبح جنت
بینی کے قریب کب تھے ابرو
آنکھین اوستاد سامری تھین
دنبالہ کب اونمین سرمے کا تھا

ہر چین تھی موجۂ لطافت
شہباز نے واکیے تھے بازو
نشے مین شباب کے بھری تھین
بیمار کے ہاتھہ مین عصا تھا

دیکھتے ہی دست و پا کی قوت جاتی رہی جی سنسنا گیا عنقریب تھا کہ غش آجائے لیکن اپنے تئین سنبھالا اور کہا اے غیرت وہ بتان آذری واسطہ خداوند سامری و جمشید کا اپنے حال پر ملال سے مجھے آگاہ کر کہ تو کس قلزم حسن کی گوہر ہے اور کس درج گران بہا کی جوہر ہے اسطرح کیون زار و نزار کیا تجھے آزار ہی اوس زہرہ جبین نے یہ کلام سنکر ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور اسطرح پھوٹکر روئی کہ مہتاب جادو کا دل بھر آیا اور منتین کرنے لگا اوسوقت اوس عاقلہ نے کہا کہ مین کیا اپنا حال زار بتاؤن اور کس کس رنج کا اظہار کرون سے چہ گویم از سر و سامان خود عمر یست چون کاکل ؛ سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بر دوشم ؛ جنکے ہم طالب دیدار ہین اونکی صورت زیبا ملک عدم مین جاکر دیکھینگے ہاے وہ ہمین چھوڑ کر پیوند خاک ہوئے بڑے حسرت و ارمان بھرے ہلاک ہوے مین او نھین اچھی طرح جی بھر کے دیکھنے بھی نپائی کہ وہ دنیا سے چل بسے بیت اونکو روتا ہون جو تھے اپنے ہنسانے والے ؛ گور مین سوتے ہین پہلو کے سلانے والے ؛ یقین ہے کہ ہماری قبر پر بس مردن نرگس اوگیگی یہ کشتۂ انتظار کا بتائیگی **غزل**

پڑھوں غزل وہ جنون خیز جسکے سننے سے ٭ رہے نہ ایک گریبان مین کسی کے تار
ہماری قبر یہ کہتی تھی کل یہ بلبل زار ٭ اٹھو اٹھو کہ پھر آئی چمن مین فصل بہار
پڑھون مین قصہ لیلے کو کیا بہانگ بلند ٭ عدم کے خواب سے مجنون نہو کہین بیدار
بقول شاعر شیرین کلام سن اک نقل ٭ ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گذار
ٹھہر ٹھہر کے ہر اک آشنا کی تربت پر ٭ جو دیکھتا ہون تو اک سمت کو ہی نرگس زار
سوال اوس سے کیا مینے اے گل نرگس ٭ تو سرنگون ہے بھلا کسلیے سر خاک مزار
تب اوسنے ہو متبسم جواب مجھکو دیا ٭ عزیز مجکو تو نرگس نجب نیوز نہار
کہ کام ہی گل نرگس کا نرگستان مین ٭ سوا اوسکا گور غریبان مین کسلیے ہو گزار
مین اوسکی آنکھین ہون جس شخص کا یہ مرقد ہے ٭ کہ زیر خاک بھی ابتک ہے حسرت دیدار

ای عزیز مین ایک ساحر جلیل القدر کی دختر ہون کہ نام اوسکا عیب جادو تھا ہمیشہ پیشہ تجارت کرتا تھا مین اپنے چچا کے لڑکے پر عاشق ہوئی کہ نام اوسکا ماہ سیما جادو تھا ابھی ہنوز سبزہ بھی رخسار پر نہ آغاز ہوا تھا عین شباب و جوانی کے دن تھے وہ مرنے والے بہت کم سن تھے جب میرے باپنے ماجرائے محبت میرا نسبت اوسکے سنا مجھے اوسکے ساتھ منسوب کرکے شادی کی فکر کی خلاصہ کلام جس دن میری برات تھی اوس دن ایک زنگی کہ مجھپر ایکمدت سے فریفتہ تھا اور مین اوسکے نہ آئی تھی میری شادی کی خبر سنکر اتنکو مع دس ہیس قزاقون کے آکر کودا میرے شوہر کو کہ ہنوز اوسنے شربت وصل نہ پیا تھا کہ ذائقہ تلخی مرگ کا چکھایا اور میرے والدین اور چچا سبکو قتل کیا مین اسی ہنگامہ آفت زا مین بھاگ کر صحرا نورد ہوئی یہ کہانی میری ہی اب کچھ عرصہ کی اس جہان فانی مین مین بھی مہمان ہون اس غم سے جان دونگی مہتاب جادو یہ قصہ جانگاہ سنکر رونے لگا اور اپنی زبان کو بہر تسکین اوس غنچہ دہان کے کھولا کہ اے معشوق سراپا ناز جو مر گئے اونکا غم تا کجا ہے کسیکی مرگ پر ایدل نہ کیجے چشم تر ہرگز بہت سا رو لیے اونپر جو اس جینے پہ مرتے ہین ٭ اب تجھے لازم ہی کہ میرے کلبہ احزان کو اپنے قدوم مسرت لزوم سے جلد آباد کرو اور عمر عزیز بہ مصاحبت مجھ ایسے عاشق جانباز کے بسر بخاطر شاد کر بیت وگرنہ تو رک رک کے مرجائیگی ٭ اسیطرح جی سے گذر جائیگی ٭ مین بھی مقبا افراسیاب مالک طلسم ہون صاحب طاقت ہر قسم ہون تمام عمر غلامی کرونگا اور اچھی طرح رکھونگا ورنہ سے یہ حسن و جوانی اور اوسپر یہ غم ٭ ستم ہی ستم ہے ستم ہی ستم ٭ اوس نازک بدن نے یہ باتین سنکر کہا مین شوریدہ بخت کسیکے یہان رہنے کے قابل ہون کہ فرد در محفل خود راہ مدہ مہمی را ٭ افسردہ دل افسردہ کند

انجمنی راہ مہتاب جادو نے بہت قسمیں دین پائون پر سر رکھا منتین کین اس سرا ناز نے کہا
بھلا صاحب تمھارا نام کیا ہی کیا پیشہ کرتے ہو کام کیا ہے اوسنے کہا مہتاب جادو مجھے کہتے ہین یہانسے
یہانسے سرحد کوہ لاجورد تک کے ساحر میری اطاعت کرتے ہین اوس قمر پیکر نے جب نام اسکا سنا کانون
پر ہاتھ رکھے کہا مین ساحر کے نام سے ڈرتی ہون کارخانہ سحر کا دیکھکر میرے دم پر بنتی ہی ساحر ہزار ہزار برس
کا سن رکھتے ہین جب چاہتے ہین فوراً عورت بنجاتے ہین جب جی چاہتا ہی پھر مرد بنجاتے ہین مہتاب نے یہ کلام
سنکر دلمین کہا تو نے ناحق اپنے تئین ساحر اظہار کیا اب مطلب برا فوت ہوا کہا اے دلدار مین تیرے نثار کبھی
تیرے روبرو سحر نکرونگا اور مین ابھی کمسن ہون تین سو پچیس برس کا سن رکھتا ہون اوس غارتگر ایمان نے
کہا قسم کھاؤ کہ کبھی مین ساحری نکرونگا مہتاب نے قسم جمشید کی کھائی کہ کبھی اس عہد سے نہ پھرونگا اوسوقت
یہ محبوبہ مہتاب کے ساتھ ہوئی اور وہ لیے ہوے اوسی مکان مین آیا جیسے ہی اوس گلفام نے
اندر کمرے کے قدم رکھا کارنس سے ایک چڑیا اوڑی اور زمین پر گر کر پکاری عمرو آیا اور جل گئی مہتاب
نے اپنے دلمین کہا مین عمرو کو ایکبار قید کرچکا ہون تصویر ملائی وہ بھی مطابق پائی تھی اب یہ چڑیا جھوٹی
ہے ادھر تو اسنے یہ خیال کیا ادھر اس معشوقہ نے کہا اسی باتون سے مین نہ آتی تھی لو اب جاتی ہون
سحر کے سبب میری جان جائیگی مہتاب تو فریفتہ ہو رہا تھا کہنے لگا اے جان من یہان عیار آتے ہین
مینے اپنی حفاظت کو یہ چڑیان تیار کی ہین کہ مجھے خبر دیتی ہین اسنے کہا تو مین باز آئی یہ چڑیا مجھی کو
عیار بناتی ہی اب تم مجھسے پرہیز کرو مین عیار ہون ایسا نہ ہو تمھین مار ڈالون یہ کہکر اوٹھکے چلی
مہتاب اوٹھکر لپٹ گیا اور خوشامد کرکے پھر اندر کمرے کے لایا پھر ایک چڑیا گری اور پکاری کہ عمرو
آیا اس نازنین نے کہا اے مہتاب اب کون شخص غیر آیا جو اس چڑیا نے تجھے آگاہ کیا مہتاب
نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ سحر مین کچھ فرق پڑگیا اور دوسرے یہ کہ تم ڈرتی بھی ہو مین اس سحر کو مٹائے
دیتا ہون یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ سب چڑیان زمین پر گر کر جل گئین کہا لو اب بےخوف ہوکر
بیٹھو عمرو مسند پر زر پر بیٹھا سامنے برق فرنگی بندھا ہے کہ آنکھ سے آنکھ ملی برق نے پہچانا کہ یہ
عورت نہین ہے استاد ہین لیکن یہان عمرو کے لیے مہتاب نے کھانا منگایا اور کہا اے نازک بدن
تم بھوکی ہو کھانا کھالو بعد اسکے پھر ہم تم داد عیش دین اور آرام کرین اوس غنچہ دہن نے کہا مین نے
کئی دن سے شراب نہین پی حواس میرے درست نہین ہین اسوقت مجھے بھوک ہے نہ پیاس ہی شراب
کی تلاش ہی اپنا یہ تکلف دعوت وضیافت موقوف رکھو اور ایک جام شراب مجھے دو قطعہ

نہ مجھے تخت و چتر و افسر دے	نہ مجھے دولت سکندر دے

جام جم رکھدے طاق کسریٰ پر	میرا چلو شراب سے بھر دے

مہتاب نے اوسی وقت کشتی شراب کی سامنے لاکر رکھی کہ لوجس قدر جی چاہے پیو اوس گل اندام نے جام مے ارغوانی لبریز کرکے اوسے دیا مہتاب نے کہا تمنے بڑے عرصے سے نہین پی پہلے تم پیو اسنے کہا مین بھی پیتی ہون تم لو تو سہی یہ باتین ہوتی تھین کہ وہان افراسیاب کو خیال آیا مہتاب کو جینے لکھا تھا اوسکا کچھہ حال نہ معلوم ہوا عمرو کو اوسنے گرفتار اتبک نہین کیا یہ کیا سبب ہے لاؤ کتاب جمشید وسامری دیکھکر اوسکی کیفیت دریافت کرون پس کتاب اوسنے دیکھی اوس سے ظاہر ہوا کہ عمرو عورت بنا ہوا پاس مہتاب کے بیٹھا ہے اوسے قتل کیا چاہتا ہے یہ دیکھہ اوسنے کچھہ سحر پڑھا ایک پتلا دوئی مین سے نکلا اوس سے کہا جلد جاکر مہتاب سے کہدے کہ یہ عورت جو تیرے پاس بیٹھی ہی یہ عمرو ہی اور جو بندھا ہی وہ برق عیار ہی دونونکو پکڑکے کہا کہ میرے پاس لائے پتلا یہ حکم سنکر چلا اور یہان عمرو نے مہتاب کی آنکھہ بچا کر تھوڑا سا سفوف بیہوشی منہ مین رکھہ لیا تھا اور جام شراب مین بھی بیہوشی ملائی اور اسے دیا ابھی مہتاب نے جام نہ پیا تھا کہ زمین تھرائی عمرو سمجھہ گیا کہ کچھہ نہ کچھہ آفت آئی اس عرصے مین پتلا زمین سے فرستادہ افراسیاب نکلا عمرو اوسے دیکھکر مہتاب سے اوہی کہکر لپٹ گیا اوسنے کہا ڈرو نہین مگر عمرو نے رخسار پر رخسار رکھکر منہہ سے سفوف بیہوشی جو پھونکا اوسکی ناک مین وہ گیا چھینک آئی اور مہتاب بیہوش ہوا ادھر پتلے نے پکار کر کہا ای مہتاب یہ عمرو ہی حکم شہنشاہ ہی کہ اسے گرفتار کرلے ہرچند پتلا پکارا کیا مگر مہتاب بیہوش ہوچکا تھا سنتا کون ناچار پتلا بڑھا کہ مین مہتاب کے قریب جاکر حکم شہنشاہ ادا کرون عمرو نے پتلے کو آتے دیکھکر جال الیاسی اوس پر مارا کہ پتلا جال مین پھنسا عمرو نے جال سے ایک جگہ پتلے کو باندھہ دیا اور برق کو کھولدیا اور مہتاب کو مار ڈالا آواز دار وگیر آنے لگی غل ہنگامہ اور شور بلند ہوا تاریکی ہوگئی ملازم مہتاب کے جو چند ساحر باہر بیٹھے تھے وہ دوڑے اور اس اندھیرے مین جسنے قدم کمرے مین رکھا عمرو اور برق نے ایسے مارے کہ گردن کٹ گئی اور زیادہ شعلے اوٹھنے لگے بہت ساحر مارے گئے جو دو ایک بچے وہ مارے ڈر کے باہر ہی سے باہر بھاگ گئے کہ نہین معلوم اندر کیا آفت ہے الغرض بعد کچھہ دیر کے وہ آفت دفع ہوئی عمرو نے پتلے کو جال سے نکالکر چھوڑ دیا اور کہا جاکر اوس مسخرے افراسیاب سے کہدینا کہ مابدولت واقبال تجھے عنقریب کیا چاہتے ہین پتلا یہ حال سنکر جال سے چھوٹتے ہی بھاگا اور عمرو نے جو کچھہ مہتاب کا مال و اسباب تھا وہ لوٹ کر داخل زنبیل کیا برق کو لیکر صحرا مین آیا برق نے کہا اوستاد فرمائیے کیا قصد ہے کہا بیٹا اپنی راہ لو الگ الگ چلو وقت پر آنا برق

سلام کرکے ایک سمت جست و خیز کرتا روانہ ہوا اور عمرو ایکطرف کو چلا لیکن تیلے نے جاکر خبر مرگ مہتاب جادو افراسیاب سے جاکر کہی اور اپنا حال مین گرفتار ہونا جو کچھ گذرا تھا سب بیان کیا افراسیاب نے یہ حال سنکر غیظ و غضب طاری ہوا اور خود قصد کیا کہ جاکر عمرو کو پکڑ لاؤن اہل دربار ذی دست عرض کیا کہ اے ساحران ایک متنفس ساطر حمزہ کو گرفتار کرنے جانا حضور کو مناسب نہین بہت بندگان حضور ایسے ہین کہ حمزہ تک کی گرفتاری کو کافی ہین چہ جاکہ ایک عیار اسکی کیا حقیقت ہے آپ مالک طلسم ہین کسی ملازم کو اپنے ایک سحر ایسا تعلیم فرماکر بہر گرفتاری عمرو روانہ فرمایئے کہ عیار جس رنگ و قطع سے سامنے آئین وہ پہچان لے اور گرفتار کرکے حاضر حضور کرے افراسیاب عرض اونکی سنکر سمجھا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہین اور بنگاہ غضب باغ کے ایک چمن کی طرف دیکھا وہ چمن اوسکی گرمی آتش نگاہ سے جلنے لگا اور خود بھی شعلہ بنکر اوس اوس آگ کے اندر غائب ہوا بعد لمحہ کے جو برآمد ہوا سب نے دیکھا کہ ایک تختی جواہر کی ہاتھ مین تھی اور اوس تختی پر ایک تصویر زن حسینہ کی کھنچی تھی کہ ؎ اے چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آذری ؛ ہر چند وصفت میکنم در حسن زان زیباتری افراسیاب نے دستک دی زمین شق ہوئی اور ایک ساحر نکلا نہایت کریہ منظر بہیت تھا اوسنے وہ تختی اس ساحر کو دیکر حکم دیا کہ اے آذر جادو جلد روانہ ہو عمرو عیار مہتاب کو قتل کرکے ہنوز اسی جنگل مین ہے اوسے تلاش کرکے گرفتار کر لا اور اسکے پہچاننے کو یہ تصویر تجھے دیجاتی ہے جو شخص تجھے راہ مین ملے پہلے تو اس تصویر کو دیکھ لینا یہ تصویر گو کہ عورت کی ہے مگر جو عیار شکل تبدیل کرکے آئیگا اور اوسکی جو صورت کہ اصل مین ہوگی ویسے ہی یہ تصویر ہو جائیگی اور اگر وہ عیار نہ ہوگا تو یہ تصویر جیسی اسوقت عورت کی ہے ویسی ہی رہیگی آذر جادو وہ تختی تصویر کی لیکر روانہ ہوا اور مہتاب کے جنگل مین پہونچکر چار طرف عمرو کو ڈھونڈھنے لگا لیکن عمرو بھی اوس جنگل مین تھی ایک مقام پر بیٹھا دل سے کہہ رہا تھا کہ ای عمرو دیکھیے انجام کار یہان آنیکا کیا ہوتا ہے لاکھون ساحر موجود ہین کہان تک قتل ہو سکینگے مقدمہ طلسم ہے نہین معلوم لوح طلسم کہان ہے خدا جانے اسد پر کیا گذری کدھر گیا ہے زندہ ہے یا مر گیا اس سوچ مین عمرو بیٹھا تھا کہ ایک ساحر کو ہر طرف تجسس کنان دیکھا کہ جیسے کسی کو ڈھونڈھ رہا ہے عمرو نے دل سے خیال کیا کہ اس حرامزادے کو بھی مارنا چاہیے جو ساحر کم ہوا وہی سہی یہ سوچکر ایک ساحر کی صورت بناکر چلا اور آذر جادو کو پکارا کہ بھائی ذرا ٹھہرنا اذر جادو نے دیکھا کہ ایک جادوگر مہیب شکل کہ جسکے کان آنکھ ناک سے شعلے آگ کے نکلتے ہین چلا آتا ہے آذر جادو خود قریب اوسکے گیا اور

اور پوچھا تم کون ہو عمرو نے کہا اپنا نام بتائیے آذر نے نام اپنا بتا دیا اور کہا عمرو کو ڈھونڈھنے
آیا ہون عمرو نے کہا مین بھی اسی فکر مین ہون مہتاب جادو کا عزیز ہون جب سے خبر اوسکے قتل
کی سنی ہے تلاش عمرو کی کرتا ہون آذر جادو بولا کہ چلو ہم تم چلکر تجسس کرین عمرو اوسکے ساتھ
ہوا اور اس فکر مین تھا کہ قابو پاؤن تو قتل کرون لیکن آذر جادو کو یہ خیال آیا کہ شہنشاہ نے
کہدیا تھا کہ جو راہ مین ملے پہلے تو تصویر دیکھ لینا یہ سوچکر اسنے تصویر کو دیکھا تصویر نے صورت اصلی عمرو
کی پیدا کی تھی کہ تو مڑی سا سر زیرہ سی آنکھین خوبانی سے کان کلچے کیطرح گال تاگا سی گردن رسی
کیطرح ہاتھ پاؤن نیچے کا جسم چھ گز کا اوپر کا تین گز کا یہ حلیہ مبارک دیکھکر آذر جادو گھبرایا اور سمجھا
کہ یہ کوئی عیار ہے کہ مکاری صورت اوسنے جادوگر کی بنائی ورنہ اصل صورت اسکی ایسی ہی جیسی اس
تصویر نے صورت بدلی ہے بس یہ دیکھکر اوسنے کچھ سحر پڑھا کہ عمرو کے دست و پا کی قوت جاتی رہی اور
اوسنے ایک زنجیر جھولی سے اپنی نکالکر عمرو کے ہاتھ باندھے اور لیکر چلا عمرو نے ہر چند کہا کہ اے برادر
مجھے کیون بے سبب آزار دیتے ہو آذر نے کہا او مکار تو مجھسے عیاری کرتا ہے تیرا ہی نام عمرو ہے مجھے
تیرے حال کی خبر ہے عمرو کو غصہ آیا کہا بچا اب بچتے نہین معلوم ہوتے کوئی لمحہ مین جہنم رسید ہوا
چاہتے ہو ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار داخل طلسم ہوا ہے کوئی نہ کوئی آکر قتل کریگا آذر نے کہا مین
سبکو سزا دونگا تیرے دھمکانے سے نہ ڈرونگا الغرض عمرو کو لیکر چلا دور سے ضرغام شیر دل
نے دیکھا کہ استاد کو کوئی ساحر پکڑے لیے جاتا ہے یہ چھڑانیکی فکر مین کوس بھر آگے نکل گیا ایک جگہ
اہیر گائے بھینسین چرا رہا تھا اوسکے سامنے صورت بدل کے آیا اور کہا دیکھو وہ جھاڑی مین بھیڑیا
بیٹھا تیری گائے کو تاک رہا ہے وہ اہیر گھبرا کر جھاڑی کیطرف دوڑا ضرغام نے پشت کیطرف سے کمند
ماری کہ حلقے کمند کے گردن مین پڑے ہوے منہ سے بھی بولا نہ گیا ضرغام نے زمین پر گرا کر بیہوشی منہ پر
ملا ہی اہیر بیہوش ہوگیا کپڑے اوسکے اوتار کر آپ پہنے انگوچھا سر پر باندھا اور دھوتی باندھکر
مرزائی پہنکر اوسکی شکل دیکھکر ویسی ہی اپنی صورت بنائی اور لکڑی لیکر گاؤ وغیرہ چرانے لگا
اہیر کو جھاڑی مین چھپا دیا اس عرصہ مین آذر جادو مع عمرو یہان آکر پہونچا چونکہ دھوپ
بھی تھی اور دور سے چلا ہوا آتا تھا اہیر کو دیکھکر کہا اگر تیرے پاس لوٹیا ڈور ہو تو پانی لاکر
مجھے پلا دے اہیر نے کہا گسئیان تم گھام سے چلے آئے ہو کہو تو دودھ دوہکر لاؤن وہ پیو
جل نہ پیو آذر نے کہا اچھا لے آ اہیر نے ایک گائے کو چمکار کے پاس بلایا اور دودھ دوہا اور
پیتل کی لوٹیا مین بھر کر بیہوشی ملاکر آذر کو دیا اسنے چاہا کہ پیون مگر خیال مین آیا کہ مہتاب کو دو

عیاروں نے ملکہ یارا ہے ایسا نہو کہ یہ بھی عیار ہو تصویر کو دیکھہ لو یہ سوچکر تصویر کو دیکھا اوسکی صورت بصورت اصل ضرغام ہو گئی تھی اوسنے فوراً ضرغام کو سحر پڑھکر قید کر لیا ہر چند ضرغام نے کہا کہ مین اسیر ہون مجھپر کیون ظلم کرتا ہے نیکی کا عوض یہی ہی اوسنے کہا او نالایق تو بڑا مکار ہی مین خوب پہچانتا ہون یہ کہکر جس زنجیر مین عمرو بندھا تھا اوسمین اوسے بھی باندھکر آگے بڑھا عمرو نے کہا مین کہتا نہ تھا کہ ہزارون عیار طلسم مین آئے ہین اب ہم دو کو گرفتار کیا تو کیا کوئی دم مین تو ہلاک ہوا چاہتا ہے مناسب ہی کہ ہماری اطاعت کر آذر جادو دل مین ڈرا کہ یہ سچ کہتا ہے عیار سب طرف پھیلے ہین دیکھیے کیونکر طلسم باطن مین پاس شہنشاہ کے پہونچتا ہون لازم ہے کہ اب جو راہ مین ملے بغیر تصویر دیکھے اوس سے بات نہ کرون یہ تہیہ کرکے آگے روانہ ہوا لیکن عیار جو سب متفرق ہین اور دمبدم مقام بلند پر جاکر ایک دوسرے کے حال کو دریافت کرلیتا ہے انمین سے برق نے ایک جگہ دور سے دیکھا کہ ایک ساحر دو عیار گرفتار کیے لیے جاتا ہی دیکھکر پہاڑ کے درے مین بیٹھکر لہنگا پھر اور سب سامان عیاری کسوت سے نکالکر صورت اپنی زن مہ جمال کی بنائی ہاتھہ پانون مہاور سے رنگے پور پور چھلے پہنے کہ سے ہاتھون مین وہ پور پور چھلے ٭ تھے جیسے بجون طیان محلے ٭ لہنگا گنگا م کا پہنا چنری سرخ رنگی اوڑھی سیندور مانگ مین بھرا پٹیان پار کے کاجل آنکھون مین لگایا بندیا اور ٹیکا ماتھے پر لگائے جھلے اور ترکیان کانون مین پہنین ہاتھون مین پہونچیان اور پانون مین کڑی اور دسون پیر کی اونگلیون مین انوٹ بچھوے پہنکر بوتل شراب کی آغشتہ بدارو بیہوشی ہاتھہ مین لی ایسی صورت بدلی کہ جیسے کلوارن ہوتی ہی مگر وہ حسن و جمال رنگ و روغن عیاری سے درست کیا کہ کبت سندر روپ سروپ مہا من یون لگے جسے آنکھہ مین لیجے ٭ جیون مور سو جیون کے چھب دیکھے دکھی چھب دیکھے ہی چھیجے ٭ پان کھوات مہا رادسا رس چاہے تو چندر کو دیکھے ندتجے اٹک اور بنا بنے بنے ٹھمک بیٹھے ہی مکھہ کو دیکھا ہی کیجے + الحاصل وہ دلفریب گھونگھٹ نکالے ہاتھہ مین بوتل شراب کی لیے اٹھکھیلیان کرتی طرف آذر جادو کے چلی کہ سے وہ اسطرح سے اچپلی آتی تھی + قیامت جلوہ مین چلی آتی تھی ٭ آذر جادو کے سامنے جب چکر نکلی اوسے دیکھا کہ ایک مہ پارہ کہ جس مین شوخی و ناز و ادا بھری ہی رشک مہ حور و پری ہی مستانہ چال چلتی دل عاشق کو پانون سے ملتی اسطرف آتی ہی کہ مستزاد

ہے نام خدا ادا چھب کچھہ زور تماشا　　یہ آپکی رنگت
گات ایسی غضب قہر چھبن اور جھمکڑا　　اور اوسپہ ملاحت
جادو سے نگہ چھب ہے غضب ہی مکھڑا　　اور قد ہی قیامت

غارتگر دین وہ بت کافر ہی سراپا ۔ اللہ کی قدرت

دیکھتے ہی آذر جادو مایل ہوا اور کہا بی کلوارن ذرا ادھر آؤ تھوڑی شراب پی جاؤ اوس نازنین نے ذراسا گھونگھٹ ہٹا کر مسکرا کر اسکی طرف دیکھا اور کہا یہ شراب بیچا ؤ نہیں ہی آذر جادو نے جب اسکی رخ زیبا کو دیکھا عقل و ہوش کھو یا کہ مطلع چشمم تو افتادو وجودم ہلاک شد ✽ ہرچیز کہ در کان نمک رفت نمک شد ✽ آذر جادو قریب گیا اور کہا کہاں جاتی ہو اوس غنچہ لب نے تبسم ہو کر کہا جہاں ہمارا جی چاہتا ہے تم پوچھنے والے کون ہو کوئی کوتوال ہو آذر جادو نے دیکھا کہ یہ ہنس ہنسکر باتیں کرتی ہو معلوم ہوتا ہو کہ راضی ہی یہ سمجھکر ہاتھ پکڑ لیا اوسنے ہاں ہاں کر کے کہا دیکھو کوئی آجائیگا مین بدنام ہونگی تمھارا کچھہ نجائیگا آذر جادو نے کہا ذرا چلکر سامنے درخت سایہ دار کے نیچے ہم تم دونوں بیٹھیں شراب پیین دو دو باتیں کرین پھر چلی جانا جلدی کیا ہی ہمارے تمھارے ملاقات ہو جائیگی ہمیشہ اطاعت کرونگا جو کچھہ کماؤنگا دونگا وہ نازنین کھلکھلا کر ہنسی اور کہا ملاقات اپنی گھر والونسے کرو کیا میرے خاوند نہین ہے ہین ایسے راہ گیرونسے بات نہین کرتی آذر منتین کرنے لگا پانون پر سر دھرنے لگا کہا مین اسی طلسم مین رہتا ہون مسافر نہین ہون مصاحب افراسیاب ہون اوس مہوش نے کہا تم کوئی ہو مین ایسی شوخ دیدہ نہین جو تمھارے دونکے دم پر چڑھہ جاؤن آذر سمجھا کہ یہ ناز معشوقانہ کرتی ہی جس زنجیر مین عمرو اور ضرغام بندھے تھے اوسے اپنی کمر سے باندھا اور کلوارن کو گود مین اوٹھا کر چلا وہ نہین نہین کیا کی اوسنے درخت کے نیچے لاکر اوتارا اور کمر سے چادر اپنی کھولکر بچھائی عمرو اور ضرغام کو درخت سے باندھا اوس معشوقہ کو بٹھایا اور کہا میری جان تجھپر جان نثار ہی ذرا تو میرے پہلو مین بیٹھکر دل غمگین کو شاد کر اوس ماہ پیکر نے ٹھنڈی سانس بھر کر یہ شعر پڑھا کہ شعر ہم آزما چکے ہین بہت سرد و گرم عشق ✽ اوسکو فریب دو کہ جو ناکردہ کار ہو ✽ آذر جادو نے گلے لگایا اور بوسہ لینے کو منھہ بڑھایا اوسنے ہاتھہ سے منہ ہٹا دیا کہا بس بس مجھہ سے ایسی باتیں نکرو منہ دیکھے کی محبت ہی مردونکی ذات بیمروت ہی خیر اگر مجھہ سے دار و مدار منظور ہے قسم سامری کی کھاؤ کہ کسی عورت سے سوا تیرے بات نکرونگا آذر جادو نے قسم کھائی کلوارن نے جام شراب سے بھر کر دیا اوسنے جب جام ہاتھہ مین لیا خیال آیا کہ تو نے تصویر کو نہین دیکھا لازم ہے کہ بنا بر احتیاط تصویر دیکھہ لے پھر اوس محبوبہ سے داد عیش و خرمی دے یہ سوچکر تصویر دیکھی اوسنے صورت اصل برق کی پیدا کی تھی آذر جادو نے کچھہ سحر پڑھکر کلوارن پر پھونکا کہ رنگ و روغن عیاری اوڑ گیا اور برق کی صورت اصلی ہو گئی اوسنے اوسکو بھی زنجیر سے باندھہ لیا اور کہا عیارون نے تار باندھا ہی کہ قدم قدم پر گرد ہو کا

دیتے ہین عمرو نے کہا او حرامزادے اب کیا تو بچ بھی جائیگا کوئی آن مین قتل ہوا چاہتا ہی آذر
خوفناک ہوا مگر ان تینون عیارون کو لیکر چلا دور سے جالنسوز نے دیکھا پیچھے پیچھے چلا اتفاقاً
ایک جگہ جنگل مین کسی ساحر کا باغ بنا تھا نہایت سرسبز اور آراستہ تھا پھولون سے بھرا تھا ابیات

عجب باغ تھا رشک مینو سواد		اگر دیکھے رضوان تو ہو شاد شاد
کرے یاد جنت کی گم ایک بار		کہ دیکھی نہین خلد مین بہار

آذر جادو از بسکہ تھکا ماندہ تھا اوس باغ کے اندر آیا اور ایک چمن مین ٹھہرا جالنسوز نے اسے باغ
مین جاتے دیکھکر اپنی صورت مالی کی بنائی بیلچہ ہاتھ مین لیا قینچی درختونکی سرتراشی کرنیکی کمر مین کھونسی
پھول جھولی مین بھرے اور باغ مین آیا جنگل سے ایک درخت کھودتا لایا تھا اسے چمن مین بویا آذر
جادو یہ اس باغ کا باغبان ہے درخت لینے گیا تھا اب آیا ہے پاس آکر کہا اے مالی یہ باغ کسکا ہے
جالنسوز نے نام بتا کر کہدیا کہ ملکہ بنفشہ جادو کا آذر سمجھا کہ طلسم مین ہزارہا ساحر رہتا ہے کوئی بنفشہ
بھی ہوگا یہ سوچکر خاموش ہو رہا لیکن مالی نے دو ایک گلدستے اور گجرے بنا کر ٹوکری مین لگائے
بیچ مین اوسکے میوہ رکھا اور سامنے آذر کے ڈالی لگائی اوسنے کچھ روپیہ انعام دیا اور ڈالی سے میوہ
لیکر چاہا کھاؤن پھر یاد آیا کہ تصویر دیکھلون تصویر جو دیکھی وہ بشکل اصل جالنسوز بنگئی تھی اوسنے کہا
او نابکار باغبان تو مجھے فریب دیتا ہے معلوم ہوا کہ تو عیار ہے جالنسوز نے چاہا کہ بھاگ جاؤن لیکن وہ
سحر کرکے اوسے بھی گرفتار کیا اور اوسی زنجیر سے باندھکر بارے خوف کے اوس باغ مین نہ ٹھہرا پھر ان سبکو
لیکر چلا جب کچھ راہ طے کی خیال کیا کہ کہین مین مخفی ہوکر بیٹھون اور عرضی شہنشاہ کو لکھون کہ
مجھے عیارون نے گھیرا ہے چار کو تو مینے گرفتار کیا ہے لیکن ابھی معلوم ہوتا ہے کہ بہت ہین حضور
ساحرون کو میری مدد کے لیے بھیجین اور ان قیدیون کو منگوا لین کہ مین انکے سبب سے اڑکر نہین
چل سکتا اگر اکیلا ہوون تو اوڑکر بزور سحر آپ کی خدمت مین آؤن بس یہ تصور کرکے چلا کہ کوئی جگہ
عافیت کی ملے تو ٹھہرون لیکن ابکی بار نظر کردہ شاہ مردان یعنی مہتر قران نے دور سے دیکھا کہ
ایک ساحر اوستاد کو مع تین عیارون کے گرفتار کیے لیے جاتا ہے بحر عیاری مین غوطہ زن ہوا اور
گوہر مقصد حاصل کیا کہ اے قران چار یہ عیار پے درپے واسطے قتل اس نابکار کے گئے کیا سبب ہو
جو گرفتار ہوے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اسکے پاس ایسا سحر ہے کہ جو اوسکے سامنے جاتا ہے یہ پہچان لیتا ہی
ایسی کوئی فکر کرو کہ نہ منہ سے بولو نہ اوسکے پاس جاؤ اور مار ڈالو یہ سوچ کر گلشن مکاری کی سیر کرتا نکلا
آخر گل مراد سے دامن بھرا اوسکے آگے راہ تجویز کرکے کہ ادھر ہی سے آئیگا جاکر ٹھہرا اور جنگل سے لکڑیان

جلدی جلدی کاٹکر چارطرف ستون بنائے اور چھت پر پتیان بچھادین اور ساری چھت پر بیلدار درخت کی بیل چھادی یہ معلوم ہوتا تھا کہ منڈھی کسی فقیر کی ہے غرض اوس منڈھی کے دروازے پر آپ سیلی تاگے ٹھنکے منکے سے درست ہوکر تہمد باندھکر الف آزادی قشقہ کی طرح ماتھے سے ناک تک کھینچکر تلک پیشانی پر دیکر بیٹھا ایک ٹھیک آگے رکھہ لی کہ دانے لکڑیان بڑی بڑی سلگا دین اور دوا دفع بیہوشی روئی مین بھر کر نتھنون مین رکھی کہ دھوان اپنے تئین تاثیر نکرے سیرون بیہوشی لکڑیون پر ڈالی کہ دھوان چارطرف پھیلا بیچ مین لکڑیون کے آپ بیٹھا کہ بعد تھوڑے عرصے کے آذر جادو چارون عیارون کو لیے آکر پہونچا دیکھا ایک فقیر بیٹھا اپنے موج مین جھوم رہا ہے ٹھیک لگی ہے دھونی رما ئے ہے دسپنا ٹھیک مین گھرسا ہے منڈھی کی ایک طرف تلسی کا پیڑ لگا ہے آسنی بچھی ہے سامنے چلم گانجہ پینے کی رکھی ہے نریل دھرا ہے ہنسی معلوم ہوتا ہے آذر جادو نے یہ دیکھکر آگے بڑھہ کر پالاگن کی ہاتھہ باندھکر کھڑا ہوا کہا باباجی کچھہ آسیس دیجیے عیار میرے فراق مین پھرتے ہین مین کھیم کسل سے افراسیاب کے پاس پہونچ جاؤن اوس فقیر نے یہ باتین سنکر اوسکی طرف یہ نگاہ قہر گھورا آذر نے دیکھا کہ آنکھین لال لال ہین مارے خوف کے بیٹھہ گیا یہان تک کہ خوب دھوان بیہوشی کا اوسکے دماغ مین پہونچا اوسوقت فقیر نے کہا او نالائق مین بھی عیار ہون تجھے قتل کرنے یہان بیٹھا ہون آذر یہ کلام سنکر گھبرایا اور چاہا کہ اوٹھکر پکڑلون بیہوشی دماغ مین پہونچ چکی تھی اوٹھتے ہی گرا قران نے اوٹھکے بغدا مارا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوے پر غبار ہی سنگباری ہونے لگی ہولناک صدائین آنے لگین بعد لمحہ کے آواز آئی کہ کشتی مرا نامم آذر جادو بود سر سے اوسکے ایک طائر خوشرنگ نکلا افسوس افسوس کہتا طرف افراسیاب کے چلا اور عمرو اور تینون عیار رہا ہوے قران نے تسلیم کی عمرو نے شاباش کہی اور سب عیارون کو رخصت کیا ہر ایک الگ الگ روانہ ہوا اور صحرا مین جاکر ایک دوسرے کی نظر سے چھپ گیا اور عمرو بھی بطور مخفی چلا اس عرصہ مین رات ہوگئی کہ مسافر چرخ سرائے مغرب مین جاکر فروکش ہوا اور سیار دشت فلک مع رفقائے ثوابت انجمن سپہر مین رونق بخش ہوا جانوران صحرائی آرام پذیر ہوے طایران دشت بسیرا درختون پر لینے لگے ابیات

شب چو سراپردہ ظلمے کشید — مہر فلک شد ز جہان ناپدید

زنگی شب برمہ و بر اختران — خندہ زنان دست بدندان گزید

از چمن طایر نیلوفری — نسترن و نرگس و گل بشگفید

عیار سب درہ ہاے کوہ مین استقامت پذیر ہوے اور کسو تہاے عیاری سے روٹی نکالکر کھائی چشمون

سے پانی پیا شکر رزاق عالم کیا سو رہے لیکن عمرو یونہین فاقہ سے درہ کوہ مین ٹھہرا دل سے کہا
کہ زنبیل سے روٹی نہ نکالو لگا حمزہ کی نوکری مین یہی نقصان عظیم ہے کہ اپنے پاس سے کھانا پڑتا ہے رات
کا وقت ہے کہین جا بھی نہین سکتا ہون دن بھر کمبخت آذر نے قید رکھا خیر اب صبر کرون اور بھوکے
سو رہون غرض ایک جگہ پتھر کی چٹان پر لیٹا جب بہت بھوک نے غلبہ کیا اوٹھکر درختون کے پھل توڑ
اور کھائے اور زنبیل سے بہت افسوس کرکے سوکھے ٹکڑے روٹی کے نکالے بھوک کو دفع کیا اور لیٹ رہا
مگر وہ طائر جو سر سے آذر کے نکلا تھا باغ سیب مین پاس افراسیاب کے آیا اور بآواز بلند پکار کر کہا کہ
اے بادشاہ طلسم آذر جادو مارا گیا افراسیاب یہ خبر سنکر تھرانے لگا مارے غصے کے ہونٹھ چبانے لگا
اور ایک ساحر ارماق جادو نام سے کہا کہ تم جاکر فلان صحرا مین لاش آذر کی پڑی ہے اوٹھا کر دفن کر دینا
اور جو تصویر کہ مینے اوسے دی تھی واسطے کرنے عیارونکے وہ اوسکے پاس ہوگی اوسے لاکر مجھے دینا
مین صبحکو ایک ایسے ساحر کو بھیجونگا کہ وہ سب عیارونکو گرفتار کر لائیگا اسوقت رات ہوگئی ہے تم بھی
جنگل مین نہ ٹھہرنا تصویر لیکر لاش دفن کرکے چلے آنا یہ کہکر افراسیاب مشغول عیش و آرام ہوا اور
ارماق وہانسے جہان آذر مارا گیا تھا آیا لاش اوسکی دفن کی اور تصویر لیکر پھر گیا جاکر افراسیاب
کو دی اس عرصے مین رات تمام ہوئی اور ساحر مشرق جھولی زرتار شعاع کی لیے چرخ شعبدہ باز پر آیا نظم

صبح کہ قندیل زر آفتاب — شعلہ زد از گنبد نیلی قباب
مہرۂ مہر از دل صندوق چرخ — یافت ز انوار فلک انقلاب
صنعت مشاطۂ صبح سفید — باز کشود از رخ رنگی نقاب
جوہری چرخ جواہر فروش — کرد عیان دانۂ دُر خوش آب

دم سحر عیاران نامور نے اطاعت خدا مین گردن جھکائی جب فارغ ہوے کمر ہمت چست باندھکر
اپنی اپنی جگہ سے آگے راہ لی افراسیاب بھی خواب نوشین سے بیدار ہوا اور باغ سیب مین
جاکر سریر جہانبانی پر بیٹھا ارکان سلطنت حاضر ہوے ناچ سامنے ہونے لگا دور جام شراب چلنے لگا
جب دماغ افراسیاب کا بادۂ ناب سے گرم ہوا چند ساحرونکو حکم دیا کہ عمرو اور چار عیار طلسم مین آئے ہین
اور ساحرونکو قتل کرتے ہوے قریب دریاے خونروان کے پہونچ چکے ہین اور مہرخ صحراے
نرگس و ارژنگ اسد اور مہ جبین کو ڈھونڈھتی ہوئی جاتی ہے اور اسد وغیرہ بھی درۂ کوہ مین
چھپے بیٹھے ہین لہذا تم لوگ اب عیارون کے فراق مین نہ جاؤ ملکہ جہان اسد بیٹھا ہے اوس طرف
جاؤ کہ وہین مہرخ بھی آتی ہے اور عیار بھی آتے ہین اوسی جا سبکو گرفتار کرنا یہ کہکر تھوڑی خاک اون

ساحرونکو دی کہ یہ مٹی قبر سامری وجمشید کی ہی جس ساحر پر یہ تھوڑی خاک ڈالدو گے گو کہ کیسا ہی زبردست
ہوگا مگر بیہوش ہوجائیگا وہ ساحر کہ نام اونکے بروقت مقابلہ مورخ بیان ہونگے خاک لیکر روانہ ہوے
لیکن حال عیاران سنیے کہ کوہ ودشت طلسم طی کرتے چست وچالاک بنے اپنے سایہ سے رم کرتے چلے جاتے
ہین اور سب الگ الگ ہین عمرو رات بھر کا بھوکا پیاسا یہ سوچتا چلا جاتا ہے کہ کوئی گانون یا شہر
ملے تو عیاری کرکے صبح کا وقت ہی بہنی کرون اور روٹی کھاؤن اسی سوچ مین کچھ دور چلا تھا
کہ سامنے ایک سواد شہر دکھائی دیا یہ جلد راہ طے کرکے قریب حصار شہر آیا دیکھا چاردیواری
اسکی سنگ مرمر کی بنی ہے منقش ورنگین ہے دروازہ فولادی لگا ہی مثل چشم انتظار عاشق کھلا
ہی کوئی دربان نہین ہے بلکہ یہان کوئی انسان نہین ہی عمرو اندر شہر کے گیا یہان دوکانین
آراستہ تھین جابجا اشیاے نفیسہ واقمشہ واجنسہ لطیفہ کا ڈھیر لگا تھا لیکن کسی دوکاندار کا
پتہ نہ تھا کسی سمت جوہری کی دکان تھی جواہر کی کان تھی کہین بزازہ تھا کسی طرف صرافہ تھا
مگر کوئی نظر نہ آتا تھا عمارتین مرتفع وبلند جگہ دلپسند مکانات شہر کے خالی نہ کوئی اکا وارث نہ
والی عمرو سیر کرتا ہر طرف شہر مین پھرا ایک سمت میدان وسیع دیکھا وہان قلعہ مستحکم اور
نہایت استوار بنا تھا تا سقف سپہر دوار بلند ومرتفع تھا نظم

یکی قلعہ دید کہنہ محکمی　　گز و خیرہ گشتہ سر آدمی
ز بالش سر چرخ کوتاہ دست　　سپہر بلند از بلندیش پست
سر بر جہان کشیدہ بجاہ　　دران قلعہ ہیچون ستارہ بجاہ
فلک نقشی از طاق ایوان او　　مہ و مہر و بہرام دربان او

دروازہ اوس قلعہ کا بھی کھلا تھا کوئی روکنے والا نہ تھا عمرو اندر گیا دیکھا ایوان شاہی بنا ہے
تخت جواہر کار بچھا ہی گرداگرد تخت کے کرسیان اور دنگل آراستہ ہین اور جا بجا کرسیان قریب تخت بچھی
ہین اونپر پتلیان کاغذ کی بیٹھی ہین عمرو جب آگے بڑھا اون پتلیون نے کہا کیون موی تو یہان بھی آیا
عمرو پتلیونکو بولتے دیکھکر حیران ہوا پھر خیال کیا کہ مقام طلسم ہے کچھ ایسی باتون کا تصور نکرو اور
یہانسے نکل چلو یہ سوچکر قلعے سے باہر نکلا شہر مین آکر دکانین خالی مالک سے پاکر کچھ چیزین اوٹھا
چاہا زنبیل مین رکھون کہ یکایک زمین شق ہوئی انھین چار پتلیون مین سے جو قلعہ مین تھین
ایک پتلی نے زمین سے نکلکے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا موڈی کاٹے چوٹے خیریت اسی مین ہی کہ
جو چیز اوٹھائی ہو رکھدے عمرو نے جلدی جو اوٹھایا تھا رکھدیا پتلی نے ہاتھ چھوڑدیا اور زمین مین

سمائی عمرو آگے چلا پھر لالچ آیا کہ افسوس یہ سب چیزین مفت جاتی ہین پھر ایک جگہ سے کچھ اسباب اٹھایا فوراً زمین شق ہوئی عمرو سمجھا کہ پتلی آئی وہ چیزین لیکر بھاگا اور بہت دور جاکر ایک گلی مین ٹھہرا جیسے ہی پانوں ٹکائے تھے کہ زمین سے پتلی نے نکل کر ہاتھ پکڑ لیا اور کھینچتی ہوئی وہین لائی جہان سے عمرو نے وہ چیز اوٹھائی تھی عمرو کا کچھ بس نہ چلا ناچار جو کچھ لیا تھا وہ سب رکھدیا پتلی غائب ہوگئی اور عمرو نے بمجبوری وہان سے آگے کی راہ لی دل مین کہتا تھا کہ کل سے آج تک دو کوڑیان بھی نصیب نہوئین کیا بدقسمتی ہی آخر لاچار اوس شہر سے باہر نکلا اور جنگل کا راستہ لیا یہان تک کہ بعد قطع منازل دریای خونروان پر پہونچا دیکھا کہ بحر زخار ہی امواج قہار ہے نہنگان خون آشام دمبدم سر پانی سے نکالتے ہین غوطہ مارتے ہین کہ ؎ سہمگین آبی کہ مرغابی

در وایمن نبود ٭ کمترین موج آسیاسنگ از کنارش در ربود ٭ بلکہ اشعار

آب تھا یا کہ بحر تھا زخار
جسکا ہر قطرہ موج تھا تہ دھکا
موج کا ہر کنارہ طوفان پر
مارے چشمک حباب عمان پر
گذر آب جب نہ تب دیکھا
ساحل اسکا نہ خشک لب دیکھا

بیچ دریا پر پل بنا ہی لیکن دھوئین کا ہی تین درجے پل کے ہین اوپر کے درجے مین ہزار ہا برج بنے ہین پریان اور دیو بوقین اور شہنا منہہ سے لگائے کھڑے ہین اگر ایک بوق بجے سارے طلسم کے ساکن بیہوش ہوجائین پریزادین برج کے اندر موتی جھولیون مین بھرے اوچھالتی ہین ایک درجے مین زنگی لڑ رہے ہین سر کٹ کٹ گر رہے ہین خون زخمون کا انکے بہکر دریا مین جاتا ہے بجائے پانی کے خون بہتا ہی ہر چند عمرو نے کوشش کی کہ دریا کے اوسپار جاؤن کسیطرح ممکن نہوا اسلئے کہ حد طلسم ظاہر اور باطن کے درمیان مین یہ دریا واقع ہوا ہی اور اسطرف طلسم باطن ہی بغیر حکم افراسیاب کوئی وہان نہین جاسکتا ہی ساحران نامی کے رہنے کی جگہ ہی ناچار جب عمرو نہ جاسکا روغن درنگ عیاری لیکر ایک گوشہ مین ٹھہر کر صورت اپنی پندرہ سولہ برس کے نوجوان کی بنائی داڑھی مونچھ کپڑے سے باندھکر اوسپر رنگ ایسا لگایا کہ چہرہ بھولا بھولا بچون کی طرح کا معلوم ہونے لگا آنکھون مین سرمہ دنبالہ دیا ہاتھون کو حنا آلودہ کیا انگرکھا بسنتی زنگاری اپہنا گلبدن کا پاجامہ زیب تن کرکے کنگنا کلائی مین باندھا بھاری اوگی مقیش کے پھندنے لگی ہوتی اوس مین ملکے پاؤن مین پہنکر زنبیل سے لٹیا اور ڈور نکال کر دریا مین شست پھینکی او کنارے ڈوری پکڑ کر آپ ٹھہرا اتفاقاً خمار جادو بہن مخمور سرخ چشم کی کہ یہ دونون معشوق افراسیاب

کی ہین اور بڑی زبردست ساحرہ ہین طلسم باطن مین رہتی ہین اُسوقت خمار جادو کسی کام کو گئی تھی پھری ہوئی اپنے گھر جاتی تھی جب قریب دریا کے پہونچی دیکھا ایک نوجوان کہ ہنوز سبزہ بھی اوسکے رخسار تابان پر آغاز نہین ہوا ہی سرو قامت سہی بالا ہی بحر حسن وجمال کا گوہر یکتا ہے ابرو ہلال فلک ہین بدر سیما ہی کہ قطعہ

سنتے ہین کہ تھا حسن کا بانی یوسفؑ ۔ رکھتا تھا کہان یہ نوجوانی یوسفؑ
سب کہنے کی ہی بات کہ یون تھا وہ یون تھا ۔ ہرگز بھی نہ ہوگا اسکا ثانی یوسفؑ

شست ہاتھہ مین لئے کھڑا ہی خمار جادو کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ شخص ایسا نادان ہی جو اتنا نہین جانتا کہ دریای سحر ہی اسمین مچھلیان کہان یہان بھی شکار کھیلتا ہی لاؤ اسے سمجھاؤن اور شفقت بیفائدے بچاؤن یہ سوچکر اپنے اژدہے پر سے اُتری اور قریب عمرو کے آئی کہا میان صاحبزادے یہ کیا سودا ہی کہ دریای سحر سے مچھلیان شکار کرنا چاہتے ہو عمرو نے اُسکے پکارنے سے نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحرہ غیرت مہر منیر کم سن لباس اور زیور سے آراستہ لالے مروارید کے گلے مین بڑے بال بال موتی پروئے کا ابیات

لٹین منھہ پہ چھوٹی ہوئین سر بسر ۔ کہ بدلی ہو جون مہ کے ادہر ادہر
وہ بن پوچھی ہونٹھون کی مسی غضب ۔ کہ منھہ پہ تھی گویا قیامت کی شب
فقط کان مین ایک بالا پڑا ۔ کہے تو کہ تھا مہ کے ہالا پڑا
وہ پشواز اگرئی وہ نرگس کے ہار ۔ وہ کمخواب کی بند رومی ازار
بندھا سر پہ جوڑا پڑی زرد شال ۔ کمر کی لچک اور منک کی وہ چال
وہ شبنم کی انگیا بنی تنگ و چست ۔ کنارون پہ مینا بنت کی درست
وہ اُٹھتی ہوئی چین پشواز کی ۔ وہ مسکی ہوئی چولی انداز کی
وہ مستی کا عالم وہ تیوڑے چھڑے ۔ وہ پانوُن مین سونیکے دو دو کڑے

دیکھتے ہی عمرو کے منھہ مین پانی بھر آیا کہ فاقے سے تھے دو روز گذرے خدا نے شکار خوب فربہ بھیجا اسکا ساحرہ کو قتل کرکے زیور و لباس اُتار لو خیر کچھہ قرض ادا ہو جائیگا یہ خیال کرکے اسکی جانب متبسم ہو کر دیکھا اور پوچھا کہ تم کیا کہتی ہو مین نے سُنا نہین خمار جادو نے کہا مین یہ سمجھاتی ہون کہ یہ دریا اصلی نہین بلکہ سحر سے بنا ہی اسمین شکار ماہی کرنا سراسر حماقت ہی اس رنج و تعب سے باز آؤ اور اپنے گھر جاؤ عمرو نے کہا واہ ہم کئی مچھلیان شکار کر چکے کباب بھی لگا لے اب دو ایک اور شکار کر لین تو جائین اور اپنی بی بی کو کباب کھلا کر راضی کرین خمار جادو نے جب سُنا کہ مچھلیان یہ شکار کر چکا بحر حیرت مین غرق

ہوئی اور کہا ای عزیز تو کہان رہتا ہی اور بی بی کا ذکر کیا کرتا ہی عمرو نے کہا ہماری شادی کل ہوئی
تھی جب ہم بی بی سے اختلاط کرنے لگے اُسنے کہا ہم دریای خونروان کی مچھلیون کے کباب کھائینگے
تو تمسے بات کرینگے ورنہ مُنھ سے نہ بولینگے یہ سنکر ہم مچھلیان پکڑنے کے لئے جاتے ہین خمار جادو اُسکی
بھولی بھولی باتین سنکر مارے ہنسی کے لوٹ گئی اور کہا او مورکھ نادان جورو تیری فاحشہ ہی جسنے تجھے
اُسنے خراب کیا ہی کہ دریای سحر پر جا کے مچھلیان پکڑنے کی بے ادبی کرے تاکہ مارا جاے اور ہین فریب اُڑاون خبردار
اب ایسی حرکت نہ کرنا میرے ساتھ چل تجھے چاند کی صورت کی جورو دلادون ایسی قحبہ عورت سے
ہاتھ اُٹھا عمرو نے یہ بات سنکر کہا خراب اور فاحشہ تو آپ ہوگی چل اپنا کام کر میری جان اپنی
بی بی پر قربان ہی خمار جادو نے خیال کیا کہ یہ ابھی بالکل نرا بچہ معلوم ہوتا ہی اور بچہ کم سن ہی کسیسے
پھنسا نہین نوش وصل نیش فصل کا مزا چکھا نہین اسیوجہ سے اپنی بی بی پر فریفتہ ہی اگر ہوسکے
تو ایسے کم سن کو اپنے پاس رکھو اور اسکی رعنائی و زیبائی کی بہار لوٹو اب اس سے گفتگو سخت
اگر کچھ لگاوٹ کی باتین کرو یہ دل سے منصوبہ کرکے قریب عمرو کے آئی اور کہا ای رشک قمر کس منزل
مین تم رہتے ہو عمرو نے کہا تمھارے دل مین رہتے ہین خمار جادو نے ہنسکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا
لاؤ ہمین بھی اُس مچھلی کے کباب جو تمنے شکار کی ہی کھلاؤ عمرو نے کہا خوب اگر ہم تمھین کباب کھلادین
تو اپنی بی بی کے لئے کیا لیجائین خمار جادو نے اِسے گلے سے لگایا اور کہا ہم تمھاری بی بی بنینگے
عمرو نے کہا سچ کہو تم ہماری بی بی بنوگی اُسنے کہا ہان عمرو نے اُسکو لپٹ کے خوب پیار کیا اور کہا
ہمین جورو سے مطلب ہی خواہ تم ہو یا کوئی ہو چلو الگ چلکر بیٹھین اور کباب کھلائین خمار جادو
کنارے دریا کے ایک درخت کے نیچے آکر ٹھہری عمرو نے چادر کمر سے کھول کر بچھائی اور اُسے بٹھایا
اور جیب سے کباب ماہی نکال کر سامنے رکھے خمار جادو نے کہا اگر شراب بھی ہوتی تو لطف تھا
عمرو نے کہا میرا گھر یہان سے قریب ہی ابھی لایا اور سحر کرکے بہت جلد آؤنگا گھر تمھین نہین لیجا سکتا
کسلئے کہ زوجہ میری غل مچائیگی یہ کہکر اُٹھا اور گلیم عیاری اوڑھ کر غائب ہوگیا خمار جادو سمجھی
کہ بڑا ساحر ہے جبہی تو نظر سے پوشیدہ ہوگیا الحاصل عمرو نے بعد لمحہ کے زنبیل سے گلابی شراب کی
نکال کر آغشتہ بدارو بیہوشی کی اور گلیم اُتار کر ظاہر ہوا اور سامنے خمار جادو کے شراب حاضر کی
اوسنے جام بھرا اور عمرو کو دیا عمرو نے گلے مین ہاتھ ڈال کر کہا جان جہان پہلے تم پیو اور لبون
سے جام لگا دیا خمار جادو کو اِسکا اٹھلانا بہت پسند آیا اور مُنھ اپنا کھول دیا عمرو نے سارا
جام حلق مین اونڈیل دیا حلق کے نیچے شراب کا اُترنا تھا کہ ایک چھینک آئی اور چکر کھا کر خمار گری

بیہوش و مدہوش ہوگئی عمرو نے زیور اور لباس اُتار لیا اور اسکے بالون مین موتی پروئے تھے
عمرو نے اُسترا نکال کر سارا سر مونڈ لیا کہ اب کون ایک ایک موتی نکالے اور خنجر لیکر چاہا تھا کہ اُسے
ذبح کرے کہ یکایک دریا مین تلاطم ہوا اور نگہبان دریای خون روان کے دوڑے عمرو نے گلیم
اوڑھ لی اور غائب ہوگیا لیکن پاسبان دریا خمار کو اُٹھا کر پاس افراسیاب کے لے گئے اُسنے
معشوق کا یہ حال دیکھکر افسوس کیا اور لباس پہنایا ہوشیار کیا حال پوچھا خمار جادو نے کہا ایک
شخص دریاے خون روان پر مچھلیان پکڑ رہا تھا مین نے منع کیا اُسنے کہا مین شکار کر کے کباب
بھی لگا چکا ہون تم بھی کباب کھاؤ مین نے تعجب کر کے ایک کباب کھایا بیہوش ہوگئی یہ سبب
کہا مگر اپنا فریفتہ ہونا نہ کہا افراسیاب نے کہا وہ عیار ہوگا اے ملکہ طلسم مین عیار آئے ہین اب تم
جہان کہین جانا کسی کے فریب مین نہ آنا ورنہ عیار قتل کر ڈالین گے بڑے دغاباز اور جعلساز ہین مینے
ساحرون کو بھیجا ہے وہ آلین تو ملکہ حیرت جادو کو مع لشکر ساحران بہر جنگ مہرخ روانہ کرون
اور اسد کو قتل کراؤن یہ کہکر دستک دی کہ چند طائر خوشرنگ درختان باغ سے اُڑ کر پاس آئے اُسنے
حکم کیا کہ جاکر جہان اسد اور مہرخ بیٹھے ہون وہان کے درختون پر بیٹھو اور جو کچھ وہ مشورہ کرین
وہ سب حال سنو اور مجھے آکر اطلاع دو طائر یہ حکم سُنکر اُڑے اور اسد کی طرف چلے مگر عمرو دریا
کے کنارے کنارے پھر روانہ ہوا اور اُس پار نہ جاسکا آخر کچھ عرصہ کے بعد ایک پہاڑ کے قریب پہونچا
دیکھا کہ یہ کوہ پرشکوہ زیور سے گلون کے مثل عروس شب اول کے آراستہ ہے دامن کوہ مانند قالب
پاکدامنون کے مصفا ہے کوسون تک زعفران کے کھیت لگے ہین گلہاے زرد سے صحرا بسنتی ہے ؎

زردی گلو نے چھائی تو ظاہر ہوا بسنت | دیکھو اگر تو رنگ یہ فصل خزان پہ ہے

بلکہ بسنت پسند دلکو مرے چھاؤن ہی ہو پھولون کی ؛ عجب بہار ہے ان روزون زرد پھولون کی ؛
پہاڑ سے آبشار ہو رہا ہے اوپر کوہ کے گانا ناچ ہوتا تھا صدا اُسکی سُنکر عمرو گھاٹیون کو طے کر کے
سر کوہ پر آیا یہان عجب جلسہ نظر آیا دس بیس نازنین ماہ پیکر لباس زعفرانی اور ارغوانی زیب
کئے بیٹھی ہین فرش ملوکانہ بچھا ہے ناچ ہو رہا ہے درخت مین جھولا پڑا ہے کچھ عورتین جھولتی ہین تھوڑی
کھڑی پینگ دیکر جھلا رہی ہین جب پینگ بڑھتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کافرون کا ارادہ آسمان
چھو لینے کا ہے ہر ایک مثل طاؤس مست جھومتی ہین جھولے پر وہ غرور حسن ہے کہ ہوا سے باتین کرتی
ہے عمرو نے انھین دیکھ کے چاہا کہ کسی درخت کی آڑ مین بیٹھ کر شکل اپنی تبدیل کرون اور ان مہ
جبینون مین جاکر ملون لیکن انھون نے جیسے ہی عمرو نے پہاڑ پر قدم اپنا رکھا ویسے ہی غل مچایا کہ عمرو آیا

عمرو کو کچھ بن نہ آیا اور گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا اور خیال کیا کہ یہ مرحلے طلسم کے ہین بغیر طلسم کشا کے
فتح نہونگے ان عورتون پاس جانا بیکار ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ پتلیان بانیان طلسم نے علم نیرنج سے بنائی
ہین ان سبکا حال لوح طلسم بتائیگی یہ سوچکر پہاڑ کے نیچے اُترا اور آگے کا راستہ لیا یہان تک کہ بعد
قطع منازل اُسطرف آنکلا کہ جہان درہ کوہ مین اسد وغیرہ اور مہ جبین الماس پوش بیٹھے
عمرو نے دیکھا کہ سامنے درہ کوہ مین ایک ساحرہ کھڑی ہی اور اسد بیٹھا ہی ایک نازنین حور مثال
پہلو مین جلوہ گر ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ درہ کوہ نہین ہی بلکہ برج حمل مین قران شمس و قمر ہی عمرو نے
پکار کر کہا کیون اے چھوکرے خوب واسطے فتح کرنے طلسم کے تو آیا تھا کہ رنڈی بازی مین پڑگیا
اسد نے آواز عمرو کی پہچانی نگاہ اُٹھا کر دیکھا اور عمرو کو بھی نکر اُٹھ کھڑا ہوا کہا دادا جان آئی ہی
واضح ہو کہ عمرو نے اسد کے باپ یعنی کرب کو اپنا بیٹا کیا ہی اسوجہ سے اسد انھین دادا کہتا ہی
غرضکہ اسد نے تعلیم کی عمرو نے گلے سے لگایا دعاے جان درازی دی اور اکر درہ مین بیٹھا
اور بھیانک ہوکر ملکہ مہ جبین کو دیکھا اور کہا ای اسد یہ کس بدقطع بلّی عورت کو تو نے ہم پہلو
کیا ہی لاحول ولا قوۃ کیا تیری یہی نیت ہی ملکہ یہ کلام سنکر کھسی اور شرمندہ ہوئی اسد نے
کان مین کہا ای ملکہ یہ لالچی [illegible]ت ہین اگر انھین کچھ دو تو ابھی تمھاری تعریف کرنے لگین انکے
بُرا کہنے کا کچھ خیال نکرو ملکہ نے کڑے جواہر کے ہاتھ سے اُتار کر عمرو کے دئے عمرو نے کہا اے ملکہ
تیرے لایق یہ نواسا حمزہ عرب کا کب ہے تو وہ شاہزادی عالی وقار ہی کہ تیرے ہم رتبہ بڑے بڑے
شاہان روی زمین نہین اسد اور دلارام اور ملکہ سب عمرو کی باتون پر ہنسنے لگے عمرو نے کہا
خدا انھین ہنستا ہی رکھے عمرو نے کہا ای ملکہ طلسم فتح ہوجائیگا دادا جان آگئے کیا غم ہی انشاءاللہ
پہلوانون کو مین ماردونگا اور ساحرون کو یہ فی النار کرینگے ملکہ یہ باتین سُنکر خوش ہوئی لیکن حال
سُنئے کہ مہرخ چوبیس ہزار ساحر کا لشکر لیکر چلی تھی اسد کو ڈھونڈھتی ہوئی لشکر سے آگے الیکی
بڑھ آئی اور شکیل جادو سے کہا کہ تم لشکر لیکر عقب مین آو غرضکہ مہرخ بھی آکر قریب اسی درہ کوہ
کے پہونچی جہان اسد وغیرہ تھے دلارام جو پہرے پر کھڑی تھی اُسنے مہ جبین کو خبر دی کہ نانی
جان آپکی آتی ہین یہ سنتے ہی ملکہ سمجھی کہ ہم سبکو گرفتار کرنے کو آتی ہی کہا اب بڑا غضب ہوا اسد
نے کہا مین جاکر قتل کرتا ہون اور تلوار لیکر اُٹھا اور عمرو گلیم اوڑھکر پوشیدہ ہوگیا کہ مبادا گرفتار
نہو جاؤن تو کچھ نہو سکیگا لیکن جب اسد تلوار لئے سامنے مہرخ کے آیا اُسنے کہا کہ ای شاہزادہ
عالی تبار یہ کس لئے آپ شمشیر برہنہ تشریف لائے ہین مین آپکی دوست ہون اور اطاعت کرنے

آئی ہون مہ جبین کی نانی ہون میری بچی کہان ہی یہ باتین سنکر مہ جبین اُٹھکر دوڑی اور مہرخ
کے قدم پر گری اُسنے سر اِسکا سینے سے لگایا اور کہا ای فرزند دیکھئے انجام ہمارا اور تمھارا کیا ہو افراسیاب
بڑا زبردست ہی مین بگڑ کے چلی تو آئی ہون لیکن مقابلہ شہنشاہ سے نہین سکتی وہ چاہے گا تو
ایک آن مین ہم سبکو برباد کر دیگا اسد نے کہا وہ کیا گیدی ہی جو برباد کر دیگا خدا ہمارا حافظ
و نگہبان ہی تم باطمینان تمام یہان بیٹھو ہم جانبازی اور سرفروشی کو حاضر ہین اگر تم ہماری شریک
ہوئی ہو تو خدا کی رحمت پر تکیہ و بھروسا کرو مہرخ نے کہا یہ سب جو تمنے کہا سچ ہی مگر ظاہر بھی تو کچھ
دیکھا جاتا ہی اسد بولا کہ ریش تراشندۂ سکران و سر برندۂ جادوگران یہان تشریف لائے ہین
ایکدن افراسیاب کو بھی مثل سگ نجس کے مار ڈالین گے مہرخ نے کہا سبکو دیکھا ہی افراسیاب
ایسا زبردست ہی کہ کوئی مقابلہ نہین کر سکتا لیکن مین جو آئی ہون تو کیا اب پھر تھوری جاؤنگی
چاہے جان رہے یا نرہے مقابلہ کرونگی اُسوقت دلارام نے کچھ فرش بچھایا سب بیٹھے لیکن عمرو ظاہر
سنو اکہ شاید یہ باتین اُسکی از راہ مکاری ہون اور چاہتی ہو کہ جب سب جمع ہولین اُسوقت
گرفتار کرون غرضکہ جب سب بیٹھے پھر مہرخ نے کہا ای شاہزادی مین نے نجوم مین دیکھا ہی کہ تو
قاتل بادشاہ طلسم ہی اُسوقت صفت اور شوکت افراسیاب بیان کر کے تیری شجاعت کا امتحان
کرتی تھی بارے الحمد للہ کہ تو قوی دل اور مرد مردانہ و شیر بیشہ جلادت ہی ع این کار از تو آید
و مردان چنین کنند۔ الحاصل یہ آپس مین سب بیٹھے گرم سخن تھے کہ فرستادگان افراسیاب
مین سے راہدار جادو آکر پہونچا اور مہرخ کو بیٹھے دیکھکر للکارا کہ باش او نمکحرام مثل مشہور ہے
کہ دریا مین رہنا اور مگر سے بیر شہنشاہ سے بگڑ کر کہان جائیگی مہرخ نے اس ساحر کو آتے دیکھکر
اپنے جھولے سے سحر کا گولا فولادی نکالا اور سحر پڑھکر مارا کہ وہ گولا قریب راہدار کے جاکر پھٹا
اور اُسمین سے ہزار ہا پرکالے آتش کے مثل تیر شہاب کے نکلے اور راہدار پر چلے اسکے پاس
خاک قبر جمشید ہی ایک خاک اُسنے اُڑائی وہ پرکالے آتش کے دفع ہوئے اور پیش قدمی کر کے
دوسری چٹکی خاک کی مہرخ اور دلارام پر ڈالی کہ یہ دونون بیہوش ہو گئین اُسوقت اسکے
اُٹھکر تلوار ماری راہدار نے سحر پڑھکر جو پھونکا اسد بحس و حرکت ہو گیا اُسنے مع مہ جبین
سبکی مشکین باندھ لین اور لیکر چلا عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا گلیم اُتار کر ظاہر ہوا اور کلہ فلاخن مین
پتھر ساڑھے پانچ سیر کا بلور ہشت پہل ترشا ہوا رکھ کر پکارا کہ ای راہدار جادو ذرا ٹھہر جانا راہدار
آواز سنکر ٹھہرا اتنے عرصہ مین نشانہ عمرو کا بندھ گیا ایسا تاک کر پتھر مارا کہ کاسۂ سر ترشش کر دور

جا کر گرا صدا ہای مہیب پیدا ہوئین اور مہرخ ہوشیار ہوئی دیکھا اندھیان اُٹھ رہی ہین شور بگیر بگیر کا
بلند ہی یہ دیکھ کر اُسنے سحر کیا کہ وہ آفت موقوف ہوئی اور لاش راہدار جادو کی پڑی دیکھی اور ایک
عجیب الخلقت انسان یعنی عمرو کو کھڑا دیکھا ازبسکہ عمرو کو پہچانتی نہ تھی چاہا کہ سحر کرکے گرفتار کرلون
یہ بھی کوئی ساحر ہی عمرو اوسکے ارادے پر مطلع ہوا فوراً حباب بیہوشی مارا کہ وہ منھ پر پڑا پھٹا
اور بیہوشی آمیز پانی ناک مین مہرخ کے گیا کہ یہ بیہوش ہوگئی اور عمرو گلیم اوڑھ کر پھر چھپ گیا
لیکن دلارام اور اسد وغیرہ کہ سب رہا ہو چکے تھے اُنھون نے مہرخ کو پھر ہوشیار کیا اسنے پوچھا
کہ یہ کیا ماجرا ہی اسد نے کہا دادا جان مے راہدار کو مارکر ہم آپ کو چھوڑا یا اور آپ نے انھین گرفتار
کرنا چاہا انھون نے پھر آپ کو بیہوش کردیا اور یہان سے چلے گئے مہرخ نے کہا پھر اُنکو بلاؤ اسکے
کہا آپ ہی بلائے اُسنے باواز بلند کہا ای شہنشاہ عیاران مین آپکی بہت مشتاق ہون صورت مبارک
اپنی دکھائے کیا مین قابل ملاقات نہین ہون جو مجھے آپ دیکھ کر چھپ جاتے ہین عمرو نے کہا
رونمائی چاہئے اگر مجھ منھ دکھائی دو تو صورت دکھائین اسد اور سب ہنسنے لگے اور مہرخ نے
زیور اپنا اُتار کر رکھا اور کہا لیجے رونمائی حاضر ہی عمرو روپیہ دیکھ کر ظاہر ہوا اور وہ زیور لیکر داخل
زنبیل کیا مہرخ نے جو صورت عمرو کی دیکھی جیسی کہ سابق مین ذکر کی گئی نہایت حقیر پائی سمجھی
کہ یہ کیا کسی سے مقابلہ کریگا خواجہ نے اُسکی نگاہ پہچانی کہ مجھے بنظر حقارت دیکھتی ہی کہا تم جانتی ہو
کہ یہ دبلا پتلا آدمی کیا کرسکے گا کسی سے کیونکر لڑے گا مہرخ نے کہا تو بڑا فہیم ہے کہ جو میرے دل مین
آیا وہ پہچان گیا عمرو نے کہا مین پیشانی پر جو شکن پڑتی ہی اُسکی سطر بنا کر پڑھتا ہون جو کسی آدمی
کے دل مین آئے وہ بتلا دیتا ہون یہ باتین ہو رہی تھین کہ دوسرا ساحر فرستادۂ افراسیاب
فولاد جادو نام آکر پہونچا اور اِن سبکو بیٹھے دیکھ کر دور ہی سے ڈانٹا کہ خبردار ای باغیان مین
آپہونچا اب کہان بچکر جاؤگے عمرو نے اُسے دیکھ کر کہا ای مہرخ تم بڑی ساحرہ ہو دیکھین اس سے
کیونکر لڑتی ہو اُسنے کہا ای عمرو پہلی بار تو مین بیہوش ہوگئی تھی مین نے نہین دیکھا کہ تم نے
کیونکر راہدار جادو کو مارا اسوقت دیکھون کہ اِسے کیونکر قتل کرتے ہو عمرو نے کہا مثل سگ
نجس کے اسے مارے ڈالتا ہون یہ کہکر بصورت اصل جسطرح بیٹھا تھا اُسی طرح اُٹھکر سامنے فولاد
جادو کے آیا اور للکارا کہ او بیحیا کیا بکتا ہی اور جھک مارتا ہی ادھر کہ تو میرا شکار ہی فولاد جادو
نے ایک ناریل چھوٹی سی نکال کر سحر پڑھنا شروع کیا عمرو نے بھی ایک ترنج نکالا اور کچھ بدبدانے
لگا فولاد سمجھا کہ یہ بھی ساحر زبردست معلوم ہوتا ہی غرضکہ عمرو نے کہا ای نالائق تو برائے بھم دیدہ

لڑنے آیا پس پشت تیرے اور ایک جادوگر آتا ہی فولاد نے یہ سُنکر پیچھے پھر کے دیکھا عمرو نے اِسی دیر مین جست کر کے اُسکے قریب اپنی تئین پہونچایا اور جب اُسنے اُدھر دیکھا کہ کوئی بھی نہین عمرو جھوٹا دھوکا دیتا ہی پس عمرو کی طرف پھرا عمرو نے حباب بیہوشی مُنھ پر مارا کہ چھینک آئی اور چکر کھاکے گرنے لگا عمرو نے گرتے گرتے اُسکے خنجر مارا کہ سر کٹ کے دور گرا شور نشور قیامت آسا بلند ہوا اندھیرا ہو گیا مہرخ نے سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ سیاہی موقوف ہوئی عمرو کو دیکھا کہ تسبیح لئے الگ کھڑے یا حفیظ یا حافظ پڑھ رہے ہین کہ خداوند ابچایا مجکو مہرخ پاس آئی اور کہا ای شہنشاہ عیاران سبحان اللہ کیا کہنا کتنا جلد اِسکو آپ نے جہنم واصل کیا مین آپکی کنیز ہون آئیے بیٹھیے یہ کلام ہو رہے تھے کہ سامنے سے گرد اُڑی اور نقارون کے بجنے کی صدا آئی دیکھا تو آگے آگے نقارچی زری پوش بادلہ کی پوشاک پہنے دمامی شتری اور فیل بجاتے جنکی صدا سے کوہ و دشت تھراتے پیدا ہوئے اور ساحرون کی سواریان ظاہر ہوئین اژدہون پر کاٹھرے کھنچے مُنھ سے اُنکے شعلے آگ کے نکلتے ساحر بزور سحر صورتین مہیب بنائے اسباب سحر کرنیکا لئے نمودار ہوئے اور یکایک اُس دشت مین آگ و پتھر برسنے لگے اور ایک ہنس پر کہ جسکا جسم مثل آگ کے روشن اور چمکتا تھا شکیل جادو بیٹا مہرخ کا اُسپر سوار اور چالیس ہزار ساحر برابا ندھے اور آتش کے جانورون پر مثل طاؤس آتشین اور فیل آتشین وغیرہ پر بیٹھے چلے آتے ہین اور ماہ جادو مادر مہرخ تخت پر سوار اژدہے تخت اُٹھائے لیکر آئے لشکر چوبیس ہزار کا بڑے کر و فر سے آیا خیمے اور بارگاہین جملہ سامان حرب و ضرب شکیل اپنے ہمراہ لایا وہ اسکی سواری کا اُسوقت جلوس تھا کہ شہزادۂ اسد دیکھ کر فرمانے لگا کہ یہ معلوم ہوتا ہی جیسے لشکر امیر کا کوئی سردار آتا ہے کہ نظم

زبس تھا سواری کا ایسا ہجوم ہوا جبکہ ڈنکا پڑی ایک دھوم
برابر برابر کھڑے تھے سوار ہزارون ہی تھی ہاتھیون کی قطار
سنہری روپہلی وہ عماریان شب و روز کی سی طرح داریان
وہ ماہی مراتب وہ تخت روان وہ نوبت کا دوطاکے جیسے سمان
سوار و پیادے صغیر و کبیر جلو مین تمامی امیر و وزیر
سجے اور سجائے سبھی خاص و عام لباس زری مین ملبس تمام
طرق کے طرق اور پرے کے پرے کچھ ادھر اودھر اوس سرے اس سرے
چلی پایۂ تخت کے ہو قریب بدستور شاہانہ پہنتی جریب

مہرخ نے کہا ای شہزادۂ اسد آپکا غلام شکیل جادو میرا فرزند آتا ہی حضور دست مرحمت اُسکے

سر پر رکھین اور تسکین دین اس عرصہ مین شکیل شاہزادے کو اور اپنی مان کو سامنے کھڑا دیکھ کر
ہنس سے اُتر کے حاضر خدمت ہوا اور اسد اور عمرو کو تسلیم کی اسد نے بغلگیر کیا عمرو نے تسکین دیا
مہرخ نے حکم کیا کہ لشکر اپنی جگہ اُترے تبردار شاد اسی وقت بیلدار نکلے اور جنگل کی جھاڑیان جھنڈیان
کاٹ کر میدان کو صاف کرنے لگے سطح صحرا کو شفاف صورت آئینہ کر دیا خیام ذوی الاحترام نصب ہونے
لگے رن کٹہرے بننے لگا دمدمے تیار ہوئے کہین نقب لگائی کسی جا سرنگ کا ڈھنگ کیا کہین مورچہ
کشادہ بنایا کہین تنگ کیا جنگی سامان درست ہوگیا بیچ لشکر مین خیمہ آپ کے قریب بارگاہ فلک
فرسا نصب ہوئی منڈیون اور گنج کے جھنڈے گڑ گئے چوپڑ کا بازار سج گیا دکانون کے نشان ڈالے گئے
خیام شاہی کے روبرو اُردوی معلے کا طور مقرر ہوا اسکین نے چونے کندلیان راوٹیان استادہ ہوئین
لشکر اُترا عیش محل کی زنانی بارگاہ علحدہ استادہ ہوئی ور دولت مقرر کی سردارون اور شاہ کے
جلوس کے لئے وسط لشکر کی بارگاہ ٹھہرائی اس تخت طاوسی مقام صدر مین آراستہ ہوا چارطرف
ڈنگل و کرسیان بچھ گئین سامان راحت جملہ درست ہوا کسی طرف باورچیخانہ بنایا کہین آبدارخانہ
مقرر کیا ایک سمت میخانہ سج گیا لشکر مین بازارین کھل گئین کٹورا کھنکنے لگا مہرخ بارگاہ مین
داخل ہوئی اور اسد سے عرض کیا کہ بسم اللہ تخت سلطنت حاضر ہی جلوس کیجے شاہزادے نے کہا
مجھے دعوی سلطنت کا نہین ہین نواسہ سپہ سالار بادشاہ لشکر اسلام کا ہون دعوی سپاہگری کا
رکھتا ہون یہ بادشاہت شہنشاہ لشکر اسلام کی ہی اسکی حکومت ملکہ مہ جبین کریگی اور چند جنس
زرین تحفہ جات انواع و اقسام کے خدمت شاہ اسلام مین بطور خراج ہر سال بھیجا کریگی یہ کہکر عمرو
سے کہا آپ منجم ہین ساعت سعید بتلائیے کہ ملکہ کا جلوس میمنت مانوس اورنگ شاہی پر ہو عمرو اور
مہرخ نے کہ دونون نے بدل علم ساوی جانتے ہین زمان عشرت اقتران اور آوان سعادت توامان
مین ملکہ مہ جبین کا ہاتھ پکڑ کر تخت سلطنت طلسم پر جلوہ گر کیا تاج شاہی سر پر رکھا اسد اور مہرخ
وغیرہ اور سب امرا اور ارکان نے نذرین دین صدای مبارکباد بلند ہوئی رقاصان زہرہ جبین و زنان
مہرنگین حاضر ہوئین تھاپ طبلے پر پڑی ناچ ہونے لگا ساقیان حور پیکر جام و صراحی بادۂ احمر لیکر
لئے اہل انجمن ساغر عشرت دینے لگے صداے نوشانوش بلند ہوئی اور ہر طرف میکشون کی زبان
جاری تھا کہ ای ساقی خوش ادا سدا تیرا دور رہے عیش و نشاط کا یہی طور رہے بیت

پر کن ز بادہ جام و دمادم بگوش ہوش	بشنو از و حکایت جمشید و کیقباد

عہدون کے خلعت بٹنے لگے ملکہ مہرخ کو وزارت کا خلعت ملا دلارام کو مصاحب خاص بادشاہ کیا

اسد نے لشکر کی سپہ سالاری اختیار کی عمرو کو مشیران سلطنت مین داخل کیا اور یہ رتبہ دیا کہ جو
خواجہ مشورہ دین اُسے بادشاہ لشکر ضرور منظور کرے اور خواجہ عمرو کے حکم سے گردن تابی نکرے اور
اگر خواجہ بادشاہ سے ناراض ہون تو اُسے سلطنت سے معزول کر دین غرضکہ کچہری وزارت کی مقرر
ہوئی مہرخ آکر بیٹھی انتظام ہونے لگا پہلے جو خزانہ اپنی فوج کے ہمراہ لائی تھی اُسے منگوا کر میر بخشی کے
حوالہ کیا اور حکم دیا کہ ڈھنڈھورا پیٹے اور قریب قریب جو اس جنگل کے گانون قصبہ واقع ہوئے ہین
وہان جاکر منادی ندا کرے کہ جس کسی کو نوکری کرنا ہو وہ آئے اور ملازمت کرے اور فوج ساحران
و غیر ساحران یعنی سپاہی و پہلوان وغیرہ بھرتی کیئے جائین لام بندھے یہ ارشاد سنکر ملازم بہر تعمیل
حکم روانہ ہوئے ڈہل زنی شروع ہوئی لوگ آنے لگے وزیر اعظم کو نذر دیکر عہدے پانے لگے کسی کو
کمیدانی کا خلعت ملا کوئی رسالہ دار مقرر ہوا اُسوقت عیار جو الگ الگ عمرو سے چلے آتے ہین انمین سے
ضرغام شیر دل اور جعفر قران اور جانسوز قریب اُس صحرا کے پہونچے اور آواز ڈھنڈھورے کی
سنکر ساحرون کی صورت بنا کر لشکر مین آئے حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ عمرو اور اسد کا لشکر ہے
اور انکی جانب سے فوج بھرتی ہوتی ہے یہ عیار بھی نذر لیکر بارگاہ مین آئے وزیر اعظم مہرخ کو نذر دی اُسنے
پوچھا تم کون ہو عیارون نے کہا شہر عجائب کے رہنے والے ہین جادو جانتے ہین نوکری کرنے آئے
ہین وزیر نے پوچھا کیا تنخواہ لوگے کہا ہزار ہزار روپیہ ماہواری وزیر نے کہا اچھا تمہارا سحر دیکھین
کہ کیسے ساحر ہو عیار بولے بہت خوب اور قران نے ایک ناریل جھولی سے نکال کر سب کے دکھا کر
کچھ افسون پڑھا اور مہرخ کے منھ پر مارا ہر چند اُسنے دستک دی اور رد سحر کیا مگر وہ ناریل منھ پر پڑکے
پھٹا اور دھوان اُسمین سے نکلا کہ مہرخ بیہوش ہو گئی حاضران دربار ساحر جتنے تھے انھون نے
سحر پڑھکے چاہا ہوش مین لائین وہ تو بیہوشی سے بیہوش تھی کسیطرح سے ہوشیار نہوئی سب نے کہا
یہ بڑے زبردست ساحر ہین کہ انکا سحر رد کسی سے نہین ہو سکتا اور عیارون سے کہا کہ بس امتحان ہو چکا
آپ سحر اپنا اُتار لیجے قران نے تھوڑا پانی منگا کر کچھ رد سحر لظاہر پڑھا اور مہرخ کے منھ پر چھینٹا دیا
وہ فوراً ہوشیار ہو گئی عیارون نے کہا آپ نے ہمارا سحر دیکھا اُسنے کہا ہان بڑا زبردست سحر ہے اچھا
ہزار ہزار روپیہ کی تنخواہ ہر ایک کی ہمنے مقرر کی عیارون نے کہا ایک شرط یہ بھی ہے کہ ہم ایک مہینے کی
تنخواہ پیشگی لینگے اور عمرو عیار کے برابر بارگاہ مین بیٹھین گے مہرخ نے ایک مہینے کی تنخواہ پیشگی منگوا دی
اور کہا خواجہ کے برابر بیٹھنے کے لئے چلو مین اُنسے اجازت دلا دون اور انھین لیکر پاس عمرو کے
اندر بارگاہ سلطانی کے آئی عیارون نے دیکھا کہ تخت شاہی آراستہ ہے چارون گوشون پر تخت کے طاؤس سان

زمردین بال جواہر کے کھڑے ہین اور دو ہین انکی بلند اور کشادہ ہو کر سر بادشاہ پر چتر ہو گئی ہین تخت پر جبین
الماس پوش بڑی کروفر سے جلوہ گر ہو تاج لعل و یاقوت کا سر پہ ہی قبائے قلم کار جواہر دوز پہنے ہی
چارقب شہنشاہی در بر ہی پٹکا بیش بہا کمر سے بندھا ہی ہار نو لکھا گلے مین پڑا ہی دلارام سر پہ مورچھل
بال ہما کا لئے مگس رانی کر رہی ہی سامنے دست ادب باندھے ہزار ہا ساحر کھڑے ہین شاہزادہ اسد
دنگل پر قریب تخت بیٹھے ہین خواجہ عمرو کرسی جواہر پہ متمکن ہین عیارون نے وہ تینون توڑے جو تنخواہ مین
لئے تھے خواجہ کو نذر دئے عمرو نے آنکھ چار ہوتے ہی پہچانا کہ میرے ساتھ کے عیار ہین اٹھکر ہر ایک کو گلے
لگایا مہرخ نے حیران ہو کر پوچھا کہ خواجہ آپ انھین کیا جانتے ہین عمرو نے کہا ای ملکہ یہ عیاران لشکر
اسلام ہین اور جانسوز و ضرغام و قران انکے نام ہین انمین قران میرا شاگرد رشید نظر
کردہ شاہ مردان اسد اللہ الغالب علیہ السلام ہی ہر جگہ آکر قید اعدا سے مجھے چھڑاتا ہی اور کبھی گرفتار
نہین ہوتا ہی اور ایک شاگرد میرا اور برق فرنگی طلسم مین آیا ہی نہین معلوم کہان ہی یقین ہی
کہ عنقریب ملے الغرض مہرخ عیارون سے ملی اور بہت خوش ہوئی اور قریب بارگاہ شاہی چار خیمہ
بلند استادہ کرائے پلنگ اور فرش میز کرسی دنگل اور جملہ سامان راحت و آرام انمین موجود کر دئے اور
عیارون سے کہا خیمون مین چلکر آرام فرمائے قران نے کہا مین کبھی خیمہ مین نہین رہتا پہاڑون
کے درے اور غار میرے خیمے ہین مین نظر کردہ شیر خدا ہون ہمیشہ صحرا مین رہتا ہون یہ کہکر یغدا
تیک کر جست کی کہ سراچہ بارگاہ پھاند گیا اور جنگل کا راستہ لیا وہ دو عیار جو باقی رہے انسے عمرو نے
کہا کہ تم خیمون مین فروکش ہو اور لشکر کی حفاظت کرو اور اندر خیمہ کے اسطرح رہنا کہ اگر کوئی تمھین ڈھونڈھا کرے تو نپائے عیارون نے کہا بہت خوب اور خیمون مین اکر پہونچے ہاتھ منھ دھو یا غسل سفر سے
آسودہ ہوئے کھانے کی قسم سے جملہ نعمتین موجود تھین نوش کرکے دربار مین اکر ناچ دیکھنے لگے لیکن
حال برق فرنگی کا سنئے کہ یہ بھی صحرانورد طلسم ہوا تھا اور سیر کرتا ہوا سب عیارون کی خبر لیتا ہوا
چلا آتا تھا کہ ایک مقام بلند پر سے کھڑے ہو کر جو دیکھا تو صحرا مین لشکر کثیر اترا نظر آیا برق ساحر
بنکر لشکر کے اندر آیا حال پوچھا ایک آدمی نے کہا یہ لشکر اسد اور عمرو کا ہی اور سارا حال بیان کیا
برق نے دل سے تجویز کیا کہ اب استاد اور سب ساتھی تو باسایش ایک جگہ مقیم ہین تو چلکر کوئی کار
نمایان کر اسکے بعد لشکر مین چلا آنا یہ تصور کرکے صحرا مین چلا گیا اور ہر طرف صید مطلب کا جویا ہوا
یہان تک کہ ایک جگہ کنوان پختہ جنگل مین بنا دیکھا اور گذرگاہ خلائق اس مقام کو پایا جی مین
کہا ای برق یہ کنوان ایسی جگہ واقع ہوا ہی کہ ضرور ساکنان طلسم مسافر وغیرہ ادھر سے گذرتے ہونگے

اور پانی پیتے ہونگے بس ایسا سوچکر برہمن کی صورت آپ بنا زنار گلے مین ڈالا قشقہ ماتھے پر دیا دھوتی
زانو تک کی باندھکر ڈول اور رسّی لیکر کنوئین کے چبوترے پر بیٹھا بعد تھوڑے عرصہ کے پچاس ساحر
ایک ملک کے ممالک طلسم سے لاکھ روپے خراج کے لئے پاس افراسیاب کے جاتے تھے کنوئین پاس آکر
ٹھہرے اور برہمن سے کہا ہمین پانی بھر کر پلادے برہمن نے پانی پلایا اور کہا میرے پاس ستو بھی ہین
تمھارا جے چاہے تو بہت سستے دام کے ہین ساحرون نے کہا کتنے سیر ہین برہمن نے کہا چار آنے
اُن سب نے لالچ مین آکر مول لیا اور تھالیان اپنی نکال کر نمک سے گھول کر کھاتے ہی بیہوش ہوگئے
برق نے سب کے سر کاٹ ڈالے ایک حشر برپا ہوا بعد تھوڑی دیر کے وہ آفت دور ہوئی برق نے
وہ لاکھ روپے ایک درخت کے نیچے خنجر سے گڑھا کھود کر دفن کردے اور وہان سے پاس عمرو کے چلا
اور لشکر مین ساحر کی صورت بنکر داخل ہوا اور دربار گاہ پر آکر ملازمون سے کہا کہ ہماری خبر شہنشاہ
عیاران سے کردو کہ جان نثار جادو حاضر ہی خادمون نے جاکر عمرو سے عرض کیا عمرو حیران ہوا
کہ یہ کون آیا غرض حکم دیا کہ بارگاہ مین آنے دو ملازم برق کو سامنے لائے برق نے بھی سامان
دربار دیکھا بہت خوش ہوا اسد اور مہجبین اور عمرو سلام کیا اور ایک رقعہ ہاتھ پر رکھکر عمرو کو نذر دیا
اُس رقعہ کو عمرو نے لیکر پڑھا لکھا تھا کہ لاکھ روپیہ مین نے آپکی نذر کے فلان صحرا مین درخت کے نیچے
دفن کر آیا ہون چلکر وصول کیجے عمرو نے پڑھکر بنگاہ غور برق کو دیکھا اور پہچانکر گلے لگایا
اور کہا اے ملکہ مہرخ اسی عیار کا ذکر مین کرتا تھا یہی برق فرنگی ہی الغرض اسکے لئے بھی خیمہ
نہایت عمدہ اور اسباب راحت مقرر کیا کہ یہ خیمے مین آیا اور غسل کیا رنج راہ سے آسودہ ہوا کھانا
تناول کیا اور سو رہا لیکن عمرو بارگاہ سے نکل کر بموجب نشان بتلانے برق کے اُس کنوئین کے
متصل پہونچا اور درخت کے نیچے سے لاکھ روپیہ کھود کر داخل زنبیل کیا اور دل سے کہا ایک اس
بیچارے شاگرد نے تمھاری پریشانی کا خیال کیا ورنہ اور سب تو بالکل نالائق ہین یہ باتین دل
سے کرتا ہوا پھر لشکر مین آیا اور بآرام تمام مسکن گزین ہوا لیکن اس عرصہ مین وہ طائر خوشرنگ
جو افراسیاب نے واسطے خبر گیری اسد اور مہرخ مقرر کیے تھے وہ اس جنگل کے درختون پر
بیٹھے یہ سب ماجرا یعنی آنا مہرخ کا اور مارے جانا راہدار اور فولاد بمعہ جمعیت لشکر ہونا آپس کا
تہیا کہ فوج بھرتی کرنے کے لئے منادی کا ندا کرنا دیکھکر پاس افراسیاب کے آئے اور جملہ کیفیت بیان
کی افراسیاب کو غصہ آیا اور اُسی وقت ایک نامہ ملکہ حیرت اپنی زوجہ کو لکھا کہ بمجرد دیکھنے نامہ
کے اے ملکہ شہر ناپرسان سے تم میرے پاس آؤ مجھے کچھ مشورہ کرنا ہے یہ نامہ ایک چیلے کو دیا اسنے

حیرت پاس پہونچا یا وہ تخت سحر پر سوار ہو کر مع کنیزون و انیسون جلیسون کے پاس افراسیاب کے آئی اُسنے کہا ای ملکہ حیرت تمنے اس نمکحرام مہرخ کو دیکھا کہ مجھسے جمعیت کی ہی اور فوج کو کر رکھی ہی طلسم کشا کی شریک ہوئی ہی ای بایمان خود اگر دریاے خون روان کی ایک پری کو حکم دون اور ایک بوق اگر بجاوے تو ساری خلقت بیہوش ہو جائے مجھے ہنسی آتی ہی مہرخ اور مجھسے مقابلہ حیرت نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ مین مہرخ کو بلوا کر سمجھاتی ہون اُسکی کیا مجال ہی جو آپ سے اُسکے افراسیاب نے کہا اچھا بلواؤ اور سمجھاؤ تمھاری عزیز بھی ہی اور اسی باعث سے مین بھی تامل کرتا ہون اور دوسرے اپنی پرورش اور اُسکے ملازم ہونیکا خیال ہی اور بانیان طلسم لکھ گئے ہین کہ بادشاہ طلسم سے ایک زمانہ ایسا ہوگا کہ رعیت اور ملازم اُسکے منحرف ہو کر آمادہ جدال و قتال ہونگے اسوقت شاہ طلسم اُنسے لطف و مدارا کرے اور جنگ نکرے در حالت رزم و پیکار آثار ادبار شاہ طلسم ہی او حیرت قسم ہے سامری کی اگر یہ امور مانع حرب و ضرب نہوتے تو ایک چشم زدن مین مانند حرف غلط کے ان باغیون کا نقش ہستی مٹا دیتا حیرت نے عرض کیا اس مین کیا شک ہی مگر غافل ایسے ہی کہ بموجب بیت ؎

پشہ چو پرش بزند پیل را با ہمہ تندی و صلابت کہ اوست ؛؛ الحاصل اُسنے ایک نامہ مہرخ کو لکھا کہ ای ملکہ تجھین مناسب ہی کہ جسکا نمک تمام عمر کھایا اور جسکے سایۂ عاطفت مین تمام عمر پلی بلی ہو اُسکی ساتھ آمادہ رزم و پیکار ہو لہذا از راہ پرورش مالکانہ و حرمت خسروانہ تمھین اطلاع دیجاتی ہی کہ بمجرد دیکھنے منشور گرامی کے کمر خدمتگاری باندھکر میرے پاس مثل کنیزون حلقہ بگوش کے اپنے تئین پہونچاؤ تاکہ خطا تمھاری شاہ طلسم سے اجازت لیکر معاف کرا دون در صورت انحراف و رزمی بادشاہ طلسم کا تو بڑا مرتبہ ہی مین ایک کنیز ناچیز اُسکی اس طرح تمھین ہلاک کرونگی کہ جس طرح تو ضعیف کو مار ڈالتے ہین اگر اپنا بھلا چاہتی ہو تو تھوڑے لکھنے کو بہت جانکر فوراً تعمیل حکم کر تاکہ ؎ اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ ؛؛ اگر جنگ جوئی نیاید درنگ ؛؛ نامہ تمام والسلام ایک طائر کو دیا کہ جاکر مہرخ کو پہونچا دے اور جواب لا دے وہ طائر نامہ منقار مین لے بارگاہ مہرخ مین آیا اور آغوش مین اُسکے بیٹھ گیا مہرخ نے نامہ منقار سے لیکر پوچھا کہ ای طائر تجھے کسنے بھیجا ہی طائر نے کہا ملکہ حیرت جادو نے مہرخ نے نامہ پڑھا بر وقت آگاہ ہونے مضمون مندرجہ رنگت چہرے کی متغیر ہو گئی اور مارے خوف کے کانپنے لگی عمرو نے جو یہ حال دیکھا نامہ آپ اُسکے ہاتھ سے لیکر پڑھا اور نامہ کو مارے غصہ کے چاک کر ڈالا اور جواب اُسکا ایک تحفہ کاغذ پر اسطرح لکھا کہ حمد و نعت سے ابتدا اسکی ظاہر ہو کر یہ قصہ پہلے جناب موسیٰ کے گذرا ہی مگر ہر پیغمبر نے خبر جناب پیغمبر کی دی تھی تو عمرو وغیرہ اعتقاد رکھتے ہین لہذا لکھا نظم

خداوندی کہ لطفش بیقیاس ست — ز قہرش ہر دو عالم در ہراس ست
محمد آنکہ چون نورش علم زد — قلم بر صفحہ ہستی رقم زد
ز لطفش روضۂ رضوان گلستان — ز قہرش آتش دوزخ فروزان
علی شیر خدا دست پیمبر — بس ایجاد را گوگرد احمر

پس از حمد و نعت بدان و آگاہ باشید ای ملکہ حیرت واقف اسباب منجم ریش تراشندہ ساحران و سر برندۂ جادوگران میری ہی خنجر جان ستان نے دمامہ جادو جو پوتی سامری کی تھی اسکی گردن کاٹی اور میں نے ہی ساحر شمشش کی جو دریا میں سکن گزین تھا اور ساحران روزگار کا استاد کہلاتا تھا جان لی ہیں وہ ہوں کہ خداوند دم خبیثہ کو جسنے جہنم واصل کیا کشمیر و کاشغر و ام الجبال کے ساحران نامی کو مارا غضلی آباد میں مالک بن زردہشت کا سر اُتارا غرض کس کس کا نام لوں کہ جسے میں نے مارا ہے بلکہ شاہان روئے زمین کو کہ جنکا کلہ گوشہ تا بفرقدان پہونچا تھا تخت سے اُتار کر تختہ تابوت پر سلایا نظم

آن منم بادشاہ عیاران — کہ ستانیم باج از شاہان
برزبان کسان چو مہر مبین — نام من روشن ست دان تو یقین
ہر زمان صورت دگر دارم — از ضمیر کسان خبر دارم
از قدم آتشین عالم سوز — گر کنم عزم پویہ اول روز
ہمرہی من نکرد گاہے نسیم — کہ بہ مغرب رسیم و برگردیم
نالۂ حسبان ز مکر ہر کہ شنود — در جہاندم وداع عمر نمود
مے کنم نعل از سم مردہ — بادہا از اجل گرد بردہ
باد چو در حقارت تن من — نتوان بود غافل از فن من
ہر کس از من گرفت جبہ بیافت — کرد قطع امید خود ز حیات
آفت روزگار مردم زنم — ملک الموت وقت خویشتنم

لائق و لازم یہ ہے کہ ملکہ تو ویرجادو اور شاہزادہ بدیع الزمان کو اپنے ہمراہ لیکر آستان عالیجاہ ملکہ مہ جبین الماس پوش پر تم دونوں حاضر ہو کر فی الحال ملکہ موصوف بادشاہ طلسم ہی خطا تمہاری حضرت صاحبقران سے معاف کرادیگی اور در صورت انکار اس تحریر کے اگر ناک تمہاری کٹوا کر گدھے پر سیاہ کرکے نہ پھرایا اور تشہیر نہ کرایا تو نام اپنا عمرو نہ پایا ہوگا یہ مضمون لکھ کر طائر کے حوالہ کیا اور زبانی بھی کہدیا کہ اس غضبانی جادو حیرت سے کہدینا کہ بانزادی اب عنقریب تیرا سر مونڈونگا تو ہی کس بھروسہ

جو کچھ تجھسے ہو سکے قصور و کوتاہی نکرنا خدا مالک ہے یہ کہکر طائر کو رخصت کیا وہ اڑتا ہوا پاس حیرت کے
آیا اور نامہ دیا اور زبانی پیام عمرو کا حرف بحرف کہا کہ مہرخ تو اے ملکہ نامہ پڑھکر کانپنے لگی تھی مگر ایک
دُبلا سوکھا آدمی بیٹھا تھا اُسنے نامہ کو ایکدم چاک کر ڈالا اور جواب نامہ لکھا اور بہت کچھ برا آپکو کہا
حیرت یہ ماجرا سنکر نامہ لیئے افراسیاب کے پاس آئی اور کہا اے شہنشاہ آپ سچ فرماتے تھے کہ یہ
لوگ بغیر سزا دئے نہ مانین گے دیکھئے یہ میرے نامے کا جواب دیا ہے اور اُس عیار دزد نے بہت ناسزا
آپکو اور مجھے کہا ہے افراسیاب نے نامہ لیکر پڑھا اور ایسا غصہ مین آیا کہ ہونٹھ چبانے لگا لال ہو گیا
اور کہا جب چیونٹی کے پر نکلتے ہین جبھی قضا آتی ہے اب مہرخ حرامزادی کی شامت آئی ہے راوی
کہتا ہے کہ ادھر تو افراسیاب لشکر کشی کی فکر مین ہے اور اُدھر مہرخ نے عمرو سے بعد چلے جانے
طائر سحر کے کہا کہ خواجہ تمنے بڑا غضب کیا کہ حیرت کو گالیان دین اب کوئی لمحہ مین آفت آیا چاہتی ہے
ہم تم سب مارے جائینگے عمرو نے کہا اے ملکہ تم بڑی بودی ہو صریحًا پہلے نجوم کے علم سے دریافت کر چکی
ہو کہ شہزادہ کی فتح ہو گی اور پھر گھبرائی جاتی ہو مین نے دیکھا کہ تم نامہ پڑھکر بدحواس ہو گئین
تھین افسران فوج جو حاضر بارگاہ تھے اُنکی دل شکنی کا احتمال تھا جب مالک دل ہار دیگا تو فوج
کیا لڑیگی اسلیئے مین نے یہ کلمات کہے کہ سب سنین اور سمجھین کہ کچھہ تو یہ بھی قوت رکھتے ہین جب تو
ایسے کلام مقابل مین اتنے بڑے اولوالعزم کے کرتے ہین اب تمھین چاہئے کہ دلکو مضبوط کرو اور
ذرا سی بات مین گھبرا نہ جایا کرو دیکھو تو وہ قادر مطلق کیا کرتا ہے وہی معین و یاور بیکسان ہے
مہرخ نے فرمانا عمرو کا بدل قبول کیا لہذا یہ لوگ تو حالت امید و بیم مین ہین مگر افراسیاب کا ذکر سنو

داستان لشکر کشی کرنا افراسیاب جادو کی عمرو اور مہرخ پر اور بھیجنا تین سردارون کو مع ساٹھ ہزار فوج ساحران سے اور عیاری بیان کرنا عیارون کا اور مقابلہ دو لشکرون سے اور بعد جنگ عظیم کے شکست کھانا فوج افراسیاب کا اور مارے جانا ساحرون کا لمؤلفہ

کدھر ہے تو اے ساقیِ ہوشمند — دو مے دے کہ جو نشہ کر دے دوچند
غضب مین ہے رندون کی جان حزین — سبو ہے کہین اور خم ہے کہین
اُدھر آمد محتسب کی خبر — ہے پیر مغان کے بھی غصہ کا ڈر
ادھر رند بگڑے ہین اب بیحساب — اُدھر عزم ہے میکدہ ہو خراب

پھرا ایسا رندون سے گردون دون — بہے کا عبث دختر رز کا خون
خرابی یہ انجام کی ہے نظر — دل میکشان کو ہے خوف و خطر
دل بادہ خواران نہ توڑے کوئی — نہ شیشہ کی گردن مروڑے کوئی
پلا رند کو وہ شجاعت کا جام — کہ زاہد کی ساقی ہو قلیا تمام
رحیق شجاعت کا یہ نشہ ہو — جو اک وار مین محتسب ہوے دو
شکم محتسب کا ہے مثل سبو — عوض مے کے بہہ جائے اُسکا لہو
مسلح تکلس ذرا جاہ ہو — رواں تیغ افسانہ گوئی کرو
تہمتن توان رستم ابن دستان — چنین داد رخش سخن را عنان

دلاوران رزمگاہ معانی و شجاعان عرصۂ سخندانی پرچم کشایان لوائے نصرت انتمائے عسکر مضامین ورایت افزایان لشکر بیان ظفر قرین بعد و تمکین اشہب تیز گام زبان کو میدان تقریر مین اسطرح جولان گر فرماتے ہین اور تیغ تیز بیان کے جوہر معرکہ تحریر مین یون دکھاتے ہین کہ جب **افراسیاب** اور **حیرت** کو آئینہ ضمیر مہر منیر **مہرخ** نیک تقریر خالی از صفا و مکدر از غبار رنج و عناد ظاہر ہوا سوائے لازم و پیکار کے اور کوئی صورت نہ دیکھی اور خود حیرت بہر مقابلہ عازم ہوئی افراسیاب مانع ہوا کہ ایک کنیز سے بھی جو ناچیز ہو اسکے مقابلے کو شاہزادی طلسم اور زوجہ بادشاہ طلسم کا جانا مناسب نہین کیا اور کوئی ملازم باقی اب نہین یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ ابر چارطرف سے گھر آیا اور ہزارون بجلیان سنہری روپہلی رنگ کی چمک نے لگین ابر سے آتشبازی ہونے لگی اور سنگباری دیر تک رہی پھر وہ ابر شق ہوگیا اور تین تخت ظاہر ہوے کہ ساحر اُنپر سوار تھے نہایت کریہ منظر بدقطع و نابکار تھے انھون نے **افراسیاب** کو مجرا کیا اور پایہ تخت کو بوسہ دیکر عرض کیا کہ شہنشاہ نے کسلیے غلامون کو طلب فرمایا ہی **افراسیاب** نے حال **مہرخ** سے فساد ہونیکا اور اسد وغیرہ کا بیان کرکے کہا کہ تم تینون ساحر ساٹھ ہزار فوج ساحران لیکر جاؤ اور اون باغیون کو باندھکر تاحضور کرو وہ تینون ساحر کہ نام **جاموش جادو** و **شہباز جادو** و **کوہان کوہ پیکر جادو** رکھتے ہین یہ حکم پاکر مستعد روانگی ہوے اور اپنے مقام پر پھر آکر ساٹھ ہزار لشکر کے سرداروں کو بحکم **افراسیاب** خبردار کیا طبل سفر بجا خیمے ڈیرے اژدرون پر لد گئے اور ساحر سحر کے جانورون پر سوار ہوکر سحر کی نیرنگیان دکھاتے روانہ ہوئے اور دریاے **خونروان** سے گذر کر قریب لشکر **مہرخ** پہونچے یہان مہ جبین اور اسد وغیرہ بیٹھے تھے کہ یکایک ہوا سرد چلنے لگی اور ابر کے لکے سرخ و سفید و نارنجی ظاہر

ہوئے کہ ایئین سے صدا ایئی ہولناک رعد آسا آتی تھین مہرخ نے کہا خواجہ فوج آتی ہی عیار یہ کلمہ سنتے ہی بارگاہ سے نکل کے جست وخیز کرتے جنگل کی طرف چلے گئے اور سواریان ساحرون کی نمودار ہوئین مہرخ نے سحر پڑھنا شروع کیا اور جتنے ساحر یہان تھے سب رد سحر پڑھنے لگے اسلیے کہ وہ فوج جو آتی ہی آگ پتھر برساتی ہی ایسا نہو کہ ہمین کچھ مضرت پہونچے الحاصل بڑے کروفر سے لشکر ساحران غدار کا داخل اور میدان رزم کے لیے چھوڑ کر لشکر مہرخ کے مقابل اُترا خیمے نصب ہوے بارگاہ مین استاد ہوئین بازارین کھل گئین جاموش وغیرہ اپنی اپنی بارگاہ مین اکر بیٹھے طائر بزور سحر بنا کر خبر کے واسطے بھیجے ہرطرف ایک ہنگامہ قیامت زا برپا ہوا ساحر ہوم کرنے لگے جاموش نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ملازمون نے حکم کی تعمیل کی اور نفیر سحر کو دم دیا نقارہ سحر کا بجنے لگا گوش فلک تک اوسکی صدا سے کر ہوا طائران سحر خبر لیکر بارگاہ مین مہرخ کے آئے اور بزبان عجز و عا ثنا ملکہ مہرجبین بادشاہ لشکر بجالائے کہ قطعہ

بادشاہا بارگاہت چون فلک پر نور باد	داد عدلت در سرای آخرت معمور باد
ای فریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر	تیغ تو بر فرق دشمن ناصر و منصور باد

بعد دعا کے عرض کیا کہ لشکر حریف مین طبل رزم بجا ہی ہر ایک آمادہ حرب ہوا ہی یہ کہکر طائر اُڑ گئے لیکن ملکہ مہ جبین نے شہزادہ اسد کی طرف دیکھا اسد نے مہرخ سے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی مدد خدای قہار کے بھروسے پر طبل جنگ بجے اور نفیر سحر کو دم ملے بموجب ارشاد ملازم دوڑے اور نقارہ حربی پر چوب لگائی مہرخ اور شکیل نے نفیر سحر بجائی کہ گنبد گردون تک صدا اُسکی گئی زمین ہلنے لگی ہر ایک آگاہ ہوا کہ کل مقابلہ ہوگا گرم بازار قضا ہوگا نظم

ز غرّیدن کوس رویینہ تاس	بنوشندہ راداد بر جان ہراس
بہیرہ بغرید چون تند شیر	برقص آمدہ آن اژدہای دلیر

اس ہنگام مین وہ دن تمام ہوا اور وقت شام دونو لشکرون کے طلایہ دار نکلے حفاظت کرنے لگے بہادر آلات حرب وضرب کی درستی مین مشغول ہوے اور انتظار سحر جدال و قتال کرتے تھے نظم

چون خبر شاہ زنگ بر آمد کوہسار	تاریک گشت دیدۂ دنیای روزگار
شد از برای لشکر شب بر فلک عیان	چندین ہزار مشعل فانوس روزگار
پروین روانہ گشت برای ہراولی	جاسوس گشت زہرہ و مہ شد طلایہ دار
بر خندق سپہر فلک زند تختہ پل	تا شاہ زنگبار از انجا کند گزار

طرفین کے ساحر تیاری سحر کی کرتے تھے جاموس جادو نے خون خوک سے زمین کو لیپا اور دہر
بجانے لگا کچھ گولے فولاد کے پتلے آرد ماش کے تیار کئے سینکون کے تیر بنائے افسون پڑھکر دم کیا
پھر جتنے قابو مین تھے سبکو بھینٹ دیکر جگایا گوگل سلگایا اور اسطرح مہرخ نے بھی جوت مکھی کی آگیار
کیا شراب کی بوتلون کو آگ پر لنڈھایا اور ایک پتلی موم کی بنائی جسکی وضع اور شکل ایک خوبصورت
عورت کی تھی اسکو زیور تنکون کا پہنایا اور آگیار مین ڈالدیا سحر پڑھکر دستک دی کہ اسوقت اے
زن سحر جا وقت پر آنا وہ پتلی اگ مین پگھل گئی اور آپ آرام گاہ مین جاکر استراحت پذیر ہوئی مگر
عیار جو جنگل مین لشکر حریف کو دیکھ کر چلے گئے تھے انمین سے برق فرنگی اور ضرغام شیر دل
واسطے عیاری کے چلے برق نے اپنے تئین ایک بڑھیا بنایا بال سر کے اور پلکین بھوین سب سفید
سر ہلتا ہوا لکڑی ہاتھ مین لیے بر کے پائچون کا پائجامہ پہنے چادر اوڑھے پٹاری بغل مین دبائے کوہان
کے خیمے کی طرف چلا اور ضرغام خدمتگار بنکر یعنی پگڑی باندھکر کمر چادر سے کسکر بلیچی پاک کمر سے
لگا کہنی پر شالی رومال تہ کیا ہوا ڈال کر ہر طرف لشکر مین پھرنے لگا اتفاقاً کوہان ملازم ایک
ساقی خیمے سے نکل کر کسی کام کو بازار مین آیا ضرغام اسکے پاس گیا سلام کیا اسنے کہا بھائی مزاج
اچھا ہی کہا جی خیریت ہی آپ سے کچھ کہنا ہی اگر نہ سنیے گا آپ کے لیے سخت قباحت ہی ساقی گھبرایا کہ یہ
خدمتگار کسی رئیس کا لشکر مین سے شاید اسنے کوئی خبر بد تیری النسبت سنی ہی یہ سوچکر کہا ای برادر
کہو کیا ہی اسنے کہا الگ تنہائی مین چلو اور ہاتھ پکڑ ایک گوشہ مین لایا اور کہا دیکھو تمہارے
پیچھے کون آتا ہی ساقی نے پیچھے پھر کر دیکھا ضرغام نے کمند ماری کہ گلے مین کمند پڑی ہوا منھہ
سے بولا نہ گیا اسنے بیہوشی سنگھا کر بیہوش کر کے کپڑے اسکے اتار پہنے اور اسکی صورت بنکر خیمہ مین
جہان اہل عملہ کوہان کے اترے ہین آیا اور منتظر اسکا ہوا کہ جس کام کو مجھ سے حکم ہوگا مین سمجھ
جاؤنگا کہ جسکی صورت مین بنا ہون وہ اسی کام پر مامور تھا اسی فکر مین تھا کہ ایک شخص نے
میان ساقی میخانہ درست کر رکھو شاید حضور شراب مانگین ضرغام سمجھا کہ تو ساقی کی شکل
بنا ہی بس فوراً گلابیان شراب کی درست کرنے لگا لیکن برق بڑھیا ہوا تھا قریب خیمہ کوہان
آکر رونے لگا اور فریاد کا غل مچایا کوہان خیمے سے نکل آیا اور بڑھیا سے پوچھا کہ تو کون ہی اسنے
کہا بیٹا اپنا حال کیا بیان کرون یہان قریب ایک گانون ہی وہان رہتی ہون جب سے لشکر
مہرخ آیا ہی سارا گھر لٹ گیا مین فریاد لیکر آئی ہون گردون کی ستائی ہون کوہان نے کہا تو
میرے خیمے مین بیٹھ صبح کو مین سب نمکحرامون کو قتل کرونگا جتنا مال تیرا گیا اسکا دونا تجھے ملجائیگا

بڑھیا دعا دیتی ہوئی اسکے ساتھ خیمے مین آئی اسنے دیکھا کہ ایک پٹاری بڑھیا کے پاس ہی کہا بڑی بی
اس پٹاری مین کیا ہی بڑھیا نے کہا بیٹا تمسے تو کچھ پردہ نہین البتہ اور لوگ جو یہان ہین اگر انھین
ہٹا دو تو اس پٹاری کو دیکھو کوہان نے سب اپنے ملازمون کو خیمے کے باہر کردیا بڑھیا نے پٹاری دی
کہ لیجئے دیکھئے آپکو خود ہی معلوم ہوجائیگا جو کچھ اسمین ہی اُسنے پٹاری لیکر ڈھکنا اُٹھایا غبار بیہوشی کا بقہ
ایسا اُڑا کہ کوہان چھینک مارکر بیہوش ہوا برق خنجر کھینچکر اسکی چھاتی پر چڑھا کہ ذبح کرے لیکن کوہان نے
ایک مٹی کی پتلی حفاظت کے واسطے خیمے کے گوشے مین کھڑی کردی تھی اور سحر کیا تھا کہ جو کوئی آفت
پہنچے تو یہ پتلی بچائے بس جیسے ہی برق سینہ پر سوار ہوا پتلی دوڑی اور لپٹ گئی اور زمین پر
گراکر مشکین باندھین کوہان پر پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور کہا یہ بڑھیا نہین ہی عیار ہی تمھین
قتل کرتا تھا کوہان نے کہا کیون او نابکار تو نے غضب کیا تھا کہ مجھے مار ہی ڈالا تھا صبح کو تیرے
ساتھیون کو بھی گرفتار کرلون تو تجھے قتل کرون یہ کہکر ستون سے اوسے باندھ دیا خدمتگار کو پکارا
اور کہا ساقی سے کہو کہ میخانہ حاضر کرے دو ایک جام شراب پیکر سو رہون کہ صبح کو مقابلہ کرنا ہی خدمتگار
نے ساقی کو پکارا کہ صراحیان شراب کی حاضر کرو ضرغام صراحی و جام لیکر حاضر ہوا اور شراب آغشتہ
بدارو بیہوشی کوہان کو پلائی یہ پیتے ہی بیہوش ہوا اُسنے بھی چاہا کہ اسکو ہلاک کرون وہی پتلی دوڑی
اور ضرغام کے لپٹ گئی اُسے بھی گرفتار کیا اور کوہان کو پانی چھڑک کر ہوشیار کردیا اور
کہا یہ بھی عیار ہی تجھے قتل کرتا تھا اُسنے اسے بھی باندھ دیا یہان تک کہ آثار سحر ظاہر ہوئے اور
آمد شاہ خاور کی خبر بارگاہ زنگاری چرخ مین مشتہر ہوئی کہ نظم

سپیدہ دم کہ ازین پہن دشت نیلی فام	شدند منہزم از تیغ صبح لشکر شام
رخ زمانہ شد از نور مہر کافوری	لبسان مہر بتان گرچہ بود عنبر فام
ز بیم رو بہزیمت نہاد زنگی شب	کہ ترک روز عیان شد بکف گرفتہ حسام
شدند خیل کثیر حبش پس دیوار	چو نو عروس ختن پا نہاد بر سر بام

وقت سحر کوہان کوہ پیکر ساحرون کا لشکر لیکر سوار ہوا ایکطرف سے جاموس اور شہباز کا لشکر
آمادہ کارزار ہوا یہ تینون بڑے کروفر سے میدان مصاف مین آئے ادھر مہرخ اور شکیل بہ دو
خدای جلیل فوج لیکر چلے تیس چالیس ہزار ساحر اور جو لوگ نئے ملازم ہوئے ہین سب ساتھ تھے
شاہزادہ اسد بیدار ہوا وضو کرکے طاعت رب العزت بجا لایا اور مسلح اور مکمل ہوکر در دولت پر آیا
ملکہ مہ جبین کا تخت لیکر کہاریان عیش محل سے نکلین ہر ایک سردار نے مجرا کیا نوبت و نقارے بجے

لیساول اور چوبدار دورباش پکارتے ہتے علمون کے نیچے سلامی کے لئے لچکنے لگے قاب لشکر مین تخت شاہی قایم ہوا دلارام طاؤس سحر پر سوار برابر تخت کے خدمتگاری ملکہ کی کرتی ہوئی ساتھ ساتھ باحشم وخدم داخل میدان مصاف ہوئی میدان جنگی جانبین کے ساحرون نے درست کیا کسی نے سحر کر کے بجلیان گرائین کہ جو درخت اور جھاڑیان میدان مین تھین وہ جل گئین کسی ساحر کے سحر سے ابر گھر آیا اور بارش ہوئی گرد وغبار دفع ہوا دشت نبرد صاف ہوگیا پر اجمنے لگا نارنج ترنج اچھلنے لگا برنجی تھالیان جھنکنے لگین سامری و جمشید کی جو بولنے کی صدا بلند ہوئی سحر کے بیرونکا شور مچا نا مستائی دیا میمنہ میسرہ صفوف کارزار آراستہ ہوئین دونون لشکرونکے نقیب نکلے اور پکارے کہ کہان ہین سامری و جمشید و زردہشت سب اپنی نیرنگیان دکھا کر اس دنیا سے روپوش خمخانۂ عدم کے جرعہ نوش ہوئے ساحران نامی آج دن مگر کا ہی نام کر لو جو بہی کھو کر پھر لو ایاپات

نقیبون نے دی یک بیک یہ صدا
کہ دنیا جگہ خوف و عبرت کی ہے

ہوے زر کے خاطر تو منعم خراب
بڑی فکر انھین مال و دولت کی ہے

عمارات عالی بناتے ہین کیون
یہ دنیا سرا رنج و آفت کی ہے

لحد کوئی اپنی بنا تا نہین
جگہ جو کہ عقبےٰ مین راحت کی ہے

سکندر نہ باقی رہا دہر مین
یہ آئینہ ہی بات حیرت کی ہے

شجاعو یہ میدان جنگاہ ہے
جگہ امتحان اور جرأت کی ہے

بڑھا کر قدم پھر نہ پیچھے ہٹے
سمجھ لو کہ یہ بات غیرت کی ہے

جب نقیب لقابت کرکے میدان جنگ سے کنارے ہوے بہادر جتنے تھے وہ فرط شجاعت اور نشہ جرأت سے جھومنے لگے اور شہباز جادو نے اپنے اژدر سحر کو میدان مین پہونچایا نیرنگیان سحر کی دکھائین پھر للکارا کہ ای نمک حرام صرصر خ آمیرے مقابلے کو کہ ؎ بہ نیم گز بابلندی کراست درین کار قیر و منبری کراست ؛ صرصر خ نے نعرہ حریف سنکر اپنے تخت سحر کو آگے بڑھایا اہرایا اہل لشکر دعائی فتح و ظفر مانگنے لگا یہ سامنے شہباز کے پہونچی اُسنے ایک تیر سحر کا مارا صرصر خ نے افسون پڑھکر دستک دی کہ تیر اُلٹا پھر گیا شہباز نے فولاد کا گولا سحر پڑھکر مارا صرصر خ نے تخت سے پرواز کی گولا تخت پر پڑا اُسے توڑ گیا لیکن صرصر خ بلندی سے تلوار بنکر جو گری شہباز مع اژدر کے دو ٹکڑے ہوا پتھر اور آگ برسنے لگی صداے ہولناک آئی ساحر مطیع شہباز دوڑے رائی جنولے سرسون کے دانے مقلباے آتشین پر چلنے لگے ہارمرحون کے ساحرون نے توڑ کر گاون سے مارے وہ اژدہے بنکر صرصر خ پر چلے ادھر صرصر خ نے ساحرون کو حکم دیا انھون نے سحر پڑھکر دستک دی کہ زمین مین زلزلہ آیا اور ابر گھر آیا برق

چمکنے لگی پانی برسنے لگا لشکر حریف مین جسکے سر پر بوند اُس پانی کی پڑی بیہوش ہوگیا یہ معاملہ دیکھ کر
جاموش میدان نبرد مین نکلا اور ایک آفتاب کاغذ کا کتر کر ہاتھ پر رکھ کر سحر پڑھا کہ وہ سورج اُڑ کر
بلند ہوا اور دھوپ ہر طرف پھیل گئی ابر سحر جو چھایا تھا کھل گیا اور لشکر مہرخ مین جسپر دھوپ پڑی
وہ پتھر ہوگیا کوہان اور جاموش لشکر پر ترسول پکڑ کر آگرے ہزارہا ساحر مارے گئے ناریج اور ترنج
اور ناریل سحر کے چلنے لگے اسوقت اسد کا جی جنگ مغلوبہ دیکھکر بیچین ہوا ملکہ سے کہا مین بھی تلوار
کھینچتا ہون مہ جبین نے بظاہر کہا بسم اللہ اسد نے گھوڑا اُٹھایا اور چلا کہ مہ جبین نے دلارام
سے کہا شاہزادہ سحر نہین جانتا ہے اس جگہ لڑنا اسکا مناسب نہین گرفتار ہو جائیگا دلارام نے یہ
کلام سنکر دستک دی کہ گھوڑا شاہزادے کا ہنوز صف دشمن تک نہ پہونچا تھا کہ پر پیدا کرکے اُڑ گیا ہر چند
اُس شہسوار نے روکا تازیانے لگائے مگر مرکب معلق درمیان ہوا کے جاکر ٹھہرا اسد ناچار اوپر سے
سامان لڑائی کا دیکھتا تھا اور پشت دست کاٹتا تھا مگر دلارام دمبدم شاہزادے کو دیکھ لیتی
تھی کہ مبادا وہان کچھ آفت نہ آئے اور کوئی ساحر گرفتار نہ کرلیجائے القصہ لشکر مین ایک تلاطم برپا تھا
جاموش لڑتا ہوا قریب مہرخ کے آیا اور سحر پڑھکر گچھا سوئیون کا مارا مہرخ تخت سے گر کر زمین
مین غرق ہوئی اور وہان سے طبقہ زمین توڑ کر پشت پر جاموش کے نکلی اور للکار کر ایک تیر جو
مارا پیٹھ کے پار نکل گیا یہ مرکر گرا ہزارون آوازین ہول خیز آئین اور آفتاب جو اُسنے بنایا تھا وہ کاغذ
ہوکر گر پڑا دھوپ ڈھل گئی ساحر جو پتھر کے ہوگئے تھے وہ بہیئت اصل ہوے اور لڑنے لگے کوہان نے
یہ ماجرا دیکھا فوراً اپنی ران کو چاک کیا اور خون اُسکا لیکر چند سنگریزون پر چھڑک کر سحر دم کرکے چار
طرف پھینک دئے ایک آندھی تاریک آئی اور سبکی آنکھین بند ہوگئین بعد لمحے کے جو آنکھ کھلی سب نے
دیکھا کہ بڑے بڑے پہاڑ عظیم الشان زمین سے اُکھڑے ہوے لشکر مہرخ پر گرا چاہتے ہین یہ دیکھ کر
فوج شکیل کی بھاگی اُسوقت مہرخ نے کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ ای زن سحر آؤ واضح ہو
کہ پہلے ذکر کیا گیا کہ ایک پتلی مہرخ نے موم کی بناکر شب جنگ مین آگ مین ڈالدی تھی اور کہا تھا
کہ اسوقت ای زن سحر جاؤ وقت پر آنا لہذا اسوقت اُسی کو طلب کیا دستک کا دینا تھا کہ ایک برق
چمکی اور صدا چھم چھم کی آئی اور ایک عورت تخت پر سوار گہنا پہنے پوشاک نفیس زیب جسم کئے ظاہر
ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ نازنین سراپا حور کہنا اُسے عقل کا قصور ہے بلکہ مثنوی

وہ مکھڑے کا عالم وہ کنگھی کا رنگ — شب ماہ ہو دیکھکر جسکو دنگ
وہ مسی اور اُسکے لب لعل فام — سوادِ دیار بدخشان کی شام

ستم اُس پہ سرمے کی تحریر ہے	کھنچے ہاتھ کافر کی شمشیر ہے

بلکہ آنکھون کا یہ عالم تھا کہ کبت بڑے بڑے نینن مین لال لال ڈورا اور کاری کارے بھونرا تا مین نیکو منات ہے + اتر من چتر اُن تانی ہے چنچل سی چاہ دیکھے مین مرگ کھنجن لجات ہے + دامنی سی کوندے تانی سو سو نہار جات کو اکبار دیکھو تو پرانن اگھات ہے + یا ہی سیمے کا سے کہون یا ہوتے ہوئے جیب ہون لاکیے جہاج مین مانو موتی بھرے جات ہین + وہ جوبن کا عالم وہ اُبھری ہوئی گات وہ چھاتیان کہ نظم

کسی ہوئی وہ ترکیب اور وہ بدن	وہ پوشاک و زیور کی اُسپر پھبن
وہ چھب تختی اوس کی نزاکت نژاد	چمن زار قدرت کی نخل مراد
لگا پاسے وہ نازنین تا بہ فرق	سراپا جواہر کے دریا مین غرق

میدان مین آکر ٹھہری کوہان جب لڑتا ہوا اُسکی طرف آیا اُس ماہ وش نے پکار کر کہا کہ اے کوہان ہم تمھارے واسطے یہان آئے اور تم سے مخاطب بھی نہین ہوتے لو ہم جاتے ہین یہ صدا کوہان نے جو سنی اُس پری تمثال کے روی زیبا کو دیکھا خنجر ناز کا اُسکے زخمی ہوا اور قریب اُسکے آیا اُس پریزاد نے کہا کہو کیا ارادہ ہے اُسنے کہا تیرا عاشق و شیدا ہون جان و دل سے تجھپر فریفتہ و شیفتہ ہون پریوش نے کہا میرا ہاتھ آنا بہت دشوار ہے یہ کہکر کھینچا اُس نازنین کے ہاتھ مین جواہر اُگلین تھی وہ کوہان کے جھلی ہوا جو اُسکے لگی کوہان شعر عاشقانہ پڑھنے لگا مگر وہ زن حسینہ تخت اُڑا کر چلی کوہان نے پکار کر کہا ؎ مراکشتی و تکبیرے نگفتی + عجب سنگین دلی اللہ اکبر + اور منت کرکے بلایا سر پاؤن پر رکھدیا ایسا مبہوت ہوا کہ لڑنا بھولا اُس حور نژاد نے کہا کہ مین کنیز ملکہ مہرخ کی ہون اور تو میری ملکہ سے لڑتا ہے کیسا تو میرا عاشق ہے فوج کو اپنی منع کر سحر اپنا دفع کر کوہان نے یہ سنکر سحر پڑھا کہ وہ پہاڑ جو گھرے تھے کنکر ہوکر گرے اور فوج کو منع کیا کہ لڑنے سے رُکی اور جب جنگ سے لشکر نے فرصت پائی سب محو دیدار اُس کبک رفتار کے ہوئے اور ہر ایک نے عقل و ہوش کھوے ادھر کوہان نے منت کرنا شروع کیا پری نے کہا مین نے سنا ہے کہ تو نے عیارون کو گرفتار کیا ہے اونکو بلادے اُسنے اُسی وقت عیارون کو حاضر کیا بلکہ خلعت و زر دیا ضرغام اور برق چھوٹ کر اپنے لشکر مین گئے ہر ایک سے ملکر پھر طرف جنگل کے روانہ ہوئے بعد رہائی عیارون کے اُس ترک ستمگر نے کہا کہ اے کوہان اگر تو میرا عاشق صادق ہے تو اپنے ہاتھ سے گردن اپنی قلم کر کوہان یہ حکم پاکر مستعد ہوا اور خنجر کھینچکر اپنی گردن پر رکھا اور پکارا کہ بیت یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جاے ہے + اسر بوقت ذبح اُس قاتل کے زیر پاے ہے + چاہتا ہے کہ گردن اپنی جدا کرے اُس غارتگر جان نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا

اور کہا اگر تو مر جائیگا تو ہمارے حسن کی بہار کون دیکھیگا کہ بیت نہو عاشق تو معشوقون کو پوچھے
کون دنیا مین ہو جہان مین قدر ہو گل کی فقط عشق عنادل سے ہو خیر ہم بھی تیرا ساتھ دینگے مگر ایک
شرط ہے کہ اگر تو حیرت کا سر لاکر ملکہ مہرخ کو نذر دے تو ذائقہ شربت وصل کا میرے چکھے ادھر تو اُسنے
کوہان سے یہ شرط کی اور ادھر سارا لشکر کوہان کا جو اسیر عاشق ہو رہا تھا گویا مصرعہ خلقے
بمنت یک طرف آن شوخ تنہا یکطرف ہو اُن سب سے پکار کر کہا کہ ای عاشقان ثابت قدم جاؤ اور
حیرت حرامزادی کے جھونٹے پکڑ کے کھینچتے ہوے لاؤ اور یا سر اُسکا حاضر کرو کوہان اور کل لشکر جیب
سنگر گریبان پھاڑ کر لینا لینا کہتے خیمے خرگاہ سب سامان چھوڑ کر طرف طلسم باطن کے چلے اور
دریاے خون روان سے گذر کر قریب باغ سیب پہونچے یہان ہزارون ساحر ملازم افراسیاب
تھے انھون نے روکا انھون نے قتل و غارت شروع کی لاش پر لاش گرا دی شور عظیم بلند ہوا حیرت
اور افراسیاب غلغلہ سنکر باہر باغ کے آکے دیکھا کوہان لڑتا ہوا آتا ہے افراسیاب نے کتاب
سامری دیکھی معلوم کہ پتلی سحر کی خاک جمشیدی سے مہرخ نے بنائی ہے اور اُسپر یہ ساحر فریفتہ ہو کر
آگئے ہین اب یہ ہوشیار نہونگے یہ دیکھکر اُسنے گولا سحر کا پڑھکر کوہان کے سینے پر مارا کہ پشت سے گذر گیا
اور ہزار در ہزار برق سحر کر کے گرائین فوج ہمراہی کوہان کی سب جل گئی ادھر وہ سب ساحر گر گر کے
یہان پتلی سحر کی یعنی وہی عورت جسپر یہ سب فریفتہ ہوے میدان رزمگاہ مین کھڑے کھڑے جلگئی
مہرخ نے کہا افراسیاب نے معلوم ہوتا ہے کوہان اور اُسکے ساتھیون کو مارا کہ پتلی سحر کی انھین
کے لیئے بنی تھی وہ مری یہ بھی جل گئے غرض نقارے فتح کے بجے اور خیمے ڈیرے لشکر حریف کے لوٹ لیے
اور جہان بارگاہ کوہان کی تھی وہان لشکر اپنا اُتارا آگے بڑھکر کئی کوس پہلی جگہ سے بارگہ مہ جبین
کی استادہ ہوئی اسد کو ہوا سے اُتار داخل بارگاہ کیا سب سردار زیب دہ کرسی ہوے محفل ہوئی ناچ
ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا اسد نے پوچھا کہ ای ملکہ مہرخ تجھے گھوڑا کیون اُڑا لے گیا تھا اُسنے
کہا ای شہزادۂ عالی وقار آپ سحر نہین جانتے ہین بدین لحاظ کہ ساحرون سے کچھ دشمنان حضور کو
گزند پہونچے دلارام نے سحر کرکے وہان بھیجدیا تھا اسد نے کہا آپ لوگون نے مجکو مقرر کیا ہے
ای بابیان خود اگر بار دیگر کوئی ساحر ایسی حرکت کریگا تو مین اُسکو قتل کرونگا ای ملکہ جہان کہین ہم
لوگ ہوتے ہین پہلے آپ سینہ سپر کرتے ہین ہمارے لیے بڑا ننگ ہے کہ جان اپنی روز بزم دیجاتی ہین
مہرخ نے عرض کیا کہ بہت خوب ایسا ہی ہوگا یہ باتین کرکے مصروف عیش ہوے لیکن عیار جو
بوقت جنگ جنگل مین چلے گئے تھے اُن مین سے چار عیار لشکر مین آئے قران نہ آیا یہ سب تعجب مین ٹھہرے

لیکن افراسیاب نے حیرت سے کہا کیا بُرا وقت ہے کہ اپنے نوکرون اور مطیعون کو اپنے ہاتھ سے
قتل کرنا پڑا اور ساٹھ ہزار کا لشکر ایک آن مین مع تین سردارون کے مارا گیا بانیان طلسم جو لکھ
گئے ہین کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ ادنی ملازم شاہ طلسم سے مقابلہ کرینگے اور بادشاہ اگر طرح دیگا
نوبت شاہی اُسکی ادبار کی ہوگی فی الجملہ یہ وہی آثار ہین اور وہی زمانہ ہے لیکن ای باکر میرے لیے چاہے
کچھ ہو طلسم رہے یا نہ رہے جان بچے یا نہ بچے گوشمالی سے اس فرقہ شریر نمکحرام کی مین باز نہ آؤنگا کیا
پاؤن کی جوتی سر پر چڑھاؤن گا الغرض اسی طرح کے کلام افراسیاب کر رہا تھا کہ یکایک آگ
اور پانی ایک ساتھ برسنا شروع ہوا افراسیاب نے کہا کوئی معزز ساحر آتا ہے اہل دربار مین چند
ساحران گرامی کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائین ساحر لینے چلے بعد کچھ عرصہ کے نوبت و نقارے مابین
ارض و سما بجتے ہوے سُنائی دئے اور ایک ساحر شیر پر سوار تصویرین سامری و جمشید کی گلے مین
پہنے صورت مہیب بنائے بارہ ہزار ساحر ہمراہ لیے در باغ نشیب پر آکر اُترا فوج کو باہر ٹھہرایا آپ اندر
باغ آیا افراسیاب اور حیرت کو تسلیم کی حیرت پہچانا کہ میرا بھانجا ہے بہران شیر سوار جادو بس
پہچانکر اُٹھ کے گلے لگایا بلائین لین برابر اپنے بٹھایا پوچھا کہ ای فرزند کس وجہ سے آئے ہو اُسنے کہا
مین نے سُنا ہے کہ چند ملازم ہمالو جان سے منحرف ہو گئے ہین اور آمادہ بفساد ہین لہذا اونکی سرکوبی کو
حاضر ہوا ہون مجھے رخصت فرمائیے کہ جا کر سزاے معقول دون حیرت نے کہا بیٹا اور ملازم اُنکی سزادہی کو
موجود ہین اُن باغیون کی حقیقت کیا ہے تمہارا جانا مناسب نہین کچھ عیار لشکر حمزہ سے داخل طلسم ہوئے
ہین وہ فریب دیکر ساحر کو قتل کر ڈالتے ہین اسوجہ سے ابتک وہ مفسد بچے ہین ورنہ مدت ہوئی ہوتی
کہ ہلاک ہو گئے ہوتے بہران نے اصرار کیا کہ مین ضرور جاؤن گا اور عیاران اور سرداران لشکر
حریف کا کام تمام کرونگا خلاصہ یہ کہ بدقت تمام اُسنے اجازت جنگ پائی اور افراسیاب نے اپنے
یہان سے فوج بیکران اُسکے ساتھ کی ایک غلغلہ طلسم باطن مین پڑگیا کہ بھانجا حیرت کا لڑنے
جاتا ہے بڑے بڑے ساحر نامی گرامی واسطے رخصت کے آئے اور بہران سے ملے حیرت نے افراسیاب
سے کہا ای شہنشاہ حضور بھی چلکر گنبد نور پر کہ وہان سے حال طلسم معلوم ہوتا ہے بیٹھئے اور تماشا جنگ
کا دیکھیے اور بہران سے کہا ای فرزند تم قریب دریای خونروان اُترنا کہ وہانسے منزل بھر پر لشکر مہرخ
کا ہے اور پشتہ رنگین حصار وہانسے قریب ہے غرض بہران نے یہ سب منظور کیا اور فوج کو حکم کمر بندی کا دیکر نظم

بفرمود تا زین را بیکران نہند — کہ برباد تخت سلیمان نہند
سپاہاے گردن کشان شد بلند — علم شد علم ہم سنان شد بلند

زغرّیدن کوس و فریاد نای — ندا الست سر چرخ گردون زپای
زبس نشستند گردان بزبن — کہ بر کند از نقش خود دل نگین
زمین یک قلم از سم باد پا — تو گفتی روان شد بہ سیر ہوا
چو اخگر قبا گرد خاکستری — دران ورطہ نیلوفر خاوری

غرض لشکر کثیر لیئے دریاے خونروان سے ہبران گذر کر قریب پشتہ رنگین حصار آکر پہونچا اور فوج کو اُترنیکا حکم دیا بارگاہ استادہ ہوئی سارا لشکر مقیم ہوا طائران سحر ملکہ مہرخ نے طبل ونقارے کی آواز سنکر روانہ کیئے کہ دیکھو یہ دہل دمامے کیسے بجتے ہین طائر اُڑے اور اکر لشکر پر مطلع ہوگئے پھر گئے یہان مہ جبین اور اسد اور عمرو وغیرہ بارگاہ مین مصروف عیش تھے کہ طائران سحر نے اکر عرض کیا نظم

شاہا بود دلکام تو چرخ کبود رنگ — صد ملک زیر حکم تو باشد چہ روم و فرنگ
لطفت بدوستان تو باشد چہ بوم عیش — قہرت بدشمنان تو نازل بروز جنگ

لشکر حریف خود سر پر قریب دریا اکر اُترا ہی بحر ہستی سے کنارا چاہتا ہی باقی خیریت ہی یہ خبر عیار سنکر پھر بارگاہ نکل گئے اور صحرا مین مخفی ہوے مہرخ نے کہا لشکر ہمارا ابھی کچھ آگے بڑھکر اُترے بمجرد حکم فوج نے کوچ کیا سامان جنگ ساتھ لیا ساحر تخت مہ جبین کو گھیرے بڑی چمک دمک سے چلے نظم

پس از چند روزے بصحرا رسید — کہ ہمسنگ آن چشم گردون ندید
زد خیمہ بر دامن ہین دشت — طناب خود از قبہ اش پارہ گشت
شد از مجمر آسمان چون سپند — بلند این ندا بہر دفع گزند
جہان داورا چشم بد باد دور — ز اصحاب دین تا بیوم نشور

فی الجملہ دونون لشکر میدان بہر جنگ چھوڑ کر مقابلہ مین آئے ہبران نے اُسروز لڑنے سے تامل کیا اور بارہ سو ساحرون کا طلایہ گرد لشکر کے مقرر فرمایا اور اپنی بارگاہ کے گرد ایک سو ساحرون کو بٹھایا حکم اُنسے کردیا کہ کوئی عورت و مرد اپنے یا پرائے لشکر کا اندر بارگاہ کے نہ آئے کسلیے کہ عیار بصورت مبدل اکر قتل کرڈالتے ہین اور سب درِ بارگاہ پر نہایت ہوشیار ہین کسیکو اپنے پاس آنے ندین سب نے کہا ایسا ہی ہوگا اور اگرد دروازے پر بارگاہ کے بیٹھے پہرا دینے لگے اسی اثنا مین وہ باقی دن تمام ہوا اور ستارون کی فوج کا میدان فلک مین اُتارا ہونے لگا ترک خنجر دار گردون بہر طلایہ گرد چرخ کے مقرر ہوا نظم

خالی برخ جہان ز شب عنبرین نہاد — در مخزن انچہ داشت فلک بر زمین نہاد
ہندوی شب دور عیان شد عروس چرخ — بر روی شرم کاہکشان آستین نہاد

آورد سر فرو ز رفتن شہ نجوم | انگشت از ہلال فلک بر جبین نہاد

سر شام بعد انتظام لشکر ہی مصروف استراحت و آرام ہوے لیکن عیار جو صحرا مین گئے تھے اُنمین سے
برق نے ارادہ عیاری کرنیکا کیا اور درے مین پہاڑ کے ٹھہر کر درویش تارک الدنیا کی صورت اپنی
بنائی تہمد کمر سے زانو تک باندھی جسم سارا خاک آلود کیا بال سر پر بڑے بڑے لگا کر زانو تک لٹکائے
ناخن برابر ایک بالشت کے اونگلیون پر لگائے ایک ہاتھ سیدھا کر کے اسطرح گرفت کیا کہ معلوم ہو
خشک ہو گیا ہی اور دوسرے ہاتھ سے گھڑا شراب سے بھرا بیہوشی آمیز کمر پر رکھا وہانسے سامنے بارگاہ
ببران کے آیا وہ سو آدمی جو پہرے پر تھے اُنکیطرف سے راہ کترا کر نکلا اُن سب نے اسکو بہشتی جانکر مودب
ہو کر سلام کیا مگر برق نے کسیکو جواب ندیا اور اُنکے روبرو سے بھاگا اُنھون نے آپس مین کہا یہ فقیر
صاحب کمال معلوم ہوتا ہی اسکے پیچھے چلو اور ہو سکے تو اسے ٹھہرا کر کچھ اپنے حق مین پوچھو یہ خیال کر کے
اُٹھے اور فقیر کے پیچھے چلے درویش انھین آتے دیکھکر ایک جگہ بیٹھ گیا اور زمین مین لکیرین کرنے لگا جب
یہ قریب پہونچے پھر اُٹھکر چلا اور اِبکی بار دور جا کر ٹھہرا مشت خاک اُٹھا کر آسمان کی طرف پھینکی منھ سے
بُدبُدانے لگا جب یہ لوگ پھر پاس آئے فقیر بھاگ کر دوسری طرف جا کر چکر کرنے لگا خوب گھوما یہ سب
کھڑے دیکھا کئے بعد لمحہ کے فقیر پھر بھاگا اِبکی دفعہ لوگ بھی پیچھے دوڑے فقیر اِن سب کو لشکر سے دور
لگا لایا اور گھڑا شراب کا زمین پر رکھ کر آپ بھاگ کے جھاڑی مین چھپ رہا ساحرون نے باہم کہا
فقیر خدا رسیدہ تھا دنیا دارون سے ملوث نہوا جب ہم سب نے اُسے بہت ٹھیرایا تو وہ ہمارے لیے یہ
گھڑا چھوڑ گیا دیکھیں اسمین کیا ہی بس آگے جا کر اُس سبو کو دیکھا ایک آبخورہ اُسپر ڈھکا تھا اُسکو
جو اُٹھایا شراب سے گھڑے کو مملو پایا آپس مین کہا کہ اس شراب کے پینے سے کہ ایسے عارف بہشتی کی
دی ہوئی ہی دین و دنیا کا فائدہ ہوگا کسی نے کہا یقین ہی کہ کوئی بیماری تمام عمر نہوگی کسی نے کہا
بیماری کیسی عمر بڑھ جاویگی غرض اُسی جگہ بیٹھ گئے اور ایک آبخورہ شراب کا سب نے پیا اور
اُٹھکر بارگاہ ببران کی طرف چلے فقیر کے غائب ہو جانیکا تاسف کرتے جاتے تھے تھوڑی ہی دور
گئے ہونگے کہ ہواے صحرا کی جو لگی بیہوشی نے تاثیر کی سر نیچے ٹانگین اوپر اوندھے منھ زمین پر گرے تن
بدن کی خبر نرہی بیہوش ہو گئے برق جھاڑی مین چھپا بیٹھا تھا خنجر لیے نکلا اور آکر قتل کرنا شروع کیا جلد
جلد پچاس ساحرون کے سر کاٹ ڈالے ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا برف باری ہونے لگی اور برق
شعلہ بار چمکنے لگی پتھر کی سلین برسنے لگین ببرون نے غل مچایا اور جنکی گردنین قلم ہوئی تھین انکی
لاشین اُڑکر بارگاہ ببران مین گئین ببران باطمینان مشغول مے نوشی تھا لاشین دیکھکر باہر نکل آیا

ساحر دوڑے سب نے دیکھا کہ آندھیان اُٹھ رہی ہین ایک حشر برپا ہی ساحر بیہوش پڑے ہین ایک شخص خنجر لیے گردنین کاٹتا پھرتا ہی ہبران نے سحر پڑھکر دستک دی کہ برق کے پانوٗن زمین نے پکڑ لیے بعد لمحہ کے جب وہ شور و غل و تاریکی دور ہوئی ہبران گرفتار کرکے برق کو اندر بارگاہ کے لایا اور کہا او نالائق سچ بتا کہ تو کون ہی برق نے کہا مین ملک الموت جان ساحران ہون تجھے قتل کرنے آیا ہون مجھے معلوم نتھا کہ اِن ساحرون کی گردن کاٹنے سے یہ آفت آئیگی لاشین اندر بارگاہ کے جائینگی ورنہ گڑھا کھود کے توپ دیتا سبکو زندہ درگور کرتا اور کیا گیا ہی عنقریب تجھے واصل جہنم کرونگا ع بیک لحظہ بیک ساعت بیک دم ٭ دگرگون میشود احوال عالم ٭ گھڑی مین کچھ ہی لمحہ مین کچھ ہی ابھی ہم رہا تھے قید ہوے اب پھر رہائی ہوگی مصرعہ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند ٭ تجھے قتل کرکے لشکر مہرخ مین صحیح و سلامت جائینگے ہبران کا برق کے باتین سنکر جی چھوٹ گیا کہ بلے تیری جرأت اور حوصلہ سچ کہا تھا حیرت نے کہ عیار پرکالۂ آفت ہین غرض دل قوی کرکے کہا ای برق لاکھ تو مجھے دھمکائے مگر مین تجھے صبح کو قتل کرونگا ابھی اسلیئے نہین ہلاک کرتا کہ شاید کوئی اور عیار تیرے رہا کرنے کو آئے تو اُسے بھی گرفتار کرون برق نے کہا یہ بخیریت ہی ابکی بار جو آئیگا تمھارا فیصلہ کردے گا الحاصل برق کو مقید کرکے ہبران نے حصار سے کردیا کہ اندر بارگاہ کے جو کوئی آئے پھر نکل کے نہ جاسکے یہ سحر کرکے پلنگ پر لیٹا رہا برق کے پانوٗن زمین پکڑے ہی یہان تو یہ حال ہی لیکن جب برق نے ساحرون کو قتل کیا تھا اور غل ہوا تھا تو دور سے قِران نے دیکھا تھا پھر اِسے گرفتار ہوتے دیکھا ساحر کی صورت بنکر لشکر ہبران مین آیا چاہا اندر بارگاہ کے جاؤن پھر خیال آیا کہ اگر حصار سحر کا ہوگا تو نکلنا دشوار ہوگا اس خیال سے رات بھر گردش لشکر کے گرد کی مگر کچھ نہو سکا آخر گریبان سحر غم مین برق کے چاک ہوا اور جلاد فلک با تیغ تیز قتل گاہ سپہر مین داخل ہوا ابیات

چو گلگون از فلک نرگس خمار آلود	بصد کرشمہ ز خواب سحر گہے بکشود
ترک روز ندائے سحر گہے برسید	کہ سر ز خواب برآور کہ چشم شب نغنود
دو اج زرد بہ پوشید ترک یغمائی	پرند کحلی گردون ز پشت شب بربود
لوائے شیدہ شیدا از افق علم بزرد	ز چین فتاد بہندوستان درفش کبود

صبح کو ہبران نے بیدار ہوکر چند جام مے گلفام کے پئے اور باہر بارگاہ کے برآمد ہوا برق اُسیطرح قید رکھا باہر آکر ساحرون سے حکم دیا کہ سواری حاضر کرو مین ہوا کھانے جب آؤنگا تو اس بے ادب عیار کو قتل کرونگا ساحرون نے شیر لاکر حاضر کیا ہبران سوار ہوکر صحرا کو چلا قِران نے اسے جاتے دیکھا صحرا کو

راستہ لیا اور کچھار مین جاکر شیر کی تلاش کی ایک جگہ شیر بیٹھا تھا از بسکہ نظر کردہ اسد اللہ غالب ہی
سامنے شیر کے جاکر بیدھڑک للکارا شیر تھپیڑا اٹھا کر چلا قران نے تھپیڑ خالی دیکر دو نو کلائیاں پکڑ کر گھونسا
مارا کہ شیر لسپت ہو کر زمین پر گرا قران نے کسوت عیاری سے ویسا ہی زین اور ساز جیسا بہران کے
شیر کا دیکھا تھا نکال کر شیر کو آراستہ کر کے بہران کی صورت بنکر سوار ہوا اور لشکر کی طرف چلا جب قریب
بارگاہ پہونچا ساحر خدمت مین اپنا مالک جانکر حاضر ہوے قران نے انسے کہا کہ اندر بارگاہ کے
جاکر اس عیار کو میرا سحر اتار کے نے آؤ کہ سامنے لشکر مہرخ کے لیجا کر قتل کرون اور فارغ ہو کر ایک ہی
بار سواری سے اترون ساحر حسب الحکم سحر دفع کر کے برق کو لائے قران اسے لیکر لشکر کے کنارے
لایا اور اپنا نام برق سے بتا کر کہا جاؤ سمجھ بوجھ کر عیاری کرنا برق شیر پر سوار دیکھ کر حیرت مین آگیا
اور کہا اے خلیفہ یہ شرف خدا نے آپ ہی کو عنایت کیا ہی کہ جیتا شیر جنگل سے پکڑ لائے الحاصل دونون
جنگل مین آئے قران نے شیر پر سے زین وغیرہ اتار کر چھوڑ دیا کہ جاؤ اب تمھارا کام نہین شیر بھاگ گیا
اور برق پھر صورت بدل کے لشکر مین پے قتل بہران آیا اور ہر طرف پھرنے لگا لیکن بہران جو
ہوا کھانے گیا ساحرون نے دیکھا سمجھے کہ عیار کو قتل کر آیا سب حاضر خدمت ہوے یہ اتر کر بارگاہ
مین جب پہونچا دیکھا عیار قیدی نہین ہی ساحرون سے کہا وہ عیار کہان گیا سب نے عرض
کیا کہ آپ ہی ابھی آکر اسے اپنے ہمراہ لے گئے تھے بہران نے کہا تم کچھ سودائی ہو مین جب کا
گیا اب آیا ہون مین کب اسے لے گیا وہ سب قسمین کھانے لگے اور سب حال بیان کیا بہران
کی عقل دنگ ہو گئی کہ کیا نہ بردست عیار ہین کہ میری صورت بنکر کیا جلد آکر اپنا کام کر گئے اور تعجب
سب یہ کمبخت شیر کہان سے لائے دل سے کہا اب جان بچنا مشکل ہی ساحرون کو بلا کر حکم دیا کہ اگر حیرت
اور افراسیاب بھی آئین تو بغیر میری اطلاع بارگاہ مین نہ آنے دینا اور گرفتار کر لینا یہ حکم دیکر
مشغول مے نوشی ہوا اور قصد کیا کہ آج شام کو طبل جنگ بجوا کر کل مہرخ اور اسکے لشکر سے مقابلہ
کرون اور سبکو قتل کر کے بازگشت کر جاؤن یہ تو اس فکر مین ٹھہرا ہے مگر وہان حیرت اور
افراسیاب شہر ناپرسان مین آکر گنبد نور مین بیٹھے ہین باہم اختلاط کر رہے ہین کہ حیرت نے
کہا اے شہنشاہ میرا بھانجا دو روز سے لڑنے گیا ہی نہین معلوم کیا کیفیت گذری اپ کتاب
سامری دیکھ کر خیریت اسکی بتلائیے میرا جی لگا ہی افراسیاب نے کتاب دیکھکر حال برق
اور قران کی عیاری کا بیان کیا حیرت بدحواس ہو گئی اور کہا ایسا نہو عیار اسے قتل کر ڈالین
موے حرامزادے ہین کہ جیتا شیر جنگل سے پکڑ لائے بس اسنے اپنی وزیرزادی زمرد جادو سے کہا تم

میرا نامہ پاس ہبران کے پہنچاؤ اور کہنا تحقیق بلایا ہو اور نامہ لکھا کہ اے ہبران تم میرے پاس اور
مجھ سے ایک کام ضرور کا ہی لیکے آنا لشکر کو ساتھ نہ لانا حیرت نے قصد کیا ہی کہ ہبران کو بلالون اور
کسی افسر کو فوج مین بھیجدون غرضکہ نامہ لیکر زمرد جادو بزور سحر اڑی اور لشکر کی طرف روانہ ہوئی یہ [illegible]
بہت خوبصورت ہی چہرہ مانند ماہ تابان ہی زلف عنبر فام دراز مثل شب ہجر عاشقان سینہ ابھرا ابھرا کا
خوشنما سارا بدن نور کے سانچے مین ڈھلا لب لعلین مسی آلود شام بدخشان کی کیفیت دکھاتی
تھے دندان سلک گوہر کی آبرو مٹاتے تھے چاہ زنخدان مین ہزارون دل ڈوب جاتے تھے نظم

جبدوہ جبد کہ گتھنے مین ہو جس کے ہر لہر — لہر ڈوبا دیتی کو عشاق دریائے اٹک
چہرے مین ایسی ہی گرمی کہ شب ور روز جیسے — باؤ کرتی ہی رہے دامن مژگان کی جھپک
زلفین بکھری ہوئین یون چہرہ اوپر ناگین جو دل — جس طرح ایک کھلونے پہ ہٹین اژدر الگ

بنا زواداوہ مہ پارہ نامہ حیرت کا لئے یران لشکر ہبران مین پہونچی جب اندر بارگاہ کے
جانے لگی ساحرون نے آگھیرا اور محاصرہ کر کے قید کیا ہبران سے جاکر کہا کہ زمرد جادو آئی ہین
لیکن ہمنے آنے مین دیا قید کر لیا ہی ہبران نے کہا مین ہوشیار ہون تم اندر بھیجدو شاید عیار
ہو ساحرون نے آکر اسے اجازت دی زمرد جادو اندر بارگاہ کے آئی ہبران نے انگوٹھی اپنے ہاتھ
سے اتار کر سحر کر کے پھینکدی اور کہا اے زمرد جادو یہ انگشتری اٹھائے لاؤ اور آکر بیٹھو اگر تم اصل مین
زمرد جادو ہوگی تو اسے اٹھا لوگی ورنہ ہاتھ جلے گا اور انگوٹھی نہ اٹھیگی زمرد نے کہا اول
تو جب مین لشکر مین آئی بیعزت ہوئی کہ ساحرون نے گرفتار کیا اب تم یہ ڈھکوسلے بتلاتے ہو
یہ کہکر اسنے سحر پڑھکر انگوٹھی اٹھالی اور آکر مسند پر بیٹھی ہبران نے جام شراب دیا مگر اسنے کہا چلو
ہٹو مین ایسے بودے سے بات نہین کرتی ایسا ہی اگر عیارون کا ڈر تھا تو لڑنے کو کیون آئے تھے
ہبران نے تنہائی مین جو ایسی حسینہ عورت کو ناز کرتے پایا فریفتہ ہوکر چاہا کہ سوال وصل کرون گا لب پر
ہاتھ رکھکر کہا اے ملکہ اسقدر خفا نہو اچھا ہم بودے سہی لو شراب پیو زمرد جادو اسکا ارادہ سمجھ گئی
اور گردن نیچی کر کے شرما کر کہا تم مجھسے ایسی باتین نکرو نہین مین تمھاری خاطر سے کہدونگی ہبران
خاموش ہو رہا اسے نامہ دیا پڑھا کہا مین شام کو آؤنگا سہ پہر کو یہان سے چلونگا زمرد پیام لیکر
چلی مگر ہبران اسکے عشق مین مبتلا ہوا بستر غم پر تڑپنے لگا اور زمرد جادو بھی پھر پھر کے دیکھتی
جاتی تھی غرض نامہ لئے کنارے لشکر کے پہونچی برق گرد لشکر کے عیاری کرنے کی فکر مین تھا
اسنے زمرد جادو کو جاتے دیکھا اسکے ساتھ ہوا مگر زمرد جب کنارے لشکر کے پہونچی بزور سحر اڑی

روانہ ہوئی برق حیران رہگیا آخر کچھ عیاری سوچکر درہ مین پہاڑ کے بیٹھکر دہقانی جوڑا کہ سراسر جوہر دلستانی تھا زیب قد کرکے صورت کو ممثل بشکل زمرد جادو کیا لباس اور زیور زمردین جسم کو مزین کرکے گلزار دہر کو رشک سے خار دیا چشم غزالین سرمہ آگین سرمستان خمخانۂ عشق کے لئے میخانہ تھین دیا بیخودی کی راہ بتاتی تھین کہ بیت یہی ارادہ ہے اُن کالی کالی آنکھونکا ؛ شکار شیر کھیلیں تو ہم غزال سہین ؛ رخسار تابناک غیرت خورشید بلکہ مہ کامل جو اُنسے اُڑجائے ؛ صاف منھ پر طپانچہ پڑجائے ؛ دہن تنگ نکتہ انتخاب غنچہ کا سامنے اُسکے دل خون لب نازک مسیحائی پر آمادہ گلو ہے نازک صراحی با نظم

وہ گلا یار کا صراحی دار ۔ پتلی پتلی رگون کا اس سے اُبھار
وہ سینہ حسینون کی مد نظر ۔ کہ اُبھرے ہوئے دو تھے اُسپر ثمر
ہاتھ آئین کہین جو عاشق کے ۔ تو لگائے وہ اپنے سینے سے
وصف موے کمر ہے حد سے فزون ۔ دردسر ہو جو موشگافی کرون
وہم روشن نے کچھ لگا کے پتا ۔ تار خط شعاع مہر کیا
طبع نازک نے بھید یہ پایا ۔ آئینے مین شکم کے بال آیا
آگے جگہ حیا کی ہے لب بند چاہیئے ۔ باہم شگاف کلک مین پیوند چاہیئے
ساق پا مین تو نور کا تھا ظہور ۔ یا تراشی ہوئی تھی شاخ بلور
پائیجامے مین یو تھی عکس فگن ۔ شمع فانوس مین ہو جون روشن
لال مہندی سے دونون تھے کف پا ۔ ہاتھ ملتا تھا جنبہ وز دحنا
قد کی تعریف مین ہے حیرانی ۔ کلک قدرت کہو کہ سرو سہی
سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا ۔ پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

صراحی شراب ناب کی آغشتہ بداروی بیہوشی کرکے جام ہاتھ مین لیا یہ مقام سبزہ زار دیکھکر برق بشکل دلربائی اور خوش ادائی بیٹھکر شعر عاشقانہ پڑھنے لگا اور دل سے کہتا تھا کہ جو کوئی ساحر اسطرف آئیگا وہ تیرے حصہ کا ہے قتل کرڈالنا اس عرصہ مین دن ڈھلا اور بیران آج کے دن بھی جنگ موقوف کرکے ساحرون کو لشکر کی حفاظت کے لئے تاکید کرکے حیرت کے پاس چلا وہ اُڑتا ہوا اسی گلزار پر بہار مین پہونچا کہ جہان برق بصورت زمرد بیٹھا تھا اُسنے اُسے دیکھکر یہ پکار کر پڑھا کہ بیت فاتحہ قبر پہ پڑھ بیٹھ کے جانیوالے ؛ کبھی ہم بھی تھے ترے ناز اُٹھانیوالے بیران نے بعد اسکے طرف بستی کے نگاہ کی زمرد جادو کو دیکھا کہ صحرا مین بیٹھی ہے وہین سے پکار کر پوچھا کہ اے ملکہ

زمرد خیر تو ہی کیون یہان پہنچی ہو کیا ابھی خالا پاس نہین گئین زمرد نے یہ سنکر ٹھنڈی سانس بھری اور کہا ہمین کیا آوارگان دشت محبت کا پوچھنا کیا جہان جی لگا وہین بیٹھکر روز ہجر کو شام کیا ابیات

غلام نرگس مست تو تاجدار انند	خراب بادۂ لعل تو ہوشیار انند
گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار ببین	کہ از تطاول زلفت چہ سوگوار انند

بہران سمجھا کہ بارگاہ مین تو نے اسے چھیڑا تھا یہ بوجہ اسکے کہ سارا لشکر وہان موجود تھا راضی نہوئی مگر تو نے جو وعدہ شام کے قریب جانیکا کیا تھا اسلیے اسنے راہ مین ٹھہر کر تیرا انتظار کیا ہی یہ بھی تجھپر فریفتہ ہی یہ سوچکر یہ روی زمین اترا اور قریب زمرد کے آیا زمرد نے اسکے آنے سے یہ شعر پڑھا **شعر** ہماے اوج سعادت بدام ما افتد ۔ اگر ترا گذری بر مقام ما افتد ۔ بہران نے ہنسکر ہاتھ پکڑ لیا اور یہ شعر پڑھا کہ **لمولفہ** اسقدر تاثیر دی حق نے ہماری آہ کو ۔ آپ سے بیچین دیکھا اوس بت گمراہ کو ۔ یہ کہکر پاس اس نازنین کے بیٹھا اور چاہا بوسہ اسکے لب شیرین کا لے زمرد نے کہا بس بس الگ رہو ایسے بیمروت دنیا مین دیکھے نہ سنے ہم دن بھر ہوا ہی کہ فرہاد آسا جان شیرین فراق مین برباد کر رہی ہین اور کوہ و دشت مین سر ٹکراتے ہین آپ اب محبت جتانے آئے ہین ای بہران جس روز سے تجھے دربار مین ہمنے دیکھا تھا اسی دن سے اس کمبخت دل کا برا ہو کہ مبتلا ہوا تھا ۔ رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا کیا جانیے کہ دیکھتے ہی مجھکو کیا ہوا ۔ بہران نے کہا ای جان جان میری بھی جان تجھپر جاتی ہی **قطعہ**

ایذائین اٹھائے ہوے دکھ پائے ہوے ہین	ہم دل سے بتنگ آئے ہین اکتائے ہوے ہین
اب تک تو غضب کرتا ہی اپنا دل بیتاب	روکے ہوے ڈانٹے ہوے دھمکائے ہوے ہین

جان من مجھین بتاؤ کہ مین کیا کرتا مجبور و ناچار تھا کہ ۔ تا نہو دلبر کی جانب سے کشش ۔ عاشق بیچارہ کہہ کیا کر سکے ۔ تمھارے رعب حسن سے ای شہنشاہ خوبان لب سوال خاموش تھے ہم خود بیقرار و مدہوش تھے بارے ۔ للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست ۔ آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید ۔ اب ہم تم داد عیش دین اور غم ایام ماضی فراموش کرین زمرد نے کہا ای بہران ہمارا تو یہ حال ہی کہ

تمسے دو بول کہہ کے ہارے ہین	تم ہمارے ہو ہم تمھارے ہین

یہ کہکر رخسار پر رخسار رکھ دیا باہین گلے مین ڈالین بہران کو یہ محبت دیکھکے یقین تھا کہ شادی مرگ ہو جائے جوش تمنا کا وفور حسرت دل ناصبور نے ہاتھ پانؤن نکالے تاب ضبط نرہی گلے سے لگا یا خواہان وصل ہوا زمرد نے کہا ٹھہرو شراب پی لین تو مزا اڑائین یہ کہکر صراحی سے شراب جام پر نکالی کی اور کہا لو یہ بادۂ محبت ہی نوش کرو اسنے چاہا کہ جام پیئے مگر حال سنئے

حیرت پاس زمرد اصلی جاکر پہونچی اور کہا بہران نے شام کے قریب آنے کو کہا ہے جب دن کم رہا
حیرت نے افراسیاب سے کہا ای شہنشاہ کتاب دیکھیے کہ میرا بھانجا ابتک نہین آیا افراسیاب
نے کتاب دیکھ کر سر پیٹ لیا کہا ای حیرت اُسے برق عیار زمرد کی شکل بنکر قتل کیا چاہتا ہے
اور فلان صحرا مین قریب پہاڑ کے بیٹھا ہی حیرت نے کہا ای زمرد جلد جا اور بہران کو آگاہ کر دے
مین بلکہ سحر تیرے ساتھ کیے دیتی ہون اور خاک جمشیدی دیتی ہون کہ بہران کو بیہوش کر کے اٹھا لا
زمرد خاک جمشید لیکر چلی اور قریب صحرا کے پہونچکر پکاری کہ ای بہران کیا غضب کرتا ہی اپنی قضا
اپنے ہاتھ سے بلاتا ہی یہ جو تیرے پاس بیٹھا ہی جلد اِسے گرفتار کر لے کہ یہ عیار ہی برق یہ صدا سنکر
گھبرایا اور زمرد کو آتے دیکھ کر کہا ای بہران فلک کو منظور نہین کہ ہم تم ایک جگہ بیٹھین دیکھو
کوئی عیار میری شکل بنکر تمھین دھوکا دینے آتا ہی بہران ایسا مزے مین تھا کہ اُسکو آنا زمرد کا
بہت ناگوار ہوا اور یقین ہو گیا کہ بیشک یہ عیار ہی جو پکارتا آتا ہی زمرد جو ہم پہلو تھی اُسنے کہا تم
چھپ جاؤ مین اس زمرد کو جو آتی ہی پکڑے لیتا ہون برق اُٹھکر ایک جھاڑی مین چھپ گیا
اور بہران کھڑا ہو گیا اس عرصہ مین زمرد قریب پہونچی اور کہا ای بہران وہ عیار جو تمھارے
پاس بیٹھا تھا کہان گیا اُسنے کہا ای ملکہ تمھین دیکھ کر بھاگ گیا یہ کہکر قریب زمرد آکر ہاتھ پکڑ لیا
اور کہا ای ناعیار تو مجھے بہکانے آیا ہی اُس ہنگام مین برق بھی زمرد بنا ہوا جھاڑی سے نکلا اور
پکارا ای بہران نہ چھوڑنا اس ناعیار کو بہران نے ایک تھپڑ زمرد اصلی کے سحر پڑھکر مارا زمرد
فرزندزادی حیرت کی ہی بڑی معززا اور زبردست ساحرہ ہی اُسنے بزور سحر رخسار اپنا سخت مانند
پتھر کے کر لیا ورنہ سر اُسکا تن پر سے اُڑ جاتا اور غصہ مین آکر خاک جمشید بہران پر چھڑک دی
کہ یہ بیہوش ہو کر گرا برق یہ ماجرا دیکھ کر گھبرایا مگر زمرد جادو نے سحر پڑھا کہ زمین نے پانون
برق کے پکڑ لیئے زمرد نے دو پنجہ کاغذ کے کاٹ کر سحر پڑھا کہ وہ پنجہ مثل پنجہ انسان کے ہو گئے اُسنے حکم دیا کہ
ای پنجہ سحر ان دونون کو اُٹھا گنبد نور پر لے چلو پنجے چمکا مثل برق کے گرے اور بہران اور برق کو
اُٹھا کر لے چلے زمرد بھی اُڑتی ہوئی پیچھے پیچھے پنجون کے چلی اور گنبد نور پر آئی اور حیرت سے کہا
واہ وا بی بی بھانجے اپکے اپنا پرایا نہین پہچانتے ایسے مستی مین آگئے دیدون مین چربی چھا گئی
تھی کہ مجھے تھپڑ سحر کا مارا اگر میرے مقام پر کوئی اور ساحرہ ہوتی تو یقین تھا کہ مرجاتی لیجیے یہ وہ
ہین بھانجے آپکے اور یہ وہ عیار ہی جسے بغل مین لیئے بیٹھے تھے مگر مین آپکی نوکری نہین کرتی مار پیٹ کا
مجھے عادت نہین حیرت نے زمرد کی دلداری کی اور بہران کو ہوشیار کیا جب اُسکی آنکھ کھلی

حیرت اور افراسیاب کو بیٹھے دیکھا اٹھکر سلام کیا حیرت نے کہا عیار کو بغل مین لئے بیٹھے تھے اور زہرد کو تمنے تھپڑ مارا کچھ میرا بھی پاس نہ کیا اتنا نہوا کہ دوست دشمن کو پہچانتے بہران نے کہا مجھسے قصور ہوا اور بہت نادم ہون حیرت نے برق کیطرف دیکھکر کہا کہ کیا موے نے صورت بنائی ہو کیون بی زہرد دھوکا کیونکر بہران نہ کھاتا بھلا کچھ بھی تمھاری شکل مین اور اس موذی کانٹے جوانا مرگ کی صورت مین فرق ہو بی بگڑے کی جگہ نہین رنڈی مرد مین جب ساتھ ہوتا ہی طبیعت آپ مین بڑے بڑے کی نہین رہتی یہ کہکر سحر پڑھا کہ برق کی صورت اصلی ظاہر ہوئی اور رنگ روغن عیاری کا چھوٹ گیا کہا ای برق مین تجھے چھوڑے دیتی ہون جا کر مہرخ سے کہدینا کہ کیون قضا آئی ہی یہ جیبین لو لیکر چلی آئے مین شہنشاہ سے خطا معاف کرا دونگی برق نے کہا اپنی جگہ پہ بیٹھ کر قحبہ باتین کیسی بناتی ہی یہ خبر نہین کہ کچھ دن جو زندگی ہی غنیمت ہی ورنہ لاش چیل اور کوے کھائینگے مہرخ انکے باپ کی نوکر ہی جو دوڑی چلی آئیگی حیرت نے یہ باتین سنکر ایک ساحر کو حکم دیا کہ ہمراس بے ادب کا کاٹ ڈالے برق نے جب یہ سامان دیکھا رجوع قلب سے درگاہ خدا مین استغاثہ کیا نظم

هر کس بکسے نالد و ما را تو بسے
من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے
تو گوئی هر آن کس کہ در رنج و تاب
دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا بندہ دانم ترا
درین عاجزی چون نخوانم ترا

تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا بہران نے کہا خالہ جان اس نا عیار کے ہاتھ سے مجھے ذلت ہوئی ہی اسے میرے حوالہ کیجے کہ لشکر مہرخ کے سامنے لیجا کر قتل کرون تاکہ سب کو عبرت ہو اور اسکا حال خراب دیکھین حیرت نے کہا ای فرزند مین اب تمکو نہ جانے دونگی بہران نے کہا مجھے سب کے سامنے ذلت ہوئی ہی اپنا گلا کاٹ ڈالون گا جو مجھے جانے نہ دیجیے گا یہ کہکر خنجر کھینچ کر اپنے گلے پر رکھا حیرت نے ہاتھ اسکا پکڑا اور بہت فہمایش کی مگر اسنے نہ مانا حیرت نے مجبوراً اجازت دی اور کہا جلد جا کر اس عیار کو قتل کر کے لشکر حریف کا بھی خاتمہ کرنا مین ساحران نامی تمھاری مدد کو بھیجونگی بہران نے ایک شیر کاغذ کا کترکر سحر کیا کہ وہ زندہ ہوا اسپر برق کو بٹھا کر پیچھے آپ بھی سوار ہوا اور وہانسے طرف اپنے لشکر کے چلا لیکن یہان قران نے جب برق کو رہا کیا تھا اسوقت سے مستفسر حال برق تھا اور ہر جگہ ڈھونڈھتا پھرتا تھا وہ تھوڑا سا دن تلاش مین گذرا اور اب وہ وقت آیا کہ مشاطہ روزگار نے شاہد شب کی آرایش ستارون کے زیور سے کی اور پیشانی سپہر پہ چاند کی ٹیکی لگائی عالم ظلمانی نورانی ہوا کہ فرو مکھری عروس لیلی کی زلف سیاہ تھی ہر روشن فانیہ

ہر جگہ قندیل ماہ گئی قران پھرتا ہوا اس صحرا مین پہونچا کہ جہان برق گرفتار ہوا تھا اور زمرد نگار
تھی الغرض وہان لمحہ بھر ٹھہرا تھا کہ سامنے سے ہیران کو دیکھا کہ شیر پر سوار برق کو آگے بٹھائے
آتا ہے سمجھا کہ گرفتار ہو گیا ہے بس ایک کاغذ خط کی طرح لپیٹ کر اُسپر لفافہ کیا اور اندر لفافہ کے غبار
بیہوشی بھرا کاغذ اسطرح اندر لفافے کے رکھا کہ اگر اُسکو کوئی نکالے تو جب تک زور سے نہ کھینچے کاغذ
نکلے اور مہر لفافہ پر ملکہ حیرت کی کر کے صورت اپنی ساحر کی بنا کر ہیران کو پکارتا ہوا چلا ہیران دور
نکل گیا تھا قران کی آواز سنکر ٹھہرا قران قریب پہونچا اُسنے پوچھا کہ تو کون ہے قران نے کہا فرستادہ
حیرت اُسنے کہا ابھی مین اونکے پاس سے آیا ہون تجھے مین نے وہان نہین دیکھا اور
دوسرے ابھی مین آیا ابھی اُنھون نے آدمی بھیجا قران کو یہ حال کچھ معلوم نہ تھا جواب کیا دیتا
مگر تیوری چڑھا کر کہا یہ مین کچھ نہین جانتا یہ خط دیا ہے اسے پڑھو جو لکھا ہو اُسکا جواب دو واہی
ہیران کیا نوکر ہر وقت حیرت کی چھاتی پر چڑھے رہتے ہین جو تم کہتے ہو کہ مین نے تجھے وہان
نہین دیکھا مین اپنی جگہ پر بیٹھا تھا مجھے بلا کر نامہ دیا کہ ہیران کو دے آؤ مین لیکر آیا تم میرے ساتھ
سندی کی چندی کرتے ہو ہیران نے یہ باتین سنکر نامہ لیا اور کہا رات کا وقت ہے لشکر مین چلو تو
پڑھکر جواب دون قران نے کہا تو کسی کے ہاتھ جواب بھجدینا مین جاتا ہون اور نہین تو تم ساحر
ہو سحر کی مشعل روشن کر کے خط پڑھکر جواب دیدو اگر بُرا نہ مانو تو مین روشنی کر دون ہیران کو غیرت
آئی فوراً ایک تنکا زمین سے اٹھا کر سحر کیا کہ مشعل سا جلنے لگا اُسے قران کے ہاتھ مین دیا کہ لیجو
مین خط پڑھون قران نے مشعل ہاتھ مین لی اور وہ خط کھولنے لگا قران نے غبار بیہوشی کا
مشعل پر ڈال کے ہیران کے منھ مین لگا دی اُسنے منھ اپنا ہٹایا مگر دھوان سب ناک کی راہ سے
دماغ مین پیچیدہ ہوا اور منھ بھی جل گیا چکر کھا کر زمین پر گرا قران نے بندہ مارا کہ سر پھٹ گیا
تڑپ کر ہلاک ہوا آفت برپا ہوئی صدائین مہیب آنے لگین برق چھوٹ کر بھاگا قران جنگل
مین چلا گیا مگر برق نے لشکر مین جا کر شکیل اور فرخ سے کہا کہ جلد لشکر تیار کرو ہیران مارا گیا
شبخون اُسکے لشکر پر کرو شکیل نے نفیر سحر بجائی فوج مین کمر بندی ہوئی ساحر اژدر اور طاؤس پر
بہت جلد سوار ہوئے فرخ اور شکیل مع چالیس ہزار ساحران نامی کے آکر فوج پر گر
گولے فولادی مار فلفل کے اور کچھ پیکان کے سوئیان سحر کی برسنے لگین فوج ہیران کی غافل
پڑی ہوئی تھی ایک دم مین ہزارون ساحر مارے گئے آندھیان بلند ہوئین بجلیان چمک کر گرنے لگین
نارنج اور ترنج اور نارجیل چلنے لگا دریائے خون ہر طرف جاری ہوا عمرو جنگل مین تھا صدا گیرودار

کی سنکر دوڑا دیکھا لشکر ہیران کا قتل ہو رہا ہے ادھر وہ نے بھی خنجر کھینچا اور گلیم عیاری کندھے پر رکھکر اگر ساحرون کے رغے مین پہنس جاونگا تو گلیم اوڑھلونگا اسی اصل لڑنا شروع کیا کہ جب غلط مارا مارا پھر کاٹ دیا کہ قائم تلوار چمکا جبہ جست کی شانے پر ساحر کے پانؤن رکھے اُسنے چاہا کہ پانؤن پکڑیون خواجہ نے خنجر مارا کہ سر قلم کیا پھر وہانسے دوسرے کے شانے پہ پہونچا جو ساحر مر کر گرتا ہے اسکی ہمیانی کاٹ لیتے ہین جسکے قریب خیمہ پہونچے جال الیاسی مار کر مع فرش خیمہ وغیرہ نذر زنبیل کیا اُدھر اسد غل سنکر سوار ہوا مہ جبین کا تخت دلارام نے حاضر کیا نقارے بجنے لگے تخت شاہی روانہ ہوا اسد کی حفاظت کے لیئے پچاس ساحر ملکہ نے مقرر کیئے کہ ساحرون کے حربے سحر شہزادے کے اوپر نہ آنے دین وہ ساحر مخفی نگاہ اسد سے رد سحر پڑھتے چلے اور اسد تلوار کھینچکر لشکر ساحران پر گرے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگادیے ہر بار نعرہ بلند تھا نظم

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

ایک طرف سے تخت مہ جبین کے ہمراہ دلارام سحر کرکے آگ اور پانی برساتی چلی آتی ہے آخر وہ شمشیر زنی ہوئی کہ لشکر حریف مین بھگدڑ پڑگئی لیکن بہادر جو تھے وہ سینہ سپر کیئے جنگ پر تلے ہین ذرا ہراس نہین مر مر کر رہے ہین اسد نے مارے تلوارون کی تہلکہ ڈالدیا ہے ہزارہا کو مارا ہے نظم

شنیدم ہمی راند آن ناخدا	بدریاے خون کشتی باد پا
ز نوک سنانش فلک بستہ چاک	دمادم نم از خنجرش بردہ خاک
ز شستش خدنگ آنچنان جست صاف	کہ سیمرغ و عنقا پر و پشت قاف
چو خیط شعاعی منجم کمند	کشیدہ سر آفتاب بلند
ہم از سایہ گرز آو چرخ پیر	سر افگندہ تا روز محشر بزیر
عنان را دلیران رہا ساختند	بیکبارہ بر دشمنان تاختند
ز نعل ستوران آتش نژاد	بدریاے تپ لرزہ ماہی فتاد
زمین دید با بر ہوا جاے خویش	فلک راند لنت از پاے خویش
بیک دم شد آئینہ روزگار	ز گرد سپہ صورت زنگبار
ز گرد سپہ نوک رخشان سنان	نمایان چو شب انجم از آسمان
ز بس برق تیغ آتش افروختہ	ہوا خرمن کہکشان سوختہ

آخرکار ساحران غدار نالان وگریان دریای خونروان سے اُترکر بھاگے ہوئے گنبد نور پر آئے
افراسیاب اور حیرت کو خبر ہوئی کہ فوج بحران کی بھاگ آئی حیرت نے گھبراکر کہا اری لوگو میرے
بچے کی تو خیر ہی لوگون نے عرض کیا کہ وہ تو خدمت ساحری مین گئے پہلے ہی عیارون نے مار ڈالا
یہ سنکر حیرت نے سر پیٹ لیا کہ ہائے میرا فرزند ہی میرا نوجوان آخر مونڈی کاٹے عیارون نے نہ چھوڑا
خلاصہ ایک ماتم گنبد نور مین برپا ہوا افراسیاب نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ بگولے اور آندھی
پیدا ہوئی اور لاش بحران اُڑاکر گنبد نور پر لے گئے تمام ساحران نامی سیہ پوش ہوئے اور لاش
اُٹھانیکا انتظام کرنے لگے لیکن مہرخ وغیرہ نے اسباب خیمہ بارگاہ لشکر حریف کا لوٹ لیا نوبت
ونقارے فتح کے بجے جہان لشکر بحران تھا وہان لشکر کو اپنے اُتارا یہان سے دریائے خونروان
سامنے نظر آتا ہے اور قلعہ پشتہ رنگین حصار قریب ہی جب لشکر اُتر چکا عیار بھی لشکر مین آئے بارگاہ
مین مہ جبین کو نذر فتح دی خلعت ملے ارباب نشاط حاضر ہو ہوے ناچ ہونے لگا اس اثنا
مین صبح ہوئی کہ خسرو انجم سیاہ شکست کھاکر میدان فلک سے روانہ ہوا اور علم زرین شاہ
خاور کے پرچم کو نسیم دولت سحر نصرت نے اُڑایا سواری سلطان سیارگان کی بہ تجمل داخل دشت سپہر ہوئی

دم صبح کاین قاتل بے دریغ ز مشرق برآمد چو باطشت و تیغ
رخ از آتش کینہ افروختہ کہ گرد جہانی از ان سوختہ

صبح کو لاش بحران کی بڑے دھوم سے افراسیاب نے اُٹھائی جب فراغت پائی حیرت نے
کہا ای شہنشاہ مجھے رخصت فرمائیے کہ جاکران نمک حرامون کو قتل کرون افراسیاب نے کہا
ابکی ایسے شخص کو بھیجتا ہون کہ جو پہلے عیارون کو قتل کرے نہ اُسے بیہوشی تاثیر کرے نہ کسی حربے
سے مرے یہ کہکر سحر پڑھا اور پکارا کہ ای فولاد بیہوشی خوار جلد حاضر ہو پکارنا تھا کہ ایک ساحر
گینڈے پر آگ کے سوار طویل قامت درشت چنگال ہوا سے اُترا اور افراسیاب کو تسلیم کی اُسنے
کہا کہ تم جلد بارہ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہو عیار طلسم مین آئے ہین اندھیرا ہو رہا ہے
بحران مارا گیا ہی ابتک مین نے طرح دی کہ اب بھی راہ پر یہ باغی آئین او جسطرح مطیع و فرمانبردار تھے
ویسے ہی رہین مگر اونکی قضا ہی آئی ہی مین بارہ پتلے فولادی تمھارے ساتھ کئے دیتا ہون وہ نہ
بیہوش ہونگے نہ کوئی اُنھین قتل کرسکے گا سب کو باندھکر وہ تمھارے حوالے کردینگے یہ کہکر دستک
دی کہ بارہ پتلے روئین تن ہاتھ مین تلوارین لئے زمین سے نکلے انکو حکم دیا کہ تم فولاد کے ہمراہ جاؤ
اور انکا حکم بجالاؤ فولاد نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ پتلون کی کیا ضرورت ہی مین اکیلا کافی

ہون بیہوشی سیرون شراب مین ڈالکر پیتا ہون جب مجھے نشہ ہوتا ہی حربہ کوئی مجھپر اثر نہین کرتا نہ میرا کچھ عیار کر سکتے ہین نہ ساحر اور پہلوان مجھسے لڑ سکتے ہین افراسیاب نے کہا براہ احتیاط کیا ہرج ہی لیتے جاؤ اور کار سرکار بجالاؤ فولاد سلام کرکے بارہ ہزار ساحر لیکر مع خیمہ و خرگاہ روانہ ہوا بارہ پتلے ہمراہ رکاب چلے چاؤش لشکر ادب و تفاوت و دور باش کی صدا دینے لگے بڑے عظم و شان سے نظم

روانہ ہوا لشکر کینہ جو — تھے آراستہ ساحر زشت خو
لئے سحر کرنے کا اسباب تھے — پے جنگ دل اُنکے بیتاب تھے

بعد قطع منازل و طے مراحل دریا سے گذر کر قریب لشکر مہرخ اکر پہونچے نقارون کی صدا گوش دلاوران حق نیوش مین آئی مہرخ نے طائران سحر بہر خبر روانہ کیے طائر اُڑے اور لشکر حریف کی جاکر خبر دریافت کرکے حاضر خدمت ہوے اور زبان وصف بیان سے تعریف بادشاہی کرنے لگے قطعہ

ای بہر کار سے رفیقت قل ہو اللہ احد — ونے نگہدار تن و جان تو اللہ الصمد
لم یلد یارت ولم یولد ہمہ جا دستگیر — دافع غمہم لم یکن مونس لہ کفوا احد

شہریار کی عمر دراز رہی دشمن کمبخت کا مزاج ناساز رہے فولاد بیہوشی خوار نام ایک ساحر ناکام فوج لیکر آتا ہی اور ملازمان حضور پر نور سے عزم گردن تابی و سرکشی رکھتا ہی طائر خبر عرض کرکے پھر چلے گئے اور جویاے خبر لشکر حریف ہوے یہان مہرخ نے نام فولاد کا سنکر عمرو سے کہا خواجہ انا للہ وانا الیہ راجعون یہ حرامزادہ نہ مارے مرتا ہے نہ کاٹے کٹتا ہی سیرون بیہوشی پی جاتا ہی سحر اسپر اثر نہین کرتا کوئی حربہ جسم پر اسکے کارگر نہین ہوتا ہی عمرو نے کہا ای ملکہ خداوند عالم کی مدد چاہئیے بڑے بڑے سرکش جنھون نے یہ بندوبست کیا تھا کہ جب ہم اپنی موت آپ طلب کرین اسوقت مرین اور قضا ہماری نہ دن کو آئے نہ رات کو اور اسوقت موت آئے کہ نہ ہم کھڑے ہون نہ بیٹھین نہ لیٹین یہ سب امرار رحم الراحمین نے اپنی شان قہاری دکھانے منظور فرمائے اور اس نافرمان کو اطمینان ہو گیا کہ مین کبھی نہ مرونگا پھر آخر ذکر شداد بدسیر سنا ہوگا کہ کس طرح بحسرت و ارمان ہلاک ہوا کہ بہشت مین بھی داخل نہوا تھا گھوڑے کی رکاب سے پاؤن نکل کے زمین تک بھی نہ پہونچا تھا کہ جان کے خواہان آگئے نہ دن تھا نہ رات تھی ہنگام صبح صادق تھا کہ وہ کاذب در بہشت پر واصل جہنم ہوا یہ فولاد مسخرا کیا لیاقت اور حقیقت رکھتا ہے اور وہ مالک اسکا افراسیاب کیا ہی بلا یہ وہ حرامزادہ لقا کیا بیہودہ ہی ای ملکہ ؎ عزیزیکہ از در گہش سر تبافت بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت جسنے پروردگار حقیقی سے انحراف کرکے اپنی تئین جل ابنایا خسر الدنیا

والعاقبۃ ہوا کہین ٹھکانا نہ پایا دیکھو لقا ہاتھ سے حمزہ صاحبقران کے کیسا دربدر خاک بسر
بھاگتا پھرتا ہی ملکہ تم نظر بفضل کریم کارساز رکھو اگر کوئی آفت مین پھنس بھی جاؤ تو اپنی اعتقاد
مین فرق نہ لاؤ مین جاتا ہون اور اُس فولاد بچیا کو قتل کرتا ہون یہ کہکر عمرو بارگاہ سے نکل کر
روانہ ہوا لشکر کی خبر سنکر عیار پہلے ہی چلے گئے تھے اور تدبیر مین مشغول تھے قران جنگل مین تھا
اور جب سے فوج حریف کی آئی تھی اسوقت سے یہ بھی بہ ہوشیاری فکر عیاری کر رہا تھا مگر اب
اول حال عمرو اور ضرغام اور جانسوز کا بیان ہوتا ہی کہ یہ تینون عیار صورت ساحرون کی
بناکر لشکر فولاد مین آئے اور عمرو نے دربارگاہ پر آکر چوبدارون سے کہا ہماری خبر جاکر عرض
کرو کہ موت جادو نام آپکی ملاقات کو آئے ہین چوبدار نے جاکر عرض کیا فولاد نے اذن باریابی
دیا عمرو سے چوبدار نے آکر کہا تشریف لیجائیے بلاتے ہین عمرو بارگاہ مین گیا دیکھا فولاد دنگل میں
بیٹھا ہی ہزارہا شعلہ آگ کا دنگل سے نکلتا ہی سر پر تاج رکھے ہی کہ جو آگ کی طرح دہکتا ہی کمر سے زنجیر
آتشین باندھے ہی صدہا ساحر گرد و پیش بشکل مہیب کرسیون پر بیٹھا ہی بارہ پتلے فولادی تلوار
لیے ٹہل رہی ہین جب کلام کرتے ہین چنگاریان آگ کی مُنھ سے کرتی ہین نقیب اور چوبدار مجرا گاہ پر
حاضر ہین کہ عمرو نے بھی اگر تسلیم کی مردہا پکار انگاہ روبرو فولاد نے نگاہ اٹھا کر اشارے سے
سلام لیا اور دیکھا کہ ساحر زبردست معلوم ہوتا ہی کالے سانپ سر سے لپیٹے ہین ہر بار زبانین
نکالتے ہین موتی کے مالے گلے مین ڈالے ہی زنجیر سونے کی کمر مین بندھی ہی جھولی سحر کے اسباب کی بھتے
کی بادلے کی ہی فولاد نے معزز جان کر قریب اپنے طلب کیا اور دنگل بیٹھنے کو دیا عمرو بیٹھا فولاد
نے حال پوچھا کہ آپ کون ہین باعث تشریف آوری کیا ہی عمرو نے کہا مین قلعہ زنگین حصار
کا رہنے والا ہون میرا گھربار سب مہرخ نے چھین لیا ہی مدت سے اُسکی بربادی کی دعا کرتا تھا
تاب مقاومت اُس سے نہ رکھتا تھا حضور کے تشریف لانیکا حال سنکر کمال خوشی حاصل ہوئی
مین بھی حاضر ہوا فولاد نے کہا آپ نے بہت خوب کیا جو آپ چلے آئے یہ آپ کا گھر ہی مین ان
نمک حرامون کو قتل کر کے اُنکا اسباب و مال شہنشاہ سے تمھین دلادونگا یہ کہکر خلعت منگوا کر عمرو کو
دیا اسنے نذر دی مقرب خاص بنا ادھر ضرغام اور جانسوز بھی لشکر مین پھر رہے تھے اور چاہتے
تھے کہ فولاد پہونچین کہ انھون نے دیکھا کہ دو خدمتگار بارگاہ سے نکل کے ایک طرف کو جاتے ہین
عیارون نے تعاقب کیا اور جہان تنہائی دیکھی پکارے کہ بھائی ٹھہر نا وہ دونون ٹھہرے
عیار قریب پہونچے اور کہا ہم تھوڑا عطر لیکر آئے تھے کہ یہان فروخت کرینگے مگر رسائی نہین ہوتی

تم اپنی معرفت بکواؤ دو خدمتگارون نے کہا ہم دیکھین کیسا عطر ہے عیارون نے دو شیشے عطر کے کمر سے
نکال کر دیے خدمتگار عطر سونگھکر بیہوش ہوئے اُنھون نے کپڑے اُتار کر دونون کو گڈھے مین ڈال دیا
اور روغن عیاری نکال کر انھین دونون کی صورت بنکر یہ بھی دونون عیار بارگاہ مین آئے اور پس
پشت فولاد کے آکر کھڑے ہوئے اس عرصہ مین عمرو نے جو موت جادو بنا ہوا بیٹھا تھا جام شراب
سے بھر کر فولاد کو دیا اور کئی مثقال بیہوشی قاتل شراب مین ملادی فولاد جام لیکر بے اندیشہ انجام
پی گیا کچھ بیہوشی نے تاثیر نہ کی اور فولاد فرے سے شراب کے پہچان گیا کہ اس شراب مین بیہوشی تھی
معلوم ہوتا ہے کہ موت جادو کوئی عیار ہے بس یہ سوچکر کچھ افسون پڑھکر آہستہ موت جادو کی طرف
پھونکا کہ عمرو دنگل سے چمٹ گیا فولاد نے کہا کہ ای عیار جانا مین نے کہ تو میرے قتل کو آیا ہے لا
جتنی چاہے بیہوشی مجھے پلادے یہ کلام سنکر ضرغام اور جانسوز جو پیچھے کھڑے آپس مین کہنے لگے
کہ اگر یہ بیہوش نہوا تو اسے خنجر سے ہلاک کرین یہی نہ کہ پکڑے جائینگے خدا مالک ہے بس دونون نے دہنی
اور بائین جانب سے خنجر آبدار مارے کہ فولاد کے جسم پر پڑے جھنناتا ہوا اور خنجر لوٹ گئے عیار
بھاگے فولاد نے سحر پڑھکر دستک دی کہ یہ دونون منھ کے بل گر پڑے اُسنے حکم دیا کہ ساحرون نے
آکر مع عمرو اور دونون عیارون کے گرفتار کر کے لاکر حاضر کیا فولاد نے سحر کی قید انکو پہنا کر حکم
کیا کہ میری بارگاہ سے ملا کر ایک خیمہ ایستادہ کرو اور انکو وہان رکھو بمجرد حکم خیمہ استادہ کر کے عیارون
کو لیجا کر قید کیا فولاد نے ایک افسون پڑھا کہ گرد خیمہ مقیدان حصار آتش کا ہوگیا اور کہا
کیا اقبال شہنشاہ ہے کہ عنایت سے سامری کی پہلے عیار ہی گرفتار ہوئے بس اب طبل جنگ
بجے تاکہ مہرخ کا بھی خاتمہ کرون اسکے کہنے بموجب لشکریون نے نفیر سحر کو دم دیا اور نقارے
جنگی کو بجایا سارا لشکر خبردار ہوا کہ کل مقابلہ لشکر حریف سے ہوگا طائران سحر مہرخ کے دربار
مین آئے اور بعد ادائے دعا و ثنا حال گرفتاری عیاران اور بجنا نقارہ رزمی کا گزارش
کر کے پھر بہر تجسس خبر روانہ ہوئے یہان مہرخ کو ہراس ہوا اور کہا ای ملکہ مہ جبین آپنے سنا
کہ عیار گرفتار ہوگئے ہم مین سے کوئی مقابلہ فولاد سے نہین کرسکتا اگر تمھاری راے مین
آئے تو آج رات کو بھاگ کر کہین چھپ رہین ورنہ سب مارے جائینگے مجھے راہ طلسم سے باہر
جانیکی معلوم ہے تم سبکو پاس صاحبقران کے لے چلون وہ خود تشریف لائینگے تو انکے مقابلہ
شاہ طلسم سے ہوسکیگا اسد نے یہ کلام سنکر کہا ای ملکہ عمرو عیار ہزار بار قید ہوئے ہین اور
چھوٹے ہین کچھ اسکی فکر نہ کرو اور تم بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دو بھاگنا غلامان صاحبقران کے لیے برا

ننگ ہے اگر بھاگ کر ہم لوگ لشکر امیر مین جائینگے تو وہ نکلوا دینگے اور کہین گے جان بدی گمی بھاگ کیون آئے تمہارا میرے پاس کچھہ کام نہین ای ملکہ تمہارا جی چاہے جاؤ تمھین عورت جانکر امیر پناہ دینگے لیکن مین ہرگز نجاؤنگا مہرخ نے کہا ہم آپکے ساتھہ ہین اگر یہ مرضی ہے تو بسم اللہ حکم طبل جنگ بجنے کا دیجیئے اسد نے ساحران لشکر اور سپہ سالاران فوج سے ارشاد کیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل رزم بجے ملازم حکم شاہزادہ والا شیم بجالائے ڈنکے پر چوب پڑی فوج جاندینے پر آئی اس اثنا مین سلطان نمر بزنے چرخ سے نیزۂ خطوط شعاعی کے پرچم کو لپیٹ کر راہ گریز اختیار کی اور آمد شاہ نگبا کی ہوئی ابیات

شاہ خاور چلا سما پر سے	ذرا انجم بھی نکلے اندر سے
ماہ نے موتیون کو راکھ کیا	اور بھبوت اُسکا اپنے منھہ پہ ملا
تاج نورانی رکھہ کے سر اوپر	ہوا تخت فلک پہ جلوہ گر

بہادرون نے اسباب جنگ کو درست کرنا شروع کیا ہر ایک آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہوا مہرخ و شکیل نے چار سو ساحر زبردست بلا کر ہوم کیا گرد آگ یار کے دھرو بجنے لگا موم کے اژدہے بنا کر آگیاری مین ڈالے اپنے وعدہ کیا کہ جب تمھین بلائین حاضر ہونا بیرون کو بھینٹ دیکر اقرار لیا کہ لشکر کے ساحر سحر اپنا اپنا جگاتے تھے بھینٹ مین بھجنگے اور چیلین چڑھاتے تھے مرچین جلتی تھین گوگل سلگاتے تھے ہر جگہ جھنگے ہوتے تھے ادھر اسد نے اپنی فوج کو حکم آراستگی دیا جو لوگ سحر نہین جانتے ہین انھون نے تلوار و خنجر کو صیقل کرنا شروع کیا غرضکہ چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری رہی طلایہ پھر اکیا باجا جنگی بجا کیا یہانتک کہ ہندوی زحل شب کی تاریکی دعای سحری سلیمان روزگار سے برطرف ہوئی اور زبان ہدایت نشان شاہد صبح سورۂ نور اور والشمس کی تلاوت کرنے لگی زمانہ مین دھوم آمد خورشید سحر ہوئی قطعہ

بر تخت مرصع نشست شاہ ملمع بدن	جیب مرقع درید شاہد گل پیرہن
ساقی سیمین شکست ساقی زرین قدح	پیکر پروانہ سوخت شمع زمرد لگن
خاتم زرین کہ داد دست سلیمان بباد	صبح بہ صحرا فتاد از دہن اہرمن
آتش موے نمود از کمر کوہسار	دامن گردون گرفت آہ دل کوہکن
بیضۂ زرین نہاد طائر مشکین جناح	جلوۂ طاؤس کرد طوطی شکر شکن

صبح کو اسد دلاور بعد فراغ نماز سحر مسلح و مکمل ہو کر در دولت پر مہ جبین کے حاضر ہوا مہرخ اور شکیل نے افسران فوج کے ہمراہ لشکر طوق طوق اور جوق جوق دشت مصاف کیطرف روانہ کیا اور خود جلوخانۂ شاہنشاہی مین آئے مہ جبین بہ تجمل تمام برآمد ہوئی ہر ایک کا مجرا و سلام ہوا تخت ملکہ کا دلارام نے

بزور سحر اڑایا اور تخت کے ساتھ کل معززان لشکر مع اسد نامور کے دادگاہ کی جانب چلے نقیب
اور یساول ادب اور تفاوت پکارتے تھے صدای طرقوا بلند تھی نقارے بجتے تھے کہ نظم

علمدار اعلم بالا کشیدند
دلیران رخت بر صحرا کشیدند
غریو کوس و بانگ و نای برخاست
زمین چون آسمان از جای برخاست

یہ سب دشت قتال مین داخل ہوے ادھر فولاد رات بھر سحر کرنے مین مصروف تھا صبح کو اپنے
گینڈے پر سوار ہوا بارہ ہزار ساحرون کو ہمراہ لیا بارہ پتلے تلوارین برہنہ کیے ساتھ چلے تو ہیان
پھونکنے لگے گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے گینڈا اسکا طرارے بھرتا چلا کہ بیت گر گدنے کز سم خارا شکاف
رخنہ فگندے بدل کوہ قاف * بڑے جوش وخروش سے لشکر حریف بھی میدان کارزار مین آیا ساحرون
نے ابر برسا کے بجلیان سحر کی گرا کے میدان جنگی کو صاف کیا صف آراؤن نے صفوف کارزار
کو ترتیب دیا نقیب نکل کے نقابت کرنے لگے کہ ای ناموروسہ نام رستم کا ہٹاؤ آج ہی وہ
معرکہ ہے بھول سو نگھو ڈھال کا اور کھاؤ پھل تلوار کا * ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید *
روز جنگ ست جنگ باید کرد * کوشش نام و ننگ باید کرد * جب صدا دیکر نقیب کنارے ہوے
فولاد نے گینڈا اڑایا اور میدان مین آکر للکارا کہ ای فرقہ نمکحرام عازم دشت قتال ہو آمادہ جنگ
و جدال ہو اسے لاف زنی کرتے دیکھکر شکیل جادو مرکب سے اترکر دست بستہ سامنے تخت مہ جبین
کے آکر اجازت حرب لی اور سامنے فولاد کے آیا اسنے کہا لا ضرب کیا حربہ کیا چاہتا ہی شکیل نے سحر
پڑھکر دستک دی کہ گرد فولاد کے تاریکی ہوگئی اور اُس اندھیرے مین کچھ پنجے پیدا ہوے اور نیزہ
و تیر و شمشیر فولاد پر لگانے لگے فولاد نے گینڈا بڑھا کر مشت خاک اٹھا کر سحر کر کے طرف فلک
کے اڑا دی وہ تاریکی دفع ہوئی اور پنجون کی ہستی مٹا دی اور ایک گولا افسون پڑھکر مارا شکیل
کے گرد دھوان ہوگیا اور اسکی بو سے شکیل بیہوش ہوکے گرا فولاد نے پتلے سے کہا جا کر اٹھا لا
پتلا گیا اور مشکین باندھکر لے آیا یہ حال دیکھکر ساحر اجازت لیکر مہ جبین سے فرادا فرادا مقابلے کو
نکلے مگر جو آیا فولاد نے ناریل مارا کہ اُسمین سے دھوان نکلا اور مبارز کو بیہوش کر دیا پتلا آیا اور
باندھکر لے گیا یہان تک کہ ملکہ مہرخ مقابلے کو نکلی اور ایسا سحر کیا کہ چار طرف سے آندھی آئی اور جو
دھوان کہ فولاد نے بزور سحر پیدا کیا اُسے اُس آندھی نے پراگندہ کر دیا اور مہرخ نے نارنج سحر زمین
پر مارا کہ وہ پھٹا اور ایک اژدہا پیدا ہوا قلعہ آتشین منہ سے چھوڑ کر اُسنے دم اوپر کو جو کھینچا فولاد
کھنچتا ہوا اسکے منہ کی طرف چلا اور پکارا کہ پتلہا ہاے طلسم بچانا مجھے کہ اس نکتہ مہرخ نے بڑے

غضب کا سحر کیا ہر پتلے اژدر کے دو ٹکڑے لپٹ گئے اور اُسے چیر پھاڑ ڈالا پھر اُدھر سے پھر کے پتلے مہرخ کے لپٹ گئے مہرخ نے بہت سے سحر کیے اور نیچے سحر کے مارے مگر پتلون پر کچھ تاثیر نہوئی اوسوقت ملکہ مہ جبین نے فوج سے حکم دیا کہ جا کر مہرخ کو بچاؤ فوج ہر طرف سے لپٹا لپٹ کہکر چلی ساحر سحر کرنے لگے بجلیان چمکنے لگین صدائین مہیب پیدا ہوئین یہ ماجرا دیکھکر فولاد نے چار ناریل میدان جدال کے چارون کونون پر مارے کہ وہ ناریل زمین مین غرق ہوگئے اور زمین سے شعلے آگ کے نکلکر ایسے بلند ہوئے کہ چار طرف لشکر مہ جبین کے دیوار آگ کی ہوگئی اور دھوان اُس آگ سے نکلکر لشکر پر مثل سرپوش کے ڈھک گیا اب ہر طرف دیوارین ہین اور اوپر دھوان ہی جو ساحر نکلنے کا قصد کرتا ہی دیوار سے آگ بڑھکر جلا دیتی ہی جو اُڑ کر جاتا ہی دھوان بیہوش کرتا ہی فوج تو اس آفت مین پھنسی مگر ملکہ مہرخ کو جو پتلے لپٹ گئے ہین ہرچند ملکہ نے چاہا کہ انکے ہاتھ سے مین بچون مگر رہائی نہوئی اور پتلے باندھکر سامنے فولاد کے لائے فولاد نے قید سحر کی ہتھکڑیان بیڑیان آگ کی شکیل اور مہرخ کو پہنا کر ارابے پر بٹھایا اور اپنے لشکر کو کوچ کرنیکا حکم دیا اُسی وقت خیمہ ڈیرہ اُکھڑا کوس سفر پر چوب پڑی لشکر نے کوچ کیا عمرو اور ضرغام اور جانسوز جنکو پہلے گرفتار کیا تھا اُنکو بھی قید پہنا کر ہمراہ لیا اور سحر پڑھا دستک دی کہ وہ حصار آتش جو گرد لشکر مہ جبین تھا از خود روانہ ہوا اسد اور دلارام اور ساری فوج نے اس حصار کو اپنے قریب آتے دیکھکر بناچاری خود بھی رہروی اختیار کی کسلئے کہ اگر ٹھہرین تو دیوارین آتش سحر جلا دین لشکری نالان و گریان یارب یا مستغیث پکارتے چلے اور فولاد انکے حال پر قہقہے لگاتا اپنی فوج کے سردارونکو اولوالعزمی دکھاتا روانہ ہوا اس حال حیرت اشتمال کو دور سے قران اور برق نے دیکھا کیونکہ یہی گرفتار ہونے سے باقی ہین اور سب فوج کے عیار و سردار حتی کہ سگان لشکر تک اندر حصار کے مقید ہین برق یہ کیفیت مصیبت کی دیکھکر رونے لگا اور قران سے کہا کہ خلیفہ مین جاتا ہون اس حرامزادے فولاد کو مارے خنجرون کے ٹکڑے ٹکڑے کیے ڈالتا ہون اور یا اپنی جان دیتا ہون قران نے کہا ای برادر بھلا تمھارے جانے سے کیا مطلب نکلے گا اس ساحر کو نہ کوئی حربہ کارگر ہوتا ہی نہ بیہوشی تاثیر کرتی ہی پھر عیاری اسپر کیا ہو سکے خدا کو یاد کرو اور اسکے ساتھ چلو جہان کہین منزل پر یہ ٹھہرے وہان کچھ فکر کرو الغرض قران اور برق بھی اسکے لشکر کے ساتھ الگ الگ بطور مخفی چلے لیکن گنبد نور پر افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی کہ فولاد پر دیکھون کیا گذری کتاب مین معلوم ہوا کہ سبکو گرفتار حصار آتش مین کیے فولاد لاتا ہی یہ دیکھتے ہی اپنے تاج کو براہ نخوت کج کیا اور کہا ای

حیرت نے دیکھا تمنے ثمرۂ بغاوت کا کہ اسطرح حال زار سے سب قید ہوئے حیرت نے کہا ای شہنشاہ
سب نمک حرامون کو دار پر کھنچیے افراسیاب نے چند ساحرون کو حکم دیا کہ خلعت گرانبہا واسطے فولاد کے
لیجاؤ اور ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای سپہ سالار من کیا کہنا مرحبا صد مرحبا کیا جلدی تمنے اس
جنگ کا خاتمہ کیا ہمنے یہ خلعت تمھین روانہ کیا ہی اور علاوہ اسکے بھی امیدوار الطاف خسروانہ ہو
دمبدم عنایت شاہانہ تمھارے حال پر افزون ہوگی ان قیدیون کو لیکر باغ عشرت مین جو قریب
شہر نافرمانیہ ہی اور اُسی پار دریای خون روان کے طلسم ظاہر مین واقع ہوا ہی آؤ ہم بھی وہین
آتے ہین سبکو سزا دینگے کیا ضرور ہی کہ اسطرف دریا کے سب قیدیون کو لاؤ اور تکلیف بیفائدہ
اُٹھاؤ یہ نامہ ساحرون کو دیکر مع خلعت فاخرہ کے روانہ کیا ساحر پاس فولاد کے آئے نامہ دیا
خلعت پہنایا فولاد بہت خوش ہوا اور ساحرون کو رخصت کرکے راہ گنبد نور کی چھوڑ کر طرف
باغ عشرت کے چلا اور افراسیاب ملکہ حیرت کو اور ساحرون نامی کو لیکر بعد پہنچنے نامے کے
بحشم و خدم باغ عشرت مین داخل ہوا در باغ کے سامنے جو میدان اور صحرا واقع ہوا تھا
اُس مین دارین استادہ کرائین اور جلادون کو طلب کیا کئی ہزار جلاد تیغے باندھے ہار انسان
کی ناک و کان کٹے کا پہنے لنگ باندھے صافی تیغہ پونچھنے کی جس سے خون تازہ کی بھبک پیدا
کاندھے پر ڈالے حاضر ہوئے اور پکارے بیت سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست مرغ
را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ہر کسکا پیمانہ عمر لبریز ہوا ہی اور سر رشتہ حیات منقطع شہنشاہ کو
کون سے گنہگارون کا قتل کرانا منظور ہی افراسیاب کا حکم ہوا کہ تم سب مستعد رہو گنہگار
آتے ہین کل یا پرسون میرا سپہ سالار لیکر حاضر ہوتا جلادون نے زیر دار بستر لگائے اور حکم شاہ سے
انعام بیکران پانے کے امیدوار ہوئے افراسیاب اندر باغ کے صحبت آرا ہو ناچ ہونے لگا قانون
اور بین اور چنگ و رباب بجنے لگا درخت باغ کے بادلے سے منڈھے گئے نہرین چھلکائی گئین اور
فوارے چھوٹنے لگے یہان تو یہ سامان عشرت زا ہی مگر فولاد قیدیون کو لیے برسم یلغار کہین نہ ٹھہرا
یہان تک کہ شہر نافرمانیہ کے قریب پہونچا دیکھا کہ حصار شہر سونیکا ہی در شہر پناہ پر قلعہ بنا ہے
ہزارون ساحر مختلف صورتین بزور سحر بنائے اُترے ہین لکڑ سلگتے ہین ہوم کر رہے ہین سامنے
قلعے کے کوسون تک تختہ لالہ و نافرمان کے ہین پھول اُنکے کھلے ہین مالک اس قلعہ کی ملکہ
نافرمان جادو افراسیاب کی طرف سے ہی ساحرہ زبردست اور معزز ہی حسن و جمال بھی رکھتی
ہی ملک و مال بھی رکھتی ہی اُسے خبر طائران سحر نے پہونچائی کہ فولاد بیہوشی خوار جادو سپہ سالار

شاہ طلسم گنہگاران شاہ کو لیے آپکی سرحد مین داخل ہوا ہی طرف باغ عشرت کے جاتا ہی نافرمان یہ خبر سنکر تخت سے اُٹھی اور طاؤس سحر پہ سوار ہوکر مع تحفہ وتحائف کے واسطے ملاقات کے چلی اور قلعہ سے جب باہر آئی حصار آتش کو سون تک دیکھا اور اندرون حصار قیدیون کی ہو ونیکی صدا سنی فولاد کو بارہ پتلون سمیت اور فوج سامران کے ایکطرف جاتے پایا طاؤس آگے بڑھاکر پکاری کراہی بہادر زبردست کیا کہنا واہ واہ ذرا ٹھہرے فولاد اسے دیکھکر ٹھہرا فوج بھی رُکی سحر کیا کہ حصار بھی ٹھہرا نافرمان قریب پہونچی اور کہا پہرے قلعے مین تشریف لیچلیے ایک جرعہ اش کا تیار کرون نوش فرمائیے تو جاے فولاد بھی سوچا کہ مین دور سے چلا آتا ہون کہین ٹھہرا نہین آج یہ جگہ آسایش اور حفاظت کی ہی ٹھہر جاؤن یہ خیال کرکے کہا مجھے جانا ضرور ہی گنہگار ساتھ ہین مگر آپکے فرمانے سے مجبور ہون اچھا تشریف لیچلیے مین حاضر ہوتا ہون نافرمان وعدہ مستحکم لیکر پھری اور شہر مین اکر حکم آرایش ملک دیا تمام شہر آئین بند ہوا دکانین آراستہ ہوئین دوکاندار پوشاکین نفیس و پر زر پہنکر بیٹھے فرمان باغ پر بہار مع عمارت دلکشا و فرح افزا کے خالی کرایا فرش شاہانہ بچھوایا سامان دعوت مہیا کیا جب سب درستی ہو چکی ارکان دولت واعیان سلطنت کو ہمراہ لیکر فولاد کے استقبال کو باہر قلعے کے نکلی فولاد بیرون قلعہ فوج کو گرد حصار قیدیون کے اوتار کر بارہ پتلون کو اور سرداروں کو ہمراہ لیکر شہر کیطرف چلا تھا کہ راہ مین ملکہ نافرمان ملی اسکے ساتھ اندر شہر کے داخل ہوا دیکھا کہ ملک نہایت آباد ہی رعیت دلشاد ہی کہا ہی

سب رعیت تھی چہاردہ سالہ — ہر جوان غیرت گل لالہ
کیا عمارات شہر کا ہو بیان — چشم بد دور نور کے تھے مکان
جو مکان تھا بلند ایسا تھا — صاف آتی تھی قدسیون کی صدا
تھا جو بازار اس مین چوپڑ کا — چار رکن جہان سے بڑھکر تھا
قصر فردوس چوک کے کمرے — جگمگے اُن مین لالہ رویون کے
قصر لیلے سے ہر مکان بڑھکر — چشم مجنون ہر ایک روزن در
دونون جانب وہ نور کا بازار — بیچ مین اُسکے اک سڑک ہموار
تھی ریاض جنان ہر اک دکان — در نہایت تھے اُنکے عالیشان
خوبصورت تھا وہ خم محراب — کہئے قوس قزح کا اسکو جواب
تھے دکاندار خوبرو سارے — فلک حسن کے وہ تھے تارے
بیچتے تھے وہ جنس حسن ادا — ماہ ہوتا تھا مشتری اونکا

فولاد تماشاے شہر دیکھتا ہمراہ نافرمان اُس جگہ پہونچا کہ جو باغ اسکے لیئے خالی کیا گیا ہی سبحان اللہ جو شہر ایسا آراستہ ہو وہان کے باغ کا کیا کہنا جوڑی دروازے ہاتھی دانت کی خوبصورت ترشی ہوئی لگی سر دروازہ پر کلس سونے کے چڑھے اوپر سورج مکھی یاقوت کی بناکر لگائی تھی کہ سورج کو شرماتی تھی طاؤس جواہر کے زمردین بال کلس پر چڑھے تھے منقار مین مالے گوہر کے لیے تھے چار دیواری باغ کی برنجی تھی طلائی احمر کا مصفا کیا ہوا تھا جواہر موقع اور مناسب جگہ پر جڑا تھا فولاد اندر باغ کے آیا اسے نہایت سرسبز پایا چمنبندی معقول طور سے کی تھی روشین درست و ہموار لطیف پٹڑون پر سرخی یاقوت احمر کی کٹی تھی درخت پر بہار مہندی کی ٹٹیان ، ور تاک انگور آراستہ پانی نہر کا ہر خیابان مین رواں چشمہ ہر ایک قاب صافی دلان مصفا ہر شجر پر طائرون کا ہجوم آمد بہار کی دھوم بلبل کا شور قمری نعرہ زن جوش پر بہار گلشن ہر سمت گلہاے رنگا رنگ غیرت وہ نگار خانہ وارژنگ سچ تو یہ ہے نظم

سبز سبزے سے ہر روش پٹری　　لعل و یاقوت کی کٹی سرخی
روشون پر ستارے چھڑکے تھے　　ذرون کی طرح وہ چمکے تھے
جو شجر تھا پھلا تھا پھولا تھا　　رشک جنت جو کہیے تو ہے بجا
تھے جواہر کے جس جگہ اشجار　　لایق دید تھی وہان کی بہار
صحن گلشن تھا آسمان کا جواب　　پھول سب غیرت گل مہتاب
چہچہے بلبلون کے تھے ہر سو　　قمریون کی وہ سرو پر کوکو
کہین کویل شجر پہ کوکتی تھی　　کہہ رہا تھا پپیہا پی پی پی

ایک بارہ دری سراسر خوبی سے بھری تھا بیچ مین چمنستان کے بنی تھی فرش ملوکانہ اور مسند شاہانہ سے آراستہ تھی اسباب عیش و راحت مہیا تھا شیشہ آلات سجا تھا فولاد وہان آکر مسند پر بیٹھا بارہ پتلے اور سردار گرد و پیش باادب تمام بیٹھے ملکہ نافرمان نے حکم دیا ناچ ہونے لگا ساقی زیبا طلعت پیمانہ جواہر نگین مین شراب ارغوانی پرتگالی کرکے دینے لگے ہر ایک بادہ پرست مست ہوکر ساقی سے خطاب کرتا تھا نظم

مین کب سے تھا تیرا اشتیاقی ساقی　　مدت مین ہوا ہے تو ملاقی ساقی
جاوے نہ یہ دور جلد بھر دے　　شیشے مین جو کچھ رہی ہو باقی ساقی

نافرمان ہر سمت انتظام کرتی پھرتی تھی اشیاے ضروری اہل انجمن کو پہونچاتی تھی چاندنی رات کا عالم نسیم کا فرفر چلنا خوش گلوؤن کی آواز کا سناٹا خلاصہ کلام یہان تو یہ جلسہ ہی دھوم دھام ہی خلقت کا اژدہام ہے کہ اہل محفل مصروف وجد و سماع ہین ہر تان پر روئین کھڑے ہوتے ہین مگر یہ حال

قران اور برق کا سننے کہ لشکر فولاد کے ہمراہ زار و نالان تدبیر رہائی لشکر مہرخ فکر کرتے چلے جاتے تھے جب انھون نے دیکھا کہ لشکر فولاد ٹھہرا صورتین ساحرون کی طرح پر بنا کے لشکر مین داخل ہوے اور نافرمان کا آنا اور دعوت کا کرنا سب حال دریافت کرکے یہ بھی ساتھ ساتھ فولاد کے شہر نافرمانیہ تک آئے فولاد تو جاکر باغ مین مصروف عیش و نشاط ہوا لیکن دونون عیار در شہر پناہ پہ ٹھہرے اور برق سے قران نے کہا تم مزدور کی صورت بناؤ اُسنے فوراً دھوتی باندھکر ننگے سر ننگے پانون انڈوا سر پر رکھکر مزدور اپنے تیئن بنایا اور قران نے اپنی شکل باورچی کی بنائی میلے کچیلے کپڑے پہنے جس مین ہلدی اور گھی کے دھبے تھے کمر مین چھریان ترکاری چھیلنے کی رکھین اور صافی کھی اور مصالہ چھاننے کی کندھے پر ڈال کے لشکر فولاد مین آیا اور کئی من ترکاری آلو اور اروی وغیرہ خرید کرکے ٹوکرا سر پر برق کے رکھوا کر طرف شہر کے چلا اور در شہر پناہ پر پہونچا چاہا داخل قلعہ ہون حاجب اور دربان مانع ہوئی کہ بغیر حکم کے ہم جانے نہ دینگے قران نے کہا ہم سرکاری باورچی ہین لشکر فولاد سے حسب الحکم ملکہ نافرمان ترکاری لیئے جاتے ہین دربانون نے کہا ذرا ٹھہرو ہم اجازت تمھارے لیئے منگالین قران نے کہا اگر دعوت مین کھانا دیر کو تیار ہوا جواب تم دے لینا اچھا ہم پھرے جاتے ہین اور یہ ترکاری سرکار نے منگوائی تھی تمھین پہونچا دینا یہ کہکر ٹوکرا ترکاری کا اونڈیل دیا اور آگے کا راستہ لیا یہ حال چوبدارون نے دیکھ کر آپس مین کہا ایسا نہو کہ کھانا پکنے مین دیر ہو خاصے کا وقت ٹلجاوے فولاد بھوکا رہے باورچی سے پرشش ہو وہ کہے دربان نے مجھے آنے نہ دیا تو ایسی آفت آئیگی کہ نوکری جانا کیسا جان بھی جائیگی اس باورچی کو جانے دو یہ سوچکر پکارے کہ میان صاحب اجی باورچی صاحب جائیے آپکو کوئی روکتا نہین قران نے کہا اب کچھ ضرور نہین ہم نہین جاتے یہ کہکر آگے چلا سپاہی دوڑے اور آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا خفا نہو جیئے جائیے قران نے کہا مین اب جاکے کیا بناؤن تمھاری جھنجھٹ مین اتنی دیر ہوئی اب تم گفتگو کر لینا مین بجاؤنگا سپاہی لگے منتین کرنے قران نے انکار کرنا شروع کیا یہان تک کہ جتنے سپاہی تھے سب نے اپنے پاس سے کچھ روپے جمع کرکے دیئے کہ باورچی صاحب اسکی مٹھائی کھائیگا اور خفا نہو جیے ہم بھی حکم کے تابعدار ہین آپ شوق سے جائیے ہمنے پہچانا نہ تھا قران وہ روپے لیے اور ترکاری ٹوکرے مین بھر کر برق کے سر پر رکھا اور اندر شہر کے آیا دیکھا بازار مین ہر قسم کے اشیا کی آراستہ ہین وضیع و شریف شہر کے خرید و فروخت مین مصروف ہین قران نے ترہ فروشون کی بازار مین آکر ایک کنجڑے سے کہا یہ ترکاری سرکاری باورچی خانے سے ہمکو ملی ہے کسلیے کہ جو بچ رہتی ہے وہ ہملوگونکا

حق ہی غرض ہم اسے بیچتے ہین تم اپنا نفع رکھکر لے لو کبڑے نے اونسے کہا چلو تا یونہین دو روپیہ دیتے
ہین قران نے قیمت لے لی اور آگے بڑھکر دونون صورت خدمت گار کی بنے اور راکر اوس باغ ہین
پہونچے کہ جہان فولاد کی دعوت ہی باغ اور عمارت کو نہایت دلچسپ پایا سامنے فولاد کو مسند پر
جلوہ گر دیکھا کسی سمت میخانہ سجا تھا کہین آبدار خانہ ارباب نشاط کے بستر کسی چمن مین تھے نونہالان
باغ حسن کے جمگھٹے تھے فولاد رقص وسرود کی کیفیت دیکھنے مین مصروف تھا کہ قران نے برق
سے کہا کسی طرح اسکو ہلاک کرو یہ رات گذرنے ندو اگر صبح ہو گئی تو لشکر مریخ ہلاک ہوگا اسکی
بھی صبح ہو جائیگی کیونکہ فولاد یہان سے جو چلے گا افراسیاب پاس پہونچے گا پھر وہان کچھ
نہو سکے گا برق نے کہا ای خلیفہ میری عقل کچھ کام نہین کرتی کیا کرون اگر عیاری کرکے اسکے
پاس بھی پہونچون تو کیا کرونگا نہ یہ بیہوش ہوگا نہ یہ مارا جائیگا قران نے کہا دیکھو یہ جو فولاد کے
پہلو مین ساحر بیٹھا ہی اسکی صورت بخوبی غور کر لو اور اسکی صورت بنکر ملکہ نافرمان کو پکڑ لو اور اسکی
شکل بنو تو مین ایک تدبیر کرون برق نے کہا بہت خوب اور ایک گوشہ باغ مین بیٹھکر برق مصاحب
فولاد کی شکل کہ نام اسکا مریخ جادو تھا بنا اور قران نے ایک فانوس روشن کر لی اب آگے
آگے قران روشنی دکھاتا ہوا اور پیچھے برق دونون باغ سے باہر نکلے اور دار العمارۂ شاہی کے
پاس آکر دریافت کیا کہ ملکہ نافرمان کہان ہین ملازمون نے کہا دولتسرا مین مصروف انتظام
دعوت ہین انھون کہا جاکر عرض کردو کہ ایک صاحب فولاد کے پاس سے آئے ہین ملازمون نے
جاکر انکے آنے کی اطلاع دی نافرمان اسی وقت باہر نکل آئی دیکھا مریخ جادو ہی کہا کیون
آپ باغ سے تشریف لائے مجھے بلا لیا ہوتا مریخ نے کہا آپ ذرا تکلیف فرماکر تنہا میرے ساتھ چلیے
فولاد نے جس کام کو کہا ہی اُسے مین اور آپ انجام دین نافرمان نے کہا اچھا چلیے غرض سب
ملازمون کو چھوڑکر آپ تنہا مریخ کے ساتھ ہوئی یہان تک کہ برق اسکو لیے ہوے ایسی جگہ لایا
کہ جہان راستہ نہ تھا اور کوئی ادھر آتا نہ تھا گوشہ تنہائی تھا برابر تو چلا ہی آتا تھا ایک حباب بیہوشی
مارا کہ نافرمان کے منھ پر وہ پڑا بیہوشی اُسمین سے اُڑی یہ بیہوش ہو گئی اسکو برق نے اور زیادہ
بیہوش کرکے زبان اُسکی سوزن سے چھید دی تاکہ شاید ہوشیار ہو جائے تو سحر نہ کر سکے اور کپڑے
اسکے اُتار لیے قران نے اُٹھاکر ایک مقام پر درخت تجویز کرکے نافرمان کو اوپر درخت کے
چڑھکر باندھا اور پتون مین چھپا دیا اور برق ملکہ نافرمان کی صورت بنا اور قران نے کہا
ای برق تم جاکر در باغ پر ٹھہرو مین بھی آتا ہون غرض برق یہان سے روانہ ہوا اور نافرمان کی

صورت بنا ہوا در باغ پر آیا جتنے ملازم اور ارکان سلطنت تھے اپنا مالک سمجھکر حاضر ہوے اور
دست بستہ سامنے کھڑے تھے کہ اس اثنا مین ایک شخص میلے کپڑے پہنے کچھ پھلجھڑیان اور مہتابیان
ہاتھہ مین لیے حاضر ہوا اور نافرمان کو سلام کیا اُسنے پہچانا کہ قران ہی اور وضع آتشباز کی بنائی
ہی برق سمجھا کہ اس سے آتشبازی کی نسبت کچھ پوچھون تو معلوم ہو کہ کیا عیاری خلیفہ نے
سوچی ہی یہ سوچکر کہا ای آتشباز کتنے وزن تیرے پاس تیار ہین اور کتنے اس وقت تیار کر سکتا ہے
قران نے عرض کیا حضور آتشبازی اسی وقت تیار کر سکتا ہون کچھ موجود نہین ہی نافرمان
یعنے برق نے کہا اچھا کیا لیگا اُسنے کہا لاکھہ روپیہ برق نے کہا اتنا روپیہ بہت ہی آتشباز نے کہا
آپ روپیہ نہ دیجیے بارود دلوا دیجیے جتنی صرف ہوگی آپ کے سامنے ہوگی مین گھر نہ جاؤنگا
مزدوری میری دلوا دیجیے گا برق نے پوچھا کتنی بارود چاہئے آتشباز نے کہا پچیس کپے برق
نے کپتان کو طلب کر کے حکم دیا کہ پچیس کپے بارود کے حاضر کر وا اوسی وقت بارود کے چھکڑے
لدے ہوے آئے آتشباز نے کہا پشت باغ پر یہ بارود رکھوا دیجیے اور ایک قنات گھروا دیجیے
کہ مین اکیلا آتشبازی بناؤنگا ایسا نسخہ بھی کسی کو یاد نہوگا کہ اکیلے اتنی بارود دم بھر مین صرف
کرے اور آتشبازی بنا دے یہ کلام آتشباز کا سنکر نافرمان یعنے برق سمجھ گیا کہ خلیفہ یقین ہی
فولاد کو جلا دینگے بس بموجب انکی درخواست کے قنات باغ کی پشت پر دور تک گھروا دی
اور بارود رکھوا دی سبکو منع کر دیا کہ کوئی اودھر نہ جائے آتشباز یعنے قران نے وہان آکر جوہر دکھایا
خنجر کی لیکر نیچے باغ کے جہان تک بارہ دری تھی اور فولاد مع اپنے سرداروں اور تیلوں کے
بیٹھا ناچ دیکھہ رہا تھا سرنگ کھودی اور از بسکہ جوان زبردست قوم کا حبشی ہی اور نظر کردہ ہی
ایک پہر کے عرصہ مین مشرق کی سمت سے مغرب کے جانب تک اور جنوب سے شمال کی حد باغ تک
نقب لگا کے اپنے چادرے کے بٹکر دو فتیلے بنائے بارود سب نقب مین بچھائی پچیسون کپے ڈالدئے
فتیلے دہنہ نقب مین لگا کے قنات سے باہر نکلا برق در باغ پر کرسی بچھائے انتظار مین بیٹھا تھا
کہ دیکھون خلیفہ کیا کرتے ہین اُسوقت آتشباز نے آکر کہا حضور آتشبازی تیار ہی ذرا میرے ساتھ
آئیے تو مین اپنی اُستادی آپ کو لے چل کر دکھاؤن مگر کسی کو ساتھ نہ لائیے برق نے ملازمون
ارکان سلطنت وغیرہ سے کہا تم ٹھہرو ہم بلا لین گے اور آپ آتشباز کے ہمراہ باغ کی پشت پر آیا
قران نے کہا ای برق مین نے نقب لگائی ہی تم جاؤ اور درخت پر سے ملکہ نافرمان جو بندھی ہی اُسے
کھول کر ہوشیار کرو مین آگ نقب مین دیتا ہون یہ طبقہ اُڑکر طرف فلک کے جائیگا ذرا نافرمان

بھی حال خراب فولاد کا دیکھے اور اشک حسرت بہائے کیونکہ زبان اسکی سوزن سے چھدی ہی کچھ کر نہ سکیگی مجبوری سے سب کچھ دیکھے گی برق بموجب ارشاد قران گرم رفتار ہوا اور درخت پر جا کر چڑھا نافرمان کو کھول کر ہوشیار کیا اسکی جو آنکھ کھلی اپنے تئین ایک عذاب الیم مین بالائے شجر گرفتار پایا اس عرصہ مین قران نے نقب کے فتیلون مین آگ لگائی اور بھاگ کر دور نکل گیا فتیلے سلگتے ہوے جب سرنگ مین پہونچے عیاذاً باللہ وہ صدائے مہیب پیدا ہوئی کہ معلوم ہوا فلک پھٹ پڑا اور بارہ دری جسمین فولاد اور اُسکے سردار اور چیلے بیٹھے تھے اُڑ کر طرف آسمان کے گئے تمام عالم مین تاریکی چھاگئی بارود اور پتھر اور دھنیان اور کنوارے بارہ دری کے تمام قلعہ مین برسنے لگے صدمہ آواز سے شہر کے مکانات کی کنڈیان کھل گئین رعایا بھاگی حاملہ عورتون کے حمل ساقط ہوے ایک غلغلہ عظیم برپا ہوا جتنے ملازم نافرمان تھے سب باغ کی طرف دوڑے کہ یہ کیا آفت آئی خلقت بھاگی کہ یکایک صدائین پیدا ہوئین بیرون نے ساحرون کے مرنے کا غل مچایا کہ کشتی میرا نامم فولاد بہوشتی خوار جادو بود آگ اور پتھر برسنے لگے قران نے ایسے وقت قیامت مین قابو پا کر حقہ ہائے نفتی داغ کر شہر کے مکانات پر پھینکے کہ جابجا شہر مین آگ لگی بہت آدمی جل گئے جب تک اُسے بجھائین جب تک اور کسی مکان مین آگ قران نے لگادی تمام شہر مین یا جمشید و یا سامری کا غل ہوا شعلے آتش کے بلند ہوے سارا شہر حصار پناہ کے باہر نکلگیا یہان کا حال سنیے کہ فولاد کے مرنے سے حصار آتش سحر لشکر مہ جبین اور اسد پر سے دور ہوا اور مہرخ اور شکیل اور عمرو مع دو عیارون کے جو مقید زنجیر سحر لشکر فولاد مین تھے چھوٹ گئے اور عمرو نے صدائے مہیب سرنگ اُڑنے کی سُنکر کہا ای ملکہ مہرخ وہ مارا مہرخ نے کہا خواجہ کیا کہتے ہو عمرو نے کہا ہم سچ کہتے ہین یہ صدا جو آئی تھی فولاد کے مرنے کی تھی معلوم ہوتا ہے کہ قران یا برق نے اوسے جہنم رسید کیا زندان خانے سے باہر نکلو دیکھو لشکر بھی ہمارا رہا ہوا ہوگا فولاد کے بارہ ہزار ساحرون کو قتل کرنا چاہئے مہرخ اور شکیل وغیرہ کہنے سے عمرو کے باہر نکلے اور نعرہ بلند کیا سحر کر کے دستک دی آندھی سیاہ اُٹھی تیر آسمان کے جانب سے برسنے لگے ساحر محافظ زندان بھاگے اِدھر دلارام نے مہ جبین سے کہا واری جاؤن آپکی نانی جان ملکہ مہرخ نعرہ کرتی ہین لشکر آپ کا جس طرح کمر باندھے لڑنے آیا تھا اُسی طرح حصار سحر مین گرفتار ہوا تھا اب وہ حصار نہین ہے آپ بھی لشکر فولاد پر جا گرئے مہ جبین نے تخت آگے بڑھایا پچاس ساٹھ ہزار ساحرون سے آکر لشکر فولاد پر گری ناریج و ترنج سحر کے گولے فولادی اور گچھے پیکان کے سوئیان

اور مرچون کے ہار سحر پڑھ پڑھکر جانبین سے ساحر لگانے لگے بجلیان چمک کر گرنے لگین ترسول اور گولیان چلنے لگے ایک طرف سے نعرہ اسد کا بلند ہوا اور گھوڑا اٹھا کر فوج ساحران مین در آیا ایک جانب سے عمرو ملکہ مہرخ کے ساتھ لڑتا ہوا چلا اور نعرہ بلند کیا خنجر مارتا پکارتا ہر طرف جاتا تھا کہ نظم

سردار دوندگان آفاق	من آمدہ در وندکی طاق
از راہ فسون و مکر و حیلہ	آشوب کنیم در قبیلہ
شیر از دم تیغ من گریزان	آورد پناہ سوے شیران
نامم عمر ست شاہ عیار	ہستیم قصد براے کفار

جب غلط لگ عمرو لگاتا تھا دس دس کے پانون اڑاتا تھا جب جست کرتا تھا دس دس کے سر کٹتے تھے جو مر کے گرتا تھا ہمیانی اسکی کاٹ لیتا تھا خلاصہ کلام اسد وغیرہ سب نے جم کر وہ ساکھے کی تلوار کی کہ نظم

درخشان سنانہا زگرد و غبار	چو شمع فروزان بہ شبہای تار
زجلجاک شمشیر زہر آبدار	بر آمد فغان از دل روزگار
شپاشاپ تیر و ترنگ کمان	چو قوس و قزح شد زہ آسمان
زبار کدورت چو گل تہ نشین	بدریاے خون یکسرہ شد زمین
دلیران اسلام و مردان کین	خروشان زہر چو شیر عرین
جدا ہر یکے خنجر افراختہ	یکے کار صد کینہ جو ساختہ
زبس کشتہ صحرا پدیدار نہ	روے زمین جاے رفتار نہ
بہفتاد چندان سر و پا و دست	کہ گفتے تو دست قضا را ببست

بارہ ہزار ساحرون مین سے فولاد کے ایک بھی زندہ نہ بچا سبکو گھیر کر بہادرون نے تہ تیغ کیا اور یہان سے اسی طرح لڑتے ہوے سمت قلعہ نافرمانیہ چلے اس عرصہ مین وہ رات تمام ہوئی یعنی لشکر خسرو اختران شکست کھا کر خنجر بیضاے کینہ سوز شاہ نیم روز سے رو بفرار لایا اور سلطان سیارگان نے قلعہ سپہر دوار کو تسخیر کر کے اپنا عمل ہر طرف بٹھایا رعب و جلال دکھایا کہ نظم

صبح چون آفتاب نورانی	سر کشید از حجاب ظلمانی
خرمن جان لبسوخت برق بلا	سبز شد گلشن جفا و قضا

صبح کو حال معلوم ہوا کہ رعایاے قلعہ نافرمانیہ اور فوج وغیرہ بھاگ کے باہر نکل آئی تھی مہرخ اُس بھاگی ہوئی فوج پر آ گری وہ لشکر رات بھر کا خستہ و شکستہ تھا اور مالک اُنکا موجود نہ تھا وہ کیا

غرنا کوئی لمحہ بھر سحر کی لڑائی اور شمشیر زنی ہوئی تھی کہ فوج بھاگی اور رعایا نے امان مانگی مہرخ نے نقارۂ
امان بجوایا اور سب رعایا برایا کو لیکر اندر قلعہ کے داخل ہوئی اس عرصہ مین برق کے پاس قران
آیا اور کہا قلعہ فتح ہوگیا مہرخ کے پاس نافرمان کو لیچلو غرض یہ دونون نافرمان کو بیہوش کر
پشتارہ بنا کر روانہ ہوئے مہرخ دار الامارۃ شاہی مین آکر تخت پر ملکہ مہ جبین کو بٹھا چکی تھی شہر مین
دوہائی پھر رہی تھی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت نکریگا سزا پائیگا دار الامارۃ مین ناچ ہو رہا تھا اندرین
اکابران شہر کی مہ جبین کو نذریں تھین کہ قران اور برق آکر پہونچے پشتارہ نافرمان کا سامنے
رکھدیا مہرخ اٹھکر دونون سے لپٹ گئی اور کرسی زرین پر بٹھایا حال پوچھا قران نے کیفیت
نقب دیکھے اُڑا دینے کی بیان کی سارا دربار ہنسنے لگا مہ جبین بہت بھاری خلعت منگا کر دونون
عیارون کو عنایت کیا دونون نے وہ خلعت نذر عمرو کو دیا عمرو نے خلعت لیکر زنبیل مین رکھا
اور ایک رومال گاڑھے کا نکال کر بطور خلعت قران کے کندھے پر ڈالا قران نے عرض کیا کہ یہ ہے
فخر میرا کسی نے ایسا خلعت استاد سے کب پایا تھا برق نے کہا استاد مین بھی اس عیاری
مین خلیفہ کے شریک تھا مجھے بھی خلعت دیجیے عمرو نے کہا تو ابھی اس قابل نہین اور قران میرا
جان بخش ہی تو انکی برابری کیا کریگا یہ انھین کا مرتبہ ہی کہ ایسا خلعت مین نے دیا برق نے کہا
دیکھیے دھوم کی عیاری کرونگا کہ آپ سے خلعت لونگا الحاصل نافرمان کو ستون دار الامارۃ
سے باندھا اور فتیلہ دافع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا ایک بار پہلے جو نافرمان ہوشیار ہوئی تھی تو
نقب اُڑتے اور شہر جلتے دیکھا تھا اب جو آنکھ کھلی عجب سامان نظر آیا کہ تخت پر مہ جبین جلوہ فرما ہے
دربار آراستہ ہی اسد ذنگل شوکت پر بیٹھا ہی یہ دیکھ کر نافرمان نے آنکھین بند کر لین کہ شاید مین
خواب پریشان دیکھ رہی ہون مگر عمرو نے پکار کر کہا کہ ای ملکہ نافرمان یہ خواب نہین بیداری ہے
جنکی دعوت تمنے کی تھی وہ سرنگ مع پکڑ اُڑا دیے گئے ملک تمھارا مع لازمان مہ جبین کے قبضہ مین آیا در
صورت اطاعت تمھاری جان بخشی ہوگی اور مخالفت کرنے سے قتل کیجاوگی نافرمان ساحرہ زبردست
نہایت عقیلہ ہی سمجھی کہ ادبار طلسم پر آیا ہی اسد بیشک طلسم کشا ہی یہ خیال کر کے اشارے سے کہا مین اطاعت
کرتی ہون مجھی چھوڑ دیجیے عمرو نے اٹھکر سوزن اسکی زبان سے نکال اور ستون سے کھول دیا نافرمان نے
آکر تخت شاہی کو ملکہ مہ جبین کے بوسہ دیا ملکہ نے خلعت منگا کر دیا سرفراز کیا اور کہا جب ہم طلسم فتح
کرینگے علاوہ اس ملک کے اور بھی ملک تمھین دینگے یہ کہکر حکم دیا کہ منادی ندا کرے جسکو ساتھ دینا
شاہزادی ملکہ نافرمان کا دینا منظور ہو وہ افسر فوج آکر حاضر ہو حسب الحکم ملکہ دہل زنی ہوئی بھاگی

ہوئی فوج کوہ و دشت سے آکر حاضر ہوئی سب سے سوال اطاعت کیا ہر ایک نے قبول کرکے اپنا اپنا عہدہ
بدستور لیا پچیس ہزار ساحر جمع ہوے سب نے انعام بیکران پایا بعد اس تسلط کے عمرو نے کہا ای ملکہ
اس قلعے مین ٹھہرنا نہ چاہئے افراسیاب کی فوج آکر گھیر لیگی کچھ بنائے نہ بنیگا یہان سے اپنی قدیم جگہ
چل کر ٹھہرو اس مین یہ فائدہ ہی اگر کوئی زبردست آکر گرفتار کریگا راہ مین کہین ٹھہریگا عیار ماریگا
اور اگر یہان سے آکر پکڑ لے جائیگا بہت جلد افراسیاب پاس پہونچے گا کچھ تدبیر بن نہ پریگی مہرخ
نے اسیوقت بموجب مشورہ عمرو نے نقارہ کوچ کا بجوایا نافرمان نے کہا مین ساتھ چلتی ہون
ورنہ افراسیاب زندہ نہ چھوڑیگا غرضکہ لشکر مین کمر بندی ہوئی عیار و سردار مع نافرمان کے
سب طائران سحر اور سواریون پر سحر کی سوار ہو کر روانہ ہوئی اور جہان فولاد سے مقابلہ ہوا تھا
اُسی جگہ قریب پشتہ رنگین حصار لشکر آکر اُترا بارگاہ فلک پائگاہ نصب ہوئی مہ جبین آکر تخت پر
بیٹھی ناچ ہونے لگا میخواری شروع ہوئی قران جنگل مین چلا گیا یہان سب باطمینان ٹھہرے
ہین مگر افراسیاب باغ عشرت مین مصروف عیش و نشاط تھا اور انتظار فولاد کے آنیکا کرتا
دارین استادہ تھین جلاد حاضر تھے کہ دوسرے دن کچھ لوگ شہر نافرمانیہ سے بھاگے ہوے
قریب باغ عشرت پہونچے اور داد بیداد کرنے لگے افراسیاب نے حکم دیا کہ ان فریادیون کو
حاضر کرو ساحر روبرو لائے افراسیاب نے کیفیت پوچھی انھون نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ قلعہ
نافرمانیہ برباد ہوا اور فولاد کے ہلاک ہونے کی حقیقت کما حقہ جو کچھ گذری تھی بیان کی سنتے ہی
افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مارا حیرت رونے لگی افراسیاب نے دلداری کی اور کہا ای حیرت
اگر مین چاہون تو حجرۂ ہفت بلا کی ایک بلا کو حکم دون وہ سارے لشکر مہرخ کو کھا لے مگر مین
طرح دیتا ہون کہ یہ لوگ میرے ملازم اور پرورش یافتہ ہین کیا انھین یکایک قتل کرون چاہتا
ہون کہ ایسی گوشمالی دون کہ سرکشی چھوڑ دین اور اسد وغیرہ کو گرفتار کرکے لائین حیرت
نے کہا ای شہنشاہ اپنا کام اپنے ہی سے کچھ خوب ہوتا ہے مجھے اجازت دیجیے فوج طلسم میرے ساتھ
کیجیے کہ جا کر مقابلہ لشکر حریف سے کرون اور سب کو گرفتار کرکے حضور مین لاؤن افراسیاب
جواب دہ ہوا کہ ای حیرت تمنے دیکھا کہ عیارون نے فولاد کو کسطرح سرنگ مین اُڑا دیا پھر تمھین
کیونکر ایسے سرکشون کے مقابلہ مین بھیجدون اب مین بھی پردۂ ظلمات مین رہا کرونگا طلسم
ظاہر مین نہ آؤنگا حیرت عرض پیرا ہوئی کہ ای بادشاہ مین حکم احکام کس سے دریافت کرونگی
افراسیاب نے جواب دیا کہ تم خود پردۂ ظلمات مین آنا اور اگر مین تمھارے پاس آؤنگا تو

آئینۂ سحر کے اندر رہونگا اور تم دیکھوگی کہ مین بیٹھا باتین کر رہا ہون مگر مین سنونگا بلکہ میری صورت کا پتلا ہوگا اور اب جو ساحر مقابلہ لشکر مہرخ کو جائے جہان اپنا خیمہ نصب کرے اُس زمین کو بزور سحر پتھر کردے کہ کوئی عیار سرنگ نہ لگا سکے اور بہت ہوشیاری سے لڑے یہ باتین خوفناک **افراسیاب** نے جو کہین اُسکا ایک چیلا ہی **اژدر رنگ جادو** نام فن سحر مین مہارت تمام رکھتا ہی سر پر رومال جھل رہا تھا یکایک سامنے آیا اور دست بستہ عرض رسا ہوا کہ ای شہنشاہ غلام کو آپ نے کس دن کے لئے پرورش کیا ہی آپ مجھے حکم دیجئے کہ ان نمکحرامون کا جاکر خاتمہ کرون اور سب کو دم بھر مین گرفتار کرلاؤن مجکو نہ کوئی سرنگ اُڑا سکیگا نہ کوئی عیار میرے پاس آسکیگا **افراسیاب** نے کہا کونسا سحر تجھے یاد ہی اسنے عرض کیا کہ جو شخص میرے پاس آئیگا مین افسون پڑھکر پھونکونگا اگر وہ عیار ہوگا تو صورت اُسکی تبدیل ہو جائیگی مین گرفتار کرلونگا اور میرے گرد خیمہ کے تہ زمین سے بھی کوئی نہ آسکیگا **افراسیاب** نے کہا اچھا جاؤ اور ابھی **مہرخ** شہر **نافرمانیہ** کی حوالی مین ہوگی گرفتار کرلاؤ اور عیارون سے بہت ہوشیار رہنا **اژدر رنگ** اسیوقت باغ کے باہر آیا نفیر سحر کو بجایا ساحران نامی حاضر ہوے اُنسے حکم دیا کہ دس ہزار ساحر تم مین سے میرے ساتھ چلین اور کام لشکر حریف کا تمام کرین ساحر یہ حکم سنکر تیار ہوے اور شیر و اژدر و پلنگ پر سوار ہوکر اسباب ساحری لیکر اُسکے ہمراہ چلے **ابیات**

صدائے بوق تھی اک شور محشر	ہوا تھا اُس سے گوش چرخ بھی کر
ہوے میدان کی جانب وہ سبک خیز	کیا اژدر کو ہر ساحر نے مہمیز
قد و قامت تھے اُنکی مثل کہسار	سیہ کاری مین مانند شب تار
صدا تھی کرنا کی شور محشر	پراگندہ ہو دل جس سے سراسر
زمین نعل ستوران سے مشبک	صدائے پاشنہ تھی آسمان تک

الغرض بشوکت تمام **اژدر رنگ** بعد قطع منازل و طی مراحل قریب ملک **نافرمانیہ** آکر پہونچا سارے شہر کو خراب و برباد دیکھا کہ عمارت شہر کی جلی ہوئی فوج فراری رعایا پریشان ہر شخص بیسامان اُسنے اُسجا قیام کیا اور ایک نامہ لکھا کہ جسکا مضمون یہ تھا پس از تعریف خداوندان جمشید و سامری **زہرہ شاہ باختری** ای گروہ باغی آگاہ ہو کہ منم **اژدر رنگ جادو** سحر کی میرے پناہ نہین کوئی طلسم مین میرے منھ آجتک چڑھا نہین اور کوئی زبردست اڑکر سر بر ہوا نہین تمھارے نقش ہستی کو دم بھر مین مٹادونگا گور مین سبکو سلادونگا **نظم**

نہ اپنے زور و شوکت پر ہو مغرور	سلیمان کے ہے آگے دیو بھی مور
نہین ہے کام اژدر جائے آرام	کہ شیشے کا ہے خارا سے بد انجام

نہین کچھ فائدہ اِس شور و شر مین — مناسب آشتی ہے ہمدگر مین
دو سر رکھتا ہے کاروبار پرخاش — مسوزان خلق را بر جای خود باش
عداوت ہی بہت شاہون سے ممنوع — در توبہ ہی وا اور عذر مسموع
شراب تند سے شکر سے نہ کھا ہوش — خمار اسکا پشیمانی ہے بیہوش
اُٹھا دے اپنی خاطر سے جو تو عذر — وہان جا ہے صف نعلین یان صدر

ای مہرخ اگر دیکھتے ہی نامے کے یہان آکر حاضر نہوئی تو روز بد دیکھے گی نامہ تمام والسلام یہ لکھکر ایک تصویر جھولی سے پتھر کی نکالی اور کہا ای تصویر سحر یہ نامہ مہرخ پاس لیجا اُس تصویر نے نامہ اُٹھالیا اور زمین سما گئی مہرخ بارگاہ مین اپنی متمکن تھی ناچ ہو رہا تھا سامان عشرت مہیا تھا کہ پتلی زمین سے نکلی اور گود مین مہرخ کے گری نامہ دیا جواب طلب کیا مہرخ نے نامہ جب پڑھا بدحواس ہو گئی عمرو نے اوسے منتشر دیکھکر پوچھا کہ ای ملکہ خیر تو ہی مہرخ نے کہا خواجہ ازرنگ چیلہ افراسیاب کا جسے شہنشاہ نے خود تعلیم کیا ہی اور بجاے اپنے فرزند کے پالا ہی وہ لڑنے آیا ہی آپ سواے مرگ کے چارہ نہین اُسسے مقابلہ کرنیکا یارا نہین عمرو نے کہا ای ملکہ خدا کو یاد کرکے جواب نامہ جنگ کر نا دو اب تک جو آیا فرعون با سامان آیا مگر پھر فرعون نے راہ موسیٰ کی دیکھا تمنے کہ عیاران نامدار نے کسطرح مار ڈالا کہ حشر اور آرزو اسیر گریبان تھی چیل اور کوون نے لاش کھائی تھی گور بھی بنائی تھی غرض عمرو کے کہنے سے جواب نامہ یون لکھا قطعہ

لکھا نام خدا آغاز مکتوب — کہ بسم اللہ ہی ہر کام مین خوب
پھر اُسکے بعد توصیف رسالت — کہ یہ نقطہ ہے سرتاج عبادت
کیا پھر یہ جواب نامہ تحریر — مین تیری مدعی ہون مثل شمشیر
اسد خوش بخت ہے اور مرد جرار — جو اس فوج دلاور کا ہے سردار
نہ دیکھا تو نے کچھ نیرنگ ادبار — تصور کر ذرا تو اے گنہگار
کہ نامی ساحرون کو ایکدم مین — عمرو نے دی جگہ ملک عدم مین
کریگا تجکو بھی گردون پشیمان — کر استغفار تو اور ترک طغیان
ہمین بھی تیری جان بخشی ہی منظور — وگرنہ صلح کرنا دل سے رکھ دور

یہ جواب باصواب رقم فرماکر تصویر کے حوالے کیا وہ لیکر زمین مین سما گئی اور پاس ازرنگ کے پہونچی اور وہ تحریر دی اُسنے پڑھکر قصد کیا کہ کوچ کرون اور اُدھر مہرخ نے حکم کیا کہ تیاری فوج کرے اور لڑنے چلے اسوقت ملکہ نافرمان نے کہا ای ملکہ مجھے اجازت دیجیے کہ مین یہانسے جاؤن

اور اژدرنگ سے کہون کہ مہرخ کے لشکر نے میرے ملک پر تسلط کرلیا تھا عیارون نے مجھے پکڑ لیا تھا
اس سبب سے مصلحت وقت سمجھ کر مین نے اطاعت کرلی تھی فی الحال ای اژدرنگ آپ تشریف لائے
ہین میرے یہان اگر آکر دعوت نوش فرمائیے مین بھی آپ کے ہمراہ ہوکر کینہ دیرینہ لشکر مہرخ سے نکالون
اور سب باغیون کو قتل کرکے اپنا بدلہ لون پس وہ میرے یہان آئیگا کنیز اُسے قتل کرڈالیگی یا گرفتار
کرلیگی مہرخ نے کہا ایسا نہو وہ تمھین گرفتار کرلے کیونکر تنہا تمھین جانے دون اور مصیبت مین
ڈالون اس اثنا مین برق نے کہا ای ملکہ آپ نافرمان کو مع فوج کثیر روانہ فرمائیے انکے نامہ
وپیام مین وہ رکیگا مین جاکے قتل کرڈالونگا آپ ابھی لشکر کشی نہ کرین اور زحمت بیفائدہ
نہ اُٹھائین آخر مہرخ نے نافرمان کو روانہ کیا اور بطور اخفا شکیل کو پندرہ ہزار ساحر کی
جمعیت سے بھیجا کہ تم قریب لشکر اژدرنگ وقت کے منتظر کمینگاہ مین جاکر ٹھہرو یہ بھی روانہ ہوا
ساتھ لشکر کے برق اور ضرغام اور جانسوز بھی چلے اور بعد قطع مسافت راہ قریب لشکر
حریف پہونچکر کمینگاہ مین بیٹھے اب حال نافرمان سنئے کہ اپنے قلعے مین آکر ایک نامہ بلجاجت
ومنت اژدرنگ جادو لکھا کہ ای فرزند شہنشاہ افراسیاب یہ کنیز عجب مصیبت مین گھری
تھی اطاعت مہرخ سراسر مجبوری تھی کوئی حامی و مددگار اُسوقت یہان نہ تھا اگر مطیع اوسکی نہوتی
تو کیا کرتی زہی خوش نصیبی میری کہ جو حضور یہان تشریف لائے غریب خانے مین تشریف لائے
مجھے سرفراز فرمائیے مین معاوضہ اوس قوم شریر سے لونگی اور ہمراہ آپ کے ہوکر لڑونگی یہ تحریر
ایک ساحر معتبر لیکر اژدرنگ پاس آیا اور نامہ دیا اُسنے پڑھا اور براے امتحان کچھ سحر پڑھکر
دستک دی ایک پتلا زمین سے پیدا ہوا اُسنے ایک کاغذ اُسے دیا وہ بھی پڑھا لکھا تھا کہ یہ رقعہ
ازراہ فریب نافرمان نے لکھا ہی وہ صدق دل سے شریک عمرو کی ہی اور تجھے قلعے مین بلاکر
قتل کیا چاہتی ہی خبردار اُسکے مکر مین نہ آنا اُسنے وہ کاغذ تو پڑھکر پتلے کو دیا کہ وہ لیکر زمین مین
غرق ہوا اور نافرمان کے رقعے کا جواب لکھا کہ ای نمک حرام مین تیری چال جانتا ہون ایسے
فقرے مین کب آتا ہون تو نے مجھے بھی کوئی ایسا ویسا ساحر مقرر کیا ہی منم اژدرنگ جادو کوئی
دم مین تجھے اور تیرے مددگار کو گرفتار کرکے عذاب الیم سے قتل کرونگا تو ابھی خیر منا مین پہلے مہرخ
کو جاکر گرفتار کرلاؤن پھر تجھے گرفتار کرون تو طلسم سے کہان جائیگی کوئی لمحہ مین اپنی کردار ناسزا
کا تماشا دیکھے گی یہ جواب لکھکر نامہ دار کو دیا وہ لیگیا مگر عیار کمینگاہ مین لشکر ٹھہرا کر بہ شکل
مبدل گرد اُسکے خیمے کے پھر رہے ہین کہ ضرغام ایک خدمتگار کی صورت بنکر اندر اُسکے خیمے کے گیا

اور جانسوز ساحر بنکر در خیمہ پر کھڑا ہوا اس عرصہ مین ارژنگ نے چونگاہ کی دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہی اسے شبہ ہوا اسیوقت سحر کیا کہ ضرغام کا رنگ و روغن چھوٹ گیا اور صورت اصلی ہوگئی اسنے کہا ای خدمتگار مے یہ قہوہ نافرمان کو دے آ اور ایک کاغذ اٹھا کر دکھایا ضرغام کاغذ ہاتھ سے آکر لینے لگا اسنے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا او ناعیار تو میرے ساتھ بھی عیاری کرنے آیا تھا ضرغام نے چاہا کہ خنجر مارون مگر ارژنگ نے ایسا سحر کیا کہ دست و پا کی حرکت جاتی رہی اور پکارا کہ کوئی حاضر ہی جانسوز ساحر بنا دروازے پر کھڑا تھا حاضر حاضر کہتا ہوا اندر آیا ارژنگ نے کہا عیار آنا شروع ہوے ایک کو مین نے گرفتار کیا ہی اسے لیجا کر قید کر جانسوز نے کہا آپ اپنا سحر اسپر سے دفع کر دیجیے مین اپنے سحر مین اسے مبتلا کر کے قید کرون اسے اپنا سحر دفع کر دیا جانسوز بازو پکڑ کر ضرغام کو لے چلا مگر ارژنگ کو کچھ مظنہ ہوا ہنوز در خیمہ تک دونون نہ پہونچے تھے کہ اسنے سحر کیا کہ جانسوز کی اصلی صورت ہوگئی بس پہچانکر اسکو بھی مقید کر لیا اور ایسا سحر کیا کہ دونو کمر تک زمین مین غرق ہوگئے اس عرصہ مین وہ دن گذرا اور نقاش قدرت نے صفحہ سپہر پر صورت ثوابت و سیار منقوش فرمائی اور مصور آفرینش نے پیکر دلفریب شاہد ماہ کو جلوہ بخش کیا نظم

چلا جب بادشاہ ملک خاور — شعاع مہر کا نیزہ اٹھا کر
ہوئی ظاہر یکایک فوج انجم — نشان مہر عالم سے ہوا گم
فلک پر تھا ستارون کا یہ انبوہ — کہ جیسے فوج مردم بر سر کوہ

سر شام برق بطور تحفہ پاس نافرمان کے گیا اور کہا ای ملکہ جو عیار پاس ارژنگ کے جاتا ہے وہ پہچان کر اسے گرفتار کر لیتا ہے مین اسکے پاس نہ جاؤن گا آپ مجھے ایک خیمہ اور پلنگ مرصع جواہر نگار و فرش شاہانہ عنایت کیجیے نافرمان نے کہا حاضر ہے لیجائیے برق نے چھکڑے پر سب اسباب مذکورہ بار کیا اور قلعے کے باہر آکر ایک صحرائے سبزہ زار پر بہار قریب خیمہ ارژنگ تجویز کیا کہ جہان گلہائے رنگا رنگ کھلے تھے چشمے حقر بھرے تھے نظم

پھیلے تھے غنچے لال تھے لب کوپلون کی طرح — پنکھا کرے تھے انکو صبا لیکہ ہر زمان
جھونکے سے باد کے تھے ین کشاکش مین یکدگر — شاخ کمان کی طرح سے پھولونکی ڈالیان
باہم خواب کرتے تھے بلبل کے چہچہے — فتنے کہین جگاتی تھی شارک کی داستان
قمری بھرے تھی نعرۂ حق سرہ کہین — اور اک طرف کو فاختہ کوکو کرے تھی ان
تھا لیکہ برفروختہ رخسارۂ چمن — ہر دم سپند لا کے جلاتا تھا باغبان

برق نے چھکڑا تو قلعے مین بھیجدیا اور خیمہ اس مقام فرح افزا مین استادہ کیا اور پھولون کے ہار سے
سارا خیمہ چھپا دیا وہ ہار سب عطر بیہوشی مین بسائے تھے گجرے اسطرح ڈالے تھے کہ خیمہ گلدستہ معلوم
دیتا تھا اور عطر بیہوشی بہت سا سارے خیمے کے اندر اور باہر چھڑکا تھا اپنے دماغ کو بند کرلیا تھا
ناک مین روئی رکھ لی تھی غرض اندر خیمے کے پلنگڑی آراستہ کی اور گل تکیے لگائے عطر بیہوشی
اُن مین بھی ملدیا تھا چادر پلنگ پر عطر مین ڈوبی ہوئی بچھائی مسند زیر پلنگ لگائی سرلگچے
اُٹھا دے روبرو خیمے کے وہ صحرائے سرسبز ہی کہ جسکے دیکھے سے روح تازی ہوتی تھی فراش
ماہتاب نے فرش چاندنی بچھایا تھا ہر ذرہ ریگ بیابان ثوابت آسمان سے ہمسری کرتا تھا چشمہ
ہرطرف موج زن اُنکے کنارے پاڑھے چیتل گور وگوزن وہرن چاندنی مین پھرتے تھے برق
نے صورت اپنی ایک جوگی کی بنائی کانون مین کنڈل اور مندرے پہنے بالون کی جٹائین بنکر
خاک آلودہ کین ہاتھون مین سلیمانی دالون کی سُمرن باندھکر گلے مین سلیان پہنین ملے
ڈالے منھ پر موتیون کو خاک کرکے بھبوت ملا زری کا حلقہ سر پر رکھا اور مرگ چھالا در خیمہ پر بچھا کر
بیٹھا طنبورا لیکر بجانے لگا اور بھجن سامری کے تعریف کے گانے لگا یہان ارژنگ دونون
عیارون کو قید کرکے اپنے خیمے مین بیٹھا اور سحر کردیا کہ اب اندر خیمے کے اپنا پرایا کوئی نہ آسکے
خدمتگارون تک کو باہر نکال دیا اور زمین پتھر سے بھی زیادہ سخت کردیا کہ کوئی عیار نقب
نہ لگائے خلاصہ کلام بانتظام تمام بیٹھا تھا کہ یکایک صدائے دلکش بھجن گانے کی کان مین آئی
اُٹھکر در خیمہ پر آیا معلوم ہوا کہ پشت خیمہ پر جو جنگل ہی اُدھر سے آواز آتی ہی اُسیطرف روانہ ہوا اور
قریب خیمہ برق پہونچا چاندنی چھٹکی تھی برق نے اسے آتے دیکھا آپ اُٹھ کر بھاگا اور ایک
جھاڑی مین ندی کے کنارے آکر چھپ رہا لیکن ارژنگ نے جو آکر دیکھا کہ مرگ چھالا بچھا ہے
خیمہ آراستہ ہی مسند پر زر لگی ہی پلنگ جواہر آگین بچھا ہی مگر کوئی نہین ہے ایک سناٹا ہے
یہ حیران ہوکر اندر خیمے کے آیا ایسی جگہ معقول تھی اور لپٹ خوشبو کی آتی تھی کہ مشام جان اسکا
معطر ومعنبر ہوا اور پلنگڑی پر بیٹھا خیال کیا کہ ایسا نہو کسی عیار نے یہ خیمہ اپنے رہنے کو درست
کیا ہو یہ سوچکر افسون پڑھا کہ زمین سے ایک تصویر پتھر کی کاغذ لئے نکلی اُس سے کاغذ لیکر جو
پڑھا لکھا تھا کہ یہ خیمہ برق فرنگی عیار کا ہی اور تجھے وہ قتل کرچکا اب تو مردہ ہے یہ پڑھ ہی
رہا تھا کہ عطر بیہوشی کی خوشبو کام تو کر چکی تھی ہی سارے دماغ مین بس چکی تھی یکایک چھینک
آئی اور بیہوش ہوگیا برق اسکو خیمے کے اندر جاتے دیکھ کر آہستہ جھاڑی سے نکلا تھا اور قریب

خیمہ چھپکر حال اوسکا دیکھ رہا تھا جب ارژنگ بیہوش ہوا برق خیمہ مین آیا اور خنجر سے سر اُسکا
کاٹ ڈالا ایک شور عظیم برپا ہوا اور سلین بر سنگ رنگین قیامت کی طرح ہنگامہ ہوا صدا آئی مارا مجھے
کہ نام میرا ارژنگ جادو تھا برق بھاگکر لشکر شکیل جو کمینگاہ مین تھا وہان گیا اور کہا جلد چلو
اور ادھر ساحر صداے دار و گیر سنکر دوڑے دونون عیار جو خیمہ مین ارژنگ کے قید تھے وہ چھوٹ
گئے اور بھاگ کر قلعہ نافرمانیہ مین پہونچے نافرمان سے کہا ارژنگ مارا گیا جلد لشکر تیار کرکے
شبخون کرو نافرمان فوج کو ترتیب دیکر بعجلت تمام قلعے سے نکلی اور ایک طرف کو شکیل آکر پہونچا
دو طرف سے ارژنگ کے لشکر کو گھیر کر شبخون کری سحر کی لڑائی شروع ہوئی و شمشیر زنی ہونے لگی ابیات

به آئین دارا برون از حصار ‏ ‏ ‏ برآمد سپہدار رستم اقتدار
یلان تیغ و بازو برافراختند ‏ ‏ ‏ رجز خوان بنا ورد گہ تاختند
سپاہ دو سو گرم پیکار گشت ‏ ‏ ‏ زمہ تا بماہی خبر دار گشت
زمین گشت رنگین ز خون یلان ‏ ‏ ‏ چنان کز شفق دامن آسمان
بس از وصف شیران شمشیر زن ‏ ‏ ‏ کہ رنگین زبان گشتہ در کام من

الغرض ساری رات لڑائی سحر کی رہی اور تیغ آزمائی ہاتھون کی صفائی رہی صبح کو جب علم زرنگار
شاہ خاور درمیان کوہسار بلند ہوا اور کہکشان کو ترک فلک نے نیام انتقام مین کیا ابیات

چو خورشید در صبحدم طبل جنگ ‏ ‏ ‏ فرو کوفت بر بام چرخ دو رنگ
تزلزل زمین و زمان را گرفت ‏ ‏ ‏ تپش نبض جان جہان را گرفت

لشکر ارژنگ شکست کھا کر طرف باغ عشرت کے بھاگا نافرمان نے خیمہ و خرگاہ اسباب
نقد و جنس لوٹ لیا برق نے بہت کچھ لوٹا کہ چلکر عمرو کو نذر دونگا اور نافرمان سے کہا یہان
نہ ٹھہرو اسیطرح لشکر مہرخ کی طرف چلو فوج تو سب مسلح و مکمل تھی ہی نقارے خوشی کے بجاتے
قہقہے لگاتے روانہ ہوے اور بعد مرحلہ پیمائی کے داخل عسکر نصرت اثر ہوے مہرخ نے سبکو گلے
سے لگایا اور صداے مبارکباد بلند ہوئی کہ مہ عید کی طرح سب گلے مل مل کے غنچہ کیطرح ہنستے
تھے کھل کھل کے برق کو مہ جبین نے بہت بھاری خلعت دیا اور سب عیارون کو سرفراز کیا
لیکن فوج ارژنگ کی شکست خوردہ چاک گریبان و سینہ زنان باغ عشرت کے قریب پہونچی
افراسیاب سرگرم عیش و نشاط تھا اور سترہ ہزار ساحر معزز گرد و پیش بیٹھا تھا رقاصہ مجرا
کر رہی تھی دور مے گلگون کا چلتا تھا کہ یکایک صداے نوحہ و شیون کان میں آئی خبر دریافت

کرائی معلوم ہوا کہ ارژنگ مارا گیا فوج جو اُسکے ساتھ گئی تھی وہ بھاگ کر آئی ہی چند افسرانکو
اپنے روبرو بلایا اور حال مفصل ارژنگ کے قتل ہونیکا دریافت فرمایا اور سب کیفیت پست دست
کو دندان حسرت سے کاٹا حیرت نے کہا اے شہنشاہ اب مجھے تاب باقی نہین ہی مین جاتی ہون
اور ان نمکحرامون کو سزا دیتی ہون افراسیاب نے کہا تمھارا جانا مناسب نہین تم باغ سیب
مین جاکر معہ ارکان سلطنت شہر رہین پردہ ظلمات مین جاتا ہون وہان سے جب آونگا جیسا
مناسب ہوگا کیا جائیگا یہ کہکر سوار ہوا چونسٹھ ہزار نقارے برروے ہوا بجنے لگے اور تخت طاوسی
جسپر افراسیاب سوار ہی سامنے اُس تخت کے پرزادین طلسمی ہاتھون ساز لیے تخت روان پر
سحر کے سوار آکر ناچنے لگین اور بہت سی پریان پچکاریان لیے سونے روپے کے گھڑے کولے پر رکھے
رنگ کے بدلے گلاب و کیوڑہ اور بید مشک انمین بھرا آپس رنگ کھیلتی ہوئین قہقہے اُچھالتی چلین
چارون وزیر تخت کے گوشون پر کھڑے چنور بال ہما کا لیئے مگس رانی مین مصروف ہوے ایک ابر سرخ
رنگ تخت پر آکر سایہ فگن ہوا اور موتی اُس ابر سے برسنے لگے اور تخت از خود سواری کا سن سن ہوا کیطرح
روانہ ہوا جدھر سے سواری نکلی درخت اور طائر اور انسان سب یا افراسیاب یا افراسیاب کی صدا
دینے لگے اسیطرح طرف ظلمات کے چلا گیا کسی کو نہ معلوم ہوا کہ کدھر سے داخل پردہ ظلمات ہوا حال
پردہ ظلمات بروقت داخلہ عمرو کے بیان ہوگا لیکن حیرت بعد جانے افراسیاب کے طاوس
سحر پر سوار ہوئی اور مع ارکان دولت کے بڑے حشم و خدم سے آکر باغ سیب مین پہونچی اور تخت پر
بیٹھی تمام سردار ساحر زیب دہ کرسی و دنگل ہوے ناچ شروع ہوا ساقیان مہ لقا جام بادہ احمر دینے
لگے اسوقت ہوا سرد سرد چلنے لگی اور گھٹا چار طرف چھاگئی سارے پھول باغ سیب کے کھل گئے
درخت نشہ جوش بہار سے جھومنے لگے طائران سحر سامنے حیرت کے آکر زمزمہ سرا ہوے کہ اے ملکہ
عالم ملکہ بہار جادو تشریف لاتی ہین حیرت نے کہا عجب ہی یہ عالم بہار کا یکایک ہوا تھا اچھا
کچھ لوگ استقبال کو جائین اور باعزاز تمام لائین ساحران معزز روانہ ہوے اور ملکہ بہار کا
استقبال کیا بہار داخل باغ ہوئی سب اُٹھ کر کھڑے ہوے حیرت نے گلے سے لگایا بلائین لین
پاس اپنے بٹھایا کسلیئے کہ بہار جادو چھوٹی بہن حیرت جادو کی ہی اور ایسی خوبصورت ہے
کہ باغبان قدرت نے چمن حسن کو اسکے اپنی آبیاری رحمت سے سرسبز فرمایا ہے اور گلشن روزگار
مین سرو قامت کو اس غنچہ خوبی کے بوٹا سا خلق کیا ہی ابیات

	شہریار لشکر خوبرویان		زیب بخش کشور حسن و ادا	

برق تمثال آتشین و شوخ و شنگ | سوز جان نازنینان فرنگ

افراسیاب ہزار جان سے اسیر شیفتہ و فریفتہ ہی اور صدہا مرتبہ سوال وصل کر چکا ہی مگر بہار نے
حیرت اپنی بہن کے باعث سے انکار کیا ہی دربار مین کم آتی ہی کوہ آرام طلسم مین ایک مقام ہی
وہان رہتی ہی طلسم مین غدر سنکر اور ساحرون کے مارے جانے کی خبر سنکر پاس اپنی بہن کے آئی ہی
ہر ایک ساحر جلیل القدر اسپر مائل ہی مگر بخوف اسکے کہ افراسیاب اسے پیار کرتا ہی کوئی خواستگاری
عقد کی نہین کرتا ہی بہار ناکتخدا ہی اور حیرت بوجہ عشق افراسیاب چاہتی ہی کہ بہار طلسم
مین نرہے مگر ظاہر مین خاطر کرتی ہی خلاصہ کلام جب بہار بیٹھی حیرت نے اشارہ کیا ساقی جام
سامنے بہار کے لایا میکشی شروع ہوئی جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا بہار نے کہا باجی یہ
کیا غلغلہ طلسم مین ہی حیرت گویا ہوئی کہ ای بہن اس مہرخ حرامزادی کی قضا آئی ہی شامت
زدہ نے ملازمان شہنشاہ ساتھ بغاوت اختیار کی ہی جان نثارون کو حضور کے قتل کرتی ہے
اب مین جاکر گرفتار کرکے ایسے برے حال سے جوتیان لگاکر قتل کرونگی کہ اس طلسم مین تو
اسطرح کوئی بیعزت نہوا ہوگا بہار نے یہ باتین سنکر برا مانا کس لیے کہ مہرخ اسکی عزیز ہی اور
کہا بہن یہ تو ناحق کہتی ہو ملکہ مہرخ سے اور مہ جبین سے آخر عزیزداری کیسی بلکہ خون شریک ہی
کہین لاٹھی مارنے سے پانی جدا ہوتا ہی یہ کس طرح تمھارے منھہ سے نکلا کہ جوتیان لگاکر قتل کروگی
کچھہ وہ ہم لوگون سے کم نہین ہان البتہ شہنشاہ اور ساحران صاحب مرحلہ طلسم یا بلای ہفت حجرہ
یا ساکنان دریاے ہفت رنگ و دریاے نیل وغیرہ اسکے اوپر غالب آسکتے ہین یا ہم اور تم مقابلہ
کرسکتے ہین یا چارون وزیر شہنشاہ کے لائق مقابلہ ہین سنا ہی کہ فولاد بہبوشی خوار کو سحر کرکے
اژدہے سے نگلوا لیا ہوتا اگر پتلے طلسمی نہوتے تو بچکر آنا فولاد کا میدان جنگ سے دشوار تھا پھر
ایسے معزز بزرگ عالی خاندان کو تم کیونکر جوتیان لگاؤگی حیرت یہ کلام سنکر فرط غیظ سے آگ
ہوگئی اور کہا او چھوکری تو سر دربار شوکت مہرخ کی بیان کرکے میرے سردارون کو خوفزدہ
کرتی ہی نمکحرامی دربردہ اسیکو کہتے ہین تو بھی انھین باغیون مین مل گئی ہی جب تو طرفداری
کرتی ہی یہ کہکر لوگون سے کہا کہ کیا دنیا مین خون سفید ہوگیا ہی کہ جب ایسے شخص نمکحرامی کرین تو
پھر اور کسی سے کیا امید ہوگی لو صاحب ہمارے سامنے اور مہرخ کی تعریف وہ حرامزادی اب ہماری
غیر ہے یا دشمن ہے مین اسے جوتیان نہ لگاؤنگی تو کیا سر پر چڑھاؤنگی بہار نے سخنان درشت سنکر
کہا بس بس زبان سنبھالو نمکحرام جو ہوگا وہ ہوگا مجھے کیا کام کسی سے میری بیزار یہ جھگڑے جانے

ذرا میرے مُنھ نہ لگنا نہین مین بھی اپنے نام کی ہون سارا شہزادی ہن تمھارا معلوم کردونگی مجھے ذرا
اپنا زوجہ شاہ ہونا نہ جتانا یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک سواری ظلمات کی طرف سے افراسیاب
کی آئی تجمل سواری جو پہلے ذکر کیا گیا ایک جانب ٹھہرا اور افراسیاب دستنبو اُچھالتا ہوا خوش طبعی
کرتا تخت سے اُترا اہل دربار بہر تعظیم اُٹھے مجرا اور سلام ہر ایک کا ہوا اور تخت پر بیٹھا دیکھا کہ بہار
جادو کے اشک متصل و پیہم جاری ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ مشاطہ حُسن نے موتیون کا سہرہ چہرۂ زیبا پر
اس عروس بہار کے آراستہ کیا ہی یا صدف کا منھ کھلا ہی کہ لآلی آبدار اُگل رہی ہی رنگ چہرہ کا
فرط نزاکت سے گل کی طرح سرخ ہی افراسیاب یہ حال دیکھتے ہی بیقرار ہو گیا اور پوچھا کہ اے
غیرت دہ گلشن صرصر رنج سے تو بری رہی کونسا الم پہونچا ہی کہ شکل غنچہ دل تنگ ہی بہار نے عرض
کیا کہ ای شہنشاہ اب مین نمکحرام ہون لیکن ارادہ رکھتی ہون کہ بہار لشکر مہرخ پر جا کر وہ خزان
لاؤن کہ عندلیب آسا اُسکے مددگار نالہ و شیون کرین اور مجھے رحم نہ آئے اور باغ ہستی مین کسی
باغی کا نخل قامت باقی نہ رہے لیکن باغ طلسم سے ہم بھی مانند بوے گل پریشان ہوے واے
چمن بند ریاض سلطنت آپکے قدم سے جدا ہوے یہ کلام اس غنچہ دہن کے افراسیاب
نے جو سنے اور دیکھا کہ چشم نرگسی مین اشک شبنم نمط بھرے ہین لب نازک مثل برگ گل حرارت
غضب سے اور تیزی صبا کے کلام سے تھرا رہے ہین کہ ابیات

طبیعت کو پیدا ہوا ہی ملال ٹھہرنا اُسے یان ہوا ہی محال
لبون پر ہنسی چتوتون مین حجاب محبت بظاہر بباطن عتاب

کھسیانی ہو کر باتین کر رہی ہی افراسیاب نے حیرت کو گھڑکا کہ اگر یہی لوگ نمکحرام ہونگے تو نمک
حلال تم کہانسے ہوئین حیرت نے کہا یہ باتین سب مجھ پر آئینہ ہین چلو مجھ سے ایسی باتین بنانے
کی نہ کرو مین آدمی کی نگاہ پہچانتی ہون تم اُنکی پشتی بھلا کیونکر نہ لوگے یہ طعن بھی بہار کو
برا لگا اور افراسیاب بیٹے کی بات سنکر چپ ہو رہا بہار نے اپنے دل سے یہ مشورہ کیا کہ
چلکر مہرخ کا لشکر برباد کرے اور وہان سے کسیطرف نکل جائے یہ تجویز کرکے گلریزی گلشن کلام مین
کی کہ ای شہنشاہ آخر حضور کسی جان نثار کو بہر مقابلہ حریف بھیجے گا مجھی کو روانہ فرمائیے افراسیاب
سوچا کہ اگر مین روکتا ہون حیرت کہیگی کہ معشوق کو لڑنے جانے نہ دیا اس سبب سے بہار کو اجازت
دی کہ اچھا جاؤ لیکن تم الگ رہنا کسی اپنے نوکر کو حکم دینا کہ وہ لشکر مہرخ کا فیصلہ کردے اور مین
بھی تمھاری مدد بھیجونگا بہار نے کہا آج تک تو مین نے کسی کی مدد نہین چاہی اگر آپ بھی بکمال اصرار

تشریف لائے تو مین اپنا گلا کاٹ ڈالون کہین ایسا غضب نہ کیجیے گا جو کسیکو بھیجیے افراسیاب نے کہا سچ ہی ای ملکہ تم ایسی ہی ہو اور خلعت رخصت منگا کر دیا بہار تیوریان چڑھائے منھہ بھولائے سوار ہو کر کوہ آرام مین آئی اور ایک دن اپنے مقام پر رہکر اپنے سپہ سالار میخوار گردن پیشانی کو حکم ترتیب لشکر دیا بارگاہ زربفتی بسنتی رنگ کی اژدر سحر پہ بار ہوئی اور ساٹھ ہزار جادوگرنیان اور ساحر اسباب سحر کا لیکر آمادۂ سفر ہوئے جب کہ دوسرے دن اریکہ آراے چرخ زنگاری باچتر زرین شعاع اورنگ سپہر پر جلوہ گر ہوا ابیات

چو در خانۂ زین نشست آفتاب — روان گشت فتح و ظفر در رکاب
برآمد یکے قرص زرین حباب — فرو رفت ظلمت بدریاے آب
رخ خود نمود آفتاب منیر — ز رویش جہان گشت روشن ضمیر

صبحدم نفیر سحر بجی اور لشکر نے کوچ کیا ملکہ بہار تخت پر سوار ہوئی سامنے ملکہ کے تخت پر گلدستے گلزار ارم کو جو ہنستے رکھے تھے گھٹا تخت پر چھائی تھی اور مہین مہین بوندیان پڑتی تھین جدھر سے سواری نکلتی تھی ساوون کے تختے از خود ظاہر ہوتے تھے اور پھولتے تھے خواصین سر پر چتر زرین ملکہ کے لگائے تھین اور خود بخود کچھ پریزادین ظاہر ہو کر پچکاریان لئے رنگ کھیلتی تھین ہولیان گاتی تھین اور جادوگرنیان اور ساحر ہمراہ کے چاندی سونے کے پھول ملکہ کے اوپر سے نثار کرتی تھین سحر کی نیرنگیان دکھاتی تھین آگے آگے میخوار بعہدۂ سپہ سالاری اژدہے پر سوار پشت پر ساحر ساٹھ ہزار ابیات

کہ سب مثل بلبل کے تھے نغمہ سنج — عدو گیر و نے رنج بر دفت رنج
زرہ پوش مردان جنگ آزما — لئے ساتھ اسباب سب سحر کا
وہ اُڑتی ہوئی بیرق اُس فوج کی — کہ دریاے لشکر کی وہ موج تھی
ہزبران جنگی بہ آئین جنگ — کشیدند بر سر کمان تنگ تنگ
یلان غرق آہن ز سر تا بپا — چو شیرے کہ گیرد در آئینہ جا

غرضکہ بڑے جاہ و حشم سے پانچ پانچ کوس کا کوچ و مقام بہار کرتی روانہ ہوئی جب ایک منزل لشکر کوہ آرام سے نکل آیا ایک جگہ بہار ٹھہری تھی کہ میخوار گردن پیشانی نے عرض کیا کہ ای ملکہ اگر اجازت دیجیے تو بارہ ہزار ساحرون سے یہ غلام آپکا آگے جاکر لشکر فرخ کو گرفتار کرلے کسلیے کہ بروقت تشریف آوری حضور کے زحمت بندگان عالی کو ہو صرف سرگرو کرپاس شہنشاہ کے بھیجنا باقی رہے بہار نے کہا اچھا جا اور میرا سکھایا ہوا سحر جاتے ہی کرنا میخوار حسب الارشاد منجملہ

ساٹھہ ہزار ساحر کے بارہ ہزار ساحر جو اُسکی اردلی خاص کے تھے منتخب کر کے ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور بعجلت تمام راہ طی کر کے قریب لشکر مہرخ عالی مقام پہونچا اور خیمہ استادہ کرایا نقارے داخلے کے بجے لشکر اُترنے لگا مگر میخوار نے اپنے خیمے کے برابر ایک خیمہ اور برپا کرایا اور اسباب سحر کا لیکر اُسمین سحر کرنے بیٹھا خون خوک سے چوکا دیا صندل کی چوکی پر کھڑے ہو کر سحر پڑھنے لگا سور کے لہو سے آپ بھی نہایا منقل آتشین پر آگ دھونرے کے پھل رائی سرسون پھونکے جلاتا تھا لیکن طائر سحر ملکہ مہرخ نے اُسکے لشکر کو اُترتے دیکھ کر بارگاہ مہ جبین مین حاضر ہوے اور بزبان فصیح دعاے شاہنشہی بجالائے کہ ابیات

ای تاج شاہی را فروغ از تارک والای تو	وی خلعت شاہنشہی بیاست بر بالای تو
بدر الدجاے مکرمت مہر سپہر ابہت	شد فخر تخت سلطنت کامد بزیر پای تو

میخوار سپہ سالار بہار آیا ہی اور ارادہ فساد رکھتا ہی مہرخ نے عمرو سے کہا خواجہ خدا خیر کرے بہار کا آنا بڑا قہر ہوا اُس سے ہم کوئی مقابلہ نہین کر سکتے تا اینکہ اُسکے سپہ سالار کے بھی ہمسر نہین ہو سکتے ملکہ اور خواجہ مین تو باتین ہونے لگین اور عیار خبر سنکر لشکر سے نکل کے صحرا مین چلے گئے عمرو نے کہا ملکہ خدا مالک ہی گھبرانا نہ چاہئے لیکن عمرو ہر چند تسکین دیتا ہی مگر سارے لشکر مین کھلبلی پڑگئی اور کم اعتقاد نر دل جو تھے وہ بھاگنے لگے جو ساحر مطیع اور بہادر ہین اُنھین یقین واثق مرگ کا ہو گیا عمرو نے بعد دلاسا دینے کے چاہا کہ مین بھی لشکر سے نکل جاؤن او سوقت یکایک آسمان پر ابر آیا اور اُس ابر سے ہزارون ستارا ٹوٹ کر گرنے لگا نافرمان نے کہا ای ملکہ معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ سرخ مو سے کاکل کشا حاکم قلعہ سرمویان آتی ہی مہرخ نے ساحران معزز کو بہر استقبال بھیجا عمرو یا تو جاتا تھا ٹھہر گیا کہ دیکھون کون آتا ہی لیکن جب شکیل وغیرہ براہ تعظیم سرخ مو کے پاس پہونچے سرخ مو ملکہ نافرمان کے گلے سے لپٹ گئی کسلیئے کہ ان دونون مین بہناپا ہی اور یہ نافرمان کو سمجھانے آئی ہی کہ کیون شریک عمرو کی ہوئی اب بھی بازگشت کرے اور میرے ساتھ چلے غرض کہ بارگاہ مین آئی ساحرہ جلیل القدر ہے اور صاحب ملک و مال ہے تیس ہزار ساحر اُسکے مطیع ہین افراسیاب بھی خاطر کرتا ہی حسینہ جمیلہ بھی ہی مہرخ نے اُٹھکر تعظیم کی اور رنگل زرین پر بٹھایا اُسنے دیکھا کہ ملکہ مہ جبین تخت پر جلوہ گر ہی دربار لگا ہے ایک کرسی جواہر آگین پر عمرو بیٹھا ہی عمرو کا چونکہ حیلہ سارے طلسم مین افراسیاب نے پہلے ہی جاری کیا تھا اس سبب سے سرخ مو نے بھی شناخت کیا اور عمرو کی صورت عجیب دیکھ کر ہنسی اور کہا ای نافرمان بہن یہ تمنے کیا غضب کیا کہ شہنشاہ سے بگاڑی افسوس مفت اپنی جان

کھوئی نافرمان نے کہا ہمن ستارۂ اقبال شہنشاہ عمرو اوج پر ہی افراسیاب مارا جائیگا طلسم فتح ہوگا جو عمرو کا شریک ہوگا وہ بچیگا باقی سب مارے جائینگے تم بھی ہمن ملجاؤ سرخ مو یہ تقریر سنکر بہت ہنسی اور کہا چہ خوش کجا افراسیاب اور کجا عمرو واہ ری آپکی عقل کہان زمین اور کہان آسمان تم مجھے سمجھاتی ہو اگر ہزارون ساحرون کو عیار قتل کرینگے تو بھی کیا ہوگا افراسیاب کی فوج اسقدر ہی کہ ایک قلعہ ہی اُس مین کئی سو کنوئین ہین اُس ہر ایک کنوئین مین بیشمار مچھر بھرے ہین مگر وہ مچھر نہین ہین بلکہ ساحران طلسم اور لشکر افراسیاب ہی اگر اُس مین ایک کنوان کھولدے تو سارا طلسم پراز فوج ساحران ہوجائے بھلا شہنشاہ سے کون مقابلہ کرسکتا ہی اور فرض کیا عمرو سب طرح غالب آئیگا مگر لوح طلسم کہان سے پائیگا کیونکہ بے لوح طلسم فتح نہین ہوتا اور لوح اُس طلسم کی افراسیاب خود بھی نہین جانتا کہ کہان ہی پس عمرو کہانسے لائیگا نافرمان نے کہا ای سرخ مو وہ مسبب الاسباب کوئی سبب تو پیدا کریگا کہ لوح ملیگی اور طلسم فتح ہوگا تمنے سُنا نہین کہ مصرعہ دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست ٭ سرخ مو نے کہا معلوم ہوگیا ای بہن اب ہمارے تمھارے جدائی ہوئی ہم کسطرح عمرو ایسے ذلیل شخص کی اطاعت نہ کرینگے اسطرح کی باتین باہم بارگاہ مین ہو رہی تھین کہ وہان میخوار اتنے عرصہ مین سحر پڑھ چکا بھینٹ دیچکا اور اسی طرح خون خوک مین نہایا ہوا اور خیمہ پہ آکر کھڑا ہوا لشکر مہرخ کی طرف سحر پڑھکر پھونکا کہ ایک ابر لشکر پر محیط ہوا اور ہوا کے سرد سرد جھونکے چلنے لگے سرخ مو نے کہا دیکھو کوئی آفت آئی یہ کہکر پرواز کرکے چلی لیکن ابر سارے لشکر پہ محیط ہو گیا تھا ہوا سرد کا جھونکا لگا بیہوش ہوکر گری بعد کچھ عرصہ کے پھر ہوش مین آئی اور کہا ای نافرمان تیری محبت مین مین بھی گرفتار ہوئی نافرمان اور مہرخ اور شکیل وغیرہ سب غافل تھے اور جانتے تھے کہ میخوار جب طبل جنگ بجوائیگا اُسوقت مقابلہ ہوگا غرض کہ اس جلدی مین سب سحر پڑھنے لگے مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی اور ہوائے سرد کے جھونکے جو جسم مین لگے سب بیہوش ہوگئے اور بعد لحظے کے جو ہوشیار ہوے پکارتے تھے **نظم**

منادیست در کوچہ مے فروش	کہ امروز در ہر کہ یابند ہوش
گریبانش گیرند و دامان کشند	کشاکش بدیوان مستان برند

سب مبہوت ہوکر جھومتے تھے اور صراحی و جام لیکر میخواری کرتے تھے کوئی کسی کے دھول لگاتا تھا کوئی کسی کی مونچھ اوکھاڑتا تھا کسی کو عالم مستی مین دریا موجزن معلوم ہوتا تھا ناک پکڑکر زمین پر گرتا تھا اپنے دانست مین غوطہ لگاتا تھا کوئی کہتا تھا کہ ٭

دنیا مین ذرا دیکھ ہوسناک تماشا | پھر خاک مین تو دیکھیگا کیا خاک تماشا

اب تو یہ عالم ہی کہ تمام لشکر ایک جگہ جمع ہو کر ڈھولک مین پکھاوج لیکر ہولیان گانے لگا کہ فرد

سیل شوخی تو رنگ ایسا جمایا چاہئے | واعظ آئین ہمیشون پہ ہولیان گاتی ہو

نعرۂ مستان اور شور قلقل مینا سے ہر طرف ہنگامہ تھا ہر ایک میخوار یہ کہتا تھا کہ غزل

بیا و کشتی ما در شط شراب انداز | خروش و ولوله در جان شیخ و شاب انداز
مرا بکشتی باده در افگن ای ساقی | که گفته اند نکوئی کن و در آب انداز
ز کوی میکده برگشته ام ز راه خطا | مرا دگر ز کرم در ره صواب انداز
بیار زان می گلرنگ مشکبو جامی | شرار رشک و حسد در دل گلاب انداز
اگرچه مست و خرابم تو نیز لطفی کن | نظر برین دل سرگشته خراب انداز
به نیم شب اگرت آفتاب می باید | ز روی دختر گلچهر رز نقاب انداز
مهل که روز وفاتم بخاک بسپارند | مرا بمیکده بر و در خم شراب انداز
گر از تو یک سر مو سر کشد دل حافظ | بگیر و در خم زلفش به پیچ و تاب انداز

اصل یہ تو سب اس کیفیت سے ابر سحر کے نیچے مقید ہین کہ جو شکل کے لشکر سے باہر جانیکا قصد کرتا ہی اسکو ہواے سحر کا جھونکا ابر سے نکل کے بیہوش کر دیتا ہی اور جو زیر ابر ہی وہ مست ہو رہا ہی لیکن سواے عمرو کے اور عیار لشکر سے پہلے ہی نکل گئے تھے انھون نے دور سے یہ کیفیت اپنی فوج کی دیکھی زفیل عیار بھائی قران زفیل سنکر عیارون کے پاس آیا انھون نے یہ حال کہا قران فکر کرتا ہوا عیاری کی ایک طرف چلا اور تینون عیار ایک سمت روانہ ہوے ادھر میخوار بعد فراغ سحر خوانی از بسکہ خون خوک مین نہایا تھا اسلیئے حکم دیا کہ پانی سقے حاضر کرین مین غسل کرونگا سقے مشک لیے دریا جو لشکر کے قریب تھا وہان آئے اتفاق سے قران تدبیر عیاری سوچتا دریا پر آنکلا سقون کو پانی بھرتے پایا اُنسے پوچھا کہ یہ پانی کہان جائیگا اُنھون نے کہا میخوار نہائےگا قران نے ایک سقے سے کہا کہ بھائی مجھے تمسے ایک بات کہنا تھی بلکہ ایک امانت تمھاری میرے پاس ہی تمھارے ایک دوست نے مجھے دی ہی سقا یہ کلام سنکر لالچ مین آیا اور سوچا کہ ہر چند مین اس شخص کو پہچانتا نہین مگر کیا ہرج ہی شاید کسی نے کچھ بھیجا ہو تو الگ جا کر لے لون یہ سوچکر علیحدہ ہمراہ قران کے آیا قران نے اُسے الگ لیجا کر حباب بیہوشی منھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اُسے درخت سے باندھکر قران اسکی صورت بنا مشک کندھے پر ڈالی لنگی کھاروے کی پہنی

تسمہ کمر سے لگایا کانٹا سینے کے برابر لگایا اور وہاں سے بجلدی تمام آکر دریا سے مشک بھری اور کمر مین بغدہ اپنا چھپا کر مشک اُٹھا کر لشکر میخوار مین آیا دیکھا اندر خیمے کے سب سقے جاتے ہین قران بھی خیمے مین آیا دیکھا میخوار چوکی پر بیٹھا ہی اور سقے مشک لا کر اُسکے جسم پر ڈالتے ہین اور پھر پانی بھرنے جاتے ہین قران نے پشت پر آکر ایک ہاتھ سے دہانہ مشک کا کھولا اور دوسرے ہاتھ سے بغدہ کمر سے نکالا مشک کندھے پر سے اُتار کر میخوار کے سر پر اُلٹ دی وہ حیران ہو کر پھرا تھا کہ قران نے جھک کر بغدہ مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا تیورا کر گرا تھا کہ قران نے سر کاٹ ڈالا شور و غل پیدا ہوا تمام عالم مین تاریکی چھا گئی ساحر دوڑے قران جست کر کے خیمہ کو پھرا کر بھاگا جب ساحر اندر خیمے کے آئے صدا سنی کہ مارا مجھے نام میرا میخوار کرگدن پیشانی تھا ساحرون نے لاش اُٹھائی رونے پیٹنے لگے لیکن لشکر مہرخ پر وہ ابر جو محیط تھا شق ہو کر برطرف ہو گیا اور سبکو ہوش آگیا وہ حالت مستانہ دفع ہوئی سرخ مو نے کہا بہن نافرمان مین جاگی ہون یہ کیا تھا کیا ہو گیا نافرمان نے کہا میخوار کے سحر مین ہم سب مسحور تھے اُسکو کسی عیار نے قتل کیا ہم لوگ رہا ہو گئے سرخ مو کے ہوش اُڑ گئے کہ کیسا جلد عیارون نے میخوار کو قتل کیا کہا بہن مین مان گئی واہ واہ واہ کیا کہنا نافرمان نے کہا بہن کہان جاؤ گی ٹھہرو دیکھو اب کیا ہوتا ہی سرخ مو ٹھہر گئی اس عرصہ مین قران بھاگ کر صحرا مین پہونچا اور زنبیل عیاری بجائی برق صدا سنکر دوڑا آیا اور کہا ای خلیفہ لشکر میخوار مین یہ شعلے کیسے بلند تھے شور و غل ہو رہا تھا قران نے کہا میخوار کو مین نے جہنم واصل کیا جلد جا کر لشکر مہرخ کو لاؤ اور فوج کو حریف کی قتل کرو برق بعجلت تمام پاس مہرخ کے آیا اور کہا جلدی چلیے لشکر میخوار کو قتل کیجے مہرخ نے نفیر سحر بجائی جلد جلد فوج مین کمر بندی ہوئی ساٹھ ہزار ساحر آکر لشکر میخوار پر کہ بارہ ہزار ساحر تھے گرے سحر چلنے لگا سلین برف کی گرنے لگین کسی ساحر نے دریا سحر کے زور سے ظاہر کیا کسی نے آگ برسائی کسی نے پتھر برسائے کسی سمت پیکان تیر برستے تھے ایک ہنگامہ قیامت برپا تھا مہ جبین نے تخت آگے بڑھایا دلارام نے سحر کی بجلیان گرائین عمرو موافق اپنے دستور کے کبھی لوٹتا کر کبھی جست کر کے خنجر زنی کر کے سر اور پاؤن قلم کرتا تھا مردون کو لوٹتا تھا اسد کا نعرہ ایک طرف بلند تھا نعرہ

اسد نامور ضیغم روزگار
نظر کردۂ شیر پروردگار

ز تیغش بمیدان جنگ آوران
شود چار سو الامان الامان

ابر سیاہ چار سمت سے گھر آیا تھا برق شمشیر چمکتی تھی ہر شکل باران سنگ برستے تھے سلیل شہزادۂ اسد

کی حفاظت کرتا ہوا ساتھ ساتھ لڑتا جاتا تھا اور اسد صف لشکر دشمن کو پراگندہ کرتا تھا نظم

بجوشش غضب صورت شیر نر
بہر سمت چون میشدی حملہ ور
نمایان شدی این چنین کارزار
زتن شد جدا سر ہزاران ہزار
بسے گبر چون گلۂ گوسفند
گریزندہ از بیم جان میشدند
تزلزل فتادہ چو در رزمگاہ
پراگندہ می گشت فوج و سپاہ
یکے داشت در سر ہوائے گریز
یکے چارہ جو از دم تیغ تیز
یکے را روان خون ز زخم سنان
بمیدان یکے تشنہ لب داد جان
بہ گیتی است تا رسم فتح و شکست
چنین فتح کس را نداد ست دست
نہ چشم زرہ این چنین فتح دید
نہ گوش سپہر و مصافی شنید

خلاصہ دم بھر مین بارہ ہزار ساحر لشکر حریف کے مارے گئے بھیر و بنگاہ بازاری لوگ بھاگ کر سمت بہار جادو روانہ ہوئی مہرخ نے خیمہ ڈیرہ مال و خزانہ ساز و سامان سب لوٹ لیا ایسا رن پڑا تھا کہ ؎ یک وجب جاے زسیلان خون پاک نبود ٭ کشتہ بر کشتہ نیان بود دگر خاک نبود غرضکہ لوٹ مار کرکے سب اپنے پڑاؤ پر آئے سردار داخل بارگاہ ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی نذرین فتح و نصرت کی مہ جبین کو گزرنے لگین سرخ مو نے بھی اُٹھکر نذر دی اور کہا ای ملکہ اب اگر مین اپنے ملک کو جاؤنگی از بسکہ آپ کے یہان جنگ مین شریک تھی افراسیاب زندہ نچھوڑیگا لہذا مین بھی آپ کی کنیز ہون خواہ جان جاے یا رہے مہرخ نے گلے سے لگایا اور خلعت سرخ مو کو دیا اسنے ایک نامہ اپنے سپہ سالار شمشاد فیل پیکر کو لکھا کہ مع فوج و لشکر و مال و خزانے کے لشکر مہرخ مین آکر ہیو بچو کہ ہمنے اطاعت عمرو کی اختیار کی یہ نامہ ایک ساحر کو دیا کہ وہ بزور سحر پرواز کرکے سمت ملک سرخ مویان روانہ ہوا لیکن اب حال سنئے کہ ملکہ بہار منزل بمنزل اسطرف چلی آتی ہو اور منتظر ہی کہ نامہ میخوار مشعر بمضمون گرفتاری لشکر حریف آئے تو مین جلدی جاکر سر سیکے کاٹون اور افراسیاب کو بھیجون یہان تک کہ ایک دن صحرای سبزہ زار و نشاط افزا مین اتری تھی کہ ساحر نالان و گریان بھاگے ہوے آکر پہنچے بہار نے صداے استغاثہ سنکر روبرو اپنے طلب کیا اور حال استفسار فرمایا انھون نے حال بربادی لشکر اور خزان آنا بہار گلشن عمر میخوار بیان کیا العیاذ باللہ بہار یہ کیفیت سنکر زرد ہو گئی اور فرط غضب سے پشت دست کو کاٹنے لگی اور اسی وقت طاؤس سحر پر سوار ہوئی وہ طاؤس ہمسر سیمرغ تھا اسقدر عظیم الجثہ اور لحیم و شحیم تھا کہ نظم

پر و بالش چو شاخہاے درخت چون ستونش بلند منقارے	پاے او بود مثل پایۂ تخت نہ ستون لیک درمیان غارے

تجمل سواری بھی سب چھوڑا اکیلی اُس طاؤس پہ بیٹھکر روانہ ہوئی فوج کے سرداروں نے جو بہار کو جاتے دیکھا اسیوقت نقارہ کوچ کا بجایا اور ساحر جلد جلد سوار ہوئے مگر بہار نے افسرون سے کہا مین آگے جاتی ہون تم پانچ کوس جب لشکر مہرخ باقی رہے وہان آکر ٹھہرنا مین جاکر انکا خاتمہ کئے دیتی ہون لشکر لیجانے مین یہ قباحت ہی کہ عیار کثرت مردم سے شناخت نہین کئے جاتے ہین اور وہ لشکریون مین ملکر آفت برپا کرتے ہین مین کھڑے کھڑے سبکو گرفتار کرکے چلی آؤن گی یہ کہکر دو چار کنیزون اور انیسون جلیسون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئی یہان بارگاہ مہرخ مین سامان عشرت مہیا ہر ایک مائل عیش و طرب بیٹھا تھا مگر مہرخ اندیشہ ناک تھی کہ میخوار یہ سالار بہار کا مارا گیا ہی وہ ضرور آئیگی بکھیڑا مچائیگی عمرو بھی سُن چکا تھا کہ میخوار پہلے بہار سے آیا تھا وہ قتل ہوا ہی اب کوئی دم مین آفت آیا چاہتی ہی یہان سے نکل جانا چاہئے غرضکہ عمرو نے مہرخ سے کہا خدا حافظ مین جاتا ہون تم ہر ایک بلا مین دست استقلال سے دامن صبر نچھوڑنا اور گھبرانہ جانا آمد بہار کی خبر ہی میرا ٹھہرنا مناسب نہین یہ کہکر بارگاہ سے نکل گیا عمرو کے جانے سے اور عیار بھی جنگل کی طرف روانہ ہوے اور مہرخ تدبیر دفع سحر بہار مین مصروف ہوئی اس عرصہ مین یکایک ہوا سحر دم عیسی دم مسیح نفس وزان ہوئی اور خود بخود تمام لشکر مین مہرخ کے غل پڑگیا کہ بہار آئی بہار آئی مہرخ اور تمام افسر ساکنان بارگاہ بیتابانہ باہر نکل آئے دیکھا روبرو لشکر کے طاؤس مرد بین بال تھرا رہا ہی اور ملکہ بہار اسپر سوار ہی جب سب بارگاہ سے اور اپنے اپنے خیمون سے لشکری باہر نکل آے اور ایک جا جمع ہو کر صورت زیبا و طلعت جہان آرا بہار کی دیکھنے لگے اسوقت بہار نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ کوہسار کی جانب سے گھٹا گھنگھور اُٹھی مہرخ اور تمام ساحر سحر پڑھ پڑھ کر دستکین دینے لگے مگر طرفۃ العین مین غبار زرد رنگ زمین سے اُڑا کل لشکر کی آنکھیں بند ہوگئین اور گھٹا ہر سمت چھاگئی پھر جو مہرخ وغیرہ کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ہر طرف چمنہاے طولانی لاثانی لگے ہین باد صبا جھومتی ہوئی بروش مستانہ خرامان ہی اور ایک گز بھر کا بلند حصار بلورین کوسون تک سامنے نظر آتا ہی کسلیئے کہ جسوقت آنکھین اہل لشکر کی بند ہوئی تھین تو ملکہ بہار نے ایک تختہ کاغذ کا اپنی جھولی سے سحر کی نکال کر اور قلم دوات لیکر اُس تختہ کاغذ پر ایک طلسم لکھا کہ وہ تختہ قرطاس ایک باغ بنکر تیار ہو رہا ہی یہ اسلیئے طلسم بنایا کہ جو اندر اُس باغ کے آئیگا مبہوت

ہو جائیگا اور چونکہ تختہ کاغذ پر باغ بنا ہے اس مین کوئی نقب نہ لگا سکیگا الحاصل سب نے دیکھا کہ بہار جادو اپنے طاؤس کو اوڑا کر اندر اس باغ کے چلی گئی یہ دیکھتے ہی تمام لشکری اور مہرخ اسی باغ کی طرف چلے کہ ابیات

دفعتاً وہ سامنے سے چار باغ آیا نظر
وصف شادابی مین جسکی ہے مری قاصر زبان

لغزش مستانہ دکھلانے لگا پائے خیال
بسکہ اسکی چار دیواری تھی صاف آئینہ سان

پشتہ دیوار پر اسکے وہ سبزہ دوب کا
خوار سرسبزی سے جسکے سبز خط گلرخان

ہر دریچہ پر گمان تھا صاف جسم حور کا
قدرت حق کا نمایان تھا ہر اکجا نشان

صورت تصویر سب کو ٹکٹکی سی لگ گئی
فرط حیرت نے بھلا دی دل سے فکر دو جہان

جون قدم آگے رکھا سینے پہ گلگشت باغ
صنعتین دیکھین یہ اس گلچین قدرت کی عیان

لڑکھڑاتی پھرتی ہے باد بہاری ہر قدم
نگہت گل نے ہر اکجانب ہین کھولی عطردان

وجد کی حالت مین صف باندھے کھڑی ہین جھومتی
ہر طرف کیلے بشکل حلہ پوشان جنان

وار لبستون سے عیان ہے چرخ اخضر کی بہار
تاک کے خوشے پہ ہے عقد ثریا کا گمان

طرفہ سرسبزی نے کی ہے ہر طرف سے سرکشی
ہے زمین فیروزہ گون اور لاجوردی آسمان

سجدۂ خالق مین ہے ہر شاخ نخل میوہ دار
حمد مین وحدت کی ہر اک غنچہ کھولے ہے دہان

نشۂ عشرت مین سنبل ہے کہین بالون پڑے
کرتی ہے تعریف سوسن باغ کی با صد زبان

آبشارون سے خجل ہین چشمہ ہای سلسبیل
حوض آب ایسے کہ جنپر حوض کوثر کا گمان

ہے تماشاگاہ روح مومنین ہر کنج باغ
خوش گلے ہے ہر چمن ہے رشک گلزار جنان

نغمہ آرایان گلشن ہین بہم مرغولہ سنج
دیتے ہین گلبانگ عشرت طائران خوش بیان

چہچہے کرتے ہین گل پر عندلیبان چمن
زمزمہ پرداز کو کو سرو پر ہین قمریان

قہقہہ زن کبک ہین شمشاد کے سائے تلے
کرتے پھرتے ہین تدروان چمن اٹکھیلیان

ہے نکلتا موج آب جو سے لہرا ساز کا
لحن داؤدی سی بانی بھر رہی ہین باغبان

نخل کے پتون سے آتی ہے جلاجل کی صدا
ہر روش پر کر رہے طاؤس ہین اٹکھیلیان

چل رہا ہے دور ساغر ہر طرف ہے بزم عیش
ہے کمند آہوے دلگیر زلف مہوشان

تھاپ طبلونکی ہے پیر فلک گردش مین آج
پہونچی پایون کی گمک ہے از ثری تا آسمان

اندر باغ کے چبوترہ بلور کا سراسر نور کا تعمیر تھا تمگیرہ اسپر با سلک گوہر استادہ تھا نیچے اسکے فرش تمام

سنجاب کا بچھا تھا نازنینان قمر پیکر جام و سبو لیکر حاضر تھین ملکہ بہار کرسی جواہر نگار پر جلوہ گر تھی اور چھڑی جواہر کی جگنو جڑے ہاتھ مین لئے آراستہ بلباس و زیور تھی سامنے گلدستے اور تخلخے رکھے تھے بہار کی صورت دلاویز اس وقت گلرخان گلشن روزگار مثل ہزار ہزار جان سے تصدق اور نثار تھے زلیخا نے یہ صورت خواب مین نہ دیکھی تھی اور پریون نے اُڑکر اگر پائی ہوگی تو اُسکی کنیزی ہاتھ آئی ہوگی بال ہر کے طائر جان عاشقان کے لئے دام تھے زلف گرہ گیر مین گرفتار دلہای بیدلان ناکام تھے کہ سراپا

زبان غنچہ مین آگاہ اسرار غیب
دہن خرم الحمد بیشک و ریب

بناگوش سے صبح محشر خجل
سیہ خال اس مین سویدای دل

وہ غبغب مین اک موج آب زلال
دکھاتے تھے اک جا پہ بدر و ہلال

ترقی پہ جوش بہار چمن
بر و دوش گلدستۂ یاسمن

سمن سینہ و نازک اندام نرم
عیان شرم شوخی مین شوخی مین شرم

وہ شانے وہ بازو وہ ساعد وہ دست
کرین جس کی بیعت صنوبر پرست

وہ چھاتی کی رنگت وہ بھٹنی سیاہ
کہین دیکھ کر جس کو اہل نگاہ

زبس آئینہ سان ہو تن کی صفا
پہ سینے پہ پڑتا ہے عکس آنکھ کا

پسینے کے قطرون مین بوے گلاب
صفائے شکم سے خجل ماہتاب

درخشندہ ناف اُس در پاک کی
مگر زہرہ تھی پردۂ خاک کی

وجود کمر کی لطافت گواہ
نہان چشم مین مثل تار نگاہ

وہ رانین بنائی تھین سانچے مین ڈھال
پھسل جائے جنبیز نگاہ خیال

نہ ہو ساق کیون روکش شمع طور
کہ تھی پست پا اُس کی رخسار حور

اُس باغ کی بہار اور شکل بہار دیکھ کر مہرخ اور شکیل اور اسد اور مہ جبین اور نافرمان اور سرخ مو اور ماہ جادو اور دلارام سالار سردار سب پکارے کہ ابیات

کہان گل کہان مرتبہ خاک کا
کہان مین کہان سامنا یار کا

میرے بخت برگشتہ سے ہے بعید
کہ دیکھون مین آنکھون سے یہ روز عید

اے ملکہ بہار ہم لوگ آپکے پروانہ وار شمع رخسار پر عاشق اور نثار ہین ہمارے حال زار پر نظر فرمایئے نظم

در بدر خاک بسر ہو گئے رسوا ہو کر
کیسے برباد ہوئے آپکے شیدا ہو کر

آ بیٹھے آپ جو ہم خاک نشینون کی طرف　　فرش بنجائین ابھی دامن صحرا ہو کر
صبر و ہوش و خرد و تاب و توان لیگئے آپ　　دل تڑپتا ہی یہان سینہ مین تنہا ہو کر
چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے تمہیر　　گھٹنے لگتا ہے مہ چاردہ پورا ہو کر

ای ملکہ ہمین اپنی غلامی اور کنیزی مین سرفراز فرمائیے ملکہ بہار نے کچھ انکے حال پر اعتبار نکیا اور ایک گلدستہ اُٹھا کر انکی طرف کھینچ مارا پھر سب کی آنکھین بند ہوگئین اُس گلدستے کی ایک ایک پنکھڑی الگ ہوگئی اور پھولون کا گجرا بنکر لشکریان مہرخ کے ہاتھون مین پڑگئی جب گجرے سب کے ہاتھون مین بندھ گئے اُسوقت سب منتین کرنے لگے اور کہتے تھے کہ ای ملکہ بہار توبہ توبہ ہمکو عمرو عیار دزد مکار نے بہکایا تھا اب ہماری خطا حضور معاف کرین اور ہم سبکو پاس شہنشاہ افراسیاب کے لے چلین بہار نے کہا اچھا تم سب میرے پیچھے چلے آؤ مین تمھین پاس شہنشاہ کے لیچلون یہ کہکر جست کر کے طاؤس سحر پر سوار ہوئی اور باہر باغ کے نکل کے چلی ساری خلقت پیچھے اُسکے دیوانہ وار بیقرار شعر عاشقانہ پڑھتی ہوئی روانہ ہوئی وہ باغ سحر اُسکے جانے سے غائب ہوا لیکن عیاران لشکر نے دور سے سہارے لشکر کوہستانہ روش پر جاتے دیکھا زنبیل عیاری بجائی سب ایک جگہ جمع ہوے برق نے کہا استاد مین عیاری کو جاتا ہون عمرو نے کہا ساحرہ زبردست ہی تم اسیر غلبہ نہ پاؤگے اور اگر تمنے اسے بیہوش بھی کردیا تو قتل کروگے اور لشکر کو چھڑاؤگے اور مین چاہتا ہون کہ بہار کو گرفتار کر کے اپنا مطیع کرون لہذا اگر تم بہار کو قتل نہ کرو تو جا کر عیاری کرو برق اور سب عیارون نے کہا یہ ہمسے نہوگا عمرو نے کہا تم سب ٹھہرو اور آپ زنبیل پر ہاتھ رکھ کر معجزہ طلب کیا کہ یا جناب آدم صفی اللہ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام میری صورت نظر مردم دنیا مین ایک طفل چہاردہ سالہ کی دکھائی دے یہ دعا مانگ کر جام حضرت اسحاق پیغمبر علیہ السلام نکالا کہ جس مین آب جنت ہمیشہ بھرا رہتا ہی اس آب طاہر و مطہر سے سارے جسم کو تر کیا ہوا گویا پانی چھڑکتی ہی پلٹ گئی یعنی عمرو کی شکل زیبا ایک طفل خوب صورت کی ایسی دکھائی دینے لگی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ انگرکھا گلنار پہنے ہے تین کمرپٹیان لگی ہین ٹوپی گوٹا بھا تنکی سر پر ہے جواہر اور گوہر اس ٹنکے ہین کہ ؎ ترے جواہر طرف کلہ کو کیا دیکھین ۰ ہم اوج طالع لعل و گہر کو دیکھتے ہین ۰ گلے مین طوق منت کے تیرہ پڑے ہین ظاہر ہوتا ہی کہ تیرہ برس عمر کے گذرے ہین ابھی چودھوان سال پورا نہین ہوا ہی جو طوق منت کا پہنایا جاتا مگر چتون سے اُس طفل ماہ طلعت کی گویا عاشق مزاجی ہیدا ہی کہ ؎

اسیری عشق کو منظور تھی اپنی لڑکپن مین ۔ پنھائے طوق منت کے بہانے میری گردن مین

پائجامہ اطلس کا پاؤن مین جوتا بہاری پہنے کہ دم رفتار ہر ایک دیکھ کر کہے **بیت**

شاہ راہ ہستی موہوم مین وہ چال چل ۔ اپنی آنکھون کو بچھائین دوست دشمن زیر پا

بھولی بھولی صورت رخسار نازک بھول سے حسن و ادا مین یگانہ زمانہ کہ بموجب اس خمسہ

دیکھے زلیخا گر تجھے ہو جائے بیخود دیکھ کر ۔ یوسف کو کہتے ہین حسین لیکن نہوگا اسقدر
انسان تو کیا چیز ہی پریون کی مان جلی جائین ۔ ہرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر

شمسے ندانم یا قمر یا زہرہ یا مشتری

اس شکل مرغوب پر جب دکھانے کے لائق ہوا اسوقت **بہار** کی سواری سے دو کوس آگے نکلگیا اور ایک صحرائے پاکیزہ او روشت ریاض روضۂ رضوان دیکھکر ایک درخت کے نیچے کھڑا ہوا آنکھین بند کرلین اور بند انگرکھے کے کھولدئے ٹوپی اتار ڈالی اور ہاتھ کان پر رکھ کر تانین مارنا شروع کین اور اشعار عاشقانہ اور غزل بر مضمون مہاجرت محبوب گانے لگا اور روتا جاتا تھا کہ **غزل**

کشتہ ایک عالم ہی چشم لعبت خود کام کا ۔ استخوانون مین مزا پاتے ہین سگ بادام کا
ای تب غم گور مین لیجل جوانی مین مجھے ۔ دوپہر ہی موسم گرما مین وقت آرام کا
تختہ میت فراق یار مین معراج مین ۔ وحی آنا جانتا ہون موت کے پیغام کا
بادشاہی ہے گدائی کوچہ محبوب کی ۔ زیر پا ہر اک قدم ہے پان محمل ارام کا
ای صنم عاشق سی ملتی ہی نہین آنکھین تری ۔ نشہ اللہ رے شراب حسن کے دو جام کا
گیسوؤن نے کردیا وہ چند حسن روی یار ۔ نور ہوتا ہے زیادہ تر چراغ شام کا
عرصۂ روے زمین ہو جاے دشت کربلا ۔ یار کو میرے ارادہ ہو جو قتل عام کا
داخل کعبہ ہوا گتم عدم سے برہنہ ۔ پردہ عاشق نے رکھا جامہ احرام کا
سیکڑون ہی دل اِہین مثل ماہی آکے اسیر ۔ یار کا چاہ زنخدان بھی ہے چشمہ دام کا
ہے سیہ مستی مین اپنے عالم دیوانگی ۔ حلقۂ چشم پری خط ہے ہمارے جام کا
یاد جو آیا طواف کعبہ مین آتش مہ ماہ ۔ حال بدتر تھا کتان سے جامہ احرام کا

بہار قیدیون کو لئے چلی آتی تھی جب کوئی آدھ کوس وہ مقام رہا کہ جہان **عمرو** دلفگار گارہا تھا اُسنے صداے دلکش سُنی کلیجا تھام لیا اور بیقرار ہوکر اپنے طاؤس کو اُڑایا اور اُسی صدا کیطرف چلی کس لئے کہ جیسا یہ سحر باغ و بہار کا کرتی ہی ویسے ہی یہ رنگین مزاج اور علم موسیقی مین دخل رکھتی ہے

غرضکہ قریب عمرو کے پہونچی عجب کیفیت دیکھی کہ ایک طفل حسین مہ جبین آغشی جوانی محبوب لاثانی
شاخ درخت پکڑے آنکھیں بند کئے گا رہا ہے اور اسطرح ترنم سرا ہے کہ اس جگہ کے چرند اور پرند سب محو
ہیں کوئی طائر اس نازنین کے بازو پر بیٹھا ہے کسی نے سر پر آشیانہ کیا ہے کوئی ہاتھ پر مسکن گزین
ہے مگر اس لڑکے کو اپنی دھن میں کچھ خبر نہیں ہے کانوں میں بالے پڑے ہیں بازو بند جواہر کے بندھے
ہیں گلے میں ہیکل خوشنما پڑی ہے ہاتھوں میں مہندی لگی ہے چہرہ چودھویں رات کا چاند ہے بلکہ وہ بھی
رو برو اسکے ماند ہے لباس پر تکلف سے آراستہ ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسیکا لاڈلا بیٹا ہے بہار قریب
اس گل رخسار کے گئی اور پکار کر پوچھا کہ اے سرو قامت نونہال کس گلشن شاداب کا ہے کہ اسطرح
اس دشت پر خطر میں کھڑا ہے تیرے والدین کا کیسا پتھر کا کلیجا ہے کہ ابیات

اس وقت کہاں اس دشت میں آہوئے جلوہ گرا ے بت حور لقا
میری جان ہے جاتی برائے خدا کچھ کہہ تو ذرا تو حالت دل
نہ فقط تری زلف ہے دام بلا نہ فقط تیری خال ہیں ہوش ربا
ہیں یہ عشوہ و غمزہ و ناز و ادا سبھی باندھے کمر پہ غارت دل

عمرو نے یہ صدا سنکر آنکھیں کھولیں اور سہم کر بہار کی صورت دیکھی اور ہاتھ باندھکر سلام کیا اور
کہا میں جاتا ہوں مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ جگہ آپکی ہے بہار نے دیکھا کہ مجھے دیکھکر اسکا رنگ رخ زرد
ہو گیا ہے اور بسبب بچپنے کے ڈر گیا ہے یہ سمجھکر اپنے طاؤس پر سے کود پڑی اور قریب آنے لگی عمرو
ہاتھ جوڑے روتا ہوا پیچھے ہٹنے لگا اور کہتا تھا کہ مجھ سے قصور ہوا اب کبھی یہاں نہ آونگا بہار نے
دل سے کہا ہے یہ بالکل ناسمجھ ہے نہیں معلوم کیونکر یہاں آیا ہے بس اسنے چمکار کر کہا کہ میاں نہ رو
نہیں ہم تمھیں پیار کرینگے تم کس کے صاحبزادے ہو عمرو چمکارنے سے بہار کے ٹھہرا اور اٹھلا کر بولا
کہ تم ہمیں مارو گی تو نہیں ہمیں باجی اماں نے مارا ہم یہاں بھاگ آئے بہار نے یہ سنکر خیال کیا
کہ افسوس والدین اسکے ڈھونڈھتے ہونگے اور یہ یہاں بھاگ آیا ہے جب ہی میں حیران تھی کہ یہ
بچہ جنگل میں کیوں کھڑا ہے معلوم دیا کہ مارے ڈر سے بھاگا ہے بس اسنے کہا نہیں نہیں تم خوف
نہ کھاؤ ہم تمکو نہ مارینگے عمرو نے کہا سامری قسم نہیں مارو گی بہار نے کہا سامری قسم کچھ نہ کہینگے
عمرو آگے چند قدم بڑھا اور پھر سہم کر پیچھے ہٹا اسوقت بہار سوچی کہ کمبخت اسکے ماں باپ نے
ایسا مارا ہے کہ لڑکا سہما جاتا ہے یہ تصور کر کے ایک گلدستہ بہت خوشرنگ اور پر بہار جھولی سے نکالا
اور کہا یہ لوگے عمرو نے دل سے خیال کیا کہ یہ ساحرہ ہے اگر سحر کردیگی تو کچھ نہ بنیگا گلدستہ دیکھتے ہی

ہنسکر بولا کہ ہان لینگے بہار نے گلدستہ چھپا لیا اور کہا آؤ ہمارے گلے ملجاؤ تو دین عمرو دوڑ کر گلے سے
لپٹ گیا اور کہا وہی پھول دو باجی لاؤ وہی دو بہار نے دونون گالون پر خوب پیار کیا اور کہا چل
ہین تجھے اپنا بیٹا کرونگی عمرو نے کہا باجی امان کیا تمھین ہو بہار بولی کہ ہان عمرو گویا ہوا کہ پھر
ہمین پھول دو بہار نے پوچھا کہ بتاؤ تمھارا گھر کہان ہی عمرو نے کہا ہمارا گھر بہت دور ہی ادھر دیکھو
وہ سامنے جو درخت ہی بس اُدھر ہی ہمارا مکان ہی وہ دکھائی دیتا ہی بہار نے کہا چل جھوٹے
تو انکا گھر ایسا قریب ہی کہ سامنے دکھائی دیتا ہی یہ باتین ہو رہین تھین کہ خواصین اور انیسین آکر
بہار کی پہونچین عمرو انھین دیکھکر بہار کی گود سے تڑپ کر نکلا اور بولا کہ ہم جاتے ہین بہار
نے اپنی خواصون سے کہا کہ بچہ ڈرتا ہی تم لشکر کی طرف جاؤ مین آتی ہون خواصین آگے بڑھ گئین
اور بہار نے کہا میان باجی کو اپنی چھوڑ جاؤ گے عمرو بولا کہ پھر کیا تمھارے گھر چلین بہار نے کہا
ہان عمرو نے کہا ہمین ہرن پکڑ دوگی بہار نے پوچھا کہ ہرن کیا کروگے عمرو گویا ہوا کہ امی باجی
ہماری باجی امان ایک دن کہتی تھین کہ ہم جو اپنے بھیا کی شادی کرینگے تو ہرن کا گوشت
پکائینگے ہمنے سن رکھا تھا آج ہم جنگل مین جو بھاگ کے آئے ہین تو ہرن لیتے جائین امان خوش
ہمارا بیاہ کردینگی بہار خوب ہنسی اور کہا مجھے جورو کے ملنے کی بڑی خوشی ہی اگر تو میرا بیٹا بنے گا تو تیرا دلہن
کوئی بیاہ لاؤنگی تو اپنے باپ کا نام بتا مین اُسے بلوا کر مانگ لون عمرو کہا ہمارے ابا کا نام امیہ
جادو اور ہمارا نام گلرنگ جادو ہی باجی ہمارے گھر چلو بہار نے کہا تمھین گھر اچھی طرح یاد
نہین ہی تم ہمارے ساتھ چلو مین گھر تمھارا لوگون سے ڈھونڈوا کر تمھارے باپ کو بلوا بھیجونگی عمرو
نے کہا اچھا ہمین گود مین لے چلو بہار نے اُسے گود مین لیکر اپنے طاوس پر بٹھا لیا اور لیکر روانہ
ہوئی بہار کے بموجب حکم لشکر اُسکا پانچ کوس کے فاصلے پر لشکر مہرخ سے آکر اترا تھا بہار کئی کوس
تو آہی چکی تھی تھوڑے ہی عرصہ مین داخل لشکر ہوئی سرداران فوج کو بلا کر حکم دیا کہ لشکر مہرخ میرے
سحر مین گرفتار ہوکر آیا ہی جب تک گجرے انکے ہاتھون مین بندھے رہین گے ہوش نہ آئیگا
لیکن بنابر احتیاط تم لوگ پہرا کرو کوئی افتاد تا کہ نہ پڑے اور کنیزون کو حکم دیا کہ اندر بارگاہ کے
سب سامان عشرت مہیا کرکے تم سب بیرون بارگاہ آج کی رات رہو خبردار کوئی اندر بارگاہ کے نہ آئے
کہ عیار تم مین ملکر چلے آئینگے دن تھوڑا رہا ہی اُسوقت لشکر مہرخ کے سر کٹ نہ سکین گے کل صبح
سب کو قتل کرونگی اور آج خستہ و شکستہ بھی ہون آمد و رفت مین تھک گئی ہون گرد میری
بارگاہ کے بھی کوئی نہ رہے مین اپنی حفاظت آپ کرلونگی کنیزین یہ حکم پاکر مصروف کار و بار ہوئین ادھر فوج

نے جاکر لشکر مہرخ کو گھیر لیا پہرا مقرر ہو گیا ادھر خواصون نے مسند پر زر بچھائی پلنگڑی جواہر کی آراستہ کی فواکہات کی ڈالیان خوش رنگ نرالیان لگا دین کشتیان شراب ناب کی قابین بھر کر گزک کباب کی رکھ دین خاصے کے خوان چن دیے عطردان چنگیر چوگھڑے پاندان جملہ سامان موجود کرکے آپ سب بیرون بارگاہ چلی آئین اور ملکہ بہار مع عمرو کے داخل بارگاہ ہوئی سراپچے بارگاہ کے فراشون سے اٹھوا دیے اور کہا شام قریب ہے تم بھی اب روشنی کرکے باہر چلے جاؤ فراشون نے دن ہی سے شیشہ آلات روشن کر دیا اور چلے گئے صرف بہار اور عمرو تنہا رہے اسی اثنا مین وہ دن تمام ہوا اور رقاصہ فلک پیشواز ستارہ دار زیب قامت فرما کر روبرو خسرو انجم کے مجرا کرنے حاضر ہوئی اور ترک سپہر خنجر لیکر بعہدہ پاسبانی خیمہ چرخ کے در پر ٹھہرا نظم

دکھایا ماہ نے جب روے پرنور
دھوئین کی طرح ظلمت ہو گئی دور
ہوا گردون کا تخت آبنوسی
فروغ ماہ سے طور تجلی
وہ شب تھی نور روشن سے بھی بہتر
لبسان مہر تھا ہر ایک اختر

عمرو کو بہار نے کچھ میوہ اور مٹھائی کھلائی کھانے کے لئے خاصہ اور طعام اور لذیذ سامنے رکھا عمرو نے کہا مین کھانا نہ کھاؤنگا غرضکہ میوہ کھایا اور بہار کھانا نوش فرما کر مسند پر بیٹھی اور کہا میان صاحبزادے کچھ گاؤ عمرو نے کمر سے نے نکالی اور بجانے لگا اور کبھی اشعار مضامین عشق انگیز اور کبھی مہاجرت آمیز گاتا تھا نظم

تا عمر بود در ہوس روے تو باشم
در خاک شوم خاک سر کوے تو باشم
فرداے قیامت نروم جانب طوبے
در سایہ سرو قد دلجوے تو باشم
خوش آنکہ زبان از پی دشنام بر آری
من دست بر آوردہ دعا گوی تو باشم
پہلوئی تو پیوستہ نشینند رقیبان
تا من نتوانم کہ بہ پہلوے تو باشم
از غمزہ تو ساحری آموزم و اما
موے شوم و در خم گیسوی تو باشم
ہرگہ کہ تو از ناز بری دست بچوگان
خواہم ہمہ تن سر شوم و گوے تو باشم
از شاخ گل تازہ منم بلبل این باغ
معذورم اگر شیفتہ روے تو باشم
روزے کہ فلک خواند مرا نام ہلالی
میخواست کہ من مایل ابروے تو باشم

اسوقت گرد بارگاہ بہار کے جانوران صحرائی محو ہو کر چلے آئے اور ہوا چلنے سے تھم گئی سمان بندھ گیا بہار زار زار مثل ابر نوبہار کے گریان ہوئی اور تال سم پر بیقرار ہو کر حسرت سے منھ [illegible] بعد بھر کے عمرو نے نے کو رکھ دیا اور خاموش ہو رہا بہار بیتاب ہو گئی اور کہنے لگی کہ میان صاحبزادے کیون مجھے

گھائل کرکے تڑپتا چھوڑ نے ہوا ابھی کچھ اور شغل کرو کہ یہ جان حزین تسکین پائے عمرو نے کہا بہت سر مین درد ہوتا ہی بہار نے خیال کیا کہ اگر ایک جام مئے گلگون اسکو پلا دون تو اسکے نشے مین خوب کیفیت دکھائیگا بس اپنے ساغر شراب سے بھر کر کہا لو میان یہ شربت پی لو عمرو نے کہا خوب کیا ہم جانتے نہین یہ شراب ہی ہماری گھرون مین بھی سب پیتے ہین لاؤ ہم بھی پئین بہار نے کشتی مین حاضر کی لیکن عمرو نے اپنے قاعدہ کے بموجب میخانہ آراستہ کیا اور گلابیون کا گلدستہ بنایا صرح شیشے کے برابر ساغر کنز لگایا بہار بہت خوش ہوئی اور دل سے کہا یہ لڑکا کسی اولوالعزم کا معلوم ہوتا ہی لیکن عمرو نے اس الٹ پھیر کرنے مین شراب آغشتہ بدار وی بیہوشی کی اور کہا ای ملکہ تم پہلے پیو کہ میر مجلس ہو تو پھر ہم بھی پئین کے بہار اسکی شایستگی پر آفرین کرنے لگی اور عمرو نے جام سامنے کیا بہار ساغر لیکر پیگئی پھر دوسرا جام عمرو نے پیش کیا کہ تنہا جام نہین پیتے ہین اور تکرار میکشی سے زیبا نہین نظم

دی پیر می فروش که ذکرش بخیر باد	گفتا شراب نوش و غم دل ببر زیاد
گفتم بباد میدهد این باده نام و ننگ	گفتا قبول کن سخن و هر چه باد باد
پر کن زباده جام و دمادم بگوش هوش	بشنو ازین حکایت جمشید و کیقباد

بعد دو چار ساغر پلانے کے عمرو نے دو جام نگاہ بچا کے اپنے گریبان مین اونڈیل لئے کہ بہار کو معلوم ہو کہ خود بھی پیتا ہوا در پھر نے لیکر بجانے لگا اسوقت بہار ایسی مست تھی کہ بار بار گلابی کا منہ چومتی تھی اور مستی مین اکثر خود بھی گاتی تھی دین و دنیا فراموش تھا ہر دم نوشا نوش تھا

اور عمرو گا رہا تھا کہ خمسہ

شراب و مینا و جام و ساقی بہار باغ ابر و برق و باران	سب ایکجا ہین آج باہم ہوا ہی تقدیر سے یہ سامان
فلک جدائی کی گھات مین ہی یہی محل دعا ہی یاران	ہوئی ہی مدت مین وصل کی شب نہ حشر تک ہو سحر نمایان

گرون مین اپنے جھکا کے سر کو خدا سے تو ای صنم دعا کر

ہوئی ہین مدت مین دلون باہم خوشی ہو لکو گلہ کیجے	نہین ہی کوئی مخل صحبت گلے مین ہاتھونکو ڈال دیجے
شراب گلگون بھری ہی شیشے مین دست تسکین جام لیجے	حجاب بیجا ہی وصل کی شب نقاب الٹیے شراب پیجے

ہماری سینے لگے ابھی کہے لپٹے اب منہ سے منہ ملا کر

یہی صحبت نا و نوش شب بھر رہی اور بہار کو اپنے تن و جان کی خبر نہ تھی یہانتک کہ معشوقہ سپہر نے حجلہ مشرق سے چہرہ پر نور اپنا عاشقان شب کو دکھایا اور محفل افروز انجم نے انجمن کوکب کو برخاست کیا نظم

شب ہوئی آخر نمایان ہو چلے آثار صبح	آتش خورشید نے کی گرمی بازار صبح

روی روشن سے اٹھایا مہر گردون نے نقاب
مردمان دہر تھے مصروف کار و بار صبح

عمرو نے دیکھا کہ بہار جادو مسند پر بیہوش پڑی ہی پائجامہ رانون تک چڑھ گیا ہی دوپٹہ نہین پڑا ہی سینہ کھلا ہی عمرو نے زبان نکال کر بہار کی سوزن سے چھید دی اور اٹھا کر ستون سے کھینچ کے باندھا اور فلیتہ بیہوشی کے دفع کرنے کا سالگار سنگھایا بہار کو چھینک آئی اور ہوشیار ہوئی عمرو نے سلام کیا اور کہا باجی تمنے ہمین ہرن نہ منگا دیا بہار کو ابتک وہی خیال شبیہ تھا چاہا کہ جواب دے لیکن زبان منہ سے نکلی ہوئی اور چھدی تھی بولا نہ گیا اور سارا نشہ ہرن ہوا گھبرا کر اشارے سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی عمرو نے کوڑ زنبیل سے نکالا اور بغیظ و غضب تمام پکارا کہ منم شہنشاہ عیاران عالم ریش تراشندہ منکران و سر برندہ ساحران نظم

گران اوستاد عیاران عالم
سراپا دانش و عقل و فہم
سپہر کشور بلائے جان کفار
عمرو آن شاہ عیاران عیار

ای بہار دیکھا تو نے قدرت کردگار کہ کسطرح مین نے تجھے اسیر اور دستگیر کیا در صورت اطاعت جان بچے گی ورنہ کوئی دم مین رہرو ملک عدم ہوگی بہار از بسکہ حیرت سے رنجیدہ ہو کر آئی تھی اور طلسم سے باہر نکل جانے کی عازم تھی اس سبب اشارے سے کہنے لگی کہ مجھے رہا کرو مین مطیع ہوتی ہون عمرو نے فورا ڈورن زبان سے نکال کر کھول دیا بہار جب چھوٹی سوچنے لگی کہ اس عیار نے جسطرح فریب کیا اُسیطرح لازم ہی کہ اسکے ساتھ دغا کرون اور دوسرے اسے لیاقت کیا ہے جو تجھ ایسی ساحرہ اسکی اطاعت کرے پھر ہی تو ملکہ حیرت اپنی بہن ہی اس سے انحراف اچھا نہین یہ سوچکر اُسے عمرو کی جانب نگاہ قہر دیکھا عمرو نے کہا ای بہار مین نے تیرے اشارہ کرنے کے اعتبار پر رہا کیا لیکن یہ خیال نہ کرنا کہ اب مین رہا ہو چکی ہون میرا عمرو کچھ نہین کرسکتا ای بایمان خود اسطرح مار ڈالون گا کہ جیسے کوئی مچھر یا چیونٹی کو مار ڈالتا ہی جو کچھ تجھ سے اسوقت ہو سکے قصور نکر بلکہ اپنے ساحرون اور مددگارون کو بلالے یہ کہکر عمرو باہر بارگاہ کے نکل آیا اور بہار نے نعرہ کیا کہ لینا اِس دزد کو ساحر دوڑے عمرو نے منڈھی حضرت دانیال علیہ السلام کی جسکا ذکر تصریح وار پیشتر مین لکھ چکا ہون نکالی اور چھتری کی طرح استادہ کر کے اُسکے نیچے بیٹھ رہا بہار اور سب ساحرون نے آ کر گھیرا اور کہا ای مکار اب تو کہان جائیگا یہ کہکر بہار نے ایک گلدستہ عمرو پر مارا کہ چار طرف تختے لالہ و نافرمان کے کھل گئے اور عالم بہار پیدا ہوا مگر عمرو منڈھی مین بیٹھا رہا کچھ سحر نے تاثیر نہ کی کیونکہ منڈھی کی یہی خاصیت ہی اور عمرو جہان ایسا ہی مجبور ہوتا ہی

وہان تبرکات سی کام لیتا ہی صاحبقران نے قسم لے لی ہی کہ کسیکو گلیم او ڑھکر یا منڈھی کھڑی کر کے
قتل نکرنا کسلیئے کہ بشر سے بعیدہ البشری کام لینا چاہیئے مردان عالم کو زیبا نہین کہ کسیکو مجبور کر کے
قتل کرین خلاصہ کلام جب عمرو پر سحر نے تاثیر نہ کی اُسوقت ساحرون سے بہار نے کہا کہ اسے گھیرے
رہو مین جاکے پکڑے لاتی ہون یہ کہکر اندر منڈھی کے قدم رکھا اُسوقت سر نیچے اور پاؤن اوپر
اُلٹی منڈھی کے دروازے پر لٹک گئی عمرو نے دو کوڑے مارے کہ یہ نازک اندام تڑپ گئی عمرو
نے زنبیل سے چار پریان نکالین اور ایک پلنگڑی جواہر کے پایون کی نکال کر منڈھی سے براہ معجزہ
کہا کہ مثل خیمے کے وسیع ہو جا بحجرد ارشاد منڈھی نے ہیئت خیمہ کی پیدا کی کہ کلس اسپر یاقوت کے جڑے ہوئے
تھے سرا پچے اور پردے جواہر دوز تھے اور عمرو نے پلنگڑی بچھائی پریون نے فرش آراستہ کیا عمرو
پلنگڑی پر لیٹا پریان ہاتھ پاؤن دبانے لگین عمرو نے حکم کردیا کہ ما بدولت رات بھر آرام پذیر نہین
ہوے ہین خبردار بیدار نہ کرنا یہ کہکر آنکھین بند کرلین ادھر ساحرون نے جو بہار کو لٹکے دیکھا
سحر کرکے چھڑانے آے جو آیا الٹا لٹک گیا اور سحر بھول گیا پری نے عمرو سے بیدار کرکے عرض کیا
کہ کوئی آیا ہی عمرو پری پر خفا ہوا کہ کہدیا تھا مجھے نہ جگانا اور تو نے جگا دیا اور اٹھکر کوڑا ساحرون
ساحرون کو مارنا شروع کیا انھون نے فریاد کرنا اور دوہائی دینا آغاز کیا اور ساحر جو باہر کھڑے تھے
وہ سحر کرنے لگے کسی نے سحر کیا کہ دریاے آتش پیدا ہوا اور منڈھی اسمین غرق ہوگئی اسقدر آتش
نے مثل آب کے طغیانی کی لیکن منڈھی کو کچھ ضرر نہوا جب آگ کو ساحرون نے اس ارادے سے
کہ عمرو کو دیکھین جل گیا یا نہین فرو کیا دیکھا عمرو اسی طرح زد و کوب ساحرون کو کر رہا ہے یہ
دیکھکر پھر سحر کرنے لگے کبھی پتھر برسا کر منڈھی کو چھپا دیا کبھی پانی مین سحر کرکے غرق کیا اور تلوارون
سے منڈھی کو کاٹنے کا قصد کیا لیکن کچھ نہوا اور جو اندر گیا اُلٹا ہوکر لٹک گیا اسوقت عمرو نے
بہار سے کہا کہ ای ملکہ اگر مین چاہتا تو تمھین پہلے ہی بغیر عیاری کے گرفتار کر لیتا لیکن میرے آقا
کا حکم نہین ہی کہ اس طرح کسی کو ہلاک کرون ہان تم لوگ ساحری کرتے ہو اس لحاظ سے ہم کو
تمسے بمکاری و عیاری پیش آتے ہین اور اگر تم لوگ بمردانگی مثل پہلوانون کے مقابلہ کرو شہزادہ
اسد سے ہم نبرد ہو اور پھر عیار عیاری نکرین اب بھی لازم ہی کہ اطاعت کرو ورنہ ای بہار
قسم ہی پروردگار کی کہ قتل کرکے صاف مین چلا جاؤن گا کوئی میرا کچھ نہ کر سکے گا بہار نے کہا
خواجہ مجھے چھوڑ دیجیئے مین تابعدار ہون عمرو نے منڈھی سے حکم کیا کہ بہار کو چھوڑ دے حسب
ارشاد بہار رہا ہوئی او منڈھی مین ٹھہر کر سوچنے لگی کہ جان دینا اپنی گوارا کرون یا عمرو کی اطاعت

کرون عمرو نے قیافے سے پہچانا کہ بہار کو ابھی مطیع ہونے مین تامل ہی اسوقت کہا کہ ای بہار تجھ ایسی محبوبہ حسینہ زیرک اور دانشمند ہوکر زمرد شاہ کو سجدہ کرے اور کچھ اپنے مآل کار پر غور نکرے یہ امر نہایت بعید ہی زمرد شاہ اگر کسی طرح کی لیاقت اور قدرت رکھتا ہوتا تو یون دربدر ہاتھ سے حمزہ صاحبقران کے بھاگتا نہ پھرتا بس آگاہ ہو کہ خداوند عالم خالق دو جہان ہی کہ ابیات

شہ لاشبیہ و شریک لہ	الہ الصمد وحدہٗ وحدہٗ
سمیع و بصیر و علیم و خبیر	محیطٌ علی کل شئ قدیر
کریم و وحید و غفور الرحیم	حمید مجید و عزیز الحکیم
صفا بخش افلاک شمس و قمر	ضیا بخش نور جبین سحر
خداوند و علام و دانائے غیب	مبرا ز نقص و معرا ز عیب

پھر ایسے خداوند اور خالق حقیقی کی بندگی چھوڑ کر اُسکے بندے یعنے لقا کو پرستش کرنا زیبا نہین اس خارستان فسق و فجور سے نکل کر گلشن ہدایت کی سیر کرو لقا اور افراسیاب چند روز مین ڈالے جائینگے یہ خیال بیجا ہی کہ لقا بچالیگا الغرض عمرو نے ایسا کچھ وحدانیت پروردگار مین بیان کیا اور اپنی شوکت از راہ عیاری دکھائی اور عظمت اپنی منڈھی استاد کرکے جتائی کہ بہار کے آئینہ دل سے زنگ کفر دور ہوا قلب کو سرور ہوا اور گانے بہی عمرو کے فریفتہ تھی دوڑ کر قدم پر عمرو کے سر رکھدیا اور عرض کیا کہ مین ایک کنیز ناچیز آپکی ہون عمرو نے سر اوسکا سینے سے لگایا اور کہا ای ملکہ از راہ عیاری جس طرح مین تمکو باجی کہتا تھا اب بھی تم میری بہن ہو انشاء اللہ دیکھنا کہ اس طلسم مین کیا تمہارا رتبہ ہوتا ہی بہار نے عرض کیا کہ مین بھی کوئی قصور جانبازی اور سرفروشی مین نہ کرونگی الحاصل یہ عہد و میثاق باہم کرکے ملکہ بہار منڈھی کے باہر نکلی اور افسران فوج سے کہا کہ مین نے اطاعت عمرو اختیار کی تم لوگ اگر میری نوکری کرو بہتر اور اگر تمھین اطاعت عمرو نہ منظور ہو تو جدھر جی چاہے چلے جاؤ غرضکہ کل فوج نے اقرار اطاعت کیا اور بہار نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ لشکر مہرخ جو دیوانہ ہو رہا تھا اور شعر عاشقانہ ہر شخص پڑھتا تھا وہ موقوف ہوا اور سب ہوش مین آئے گجرے پھولون کے جو بندھے تھے وہ مرجھا کر ہاتھون سے کھل گئے اب ساٹھ ہزار کا لشکر بہار کا تھا اُس مین سے جو پہلے قتل ہوا وہ مارا گیا باقی قریب پچاس ہزار ساحر کے مطیع الاسلام ہوے بہار جادو نذر لیکر چلی عمرو نے منڈھی اُکھاڑی اور روانہ ہوا بہار پاس مہرخ کے آئی اور مہ جبین کو نذر دی شہزادہ اسد سے

ملی مہرخ نے بہار کو گلے لگایا اور کہا تمہارے آنے سے ہمارے لشکر کو تقویت ہوئی مہ جبین
سب کو لے کر بارگاہ اور خیام شاہی جہان نصب تھے وہان آئی کیونکہ وہ مقام پانچ کوس لشکر
بہار سے تھا اب بہار اور نافرمان کے شریک ہونے سے لشکر بہار اور مہرخ ایک ہوگیا
وہ فاصلہ جاتا رہا لاکھ ڈیڑھ لاکھ فوج ساحران ملازم مہ جبین ہوئی غرضکہ جب سب افسر وغیرہ
اپنے اپنے مقام آئے عیش و عشرت مین مصروف ہوئے بہار آکر دربار مین کرسی جواہر آگین پہ
دربار مین مہ جبین کے بیٹھی ارباب نشاط حاضر ہونے لگے جام مے ارغوانی کا دور آغاز ہوا عیار
بھی لشکر مین آئے اور شریک بزم عیش ہوئے اُسوقت خبر طائران سحر نے آکر عرض کی کہ سپہ سالار ملکہ
سرخ مو مع لشکر داخل ہوا مہرخ نے لوگ بہر استقبال بھیجے لشکر کو اترنے کا حکم صادر فرمایا
شمشاد فیل پیکر پاس سرخ مو کے حاضر ہوا فرد اسباب و خزانہ کی جو ہمراہ لایا تھا پیش کر کے
اسباب و مال سپرد کیا الحاصل یہ سب بدلجمعی تمام عیش و آرام مین مشغول ہوے لیکن افراسیاب
کو آزردہ ہوکر ملکہ بہار کا چلے آنا بہت شاق گذرا تھا جب یہ بہار اجازت رزم لیکر بسبب کج بنی
حیرت کے روانہ ہوئی اور ایک دن کا عرصہ ہوا افراسیاب ازبسکہ عاشق ہی یہ بھی منغص ہوکر
طرف کوہ چینی کے چلا گیا جسدم کوہ چینی پہ پہونچا یہ بہار گلہاے زنگارنگ سے مثل گدستے
کے ہے اور ہزار در ہزار رنگ کے درخت گلدار اور رسیلہ دار لگے ہین جانور زمزمہ سرائی کرتے
ہین افراسیاب دل بہلانے لگا لیکن غنچہ و گل کو دیکھ کر اور زیادہ یاد اوس گل پیرہن یعنے
ملکہ بہار جادو کی آئی چند شعر پڑھے اور غم دل کو برطرف کرنا چاہا جب دل مضطر تسلی پذیر نہوا
اُسوقت ایک نامہ پر از اشتیاق و عذر و معذرت حال ماضی متضمن بشکر رنجی ملکہ حیرت تحریر
کیا جسکا مضمون یہ تھا کہ بیت از خون دل نوشتم نزدیک دوست نامہ ؛ انی رایت دہرا من ہجرک
القیامہ بلکہ سہ سواد دیدہ حل کردم نوشتم نامہ سوے تو کہ تا ہنگام خواندن چشم من افتد
بروے تو جہاندار کشور خوبروئی شہریار اقلیم نکوئی سلطانیہ ملک حسن و جمال خسرو ماہ طلعتان
شیرین مقال ضیا افروز چہرہ حور و پری نور افزای رخسار دلبری گلعذار سراپا بہا جان عشاق
ملکہ بہار سلامت چمن آرزو گلہاے مراد سے ذرات رنگین رہے ہر شاخ تمنا مین مثل لب
لعلین تمہارے کے تزئین رہے غنچہ راحت و آرام اُس باغ ہستی مین بشکل دہن صبح خندان
او شام کلفت بصورت چہرہ منفعل سر در گریبان اے جان جان تمہارے ناراض ہوکر
روانہ ہونے سے اپنا درد مفارقت سے یہ حال ہی کہ ابیات

دل من زدر دروئیت زچمن فراغ دارد
که چو سرو پائے بندست وچو لاله داغ دارد

سرما فرو نیاید بکمال ابروے کس
که درون گوشه گیران زجهان فراغ دارد

سزدار چو ابر بهمن که درین چمن بگیریم
طرب آشیان بلبل بنگر که زاغ دارد

من و شمع صبح گاهے سزدار بهم بگریم
که بسوختیم واز ما بت ما فراغ دارد

سرورش عشق دارد دل دردمند حافظ
که بخاطر تماشا نه هواے باغ دارد

حیرت کے کہنے کا بُرا نہ ماننا مجھے اپنا عاشق صادق جاننا اس مہم عظیم سے واپس آؤ عاشق کو شربت دیدار پلاؤ کسی اور ملازم کو بھیجا جائیگا کام حریفون کا وہ تمام کریگا تمھین مسند ناز زیبا ہی سینہ عاشق پر سونا اچھا ہی تم مبارز معرکہ شب زفاف ہو نہ میر دشت مصاف یہ قلمبند کرکے سحر پڑھا زمین شق ہوئی ایک پتلا پیدا ہوا اُسے نامہ دیکر حکم کیا کہ جہان بہار بیٹھی ہو وہین یہ نامہ پہونچا نا پتلا نامہ لیکر چلا یہان بہار مطیع ہو کر بارگاہ مہرخ مین جلوہ فرما ہی کہ پتلا آکر پہونچا اور نامہ دیا بہار نے پڑھکر جواب لکھا کہ فلک بارگاہ انجم سپاہ مشتری خصائل زہرہ شمائل برجیس شمیم عطارد رقم بہتر سے بہتر ساحران جہان کے افسر عالی جناب شہنشاہ **افراسیاب** سلامت غرض عشق سے فارغ البالی نصیب رہے اور چشم خوبان مین صورت زیبا تمھاری حبیب رہے نامہ محبت شمامہ کہ سراسر گلدستہ گلستان محبت اور نوبادۂ بوستان مودت تھا پہونچا عشق کجا اور عاشقی کا نام جہان سے اُٹھ گیا کسلیے کہ بیت چاہت کو میری آپ نہ دم دے کے پوچھیے ؛ اپنے ہی دل سے آپ قسم دیکے پوچھیے فی الحال اپنے ما فی الضمیر سے آگاہ کرتی ہون قطعہ

بدنامی سہین گے ہم تمھارے خاطر
رسوائی سہین گے ہم تمھارے خاطر

تم بھی جو کرو بات ہماری منظور
توکیون نکرینگے ہم تمھاری خاطر

آئینہ رخسار حیرت کے حیران رہو ہمسے ہاتھ اُٹھاؤ اگر دعوی عشق ہمارا ہی تو تحفہ طلسم لیکر مع قید شاہزادہ **بدیع الزمان** اور ملکہ **تصویر جادو** کے یہان آؤ اور اطاعت **عمرو** کی اختیار کرو کہ ہمنے اب بدل تابعداری **عمرو** کی اختیار کی ہی اور اپنی جان اُنکے قدمون پر نثار کی ہی نامہ تمام والسلام جواب پتلے کو حوالے کیا وہ لیکر کوہ جلینی پر آیا **افراسیاب** نے نامہ پڑھا اور ایک شعلہ آہ کا سینے سے نکالا کہ جسنے عقل و ہوش کو جلا دیا بیقرار و بیتاب ہو کر اسیوقت دستک دی کہ گھٹا بر روے ہوا آئی اور ابر آکر پہاڑ پر اُترا اسپر تین ساحر سوار تھے اُنھون نے **افراسیاب** کو مجرا کیا دیکھا کہ **افراسیاب** بکمال غمگین اور آزردہ ہی وہ ساحر دست لبستہ سامنے کھڑے ہے

افراسیاب نے حکم دیا کہ ای شدید جادو و ای قہر جادو و عذاب جادو تمھین چاہیے کہ بافوج بیکران یہان سے روانہ ہو اور ملکہ بہار مجھسے خفا ہو کر لشکر حریف سے ملگئی ہے اُسے جسطرح ہو سکے سمجھا کر میرے پاس لے آؤ اور اگر براہ آشتی نہ آئے تو زبردستی مقابلہ کر کے گرفتار کرنا اور مین تمھارے لیے قبر جمشید پر جا کر ایک تحفہ طلسم لاتا ہون بہار زبردست بہت ہے یون گرفتار نہوگی مین چادر جمشیدی بھیجونگا اور اسی لیئے قبر جمشید پر جاتا ہون لہذا تم روانہ ہو چادر پہونچنے کا انتظار کرنا وہ تینون ساحر کوہ چینی کے متصل جو ملک واقع ہین وہین کے حاکم ہین بموجب حکم افراسیاب اپنی جای حکومت پر آئے اور ستر ستر ہزار کا لشکر تیار کر کے روانہ ہوے کہ نظم

حرامی لعینان مردار خوار — زمرد پرستان ہمہ نابکار
بمیدان برفتند از ہر طرف — چو افواج دجال بستند صف
صداہا برون آمد از طبل جنگ — درنگا درنگ و درنگا درنگ
بود شور طبل و چنان کرنا — تو گوئی بجنبید کوہ از جاے

القصہ بعد کوچ و مقام شام و پگاہ متصل لشکر مہرخ پہونچے خیام لشکریان نصب ہوے اردوی معلے کا نقشہ درست ہوا لشکر اترا شدید داخل خیمہ ہوا آمد فوج کی خبر طائران سحر نے جا کر مہرخ اور مہ جبین سے عرض کی مہرخ نے افسران فوج کو بلا کر حفاظت کی تاکید کی لشکری ہوشیار ہوے سردار سالار ساحر سحر جگانے لگے کہ مبادا شدید غفلت دیکر ضرر پہونچائی اور فوج پر چڑھ آئے باجے پلٹنون اور رسالون مین بجنے لگے ہتھیار صیقل ہوتے تھے مگر افراسیاب کوہ چینی سے باغ سیب مین آیا سب نے تعظیم کی لیکن افراسیاب کے تیور پر بل پڑا ہوا کمال آزردہ آکر تخت پر بیٹھا حیرت نے کہا ای شہنشاہ مزاج ہمایون کیسا ہے افراسیاب نے بغصہ جواب دیا کہ ای حیرت تمھاری کج بختی نے آخر یہ نوبت پہونچائی کہ ملکہ بہار جادو جا کر شریک عمرو کے ہوئی حیرت نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ اُس چھوکری کو بڑا غرور ہو گیا تھا اپنا ثانی دوسرے کو نہ جانتی تھی تیور اُسکے پہلے ہی سے بدتھے میرے سامنے مہرخ کی تعریف کرتی تھی شہنشاہ کو اسکا ملال نچاہیے بہت جان نثار ایسے ہین کہ آن واحد مین اُسے گرفتار کر کے حاضر حضور کرینگے افراسیاب نے کہا یہ فقط کہنے کی باتین ہین لاکھون روپے صرف کر کے مہرخ اور نافرمان اور بہار وغیرہ کو پرورش کیا سحر سکھلایا اب یکایک کیونکر ان سبکو قتل کر ڈالون اور مین اب تک یہی چاہتا ہون کہ ان سب کو راہ راست پر لاؤن لہذا مین جاتا ہون قبر جمشید پر وہان سے چادر لاؤنگا اب تم گنبد نور پر جاؤ

مجھے تمھارا رہنا نہین منظور اور انسان تالیف قلوب کر کے اپنی فوج کے سردارون کا دل بڑھاتا ہے یا بُرا بھلا کہکر دشمن بناتا ہی یہ کہکر طرف قبر جمشید کے روانہ ہوا اور حیرت رنجیدہ ہوکر طرف گنبد نور کے آئی مگر یہان شدید اور قہر وغیرہ نے کئی نامے پے در پے پاس بہار جادو کے بھیجے اِس مین مضمون فہمایش اور پند و نصیحت کے تھے کہ اَی ملکہ اب بھی کچھ نہین گیا ہی مالک سے سرکشی کرنا اچھا نہین چلی آؤ نمکحرامون کا ساتھ نہ دو دین جمشید و سامری نہ برباد کرو بہار نے ہر بار جواب سخت دیا دن بھر سوال و جواب تقریر یہی جاری رہی یہان تک کہ وہ دن گذرا اور ساحر شب نے ہوم کرنے کے لئے دانہائے انجم کو بدلے رائی سرسون کے ظلمت کی جھولی سے نکالا اور ہندوی زحل فلک پر آسن مار کر بیٹھا اور سحر اپنا جگانے لگا سلطان فلک چہارم سے مقابلہ ٹھہر گیا کہ **ابیات**

فروزان چو شد شمع پر نور ماہ　　منور شد این اطلسی بارگاہ
برآمد پئے گشت بہرام چرخ　　نہ برداشت از فتنہ یک گام چرخ
سواد زحل ہمسر تیرہ دلان　　چو سرمہ گلوگیر شد در جہان

شدید اور قہر وغیرہ نے مشورہ کیا کہ شہنشاہ کے اگر چادر جمشید لانیکا راستہ دیکھین گے تو ساری طلسم مین نامرد کہلائین گے اُس بہار کی حقیقت کیا ہی طبل جنگ بجوا کر اُسے گرفتار کر لو جب تک چادر آئے تم اپنا کام کر رکھو کہ باعث ناموری ہی یہ صلاح ٹھہرا کر حکم طبل رزم کے بجنے کا دیا ساحرون نے نقارہ رزمی بجایا کہ **نظم**

برآمد ز نقارہ اش این صدا　　کہ آمد محل قضائے شما
بہ دوزخ بود جائے کافر مدام　　بحق محمدؐ علیہ السلام

مہرخ کو خبر طائرون نے سحر کے طبل رزمی بجنے کی دی ادھر بھی دہل زنی ہوئی اور نفیر سحر بجی فوج کے افسر سامان حرب کرنے لگے چار پہر رات تیاری رہی بنگالی باجے بجائے پوئین تانی گئین اور بیرون کو بھینٹ دیکر قابو مین کیا جوگیان بلائین موہن بھوگ ہر ایک کو لگایا بھوگ دیکر وعدہ لیا ایک دوسرے نے حریفون کے نام پر منتر کی جاپ کی جوت کا پٹیان اُڑایا مال کی گیلی مٹی پر ناریل ناری کے ساگ مین لپیٹ کر دیا جلایا کالا بھجنگا اور کلہڑی اور نیل کنٹھ کے خون سے جوت اُڑا اگیار کی تیز کی مسان کی مٹی تیلی کے مردے کی راکھ مرگھٹ کے ٹھیکڑے مردون کی ہڈیان جمع کر کے دستک پر پڑھنت کی بنا رکھی ناریل اور ترنج و نارنج کی لاگ مقرر کی جے سامری و جمشید کی بول کر اگیاری بڑھائی رات بھر کی دھونی رما کر سو رہے ادھر بہادرون نے خنجر ہای آبدار کو تیز کیا سان دیگر سنگ چٹایا

تلواروں کی بارھ کو درا بنایا گھانڈوں کے وو دو انگل کے پیچھے چڑھوادئے باڑھ ہاتھ سے لپٹنے لگی شمشیر ہر ایک آئینہ عروس مرگ بن گئی لوہا ایسا صاف ہوا کہ ہر ایک عازم دشت مصاف ہوا رات بھر شجاعت کی باتین جوانمردی کی گھاتین رہین یہان تک کہ شعبدہ باز فلک نے حقۂ زرین کیسۂ مشرق سے نکال کر تماشا گاہ چرخ مین گردش دہ ہوا اور خنجر بیضاوی خورشید کو ترک فلک نے آسمان کی سان پر لگایا نظم

دگر روز کاین خسرو خاوری — بد اندر کفش ریزۂ سندروس
بر آمد باین چرخ نیلو فری — فروریخت بر صفحۂ آبنوس

شاہزادہ اسد نے صبحدم فریضہ نماز سحر ادا کیا ہر ایک ساحر کہ مطیع الاسلام ہو دل سے یاد خدا کرنے لگا بظاہر اُسی طرح اپنی حالت ساحری پر رہا یکایک وردی پلٹن کی بجی لشکر مین ترئی پھکی کمر بندی ہوئی افسر سوار ہوئے سوار و پیدل مرنے پر تیار ہوے ایک طرف تخت مہ جبین دلارام بزور سحر اُڑاتی ہوئی ظاہر ہوئی مہرخ اور نافرمان اور شکیل اور سرخمو اور بہار بڑے کروفر سے تخت پر اور طاؤس ہائے سحر پر سوار حاضر خدمت ملکہ مہ جبین ہوئین اور سب نے فراشی مجرا کیا قلب لشکر مین تخت شاہی کو رکھ لیا جوق جوق طوق طوق بیرق بیرق اور سنجق سنجق علم علم اور حشم حشم ساحران نامی باز و بط اژدر پر سوار وارد دشت مصاف ہوے ایک سمت سے شہزادۂ اسد فوج غیر ساحران لئے مرکب کوہ طفل کوہ سرین پر سوار ران پٹری کی لڑکٹ دکھاتا گھوڑا طرارے بھرتے ظاہر ہوا کہ ابیات

مشتری رایت و قمر منظر — سوے بالا چو دعوت مظلوم
آسمان گردش و زمین پیکر — سوے پستی چو رحمت داور

لشکر مہرخ کے آگے بعہدۂ سپہ سالاری اگر اسد ٹھہرا تھا کہ سامنے سے بجلیاں چمکنے لگین رعد کی طرح آواز ہیبت ناک پیدا ہوئی کالے کالے بادل جنگل سے اُمڈے فوج شدید اور علا اور قہر لیے ہوے مثل دریای مواج کے بڑے جوش و خروش سے آکر پہونچے ساحرون نے بجلیان گرائین درخت اور جھاڑیان جل گئین سامنے کی آ ڑمٹی پھر یا سمر برسایا گرد و غبار بیٹھا یا صف آراؤن نے صف آرائی کی چودہ صفین مثل سد سکندر کے جانبین سے آراستہ ہوئین نقیب شاہان ماضی کا حال پڑھکر ترغیب جنگ بہادرون کو دلانے لگے کرکیت ہر سمت پکارتے پھرتے تھے کہ بہادران نظم

باحوال جم جامے عبرت نکوست — نشانی نہ از کاسہ مغز اوست

سکندر کہ یک عمر آئینہ ساخت ز آئینۂ مرگ چون زنگ باخت
نظر کن درین طاق بازیچہ رنگ کہ بشکست چون فرق کسری بسنگ
کجا رفت خسرو چہ شد کیقباد نداری ز کاؤس و دارا بیاد
فریدون خداوند اکلیل و تخت ز دنیا بناچار بربست رخت
جگر خون شد از دہر افراسیاب کہ گشتی از و زہرۂ شیر آب
بخاک سیہ فرق رستم نگر کہ وز دیدے از گرز او کوہ سر
چو بیژن بچاہ بلا شد ہزار نماند آن یل بر زدے نامدار
جہان با کسی پایدارے نکرد بکس این جفا پیشہ یاری نکرد
مگر آن کہ نام شجاعان عصر بماند نکو تا بفردائے حشر
شجاعت خدا و رسل را پسند شجاعان دنیا بجنت رسند
کدام است کس آن یل ارجمند کہ آید بہ میدان تیغ و کمند
بود جلوہ نام جد و پدر بہ پیش شجاعان شود جلوہ گر

نقیبون کی صدا نے ہر ایک کو مرنے کی آرزو جتائی لڑنے کی ہوس بڑھائی قہر نے اژدر بڑھایا اور
میدان مین آیا آگ پتھر پر سا کر اپنی اولوالعزمی دکھا کر نہیب دی کہ ای فرقہ نمک حرامان آؤ میرے مقابلہ
[illegible]کر شمالی تمہین ابھی دی جاوے نافرمان نے اپنا جادوس اوڑایا اور تخت مہ جبین کے
سامنے آئی اجازت حرب چاہی مہ جبین نے خلعت دیا سپرد بخدا کیا نافرمان سامنے اوس
نافرمان کے آئی سحر چلنے لگا قہر نے ایک ناریل مارا کہ گولے کی طرح آگر ان پر نافرمان کے پڑا
[illegible]ور کر باہر نکل گیا یہ زخمی ہوئی اسوقت سرخ مو نے تخت بڑھایا اجازت لیکر سامنا قہر کا کیا قہر نے
[illegible]ے بھی مارا سرخ مو نے خالی دیکر اپنی کاکل کو پریشان کیا اور ایک ڈبیا یاقوت احمر کی نکالی
[illegible]ر اسکو کھول کر ستارے نکالے اور ہاتھ پر رکھ کر اڑا دیے کہ فلک کی جانب جا کر تابندہ ہوئے
[illegible]ور وہان سے تیر شہاب کے مانند ٹوٹ کر جو گرے قہر کو توڑ کر زمین مین چلے گئے شور قیامت کی
طرح صدائین آنے لگین سرخ مو کے ساحرون نے سحر پڑھکر پر قہر کے اپنے قابو مین کیئے ران جاک
[illegible]ر کے خون کے چھینٹے بھینٹ مین دیے وہ آفت متی عذاب جادو نے پھر مقابلہ کیا اس طرف
[illegible]ے شکیل نے اپنا اژدر نکالا عذاب نے ترسول کئی چلے گئے شکیل نے سب چوٹین
خالی دین اور سحر پڑھکر تلوار کا وار کیا کہ وہ تیغہ سحر برق بنکر جو گرا اُسکے خرمن ہستی کو جلا دیا اسوقت

شدید بغضب شدید میدان مین آیا اور ایک سانپ جھولی سے نکال کر میدان مین پھینکا اُس سانپ نے شکیل کو کاٹا ہر چند اُسنے رد سحر کیا کچھ نہوا بیہوش ہو گرا مہرخ نے اُٹھوا منگایا اور ساحر جھاڑنے کے مقرر کیے کہ مرنہ جاے اُسوقت سرخ مو پھر مقابلے کو نکلی سانپ نے اُسے بھی گھیرا اُسنے ایک طاوس کاغذ کا کتر کر سحر کر کے اُڑایا کہ وہ طاؤس اُڑتا ہوا آیا اور سانپ کو منقار مین داب کر لے گیا دونون لشکرون سے واہ واہ ہوئی کہ شدید کو غصہ آیا اور کمان مین تیر لگا کر سحر پڑھکر مارا سرخ مو نے دستک دی چالیس سپرین آپ سے آپ سامنے آ رہو گئین مگر تیر شدید کا سب سپرون کو توڑ کر سرخ مو کے شانے پر لگا کہ یہ بھی زخمی ہوئی اور میدان سے ہٹ گئی اس وقت شدید نے للکارا کہ ای بہار مین تیرے گرفتار کرنے کو آیا ہون تو آکر مقابل ہو کہانتک چھپے گی بہار تخت پر بازیب و زینت جلوہ گر تھی اور کئی سو خواص دُر در گوش مرصع پوش سامنے پھولون کی ڈالیان لیے کھڑی تھی گلدستے سامنے چنے تھے کہ شدید کا پکارنا سُنا فوراً تخت آگے بڑھایا اور ایک گلدستہ اُٹھا کر جنگل کی طرف مارا کہ پہاڑون کی جانب سے ایک ظلمت مثل شب دیجور پیدا ہوئی اور تاریکی تمام عالم مین چھا گئی اُسوقت بہار نے مقابا کھولکر اپنی پیشانی پر افشان اور چاند بھی لگائی اُسوقت اس تاریکی مین ایک چاند اور ستارے چھٹکے ہوئے دکھائی دینے لگے اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ چاندنی رات ہی دن نہ ظاہر ہوتا تھا شدید تسکین دیسحر پڑھکر دینے لگا کہ بہار نے دوسرا گلدستہ مارا اور پکاری کہ ای بہار آ و جھونکے ہواے سرد کے آنے لگے اور لشکر شدید کے ساحر تالیان بجانے لگے کہ بہار نے تیسرا گلدستہ مارا ہزارہا عورت نازنین مہ جبین ہاتھون مین ساز اور باجے لیے پیدا ہوئین اور وہ عورتین بعضی ترکن اور بعض فرنگن اور ہند اور مائدار سب ملک کی اور ہر ایک قوم کی تھین اور سب مہ پارہ غیرت دہ مہر و ماہ تھین بس انھون نے ساز اپنے اپنے نہایت خوش آہنگی سے بجاے کہ لشکر حریف ان زہرہ وشون پر عاشق ہوا کہ بہار نے چوتھا گلدستہ مارا کہ آنکھین اہل لشکر کی بند ہوئین اور موسم بہار کا ظاہر ہوا عجب لطف تھا کہ شب ماہ مین پھولون کی بھینی بھینی خوشبو آتی تھی اور باغ و چمنستان دور تک دکھائی دیتے تھے نسیم مشک بار ہر مینا ے شجر سے سر ٹکراتی تھی غنچے چٹکر جماہی لیتے تھے کہ بقول شاعر نظم

بساط خاک سے خوش کیون نہو فراج ہوا　　کہ رو کش پر طوطی ہی سطحہ غبرا
نسیم ہو رہی ہی صدقے ہر خیابان پر　　گلون سے بھرتی ہی دامن کو اپنے باد صبا
زبسکہ محو تماشاے لالہ و گل ہے　　نہین جھپکتی ذرا چشم نرگس شہلا

شگوفہ یون نظر آتے ہین باغ مین ہرجا ہر ایک شاخ پہ گویا کہ ہین ید بیضا
کسی کے نرگس مخمور سے جھکے ہین یہ جو سر جھکائے ہی ہر گل بدوش باد صبا
صبا یہ آکی برس اسقدر ہی رنگ نشاط کہ ہاتھ ہوتے ہین رنگین چھوے سے برگ حنا
کسی کے روے عرقناک کے تجسس مین چمن مین قطرون سے شبنم کے گل ہین آبلہ پا
ہر ایک گل یہ کرے تا نثار گوہر اشک اسی امید پہ کہسار سے اٹھی ہے گھٹا
چمن مین دیکھ کے گل نخل باور ہر سو یہ کہہ رہی ہے اٹھا کر چنار دست دعا
مین نے ثمر ہون مجھے بھی ثمر عطا کیجو الہی حرمت فصل بہار کا صدقا

بہار تخت سے اتر کر درمیان چمنستان کے چلی گئی اور وہ زنان پری پیکر جو صحرا سے آئی تھین وہ بھی داخل باغ ہوئین شدید اور سب اہل لشکر گلشن کے اندر جب جانے لگے دیکھا کہ سامنے سے بہار ظاہر ہوئی اور اسوقت اُسکے حسن وجمال کی یہ کیفیت تھی کہ اگر حور بھی دیکھتی تو اُسکی کنیز ہو جاتی نظم

ماہ سے کب جبین مقابل ہے نقص داغ اسمین ہے یہ کامل ہے
رشک خورشید تھی وہ پیشانی چاند سے تھی دوچند نورانی
وصف ابرو مین کیا کرون تحریر تھی دعاے ہلال کی تفسیر
کیا ہو تعریف چشم ہون حیران صاد کہتے تھے قاری قران
روشنئ قلوب تھین آنکھین چشم بد دور خوب تھین آنکھین
غنچۂ بینی و گل رخسار چمنستان عیش کے تھے بہار

بہار کو دیکھتے ہی شدید شیفتہ ہوا لیکن بہار نے ایک خواص کو اشارہ کیا کہ وہ نشتر لہو طشت لیکر آئی اور پکاری کہ ای فریفتگان جمال عدیم المثال ملکہ بہار مہر تمثال تھوڑا خون اپنے جسم کا نذر اُس سفاکہ کی کرو یہ نشتر اور طشت حاضر ہے اُسکی رسید دو یہ صدا سنکر ساحران لشکر شدید دوڑے اور ایک دوسرے پر سبقت آنے مین کرنے لگا جو پاس اُس کنیز کے آیا اُسنے ہاتھ کی فصد کھولدی طشت ہاتھ کے نیچے رکھدیا کہ خون اُس مین گرنے لگا اور وہ بیہوش ہوگیا پھر دوسرا آیا اسنے بھی رگ جان پر نشتر کھایا اور یہ کہتا ہوا بیہوش ہوا کہ بیت

مرا کشتی و تکبیرے نگفتے عجب سنگین دلے اللہ اکبر

اب طرفہ ہنگامہ بیدادگری گرم تھا اور لاش پر لاش گر رہی تھی ایک دوسرے پر پیش قدمی نشتر کھانے مین کرتا تھا اس اثناے مین بہار دوسری کنیز سے اپنی اشارہ کیا کہ شدید کو

طلب کرے کنیز نے بہ آواز بلند کہا کہ ای شدید ملکہ عالم تمھین طلب فرماتی ہین جلد آؤ شدید
طرف بہار کے کنیز کی ہمراہ لشکر چلا اور بہار اُسے آتے دیکھکر وہان سے پھری اور اُس گلشن
سحر مین دور جاکر ٹھہری شدید پیچھے پیچھے ہمت تمام قریب آیا دیکھا کہ بہار چھڑی
ہاتھ مین لئے گلگشت کر رہی ہے جوڑا ترچھا بندھا ہے آنچل پلو کا دوپٹا سینے سے ڈھلکا ہوا ہے
پائنچے کلائی پر پڑے ہین برابر زانون کے سلوٹین پڑی ہین گہنا پھولون کا پہنے سیر مین چمنستان
کے مصروف ہے جیسے پہلے تھا اُس سے اسوقت سو حصے زیادہ ہے شدید دست بستہ سامنے
کھڑا ہوا بہار نے ایک چھڑی ماری اور کہا اسی منھ پر دعوی عشق کا رکھتا ہے کہ حیرت نے
سر دربار مجھے گالیان دین برا بھلا کہا اور تو نے کچھ اسکا معاوضہ نہ کیا شدید نے کہا اے راحت
جان مجھے کب یہ کیفیت معلوم تھی بہار نے دو تین چھڑیان اور لگائین اور کہا حرامزادے
تو نے اب جو یہ ماجرا سُنا تو کیا کیا کچھ بھی تجھے میرا پاس ہوا اُسنے عرض کیا کہ اگر آپ حکم دین تو
حیرت کو جوتیان لگاتا سامنے لاؤن بہار نے چھڑی سے اُسے خوب پیٹا کہ مسخرے ہم حکم
دین جب تو بدلا لے تجھے آپ سے کچھ ہماری محبت نہین شدید نے چھڑیان سحر کی جو کھائین
بیخود ہو گیا اور باقی حواس بھی جاتے رہے اور کہا اے ملکہ مین ابھی اُس غیبانی حیرت کو جھونٹے
پکڑ کے لاتا ہون بہار نے کہا تیری بات کا اعتبار نہین بُلا اپنے افسران لشکر کو اپنے
افسرون کو طلب کیا اسوقت بہار نے اس کنیز کو جو فصد کھولتی تھی منع کیا اور
سب سردار پاس آئے اُسنے کہا تم سب کو اطلاع دیتی ہون اور رشتہ اقرار تمھارے ہاتھ
مین باندھتی ہون کہ حیرت نے مجھے گالیان دی ہین جو اُسے جا کر بذلت تمام قتل کرے وہ میرے
وصل سے شادکام ہو یہ کہکر ایک ایک گجرا پھولون کا کنیزون سے سب کے ہاتھ مین بندھوا
دیا اور شدید کے ہاتھ مین خود گجرا باندھا بس شدید اور کل لشکر پیادہ پا شعر عاشقانہ
پڑھتے روانہ ہوے اور ہزارون نشتر لگا کر راہی ملک عدم ہوے تھے غرض کل فوج خیمہ خرگاہ
مال اسباب چھوڑ کر طرف گنبد نور کے چلے جب یہ جا چکے بہار نے پیشانی سے افشان چھڑائی
اور سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ عالم بہار اور شب ماہ کی کیفیت سب برطرف ہوئی آفتاب
نکل آیا لشکر مہرخ مین نقارے فتح کے بجے اور مال و اسباب لشکر شدید اپنے قبضے مین
مہرخ نے کیا بہار جادو کے سر پر زر نثار کرتی ہوئی اور تعریف کرتی مہ جبین پھر کر بارگاہ
مین داخل ہوئی اور خلعت گرانبہا عنایت کیا لشکر نے کمر کھولی سامان جشن کیا تھاپ طبلے پر پڑی

ناچ ہونے لگا کہ ہیت ہوئی گانے والون کی ایک دہوم دہام ہا تماشایون کا ہجوم اژدحام
یہان تو یہ سامان عشرت برپا ہی لیکن شدید دیوانہ روے بہار بصد اضطرار زبون فرار
دریاے خون رو ان کے پار اُتر کر قریب گنبد نور پہونچا اور وہین سے گالیان حیرت
کو دینے لگا کہ پکڑ لاؤ اُس قحبہ فاحشہ حرامزادی مردار حیرت نابکار کو اُسنے میری معشوقہ کو
گالیان دی ہین اور شہر ناپرسان مین آکر لوٹ شروع کر دی جو ساحر ملا اُسے ہلاک کیا
واویلا فریاد والغیاث کا شور تمام شہر مین برپا ہوا حیرت گنبد نور پر تھی جب یہ ہنگامہ اُسنے
سُنا ساحرون سے کہا دیکھو یہ کیا ماجرا ہی ساحر گئے اور خبر لائے حیرت نے بارہ ہزار ناقوس نواز
جو اُس گنبد کے درجہ پائین مین رہتے ہین اور سابق مین ذکر اسکا ہوا تھا اُنسے حکم دیا *
کہ اِن سب کو روکو وہ ساحر چلے اور شدید کی فوج سے لڑنے لگے سحر جانبین سے ہونے لگا
ناقوس نواز بسکہ زبردست ہین انھون نے ہزارون کو قتل کیا لیکن شدید لڑتا ہوا قریب
گنبد نور پہونچا اور اوپر چڑھنے لگا مگر وہ گنبد طلسمی سحر بند ہی شدید سے چڑھا نہ گیا گر پڑا پھر
اُٹھکر چاہا چڑھ جاؤن پھر گرا اسکی تو یہ کیفیت ہی اور اور لڑائی زیر گنبد ہو رہی ہی مگر حال افراسیاب
سُنیے کہ ظلمات مین گیا اور وہان سے بیابان ہستی مین پہونچا اور اس جگہ سے دریاے آتشین
طلسم کو طی کیا اور قبر جمشید کے قریب پہونچا حال ان مقامات مذکور کا آگے بتصریح وار بیان
ہوگا انشا اللہ فی الجملہ اس جگہ لاکھون ساحر بہیبت مہیب قیام پذیر تھے اور ایک عمارت معلق
پردے ہوا تعمیر تھی اور اوس قصر مین جھولے پڑے تھے سات کنیزین جمشید کی اونپر جھول
رہی تھین افراسیاب اُڑکر قریب اُس عمارت کے پہونچا دیکھا سارا مکان جواہر کا بنا ہے
ہزارہا گھنٹہ ٹنگا ہے گنبد بنے ہین یہان جو ساحر رہتے ہین بلائے بے درمان اور آفت گزند
ہین افراسیاب کے جانے سے گھنٹے بجنے لگے اور غلغلہ ہوا کنیزان جمشید جھولے سے
اوتر آئین افراسیاب نے ایک پانؤن سے کھڑے ہو کر جمشید کی پوجا کی اور پانون
کی پوٹی کاٹ کر گنبد پر اوس مکان کے چڑھائی اندر مکان کے جانے کی اجازت ملی اندر جب
آیا ساتون لونڈیون نے سلام کیا اور کہا ای شہنشاہ ساحران آج کدھر آنے افراسیاب
نے کہا قبر خداوند جمشید پر جاتا ہون کنیزون نے کہا ابھی قبر خداوند بہت دور ہے بیابان
سروستان جب طی کرے اور تحت الشعاع کی روشنی پر چلے اسوقت حجرہ ہفت بلا تک پہونچے
پھر اسکے آگے جب چلے تو قبر خداوند پر پہونچے لیکن اسی جگہ سے قبر کی سرحد ہی اور جبہ تحفہ طلسم

یہان بھی ہین تو کس لیے قبر خداوند پر چلا ہی افراسیاب نے کہا چادر جمشیدی مجھے دو کہ مخالفون نے گھیرا ہی جس کی مذمت خداوند سامری و جمشید کتاب سامری نامے مین لکھ گئے ہین یعنی عمرو کی وہ طلسم مین آیا ہی ہزارون ساحر بندگان جمشید قتل ہو چکے ہین طلسم مین غدر ہو رہا ہی کنیزان جمشید نے کہا چادر جمشید موجود ہی لیجا تو بادشاہ طلسم ہی تجھے اختیار ہی جو جی چاہے وہ کر ہان انگشتر جمشیدی اور مالا وغیرہ نہین ہی اور کچھ چیزین خداوند کی طلسم نور افشان مین ہین کہ وہان کا بادشاہ تیرا پشت کوکب روشنضمیر ہے کہ دریاے ہفت رنگ کے اوپر ہمیشہ تجھ سے اور اُس سے جھگڑا رہتا ہی افسوس تو نے سارا ملک اپنا برباد کیا اور اب تحفہ جات طلسم پر نیت لگائی ہی خداوند جمشید فرما گئے ہین کہ آخر بادشاہ اس طلسم کا بہت نالایق ہوگا کہ اس سے بند و بست کچھ طلسم کا نہوگا سارے تحفے اور عجائبات غارت ہون گے اور ہماری بھی قضا اب قریب ہی تو ایک دن ہمکو بھی لیجا کر لڑوائے گا تو وہ ہی آخر بادشاہ ہی کہ جسکی خبر خداوند دے گئے ہین جا کر وہ صندوق جو سامنے رکھا ہی اُس مین چادر جمشیدی ہی لے یہ کہکر کلید ایک کنیز نے سامنے پھینکدی مگر افراسیاب یہ باتین ان کنیزون کی سُنکر رونے لگا اور کہا اب آپ فرمائین تو مین چادر نہ لے جاؤن اور مین نے ہر چند چاہا کہ مہرخ وغیرہ سے مقابلہ نکرون اور اب تک یہی انجام سوچکر طرح دیتا ہون اور چاہتا ہون کہ وہ لوگ مُنحرف راہ راست پر آئین اُسی لیے چادر لینے آیا ہون کہ سب کو گرفتار کر کے سزا دے کر پھر بدستور انھین سرفراز کرون کنیزون نے کہا یہ سب کچھ انتظام کرتا ہی لیکن صرصر شمشیرزن عیارنجی کو واسطے مقابلے عیارون کے کیون نہ بھیجا کہ جو ساحر تیری طرف سے لڑنے جاتا اُسکی وہ حفاظت کرتی اور یہ مکاری عیارون عمرو وغیرہ کی پیش نہ جاتی افراسیاب نے کہا سچ کہتی ہو اب یہان سے جا کر عیارنجیون کو بھیجون گا یہ کہکر کنجی لیکر صندوق کے پاس آیا اور اُسے کھولا ایک شعلہ آتش اُسمین سے نکلا کہ جسم پر افراسیاب کے سوزش اسکی پہونچی افراسیاب نے فصد اپنی کھول کر خون اپنا بھینٹ مین دیا وہ شعلہ آتش فرو ہوا اُس مین سے ایک چادر ریشمی جواہر دوز خاک قبر جمشید سے بھری ہوئی نکلی تاثیر اوسکی یہ ہی کہ اگر افراسیاب بھی سحر کرے تو صاحب چادر پر تاثیر نہ ہو اور اگر لشکر مخالف پر اُس چادر کو ہلائے ہوا سے اُسکی کیسی ہی زبردست ساحرون کا لشکر ہو مگر بیہوش ہو جائے گا افراسیاب اوس چادر کو لے کر پھرا اور بزور سحر پرواز کنان طلسم باطن مین پہونچکر باغ سیب مین ٹھہرا اور سحر کی دستک دی کہ ایک ساحر نامی

گرامی کہ جسکا سارا جسم مثل آتش کے دمکتا تھا زمین کے اندر سے نکل کر سامنے افراسیاب کے آیا
اور سلام کیا افراسیاب نے اُسے دیکھ کر حکم دیا کہ اے روتاس جادو یہ چادر جمشید لیجا اور
ملکہ بہار اور مہرخ وغیرہ کو گرفتار کر لاؤ سوائے تمھارے کون لائق اُس چادر کے دینے کا تھا
تم بھی معززان طلسم سے ہو روتاس نے عرض کیا کہ یہ شہنشاہ کی عنایت ہی جو مجھے ایسا جانتے
ہین ورنہ مین بھی ایک بندہ سامری ہون اور حضور کی رعیت اور نوکر غرض روتاس نے
فخر یہ چادر کو لیکر اپنے پاس رکھا اور عرض کیا کہ اکیلا جاؤن یا کچھ فوج بھی ہمراہ لون افراسیاب
نے کہا فوج پہلے مین شدید اور قہر وغیرہ کے ساتھ بھیج چکا ہون تم بھی از راہ احتیاط بارہ
ہزار ساحر لے لو اور فی الفور روانہ ہو مین گنبد نور پر جاتا ہون وہین گرفتار کر کے
سب کو لانا کہ وہ مقام فی الجملہ اور مقامات سے نزدیک بھی ہی اور ایسا بلند ہی کہ مین بھی
تماشا تمھاری جنگ کا وہان سے دیکھون گا یہ کہکر خود سوار ہو کر افراسیاب گنبد نور کی
طرف چلا اور روتاس نے اپنی جگہ پر آ کر بارہ ہزار ساحر ہمراہ لیے اور خیمہ خرگاہ بار کرایا
نقارہ کوچ کا بجایا خود ہنس پر سوار ہوا اور چلا نظم

بجنبش در آمد از ایشان زمین	بمیدان کشیدہ عنان ہر کین
ہژبران جنگی بآئین جنگ	کشیدند بر مرکبان تنگ تنگ
زیک بر یک سو بسو در شتاب	نہ در دل سکونت نہ در دیدہ خواب

اب یہ تو اسی طرف چلا لیکن افراسیاب جو گنبد نور کی طرف آیا دیکھا تمام نا پرسان
قتل ہو رہا ہی اک غلغلہ داد بیداد بلند ہی شدید گنبد پر جانے کا قصد رکھتا ہی یہ ماجرا دیکھ کر
سمجھا کہ سحر مین بہار کے گرفتار ہی بس غصہ ناک ہو کر چاہا کہ ایک ایسا سحر کرون کہ جو حال شدید
کا وہی کیفیت بہار کی ہو جائے اور شدید ہوشیار ہو سحر اُلٹا پلٹ جائے مگر خیال کیا
کہ بہار اس سحر کے پھیرنے سے مر جائے گی اور اگر جیتی بھی رہی تو کمال آزردہ اور خفا ہو جائیگی
مراد دلی تیری بر نہ آئیگی معشوقہ کو ناراض کرنا اور ضرر پہنچانا اچھا نہین کہ ؎ گو کہ ساقی مین
نہین آج مروت باقی ؛ خیر زندہ ہین اگر یار و صحبت باقی ؛ یہ سوچ کر ایک تیغ اوٹھا کر تخت
سے شدید کے مارا کہ سینے کے پار ہو گیا غلغلہ اسکے مرنے کا برپا ہوا پھر افراسیاب
اپنے ہاتھون کو ہلایا برقین دسون انگلیون سے چمک کر گرین اور ہمراہیان شدید کے
خرمن ہستی کو جلا کر خاک کر دیا بڑی دیر تک غل شور رہا جب وہ ہنگامہ برطرف ہوا افراسیاب

گنبد پر آیا حیرت نے تعظیم کی افراسیاب نے کہا اے حیرت یہ تمھاری بھینانی بہار کا سحر تھا کہ شدید آپ مین نہ تھا یہ تمھاری ذات سے اتنا بڑا لشکر میرا ہلاک ہوا حیرت نے عرض کیا اے شہنشاہ مجھے رخصت فرمائیے کہ جاکر اُس چھوکری کو سزا دون افراسیاب جواب دہ ہوا کہ مہرخ نے مجھسے مخالفت کی اسکی گرفتاری کی تدبیر مین خود کرونگا لیکن تمھین اپنی بہن کے مقدمے مین اختیار ہے وہ اور تم برابر ہو جاؤ لیکن چادر جمشید دیکر مین نے رقّاس کو بھیجا ہے وہ گرفتار کر لائیگا اگر اس سے گرفتار نہو سکیگی تو تم جانا یہ کہکر افراسیاب گنبد کے ایک کمرے کو کھلوا کر کہ جدھر دریاے خونروان ہے اور طلسم ظاہر و باطن دکھائی دیتا ہے تخت بچھوا کر بیٹھا چارون وزیر اور ارکان دولت خدمت مین حاضر تھے ناچ ہونے لگا حیرت جام شراب سے بھر کر دینے لگی اُسوقت افراسیاب نے ایک ساحر کو حکم دیا کہ ہماری پانچون عیار بچیون کو حاضر کرو وہ ساحر شہر نگارستان مین آصرصر شمشیر زن کی جاگیر مین یہ ملک بادشاہ طلسم نے دیا ہے اور وزیرزادی اُسکی صبا رفتار ہے اور باقی عیار بچیان یعنے شمیمہ نقب زن اور صنوبر کمند انداز اور تیز نگاہ خنجر زن مصاحب خاص صرصر ہین اور پانچون یہ کم سن اور ہم سن ہین اور ساتھ کھیل کر بڑی ہوئی ہین اور انکو سحر ساحری سے نفرت کلی ہے یہ سب سحر نہین جانتی ہین لیکن عیارہ ہے بدل الحاصل ساحر نے آکر حکم شہنشاہ سے مطلع کیا اسیوقت بانے عیاری کے جسم پر آراستہ کرکے سب حاضر خدمت افراسیاب ہوئین اور تسلیم کرکے روبرو کھڑی رہین شاہ نے حکم دیا کہ اے صرصر کچھ عیار مع عمرو کے طلسم مین آئے ہین اور سیکرون ساحرون کو قتل کر چکے ہین مین سمجھا تھا کہ سحر کے آگے عیاری نہ چلیگی مثل مشہور ہے کہ زور کے آگے ظلم نہین چلتا مگر عیارون نے آفت برپا کر دی ہے فی الجملہ مکار سے مکار ہی جیت سکتا ہے تمھین چاہیے کہ جاکر اُنسے مقابلہ کرو اور گرفتار کرکے حاضر حضور کرو اور ہر چند کہ تم سحر نہین جانتی ہو مگر سارے طلسم مین جہان جی چاہے ظاہر و باطن و ظلمات وغیرہ مین پھرنا کوئی تمھین مانع نہوگا صرصر یہ حکم پاکر مع چارون عیار بچیون کے شاہ کو مجرا کرکے رخصت ہوئی خلعت رخصت ہر ایک کو ملا یہ سب چلین اور جست و خیز کرتی ہوئین قبل پہونچنے لشکر رقّاس کے جو اس صحرا مین جو قریب لشکر مہرخ ہے پہونچین اور فکر عیاری کی کرنے لگین یہ جنگل تو عیارون کا رمنا ہے عمرو اور قران وغیرہ پھرا کرتے ہین اتفاقاً عمرو مع تین عیارون کے بارگاہ سے نکل کر واسطے بالادوی کے جنگل مین آیا تھا

کہ ایک سمت سے صدا زنگولہ عیاری کی سنائی دی سب عیار اُس صدا پر چلے اور آگے بڑھکر دیکھا کہ پانچ عورتین کم سن حسینہ و جمیلہ بانے عیاری کے جسم پر آراستہ کئے جوڑے ترچھے باندھے گاتیان دوپٹہ کی مارے پاچون مین گرہ لگائے پاؤن مین قطفورسے اوپہناوی پہنے گوپھنین بازو پہ باندھے کمندین سر سے لپیٹے پتھر کا توڑا اور کسوت عیاری لگائے تنچے اور خنجر بران ہاتھون مین لئے تیر و ترکش اور سپر سے درست زر و زیور سے آراستہ مانگ ہر ایک نکالے اپنے سامنے سے بھرکتی اوچھل کود اور جست و خیز کرتی چلی آتی ہین کہ ابیات

وہ چھیڑ چھاڑ ہم اس طرح کی گرما گرم　　کہ جنکی شوخیون سے دل کو ہو سرور بہت
کبھی جو انگلیون کی فندق انکی دیکھ وہ　　بہار بیر بہوٹی کی طرح جائے سمٹ
ستادین ٹھوکرون سی سرزمین ایران کی　　ادا و ناز سے وہ روم و شام دیوین الٹ
ہزار کوس ولندر وہین کھسک جائے　　کبھی جو انکے دبے پاؤن کی سنے آہٹ

آگے سب کے تاج دلبری سر پر رکھے صرصر شمشیر زن اکڑتی اور بل کرتی کہ سینے پر دو قبا سرکش اپنی اکڑ اور مروڑ مین تھے دم رفتار دل کو عاشق کے پاؤن سے ملتی تھی آفت کے فیل ستم کے رہوار جلو مین اوس شاہ خوبان کے تھے غمزہ و ادا دامن ناز کو سنبھالے تھے اور بعد اسکے وزیرزادی اسکی بصد حسن و ناز سبزہ رنگ جبین بھوین آفت کا پرکالہ تھی اور اسکے برابر برابر اور تینون عیار بچیان شوخ و شنگ غارتگر جان نام و ننگ تھین کہ سرو کو وقت خرام چٹکیون مین اوڑاتی ہین گل کو رنگ نے لبری سکھاتی ہین نظم

تھین حسین ایسی وہ گل خندان　　اون پہ مرتے تھے مہوشان جہان
ان مین اک اک یہ خوبصورت تھی　　آگے اونکے پری کو خجالت تھی
شوخ و دیدہ کوئی کوئی چنچل　　چال مین اونکی سیکڑون چھلبل
چال مستانہ کوئی چلتی تھی　　کوئی پاؤن سے دلکو ملتی تھی
نکھرے جوڑون کے آن بان نئی　　وہ نیا جوبن اور شان نئی
عمدہ زیور لباس سب ملبوس　　خوب آراستہ مثال عروس
ناک مین کیسل کوئی پہنے تھی　　نتھ کسی کی تھی ایک موتی کی
سب کو بالا بتاتے تھے بالے　　طائر دل کے جال تھے جالے
نیلے ڈورے کسیکے زینت گوش　　انتیان لوٹین رہزن دل و ہوش

بجلیان پہنے کوئی ماہ جبین	جست کی بالیان کسی کی تھین
ایک گل رو کی ناک مین تھنکا	تن کے چنوائے حسن کم سن کا
طوق منت کا پہنے ایک پری	تھی کسی گل کے پاؤن مین بیڑی
نورتن تھے کسی کے بازو پر	پہنے ہیکل کوئی پری پیکر
اونچی چوٹی کسی کو دل سے پسند	بیندھیون کا کسی کے حسن دوچند
رخ پہ چھوڑے ہوئے کوئی پٹے	کوئی جوڑا ادا سے باندھے ہوئے
تھی دھوان دھار ایک کی مستی	قہر ڈھاتی تھی پان کی سرخی
انگرکھا تھا کسی کے زیب بدن	قتل کرتا تھا گوٹ کا جوبن
جست محرم غضب کچون کا ابھار	تنگ کرتی دکھا رہی تھی بہار
پستے تھے دل کسی کے مہندی پر	فندق پا پہ صدقے تھے گل تر

عمرو نے انھین دیکھ کر زنبیل عیاری بجائی قران زنبیل کی صدا سنکر جنگل مین جہان تھا دوڑ کر عیارون پاس آیا اور عیارچیون نے زنبیل کے بجتے ہی ہوشیار ہو کر خنجر نیام سے کھینچے اور نعرے کیئے اور اپنا اپنا نام لیکر حملہ کیا عیارون نے بھی نعرہ کیا اور اپنا اپنا نام لیا تاکہ آپس مین ایک کو ایک پہچان لے اور بروقت عیاری کرنے کے دھوکا نہ کھائے غرض عمرو نے بڑھکر صرصر کو روکا اور صبار رفتار نے آکر قران کو ٹوکا شمیمہ نے برق سے چشمک کی اور صنوبر نے جانسوز کو کج ادائی دکھائی تیز نگاہ سے اور ضرغام سے نظر بازی ہونے لگی اور سب عیارون نے انھین دیکھتے ہی تیر عشق کھایا اور ایک دوسرے کے تیر مژگان اور خنجر ابرو کا گھائل ہوا اور شعر عاشقانہ زبان پر لائے عمرو نے صرصر سے کہا کہ ای جان جہان بیت

اگر زلف سیاہت بر سر تاراج ایمان شد	بفکر رہزنی افتد سیاہی گر پریشان شد

صرصر نے ایک خنجر جھپٹ کر مارا اور جواب دیا کہ

منادی میکند امروز زنار سر زلفم	کہ بے ایمان بمیرد ہر کہ ایمان را نگہدارد

ادھر قران نے صبار رفتار سے کہا کہ ای یار دلنواز فرد

چو خنجر میزنی بر سینہ من	توئی در دل مبادا بر تو آید

صبار رفتار نے چمک کر خنجر مارا اور جواب دیا کہ بیت

سرنوشتے کہ خدا داد بہ تدبیر چہ سود	کس بناخن نکشاید گرہ پیشانی

ادھر برق نے شمیمہ سے مقابل ہو کر صدا دی کہ ع

ہزار سال پس از مرگ چون تو باز آئی — زخاک نعرہ برآید کہ مرحبا ای دوست

شمیمہ نے مسکرا کر ایک پنجہ مارا اور کہا **فرد**

دشمنے را ہچو خیمہ می خواہم مدام — سر بسنگ و تن بخاک ریسمان در گردنش

جانسوز نے ہنگام جدال صنوبر سے عرض کیا کہ بیت

عالمے کشتہ شد و چشم ترا ناز ہمان — صد قیامت شد و حسن تو آغاز ہنوز

صنوبر نے تیوری چڑھائی اور بناز و ادا لڑتی ہوئی جب قریب آئی جواب دہ ہوئی کہ ع

آفت صد دودمانم آتش صد خرمنم — سادہ لوحی بین کہ گوئی راحت جان منی

ضرغام جب تیز نگاہ سے لڑنے تو یہ شعر زبان پر لایا شعر

میتوان پرسید احوال اسیران گاہ گاہ — رسم یاری این چنین بود دست یاران واہ واہ

تیز نگاہ اسکے حال زار پر بہت ہنسی اور کہنے لگی ای نادان بیت

نغمہ افسانہ غمہای خود با من مگوی — سوختم از استماع این حکایت آہ آہ

القصہ بعد اس رمز و کنایے کے آپس مین خنجرون کی تھپکیان اور سپرون کی اوجھڑین چلنے لگین عیار بچیون نے حلقے کمند کے چودہ گانٹھ کے عیارون پر مارے کہ گردن اور کمر مین آکر لپٹے عیارون نے اتنا جلد شتاب ہو کر جست کی کہ جیسے عینک سے نگاہ نکلتی ہے کہ سب حلقے پانوَن کیطرف سے پھٹا ہو کر زمین مین گرے اور عیارون نے بلندی سے زمین تک اترتے اترتے نیچے مار عیار بچیان جست کر کے دس دس قدم پر جا گرین پانچ عیار اور پانچ عیار بچیون اپنی کود پھاند مین دو کوس کا میدان باندھا شانگین بھرنے لگے اور کبھی سمٹ کر گز بھر زمین کے گرد مین تھہ جاتے تھے کبھی بیضہ بیہوشی چلاتے تھے اور کبھی بھالا وے باہم دیتے تھے بچیون کی جھکائیان دیجاتی تھین خنجرون کی جھنکار بلند تھی عیار بانک کے پیچ باندھ کر عیار بچیون کی گود مین بیٹھ جاتے تھے اور بوسے لیتے تھے عیار بچیان اپنے تئین قریب پہونچا کر کاٹ کھاتی تھین دو گھنٹہ کامل آپس مین بلا ردو ورعایت جنگ حریفانہ رہی اوس وقت عیار بچیان جستین کر کے اور نعرے مار کے کہتی ہوئین کہ ای خانمان بربادان دیکھو تم ہم کسطرح تمھین ہلاک کرتے ہین ایک طرف چلی گئین اور عیار بھی ایک درہ کوہ مین ٹھہرے عمرو نے کہا کہ بھائیو مین تمھین چارون کو اطلاع دیتا ہون کہ صرصر میری معشوقہ دلنواز ہے اگر تم مین سے

کوئی اُسے مار ڈالے گا تو مین اوس سے بہت بری طرح پیش آونگا قران نے کہا صبا رفتار پر بندہ علی ہذا القیاس فریفتہ ہی اسکی بھی حفاظت سب عیارون کو روا ہی برق نے شمیمہ کا عشق بیان کیا اور جانسوز نے صنوبر کا حال الفت مذکور کیا ضرغام نے تیز نگاہ کی نسبت سے سفارش کی لہذا ہر ایک کو ہر ایک کے معشوق کی شناخت ہو گئی اور سب نے باہم عہد کیا کہ کسی کو کوئی قتل نہ کرے عمرو نے کہا اسوقت کہ جب طلسم فتح ہوگا اور عیار بچیان گرفتار ہونگی اور مطیع الاسلام ہونگی تو صاحبقران کو اُنکے قتل کرنیکا اختیار ہی فی الحال مناسب نہین کہ ہم انھین ہلاک کرین یہ باہم مشورہ اور پیمان کر کے حفاظت لشکر مین مصروف ہوے اور اُسیطرف عیار بچیان بھی جنگل مین ایک جگہ ٹھہرین اور صبا رفتار نے صرصر سے کہا کہ تیرا رنگ آج مجھے اور ہی کچھ نظر آتا ہی ہونٹھ چاٹتی ہی چہرے کا رنگ زرد ہی پانون کہین ڈالتی ہی پڑتا ہے کہین کاکل پریشان ہی جیسے کوئی دیوانہ ہوتا ہی یہ کیا ماجرا ہی صبا رفتار نے کہا واری مجھکو آپ کیا کہتی ہین مین از راہ ادب حضور کو کہہ نسکتی تھی اب جو حضور نے چھیڑا ہے تو الامر فوق الادب کسوت عیاری سے آئینہ نکال کر ذرا چہرۂ زیبا کو دیکھیے کہ صاف آثار عشق پیدا ہے آنکھون مین تری حواس مین ابتری ہی آپکی تو وہ مثل ہی کہ اپنی ہائی اور پر گنوائی صرصر نے کہا نوج خدا نکرے یہ تیری عادت ہی کہ جہان مردوے کو دیکھا اور پھسل پڑی تو دیوانی ہی کہ مجھپر یہ گمان کرتی ہی اور خیر اگر مین ایسا بھی کرون تو میرا عاشق آج عیاران عالم کا شہنشاہ ہی حمزہ صاحبقران کا وزیر اعظم کلید عقل اور نفس ناطقہ ہی تو کیا سمجھ کے ریجھی ہی اور میری برابری کرتی ہی صبا رفتار نے ہنسکر کہا کہ خفا نہوجئے تو مین عرض کرون مجھپر اگر نگاہ ڈالی ہی تو نظر کردہ مولانا و مقتدانا حضرت غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے جو جان بخش عمرو ہی اور اپنے ملک زنگبار کا بادشاہ ہی لیکن ان تینون چھوکریون نے کیا سمجھ کے اپنا حال غیر کیا ہی شمیمہ نے کہا کیا خوب اب جو شاہزادی سے بس نہ چلا تو اپنی خفت ہمپر مثائی تمھاری خجالت میری آنکھون پر ماشاء اللہ کیا ذہن کی تیزی ہی مانتی ہون آنکو اچھا صاحب یون ہی سہی پھر عاشق مین میرے تمنے بُرائی کیا تصور کی ہی ملک فرنگ کے ملکون مین ایک ملک کا بادشاہ شاگرد رشید عمرو ہی ہان جو کچھ کہو تو ان دونون کو کہو صنوبر نے خفا ہو کر کہا بی شمیمہ تم مین کیا بُری عادت ہی کہ اپنی بات اور پر ڈالتی ہو یہ تمھین ایسی اودماتی ہو میرا تو عاشق تم سب سے اچھا ہی مگر مین ذرا بھی حقیقت نہین جانتی بی صبا رفتار کی کہاوت کہ قران نظر کردہ اور بادشاہ زنگبار ہے

اُسکے فرزند نے مجھ سے محبت کی لیکن وہ پڑا جان دیا کرے مین کب سماعت کرتی ہون ایسے چودہ
ہزار مرتے ہین ہان بی تیز نگاہ کو جو کچھ کہو وہ بجا ہو یہ کلام تیز نگاہ نے سنکر کہا آئی گئی مجھپر ہوئی
بی ہوش مین آؤ اپنے دہی کو کوئی بھی کھٹا کہتا ہی کہو لہ مجھے تو ضرغام سے کچھ واسطہ نہین لیکن جو
وہ مجھپر جان دے تو جنکی تم سب نے تعریف کی ہی اُنسے سب سے افضل ہی اول تو نظر کردہ شکل
قران سٹے اور دوسرے وزیر طلسم کشا کا جو حاکم طلسم کا ہونے کو آیا ہی سچ پوچھو تو جو شخص ساکن
طلسم ہی وہ گویا اوسکی رعیت ہی صرصر نے یہ باتین سنکر ایک قہقہہ لگایا اور کہا مبارک ہو آج
سے ہم آپ کو تسلیم کرین گے تمہاری رعیت ہم بستے ہین خدا حضور کو سلامت رکھے کیون نہو
وہی مثل ہی کہ سیان بھئے کوتوال اب ڈر کاہے کا تیز نگاہ کو سب نے آڑے ہاتھون لیا اور
یہ شرمائی پسینے پسینے ہوگئی اور کہنے لگی واہ واہ تم سب نے مجھے دیوانی مقرر کیا ہی اے لوگو اب
آپ اپنے لوتھون کی تعریف کرو تو کچھ نہو بین مین نگوڑی ہیچ و قرف جو بول اُٹھی تو سب نے ہنسی کی
دل لگی مین اوڑانا شروع کیا اری بی بی ایک تو مجھ کمبخت کو سات پانچ نہین آتا یہ تمھین لوگ
چربانک ہو کہ آپ آپ اپنے مطلب کی کہہ جاؤ اور دوسرے کو بیٹھکے ہنسو صبا رفتار نے کہا
جروا تو جھاڑ کانٹا کیون ہوگئی اسمین جھینپنے کا اور خجلت کا کیا موقع تھا ہماری شہزادی نے
یہی کہا نہ کہ اب ہم تمھاری رعیت ہوے پھر میری جان اس مین چھپنا کیا تمنے آپ ایسی بات
کہی نہ آسمان پر تھوکو نہ گریبان مین القصہ اسیطرح کی باتین پانچون باہم دیر تک کرتی
رہین اور مقصود اُس کلمات سے اُنکا یہ تھا کہ ایک دوسری کے عاشق کو شناخت کرلے اور
گویا درپردہ باہم رعایت کرنے کی عاشقون کی نسبت سب نے سفارش کی کہ عیارون سے
بباطن دوست رکھنا چاہیئے اور بظاہر دشمنی کرنا لازم ہی غرض سب ایک سمت چلین اس
عرصہ مین رقتاس جادو بعد قطع منازل قریب لشکر مہرخ پہونچا اور قیام پذیر ہوا خبر مہرخ
کو پہونچی یہ بھی ہوشیاری اور بیداری مین مصروف ہوئی ادھر صحرا سے عیارون نے آمد لشکر
دیکھی اور عیار بچیان بھی آگاہ ہوئین اور دونون فکر عیاری کرنے لگے مگر رقتاس ایک
روز کسل راہ سے آسودہ ہوا اور دوسرے روز جب پیر دہقان فلک بیلچہ کہکشان کا لیکر
واسطے آبیاری کشت انجم کے مزرعۂ فلک مین آیا اور شاہ خاور گشت کرکے مقام مغرب مین
قیام پذیر ہوا مشعل ماہ خیمۂ زنگاری مین روشن ہوئی نظم

از فراق شاہد شب روز را آمد زوال　　وز سر شک لالہ گون این منبر مینا پر شد

داشتہ ازبسکہ شوق دیدنش روز وصال — دیدہ شد از نور خالی وز تماشا پر شدہ

طبل جنگ اور نفیر سحر لشکر روتاس مین بجا شور و غلغلہ اقتلوا بلند ہوا طائران سحر اُڑتے ہوئے دربار مین حاضر ہوے اور سامنے مہ جبین کے بادب تمام ٹھہر کر اسطرح عرض کرتے تھے ابیات

کف عطا سے تیرے ابر گہر افشان کے — مناسبت نہ کرے طبع نکتہ سنج پسند
صدف سے ابر نے منہ کھولکر گہر مانگے — ترے کرم نے دے بے سوال حاجتمند
نہ چشم مہر نے دیکھا کوئی ترا ثانی — سنا نہ گوش فلک نے کوئی ترے مانند
مدام تا کہ عروسان ماہ و انجم کا — ہی جلوہ گاہ لب بام آسمان بلند
ترے حبالے مین سا ہا عروس دہر رہے — الٰہی تو رہے اقلیم سبعہ کا خاوند

حریف نے رزم کے ارادے پر طبل جنگ بجوایا ہی اور ارادہ بیکار رکھتا ہی مہرخ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بجے طبل جنگ خدا ہمارا نگہبان ہی اسیوقت افسرون نے نائے ترکی اور نقارہ رزمی بجایا نظم

بلرزید طاس فلک از صدا — بہ ہیبت زلفت ارہ آمد ندا
کہ ای نامدار میدان کین — برآری سر دشمنان از زمین

ہر ایک بہادر خبردار ہوا اور تیاری جدال مین سرگرم تھا چار پہر رات شور ساحرون کے سحر کا اور غل لہو بہادرون کی اسلحہ ورزی کا تھا یہان تک کہ وہ وقت آیا کہ مشاطہ دہر نے روے زیبائے شاہد صبح کو آئینہ خورشید دکھایا اور مانگ کو عروس دہر کے صندل سے سحر کے بھر کر جلوہ افروز عالم کیا قطعہ

چو زنگی شب دید روے سیاہ — در آئینۂ عالم افروز ماہ
زد از غصہ آئینہ را بر زمین — بخندید ناگہ سحر از کمین

صبحدم فوج گروہ گروہ مہرخ اور بہار اور نافرمان وغیرہ لیکر روانہ دشت مصاف ہوئین مہ جبین مع اسد دلاور کے بہ تزک و احتشام رزمگاہ مین آئی اوسوقت فوج عدو بھی بڑے دبدبے سے داخل مبارزگاہ ہوئی ساحرون نے پرے جمائے دلاورون نے صف کشی کی میدان رزم تیار ہوا نقیبون نے صداے دلکش دی کہ ابیات

درین رواق زبرجد زخامہ خورشید — نوشتہ یکدو سہ بیتی بآب زر دیدم
کہ ای بدولت دہ روزگشتہ مستغنی — مباش غرہ کہ از تو بزرگتر دیدم
شہی کہ تاج مرصع صباح بر سرداشت — نماز شام در آخست زیر سر دیدم
زحادثات جہان بس ہمین پسند آمد — کہ خوب و زشت و بد و نیک درگذر دیدم

مساز این وآن با جہان دون کہ درو	ہزار بادشہ و میر بیشتر دیدم

ای سپاہ دران سرای فانی مقام عبرت ہی یہ میدان قتال جای غیرت ہی نام کرلو لڑ بھڑ لو پھر
کون رہا ہی اور کس کی رہے گی

رستم ہے نہ اب ہے سام باقی	مردون کا رہا فقط ہے نام باقی

یہ کہکر جب نقیب خاموش ہوے **روتاس** خود میدان مین نکلا اور سحر کی نیرنگیان دکھانیلگا
آگ پتھر برسانے لگا بعد اس اولوالعزمی دکھانے کے للکارا کہ ای نمک حرامو تم مین ہی کوئی ایسا
کہ مجھ سے مقابل ہوا ور میرے سحر کا جواب دے ساحران ملازمان **مہرخ** نے نکل کر مقابلہ
آغاز کیا **روتاس** نے سحر پڑھکر دستک دی کہ صحرا کی طرف سے ہزار در ہزار طائر پیدا ہوے
اور لشکریان **مہرخ** کے سر پر بیٹھے جسکے سر پر جانور بیٹھا فوراً وہ درخت ہوگیا اور نہال قامت
مین اوسکے پتے ہرے ہرے نکل آئے کونپلین پھوٹین اور ٹہنیان جھومنے لگین طائر اونپر
نشیمن گزین ہوے **مہرخ** اور **شکیل** وغیرہ ساحران نامی دستکین سحر کی دیتے تھے اور اپنے
تئین بچاتے تھے اوسوقت ملکہ **بہار** جو تخت طاؤسی پر بزینت و زیب سوار تھی سمجھی کہ یہ سحر
نہین کرتا ہی گویا **روتاس** مجھ پر طعن کرتا ہی کہ سب کو درخت بناتا ہی یہ سوچ کر تخت سے
کود کر دوپٹے کو سر سے سنبھالتی ہوئی سامنے **روتاس** کے آئی اور اپنے جوڑے کو اوس
آفت روزگار نے کھول کر ایک ڈبیا نکالی اور ڈبیا کو جو وا کیا اُس مین ایک پتلی بہت خوبصورت
ہاتھی دانت کی رکھی تھی اپنی اونگلی کاٹ کر اُس پتلی پر خون ٹپکایا اور کہا ای سامری کی پتلی
مین نے اسی دن کے لیے تجھے سر پر چڑھا کر رکھا تھا کہ طائران سحر آکر میرے لشکر پر آشیانہ کرین اور
انسانون کو شجر بنائین یہ کلام **بہار** کے سنکر پتلی قہقہہ مار کر ہنسی اور ڈبیا سے نکل کر غائب
ہوگئی بعد لمحہ کے سب نے دیکھا کہ ایک جال بر روے ہوا پھیلا ہی اور اسقدر دراز ہی کہ منزلہا
منزل گسترده دکھائی دیتا ہی اور جملہ طائران سحر **روتاس** اس دام مین گرفتار ہین اور وہی
پتلی **بہار** کی ہاتھ مین چھری لئے جانورون کو جال سے نکال نکال کر ذبح کر رہی ہی اور
خون اُنکا لشکریان **مہرخ** پر چھڑکتی ہی کہ جو جو انسان درخت ہوگئے ہین وہ سب آدمی بنتے
ہین یہ ماجرا **روتاس** نے جب دیکھا کہ پتلی نے سب کو آدمی بنایا اور بہار تیرے مقابل کھڑی
ہی ابکی یقین ہی کہ تجھ پر حربہ کریگی اُسکا سحر اوتار نا مشکل پڑے گا بڑا سخت مقابلہ ہوگا یہ تصور کرکے
اوسنے چادر جمشید کو نکالا اور پرواز کرکے بر روے ہوا جاکر لشکر **مہرخ** پر اُس چادر کو جھاڑا

خاک جمشید برسی اور اُسی وقت بہار اور مہرخ اور نافرمان وغیرہ بیہوش ہو گئے اور جب
سردار تمام مع ملکہ مہ جبین اور سرخ مو اور شکیل اور دلارام کے بیہوش ہوئے لشکر مین
بھگدڑ پڑ گئی اور ساحران روتاس نے ہزارون کو زندہ گرفتار کیا اور سب کو ہتھکڑیان بیڑیان
اپنے سحر کی پہنا کر چادر جمشیدی کو ہلایا اور کہا اے چادر خداوند واسطہ خداوند جمشید کا یہ سب بیہوش
ہو کر اپنی گرفتاری کا حال خراب دیکھین اُسی وقت بہار اور مہرخ وغیرہ سب سردار ہوشیار ہوئے
اور دیکھا کہ ہم سب گرفتار ہین ناچار خاموش ہو رہے اور روتاس نے حکم دیا کہ آج سب
قیام پذیر ہون کہ مین لڑنے سے خستہ بہت ہون کل سبکو لیکر خدمت شہنشاہ مین جاؤنگا حسب الحکم
لشکر نے اسکے کمر کھولی سب قیدیون کو قید کیا اور پہرا مقرر ہو گیا روتاس اپنی بارگاہ
مین مسند عزت پر آکر متمکن ہوا اور خادم خدمتگار سب کو باہر بارگاہ کے کہا کہ جاکر ٹھہرو صرف
اپنی رنڈی کو اندر بارگاہ کے رکھ لیا اور سحر پڑھکر دستک دی کہ سوائے اس رنڈی کے اور جو
کوئی اس بارگاہ مین آئے تو بیہوش ہو جائے کیونکہ اسکو خوف عیارون کا ہوا کہ ایسا نہو
عیار یہان آئین الحاصل یہ تو باطمینان تمام بیٹھا مگر عیارون نے کی گرفتاری دور سے دیکھ
صلاح کی اور سب بصورت مبدل لشکر مین آئے اور ضرغام نے ایک خدمتگار کو در بارگاہ
پر سے الگ بلایا اور مجھے تمسے کچھ کہنا ہے جب وہ علیحدہ آیا ضرغام نے بیضہ بیہوشی مار کر اُسے
بیہوش کر کے پیرہن اُسکا اوتار لیا اور اُسکی صورت بنکر بارگاہ کے قریب آیا اور چاہا اندر جاؤن
ساتھ کے نوکرون نے کہا اندر نجاؤ منع کیا ہے ضرغام نے کہا تم کیا جانو کہ مین کسلئے جاتا ہون
یہ کہکر اندر بارگاہ کے قدم رکھا جیسے ہی اندر آیا بیہوش ہو کر گرا روتاس نے اٹھکر اُسے اٹھایا
اور سحر پڑھکر جو بھونکا روغن ورنگ عیاری اُڑ گیا صورت اصل رہگئی روتاس نے سحر سے
اندر بارگاہ کے مقید کیا اور پھر بیٹھ کر رنڈی سے اختلاط کرنے لگا اُسوقت چالسوز ساقی
مہرطلعت اور زیبا صورت بنکر قریب بارگاہ آیا اور خدمتگارون سے کہا مین نوکری کی
خواہش رکھتا ہون اسوقت میان اکیلے بیٹھے ہین اگر کہو تو جاکر عرض حال کرون انھون
نے کہا اندر جانے کا حکم نہین ہے اگر تمھارا جی چاہے تو جاؤ لیکن جو خفگی ہو تو ہم نہین جانتے
چالسوز نے کہا مین اپنی کیفیت عرض کر کے ابھی آتا ہون یہ کہکر اندرون بارگاہ قدم رکھا
اور تھوڑی دور گیا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا روتاس نے اسکو بھی گرفتار کر کے بزور سحر روغن عیاری
اسکا بھی دفع کیا اور کہا عیارون نے صورت بدلکر آنا شروع کیا الغرض یہ پھر اپنی محبوبہ سے

ہمکلام ہونے لگا اور ادھر برق نے دور سے دیکھا کہ دو عیار اندر بارگاہ کے داخل ہوئے مگر کچھ
مطلب بر آری نہوئی بس یہ گرد بارگاہ کے پھرنے لگا اتفاقاً روتاس کے پاس جو طلوالف ہے
اسکا خیمہ ایکطرف استادہ تھا اور اس رنڈی کا نوکر ایک چھوکرا گڑگڑی بھر رہا تھا برق اوس کے
پاس آیا اور کہا ابے سن تو ادھر تو کل تو نے میرے کتے کو کیون مارا تھا وہ چھوکرا حیران ہوا کہ
کیسا کتا کہنے لگا اجی بچا سے بھی ہو برق کان پکڑ کے کھینچتا ہوا چلا کہ بچا آج مکرتے ہو چلو تو جسکے
سامنے مارا ہے دیکھو تو اس سے پوچھ کر کیسا ٹھیک بتاتا ہون یہ کہتا ہوا اسے تنہائی کے مقام
میں لایا اور بیہوش کرکے اسکی صورت آپ بنکر آیا اور گڑگڑی بھرنے لگا کہ اتمین ایک خدمتگار آیا
اور کہا تو اب تک چلم ہی بھر رہا ہے بائی جی حقہ مانگتی ہین برق نے کہا آگ تو سلگاتا ہون غرفہ
تمباکو مین بیہوشی ملا کر چلم بھری اور خدمتگار کو گڑگڑی تیار کرکے دی کہ لیجاؤ اُسنے کہا تو آپ لیجا
ہمین حکم اندر جانے کا نہین ہے برق گڑگڑی لیکر اندر بارگاہ کے گیا یہ بھی اوروں کیطرح
سے بیہوش ہو گیا روتاس نے اسے بھی گرفتار کیا اور سحر پڑھ کر جو دم کیا اسکی بھی صورت اصلی
ہو گئی اُسوقت اُسنے کہا کیا عنایت سامری و جمشید کی ہے کہ عیار بغیر زحمت کے گرفتار ہوئے
کچھ تردد بھی نہ کرنا پڑا یہ کہتا ہوا پھر اپنی مطلوبہ کے ہم پہلو بیٹھا تینون عیارون پر سحر کر دیا کہ
سست و پابجیس ہو گئے لیکن ابکی بار عمرو صورت صبا رفتار عیارہ بچی کی بنکر آیا اور افراسیاب
کی مہر بنا کر فرمان لکھ کر اس طرح لپیٹا کہ ہر ایک تہہ مین کاغذ کی بہت باریک غبار بیہوشی
بھر دیا لفافہ پر مہر کی اور در بارگاہ پر آیا اور نوکرون سے کہا میری خبر کر دو کہ صبا رفتار شہنشاہ
کے پاس سے آئی ہے ملازمون نے کہا ہمین اندر جانے کا حکم نہین ہے آپ خود جائیے عمرو سمجھا
کہ اندر جانے مین کچھ قباحت ہے جب تو یہ نہین جاتے یہ سوچ کر دروازے ہی سے
پکارا کہ اے روتاس جادو منم صبا رفتار نامہ شاہ لیکر آئی ہون یہ صدا جو روتاس
نے سُنی کہا اندر آؤ عمرو نے کہا نامہ شہنشاہ کی یہی تعظیم ہے کہ دربارگاہ تک نہین آیا جاتا
جو صاحب مقرب جو زیادہ ہوتے ہین وہ یہی کرتے ہین یہ کلام جو روتاس نے سُنے
شرمندہ ہو کر باہر آیا صبا رفتار نے سلام کیا اور نامہ نکالا کہ لیجیے اسکا جواب لکھ لا دیجیے روتاس
نے کہا آپ اندر تشریف لے چلین اور ایک جام شراب پیین مین جواب لکھون عمرو نے کہا
تم جیسے پاتے ہو اندر بارگاہ کے بلاتے ہو عیارون کا تمھین کچھ ڈر نہین ہے روتاس نے
کہا نہین بارگاہ سحر بند ہے جو کوئی یہان آئیگا بیہوش ہو جائیگا صبا رفتار نقلی نے کہا مین سحر

نہین جانتی ہون اور عیارہ بھی ہون اسلیے تم بلاتے تھے کہ مین بیہوش ہوجاؤن اور مین پہلے ہی سمجھتی تھی کہ بہر گرفتاری عیاران تمنے کوئی تدبیر ضرور کی ہوگی پھر یہ عیاری سے بعید تھا کہ جو چلی آتی اگر آتی تو گرتی ہاتھہ منھہ ٹوٹتا رقتاس نے اسکی عقل پر آفرین کی اور بارگاہ سے سحر کو اوتارا کہ اب جو آئے بیہوش ہو اور صبا رفتار نقی کا ہاتھہ پکڑکر اندر بارگاہ کے لایا عمرو نے دیکھا کہ تین عیار بیحس وحرکت پڑے ہین اور ایک زن حسینہ وجمیلہ زر و زیور سے آراستہ مسند پر بیٹھی ہے عمرو بھی ایک جانب بیٹھا اور نامۂ رقتاس کو دیا وہ لفافے سے نامہ نکالنے لگا غبار بیہوشی اُڑا اور خوشبو آنے لگی اُسنے نامے کو سونگھا کہ یہ خوشبو کیسی ہے پس سونگھتے ہی بیہوش ہوا ادھر عمرو نے ایک بیضۂ بیہوشی منھہ پر ائس طوائف کے مارا کہ وہ بھی بیہوش ہوئی اُسوقت رقتاس کا خنجر سے سر کاٹ ڈالا بیر اسکے غل وشور کرنے لگے آگ پتھر برسنے لگے عمرو نے رنڈی کا زیور اوتارا لیکن اسکے مرنے سے عیار تینون رہا ہوئے اور لوٹنے لگے مگر برق نے جلد چادر جمشید اسکے جھولے سے نکال کر جست کی اور سر اُٹھہ بارگاہ پھاندکر بھاگا اور غل جو ہوا ساحر دوڑے عمرو اور دونون عیار بھی کودکر بھاگے ادھر قیدیون پر سے سحر رقتاس کا دفع ہوا اور سب چھوٹ گئے بہار اور مہرخ وغیرہ نے بزور سحر پرواز کی اور برد ے ہوا جاکر ہار فلفل اور گچھے پیکان کے اور گولے فولاد کے لشکر رقتاس پر مارے ابر سحر کے اُٹھے صدائین رعد آسا پیدا ہوئین کہین بجلیان گرنے لگین کہین آگ برسنے لگی بہار نے گلدستہ مارا کہ عالم بہار پیدا ہوا اور ہزار ہا ساحر دیوانہ وار صحرا کو چلا مہرخ اور شکیل نے ہزارون کو قتل کیا نافرمان اور سُرخ مو نے ستارے گرائے تیر برسائے کہ

نظم

برسنے لگی آگ پتھر وہان — بلند آتش سحر کا تھا دھوان
کبھی شعلے اُٹھتے تھے ہر سمت سے — مچاتے تھے غل بیر ہر ایک کے
ہزارون نے دی جان افسوس سے — بہت بھاگ کر وان سے زندہ بچے

الحاصل لشکر رقتاس تباہ و برباد ہوا اور نفیج وفیروزی مال واسباب لوٹ کر مہرخ اور مہ جبین اپنی بارگاہ مین داخل ہوئین منادی نے ندا کی فوج بھاگی ہوئی کوہستان سے آئی لشکر بدستور اوّل دوبارہ آراستہ ہوا جشن ہونے لگا لیکن عمرو جو بھاگا اوسے خیال آیا کہ چادر جمشیدی جو عیار لے گیا ہے اس سے چل کر لے یہ سوچکر جنگل مین آیا اور زنفیل عیار بھی بچائی ضرغام اور جانسوز حاضر خدمت ہوئے لیکن برق نہ آیا کہ اُستاد چادر جمشید چھین لین گے

یہان عمرو نے ان دونون عیارون سے پوچھا کہ تم مین چادر جمشید کون لایا ہے انھون نے کہا
ہمین قسم نمک صاحبقران کی ہے کہ ہم نہین لائے عمرو نے کہا زنبیل کی صدا پر برق
نہین آیا معلوم ہوتا ہے کہ وہی لے گیا بس کوڑا پکڑ کر واسطے ڈھونڈھنے برق کے چلا لیکن برق
جو چلا تھا اسکے ذہن مین آیا کہ اگر طلسم ظاہر مین رہونگا تو اوستاد چادر چھین لینگے اور استاد
اپنے پاس زنبیل و گلیم وغیرہ رکھتے ہین اور میرے پاس کوئی چیز ایسی نہین ہے کہ جس سے سحر
تاثیر نہ کرے لہذا چادر جمشید اپنے پاس رکھون اسے استاد کو ندون یہ خیال کر کے طرف طلسم
باطن کے چلا مگر اب کیفیت سنئے کہ عیار بچیان جنگل مین تھین اور ساتھ ساتھ لشکر رعد تاس
کے چلی آتی تھین لیکن انھین افراسیاب نے یہ حکم دیا تھا کہ عیارون کو پکڑ لاؤ یہ تو نگر گرفتاری
عیاران کرتی تھین لشکر رعد تاس سے انھون نے کچھ مطلب نہ رکھا تھا اب رعد تاس
جو قتل ہوا اور اوسکے مرنے سے غلغلہ بلند ہوا صرصر نے کہا اے صبا رفتار بڑا غضب
ہوا عمرو نے رعد تاس کو مارا شہنشاہ کہین گے کہ تم سب لشکر مین موجود تھین اور حفاظت
نہ کر سکین جلد چلو اور عمرو کو گرفتار کرو بس سب متفرق ہو کر بہر گرفتاری عیاران چلین
صبا رفتار گنبد نور کی طرف آئی اور صرصر لشکر مہرخ کی سمت گئی اور اوسنے دور سے دیکھا
کہ عمرو کوڑا پکڑے ایک مقام بلند پر کھڑا ہر طرف نگران ہے اور بیک خیال چار طرف دوڑاتا ہے
صرصر نے ایک گوشے مین ٹھہر کر صورت اپنی برق کی بنائی اور جست و خیز کرتی ہوئی
عمرو کی طرف سے ہو کر نکلی عمرو تو جویاے برق کھڑا ہی تھا اسے دیکھ کر جھپٹا اور
قریب آکر کہا اے برق سچ بتا کہ تو چادر جمشید لایا ہے یا نہین اگر لایا ہے تو مجھے دے صرصر
ہاتھ باندھکر پانون پر عمرو کے گری اور کہا استاد وہ چادر آپ مجھی کو عنایت کیجیے عمرو نے کوڑا
اُٹھایا کہ کچھ شامت آئی ہے لا مجھے دے صرصر نے پانون پکڑ کے عمرو کو کھینچ لیا اور گرتے وقت اسکی
بیحالاکی تمام ایک حباب بیہوشی مارا کہ بیہوش کر دیا اور چادر عیاری بچھا کر دو حلقون سے کمند
کے دونون ہاتھ اور دو حلقون سے دونون پانون اور دو حلقون سے گردن و کمر کو باندھ کر
ساتوان حلقہ اس طرح باندھا کہ عمرو ایک گٹھری ہو گیا صرصر نے چادر عیاری مین لپیٹ کر
پشتارہ باندھ کر پشت پر لگایا اور ڈیڑھ گرہ عیاری کی سینے کے قریب لگا کر جست و خیز کرتی
طرف گنبد نور کے چلی لیکن برق جو گنبد نور کی طرف چلا اوسنے دور سے دیکھا کہ صبا
رفتار کو دتی چلی آتی ہے برق بہت جلد صرصر کی صورت بنا اور صبا رفتار کیطرف

سے ہو کر نکلا اُسنے پکارا کہ اے شہزادی کہان چلین صرصر نے کہا الگ آؤ یہان نہ ٹھہرو صبار فتار
قریب آئی برق نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یہ موے عیار بد بلا ہیت ابھی مجھ سے اور عمرو سے سامنا
ہوا تھا وہ سامنے جھاڑی مین چلا گیا ہے اب ایک طرف سے لے صبار فتار تم جاؤ اور ایک
سمت سے مین یہ کہکر اوسکے ساتھ باتین کرتا ہوا دوڑا لایا اور کہا دیکھو پیچھے کون آتا ہے
صبار فتار نے پھر کر دیکھا برق نے بیضہ بیہوشی مار کر بیہوش کر دیا آپ اوسکی صورت
بنا اُسے عمرو کی صورت بنا کر پشتارہ باندھ کر طرف گنبد نور کے روانہ ہوا اور لب چادر
جمشید کے دریاے خون روان سے گذر کر شہر نا پرسان مین آیا کسی نے منع نہ کیا بلکہ دو
ایک نے پوچھا کہ بی بی صبار فتار کسے لائی ہو اُسنے کہا عمرو کو اِسی طرح گنبد نور پر چڑھ آیا
یہان ہزار ہا ساحر ملازم اور رفیق افراسیاب بیٹھا تھا ناچ ہو رہا شہنشاہ تخت پر جلوہ گر
تھا کہ صبار فتار نقلی نے آکر سلام کیا اور پشتارہ سامنے ڈال دیا افراسیاب نے پوچھا کہ
کسے باندھا ہے اُسنے کہا عمرو کو اور پشتارہ کھول کر عمرو کو ستون سے باندھ دیا اِس
عرصہ مین صرصر نے جو عمرو کو گرفتار کیا تھا آکر پہونچی ہر طرف ایک غل ہوا کہ صرصر اور ایک
عمرو کو لاتی ہے برق نے افراسیاب سے عرض کیا کہ حضور مین جو عمرو کو لاتی ہون اُسکے
عقب مین کوئی عیار بشکل صرصر آیا ہوگا مین پوشیدہ ہوئی جاتی ہون آپ اِس صرصر کو
گرفتار کر لیجیے یہ کہکر صبار فتار نقلی تخت شاہی کے پیچھے چھپ رہی اِس اثنا مین صرصر پشتارہ
لیے حاضر ہوئی اور سامنے تخت کے رکھ دیا افراسیاب نے اُسوقت ایک ساحر سے اشارہ
کیا کہ اُسنے صرصر کو گرفتار کر لیا اور پشتارہ جو لائی تھی اُسے بھی کھولا اوسوقت برق
جو تخت کے نیچے چھپا تھا ظاہر ہوا اور عمرو کو بندھا دیکھ کر رونے لگا اور کہا اے شہنشاہ
صرصر کو یہ عیار عمرو کی شکل بنا کر لایا ہے اور آپ اوسکی صورت بنکر آیا ہے افراسیاب نے عمرو
کو چھوڑ دیا اور صرصر اصلی کو بندھوا دیا صبار فتار نقلی یعنی برق نے صرصر کے گرفتار ہونے
کے بعد چاہا کہ سب کو شراب پلا کر بیہوش کرون لیکن صرصر نے کہا اے شہنشاہ آپ غضب
کرتے ہین مین صرصر ہون ہر چند اُسنے کہا مگر کسی نے نہ سُنا اور برق نے صرصر پاس آکر
چپکے سے کہا کہ اُستانی منم برق تم استاد کو پکڑ لائین اور سب کے سامنے ننگی کُھلی پھرتی ہو کہو
تو اِسوقت ناک کی پھننگی کٹوا لون یہ باتین سنکر صرصر لگی دوہائی دینے اور برق نے حکم دیا کہ
اِسپر مار پڑے اُسوقت صرصر پر مار پڑنے لگی اور صرصر نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ آپ کتاب

سامری دیکھیے کہ اُس مین عمرو کون ہی افراسیاب نے یہ بات پسند کی اور کتاب سامری منگائی
اُسوقت برق نے کہا حضور ایک بات لونڈی کی سن لیجیے مین کان مین کہون گی یہ کہکر قریب
افراسیاب کے آیا اُسنے بات سننے کو کان لگایا برق نے ایک ہاتھہ سے تاج لیا اور دوسرے
سے ایک دھول ماری اور نعرہ کیا مُسم برق فرنگی اور جست کر کے بھاگا افراسیاب نے حکم دیا
کہ لینا جانے نہ پائے ساحر بحکم دوڑے اور سحر پڑھنے لگے ہنگامہ جو ہوا عمرو تو رہا ہو چکا تھا اُسنے
لوٹنا شروع کیا اور جال الیاسی نکال کر مارا کہ حیرت کا پاندان اور مقابہ طلائی اور کرسی ہاے
جواہرنگار سب لوٹ کر داخل زنبیل کین افراسیاب گھبراکر تخت پر کھڑا ہو گیا اور سحر پڑھا کہ
ہزار ہا پتلا طلسمی دوڑا عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور گنبد کے نیچے اوتر گیا ادھر برق بھی بھاگ کر نیچے
آیا ساحرون سحر کیا لیکن بسبب چادر جمشید کے تاثیر نہ ہوئی اور جو ساحر گرفتار کرنے قریب گیا
چادر کی تاثیر سے شعلے جسم سے اوٹھنے لگے اور بدن مین آگ لگ گئی سب پھر آئے اور افراسیاب
نے صرصر اور صبار فتار کو جو بندھی تھین کھلوایا اور دلاسا دیا مگر برق اور عمرو نے شہر
ناپرسان مین لوٹ شروع کی عمرو نے جال جس دوکان پر مارا فرش تک دوکان کا مع کل
اسباب کے کھینچ لیا غلغلہ ہوا دوکانین جلد جلد بند ہونے لگین کسی راہگیر نے پوچھا ارے بھئی یہ کیا
ہنگامہ ہو ایک دوکاندار نے کہا عمرو شہر مین آیا ہی لوٹتا پھرتا ہے راہگیر سمجھا کہ اکیلا کہانتک لوٹے گا
معلوم ہوتا ہے فوج لیکر آیا ہو گا یہ سمجھکر آگے چلا راہ مین جو ملا کہدیا ارے میان بھاگو فوج آگئی لوگ
قتل ہو رہے ہین یہ سنکر وہ شخص بھاگا اُسے بھاگتے دیکھ کر اور لوگ بھی بھاگے جدھر گئے بھگدڑ پڑ گئی
سب کی زبان پر جاری ہے کہ فوج آگئی اب کوئی اپنے لڑکے کا ہاتھہ پکڑے بھاگا جاتا ہے کوئی اپنی
عورتون کو لیے بدحواس ایک ایک سے پوچھتا ہے ارے بھائی کوئی ناکہ بھی کھلا ہے کدھر جائین
کوئی رو رہا ہے کہ افسوس گھر گئے لیکن بہادران روزگار ہتھیار لگائے اپنے اپنے دروازون پر
مونڈھے اور کرسیان بچھائے جان دینے پر آمادہ باستقلال تمام بیٹھے ہین لوگ آآکر انکے سامنے خبرین
کہہ رہے ہین کہ حضرت آپ بیٹھے کیا کرتے ہین مفت جان دیجیے گا ابھی ابھی میرے سامنے جوہری
بازار قتل ہو چکا ہے اور چوک لٹ رہا ہی ہم تو جاتے ہین آپ بھی بھاگیے بہادرون نے جواب دیا
کہ جناب ہم تو جو کوئی آیگا اول تو عذر کرینگے اگر نہ مانا دیکھیے گا وہ جمکر ساکھے کی لڑائی ہو گی اور
ایسی تلوار چلے گی کہ حریف کے دانت کھٹے کر دینگے غرض کہ ایک تہلکہ عظیم برپا ہے اور عمرو اور
برق لوٹتے پھرتے ہین صرافون کی تھیلیان غائب ہوتی اور جوہریون کے ڈبے گم ہوتے ہین

بساط خانہ برباد ہورہا ہی بزازون کی گٹھریان ندارد ہوتی ہین ٹھٹھیرون کے برتن لٹ رہی ہین
اسباب کوئی پھینک کر بھاگا ہی کوئی اگر جان بچاکر نہین بھاگا ہی تو اہل محلہ کے خالی گھر وئمین کود کر
اسباب اٹھا رہا ہی کوئی ہتھیارون اور اسباب کو کنوئین مین پھینک رہا ہی کوئی تہ خانے مین
چھپکر بیٹھا ہی کوئی کہتا ہی میرا بھائی لشکر عمرو مین نوکر ہے مجھے اُسنے سند لادی ہی مین سبکو بچالونگا
میرے یہان چلے آؤ الحاصل یہ غوغا جب افراسیاب نے سُنا کہ شہر کے لوگ بھاگے جاتے ہین
فوج اسد کی آگئی اُسنے اُسوقت حکم دیا کہ ساحر جاکر جو کوئی ہو اُسے غارت کرین ساحر گنبد پر سے اُتر کر چلے
اور افراسیاب خود اُتر آیا حیرت نے ایک سحر کیا کہ لاکھون اژدر پیدا ہوا اور شہر کیطرف چلا عمرو
نے منادی اُستاد کی اور برق نے چادر جمشید اوڑھ لی اور ایکطرف ٹھہر رہا اژدہون نے بہت لوگونکو
نگل لیا سب کو یقین بالکل ہوگیا کہ فوج آگئی اور زیادہ بھگدڑ پڑگئی اور اژدر کچھ آدمیون کو
نگل کر پھر آئے حیرت نے کہا اے شہنشاہ مین نے سب کو اژدہون سے نگلوالیا یہ کہہ رہی تھی
کہ ایک ساحر سامنے سے پشتارہ بدوش پیدا ہوا اور افراسیاب کو سلام کیا اُسنے پوچھا کہ پشتارہ
مین کیا ہے ساحر نے کہا عمرو کو لایا ہون یہ کہہ کر پشتارہ کھولنے لگا سب جھک کر دیکھنے لگے اُس ساحر
نے یکایک جست کر کے ایک دھول افراسیاب کے لگائی اور نعرہ کیا منم برق اور دوسرا تاج لیکر
بھاگا صنعت سحر ساز جو وزیر تھی اُسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ سوائے افراسیاب اور
حیرت کے سب بیہوش ہوئے مگر برق اور عمرو پر کچھ تاثیر نہ ہوئی اور صنعت نے رد سحر کیا
سب ہوشیار ہوئے اُسوقت دیکھا کہ شمیمہ آئی اور سلام کر کے الگ ٹھہری شاہ نے کہا جا کر عمرو
کو پکڑ لا اُسنے عرض کیا کہ حضور سے جو تدبیر مین عرض کرون اُس طرح عمرو گرفتار ہوگا افراسیاب
نے کہا بتلا شمیمہ نے کہا تخلیہ چاہتی ہون افراسیاب علیحدہ پاس شمیمہ کے آیا شمیمہ نے جست
کر کے پھر ایک دھپ لگائی اور نعرہ کیا منم برق اور تیسرا تاج جو ہر بار افراسیاب منگا کر پہنتا
ہی لیکر راہی ہوا ابکی بار سرمایہ برف انداز وزیر دوم نے سحر کیا کہ سلین برف کی گرنے لگین
اور وہ سردی ہوئی کہ دانت ہر ایک کے بجنے لگے اور صدہا ساحر شہر کے مرگئے سرمایہ نے سحر اپنا
رد کیا اور کہا برق اور عمرو مرگئے ہونگے اسوقت ایک ساحر بھاگا ہوا آیا اور کہا دہائی شہنشاہ
کی عمرو لوٹے لیتا ہے افراسیاب نے دستک دی کہ دیکھو تدبیر عمرو کی ہوئی جاتی ہی اُس
ساحر نے کہا دیکھیے اے شہنشاہ آپکے پیچھے برق کھڑا ہے تاج لیا چاہتا ہے افراسیاب نے پیچھے
پھر کر دیکھا ادھر ساحر نے جست کی اور دھول مار کر نعرہ کیا کہ منم برق اور چوتھا تاج لیکر بھاگا

اُسوقت وزیر سوم باغبان قدرت نے ایک ہار اپنے گلے سے توڑ کر پھینکا کہ ہزارون تختے گلاب کے ظاہر ہوئے اور پھولون سے گلاب سے لال خوش رنگ نکل کر اوڑے اور چار طرف عمرو و برق کو ڈھونڈھنے لگے عمرو اندر منڈھی کے تھا اور برق کو بسبب چادر کے کوئی نپاتا تھا آخر کار جب یہ دونون نہ ملے وہ لال مردمان شہر کے سرون پر بیٹھے کہ اہل شہر دیوانے ہوئے اور نعرے مستانہ کرتے شعر پڑھتے صحرا کو چلے اُسوقت تو عجب عالم شہر کے لوگونکا تھا کوئی کسی کے گلے مین باہین ڈالے پیار کر رہا تھا کہ بمقتضائے نظم

کونسی جا ہی جہان تیرے نہین ای یار مست	دیکھیے جس کوچہ مین ٹکر مارتے ہین چار مست
میکدہ مین نشہ کی عینک دکھاتی ہی مجھے	آسمان مست و زمین مست و در و دیوار مست

یہ حالت دیکھ کر باغبان نے سحر اپنا روکا مگر عمرو اور برق کا پتہ نہ لگا پھر یکایک برق بصورت اصل ظاہر ہوا افراسیاب نے اُسے دیکھ کر کچھ سحر پڑھا سب نے دیکھا کہ ایک آئینہ بقدار قامت انسان کھڑا ہے اور افراسیاب مثل تصویر کے قلب آئینہ مین جلوہ گر ہی برق نی دور سے پتھر اُس آئینہ پر مارا وہ پتھر اُلٹا پھر آیا اور ابریق کوہ شگاف چوتھے وزیر نے کچھ سنگریزہ ہای سحر پڑھکر مارے کہ بڑے بڑے پہاڑ زمین سے معلق اُٹھکر طرف برق کے چلے برق کو بسبب چادر جمشید کے وہ پہاڑ کنکریان معلوم ہوئے لیکن اہل شہر پر جو گرے عیاذاً باللہ ہزارون دب گئے ایک تہلکہ عظیم پڑگیا اُسوقت عمرو دوبارہ منڈھی سے نکلا اور لوٹنے لگا مگر گلیم اوڑھے تھا ساحران زبردست تو سحر کرکے پہاڑونکے نیچے سے نکلے اور ایسے ویسے مرگئے ابریق نے غوغا سنکر سحر کو دفع کیا عمرو نے ایکبار جہان افراسیاب کھڑا تھا اسکے سامنے آکر منڈھی کھڑی کی سب نے دیکھا کہ عمرو فقیرون کی جیسے منڈھی ہوتی ہے اوسکے اندر پلنگڑی جواہر نگار بچھائے بآرام تمام لیٹا ہے اور دو پریان پانون دباتی ہین افراسیاب نے کہا عمرو بھی بڑا زبردست ساحر ہے تم مین کوئی ہی ایسا کہ جو اسکا مقابلہ کرے اور گرفتار کر لے یہ کلام سنکر ایک ساحر طمطراق جادو نام آگے بڑھا اور سحر پڑھتا ہوا منڈھی کے اندر گیا سر نیچے اور پانون اوپر ہو گئے اُلٹا لٹک گیا عمرو نے اُٹھکر کوئیلے تھوڑے سے سلگائے اور ایک بوٹی اُسکے جسم کی کاٹی وہ چیخنے لگا عمرو نے کہا حرامزادی مین تیرے کباب لگا کر کھاؤنگا کیونکہ ساحرون کا گوشت مجھے بہت لذیذ معلوم ہوتا ہی یہ کلام سنکر ساحر بہت خائف ہوئے اور بھائی طمطراق جادو کا کہ بنام قواق جادو معروف تھا دوڑا آیا اور کہا اے عمرو میرے بھائی کو نہ کھا چھوڑ دے مین تجھے ہزار اشرفی دونگا عمرو نے کہا پانچہزار اشرفی

لونگا اُسنے کہا اچھا پانچہزار اشرفی دے مگر چھوڑ دے اور اشرفیان منگاکر سامنے منڈھی کے ڈھیر
کردین عمرو نے اسوقت طمطراق کو منڈھی سے چھڑایا اور بیہوش کرکے زبان تھوڑی سی کاٹ
لی اور منڈھی سے ہاتھہ نکال کر جال مارکے اشرفیان کھینچ لین اور طمطراق کو باہر ڈال دیا دفواق
نے بھائی کو اپنے اُٹھایا دیکھا تو اس سے بولا نہین جاتا ہے زبان کٹی ہے بس غضبناک ہوکر ہزارون طرح
کے منڈھی پر سحر کیے کبھی پتھر سے منڈھی کو چھپا دیا اور کبھی آگ سے پوشیدہ کر دیا مگر کچھہ نہ ہوسکا
اُسوقت عمرو نے منڈھی کے چارون ستون پکڑے اور اُکھیڑکر چھتری کیطرح سرپر لگائی اور ایک
طرف روانہ ہوا اُسوقت منڈھی مثل ایک گنبد کے ہوکر روانہ ہوئی اور عمرو اُسکے اندر چلا اور
برق بھی ساتھہ ہوا افراسیاب نے کتاب سامری مین دیکھا مگر کچھہ نہ معلوم ہوا اور کہا ہم بھی جاتے
ہین یہ کہکر ایکطرف روانہ ہوا اُسوقت دیکھا کہ آندھی تیرہ وتار آئی اور ہزارون گھنٹے اور ناقوس
بدروے ہوا بجتے سنائی دیے اور سواری بڑے عزم وشان سے آیا اور افراسیاب کی آئی سب نے
تعظیم کی افراسیاب نے اُس افراسیاب سے جو آئینے مین جلوہ گر تھا کہا کہ اے ہم شبیہہ جاؤ تمھین
بڑی تکلیف ہوئی اور عیارون نے سخت بے ادبی کی یہ کہنا تھا کہ افراسیاب جو آئینے کے اندر
تھا غائب ہوگیا اور افراسیاب اصلی نے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ برق کے پاس چادر جمشیدی
تھی اس سبب سے سحر تاثیر نہ کرتا تھا اور تجھ کیا ضرورت شدید ایسی تھی کہ تحفۂ طلسم اور لباس خداوند
کو جاکر لایا یہ اُسی کی شومی تھی جو ہم شبیہہ نے تیری دھولین کھائین اگر تو اپنے ہم شبیہہ کو چھوڑ کر چلا
نہ جاتا تو یہی حال تیرا ہوتا راوی کہتا ہے کہ عیارون نے صرصر وغیرہ کا جو دھوکا آکر دیا تھا تو افراسیاب
نے اپنے بائین ہاتھہ کو دیکھا تھا اُس مین معلوم ہوا تھا کہ دو پہر اسوقت کے تجھ پر سخت ہین ذلت
حاصل ہوگی اگر یہان ٹھہرے گا چاہیے کہ اِس جگہ سے ٹل جا بس افراسیاب نے یہ معلوم
کرکے ایک دستک دی تھی اور آہستہ سے کہا تھا کہ اے ہم شبیہہ آؤ اُسی وقت ہم صورت اُسکا آیا
اور یہ خود غائب ہوگیا ساحران درباری ہنگامہ پردازی مین عیارون کی مصروف تھے کسی پر
ظاہر نہ ہوا کہ شہنشاہ طلسم ہے یا کوئی اور ہے جاننا چاہیے کہ افراسیاب کے دہنے ہاتھہ مین حال
بہبودی اور فلاح معلوم ہوتا ہے اور بائین ہاتھہ مین اُسکی ذات کا حال بدی اور شر و فساد و ذلت و
ادبار ظاہر ہوتا ہے اور سات شخص نہایت زبردست اور معتبر طلسم ہین کہ اُنکے ہمزاد دریای نیل مین
رہتے ہین اور جبتک وہ ہمزاد نہ مارے جائینگے وہ ساتون شخص بھی نہین قتل ہونگے چاہے اُنھین ہزار
مرتبہ عیار بیہوش کرین ازانجملہ اُن آدمیون مین سے افراسیاب اور حیرت بھی ہین کہ صدہا مرتبہ

عیار انھین بیہوش کرینگے مگر قتل نہ کر سکین گے اور باقی حال ہمزاد و نکا بر وقت ملنے روزنامچہ سپر سحر
کے طلسم کشا اور عمرو کو بیان ہوگا آمدم بر سر مطلب افراسیاب عیارونکی سوزش دیکھ کر نہایت
غضبناک ہوا اور عیار بچیون سے خطاب کیا کہ نالائقان تمکو مینے اِسی واسطے بھیجا تھا کہ سارا شہر
عیار آکر برباد کر دین صرصر نے عرض کیا کہ ای بادشاہ عالی جاہ کنیز حسب الارشاد عمرو کو پکڑ لائی تھی
اور عمرو شہنشاہ عیاران ہو آسان نہین کہ کوئی اسے گرفتار کرے لیکن حضور نے اسوقت میرا
عرض کرنا پذیرا نہ فرمایا اور اُسے چھوڑ دیا اب جیسا ارشاد عالی ہو بجا لاؤن افراسیاب نے کہا
برق دریاے خون رواں کے پار اُتر جائیگا اور عمرو نہ جا سکیگا کسلیے کہ اُسکے پاس تحفہ طلسم
نہین ہو اور اگر اُس دروازے سے عمرو نکل کے جائیگا کہ جدھر سے اسد داخل اِس شہر
مین ہوا تھا تو البتہ دریا نہ پڑے گا مگر جہان اب لشکر عمرو ہے اُس مقام سے فاصلہ پھر اتنا ہی
ہو جائیگا کہ جیسا اسد نے راستہ طے کر کے اپنے تئین یہان پہونچایا ہے الحاصل جس طرف سے
عمرو جائے اُسے جاکر گرفتار کرلے اور جب گرفتار کرنا تو ایک اپنی عیار بچی سے کہلا بھیجنا اور تو
عمرو کو لیکر دریا کے پار جاکر ٹھہرنا کہ مین آکر سامنے مہرخ وغیرہ کے قتل کرونگا صرصر یہ حکم پاکر
روانہ ہوئی اور افراسیاب پھر اہل دربار کی جانب مخاطب ہوا اور کہا کیا سخت مشکل ہے کہ جسے
واسطے گرفتاری بہار بھیجتا ہون وہ مارا جاتا ہے ایسا کوئی نہین جو بہار کو پکڑ لائے اسوقت
ایک ساحر نمرود جادو نام اپنے مقام سے اُٹھا اور عرض کیا کہ بہار کی بھی یہ لیاقت ہوئی
کہ وہ ملازمان شہنشاہ سے گرفتار نہ ہو سکے مین جاتا ہون اور اُسے ابھی حاضر کرتا ہون افراسیاب
نے کہا اچھا جاؤ فوج و لشکر ہمراہ لو نمرود نے کہا بہار اِس قابل نہین ہے کہ جسپر مین فوج
لیکر جاؤن اور دوسرے لشکر کی کثرت سے عیار شناخت نہین ہو سکتے اور آکر فتور کرتے ہین
مین خدمتگار بھی ساتھ نہ لونگا اور بارگاہ مہرخ مین گھس کر بہار کو گرفتار کرونگا دیکھون
میرا کوئی کیا کرتا ہے یہ کہکر بزور سحر پرواز کر کے روانہ ہوا لیکن حال برق کا سنیے کہ یہ
جو شہر سے نکل کے چلا دریا کے پار بسبب چادر کے چلا آیا واضح ہو کہ شہر ناپرسان کی چالیس
دروازے ہین اور ہر طرف کی راہ ہر ایک دروازے سے ہی بعض دروازے ایسے ہین کہ طلسم
ظاہر مین بغیر دریا اُترے آدمی آتا ہے اور بعض در ایسے ہین کہ بیرون طلسم چاہے تو اُدھر سے
چلا جائے اور بعض در ایسے ہین کہ بغیر دریا کے اُترے کوئی طلسم ظاہر مین نہین آسکتا ہے لہذا
صرصر جو چلی خیال مین آیا کہ شاید عمرو اسی طرف سے گیا ہو کہ طلسم ظاہر مین پہونچ گیا ہو تو

چاہیے کہ مین بھی اوسی طرف سے چلون اور ڈھونڈھتی ہوئی دریا کو اُترون اس راہ مین جہان
کہین عمرو ملے تو گرفتار کرون اور اُس مین یہ فائدہ ہی کہ عمرو جو اُس طرف سے آتا ہوگا اور تو طلسم
ظاہر کی طرف سے چلے گی عین مقابلہ پر عمرو کے پہونچے گی یہ مضمون تجویز کرکے پہلے طلسم ظاہر
مین آئی لیکن یہان کا حال سنیے کہ برق جو پہلے آیا ہے اوسکو شمیمہ اور صنوبر اور تیز نگاہ مین
اور سب نے برق کو گھیر انیجہ چلنے لگا برق گو کہ اکیلا تھا مگر سب کو جواب دیتا تھا اُسوقت جانسوز
بھی آگیا اور دونون ڈبھڑ کر نکل کے چلے اور برق ایک طرف ہو گیا اور جانسوز ایک طرف
چلا برق کو یہ خیال ہی کہ چادر میرے پاس سے نہ کوئی لے لے اسلیے الگ رہتا ہی لیکن جانسوز
کو عیار بچیون نے پھر اکیلا پاکے ہر طرف گھیر الڑائی ہونے لگی صنوبر نے کمند پشت پر سے لگائی
جانسوز جست کرکے نکلا تھا کہ شمیمہ نے دوسری سمت سے کمند ماری جانسوز اُلجھ کر گرا تیز نگاہ نے
بیضہ بیہوشی لگاکر بیہوش کر دیا اور پشتارہ باندھ کر صنوبر سے کہا تم اسے دربار شہنشاہ مین لیجاؤ ہم
دونون اور عیارون کی فکر مین جا دینگے صنوبر پشتارہ لیکر روانہ ہوئی اور وہ دونون اور طرف
چلین لیکن صنوبر کو پشتارہ بدوش ضرغام نے جاتے دیکھا کوس بھر آگے جا کر ایک جھاڑی مین
چھپ کر بیٹھا اور کمند کو دور تک پھیلا کر خس پوش کرکے سرا کمند کا اپنے ہاتھ مین رکھا کہ صنوبر
جب قریب کمند کے پہونچی دل اُسکا دھڑکنے لگا اور حفظ ماتقدم کی راہ سے پکار کر اُسنے کہا کہ اے
عیار مینے تجھے پہچانا ضرغام سمجھا کہ یہ تجھے پہچان گئی چاہا کہ جھاڑی سے نکل کر سکے مقابل ہون پھر
خیال آیا کہ شاید یہ مکاری کرتی ہو ابھی ذرا ٹھیرو وہی فکر مین تھا کہ صنوبر نے پتھر فلاخن مین رکھ کر
مارا کہ ضرغام کے برابر آکر گرا یہ سمجھا کہ بیشک یہ تجھے پہچان گئی چاہتا تھا کہ باہر جھاڑی کے نکلے اُسوقت
صنوبر نے دوسرا پتھر دوسری سمت لگایا ضرغام کو یقین ہوا کہ تقدم بالحفظ کرتی ہے چپکا
بیٹھا رہا صنوبر نے جب خوب امتحان کر لیا سمجھی کہ جنگل سنسان ہی اس سبب سے دل تیرا
خوفناک ہوتا ہے بس جست کرکے بیچ مین کمند کے جا کر اُتری اور چاہا کہ دوسری جست کرکے
اس راہ خطرناک سے گذر جاؤن ضرغام نے ایک ڈھرو کا شیر کی صدا کا بنا کر مارا کہ صنوبر جھجکی اور
ضرغام نے کمند گھسیٹی حلقے بچی ہوئی اور صنوبر گری ضرغام جھپٹ کر آیا اور حباب بیہوشی لگا کر
اسے بیہوش کر دیا اور جانسوز کو پشتارے سے کھول کر ہوشیار اور چاہا کہ صنوبر کو باندھے اسوقت
صرصر جو عمرو کو ڈھونڈھتی آتی تھی اس طرف آنکلی اور صنوبر کو گرفتار ہوتے دیکھ کر نیمچہ
کھینچ کر دوڑی کہ باشیدا ہی نا عیاران کہان جاؤ گی میرے ہاتھ سے ضرغام اور جانسوز بھی خنجر

پکڑکر مقابل ہوئے اور کہا اُستانی صاحبہ جسدن استاد تمھین پکڑ لیجائین گے وانہ دلوائین گے چکی پسوائینگے
ہمارے اُستاد روٹی کپڑا اپنی کسی زوجہ کو نہین دیتے ہین اور رات بھر پانون دبواتے ہین صرصر
نے کہا تمھارے استاد کو گھڑی گور مین تو یون موؤن جوانا مرگ اوستانی تمھاری کون
ایسی تیسی ہے اور بغیظ و غضب یہ کلمات کہکر لڑنے لگی اور یہ بھی مثل برق کے چلنے لگے صرصر
لڑتی ہوئی قریب صنوبر کے آئی اور ایک بیضہ دافع بیہوشی منھہ پر مارا کہ صنوبر کو چھینک
آئی اور ہوشیار ہوئی پھر تو برابر سے مقابلہ شروع ہوا لیکن صرصر بہر گرفتاری عمرو آئی تھی اسکو
عرصہ ہوتا تھا اس سبب سے جست کرکے ایک طرف چلی اسے جاتے دیکھ کر صنوبر بھی ایک سمت
روانہ ہوئی مگر صرصر متلاشی عمرو تھی دسیلے خون روان سے تلاش کیا جب پار اُتری ایک
مقام پر دیکھا کہ عمرو دریا سے چاہتا ہے کہ پار اُترون لیکن راہ نہین ملتی بھٹکتا پھرتا ہے صرصر نے
سر راہ ایک رومال پھینک دیا جب عمرو اس طرف آیا دیکھا کہ رومال محمودی کا پڑا ہے اور اُسکے
گوشون مین کچھ بندھا ہے عمرو نے اسے اُٹھا کر دیکھا اُسکے ایک گوشے مین پچاس اشرفیان تھین
اور ایک کونے مین کچھ روپے اور پیسے اور ایک کونے مین چکنی ڈلیان اور الائچیان بندھی تھین
رومال سارا عطر مین بسا تھا عمرو سمجھا کہ یہ طلسم باطن ہے ساحران معزز اس جانب سے گذرتے
ہین کسی شوقین کا یہ رومال گر پڑا ہے اُسنے اشرفیان اور روپے وغیرہ کھول کر چاہا داخل زنبیل
کرون کہ رومال جو عطر مین بسا تھا اوسکی خوشبو سے دماغ بس گیا اور عمرو چکر کھا کر گرا صرصر جو
پوشیدہ تھی نعرہ کرکے قریب آئی اور پشتارہ عمرو کا باندھ کر دریا سے بموجب حکم افراسیاب
پار اُتری اور چاہا کہ کسی عیار یچی کو زفیل بجا کر بلاؤن اور شہنشاہ کو اطلاع دون اسی فکر مین تھی کہ
اُسے برق نے دور سے دیکھا بس فوراً اپنی صورت تیز نگاہ کی بنائی کہ زلفین دونون رخسار
پر آراستہ کرکے دھانی دوپٹہ اوڑھ کر لبون کو مسی آلود کیا اور لکھوٹا پان کا جمایا اور کسوت عیاری
سے خون ایک بوتل مین جو بہر عیاری بھر رکھا تھا نکال کر مقوے کے ہاتھ اور پانون اور ایک
سر مع گردن کے بنا کر اپنے سر پر گردن مقوے کی لگائی اُسکی رگون مین خون تازہ بھر دیا اور
سر اور چہرہ اپنا اندر اُس گردن کے چھپا لیا اور سر مقوے کا اُس گردن پر لگا کر گردن سے جدا
کرکے صرف تسمہ ایک لگا رہنے دیا اور اسی طرح دست و پا بھی مقوے کے پوست تازہ سے منڈھے
ہوئے ہاتھ پانون پر لگا کر اصلی اعضا چھپا کر سب کو جدا کرکے باین ہیئت مجروحانہ و مقتولانہ
گذرگاہ صرصر تجویز کرکے پڑ رہا ہے صرصر جو عمرو کو لیے اپنی ساتھ والی عیارہ کو بلانے کی

فکر مین ادھر آئی دیکھا ایک لاش پڑی ہے جسکے ہاتھ اور پانون کٹے ہین اور خون تازہ رگون سے جاری ہے سر جدا ہے نرخرہ کٹا ہے صرف تسمہ گردن مین لگا ہے یہ دیکھ کر جب قریب آکر غور سے دیکھا تو تیز نگاہ اپنی عیارچی کو پایا ازبسکہ یہ سب بہنین آپس مین ایک دوسرے کو کہتی ہین اور محبت ہر ایک کو باہم کمال ہے بس دیکھتے ہی دل صرصر کا امنڈ آیا اور کہا افسوس موے عیارون نے میری بہن کو مارا اور بیتابانہ روتی ہوئی ہاے میری بہن تیز نگاہ تم مجھ سے جدا ہو گئین یہ کہکر پشتارہ عمرو کا پٹک کے لاش سے لپٹ گئی اور لگی بین کرنے یہ تو کٹی ہوئی رو رہی تھی کہ یکایک کٹی ہوئی گردن سے ایک دھار خون کی نکلی اور صرصر کے منھ پر پڑی کہ تڑاق سے چھینک آئی اور بیہوش ہو گئی برق نعرہ کرکے اٹھا اور چادر عیاری بچھا کر صرصر کو اسپر لٹایا اور عمرو کو پالتی بٹھا یا پانون صرصر کے آغوش عمرو مین رکھدیے اور فتیلہ دفع بیہوشی صرصر کو اور دوسرے ہاتھ سے عمرو کو سنگھایا کہ دونون ہوشیار ہوئے اور برق نے سامنے صرصر کے آکر کہا استانی مین آداب عرض کرتا ہون واہ واہ دن دہاڑے آپ اُستاد کو میرے لیے جنگل مین پڑی ہین کوئی مکان اور باغ میسر نہین تھا تو خیمے مین چلی آئی ہوتین یہ بدتمیزی حضور کو نچاہیے ادھر تو اسنے یہ کہا اور عمرو کی جو آنکھ کھلی صرصر کو اپنا ہم بستر دیکھا اے جان جہان و آرام دل مشتاقان کہہ کر لپٹا کہ ؎

	نہال عیشم از وصالش بر آورد		زبخت خویش برخوردارم امشب

صرصر نے جو یہ حال اپنا دیکھا کہا موے حرامیو تم بڑے غضب کے ہو اور ایک دولتی سینے پر عمرو کے لگا کر دور جا کر گری عمرو پکارا کہ بیت لاتین چلینگی سینے پہ اپنے شب وصال ؎ کیا کیا نہ غل مچائیگی خلخال پاے دوست ؎ صرصر شرما کر ایکطرف جست کرکے چلی گئی اور عمرو نے برق کا ہاتھ پکڑ کہا بیٹا مین تجھ سے چادر جمشیدی نہ لونگا بارگاہ مین اور بہلا کر بارگاہ مین لایا برق نے چارون تاج افراسیاب کے مہ جبین اور اسد کو نذر دیے اسد نے وہ تاج عمرو کو دیے اور مہ جبین نے لاکھ اشرفیان انعام برق کو دین اور بہار نے پچاس ہزار اشرفی عنایت کین سرداران نامی نے رطب اللسان تعریف کی ہر طرف سے آفرین آفرین کی صدا بلند تھی کہ مصرعہ تبارک اللہ ازین فتنہ ہا کہ در سر تست ؎ ساقیان مہوش پیمانۂ شراب سرخوش لے کر مجلس افروز اس محفل خلد مشاکل کے تھے اور مغنی بصد طرب نغمۂ دلکش سناتے تھے کہ ابیات

	صبح دولت میدمد کو جام ہمچو آفتاب		فرصتی زین بہ کجا باشد بدہ جام شراب

خانہ بے تشویش وساقی یار ومطرب بذلہ گو | موسمِ عیش است ودور ساغر عہد شباب
شاہد وساقی بدست افشان ومطرب پای کوب | غمزۂ ساقی زچشم می پرستان بردہ خواب

سوقت عمرو نے برق سے کہا اے فرزند مین اسلیے تجھ سے چادر جمشید مانگتا ہون کہ حکم صاحبقران
ہی کہ ایسی اشیاے نادرہ سے اور تبرکات انبیا علیہم السّلام سے بغیر ضرورت شدید کے کوئی کام نہ
نا اور تم چادر پاتے ہی شہر ناپرسان مین چلے گئے اور افراسیاب سے مقابل ہوے اگر ایسا
ن چاہتا تو گلیم اوڑھ کر ابتک سب کے سر کاٹ ڈالتا اور طلسم فتح کر لیتا پس تمھین چاہیے کہ صرف
یاری کر کے معین اور یاور طلسم کشا کے رہو اور چادر جمشید مجھے دو برق نے کہا مجھے چادر کیا کرنا
ہے انشاءاللہ ہزارون ساحرون کو بغیر چادر کے قتل کرونگا یہ کہکر وہ چادر جمشید عمرو کے حوالے
یہان تو یہ صحبت گفت وشنید برپا تھی کہ یکایک صدائے مہیب آئی اور ایک پنجہ چمک کر
ر انعرہ بلند ہوا کہ منم نمرود جادو اور بہار جادو کو پکڑ کے لے چلا اہل دربار مہرخ وغیرہ
ھڑے ہوگئے اور ہزارہا ناریل اور ترنج اور نارنج اس پنجہ پر مارے لیکن وہ دست ساحر
بردست تھا کچھ تاثیر نہ ہوئی اور بہار کو وہ پنجہ لیکر ایک پہاڑ پر آیا عمرو اور سب عیار بھی
وڑے گئے اسوقت نمرود نے پہاڑ پر سے بزور سحر ایک نہیب دی کہ اے فرقۂ نمک حرام یہ نہ کہنا کہ
رود چھپا کر بہار کو پکڑ لیگیا مین یہان ٹھہرا ہون تم مین سے جسے حوصلہ ہو وہ آکر چھین لے یہ
ہہ کر کے ایک پتلا سحر کا قلہ کوہ پر مقرر کر دیا کہ جو کوئی آئے اے پتلے مجھے خبر کر دینا اور آپ پہاڑ پر بزور سحر
رش بچھا کر بیٹھا بہار اسکے سحر سے بیہوش ہوگئی تھی اسکو ایک طرف لٹا دیا اس عرصہ مین عمرو
یک ساحر کی صورت بنکر اور کاسۂ جواہر کا جسمین دانے انار کے نہایت خوشرنگ برابر بیضۂ مرغ
کے تھے ہاتھ مین لیکر پہاڑ پر چڑھ آیا پتلے نے منع کیا کہ یہان نہ آؤ عمرو نے نہ مانا اس وقت پتلا
پکارا کہ اے نمرود ہوشیار ہو جاؤ کہ عمرو آیا نمرود یہ صدا سنکر گویا ہوا کہ آنے دے پتلا خاموش
ہو رہا اور عمرو نمرود کے پاس آیا سلام کیا اور کہنے لگا اے نمرود پتلا تمھارا جھوٹا ہے مین
افراسیاب کا ملازم ہون یہ دانے انار کے باغ سیب سے آئے تھے اتنے تمھین بھیجے ہین
یہ کلام سنکر نمرود بہت ہنسا اور کہا اے عمرو تو بڑا مکار ہی مین تیرے فقرے مین نہ آؤنگا دیکھون
کس طرح کے دانے ہین یہ کہکر کاسہ ہاتھ مین لیا دانے انار کے دیکھے کہ ایسے کبھی نہ دیکھے تھے
ہاتھ مین اٹھا کر بغور دیکھنے لگا ان مین سے بھاپ نکلنے لگی اور باریک دھوان نکل کے دماغ
مین گیا کہ چھینک آئی اور بیہوش ہوا عمرو نے فوراً سر کاٹ ڈالا غل وشور ہوا اور تاریکی

پھیل گئی بعد تھوڑی دیر کے صدا آئی کہ کشتی مارا نام نمرو و جادو بو اور ایک طائر خوشرنگ اسکے سر سے نکل کے طرف افراسیاب کے گیا اور بہار ہوئی عمرو کو لے کر لشکر مین آئی سب نے خوشی کی جلسہ انبساط آغاز ہوا مگر طائر نے جا کر افراسیاب سے حال مرگ نمرو و بیان کیا اور جل گیا اسوقت حیرت نے اصرار کیا کہ مین ضرور بہر مقابلہ حریف جاؤنگی ساحران نامی کو ساتھ لونگی افراسیاب نے اجازت دی حیرت کارسازی لشکر مین مصروف ہوئی مگر حال لقا کا سینے کہ پہلے ذکر ہوا تھا کہ سلیمان عنبرین موے کوہی نے نامہ بھیجا تھا کہ کسی کو بہر مدد خداوند بھیجو تو افراسیاب نے حسینہ جادو کو حکم دیا تھا کہ تم جاؤ مگر حسینہ اپنے مقام پر آکر بیمار ہو گئی لقا پاس نہ پہونچی عرصہ جو ہوا سلیمان نے دوسرا نامہ اسی مضمون کا لکھ کر پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوایا پنجہ پاس افراسیاب کے اُسوقت نامہ لایا کہ حیرت کارسازی لشکر مین مشغول تھی افراسیاب نے نامہ پڑھکر ایک سردار لشکر سے اپنے حکم دیا کہ ای سرمست جادو تم جاؤ اور خداوند کی مدد کرو سرمست حکم پاکر اپنی جگہ پر آیا اور فوج لیکر قریب بارہ ہزار ساحر کے سمت کوہ عقیق بڑے کروفر سے روانہ ہوا

داستان روانہ ہونا سرمست جادو کا واسطے مدد لقا کے اور مقابلہ کرنا امیر سے اور عیاری چالاک بن عمرو کی اور لشکر کشی کرنا حیرت کا با فوج قہار لشکر مہرخ پر اور مدت دراز تک مقابلہ کرنا سحر کی لڑائیان باہم ہونا اور عیاریان کرنا عیارون کا اور عیار بچیون کا لمؤلفہ

کدھر ہے تو اے ساقی لالہ فام — شراب شجاعت کا دے ایک جام
ترے جام نے ساقی مہ لقا — طلسمات کا رنگ دکھلا دیا
مرے ساقیا آج تیرا ہے دور — پلا دے مے سرخ کا جام اور
شجاعت کے ساغر مین دے مین نثار — دکھا جوہر تیغ کی پھر بہار
چمکنے لگی برق شمشیر آج — ہے سکۂ نقد جان کا رواج
گھٹا کالی کالی سپر کی اوٹھی — چلی آتی ہے فوج آندھی ہو لی
گرجتے ہین پھر رعد آسا نقیب — شجاعون کو جام شہادت نصیب

برسنے لگے خون کا دونگڑا
رہے کھیت رن کا ہر اک لہلہا

کھلین نخل قامت پہ گل زخم کے
بہے خون کی نہر ہر سمت سے

فسون سازیان حیلہ پردازیان
ہر اک سمت پھر ہوئین عیاریان

نہ کر مے کے پینے مین کچھ دیر آج
ترسے رند کے دل کا ہی یہ علاج

دکھادون مین پھر معرکہ جنگ کا
ملے جام گر خون کے رنگ کا

بیا بشنو اے ہمدم راستان
کہ باز آمدم بر سر داستان

چہرہ پردازان عروس شجاعت وآرائش دہندگان شاہد رعنائے جلادت سواد زلف لیلای بیان کی زینت شانہ تقریر سے اس طرح فرماتے ہین اور خال سیاہ نکات تحریر کو رخسار آئینہ تمثال محبوبہ قرطاس پر یون بناتے ہین کہ جب حیرت بہر مقابلہ مہرخ عازم سفر ہوئی ساحران طلسم مثل گلنار جادو اور طولان بن شہاب جادو وشہاب اژدر گیر جادو وقتیل جادو وشگوفہ جادو وقیماس جادو ومہجور جادو وغیرہ سترہ لاکھ ساحر ہمراہ رکاب کمر باندھ کر چلنے پر تیار ہوئے افراسیاب نے اپنے دو وزیرون ابریق کوہ شگاف اور سرمایہ برف انداز کو ساتھ کر دیا زمرد جادو اور یاقوت جادو وزیر زادیان جنو بال ہما کا سر پر جھلنے لگین اور ملکہ حیرت سوار ہوئی تخت اسکا ایک ابر کے اندر غائب ہوگیا اور ہزارون نقارے طلسمی بجنے لگے اور مثل بنگلے کے معلوم دیتا تھا اور وہ بنگلہ مینا نگار تھا ہزارہا کرسیان یاقوت نگار اس مین بچھی تھین بیچ مین تخت جواہر آگین آراستہ تھا اور مثل شعلہ جوالہ کے جسم حیرت کا اُس تخت پر منور اور روشن دکھائی دیتا تھا آگے بنگلے کے ناقوس اور گھنٹے از خود بجتے تھے صدا سامری کے جے بولنے کی از خود بلند تھی اور جب حیرت اشارہ کرتی تھی گیسوے بن شہاب ایک ترنج فلک کی طرف اچھالتا تھا وہ ترنج شق ہوتا تھا اور ہزارون توپین چھوٹنے کی صدا آتی تھی اور لاکھون ستارے ٹوٹ کر گرتے تھے اور سر پر حیرت کے نثار ہوتے تھے اور نبرد آزمایان عرصۂ جلادت مرکبہاے پرند پر سوار کہ جنکے اسلحے کی صدا سے شور الامان از زمین تا آسمان بلند ہر ایک ذی رتبہ وخود پسند ساحران نامی سازان گرامی روانہ تھے نظم

سپہ را چو حیرت بمیدان کشید
صف لشکر ساحران بستہ دید

چو لشکر قدمہا بمیدان نہاد
بخوف و رجا ماہ و ماہی فتاد

بہ پشت سمند فلک اقتدار
بگشتہ ہزاران جنگی سوار

بپوشیدہ درع و کمر بستہ تنگ ۔ بباز و کمانہا بترکش خدنگ
کمند چو زلفِ عروسانِ چین ۔ بفتراک زین بستہ از روی کین
تزلزل ز لشکر فتاد آنچنان ۔ کہ گرد آسمان روز محشر گمان
بخون ریختن پنجہ را باز کرد ۔ بہ تیغ و خدنگ آنزمان ساز کرد

خلاصہ کلام بڑے جوش و خروش سے مثل دریاے زخار وہ لشکر قہار روانہ ہوا اور بعد
قطع منازل قریب پشتہ رنگین حصار پہونچا مہرخ اور مہ جبین دربار مین بصد آئین جلوہ
فرما تھین کہ گھنٹون کے بجنے کی صدا آئی اور نقارون کی آواز نے زمین ہلائی سب سردار باہر
نکل آئے فوج ساحران کی آمد تھی دیکھی اور سواری حیرت کی نظر آئی سب الحفیظ والامان پکارے
اور مہرخ وغیرہ بدحواس ہوگئین ہلچل پڑگئی لیکن حیرت کی بارگاہ میدان رزم کا فاصلہ درمیان
لشکر حریف دیکر استادہ ہوئی کئی سو کلس یاقوت نگار چمکنے لگے اور منزلون تک خیمے ساحرون کے
استادہ ہوگئے بازار مین کھل گئین جابجا خرید و فروخت ہونے لگی بارگاہ کے روبرو اردوے
معلی کا طور ہوا القصہ ہی کچھ اور ہوا حیرت اتر کر داخل بارگاہ ہوئی اور تخت حکومت پر بیٹھی گرد
گردن کش ساحران سامری منش زیب دہ کرسی و دنگل ہوئے آباد تہمتنون کے جنگل ہوئی
عیار بچیان بھی صحرا سے آکر حاضر دربار ہوئین اور انتظام کرنے لگین یہ تو اس جگہ فکر جنگ و جدال
مین مصروف ہین مگر ع ازین قصہ یکدم فراموش کن ۞ ز جاے دگر داستان گوش کن ۞
سرمست جادو کا اول حال بیان کیا جاتا ہے کہ بارہ ہزار ساحر لیکے بہ تزک و احتشام بہ ہر مدد
لقا سمت عقیق کوہ رہ نورد ہوا تھا بعد طے بعد راہ طلسم سے باہر نکلا اور حوالی کوہ عقیق مین
پہونچا اس جگہ صحراے سبز و خرم پاکر ہواے صید افگنی دلمین سمائی دامن کوہ مین خیمہ استادہ کیا فوج کو
ٹھہرا آپ شکار کھیلنے لگا اور بعد شکار طائران صحرائی بموجب نظم

شکار افگنان در یمین تاختہ ۔ بقصدِ گوزن اسپ انداختہ
ز وحشی غزالان بسے ہر طرف ۔ بہ تیرِ کماندار گشتہ ہدف

بہت گور و گوزن شکار کیے لیکن ایک آہو تیر کھا کر سامنے سے بھاگا اُسنے اُسکے تعاقب
مین گھوڑا اُٹھایا اتفاق سے واراب کشور کشا فرزند امیر پہلے سے اس دشت مین نخچیر
کنان تھا اُسنے جو ہرن کو آتے دیکھا تیر جوڑ کر کمان مین لگایا کہ آہو گرا شہزادے نے اُسے ذبح کیا اس
اتنا مین وہان سرمست آکے پہونچا اور اپنی صید کو سامنے واراب کے پڑا دیکھ کر للکارا کہ ارے تو کون ہے

...میرے صید کو تو نے ذبح کیا داراب نے کہا اے بہادر مین نہ جانتا تھا کہ یہ شکار زبون تیرا ہے ورنہ
...ت اندازی نہ کرتا اب یہ آہو بلکہ اور جو مین نے شکار کیے ہین حاضر ہین تو لیجا اور مجھے معاف کر
...سر مست مست می نخوت تھا عذر شاہزادے کا نہ سنا اور ڈانٹا کہ اے نامعقول مجھے تو نے
...شت کا بھوکا تصور کیا ہے جو لالچ دیتا ہے ہم سر مست جادو بدلے اپنے صید کے تجھی شکار کرونگا
...راب نے کہا تم لوگ ساحر اپنے سحر کرنے پر بہت نازان ہو اگر تلوار کے رخ آؤ تو معلوم ہو سر مست
...قسم کھائی کہ مین تجھپر سحر نہ کرونگا دیکھون کہ تو میرا کیا کر لیتا ہے لاضرب مروان عالم شہزادے نے فرمایا
...ہ تو اول بر آور تمنای خویش ٭ کہ من خصم را امید ہم دست بیش ٭ سر مست نے تیغہ کھینچکر سارے
...م کا زور بازو بازؤن مین شریک کرکے رکابون پہ کھڑے ہوکر بقوت تمام سر داراب پر لگایا
...راب نے اسقدر مرکب اپنا حریف کے گھوڑے سے قریب گیا اور مانند غنچہ سمٹ کر زیر سپر
...را جسم اپنا مخفی کیا کہ قبضہ اور دنبالہ سپر پر پڑا باقی سارا ہاتھ خالی گیا اس گھاٹ سے تلوار بڑی
...فز و برق حیات اوسکی طوفانی ہوتی سر مست تلوار لگاکر جھونک سے سنبھلنے نپایا تھا کہ داراب
...شمشیر کھینچکر پکارا خبردار خبردار یہ نہ کوئی کہے کہ غفلت مین مارا ہیت تو ضربی زدی ضرب من نوش
...ن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ غرضکہ تلوار لگائی سر مست نے بازو بر قوت او تیغہ
...دھ دار سر پہ آتے دیکھ کر اپنے تئین جست کرکے کفل مرکب پہ پہونچایا اور سپر کو سامنے کیا شمشیر
...ا عقدہ خصال شاہزادہ بلند اقبال سپر سے اسطرح گذری کہ جیسے ابر تیرہ سے برق ظاہر ہوتی ہے
...ر خود و دو بلغا و زرہ ٹوپ و عرق چین وغیرہ کو کاٹ کر تا دوا برو حریف کے پہونچی سر مست
...ے بعجلت تمام واستانے دم شمشیر مین مارے کہ وہ جھنناکر سر سے نکلی مگر چادر خون کی منھ پڑ
...لیی اور صدمہ زخم سے بیہوش ہوکر گرا داراب نے چاہا سر کاٹ لون پھر خیال کیا کہ
...سمل اور بے بس کو قتل کرنا شایان مردی نہین ہے یہ سوچکر ٹھہرا تھا کہ ناگاہ آندھی سیاہ
...ئی اور سامنے سے ایک ساحرہ سیہ چردہ کریہ منظر اہرمن صورت کہ اسکا ناگن جادو نام ہے
...سنے سر مست کو دودھ پلاکر پرورش کیا ہے آکر پہونچی اور اپنے فرزند کا یہ حال دیکھ کر بہ غضب
...م سحر کیا کہ داراب کے گرد ایک برج آتشین بن گیا کسی طرف سے راہ نکلنے کی نہ رہی پھر اُسنے
...سر مست کو اُٹھایا اس عرصہ مین زر دم جادو ملازم سر مست مع فوج جو پیچھے رہگیا تھا آکر
...ہونچا اور شہزادے کے ملازم بھی حاضر ہوئے باہم دونون فوجون مین جنگ آغاز ہوئی لیکن
...وج ساحران نے بزور سحر ایک لمحہ مین شکست دی فوج داراب ہزیمت کھاکر سمت کوہستان

گئی مگر سرمست اُسی جا اُترا اسوقت فتاح کشوری جو ہمراہ فوج آیا تھا صورت اپنی بدل کے
یعنے ایک ہیزم کش بنکے کہ لکڑیون کا گٹھا سر پر رکھ کر جوتیان لاٹھی مین لگا کر لشکر سرمست
مین آیا ادھر کچھ لوگ بھاگ کر لشکر امیر مین آئے اور سب کیفیت گرفتاری شہزادۂ صاحبقران کی
کہی اور لشکر کے فکر مین قتل سرمست کے روانہ ہوئے اور امیر بھی چلنے کی تیاری کرنے لگے
لیکن وہان ناگن نے مرہم سحر زخم پر سرمست کے لگایا کہ وہ اچھا ہو گیا اسوقت اُسنے بہت
کچھ نشیب و فراز جنگ و جدل کرنے کے سرمست کو سمجھائے اور کہا اب یہان نہ ٹھہر کوچ کر
خداوند پاس جا یہ کہکر آپ رخصت ہوئی اور سرمست بھی اُسی وقت مع لشکر ساحران اعزا
پر قید و اراب کی لیکر لشکر لقا مین پہونچا ساتھ اسکے فتاح عیار بھی آیا یہان لقا تخت
پر بیٹھا تھا کہ یکایک آندھی اُٹھی اور آگ پتھر برسنے لگے تاریکی ایسی پھیلی کہ اندھیرا ہو گیا لقا
فرط خوف سے تخت سے اتر کر نیچے چھپا بعد لمحہ کے سرمست آیا اور تخت خالی دیکھ کر مستفسر
ہوا کہ خداوند کہان ہین بختیارک نے تعظیم دی اور کرسی پر بٹھایا عرض کیا کہ آپ تشریف رکھیے
خداوند بھی آتے ہین اور تخت کے سامنے پردہ ڈال کر لقا کو اُسکے نیچے سے نکالا اور کہا یا خداوند
آپ اسی طرح زیر تخت ڈر کر پوشیدہ ہو جیے گا تو لوگ سُست اعتقاد ہو جائینگے الحاصل درست
ہو کر لقا تخت پر بیٹھا سرمست نے سجدہ کیا اور آنا اپنا بیان کیا کہ شاہ طلسم نے بہر مدد حضور
مجھے بھیجا ہے لقا نے خلعت فاخرہ دیا سلیمان اور بختیارک نے لشکر ساحران مقام پاکیزہ
و بہتر مین جا کر اُترو ایا ہر سمت ڈھول بجنے لگا اور ناقوس پھونکے گئے ساحر آرام گزین ہوئے بارگاہ
مین شراب و کباب چنگ و رباب کا جلسہ شروع ہوا ناچ ہونے لگا لیکن نامیان و توپیان
خیبری ہر کارے بصورت مختلف دربار مین لقا کے موجود تھے انھون نے بارگاہ سلیمانی
مین بادشاہ لشکر کو جا کر مجرا گاہ پر ٹھہر کر بصد عجز و نیاز دست دعا بلند کر کے یہ قطعہ دعائیہ زبان پر لائے قطعہ

ای فریدون ہمت و دارا حشم		وے ز ذاتت رفت از دنیا ستم	
یا الٰہی تا ابد باقی رہے		ملک و مال و جاہ و اقبال و علم	

بہر امداد لقا ہمراہ سرمست جادو نام ایک ساحر ناکام با جمعیت دس بارہ ہزار ساحر تیرہ
روزگار برائے مقابلہ لشکر ملازمان حضور دشمن شکار آیا ہے و اراب کو شکار گاہ سے قید کر کے ہمراہ
لایا ہے صاحبقران یہ خبر سنکر جو واسطے رہائی و اراب کے جاتے تھے توقف پذیر ہوئے کہ اب
یہین وہ آگیا ہے سمجھا جائیگا اور ادھر سرمست کی دعوت کا سامان ہوا اور اوسکے نائب زردم

کے لیے نقانے اپنا اولش خاص بھیجا چوبدار خوان لیکر باہر بارگاہ کے آیا اور مزدور کی تلاش کی فتاح عیار جو لکڑی والا بنکر ہمراہ لشکر آیا تھا مزدور بنکر آیا اور خوان سر پر رکھ کر چلا جب کچھ دور گیا ایک جگہ پانون کو لغزش دیکر خوان کو گرا دیا چوبدار اُسکو بُرا بھلا کہکر برتن اور کھانا جو گر گیا تھا اٹھا کر درست کر کے رکھنے لگا فتاح بھی اُسکے ساتھ اٹھاتا جاتا تھا اور نگاہ بچا کے کھانے مین بیہوشی ملاتا جاتا تھا جب سب کھانا درست کر کے وہان سے لیکر پاس زررم کے چوبدار آیا اور عرض کیا کہ یہ خاصہ خداوند نے اپنا اولش بھیجا ہے زررم بہت خوش ہوا چوبدار تو چلا گیا مگر فتاح پشت خیمہ پر چھپ کر ٹھہر رہا یہان تک کہ زررم کھانا کھا کر مع اپنے رفیقون کے بیہوش ہوا فتاح سراچہ چاک کر کے اندر خیمہ کے آیا اور سر زررم کا مع اُسکے رفقا کے جدا کیا غل برپا ہوا لوگ دوڑے لینا لینا کا ہنگامہ ہوا فتاح سراچہ فراکر نعرہ کر کے بھاگا اور آپ بھی لینا لینا کہتا ہوا نکل گیا اس ہنگامہ کی خبر سرمست کو ہوئی اُسنے بختیارک سے کہا کہ مین کسل سفر سے بھی آسودہ نہونگا طبل جنگ بجواؤ کہ مین ان سب کو غارت کرون بختیارک نے کہا بہت مناسب ہے غرض اتنا دن جو باقی تھا اُسمین لاشین زررم اور اُسکے رفقا کی اٹھوائین جبکہ وہ دن تمام ہوا اور وہ ہنگام آیا کہ خورشید عالم گیر مانند اسیرون کے دستگیر اور مقید ہوا اور لشکر خدیو زنگی ظلمت نے رایت سیاہ تعزیت سراے روزگار مین برپا کیا لاش بنات النعش کی گورستان فلک مین آئی اور شبنم اشک حسرت بہانے لگی **نظم**

عروس بزم زمانہ چو گشت حجلہ نشین	زغصہ معجر سلماے چرخ شد مشکین
خدیو نور بظلمت زبی پناہی رفت	چو یونس ابن متی در دہان ماہی رفت

سرمست نے حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اور نقارۂ رزم نواخت مین آیا ہرکارون نے بکر زبعد بہت شاہ اسلام جا کر بعد دعا و ثنا کے خبر طبل بجنے کی گذارش کی بادشاہ نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارہ جنگی بجے حسب الارشاد چالاک بن عمرو نے نقارخانۂ سلیمانی مین جا کر طبل سکندر اور طبل حشامی کو بجایا زمان و زمین مین تزلزل آشکار رہوا نالے ترکی اور سنج کیومرثی اور نفیر اسیابی کو دم ملا چار پہر رات تیاری آلات حرب و ضرب رہی اور دونون لشکرون مین نقیب بہادرون کو ہوشیار اور خبردار کرتے تھے دلاور جان دینے پر تیار تھے آخر شب گذر کر وہ وقت آیا کہ عسس لیل باخیل انجم طلایہ داری سے برخاست ہوا اور شہنشاہ فلک چارم کی آمد کا غلغلہ شبستان مشرق سے چار دانگ عالم مین پھیلا کہ **ابیات**

چو دارائے خورشید شد بر سپہر | جہان راست از لشکر دیو چہر
زروئے زمین گرد غم دور شد | دل آئینۂ عالم نور شد
زمہ تا بماہی جہان یافت کام | فلک شد بکام دل خاص وعام

دم سحر لشکر طائفہ طائفہ انبوہ انبوہ میدان رزم مین جانبین سے وارد ہوئے اور امیر
مسجد کر پاس مین آکر اوراد وظائف مین مصروف تھے کہ چالاک نے آکر خبر عرض کی کہ فوج
دریا موج دشت نبرد مین جا چکی امید وار برآمد ہونے صاحبقران روزگار کی ہے امیر سلح سنجوگ
سے آراستہ ہوکر مسجد سے باہر آئے سرداران بلند احتشام حاضر ہوئے امیر مرکب اشقر دیوزاد پر سوار
ہوکر مع تمام سرداروں کی در دولت ظل اللہ بادشاہ عالم پناہ کے پہونچے یہان بادشاہ تخت سلیمانی
پر سوار عیش محل سے برآمد ہوئے نقیبون نے صدا بسم اللہ کی دی سب سردارون نے مجرا کیا
نوبت و نقارے بجے مرحبا ادب اور تفاوت سے پکارنے لگے سواری حضور عالم کی طرف
دادگاہ مصاف کے چلی گرد سرداران ذی وقار بیچ مین وہ شہریار بڑے جاہ وحشم سے دشت
قتال مین پہونچے دیکھا کہ ایک طرف سے لقا بھی سرمست کو لیکر وارد ہوا اور مبارزون نے
صف کشی کی پست و بلند زمین ہموار ہوئی شقے گرد و غبار بٹھا چکے نقیب نقابت کرنے لگے میدان
جنگی پاک وصاف ہوا سرمست اجازت لقا سے لیکر بارادۂ رزم وپیکار اژدر سحر اڑا کر میدان
مین نکلا اور لشکر امیر کو للکارا کہ اے بندگان مغضوب درگاہ خداوندی تم مین کون ایسا ہے
جو مجھ سے آکر نبرد آزما ہو لشکر اسلام سے مندویل اصفہانی اجازت شاہ سے میدان مین آکر
مقابل ہوا سرمست نے سحر کیا کہ صحرا کی جانب سے گرد اوڑی اور ایک سوار آلات حرب سے مسلح
ومکمل پیدا ہوا مندویل سے کہا لا حربہ غرضکہ باہم نیزہ چلا سوار قدرت نے نیزہ بعد رد و بدل
ہونے کئی طعن کے ہاتھ سے نکال دیا مندویل نے تلوار کھینچی سوار قدرت نے بند دست پکڑ کے
تلوار چھین لی اور کمربند مین ہاتھ ڈال کر مندویل کو قاش زین سے اٹھا کر زمین پر دے پٹکا
اور مقید کرکے سپرد لشکر سرمست کیا اور پھر نہیب دی کہ اور تم مین جسے تمنا مرگ کی ہو وہ
وہ آکر مقابل ہو سرداران فوج اسلام آنے لگے اور سوار قدرت کے ہاتھ سے گرفتار ہوتے تھے اسطرح
کئی سو سردار گرفتار ہوئے آخر وہ دن آخر ہوا اور لیلی لیل عذرا مثال غم مفارقت وامق روزگار مین
سیہ پوش ہوکر حجلہ نشین الم ہوئی اور عیسی گردون نشین نے دامن خورشید تھام کر طلوع ہونے سے ممانعت فرمائی نظم

فگندہ پردۂ ظلمت بروی خود خورشید | کہ پرتوش نشود از پس حجاب پدید

عطارد از عمر تاثیر بخش این تدبیر | کشیدہ بود قلم راز دفتر تقدیر

سر شام طبل بازگشت بجوا کر سرمست پھر گیا دونون لشکرون کے سپاہ نے کمر کھولی اور آسودہ ہوئی لیکن چالاک واسطے تلاش کرنے سوار قدرت کے چلا کہ دیکھون یہ کہان سے آیا تھا یہان بختیارک نے سرمست سے کہا کہ حمزہ کو اسم اعظم یاد ہے جب وہ مقابلے مین آئیگا کوئی سحر اوسپر تاثیر نہ کریگا اور سب جادو باطل ہو جائیگا سرمست نے یہ کلام سنکر سحر پڑھا کہ ناگن جادو آئی اوس سے کہا کہ حمزہ کے گرفتار کرنے کی کو تدبیر کرنا چاہیے کہ حمزہ مالک باطل السحر ہے ناگن نے کہا مین جاتی ہون اور عیارون سے پوشیدہ ہوکر اسم اعظم امیر کا بند کرونگی کہ پھر اُسے یاد نہ آئے بختیارک نے کہا سردار جو مقید ہوئے ہین اُنکو عیار چھڑا لے جائینگے آپ کا رہنا یہان مناسب ہے ناگن نے ایک تعویذ بختیارک کو دیا کہ جب مجھے بلانا منظور ہو اور میری ضرورت ہو تو اس تعویذ کو آگ سے سینکنا مین اسی وقت آؤنگی یہ کہکر ناگن پرواز کرکے کسیطرف چلی گئی مگر چالاک تلاش مین سوار قدرت کے ہر طرف پھرا کہین پتا اسکا نہ لگا آخر ایک خدمتگار کی صورت بن کر بختیارک کی خیمے مین آیا اُسنے چالاک کو پہچانا از بسکہ بختیارک کے باپ بختک کا ہر لیپہ عمرو نے پکا کر بختیارک کو کھلایا ہے تو اوس روز سے بختیارک مقدمۂ عیاران مین نہین دخل دیتا ہے جانتا ہے کہ یہ مار ڈالینگے اور بظاہر نہایت عجز و انکسار سے پیش آتا ہے الحاصل چالاک کی بڑی تعظیم کی اور مقام بلند پر بٹھایا اور عرض کیا مرشد زادے آج آپ کہان تشریف لائے پہلے یہ فرمائیے کہ میری جان کی خیر ہے یا نہین چالاک نے کہا اجل تمھاری قریب پہونچی ہے آج اسی ارادے سے ہم آئے ہین کہ ملک جی تم کچھ حال پوچھین اور اگر نہ بتلاؤ تو تمکو عذاب زندگی چھڑا دین بختیارک سفید چادر اوڑھ کر سامنے چالاک کے لیٹا اِس طرح کہ جیسے مردہ ہوتا ہے چالاک نے کہا ملک جی آج تم بچ گئے نہین لو اُٹھو یہ دو خرمے میرے ہاتھ سے کھالو بختیارک نے گڑگڑا کر عرض کیا کہ حضور جو کچھ پوچھنا ہو پوچھین اور اگر قتل کرنا ہو تو سر حاضر ہے بیہوش مجھے کرنے کی کیا ضرورت ہے چالاک نے خنجر دکھایا کہ اے قرم ساق یہ مجھ سے بھی چہ میگوئیان کرتا ہے جلد ان خرمون کو کھا بختیارک نے کہا بہت خوب کھاتا ہون اور ناچار وہ خرمے کھائے اور بیہوش ہوا چالاک اسکا پشتارہ باندھ کر خیمہ کو پھاند کر جست و خیز کرتا ہوا صحرا مین پہونچا کہ پہاڑ پر چڑھ گیا کہ ایسا نہ ہو کوئی آجائے اور وہان بختیارک کو ہوشیار کرکے پوچھا کہ سچ بتلا یہ سوار کہان سے آتا ہے بختیارک نے کہا اگر بتلا دون تو مجھے چھوڑ دیجیے گا پھر

تو نہ قتل کیجیے گا چالاک نے دھمکایا کہ جلد بتلا یہ اقرار کیون لیتا ہے جی چاہے گا معاف کرینگے اور مزاج مین آئیگا قتل کرینگے بختیارک نے کہا اور مین کچھ نہین جانتا ہون مگر اتنا معلوم ہے کہ ناگن اسم اعظم بند کرنے گئی ہے اور ایک تعویذ دے گئی ہے کہ جب اس تعویذ کو آگ پر رکھو تو ناگن اسی وقت آئے کہیے تو اسے بلاؤن یہ اسلیے بختیارک نے کہا کہ ساحرہ جو آئیگی مین چھوٹ جاونگا اور چالاک کو گرفتار کراؤنگا لیکن چالاک نے عیاری تجویز کرکے کہا کہ اچھا ناگن کو بلا بختیارک نے آگ پر تعویذ رکھا یکایک ایک سناٹا ہوا اور ساحرہ آئی اور اسنے پوچھا کہ ملک جی تمنے کیون مجھے بلایا ہے اسنے منھ سے تو کچھ نہ کہا مگر اشارے سے چالاک کو بتلایا یعنے یہ دشمن ہے اسے گرفتار کرلو ناگن اشارہ نہ سمجھی چار طرف دیکھنے لگی چالاک اسکے آنے سے پوشیدہ ہوگیا تھا جب اسکو چار سمت متحیر ہوکر نگران دیکھا بہ چالاکی تمام پتھر گوپھن مین رکھکر مارا کہ ناگن کا کاسہ سر پاش پاش ہوکر دور گرا اور یہ زمین پر گرکر واصل جہنم ہوئی شور و غوغا اسکے مرنے کا ہوا بختیارک آنکھین بند کرکے بیٹھ گیا چالاک نے اُسے درخت سے باندھ دیا اور آپ ناگن کی صورت بنکر سرمست کے خیمے مین آیا اسنے اپنی دایہ کو دیکھکر با ادب تمام سلام کیا اور پوچھا کہ اسم اعظم بند کرآئین ناگن نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تجھ پر تین روز بہت سخت ہین عیارون سے جان بچنا مشکل ہے میرے ساتھ چل کہ ایک تدبیر تجھے بتلاؤن یہ کہکر سرمست کو جنگل مین لاکر ایک سیب اپنے پاس سے نکال کر دیا کہ اسے کھالے باغ سامری کا ہے اسکے کھانے سے عمر بڑھ جائیگی کوئی قتل نہ کرسکیگا سرمست نے سیب لیکر کھایا اور بیہوش ہوا چالاک نے سر اوسکا بھی کاٹ ڈالا ایک ہنگامہ عظیم برپا ہوا آگ پتھر برسنے لگے اور داراب وغیرہ سردار جو مقید تھے وہ چھوٹ گئے اور سب نے مشورہ کیا کہ اس لقا حرامزادے کو قتل کرو بس تلوار لیکر لشکر پر اسکے آگرے فوج ساحران غافل اتری تھی زد و کشت جو شروع ہوئی سمجھے کہ اہل اسلام بھی معلوم ہوتا ہے کہ بڑے زبردست ساحر ہین کہ جنھون نے ہمارے افسرون کو مارا بس یہ سوچکر بھاگ کھڑے ہوے اور تادیر بہادرون نے لشکر حریف پر شمشیر زنی کی

نظم

بناگہ چو شیر از کمینگاہ جست — جہان پہلوان تیغ رخشان بدست
سپاہ ستم تا خبردار شد — بیابان زخون ارغوان زار شد
بلائے کہ بودند اندر کمین — بروں تاختند از یسار و یمین
چکاچاک شمشیرہا شد بلند — زہر سو غو تیرہا شد بلند

سنان ہای رخشان چو دندان فیل	نمودہ بہ شب تیرہ از چند میل
بر آمد ستیزندہ بر مح السماک	تو گفتی فتادہ آسمان روی خاک
بگیرد بہ بند دہش بود و بس	ہمہ داد خواہان ہیداد رس
نہر دو دست پای یلان جا بجا	فتادہ بہ صحرا ز پیکر جدا
شد از استخوان ریزہ ہا ریگ زار	نشستہ دران تا بزانو سوار
ز بس خون بداماں چرخ کبود	شب تیرہ داغ دل لالہ بود

آخر جسوقت چشم خونبار لیلای لیل سے اشک خونین گرا اور دامن سحر شفق لالہ گون سے رنگین ہوا نظم

بصبح ز فا در بہ تخت سپہر	بسر تاج زرشتہ چو دار اے مہر
علم شد بہ سیر سپہر برین	چو دست دعاے اجابت قرین

بہ فتح و فیروزی سرداران اسلام داخل لشکر ہوے اور لقار نجیدہ شکست خوردہ قلعہ عقیق میں چلا آیا ساحر بھاگ کر طلسم میں گئے اور سلیمان نے عرضی پھر افراسیاب کو لکھی افراسیاب گنبد نور میں تخت پر متمکن ہوا اور حیرت مقابلہ مہرخ میں آکر اتری ہے کہ ساحر بھاگے ہوئے خدمت افراسیاب میں پہونچے اور نجہ عرضی سلیمان کی بھی لایا عرضی پڑھکر افراسیاب کو غیظ و غضب طاری ہوا خیال میں گذرا کہ عیار قیامت ڈھاتے ہیں اور سرگروہ اُن عیارون کا مع چند عیارون کے طلسم میں آیا ہے جبکہ وہ تجھ سے قتل نہیں ہو سکتا تو خداوند کے یہان تو لاکھون عیار ہیں وہ تو حقیقت میں کمال پریشان ہونگے یہ مضمون تجویز کرکے دو نامے اُسیوقت لکھے ایک نامہ ملکہ حیرت کو بھیجا مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای ملکہ ابھی طبل جنگ بجا کر مقابلہ نکرنا اگر مقابلہ کرکے تم لشکر حریف کو زیر و زبر کروگی تو عیار اُسمین خلل انداز ہونگے اور فتور برپا کرینگے چاہیے کہ اول صرصر وغیرہ کو بھیجکر عیارون کو گرفتار کرلو بعد اسکے مہرخ وغیرہ کا گرفتار کرنا تمھارے نزدیک کیا بات ہے یہ نامہ ایک سحر کے پتلے کو دیا کہ بارگاہ حیرت میں لیجائے پُتلا نامہ لے کر روانہ ہوا اُسوقت دوسرا خط ملکہ حسینہ جادو کو بھیجا اُسمین لکھا تھا کہ اے ملکہ تم وعدہ کرگئی تھین کہ میں خداوند کی مدد کو جاؤنگی مگر سنا ہے کہ مزاج تمھارا ناساز ہوگیا فی الجملہ اگر مزاج تمھارا اصلاح پر نہو تو اطلاع دو کہ بہر مدد خداوند کسی اور کو بھیجا جائے اور اگر صحت سے ہو تو خداوند کے پاس جاؤ یہ نامہ بھی ایک پتلے کو دیا کہ وہ پاس حسینہ کے لایا اُسنے نامہ پڑھکر عرضی لکھی کہ اب عنایت جمشید سے میں اچھی ہون اور خداوند کے پاس جاتی ہون آپ اطمینان

دیکھیے یہ جواب جب افراسیاب پاس پہنچا لایا یہ پڑھکر خاموش ہو رہا مگر جب حیرت پاس نوشتہ
پہونچا اُسنے بموجب لکھنے افراسیاب کے صرصر سے کہا جاکر عمرو کو پکڑ لاؤ کہ شہنشاہ کا حکم آیا ہے
صرصر نے عرض کیا کہ بہت اچھا اور اسباب عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوئی مگر حال عیارون
کا سُنیے کہ بارگاہ مہرخ مین مشغول عیش ونشاط تھے جسوقت حیرت فوج لیکر آئی اسکے آنے سے
عیار سب صحرا مین چلے گئے اور فکر عیاری کرنے لگے کہ بارگاہ حیرت چلکر لوٹین اسی اندیشے مین
عمرو ایک گانون مین کہ قریب گنبد نور کے تھا آیا وہان دیکھا تو ایک مقام پر شمگیرہ استادہ
ہے اور بہت سے ساحران کا مجمع ہے ناچ ہو رہا دولہا خلعت پُرزر پہنے مسند پر بیٹھا ہے شراب
کا دور چل رہا ہے عمرو یہ ماجرا دیکھکر خوش ہوا کہ اچھی جگہ آئے کچھ مل رہے اس برات کو لوٹو
مفلس بھی ہو کہین تو کچھ ملے یہ سوچکر علیحدہ ٹھہر کر اپنی صورت کلانوت کی بنائی داڑھی سینے
تک بڑھائی اور رنگت سرخ وسفید روغن لگا کر درست کی گالون پر جھریان پڑی معلوم دیتی
تھین کوزدپشت مرد پیر اپنے تئین بنا کر کرتا پہنا اور پگڑی سر پر باندھکر جوڑی سنے کی کمر سے لگائی
دائرہ ہاتھ مین لیا اور سامنے اہل محفل کے آکر اس طرح مبارکباد گائی کہ سب کو وجد طاری ہوا
تاشیر جادو میر دہ کے لڑکے کی برات تھی اُسنے کلانوت کو فن موسیقی مین طاق دیکھا عزت کرکے
بلاکر بٹھایا اور کہا کچھ شغل کیجیے یہ آپکا گھر ہے جو مجھ سے مقدور ہو گا آپکی خدمت بھی کرونگا عمرو
دعا دی کہ ترقی اقبال ہو مراتب اعلی رہے سرکار کا بول بالا ہے اور بیٹھ کرتے بجا کر گانے لگا غزل

ساقی حدیث سرو گل ولالہ میرود　　وین بحث با ثلاثہ غسالہ میرود
می دہ کہ نوعروس چمن حد حسن یافت　　کار این زمان ز صنعت دلالہ میرود
باد بہار می وزد از بوستان شاہ　　وز ژالہ بادہ در قدح لالہ میرود
آن چشم جادوانہ عابد فریب بین　　کش کاروان سحر بدنبالہ میرود
خوی کردہ میخرامد و بر عارض سمن　　از شرم روے او عرق از ژالہ میرود
این مستو ز عشوہ دنیا کہ این عجوز　　مکارہ می نشیند و محتالہ میرود
چون سامری مباش کہ زر دادو از خری　　موسیٰ بہشت وازپے گوسالہ میرود

اس شغل مین عمرو مصروف تھا کہ صرصر جو تلاش عمرو روانہ ہوئی تھی جب جنگل مین پہونچی
صدا گانے کی دور سے سنکر اسی طرف آئی شادی مین ایک پیر کلانوت کو گاتے دیکھا بنگاہ اوّل
پہچانا کہ یہ عمرو ہے پہلے تو گانا کھڑی سُنا کی اور دل سے کہتی تھی کہ سبحان اللہ تیرا عاشق بھی ہر فن مین

طاق اور شہرۂ آفاق ہو لیکن بموجب حکم اپنے مالک کے واسطے گرفتار کرنے عمرو کے آئی تھی اُسنے محفل
مین آکر تاثیر جادو سے آہستہ کہا کہ یہ کلانوت عمرو ہے اسے گرفتار کرلو اور ادھر عمرو نے صرصر
کے لب ہلتے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ تیری گرفتاری کے لیے کہتی ہے مجھے پہچان گئی ہے یہ تجویز کر کے
اُٹھا اور پاس تاثیر کے آیا اور کہا حضور دیکھیے وہ کون آتا ہے تاثیر پھر اُٹھا کہ عمرو نے دھول
لگائی اور کلاہ مروارید لگار اُسکی لیکر بھاگا ساحر پیچھے دوڑے تھے کہ صرصر نے کہا آپ ٹھہرین مین
گرفتار کیے لاتی ہون اور پیچھے پہنچکر جیتے صحرا مین عمرو آکر ٹھہرا تھا کہ صرصر نے پہونچکر ڈانٹا کہ
باش اے ناعیار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے عمرو نے بھی خنجر گھسیٹا اور لڑنے لگا اُسوقت برق
فرنگی بھی ایک سمت سے پیدا ہوا اور کہا استانی صاحبہ کو آداب عرض ہے صرصر نے کہا اے
برق استاد تیرا کیسا شہنشاہ عیاران ہے کہ اکیلا مجھ سے لڑ نہین سکتا اِسی منھ پر دعوی عیاری
تھا اگر دعوی ہے تو یہان سے تو چلا جا مین اور یہ سمجھ لون برق نے کہا میرا کام ہی کیا ہے جہان
عاشق و معشوق یکجا ہون وہان ٹھہرنا نہ چاہیے آپ درپردہ مجھے ٹال کر تنہائی چاہتی ہین یہ کہکر ایک
طرف چلا گیا اتفاقاً ادھر سے صبا رفتار آتی تھی برق سمجھا کہ جو یہ صرصر پاس جائیگی استاد کو
لڑنے مین دقت ہوگی پس اُسنے للکارا کہ کہان جاتی ہے صبا رفتار شمشیر کھینچکر آپڑی برق
سے چوٹ چلنے لگی لیکن صرصر اور عمرو جو لڑ رہے تھے قضائے کار سیاح جادو نام ایک ساحر
تاثیر جادو کے یہان شادی مین جاتا تھا اسطرف سے ہوکر نکلا اُسنے دیکھا کہ ایک عورت اور
ایک مرد لڑ رہے ہین یہ دیکھ کر بزور سحر دونون کو گرفتار کیا صرصر نے کہا مین ملازم افراسیاب
ہون تونے مجھے کیون گرفتار کیا ہے عمرو نے کہا حضور یہ جھوٹی ہے مین کلانوت ہون اور یہ
میری زوجہ ہے ازبسکہ مین بوڑھا ہون اور یہ یارون کے پیچھے خراب ہے جب مین اسے کسی سے
گرفتار دیکھتا ہون اور اسکے قتل کا ارادہ کرتا ہون یہ مجھ سے لڑتی ہے لیکن آپ چھوڑ دیجیے آج اس
حرامزادی کی مین ناک کاٹونگا سیاح نے کہا مین نے بھی سنا ہے کہ افراسیاب نے صرصر
شمشیر زن کو بمقابلہ عیاران بھیجا ہے لیکن مین پہچانتا نہین کس لیے کہ دربار شاہ مین ہم ادنی
دعایا کیونکر جا سکتے ہین جو ہر ایک کو پہچانین اس سبب سے شبہہ ہے کہ تم مین نہین معلوم کون
سچا ہے عمرو نے کہا آپ ہمارا حال اس شادی مین چلکر دریافت کر لیجیے سیاح نے کہا مین وہان
تو جاتا ہی تھا یہ کہکر دونون کو بنجہ سحر سے اٹھوا کر شادی مین لایا اور تاثیر جادو سے ملاقات
کر کے سارا حال بیان کیا تاثیر نے کہا اتنا مین جانتا ہون کہ پہلے یہ کلانوت آیا تھا اُسکے بعد یہ

عورت آئی کلانوت میری ٹوپی لیکر بھاگا یہ علامت اسکے عیار ہونے کی ہے اور صرصر کو مین بھی نہین پہچانتا اور نہ مین نے کسی عیارہ کو دیکھا لیکن یہ ذریعہ رسائی دربار بادشاہی خوب نکلا ہے آپ ان دونون کو پاس حیرت کے لیجائیے کہ وہ طلسم ظاہر مین تشریف لائی ہین سیاح نے کہا کہ اگر جوکا وغیرہ دیگر سحر سے چاہون تو دریافت کرون کہ عمرو اس مین کون ہے اور صرصر کون مگر یہ وسیلہ دربار کی رسائی کا خوب ہے آپکی شادی مین ٹھہرون تو جاؤن یہ کہکر عمرو اور صرصر دونون کو باندھ دیا اور آپ بیٹھ کر ناچ دیکھنے لگا اس عرصہ مین برق جو صبارفتار سے لڑ رہا تھا ہنگام جنگ جست کرکے ایک غار مین جا گرا صبارفتار بھی پیچھے غار مین کودی کہ اب تو کہان جائیگا برق نے وہان حلقے کمند کے لگائے تھے جب صبارفتار کودی برق نے جھٹکا مارا کہ اولجھ کر برق کی گود مین آ گری برق نے بیہوشی کا غبار منھ پر مل دیا کہ بیہوش ہوگئی اسکو عمرو کی صورت بنایا اور آپ اسکی شکل بنکر پشتارہ باندھکر تاثیر جادو کی شادی مین آیا سب نے کہا کہ ایک عورت کسی کو لاتی ہے اسوقت صبارفتار یعنے برق قریب پہونچا دیکھا کہ صرصر اور عمرو بندھے ہین اسنے سیاح جادو کی بلائین لین اور کہا حضور نے میری بہن کو کیون باندھا ہے سیاح نے کہا مجھے شناخت نہ تھی انھین حیرت کے پاس لیجاؤنگا برق نے کہا کہین عورت مرد کا فرق بھی چھپتا ہے مین وزیرزادی صرصر کی ہون اور یہ صرصر شادی ہے اور یہ کلانوت عمرو کے ساتھ کا عیار ہے عمرو نہین ہے عمرو کو مین گرفتار کر لائی ہون سیاح کو برق کے کلام کی تصدیق ہوئی اسوقت ایک ساحر اور شادی مین مہمان آیا تھا اسنے کہا میرے پاس تصاویر عیاران و عیاریچیان ہین آپ مطابق کر لیجیے یہ کہکر اسنے صندوقچہ منگا کر تصویرین نکال کر مطابق کین اسوقت صرصر کو چھوڑ دیا اور برق جو صبارفتار کو عمرو بنا کر لایا تھا اسے بندھوا دیا صرصر جو چھوٹی اسنے برق کو پہچانا مگر خیال کیا کہ یہ مسخرے جتنے اس شادی مین ہین سب اندھے ہین اپنی سزا کو پہونچین گے مجھے انھون نے بیعزت کیا ہے ذرا ٹھیک بننے دے یہ تصور کرکے چلی گئی لیکن یہان برق نے سیاح سے کہا حضور مین نے منت مانی تھی کہ جب عمرو کو گرفتار کرونگی اسوقت ایک جلسہ عیش کرکے ساحران روزگار کو اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤنگی دیکھیے کیا قدرت سامری ہے کہ ایسے وقت مین عمرو کو پایا کہ جلسہ ساحران جمع ہے مجمع بھی معقول ہی ہے مین سب کی شراب سے دعوت کرون اے تاثیر جادو مہمانے کی نسبت جو کچھ صرف ہو وہ مجھ سے لو اور خمخانہ میرے سپرد کرو تاثیر نے کہا یہ تو گھر ہے جس قدر

ی چاہیے شراب بھیجے اور سب کو پلائیے دام کی کیا احتیاج ہے صبار فتار یہ کلام سنکر مسکرائی
ور میخانہ اپنے قبضے مین کرکے جام و ساغر کے اولٹ پھیر کرنے مین شراب آغشتہ بدار و سے
بیہوشی کی اور اہل محفل کو پلائی جب سب شراب پی کر بیہوش ہوئے برق نے عمرو جو کلا نوٹ
ا ہوا بند ھا تھا اُسے کھول دیا اور سب ساحرون کے سر کاٹنے لگا اور عمرو جو رہا ہوا سب کو لوٹنے
لگا دو چار ساحر قتل ہوئے تھے کہ ادھر افراسیاب نے کتاب دیکھی کس لیے کہ جب سے حیرت
مقابلے کو آئی ہے تو اسے خیال ہے کہ ایسا نہو عیار میری زوجہ کو بھی بعزت کرین تو دمبدم
کتاب دیکھتا ہی الحاصل کتاب مین معلوم ہوا کہ گنبد نور کے قریب جوگانون ہی وہان عمرو
ور برق نے آفت برپا کی ہے افراسیاب نے دل سے اپنے کہا کہ کہان تک طرح دون آج
ونکو گرفتار کرکے قتل کر ڈالون بس اسنے ملکہ خمار جادوگر جسکا سر پہلے عمرو مونڈ چکا ہے او
ر اُسکا سابق مین بیان کیا گیا ہی اس سی حکم دیا کہ ایک جگہ شادی مین عمرو اور برق قتل اور غارت
ر رہے ہین تم جاکر پکڑ لاؤ اور صبار فتار بندھی ہی اُسے کھول دینا خمار یہ حکم پاکر ازبسکہ عمرو سے
نہایت جلی ہوئی تھی سحر اوڑی اور شادی کے مقام پر پہونچکر پکاری کہ باشید اے ناعیاران برق تو
صدا اسکی سنکر بہت جلد جست کرکے ایک جگہ بھاگ کر پوشیدہ ہوا اور خمار بہت جلد جویا عمرو ہی کی
ھی برق بنکر جوگی ہی عمرو کو پنجہ مین داب کر لے اوڑی اور چلتے وقت ایک سحر ایسا کیا کہ صبار فتا
و بندھی ہوئی تھی کھل گئی اور ایک سمت کو بھاگ کر چلی پھر خمار نے کچھ انگشت سے اشارہ طرف
فلک کے کیا کہ ایک لکہ ابر آکر شادی کے لوگ جو بیہوش پڑے تھے انپر برسنے لگا کہ وہ سب
ہوشیار ہوئے اور حالت محفل دگرگون دیکھکر اور لاشین ساحرون کی دیکھکر آپس مین کہنے
لگے کہ عیارون نے آخر مکاریان کرکے یہ نوبت پہونچائی غرضکہ یہ سب تو اپنے کاروبار مین مصروف
ہوئے اور خمار گنبد نور پر عمرو کو لیے پاس افراسیاب کے آئی اور سلام کرکے عمرو کو سامنے
پیش کیا عمرو تموج ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا جب اسکی آنکھ کھلی دربار افراسیاب دیکھا
شاہ کو سلام کیا افراسیاب نے کہا کیون اے عمرو یہ دن بھی تجھے یاد تھا عمرو نے کہا کیون
یاد کیون نہ تھا اب ہم اس دربار کو لوٹ کر جائینگے تمھاری داڑھی مونڈ کر جائینگے آج اسی لیے
آئے ہین افراسیاب کو غصہ آیا اُسنے ایک نامہ حیرت کو لکھا کہ اے ملکہ عالم ہمنے عمرو کو
گرفتار کیا ہے تمھین چاہیے کہ لشکر افسرون کو سپرد کرکے اس جگہ تنہا چلی آؤ کہ تمھارے سامنے
عمرو کو قتل کرین کیونکہ تم بہت اسکے قتل سے خوش ہوگی اس نامہ کو پنجہ سحر کو دیا وہ لیکر

چلا اور عمرو کو ایک قفس آہنی منگا کر اُس مین بند کر دیا کہ حیرت آئے تو قتل کر دن لیکن بچہ سحر نے نامہ جا کر حیرت کو دیا حیرت پڑھتے ہی نامے کے کھلکھلا کر ہنسی اور ایسی خوشی ہوئی کہ کبھی خوش اس طرح نہوئی تھی افسران فوج کو بلایا اور سارا ماجرا بیان کیا لشکر کی نسبت حفاظت کرنے کی تاکید اکید کی اور حکم دیا کہ طبل بشارت و شادمانی بجین کہ عمرو قتل ہوتا ہے نوبت خوشی کی لشکر مین بجنے لگی اور حیرت سرخ جوڑا پہنکر سراپا یاقوت کا زیور زیب بدن کرکے طاؤس معجز پر سوار ہوئی اور طرف گنبد نور کے چلی لیکن یہ خبر طائران سحر نے جا کر ملکہ مہ جبین اور مہرخ وغیرہ کو پہونچائی کہ عمرو قید ہو گئے ہین اور لشکر حیرت مین نقارے شادمانی بجتے ہین حیرت خود واسطے قتل کرنے عمرو کے گئی ہے بہار اور مہ جبین اور نافرمان وغیرہ سب نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو ہم لوگ بھی جان دینگے یا خواجہ کو چھڑا لین گے مہرخ نے کہا گنبد نور پر پہونچنا بہت محال ہے اسد نے فرمایا کہ عمرو کو کوئی قتل کر سکے یہ کسکی مجال ہے وہ نظر کردہ ہفت پیغمبران ہین سر بندۂ جادوگران ہین جب اپنے منھ سے تین بار خواستگار موت ہون جب اُنکی قضا آئے افراسیاب کی کیا طاقت ہے جو اُنھین کسی طرح کا ضرر پہونچائے لازم ہے کہ اُنکے لیے ہم سب دست بدعا ہون اور التجا بدرگاہ حافظ حقیقی کرین یہ کہکر سب مصروف دعا ہوئے اور پکارے کہ اے خالق اکبر کریم الرحیم ہم سب نے بسبب عمرو کے دین اسلام ملت بیضا اختیار کیا ہے تجھے وحدہٗ لاشریک جانا ہے تو ہی خواجہ کی جان کا حافظ و نگہبان ہے نظم

اے خالقِ سرور دو عالم | ستار عیوب و رب اکرم
سلطان کریم نام تیرا | رحمان و رحیم نام تیرا
خالق ہے تو ہی سمیع و ناظر | سب راز نہان ہین تجھ پہ ظاہر
بندہ عاجز ہے اور مجبور | تجھ مین قدرت ہے اور مقدور
چاہے جسے عرش پر بٹھا دے | چاہے جسے خاک مین ملا دے
قادر ہے محیط ہے تو سب پر | اب میری دعا یہی ہے لب پر
یارب تو پناہ دے عمرو کو | صحت کی سنا دے پھر خبر کو

یہ لوگ تو مصروف دعا ہین مشغول گریہ و بکا ہین لیکن حیرت شادان و فرحان گنبد نور مین پہونچی حضاران دربار نے تعظیم دی پہلوے افراسیاب مین بیٹھی خواصون نے چنگیر چوگھڑے عطر دان سامنے رکھدیے پاندان طلائی وا کرکے گلوری حیرت نے بنائی اور اپنے ہاتھ سے

افراسیاب کو کھلائی گلے میں باہیں ڈال کر بہانہ و تبختر کہا کہ اب دیر نہ فرمایئے اُس موذی کو راہِ عدم دکھایئے افراسیاب نے حکم دیا کہ آج رات کو تمام ساکنان شہر پا پرسان سامنے اس قصر کے میدان میں جمع ہون اور اسکے حال زار کو دیکھیں اسوقت دن قلیل ہے بروز فردا عمرو کے لیے قیامت ہوگی بڑی حسرت سے جان اسکی جائیگی لہذا بحکم منادی نے دہل زنی کی اور تمام شہر مین یہ خبر مشتہر ہوئی کہ کل صبح کو عمرو قتل ہوگا اور اپنے کردار ناسزا کی سزا پائیگا اہل شہر آ آکر جمع ہونے لگے اور باہم یون حرف زن تھے کہ دیکھیے آخر سرکشی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ انجام کو انسان زندگی سے ہاتھ دھوتا ہے بعضے زیرک و دانا عبرت کرتے تھے کہ اے بہادران یہ وہی عمرو ہے کہ جو وزیر اعظم حمزہ صاحبقران ہے جنھون نے لقا ایسے کو جو دعوی خدائی کا رکھتا ہے عاجز کر رکھا ہے اسی طرح یہ فلک کج مدار اور گردون غدار صاحبان جاہ و اقبال کا دشمن ہے اُسنے بڑے بڑے نامورون کو ہلاک کیا اور بظلم و ستم تہ خاک کیا کہ ابیات

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا	نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا
رتبۂ دولت قیصر ہے نہ اقلیم قباد	پایۂ حشمت سنجر ہے نہ ملک دارا
سیکڑون قافلے راہی ہوئے اس منزل سے	گرد اُڑتے کہین دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال	جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
اِس خیابان کا ہر اک نخل ہے نخل ماتم	کف افسوس ہے پتا ہوا ہے اس گلشن کا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین کھلتے دیکھا	ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اُنکی صورت کو ترستی ہین نہ آنکھین افسوس	صورت نور نظر آنکھ مین تھی جنکے حیا
نہ وہ ہنگامۂ صحبت ہے نہ وہ طرز نشاط	نہ وہ انداز سخن ہے نہ زبان گویا
ربط و اخلاص کے باہم جو تھے معمول گئے	دفعتًہ ہمسفر و ایسا ہمین بھول گئے

اس شور و شین مین زندانی فلک قید خانۂ مغرب مین جاکر مقید ہوا اور بہرلے دہر مین تعزیت قتل عمرو کی برپا ہوئی شام غم نے سیہ پوش ہوکر منہ دکھایا نظم

بالون کو پریشان کیا لیلے شب نے	اور شبنم غمدیدہ لگی اشک بہانے
سیارے ہر اک دیدۂ حسرت تھے فلک پر	اور تیرگی سی چھائی تھی انجم کی چمک پر

افراسیاب قفس کے در پر قفل دیکر سحر خوان ہوا کہ سوائے میرے کوئی پنجرے کو عمرو کی قید سے کھول نہ سکے یا مین مارا جاؤن تو کھلے اس مستحکم طور سے خواجہ کو مقید کر کے سحر عمرو کے جسم پر سے

رفع کر دیا جب رات زیادہ گئی سب عیش و عشرت مین سرگرم ہوئے عمرو کی جانب سے اعتبار
تھا کہ پنجرے سے نکل نہ سکے گا بدین لحاظ چندان کوئی اسکی طرف نگران نہ تھا عمرو نے ایک پتلا
مقوے کا زنبیل سے نکالا اور روغن اوسپر لگا کر اپنی صورت کا بنایا اور اوسے بجاے اپنے بٹھا کر
آپ ایک گوشۂ قفس مین گلیم اوڑھ کر سب کی نظر سے غائب ہو گیا یہان رات بھر خلقت جمع ہوا
کی اور تھاپ طبلے پر پڑا کی ہر ایک ساحر مستعد رہا کہ اسنے ہم سب کو لوٹا ہی کل ایک ایک ضرب
اوسپر لگائینگے کوئی کہتا تھا مین ترسول اور سانگ سے کلیجہ اسکا چھید ونگا کوئی حرف زن
تھا کہ زبان قفا سے کھینچونگا کوئی ارادہ رکھتا تھا کہ مین آنکھین اسکی نکالونگا اسی ہنگام مین آثار
سحر ظاہر ہوئے اور مرغ منور فلک قفس مشرق سے نکل کر مائل پرواز ہوا اور بال زرین اسکے انجمن
دہر پر ضیا بار ہو کر عالم عالم نور افشانی اور تیرگی سب سامنے سے کافور ہوئی نظم

عیان چو گشت بسیدان چرخ چہرۂ نور
تتق کشیدہ بر افلاک لمعہ لمعہ نور
ز آتش دل و از آب چشم چرخ دژم
بلالہ داغ رسید و بروی گل شبنم

صبح کو افراسیاب نے سحر پڑھا کہ قفل در قفس کا کھلا اور ساحرون سے حکم دیا کہ عمرو کو نکالو
ساحرون نے ہاتھ ڈال کر پتلے کی گردن پکڑ کر باہر کھینچا عمرو جو گلیم اوڑھے تھا ساتھ پتلے کے باہر نکل
آیا اس طرف تو پتلے کو ساحر زد و کوب کرنے لگے اور عمرو نے اسباب کنیزان مہ جمال و جادوگرنیان
حسینہ و بیمثال کا جو حاضر دربار تھین جال مار کر لوٹنا شروع کیا پاندان اور رقابا اور صندوقچہ و گلابپاش
و عطردان و سبو وان و چنگیر وغیرہ جو کچھ سامان راحت وہان تھا سب نذر زنبیل کیا اور ایک
خواص سے کہا ہم جاتے ہین اسنے دوسری اپنے ساتھ والی سے کہا کہ کوئی کہتا ہے ہم جاتے ہین کہ
عمرو نے پھر کہا اے اوسخرے افراسیاب ہم جاتے ہین اس صدا کو سنکر سب ساحر
گھبرائے اس اثنا مین کرسی و دنگل و منبر و فرش چلمین اور چھت اور پردے سب غائب ہوئے
اسوقت دیکھا تو وہ پتلا جسے عمرو سمجھ کر پیٹ رہے تھے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور سب نے دیکھا
کہ کاغذ کا پتلا ہے جسے ہم سب زد و کوب کرتے ہین نہایت نادم ہوئے افراسیاب نے خمار
جادو سے کہا کیون اے مردار تو اپنی رسوخیت جتانے کو پتلا عمرو کی صورت کا بنا لائی تھی یہ کیا ماجرا
ہے جلد کیفیت صحیح عرض کر عمرو نے کہا اے شہنشاہ جب مین پشتارہ لائی تھی تو آپنے عمرو سے
باتین کین تھین بھلا پتلا کیونکر گویا ہوتا اگر یہ فرمایئے کہ پتلا میرے سحر کا تھا تو حضور کتاب سامری
دیکھین شرارت میری ظاہر ہو جائیگی افراسیاب نے کتاب ملاحظہ کی معلوم ہوا کہ خمار سچ کہتی ہے

بیشک عمرو کو لائی تھی مگر وہ فریب دیکر نکل گیا یہ معلوم کر کے افراسیاب نے اپنے وزیر باغبان
قدرت سے حکم دیا کہ جلد عمرو کو گرفتار کر باغبان نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ دھوین کی ایک
ٹ از زمین تا چرخ برین بندھ گئی اس دھوئین سے حکم کیا کہ جہان عمرو ہو وہان سے لا خبردار
ساتھ اسکا نہ چھوڑنا دھوان منتشر ہو کر متلاشی عمرو چلا لیکن عمرو باہر گنبد کے نکلا جسقدر تماشائی
ل شہر جمع تھے انکی پگڑیان اور شملے اور ٹوپیان اور کمر کے پٹکے اور جو چیز دستیاب ہوئی جال مار کر لوٹی
ب ہنگامہ برپا ہوا سب بھاگے کہ کوئی نظر نہین آتا اور ہم لٹ رہے ہین ایسا نہو کہ اول کیطرح
فت مین مبتلا ہون ایک لمحہ مین سناٹا ہو گیا دروازے گھرون کے بند ہوئے دکانین
ھ گئین عمرو بھی جہان تک مل سکا لوٹتا ہوا ایک دروازے سے شہر کے اپنے لشکر کی جانب
ا گلیم اتار کے نذر زنبیل کی اور آگے کی راہ لی کہ دفعتہً چار طرف سے دھوئین نے گھیر لیا
ر گولے کی طرح عمرو کو چکر دیتا ہوا لے چلا یہان تک کہ سامنے باغبان کے لاکر حاضر کیا
اسنے ہاتھ پکڑ کے روبرو افراسیاب کے پیش کیا کہ یہ ہنگامہ حاضر ہے افراسیاب نے
مرو کو دیکھ کر خطاب کیا کہ کس طرح سے تجھے ہلاک کرون عمرو نے کہا مین تو زیر فلک کسی کو نہین
یکھتا جو بُری نظر سے مجھے دیکھے افراسیاب نے کہا اسوقت تو میرے قابو مین ہے جو چاہون تجھے
سزا دون عمرو نے جواب دیا کہ ہان یا مین تیرے قابو مین ہوا تو میرے قابو مین ہے مین تو جانتا
ہون کہ سیکڑون جوتی سر مبارک پر آپ کے اسوقت پڑ جائینگی اور اس صورت سے دوسری
صورت بدل جائیگی افراسیاب کو بہت غصہ آیا لیکن اہل دربار سے کہا اسکی وہ مثل راست ہے
لہ ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل آید بگوید اور عمرو سے کہا اسکی وجہ کچھ بیان کر کہ تجھے کیونکر یقین
ہے کہ مجھے کوئی قتل نہین کر سکتا عمرو نے عرض کی کہ اے شہنشاہ اول ایک بات مجھے یہ بتلائیے کہ آپ
لقا کو کیا سمجھتے ہین افراسیاب نے کہا ہم اپنا خدا جانتے ہین عمرو نے جواب دیا کہ پھر خدا کے
اختیار مین موت اور حیات ہے یا نہین سب ساحرون نے کہا بیشک خداوند کو سب باتون کا اختیار
ہے چاہین جلائین اور چاہین ہلاک کرین عمرو نے کہا مین جو ساحرون کو قتل کرتا ہون تو حکم
خداوند سے ورنہ مجھ ایسے ادنے متنفس کی کیا حقیقت ہے جو ملازمان شہنشاہ ساحران جہان کو
قتل و غارت کرون ہندی مثل ہے کہ جا کو راکھے سائیان مار نہ سا کے کوئے + بال نہ بیکا کر
سکے جو دو جگ بیری ہوئے + مجھے خداوند نے اس طلسم مین اسلیے بھیجا ہے کہ بندے مجھے
یاد نہین کرتے ہین تو جا کر انھین ہلاک کر لہذا مین ملک الموت خداوند ہون جس جس کو خداوند

نے بتلا دیا ہے ان بندگان سرکش و نافرمان کو غارت کرونگا مین خداوند کا بندہ خاص و مقرب
ہون افراسیاب اور سب ساحرون نے یہ کلام سنکر کہا کہ آمنا و صدقنا بغیر حکم خداوند پتا نہین
ہلتا ہے عمرو بیشک سچ کہتا ہے اسوقت سب توبہ توبہ پکارنے لگے کہ حقیقت مین ہمسے نافرمانیان خداوند
کی بہت سرزد ہوتی ہین بعضے کہتے تھے کہ رانی گھٹے نہ تل بڑھے بے صاحب کی چاہ لا تحرک
ذرۃ الا باذن اللہ افراسیاب نے اٹھکر باادب تمام ہاتھون کو عمرو کے بوسہ دیا اور سجدہ دو
کرکے مودب عرض کیا کہ اے ملک الموت خداوند تشریف ارزانی فرمائیے اور یہ بتلائیے
کہ کس کس کی قضا آئی ہے عمرو کرسی جواہر آگین پر بیٹھا اور کہا یا شہنشاہ مین یہ راز خداوندی
نہین بتلا سکتا مگر علاوہ برین اور جو جو کمالات خداوند نے مجھے عطا فرمائے ہین بہتر صورتین بدلنے
کا اختیار دیا ہے خوش گلو کیا ہے اگر حکم ہو تو وہ ہنرہائے شایستہ دکھاؤن ورنہ مشیت خداوندی
سے مین خود آگاہ نہین ہون آپ کو کیا بتلاؤن افراسیاب نے کہا اچھا ہنر اور کمال اپنے ہمپر
ظاہر کیجیے سچ ہے کہ راز خداوندپر کون اطلاع پاتا ہے عمرو یہ کلام سنکر بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا سبنے
کہا یہ بیشک ملک الموت خداوند ہے لیکن خواجہ نے ایک گوشے مین جاکر گلیم اتاری اور صورت
اپنی زن ہیکل کی بنائی لباس پرتکلف پہنا زیور جواہر سے جسم کو مزین کیا اسوقت

چو رویش مہر و مہ تابان نباشد — چو قدش سرو در بستان نباشد
چو لعل و لولوش در دلفریبے — دُرِ دریا و لعل کان نباشد
چو فندق پستہ اش خندہ بعالم — چرا بادام من گریان نباشد
بآن نسبت نباشد ہیچ تن را — نہ تن باللہ کہ شلش جان نباشد
سواد کفر زلف او کہ دل را — بروے تو از ان ایمان نباشد

افراسیاب کے سامنے باین چوبی و دلیری عمرو نے آکر سلام کیا وہ اس صورت زیبا کو دیکھکر
حیران تھا آخر اسنے استفسار کیا کہ اے غنچہ گلستان خوبی تو کون ہے اور یہان کیونکر آئی ہے اس
رنگین ادا نے جواب دیا کہ

روبرو رہش نہادم و بر من گذر نہ کرد — صد لطف چشم داشتم و یک نظر نہ کرد

اے شہنشاہ یہ کنیز آپ کے سلسلہ الفت مین گرفتار ہے یا دل بیقرار ہے افراسیاب نے ہاتھ پکڑ کر قریب
اپنے بٹھا لیا حیرت کو نہایت درجہ ناگوار ہوا آتش حسد سینے مین مشتعل ہوئی ہوئی اسوقت
وہ حور رخ گویا ہوئی کہ اے ملکہ حیرت مین عورت نہین ہون بلکہ شیر بیشہ عیاری عمرو بن امیہ

ضمری ہون افراسیاب کو سکتہ ہوگیا اور دل سے کہتا تھا کہ یہ بیشک بندۂ مقبول خداوند لقا ہے اس صورت بدلنے پر خلعت گران بہا عنایت کیا اور بعجز تمام کہا کہ **بیت**

توہی محرم تھا کے راز و تقدیرات کا اُسکی — عیان ہین تیرے اوپر اوسکے سارے راز پنہانی

ب چاہیے کہ اہل مجلس کو ترنم سرائی کر کے محظوظ فرمایئے اور نغمہ سنج گلشن صحبت ہو جیے عمرو نے یہ حکم پاکر مجرا کرنا شروع کیا اور پہلے گت ناچ کے نے نوازی شروع کی اور اس طرح سے گایا کہ اہل مجلس کو وجد طاری ہوا اور جھومنے لگے اور یہ غزل عمرو گاتا تھا **نظم**

رسید مژدہ کہ آمد بہار و سبزہ دمید — وظیفہ گر برسد مصرفش گل ست و نبید
صفیر مرغ برآمد بط شراب کجاست — فغان فتادہ بہ بلبل نقاب گل کہ درید
ز روی ساقی مہوش گلی بچین امروز — کہ گرد عارض بستان خط بنفشہ دمید
چنان کرشمۂ ساقی دلم ز دست ببرد — کہ باکسے دگرم نیست روی گفت و شنید
بکوے عشق منہ بے دلیل راہ قدم — کہ گم شد آنکہ درین رہ برہبری نرسید
ز میوہ ہاے بہشتی چہ ذوق دریابد — کسیکہ سیب زنخدان شاہدی نگزید
گلے بچید ز بستان آرزو دل من — مگر نسیم مروت درین چمن نوزید

ر تو یہ حال تھا کہ ہر ایک مست و سرشار بیٹھا تھا اور عمرو نے میخانے پر قبضہ کر کے شراب
خشتہ بداروی بیہوشی کی جام لبریز کر کے سامنے افراسیاب کے آیا اور جام کو طرف فلک کے
رباب دے کر سر پر روک کے پیش کیا افراسیاب مالامال محبت تھا جام لیکر پی گیا پھر تو تمام ساحر
ن نشین ہاتھ سے ساقی جفا و ستم شعار عمرو نامدار کے مست و سرشار ہوے سب کو دورا
ندھ کر شراب بیہوشی آمیز پلائی جسوقت کہ ہواے سرد کا جھونکا منھ پر افراسیاب کے لگا
ارا کہ ای عمرو یہ تو نے دو سو خداوند تیرا گانا سننے آئے ہین اور سامری و جمشید تعریف کر رہے ہین
رو نے عرض کیا سب کی ٹانگ لیجیے ہر ایک کو بلا کر بٹھائیے افراسیاب عالم مستی مین حیرت کا
ھ پکڑ کے ناچتا ہوا اُٹھا بیہوش ہو کر منھ کے بل گرا ادھر ساحران دربار آپس مین جوتی
ارہ لڑ کر بیہوش ہوے میخوارون نے باہم کسی کی مونچھ اوکھاڑی ایک نے دوسرے کے
ھول ماری کوئی بڑبڑانے لگا کوئی اپنے کنبے بھر کا حال کہتا تھا غرضکہ جب سب بیہوش
ے عمرو نے خنجر لیکر دس بیس ساحرون کے سر جدا کیے اور جال الیاسی مار کر اسباب لوٹنے
ا اسوقت مرنے سے ساحرون کے غلغلہ دار و گیر برپا ہوا ابر جھوم کر ہر طرف سے اُٹھی بجلیان چمکنے

لگین بیر غل مچانے لگے لیکن عمرو افراسیاب اور حیرت کو قتل کرنے چلا جیسے ہی تخت کے قریب
آیا یکایک زمین شق ہوئی اور چند پریان دُرور گوش مرصع پوش ظاہر ہوئین ہاتھون مین پچکاریان
اور گلگرے پر از مشک و گلاب لیے تھین اُنھون نے سر افراسیاب کا زانو پر رکھا اور پچکاری
منھ پر لگائی پکارین کہ اے شہنشاہ بیدار ہو جیسے افراسیاب ہوشیار ہوا اسوقت پریان زمین
مین سما گئین لیکن عمرو لاشین جہان ساحرون کی پڑی تھین وہان چھپ کر لیٹ رہا اور لیٹے
لیٹے پارچہ گوشت خون آلود زنبیل سے نکال کر اپنے گلے پر رکھا اور سارے منھ کو خون آلود کو
رکھ کر مجروح بنایا اب عمرو بھی مقتول معلوم دینے لگا مگر افراسیاب جو ہوشیار ہوا سب محفل
کو بیہوش اور لٹا ہوا پایا اور بہت آدمیون کو قتل کیا ہوا تھا دیکھا اُسی وقت کچھ اشارہ طرف
فلک کے کیا ابر سحر گھر آیا اور برسنے لگا سب ہوشیار ہوے حیرت نے کہا اے شہنشاہ
عمرو نے کیسی مکاری کی افراسیاب نے کہا مجھ سے بچکر کہان جائیگا ابھی گرفتار کرتا ہون یہ
کہکر حکم دیا کہ جو کچھ اسباب لٹ گیا ہے وہ سب حاضر کرو بمجرد حکم ایک آن مین کرسی و زنگل جام
و ساغر گلدستے و فرش وغیرہ سب موجود ہو گیا اور صحبت آراستہ ہوئی ساحر لاشین اٹھانے کی
تدبیر مین مصروف ہوے مگر افراسیاب تخت پر جلوہ گر ہوا اور کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا
کہ عمرو لاشون کے درمیان مین مجروح صورت بنائے لیٹا ہے اُسے کسی سے گرفتار کرا اگر تجھ چند
گھڑیان بہت سخت ہین خبردار یہان نہ ٹھہر نا طرف طلسم باطن کے چلا جا یہ معلوم کر کے اُسنے
ساحرون سے کہا کہ ابھی لاش کسی کی نہ اُٹھے اُن مین عمرو ہے یہ کہہ رہا تھا کہ صرصر عیار بچی حاضر ہوئی
اُسنے بھی خبر گرفتاری عمرو کی سُنی تھی افراسیاب نے اُسے دیکھ کر کہا اے صرصر اِن لاشون مین
عمرو کو پہچان گرفتار کر صرصر جا کر لاشون کو ڈھونڈھنے لگی اور سب ساحر صرصر کیطرف دیکھنے
لگے افراسیاب اُسوقت سب اور سمت مشغول دیکھ کر اپنی صورت کا پتلا اپنی جگہ بٹھا کر آپ
غائب ہو گیا کسی کو نہ معلوم ہوا کہ کب گیا بلکہ سب پر ظاہر ہے کہ شاہ بیٹھا ہے الحاصل صرصر
ہر طرف لاشون مین پھری اور عمرو کو پہچان کر جست کر کے سینے پر چڑھی چاہا کہ مشکین باندھ
لون عمرو نے دونون پانون صرصر کے گلے مین ڈال کر مثل کشتی گیرون کے قفل مارا کہ صرصر
نیچے اور آپ اوپر ہو گیا اور جلد منھ سے سفوف بیہوشی منھ پر صرصر کے پھونکا کہ وہ بیہوش ہوئی
عمرو اُسے گود مین لیکر بھاگا ساحر حیران تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے مگر حیرت نے نعرہ مارا کہ کیا بیٹھے منھ دیکھتے
ہو جلد اُسے گرفتار کرو ورنہ وہ صرصر کو لیجائیگا ساحر دوڑے مگر عمرو گنبد نور سے نکل کر مثل برق و باد

گے بھاگا ہوا شہر ناپرسان مین آیا اور خیال کیا کہ شہر مین سب ساحر ہین مجکو گرفتار کر لین گی
یہ سوچکر صحرا جو پشت گنبد کی طرف ہی اور بہر سیر حیرت وہ جگہ مقرر ہی اُدھر بھاگا اتفاقاً اس طرف
سے صبا رفتار اور شمیمہ عیار بچی دونون آتی تھین اُنھین دیکھ کر صرصر کو ایک غار مین ڈال
دیا اور آپ نیچہ لیکر اُن دونون سے لڑنے لگا از بسکہ یہ شہر ناپرسان ہی ساحران عالم کی جاے
آمد و رفت ہی ایک ساحر مصاحب افراسیاب ہوشیار جادو نام طائر سحر پر سوار مع خادم
و خدمتگار دربار افراسیاب مین جاتا تھا اُس طرف سے ہو کر نکلا عیار بچیون کو شخص غیر سے
لڑتے دیکھ کر سمجھا کہ یہ عمرو ہے چاہا کہ سحر کر کے گرفتار کرون عیار بچیون نے کہا اے ہوشیار جادو
آپ اس مقدمہ مین دخل نہ دیجیے عیاری کے فن مین زیبا نہین کہ کسی ساحر سے حریف کو گرفتار
کرائین ہوشیار نے کہا دیوانیان ہو دشمن کو قتل ہی کرنا چاہیے یہ کہکر سحر پڑھنے لگا عمرو گلیم
اوڑھ کر غائب ہو گیا اُسوقت وہ ساحر جو عقب عمرو کے دوڑے آتے تھے یہان آکر پہونچے اور عیار بچیون
نے کہا کہ عمرو نے صرصر کو ہمارے سامنے غار مین ڈال دیا ہی ساحر چلے کہ صرصر کو نکالین عمرو گلیم
اوڑھے موجود تھا غار مین کود گیا اور ایک اژدہا مقوے کا زنبیل سے نکال کر غار کے باہر اُسکا منھ نکالا
ساحر جو قریب غار کے آئے اژدر کو بیٹھے دیکھ کر بھاگے اور دور جا کر کھڑے ہوے دیکھا کہ اژدر کے منھ
سے قلہ ہاے آتشین نکلتے ہین اب کوئی آگے نہین بڑھتا دور سے منتر سانپ پکڑنے کا پڑھ کر ٹیپین مارتے
مارتے ہین کنڈل گروا لیے کھینچ لیا ہے لیکن اُس اژدر پر کچھ تاثیر نہین کرتا آپس مین کہتے ہین
کہ یارو یہ بڑا زبردست اژدہا ہی کسی سے دفع نہو گا افسوس صرصر کی مفت جان گئی اُس وقت ایک
رفیق ہوشیار کا ہمنشین جادو نام کہ نہایت بوڑھا تھا اور ساحر بے بدل تھا اُسکو بہت کچھ
زر و جواہر دینے کو کہا کہ جا کر کسی طرح صرصر کو نکال لاسئے وہ سحر پڑھتا ہوا چلا عمرو نے اُسے
آتے دیکھ کر اژدر کو اندر غار کے کر لیا وہ سمجھا کہ میرے سحر نے اژدر کو دفع کیا پس دلیرانہ
اندر غار کے کودا عمرو نے وہان حلقے کمند کے لگائے تھے اُس مین اولجھ کر گرا عمرو نے
حباب بیہوشی دماغ پر مارا کہ یہ بیہوش ہوا عمرو پھر اژدر کو باہر غار کے نکالا سب ساحر جو دور کھڑے
تھے سمجھے کہ ہمنشین کو بھی اژدر نے مار لیا یہ پھر اُسکے دفع کرنے کی تدبیر مین مصروف ہوے اور
عمرو نے اس عرصہ مین ہمنشین کے کپڑے اتار کر اُسکی صورت آپ بنکر وہی لباس پہنا اور اُسکو
زنبیل مین ڈال لیا اور جست کر کے اژدر کو کنارے غار کے بٹھا کر آپ باہر نکلا اور پکارا اے
میان یہان نہ صرصر ہے نہ کوئی ہم ساحرون نے جو اسے آتے دیکھا اور خیال کیا تو اژدر کو بھی پایا

پکارے کہ ارے بھاگ اژدہا ایسا نہو ضرر پہونچائے عمرو یہ سنکر بے تحاشا بھاگا اور سامنے
ہوشیار کے آکر گر پڑا بیہوش ہوگیا دانت بیٹھ گئے ساحرون نے آکر اُٹھایا دیکھا جسم اسکا نیلا ہوگیا
ہے ہوشیار نے عیار بچیون سے کہا صرصر ہمسے نہین نکل سکتی عیار بچیان خود فکر نکالنے کی کرنے
لگین اور ہوشیار نے اپنے رفیق یعنے عمرو کو اُٹھوا کر سواری پر ڈال کر افراسیاب کے دربار
مین آیا دیکھا کہ شاہ تخت پر بیٹھا ہی اُسنے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور قرب تخت آکر سارا حال اپنے رفیق
اور اژدر کا معرض بیان مین لایا افراسیاب اصلی تو چلا گیا تھا یہ ہمشبیہ اُسکا تھا اُسنے حکم دیا کہ
کوئی حکیم آئے اور علاج کرے شہر ناپرسان سے حکیم طلب کیا اُسنے دفع زہر کی دوا عمرو کو
دی ایک صحنچی مین اوس قصر کے پلنگ بچھا کر عمرو کو لٹا دیا علاج اور معالجہ ہونے لگا اس عرصے
مین صرصر کو اندر غار کے ہوش آیا جست کرکے باہر غار کے نکلی اور دیکھا ایک اژدر بیٹھا ہے پہلے
تو ڈر مین نکل آئی پھر ایسی خائف ہوئی کہ پیچھے پھر کے بھی نہ دیکھا اور دربار افراسیاب کی
طرف چلی راہ مین شمیمہ اور صبا رفتار سے ملاقات ہوئی اُن سے پوچھا عمرو کا کچھ حال معلوم
ہے کہ کہان ہے اُنھون نے کہا واری عمرو آپ کو غار مین پھینک کر آپ گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا
تھا ہم جانتے ہین کہ نکل گیا ہوگا صرصر نے کہا پھر دربار مین جانا بیکار ہے مفت مین خفت ہوگی
سب کہین گے کہ عمرو کو گرفتار نہ کرسکی چلو صحرا مین عمرو کو تلاش کرین یہ باہم ارادہ کرکے تینون
عیار بچیان روانہ ہوئین لیکن یہان جب عمرو کا علاج ہوا اُسکو ہوش آیا اِسی اثنا مین
سواری افراسیاب کی بڑے جاہ و حشم سے آئی اور تخت پر آکر جلوہ گر ہوا سب نے تعظیم کی
شاہ نے کہا کے ہمشبیہ جادو وہ پتلا جو اُسکی صورت کا تھا غائب ہوگیا سب ساحر سمجھے کہ پہلے جو
ہم سب کو عمرو نے ذلت دی اور بیہوش کیا تھا تو شہنشاہ ہمارے ساتھ نہ تھا بلکہ اُسکا ہمشبیہ
تھا بعض کہنے لگے کہ حضرت بھلا شہنشاہ ساحران بادشاہ طلسم کیونکر بیہوش ہوتا ایک نے کہا ہم
آج تک یہی نہین جانتے کہ شہنشاہ اصلی کون ہے ہمنے اصل صورت افراسیاب کی نہین دیکھی
باوجود کہ تمام عمر دربار مین اُسکے رہے افراسیاب تک کون پہونچ سکتا ہے نہین معلوم وہ کہان رہتا ہے
اور کیا اسکا مرتبہ ہے الحاصل جب افراسیاب آیا رقاص سامنے آکر مجرائی ہنگامۂ عشرت گرم
ہوا اُسوقت ہوشیار جادو نے سب حال اپنے رفیق کا مکرر شہنشاہ سے عرض کیا افراسیاب
نے کہا بڑی خیر ہوئی ورنہ رفیق تمھارا ہلاک ہوجاتا اب کہو کیسا ہے اُسنے عرض کی کہ نفیس سامری
سے اب اچھا ہے اُسوقت عمرو بھی سامنے افراسیاب کی اپنی جگہ پر سے اُٹھکر حاضر ہوا اور تسلیم کی

افراسیاب نے مزاج پوچھا اُسنے عرض کیا عنایت ساحری اور اقبال شاہی سے اب اچھا ہون لے اجازت بیٹھنے کی ہوئی کرسی پر متمکن ہوا اور ناچ دیکھنے لگا لیکن جو رقاصہ کہ گا رہی تھی اُسکو نام دھرنے لگا کہ یہ دیکھیے اس جگہ بے سُر ہو گئی یہان اُسکی آواز نے پتی لی اس جگہ گلا اسکا کھرا گیا اس مقام پر آواز لہرا گئی دیکھیے ساز سے الگ تال وہی سم جاتا رہا حلق اور تالو بگڑ گیا یہ باتین افراسیاب سنکر گویا ہوا کہ ای ہمنشین جادو تمھین گانے مین خوب دخل ہی اُسنے کہا آپکے اقبال سے بڑے بڑے جلسے دیکھے ہین اور گانے پر کیا ہی سب علم مین دخل تام ہی کس لیے کہ آپ ایسے شہنشاہ کا دربار دیکھتا چلا آتا ہون افراسیاب نے کہا اچھا تم کچھ گاؤ عمرو سلام کر کے سامنے بیٹھ کر گانے لگا اور سطح ترنم سر اٹھا لمولفہ

فراقِ یار خوشنود مین یہان شیون پہ شیون ہی
عجائب جوش گریہ ہی کہ تر دامن پہ دامن ہی

تہِ زلفِ معنبر رُخ پہ تیرے خال ہندو ہے
متاعِ جان و ایمان کے لیے رہزن پہ رہزن ہی

عجب شوقِ شہادت ہی ترے عشاق کو قاتل
کریگا قتل کس کس کو جھکی گردن پہ گردن ہی

تری تلوار مین جوہر چمن زخمون کی یان تن پر
ہمارے قتل سے قاتل عیان گلشن پہ گلشن ہی

جماتے ہین دھڑی گیسو بنا کر مہندی ملتے ہین
پھٹا پڑتا ہی عالم آج کل جوبن پہ جوبن ہی

بیا پے بوسے لینے سے پڑے ہین نیل عارض پر
چمن مین حسن کے ای گل تری سوسن پہ سوسن ہی

فنا کے بعد بھی باز آئے کب نظارہ بازی سے
جھری تختون مین رخنہ قبر مین روزن پہ روزن ہی

مشبک کر دیا سینے کو عشق تیر مژگان نے
دلِ صد چاک مین اپنے بنا روزن پہ روزن ہی

رقیبون نے بھرے ہین کان وہ کہتے ہین محفل میزا
نہ آئے جانے دربان یہی قدغن پہ قدغن ہی

افراسیاب اُسکا گانا سنکر بہت خوش ہوا اور خلعت فاخرہ دیا عمرو نے کہا حضور مین ایک بتی ایسی روشن کرتا ہون کہ اُسکی روشنی مین پریان ناچتی ہوئین نظر آتی ہین اور راجہ اندر کے اکھاڑے کی سیر دکھائی دیتی ہی مین نے یہ سحر اپنے دادا کی کتاب مین لکھا ہوا دیکھا تھا اُس مین ہی یاد کیا ہے وہ سُنتا ہون کہ بنگالے سے سیکھ آئے تھے افراسیاب نے مشتاق ہو کر حکم دیا کہ اے ہمنشین وہ بتی جلد روشن کر و ہم دیکھین کیسا سحر ہے عمرو نے کہا پانچ سیر چربی اور اسی قدر رال اور گھی وغیرہ منگائیے حسب الحکم اسی وقت جو اشیا طلب کیں حاضر ہو گئیں عمرو نے پردہ ڈال کر الگ سب سے بیٹھ کر بہت بڑی مشعل بنائی اور بیہوشی سیرون اُس مین ملائی اور بیچ محفل مین اسکو روشن کیا دھوان اسکا سارے قصر مین پھیلا عمرو نے کہا بعد

دو گھڑی کے پریون کا ناچ دکھائی دیگا سب مشعل کی جانب دیکھنے جائین اور آپ الگ بیٹھ کر بد بدانے لگا اس لیے کہ معلوم ہو سحر پڑھ رہا ہی سب اہل دربار مع افراسیاب اور حیرت کے مشعل کی طرف دیکھ رہے ہین اور کثرت تماشائیان اسقدر ہو کہ ایک پر دوسرا جھکا ہوا ہے کہ دیکھین اب کیا ہوتا ہے جب دو گھڑی گذرین دھوان بیہوشی کا اچھی طرح سے سب کے دماغ مین سرایت کر گیا اور اُسکے نشے مین کہنے لگے کہ فی الحقیقت پریان ناچ رہی ہین بعضے کہتے تھے دیکھو وہ راجہ اندر سامنے بیٹھے ہین بعضے خود اُٹھکر ناچنے لگی یہان تک کہ افراسیاب اور حیرت مع اہل دربار کے سب بیہوش ہو کر گرے عمرو نے پھر دس بیس کے سر کاٹے اور جال الیاسی مار کر سارے قصر کا اسباب جو دوبارہ آراستہ کیا گیا تھا لوٹ لیا ویسے ہی ہنگامہ شور و نشور و قیامت زا بلند ہوا ساحرون کا نام لیکر پیر سحر کے شور کرتے تھے آندھیان اُٹھتی تھین بگولے پیچ تاب کھاتے تھے عمرو پھر خنجر پکڑ کے افراسیاب کی جانب چلا کہ سر اُسکا جدا کرے دفعتہً زمین شق ہوئی اور پریان نکلین عمرو گلیم اوڑھ کر بہت جلد گنبد باہر نکل گیا اور پریون نے پچکاری گلاب وکیوڑہ کی لگا کر افراسیاب کو ہوشیار کر دیا اور آپ زمین مین سما گئین افراسیاب نے رنگ محفل دگرگون دیکھ کر ابر سحر برسا کر سب کو ہوشیار کیا اور مشعل بیہوشی کو بجھوایا پھر نئے سر سے اسباب راحت منگا کر قصر کی آرایش فرمائی جب سب زیب دہ کرسی و دنگل ہوئی ہر ایک عمرو کی فطرت پر حیران کار تھا اور افراسیاب نے ازراہ بناوٹ کہا کہ بیشک وشبہہ عمرو بندۂ خاص خداوند لقا ہی اور کسی طرح ہلاک نہو گا وہ سچ کہتا تھا کہ جس جس کو خداوند نے بتلا دیا ہے مین اُنکو قتل کرونگا مجھی بھی یقین ہی کہ ضرور وہ ایساہی کریگا لیکن چونکہ حکم خداوند مجکو یونہی ہی کہ عمرو کو قتل کرون اس لحاظ سے اے حیرت تم جاؤ اور لشکر مہرخ سے مقابلہ کرو مین اور کچھ تدبیر کرتا ہون یہان بلانا عمرو کا اچھا نہین حیرت یہ سنکر طاؤس سحر پہ سوار ہو کر طرف لشکر کے روانہ ہوئی اور کنیزان مہ جمال ساتھ تھین مگر عمرو جو گنبد نور سے چلا خیال مین اسکے آیا کہ ایک بار پہلے جو مین یہان سے چلا تھا تو دریاے سحر کے کنارے بھٹکتا پھرتا تھا اب کی بھی اس طرف سے نہ جا سکونگا اس سوچ مین متلاشی راہ دیگر صورت ساحر کی بنکر شہر ناپرسان مین پھرنے لگا کہ ایک جگہ چند ساحرون کو باتین کرتے سنا کہ آپس مین کہتے تھے کہ عمرو بلاے بے درمان ہی دوبار شہنشاہ کو زک دیکر نکل گیا ایک نے کہا کہ یہان سے جانہ سکے گا دریا بیچ مین حائل ہی دوسرے نے کہا کہ اگر مشرق کے دروازے کی طرف جائیگا تو طلسم ظاہر مین پہنچیگا

اُس ملک کے چالیس دروازے ہین تیسرے نے کہا جو اتنا بڑا عیار ہوگا وہ راہ بجانتا ہوگا عمرو اُنکی
باتین سُنکر مشرق کے دروازے کی طرف چلا اور جب کنارے شہر کے پہونچا ایک دروازہ عالیشان
دیکھا ہزار ہا ساحر کو بعہدہ نگہبانی بیٹھے پایا ساحر کی صورت تو بنائے تھا بے اختیار دوڑا دربانون
نے کہا کہان جاؤگے عمرو نے کہا لشکر حیرت مین ملازم ہون عمرو کے تعقب مین جاتا ہون
مجھ سے باتین نہ کرو اگر دیر ہوگی شہنشاہ خفا ہونگے یہ کہتا ہوا باہر در کے نکل کر روانہ ہو تھوڑی
دور چلا تھا کہ ایک جانب دریای خون روان دیکھا اور دوسری جانب سواد لشکر حیرت
نظر آیا نہایت خوش ہوکر قدم آگے بڑھایا تھوڑی دور راہ قطع کی تھی کہ لشکر مہرخ دیکھا عمرو
داخل لشکر ہوا جسنے خواجہ کو دیکھا دوڑ کر لپٹ گیا اور غل ہوا کہ خواجہ آئے سب جتنے سردار کہ مصروف
دعا تھے شادان و فرحان باہر بارگاہ کے نکل آئے بہار اور مہرخ اور مہ جبین نافرمان
سب آکر گلے ملے زر نثار کرکے داخل بارگاہ ہوے نوبتین خوشی کی بجنے لگین عمرو کرسی
پر آکر بیٹھا اور سب ماجرا دربار افراسیاب کا بیان کیا سارے دربار مین قہقہے پڑنے
لگے اِس اثنا مین حیرت داخل لشکر ہوئی طبل داخلے کے بجے افسران فوج نے
پیشوائی کی تخت پر آکر بیٹھی اور فکر جنگ مین مصروف ہوئی لیکن اب حسینہ جادو کا حال
سنیے کہ سمت لقا کے روانہ ہوئی تھی لہذا لشکر ساحران لے کر تخت سحر پر سوار ہوکر بڑے کر و فر
سے کوچ و مقام کرتی داخل عقیق کوہ ہوئی لقا بارگاہ مین بیٹھا تھا دربار جمع تھا ناچ ہو رہا تھا
کہ سحر کی علامت ظاہر ہوئی اور سرخ رنگ کے ابر فلک کی جانب ظاہر ہوے پھر تو بختیارک
اور سلیمان سمجھے کہ کوئی ساحر آتا ہے بہر تعظیم اُٹھے اور لشکر ساحرون کا زمین پر اُترا حسینہ
بھی اُتری سب نے اسکے حسن و جمال کو دیکھا کہ بزور سحر اُسنے اپنی صورت بہت خوبصورت
بنائی ہے بر وقت مقابلہ لشکر اسلام کیفیت اسکے حسن و جمال کی گذارش کی جائیگی غرضکہ
سرداران لقا پیشوائی کرکے اِسے لے گئے اور بختیارک نے لشکر ساحران مقابل
لشکر امیر اُتروایا خیمے بارگاہ مین اِستادہ ہوگئے بازارین کھل گئین لیکن حسینہ نے
کر لقا کو سجدہ کیا لقا نے پکار کر کہا کہ سر را از سجدہ بردار کہ رحمت خود را بر تو نصیب
کردم حسینہ اٹھی اور دنگل پر بیٹھی لقا نے خلعت دیا اور حسینہ نے عرض کیا کہ یا خداوند
کون بندگان مغضوب آپ کے ہین جو آپ سے ہمسری کرتے ہین لقا نے کہا یہ قصہ
طویل ہے اس حال کو میر اسیطان یعنے بختیارک خوب جانتا ہے حسینہ اسکی جانب متوجہ

ہوئی بختیارک نے کل احوال امیر کا خروج کرنا ابتدائے زمانہ نوشیروان سے اور تا ایندم جو کچھ ساتون دفترون مین مذکور ہی بیان کیا اور کہا ای ملکہ حمزہ کی زبردستی کا نمونہ تمھارے طلسم مین اسد اور عمرو عیار موجود ہی کہ آج تک شہنشاہ سے گرفتار نہوسکا حسینہ نے کہا میرے نام پر طبل جنگ بجے مین سب کو دم بھر مین غارت کرونگی بختیارک نے ہنس کر جواب دیا کہ ابھی آپ تشریف لائی ہین ذرا دنیا کی ہوا کھائیے پھر تو آخر فنا آخر فنا حسینہ جادو نے کہا ملک جی تمھین قارورے ہین بھالے نظر آتے ہین بختیارک نے جواب دیا کہ اے ملکہ مین اس لحاظ سے کہتا ہون کہ طلسم مین ایک عمرو گیا ہی اور یہان ایک لاکھ اسی ہزار ثانی عمرو ہین طلسم مین ایک اسد گیا ہی یہان اسد کے باپ اور دادا موجود ہین یہ وہ بندے خداوند نے سرکش پیدا کیے ہین کہ نہ مارے مرتے ہین نہ کاٹے کٹتے ہین حسینہ بولی کہ خداوند کا فضل شریک حال چاہیے تم دیکھنا کہ مین اُنکا کیا حال کرتی ہون غرضکہ دو چار دن تو حسینہ کسل راہ سے آسودہ ہوئی اور اوسکی دعوت سلیمان کے یہان رہی ناچ اور جلسہ نشاط مہیا رہا ایکدن سہ پہر کے دربار مین اُسنے لقا سے عرض کیا کہ آج رات کو میرے نام پر طبل جنگ بجے کہ کل اُن خدا پرستون کا کام تمام کرون حسب الحکم اسکے جب شہنشاہ گردون بارگاہ زنگاری سپہر سے مراجعت فرماکر رواق مغرب مین استراحت پذیر ہوا اور خیمہ مشک فام شہریار ظلمت برپا کیا گیا اور طناب ریسمان سیاہ چار دانگ عالم مین دراز ہوئی **ابیات**

شدہ جلوہ گر شاہد شب بناز ... بپوشید از ماہ زرین کلاہ
نگاہے جو گردہ گرفتار گشت ... دل مہر گردون بزلف سیاہ

طبل جنگ لشکر لقا مین بجا خبرہرکارے لشکر اسلام کے دریافت کرکے خدمت شاہ مین حاضر ہوے اور کل حال حسینہ کی آمد کا گذارش بندگان بادشاہ قدر قدرت کیا **قطعہ**

داد گر افلاک تراجرعہ کش پیالہ باد ... دشمن دل سیاہ تو غرقہ بخون چو لالہ باد
ذروۂ کاخ رفعت راست ز فرط ارتفاع ... راہ روان راہ را راہ ہزار سالہ باد
زلف سیاہ پر چیت چشم و چراغ عالم است ... جان ز نسیم دولت در شکن کلالہ باد
ای مہ برج معدلت مقصد کل ز آدمی ... بادۂ صاف در شست و رقدح و پیالہ باد
چون بہوای مدحت زہرہ شو و ترانہ ساز ... حاسدت از سماع آن ہمدم آہ و نالہ باد
نہ طبق سپہر و آن قرصۂ ماہ و خور کہ ہست ... از لب خوان قسمتت سہل ترین نوالہ باد

حسینہ جادو نام ساحرہ نے طلسم سے آکر ارادہ بروز فردا رزم و پیکار کا کیا ہی لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہی بادشاہ لشکر اسلام نے بھی ارشاد فرمایا کہ ہماری فوج مین بھی نقارہ رزمی بجے بموجب ارشاد چالاک بن عمرو نے نقارہ خانہ سکندری مین جاکر طبل سکندر پر ڈوال دیا قرنا ی جنگی سے صدا شر و فساد کی ظاہر ہوئی ہر ایک بہادر ہوشیار ہوکر سامان جدال کرنے مین مصروف ہوا ہر سمت شور دہل و بوق بلند تھا نظم

چو نقارۂ جنگ بنواختند ۔۔۔ یلان کار جنگ آوری ساختند
دہل زن دہل زن بہ تحسین او ۔۔۔ ببین دین او دین او دین او

تمام رات تیاری جدال و قتال کے اسباب مین بہادر مصروف رہے جسوقت کہ سلطان زرین کلاہ سر پر سپہر پر جلوہ فرما ہوا اور تاجدار عالمگیر باچتر شعاع میدان فلک مین آکر حکمرانی کرنے لگا قطعہ

صبح چو شد انوری بستہ زینت گری ۔۔۔ تا بہ دم خاوری منقبت بوالحسن
شاہ ولایت پناہ میر امامت سپاہ ۔۔۔ نصرت دین آلہ فخر زمین و زمن

لقا بڑے تزک و احتشام سے سوار ہوا ساحران غدار کو ہمراہ لیا حسینہ جادو تخت سحر پر سوار میدان کارزار مین آئی اور لشکر کی صف باندھی اسوقت امیر بھی نماز سحر سے فارغ ہوکر مع تمام امیران لشکر کے جلوخانے مین بادشاہ کے حاضر ہوے بعد لمحہ کے سواری ظل اللہ کی عیش محل سے برآمد ہوئی سب سرداروں نے مجرا کیا اور تخت شاہی کو قلب لشکر مین دل کی طرح وارد دشت مصاف ہوے صف آرا فوج کے پرے جمانے لگے بیلچہ کار پست و بلند زمین ہموار کرتے تھے سقے گرد و غبار آبپاشی کرکے بٹھاتے تھے نقیب رغبت بہشت دنیا کہہ کر بہادروں کو سناتے تھے قطعہ

دلا تا توان مہر گیتی مور ۔۔۔ کہ تیغ سیاست بکینت کشد
مشو غرہ گر ابلق چرخ را ۔۔۔ قضا و قدر زیر زینت کشد
گرفتم کہ بر آسمان رفتہ ۔۔۔ اجل عاقبت در زمینت کشد

ہان اے نوجوانو یہ گو ہی یہ میدان ہے جان دینے کا سامان ہی سے کوئی لیتا بھی اب نہین یہ نام کون سی گور مین گیا بہرام بڑا آج کد کرکے سر میدان سرخرو ہو نام کرلو یہ صدا دیکر نقیب کنارے ہوے اور ایک پہلوان ہبران ببر جنگ رخصت لقا سے بہر حرب لیکر میدان مین آیا اور سلح شوری دکھاکر ہل من مبارز کا نعرہ مار لشکر اسلام کے سرداروں کو للکارا کہ ہی کوئی ایسا جو میرا ہم نبرد ہو جو آئے یقین ہے کہ گرد برد ہو امیر کی جانب سے خاقان بن الخاقان بہرام گرد

بن خاقان چین قورچی باشی حمزہ صاحبقران اجازت قتال شاہ اسلام سے لیکر گھوڑا اٹھاکر بہران کا آکر ہم نبرد ہوا اور باہم نیزہ بازی شروع ہوئی بہرام نے نیزہ ہاتھ سے بہران کے ہوائی کیا اوس وقت حسینہ نے سحر کیا کہ بہرام کے جسم کی طاقت جاتی رہی بہران نے کمربند فولادی مین ہاتھ دے کر بہرام کو قاش زین سے اٹھالیا اور زمین پر دے پٹکا سینہ پر چڑھ کر مشکین باندھ لین اور اشارہ کیا کہ طرار تیز رفتار عیار سلیمان عنبرین موے نے آکر حباب بیہوشی بہرام کے منہ پر مار کر بیہوش کرکے لیجاکر اپنے لشکر مین قید کیا ادھر بہران نے پھر نہیب دی کہ اور جس کو خواہش مرگ ہو وہ آکر مقابلہ کرے مندویل اصفہانی نے نکلکر مقابلہ کیا حسینہ کے سحر سے اسکا بھی وہی حال ہوا اوسکو بھی گرفتار کیا مہلیل جنگ عراقی نکلا یہ بھی مقید ہوا اسیطرح آلاگرد و مالاگرد و کبھی ارزال و کبھی زلزال وغیرہ سترہ سردار نامی لشکر امیر کے گرفتار ہوے اسوقت لشکر اسلام مین صف میسرہ کے علم جلوہ گری پر آئے اور جلی اور شتری دمامے بجنے لگے اور صفدر وصف شکن شہزادۂ ہاشم تیغ زن نے گھوڑا بڑھایا اور بادشاہ اسلام سے پے جنگ اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے خلعت سے مخلع کیا اور کہا سپرد کیا خداے قہار کے اوسوقت ہاشم نے امیر سے خطاہاے گذشتہ کی معافی چاہی امیر حمزہ نے اپنے فرزند کو سینے سے لگایا اور حرز ہیکل دافع سحر گلے مین پہنادی دعاے صحیفہ ابراہیمی پڑھکر دم کی اور رخصت فرمایا ہاشم گھوڑا اڑاکر سمت میدان چلا کہ

بمیدان خرامید ہاشم جوان — سمندِ پریزاد در زیر ران

تین جھپکے مین میدان کا فاصلہ طے کرکے حریف سے ہم نگاورہوا اور بہران کو گرد برد کر دیا بہران نے تیغہ آبدار کھینچکر بر سر شہزادۂ عالی وقار لگایا شہزادے نے بہ فن سپاہ گری رد کرکے تیغ نیام انتقام سے لے کر خبردار خبردار کرکے کمر کو بتلا کر سر پر مارا ہر چند حسینہ نے سحر کیا لیکن بسبب حرز ہیکل کے تاثیر نہ ہوئی اور تلوار نے شہزادے کی بہران کے دو پرکالے لیے طبل و بوق لشکر اسلام مین بجے اور شہزادۂ دلاور نے پھر مبارز طلبی کی حسینہ جادو خود میدان مین نکلی اور ایک پتلی اپنی صورت کی سامنے ہاشم کے بزور سحر چھوڑ کر آپ غائب ہوگئی سب دیکھ رہے ہین کہ حسینہ شاہزادے سے مقابل ہے غرض کہ اوس سحر کی پتلی نے جو ہمشکل حسینہ ہے شہزادے پر تلوار ماری شہزادے نے خالی دیکر جو ہاتھ مارا اُس پتلی کے دو ٹکڑے ہوے اور دونون ٹکڑے اوسکے جسم کے اڑکر طرف فلک کے گئے اور وہان سے بعد لمحہ کی آواز خلخال اور پازیب کے بجنے کی چھم چھم

آئی اور شہزادے نے دیکھا کہ ملکہ حسینہ با زلف دلاویز و قامت رعنا کہ جسکے لب ہزار ہا مردہ دلون کو زندہ کرتے اور تیر کان چشم خنجر مژگان سے لاکھون کو بیجان بناتے شمشیر موج تبسم سے صد ہا مجروح اور زخمی نظر آتے نظم

دوش می آمد و رخسار برافروختہ بود — تا کجا باز دل غمزدہ سوختہ بود
رسم عاشق کشی و شیوۂ شہر آشوبی — جامہ بود کہ بر قامت او دوختہ بود
کفر زلفش رہ دین میزد و آن سنگین دل — در رہش مشعلہ از چہرہ برافروختہ بود
دل بسی خون بکف آورد ولی دیدہ بریخت — اللہ اللہ کہ تلف کرد کہ اندوختہ بود
جان عشاق سپند رخ خود میدانست — و آتش چہرہ بر این کار برافروختہ بود

ہاشم تیغ زن نے جب صورت دلفریب اس غارتگر صبر و شکیب دیکھی عاشق و شیدا ہو کر پکارا نظم

درختی دوستی بنشان کہ کام دل ببار آرد — نہال دشمنی برکن کہ رنج بیشمار آرد
خدارا چون دل ریشم قراری بستہ با زلفت — بفرما لعل نوشین را کہ جان را بہ قرار آرد

اُس قمر رخسار نے کہا اے شہزادہ ذی وقار و اے عاشق جان نثار معشوق سے لڑنے آئے ہو اور دم محبت کا بھرتے ہو لاؤ اسلحہ اپنا مجھے دو ہاشم نے تیغہ اور سپر اور خنجر کل چیزین حوالہ کین اُسوقت نازنین نے کہا ہیکل گلوے معشوق کے لیے زیبا ہے تمنے کیون اسے پہنا ہے میرے گلے مین پہنا دو ہاشم نے کہا اے یار دلنواز و اے سراپا مایۂ ناز نظم

اے یار اگر جان طلبی جان بتو بخشم — از جان چہ عزیز ترست بگو آن بتو بخشم

ادہر ہیکل اُتار کر اُسکے گلے مین پہنا دی اُسوقت وہ مہ جبین لشکر لقا کی جانب چلی اور ہاشم شعر عاشقانہ پڑھتے دیوانہ وار اُسکے ساتھ ہو لیے اور کہتے جاتے تھے ابیات

دست از طلب ندارم تا کار من برآید — یا جان رسد بجانان یا جان ز تن برآید
بکشائی تربتم را بعد از وفات بنگر — کز آتش درونم دود از کفن برآید
بنمائی رخ کہ خلقے والہ شوند و شیدا — بکشائی لب کہ فریاد از مرد و زن برآید
ہر دم چو بیوفایان نتوان گرفت یاری — مائیم و آستانش تا جان ز تن برآید

جب ہاشم لشکر لقا مین پہونچے طرار عیار نے حباب مار کر بیہوش کیا اور انھین بھی لیجا کر زندان مین قید بیٹھا کر بٹھایا ادھر طبل آسایش لقا نے بجوایا اور لشکر قریب شام پھر کر آسودہ ہوا نظم

رہی تا شام خونریزی نہایت — بھرا دوزخ ہوئی معمور جنت

رہی پھر صبح پر موقوف وہ جنگ　　کہ عرصہ زندگی کا ہے بہت تنگ

امیر بھی داخل بارگاہ ہوئے اور حمام فرما کر دربار میں آئے یہان بسبب گرفتاری سرداران سناٹا تھا اُس طرح بھی بادشاہ نے موقوف کرا دیا تھا کہ امیر نے آکر مجرا کیا اور دنگل پر متمکن ہوئے لیکن لقا طبل شادمانی بجا کر پھر اور داخل بارگاہ ہو رقص و سرود کی بزم گرم ہوئی جام مے گردش میں آیا لشکریون نے کمر کھولی اسی طرح ایکدن کا فاصلہ دے کر جب دوسرے روز عشرت کدہ جہان میں شام دلفروز عاشقان نے پردہ پرند مشکین رُخ زیبای نہار پر ڈالا واللیل اذا یغشی کا زمانہ ہوا کہ ابیات

چو روے جہان گشت تاریک تر　　منور نمود از رُخ خود قمر
شگفتہ درین چرخ نیلوفری　　بہ شکل گل نسترن مشتری

لقا نے طبل جنگ بجوایا شاہ اسلام سے ہرکارون نے جا کر بعد دعا و ثنا کے اطلاع دی یہان بھی نقارہ سکندری پر چوب لگی جانبین سے رات بھر تیاری رہی جب آئینہ مہر میں شاہد صبح نے منہ دیکھا اور والنہار اذا تجلی نے فروغ پایا رات گذری اور دن آیا نظم

ہوئی محفل آرا ے چرخ برین　　عروس زمان با جبین مبین
ہر اک سو تھی عالم میں جلوہ کنان　　رُخ صاف سے تھا منور جہان

والا وران روز ہیجا لشکر لے کر میدان آیا اور صف شکنون نے پرے جمائے امیر ہمراہ بادشاہ اسلام اور لقا مع حسینہ نافرجام کے جانبین میں آکر ٹھہرے ساحر تمام باجے بجاتے بھجن گاتے ترسول اور بنسول لیے اسباب سحر ہمراہ جنگاہ میں کھڑے ہوئے بعد صفوف آرائی جدال و قتال ہنگامہ کارزار گرم ہوا حسینہ طاؤس سحر پر سوار ہو کر پرے سے نکلی اور لشکر اسلام کے سرداران کو للکارا کہ ارادہ حرب رکھتی ہون اے بندگان سرکش تمھین سزا دینے آئی ہون آؤ اور میرے نہنگ شمشیر کے طعمہ نبو یہ نہیب سُنکر آج سے

اولاد ارشد حمزہ عالی نسب　　کیست علمشاہ کہ رستم لقب

زینت بارگاہ سلیمان رستم پیلتن و بیل کن کشندہ قوی ہیکل ہندی و دو دیل ہندی کشندہ کیشان فرنگی ابن حمزہ صاحبقران یعنے علمشاہ نوجوان بادشاہ سے رخصت لیکر میدان میں چلے اور آکر حسینہ کے مقابل ہوئے حسینہ نے سحر پڑھ کر صورت اپنی ایسی بنائی کہ نہایت حسین اور زہرہ جبین ہوگئی کہ لب لعلین رنگ لعل بدخشان کا مٹاتا تھا اور دندان گوہر غلطان کی آبرو ریزی فرماتا تھا خندہ نمک پاش جان مجروح تھا دلبرو ناز غمزہ و انداز بے چھری ذبح اور

حلال کرتا بمقتضاے نظم

اُسکا اُسوقت تھا غضب کا نکھار	خار کھائے چمن مین اُسپہ بہار
عنبرین زلف و چشم آفت زا	حسن قامت جدا قیامت زا
گرمی چہرے مین تھی نئے ڈھب کی	مشتری تھی وہ بوسۂ لب کی
دے رہا تھا فریب سیب ذقن	کھو رہا تھا شکیب سیب ذقن
نار پستان پہ شیفتہ تھے ہزار	تھا انار ایک اور سو بیمار
پستی لب پہ لوگ لٹتے تھے	شاخ بینی پہ ناک گھٹتے تھے
تھے ان آنکھون کے عشق مین بدنام	ڈورے ڈالین نہ کس طرح بادام
دیکھو گر اوسکی چھاتیون کی بہار	شق ہو غیرت سے مثل غنچہ انار
چست محرم پھنسی پھنسی کرتی	تھی غضب کی بندھی ہوئی گاتی
لال اطلس کا جامہ بوٹے دار	گل لالہ کی دے رہا تھا بہار
دست رنگین مین دست بند کڑے	پاے نازک مین بھی غضب کے چھڑے
دھوئین لب کی اوڑاتی تھی مستی	خون کرتی تھی پان کی سرخی

گلشاہ دیکھتے ہی اوسپر عاشق ہوئے ہر چند کہ سردار اور فرزندان امیر ساحرہ گو کہ کیسی ہی حسینہ و جمیلہ ہو مگر اوسکی طرف توجہ نہین کرتے لیکن بسبب سحر کے حسینہ پر شیفتہ ہولی ور ایسے مبہوت ہو گئے کہ اپنے سر و پا کا ہوش نہ رہا سواے چہرۂ زیباے دلدار اور کچھ نظر نہ آتا نعانہ امیر کا خیال نہ بادشاہ پاس سراسر بدحواس شعر عاشقانہ لب پر اشک خونین سے چشم تر لب نالہ سے ہم از زبان بریہ راز نظم

گفتم غم تو دارم گفتا غمت سر آید	گفتم کہ ماہ من شو گفتا اگر برآید
گفتم ز مہرورزان رسم وفا بیاموز	گفتا ز ماہرویان این کار کمتر آید
گفتم دل رحیمت کے عزم صلح دارد	گفتا بکش جفا را تا وقت آن برآید
گفتم کہ بر خیالت راہ نظر ببندم	گفتا کہ شبرو است این از راہ دیگر آید
گفتم خوش آن ہوای کز باغ خلد خیزد	گفتا خنک نسیمے کز کوے دلبر آید
گفتم کہ نوش لعلت ما را بآرزو کشت	گفتا تو بندگی کن کان بندہ پرور آید

سب شیدائے یکدیگر مین باہم افسانۂ حسن و عشق بڑھا گیا حسینہ کیطرف چلی اور شہزادہ ہمراہ ہوا

اسوقت بختیارک نے طبل بازگشتی بجوایا امیر بھی رنجیدہ اور دل کبیدہ میدان سے پھرے اور
یہان بختیارک نے سردار واسطے استقبال علمشاہ کے بھیجے کہ وہ پیشوائی کرکے لے گئے لقا
بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ علم شاہ داخل ہوے سب نے اُٹھ کر تعظیم کی اور یہ آکر قریب حسینہ جادو
کے بیٹھے اور شعر عاشقانہ پڑھنے لگے بختیارک نے شہزادے سے عرض کیا کہ باعث تشریف آوری
حضور کیا ہی علم شاہ نے کہا ملک جی مین تمھارا بندۂ بے دام ہو جاؤنگا تم میرے وصل پر ملکہ
کو رضامند کر دو بختیارک نے جواب دیا کہ آپ کے کام مین کوشش وسعی وافر کرونگا بھر
آیندہ آپ کی تقدیر دیکھیے مین ابھی ملکہ کو سمجھاتا ہون یہ کہکر پاس حسینہ کے بیٹھا اور علمشاہ
سے کہا آپ اُٹھ جائیے یہ اُٹھ کر علیحدہ کرسی پر زر پر بیٹھے بختیارک نے حسینہ سے اطلاع دی کہ
اے ملکہ یہ فرزند امیر ایک بار ملکہ زلفین جادو دختر خان اعظم صلصال بن دال بن
دیو بن شمامہ جادو پر عاشق ہوا تھا زمانہ مقابلہ نوشیروان مین اور زلفین جادو نے
یہ شرط کی تھی کہ سر اپنے باپ حمزہ صاحبقران کا اگر میرے مہر مین دو تو تمھارے ساتھ مین
نکاح کرون اس شہزادے نے مقابلہ امیر سے اس زمانہ مین کیا تھا لہذا مین چاہتا ہون کہ
تم بھی اے حسینہ چند شرایط اس سے کرو ایک تو یہ کہ سر اپنے باپ کا لادے اور دوسرے یہ
یہ کہ بارگاہ سلیمانی بادشاہ لشکر اسلام سے لائے کہ اُس مین کھو مین نکاح کرونگی اور تیسری
شرط یہ کہ خداوند لقا کو سجدہ کرے اور اے حسینہ تم کبھی اور رُکی رہو یہ نہین کہ جوان خوبصورت
دیکھ کہ وصل پر راضی ہو جاؤ اس لڑائی مین دو فائدے ہین ایک تو یہ کہ امیر اگر شہزادے
کے ہاتھ سے قتل ہوے چشم ما روشن دل ماشاد اور اگر علم شاہ مارا گیا تو امیر اس کے غم مین
روتے روتے ہلاک ہو جائینگے اور لشکر اسلام مین سے کوئی شخص علم شاہ کو قتل نہ
کریگا اور یہ تمھارے اشتیاق مین ہزارون کو ہلاک کریگا حسینہ نے یہ تقریر سنکر جواب دیا کہ
ملک جی تمنے تدبیر بہت عمدہ تجویز کی ہے ان مسلمانون کو باہم لڑواکر قتل کراؤ اور مجھ سے جو
رُکے رہنے کو کہتے ہو تو مین ایسی مستانی نہین ہون کہ جو یکایک پھنس جاؤنگی گو کہ میرا سن چار سو
سال کا ہے اور ہمیشہ ایسے ہی نوجوانون کی تلاش مین رہتی ہون مگر ایسا تھوڑی ہی ہے کہ جو مطلب کی
بات ہو اُسے اپنے مزے کے لیے برباد کرون تم جاؤ اور جو بن پڑے وہ عمل مین لاؤ لیکن آنا کر ناکہ
شب کو اس نوجوان کو میرے پاس بھیجدینا کہ سوائے وصل کے اور اختلاط ظاہری کرکے دل بہلایا
کرونگی اور نظارۂ جمال سے اُسکے آنکھون کو روشنی دونگی بختیارک اسکو بہکا کرکے پاس

علمشاہ کے آیا اور گویا ہوا کہ ای شہزادۂ عالی وقار مین نے بہت کچھ آپ کے کام مین کوشش کی پہلے تو ملکہ راضی نہوتی تھین مگر بڑی مشکل سے راضی ہوئی ہین اور کہتی ہین کہ اگر میری خداوند کو سجدہ کرین اور سر اپنے باپ کا لا کر میرے مہر مین دین اور بارگاہ سلیمانی لائین تو البتہ میرے وصل سے کامیاب ہون علمشاہ نے یہ باتین سنکر جواب دیا کہ ملک جی مین ابھی خداوند کو سجدہ کرتا ہون یہ کہکر اٹھ کر لقا کو سجدہ کیا لقا نہایت خوش ہوا اور خلعت منگا کر شہزادے کو دیا اور پکارا کہ مین نے تقدیر کی حسینہ جادو بندی میری اس بندۂ قدرت کے ساتھ نکاح کرے اسوقت علمشاہ نے کہا ملک بختیارک آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے تاکہ مین بارگاہ بادشاہ سے اور سر حمزہ کا واسطے ملکہ کے لاؤن بختیارک نے جواب دیا کہ مین ملکہ سے جاکر کہتا ہون کہ تمھارے عاشق نے سب شرطین منظور کین اور سجدہ خداوند کو کیا اے شہزادے جیسا ملکہ کہین گی ویسا مین آپ سے عرض کرونگا مین خود طبل بجنے کی اجازت نہین دے سکتا کس لیے کہ اگر ملکہ کہین کہ تم نے کیون میرے عاشق کو بغیر میرے پوچھے لڑوایا تو مین کیا جواب دونگا یہ کہکر پاس حسینہ کے آیا اور گویا ہوا کہ ای ملکہ مین نے جو تدبیر کی تھی وہ راست و درست آئی علمشاہ باپ سے اپنے لڑنے کو تیار ہے لیکن اب مجھے ایک فکر اور لاحق ہوئی ہے کہ حمزہ مالک باطل السحر ہے اسم اعظم جانتا ہے جسوقت علمشاہ اسکے سامنے جائینگے وہ سحر تمھارا رد کر دیگا اور یہ بیہوشی دفع ہو جائیگی ہوش شہزادے کو آ جائیگا سب میری محنت برباد ہو جائیگی حسینہ نے کہا ملک جی مین بھی اسی تدبیر مین ہون کہ کسی طرح اسم اعظم لوح سینۂ حمزہ سے بزور سحر مٹا دون اور ایسا سحر کرون کہ حمزہ اسم اعظم بھول جائے مگر یہ سحر یکایک نہین ہو سکتا دو چار روز مین اسکی تدبیر ہوگی بختیارک نے کہا اے ملکہ اب تم علمشاہ کو لیکر ایک باغ پر بہار مین اس جگہ کے فردکش ہوا اور لذت بوس وکنار اٹھاؤ شراب پیو کباب کھاؤ وصل سے پرہیز رکھنا باقی سب لذت اٹھانا مین اور تدبیر کرتا ہون یہ کہکر قریب علمشاہ آیا اور کہا ای شہزادے مین نے ملکہ سے سب آپ کی کیفیت بیان کی وہ فرماتی ہین کہ ہم چندروز اپنے شیدا کو لے کر تنہائی مین رہون گی اور دونون جانب سے حسرتین دل کی نکالین گے پھر اسکے بعد مقابلہ کرینگے ابھی طبل جنگ نہ بجے لہذا اے شہزادے ملکہ کو صرف آپکی محبت کا امتحان کرنا منظور تھا ورنہ وہ خود لڑنے کو کیا کم ہین اب آپ چین سے مزے اٹھائیے علمشاہ نے کہا ملک جی مین سب طرح حاضر ہون جو ملکہ فرمائین

بجالاؤن بختیارک نے سلیمان عنبرین موسے کہکر حوالی کوہ عقیق مین ایک باغ پربہار
سراسر بہار ازگل ولالہ زار واسطے حسینہ اور شہزادہ عالی تبار کے خالی کرادیا اسباب عشرت جام و
سبو ساغر مشک بو ساقی مہ جمال فرش شاہانہ کنیزان خوش رو وخوش خصال اغذیہ لطیف
وگوناگون سب مہیا کردیا حسینہ ہاتھ پکڑکر علمشاہ کا داخل باغ ہوئی دیکھا کہ باغ مین گویا تنظیم
بہار ہے لب نہر سروجوئبار ہی درخت گنجان اور سایہ دار لگے ہین خوشے لٹکتے ہین ہر شجر گلون سے
لدا ہی پھولا پھلا ہی نہ خزان کا خوف ہی نہ صیاد وگلچین کا کھٹکا ہی بموجب نظم

لپیٹے ہوئے بادلون سے درخت | زمین وہوا صاحب تاج وتخت
ہر اک سمت وان نور کا اژدحام | لگے آئینے قد آدم تمام
ملبب وہ پاکیزہ چوپڑ کی نہر | پڑے چشمۂ ماہ سے جس مین لہر
پڑے اُس مین فوارے چھٹتے ہوئی | ہوا بیچ موتی سے لٹتے ہوئی

بیچ باغ کے بارہ دری سراسر نعمتون سے بھری مسند لگا فرش پلنگڑی جواہر نگار بچھی مطربان
خوش گلو حاضر رقاصان قمر پیکر جلوہ گر غرض کہ یہ دولون شیدا ے یکدیگر مسند پر بیٹھے اور اختلاط
کرنے لگے جام مے ارغوانی پیے بوس وکنار ہونے لگا لیکن جب علمشاہ خواہان وصل ہوتے
ہین حسینہ ٹال جاتی ہی غصے کی آنکھ دکھاکر تیوری چڑھاتی ہی جب شاہزادہ بگڑتا ہی تو مسکراتی ہی گلے
مین باہین ڈال کرمناتی ہی اور کہتی ہی کہ اے شاہزادہ سمن عذار مین ناچار ہون حکم خداوند سے
ورنہ یہ کنیز تجھ پر ہزار جان سے شیفتہ ونثار ہی اگر چاہا خداوند لقا نے تو عنقریب تجھے اپنے شربت
وصل کا ذائقہ چکھاتی ہون دو ایک دن تامل کر شہزادہ بیتابیان جب کرتا ہی اُسوقت
حسینہ مجبور ہوکر علمشاہ کو پلنگ پر بارادہ ہمبستری لاتی ہے اور بر وقت آمادہ ہونے
شہزادے کے یہ سحر کردیتی ہے کہ علمشاہ سوجاتے ہین اور حسینہ بھی بیتاب ہوکر رہجاتی
ہے اور دل سے کہتی ہی کہ اگر مین اس سے وصل کرون اور خداوند کا کام نہ ہو تو یہان سے
طلسم تک تیرا نام بدنام ہوگا افراسیاب سنکر طلسم سے نکال دیگا اس سے مناسب ہی کہ دو ایک
دن حسب تجویز ملک بختیارک خاموش ہو رہون اور جب حمزہ قتل ہوے اس یار دلنواز
کو طلسم مین لیجاکر مزے کرون اور خداوند کی خوشی سے اس شہزادے کو اگر حمزہ سے لڑادون
بھی تو قتل کسی طرح سے نہونے دون بختیارک بھڑوا امیر سے معشوق کو قتل کرایا چاہتا ہے
جو کہتا ہی کہ میرا دونون طرح سے فائدہ ہی یعنے امیر کو یہ قتل کرے یا امیر اُسکو غرضکہ اس طرح کی

منصوبے دل سے کرتی ہے اور کبھی خیال کرتی ہے کہ اس سے وصل حاصل کر نہین معلوم کیا فلک سامان دکھائے ایسا نہو کوئی آفت آئی کرے

شب عشرت غنیمت دان و داد خوشدلی بستان	که آئین جهان گاهی چنین گاہے چنان باشد

لیکن پھر خوف کرتی ہی کہ خداوند ایسا نہ ہو ناراض ہو کر فرط غضب سے مجھے اور اسے دونون کو غارت کر دین یہ دونون اوسی طرح باہم داد عیش دیتے ہین اور اگر کسی وقت حسینہ دربار مین آئی ہے تو علمشاہ ہمراہ آتے ہین مگر ان سب باتون کی خبر ہرکارے اور جاسوسون نے امیر سے جاکر عرض کی تمام سردارون کو ایسے مجاہد کے اسلام سے منحرف ہو جانے کا بڑا رنج ہوا لیکن بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ایہا الناس شہزادہ علمشاہ مسحور ہے اپنے ہوش مین نہین مجبور ہے اگر ہمسے لڑنے کو آوے تو کوئی اُسکے زخم نہ لگائے نہ ہلاک کرے اب سب کو انتشار ہوا کہ یہ مقابلہ سخت مشکل ہی مثل مشہور ہے کہ جو ہین نہ مارے تو ہم تمام عالم کو مار ڈالین الحاصل لشکر اسلام مین بڑی پریشانی ہے اور امیر غم فرزند سے نوحہ گر ہین یہ حال چالاک بن عمرو دیکھکر چلا کہ مین جاکر حسینہ کو قتل کر دون اور ادھر بختیارک نے طرار تیز رفتار عیار سے حکم دیا کہ جسطرح ہوسکے حمزہ کو گرفتار کر لا کہ مین سارے لشکر اسلام کو علمشاہ کے ہاتھ سے قتل کراؤن طرار انہ بارے عیاری سے درست ہو کر روانہ ہوا اور جب قریب لشکر اسلام پہونچا اپنی صورت یک خدمتگار کی طرح پر بنائی اور بارگاہ مین ہمراہ ملازمان سرداران لشکر داخل ہوا اور ایک لوتے مین ٹھہر رہا جب نصف شب کے قریب دربار بادشاہ نے برخاست فرمایا سب یکایک ہو گئے اُس اژدہام مین طرار ذنگل کے نیچے چھپ رہا سب سردار اپنے اپنے خیمے اور بارگاہ مین آئے لیکن امیر بارگاہ سلیمانی مین رہے بادشاہ عیش محل مین داخل ہوئے لشکر مین طلایہ پھرنے لگا زنگا کھنکتا تھا مقبل وفادار بعہدہ نگہبانی دربارگاہ پر تیر و کمان لے کر بیٹھا طرار نیچے ذنگل کے چھپا بیٹھا رہا جب نفیر خواب صاحبقران کی بلند ہوئی اوس وقت اوس عیار نے پروانے بیہوشی کے بنے ہوئے ذنگل کے نیچے سے پھینکے کہ وہ شمعون پر گرے اور دود بیہوشی سب بارگاہ مین پھیلا خدمتگار جو بالون امیر کے دبا رہے تھے وہ بیہوش ہوئے اور طرار ذنگل کے نیچے سے غلطک لگا کر قریب پلنگ امیر کے آیا اور کانٹے سے دوپٹہ شب خوابی منھ پر سے امیر کے ہٹا کر نیچہ مین بیہوشی رکھ کر نے کیفچے کی نتھنے مین امیر کے رکھی جب امیر نے سانس اوپر کی طرار نے دوسری جانب سے پھونکا کہ بیہوشی دماغ امیر

کے سرایت کر گئی اور چھینک مار کر بیہوش ہوے اُسوقت طرار قریب در بارگاہ آیا اور آواز امیر
کیطرح بنا کر مقبل کو پکارا مقبل نے کہا حاضر اور اندر بارگاہ کے جیسے ہی قدم رکھا طرار نے پہلو
پر سے حباب بیہوشی مارا کہ یہ بھی بیہوش کر گرا طرار نے خدمتگارون کی ٹانگین کھینچکر پلنگ کے
نیچے گرا دیا اور چادر عیاری بچھا کے کمند سے امیر کو باندھ کر چادر مین لپیٹ کے پشتارہ اُٹھا کر
پیٹھ پر لگایا اور بارگاہ سے نکل کے قناتون کی آڑ مین چھپتا ہوا اُٹھتا بیٹھتا نظر مردم سے نہان
ہوتا چلا جب دیکھتا ہی کہ روندآتی ہی زمین مین مثل چلپاسہ کے لیٹ جاتا ہی جب طلایہ نکل جاتا
ہے یہ آگے چلتا ہی اسی طرح کتے اور بلی کی چال چلتا ہوا کنارے لشکر کے پہونچکر سیدھا ہوا اور
وہان سے جست وخیز کرتا بعجلت تمام روانہ ہوا راہ مین اسکے خیال مین آیا کہ لشکر مین اگر امیر
کو لیجائیگا عیار آکر چھڑا لیجائین گے یہ سوچکر ایک درۂ کوہ مین آیا اور چاہا کہ سر کاٹ کر لیجاؤن
پھر سوچا کہ ابھی عمرو ایسا عیار زندہ ہی وہ تجھے زندہ نچھوڑے گا اور فرزندان وسرداران
امیر قیامت برپا کر دینگے دوسرے علمشاہ لشکر خداوند مین آیا ہے اوسکو اگر محبت
پدری آئے اور کہے میرے باپ کو کیون ہلاک کیا تو تیری جان مفت جائیگی یہ خیال کر کے
اوسی جگہ ایک غار تنگ وتاریک تجویز کر کے امیر کو غار مین ڈال کر پتھر اُسکے منھ پر رکھدیا
اور وہان سے آکر سارا ماجرا بختیارک سے اُسنے بیان کیا کہ امیر کو ایسی جگہ بند کر آیا ہون کہ
بے دانہ وآب ہلاک ہو جائیگا بختیارک نے کہا تو نے خوب کیا جو یہان نہ لایا ورنہ عیار چھڑا
لیجاتے ادر ادھر صبح کو لشکر اسلام مین امیر کے چوری جانے کا غوغا ہوا شاہ اسلام نے
عیارون کو واسطے تلاش کرنے اور خبر لانے کے معین فرمایا ابو الفتح اور سمک وغیرہ
روانہ ہوئے لیکن بختیارک نے باغ مین آکر حسینہ سے کہا کہ اب تمھارا مطلب بر آئیگا
سارے لشکر کو حمزہ کے قتل کروا اور علمشاہ کو لڑوا دو حمزہ کو بیٹے کے ہاتھ سے مروا ڈالا ہی حسینہ نے
ملک جی طبل جنگ بجواؤ اور علمشاہ سے کہا اگر میرا وصل منظور ہو تو وعدہ وفا کر دیعنی سر
اپنے باپ کا لاؤ اُنھون نے کہا نقارۂ رزمی بجے مین حمزہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دونگا بختیارک
باغ سے انکو راضی کر کے بارگاہ مین آیا اور یہ حال لقا سے کہکر حکم دیا کہ طبل رزمی بنام علمشاہ
نواخت مین آئے بموجب حکم عیّار رہبر نواخت طبل جلے یہان تو یہ حال ہی اور باپ بیٹے مین
تیاری جنگ کی ہو رہی ہی مگر اب ذکر عمرو کا طلسم مین سنو کہ حیرت تیاری مہرخ سے لڑنے کی
کرتی تھی مگر افراسیاب نے ہوشیار جادو کہ جسکے رفیق کی صورت بنکر عمرو نے لوٹا تھا اُس سے

کہا کہ تم بھی جاؤ اور لشکر مہرخ کو گرفتار کرکے حوالے حیرت کے کرو اور دو شیشے پراز آب سحر ہوشیار
کے سپرد کیے کہ ان شیشون کا پانی اور بہت سے پانی مین ملا کر گرد لشکر کے حصار کرادینا جو عیار بارادۂ
عیاری آئیگا بیہوش ہوجائیگا اور طبل جنگ بجوا کر جب مقابلہ حریف مین جانا تو جو مقابل آکر
ہو اس پانی کا چھینٹا دو سیر بارنادہ بیہوش ہوجائیگا اسی طرح کل لشکر حریف کو پکڑ لینا اور
عیار عیاری کرنے ضرور آئینگے انھین بھی قید کرلینا ہوشیار یہ حکم پاکر اور شیشۂ آب سحر
کے لیکر اپنے گھر آیا اور جو ساحر کہ اسکے ملازم ہین انکو حکم شہنشاہ سنا کر چلنے کا حکم دیا
اسوقت اسکی مان یعنے مغیلہ جادو نے سنا کہ بیٹا میرا لڑنے جاتا ہی مغیلہ ساحرہ زبردست
تو اسنے بھی تیاری کی کہ مین بھی اپنے فرزند کی حفاظت کو جاؤن گی غرضکہ ہوشیار سب گھر
کا انتظام کرکے پاس افراسیاب کے آیا آسنے خلعت رخصت عنایت فرمایا اور بارہ ہزار
ساحر ہمراہ کیے اور رخصت کیا ہوشیار اژدر پر سوار ہوا بارہ ہزار ساحر سوار ہمارے سحر پر سوار
ہوکر گھنٹے اور ناقوس بجاتے سحر کی نیرنگیان دکھاتے روانہ ہوئے لیکن مغیلہ مادر ہوشیار
پروا نہ پیدا کرکے مخفی واسطے حفاظت کرنے اپنے فرزند کے اڑ کر چلی یہان تک کہ بعد قطع مسافت
وہ ہوشیار قریب لشکر حیرت پہونچا حیرت نے رفیق سمجھ کر استقبال کرایا سردار ہوشیار کو
لیکر داخل بارگاہ حیرت ہوئے اور لشکر اسکا ملحق لشکر حیرت اترا بارگاہ اور خیمہ استادہ ہوئے
ہوشیار نے کل کیفیت اپنے آنے کی ملکہ حیرت سے بیان کی اور عرض کیا کہ طبل جنگ بجوائیے
مین کل لشکر حریفون کا خاتمہ کردون حیرت نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسوقت سرداران
سکے نقارۂ رزمی بجایا طائران سحر پران خدمت ملکہ مہ جبین مین حاضر ہوئے اور منقار
اٹھا کر بزبان فصیح و بلیغ مدح و ثنائے شاہی بجا لائے زبان ادب سے اس طرح گویا تھے نظم

دارای جہان نصرت دین خسرو کامل — ای ملکہ عالم ملک عالم و عادل
ای آنکہ در اسلام پناہ تو کشودہ — بر روی جہان روزنۂ جان و تن دل
شاہا فلک از بزم تو در رقص و سماع است — دست طرب از دہن این سلسلہ مگسل
می نوش و جہان بخش کہ از خم کمندت — شد گردن بدخواہ گرفتار سلاسل

ہوشیار جادو نام ایک ساحر فرستادۂ افراسیاب آیا ہی حیرت نے طبل جنگ بجوایا ہے
ارادۂ رزم و پیکار ہی آگے سر کو افتخار ہی یہ کہکر طائر سحر اڑ گئے اور مہ جبین نے مہرخ سے
کہا کہ آپ بھی نقارۂ حرب کے بجنے کو حکم دیجیے آج شام سے تیاری جنگ کیجیے مہرخ نے عرض

بہت اچھا افسرون کو بلا کر لڑائی کی اطلاع دی سارے لشکر مین خبر ہو گئی یہان تک کہ قریب شام جب چرخ نیلی فام پر شاہ مسند نشین سپہر جلوہ گر ہوا اور شاہ نیمروز منہ چھپا کر رو بفرار لایا گوشہ مغرب کو ماوا و ملجا بنایا نظم

شدہ مسند آرای چرخ برین	ستادند ہر سو بہ خدمتگری	سپہدار انجم بصد زیب و زین	کمر بستہ بہرامش و مشتری

اسوقت حسب الحکم مہرخ شور کرنای بلند ہوا اور دہل رزم بجا صدای پر آشوب بمقتضای یوم ینفخ فی الصور عرصہ جدال مین بانتظام فتانون افواج و بترتیب فی دین اللہ افواجا بلند ہوئی نظم

علم گشت افغان زر و سینہ خم	قیامت بہ فکر قیامت فتاد	جہان کر شد از نالہ گاؤدم	ندارد کسے این قیامت بیاد

ساحران ذی رتبہ جمشید وقت سامری مرتبہ سحر کو جگانے لگے بہادر دوران اسلحہ جنگ کو درست کرنے تھے مہ جبین دربار برخاست کرکے داخل عیش محل ہوئی عیار سب مع عمرو کے صحرائی سمت روانہ ہوے اور درہ ہاے کوہ مین پوشیدہ ہو کر بیٹھے اسد کارسازی لشکر کرنے لگا بیان

ہر اک سو تھا اک شور محشر عیان	کہ جگر مین تھا خوف سے آسمان
دلاور جو آمادۂ جنگ تھے	شجاعت سے رخ سب کے گلرنگ تھے
بھلا کس طرح آئے ہر دل کو تاب	دل سنگ دہشت سے ہوتا تھا آب
دکھانے لگا کوئی نیرنگیان	کسی نے کیا سحر تیاریان
کوئی سنکھ پوجے پہ بیٹھا بجاے	کوئی ہیسر کو اور یون کو بلاسے
کوئی اپنی دھونی رمانے لگا	کوئی سحر اپنا جگانے لگا
ادھر فوج مین شور تھا ہر جگہ	نقیبون کی آتی تھی پیہم صدا
جوانو جوان بخت ہوشیار ہو	سلاحون سے اپنے خبردار ہو

مہرخ اور مہرخ مو ونا فرمان و شکیل و بہار ہر ایک نے باین لحاظ کہ کل ملکہ حیرت زوجہ افراسیاب سے مقابلہ ہوگا نایاب اور منتخب سحر جگائے پتلیان بنائین طاوس زرین بال درست کرکے آراے سامری کے وقت کے منتر جگائے بیرون سے حریف کی بھینٹ دینے کا اقرار کیا وقت جنگ حسب الطلب آنے کا وعدہ لیا رات بھر یہ تیاری رہی دم سحر جب فراش قضا نے قصر لاجوردی فلک مین تخت پر زر بچھایا اور خدیو زمانہ مع تاج مرصع کے

اورنگ نشین دیوان کدۂ عالم ہوا ابیات

بروز دگر چون ز شرق دیار
قد افراخت این رایت روزگار

بہ تخت فلک خسرو شیر گیر
برآمد مسمیٰ بہ مہر منیر

روان شد سپہ از دو سو رزم خواہ
عیان شد علمہا سفید و سیاہ

ز ضرب سم باد پایان زمین
غبارے شد و شد بچرخ برین

تو گفتے سرافیل صور فنا
دمادم بہ دم در دم کرنا

شکارے عقابان کمانہا بجنگ
برانداختہ مرغ جان را خدنگ

دران بیشہ از صولت شیرہا
جدا گشت از قبضہ شمشیرہا

ز بس از زرہ خون دلہا چکید
ز ہر حلقہ شد چشمۂ خون پدید

اجل بود سرگشتہ در رزمگاہ
کہ بیرون رود چون زبیش سپاہ

بلاے چنین کس ندارد بیاد
کہ خون در رکاب یلان اوفتاد

بر بستگان شجاعت و دلاوران عرصۂ جلادت ساحران نامی و سرداران گرامی عازم دشت ...ال ہوئے سردار ساحر تخت اور مرکب پر سوار ہو کر آمادۂ جدال ہوئے اسد نے مقابلہ میں ...ہ حیرت کے لباس جنگ جو نایاب زمانہ تھا اس سے جسم پر قوت کو اپنے چاق اور درست فرمایا عمدہ سلح و سنجوگ ترتیب دیا کہ نظم

بجودے سر افراخت آن سرفراز
کہ انا شخناش بودے طراز

زرہ کش قبای زر اندود بود
ز صنعت گری ہای داؤد بود

بزیر زمین جلوہ گر و جست
چو سد سکندر بزین بر نشست

تو گوئی کہ سہراب یل زندہ شد
فلک زیر شمشیر او مردہ شد

...ں کر و فر سے مہ جبین کا تخت قلب لشکر میں لے کر دارو دشت مصاف ہوئے جلوخانہ ...گاہ سے تا میدان جدال سامان تزک و احتشام مہ جبین کا آراستہ تھا ہر سمت فیلان جنگی ...شتروں کی قطار ہو موج ہاے زرین پریلان و علمداران بشکر سوار کہ جل زربفتی پر ہر فیل کی چادر ستارہ دار فلک شرمندہ نظم

جھمک کی خورشید ملے ہو وج زرین پہ جبین
فیل گرشہ کی سواری کے کھڑے ہوں جو پر

جل زربفت میں وہ چاند کہ ہر شخص کہے
شب دیجور پہ ہی نور کی ڈالی چادر

کئی ہزار اعرابی زر سُرخ وسفید کے ہمراہ زر نثار ہوتا نقار خانہ شتر وفیل پر لدا نقارچی زری بادلے کی پوشاکین پہنے للت بھیروین بھباس کی تانین اڑاتے کڑکیت ترغیب وتحریص بہر رزم دلاتے وارد ہوئے کہ ایک جانب سے سواری ملکہ حیرت کی پیدا ہوئی سبنے دیکھا کہ ہزارہا بنگلے مینا نگار بر روے ہوا اُڑتے چلے آتے ہین اور چونسٹھ ہزار نقارے طلسمی بجتے ہین گرد وپیش جادوگرنیان اور ساحر لباس وزیور سے درست ہاتھون مین سمرنین مرجان وگوہر کی باندھے کانون مین کنڈل اور اوراج اور بالے وجھالے پہنے ساریان جواہر دوز لاکھون روپے کا اُسپر کار جواہر کیا باندھے طاؤسان زرین بال پر سوار وارد دشت مصاف ہوئین اوس وقت ملکہ حیرت کے اوج مراتب کے روبرو مہ جبین کے سامان احتشام کی کچھ حقیقت نہ تھی جہان ملکہ بیٹھی تھی اُن بنگلون مین فرش زربفتی بچھا تھا ناچ ہو رہا تھا پشت پر لاکھون ساحرونکا مجمع تھا ڈہر دا ور ناقوس بجتا تھا غرضکہ ہوشیار جادو نے حکم دیا کہ ساحرون نے بجلیان گراکر میدان قتال کے درخت وغیرہ جلا دیے اور ابر سحر برسایا گرد وغبار بیٹھا یا نقیبون نے نکل کر نقابت کی کڑکیتون کڑکا کہا مذمت دنیا ہر ایک کو سُنائی کہ کہان ہین دارا وکیقباد ومنوچہر سب پیوند خاک ہوے نام شجاعت باقی رہ گیا اور وہ ہلاک ہوے کہ ابیات

نصیحتے کنمت بشنو وبہانہ مگیر ۔ کہ انچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر
زتیغ وتیر بمیدان تمتعے بردار ۔ کہ در کمین گہ عمر است مکر عالم پیر
نعیم ہر دو جہان ای جوان زنام بجوی ۔ کہ این متاع فزدنست وآن بہا گیر

جب نقیب کنائے ہوے میمنہ ومیسرہ وقلب وجناح وغیرہ صفین آراستہ ہولین اوسوقت ہوشیار جادو اجازت حیرت سے لیکر میدان مین نکلا اور غرائبات سحر کے دکھلا کر مبارز طلب ہوا اس طرف سے ملکہ سرخ موسے کاکل کشا نے اجازت لے کر اژدر سحر کو اوڑایا اور ہوشیار کا آکر مقابلہ کیا اوسنے ایک پیکان تیر مارا سرخ مو نے سحر کیا کہ ایک پنجہ چھری لیے اُس جگہ ازخود ظاہر ہوا اور تیر کو کاٹ دیا سرخ مو نے کاکل کو اپنی پریشان کیا کہ سر پر حریف کی بلا نازل کرے اُس مین سے ہزار ہا ستارہ گر کر سمت فلک چلا اور وہان مثل تیر شہاب کے فوج پر ہوشیار کے گرا ہزارون ساحر مر گیا ہوشیار نے غصہ مین آکر شیشہ آب سحر جھولی سے نکالا اور ایک پیکھال پانی کی طلب کر کے اُس مین پانی اُس شیشے کا جس سے حریف بیہوش ملا دیا واضح ہو کہ اسکو دو شیشے افراسیاب نے پانی کے دیے ہین ایک کا پانی بیہوش کرتا ہے اور ایک کا پانی ہوشیار

کر دیتا ہی الحاصل اوس پکھال آغشتہ تاب سحر کو لے کر ہوشیار نے ایک روئی کے لٹھے پر ڈالا اور سحر کیا کہ وہ روئی مانند ابر کے اُڑ کر سمت فلک گئی اور لشکر مہ جبین پر آکر محیط ہوا اور باران شروع ہوئی جسپر بوند پانی کی آکر پڑی وہ بیہوش ہوگیا پہلے سب سے سرخ مو جو میدان مین کھڑی تھی بیہوش ہوگئی اور اب پانی بڑے زور شور سے برسنے لگا بہار و مہرخ وغیرہ ساحران نامی نے سحر کرکے بنگلے سرون پر اپنے چھائے لیکن قطرات باران بنگلون کو توڑ کر پہونچے اور سب بیہوش ہوے لشکر مین بھگدڑ پڑ گئی ساری فوج مہرخ کی بھاگ گئی اسد نے بیجان واحد گھوڑا اٹھایا کہ مین لڑ کر اپنی جان دون لیکن پانی کی جو بوند پڑی بیہوش ہوکر گرا لشکری کوہ و دشت و بیابان مین جاکر متواری ہوے جو ساحر کہ سردار اور بہادر تھے وہ نہ بھاگے سب بیہوش ہوگئے ہوشیار نے جو سردار کہ بیہوش ہوے تھے اُنکی مشکین بندھوالین اور طبل بازگشت بجوا کر پھرا حیرت زر نثار کرتی ہوئی پھر کر بارگاہ مین اپنی داخل ہوئی جشن نوروزی کی بنا کی تمام لشکر نے کمر کھولی اس حال کی عرضی افراسیاب کو لکھی اور قیدیون کو سامنے طلب کیا وہ سب بیہوش تھے اُنپر قید ہوشیار نے اپنے سحر کی پہنچائی زبان مین ہر ایک کے سوزن دیا اور دوسرے شیشے سے پانی لے کر سب پر چھڑکا کہ ہر ایک کو ہوش آیا اپنے تئین قید سخت مین مبتلا پایا سر جھکا کر سب خاموش ہو رہے لیکن حیرت نے کہا کیون بی مہرخ یہ دن بھی تمھین یاد تھا مہرخ نے اشارہ طرف فلک کے کیا کہ خدا ہمارا مالک ہی اشارے سے کلام اسلیے کیے کہ زبان چھدی ہی جو بات حیرت کہتی ہی یہ لوگ اشارے سے جواب سخت دیتے ہین حیرت کو غصہ آیا اور حکم دیا کہ وارین استادہ ہون کہ دم سحر ملک الموت کی گرم بازاری ہوگی ایک کی بھی جان نہ بچے گی بمجرد حکم اژدہ کش تسمہ کش جلاد حاضر ہوے دارین کھڑی ہوگئین غلغلہ چارسو بلند ہوا اور ہوشیار سے حکم دیا کہ ان گنہگارون کو لیجا کر مقید کرے اور شب بھر تمام لشکر کی حفاظت رہے کہ کوئی عیار نہ آئے ہوشیار سب قیدیون کو لے کر اپنی بارگاہ مین آیا اور ہر ایک کو ستون ہاے بارگاہ سے باندھ دیا اور اپنے ملازمون سے حکم دیا کہ ایک خدمتگار صرف یہان رہے اور باقی کوئی نہ رہے اور تم جاکر لشکر کے سقون کو حکم دو کہ ایک ایک سقا مشک پانی کی لے کر آئے تاکہ مین آب سحر مشک کے پانی مین ملا دون وہ لیجا کر گرد لشکر کے ہر طرف چھڑکین اور حصار کر دین بمجرد حکم سب ملازم باہر بارگاہ کے آئے اور ایک خدمتگار کو بلا کر حکم دیا کہ جاکر اندر ٹھہرو اور سقون سے بھی حکم ہوشیار کا سنایا وہ بھی مشکین

لیکر چلے اور پانی بھر کر سب تو باہر ٹھہرے ایک اندر بارگاہ کے گیا ہوشیار نے پہلے اُس شیشے کا
پانی جس سے انسان ہوشیار رہوتا ہی سقے کو دیا کہ اسکو اپنے جسم پر مل لے اور بعد اسکے وہ شیشہ
دیا کہ جسکا پانی بیہوش کرتا ہے کہ اس مین سے چند قطرے اپنی مشک مین ڈالے سقے نے پہلے
پانی جسم پر ملا اور پھر مشک کے اندر دوسرے شیشے کا پانی ڈال کر باہر آیا اور جاکر حصار کرنے لگا
اسی طرح فرداً فرداً بہت سے سقے گئے اور پانی لاکر حصار کرنے لگے مگر اب حال عیاران سنیئے کہ
لشکر کی بربادی اور سرداروں کی گرفتاری دیکھ کر اپنی جگہ سے چلے پہلے سب سے قران ایک
خدمتگار کی صورت بنکر قریب لشکر ہوشیار آیا سقون کو دور سے پانی چھڑکتے دیکھ کر وہ راہ کترا
کے چلا کہ اس پانی سے پناہ پانی مشکل ہی کچھ نہ کچھ فساد ہی ورنہ گرد لشکر کے شب کو چھڑکاؤ سے کیا
مطلب ہی غرضکہ دوسری راہ سے لشکر کے اندر قدم زن ہوا ایک سقا ادھر سے آتا تھا اُس سے
کہا پانی چھڑک آئے سقے نے جواب دیا کہ ابھی اتنا بڑا لشکر حیرت کا کئی فرسخ کے گرد مین اُترا ہوا
ہے یہ ایک دن کا کام ہے کئی روز مین حصار ہوگا قران یہ سنکر سمجھا کہ تیری راے سلیم تھی
یہ حصار آب سحر کا ہوتا ہے جو آئیگا مقید ہوگا اسی فکر مین قریب بارگاہ ہوشیار آکر ٹھہرا کہ وہ
خدمتگار جو اندر بارگاہ کے تھا دو گھنٹے کی بعد باہر نکلا اور پکارا کہ اب کوئی اور آکر اندر بارگاہ کی
ٹھہرے مین اپنی نوکری کرچکا قران جواب دہ ہوا کہ بھائی اسی لیے پہلے ہی سے کمر باندھی کھڑے
ہین کہ نوکری بدلانا ہوگی لیکن مجبور تھے کہ اندر ایک ہی آدمی کے رہنے کا حکم ہے ورنہ اندر چلے
آتے اچھا تم جاؤ مین حاضر ہون وہ خدمتگار یہ کلام سنکر چلا گیا اور قران اندر بارگاہ کے
گیا اور سر پر ہوشیار کے رومال جھلنے لگا لیکن ضرغام اور جانسوز بھی صورت بدل کر
لشکر مین آنے لگے انھون نے کچھ خیال سقون کے پانی چھڑکنے کا نکیا جیسے ہی قدم اندر زمین
حصار شدہ کے رکھا دونون بیہوش ہوکے گرے ہوشیار نے چند ساحر کمینگاہ مین بٹھا دیے
ہین کہ جو شخص بیہوش ہوکے گرے اُسکو میرے پاس لانا وہ ساحران دونون کو اوٹھا کر سامنے
ہوشیار کے لائے اوسنے سحر کیا کہ رنگ و روغن عیاری انکا اڑ گیا صورت جو تبدیل ہوئی
وہ سمجھا کہ یہ عیار ہین پکارا کہ شکر ہے سامری کا کہ دو عیار تو پھنسے انھین بھی ستون سے باندھکر
میخواری مین مصروف ہوا اور جو سقا کہ آتا ہی پانی مشک مین اوسکی ملا دیتا ہی کہ اکی بار عمرو بھی
پھرتا ہوا فکر مین عیاری کرنے کے قریب اسکے لشکر کے آیا اور سقون کو پانی چھڑکتے دیکھ کر راہ
کاٹ کر اور طرف چلا ایک مقام پر خیمہ چھوٹا سا استادہ دیکھا وہان ایک سقا روٹی بیٹھا کھا رہا تھا عمرو

نے کنارے ٹھہر کر اپنی صورت بھی سقون کی ایسی بنائی کھاروے کی لنگی باندھی تسمہ گلے مین ڈالا سر پر
پگڑی باندھی پیچ پگڑی کا اندھیری ڈالنے کے لیے کھلا رکھکر گردن مین لپیٹ لیا کٹورے کمر سے
لگائے کانٹے تسمے مین باندھے تسمہ مشک باندھنے کا کاندھے پر الٹ کر ڈالا اور مشک آڑی کرکی
گلے مین ڈال کر پشت پر سنبھالی اور اس سقے کے سامنے جو روٹی کھا رہا تھا آکر سلام کیا اوسنے
کہا آؤ عمرو قریب گیا اوسنے کہا کہو کہان نوکر ہون عمرو نے کہا بھائی اب تو برادری کا کچھ
خیال کرو ہمین بھی اپنی سرکار مین نوکر رکھا دو آج کل بیکار ہین سقے نے جواب دیا کہ آجکل
ضرورت ہے حصار کیا جاتا ہی مین نوکر رکھا دونگا عمرو نے پوچھا کہ روٹی بے وقت کیون کھاتی
ہو اوسنے کہا بھائی فرصت نہین ہی حصار کرنے اور پانی چھڑکنے سے عمرو بولا کہ امیر دن
کو بھی خفقان رہتا ہے بھلا کیسے پانی چھڑکوانے سے کیا فائدہ ہے سقے نے سارا حال شیشہ
آب سحر کا اور بیہوش ہو جانے انسان کا حصار کے اندر آنے سے بیان کیا اور تاثیر آب سحر سے
اطلاع عمرو نے یہ ماجرا سارا سنکر ادھر ادھر کی بات کہکر کچھ مٹھائی کمر سے نکالی اور کہا اسکے
ساتھ روٹی کھاؤ سقے نے مٹھائی کھائی وہ آغشتہ بیہوشی تھی کھاتے ہی بیہوش ہو گیا عمرو نے
اوسکو خیمے مین کسی جگہ پوشیدہ کر دیا اور سب لباس اوسکا لیکر اوسکی صورت آپ بنکر خیمے
مین ہوشیار کے آیا اور اوس سے کہا حضور پانی ہو گیا اور ملا دیجیے اوسنے شیشہ پانی کا جو
بیہوش کرتا ہے عمرو کو دیا کہ اس مین سے چند قطرے ملائے عمرو نے کہا پہلے مجھے وہ پانی
دیجیے کہ جس سے مین خود بیہوش نہ ہون ہوشیار نے پوچھا کہ تو کیا ابھی پانی چھڑک کے آیا ہے
عمرو نے کہا نہین مین اپنے بھائی کی طرف سے آیا ہون وہ ماندہ ہو گیا ہے ہوشیار نے پہلے
اوسکے بدن پر وہ پانی جو بیہوش کو ہوشیار کرتا ہی ملنے کو دیا اور پھر وہ شیشہ بیہوشی دیا
عمرو نے پانی شیشہ بیہوشی کا چلو مین اونڈیلا ہوشیار نے کہا ارے بیوقوف مشک
مین پانی ڈال یہ کیا کرتا ہی عمرو نے کہا بیوقوف تو اور تیرا باپ دیکھ یہ کرتا ہون یہ کہکر وہ چلو
جو لیے تھا اوسکا چھینٹا ہوشیار کے منہ پر مارا کہ اوسنے پھر صدا بھی نہ دی بیہوش ہو کر گرا
عمرو نے فی الفور خنجر سے سر اوسکا کاٹ ڈالا غلغلہ دار و گیر اور بہ بند او رکش کا بلند ہوا اوسوقت
عمرو نے ضرغام و جانسوز کو کھول دیا جب یہ چھوٹے سوزن زبان بہار و مہرخ وغیرہ
سے کھینچنے لگے اور جو چھوٹا اوسنے دوسرے کو رہا کیا لیکن عمرو جال مار کر ساری بارگاہ کو لوٹنے
لگا اوسوقت کہ وہ ایک ساحرون کو عیارون نے رہا کیا ہو گا غل و شور ہوشیار کے مرنیکا سنکر

ساحر اسکے لشکر کے بارگاہ کیطرف دوڑے اور مادر ہوشیار مغیلہ جادو جسکا ذکر کیا گیا تھا کہ اپنے بیٹے کی حفاظت کو مخفی ساتھ آئی ہی ہنگامہ سنکر زور سحر اڑتی ہوئی بارگاہ مین آئی اور سحر پڑھ کر ایک دو ہتر زمین پر اُسنے مارا عمرو جو لوٹتا پھرتا تھا نصف زمین مین غرق ہوا اور مغیلہ چلی کہ عمرو کو پکڑ کرے جاوٗن قران جو قدمتگار بنا پہلے سے بنا کھڑا تھا جھپٹ کر قریب آیا اور پکارا کہ اے ملکہ ذرا سیفے کا مغیلہ ٹھہری تھی کہ قران نے چمک کر بغدہ مارا کہ سر پھٹ کر بھیجا دور گرا اور سر کے ہزار ٹکڑے ہوے تڑپ کر مر گئی پھر شور برپا ہوا اور عمرو چھوٹ گیا پھر لوٹنے لگا اس اثنا مین سب ساحر جو مقید ہوے تھی چھوٹے اور جو ملازم کہ ہوشیار کے دوڑے تھے اُنسے لڑنے لگے بہار نے سحر کیا کہ عالم بہار پیدا ہوا چمنستان پر از گل وریاحین ظاہر ہوے ہر ایک ساحر پر عالم وجد طاری ہوا اور پکارنے لگے لمولفہ

مبارک اے دل غمگین چمن مین پھر بہار آئی
نسیم وصل جانان کچھ نہایت بیقرار آئی

تصور نے مرے مجکو مبارکباد مطلب دی
کہ آنکھ اٹھتے ہی میرے سامنی تصویر یار آئی

گھڑی بھر بھی نہ گذری تھی کہ گذری منفعل ہوکر
نہایت آج چھوٹی ہوکے شام انتظار آئی

نہین معلوم مژدہ ہی یہ کس گلرو کی آمد کا
ہوا راحت فزا کچھ آج سوی لالہ زار آئی

خوشا قسمت کہ مدت مین یہ گردش کی زمانہ نی
کہ ہر شاخ تمنا ساتھ لیتی اپنے بار آئی

کہا مردو نے زندہ ہوکے کیسا جشن ہے یارو
کہ روح رفتہ بعد از عمر سوے جسم زار آئی

نوید روح افزا کی ہوئی ہین اسقدر دھومین
کہ شام ہجر مشتاقان قریب انتشار آئی

طبیعت لوٹی جاتی ہے غضب کا حسن ہے امین
نہایت کامل شب آج ہوکر آبدار آئی

صدا پیدا ہی گلشن مین یہ غنچون کی تبسم سے
مبارک ہو بہار آئی مبارک ہو بہار آئی

مبارک آج ہوے جاہ تمکو وصل جانان کا
چمن مین یہ ترانہ آج گانے کو ہزار آئی

اُسوقت بہار نے کل لشکر کو ہوشیار کے حکم دیا کہ جا کر لشکر حیرت کو قتل کرو وہ سب لشکر حیرت پر آگرے اور مہرخ و بہار و نافرمان و سرخ مو وغیرہ مع اسد و مہ جبین کے سب آکر فوج حیرت پر گرے ہار مرجون کے اور گچھے سوئیون کے اور پیکان سحر کے چلنے لگے گولی فولادی پڑنے لگے حیرت جشن برپا کرکے نہایت خوش و خرم بیٹھی تھی سب ساحر غافل از شعبدہ بازی فلک اُترے ہوے تھے کہ یکایک سحر کی مار پڑنے لگی اول ہی حملے مین ہزارون ساحر مارے گئے اور غلغلہ بلند ہوا بجلیان گرنے لگین سلین برف کی پڑتی تھین ابر دھوندکار

اٹھتے تھے تاریکی عالم مین چھائی تھی ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی دیتا تھا حیرت گھبرا کر سوار ہوئی اور حکم دیا کہ جلد مشعلہاے سحر روشن ہون ساحرون نے مشعلین سحر کر کے جلائین اُسوقت عمرو نے سحر کیا کہ سب مشعلین گل ہوگئین اور وہ خونریزی ہوئی کہ یقین ہی کہ سبزہ کبھی اس سرزمین پر نہ جمیگا اور اگر اُگے گا تو لالہ با دل داغدار پیدا ہوگا یا دم الاخوین نکلے گا عیاذاً باللہ ایک قیامت کبری برپا تھی ہوشیار کی فوج کہ خاص افراسیاب نے منتخب کر کے بہر رزم بھیجی تھی اسنے ہزارون ساحر حیرت کا ہلاک کیا اور ادھر اسد دلاور نے صدہا کو زیر تیغ بیدریغ رکھ لیا کہ ابیات

چو باز گرسنہ بہ صید پلنگ — چو شیر ژیان سوی آہوی لنگ
پے قتل کفار و اعداے دین — بمیدان جنگاہ و افواج کین
چنان گرم گردید بازار جنگ — کہ می سوخت پرہای تیر و خدنگ
بہ فوج عدو بود اجل خندہ زن — ہمی کرد پرواز جانہا ز تن
سراپردہ در زیر نعل ستور — شدہ سرمۂ دیدۂ مور کور
بسے دیدہ مجروح و خونبار بود — جہانے پر از نالۂ زار بود

اُسوقت ملکہ حیرت تخت پر سے کود کر زمین مین غرق ہوئی اور انقلاب زمین کو جیسے کسی نے جنبش دی اس طرح کا زلزل ارض و غیرا مین پڑ گیا بڑے بڑے پہاڑ سر ٹکرا ئے گو عمرو و بہار نے آپس مین مشورہ کیا کہ حیرت کے سحر سے خدا کی پناہ ابھی سب گرفتار ہو جا ینگے ابہی مناسب ہے کہ یہ فتح خداداد ہاتھ آئی ہی اب بھر نیلو بس یہ مشورہ کر کے نفیر سحر بجائی کہ سب سردار جدا ہوے اور بہ فیروزی و نصرت اپنے لشکر مین آئے اور عیار بھی قتل و غارت کر کے نکل گئے تھے وہ سب بھی حاضر ہوے مہ جبین کی حکم سے منادی ہوئی کہ جو لوگ بھاگ کر صحرا و کوہ مین پنہان ہوے تھے آکر شریک ہوے بازار لشکر مین کھلے خیمے آباد ہوے مہ جبین تخت پر بیٹھی ناچ ہونی لگا کہ نظم

مطرب از نغمہ ہای داؤدی — دل ہمی برد و جان ہمی بخشید
گشت رقص آن چنان کہ در پردہ — پردۂ عشق عاشقان بدرید

ادھر حیرت زمین سے نکلی لشکر کے سردار براہ جانبازی حاضر تھے فوج فراری اور پراگندہ ہوگئی تھی ہر ایک کو جمع کیا اور بارگاہ شاہی اور خیام لشکر درست ہونے لگے جب سب ترتیب ہوچکی حیرت بارگاہ مین آئی اور اپنی جگہ پر سردارون کو مامور کر کے طاؤس سحر پر سوار ہوکر پاس افراسیاب کے روانہ ہوئی افراسیاب اس روز باغ سیب مین گنبد نور

سے آیا تھا کہ سواری حیرت کی پہونچی سب اہل دربار نے تعظیم دی پاس شاہ طلسم کے بیٹھ کر مارے جانا تمام ساحرون کا اور قتل ہونا ہوشیار کا تمام کر کیا افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ تیرے سحر نے کام مغیلہ اور ہوشیار کا تمام کیا عمرو نے شیشہ ہاے آب سحر سے انکو مارا یہ ماجرا دریافت کر کے غضب افراسیاب پر طاری ہوا اور کہا اے حیرت تم لشکر کو جاؤ انکی بار مین نمک حرامون پردہ ہلاے میرم سمجھتا ہون کہ بحال خراب سب باغی ہلاک ہونگے حیرت بموجب ارشاد شہنشاہ سوار ہو کر بعد طے مسافت راہ لشکر مین پہونچی ملازمون نے تعظیم دی تخت پر جلوہ گر ہوئی لیکن اُدھر افراسیاب نے حکم بنا بر حاضر کرنے سات برقون کے صادر فرمایا راوی کہتا ہے کہ اس طلسم مین سات بجلیان ہین کہ وہ مانند بجلی کے کوندا کرتی ہین اور بروز جنگ چمک کر صف لشکر دشمن پر گرتی ہین کہ سارے لشکر کو جلا دیتی ہین لہذا حسب الحکم ساحرو واسطے سحر کے طلب کیے گئے ایک لحہ نہ گذرا تھا کہ ابر سرخ رنگ بر ردی ہوا ظاہر ہوا اور اُس مین بجلیان چمکتی ہوئین قریب دربار شاہ پہونچکر زمین پر اُترے اور بجلیان زمین مین لوٹنے لگین یہان تک کہ مجسم بشکل انسان ہوگئین سب نے دیکھا کہ سات جادوگرنیان جوان کہ جسم انکے سنہرے ہین لباس اور زیور سے آراستہ و پیراستہ ہین غرض کہ ان ساتون نے کہ نام انکے برق محشر اور برق لامع اور برق خاطف اور برق شعلہ بار اور برق چشمک زن اور برق ساطع النور اور برق صاعقہ بیر ہین شہنشاہ کو تسلیم کی اور عرض پیرا ہوئین کہ حضور نے کنیزون کو کس لیے یاد فرمایا ہے افراسیاب نے کہا تم مین ایک برق واسطے اعانت ملکہ حیرت کے جائے اور کام فوج عدو کا تمام کرے اور باقی چھ برقین میرے حکم کی منتظر اپنے مقام پر رہین بر وقت نامہ ہمارا پہونچنے کے حکم کی تعمیل کرین یہ سخن شاہ کا سنکر برق خاطف نے عرض کیا کہ کنیز جا کر سب خطا کردارون کو سزا دیگی افراسیاب نے اسکو خلعت رخصت دیا سب برقین اپنے اپنے ملک سکونت مین آئین اور برق خاطف نے اپنی جگہ پر پہونچکر کارسازی لشکر کر کے ایک لاکھ ساحر ہمراہ لیے خیمہ اور بارگاہ لدوا کر ابر سرخ مین چمکتی ہوئین بڑے زور شور اور چمک دمک سے سمت لشکر حیرت روانہ ہوئی کہ ساحران ہمراہی اسکے صورتین ہیبت ناک بنائے ابر پر سوار حربے آتشین لیے ساتھ تھے لشکر تمام بر روی ہوا جاتا تھا رعد کی صدا برق کا چمکنا خوف سے زہرہ آب کرتا تھا ابیات

ہر اک ساحر زشت رو بد سیر		زبون شکل و بد ہیئت و بد گہر	

ستمگار وسفاک و مست شراب
دماغون مین نخوت ہر اک پر عتاب
شریر اور بیرحم وہ جنگ جو
روانہ ہوے بہر رزم عدو

بعد روانگی برق خاطف پاس افراسیاب کے صرصر شمشیر زن اور صبا رفتار حاضر ہوئین انھین دیکھ کر شہنشاہ ساحران نے منھ پھیر لیا عیار بچیون نے عرض کیا کہ حضور والا ہمارا قصور کیا ہے شاہ نے ارشاد کیا کہ عمرو اور اسکے ساتھ کے عیار جب سے داخل طلسم ہوے ہین کیسے کیسے نامی ساحرون کو قتل کر رہے ہین اور تم باوجود کہ سرکار کا نمک مدت مدید سے کھاتی ہو اور گھر بیٹھے تنخواہ پاتی ہو لیکن آج تک کوئی سردار لشکر باغیان کا گرفتار کر کے نہ لائین اور نہ کسی کو اون مین سے قتل و ہلاک کر سکین یہ کلام عتاب آمیز بادشاہ کے سُنکر صرصر منجل ہوئی اور فرط ندامت سے سر نیچا کر کے عرض رسا تھی کہ اب جس طرح ممکن ہوتا ہے مین جاکر اسد کو کہ دعوی طلسم کشائی کا رکھتا ہے اور مہ جبین کہ بادشاہ لشکر مخالف ہے ان دونون کو گرفتار کر کے لاتی ہون کہ انسے بڑھکر اور کوئی جان و روح عمرو نہین ہے ان کے قید ہونے سے کمر فوج حریف کی ٹوٹ جائیگی شہنشاہ قصور اس لونڈی کا معاف کرین میری جانب سے خاطر عاطر صاف کرین افراسیاب اس کلام سے بہت خوش ہوا اور خلعت عیار بچیون کو دیکر سرفراز فرماکر واسطے گرفتاری اسد و مہ جبین روانہ کیا اور آپ مصروف عیش ہوا

گرفتار ہونا شیر بیشۂ شجاعت شہزادۂ اسد اور مہ جبین کا روباہ خصالی سے عیار بچیون کی اور قید کرنا افراسیاب کا ان دونون کو اور بعد رنج والم کے بادشاہ ہونا لشکر مین عمرو کی صلاح سے مہرخ کا اور مقابلہ برق خاطف سے بربادی لشکر اور عیاریان کرنا باہم عیارون کا برقون پر اور رہائی لشکر کی لمؤلفہٗ

آج ساقی سے نہ مطلب ہے نہ کچھ جام سے کام
بادۂ رنج سے بیہوش ہین میخوار تمام
خود فراموش ہوے ساقیا میکش ایسے
میکدہ بھول کے مسجد کیطرف جانے لگے
جادۂ راہ عدم زلف بنی ساقی کی
سر سے بڑھکر جو چلی جا کمر تک پہونچی
جوش پر موسم گل آیا تو افسوس افسوس
بند میخانہ کا در ہوگیا افسوس افسوس
محتسب نے کیا پابند شریعت ہم کو
پارسائی کی لگائی گئی تہمت ہم کو

قیدیہ شعر کی کب تم سے اُٹھے گی اے جاہ — اجی لاحول ولا قوۃ الا باللہ
واقفانے کہ در سخن فرد اند — شرح این داستان چنین کردند

مقیدان سلسلہ سخن وپابندان کلام زینت افزاے انجمن اِس داستان رنج والم کو حیطہ تحریر مین اس طرح لاتے ہین اور زنجیر اسطار تسطیر مین مضامین فسانہ عجیب کو یون قید فرماتے ہین کہ جب صرصر اور صبا رفتار بہر گرفتاری شہزادہ اسد نامدار روانہ ہوئین دریا سے گذر کر جست وخیز کرتی قریب لشکر مہرخ پہونچین اور صرصر نے اپنی صورت مرد بے کی بنائی عصاے طلائی ہاتھ مین لیا سر پہ گول پگڑی باندھی تمغہ او سپر لگایا طرہ مقیشی لٹکایا چپکن پہنی سب طرح سے درست ہوکر لشکر مین پھرنے لگی اور صبا رفتار ایک زمیندار کی صورت بنی دھوتی زانو تک باندھی مرزائی کمر تک کی پہنی انگوچھا سر سے لپیٹا اور لشکر مین ٹہلنا شروع کیا اس جگہ ہر مقام پر انتظام تھا کوتوال لشکر سرگرم کار بازارین آراستہ خوش وضع بیوپاری قطع دار خریدار ہر سمت گرم بازاری ہو رہی تھی رعایا داد خرمی دے رہی تھی ہر بارگاہ کے سامنے بازار لگی تھی سردار اور ساحر کی آمد و رفت تھی عیارہ بچیان دن بھر پھرا کین یہانتک کہ جہان گرد عالم افروز گشت لگا کر ملک مغرب مین مقیم ہوا اور میدان فلک مین بازار ثوابت وسیار آراستہ و پیراستہ ہونے لگا کہ نظم

ازین مصیبت عظمی لباس لیلی لیل — سیاہ چون خط مشکین سورۂ واللیل
زحل معاینۂ غربال چرخ رامی بیخت — بفرق عالمیان گرد حزن و غم می ریخت

اُسوقت مہ جبین نے شب کا دربار تا دیر بیٹھ کر برخاست فرمایا اور ہر ایک سردار اپنی اپنی بارگاہ مین آیا اسد اور مہ جبین جو مقام کہ عیش محل اور شبستان مقرر ہے وہان آکر مسند عشرت پر متمکن ہوے عیارہ بچیان بھی عیش محل کی ڈیوڑھی پر آکر ٹھہرین یہان ملازمان ملکہ کنیزین اور ترکنین حبشنین قلماقنیان وغیرہ آمد و رفت رکھتی ہین اندر باہر واسطے کار و بار کے پھرتی ہین اتفاق سے ایک حبشن کسی کام کو باہر نکلی صبا رفتار اسکے ساتھ ہوئی قریب اسکے آکر سلام کیا اور کہا مین زمیندار ہون ملکہ نے میرے گانون پہ لگان زیادہ کر دیا ہے بنیر ضبط کر کے نان کار کا حق بھی لے لیا ہے مقدمہ میرا کچہری مین ملکہ مہرخ کے سامنے پیش ہے آپ تخلیے مین ملکہ سے میری سفارش کر دیجیے اور یہ کہکر ایک ڈالی جس مین عمدہ عمدہ پھل تھے اور کئی سو اشرفیان تھین اُس حبشن کو دی وہ نہایت خوش ہوئی اور زمیندار کو تسکین دیکر

وعدہ مقدمے کے سرسبز کرا دینے کا اشرفیان لیکر کمر مین رکھین اور چل کھانا شروع کیے وہ ایک
ثمر کھائے تھے کہ بیہوش ہوئی صبا رفتار اسکو اٹھا کر گوشے مین لائے اور اُسکے کپڑے اتار کر
اسکی صورت جیسی تھی ویسے ہی اپنی صورت بنا کر اُسکو اسی جگہ پوشیدہ کرکے آپ داخل شبستان
ملکہ ہوئی ادھر صرصر نے دیکھا کہ ایک کنیز محل سے نکل کر جاتی ہے یہ اُسکے قریب آئی اور کہا کیون
ل تو نے سب چوبدارون کو گالیان کیون دی تھین کنیز نے کہا بھڑوے تجھے پہچانتا بھی ہو
مجھ سے ایسی باتین نہ کرنا نہین عصا چھین کر ملکہ عالم سے کہہ کر خوب ٹھیک کرونگی صرصر نے
کنیز کا ہاتھ پکڑ لیا کہ چل میرے افسر کے پاس وہ کنیز اور زیادہ بُرا بھلا کہنے لگی صرصر نے ایک طمانچہ
اسکو مارا ہاتھ مین بیہوشی بھری تھی کنیز طمانچہ پڑتے ہی بیہوش ہوگئی صرصر اسکو اُٹھا کر تخلیے مین
جہان آمد و رفت لوگون کی نہ تھی لائی اور پیرہن اُسکا اتار کر بعینہ اسکے مانند صورت
اپنی بنائی اور اوس کنیز کو پوشیدہ کرکے آپ داخل شبستان ملکہ ہوئی دیکھا یہان اسد
اور مہ جبین باہم مسند پر تکلف پر بیٹھے داد عیش و نشاط دے رہے ہین کشتی شراب کی رکھی
ہے دور جام مے گلفام چل رہا ہے گائنین خوش گلو زہرہ جبین میٹھی گا رہی ہین پلنگڑی جواہر نگار
آراستہ ہے سامان نشاط رکھا ہے صرصر کنیزون مین مل کر کاروبار کرنے لگی کشتیان شراب کی میخانے
سے لاکر سامنے رکھتی تھی جس کام کو حکم ہوتا تھا پہلے آپ اسکو بجا لاتی تھی اور اسیطرح صبا رفتار
جشن بنی ہوئی ہر طرف پھرتی تھی اور سب چیزون مین کھانے پینے کی بیہوشی ملاتی تھی ادھر
صرصر نے شراب و کباب مین بیہوشی ملائی کہ ملکہ اور شہزادہ نشے سے مدہوش ہوے اور لڑکھڑاتے
ہوے اُٹھ کر پلنگ پر دونون گئے اور بیہوش ہوگئے اور سب ملازم صحبت کے لوگ بھی وہ اشیا
غشتہ بداروی بیہوشی کھا کر بیہوش ہوے ادھر اہل عملہ کو بیہوشی کھلا کر صبا رفتار نے بیہوش
کیا اور اسد کو پلنگ پر سے اُٹھا کر چادر عیاری مین پشتارہ باندھا اور صبار نے مہ جبین
کا پشتارہ باندھا سب کو اسی طرح سے بیہوش و مدہوش چھوڑ کر محل کے خیمے سے باہر نکلین اور
بہ فن عیاری اپنے تئین طلایہ داران لشکر کی نظر سے مخفی کرتی ہوئین کنارے لشکر کے پہونچکر
مثل برق و باد کے جست و خیز کرتی ہوئین دریاے خون روان سے گذر کر باغ سیب
مین پہونچکر جو رات کہ باقی تھی اوسکو وہین بسر کیا جسوقت کہ بیہوشی نیند کی خفتگان عالم پر سے
دفع ہوئی اور شبستان فلک شعبدہ باز مین فتیلہ آفتاب بہر دفع بیہوشی نوم روشن ہوا
رات گذر کر روز روشن نے منہ دکھایا ابیات

ہوا مہد خورشید داماں صبح — پھٹا شب کے غم مین گریبان صبح
لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان — چھپا نور مین جادۂ کہکشان
رخ شمع مائل بہ زردی ہوا — لباس فلک لاجوردی ہوا
مسیحا نفس تھی نسیم وزان — اُٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان

صبح کو افراسیاب تخت پر آکر جلوہ گر ہوا اہل دربار حاضر ہوے نقارے طلسمی بجے اوسوقت عیار بچیون نے دونون پشتارے لاکر سامنے شہنشاہ کے رکھدیے اور عرض کیا کہ یہ دونون گنہگار اسد و مہ جبین حاضر ہین افراسیاب بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ انپر سحر ایسا کردو کہ زمین سے اُٹھ نہ سکین پھر انکو ہوشیار کرو ساحرون نے حکم کی تعمیل کی یعنے سحر پڑھکر دونون کو ہوشیار کیا جب آنکھ اسد کی کھلی دربار افراسیاب مین اپنے پایا کہ شہنشاہ جادوان تخت پر ہے ہر ایک امیر وزیر دنگل آتشین پر متمکن ہے ساحران نامی کا مجمع ہے اوسوقت اسد نے پکار کر نہیب دی کہ سلام ہیر اُس مجلس مین اُس شخص پر ہے جو خدا کو وحدہٗ لاشریک لہٗ جانتا ہوا اور اُسکے پیغمبر کو بندہ اُسکا اور رسول اُسکا سمجھتا ہو یہ صدا ساحرون نے جب سُنی کانون مین اپنے اُنگلیان دے لین کہ یہ گنہگار خداے نادیدہ کی تعریف کرتا ہے اور افراسیاب کو غصہ آیا اُسنے جلاد کو بلایا کہ اِسے قتل کرو اور مہ جبین کو بہت کچھ سمجھایا کہ عشق سے شاہزادہ کے ہاتھ اُٹھائے مہ جبین نے نہ مانا اور کہا لاکھ جان سے مین فداے نام اسد ہون کہ

بلبل اسی رشک گل کی ہون مین — تم کیا ہو ہزار مین کہون مین

بلکہ نظم

بلبل ہون مین اک دل حزین کی — ہون فاختہ سرو نازنین کی
کیا غیر سے مجھ کو آشنائی — شہزادے کے عقد مین ہون آئی
اُس بن ہو اگر فرشتۂ و حور — سلیے سے مرے رکھے خدا دور

افراسیاب نے اُسکو بھی زیر تیغ بٹھایا اوسوقت عاشق و معشوق بچشم حسرت باہم نگران تھے اور آنسو آنکھون مین بھرے گیسو پریشان تھے اور ایک دوسرے کے سے خطائین معاف کراتا تھا پھر ملکہ نے بخشوع و رجوع قلب بے درگاہ رب اکبر مین فریاد کی اور پناہ چاہی کہ خداوندا ہمکو اس آفت سے بچا نظم

ازبسکہ ہے دل کو یاس میرے — اور جی کو مرے ہراس گھیرے

فوجِ کفار چار سو ہے — وارث کا مرے ہر ایک عدو ہے
شر سے اعدائے دین کے اسکو — تو حفظ و امان مین اپنے رکھیو
وارث کو نہ میرے کوئی ہو غم — رکھو راج سہاگ میرا قائم
عاشق کا نہ اپنے قتل دیکھون — مین تیری مدد کی منتظر ہون
آنکھین مری روز بد نہ دیکھین — دشمن مرے رانڈ ہو کے بیٹھین
برق آگرے کاش اور مین جل جاؤن — لیکن بے وارثی نہ کہلاؤن
دے آج رہائی مجکو یا رب — اور ہوئین یہ روسیہ عدو سب

ب استغاثہ کمان آرزو سے کہ تیر دعا اُس مین سے نکل کر ہدف اجابت سے لب معشوق
وا ہنگام قتل وزرا امرا دست ادب بستہ سامنے افراسیاب کے آئے اُسنے پوچھا کہ تم لوگ
یا چاہتے ہو سب نے عرض کیا کہ ہماری جان بخشی ہو تو عرض کرین افراسیاب نے کہا جان
ہاری بخشی جو کلمات کہ خیرسگالی اور ترقی خواہی کے ہون اُنھین عرض کرو کہ الطاف خسروانہ
سے لا زمان والا مرتبہ شاہ پذیرا فرمائین گے یہ عنایت شاہ دیکھکر ارکان سلطنت گویا ہوے
ہ بانیان طلسم نے واسطے فاتح طلسم کے فوراً قتل کرنا نہین لکھا ہی حضور کتاب سامری
یکھین جیسا حکم ہو وہ عمل مین لائین افراسیاب نے انکی راے باصواب کو پسند فرماکر
فرین کہی اور کتاب سامری دیکھی اُس مین لکھا تھا کہ اسد کا ہلاک کرنا بہتر نہین ہی کس لیے
عمر و قلیم اودھر کر سب کے سر آکر کاٹ ڈالے گا کچھ کسی کے بنائے نہ بنے گا لازم یہ ہی کہ طلسم کشا
مقید کر اور عمرو اور دوسرے عیارون کو بھی گرفتار کر اوس وقت سب کو قتل کرنا افراسیاب
تحریر دیکھکر پکارا کہ تم لوگ سچ کہتے تھے کتاب قتل اسد کا حکم نہین دیتی لہذا ان دونون کو
لے جا کر گنبد نور مین قید کرو اور دروازے شہر ناپرسان کے جو طلسم ظاہر کیطرف
ین اُنکو مین سحر کر کے نظر مردم سے پنہان کیے دیتا ہون نہ کوئی شخص میرا سحر باطل کر سکیگا
وہ در ظاہر ہونگے پھر کس طرف سے کوئی عیار اور انکا مددگار آئیگا جو انھین چھڑائے گا یہ
کم سنتے ہی کئی لاکھ ساحر غدار وبیوفا و بے شرم و شریر و مردم آزار نے قید سحر کی اسد اور
ہ جبین کے جسم پر پہنچائی اور مار سیخ و سیاہ ہاتھ پاؤن مین سحر کے لپیٹے اور لیکر روانہ ہوے
ور شہر ناپرسان مین جب آئے تمام مرد و زن رعایا اُس شہر کی قیدیون کی تماشائی ہوئی او
تی تھی یہ وہی سرکش ہی جسنے طلسم مین آفت برپا کر رکھی ہی الحاصل گنبد نور مین طلسم باطن

کی جانب ایک حجرۂ تنگ و تاریک مین اون دونون شمع انجمن خوبی کو مقید کیا اور کئی لاکھ ساحر اونکا پہرا مقرر ہو گیا اور افراسیاب نے سحر کر دیا کہ دروازے طلسم ظاہر کی جانب کے سب مخفی ہو گئے اور دریاے خون روان ہر طرف بہنے لگا یہان تو یہ کچھ بند و بست ہو گیا لیکن لشکر مہرخ مین صبح کو سب سردار واسطے لینے ملکہ کے عیش محل کی طرف چلے اس عرصہ مین وہ حبشن اور کنیز جنکو عیار بچیان بیہوش کر گئین تھین ہوشیار ہو کر طرف محل کے چلین کہ اس سمت سے ملازم مہ جبین کے روتی پیٹتے آئے بہار و نافرمان نے پوچھا کیا ہوا انھون نے عرض کیا کہ ملکۂ عالم اور شہزادہ دلاور کو بستر خواب پر سے کوئی اُٹھا لے گیا یہ ماجرا سنکر تمام سردار رونے لگے اور سارے لشکر مین کہرام پڑ گیا عمرو غوغاے مردمان سنکر جو صحرا سے آیا یہ سانحہ جانگزا سُنا آکر عیش محل مین بہتر اپایا صرصر اور صبا رفتار کے پانون کا نشان پایا کہا کہ ملکہ مہرخ شہزادے کو صرصر لیگئی ہے مہرخ نے پچھاڑ کھائی کہ افراسیاب انھین زندہ نہ چھوڑیگا پھر تو عجب طرح کا ایک تلاطم لشکر مین برپا ہوا اور مہرخ کہتی تھی کہ

نظم

اے انجمِ دہر تو کہان ہے
نظرون سے مری کدھر نہان ہے

کس طرف گیا کہان ہی مشغول
کیون یاد مری تجھے گئی بھول

کس درد مین مبتلا ہے افسوس
ہو ہی ترا حال کیا ہے افسوس

لے والے گیا ہے تو کدھر کو
پہنچون مین کیسے تری خبر کو

ہے دیو وہ یا کوئی بلا ہے
جو تجھ کو اُٹھا کے لیگیا ہے

ڈھونڈھون کہان تجکو ای دلاور
دیکھون پھر اب تجھے مین کیونکر

وہ حسن و شباب تیری صورت
وہ تیری شجاعت اور قوت

کیونکر مرے دل سے بھولے وای
کس طرح نہ ڈھونڈھتی پھرون ہای

دوری سے تری مین جان بلب ہون
حالت نزع مین اجل طلب ہون

عالم وہی وہ ہی روز و شب ہی
اک تو ہی نہین یہ کیا غضب ہی

روتی ہون گلے سے لگ کر دلکے
وہ شخص جو بیٹھتے ہین جل کے

کچھ تجھ کو خبر نہین کہ اے یار
دل تفتہ و جان تفتہ و زار

ہذیمین ہے گنج گنج مہرخ
تجھ بن ہے اسیر رنج مہرخ

موت آتی نہین کہ کاش مرجاؤن
برق آگرے کاش مجھ پہ جل جاؤن

آتی نہ مین یہان زلبطن مادر — جو آتی یہ آفتین نہ سر پر
ہاہوتے ہی جان دے گذرتی — جویون نہ سسک سسک کے مرتی

اسوقت ملکہ نافرمان نے آنچل روے صبح رخ پر سے ہٹایا اور کہا اے ملکہ اس فلک بے مہر کا یہی نقشہ ہے اسکے ہاتھ سے کون خوشنود رہا ایسے ایسے کرشمے اسکے بائین ہاتھ کا کرتب ہے کیا آپنے نہین سنا ہے نظم

اک طرفہ شعبدہ ہے طلسم کبود رنگ — اِک صلح ہے مزاج فلک مین تو لاکھ جنگ
کوپن سے کہکشان کی جہان یہ جمع ہون — ہر وقت پھینکتا ہے یہ اک تفرقہ کا سنگ
ایذا دہی مزاج مین ہے اسکے زور دست — مطلق نہین کسیکا اسے پاس نام و ننگ

شکوہ فلک تا کجا چاہیے کہ دامن صبر دست استقلال سے نچھوٹے سلسلہ شکیبائی نہ ٹوٹے کہا بیات

کبھی تو یہان ہے نسیم بہار — کہین باد صرصر ہے اور چند خار
کہین کونپلین اور پتے پڑے — کہین پت جھڑ اور ڈنڈ سوکھے کھڑے
کہین شور مرغولہ عندلیب — کسی جا پہ ہے نالہ واحبیب
کہین نخل گلشن برومند ہے — کہین کانٹون سے راستہ بند ہے
کہین طوطیان خوش الحان کی دھوم — کہین شور کرتے ہین یان چغد و بوم
کسی شے کو یان کے نہین اعتبار — خزان کے تصرف مین ہے یہ بہار
نہ گل کو بقا نہ ثمر کو ثبات — کبھی رات سے دن کبھی دن سے رات

بہار نے رو کر گریبان کو تار تار کیا اور مانند ابر نوبہار کے گریان ہو کر کہتی تھی کہ اے چرخ جفا پیشہ یہ کیا تو نے میرا حال کیا ہے مجھ خانمان آوارہ کو اب کسکا سہارا ہے کہان جاؤنگی کسکی ہو رہون گی نظم

پابرہنہ خاک پر مجھ کو پھرا دے دربدر — خاک کے سر پر کرے دامان گل کا سائبان
ابر دریا بار کو برسائے دشت خاک پر — خشک رکھے مزرعہ امید ہر پیر و جوان
ہنس کو موتی چگاتا ہے سدا یہ بے تمیز — پوست کھینچے پر ہما کا دیکے مشت استخوان
سیل کھینچے دیدۂ بینا مین یہ تاریک عقل — پر کرے کحل الجواہر دیکے چشم سرمہ سان
تا کجا کیجے بیان اس سفلہ خو کا اب مزاج — اک وتیرے پر نہین گاہے چنین گاہے چنان

اسوقت عمرو نے ہر ایک کے اشک حسرت پونچھے اور مہرخ سے کہا کہ تمنے خود نجوم مین دیکھا ہے کہ اسد طلسم کشائی کریگا افراسیاب کو مار یگا پھر اس قدر شور گریہ مچانا زیبا نہین بجائے

بجاے ملکہ مہ جبین تخت سلطنت پر رہائی پائے ملکہ تک بیٹھو اور لشکر سنبھالو انشاء اللہ عنقریب
اسد رہائی پائیگا وہ جامع المتفرقین ہمکو اُس سے ملائیگا یہ اولاد صاحبقران ہین
ایسے ایسے قران صعب بہت انپر واقع ہوتے ہین کچھہ اسکا غم نہ کرو افراسیاب اگر شہزادے
کو قتل کرے تو یہان خود گلیم اوڑھ کر سب کے کاٹ ڈالون اب تم توکلت علی اللہ قدم ہمت
بڑھاؤ کچھہ وسواس دل مین نہ لاؤ غرضکہ بعد رنج و غم کے عمرو نے ملکہ مہرخ کو تخت سلطنت
پر بٹھایا کہ جب تک مہ جبین قید سے رہا ہو آپ حکومت کرین مہرخ نے ناچار قبول کیا پھر
ویسا ہی سامان برپا ہوا سردارون نے نذرین دین تھاپ طبلے پر پڑنے لگی لیکن عمرو
واسطے تدبیر عیاری گئے روانہ ہوا اس طرف برق خاطف ایک لاکھ فوج ساحران سے
ابر مین چمکتی ہوئی بڑے تزک و احتشام سے داخل لشکر حیرت ہوئی اور نامہ افراسیاب
کا متضمن بہ گرفتاری اسد و مہ جبین اور بھیجنا برق خاطف کا بہر مقابلہ مہرخ ملکہ حیرت
کو پہونچایا حیرت نے استقبال برق خاطف کا کرایا لشکر کو اتروایا بارگاہ فلک فرسا
استادہ کرائی سامان راحت مہیا کر دیا برق خاطف بارگاہ مین آکر تخت پر مثل برق کے چمکنے
لگی خوف سے عیارون کے ظاہر بصورت اصل نہ ہوئی جو بارگاہ مین آتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ تخت
پر بجلی کوندھ رہی ہی اس حال کی خبر طائران پرند نے ملکہ مہرخ کو پہونچائی یہ تدبیر حفاظت لشکر مین
مصروف ہوئی لیکن برق خاطف نے ایک نامہ مہرخ کو اس مضمون کا لکھا کہ اگر تو میرے
پاس آئے تو خطا تیری مین شہنشاہ سے معاف کرا دون ملک و مال دلا دون سرکشی سے باز آ
اطاعت مین گردن جھکا ایک پتلے کو سحر کے نامہ دیا اُسنے لاکر مہرخ کو دیا اسنے نامہ پڑھ کر جواب
لکھا کہ اے برق خاطف آگاہ ہو کہ عمرو سر برندہ جادوگران ہے عیارون سے ہر ایک
ساحر پناہ مانگتا ہے چاہیے کہ فرمانبرداری شہنشاہ عمرو کی اختیار کر ورنہ اپنی سزا اپنے کنار
مین دیکھے گی پتلے نے نامے کو جواب لاکر برق خاطف کو پہونچایا یہ پڑھتے ہی مثل شعلہ
جوالہ کے اُسی وقت لشکر مہرخ کی طرف چلی اُسکے لشکر نے جو اُسے جاتے دیکھا قرنا و نفیر سحر
بجائی اور بہ عجلت تمام طائران سحر پہ سوار ہو کر ساتھ ہوے اسکے آنے کی خبر مہرخ نے سنکر
جلد اپنے لشکر کو ترتیب دیا اور سب فوج کے سردار سوار ہوے اور آکر مقابل برق خاطف کے
ٹھہرے برق خاطف نے چمک کر گرنا شروع کیا نامی ساحرون نے سحر کر کے چالیس سپرین
سر پر سایہ کین سب دیکھتے ہین کہ گھٹا چھائی ہے بجلی کوندھ رہی ہی لشکریان مہرخ پر چمک چمک کر

کرتی ہے کہ خرمن ہستی اُنکا جلا کر خاک کرتی ہی عجب غوغا دونون لشکرون مین برپا تھا سحر چل رہا تھا
لاش پر لاش گرتی تھی رن کے کھیت ہرے بھرے تھے تار نفس کے جھولے کشاکش سے ٹوٹے تھے
شام تک ہزارون ساحر نامی رہرو ملک عدم ہوے قریب شام برق خاطف پکاری کہ اے
مہرخ یہ نمونہ اپنے غضب کا مین نے تجھے دکھایا ہے اسوقت تو پھری جاتی ہون کل تم سب کا
نقش ہستی مٹا دونگی بے گور و کفن خاک مین ملا دونگی یہ کہکر طبل بازگشت بجوا کر پھر گئی مہرخ
بھی رنجیدہ و دل کبیدہ بارگاہ مین داخل ہوئی لشکر بھر ہر ایک کے دل مین خوف زیادہ
پیدا ہوا بزدلے بھاگ گئے بہادر دعا کرتے تھے نظم

خداوندا نگردانی بلا را — زبون گردان زبردستان مارا
بحق آن دو گیسوی محمدؐ — ازین آفت نگہدارش مارا

لیکن عمرو جو واسطے عیاری کے چلا لشکر برق خاطف کے قریب پہونچا دیکھا لشکر حیرت
سے کچھ فاصلے پر قریب ایک دریا کے فوج اتری ہوئی ہے عمرو صورت ایک نوجوان کی بنکر
دریا مین اُترا اور غوطے لگانے لگا اتفاقاً ایک خدمتگار برق خاطف کا ادھر آنکلا اُسنے عمرو سے
پوچھا کہ میاں گبرو دریا مین سے کیا نکالتے ہو عمرو نے جو تقدیر کا ہوتا ہے کوڑی پیسہ روپیہ وہ
مل جاتا ہے اُسنے کہا ہم پیسے پھینکین تم نکالوگے عمرو نے کہا ہان خدمتگار نے پیسے پھینکے عمرو
غوطے لگا کر نکالنے لگا جب پیسے ہوگئے خدمتگار نے کہا اب کل آنا آج ہم جاتے ہین ہماری نوکری
کا وقت ہے برق خاطف پیچوان اسوقت پیئین گی میری تلاش ہوگی یہ کہکر چلا عمرو بھی
دریا سے نکل کے اسکے ساتھ ہوا اور کہا آج یہ تماکو پیچوان مین بھرنا نایاب زمانہ ہے اگر پسند آجائے
تو مین تمھین دُکان بتلا دونگا اُسنے تماکو لے لی عمرو نے کہا سونگھو کیا خوشبو ہے اُسنے سونگھی
چھینک آئی اور بیہوش ہوا عمرو اُسکے کپڑے پہن کر اور اوسی کی ایسی صورت بنکر بارگاہ برق
خاطف مین آیا دیکھا تخت پر ایک بجلی کوند رہی ہے عمرو نے پکار کر کہا حقہ حاضر ہے یہ صدا
سُنکر وہ بجلی ٹھہری اور اکٹھا ہو کر تخت پر ایک عورت سنہرے بدن کی آکر بیٹھی جسم اوسکا
اس طرح چمکتا تھا کہ جیسے سورج کی جوت ہوتی ہے عمرو نے پیچوان لا کر سامنے لگا یا وہ عمرو
کو بغور دیکھنے لگی اوسوقت عمرو نے وہ شیشہ کمر سے نکالا جو ہوشیار کو قتل کر کے پایا تھا اور
اُس مین سے پانی چلو مین لے کر ایک چھینٹا برق خاطف کے مارا کہ یہ بیہوش ہو کر
گری لیکن جس تخت پر یہ بیٹھی تھی وہ اسکے بیہوش ہوتے ہی اڑکر طرف فلک کے چلا گیا عمرو

حیران ہوکر بھاگا اور مہرخ سے آکر کہا کہ برق خاطف مع تخت کے اڑگئی یہ سنتے ہی مہرخ نے نفیر سحر بجائی سب فوج تیار ہوئی سب کو لیکر لشکر برق خاطف پر آگری وہ لوگ غافل اترے ہوئے تھے اول ہی حملے مین ہزارون مارے گئے باقی ہوکر لڑنے لگے سحر چلنے لگا ہر طرف سے فوج گھر آئی شور بگیر و بہ بند کا بلند ہوا ہزار ہا اژدر آتش فشان ایک ایک نارنج اور ناریل سے ساحر ونکے نکل کے فوج کو نگلنے لگا صدہا تیر مثل شہاب ثاقب کے چمکتا ہوا افلاک پر سے گرتا تھا اس ہنگامہ قیامت خیز کی خبر ملکہ حیرت سنکر سوار ہوئی اور آکر لشکر مہرخ کو روکنے لگی کہ نظم

ہوے جسدم علم شمشیر و بازو ۔۔۔ دو دستی پیٹا ہر فتنے نے زانو
یہ اون گردون رکا ہوکا ہوا جوش ۔۔۔ سر خورشید سے بھی اڑگیا ہوش
سنان نیزہ کا شعلہ تھا یہ تیز ۔۔۔ کہ شاخ اسکی ہوئی تھی شاخ گلریز
دل ہر سنگ برق تیغ سے آب ۔۔۔ صدا سے کرنا سے کوہ سیماب
بھری ایسی عقاب تیر مین باد ۔۔۔ کہ مرغ آسمان کرتا تھا فریاد
شرر افشان تھے یہ گوپال وشمشیر ۔۔۔ کہ خاکستر ہوا تھا بیشۂ شیر
ہوا تھا موجۂ خون سے جو تر زمین ۔۔۔ کہ زمین کیا دامن صحرا تھا رنگین

برق خاطف کا لشکر بہت کام آچکا تھا اور غفلت مین جو اوپر سحر کی مار پڑنے لگی بس تاب نہ لائے اور بھاگے ہر چند کہ حیرت نے لڑائی کو سنبھالا لیکن جب برق خاطف کی فوج بھاگی لشکر حیرت بھی پس پا ہوا اور اوسوقت حیرت نے طبل امان بجوایا اور مہرخ کو بھی حیرت کا خوف تھا یہ بھی پھری لشکر ون نے کمر کھولی سب نے عمرو کی بہت تعریف کی ہنگامۂ بزم نشاط گرم ہوا لیکن تخت برق خاطف کا اڑتا ہوا باغ سیب مین پاس افراسیاب کے آیا افراسیاب نے سحر رد کرکے اسکو ہوشیار کیا اور کتاب سامری دیکھی حال معلوم ہوا کہ تیر سے ہی سحر نے اسے ذلیل کرایا یعنے شیشہ آب سحر سے عمرو نے اسکو مار ڈالا ہوتا ساحرہ زبردست تھی اسکے پیر اسکو اڑا لائے ادھر برق خاطف ہوشیار تو ہوئی مگر آب چشمۂ سامری کا اسنے چھینٹا کھایا تھا اسوجہ سے بیمار ہوگئی اور رخصت ہوکر اپنے گھر کیطرف گئی افراسیاب نے اسوقت پتلا سحر کا بھیج کر دوسری برق کو طلب کیا کہ نام اس کا برق محشر ہے جب خبر پتلے نے اسے دی وہ بڑے کروفر سے مع اپنے فرزند ارجمند رعد جادو کے بخدمت شاہ مین حاضر ہوئی افراسیاب نے کہا ای برق محشر تم جاکر شراکت ملکہ

حیرت کی کرو اور فوج مخالف سے لڑو یہ حکم پاکر برق محشر ایک لاکھ ساحر لیکر روانہ ہوئی اور
تخت ہمکا زمین غائب ہوا خیمہ ڈیرا لدگیا بڑی اولو العزمی سے چمکتی ہوئی شعلہ باری کرتی چلی **نظم**

وہ لشکر اور سرداران لشکر ۔۔۔ چلے مہ کے عقب مانند اختر
تگ و تاز سواران کا یہ اسلوب ۔۔۔ کہ وہ میدان تھا پیچیدہ مکتوب
وہ رایت مختلف تھے جنکے الوان ۔۔۔ فرنگستان ہوا اُنسے بیابان
قیامت شور و شر ہر چار سو تھا ۔۔۔ کہ طوفان سے تلاطم وہ فزون تھا
ہوا تھا زہرۂ گاؤ زمین خون ۔۔۔ زمین کیسی سراسیمہ تھا گردون
جنود اُسکا گران سے تا کران تھا ۔۔۔ نگہ لشکر کہ وہ ریگ روان تھا

غرضکہ بعد قطع منازل لشکر اسکا قریب لشکر مہرخ کے کہ وہانسے دو منزل کا فاصلہ اردوے
مہرخ کا ہوگا آکر پہونچا اور صحراے سبزہ زار مین ایک باغ نہایت پر تکلف تعمیر تھا وہان اُترا
اس لیے کہ طلسم مین ہر ایک مقام پر افراسیاب نے اپنی سیرگاہ اور باغات بنائے ہین
برق محشر آکر باغ مین اُتری لیکن یہان سے قریب ایک کوہ پر شکوہ ہی کہ وہان کی مالک ایک
ساحرہ ہی باران جادو نام کہ حسن و جمال مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتی ہی بہت سے ساحر
اسپر شیفتہ و دلدادہ ہین منجملہ اونکے رعد جادو فرزند برق محشر کا بھی اس آفت روزگار
پر عاشق ہی جب لشکر اوس جگہ پر برق محشر کا اُترا رعد جادو واسطے دیکھنے اپنی معشوقہ پری
پیکر کے روانہ ہوا اور اوسکے مکان پر جب پہونچا ایک ساحرہ اوسکی ملازم کو بلوا کر بہت کچھ
زر و جواہر دیکر اس بات پر اوسے آمادہ کیا کہ وہ باران جادو کو بالاے بام لیکر آئے تا کہ
بمقتضاے **ع**

آسمان اور زمین کا ہی تفاوت ہر چند ۔۔۔ ای صنم دور ہی سے چاند سا مکھڑا دکھلا

نظارۂ جمال عاشق ژولیدہ حال کرلین وہ ساحرہ گئی اور کسی بہانے سے باران جادو کو
کوٹھے پر لے کر ئی رعد اوسکی صورت زیبا کے دیکھنے مین محو ہوا اسوقت باران کے اور
چند عاشق آگئے اور رعد کو زیر قصر معشوقہ دیکھ کر آتش رشک مین جلے اور ایسا سحر کیا کہ
رعد غفلت مین کر و گنگ ہوگیا اُنھون نے گرفتار کرلیا اور مشکین باندھ کر لے چلے کہ اسکو
کسی جنگل مین چل کر مار ڈالین کس لیے کہ یہان سے قریب اسکی مان برق محشر اتری ہوئی
ہی یہان قتل کرنا اسکا اچھا نہین یہ سوچکر رعد کو لے کر چلے یہ ساحر تو اسے لیے جاتے ہین

لیکن عمرو بارگاہ سے نکل کے صحرا مین آیا اور دل سے کہتا تھا کہ برق فاطف بھاگ گئی ہے
یقین ہے کہ افراسیاب کو لی اور بلا بھیجے گا اسی فکر مین تھا کہ دو تین ساحرون کو دیکھا کہ
ایک نوجوان کو گرفتار کیے لیے جاتے ہین عمرو نے خیال کیا کہ اس مجرم کو اگر رہا کرو شاید
احسان مند ہو کر تمھارا شریک ہو آثار عظمت اسکے چہرے سے ظاہر ہین یقین ہی کہ کوئی ساحر
نامی ہی یہ تصور کرکے ایک درے مین پہاڑ کے ٹھہر کر وہ جامہ کہ جو سات رنگ دمبدم بدلتا ہی
نکال کر پہنا اور مقوے کے دس سر اپنی کو چھپا کر سر کے اوپر لگائے اور کئی ہاتھ بنا کر لٹکائے
سرون مین کئی کئی منھ تھے کہ ہر منھ سے زبانین مثل مار سیاہ کے باہر آتی تھین اور وہ روغن
اپنے جسم پر ملا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر بن مو سے شعلہ آگ کا نکلتا ہی جب اس صورت سے تیار
ہو چکا سفید مہرہ لیکر بجایا اُس مہرے کی صدا سے دیونا چنے لگتا ہے ساحر جو رعد جادو کو
لیے جاتے تھے وہ صدائے مہیب سنکر پاگل ہوے اور خوفناک ہو کر دیکھنے لگے کہ سامنے
سے عمرو ظاہر ہوا انھون نے دیکھا کہ ایک شخص مہیب صورت دس سر والا کہ جسکے جسم سے
آگ نکلتی ہے اور جامہ اسکا کبھی سرخ اور کبھی نیلا اور کبھی سیاہ اور گاہے سبز اور زرد وغیرہ ہوتا
ہے ہماری طرف آتا ہے یہ سب ساحر مارے خوف کے سجدے مین گر پڑے اور عمرو پکارا کہ ہم
عزرائیل یعنے ملک الموت خداوند لقا ہین وہ ساحر یہ صدا سنکر تھر تھر کانپنے لگے اور پوچھا کہ آپ
کیون تشریف لائے ہین عمرو نے کہا تم اس گنہگار کو قتل کرنے لیے جاتے ہو مین اسکی روح
کھینچنے آیا ہون اور تمھاری بھی عمر تمام ہو چکی ہی عنقریب تم سب کی بھی روح قبض کرونگا
ان ساحرون نے بمنت عرض کیا کہ اے ملک الموت خداوند کوئی تدبیر ایسی فرمایئے کہ ہم
ابھی نہ مرین اور کچھ زمانہ تک تو زندہ رہین عمرو نے کہا کچھ خیرات کرو شاید خداوند کو رحم
آئے اُنھون نے جو کچھ مال اور جواہر اپنے پاس رکھتے تھے وہ عمرو کے حوالے کیا عمرو
نے ایک سیب نکال کر انھین دیا کہ اسکی ایک ایک قاش کھاؤ عمر بڑھ جائیگی اُن سبنے سیب لیکر
کھایا ایک لحظہ مین بیہوشی نے تاثیر کی کہا اے ملک الموت ہمارا جی سنسناتا ہی عمرو نے کہا عمر بڑھتی
ہے رگین کھنچتی ہونگی غرضکہ دم بھر مین وہ سب بیہوش ہوے عمرو نے خنجر لیکر سب کے سر
جدا کر ڈالے غلغلہ اور شور برپا ہوا رعد جادو جو بزور سحر زر دنگ تھا انکے مرنے سے گویا
اور شنوا ہوا جب شعلے آتش کے اور غل و شور سرون کا دفع ہوا رعد نے عمرو کو گھورنا
شروع کیا عمرو نے کہا مین تیری جان بچائی ہی اور تو مجھے گھورتا ہی رعد نے کہا آپکا نام کیا ہے کہا

فرشتہ قدرت رعد نے کہا اے ملک قدرت مجھے ان ساحرون نے غفلت مین گرفتار کرلیا ورنہ
مین فرزند برق محشر کا ہون بزور سحر زمین مین غرق ہو کر حریف کے برابر نکلتا ہون اور مثل
رعد کے اس طرح چیخ مارتا ہون کہ ساحر کا سر پھٹ جاتا ہی اور جو زبردست ساحر ہوتا ہی
گر اسکا سر نہین پھٹتا تو بیہوش ہو جاتا ہی مان میری اوپر سے بجلی کیطرح گرتی ہی اسکو دو ٹکڑے
کرتی ہی لہذا ہم دونون کو افراسیاب نے بہر مقابلہ مہرخ بھیجا ہی جا کر سب کا ہم خاتمہ کر دینگے
سب عمرو نے یہ ماجرا سُنا دل سے تصور کیا کہ خوب ہوا جو تم اسکو مل گئے ورنہ بڑی مصیبت
تی اب اسے بھی ہلاک کرو عمرو کو یہ فکر ہوئی تھی کہ یکایک ابر پیدا ہوا اور برق محشر اپنے فرزند
کو ڈھونڈھتی ہوئی بڑے جوش و خروش سے عنقریب آکر پہونچی کس لیے کہ جب اسنے رعد کو
قام فرودگاہ مین نپایا خیال کیا کہ لشکر حریف قریب ہی ایسا نہو کہ کوئی عیار اسے مار ڈالے
حاصل جب عمرو نے برق محشر کی آمد دیکھی گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا رعد کو یقین واثق
ہوا کہ یہ ملک قدرت خداوند تھا اور ادھر برق محشر اپنے بیٹے کو پہچان کر زمین پر اُتری اور
صورت بنکر فرزند کو گلے سے لگایا ساحرون کی لاشین پڑی ہوئین دیکھ کر حال پوچھا کہ انھین
کس نے ہلاک لیا رعد نے جملہ کیفیت اپنی گرفتاری کی اور آنا ملک قدرت کا بیان کیا
اور کہا ابھی وہ یہان کھڑے تھے آپ کو آتے دیکھ کر چلے گئے برق محشر نے کہا وہ بڑا
نصیب تھا جو چلا گیا اگر میرے سامنے آتا تو دامن امید اسکا گوہر مقصد سے مالا مال کر دیتی
رعد نے کہا وہ فرشتہ قدرت ہین اور یکایک کھڑے کھڑے غائب ہو گئے شاید ابھی یہان
تشریف رکھتے ہون مین پکارتا ہون یہ کہہ کر پکارا کہ اگر آپ یہان ہون تو ہمپر کرم فرمائیے
ن جان سے ملیے عمرو نے یہ صدا سنکر گلیم اوتاری اور ظاہر ہوا برق محشر نے بعجز تمام
خاک کر تسلیم کی اور عرض کیا کہ آپ ہمارے محسن ہین ہمارے لڑکے کو آپ کی وجہ سے خداوند
سامری نے دوبارہ خلعت حیات عنایت فرمایا چاہیے کہ میرے غریب خانے پر حضور قدم
رنجہ فرمائین جہان مین فروکش ہون وہان چلین جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا آپ کی خدمت
کرونگی عمرو نے کہا کیا مضایقہ برق محشر نے کچھ سحر پڑھا کہ ایک تخت جواہر آگین اڑتا ہوا
آیا اسپر عمرو اور رعد کو سوار کیا اور برق محشر اُسی طرح بجلی بنکر چمکتی ہوئی ساتھ چلی یہانتک کہ
مقام فرودگاہ پر اپنے لائی عمرو باغ پر بہار مین اُترا دیکھا اس جگہ ہر سمت درختہاے میوہ دار
لگے ہین شجر پھولے پھلے ہین کہ ابیات

زمین کا کرون کیا مین وانکی بیان ۔ کہ صندل کا اک پارچہ تھا عیان
بنی سنگ مرمر سے چوڑی کی نہر ۔ گئی چارسمت اُسکے پانی کی لہر
قرینے سے گرد اوسکے سرو سہی ۔ کچھ اک دور دور اس سے سیب و بہی
چمن سے بھرا باغ گل سے چمن ۔ کہین نرگس وگل کہین یاسمن

باغ مین قصر عالیشان بنا ہی اس مین ہر ایک چیز نایاب زمانہ ہی عمرو کو برق محشر نے مسند پر بٹھایا کشتیان پر از زر وجواہر حاضر کین اور عرض پیرا ہوئی کہ یہ حضور کے لایق نہین ہین لیکن براہ کرم انھین قبول فرمایئے اور یہ بتلایئے کہ آپکا نام کیا ہے عمرو نے کہا بتلا چکا ہون کہ میرا نام فرشتہ قدرت ہی پھر پوچھنا بیکار ہی یہ سنکر برق محشر نے صندوقچہ اپنا منگا کر ورق جمشیدی نکالے اور ان مین دیکھا کہ یہ شخص فرشتہ قدرت ہی یا کوئی اور ہے اُس اوراق مین نکلا کہ یہ عمرو عیار ہے مہرخ کا طرفدار ہی اسنے تیرے بیٹے کی جان بچانے کو یہ صورت بنائی ہے کچھ دیگر اسے رخصت کر دے ورنہ کچھ فتور کریگا اور اگر بن پڑے تو مار ڈال کہ یہ بڑا مکار ہے یہ حال دیکھ کر برق محشر نے بنگاہ غضب عمرو کی جانب دیکھا عمرو نے کہا اب تیری بھی شامت آئی ہے جو تو گھورتی ہی مین نے تیرے ساتھ کیا برائی کی ہے مثل مشہور ہی نیکی برباد گنہ لازم برق محشر نے جواب دیا کہ مصرعہ جنکو سمجھے تھے مسیحا وہ ہلاکو نکلے * تیرا نام عمرو ہی خوب اُسوقت بمقتضاے ع صاف دھوکا دے رہے ہین مجکو بازیگر کھلا * مجھے فریب مین تو نے لیا اے دشمن شہنشاہ اب کہہ کہ تیرا کیا حال کرون عمرو نے کہا دیوانی ہی یہ کہہ کہ نیکی اسی رفت اب جو تجھ سے ہو سکے قصور و کوتاہی نکر برق محشر نے کہا تو نے مجھپر احسان کیا ہی کیا تیرے ساتھ بدی کرون مجھ سے یہ زر وجواہر جو تیرے سامنے رکھا ہی لے لے اور چلا جا عمرو نے کہا چلے نہ جائین گے تو کیا تیرے یہان رہنے آئے ہین یہان تو عمرو سے باتین ہو رہی تھین لیکن اُدھر افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی کہ برق محشر پر کیا گذری کتاب مین نکلا کہ برق محشر نے عمرو کو اپنے مقام پر لا کر مسند پر بٹھایا ہی زر وگوہر پیش کش کیا ہی باتین کر رہی ہی یہ معلوم کرتے ہی آگ ہو گیا اور مخمور سرخ چشم اسکی معشوقہ بہن خمار کی بہ ناز و ادا اس مین بھی تھی واضح ہو کہ خمار اور مخمور مثل بہار کے معشوقہ افراسیاب ہین لیکن ان دونون نے بھی بخوف ملکہ حیرت کے وصل منظور نہین کیا ہی اور ساحرہ بے بدل ہین غرضکہ مخمور سے افراسیاب نے غصے مین حکم دیا کہ ملکہ برق محشر قریب لشکر مہرخ ایک باغ مین عمرو کو لیے

تم جاکر عمرو کو گرفتار کر لاؤ اور اگر برق محشر کچھ بولے تو اُسے بھی سزا دینا مخمور نے یہ حکم پاکر سحر
کرکے اُڑی اور بعجلت تمام برق محشر کے پاس پہونچی اُسنے بڑی تعظیم و تواضع کرکے اُسے بٹھایا لیکن
مخمور نے ڈانٹا کہ اے برق محشر دشمن کو تمنے لاکر مقام عزت پر بٹھایا ہے شہنشاہ کو غصہ آیا ہے
خیریت اس مین ہی کہ عمرو کو گرفتار کرکے لے جانے دو رفع شر کرو ورنہ آفت آئیگی جان پر بن جائیگی
برق محشر نے کہا اے بہن عمرو نے میرے لڑکے کی جان بچائی ہے یہ میرے دین و ایمان
سے بعید ہے کہ اسے اسی وقت کسی آفت مین مبتلا کرون مخمور نے کہا بی بیٹھی رہو افراسیاب
تو دیکھو اسوقت دھرم دین سب طاق پر رکھو کیون ناحق اپنے تئین برباد کروگی اور تم اگر اسکی
نسبت اگر جان بھی کھوؤ مگر مین حکم عدولی شہنشاہ کی نکرونگی اس موے کو گرفتار کرکے لیجاؤنگی
اسوقت کہ برق محشر اور مخمور سے تکرار ہوتی تھی عمرو نے قابو پاکر اسی شیشے سے جو کہ
ہوشیار سے پایا تھا پانی لیکر ایک چھینٹا مخمور کے منھ پر مارا کہ یہ بیہوش ہوکر گری اور عمرو خنجر
کھینچ کر دوڑا مگر فی الفور ایک پنجہ پیدا ہوا اور مخمور کو اٹھا لیگیا برق محشر نے کہا اے عمرو
اب تم جلد یہان سے چلے جاؤ اور مین بھی طلسم مین کہین جاکر چھپونگی افراسیاب اب
دشمن ہو گیا جہان پائیگا مجھے مار ڈالیگا تمنے غضب کیا جو مخمور پر دست اندازی کی
عمرو نے کہا اے برق محشر مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست ؛ اور کہین
کیون جاکر پوشیدہ ہو میرے ساتھ لشکر مہرخ مین چلو اور بہ آرام تمام بسر کرو تمنے آجتک
دیکھا جو کہ ہمارے شریک ہوے بفضلہ تعالے زندہ اور سالم آبرو کے ساتھ موجود ہین
اور انشاء اللہ چند روز مین طلسم فتح ہوگا ہمارے شریک جو ہین پھر اونکے مراتب پیش
صاحبقران دیکھنا اور بالفرض تمھارے نزدیک ہم لوگ افراسیاب سے مغلوب بھی
ہو جائین گے جب بھی یہ تصور کرلو کہ جو تمھارا حال ہوگا وہی ہمارا حال ہوگا مرگ انبوہ
جشنی دارد آگے تم جانو جو میرے نزدیک بہتر تھا وہ بتلا دیا برق محشر نے کہا خواجہ سچ
کہتے ہو چلو ہم تمھارے شریک ہوے بھاگنے اور چھپنے سے یہی بہتر ہے کہ لڑ بھڑ کر اپنی جان دین
اور حوصلہ دل کا نکال لین خیر بسم اللہ یہ کہکر اُٹھ کھڑی ہوئی لشکر کو حکم دیا کہ نقارہ کوچ کا
بجے بموجب حکم طبل سفر بجا خیمہ ڈیرا لدا برق محشر تخت پر سوار ہوئی عمرو کو برابر بٹھا لیا
اور رعد کو ہمراہ لیکر سمت لشکر مہرخ بڑے کر و فر سے چلی لیکن یہان مخمور جب ہوشیار
ہوئی اُسنے عرض کیا کہ مین برق محشر سے عتاب و خطاب کر رہی تھی کہ عمرو نے چھینٹا پانی کا مارا

مین بیہوش ہوگئی افراسیاب نے یہ ماجرا سنکر کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ شیشہ آب سحر سے اسے بھی عمرو نے بیہوش کیا تھا اور اب برق محشر شریک اُنکی ہوکر طرف لشکر مہرخ کے گئی یہ معلوم کرکے دستک دی ایک پتلا پیدا ہوا اُسکو حکم دیا کہ برق لامع کو بلالا پتلے نے جاکر اُسکو خبر دی برق لامع حسب الطلب حاضر ہوئی افراسیاب نے حکم دیا کہ تم جاؤ لشکر مہرخ کی طرف برق محشر جاتی ہی اُسکو گرفتار کرو اور لشکر مہرخ کو برباد کرو برق لامع بڑے تزک واحتشام سے ایک لاکھ ساحر اپنے ملازم ہمراہ لیکر چمکتی ہوئی روانہ ہوئی اور اثنای راہ مین اسنے خیال کیا کہ برق محشر لشکر مہرخ مین تو جاتی ہی پھر اثنائے راہ مین روکنا بیکار ہے اسکو وہین مع اُسکے رفیقون کے گرفتار کرو اُس مین دوہری محنت بھی نہ پڑیگی اور ناموری بھی زیادہ ہی یہ سوچکر اُدسی سمت چلی اور بعجلت تمام راہ طی کرکے قریب لشکر حیرت پہونچی حیرت نے استقبال کیا بارگاہ استادہ ہوئی لشکر اُترا برق لامع بارگاہ مین دن بھر بخوف عیاران بجلی بنی رہی جب پچھلا پہر دن باقی رہا اور شعل مہر بزم گردون مین گل ہونی لگی اور شمع انجمن افروز ماہ کی روشنی محفل کائنات مین ہوئی نظم

ہوا دریاے مغرب مین فرو مہر — کہ گرد آلود وہ ہی دھوئے ذرا چہر
اوڑا ایسا غبار لشکر زنگ — کہ تھا رخت جہان کعبے کا ہمرنگ

برق لامع بارگاہ مین ظاہر ہوئی اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجی بموجب حکم نقارہ رزمی پرچوب پڑی تہلکہ لشکر مین پڑ گیا طائران سحر نے جاکر مہرخ سے عرض حال کیا یہان بھی نفیر سحر بجی اب تیاری اسباب جدال وقتال دونون لشکرون مین شروع ہوئی کہ نظم

جو تھے اُس جا پہ شایان ایالت — لگے کرنے وہ تدبیر شجاعت
کیے تیار وہ ہر اک نے نارنج — کہ پہونچے اُس سے دشمن کو بہت رنج
ہر اک تھے اپنے فن مین ایسے کامل — کہ سحر سامری کرتے تھے باطل
معاذ اللہ جو وہ ہوئین غضبناک — نظر آئین فلک بھی اک کف خاک

چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جسوقت کہ دار الامارۂ مشرق سے شاہ زرین کلاہ نی برآمد ہوکر سریر سپہر پہ بکروفر تمام جلوس فرمایا اور دارای ظلمت سامنی سے روبفرار لایا کہ نظم

اُٹھی محفل سے آخر شمع نمناک — گریبان سحر آیا نظر چاک
فلک پر شاہ خاور کا عمل تھا — روان لشکر پی جنگ وجدل تھا

رق لامع ابر سحر مین چمکتی ہوئی ایک لاکھ ساحر ہمراہ لیے اور حیرت بنگلہ مینا نگار مین سوار جمعیت
شمار وار و دشت مصاف ہوئی اس طرف مہرخ اور بہار وغیرہ فوج لیکر آئین ہر طرف بوق کی
ی صداسے گوش فلک کرتھا ساحرون کے غول چلے آتے تھے ایک ہنگامہ شور وشر تھا اول
ر سحر برساکر بجلیان گراکر صحرا کو پاک وصاف کیا پھر نقیبون نے نکل کر بہادر ونکا حوصلہ بڑھایا نظم

شجاعو چلو لڑنے والو بڑھو — زمانے مین کچھ نام پیدا کرو
نہ دارا ہے باقی نہ کاؤس ہے — نہ گودرز و بیژن نہ یان طوس ہے
نہ سنقل نہ برزو نہ شنکاوہ ہے — فریدون کہان ہی کہان کاوہ ہے
جہان مین شجاعت سے ہی نام نیک — وہی زندہ ہی جس سے ہو کام نیک

ن اے نامدار و آج اس میدان سے سرخرو ہوکر پھرنا باپ دادا کے نام کی شرم رکھنا جب
یب کنارے ہوے برق لامع میدان مین آکر تڑپنے لگی اور جو ساحر مہرخ کیطرف سے نکلا
رق لامع چمک کر گری کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے اور پھر برروے ہوا بجلی کیطرح تڑپنے لگی
ب کی نظر خیرہ تھی کچھ چمک کے سوا دکھائی نہ دیتا تھا آخر یہ اندھیر ہوا اب کوئی مقابل ہونے
وند گیا اوقت برق لامع صف لشکر پر آگری ہزارہا کو جلایا اور ہلاک کیا ساحران نامی ربھر
ھنے لگے اور ساری فوج مین بھگدڑ پڑگئی اوس وقت مہرخ نے تاج اتار کر بدرگاہ کبریا
محتاج ہوکر استغاثہ کیا کہ نظم

یا فاطمہ رضہ بنت مصطفے امداد دی — اے مظہر ذات کبریا مدد دی
بر قصد ہلاکم ست این گروہ فوج — اے زوجہ ضیغم خدا مدد دی

مرد عا ہدف اجابت پر پہونچا کہ ایک ابر صحرا سے نمودار ہوا اور اس ابر مین نشان لشکر کا
حم اڑتا ہوا نظر آیا ہزارہا ساحر اژدہون پر سوار اور تخت پر برق محشر معہ عمرو کے بڑی رونق سے آئی کہ نظم

ظفر پیکر جو لشکر کا نشان تھا — وہی پشت و پناہ مومنان تھا
سر دامن سے وابستہ ظفر تھی — چمک سے اسکے خیرہ ہر نظر تھی
پے دشمن ہوا ہے تیر خامہ — لکھون اوس کو مین سطر فتح نامہ
ہر اک سو جنگ دیدہ مردم فوج — روان تھی دشت مین ہر سو سے جو فوج

خلاصہ کلام لشکر برق محشر نے ایکطرف پرا جمایا اور برق محشر نعرہ کرکے بجلی بنکر لشکر پر
برق لامع کے جا گری ہزارون کو لشنے بیجان کیا یہ ماجرا دیکھکر برق لامع حریف پر گرنا موقوف

کرکے پھری اور برق محشر سے جاکر لپٹ گئی اب تو دو بجلیان بر روے ہوا پیچ وتاب کھاتی نظر آتی تھین اور سوائے برق کی تڑپ کے میدان مین کچھ دکھائی نہ دیتا تھا ہر بار صدا یا سامری اور یا جمشید کی ساحر سناتے تھے باجے بجاتے تھے علم ہاے لشکر بلند ہوتے تھے ڈنکے پر چوب پڑتی تھی وہ غلغلہ برپا تھا کہ شور محشر بھی ایسا ہی ہوگا رعد جادو تخت پر سے کود کر زمین مین بزور سحر غرق ہوا اور برق محشر گتھی ہوئی برق لامع سے زمین پر گری اب دونون بجلیان زمین پر لوٹنے لگین اوسوقت زمین شق ہوئی اور رعد جادو نے سر نکالا جہان برق لامع لوٹ رہی تھی وہین پر رعد نکلا اور اسطرح کی چیخ ماری کہ جیسے ہزار در ہزار بجلیان ایک بار گرین برق لامع ازبسکہ ساحرہ زبردست تھی نہین تو سر پھٹ جاتا لیکن بیہوش ہوگئی اور برق محشر چمک کر اڑ گئی وہان سے گڑگڑا کر اور تڑپ کر جا پہنچی ہر کہ برق لامع پر گرے لیکن اسکو بھی ایک پنجہ اوٹھاے گیا اسکے لشکر مین رعد نے نکل کے پھر چیخ ماری کہ بہت ساحرون کے سر پھٹ گئے اور بہت سے بیہوش ہوے اُسوقت برق محشر چمک کر گرنے لگی جسپر گری دو ٹکڑے ہوا فوج برق لامع کی پسپا ہوئی یہ ماجرا دیکھ کر حیرت نے فوج کے سردارون کو حکم دیا کہ روکو اسکو اُدھر مہرخ آگے بڑھی لشکر حیرت اور مہرخ آپس مین مل گئے سحر چلنے لگا لیکن رعد دمبدم زمین سے نکل کر چیختا تھا اور برق محشر گر رہی تھی ایک تہلکہ عظیم پڑا ہوا تھا نارنج اور ترنج چلتا تھا کسی طرف سے بہار نے عالم بہار ظاہر کرکے ساحرون کو دیوانہ بنایا تھا کسی سمت سرخمو نے کاکل کھول کر ہزارہا ستارہ گرایا تھا کہین نافرمان نے آفت برپا کی تھی کسی جا شکیل نے لاش پر لاش گرائی تھی کہ نظم

وہ برق شعلہ افگن جب گری تھی — صفائی فوج دشمن کی ہوئی تھی
ہوئی تھی بحر خون مین غرق وہ فوج — ہر اک تلوار کی تھی خون فشان فوج
کمر سے کھینچ کر ہر اک نے شمشیر — اُٹھایا جسنے سر مارا اُسے تیر
خم شمشیر محراب دُعا تھا — جھکائے سر کو ہر سرکش کھڑا تھا
رگ و پے مین درم خنجر روان تھا — بنا دستہ عدو کا استخوان تھا

حیرت نے یہ آفت دیکھ کر طبل امان بجوا دیا اور آپ آسمان کی طرف اڑ گئی وہان سے سحر کیا کہ دریاے آتش جوش مار کر آیا آسمان کی سمت سے آگ برسنے لگی مہرخ نے بھی طبل آسائش بجوایا حیرت نے دریا کو ٹھنڈا کیا اور لشکر لیکر پھری مہرخ بھی داخل بارگاہ ہوئی

برق محشر اور رعد جادو نے آکر نذر دی سب سے ملے مہرخ نے خلعت فاخرہ عنایت کیا اور رعد کو اپنے گلے سے نولاکھ روپے کی قیمت کا ہار اوتار کر پنہایا عہدۂ افسری دیا جشن کرنے کی تیاری ہوئی اون دونون کی دعوت کی ناچ ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا اب یہان تو یہ ہنگامۂ عیش و نشاط ہے لیکن بموجب بیت سمند قلم کی مین پھیرون عنان حسینہ کی آگے لکھون داستان ٭ لشکر لقا مین علمشاہ مسحور ہوکر عاشق حسینہ جادو کے ہین اور بمشورۂ بختیارک حسینہ نے حکم طبل جنگ کے بجنے کا دیا تھا غرضکہ ایک روز جب ضیا بخش عالم یعنے نیر اعظم رونق افروز کاشانۂ مغرب ہوا اور وزیر نور آگین نے اوسکے یعنے نیر اصغر نے مملکت سپہر کا انتظام کیا کہ **نظم**

شام تیرہ ہوئی جو مشک فشان | نور ظلمت مین ہوگیا پنہان
رات جنگل مین بولتی سن سن | کھڑے ہوتے تھے جس سے موی بدن
ہوش رستم کے بھی کرین پرواز | ہر طرف سائین سائین کی آواز

لشکر مین لقا کے بنام علمشاہ طبل رزم پر چوب پڑی ہرکارون نے یہ خبر سمع ہمایون شاہ نصفت نشان بادشاہ لشکر اسلام مین پہونچائی شہنشاہ سعد بن قباد نے نقارۂ رزمی بجوایا دلاور اور بہادر سامان جنگ کرنے لگے سلح خانے کھل گئے ہتھیار پسند کر کے نکالے ہر ایک نے زیب تن فرمائے مرکب کے زین و لجام کو درست کیا چار پہر رات یہی مشغلہ رہا جسوقت کہ ملکہ مہر دار العیار مشرق سے نکلکر بازار فلک مین آیا اور دینار قمر کا چلن مٹا کر رواج پذیر ہوا کہ **نظم**

جس گھڑی آفتاب گردون گرد | ہوگیا طالب ستیز و نبرد
دیکھ یہ حال لشکر انجم | ہوگیا صحن آسمان پر گم

شاہ اسلام بہت سویرے عیش محل سے برآمد ہوے سردارونکا مجرا و سلام ہوا حضرت جاہ مرکب جنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوکر تخت پر تاج کو رکھ کر کوتل ہمراہ لیکر مع تمامی لشکر کے وارد میدان قتال ہوے اس جانب کو لقا مع علمشاہ اور حسینہ کے مثل بلائی نازل نازل ہوا تخت لقا کے برابر مرکب پری پیکر پر علمشاہ سوار تھے انکے پس پشت کل سالار سردار تھے حسینہ بڑی حسینہ و جمیلہ بنکر آئی تھی سحر سے صورت زیبا بنائی تھی الحاصل میدان کو دست پا پست کو ہموار بنایا بلند کو کھود ڈالا پھر صفوف آرائی شروع ہوئی کہ **ابیات**

کی نقیبون نے جب صف آرائی | بھولا رفتار چرخ مینائی

طبل و نقارہ تھے بلند آواز	طائر شور بوق در پرواز
میمنہ میسرہ ہوا تیار	قلب لشکر مین تھے کھڑے سردار
دونون لشکر ہوے قریب قریب	یہ صدا دی اجل نے ہوکے نقیب
وقت جنگ ہست جنگ باید کرد	کوشش نام و ننگ باید کرد

بعد صفوف آرائی جدال وقتال علمشاہ نے لقا سے اجازت حرب لیکر گھوڑا اوٹھایا اور میدان نبرد مین پہونچکر ولاوران اسلام کو للکارا کہ تم مین سے جسے حوصلہ میری ہم نبردی کا ہو وہ آکر مقابلہ کرے لشکر اسلام سب اس نہیب سے رونے لگا اور کہا ہم اپنے شہزادے کو قتل کرنے نہ جائینگے اوس وقت دارائے دولت ارای سواد اعظم ملک ہندوستان ورکن رکین لشکر اسلام دل وجان صاحبقران جانشین امیر یعنے لندھور بن سعدان نے ہاتھی اپنا آگے بڑھایا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لی کہ مین جاکر شہزادے کو سمجھاتا ہون اور سامنے علمشاہ کے آیا علمشاہ نے کہا اے ہندی ہیپنی خور کم قدر ے تو مجھ سے مقابلہ کرنے آیا ہے اچھا کیا ہنر جنگ یاد رکھتا ہی لاحربہ لندھور نے عرض کیا کہ اے شہزادۂ ذی الاقتدار میری کیا مجال جو آپ سے مقابلہ کرون آپ آقازادے مین ملازم لیکن حضور نے ایک عورت شفتل قحبہ بازاری ساحرہ او رفاحشہ کیلیے لشکر سے اپنے باپ کے لڑنا اختیار کیا ہی افسوس ہی کچھ آپکو پاس نہ آیا شاہ سے بھی انحراف کیا علمشاہ نے یہ باتین سنکر غضبناک ہوکر للکارا کہ اے ہندی تو نے اپنی مالکہ اور افسرہ یعنے میری ناموس محترم کو گالیان دین رہ تو سہی مین تیرا حال کیا کرتا ہون یہ کہکر ایک تیغہ برسر لندھور مارا اسنے بناچاری ہاتھ کی ہتھیلی دی کہ تیغہ پٹ ہوا اسوقت بند دست پر ہاتھ ڈال دیا علمشاہ نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کشمکش ہمے زور جو ہوے مرکب گھٹنون کے بل زمین پر بیٹھ گئے دونون کود پڑے اور دامن گردان آستینین چڑھاکر باہم لپٹے کشتی شروع ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو ژندہ پیل اپا اہر مین مست سرٹکرا رہی ہین یہ ماجرا دیکھکر حسینہ جادو نے سحر کیا کہ زور وطاقت لندھور کی جاتی رہی جیسے معلوم ہوا کہ ہاتھ پانوٗن کا دم نکل گیا اوس وقت علمشاہ نے چارون شانے چت کر دیا اور مشکین باندھ کر لشکریان لقا کے سپرد کیا یہان لشکر اسلام کے جہان سردار مقید ہین وہین لندھور کو بھی قید کیا اور امیر کو عیار پہلی ہی گرفتار کرکے غار مین بند کرآیا ہی علمشاہ کو روکتا کون یہ تیغہ بکف صف لشکر امیر پر آگرے جو سردار گہ قید سے بچے ہین ناچار وہ لڑنے لگے او

وشاہ اسلام نے بھی گھوڑا اُٹھایا اور لقا کا لشکر بھی چلا شاہ اسلام نے نعرہ کیا کہ نعرہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم
بہار گلستان کاؤس و جم

بہن ہیبت سد بازوے بہمنی
کہ اسفندیارم بروئین تنی

و دریا ہی لشکر آپس مین ملکر شمشیر زنی کرنے لگے اسلحے کی چقاچاق اور شور ہای ہوی بلند ہوا نظم

ہو گیا گرم عرصہ گاہ نبرد
مرد آیا مقابل ہر مرد

آہن تیغ شعلہ ریز ہوا
گرم میدان رستخیز ہوا

محو تھے یک دگر دم پیکار
کیا مقابل ہولی تھی جنت و نار

بہ دم تیغ و خنجر بران
تھے یلان ہر طرف بخون غلطان

بہت انصار دین شہید ہوے
تھے سعید اور بھی سعید ہوے

کرکے جام شہادت اِک اِک نوش
ہوا حوروں سے جا کے ہم آغوش

پر ادھر بھی بہت سے نار پرست
گئے پائین نار دست بدست

صبح سے لے کے تا بہ نیمہ روز
دم تیغ یلان تھا شعلہ فروز

ہوا ڈی حوصلون کا حوصلہ تنگ
رستمون مین رہی نہ طاقت جنگ

ہنشاہ کی رعایت سرداران اسلام کرتے ہین یعنے اُنپر زخم نہین لگاتے ہین اور انھون
نے ہر ایک کو زخمی کیا ہی اور لشکریون کو جان سے مارا ہی بادشاہ اسلام بھی انکے ہاتھ سے زخمی
ے آخر لشکر نے شکست کھائی اور لوگ بادشاہ کو ہوادار پہ ڈال کر بھاگے عیاران لشکر نے
نبازی کرکے ناموس صاحبقرانی کو سوار کر لیا اور ایک پہاڑ پر چڑھ گئے اور سب سردار
شاہ کو لیکر دامن کوہستان اور شعاب جبال مین متواری ہوے خیمے ڈیرے بارگاہ وغیرہ
ب چھوٹ گئی علمشاہ نے آکر بارگاہ سلیمانی پر قبضہ کیا اور جب کسی کو اپنا ہم نبرد نہ پایا
گاہ اکھڑوا کر طبل بازگشت بجوا کر پھرے اور کہا عمل مین کوہ برجہان لشکر اسلام پناہ گزین
ہے حملہ کرونگا اور ایک تن کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا الغرض لقا زر نثار کرتا ہوا سر پہ علمشاہ
لیے پھر کر داخل بارگاہ ہوا لشکر نے کمر کھولی جشن ہونے لگا علمشاہ نے کہا مین بارگاہ
لیمانی لے آیا ہون میرا عقد حسینہ سے ہو جائے عنقریب سر حمزہ بھی لاؤنگا اور ادھر
حسینہ بھی بہر وصل شہزادہ بیقرار تھی اسنے بھی بختیارک سے اب تامل نہ کرو نکاح میرا
دو بختیارک نے کہا اے ملکہ تمنے جلدی کرکے کام بگاڑا اخیر آج تیاری تاکہ عقد ہو جائے

اور اسکے وصل سے تم مسرور ہو یہ سنکر حسینہ باغ مین آئی حکم آرائیش و زیبائیش اپنے ملازمون کو دیا اُنھون نے پانی نہرون کا چھلکایا درختون کی سر تراشی کی بارہ دری کو آراستہ کیا سامان نشاط مہیا کر دیا کہ

ابیات

کی وہ سب جا منقش و رنگین — خوب کی فرش سے وہان تزئین
ہمہ دیبائے روم اور حریر — مخمل و پرنیان پردے سریر
وہان گلدستون سے کہین تھی بہار — کہین آئینہ رونق دیوار
سارے کمرون مین مخلخون کا بخور — اور چراغان کا ہر طرف کو وفور
بید و مشک و گلاب سب موجود — اور جلایا تھا مشعلون مین عود
پھر دلھن کا بھی سب جلوس کیا — رونق حجلۂ عروس کیا
پھر تو اوس جا عروس ماہ لقا — ہوئی خلوت مین آ سریر آرا

اور بارگاہ سلیمانی مین واسطے علمشاہ کے بزم نشاط کو ترتیب دیا طائفے حاضر ہوئے

نظم

بارگہ تھی وہان جو عالیشان — کیا بزم نشاط کا سامان
تخت نوشاہ کو کیا برپا — تھے نصب جس مین لعل بیش بہا
پہلوے تخت کے یمین و یسار — چار سو کرسی مرصع کار
بیٹھے اُن کرسیون پہ غیرت بدر — شاہ و شہزادگان عالی قدر
تھے مغنی لیے سب اپنا ساز — اِک طرف مطربان خوش آواز
نغمۂ دلفریب ہوتے تھے — مرد و زن ناشکیب ہوتے تھے

علمشاہ خلعت فاخرہ پہن کر سہرا باندھ کر دولھا بنے ہوئے تخت پر جلوہ گر تھے جام مے ارغوانی کا دور چلتا تھا ہنگامۂ نشاط گرم تھا انکو تو اس مزے مین چھوڑیے لیکن لشکر امیر کا ذکر سنیے کہ بادشاہ حالت زخمداری مین پہاڑ پر بیہوش پڑے ہین اور گرد امرایان سلطنت سب کے سب زخمی ہین جب بادشاہ کو ہوش آتا ہے فرماتے ہین کہ مجھے گھوڑے کی پیٹھ پر باندھ کر لشکر حریف مین جانے دو کہ اس بے غرتی سے لڑنا اور جان دینا بہتر ہے اس کلام سے شاہ کے گریہ ناموس امیر مین بلند ہوتا ہے لیکن جب آنکھ بادشاہ کی دوبارہ غش سے کھلی فرمایا کہ ایک عمرو کے نہونے سے لشکر اسلام پر یہ آفت ہے برائے نام سبھی عیار جمع ہین لیکن کسی سے کچھ نہین ہوسکتا یہ کلمۂ طنز مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو کو سنکر برا معلوم ہوا

اور دل سے مشورہ کیا کہ یا تو چل کر اپنی جان دیدے یا اُس قحبہ حسینہ کو مار ڈال یہ سوچکر بانہاے
عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوا اور جب لشکر لقا مین پہونچا دھوم علمشاہ کی شادی کی دیکھی
خدمتگار کی صورت بنکر ایک شخص سے پوچھا کہ کس کی شادی ہے اُسنے سب ماجرا حسینہ کے
عقد کا بیان کیا اور کہا حسینہ باغ سے بیاہ کے آئیگی چالاک باغ کا پتا پوچھکر چلا اور قریب
باغ پہونچکر صورت اپنی ایک ساحر کی بنائی کھوے چندن کے تمام جسم پر لگائے بال فتیلہ
فتیلہ بٹ کر جٹائین خاک آلودہ کر کے لٹکائین سامری وجمشید کی تصویرین گھٹنی تک
ندھین بھبری دھوتی باندھکر ایک تختی ماتھے پر ہیرے کی اس طرح اسے جڑی کہ معلوم ہوتا
تھا گویا ہیرے کا ہے اور اس تختی پر کندہ کیا کہ مصاحب خاص افراسیاب جادو ہاتھون
مین ترسول اور منقل آتشین لیکر اندر باغ کے آیا جسنے پوچھا کہ آپ کون ہین کہا افراسیاب
پاس سے آیا ہون لوگون نے بڑھکر حسینہ سے خبر کی یہ حجلۂ عروسی سے باہر نکل آئی اور استقبال
کیا اندر بارہ دری کے لائی کہا تشریف رکھیے چالاک نے کہا ہمین بیٹھنے کا حکم نہین یہ نامہ
ہمین شہنشاہ نے دیا ہے اسکا جواب لکھدو یہ کہکر ایک نامہ نکال کر دیا حسینہ نے پڑھا
لکھا تھا کہ مرحبا کیا کہنا اے حسینہ تمنے بڑا کام کیا کہ لشکر حمزہ کو برباد کیا ہم باغ سامری مین
سیر کو گئے تھے وہان سے میوہ تھوڑا لائے تھے سب اپنے ملازمون کو تقسیم کیا تمھین تھوڑا
نامکار جادو کے ہاتھ بھیجا ہے اس میوے کے کھانے سے عمر بڑھتی ہے کس لیے کہ
باغ سامری مین بڑی بڑی کرامت ہے تمھین چاہیے کہ اس میوے کو ہمارے سر کی قسم جسوقت
پہونچے اُسی وقت کھانا اور اُن لوگون کو جو تمھارے مصاحب خاص ہون میوے کھاتے
وقت رکھ لینا باقی اور سب کو ہٹا دینا مبادا ایسا نہو کہ کوئی ناپاک ہوا اور اوسکا پرچھاوان پڑجائے
اور بے ادبی ہو اب تم لڑائی بہت جلد فتح کر کے یہان آؤ تو ملک و مال اور زیادہ عطا کیا
جائے نامہ تمام والسلام یہ مضمون حسینہ پڑھکر شاد ہوئی اور سب کنیزون سے کہا
باغ کے باہر جاکر ٹھہرو اور چند انیسون کو اپنے پاس رکھ لیا لیکن انسے بھی کہدیا کہ اگر نجس
ہو تو یہان نہ ٹھہرو بعد اس انتظام کے کہا اے مکار جادو لائیے میوہ دیجیے چالاک نے
کمر سے اپنی میوہ بہت سا نہایت خوش رنگ و آبدار تر و تازہ نکالا اور پلیٹین منگاکر اُس مین چُنا
پہلے آپ ڈنڈوت کی پھر حسینہ کو دیا اسنے بھی سر پر رکھا اور کہا کیا پرورش شہنشاہ کی ہے کہ ہر حال
مین اپنی کنیزون کا خیال رکھتے ہین اور چونکہ اپنے سر کی نامہ مین شہنشاہ نے قسم لکھی ہے کہ ابھی

میوہ کھانا لہٰذا ای مکار مین تمھارے سامنے کھاتی ہون تم شہنشاہ سے عرض کر دینا یہ کہکر
وہ میوہ کہ آغشتہ بیہوشی تھا آپ بھی کھایا اور انیسون کو بھی کھلایا کھاتے ہی بیہوش سب ہوئین
اور چالاک نے سب کے سر کاٹ ڈالے حسینہ کو بھی ذبح کیا انکے مرتے ہی شور وغل برپا
ہوا تاریکی چھاگئی ساحرنیان اور ساحر باغ کے باہر سے دوڑے لیکن چالاک نے اُسی تاریکی
مین حرز ہیکل امیر کی گلے سے حسینہ کے اتارلی اور دیوار باغ پھاند کر روانہ ہوگیا اور ساحر
بھی گھبراکر بھاگے ہنگامہ بپا ہوا اب کیفیت سنیے کہ بارگاہ سلیمانی مین علمشاہ جو دو طاہی
بیٹھے تھے حسینہ کے مرنے سے سحر انپر سے اُترگیا اور لمحہ بھر بیہوش ہوگئے پھر جو آنکھ کھلی دیکھا
مین دربار لقا مین بیٹھا ہون اور وضع میری زہرہ پرستون کے مانند ہی یہ دیکھ کر انھون نے
اہل دربار سے پوچھا کہ مین کس حال مین ہون انھون نے کہا آپ کی شادی ہوا اور آپ نے
خداوند کو سجدہ کیا ہے سارا حال عشق اور لڑنا انکا از ابتدا تا انتہا سب بیان کیا علمشاہ
غضبناک ہوکر اُٹھا کہ افسوس اس کافر نے مجھ ایسے مجاہد سے لشکر اسلام کو قتل کرایا اور اپنے
تئین پرستش کرایا بس شمشیر کھینچکر نعرہ کیا کہ نعرہ

علمشاہ رومی شہِ فیل زور
من آنم کہ نامم زہرا انجمن

کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
نخواند جز رستم پیلتن

بارگاہ لقا مین شمشیر زنی شروع ہوئی غلغلہ جو ہوا سرداران امیر ایک خیمہ مین مقید تھے
اُنپر سے بھی سحر بوجہ مرنے حسینہ کے اُتر گیا تھا نعرہ علمشاہ سنکر لندھور اور رہا تسیم
تیغ زن وغیرہ قید آہن توڑ کر ہتکڑی بیڑی پکڑکے نکلے اور دربانون کو مار کر اسلحہ لیکر بارگاہ
کیطرف دوڑے علمشاہ بھی لڑتے ہوئی باہر آئے تھے لشکر لقا جو باہر اُترا ہوا تھا وہ سپر گرے
فوج جلدی کمربندی کرنے لگی لیکن اُنھون نے ہزارون کو دم بھر مین قتل کیا ایک تہلکہ پڑگیا
اس عرصہ مین چالاک نے جاکر پہاڑ پر لشکر اسلام کو اس حال کی اطلاع دی جو سردار کہ
بہت زخمی نہ تھے وہ فوج تیار کرکے آگے سے راوی کہتا ہی کہ امیر حمزہ کو عیار جو غار مین بند
کر آیا تھا بعد ایک روز کے وہ ہوشیار ہوے اور پتھر در غار پر سے ہٹاکر باہر نکلے لیکن
راہ بھولکر کوہستان مین پھر کیے دو روز کے بعد ایک گلہ کش کو صحرا سے اجرت دیکر ہمراہ
لیا اور اس وقت قریب لشکر پہونچے کہ سردار اور علمشاہ فوج سے لقا کی لڑ رہے تھے کہ یہ بھی آکر حملہ
آور ہوے اور اسم اعظم پڑھا کہ سحر ساحران حسینہ کا کچھ اثر نہ کرسکا اور پھر کر تلوار چلنے لگی سر مثل

	کاسۂ گدائی کے ٹھوکرین کھانے لگے نظم	
ہوے حمزہ کے گرد با شر و شور		تھا سلیمان پہ اک ہجوم مور
ایک تلوار اور دو سہ چہار		بیکر ناریان ہوے فی النار
بڑھے جسدم مہاجر و انصار		تھام کر تیغ و دشنہ و تلوار
گوش تک چلۂ کمان لائے		رخ بمیدان امتحان لائے
تھا جوان سے جوان تو پیر سے پیر		گرد سے گرد تھا گریبان گیر
کام کرتی جہان تلک تھی نظر		نظر آتے تھے لوٹتے تن و سر
گردن ان سرکشون کی پست ہوئی		بادۂ خون سے مرگ مست ہوئی
سپردن کا جو ابر چھایا تھا		تیغ نے صاعقہ دکھایا تھا
مومنین زور تیغ بران سے		لے گئے گوے فتح میدان سے
خوف شیران دین سے اہل ضلال		سب گریزان ہوے مثال غزال
کافران گلہ گلہ رو بگریز		مومنان بر قفا بہ خنجر تیز

...ر لقا شکست کھا کر قلعۂ عقیق کوہ مین چلا گیا اور ساحر طرف طلسم کے بھاگے اور بہت سی
...رے گئے امیر نے تمام اسباب حریف کا لوٹ لیا اور بارگاہ سلیمانی لے کر جہان
...پہلے استادہ تھی وہین برپا کرائی لشکر اوترا بازارین کھلین پہاڑ پر سے ناموس اور بادشاہ
...غیرہ سب داخل لشکر ہوے ہر ایک کی زخم دوزی ہوئی چالاک نے حرزہ بیکل امیر
...دی اسے خلعت امیر نے دیا اس طرف بختیارک نے عرضی سلیمان سے پھر لکھوائی
...ای افراسیاب اب اور کسی کو بہر امداد اپنے خداوند کے روانہ کر دکس لیے کہ حسینہ نے
...داوند کی یہ خطا کی کہ وہ پسر حمزہ پر عاشق ہوئی لہذا خداوند نے اسکو غارت کر دیا اب
...داوند منتظر ہین جلد تعمیل حکم بجا لانا یہ لکھ کر پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ پیدا ہوا عرضی
...ٹھا لیگیا لیکن حال طلسم کا سنیے کہ پنجہ اٹھا کر برق لامع کو پاس افراسیاب کے باغ سیب
...ن لایا اسنے رد سحر کر کے اسے ہوشیار کیا اور حقیقت حال زبانی اسکی سنکر فرط ندامت سے
...سر دھنا برق لامع کو اسکے ملک کی سمت رخصت کیا اور چاہا کہ برق چشماب زن کو
...لب کر کے بہر مقابلہ مہرخ روانہ کرون اس وقت ایک ساحر زبردست آفت جادو
...م مقرب بارگاہ شاہی سردار ذی احترام حال پرشاہ کے ہنس پڑا افراسیاب

رنجیدہ بیٹھا تھا اسکو بیجا خندہ زن ہوتے دیکھ کر بغضب تمام فرمایا کہ اے بے ادب بجاے افسوس و گریہ حال پر اپنے مالک کے ہنستا ہے آفت نے کہا اے بادشاہ مین عمرو اور مہرخ کے اقبال کو دیکھ کر ہنستا ہون کہ کیسے کیسے ملازم اور جان نثار سامری و جمشید کے یادگار اون لوگون کے ہاتھ سے ذلت اٹھاتے ہین اور بھاگ آتے ہین حقیقت تو یہ ہے کہ عمرو پر فتحیاب ہونا بہت مشکل ہے افراسیاب ان کلمات لاطائل سے آگ ہوگیا اور کہا اے بد سیر ناحق دور ہوجا سے دربار مین نہ آنا تو شوکت حریف کی بیان کرکے میرے اہل دربار کی دل شکنی کرتا ہے جادۂ صواب سے خلاف قدم دھرتا ہے آفت ساحر معزز ہے اسکو سخنان درشت کی تاب نہ آئی اور گویا ہوا کہ اے افراسیاب اسی غرور اور رشکبار سے سامری نے تجھپر یہ بلا نازل کی ہے کہ بمصداق سے غرور جسنے کیا مورد عتاب ہوا ؏ معلم الملکوت آج تک خراب رہا ؏ ان ذلتون کو بھی اُٹھاکر تو باز نہین آتا مین سچ کہتا ہون کہ عمرو کو تو قتل نہ کرسکے گا بلکہ دین بھی اسکا مجھے سچا معلوم ہوتا ہے افراسیاب نے کہا معلوم ہوا کہ تو بھی شریک عمرو کا ہے جبھی اُسکی تعریف در طرفداری کرتا ہے خیر اس بدزبانی کا مزا ابھی تجھ کو چکھاتا ہون دیکھون کہ عمرو کیونکر تجھے بچاتا ہے یہ کہکر اپنے ملازمون کو کہ ہزارون ساحر اُسوقت حاضر دربار تھے حکم دیا کہ اس گستاخ کو گرفتار کرین ساحر آفت کو قید کرنے اُٹھے اُسنے بھی چاہا کہ سحر کرون لیکن تنہا تھا وہ بہت تھے کچھ بس نہ چلا اور ساحرون نے فوراً مقید کرلیا افراسیاب نے حکم کیا کہ دریاے خون رواں کے پار اسے لے جاؤ اور گنبد نور کے سامنے طلسم ظاہر مین جو میدان وسیع ہے وہان لکڑیون کا انبار کرکے اِسے سامنے لشکر مہرخ کے جلا دو کہ وہ بھی اسکا حال خراب دیکھے اور وہان تک عیار وغیرہ سب آسکتے ہین دیکھون کہ اسکو کیونکر چھڑا لیے جاتے ہین آج شب بھر یہ تیرہ روزگار اُسی میدان مین قید رہے کل صبح کو مابدولت بھی گنبد اور بر جدھر مہرخ کا لشکر دکھائی دیتا ہے اس طرف کے کمرے مین آکر بیٹھین گے اور سیر اسکے جلنے کی اور حسرت کرنا اسکے مددگارون کا ملاحظہ کرینگے یہ حکم سنکر کئی ہزار ساحر آفت کو مقید کرکے بحفاظت تمام لے چلے تمام طلسم باطن مین غلغلہ پڑگیا اور آفت کے گھر مین بھی یہ خبر پہونچی زوجہ اسکی ملکہ ہلال سحر افگن جادو مع کئی سو کنیزان خوش جمال کے روتی پیٹتی چلی کہ دیدار آخری اپنے شوہر کا دیکھ لون اور جتنے دوست اور ملازم آفت کے ہین وہ سب گریان و نالان ہوے پریشان چاک گریبان روانہ ہوے لیکن خوف سے شاہ طلسم کے کوئی پاس

ین جاتا ہی بلکہ سب دور دور چلے آتے ہین جس وقت کہ قید اسکی دریا سے پار اتری سارے طلسم
اہر مین غلغلہ پڑگیا اور طائران سحر نے خبر جاکر حیرت کو پہونچائی یہ بھی سوار ہوئی کہ اس
ل کو چل کر دیکھون سب افسران فوج ساتھ ہوے نقارے طلسمی بجنے لگے منادی نے
ائی کہ جو شخص شہنشاہ طلسم سے سرکشی کریگا یہی حال اُسکا بھی ہوگا شدہ شدہ یہ خبر لشکر
رخ مین بھی پہونچی مہرخ نے سنا کہ آفت جادو ہماری محبت مین جلایا جاتا ہے عمرو نے
ی سنا سب کے سب بیقرار ہوگئے اور مہرخ نے نفیر سحر بجائی کل لشکر تیار ہوا چاہا کہ جاکر آفت
چھین لاؤن مگر عمرو نے کہا اے ملکہ فوج بادشاہ طلسم سے تم مقابلہ اگر کرسکتین تو ہم پھر شاہ
سم کو قتل نہ کر ڈالتے یہ مصیبت کیون اُٹھاتے بھلا تم کیونکر آفت کو چھین لاؤگی اس سحر
ہے کہ سرداران لشکر بزور سحر کچھ زمین مین غرق ہوجائین اور کچھ آسمان کیطرف اُڑین اور
پ کر بر سر موقع ٹھہرین جب میرے نعرے کی صدا سنین اور فوج افراسیاب کو بیہوش
یکھین اوسوقت قتل و غارت آغاز کرین اور تھوڑا لشکر یہان رہے اور تھوڑا سردارون لے
تھ جائے اور کمین گاہ مین بیٹھے اور یہ سب انتظام بپردۂ شب مین تم کرنا اتنا دن جو باقی
ہے اسے گذرنے دو ورنہ حال کھل جائیگا لیکن مین ابھی سے جاتا ہون اور فکر عیاری کی
رتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور صحرا مین پہونچکر زفیل عیاری بجائی سب عیار ایک جگہ جمع
وے اُنسے سارا حال کہا سب نے عمرو سے بیان کیا کہ ہم یہ یہ عیاری کرینگے جو عیاریان
عیارون بیان کین وہ عمرو نے پسند کین کہ حال اونکا آیندہ مذکور ہوگا اور سب عیار
یار چلے عمرو بھی ایک سمت روانہ ہوا ادہر اس طرف ساحران غدار آفت لیے ہوے
سی میدان مین پہونچے حیرت بھی آئی اور ایک طرف ٹھہری اور از بسکہ حکم افراسیاب
ھا کہ شب بھر مقید رکھکر انبار ہیزم لگانا اسوجہ سے جب ماتم کدۂ دہر مین عروس روزگار نے
لباس سیاہ پہنا اور شام غم نے بصد الم منہ دکھایا کہ نظم

عابد زندہ دار شب مہتاب | اس مصلاے نیلگون پہ شتاب
رشتۂ کہکشان کوے بصفا | دانۂ اختران پرونے لگا
اوسکو تسبیح کی تھی اس لیے فکر | تاکرے اپنے کبریا کا ذکر

آفت کے واسطے چولی اور پہرا مقرر ہوا ایک طرف حیرت کا خیمہ استادہ ہوا یہ بھی فروکش
ہوئی ایک ساحر تدبیر جادو نام جنگل کٹوا کر ہر سمت سے منگوا کر لکڑیان انبار کرنے لگا لشکر کا

طلایہ ہر طرف پھرتا تھا اور اس طرف مہرخ نے حسب نصیحت خواجہ نصف فوج کو ہمراہ لیا اور براہ مخفی روانہ ہوئی اور قریب اُس بیابان کے پہونچکر ساحر سمت زمین و آسمان جاکر چھپی فوج کمین گاہ مین ٹھہری لیکن عیار جو مشورہ کرکے چلے تھے اُن مین سے برق فرنگی قریب اُس میدان کے جب آیا اُسنے تدبیر کو لکڑیون کی تدبیر کرتے دیکھا صورت اپنی ایک ہیزم کش کی ایسی بنائی اور تبر کاندھے پر رکھ کر سامنے تدبیر کے آیا کہا مین ایک درخت کاٹ رہا تھا اس مین سے شعلہ نکلا اور وہ شعلہ پری بنکر ناچنے لگا مین بھاگا آپ بھی چلکر دیکھیے تدبیر کو ایک تعجب ہوا اور برق کے ہمراہ چلا برق اسکو تنہائی مین لایا اور حباب بیہوشی اُسکے منھ پر لگا کر اسے بیہوش کر دیا اور غار مین کپڑے اتار کر بند کرکے اُسکی صورت آپ بنکر آیا اور ہر سمت انتظام لکڑیان جمع کرانے کا کرنے لگا اب لکڑیون کو اس طرح انبار کرایا کہ بیچ انبار مین اُسکے جوف رکھا ایسا کہ اگر چاہین تو دو تین آدمی اُس جوف مین اتر کر جدھر چاہین چلے جائین یہ تو اِس کام مین مصروف ہی کہ قران بھی یہان آیا اور لکڑیونکا انبار دیکھ کر ایک جگہ جنگل مین بیٹھ کر نقب کھودنے لگا کہ نیچے لکڑیون کے جاکر نکلون اُسوقت ضرغام اور جانسوز بھی آگئے اور صورت ساحرون کی بناکر لکڑیون کے ڈھیر پر روغن بیہوشی آمیز اور بیہوشی ڈالنے لگے یہ سب تو اپنے اپنے کام مین مصروف ہین لیکن ذکر عمرو کا سنیئے کہ یہ جو مشورہ کرکے چلا کنارے کنارے دریائے خون رواں کے روانہ ہوا یہان تک کہ قریب ایک باغ کے پہونچا دیکھا گلشن نگارین ہے رشک دہ بہشت برین ہی درخت سرکشیدہ و بلند ہر نہال فیض باغبان ازل سے نہال دار جمند لیکن ہر طرف اوداسی چھائی ہی ہر ایک گل گریبان چاک ہے نہ وہ رعنائی ہی نہ زیبائی ہی نظم

تھی ہمہ لاجورد جو دیوار ۔ اُس مین رخنے پڑے ہزار ہزار
تھین جو سقفین منقش و رنگین ۔ ہین ابابیل آشیانہ گزین
گیر وا فاختہ کا پیراہن ۔ ہین سر کنگرہ نہ کوکو زن
شاخ پر بلبل حزین یکسو ۔ کر رہی ہے صدای فاعتبرو

عمرو جب اندر باغ کے پہونچا ایک گوشہ مین ٹھہر کر نظارہ کنان ہوا عجیب معاملہ نظر آیا یعنی ملکہ ہلال سحر افگن زوجہ آفت کی جو غم شوہر مین گھر سے چلی تھی طلسم ظاہر مین یہ باغ اوس کی سیرگاہ ہی اس لیے یہان ٹھہری ہی کہ شب بھر رنج و ماتم و نوحہ و شیون کرے اور صبح کو اپنے شوہر

کے پاس جا کر اپنی بھی جان دے لہذا عمرو نے دیکھا کہ کئی سو عورتین سیہ پوش ملکہ کو گھیرے مشغول گریہ و بکا ہین اور بیچ مین وہ غیرت ماہ تابان خسوف الم مین مبتلا اپنے شوہر حزین کو یاد کرکے بلبلاتی ہے اور روتی ہے کہ نظم

بید مجنون کا اک درخت وہان — جسکے سایہ مین عاشقون کو امان
شاخ تھا بنے وہ نازنین کم سن — حسن مین بے نظیر و حسن کی دن
نہ تو دنیا کی کچھ خبر اوسکو — نہ تو پروا سے یا دسر اوسکو
تھی وہ بیزار اپنے جینے سے — کام تھا خون دل کے پینے سے
گاہ جانان کا نام لیتی تھی — گاہ دل تھام تھام لیتی تھی
گاہ بہر حزن خموش رہتی تھی — گاہ باد صبا سے کہتی تھی
کہ ای صبا ہو گذر اگر وان تک — یعنی زندان مین میرے جانان تک
کہیو اک نامراد مرتی ہے — نزع مین تجھ کو یاد کرتی ہے
دیکھ کر اس طرح اسے مایوس — برگ ملتے تھے وان کف افسوس

عمرو نے بین کرتے جو اوسکو سنا سمجھا کہ یہ زوجۂ آفت ہے فوراً گوشۂ باغ مین چھپ کر صورت اپنی ایک ضعیفہ عورت کی بنائی کہ سر سفید کوزہ پشت لکڑی ہاتھ مین لیے روتی ہوئی ہاے ای فرزند کہتی ہوئی سامنے اُس نازنین کے پہونچی اور سر سے پا تک بلائین لین گلے لگا کر خوب روئی اور کہا مین آفت کی کھلائی ہون غرض بعد رونے پیٹنے کے کہا اے ملکہ در باغ تک تم تنہا میرے ساتھ چلو مین ایک تدبیر کو بہر رہائی تمھارے شوہر کے جاتی ہون تم بھی وہ کیفیت سُن کو ہلال سب کو چھوڑ کر اکیلی بڑھیا کے ساتھ چلی عمرو نے اُسکو تنہائی مین لاکر حباب بیہوشی منھ پر مارا کہ بیہوش ہو گئی پس پیرہن اوسکا لے کر اپنی صورت مثل اوسی کے بنائی اور اسے زنبیل مین رکھ لیا وہان سے جب پھر کر اُسی جگہ آیا کہ وہ کنیزین کھڑی تھین یکایک پکارا کہ ستّ ستّ اُسوقت کنیزین انیسین جلیسین قدم پر گر کر سمجھانے لگین کہ اے نازک بدن یہ سن و سال تیرا جلنے کے قابل نہین واسطہ سامری و جمشید کا اس بردہ کی آگ کو دل سے بجھا ہلال نے جواب دیا کہ

جسے عشق کا تیر کاری لگے — اُسے زندگی جگ مین بھاری لگے

ساری عمر آتش فراق مین جلنے سے یہ بہتر ہے کہ اپنے دلدار کے ساتھ جل کر نام رہ

مہاجرت سے ٹھنڈی رہون کہ

لازم ہی سوز عشق کا شعلہ عیان نہو — جل بجھیے اسطرح سے کہ مطلق دھوان نہو

یہ کہہ کر زار زار روئی اور پکاری کہ دوہرا

آہ کرون تو جگ جلے اور جنگل ہو جل جاے — یہ پاپی جیرا نا جلے کہ جیمان آہ سماے

اور کنیزون سے حکم کیا کہ لاؤ اسباب عروسی کہ اس رات کو سامان آخری اور وصال جاودانی کر لین اور ملاقات روحانی کے لیے آراستہ ہولین کنیزین کشتیان لباس و زیور کی سامنے لائین کمال نے اپنی زلفون کو سنوار کر اور بالون کو بکھیر کر پشت پر ڈالا ہر بال مین موتی

پرودیا کہ یہ معلوم ہوتا تھا بقول کبیشر ہندی کبت

چیکنے چھو چمار مانون مور پنکھ وار پھولن کی دار دو سوتن بچارے ہین

مین منہار کدھون ناگن کی ناگ کدھون نار گمتول کی سوہین سنوارے ہین

کاجر سون کارے اندھیارے سون اندھیارے پریم پیت اوپر ڈارے سدلسون سہکارے ہین

لانبے لٹکاے گوری پیٹھ اوپر ڈارے سونیکی دیوار اوپر چوٹی کے پنارے ہین

اور مسی کی دھڑی اور پان کا لاکھا اس طرح جمایا کہ دل اہل دل کا دھڑی دھڑی کر کے لوٹ لیا

بلکہ لاکھے نے جان عشاق پر کروڑا کیا کہ کبت

گنگ کہا کہیو اپمایا ہی گن راجت اور مسی کی

جادن سے درسی مسکیان سو کان بھئی بس تیری ہنسی کی

پندرکی آنن مین تل راجت ایسی پر اجت دانت مسی کی

پھولن کی پھلوارن مین مانون کھیلت ہین جھونا عبسی کی

اور سر سے پاؤن تک سرخ لباس زیب جسم فرمایا شعلہ آتش عشق کو دونا بھڑکایا گات کو ابھار کر

جوبن کا عالم دکھا کر دل عاشق کو بیتاب بنایا کہ کبت

سیوکی سی بٹوا کدھون انار بارہ کی سی سری پھل کے ٹھاٹھ مانون نارنگی لگائی ہین

ہیا پھاٹک کے ٹھاٹھ چھپی وریالی کی سی مردنگی کی سنگ وپا اولٹ دھر آئین ہین

کنگنے کی گینڈ آلی چکوی چکوا جیو باہوت تیرے توبجن مین کنج کی سی چھائین ہین

کہت پریم داس پیچھے پریم ہی کے ساتھ کام چوٹ کاٹ جیسے گوتو مری لگائین ہین

القصہ جب اس طرح آراستہ و پیراستہ ہو چکی کنیزان خوش رو دیاسمن بوئے مستی کی پوجا کی اور

یا پھولون کے دونے مٹھائیون کے گرد اُس نازک بدن کے ڈھیر کر دیے اور تخت پر ملکہ
سوار ہوئی کہارون نے تخت اُٹھالیا ہلال نے قہقہہ لگایا اور بقول شاعر ہنستی کھیلتی اب
چلی ہی سائین کے دربار + ایک ناریل لیے دمبدم اوسکو اُچھالتی روانہ ہوئی جدھر سے وہ تخت
نکلا تمام ساحران طلسم رعایا برایا سب کا مجمع ساتھ ہوا ہر ایک ہر ادا و منت مانگنے لگا پوجا ہونے
لگی ستی کے ہاتھ سے پرساد کے طلبگار ہوے چاہتے تھے کہ اسیس دے اور ستی جب خلق کا ہجوم
زیادہ دیکھتی تھی تخت ٹھہرا کر مذمت دنیای دون ہر ایک کو سناتی ہر سے گیان دھیان لگانے
کی تاکید کرتی کہ بچا جو اپنے ہر سے پیت کرے اور گھٹ مین جسکے وہ بسے ہر دے مین سمائے
جان من اُسی کے نام پر سانپنے اُسکو پران چھوڑنا آسان ہو جب چولا چھوٹے تب اسکو پایئے
سنسار مین پریت کی ہر کی اچھا سنپورن ہے جس سے ہر دم ہر سے بھینٹ رہے ایک ہو جائے کہ نظم

الف ایک بورنگی سائین
جہان دیکھو تہان روپ ہے نیارا
ہر گھٹ مین واکی پرچھائین
ایسا ہے بورنگی پیارا
وہمن کہو تو کیا کہے کچھ کہنے کی نہین بات
سمندر سمایو بوند مین اچرج بڑو دکھات

قل و ربانسری سامنے تخت کے بجتی تھی ستی کسی کو پھول توڑ کر دیتی کسی کو خاک پوجا پہ
الگیار کے حوالہ کرتی کلام نصیحتانہ فرماتی روانہ تھی یہان تک کہ نائرۂ فراق شاہد شب مین جلتا
وا گنبد مشرق سے نیر تابان نکل کر تخت فلک پر سوار ہوا اور جگر سوزی عالم کو دکھانے لگا نظم

اِک طرف سے عیان ہوا خورشید
طالب طاعتِ اِلٰہ ہوا
صبح کو لے کے جانماز سفید
یعنے خود شکل سجدہ گاہ ہوا

صبح ہوتے ستی اُسی میدان مین جہان انبار ہیزم ہی پہونچی اور افراسیاب بھی اپنی
خواب گاہ سے اُٹھ کر گنبد نور پر آکر جلوہ گر ہوا اور اِس طرف آفت جادو آفت مین
مبتلا با دل حزین رجوع قلب سے درگاہ خدا مین استغاثہ کر رہا تھا کہ خداوندا مین بھی مثل شہرخ
کے مطیع اسلام ہوا ہون مجھ پر سے اِس آفت کو دور کر دے اور وسیلہ خاصان خدا کا دلایا کہ
ست سگر و سنسار پکارت ہی جبریل تو انتر تو ہین سکھایو + تین سو برس نبی جی سے آگے باہر
سے سلمان کو چھوڑایو + بھیر پڑی جب کھیبر کی تب انتر مار کے سین چلایو + مین منتی کرون سنگھ
کو پھر سے ہی بار کو بیر لگایو + یہ دعا کر رہا تھا کہ یکایک ہنگامہ ہوا اور تخت ستی کا وہان

آیا ساری خلقت اُسی طرف چلی اور تخت کو گھیر لیا پوچھنا شروع کیا کہ ہمارے یہان اولاد کب ہوگی کسی نے کہا مین محتاج ہون مجھے دھن دولت کب ملیگی اسی طرح سے سب سوال کرتے تھے اور جواب ستی سے پاتی تھے کہ اس غلغلہ کو دیکھ کر افراسیاب نے ساحران دربار سے حال پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی ایک نے عرض کی کہ زوجۂ آفت جادو شوہر کے ساتھ جلنے آئی ہی یہ سنکر اُسنے بھی ستی کو اپنے روبرو طلب کیا اور اسکے جمال دلفریب کو دیکھ کر غش کر گیا بہت سمجھایا کہ اے نازنین ملک و مال لے مجھے اپنا شیدا جان کر جلنے سے باز آ اس ماہ وش نے جواب دیا کہ اے بادشاہ جب اس برہ کی آگ ٹھنڈی ہو تب چولا سُکھی رہی ان دھن دولت مجھمی سب خاک ہی کہ دوہرہ

لکڑی جل کوئلا بھئی اور کوئلا جلکر راکھ	مین پاپن ایسی جلی نہ کولا بھئی نہ راکھ

یہ کہہ کر تخت سے کود کر آفت کے پاس آئی اُسکو بحکم شہنشاہ ساحران انبار ہیزم پر بٹھا چکے ہین کہ ستی نے وہان پہونچکر اسکو گود مین لیا اُسوقت ساحرون نے آگ ستی کے ہاتھون پر کاجل پار کر امتحان لیا کہ یہ جل جائیگی یا عشق اسکا جھوٹا ہی دیکھین عشق کی آگ اسکے تن من کو جلاتی ہی یا نہین غرضکہ جب کاجل ہتھیلی پر پار ستی بیٹھی ہنسا کی اُسوقت اُس میدان مین ایک انبوہ خلایق تھا حیرت مع تمام ساحران نامی کے گرد انبار کے کھڑی تھی کہ یکایک ضرغام و جانسوز نے جو انتظام کرتے پھرتے تھے کپّے گھی اور تیل کے کہ سب مین بیہوشی ملی ہوئی تھی لکڑیون پر لاکر اُنڈیلے اور برق نے پولا جلاکر آگ لگادی یکایک شعلہ بلند ہوا اور ہر سمت سے آگ بھڑکی اُسوقت عمرو جو آفت کو لیے بیٹھا تھا اوسے جال مین لپیٹ کر زنبیل مین رکھ کر اُس جوف مین کودا جو برق نے بنایا تھا جب تہ زمین پر پہونچا وہان قران نقب لگائے بیٹھا تھا اُسنے کمند مار کر عمرو کو گھسیٹ لیا اور براہ نقب جہان سے نقب لگائی تھی اُس جھرے پر نکلا اس عرصہ مین سارے انبار مین آگ لگی اور بیہوشی کا روغن اور منون بیہوشی جو اُسپر پڑی تھی اُسکا دھوان کئی سو کوس تک پھیلا جلنے ساحر جمع تھے اور حیرت مع فوج کے چھینکین مار کر بیہوش ہوکر گرے اُسوقت عمرو اور قران خنجر کھینچ کر دوڑے اور نعرہ بلند کر کے بیہوش ساحرون پر گرے اور سر کاٹنے لگے انکے سب کے تھنون مین پھول دافع بیہوشی چڑھے ہین کہ خود بیہوش نہو جائین پھر تو برق فرنگی اور ضرغام اور جانسوز سب ساحرون کے سر کاٹتے تھے اور انکے نعرے صدا سکی مہر

بہار اور نافرمان اور سرخ مو وغیرہ کوئی زمین سے اور کوئی آسمان کی طرف سے پیدا
کر آفت برپا کرنے لگے نارنج اور ترنج گوے فولادی لگاتے تھے کہ ساحرون کے سینے ٹوٹتے
تھے اور شعلے انکے مرنے سے اور زیادہ بلند تھے آندھیان اُٹھی تھین اور دھوان
روشنی کا ایسا بلند ہوا کہ افراسیاب کے کمرے مین جا کر گھٹا اور افراسیاب کمرے پر
سے کو جھکا ہوا یہ ہنگامہ دیکھتا تھا کہ یکایک بیہوش ہو گے قلابازیان کھاتا ہوا طرف نشیب کے چلا
پتلے زمین سے پیدا ہوے اُنھون نے شہنشاہ کو روکا اس عرصہ مین اندر کمرے کے سب
ن دربار بھی بیہوش ہوے لیکن مہرخ کی فوج کمین گاہ سے جو نکلی اُسنے اور تمام سردارون نی
وڑے عرصہ مین ہزارون کیا بلکہ لاکھون آدمی ہلاک کیے ایک تلاطم ڈال دیا کہ **نظم**

کھینچی مہرخ نے سحر کی تلوار	شعلے اُٹھنے لگے ہزار ہزار
صاعقے بجلیان گرین ہر سو	ہو گئے ڈھیر کشتہ ہاے عدو
شور تھا ہر طرف کو ایسا بلند	ہوا پیر فلک کو بیم گزند
برق محشر جہان گری اکبار	لشکر ساحران ہوا فی النار
سر دشمن پہ مثل برق آئی	بلکہ مثل اجل بفرق آئی
جب کہ وہ برق جگمگانے لگی	پشت گاو زمین چرانے لگی
وہ چمکنا جو یاد آتا ہے	مہر گردون پہ تھرتھراتا ہے
پرتو تیغ سے وہان ناگاہ	جل گئی ہر طرف زمین پہ گیاہ
سر برستے تھی ہر طرف چون میغ	تیز تھا ہر طرف کو شعلہ تیغ

دریاے خون جاری ہوا عمرو اسباب لشکر حریف کا لوٹتا پھرتا تھا جو مرتا تھا اوسکا پیرہن
وربت وغیرہ لیتا تھا کہ اس ہنگام مین پتلے آکر حیرت کو میدان قتال سے اُٹھالے گئے
اور افراسیاب کو بھی ہوشیار کر دیا اُسنے آنکھ کھول کر ہنگامہ محشر برپا دیکھا ساری فوج
کو فلک و خون مین غلطان پایا حیرت کو ہوشیار کر کے مارے ندامت کے پر پرواز پیدا کر کے
سمت ظلمات چلا گیا اور حیرت جو ہوشیار ہوئی اُسنے سب کو ابر سحر برسا کر ہوشیار کیا
اور آمادہ جنگ ہوئی اُسوقت مہرخ اور بہار وغیرہ سمجھین کہ ہم گنبد نور پر جا نہ سکینگے اور
حیرت اگر دریاے خون رواں سے اشارہ کریگی تو دریا سحر کا ہے ہم سب کے گرد ہو
جائیگا پھر کوئی نکل نہ سکیگا فی الفور یہ سوچکر طبل بازگشت بجوا کر پھری عیار بھی بھاگ گئے یہانتک

کہ سب بخیریت تمام قتل و غارت کرکے اپنے لشکر ظفر احتشام مین پہونچے اور داخل بارگاہ
ہوے جشن عالی ترتیب دیا اسوقت عمرو اور سب عیار بھی آئے عمرو نے آفت و ہلال
سحر افگن کو زنبیل سے نکالا انھون نے اس آفت سے اپنے تئین بارگاہ مین پایا باہر سمت
حیران ہوکر دیکھنے لگے اسوقت عمرو نے کہا اے آفت مین تجکو ستی بنکر ایسے مہلکہ سے
بفضلہ تعالے رہا کرلایا اور سارا ماجرا مفصل کہہ سُنایا پھر تو آفت نے اُٹھ کر خواجہ کے
قدم پر سر رکھا عمرو نے سر اوسکا سینے سے لگایا مہرخ کو نذر دلائی خلعت ملے بارگاہین
انکی استادہ ہوئین بعیش و آرام مسکن گزین ہوے لیکن افراسیاب رنجیدہ ظلمات
سے پھر کر باغ سیب مین آیا ادھر حیرت نے لاشین ساحرون کی اُٹھوائین اور گریان
و نالان بقیہ لشکر کو لیکر داخل بارگاہ ہوئی اور چاہا کہ لشکر مہرخ سے بدلہ لے لیکن منتظر
حکم افراسیاب ہوئی کہ دیکھون اس امر مین شہنشاہ کی کیا راے ہے اور ادھر
افراسیاب جب باغ مین آیا بغضب تمام باغبان قدرت اپنے وزیر سے حکم دیا
کہ جاکر بارگاہ مہرخ سے عمرو کو گرفتار کرلا اور جو کوئی بولے اُسے سزا دینا باغبان
اسی وقت تہہ زمین مین بزور سحر غرق ہوکر چلا کہ اندر زمین کے تو کوئی عیار نہ ملے گا اور
یہان عمرو بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ یکایک ذہن مین آیا کہ ای عمرو اتنی بڑی ذلت تیری ذات
سے شاہ طلسم کو ہوئی ہی یقین ہی کہ کوئی نہ کوئی تیری تلاش مین آتا ہوگا تجھے چھپ
جانا چاہیے یہ سوچکر زنبیل سے ایک پہلوان ملک کشمیر کا نکالا واضح ہو کہ عمرو نے اکثر
ساحرون کو زنبیل مین قید کیا ہی بہت سے پہلوان جو مسلمان نہین ہوے وہ زنبیل مین
قید ہین اُنکو زنبیل کے محافظ جن کھانے دیتے ہین اور مقیدان زنبیل جانتے ہین کہ ہم گویا
ایک شہر مین ساکن ہین کیونکہ زنبیل مین سات شہر آباد ہین اور زنبیل جناب آدم صفی اللہ
نے عمرو کو دی ہے مثل ایک بٹوے کے ہے ذکر اسکا پہلے بھی مذکور ہوا فی الجملہ اس پہلوان
کو بیہوش کرکے اپنی صورت اُسکی بنائی اور بارگاہ مین ایک صحنچی کے اندر پلنگڑی پر اسے
لٹا دیا اور آپ گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا اس عرصہ مین باغبان زمین بارگاہ مہرخ
مین پہونچا اور طبقہ زمین کا توڑ کر باہر نکلا پکارا کہ منم باغبان قدرت ساحران نامی
نے گولے اور نارنج وغیرہ مارے لیکن اُسنے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ ہواے سرد چلنے لگی اور
حضاران بارگاہ بیہوش ہوے باغبان نے دیکھا کہ عمرو بارگاہ مین نہین ہے خیال کیا کہ

سب بارگاہ دیکھ لون تو اور سمت صحرا وغیرہ مین ڈھونڈھتے چلون بس ہر صحنچی اور سرائچہ وغیرہ
مین تجسس کنان ہوا ایک جگہ پلنگڑی پر عمرو کو سوتے دیکھا پنجہ کمر مین دیکر اڑا اور چلتے وقت
سحر اپنا اوتار لیا کہ مہرخ وغیرہ کو ہوش آیا اور باغبان نے بلندی سے پکار کر کہا کہ اے نمکحرامان
مجھے حکم شہنشاہ صرف عمرو کی گرفتاری کا تھا ورنہ تم سب کے سر کاٹ ڈالتا خیر اب
عمرو کو لیے جاتا ہون ہے کوئی تم مین ایسا کہ چھین لے اسکو اُس وقت پھر ساحرون نے
ناریل وغیرہ سنبھال کر قصد مقابلہ کیا لیکن عمرو جو گلیم اوڑھے موجود تھا اُسنے کان مین مہرخ
کے کہا مین گلیم اوڑھے کھڑا ہون تم سردارون کو روکو کسی کو لڑنے نہ دو مہرخ نے سردارون
کو ممانعت فرمائی کہ باغبان سے مزاحم نہو خواجہ کا خدا مالک ہی لیجانے دو سب ساحر
رک گئے اور باغبان اڑا ہوا تھوڑی دیر مین بخدمت شہنشاہ پہونچا اور عمرو کے ہمشکل کو
سامنے ڈال دیا افراسیاب نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد حسب الطلب حاضر ہوا کہا اِسکو
ہوشیار کر کے قتل کر ساحرون نے نقلی عمرو کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب اُس پہلوان
کی آنکھ کھلی ایک بادشاہ جلیل القدر کے دربار مین اپنے تئین پایا گھبرا کر شہنشاہ کو سلام کیا
افراسیاب نے کہا کیون او ناعیار دیکھا تو نے کہ مینے کتنا جلد تجھے گرفتار کیا اب بڑے
عذاب سے تجھے ہلاک کرونگا اس پہلوان نے عرض کیا کہ اے بادشاہ مین عیار نہین ہون
[illegible] حضور کا غلام اور ہم مذہب خداوند لقا کا پوجنے والا ہون افراسیاب نے کہا ارے
[illegible]ن تیرے فریب مین اب نہ آؤنگا اور جلاد سے کہا اسے قتل کر اس پہلوان نے کہا اے بادشاہ
[illegible] عدل فرمائیے تحقیق خوب کر لیجیے مین کشمیر کا رہنے والا ہون خداپرستون نے مجھے زیر
[illegible]کے چاہا کہ مسلمان کرین لیکن مین نے نہ منظور کیا اُسوقت عمرو نے مجھے زنبیل
[illegible]ن قید کیا آج مین حیران ہون کہ نہین معلوم حضور تک کون مجھے لایا اور کیونکر زنبیل
[illegible]سے چھوٹا افراسیاب کو اسکے کلام عجز التیام سے شبہہ ہوا اور کتاب سامری دیکھی معلوم
[illegible]ا کہ یہ سچ کہتا ہے عمرو نے اسکو اپنی شکل بنا کر لٹا دیا تھا کہ باغبان پکڑ لایا ہے یہ معلوم کر کے
[illegible]وان کا منہ دھلوایا رنگ روغن عیاری چھوٹا اصل صورت ظاہر ہوئی اسکو رہا کر کے
[illegible]عت دیا اور ملازم کر لیا بعد اسکے باغبان سے کہا کہ تو کیسا عمرو کو گرفتار کر لایا تھا آخر
[illegible]ن کیا کہ مین نے عمرو کی صورت کا انسان دیکھ کر مقید کیا مجھے فن عیاری مین دخل نہین
[illegible]ن سمجھا کہ یہی عمرو ہے میرا اس مین قصور کیا ہے افراسیاب نے عذر اسکا پذیرا فرمایا

اور ایک پنجے کو حکم دیا کہ صرصر عیارہ کو لشکر حیرت سے اُٹھا لائے پنجہ جا کر صرصر کو لایا
صرصر نے شہنشاہ کو تسلیم کی اسکو حکم ہوا کہ تو عیارہ ہی عمرو کو پہچان کر گرفتار کرکے حاضر کر اور
اگر نہ لائیگی تو یہان خود تجھے قتل کرونگا کس لیے کہ تو کسدن کے لیے ہی دیکھ عیاران لشکر اسلام
کیسی جانبازی کر رہے ہین صرصر لرزان و ترسان عتاب شاہ دیکھ کر بانہ عیاری سے درست
ہوکر روانہ ہوئی اور جب دریا کے کنارے پہونچی اور عیار بچیان ملین اُنسے سارا ماجرا بیان کیا
وہ بھی بہر عیاری روانہ ہوئین اور صرصر بہ شکل مبدل قریب لشکر مہرخ پہونچکر ہر طرف
پھرنے لگی اتفاقاً ایک کنیز ملکہ مہرخ کی کسی کام کو جاتی تھی صرصر اُسکے پاس آئی اور کہا ملکہ
پاس مجھے بھی ملازم کرا دیجیے کنیز نے کہا کچہری مین جاکر جو کچھ عرض کرنا ہو کرو مجھ سے یہ کام
تعلق نہین صرصر کنیز کے ساتھ باتین کرتی ہوئی ایسے مقام تک آئی کہ جہان تنہائی تھی راستہ
چلتا تھا اور اُس جگہہ فرصت پاکر ایک بیضۂ بیہوشی منھ پر کنیز کے مارا کہ وہ بیہوش ہوئی
پیرہن اُسکا اتار کر اُسی کی ایسی صورت اپنی بنائی اور آکر داخل بارگاہ مہرخ ہوئی جب سامنے
مہرخ کے آئی ملکہ نے حکم دیا کہ آفتابہ چوکی پر رکھ آ مین رفع احتیاج کو جاؤنگی صرصر لوٹا پانی سے
بھر کر چوکی پر رکھنے آئی اِس عرصہ مین مہرخ بھی وہان آئی صرصر نے اکیلا پاکر ایک حباب
بیہوشی منھ پر مارا کہ مہرخ بیہوش ہوگئی صرصر نے اسی جگہہ بیٹھ کر صورت اپنی مثل صورت
مہرخ کے بنائی اور لباس اُسی کا پہن کر اُسکے دست و پا سمیٹ کر اِس طرح باندھا کہ ایک
گٹھری ہوگئی اس گٹھری کو ہاتھ مین لٹکائے وہان آئی کہ جہان توشک خانہ تھا اور جو لوگ
وہان تھے انکو حکم دیا کہ تم یہان سے ہٹ جاؤ مین ایک چیز مخفی رکھونگی وہ سب چلے گئے
صرصر نے ایک صندوق مین مہرخ کو بند کر دیا اور جب اُس جگہ سے باہر آئی ملازمون کو
بلاکر وہ صندوق دکھا کر کہا خبردار اِسے نہ کھولنا ورنہ قتل کرڈالونگی غرض کہ اُس
صندوق پر مہر سرکاری ہوگئی اور صرصر وہان سے آکر مہرخ کی جگہ تخت پر بیٹھی اور بعد
لمحہ کے حکم دیا کہ دسترخوان سامنے والی صحنچی مین بچھاؤ مین کچھ کھاؤنگی بمجرد حکم دسترخوان
بکاول نے بچھا مہرخ نقلی وہان آئی اس اثنا مین عمرو جو گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا تھا ظاہر
ہوکر باہر بارگاہ کے پہلے تو گیا بعد لمحے پھر آیا دیکھا مہرخ تخت پر نہین ہے لوگون سے
پوچھا ملکہ کہان گئین ایک نے کہا کھانا نوش فرمانے سامنے والی صحنچی مین تشریف لگئی
ہین عمرو یہ سنکر پاس مہرخ کے آیا ملکہ نے کہا خواجہ کھانا کھائیے عمرو نے کہا بسم اللہ

آپ نوش فرمایئے ملکہ نے اصرار کیا کہ کچھ تھوڑا سا تناول فرمایئے عمرو ملکہ کے مصر ہونی سے
کھانے لگا جب کھا چکے کنیزون نے ہاتھ دھلایا اور مہرخ نے دست پاک اپنا عمرو کو دیا دور
خاصدان آگے بڑھایا اور کنیزون سے کہا مجھے خواجہ سے کچھ مشورہ کرنا ہے تم یہان سے بارگاہ
مین جاکر ٹھہرو وہ سب وہان سے چلی آئین اور عمرو نے رومال سے جو مہرخ نے دیا تھا منھ
پونچھا رومال مین روغن بیہوشی ملا ہوا تھا منھ پونچھتے ہی چھینک آئی اور عمرو بیہوش ہوا صرصر
نے عمرو کا پشتارہ باندھا اور قنات چاک کرکے باہر نکلی جست وخیز کرتی ہوئی چلی باہر لوگون
نے دیکھا کہ مہرخ ایک گٹھری لیے جاتی ہے لیکن مہرخ چونکہ بادشاہ لشکر ہے کوئی بسبب عب
شاہی کے کچھ کہہ نہ سکا اور صرصر مثل صرصر کے اڑتی ہوئی کنارے لشکر کے پہونچی اتفاقاً صحرا
کی طرف سے برق فرنگی آتا تھا اُسنے جو اسے دیکھا سمجھا کہ عیار بچی ہے فوراً تیغ کھینچ کر آپڑا صرصر
نے تیغچہ کھینچا اور لڑنا شروع کیا عین جنگ مین صرصر نے قریب پہونچکر حلقے کمند کے مارے
برق جست کرکے حلقہ کمند سے باہر نکلا اور قریب آکر ایک بیضۂ بیہوشی منھ پر مارا کہ صرصر
چھینک مار کر گری برق نے چاہا پشتارہ لے لون اُسوقت صبا رفتار صحرا کی طرف
سے للکارتی ہوئی آئی اور خنجر پکڑ کے حملہ ور ہوئی برق نے اُس سے لڑنا آغاز کیا لیکن صبا
رفتار لڑتے لڑتے قریب صرصر کے پہونچی اور ایک حباب دافع بیہوشی منھ پر صرصر کے مارا کہ
وہ بیہوش ہوگئی اور ان دونون کو لڑتے دیکھ کر قابو جو پایا عمرو کا پشتارہ لیکر بھاگی برق
پیچھے دوڑا صبا رفتار سد راہ ہوئی برق نے زفیل بجائی کہ صحرا سے کوئی اور عیار آجائے
لیکن صرصر جو بھاگی زفیل سنکر سمجھی کہ تو گھر جائیگی عیار آجائینگے یہ سوچ کر پل بریدان جو
دھوئین کا بنا ہے اُسکے بیچ کے درجے سے چلی اور پکاری کہ اے پل بحق افراسیاب
مجھے راستہ دے اُسی وقت اسکے اس کلام سے دھوان شق ہوگیا اور راہ ہوگئی برق
منھ دیکھ رہگیا اور صبا رفتار بھی جست کرکے نکل گئی برق لشکر مین پھر کر آیا دیکھا یہان
غلغلہ تھا کہ مہرخ اور عمرو کھانا کھاتے کھاتے غائب ہوگئے یہ ماجرا سنکر برق نے کہا معلوم
ہوتا ہے کہ مہرخ کی صورت بنکر صرصر خواجہ کو پکڑ لی گئی ہے یقین ہے کہ مہرخ کہین بیہوش پڑی
ہونگی اُسوقت داروغہ توشک خانے نے کہا کہ ملکہ کچھ صندوق مین بند کرگئی ہین اُسے
دیکھیے کہ کیا ہے برق نے صندوق جاکر کھولا اُس مین مہرخ کو بند پایا ہوشیار کرکے لاکر
تخت پر بٹھایا مہرخ کو حال گرفتاری عمرو سنکر بڑا رنج ہوا سب لشکر مین اندوہ والم کی باتین ہونے

لگین اِس عرصہ مین وہ کنیز جسکو صرصر نے بیہوش کیا تھا ہوشیار ہو کر آئی لیکن اب حال صرصر سنیے کہ عمرو کو لیے جب دھوئین سے گذری طرف طلسمات کی چلی اِس لیے کہ ایسی راہ سے چلون کہ کوئی عمرو کو چھین نہ لے اور اس ہنگام مین عمرو کی بیہوشی اُتر گئی آنکھ جو کھلی دیکھا کہ مین پشتارے مین بندھا ہون اور صرصر لیے جاتی ہی مگر وہ مقام تنگ و تاریک ہی کہ جہان خوف سے زہرہ آب ہوتا ہی عمرو یہ دیکھ کر چپ ہو رہا اور صرصر اس تاریکی کو طی کر کے قریب آتش پہونچی اور پکاری ای بیابان آتش بحق افراسیاب مجھے راہ دے یہ کہہ کر آگ سے بھی گذری اور جب اور آگے بڑھی یہان ایسی تاریکی تھی کہ زمین و آسمان کچھ معلوم نہ دیتا تھا اور راستہ مفقود تھا صرصر وہان ٹھہری ایک ساحر اُس جگہ ظاہر ہوا کہ تمام جسم اُسکا مشعل کیطرح روشن تھا اُسنے صرصر کی کمر مین پنجہ دیکر چرخ دے کے ایک طرف پھینکا عمرو نے مارے ڈر کے آنکھین بند کر لین بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلے دیکھا ایک پتلا آگ کا صرصر کو لیے جاتا ہے یہان تک کہ وہ پتلا لیے ہوئے قریب ایک آگ کے دریا کے پہونچا اور اُس مین کود اندر دریا کے سیاہی تھی وہ پتلا غوطہ لگائے ہوے چلا عمرو کی مارے خوف کے جان نکلی ہوئی ہے دل سے یا ودود کو اُس اندھیرے مین یاد کرتا ہیکا بندھا ہوا صرصر کی پیٹھ پر پڑا ہی لیکن وہ ساحر اُس دریا کے کنارے پہونچا اُسوقت ایک سوار سامنے سے آیا اور صرصر کو نیچے مین ہاتھ ڈال کر اُڑا بہت دور جا کر ایک پہاڑ نظر آیا اُسپر وہ سوار اُترا اور صرصر کو نیچے پہاڑ کے پھینک دیا سر نیچے پانون اوپر غلطان و پیچان صرصر چلی عمرو کی آنکھین فرط دہشت سے بند ہو گئین بعد کچھ عرصے کے جو آنکھ کھلی دیکھا کہ صرصر مجھے لیے ہوے ایک باغ مین آئی کہ باغ سیب یہی ہے سارا باغ طلسم کے مانند بنا ہی درخت گلدار پر بہار فصل خزان و آسیب صرصر حوادث دوران سے بری ہر طرف کو طراوت اور ہر سبزی طائران خوش الحان سحر کے جانور بزبان بیزبان فصیح بیان و شیوا زبان جب نغمہ سرائی کرتے ہین یا افراسیاب یا افراسیاب کی صدا دیتے ہین عمارات سب طلسمی تعمیر ہر ایک حجرہ اور قصر پری کی تصویر گلین سقف اور ستون مین لگین بارہ دری جواہر آگین کہ مثنوی

ریاحین و گل اُس مین انواع کے
طلسمات کے سارے دیوار و در
نہ آتش کا خطرہ نہ بارش کا ڈر

طلسمات کل اُس مین انواع کے
نہ یان کے سحر کو تھی نہ یان کے سے ور
نہ سردی نہ گرمی کا اُسمین خطر

کسی کو ہو جس چیز کا اشتیاق / نظر آئے وہ چیز بالائے طاق
جواہر کے جاندار وحش و طیور / خرامان پھرین صحن مین دور دور
پھرین دن کو ساری وہ حیوان ہو / کرین رات کو کام انسان ہو
لگے ہر طرف گوہر شبچراغ / وہی دن کو گوہر وہی شب چراغ
بنائے ہوے خار اور سب نہال / گل و غنچہ سب وان کے دور از خیال
صدا آپ سے آپ گھڑیال کی / کہین ناچ کی اور کہین تال کی
رہے وان کے حجرون کا جو در کھلا / تو ونیائے باجون کی آئے صدا
اگر بند کر دیجیے ایک بار / تو جون ارغنون راگ نکلین ہزار
مکانون مین مخمل کا فرش و فروش / بخط سلیمانی اُن پر نقوش
طلسمات کے پردے اور چلمنین / ارادہ یہ دل کے کھلین اور بند ہین

ئع بارہ دری مین تخت شاہی آراستہ تھا افراسیاب اُسپر جلوہ گر تھا ہزار ہا ساحر دست بستہ
فر تھا کہ صرصر نے پہونچکر مجرا کیا اور پشتارہ عمرو کا سامنے رکھ دیا عرض کیا یہ گنہگار سرکا
فر ہے کنیز حکم عالی بجا لائی اور جانبازی کرکے عمرو کو لائی افراسیاب نے صرصر کو خلعت
ش بہا عنایت کیا اور حکم دیا عمرو کو کھولو ہنوز عمرو کو پشتارے سے نہ نکالا تھا کہ ایک عرضی
لیمان عنبرین مو کی مشتملبر احوال قتل حسینہ جادو جسکا ذکر اول مذکور ہوا لیکر آیا
اسیاب نے جب عرضی پڑھی جواب مین اُسکے عرضی خدمت لقاین لکھی کہ یا خداوند کمترین
نے فی الحال عمرو ایسے دشمن خداوند کو گرفتار کیا ہے لہذا ملک بختیارک شیطان کو اپنی
گاہ کے یہان بھیجدیجیے کہ وہ آکر عمرو کو قتل کرین اور انہین کے ہمراہ مین فوج ساحران
دونگا کہ وہ فوج حمزہ کے لشکر کو غارت کردیگی یہ عرضی لکھکر ملکہ خمار جادو کو دی کہ
ی وقت پاس خداوند کے لیجائے اور شیطان خداوند کو لے آئے خمار عرضی لیکر
ور سحر اُڑی اور بتعجیل تمام مسافت راہ طے کرکے کوہ عقیق کے قلعے مین پہونچی اور براہ
ب دروازے ردار الامارت شاہی کے ٹھہر کر چاہا اپنے آنے کی اطلاع کرائے قضارا
ن چالاک بن عمرو واسطے جاسوسی اور دریافت حال بارگاہ لقاین آیا تھا دروازہ
ار الامارة کے مردہا بنا کھڑا تھا خمار نے اُس سے کہا میان مرد ہے صاحب جاکر عرض کرو
لسم ہوش ربا سے خمار جادو فرستادہ افراسیاب آئی ہے عرضی شاہ طلسم کی لائی ہے

چالاک نے کہا آپ ٹھہریے مین عرض کرتا ہون اور اندر بارگاہ کے گیا اور بغیر کچھ کہے سُنے باہر آکر خمار سے کہا کہ ای ملکہ جو حکم تمھاری نسبت ہوا ہے اُسے الگ آکر سُن لو خمار اسکے ساتھ ہوئی چالاک اُسے تنہائی مین لایا اور کہا خداوند نے یہ پھل دیا ہے کہ اِسے کھاکر ہماری بارگاہ مین آنا سارا جسم نورانی ہوجائیگا خمار نے سجدہ کیا اور کہا کیا سرفرازی خداوند کی اپنے ایک احقر ناچیز بندہ کی حال پر ہے کہ مجھے حاضر ہوتے ہی سرفراز فرمایا نظم

آن کہ پامال جفا کرد چو خاک راہم　　خاک می بوسم و عذر قدمش میخواہم
من نہ آنم کہ بجور از تو بنالم حاشا　　چاکر معتقد و بندۂ دولتخواہم

بعد ادائے شکر یہ وہ پھل لیکر کھایا کھاتے ہی یہ ثمر ملا کہ سر نیچے اور پانون اوپر ہوگئے بیہوش ہوئی چالاک کی بن پڑی اُستر انکال کر سر اُسکا مونڈا اور نامہ افراسیاب اُسکے پاس سے لیکر خود نامہ لکھ کر اُسکی جھولی مین رکھ کر اپنا راستہ لیا بعد چار گھڑی کے خمار کو ہوش آیا سنبھل کر اُٹھی دل سے خیال کیا کہ وہ پھل جو خداوند نے بھیجا تھا اُسکی یہی تاثیر ہوگی کہ انسان کھاکر ہوش مین نہ رہتا ہوگا کیونکہ اول کی کثافت اور آلائش جب دفع ہوگی اور قالب بدلیگا ضرور ہے کہ انسان بیہوش ہوجائیگا اب یقین ہے کہ مین آج ایسی پاکیزہ ہوگئی کہ جیسے بطن مادر سے پیدا ہوئی تھی یہ منصوبہ کرتی ہوئی اور اپنے جسم کو نورانی ہوجانا سمجھکر بار دست و پا کو دیکھتی ہوئی چلی کچھ سر کے منڈنے کا خیال بھی نہ کیا یہانتک کہ داخل بارگاہ لقا ہوئی اور خداوند کو اپنے تخت پر جلوہ گر دیکھ کر سجدہ کیا اہل دربار نے دیکھا کہ ایک ساحرہ حسینہ و جمیلہ آئی ہے لیکن سر منڈائے ہے سب ہنسنے لگے اور لقا نے کہا اے بندی قدرت کی سر سجدے سے اُٹھا کہ رحمت الہی ہمنے تجھپر نازل کی خمار نے سر اُٹھایا لقا نے قریب اپنے کرسی عنایت کی یہ آکر بیٹھی اُسوقت بختیارک نے اہل دربار سے مخاطب ہوکر ایک شعر پڑھا کہ فرد

حسن کی طرح سے آیا نہ مرے عشق مین فرق　　زلفین وان منڈ گئین یان حال پریشان نہ گیا

لیکن اس رمز کو بھی خمار نہ سمجھی اور نامہ افراسیاب نکال کر سامنے خداوند کے پیش کیا لقا نے اپنے منشی کی جانب اشارہ کیا منشی نے نامہ لیکر لفافہ چاک کر کے چاہا کہ پڑھے مگر اُسمین کلمات ناملائم اور دشنام سیکڑون تحریر تھین کیونکہ نامہ چالاک نے بدل لیا تھا غرضکہ منشی نے براہ ادب خداوند عرض کیا کہ یہ نامہ بخط طلسم لکھا ہے مجھ سے پڑھا نہین جاتا سنکر

بختیارک نے کہا لاؤ مین پڑھدون منشی نے نامہ حوالہ کیا بختیارک نے جو اسے دیکھا بہت
ہنسا اور کہا خداوند سنیے اس نامہ مین لکھا ہے کہ اے بے ادب بے عزت حرام زادے مسخرے گدھے نالائق
قرمساق بدتمیز خرس بادیہ ضلالت میمون خصلت خنزیر طینت خبیث صورت بد اصل و بیہودہ شکل
سیاہ رو تیرہ درون گمراہ اعنی زہر دشاہ مردود درگاہ الٰہ لعن اللہ ابداً ابداً بعد ہزاران ہزار
لعنت کے اے ملعون خدا تجھے کندہ جہنم کرے کہ تو نے ہزارہا بندگان خدا کو برگشتہ کر رکھا ہے
لازم ہے کہ خدمت باسعادت حمزہ صاحب قران عالی تبار مین حاضر ہوکر دین مبین اسلام
اختیار کر اور دعوی اُلوہیت سے باز آ ورنہ لشکر کشی کرکے فوج ساحران بھیج کر اس طرح تجھکو
راہ دار البوار دکھاؤنگا کہ حسرت تیرے حال بدمال پہ گریہ کرے گی اور تیرا کوئی نام لینے والا
بھی باقی نہ رکھونگا تھوڑا لکھا بہت جاننا نامہ تمام بر تو ہزارہا دشنام یہ مضمون سنتے ہی لقا
فرط غضب سے مثل رعد کے گڑگڑایا اور پکارا کہ اس افراسیاب حرام زادے کی اب شامت
آئی ہے تقدیر کرکے اوسے مین غارت کیے دیتا ہون اور دوزخ مین بھیجتا ہون خمار یہ غصہ دیکھکر
تھرتھر مثل بید کے کانپنے لگی اور عرض پیرا ہوئی کہ یا خداوند یہ نامہ شہنشاہ ساحران نے ہرگز
نہین لکھا معلوم ہوتا ہے کہ اثنائے راہ مین نامہ کسی نے بدل لیا کس لیے کہ میرے روبرو
جب شہنشاہ نے عمرو کو گرفتار کرایا تو منشی سے یہ لکھوایا تھا کہ خداوند اپنے شیطان درگاہ ملک
بختیارک کو یہان بھیجین کہ وہ آکر عمرو کو اپنے ہاتھ سے قتل کرین اور فوج ساحران طلسم سے
ساتھ لے جائین لہذا اس تحریر کے خلاف یہان یہ گالیان لکھی نظر آتی ہین مجھے بڑا
تعجب ہے کہ یہ کیا ماجرا ہے آپ خداوند ہین آپ پر سب واضح و روشن ہوگا بختیارک نے
یہ تقریر سنکر کہا جب ہی یہ نامہ بدلا ہوا ہے عمرو کا گرفتار ہونا غیر ممکن مین جانتا ہون
کہ اوسنے کسی کو اپنی صورت کا بناکر قید کرادیا ہوگا اور آپ تمھارے ہمراہ چل کر کسی مقام پہ
قابو پاکر نامہ بدلا ہوگا اور اے ملکہ کیا تمھارے طلسم مین یہ رسم ہے کہ عورتین بھی سر منڈاتی
خمار سمجھی کہ یہ دل لگی کرتے ہین کہا اے شیطان خداوند آپکا تو یہ کام ہی ہے کہ ہر ایک
سے تمسخر کیجیے لیکن مجھ حقیرہ ناچیز سے کہ خداوند کی پرستار ہون مسخراپن نہ فرمایئے
طلسم مین تو وہ زنان پری پیکر زہرہ جبین حور شمائل ہین کہ جنکی زلف چلیپا مین ہزارہا دل
بیدلون کے گرفتار رہتے ہین اور مار کاکل کے ڈسے ہوے پانی نہین مانگتے ہین سر منڈانے کی
آپ نے خوب کہی بختیارک نے جواب دیا کہ پھر تمنے کیا منت مانی تھی کہ جب خداوند کی

زیارت کو جاؤنگی اوس وقت سر منڈواؤنگی سر پر ہاتھہ رکھکر دیکھو کہ کوئی بال بھی باقی ہے یا میرا کہنا کچھہ غلط ہے خمار نے گھبراکر سر پر ہاتھہ رکھا مرو بختیارک کے کہنے مین فرق نیا یا بال کیسے کھونٹی بھی کوئی نہتھی صاف چکنا سارا سر پایا یہ دیکھتے ہی رونے لگی اور کہا ملک جی آپ صحیح فرماتے ہین کہ عمرو میرے ساتھہ ساتھہ چلا آیا بلکہ راہ مین میرے کاندسے بوجھل تھے یقین ہے کہ وہ ہی سوار ہوگا اور ایک جگہ مجھے پھل کھلا کر اوسی نے بیہوش بھی کیا تھا اور ایک بار طلسم مین عمرو نے میرا سر اور بھی مونڈا تھا یہ کلام جب بختیارک نے سنا پکارا صلوۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ و نعت بر لقا کیون بی خمار تمنے دیکھا کہ عمرو کیسا مقبول بندہ خدا ہے اب تم ظہور انکا دیکھوگی واضح ہو کہ بختیارک نے چاہا کہ امتحان کرون کہ عمرو یہان آیا ہے یا نہین اور جانتا ہے کہ جہان عمرو ہوتا ہے اگر اوسکی تعریف کرو تو وہ ظاہر ہو جاتا ہے اس لحاظ سے گویا ہوا کہ یا مرشد برحق اگر آپ تشریف لائے ہین تو اپنا ظہور دکھائیے اسکے اس کلام سے چالاک جو خمار کا سر مونڈکر چلا تھا تو خدمت گار کی صورت بنکر بارگاہ مین کھڑا یہ سب حقیقت دیکھہ اور سن رہا تھا دل سے خیال کیا کہ مین صورت عمرو کی بنکر انکو دکھا دون تاکہ خمار جو عمرو کو یہان دیکھہ کر جائیگی تو افراسیاب سے کہے گی کہ عمرو کو وہ عقیق میں ہے یہ سنکر افراسیاب کو شبہہ ہوگا کہ یہ عمرو جس کو مینے قید کیا ہے عمرو نہین ہے بس وہ عمرو کو چھوڑ دیگا اور میرا نام ہوگا کہ ہزارون کوس سے عیاری کرکے عمرو کو چھڑا دیا یہ تجویز کرکے باہر بارگاہ کے جاکر صورت اپنی عمرو کی ایسی بنائی اور یہان بختیارک بیچ دشمنا عمرو کی کر رہا تھا کہ سرا ئچہ پھاندکر چالاک بیچ بارگاہ کے اُترا اور اس لیے کہ بختیارک کو کسیطرح کا شک نہ ہے بائین آنکھہ کا تل مثل عمرو کے اوسکو دکھا دیا اور پکارا کہ اے خمار میرے ہاتھہ سے تو بچ گئی ورنہ مین مار مار ڈالتا خمار نے جب عمرو کو دیکھا بے اختیار دوڑی کہ اوموئے مونڈی کاٹے غضب کیا تو نے کہ میرا سر دوبارہ مونڈا اور مجھے سارے طلسم مین اور دربار خدا مین ذلیل کرایا یہ کہتی ہوئی جب قریب پہونچی چالاک نے ایک بیضہ بیہوشی ناک پر تاک کے کہ اوسکے پڑتے ہی یہ بیہوش ہوکر گری اور چالاک جست کرکے بھاگا ملازمان لقا تو حرکات عیارون کی بخوبی واقف تھے وہ بیٹھے رہے کسی نے تعاقب نہ کیا اور بختیارک نے خمار کو ہوشیار کرایا جب یہ ہوشیار ہوئی بختیارک نے کہا اے ملکہ اب تم جواب نامہ کا لیکر جاؤ اور یہ بھی لیتے جاؤ افراسیاب کو دکھانا اور سب کیفیت بیان کرنا یہ کہکر منشی سے حکم دیا کہ

نامہ تحریر کرکے بدین مضمون کہ بندۂ خاص الخاص خداوند شہنشاہ ساحران افراسیاب جادو
کو بعد نزول رحمت خداوندی معلوم ہو کہ تم ایسے غافل بادشاہ ہو کہ تمہارے ملازم تمہین دھوکے
دیتے ہین کہ عیّار نے بھی تمہاری عمرو کی صورت بنا کر کسی کو لے آئی ہے اور تمہین کچھ معلوم نہوا اور
عمرو تمہارے نامہ دار کے ساتھ یہان چلا آیا عجب کیا ہے جو اس غفلت کا تمہاری یہ نتیجہ ہو کہ وہ
تمکو کسی دن قتل کر ڈالے لہذا میرے شیطان کا آنا ایسے غفلت شعار فراموش کار کے پاس زیبا
زیبا نہین جب تم تحقیق اصلی عمرو کو گرفتار کرکے اطلاع دوگے اوسوقت شیطان کا آنا ہوگا
اب تمھین چاہیے کہ بہرِ مدد خداوند فوج ساحران روانہ کرو نہین تو خداوند غضب بلا تمہارے
طلسم پر بھیجین گے او ناراض ہوکر کسی طرف چلے جائین گے یہ قلمبند کرکے منشی نے لقا کی مہر
و سپر کرکے خمار کے حوالے کیا اُسنے نامہ لیکر خداوند کو سجدہ کرکے عرض کیا کہ میرے بال سر پر
پیدا کر دے تجھے لقا نے کہا اے بندی میری تو بروز نوروز آنا مین تجھے ایسا حسن و جمال عطا کرونگا
کہ بہتر میری حوران جنان سے ہو جائیگی اور پھر کبھی ضعیف نہوگی غرض کہ تسکین اور تشفی دیکر اسکو
رخصت کیا اور یہ نامہ لیکر اوڑی یہانتک کہ تھوڑے عرصہ مین پاس افراسیاب کے پہونچی
وہ منتظر اسکا بیٹھا تھا کہ اسنے جواب نامہ لاکر دیا اور وہ نامہ بھی جو چالاک کا لکھا ہوا تھا پیش
کیا اور اپنا سر منڈا ہوا دکھلایا افراسیاب مارے خوف سے کہ افسوس میرے باعث
سے خداوند کو گالیان ملین کانپنے لگا اور خمار کا سر منڈا ہوا دیکھکر بڑا رنج ہوا اور یقین ہو گیا
کہ بیشک صرصر اپنی رسوخیت جتانے کے لیے کسی کو عمرو کی صورت بنا لائی ہے
اوسوقت حکم کیا کہ عمرو بندھا ہوا ہے اسکو کھول کر ہمارے سامنے لاؤ ساحر عمرو کو
رو برو لائے عمرو تو پہلے ہی سے ہوشیار تھا خمار بیان سن رہا تھا سمجھ گیا کہ وہان کسی میرے
فرزند یا شاگرد نے سر اِس قحبہ کا مونڈ کر اور میری شکل بنکر دکھایا ہوگا اور دھوکا دینے سے
تجھے چھڑانا چاہا ہے پس جب سامنے افراسیاب کے آیا اوسنے پوچھا کہ تو کون ہے
کہا حضور صرصر نے مجھسے کہا تھا کہ مین تجھے عمرو کی صورت بنا کر سامنے شہنشاہ کے لیے
چلتی ہون وہ تجھے قید کرینگے مین رات کو آکر چھوڑ دونگی اور تجھے پانچہزار روپیے دلادونگی
تو کہدینا کہ مین عمرو ہون ورنہ مین ایک طوائف رہنے والی طلسم ظاہر کی ہون
افراسیاب نے یہ سنکر ساحرون سے کہا سحر اسیری اُتار لو اور عمرو سے کہا کہ جا
جہان جی چاہے چلا جا اور پانچہزار روپیہ اپنے پاس سے اسکے سچ کہدینے پر عنایت فرما عمرو سلام

گر کے روپیہ لیکر باغ سے باہر نکلا اور سمجھا شاید کوئی آفت آئے تم پہچانے جاؤ اس سبب
گلیم اوڑھ کر چلا اور ادھر افراسیاب نے کہا بلاؤ تو اس ناعیارہ غیبانی صرصر کو صرصر
اسی باغ مین کہ بہت دور تک سے ایک جگہ آرام پذیر تھی کہ ساحرون نے آکر حکم شہنشاہ
متضمن بحاضری سنایا یہ لرزان و ترسان سامنے آئی افراسیاب نے حکم دیا کہ باندھو اسکو
ساحرون نے ستون بارہ دری سے صرصر کو باندھا اور مار پڑنے لگی صرصر پکار رہی کہ میرا
کیا قصور ہے افراسیاب نے کہا حرام زادی مجھے پیش خداوند لقا ذلیل کرایا دیکھو یہ نامہ
آیا ہے تو ایک طوائف کو لالچ دیکر عمرو بنا کر لائی ہے شرط کہ ناک کٹوا دالون صرصر نے کہا
کبھی ایسا نہین ہے مین عمرو کو پہچان کر پکڑ لائی تھی اسوقت خمار نے کہا دیکھ میرا سر عمرو نے
مونڈا بھلا مجھے کیا پڑی تھی جو اپنا سر آپ مونڈ کر تجھے جھوٹا بناتی صرصر نے عرض کیا اب کتاب
سامری ملاحظہ فرمائیے میرے اور کسی کے کہنے پر نہ جائیے اگر میرا کہنا غلط ہو تو مجھے قتل کیجیے ورنہ کوئی
اپنا سر منڈاتا پھرے تو تیا تہمت جوڑے پرائے شگون کو اپنی ناک کٹوائے مجھے کیا غرض خمار نے
جھلا کر کہا او تجھہ میرے منھ نہ لگنا ایک تو چوری دوسرے سر زوری صرصر بولی کہ قحبہ جو مجھکو
کہے گی وہ آپ ہوگی مین شہنشاہ کے سوا اور کسی کی نہ اوٹھاؤنگی اوسوقت افراسیاب
دونون پر خفا ہوا کہ میرے روبرو یہ گستاخیان زیبا نہین اور کتاب سامری دیکھی سب حال
جو اوپر مذکور ہوا نظر آیا کہ صرصر سچی ہے تو نے عمرو کو ناحق چھوڑ دیا اور خمار کا سر چالاک نے
مونڈا ہے یہ معلوم کر کے صرصر کو رہا کر کے خلعت دیا اور حکم دیا کہ عمرو دریا کے پار نہ جا سکیگا جلد جاکر
گرفتار کر لا صرصر تعقب عمرو مین روانہ ہوئی اور افراسیاب نے بھی دربار برخاست فرمایا
ہر سردار اپنے اپنے گھر آیا لیکن خمار کو کینہ صرصر سے اور صرصر کو خمار سے پیدا ہوا کہ ذکر اسکا
آگے مذکور ہوگا مگر اب حال سنیے کہ عمرو باغ سے نکل کر گلیم اوڑھ کر جو چلا جب دور نکل گیا
گلیم اوتار لی اور اپنی صورت ایک الگھوری خبیث کی ایسی بنائی کہ لنگوٹی باندھے جھلنگا اوڑھے
شراب کی بوتل ہاتھہ مین بغل مین مردے کی کھوپڑی دابے بیہودہ بکتا چلا کہ راہ مین
اگر کوئی ساحر ملے تو اوسکو قتل کر کے دریا سے اوسکی صورت بنکر پار اوتر جاؤن اسی فکر
مین جاتا تھا کہ صرصر ڈھونڈھتی ہوئی آکر پہونچی اور عمرو کو الگھوری بنا ہوا دیکھکر اسنے پہچانا
اور للکار کر نیمچہ پکڑ کر مقابل ہوئی عمرو بھی ناچار لڑنے لگا کچھہ دیر تک جنگ بہ فن عیاری
ہوتی تھی کہ ایک سامنے سے ساحر پیدا ہوا یہ ساحر رہنے والا اسی صحرا کا تھا جہان

عمرو لڑ رہا تھا غرضکہ جب عمرو نے اُسے آتے دیکھا کہا اے صرصر دیکھ تیرے عقب مین کون
آتا ہے اُسنے پیچھے پھر کر دیکھا عمرو نے قریب جا کر بیضۂ بیہوشی مارا کہ صرصر کے مُنھ پر پڑا اور چکر
کھا کر گرنے لگی عمرو نے گود مین اوٹھا کر زنبیل مین ڈال لیا اور چاہا مین بھاگ جاؤن لیکن وہ
ساحر قریب پہونچ گیا تھا اوسنے سحر کیا کہ عمرو وہین کھڑا رہگیا وہ پاس آیا اور کہا کہ اے اگھوری
تو کس لیے لڑ رہا تھا اور مینے اسلیے تجھے روکا کہ تو عورت سے لڑ رہا تھا اوسے تونے کیا کیا
یہان یکایک غائب کر دیا عمرو نے کہا وہ میری زوجہ تھی جس سے مین لڑتا تھا اور مین بھوکا
تھا اوسکو کھا گیا یہ سُنکر اوس ساحر کو ایک حیرت ہوئی اور کہا آج تک مین دربار شاہی مین نہین
پہونچا تھا آج یہ وسیلہ اچھا ہے کہ تجھے خدمت شاہ مین لے چلو کہ ایسا ساحر اونکے یہان کوئی
ہوگا کہ جیتے آدمی کو کھڑے کھڑے نگل لے یہ کہکر سحر کر کے عمرو کو لیکر اُڑا اتفاقاً **افراسیاب**
جو دربار برخاست کر چکا تھا تو وزیر اوسکا **باغبان قدرت** اپنے باغ مین آکر مع اپنی
زوجہ ملکہ **گلچین جادو** کے بیٹھا میخواری کر رہا تھا کہ یہ ساحر عمرو کو لیے اوسی طرف
سے اوڑتا ہوا نکلا گلچین نے دیکھا کہ ایک ساحر آدمی کو پنجہ مین ڈالے اوڑا جاتا ہے اپنے
اپنے شوہر سے کہا اسکو بلا کر دیکھو یہ کون ہے **باغبان** نے سحر پڑھا یہ ساحر رعایا مین سے
ہے مثل نامی ساحرون کے سحر نہین جانتا ہے **باغبان** کے سحر کرنے سے آگے نہ جا سکا
ناچار اوتر آیا **باغبان** کو دیکھ کر تسلیم کی اوسنے پوچھا کہ یہ کون ہے جسے تو گرفتار کیے لیے
جاتا ہے ساحر نے کہا یہ شخص اپنی زوجہ سے لڑ رہا تھا پھر یکایک اوسے کھا گیا مجھے تعجب ہوا
مین اسکو پاس شہنشاہ کے لیے جاتا تھا **باغبان** کو بھی یہ ماجرا سُنکر ایک تعجب ہوا اور
بنگاہ سحر عمرو کو گھورا از بسکہ یہ ساحر زبردست ہے اسکے گھورنے اور نظر گرم سے عمرو کے
جسم سے روغن عیاری اوڑ گیا اور چنگاریان جسم سے اوڑنے لگین اوسوقت **باغبان** نے نگاہ سحر
سے دیکھنا موقوف کیا اور اوس ساحر سے کہا یہ اگھوری نہین عمرو ہے اور عمرو سے دریافت کیا کہ تو
کیسے کھا گیا عمرو نے کہا اپنی زوجہ کو مین کسی کے سامنے نہین کرتا ہون اور نہ اوسکو تنہا کسی
مکان مین رکھتا ہون بلکہ اپنے ساتھ زنبیل کے اندر رکھا ہون اور زوجہ میری عیار بے بدل ہے
صحرا مین اسکو جب زنبیل سے نکال لیتا ہون وہ مجھسے لڑتی ہے لہذا اسوقت مین اور وہ دونون
لڑ رہے تھے کہ یہ ساحر آیا مین نے اسکو نامحرم سمجھکر اپنی بی بی کو زنبیل مین رکھ لیا نگل تو مین
کسی کو نہین گیا یہ حقیقت عمرو سے سُنکر گلچین نے کہا اپنی جورو کو نکال ہم بھی دیکھین

کہ کیسی ہے عمرو نے کہا مین غیر مرد کے سامنے کا ہے کو نکالون سب کو ہٹا دیجیے اور مجھے کچھ روپیہ دیجیے تو نکالون گلچین نے سب کو وہان سے ہٹا دیا لیکن باغبان بیٹھا رہا اور اُسنے کہا اے عمرو تو اپنی زوجہ کو میرے روبرو نکال مین تجھے بہت کچھ دونگا عمرو نے کہا پہلے روپے منگادو تو کیا مضائقہ باغبان اور اوسکی جورو نے بہت کچھ زر منگا کر دیا عمرو اوس وقت ایک گوشۂ باغ مین گیا اور صرصر کا مُنھ زنبیل سے نکال کر صورت اُسکی تبدیل کر دی اور وہان سے سامنے باغبان کے آیا اور کمر کے برابر سے صرصر کو کھینچ کے اوسکے سامنے ڈال دیا گلچین نے ایک نازنین عورت کو باحسن وجمال دیکھا کہا عمرو کی بی بی بہت خوب صورت ہے اچھا اسے ہوشیار کر عمرو نے کہا یہ بھاگ جائے گی گلچین نے کہا کیا مجال جو میرے سامنے سے بھاگے عمرو نے کہا بھاگ نہ سکے گی تو فقرے دیگی کہے گی مین صرصر ہون اور آپ اوسوقت میرے دشمن ہوجائیے گا گلچین اور باغبان دونون نے قسم کھائی کہ ہم اسکا کہنا نہ مانینگے اسوقت عمرو نے صرصر کو ایک درخت سے باندھکر فتیلہ دفع بیہوشی سونگھایا کہ اوسے ہوش آیا اور باغبان اور گلچین کو بیٹھے دیکھا فریاد کی کہ اے وزیر اعظم شہنشاہ مجھے آپ نے کیون باندھا ہے اس ساربان زادے عمرو کے کہنے پر نہ آیے گا مین اسکو پاس شہنشاہ کے لائیے لے جاؤن کہ اونکو اسکی تلاش ہے عمرو نے یہ سنکر کہا حرامزادی شہنشاہ اپنے یار کے پاس مجھے لے جا کر کیا کریگی آج مین تیری ناک کاٹونگا اب صرصر جو برا بھلا کہتی ہے تو سب جانتے ہین کہ یہ شوہر و زن باہم مین بلکہ گلچین نے کہا عمرو جورو تیری بڑ زبان درازہی صرصر کو عمرو تمانچے لگانے لگا کہ کیون اے گیسو بریدہ پھر زبان درازی کریگی اور باغبان اور گلچین ہنسنے لگے اوسوقت صرصر نے کہا یہ دل لگی اے لوگو اچھی نہین مین شہنشاہ سے کہونگی کہ آپکا وزیر بھی عمرو سے مل گیا باغبان نے کہا تو شہنشاہ پاس کیونکر پہونچے گی صرصر نے کہا مین عیارہ صرصر ہون ہر وقت دربار مین حاضر رہتی ہون عمرو یہ سنکر بولا کہ دیکھیے مین نہ کہتا تھا کہ یہ اپنے تئین صرصر بتلائیگی بڑی مکارہ اور پھر دو ایک تمانچے لگائے اوسوقت صرصر نے حال گذشتہ جو دربار مین گذرا تھا اور افراسیاب کا قبل از گرفتاری عمرو جو ارادہ تھا اور اُسنے مشورہ کیا تھا وہ سب بیان کیا اور کہا اگر مین صرصر نہوتی تو کیونکر اس کیفیت کو جانتی اس سے صرصر کے باغبان شبہہ ہوا اور باغ سے ایک پھل توڑکر اسپر سحر پڑھا کہ وہ ثمر شق ہوا اور اس مین سے ایک طائر خوش رنگ نے نکل کر یہ خوش الحانی

آواز دی کہ یہ عورت جو بند ہی صرصر یہ صدا دیکر وہ طائر چلا گیا اور باغبان نے صرصر کو
عذر خواہی کر کے رہا کر دیا اس ہنگامہ مین سب تو صرصر کیجانب مخاطب تھے عمرو نے گلیم
اوڑلی اور غائب ہو گیا مگر جب صرصر چھوٹی پکاری کہ وہ ناعیار کہان گیا عمرو نے جواب دیا
کہ موجود ہین باغبان خائف ہوا کہ صدا آتی ہے اور عمرو دکھلائی نہین دیتا ہے اس ہین
صرصر نے کہا مین جاتی ہون عمرو نے کہا ہم بھی ساتھ ہین غرض کہ صرصر باغ سے نکل کے
روانہ ہوئی اور عمرو وہین ٹھہر رہا کہ بن پڑے تو اس جگہ کا سب مال لوٹون اور ساحرونکو
قتل کرون الحاصل بعد چلے جانے صرصر کے گلچین نے کہا صرصر کے جھگڑے مین عمرو کو بھی ہم
نے کھویا ہے اسکے اوصاف بہت سنے تھے اگر یہان ہوتا تو کمال اُسکے دیکھتے عمرو نے
جواب دیا کہ ہم یہین ہین لیکن اس لیے پوشیدہ ہین کہ تم لوگ ساحر ہو ہمین گرفتار کر کے پاس
افراسیاب کے لے جاؤ گے گلچین نے یہ آواز سُنکر کہا قسم ہے سامری کی کہ یہان کوئی تجھسے
دغا نہ کرے گا عمرو نے پکارا کہ اچھا کچھ روپیہ منگا کر رکھو تو ہم آئین گلچین نے روپیہ جمع کرایا عمرو
گلیم اوتار کر ظاہر ہوا گلچین نے خاطر کر کے بٹھایا اور کہا اے عمرو ہم آپ کے گانے کے
بہت مشتاق ہین کچھ ہمین سناؤ عمرو نے نَے نکالی اور کھنگرو پانون مین باندھے رقص و سرود
آغاز کیا اور اہل انجمن کو بیخود کر دیا باغ کے طائر اپنی نغمہ سرائی بھول کر ہمہ تن مصروف
سماع ہوئے اور گل اوس گلشن کے ہمہ تن گوش ہو کر سننے لگے برگ ہوا سے جنبان نہ تھے بلکہ
تالیان فرط عشرت سے بجاتے تھے درخت جھوم جاتے تھے دہن غنچہ خموش تھے بلبل شوریدہ
کے سر مین جوش تھے نظم

لگا گانے ٹپا وہ اِس آن سے — نکلنے لگی جان ہر تان سے
عجب تان پڑتی تھی انداز سے — کہ بے کل تھی ہر تال آواز سے
وہ تھی گٹکری یا لڑی نور کی — مسلسل تھی اک پھلجھڑی نور کی
لگی دیکھنے آنکھ نرگس اُٹھا — گلون نے دیے کان اپنے لگا
لگے ہلنے آ وجد مین سب درخت — کھڑے ہو گئے سرو ہو کر کرخت
درختون سے گرنے لگے جانور — بنے مثل آئینہ دیوار و در
ہوئے نہر کے سنگ پانی پگھل — پڑے سارے فوارے اسکے اچھل
ہوئین قمریان شوق سے نعرہ زن — بھرا اشک سے بلبلون کے چمن

عجیب راگ کو بھی دیا ہے اثر ۔ کہ ہو جائے پتھر کا پانی جگر
بندھا اس طرح کا جو اوس جا بسمان ۔ ہوا سب کے دل کا عجب حال وان
بندھا اسطرح کا جو اوس دم سمان ۔ ہوا بھی لگی رقص کرنے وہان

کئی لاکھ روپیہ کا جواہر عمرو نے انعام مین پایا تھا خوب اپنا رنگ جمایا تھا کہ وہان افراسیاب پھر دربار مین اکر بیٹھا اور کتاب سامری دیکھی یعنے معلوم ہوا کہ صرصر گرفتاری عمرو کو گئی تھی اسپر کیا گذری کتاب مین نظر آیا کہ باغبان قدرت اپنے باغ مین بیٹھا عمرو کا گانا سُن رہا ہے اور صرصر کا جو حال کہ اوپر مذکور ہوا سب دریافت ہوا یہ دیکھکر غصہ ناک ہوا کہ ہمارے دشمن سے وزیر ہمارا اس لطف و مدارا سے پیش آئے افسوس ہی کہ اتنا بڑا معزز کار پردازن سلطنت حریف سے یون ملجائے کتاب کو اسی غصہ مین بند کر کے دستک دی کہ پتلا زمین سے پیدا ہوا اس سے حکم کیا کہ باغبان کے یہان عمرو بیٹھا گا رہا ہے اوسکو اور باغبان کو جا کر پکڑ لا پتلا یہ حکم سنکر روانہ ہوا یہان عمرو گاتے گاتے ذرا ٹھہرا تھا کہ سناٹے کی آواز آئی اور جو دیکھا تو ایک پتلے کو آتے پایا عمرو نے جلد ہی سے گلیم اوڑھ لی اور پتلا جو جھک کر گرا عمرو کو تو نہ پایا باغبان کی کمر مین ہاتھ ڈیکر لے اوڑا اور پکارا منم فرستادہ شہنشاہ افراسیاب۔ اور باغبان کو لیے صاف چلا گیا گلچین گھبرائی کہ اب مقرر آفت آئی اور یہان پتلے نے سامنے افراسیاب کے باغبان کو پہونچایا افراسیاب اسے دیکھکر تازیانہ لیکر اوٹھا اور چند کوڑے مارے کہ کیون اے نمک حرام میرے دشمن کو لیکر اس طرح اپنے گھر مین بیٹھا تھا باغبان سارا حال ساحر کے گرفتار کر لانیکا اور صرصر کی کیفیت صاف صاف عرض خدمت بندگان شہنشاہ مین کر کے التماس پیرا ہوا کہ کمترین بمقتضاے ع من بندہ حضرت کریمم + پروردۂ نعمت قدیمم + کبھی نمک حرامی نہ کرون اب شہنشاہ نصفت نشان مجھے رہا کرین کہ اوس مفتری جعلساز کو حاضر حضور معلے کرون افراسیاب نے اس کلام مین رائحہ صدق استشمام فرمائی اور رہا کر دیا باغبان بغضب تمام واسطے لینے عمرو کے روانہ ہوا لیکن یہان عمرو کا ذکر سنیے کہ جب پتلا باغبان کو اوٹھا لے گیا عمرو نے خالی مقام پا کر گلیم اوتار دی اور گلچین سے کہا ملکہ مین نے ایک تدبیر دفع غضب افراسیاب تجویز کی ہی اگر بارہ دری مین علیحدہ چلو تو بیان کرون گل چین اٹھ کر تخلیہ پذیر ہوئی عمرو نے اوسکو بیضہ بیہوشی لگا کر بیہوش کیا اور دری مین لپیٹ کر بارہ دری مین کسی جا چھپا دیا اور

آپ رنگ و روغن عیّاری ملکر اوسکی ایسی صورت بنا لباس اوسکا لیکر زیب جسم کیا وہانسے آکر
مسند ناز پر بصد ہتیاز بیٹھا کنیزون نے عرض کیا کہ حضور عمرو کہان گیا عمرو نے جواب دیا کہ اوسکو
وقدرت غائب ہوجانے کی ہے نہین معلوم کہان گیا یہ سب خاموش ہو رہین کہ ایسا ہی ہوگا
اس عرصہ مین باغبان آکر پہونچا اور زوجہ سے مستفسر ہوا کہ گل چین نقلی نے کہا کہ وہ تو جب
یا تھا جب ہی غائب ہوگیا تھا باغبان نے کہا از بسکہ واسطے اس ناعیار کے شہنشاہ نے
مجھے سر دربار ذلیل کیا مین اسکے تجسس مین جاتا ہون دریا سے پار تو جا نہ سکے گا گرفتار کرکے
اس شہنشاہ کے سلے جاؤنگا یہ کہکر بزور سحر پرواز کرکے چلا یہان عمرو جو گل چین بنا ہوا ہے
مراد سکے جانے کے سوچا کہ باغبان تجسس بسیار جب مجکو نپائے گا یقین ہے کہ سحر سے
دریافت کرکے کہ عمرو کہان ہے سحر بتلا دیگا کہ گل چین بنا ہوا بیٹھا وہ اکر مجھے گرفتار کرلیگا
سوچکر باغبان کی دو بیٹیان ہین نہال جادو اور ثمر جادو نام انھین عمرو نے طلب
ا جب وہ حاضر ہوئین انکی بلائین لین اور محبت مادرانہ جتائی خوب پیار کیا اور کہا اے
رندو باب تمھارا عمرو کی تلاش مین گیا ہے اور وہ عیار بدبلا ہے ایسا نہو کہ تمھارے پدر کو
سی طرح کی گزند پہونچائے یا ڈھونڈھے اور تجسس سے نملے تو شہنشاہ کی خفگی آئے بدین لحاظ
تم بھی چلین اور عمرو کو تلاش کرین نہال جادو نے کہا بہتر اے والدہ چلیے گل چین
تخت بزور سحر منگوایا نہال نے ایک نارنج زمین پر مارا کہ وہ شق ہوا اور دھوان اُس
سے نکل کر سمت فلک کے گیا بعد لمحہ کے ایک تخت اُڑتا ہوا ایا اور زمین پر اوترا گل چین
نہال دونون سوار ہوے ثمر کو حفاظت مکان کے لیے چھوڑکر روانہ ہوئین اور گل چین
نے نہال سے کہا کہ اے چھوکری دیکھون کتنا جلد تو اس تخت کو لے چلتی ہے
سحر بھی سیکھا ہے یا دن بھر کھیلا کرتی ہے نہال نے ایسا سحر کیا کہ تخت اُڑتا ہوا
ب دریاے خون رواں پہونچا اوسوقت گل چین نقلی نے لبون کو جنبش دیکر کہا
را سحر خبر دیتا ہے کہ عمرو دریا کے پار اوتر گیا ہے مگر ہنوز صحرا مین پھرتا ہے جلد سحر کرکے
و تو گرفتار کرین نہال نے سحر کرکے تخت روان کیا اور دریا سے پار پہونچی لیکن اوسطرف
غبان ہر سمت عمرو کو ڈھونڈھتا پھرا جب کہین پتا نہ ملا اسنے ایک بت اپنی کلائی سے
ول کر کچھ افسون پڑھ کر کہا اے سامری کی تصویر تجھے واسطہ سامری کا سچ بتلا کہ عمرو
ن ہے وہ بت گویا ہوا کہ تیری زوجہ کی صورت بنکر ہمراہ تیری دختر نہال جادو کے پار اوترا ہے

اور تیری لڑکی کو قتل کرکے جایا چاہتا ہے باغبان یہ حال سنکر بعجلت تمام چلا اور رسی کو
لیکر کلائی مین باندھ لیا یہان عمرو بار ادھر کر نہال کو بیہوش کیا چاہتا تھا کہ باغبان
اکر پہونچا اور للکارا کہ باش ہدا اے نا عیار کہان جائیگا مین آپہونچا نہال یہ صدا سنکر
حیران و زار ہر طرف دیکھنے لگی کہ یہ پدر میرا کسے للکارتا ہے اور عمرو نے ایک وصول نہال کے
لگا کر فوراً کلیم عیاری اوڑھ لی اور تخت پر سے کود کر نعرہ کیا کہ باش او حرامزادی منم عمرو سپہر عیاری نظم

عمرو دم گرگ گہ از سر قیصر برم در محفل خسروان چو گردم ساقی	رنگ از رخ بختک بد اختر ببرم تیغ و سپرہ صبوح و ساغر ببرم

بچگیا تو میرے ہاتھ سے اور سارا گھر تیرا اور نہ جہنم رسید مین کرتا یہ کہکر عمرو تو چلا گیا اور باغبان
نہال کے پاس آیا اور گویا ہوا کہ تو نے بڑا غضب کیا جو عمرو کو دریا کے پار اوتار دیا نہال
نے عذر عدم وقفیت کیا باغبان اُسے لیکر ناچار اپنے مکان مین آیا اور ڈھونڈھ کر گلچین کو
بارہ دری سے دری کے اندر سے نکال کر ہوشیار کیا اور سارا ماجرا بیان کرکے کہا
مین چاہتا ہون عمرو اپنی بارگاہ مین جاکر ظاہر ہوگا وہان سے پکڑ لاؤن گا گلچین نے
قدم پر سر رکھکر کہا اے باغبان واسطہ سامری و جمشید کا ان عیارون کے مقدمہ مین
دخل نہ دے جب شہنشاہ ان سے عاجز ہو رہا ہے تو ہماری کیا حقیقت ہے ایسا نہو کہ عیار
عاجز اکر قتل کر ڈالین ابھی دیکھا کہ عمرو کہان آیا تھا اور کہان سے کہان پہونچ گیا اور
شہنشاہ کے کچھ بنائے نہ بنا باغبان اسکے سمجھانے سے خائف ہوا اور افراسیاب کے
گیا سارا ماجرا بیان کیا کہ عمرو اسطرح سے نکل گیا افراسیاب خاموش ہو رہا اسلیے کہ اگر
اسکو زیادہ تنبیہ کرون گا ایسا نہو کہ یہ بھی جاکر شراکت مہرخ کی کرے اب یہ سب تو دربار مین
بیٹھے اور عمرو بھی اکر داخل اپنی بارگاہ مین ہوا سب سردار خوش ہوئے بعشرت تمام بیٹھے
لیکن صرصر کا حال سنیے کہ یہ جو مقام باغبان پر سے چلی خیال مین اسکے آیا کہ عمرو تو دریا کے
پار اُتر گیا لشکر مہرخ خالی ہے قران صحرا مین رہتا ہے اور عیار فکر عیاری مین گئے
ہونگے تو چلکر مہرخ یا بہار کسی اور سردار کو گرفتار کر لاؤ اور جیسا کہ عمرو نے مجھے ذلیل کیا
کیا ہے ویسا ہی اوسے بھی جلاؤ غرضکہ دریا سے اوتر کر بشکل مبدل داخل لشکر مہرخ ہوا اور فکر
عیاری کرنے لگی دن بھر اسنے قیام کیا جسوقت عیار دشت گرد فلک خیمہ مغرب مین جا رہا
اور شاہد شب نے آئینہ ماہ رخ زیبا اپنا ملاحظہ کیا اور عروس چرخ نے پیشانی کو پر افشان کیا

نظم

تھی اُس شب یہ تاروں کی جلوہ گری	وہ دولھن کی ہو جو مانگ موتی بھری
سیاہی شب خوشنما تھی کمال	کہ جس طرح محبوب کے رخ پہ خال

ہرخ نے دربار برخاست فرمایا ہر ایک سردار اپنی خوابگاہ مین آیا بیٹا مہرخ کا شکیل کہ سابق مین مذکور ہوا تھا کہ دختر حیرت ملکہ خوبصورت پر عاشق ہے اور خوبصورت سبب جرم عشق کے قید ہے لہذا شکیل جب اپنے خیمے مین آتا ہے یاد زلف مین اپنی معشوقہ کے بصد پریشانی وہ رات بسر کرتا ہے شعر عاشقانہ پڑھتا ہے کہ ع اُلجھن کو دل کی دام بت بنا گیا + دھیان اونکے گیسوؤن کا بڑا جلساز تھا + اس رات کو بھی موافق معمول کے دل غمناک لیے بصد اضطرار اپنے خیمے مین اکر زار زار مانند ابر بہار گریان و نالان ہوا ریبان تا بدامن چاک کیا ہر چند کہ وہ شب چاندنی رات تھی مگر اوسکو بے روے تابناک اپنے مہ روکے اندھیرا تھا کہتا تھا کہ یہ پیر گردون میرا دشمن ہوا ہے یہ چاند نہین ہے آگ کا گولا دیدۂ ثوابت سے مجھے گھورتا ہے مشعل ماہ روغن کرکے جلاتا ہے اور کبھی کہتا تھا نظم

اے ستم پیشہ اک ذرا انصاف	کر گنہگار کا گناہ معاف
گو کہ معشوق ظلم کرتے ہین	عہد و پیمان سے بھی گذرتے ہین
پر نہ اتنا کہ خلق مر جاوے	جی سے عاشق ترا گذر جاوے
اور اگر ہے تجھے یہی منظور	پاس سے اپنے رکھ نہ اتنا دور
ہے قسم تجھکو اپنے کاکل کی	تجھکو سوگند ہے تغافل کی
غفلت و ظلم و جور کا صدقہ	اپنے انداز و طور کا صدقہ
میان سے کھینچ خنجر بیداد	پھیر دے میرے حلق پہ جلاد
جس مین عاشق کا کام ہو جائے	اُسکا جھگڑا تمام ہو جاے
گو دیے سو پیام ہو بیتاب	پر ادھر سے ملا نہ ایک جواب
دمبدم عشق اُسکا بڑھنے لگا	غزل عاشقانہ پڑھنے لگا

غزل

چشم کا کام اشکباری ہے	چشمہ فیض ہے کہ جاری ہے
ہم کہین اور تم کہین صاحب	خاک یہ زندگی ہماری ہے

کس کا سونا کسے ہے آتی نیند	شب ہجران ہے اور زاری ہے
یہ سبک تو نے کر دیا ظالم	میرا افسردہ بھی سب کو بھاری ہے
کرنہ برباد اسکے کوچے سے	اے صبا خاک یہ ہماری ہے
جو نہین تھا کسی شمار مین آج	آسی عاشق کی دم شماری ہے

شعر عاشقانہ پڑھتے پڑھتے ہاتھ کہنے لگے گریبان کھینچین پانون چل نکلے کہ بیابان کھینچین بس

نہ شاید عشق را کنج سلامت	خوشا رسوائی و کوئے ملامت

تنہے بیٹھے ترنگ آئی دل مین یہ سمائی کہ چلکر بیابان مین غم دل کو خالی کرد تا کہ مجنون کردار یاد مین اُس بیلے
خدا کرکے یہ رات بسر ہو صبح کو لشکر مین جائے پاتا کوئی اجل لے ہی مطلع نہو دل مضطر بہل جائیگا آسیب الم ٹل جائیگا
یہ تصور کرکے روتا ہوا صبح نمودار ہوا اور ہر گام پر دل ناکام اشک حسرت بہاتا تھا یہ غزل زبان پہ لاتا تھا نظم

کیا کہون مین کہ اب کہان ہے دل	اُس گلی مین روان دوان ہے دل
ہے یہ ایک دگر سبک وضعی	دل سے مین مجھسے سرگران ہے دل
گاہ پہلو مین گاہ یار کے پاس	دیکھیو تو کہان کہان ہے دل
اسقدر اسپہ رکھہ نہ بار فراق	ناتوانون کا ناتوان ہے دل
ظاہرا دوستی کی کس سے امید	پہلو مین دشمن نہان ہے دل
پیچھے صاحب دلون کے قافلے سے	صورت گرد کاروان ہے دل

یہ غزل پڑھتا ہوا چلا جاتا تھا کہ صرصر جو فکر عیاری مین پھر رہی تھی اسکو
تنہا جاتے دیکھکر ساتھ ہوئی جب شکیل صحرا مین پہونچا ایک تختہ سنگ پر قریب
کوہسار بیٹھکر غم دل کا برطرف کرتا تھا اور سیر گلزار سے دل بہلاتا تھا صرصر تو رہنے
والی اسی طلسم کی ہے اور اسکے ماجراے عشق پر وقوف رکھتی ہے اوسوقت
اسے بیقرار دیکھکر اپنی صورت ایک کنیز کی کہ جیسی کنیزین ملکہ خوب صورت
کی ہین بنائی اور سامنے اکر تسلیم کی اور کہادار ہی آپنے مجکو پہچانا شکیل نے
جواب دیا کہ مین کیا جانون مین اپنے تئین خود نہین جانتا ہون کہ مین کون ہون
کہ مطلع ظاہر مین گرچہ بیٹھا لوگون کے درمیان ہون + پر یہ خبر نہین ہے
مین کون ہون کہان ہون + صرصر نے کہا مین کنیز ملکہ خوب صورت تمھاری معشوقہ
کی ہون جب سے ملکہ قید ہوئی مین صحرا مین رہتی ہون شکیل نے یہ جو سنا کہ کنیز معشوقہ ہے

اوسوقت توبموجب بیت

قیس جنگل مین اکیلا ہے مجھے جانے دو
خوب گذریگی جو مل بیٹھین گے دیوانے دو

باہم رونے لگے اور کنیز نے کہا اے شیدائے جمال یار تیری مفارقت مین ملکہ زار کا بھی یہ
حال تھا اور یہ مقال تھا کہ ابیات

تھے جو تم دونون یکہ گرمانوس
ہوئے پابند حسرت وافسوس

عشق اُسکا تو تیرے دل مین تھا
تیرا عشق اسکے آب و گل مین تھا

مثل مجنون ہوا تو صحرا گرد
وائے معشوق وائے حسرت و درد

اور ادھر کو وہ مایۂ خوبی
تھی سیہ پوش صورت لیلی

شمع کی طرح رو رو دکھاتی تھی
بات دل کی مگر نہ کھلتی تھی

کچھ نہ کھاتی تھی اور نہ پیتی تھی
بس ترا نام لے کے جیتی تھی

اُس کی ہے نقل نقل غم اندوز
کہ یہ قصہ ہے قصۂ جانسوز

کیا محبوس اُسے برنج و محن
پا بہ زنجیر و طوق در گردن

اب نہ وہ ہے نہ وہ زمانہ ہے
کچھ عجب عشق کا فسانہ ہے

شکیل یہ ماجرائے حسرت انتما سنکر کنیز کے گلے لپٹ کر زار زار رویا اور گویا ہوا کہ ای فلک غدار ابیات

اِس طرح سے مرا وصال ہوا
نہ میسر مجھے وصال ہوا

یوہین ہجران مین جان جائیگی
روح بھی وان نہ چین پائیگی

بسکہ ہے حسرتِ وصالِ صنم
نکلے گا کیا اٹک اٹک کر دم

دل جو تڑپے گا بار بار مرا
ہوگا زیر و زبر مزار مرا

وصل جانان سے مین نہ شاد گیا
ہائے دنیا سے نامراد گیا

بیقراری دیکھکر کنیز یعنے صرصر نے ایک خاصدان کمر سے نکالا اور سامنے اوس ژولیدہ
ال کے رکھکر عرض کیا کہ اے رہرو بادیۂ الفت وائے سرگشتہ کوئے محبت ملکہ نے بروقت مقید
نے کے کچھ چکنی ڈلیان اور الائچیان اپنے لب نازک سے جھوٹی کرکے اسمین رکھین تھین
ر مجکو حکم دیا تھا کہ جہان کہین ہمارا شیدا ملے اسے دینا اور ہمارا حال پر ملال کہدینا شکیل نے
صدان سے الائچیان لیکر کھائین اور بیہوش ہوگیا صرصر اوسکو پشتارہ مین باندھکر روانہ ہوئی
ن ہنگام مین عاشق خونین جگر مشرق تلاش یار مین میدان فلک پر سرگرم رفتار ہوا اور عجوزۂ

سیہ چردہ شب نے چادر نور مین منہ چھپایا یعنے بمقتضاے **ابیات**

صبوحی تو دے ساقی لالہ فام ۔ کہ رو دھو کے مین رات کاٹی تمام
ہوا آفتاب الم پھر طلوع ۔ اوداسی کا ہونے لگا دن شروع

صرصر فتنہ پارہ لیے داخل بارگاہ حیرت ہوئی اور ملکہ کو تسلیم کر کے اشارہ سامنے رکھدیا حیرت مستفسر ہوئی کہ کسکو لائی ہے اوسنے عرض کیا فرزند مہرخ شکیل کہ شیدائے خوبصورت ہے حیرت نے قید سحر بٹھا کر ہوشیار کیا جب آنکھ شکیل کی کھلی اپنے تئین گرفتار دربار حیرت مین پایا بے اختیار زبان پر لایا **نظم**

بچشم لطف گر بینی گرفتاران سودا را ۔ بما ہم گوشہ چشمے کہ رسوا کردہ ما را
پس از مردن نخواہم سایہ طوبی ولے خواہم ۔ کہ روزے سایہ بر خاکم فتد آن سرو بالا را
مرا گر از تمناے تو آید صد بلا بر سر ۔ ز سر بیرون نخواہم کرد ہرگز این تمنا را

اے ملکہ مین آپ غم دلدار سے زندان الم مین گرفتار ہون اسیر طرہ گیسوے تابدار ہون مجھے گرفتار کرنا کیا بقول شخصے آج نہ موا کل مر جاؤنگا یہ کہکر بہت رویا حیرت نے اسکے حال پر رحم کیا اور کہا اے شکیل تو بھی کوئی غیر نہین مہرخ کا فرزند اور مہ جبین دختر شہنشاہ کا ماموزاد ہے اگر میری اطاعت کرے اور اپنی مان کا ساتھ نہ دے تو خوبصورت کی شادی تیرے ساتھ کردون شکیل نے کہا مجھے نہ مان کا ساتھ منظور ہے اور نہ آپ کا بلکہ دنیا سے کنارہ ہون غلام ملکہ خوبصورت جادو مین بیچارہ ہون **نظم**

بست آرزوے کشتنی از آن تندخو مرا ۔ گر او نگشت مے کشد این آرزو مرا
جان من از جدائی آن مہ بلب رسید ۔ اے وائے گر فلک نہ رساند باو مرا
باذوق جستجوی تو آسودہ خاطرم ۔ آسودگی مباد ازین جستجو مرا
تنگ ست عاشقان جہان را ز نام من ۔ عاشق مگوے ہرچہ توانی بگو مرا
گفتی کہ آبروے ملائی بر شک اوست ۔ رسواے خلق میکند این آبرو مرا

ہوئے اے ملکہ فرمایئے بجا لاؤن کہیئے تو آپ کے لیے مہرخ سے جا کر لڑون حیرت نے قید اسکی دور کرکے خلعت دیا اور اسکی خاطر سے طاؤس جادو نام ایک ساحر کو حکم کیا کہ ملکہ خوبصورت کو قید سے رہا کرکے باغ عشرت مین لا کر حمام کرا کے مسند انبساط پر جلوہ گر کرے طاؤس نے حسب الحکم ہنڈولے پر سے سحر کے خوبصورت کو اوتارا اور باغ مین پہونچا دیا اوس گلعذار نے

[illegible]نے سے اس باغ کی دونی بہار ہوئی اور اس غنچہ دہن نے بھی اپنی آرائش و زیبائی اور اپنے
[illegible]اشق کے ملنے کی خبر سُنکر خوش ہوئی اور اودھر جب صبح ہوئی خبر گرفتاری شکیل ملکہ مہرخ نے
[illegible]نی اور بعد لمحہ کے خبر پہونچی کہ شکیل پھر اوسی طرح جیسے سامری پرست ہو گیا اور حیرت کا
[illegible]شریک ہوا مہرخ کو یہ خبر سُنکر بڑا رنج ہوا لیکن عمرو دربار مین موجود تھا کہنے لگا اے ملکہ جب
[illegible]طلسم فتح ہوگا ہزارون بیٹی بٹیان مل جائین گے اگر اصلی ہونگے تو بہت سے اگر بن جا بنگے
[illegible]ل تو یہ ہے کہ فرزند تمھارا غم مین اپنے دلدار کے مرجاتا وہان زندہ رہیگا یہ اوسکی جان بچنے کا
[illegible]ب ہمارا ہی مطلب اصلی پر تم نظر رکھو ایسی ویسی باتون کا دھیان کرنا اچھا نہین مجھے دیکھو
[illegible]ہزادہ آسد قید ہوگیا اور کچھ رنج نہ کیا اور تیور پر میل نہ لایا الحاصل مہرخ غم فرزند کو بھلا کر
[illegible]بر کیان استقامت پذیر ہوئی مگر وہان شکیل نے حیرت سے بمنت عرض کیا کہ اگر مجھے
[illegible]جازت ہو تو ایک نظر ملکہ خوبصورت کو دیکھ آؤن حیرت نے اجازت دی کہ جاؤ اور
[illegible]تب باغ عشرت مین رہکر اپنی مطلوبہ کا نظارہ جمال کرو اور طاؤس سے حکم دیا کہ لطو
[illegible]غی ان دونون شیدا کی نگہبان رہے کہ کسی طرح کا اختلاط باطنی باہم نہ کرنے پائین غرضکہ
طاؤس پوشیدہ روانہ ہوا اور شکیل نے بھی بموجب بیت

وعدہ وصل چون شود نزدیک	آتش شوق تیز تر گردد

[illegible] تیاری چلنے کی فرمائی نہا دھو کر پوشاک نفیس سے اپنے تئین آراستہ کیا نظم۔

ہوا جب کہ داخل وہ حمام مین	عرق آگیا اُسکے اندام مین
نہا دھو کے نکلا وہ گل اسطرح	کہ بدلی سے نکلے ہے مہ جس طرح
غرض شاہزادے کو نہلا دھلا	دیا خلعتِ فاخرانہ بہا
جواہر سراسر پنہایا اوسے	جواہر کا دریا بنایا اوسے
لڑی لٹکن اور کلغی اور نور تن	عدد ایک سے ایک زیب بدن
مرصع سرِ پیچ جون موج آب	منور بہ شکل گل آفتاب
وہ موتی کے مالے بصد زیب و زین	کہین جسکو آرام جان تن کا چین
جواہر کا تن پر عجب تھا ظہور	کہ اک اک عدد اُسکا تھا کوہ طور
غرض اس طرح ہو کے آراستہ	خرامان ہوا سرو نو خاستہ
نکل گھر سے جسدم ہوا وہ سوار	گئے خوان گوہر کے اُسپر نثار

یہ خبر خوبصورت نے بھی سنکر اپنی تئین آراستہ کیا باغ کی زیبائش فرمائی جلسۂ عشرت منعقد ہوا۔ نظم

ساقیا مے پلا شتاب شتاب | مطربا تو سنا دے چنگ و رباب

وا ہوا ہے در نشاط و سرور | غم دیرینہ ہے دلون سے دور

آج عاشق کو وصل جانان ہے | بزم عشرت کا روز سامان ہے

یاد بیداد گر سے داد ملی | نامرادون کو بھی مراد ملی

مہر تو دائرہ بجا دے ہان | کہو زہرہ فلک پہ ہو رقصان

یعنے اوٹھی وہ غیرت بستان | کیا آراستہ تمام مکان

کیا تخت مرصعی ترتیب | لا رکھین کرسیان قریب قریب

بیٹھی بن ٹھن کے وہ بصد آئین | خوب سی آج اپنی کی تزئین

اوس کا نظارہ رخ زیبا | برق جانسوز خرمن دلہا

تھا جو چودہ برس کا سن و سال | چون مہ چاردہ عروج کمال

اتنے مین وان شکیل حسن نژاد | باغ کے در پہ پہونچا خرم و شاد

پھر در باغ سے یہ دی آواز | در پہ حاضر ہے عاشق جانباز

سن کے آواز عاشق رنجور | دوڑی دروازے پر وہ رشک حور

ساتھ لے اپنا عاشق ناکام | رونق بزم ہوئی وہ ماہ تمام

ہوئی اوسکے وہ سات بار نثار | کہا ہے بخت خفتہ اب بیدار

پھر یہ بولی کہ شکر عز و جل | ہوئے سب غم مرے خوشی سے بدل

دیدۂ دل ہوا مرا پر نور | کہ میسر ہوا جمال حضور

تھی یہی آرزو بس اک میری | مدتون سے یہی تھی مشتاقی

ہوگا اوسکا نصیب جو دیدار | سجدۂ شکر مین کرونگی ہزار

دیکھا اوس رشک گل کا یہ معمول | گیا عاشق خوشی کے مارے پھول

بسکہ مانوس تھا وہ محنت کش | ہوگیا بس خوشی کے مارے غش

اوٹھکے اوس مہ نے تب شتاب شتاب | لیے طاقون سے شیشہ ہای گلاب

اسپہ چھڑکا گلاب خاطر خواہ | ہوش مین آیا وہ جوان ناگاہ

دیکھتا تھا فلک کو باحسرت | تھا عجب وقت اور عجب صحبت

اشک حسرت سے منہ کو دھوتا تھا
وصل مین زار زار روتا تھا

زیر لب کہ رہا تھا یہ ہر آن
اے مین تیری خدائی کے قربان

یار سے ہمکنار ہوتا ہون
جاگتا ہون و یا کہ سوتا ہون

کہین جی سے نہ مین گذر جاؤن
آج ایسا نہ ہو کہ مر جاؤن

کہہ کے یہ تخت سے اوٹھا آخر
خاک پر جا کے گر پڑا آخر

ہوا پیش آکے سر بسجود
کیے سو اوسنے سجدہ معبود

رو یا یان تک کہ بہ چلا سب دل
ہوگئی خاک اوس جسگہ کی گل

اوس پری نے اوٹھایا ہاتھ کو تھام
آکے بیٹھا قریب گل اندام

ہوئی آراستہ سرور کی بزم
ہوا دونون کے دل کو اور ہی عزم

حاکم کشور مراد ہوے
دونون آپس مین شاد شاد ہوے

نہ رہی ہجر کی مصیبت یاد
دل ہوے شاد گھر ہوے آباد

اسطرف شرم اور حیا سے خموش
اسطرف خواہش وصال کا جوش

بولا اوس ماہ رو سے وہ مضطر
پاس مادر کے اب چلو دلبر

کرین لشکر مین چل کے ہم شادی
تاکہ ایمان کی ہو نہ بربادی

کہا اوسنے مین آپ کی ہون کنیز
مجھے خاطر حضور کی ہی عزیز

سن کے اسکا کلام عاشق زار
سحر سے کر کے تخت اک تیار

دیکھ کر ہر طرف کو وہ ہشیار
خوبصورت کو کر کے اسنے سوار

سمت مہرخ چلا وہ بادل شاد
دل کی پائی بہت دنو نمین مراد

دیکھا طاؤس نے جو یہ سامان
دوڑی بیتاب ہو کے وہ نالان

ادی کہتا ہے طاؤس جادو جوان دونون کی بطور مخفی محافظ تھی اور حیرت نے اوس سے کہدیا تھا کہ جب یہ اختلاط باطنی کرین تو انھین منع کرنا لہذا جب اسنے انہین جاتے دیکھا گھبرا کر دوڑی اور یہ دونون باغ سے نکل کر ایک پہاڑ کے قریب پہونچے تھے کہ اوسنے اگر روکا شکیل سے سحر چلنے لگا تخت سے اوتر کر مقابلہ کیا نارنج و ترنج کی مار ہونے لگی طاؤس نے ایک ناریل سحر پڑھکر مارا کہ شکیل نصف زمین مین غرق ہو گیا اسنے چاہا کہ گرفتار کر کے جاے اوسوقت اتفاق ضرغام اس طرف آنکلا اور یہ ماجرا دو رسے دیکھکر ایک

نخاو لہ بیہوشی علیل مین رکھکر غلّہ اوسکی ناک پر مارا کہ طاؤس بیہوش ہو کر گری ضرغام نے اوزبان
مین سوزن دیکر اوسکو ایک درخت سے باندھکر ہوشیار کیا اور کہا اگر اطاعت ملکہ مہرخ کی ختیار کریگی
خنجر ظلم سے ہلاک ہوگی اور حمد وثناے خلاق دوجہان بزبان فصیح سامنے اسکے بجا لا کر زنگ
کفر طاؤس کے آئینہ دل پر سے دور ہوا اور اشارے سے کہا کہ مین تابعدار ہون ضرغام
نے اوسے رہا کیا اُسنے شکیل کو زمین سے نکالا اور خوبصورت کو لیکر روانہ ہوئی یہانتک
کر داخل لشکر مہرخ ہوئی ضرغام نے یہ خبر مہرخ کو دی وہ مع سرداران نامی کے شادان
و فرحان بیٹے اور بہو کو لیکر بارگاہ مین آئی ہر ایک گلے سے ملا طاؤس کو خلعت سرداری
دیا جشن رشک جسم کی بنا کی صحبت عیش وعشرت برپا ہوئی یہ کیفیت بعد ایک روز کے حیرت
نے سنی شعلۂ غضب کا نون اور سینہ مین مشتعل ہوا اور چاہا کہ لشکر تیار کرکے اوسیوقت
چڑھ جاؤن اور سب کو ہلاک کرون مگر صرصر اور صبا رفتار عیارنیان حاضر تھین اونھون
نے عرض کیا آپ تامل فرمائین ہم جا کر سردار لشکر یعنے مہرخ کو گرفتار کرکے لاتے ہین
شکیل کے بدلے اُسے قتل فرمائیے گا یہ کہکر دونون روانہ ہوئین اور صرصر ایک
خدمتگار کی صورت بنکر داخل بارگاہ مہرخ ہوئی اور صبا رفتار باہر ٹھہری یہان بارگاہ
مین ناچ ہو رہا تھا عمرو بھی بیٹھا ہوا تھا اسنے دیکھا کہ ایک خدمتگار گوشہ مین کھڑا ہے
اور چار طرف دیکھتا ہے عمرو پہچان گیا کہ عیارہ ہے اپنے مقام پر سے اوٹھا اور چاہا کہ بڑھکر
دیکر پکڑ لون لیکن صرصر بھی عمرو کا عندیہ پہچان گئی اور سر اپچہ فرار کر باہر کود کر چلی اور
پکاری منم صرصر شمشیر زن اور نکل گئی اور صبا رفتار جو باہر کھڑی تھی صحرا سے قران
آتا تھا اوسنے پہچانا اور دھوکا دے کر پشت پر سے آکر گود مین اُسے اُٹھا لیا صبا رفتار
ہر چند تڑپی مگر نہ چھوٹ سکی اِس ماجرے کو دور سے صرصر دیکھ رہی تھی فوراً عمرو کی صورت
بنکر آئی اور کہا اے قران یہ تیری معشوق ہے لا مجھے اسکو دے کر سزا دون تجھے اسکے
ساتھ عتاب وخطاب کرنا اچھا نہین قران نے یہ کلام سنکر عمرو سمجھ کے صبا رفتار کو دیدیا
صرصر اسکو لیکر چلی اور پکاری منم صرصر اسوقت عمرو بھی باہر بارگاہ کے آیا اور دونون
پیچھے عیار بچیون کے دوڑے مگر وہ مثل برق وباد جست وخیز کرکے نکل گئین عیار
پھر آئے اور صرصر پھر دوبارہ شکل تبدیل کرکے لشکر مین آئی اتفاق سے ایک جانب خیمہ
ماہ جادو بادہ مہرخ کا تھا اور ماہ بسبب کبر سنی کے خیمے مین رہتی ہے دربار مین کم جاتی ہے

صرصر صورت عمرو کی بنکر اسکے خیمے مین گئی ماہ نے تعظیم کرکے مسند پر بٹھایا کشتیان شراب
کی سامنے رکھین صرصر نے جام شراب سے بھر کر ماہ کو دیا ماہ نے عرض کیا خواجہ سلامت
نوش فرمائین صرصر نے کہا اے ملکہ صحبت رندان مین تکلف کیا ہے پیجئے مین بھی پیتا
ہون یہ جام تو آپ پی لیجیے ماہ نے ساغر لے کر یک جرعہ درکشید کیا صرصر نے اسکے ملازمونکو
کاروبار کے بہانے سے ہٹادیا الغرض ماہ شراب پی کر بیہوش ہوئی صرصر اسکو کسی جگہ
مخفی کرکے آپ اسکی شکل بنی اس عرصہ مین رہرو جادو فلک نے ٹیکا زرین گرسے کلبہ مغرب
مین کھولا اور روزگار غدار قدم عجوزۂ تیرہ روے لیل سے آباد ہوکر مشعل ماہ روشن کرنے لگا

نظم

قضارا وہ شب تھی شب چاردہ	بڑا جلوہ لیتا تھا ہر طرف مہ
نظارے سے تھا اسکے دل کو سرور	عجب عالم نور کا تھا ظہور
عجب جوشش تھا نور مہتاب کا	کہے تو کہ دریا تھا سیماب کا

صرصر بہ شکل ماہ جادو پاس ملکہ مہرخ کے آئی مہرخ دربار برخاست کرکے آرامگاہ
مین عشرت پذیر و آرام گیر تھی اپنی مادر کو دیکھ کر اٹھی اور بصد توقیر صدرنشین عزت کیا ماہ
نے کہا اے فرزند عیار بچیان آئی ہوئی ہین آج مین تیرے پاس پلنگ بچھا کر سوؤنگی اور تجھے
ہاتھ رکھے رہونگی اس لیے کہ کوئی تجھے زحمت نہ پہونچائے مہرخ نے پلنگڑی جواہر نگار اپنے
پلنگ کے برابر اسکی بچھوادی سامان راحت مہیا کر دیا ماہ نقلی آرام پذیر ہوئی یہانتک
کہ جب سب سو گئے اسنے بیہوشی منہ پر مہرخ کے ملی کہ بیہوش ہوئی اور پشتارہ اسکا باندھ کر
سراپچہ چاک کرکے لے چلی لیکن لشکر مین طلایہ پھر رہا تھا پہرے والون نے اسے جاتے دیکھا
اور سد راہ ہوئے صرصر نے خنجر کھینچ کر دو کو یک کو زخمی کیا اور چاہا کہ پھر کر نکل جاؤن غلغلہ
بلند ہوا عمرو غل سنکر خیمے سے نکل کر دوڑا اس عرصے مین صرصر نے بھاگ کر پشتارہ لیکر روانہ ہوئی
مگر عمرو نے تعاقب اسکا نہ چھوڑا قضارا صرصر جب صحرا مین پہونچی وہان قران ملگیا اسنے
خنجر چلانے لگا کہ عمرو بھی آکر پہونچا اور صرصر کو گھیر لیا مگر صحرا کی ہوا ٹھنڈی جو لگی مہرخ کو ہوش
آگیا دیکھا مین چادر مین لپٹی ہون اسی وقت سحر پڑھا کہ چادر عیاری چاک ہوگئی اور حلقہ کمند
کے جو دست و پا مین بندھے تھے کھلے مہرخ پشتارے سے باہر نکلی اور سحر پڑھکر صرصر کو پکڑ لیا
صرصر نے کہا سحر سے جب چاہو عیار کو پکڑ لو مجھے تو دعوی عیارون سے مقابلے کا ہے قران نے

یہ کلام سنکر کہا اے مہرخ اسکو چھوڑدو یہ سچ کہتی ہے ہم اسکو انشاء اللہ بفن عیاری ہی بیرنگی
مہرخ نے صرصر کو چھوڑ دیا صرصر اور قران خنجرزنی کرنے لگے اور جنگ عیاری شروع
ہوئی کبھی بیضہ ہائے بیہوشی دونون جانب سے چلتے تھے اور کبھی کمند کے حلقے پڑتے
تھے عمرو اور مہرخ کھڑے دیکھ رہے تھے مگر اوس جنگل مین ایک ساحر رہتا ہے ملازم
افراسیاب کہ نام اوسکا نثار جادو ہے وہ ہنگامہ سنکر اپنی جگہ سے یہان آیا قران اور
عمرو ساحر کو آتے دیکھ کر فرار ہوگئے اور صرصر بھی ایک طرف چلی گئی کہ مین جاکر اور کچھ
کرون اور نثار جادو پاس مہرخ کے آیا اور اوسکو پہچان کر براہ ادب تسلیم کی استفسار حال
کیا کہ حضور کیونکر یہان تشریف لائین مہرخ نے کیفیت گرفتار کرلانے صرصر کی بیان
فرمائی نثار نے عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ حضور کی اطاعت کرون آپ کا شریک ہون
لہذا اگر ملکہ عالم اس احقر کے کلبۂ احزان کو رونق بخشین دعوت نوش فرمائین تو مین بھی اپنے
اہل و عیال و مال و منال کو لیکر آپ کے ہمراہ رکاب سعادت انتساب چلون یہ عرض
مہرخ نے پذیرا فرمائی اور اسکے ساتھ چلی نثار اپنے مسکن پر لایا مہرخ نے دیکھا کہ بالائے کوہ
ایک قصر رفیع بنا ہے شیشہ آلات موقع و مناسب جگہ پر لگا ہے مکان نہایت آراستہ ہی نثار نے
مسند پر بٹھایا کشتیان شراب کی ڈالیان فواکہات کی حاضر کین اطاعت کا اظہار کیا
مہرخ نے چند جام شراب پیے اوسمین نثار نے بیہوشی ملائی تھی یہ پی کر بیہوش ہوگئی نثار نے
صندوق مین اوٹھا کر بند کردیا کہ صبح کو پاس افراسیاب اور حیرت کے لیے جاونگا لیکن
ادھر عمرو اور قران جو لشکر مین پھر کر آئے دیکھا کہ ابھی مہرخ یہان نہین آئین خیال کیا
کہ صرصر تو یہان موجود تھی ہی معلوم ہوتا ہی کہ بعد ہمارے چلے آنے کی وہ پھر ملکہ کو پکڑلے گئی
یہ تصور کرکی دو بارہ تلاش مین روانہ ہوے اور عمرو صورت ایک ساحر کی بنکر لشکر حیرت مین آیا یہان
صرصر بھی صحرا سے پھر کر آئی تھی اور دربارگاہ حیرت پر کھڑی تھی کہ عمرو اکر ہونچا اور کہا اے
صرصر آج تو تمنے بڑا کام کیا کہ مہرخ کو گرفتار کرلائین صرصر نے بنگاہ غور عمرو کو دیکھکر پہچانا اور
کہا مین کسی کو نہین لائی عمرو نے کہا مجھ سے اور مکاری صرصر نے قسم کھائی کہ مین نہین
جانتی عمرو وہان سے تلاش مین چلا اور راہ مین برق فرنگی سے ملاقات ہوئی اوس سے بھی کیفیت
ساری بیان کی وہ بھی تجسس مین روانہ ہوا یہانتک کہ رات بھر ہر جگہ ڈھونڈھتے تھے جبوقت
بستر خواب سے آفتاب بیدار ہوکر دشت نورد فلک ہوا اور ظلمت شب نے بحر عالم سے کنارہ کیا انکو

چھپایا ماہ نے اپنے منھ پر نقاب	اوٹھا بستر خواب سے آفتاب
لیے روز کو ساتھ آنے لگا	وہ سوتون کو شب کے جگانے لگا

عمرو اور برق متلاشی قریب کوہ جہان نثار رہتا ہے پہونچے اور پہاڑ پر مکان عمدہ بنا ہوا
دیکھ کر سمجھے کہ شائد مہرخ یہان ہے دونون علیحدہ ٹھہرے لیکن برق ساحر بنکر در قصر پر آیا
یہان ایک عورت ملازم نثار کھڑی تھی اوس سے ہنس کر کہا آج بعد مدت تمھین دیکھا کہو
مزاج تو اچھا ہے وہ عورت سمجھی کہ غائبانہ یہ مجھے پہچانتا ہے جواب دہ ہوئی کہ جی ہان دعا
دیتی ہون کہیئے آپ تو اچھی طرح ہین برق نے کہا سامری کا شکر ہے یہ آج اکیلی کیون کھڑی
ہو اوسنے کہا ہمارے میان نے مہرخ کو قید کیا ہے ہم یہان پہرا دیتے ہین برق یہ سنکر باتین
کرتے کرتے اوسکے قریب گیا اور کہا نہین معلوم اس پہاڑ پر کیسی گھانس لگی ہے کہ جس مین بو آتی
ہے مینے جو ایک پتی توڑی ہاتھ مین بو آنے لگی دیکھو تو یہ کاہے کی بو ہے یہ کہکر اپنا ہاتھ اوسے
سونگھایا وہ بیہوش ہو کر گری برق اوسکو اوٹھا کر الگ لایا اور کپڑے اوتار کر اوسکی ایسی صورت
اپنی بنائی اور اندر مکان کے گیا یہان اور ملازم نثار کے تھے اونھون نے کہا اے نورتن
تم پہرا چھوڑ کر چلی آئین برق نے جواب دیا کہ رات بھر مینے پہرا دیا کسی نے میری خبر نہ لی
اب اور کسیکو بھیجو کیا مین ہی پہرا دینے والی ہون ملازم خاموش ہو رہے اور برق نے دیکھا
نثار خواب سے بیدار ہو کر مسند پر بیٹھا ہے میخواری کر رہا ہے برق جاکر سر پر اوسکے
رومال ہلانے لگا لیکن اب حال سنیئے کہ عمرو بھی اوس پہاڑ سے اوتر کر ایک گویا بنا اور نے لیکر
بجانے لگا صدائے دلکش بانسری کی کانمین نثار کے گئی اپنے ملازمون سے حکم دیا کہ اس
نے نواز کو بلا لاؤ ملازم گئے اور عمرو کو سامنے بلا کر لائے نثار نے دیکھا کہ ایک بڈھا کلانوت
مفلوک پریشان روزگار ہے جی مین کہا کیا قدرت سامری کی ہے کہ صورت اور قطع اوسکی
ایسی ہے لیکن کمال ایسا جانتا ہے الحاصل حکم کیا کہ اپنا ہنر ہمین بھی دکھاؤ عمرو سلام
کرکے نے بجانے لگا نثار بہت خوش ہوا اور انعام بہت سا کلانوت کو دیا کہا آج اسے
لیے تیرا گانا سنونگا کل مہرخ کو لیکر پاس افراسیاب کے جاؤنگا عمرو نے
کہا آپ نے مہرخ کو کہان قید کیا ہے نثار نے پہلے تو رو مین کہدیا کہ سامنے وہ اوسکے
صندوق مین بند ہے پھر خیال مین اسکے آیا کہ کلانوت کو مہرخ کا حال پوچھنے سے کیا مطلب
معلوم ہوتا ہے کہ یہ عیار ہے یہ سوچکر ہنسا اور پکارا کہ امی عیار پہچانا مینے تجکو اور سحر پڑھکر عمرو کو

گرفتار کیا اُسوقت برق جو سر پر رومال جھل رہا تھا اسنے خنجر بیاض گردن پر پشت پر سے مارا کہ سر نثار کا کٹ کر دور گرا اور غلغلہ اُسکے مرنے کا بلند ہوا ملازم اسکے دوڑے مگر برق تو سن چکا تھا کہ مہرخ صندوق مین بند ہے اُسنے اوس تاریکی مین جھپٹ کر صندوق کھولدیا مہرخ مرنے سے نثار کے ہوشیار ہوچکی تھی باہر نکلی اور جتنے ملازم نثار کے تھے اونکو قتل کیا ادہر عمرو نے جال مار کر سارا گھر لوٹ لیا الحاصل قتل وغارت کرکے وہانسے اپنے لشکر کیطرف چلے راہ مین ایک ساحر ملازم حیرت ملا اُسنے ان سب کو پہچان کر کہا آج اور تم عیش کرلو کل سب ہلاک ہوگے مہرخ نے کہا ہمین کون سوائے خدا کے مار سکتا ہے اوس ساحر نے کہا اے عمرو مین حیرت کے دربار مین تھا کہ افراسیاب کا نامہ اس مضمون کا آیا کہ ملکہ ہم شرارہ جنگ جو سے تند خوے جادو کو کل بھیجین گے وہ اکر کام سب باغیون کا تمام کریگی لہذا اس وجہ سے مین کہتا ہون کہ اب تم سب قتل ہوگے یہ کہکر وہ ساحر تو چلا گیا اور مہرخ نام شرارہ جنگجو کا سُنکر گھبرائی اور رنگ اسکے چہرے کا فرط دہشت سے سفید ہوگیا عمرو نے پھر لب کو بہر تسکین کھولا کہا اے ملکہ گھبراؤ نہین خدا قادر ہے مین ابھی جاتا ہون لشکر مین بھی شرارہ کو نہ آنے دونگا راستے مین دیکھ بھال لونگا یہ کہکر چلا اوسیوقت برق بھی ایک سمت روانہ ہوگیا مہرخ وہان سے لشکر مین لیے آئی اور سب سے ملاقات کرکے سریر جہانبانی پر متمکن ہوئی مگر حال سنیے کہ برق جو بہر عیاری چلا طلسم ظاہر طے کرکے کنارے دریاے خون روان جو صحرا ہے وہان اکر ٹھہرا کہ شرارہ اسی طرف سے آئے گی مین عیاری کرونگا لیکن اوس جنگل مین ایک مقام پر جھولا پڑا تھا اور تین عورتین نہایت حسینہ وجمیلہ جواہر کا گہنا پہنے جھول رہی تھین برق نے اپنے دل مین کہا یہ جادوگرنیان ہین ایسا نہو تجھے گرفتار کرلین یہانسے کسی اور طرف چلکر ٹھہرنا چاہیے یہ سوچکر راہ کاٹ کے اوسمت چلا اون عورتون نے پکار کر کہا کہ اے برق ادھر آ ایک پینگ دیتا جا برق نے کچھ جواب نہ دیا اور بھاگ کر دو کوس کے فاصلہ پر نکل گیا وہان بھی وہی درخت دہی عورتین جھولتے دیکھین برق وہان سے بھی بھاگ کر تیسری طرف گئی کوس نکل گیا اوس جگہ بھی وہی ماجرا نظر آیا یعنے اونھین عورتونکو جھولتے پایا ایکبار چوتھے سمت کو بھاگا جب کئی کوس گیا وہی درخت اور عورتین جھولتے دیکھین اور انھون نے کہا اے بیوقوف ادھر آہمین پینگ دے کہان بھاگا بھاگا پھرتا ہے برق ناچار اُنکے

پاس گیا اور کہا ہم عیار ہین ہمارا ستانا بہتر نہین آیندہ تم جانو ہر چند برق نے دھمکایا
انھون نے نہ مانا اور گرفتار کر کے سمت افراسیاب چلین اب عمرو کا حال سنیے کہ یہ جو بہر
قتل شرارۂ جنگجو روانہ ہوا ایک ایسے مقام پر پہونچا کہ چار طرف کوہستان اور اوسکے بیچ مین صحراے سبزہ
زار گل و ریاحین سے معمور دیکھا ہر سمت نزارت اور تراوٹ کا وفور دیکھا جانور شاخہاے درخت
پر نغمہ پیرا گلہاے رنگا رنگ شگفتہ عمرو نے تصور کیا کہ اس جنگل کو آراستہ کردا اور یہین ٹھہر و
صحرا پاک و پاکیزہ ہے کیا عجب ہی کہ شرارہ یہان اگر فروکش ہو یہ سمجھکر زنبیل سے قرابی گلاب
و کیوڑے کے نکال کر ہار گوندکر سب آمیختہ بعرق بیہوشی تھے درختون پر چھڑکا اور پھول
اور یہ بیہوشی کے نکال کر ہار گوندکر درختون پر ڈالی سارا جنگل عطر بیہوشی سے بسا دیا اور آپ ایک
بڑھیا کوزہ پشت نود سال کی صورت بنکر لاٹھی ٹیکتا ہوا درہ کوہ سے نکل کر ایک جگہ مخفی ہوکر بیٹھا
تھا کہ دور سے دیکھا تین عورتین برق کو گرفتار کیے لیے جاتی ہین یہ دیکھتے ہی اون عورتون
کے پاس گیا اور لگا دوہائی دینے اور رونے اونھون نے سبب گریہ استفسار کیا اوس نے
کہا بی بیوا اس موے چوٹٹے کو جو تمنے گرفتار کیا ہے اس سے میرا پاندان دلا دو مین تمباکو
بغیر ہلاک ہوجاؤن گی یہ موذی کاٹا تین بار میرا پاندان چرانے گیا ہے مین حیرت کیطرف
سے اس جنگل مین محافظ ہون پہرا دیتی ہون اور عورتون نے برق سے کہا موے بتلا
اس بڑھیا کا پاندان تونے کیا کیا برق یہ باتین بڑھیا کی سنکر سمجھ گیا کہ یہ بڑھیا نہین استاد
ہین مجھے چھڑانا چاہتے ہین یہ سمجھ کے کہنے لگا اگر پاندان دیدون تو تم مجھے چھوڑ دوگی یہ
کلام سنکر وہ عورتین اسکو مارنے لگین برق نے کہا خفا نہو چلو مین بتلا دون جہان بڑی بی
رہتی ہین اوسی جگہ ایک غار مین انکے تینون پاندان رکھے ہین اون عورتون نے بڑھیا سے
پوچھا تم کہان رہتی ہو اوسنے کہا وہ سامنے جو درۂ کوہ ہے اوسکے آگے بڑھکر میرا مکان ہے
یہ تینون عورتین اسی طرف چلین یہانتک کہ درہ کوہ سے نکل کر جب اوس صحراے سبز و خرم
مین پہونچین جیسے عمرو نے درست کیا ہے خوشبو سے گلہاے بیہوشی کے بیہوش ہوکر
گرین عمرو اور برق نے فی الفور سر اونکے کاٹ ڈالے العیاذ باللہ وہ غل و شور برپا ہوا کہ
کبھی ایسی آفت نہ آئی تھی آگ پتھر برسنے لگے وہ صحرا تمام برباد ہو گیا اور محافظان دریاے
خونبردان دوڑے عمرو اور برق ان عورتون کا زیور و لباس اوتار کر بھاگ گئے اور محافظ
دریا لاشین اونکی اوٹھا کر باغ سیب مین افراسیاب پاس لیگئے اور سب ماجرا کہا کہ عیارون نے

صحرائے طلسم کے محافظون کو مار اشارہ سے لاتین اون جادوگرنیون کی اُٹھوائین اور بغیظ و غضب اسیوقت حکم دیا کہ اے شرارۂ جنگجو جلد حاضر ہو یہ کہنا تھا کہ برردے ہوا شعلہ ہائے آتش پیدا ہوئے اور مثل آتشکدے کے بنکر سامنے آئے اوس آتشکدے سے ایک زن پری پیکر مہر طلعت سرخ لباس پہنے از سر تا قدم یاقوت احمر کا زیور زیب جسم کئے ظاہر ہوئی افراسیاب کو جھک تسلیم کی اسنے حکم دیا کہ ابھی ابھی تم ایک لاکھ فوج جو اپنے پاس رکھتی ہو لیکر پاس حیرت کے جاؤ اور کام لشکر حریف کا تمام کرو خبردار ایک تن کو بھی زندہ نہ چھوڑنا اور دمبدم مرحمت خسروانہ کا ہماری انتظار کرنا بڑا تمہارا رتبہ کرین گے بعد فتح ملک ومال دینگے شرارہ حکم شاہ سنکر اپنی جگہ پر آئی ایک لاکھ فوج کی ترتیب اور درستی کر کے آتشکدے مین مخفی ہو کر بڑے عظم و شان سے روانہ ہوئی اور بر سم یلغز دریا سے اتر کر قریب لشکر حیرت پہونچی کہین راہ مین نہ ٹھہری حیرت نے خبر سنکر استقبال کرایا شرارہ داخل بارگاہ ہوئی ملکہ کو نذر دی خلعت پایا لشکر اس کا اوترا بارگاہ عالی استادہ ہوئی سامنے اسکے ناچ ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا ایک نامہ بنام ملکہ مہرخ لکھا مضمون یہ تھا کہ منم شرارہ سحر میرا اسب پر ظاہر اور روشن ہے کوئی ایسا نہین جو میرا مقابلہ کر سکے تجھے لازم ہے کہ میرے پاس ملے مہرخ چلی آ خطا تیری معاف کروا دون گی اور اگر نہ مانا تو سزا دون گی اس نامہ کو ایک پتلے کے ہاتھ پاس مہرخ کے بھیجا پتلے نے نامہ لاکر بارگاہ مہرخ مین پہونچایا مہرخ نے نامہ پڑھ کر جواب لکھا کہ مین کنیز شہنشاہ عمرو کی ہون حرام زادہ افراسیاب اور قطامہ حیرت کو نہین جانتی اے شرارہ جو کچھ تجھسے ہوسکے قصور کوتاہی خدائے بزرگ ست یہ لکھ کر پتلے کو دیا اسنے لاکر شرارہ کو دیا یہ پڑھکر غضبناک ہوئی وہ دن جسقدر باقی تھا تامل پذیر رہی جسوقت کہ نیر جہانتاب آتشکدۂ مغرب مین جا کر مخفی ہوا اور ماہ منیر فلک سے حکومت زنگبار ظلمت شب حاصل کر کے سکہ نورانی اپنا جاری فرمایا

نظم

تھا شرارہ کا اِس جگہ یہ مقام
جب کہ اس شب کی تیرگی چھائی
اُڑ گیا رنگ روز اور آئی شام
طبل رومی کی واں صدا آئی

اوس خبر کو طائران پرند کی زبانی سُنکر عیاران لشکر سمت صحرا چلے گئے اور مہرخ نے بھی نفیر سحر بجالائی دلاوردن اور بہادردن نے جنگ کی تیاری شروع کی صلحنامہ کھل گیا سحر تیار ہونے لگا مہرخ نے حکم محکم دیا کہ ابیات

ہون نقیبان و جارچی تیار
جلد ہون جلد پیادہ و سوار
ہان در فور خانہ وا کردو
رات بھر اہتمام جنگ کرین
ہوے معروف ساز جنگ و جدل
ہوا ناگہ یہ گنبد گردان
ہوا بہر انتظام جنگ
مرکب چرخ پر سوار ہوا
دیکھکر رزم و جنگ کے اوضاع
لیشت پر کچھ نہ تھی سپر در کار
ماہ انجم سپاہ تنگ ہوا
بستر خواب سے شرارہ پلید
کہا امادہ سب سپاہ رہے
اپنا اسباب حرب منگوایا
جب مہیاے کارزار ہوئی
پھر تو گھوڑون پہ سب نے زین باندھا
لے کے وہ فوج قاہرہ ملعون
ہوئی ایسی غبار کی کثرت
ہوئی مہر خ بھی اوسطرف تیار
سب ہوے خود آہنی بر سر
اور کمر مین وہ برق تیغ صفات
ہو برہنہ دم غضب جس آن
زیر ران تھے وہ توسن چالاک
تھے ہنر بر زبان وہ جرات مین
اس طرح ہو کے الغرض تیار

کہین لشکر مین یہ پکار پکار
غرق دریاے آہنی تیار
اسلحہ سب کے روبرو دھر دو
صبح کو فکر نام و ننگ کرین
کوئی کرتا تھا رمح کو صیقل
علم آفتاب جلوہ کنان
زیب بخش زمردین اورنگ
شہ سیارگان دوچار ہوا
لے لیا نیزہ خطوط شعاع
خود ہوا صورت سپر یکبار
شہ خاور سے قصد جنگ ہوا
ہوئی بیدار با غرور شدید
سوے میدان کین نگاہ رہے
سارا سامان سحر کا آیا
اژدہے پر لعین سوار ہوئی
کمر کفر کو بہ کین باندھا
ہوئی اُردوے فوج سے بیرون
ہوگیا شیشۂ ساعت
ہولے آمادہ رزم سب سردار
چار آئینہ زرہ در بر
آب سیل فناے قصر حیات
ہو عیان کل من علیہا فان
سرمۂ چشم جنکے سم کی خاک
حکم پرور دگار سرعت مین
چلی میدان کو مہر خ جرار

بولا اقبال یون بطور نقیب
ہو و دشمن کی پہونچی موت قریب

جب کہ میدان رزم مین پہونچی
کی نقیبون نے پھر صف آرائی

ناگہان وہ شرارۂ یاسر
اپنی صف سے نکل پڑی باہر

اژدہے کو کیے ہوے جولان
آئی میدان مین مثل پیل دمان

خویشتن را ز بہر جنگ آراست
از صف دشمنان مبارز خواست

اوسکی آمد سے چھا گیا یہ ہراس
ایک کے بھی بجا رہے نہ حواس

تھے جو نام آوران دہر بڑے
مثل تصویر تھے خموش کھڑے

اژدہے پر چڑھے وہ بڑھتی تھی
بیم و دہشت ہر اک پہ چڑھتی تھی

اب سنین ناظرین افسانہ
کہ شکیل جوان فرزانہ

عازم جنگ ہوا شرارہ سے
دل اوسکے خیال پر آئے

نئی پیدا کہین نہ آفت ہو
تیری معشوقہ خوبصورت کو

پاکے تنہا کوئی اسیر کرے
بار اندوہ تیرے سر پہ دھرے

سحر وہ جانتی نہین مطلق
کہین ایسا نہو کہ پاوے قلق

دل مین یہ سوچکر جوان نے وہان
اک کنیز بہار کو اس آن

پاس اپنے بلا کے اوس سے کہا
خوبصورت کو یان سے تو لیجا

نام تھا اس کنیز کا مہران
کر کے طاؤس سحر کو جولان

خوبصورت کو بس بٹھا اک بار
لے گئی وان سے جانب کہسار

پھر شکیل آیا اپنی مان کے پاس
اور کہا اسطرح سے بے وسواس

حکم ہو مجکو مادر والا
کہ کردن بند بند اسکا جدا

کہا مہرخ نے اے پسر مخدوش
جنگ نادیدہ خموش خموش

گر تو غلطان بخاک و خون ہوگا
حال مان کا بہت زبون ہوگا

نہ دی اوسکو غرض اجازت جنگ
رعد جادو نے پھر کیا آہنگ

پانون دونون زمین پہ مارے
سحر سے غرق ارض ہو بارے

پاس نکلا شرارہ کے جاکر
چیخ اوٹھا اس طرح سے وہ خودسر

غش مین آکر گری وہ اژدر سے
سحر پڑھ کر سنبھل کے پھر اوسنے

اگر لیا قید رعد جادو کو اور چاہا کرے ہلاک اوسکو

جسوقت رعد کو قتل کرنا چاہا برق محشر مان رعد کی پانون پر آگر گر پڑی کہ اے شرارہ مین تیری کنیز ہون میرے فرزند کو چھوڑ دے اسنے رحم کھا کے چھوڑ دیا اور آپ پر پیدا کرکے اُڑ کر برو سے ہوا جا کر کٹھڑی او زنار یل لشکر مہرخ پر مارا کہ وہ قریب صف لشکر شق ہوا اوس مین سے ہزارہا ماران سیاہ ظاہر ہوے کہ اونکے منہ سے چنگاریان آگ کی نکلتی تھین وہ سانپ لشکر مہر مین پھیل گئے اور چنگاریان اورانے لگے ایک آن مین وہ چنگاریان شعلہ بنکر لشکریون کو جلانے لگے اور سردارون کے دست و پا مین شرارے کیطرح لپٹی تھین اوسوقت سرداران مہرخ رد سحر کر کے اپنے تئین بچاتے تھے باران سحر آتش بجھانے کو برساتے تھے کہ شرارہ نے دوسرا نارنج اور مارا اور پکار کر کہا کہ اے افسران لشکر لینا ان نمکحرامون کو فوج اُسکی ترسول پنبول شمشیر لیے بڑان سحر کا سامان لیے لشکر مہرخ پر آپڑی ایک طرف سے حیرت جو ہمراہ شرارہ بہر تماشاے جنگ میدان مین آئی تھی مع اپنی فوج کے حریف پر گری مہرخ بھی آگے بڑھی سحر چلنے لگا نارنج ترنج اچھلنے لگا دو لشکر آپسمین مل گئے شمشیر سحر مثل برق گرنے لگی — **نظم** —

ملے اپنی جگہ سے وہ دلاور	بڑھا یا پانون لشکر نے برابر
کس و ناکس ہوے مصروف پیکار	میانون سے کھنچین تلوارین اکبار
فلک سرگشتگی اپنی گیا بھول	زمین ملنے لگی برعکس معمول
صدا گرزون سے یہ نکلی پیاپے	کہان سہراب ہی رستم کہان ہے
تبرزین نے کیا ہر زین کو صاف	سوارون کے ہوے سر چاک تا ناف
یہ ڈوبے خون مین وہ تیغ زن تھے	جو سنگین دل تھے وہ لعل یمن تھے

خوب گھمسان کی تیغ زنی اور سحر کی لڑائی ہوئی بہار اور مہرخ اور نافرمان وغیرہ نے ہزارہا کو تہ تیغ کیا صدہا کو دیوانہ بزور سحر بنا دیا لیکن شرارہ نے بلندی سے تیسرا نارنج مارا کہ اوسکے شق ہونے سے چادرین آتش کی لشکریون مہرخ کے پڑنے لگین اور دیکھا تو وہ سب آتش جمع کرا بر کی طرح چادر آتشین ہوئی اور سر لشکر پر جھکی اور پوشیدہ کرنے لگی اوسوقت مہرخ اور بہار اور شکیل سرداران نامی بھاگے اور لشکر نے شکست فاش کھائی اس سحر کا توڑ نہو سکا شرارہ اور حیرت قتل و غارت کرتی ہوئین متعاقب حریف گئی کوس آمد

اور سرداران مہرخ مع کچھ فوج ہزیمت خوردہ کے قریب کوہ کہ نام اوسکا کوہ لاجورد تھا
پہونچکر متواری بشعاب جبال ہوے اور بہت لشکری خاک و خون مین غلطان و پیچان ہوکر
راہی عدم ہوے شرارہ قریب شام ہلاک و غارت کرکے پھری اور جاسوس واسطے خبرگیری بھیجے کہ
خبر لائین باغی کسطرف گئے اور کہان پوشیدہ ہین الغرض جب خیمے مین اپنے مسند پر بیٹھی سحر
پڑھا کہ گرد اوسکے آتشکدہ بن گیا اوسمین پوشیدہ ہوگئی او حکم کیا کہ رقاصہ اگر مجرائی ہو جشن
و طرب کی بنیاد کی جاے بمجرد حکم بزم دلنشاط ترتیب پذیر ہوئی یہ کیفیت شکست دو روز
عیاران لشکر اسلام نے بھی دیکھی اور بقصد عیاری چلے یہانتک کہ قران بشکل مبدل
شرارہ کے خیمے سکے قریب پہونچا اور چاہا کہ اندر جاؤن یکایک آواز آئی کہ ہوشیار ہو جاؤ
قران آتا ہے قران یہ صدا سنکر جست کرکے بھاگا اور نکل گیا ادھر شرارہ سے
سب نے پوچھا کہ آواز کون دیتا ہے اسنے کہا مینے پتلا سحر کا بٹھلایا ہے کہ جو آویگا پتلا
بروے ہوا صدا دیگا اور آنیوالے کا نام بتلاے گا اور عیار بھی جو قریب خیمہ آئے تھے پتلے نے
اونکا نام بھی بتلایا سب بھاگ گئے اور جاکر مہرخ جہان چھپی تھی پہونچی اور کہا ای ملکہ ہم لوگ
عیاری کو جاتے ہین تو جا نہین سکتے اب یقین ہے کہ قضا آئی ہے سارے لشکر مین شور گریہ
بلند ہوا اسوقت عمرو بھی آیا اور حال یہ دردمندون کا اشک حسرت بہانے لگا اور ہر ایک کو تسکین
و دلاسا دیتا تھا لیکن عیار پھر بہر عیاری روانہ ہوے اور ادھر شرارہ ناچ دیکھ رہی تھی کہ افراسیاب
کا نامہ اسکے پاس آیا اوسمین لکھا تھا کہ مہرخ کا حال ہمنے کتاب سامری مین دیکھا معلوم
ہوا ہے کہ کوہ لاجورد مین سب نمک حرام جاکر چھپے مین لہذا فوج لیکر چڑھ جاؤ اور سب کو گرفتار
کرلو یہ نامہ پڑھ کر شرارہ نے نفیر سحر بجائی اور اوسوقت کمر بندی فوج کی کراکر سوار ہوئی
اور برسم یلغر قریب کوہ لاجورد پہونچکر محاصرہ کیا عین غفلت مین کوئی بھاگ بھی نسکا
اوسوقت عمرو نے مہرخ سے کہا مصلحت یہ ہے کہ تم سب جاکر اس ملعونہ کے قدم پر
گر پڑو اور کہو کہ ہماری خطا شہنشاہ افراسیاب سے معاف کرا دیجیے وہ تم سب کو
امان دے گی پھر مین سمجھ لونگا یہ راے خواجہ کی پسند کرکے مہرخ کشتیان زر و جواہر کی
واسطے نذر کے ہمراہ لے کر مع تمام سردارون کے روانہ ہوئی شرارہ قریب در کوہ
خیمہ زن تھی اور فوج گرد پہاڑ کو گھیرے تھی کہ خبر آمد مہرخ سنی باہر خیمے کے نکل آئی دیکھا تو مہرخ
و بہار وغیرہ ہاتھون کو رومال سے باندھے چلی آتی ہین یہ معاملہ دیکھ کر اسنے فوج کو معترض ہونے سے

منع کیا اور آگے بڑھی اوسوقت مہرخ دوڑکر اسکے قدم پر گری اور جو کچھ عمرو نے سکھلایا تھا
زبان پر لائی شرارہ نے ہر ایک کو گلے سے لگایا نہایت خوش ہوئی کہ میرے سبب سے
یہ ہنگامہ عظیم مٹا اور سب کو لیکر داخل خیمہ ہوئی مقام پاکیزہ مین ہر ایک کو بٹھا اوسوقت
عمرو بھی اسکے خیمے مین آیا اور عرض پیرا ہوا کہ مین بھی ملازمت شاہ طلسم کی کرونگا شہزادہ
نے عمرو کی بھی تعظیم کی اور کرسی پہ بٹھایا مگر آپ بزور اپنے آتشکدے مین پوشیدہ ہو گئی
اور حکم دیا کہ ارباب نشاط حاضر ہوے ناچ ہونے لگا ساقی مہ لقا جام بادۂ ارغوانی سبکو
پینے لگا عمرو نے کہا اے ملکہ آپ بھی اگر شریک بزم ہوجیے شرارہ نے آتشکدہ مین سے
جواب دیا کہ اے عمرو مین تیرے خوف سے آگ مین چھپی رہتی ہون عمرو نے عرض کیا کہ
اگر مجھسے دغدغہ باقی ہے تو پھر میرا ٹھہرنا بیکار ہے شرارہ گویا ہوئی کہ نہین تم خفا
ہو مین ظاہر ہوتی ہون اور یہ صدا دیکر آتشکدے سے مثل شعلہ جوالہ کے باہر آکر تخت پر
بیٹھی اور صورت اصلی اپنی بنائی سب نے دیکھا کہ ایک زن خوبصورت تخت پر بیٹھی ہے عمرو نے
پھر عرض کیا کہ اگر مجھکو حکم ہو تو ساقی گری کرکے اپنا ہنر شایستہ دکھاؤن شرارہ ہنسکر بولی
مجھے بیہوشی دیا چاہتے ہو تو ویسا کہو عمرو نے کہا توبہ توبہ اب کبھی ساقی گری کا نام نہ لونگا
یہان باتین ہو رہی ہین اودھر افراسیاب نے کتاب سامری دوبارہ دیکھی معلوم ہوا کہ
عمرو براہ مکاری پاس شرارہ کے آیا ہے اور یقین ہے کہ اسے قابو پاکر قتل کرے اس
کیفیت کو معلوم کرکے نامہ لکھا اور پتلے کو دیا کہ شرارہ کو پہونچاے پتلا نامہ لیکر روانہ ہوا
اور شرارہ پاس پہونچکر نامہ دیا اوسنے پڑھا لکھا تھا کہ عمرو عیاری کرنے آیا ہے اوسکے فقرے
مین نہ آنا سب باغی اسوقت تمہارے قبضۂ قدرت مین ہین انکو گرفتار کرکے سمت لشکر حیرت بھیجو
ہم آکر ہر ایک کو وہان دار پہ کھینچینگے نامہ پڑھتے ہی شرارہ نے ایک ایسا سحر کیا کہ گرد عمرو
اور مہرخ وغیرہ سب سرداران کے آتش کا حصار ہوگیا اور شرارے دست و پا مین لپٹ گئے
سب نے کہا اے ملکہ ہمارا کیا قصور ہے اوسنے جواب دیا کہ تم سب جلساز ہو دیکھو تمہارے
اور پر شہنشاہ نے مجھے مطلع کیا یہ نامہ بھیجا ہے یہ کہکر سب کو گرفتار کرکے چھکڑے اور
گردون کو طلب کرکے سوار کیا اور خود بھی وہان سے کوچ کرکے سمت لشکر حیرت چلی
اس معاملہ کو وہ لوگ جنکو مہرخ کوہ مین بہر حفاظت بقیہ لشکر و مال و منال چھوڑ آئی تھی دیکھکر
پریشان ہوئی اور یقین واثق ہر ایک کو اپنی ہلاکت کا ہوگیا اور اس امر کے قاصد ہوے کہ جا کر

لشکر شرارہ پر گرین اور اپنی بھی جانفے دین اس عزم پر مستحکم ہوے تھے **قران** انکے پاس آیا اوران سب کو ایسے ارادے سے مانع ہوکر کہا تم سب درگاہ قادر و توانا پروردگار دوجہان مین دست دعا بلند کرو اور مین جاکراوس قحبہ شرارہ کا نام کرتا ہون لیکن ایک ساحر تم مین سے میرے ساتھ چلے الحاصل ایک ساحر کو لشکر سے ساتھ لیکر **قران** روانہ ہوا اور یہان اہل لشکر استغاثہ کرنے لگے کہ نظم

وله الکبریاء والجبروت	وله الاقتدار والملکوت
وله الملک کائنا ما کان	وله الامتنان والاحسان
واسطہ اون خدا شناسون کا	سرجھکون نے ہے تیری رہ مین دیا
توہی قادر حیات پر ہے کریم	توہی احیا کرے عظام رمیم
شر سے دشمن کی دے پناہ ہمکو	اُسکے قابو سے رکھ نگاہ ہمین

یہ تو مصروف استغاثہ تھے لیکن **قران** ساحر کو لیے ایک درہ کوہ مین آیا اور ساحر سے کہا کہ طاؤس سحر کرکے بنادے اوسنے ایک طاؤس بزور سحر موم کا بنایا **قران** نے اوسپر زین سلک گوہر سے فرین باندھا منقار مین طاؤس کے بالا موتی کا دیا اور گلے مین جواہر بیبہا لٹکا کر آراستہ کرکے اپنی صورت مثل **افراسیاب** کے بنائی اور اس طاؤس پر سوار ہوکر اوس ساحر سے کہا کہ یہین سے تو ایسا سحر پڑھتا ہوا میرے ساتھ چل کہ طاؤس اوڑتا ہوا پاس شرارہ کے پہونچے اور اثناے راہ مین بھی کچھ آگ برسے آندھی آئے پتھر گرین تاکہ علامت آمد ساحر جلیل معلوم ہو اسنے حسب الارشاد مثل ملازمون کے شکل اپنی درست کرکے رکاب پکڑلی اور سحر پڑھا کہ اندھیان اُٹھنے لگین آگ پتھر برسنے لگے اور طاؤس روانہ ہوا شرارہ رہگراے منزل مقصد تھی کہ یکایک آثار آمد ساحر دیکھکر ٹھہری اور جدہر سے آگ برستی آتی تھی اوسیطرف دیکھنے لگی کہ سامنے سے **افراسیاب** تاج مرصع نگار سر پر رکھے لباس فاخرہ پہنے طاؤس سحر پر سوار ظاہر ہوا شرارہ شہنشاہ کو آتے دیکھکر لشکر سے باہر نکلی اور بسبیل تعظیم چلی قریب آکر تسلیم کی **افراسیاب** نے طاؤس ٹھہرایا اور کہا ملکہ کیا کہنا ماشاء اللہ کتنا جلد تمنے اس جنگ کو فتح کیا یہ کہکر طاؤس پر سے کودا اور وہ ساحر جو آگ و پتھر برساتا تھا ساتھ تھا اسنے سحر موقوف کیا تاکہ وہ آندھی وغیرہ موقوف ہو شرارہ نے کشتیان نذر کی پیش کین اور پا انداز زربفت ڈالکر لیکر چلی حکم دیا کہ خیمہ اسجگہ

اوستاد ہو ملازم اسکے مصروف انتظام ہوے اور افراسیاب نے کہا اے شرارہ مین گنبد سامری پر گیا تھا وہان مینے ایک سحر یاد کیا ہے کہ بارہ برس آیندہ کا حال معلوم ہوتا ہے اگر تم آنکھین بند کرکے بیٹھو اور تین بار یا سامری یا سامری کہو تو اوسکی ترکیب تمھین بھی بتلاؤن شرارہ یہ الطاف خسروانہ دیکھ کر نہایت مسرور ہوئی اور ایک جگہہ صاف و پاکیزہ دیکھکر اوسی صحرا مین آنکھین بند کرکے بیٹھی اور یا سامری یا سامری کہنے لگی قران سر پر تو کھڑا ہی تھا بغدا جو سر پر باطمینان تمام لگاتا ہے سر پھٹ کر بھیجا دور جا کر گرا اور قران نے نعرہ کیا اور جست کرکے بھاگا اور ایڑیان رگڑ کر شرارہ جہنم داخل ہوئی بیرغل کرنے لگے ساحر اسکے ملازم دوڑے اگر مہرخ اور بہار اور نافرمان وغیرہ سب کے بھی گرد جو آتش تھی دو دفع ہوئی اور صدا سنائی دی کہ کشتی مارا نام من شرارہ جنگ جوے تند خوے جادو بود یہ صدا سنکر عمرو پکارا کہ اے ملکہ مہرخ دو مارا اس حرامزادی کو اسکی فوج زندہ بچکر نہ جانے پاے مہرخ اور سب سردار ناریل و ترنج وغیرہ لے کر پر پرواز پیدا کرکے لشکر شرارہ پر جو مرنے سے اپنے مالک بدحواس تھا جا گرے ہزارہا کو ایک ہی وار مین ہلاک کیا نہ خون و خاک کیا سحر جمنو کاکل کشا نے کاکل کو پریشان کیا ہزارہا ستارہ ٹوٹ کر گرا اور تیر شہاب کی طرح ہر ایک کو توڑ گیا بہار نے گلدستہ مارا آمد فصل بہار ہوئی ہوا سر عیسی دم مسیح نفس چلنے لگی غنچے چٹک کر گل ہوے چمنہاے طولانی پر از گل و ریاحین پھولنے پھلنے لگے ساحر دیوانے ہوے تلوار سحر کی چلنے لگی

نظم

سر دشمن پہ ایسے تیر مارے　　خیابان چمن رستے تھے سارے
گل تازہ تھا ہر فرق بریدہ　　وہ صحرا بنگیا باغ رسیدہ
ہوے تھے اسقدر خون سے سرشار　　کہ ہر ساحر بنا تھا رشک گلزار
قلم ہوتا ہے فصل دے مین گلزار　　بنی فصل بہاری انکی تلوار
لہو مین تر بتر کشتے تھے بالکل　　نظر آتے تھے ہر سو خرمن گل
نیا پھولا تھا گل ظلم و ستم کا　　ریاض زندگی اجڑا پڑا تھا
پھرے مین ہم بہت باغ جہانمین　　بہار ایسی نہین دیکھی خزانمین

ساحران شرارہ جو کچھ بھاگ کر بچے وہ نالان و گریان سمت افراسیاب روانہ ہوے ادہر خبر گرفتاری مہرخ اور عمرو وغیرہ سنکر حیرت بھی سوار ہو کر باین شرارہ کے چلی تھی

لیکن راہ مین یاقوت جادو وزیرزادی نے اسکی خبر عرض کی کہ مینے سنا ہے شرارہ
جہنم داخل ہوئی مہرخ بفتح و فیروزی آتی ہے حیرت اس سانحے کو سنکر پھری اور اپنے
لشکر مین آئی ادھر مہرخ بھی سب کو قتل و غارت کرکے اپنی فوج کو جو بھاگ گئی تھی جمع
کرنے لگی وہ لشکری جو پہاڑ پر مصروف دعا تھے فتح کی خبر سنکر حاضر ہوے نقارے
فتح و ظفر کے بجنے لگے ایک روز وہان ٹھہر کر نئے سر سے کارسازی لشکر فرماکر دوسرے روز
نقارہ کوچ کا بجایا اور بحشم و خدم مراجعت کی یہانتک کہ مقابل حیرت پہونچکر بارگاہ استادہ کرائی
اور جا بجا قیام قدیم پر لشکر نصرت اثر کو اوتروایا خیام ذی احترام سرداران عالی مقام منصب ہوے
لشکر مین گھما گھمی ہونے لگی مہرخ تخت پر بیٹھی بہار سے کہا تمہاری کنیز ملکہ خوبصورت
کو میدان جنگگاہ سے سمت کوہستان لے گئی تھی اب اوسکو طلب کرو کس لیے کہ لاکھوں دشمن
و دوست یہان ہین ایسا نہو کہ کچھ پیچ پڑ جاے بہار براہ تعظیم کہ کام یہ بادشاہ لشکر کا
ہے خود واسطے لینے خوبصورت کے روانہ ہوئی لیکن وہان کی کیفیت سنیے کہ مہران
کوہستان مین ایک دریا کے کنارے خوبصورت کو لیے سیر کرا رہی تھی ادھر وہان ایک ساحر
رہتا ہے رعیت شاہ طلسم کہ نام اوسکا ناگ جادو ہے اوسنے خوبصورت کو پہچانا اور
قریب آکر گویا ہوا کہ اے مہران تو لونڈی بہار کی ہے تجھے کیا قتل کرون تیری کچھ
حقیقت میرے نزدیک نہین ہے لیکن ملکہ خوبصورت دختر ملکہ حیرت زوجہ بادشاہ
طلسم ہے اسے ضرور لیجاؤنگا یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر دم کیا کہ ایک مار سیاہ زمین سے نکلا
مہران کی لپٹ گیا اور ایسا زہرآلود سانپ تھا کہ مہران اوسکے لپٹنے سے بیہوش ہوگئی ناگ
جادو نے آکر خوبصورت کو اوٹھا لیا اور لیکر روانہ ہوا اتفاقاً ایک سمت سے صرصر آتی تھی
یہ معاملہ دیکھا کہ دختر ملکہ حیرت گرفتار ہوئی دل مین اسنے تصور کیا کہ ناگ جادو اگر
اگر شاہزادی کو لیجاویگا نہین معلوم کیا کرے ایسا نہو کہ بے حرمتی ہو لازم ہے کہ اس سے
چھین لون یہ خیال کرکے پاس اوسکے آئی اور بیضۂ بیہوشی اوسکے ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا
اوسنے سر کاٹ ڈالا غل و شور ہوا صدا آئی کہ مارا مجکو نام میرا ناگ جادو تھا اوسکے مرنے سے مہران
کو ہوش آگیا اور تجسس مین خوبصورت کی چلی لیکن صرصر ملکہ کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھکر
خیمے مین لائی اور صبا رفتار اور شمیمہ سے کہا تم محافظ رہنا کہ کوئی پشتارہ نہ لے جاے اور آپ
بارگاہ حیرت مین آکر عرض کیا کہ مین ملکہ خوبصورت کو گرفتار کرکے حضور کے سامنے

ناؤن اگر آپ اسکو قتل نکرین تو یہ امر ممکن ہے حیرت نے کہا وہ میری دختر ہے مین
سکو کچھ نکہونگی تو جلد گرفتار کرلا صرصر نے اقرار لیکر اپنے خیمے مین ائی اور پشتارہ لیکر چلی اس
قت قران بشکل معبدل لشکر حیرت مین پھر رہا تھا صرصر کو پشتارہ بدوش جاتے دیکھکر
سمجھا کہ یہ کسی ہمارے لشکر کے سردار کو لائی ہے پکارا کہ استانی مار ہی ڈالونگا جو آگے
قدم اوٹھایا صرصر نے تیغ کھینچ کر آپڑی لشکر مین غلغلہ ہوا اس وقت بہار جو واسطے بلانے
و صورت کی چلی تھی جب کوہستان مین پہونچی ناگ کی لاش دیکھی اور کسیکو نپایا سمجھی کچھ
قر ہوا دھوم دھام ہوتی لشکر حیرت مین آئی صرصر کو پشتارہ لیے لڑتے دیکھکر سحر کیا کہ پاؤن صرصر
ے زمین نے پکڑ لیے اور آپ پشتارہ لیکر اڑ گئی اور ایک نیمچہ سحر کا بھیجا کہ وہ صرصر کو بھی لیکر چلا
ران لشکر سے نکل گیا کہ پرائے مقام پر ٹھہرنا اچھا نہین غرض کہ بہار پشتارہ لیے لشکر سے
ب صحرا مین آئی قضائے کار ایک ساحر مصاحب خاص افراسیاب کچھ پیام شہنشاہ کا
لیے پاس حیرت کے جاتا تھا اُسنے بہار کو جاتے دیکھکر للکارا بہار مقابل ہوئی اس ساحر کا
نام اوسکا علامہ جادو ہی ہوئی اُسنے دیکھا کہ مین بہار سے لڑ نہ سکونگا بس خاک قبر
شداد اُسکے پاس تھی اوسکو بہار پر ڈالا کہ یہ بیہوش ہوگئی علامہ سب کو لیے کر چلا اس
قت کو دور سے برق فرنگی نے دیکھا کیونکہ عیار تو صحرا مین پھرا ہی کرتے ہین یہ یہان
وجود تھا بے تحاشا دوڑا اور لشکر مہرخ مین جا کر شکیل سے سارا ماجرا کہا وہ حال
فتاری مطلوب سنکر دیوانہ وار با چشم اشکبار بیقرار ہوکر چلا اوسکو جاتے دیکھکر محبت مادریے
بتاب ہوکر مہرخ بھی روانہ ہوئی تھوڑی دور گئی تھی کہ ادھر سے عیاریان تلاش مین صرصر
چلی تھین اونہین سے صبا رفتار نے مہرخ کو جاتے دیکھا فی الفور صورت اپنی ضرغام
عیار کی بنائی اور پاس مہرخ کے آکر حباب بیہوشی ناک پر مار کر بیہوش کرکے پشتارہ لگا کر
لے چلی کچھ دور گئی تھی کہ قران لشکر حیرت سے پھرا آتا تھا اوسکو دیکھکر بغدا تان کر
دوڑا صبا رفتار پشتارہ پھینک کر بھاگی قران نے مہرخ کو ہشیار کیا دونون چلے
شکیل نے پہلے جا کر علامہ کو گھیر لڑائی سحر کی ہونے لگی منتر اور جنتر پڑھے جانے لگے کبھی
غرق زمین ہوا کبھی وہ آسمان پر اوڑ گیا دھوان آتش سحر کا بلند ہوا اور دریای سحر موج
رنے لگا اوسوقت صرصر تو یہان موجود تھی ہی اُسنے یہ کیفیت دیکھکر ایک بیضہ بیہوشی مار کر
شکیل کو بیہوش کر دیا اور علامہ اسکو بھی بزور سحر گرفتار کرکے لیچلا صرصر پہلے اکر لشکر مین پہونچی خبر

کو خبر ملی کہ علامہ آپ کی دختر کو مع اوسکے عاشق کے اور بہار کے لاتا ہے حیرت خوش
ہوکر سوار ہوئی لیکن علامہ کے ذہن مین آیا کہ ان سب مجرمون کے سر کاٹکر بیجھل ایسا
نہو راہ مین کچھ اوریح بڑے اور یہ رہا ہو جائین اسطرح کا خیال کرکے ایک پہاڑ پر ٹھہرا ادھر سے
عمرو بھی شکیل کو جاتے دیکھکر لشکر سے چلا تھا اسی پہاڑ کے قریب پہونچا اور صورت ساحر کی
بناکر علامہ کے سامنے اکر اُسکو ڈانٹا کہ اوسیحا تو کون ہے جو پرائی جورو بیٹی کو پکڑ لایا ہے
بڑا دغاباز معلوم ہوتا ہے یہ کلمات سُنکر علامہ نے پوچھا آپ کون ہین عمرو نے جواب دیا کہ
یہ زمین شہنشاہ کیطرف سے میرے قبضے مین ہے مین یہانکا مالک ہون علامہ گویا ہوا کہ بھائی
خفا نہو مین شکیل اور خوبصورت اور بہار مجرمان شاہ کو لایا ہون عمرو نے ہنسکر کہا بھائی
مینے تمکو پہچانا تمھاری زوجہ تو میری بہاوج ہے آو میرے گھر چلو کھانا کھاکر چلے آنا علامہ
نے عذر کرکے بلجاجت کہا اے برادر پہلے ان گنہگارون کو قتل کرلین تو چلین عمرو بولا کہ
ذرا مین اس شکیل کو دیکھون کہ کیسا خوبصورت ہے جو دختر حیرت اسکے ساتھ خراب ہے علامہ
نے اپنے سحر مین خوب مسحور کرکے شکیل کو ہوشیار کرکے عمرو کو دکھلایا کیونکہ بوجہ اسباب حال
اسنے ہر ایک کو بزور سحر نظر مردم سے پوشیدہ کردیا تھا الحاصل عمرو نے جب اوسکو دیکھا
کہا اے عزیز لاؤ مین اسکا سر کاٹ لاؤن اور شکیل کے ہاتھ پکڑکے الگ لایا اور کہنے
لگا ہم چار کے باپ ہین پندرہ ماداؤن کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہین ہمین کچھ دو تو تمھین
چھوڑ دین شکیل اس گفتگو سے حیران ہوا کہ کوئی ایک مان کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے
یہ پندرہ سے پیدا ہوے ہین شائد یہ عمرو ہے یہ سمجھکر خوش ہوکر بولا کہ پانچہزار روپے
دونگا مجھے چھوڑ دو عمرو یہ اقرار لیکر علامہ پاس آیا اور کہا بھائی وہ تو خود مر رہا ہے
مجکو رحم آتا ہے کیا اسکو قتل کروگے علامہ بولا کہ وہ مطیع شہنشاہ بھی تو نہین ہوتا عمرو
نے کہا مین اوسکو سمجھاتا ہون اور پھر شکیل کے پاس آکر کہنے لگا شائد تم روپیہ بعد رہائی دو
تو مین کیا کرون اس سے بہتر ہے کہ خوبصورت کا زیور مجھے دیدو شکیل کو یقین واثق ہوگیا کہ اب ضرور
ہم رہا ہوئے یہ شخص بیشک عمرو ہے اور نہایت درجہ مسرور ہوکر جواب دہ ہوا کہ گہنا کیسا مین
غلام ہون اور محبوبہ میری کنیز آپ کی ہے جایئے سارا زیور لے لیجیے عمرو یہ سُنکر سمجھ گیا کہ اب
یہ تجکو پہچان گیا غرض ہنسے پھر علامہ پاس آیا اور کہا بھائی تم سچ کہتے ہو یہ لوگ بڑے
سرکش ہین مطیع نہین ہوتے اب انکو یون قتل کرو کہ پہاڑ کے نیچے سے پتھر اوٹھا لاؤ اور

اونکو بٹھا کر لگاؤ کہ سر انکے پھٹین اور تڑپ تڑپ کر جان دین علامہ نے کہا آپ انکے محافظ رہیے مین پتھر لاتا ہون یہ کہکر پہاڑ کے نیچے اوترا پتھر لیکر آتا تھا کہ عمرو نے زنبیل سے پتھر نکالکر بلندی سے اسطرح اسکے سر پہ دھلکا یا کہ سر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے غلغلہ اسکے ہلاک ہونیکا بلند ہوا آگ پتھر برسنے لگے سب قیدی چھوٹے اور شکیل اپنی معشوقہ کو لیکر چلا مگر اوس پہاڑ پر ایک ساحر ظالم جادو سے کوہی رہتا تھا وہ غل سنکر دوڑا اور سحر پڑھکر عمرو کو واسنے گرفتار کیا اوسوقت بہار نے ایک گولا فولادی مارا کہ ظالم کے سینے پر پڑا اور پشت کو توڑ گیا شور گیرو دار اوسکے مرنے سے بھی بلند ہوا اور لاشین اون دونون کی ہوا کے بگولے مین لپٹ کر پاس افراسیاب کے چلین اور بہار سب کو لیے چلی تھین کہ حیرت مع چند ساحران نامی کے اکر پہونچی اور سد راہ ہوئی اس سے اور بہار سے رد و بدل سحر کی آغاز ہوئی تھی کہ مہرخ اور قران بھی اکر پہونچے اور لڑائی باہم شروع ہوئی بہار نے ہار اپنے گلے سے توڑ کر مارا کہ ٹھنڈی ہوا اور سامنے ایک چمن پر از گل و یاسمن شگفتہ و سرسبز نظر آیا ہر ایک ساحر ہمراہی حیرت پھولونکی خوشبو سے مست ہوا اور کیفیت بہار ترقی پذیر ہوئی نظم

بس اُسی سبزہ زار مین ایک باغ　باغ خلد برین کا چشم و چراغ
ظاہر رکھ دیا تھا باغ کا اسم　تھا وہ باطن مین باغ باغ طلسم
ثمر و برگ سے کوئی ڈالی　مثل دست سخی نہ تھی خالی
تھی گلون سے زمین بوقلمون　اک طرف میوہ ہاے گوناگون
میوے حد و شمار سے افزود　فصل و بے فصل کے سبھی موجود

حیرت بھی مست ہو کر جھومنے لگی اور تعریف گلون کی کرتی ہوئی اندر چمن کے گئی ایک پھول گلاب کا توڑ کر چاہتی ہے کہ سونگھے اوسوقت ایک قمری اڑتی ہوئی آئی اور اُسنے وہ پھول حیرت کے ہاتھ سے اپنے پنجے مین لے لیا اور منقار اوٹھا کر گویا ہوئی کہ اے ملکہ عالم آپ زوجہ بادشاہ طلسم ہو کر سحر مین بہار جادو کے مسحور ہوتی ہین خبردار اس چمن کے ہر ایک پھول کو بدتر از خار سمجھے گا ورنہ وہ آسیب صرصر حوادث روزگار سے پہونچے گا کہ پھر کبھی نظر نہ آئیگی شاخ درخت نئی مصیبت ڈالیگی زبان قمری سے یہ کلام سنکر حیرت ہوشیار ہو گئی اور خیال کیا کہ اگر تو پھول سونگھ لیتی تو قیامت ہو جاتی غرض کہ اس چمن سے باہر بزور سحر نکل کر پھر مقابل بہار ہوئی دو ایک سحر رد و بدل ہوے تھے کہ اپنے مقام پر افراسیاب کچھ حیرت سی مشوش ہوے

کی ضرورت ہوئی اسنے ایک پنجہ سحر بھیجا کہ جا کر حیرت کو اوٹھا لائے پنجہ آگر بنگام جدال اسکو
اوٹھا لیگیا اور سامنے افراسیاب کے لایا حیرت نے شہنشاہ کو تسلی کی اور ساحر ہا جرار پیدا
کیا اور اس طرف مہرخ وغیرہ نے ہمراہیان حیرت کو نارنج و ترنج مار کر اور سحر شکست
دی کتنون کو ہلاک کیا جب کوئی رد کرنے والا نرہا اوسوقت سب کو لیکر مع عیارون کے
اور ملکہ خوبصورت اور شکیل وغیرہ کے داخل اپنے لشکر مین ہوئی بارگاہ مین تخت شاہی
مزین فرمایا حکم رقص و سرود یا ہنگامہ عشرت گرم ہوا پیالہ شراب کا گردش مین آیا لیکن یہان
افراسیاب نے حیرت سے کہا کہ مینے تمکو اس لیے بلایا ہے کہ میرا قصد ہے اس ہنگامہ
کی خبر جو طلسم مین غلغلہ پڑا ہوا ہے خدمت نبیرہ سامری مین کرون کس لیے کہ کل کو جو زیادہ
کچھ فتور بپا ہوئے تو نبیرہ خداوند فرماینگے کہ ہمسے کیون نہ اطلاع کی اس لحاظ سے اب
کہلا بھیجنا چاہیے یقین ہے کہ وہ وہین سے بیٹھے بیٹھے سب باغیون کو غارت کردینگے حیرت
نے کہا اے شہنشاہ نبیرہ خداوند دادا و جادو ایسے نہین ہین کہ آپ سرسری اونسے کہلا
بھیجے چاہیے کہ ہزارہا روپے نذر بھینٹ وغیرہ کے لیے کر آپ خود تشریف لیجائے اور
کئی روز وہان پر ملاقات اونسے کیجیے جب کہین عرض حال کی نوبت پہونچے اور اگر کسیکو بیگانہ
اوسکو زیارت بھی نصیب نہوگی اسوجہ سے بہتر ہے اونکے بھائی جو کنیز سے پیدا ہین مصوّر
جادو انکو نامہ لکھکر یہان بلایے کہ اونکی بھی قضا کسی کے ہاتھ سے نہین ہے وہ سب
عیارون کو گرفتار کر دینگے اور وہ بھی نبیرہ سامری ہین اتنا فرق ہے کہ وہ کنیز سے
ہین اور وہ زوجہ فرزند سامری سے القصہ ایک نامہ مشعر بہ حالات آشوب طلسم
و منحرف ہونا مہرخ وغیرہ کا اور عیارون کا فساد کرنا لکھکر پاس مصوّر جادو کے روانہ
کیا اور خواہش مدد کرنے کی ظاہر کی اور نامے کے ہمراہ بہت کچھ تحفہ وہدیہ بھی بھیجا جب
نامہ مصوّر کو پہونچا حال بادشاہ طلسم پر بہت افسوس اسنے کیا اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ تیار
ہوئین ہمراعانت افراسیاب جاؤنگا یہ حکم سنکر بیٹا اسکا شعلہ کش جادو عرض پیرا ہوا
کہ اس لڑائی پر مجھکو روانہ فرمائیے کہ جا کر فتح کرون اور سحر آزمائی کرکے حوصلہ دلکا نکالون
ابھی حضور کا جانا ایسے مقام پر جہان چند نفر بے حقیقت جمع ہون اچھا نہین مصوّر نے بعد الحاح
بسیار التماس اوسکا پذیرا فرمایا اور با جمعیت بیشمار فوج ساحران غدار سے روانہ کیا اور
افراسیاب کو تحریر کیا کہ تمہاری مدد کے واسطے اپنے فرزند کو اس طرف بھیجا ہے

اول لشکر باغیان کو جاکر غارت کریگا بعد اوسکے حضور مین حاضر ہوگا یہ لکھکر تو افراسیاب کو
بجا اور شکل کش سے کہا کہ پہلے تم لشکر حیرت کے قریب جاکر مقابلہ مہرخ سے کرکے
سب سب کو گرفتار کرلینا اسوقت شہنشاہ طلسم سے ملاقات کرنا اور نشیب و فراز جنگ کے
اور سامان سحر سازی کرنے کے لیے پند و نصائح بہت کچھ کرکے روانہ کیا کہ بمصداق

نظم

سپاہے بہمراہ او کرد و گفت
ز مہرخ و ہمراہیانم ز جان
عمرو را اگر زندہ بردار کن
سر شیر جنگی گر آری برم
و ہم بہتری بر دلیران ترا
بہ جلکش بزین دیو آدم گرا
ببالا و پہنا نے اوکس نبود
بجنبید لشکر بلرزید دشت

کہ اے طاق در رزم و اقبال جفت
سپہ برکش و از غمم وار ہان
گل چشم اعدا پر از خار کن
نہی منت تاج زر بر سرم
پلنگے سزد جنگ شیران ترا
بر آمد چہ بر کوہ قاف اژدہا
پس زین عنق زیر چرخ کبود
نہان آسمان شد ہوا تیرہ گشت

لشکر اس طرف سے روانہ ہوا اور نامہ پہلے افراسیاب کو پہونچا اسنے حیرت کو سمت لشکر روانہ
کیا اور کہدیا شکل کش کی تعظیم کرنا اور ہمیت آگے خریف کے مقابل ہونا حیرت اپنے لشکر مین
منتظر ہوئی کہ فرزند مصور بعد قطع منازل و مراحل قریب لشکر پہونچا حیرت استقبال کرکے بارگاہ مین
اپنی لشکر کو اسکے مقیم کرایا سامان دعوت مہیا کیا آمد شکل کش کی خبر طائران پرندنی مہرخ کو
پہنچائی اسنے کہا اگر مصور خود آتا مقام بڑے اندیشے کا تھا لیکن اس چھوکرے سے ڈرنا کیا ہے
خدا اہمارا قادر و توانا ہے یہ کہکر مشغول کارسازی جنگ ہوئی ادھر بارگاہ مین حیرت کی دن بھر
ہنگامہ خاطر و مدارات گرم رہا جسوقت کہ مصور قدرت نے صفحۂ بن نہ فلک کو منقش بہ نقش
ثابت و سیارگان فرمایا اور مرقع دہر سے چہرہ روشن مہر منیر پوشیدہ ہوا **ابیات**

زمان شب تیرہ نزدیک شد
شدہ جامۂ چرخ نیلی سیاہ

بہ چشم یلان دہر تاریک شد
کمر بستہ بر کینہ خواہی سپاہ

دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا اور درستی اسباب حرب مین ہر ایک بہادر مصروف
مہرخ و بہادرونے سحر کا قلم بنا کے تصویرین اپنی اور سرداران لشکر اپنے کی بنا کر اپنی پیرون کے

سپرد کین اور اوس سے اس امر کا وعدہ لیا کہ صبح کو شکل کش تصویرین ہم لوگون کی بنا کر سحر کی مقراض تیار کرکے کاٹے گا یہیں جو عضا وہ تصویر کا کاٹے گا وہی عضو ہمارا بھی کٹ جائیگا لہذا تم محافظ رہنا کہ سحر اوسکا ہمپر تاثیر نہ کرے اور کوئی عضو ہمارا بیکار نہو یہ تو اس کام مین مشغول رہین اور کل لشکر مین سحر کی تیاری رہی ہتھیار درست و صیقل ہونے لگے ادھر شکل کش نے قینچی سحر کی تیار کی اور تصویرین حریف کے لشکریون کی بنا مین اگیار کرکے ہوجے اور پاٹ سے فراغت کی اور لشکر کی بھی اسکے یہی کیفیت رات بھر رہی آخر وہ زمانہ آیا کہ مقراض گردش دہر نے پردۂ شب کو قطع کیا اور گریبان سحر کو چاک کرکے لباس نورانی آفتاب کو پہنایا

نظم

براد شہنشاہ مشرق دیار
نشان ظفر شد ازو آشکار

کشیدند صف از یمین و یسار
ہمہ حلقہ در گوش چون زلف یار

ز اسلامیان پیر و برنا ہمہ
چو شیران نمودند عزم رزمہ

رسید آن زمان شکل کش روسیاہ
بخون دید لب تشنہ جنگی سپاہ

برافراخت بازوے خون ریختن
ہمش باندا رو فتنہ انگیختن

چو آگہ شدہ مہرخ از عزم او
بیارا ست لشکر پے رزم او

جہان گفت شد روز حشر آشکار
بلرزید خورشید سیماب وار

صدائے نعرۂ جنگی سے شور نشور قیامت برپا تھا ساحرون کی نیرنگ سازی سے غلغلہ ایسا بلند تھا کہ گوش فلک کر ہوگیا تھا بعد صفوف آرائی جانبین کے اور میدان قتال صاف ہونے کے نقیب نکلے اور تعریف شجاعان پیشین کی شجاعت کی سنا کر دل بہادرونکا بڑھانے لگے اگلے معرکے جوہر شمشیر زبان چمکا کر دکھانے لگے بہادرون کے دل مین اُمنگ آئی نوبت جدال و جنگ آئی شکل کش اپنا اژدر سحر بڑھا کر میدان مین آیا اور بعد عربدہ سازی و شعبدہ پردازی جادوگری دکھانے کے للکارا کہ ای فرقہ نمک حرامان دیکھو تو تمھین کسطرح ہلاک کرتا ہون آغشتہ بخون و خاک کرتا ہون اوسوقت مہرخ تخت اپنا بڑھا کر اسکے سامنے آئی اور پکاری کہ او جھوکرے کیا بکتا ہے کوئی دم مین بحسرت و ارمان دنیا سے جائے گا شکل کش کو غصہ آیا اور مہرخ کی صورت کا ایسا ایک پتلا اپنی سحر کی جھولی سے نکال کر پھینکا اور پکارا کہ اے شامہ بحکم سامری مہرخ کو پکڑ لاؤ وہ پتلا چلا

ادھر سے مہرخ کو دی اور اوسنے اگر پتلے کو ہاتھہ پر سحر پڑھکر اوٹھا لیا اور کہنے لگی افسوس ہے
ہ اس پتلے کی ساری صورت اور ہاتھہ اور پاؤن شکل کش کے ایسے ہین مگر سر نہین ہے
وہ مین بنا کر لگائے دیتی ہون اس کلام سے وہ پتلا بصورت شکل کش ہو گیا او
رف اسی کے واسطے اسکے گرفتار کرنے کے چلا اسنے پھر دسحر پڑھکر اوٹھا کر جھولی مین
ال لیا ادھر مہرخ پھر سحر کرنے لگی اور وہ رد کرتا جاتا تھا اور کاغذ نکال کر سحر کی قلم سے
سو پر مہرخ کی کھینچتا جاتا تھا یہ تو اس کام مین اور مقابلہ مہرخ مین سرگرم تھا اور جانتا
تھا کہ جب اوسکو گرفتار یا قتل کر لونگا اوسوقت دوسرا شخص میرے مقابلے کو آئے گا
یسکہ تماشہ یہ کا تھا اسکو غافل دیکھ کر رعد جادو پاؤن مار کر اپنے صف کر مین غرق زمین
ا اور وہان اسکی برق محشر اپنے فرزند کے ارادے پر مطلع ہو کر بزور سحر اڑ گئی شکل کش
افل کھڑا دو بدل سحر کی کر رہا تھا کہ رعد نے اسکے پہلو پہ زمین سے سر نکال کر بربی رو سے
ج ماری کہ یہ بیہوش ہو کر اژدرسے زمین پر گرا افسران فوج اسکے اٹھانے چلے تھے کہ
ق محشر جھپک کر اسپر گری اور اسکے جسم کے دو پر کالے کرتی ہوئی زمین مین اتر گئی
عیاذ باللہ شکل کش کا کام تمام ہوا صدا ہائے صیب رعد آسا آنے لگین کہ مارا مجھے
م میرا شکل کش جادو تھا پھر تو مہرخ کی بن آئی گولا فولادی پکڑ کر آگے بڑھی اور اسطرف
ے سیاہ شکل کش کی بھی اپنے مالک کو مردہ دیکھکر روتی پیٹتی گریبان چاک بغضب تمام بر آ
مقام اگر دو چار ہوئی جانبین سے سحر ہونے لگا کسی نے ایسا اپنا سحر بھیجا کہ شخص مقابل
ہو گئے لگا کسی نے ایسا جادو کیا کہ حریف از خود تڑپ کر ہلاک ہوا بعض کے سحر سے
دان سیاہ نکلے کتنون نے عقرب زہر آلودہ ظاہر کیے ابرہاے مختلف رنگ بر روے ہوا
تے تھے آگ پانی ساتھ برساتے تھے سر اسجگہ برستے تھے اور جسم دریاے خون مین تیرتے
رتے تھے ایک معرکہ عظیم برپا تھا ہر طرف لوہا برستا تھا جب سحر از مانی سے سیر نہوے تو سول
سول لیکر باہم ایک سے دوسرا اڑنے لگا شمشیر زنی آغاز ہوئی وہ زمین ایک دم مین زمین بنی نظم

ردان خون شد از جوہر تیغہا — بعینہ چو آب از رگ میغہا
زخون شد زمین چون عقیق یمن — زہے نامداران شمشیر زن
زمرکب بہ سرجا کہ راکب فتاد — بطرب سم بادپا شد بیاد

حاصل فوج نے شکل کش کی لاش بڑی تلاش سے حاصل کرکے راہ ہزیمت اختیار کی

اور حیرت جو تماشا جنگ کا اپنی فوج لیے گھڑی دیکھ رہی تھی اسنے چاہا کہ جا کر مقابلہ
کرے لیکن سمجھی کہ لڑائی بگڑ گئی آخر طبل امان بجوا کر پھر گئی اس طرف مہرخ بفتح و فیروزی داخل
بارگاہ ہوئی اور حمام کر کے تخت شاہی پر جلوس کیا دربار سرداران عالی تبار سے معمور ہوا
ناچ ہونے لگا ہر ایک مسرور ہوا اور فوج ہزیمت خوردہ پاس افراسیاب کے گئی اور
لاش شکل کش کی سامنے ڈال دی افراسیاب نہایت پریشان ہوا اور کہنے کہ افسوس
مصوّر جادو کا ایک ہی فرزند تھا جو کام آیا مجکو اُنسے کمال شرمندگی آخر لاش کو جلوا دیا
اور بزور سحر ایک پتلا بصورت شکل کش بنایا اور اسکے قالب مین ایک بیر بٹھایا جس سے
وہ پتلا زندہ ہو گیا اوسکو ہمراہ فوج باقی ماندہ کے اسی جاہ و حشم سے پاس مصوّر کے روانہ
کیا اور نامہ لکھا کہ اے نبیرۂ ساحری فرزند تمھارا بڑی شجاعت کر کے خدمت ساحری مین
گیا یعنے مارا گیا مینے اسکی صورت کا پتلا تمھارے پاس بھیجا ہے چالیس روز یہ زندہ رہے گا
تم اسکو اچھی طرح پیار کر لو اور اپنے دل کو تسکین دے لو غرض کہ فوج نامہ لیکر ہمراہ اوس پتلے کے
روانہ ہوئی اور ادھر افراسیاب فکر مین ہوا کہ قاتل شکل کش کو بھی گرفتار کر کے پاس مصوّر
کے بھیجدون کہ وہ اوسکو قتل کر کے بدلا اپنے فرزند کا لین حاصل کلام صرصر شمشیر زن
کو طلب کر کے حکم دیا کہ رعد جادو کو گرفتار کر لائے صرصر نے عرض کیا کہ ابھی لائی یہ
کہکر باتہائے عیاری سے درست ہو کر روانہ ہوئی اور صورت اپنی تبدیل کر کے داخل لشکر
مہرخ ہوئی اور گھات مین لگی تھی کہ ایک کنیز کسی کام کو نکلی صرصر اوسکے ساتھ ہوئی
اور ایک مقام پر تنہائی پا کر بیضۂ بیہوشی لگا کر اوسکو بیہوش کر کے اوسکی ایسی صورت
اپنی بنائی اور وہانسے بارگاہ مین اکر سر پر رعد کے مگس رانی کرنے لگی ناگاہ عمرو کی
صرصر پر پڑی دیکھتے ہی اسنے پہچانا اور اپنے مقام پر سے اوٹھا کہ دھوکا دیکر پکڑ لون لیکن
صرصر بھی سمجھ گئی عمرو نے مجھے پہچان گیا جست کر کے بھاگی عمرو نے پکار کر کے کہا کہ لونڈی
جاتی صرصر نے جواب دیا کہ او غلام کمبخت شامت آئی ہے تیرے باپ کو بھی لونڈی میسر تھی عمرو
پیچھے اسکے دوڑا مگر وہ نکل گئی ادھر مہرخ نے پوچھا کہ یہ کون گستاخ تھا جو خواجہ کو اسطرح
کر گیا عمرو نے جواب دیا کہ صرصر بہر گرفتاری رعد جادو آئی ہے بے غفلت دیکر لیجائیگی ہوشیار
رہنا چاہیے غرض اب سب جگہ طریق حزم و احتیاط جاری ہوا جبکہ دربار مہرخ کی برخاست
کیا سب سردار اپنے اپنے خیمے مین آئے لیکن مہرخ اپنے خیمے مین بخوف عیار بیدار رہی

ر بہار بھی ہوشیار تھی کہ صرصر فرصت پاکر شکل اپنی برق محشر کی بنا کر آئی اور خیمے کے
ب رعد جادو کے پہونچکر نگہبانون سے کہا تم سب غافل ہو مین خود اپنے فرزند کی حفاظت
دنگی یہ کہکر اندر خیمے کے گئی اور رعد کو بیہوش حالت خواب مین کرکے بسبب ہوشیاری
احتیاط سرداران پشتارہ تو نہ باندھ سکی یونہین کاندھے پر لاد کر لے چلی نگہبانون نے
دیکھا غل کیا سارے لشکر مین لینا لینا کی صدا بلند ہوئی عمرو بھی غلغلہ سنکر دوڑا اور
تھا کہ صحرا کی طرف گئی ہوگی آگے جا کر روکون یہ سوچکر اسی سمت چلا لیکن یہ ہنگامہ صرصر
جو دیکھا خیال کیا کہ سب آگے جاتے ہین تو یہین ٹھہر جا بس ایک خیمے کی آڑ مین بیٹھ رہی
سب آگے نکل گئے اُسنے رعد کا پشتارہ باندھا اور لیکر روانہ ہوئی جب قریب صحرا کے
پہنچی عمرو اس طرف سے آتا تھا اوسنے روکا صرصر نے زفیل عیاری بجائی کہ صبا رفتار
صدا سنکر دوڑی آئی اوسوقت صرصر نے بیضہ بیہوشی بچالاکی لگا کے صبا رفتار کو بیہوش
کیا اس عرصہ مین برق فرنگی یہان آگیا اور صرصر کو گھیرا اسنے بھی اس چالاکی سے
بیضہ مارا کہ برق کو بیہوش کر دیا اور عمرو سے لڑنا آغاز کیا اور پیچھے ہٹتے ہٹتے دور جا کر
کی قضارا اودھر سے قران آتا تھا صرصر کو جاتے دیکھکر بغدہ تان کر دوڑا چاہا تھا کہ بغدہ
سر پہ لگائے کہ عمرو جو پیچھے آتا تھا پکارا کہ ہان ہان کیا کرتا ہے خبردار یہ میری معشوقہ ہے
ن آشنائی کو بھول گیا قران نے ہاتھ روکا صرصر پشتارہ پھینک کر بھاگی کہ عیارون نے
لیا اگر رعد کو نہ چھوڑ جاؤنگی تو یقین ہے کہ خود گرفتار ہو جائے غرض کہ یہ تو بھاگ کر اور سمت
اور قران نے رعد کو ہوشیار کیا اودھر برق اور صبا رفتار بھی ہوشیار ہو کر اپنی اپنی
راہی ہوئے عمرو اور قران لشکر مین رعد کو لائے اور کہا اب بہت ہوشیار رہنا الحاصل
ب آرام گزین تھے کہ صرصر پھر بشکل مبدل داخل لشکر ہوئی اور ایک کلوارون کی سی
صورت اپنی بنائی کہ ٹیکا ماتھے پہ لگا ہوا سرمہ آنکھون مین گھلا ہوا مسی اور پان سے لب
مین آراستہ ناک مین حلقہ نتھ کا پڑا نوٹ بچھوے پاؤن مین پہنے لہنگا سنجاف دار
ب بدن سے کیے دوپٹہ کی گاتی باندھے سبوچہ شراب کمر پر اوٹھائے ہاتھ مین بوتل لیے
بصد انداز و ناز چلی کہ

نظم

موے زلف اُسکے کیون نہون خمدار
دخترِ نیک اخترِ خوبی

تھی وہ معشوق آتشین رخسار
آفتابِ سپہرِ محبوبی

غرض با این حسن و ادا قریب بارگاہ رعد پہونچی پہرے پر سپاہی اور افسر جو تھے انھوں نے اسکو دیکھکر پکارا کہ بی کلوارن تھوڑی شراب ہمین دیتی جاؤ صرصر نے سبوچہ شراب سامنے لاکر رکھا اور اپنے جمال پری مثال کو بھی دکھایا ہر ایک اسپر شیفتہ ہوا اور کہا تمھین ایک ایک ایک جام ہم سب کو پلاؤ کہ ساقی خوش ادا کے ہاتھہ سے پینا کیفیت زیادہ دکھاتا ہے صرصر نے ہر ایک کو جام مے پلایا وہ شراب بیہوشی آمیز تھی سب بیہوش ہوگئے صرصر نے بارگاہ کا سرابچہ چاک کرکے ایک مٹھی پر وانے ساختہ دوا بیہوشی اندر بارگاہ کے پھینکے کہ شمعہائے مومی و کافوری پر جاکر گرے اور دھوان انکا دماغ مین خدمتگاروں کے پہونچا اور بیہوش ہوئے صرصر نے جھانک کر دیکھا جب سب کو بیہوش پایا آپ لوٹ لگا کر اندر آئی اور رعد کے پلنگ پاس بیٹھ کر کفچہ مین بیہوشی رکھکر اسکے دماغ مین پھونکی اور بیہوش کرکے پشتارہ باندھ کر بیچلی دربان وغیرہ تو بیہوش تھے غل کون کرتا صاف لیکر نکل گئی اور پاس شہنشاہ افراسیاب کے لائی اُسنے حکم دیا کہ اے صرصر اسکو بجنسہ پاس مصور کے پہونچا دے صرصر پشتارہ رعد کا لیکر شہر ارژنگ کی طرف چلی مگر اب وہان کا حال سنیے کہ جب ہمیشہ شکل کش یعنے پتلا مع نامہ فرستادہ افراسیاب پاس مصور کے پہونچا اور جسوقت کہ اُسے معلوم ہوا کہ میرا فرزند مارا گیا عجیب طرح کا شور نوحہ و شیون برپا کیا ارکان سلطنت قلم کش جادو اور بہزاد جادو اور نقاش جادو اور مانی جادو وغیرہ سب سیاہ پوش ہوئے اور شکل کش کی مان ملکہ صورت نگار جادو فرزند کے مرگ کی خبر سنکر بیہوش ہوکر گری اور جب ہوش مین آئی گریبان چاک کرکے پکارتی کہ اے فرزند تم میری نظر سے پنہان ہوگئے افسوس

نظم

جب ترا دھیان مجھکو آتا ہے	دل بیتاب تڑپا جاتا ہے
لے گئی ہے اجل کدھر تجھکو	کھا گئی کون سی نظر تجھکو
نالۂ دردناک کرتی تھی	اور گریبان کو چاک کرتی تھی
ساتھ جتنے تھے اسکے خویش تبار	رو رہے تھے بسان ابر بہار

بعد گریہ و بکا اس پتلے کو خوب سا پیار کیا اور اپنی آغوش محبت مین بٹھایا گلے سے لگایا پھر افراسیاب کو تحریر کیا کہ اس پتلے کو ہمنے پیار کرلیا خوب جی بھر کر فرزند کا دیدار دیکھا اب اسکو آپ ہی رکھیے ہم یہان سے بھیجتے ہین اور فوج لیکے انتقام حریف کو برباد کرنے

آتے ہین اس مضمون کے ہمراہ پتلے کو بھی روانہ کیا اسکے جانے کی بعد ملکہ صورت نگار
زوجہ مصوّر نے اپنی کنیزون کو درستی سامان سفر کا حکم دیا بعد دو ایک روز کے خیمہ ڈیرا
لدوا کر مع کئی لاکھ فوج قاہرہ کے سمت لشکر حیرت چلی اسکی ایک دختر ملکہ الماس پری چہرہ
نام ہے جب وہ مان کے جانے پر مطلع ہوئی خدمت مین اکر ضد کرنے لگی کہ مین بھی
ساتھ چلونگی اور اپنے بھائی کے قاتل کو مارونگی مادر نے ہر چند سمجھایا کہ تم اے فرزند سحر
نہین جانتے ہو ابھی کم سن ہو گھر مین تمکو وہان جنگ وجدل ہے نہ جاؤ مگر الماس نے
نمانا ناچار اسنے ساتھ لیا اور بڑے عظم وشان سے روانہ ہوئی مصوّر نے زوجہ کو جاتے
دیکھ کے کارسازی خود بھی لشکر کی فرمائی سلطنت اپنی ایک مشیر کے سپرد کر کے بعد جانے
صورت نگار کے لشکر حیرت کی راہ لی مگر اول زوجہ اسکی جو روانہ ہوئی تھی قریب لشکر
حیرت پہونچی کہ وہان سے اگر منزل بھر اور چلے تو لشکر مین حیرت کے پہونچے اسنے وہان
بارگاہ استادہ کرائی اور کہا کل اب یہانسے کوچ کرونگی ساری فوج صحرا اور کوہستان مین
اتری کڑھاؤ چڑھ گئے پکوان پکنے لگے بارگاہ مین ناچ ہونے لگا عیش و نشاط مین ہر شخص
مصروف ہوا اوسوقت اتفاقاً صرصر جو رعد کو لیکر چلی تھی اوس صحرا مین پہونچکر اُسنے لشکر
کثیر اترا دیکھا اور بارگاہ استادہ پائی ایک لشکری سے حقیقت دریافت کی کہ مالک اس لشکر کا
کون ہے اسنے کہا صورت نگار با درشکل کش لڑنے جاتی ہین صرصر یہ سنکر بہت خوش ہوئی
کہ مجھے اتنی دور جانا نہ پڑا اب رعد کو اسکے سپرد کر کے پھر جاؤن یہ سوچکر اندر بارگاہ کے
قدم زن ہوئی ملازمون نے روکا کہ کہان جاؤگی ٹھہرو اُسنے کہا جاکر اطلاع کرو کہ صرصر
شمشیر زن آئی ہے وہ لوگ گئے اور صورت نگار سے اطلاع کی اُسنے صرصر کو بروبرو
بلوایا صرصر نے جاکر دیکھا کہ تخت شاہی پر صورت نگار بیٹھی ہے ہزارہا ساحر اور جادوگر زیان
گرد و پیش زیب و کرسی و ذکل ہین جلسہ طرب جمع ہے صرصر اداب بجالائی پشتارہ سامنے
رکھ دیا اور عرض کیا کہ گنہگار رعد کو لائی ہون یہ حاضر ہے صورت نگار بہت خوش ہوئی
اور صرصر کو بہت بھاری خلعت دیا مقام عزت پر بٹھایا تعظیم و تواضع کر کے رخصت کیا اور
حکم دیا کہ ملکہ الماس پری چہرہ کو بلاؤ کہ آکر اپنے بھائی کے قاتل کو قتل کرین کس لیے
وہ اسی لیے ساتھ آئی مین لوگ بنا بر حکم بلانے گئے الماس پری چہرہ اس صحرا مین
سیر سبزہ زار کر رہی تھی سات سو انیس جلیس ساحرہ ساتھ تھین کہ خبر طلب کرنے اپنی

مادر کی سنگر بہی آرایش و زیبایش کرکے مان پاس آئی صورت نگار نے بیٹی کا حسن و جمال دیکھکر اپنی ایڑی دیکھی اور اٹھکر بلائین لیکر پاس اپنے بٹھایا پھر قید سحر ہٹاکر رعد کو ہوشیار کرایا سامنے بلوایا عتاب و خطاب کرنے لگی مگر الماس پری چہرہ نے دیکھا کہ ایک نوجوان بیس بائیس برس کا سن وسال نہایت حسین و جمیل قید پہنے سامنے کھڑا ہے چہرہ اسکا مانند ماہ تابان ہے جٹی بھوین اور بھرے بھرے ڈنڈ بھری بھری بازو کی مچھلیان ہین آثار شجاعت و مروت چہرے سے ظاہر ہین خلق و ہمت سے سب باہر ہین کہ ابیات

قامت تھا کہ سرو بوستان تھا
موزونی مین فرد و یگان تھا

وہ قد قیامت اوس سے پیدا
وہ سرو کہ فاختہ ہو شیدا

پیشانی کا بل بلاے دل تھا
سونا تھا کسوٹی پر کہ تل تھا

تھے صورت دام موے پیچان
تل دانہ تھا بہر طائر جان

ابرو مین نہ خم تھا بہر آداب
مسجد مین بنی ہوئی تھی محراب

وہ آنکھ کہ عین نور بینندگان
تھی سرمہ طور سے فروزان

سرخی کے جو ڈورے آنکھ مین تھے
نیرنگ فلک پہ تھے قمر کے

پلکون پہ نثار ہر نظر تھی
چلمن در چشم یار پر تھی

رخساروں کا وصف کب بیان ہو
دو ماہون کا سامنا جہان ہو

وہ پتلے اسلیے خوشنما لب
تھا جام مے صفا لبالب

خندہ تھا کہ تھا تبسم نازہ
لب کھلتے تو کھلتا حسن کا رازہ

نادر تھی صراحی دار گردن
گردون سے تھی باوقار گردن

وہ ساعد و دست و بازو و پا
دنیا مین تھا نظیر انکا

القصہ وہ سر سے لیکے پا تک
سرمایہ دلبری تھا بیشک

الماس پری چہرہ اس کی صورت زیبا دیکھتے ہی ہزار جان سے فریفتہ اور نثار ہوئی اور کمند گیسو مین گرفتار ہوکر بیقرار ہوئی ہونٹھ چاٹنے لگی حسرت سے منھ تاکنے لگی جی بیتاب ہوا تاب و تحمل کا یارا نہ رہا ولولہ عشق سے جوش جنون طاری سرگرم اشکباری ہوئی کہ بمقتضاے نظم

در پردہ لگا وہ عشق کا تیر
تڑپی سر خاک مثل نخچیر

قابو نہ رہا دل و جگر پر — ٹوٹا کوہ ملال سر پر
آنکھون مین بسی اوسی کی تصویر — دل دادہ ہوئی اسی کی دلگیر
جی وہ گیا بس ترس ترس کی — بڑھنے لگے حوصلے ہوس کے
دل پہلو مین اس طرح تھا بیتاب — آتش پہ نہ ٹھہرے جیسے سیماب

آخر وہ ماہ جبین کچھ انجام کار سوچکر کہ دیوانی تیرا بھی کدھر خیال ہے تو کہان اور یہ کہان وصال ہونا اس سے امر محال ہے اس دھیان مین دل بھر آیا رونے لگی اسکے مادر نے گلے سے لگایا اور سمجھی کہ افسوس بھائی کے قاتل کو دیکھکر یہ اپنے برادر کو یاد کرکے اشک ریزان ہے سمجھانے لگی کہ بیٹی بھائی تیرا رونے سے جی نہ اوٹھے گا مفت مین فرط الم سے دل تیرا خون ہوگا ملکہ کے رونے سے سب اسیطرف متوجہ ہوے کوئی بلائین لینے لگا کوئی نثار ہوتا تھا کوئی تسکین دیتا تھا غرضکہ ایک ہنگامہ ہوگیا اوسوقت رعد یا تو اپنی گرفتاری سے منفعل سر در گریبان گردن جھکائے سامنے کھڑا تھا یا غل سُنکر آنکھ اوٹھاکر جو دیکھا اس غارت گر جان و ایمان یعنے ملکہ الماس پری چہرہ سے دو چار ہوا شہباز نگاہ کا شکار ہوا عجب طلعت جہان آرا اوسکی دیکھی کہ یہ معلوم دیتا تھا کہ زلف سیاہ اسکی غیرت دہ شب تار ہے رخسار تابان پر تصدق آفتاب نصف النہار ہے لب نازک برگ سمن کو شرماتا ہے سرخی لب پر لعل بدخشان کا دل خون ہوا جاتا ہے غم مین اپنے بھائی کے سیاہ پوش ہی نہین چشمہ خضر ظلمت مین روپوش ہے غمزہ و ناز خوبان جہان اسکی ایک ایک آن و ادا پر نثار ہین طرحدار دھر اوسکے فرمان بردار ہین کہ

ابیات

مہ رو مہ جبین دُرِ در گوش — صاحب حسن اور مرصع پوش
اوس پری کا وہ عارضِ پر نور — آرسی مین نہ پائے عارضِ حور
عضو مین سر کشیدہ ہی تھی — جسنے اوسکو سکھائی خود بینی
بسکہ یون اوسکی ابروے خم ہے — فی الحقیقت کہ جان عالم ہے
گل سے ہے گوش آنکھ ہے اگر نرگس — اس طرف گل ہے اوس طرف نرگس
لب و دندان سے اسکے لعل و گہر — ہین چھپے کان بحر مین جاکر
دم خندان جو آشکار ہوے — موتی اون دانتون پر نثار ہوے
اسکے سیب ذقن کا دھیان ہو گیا — یدِ قدرت کا ہے ترنج طلا

صبح صادق بیاض گردن ہے
اختر صبح خال روشن ہے

کون اس ہاتھ کے مقابل ہو
ایسی گردن مین جو حمائل ہو

ہے حنا خون عاشقان جہان
پنجہ ہے رشک پنجۂ مرجان

کیا بیان ہو صفائی سینہ
ہے شکم صاف مثل آئینہ

سینہ پر دو ترنج پستان ہین
یا یہ دو سیب باغ رضوان ہین

جسم مین ہے مگر سیہ پوشاک
ہے عزادار اور بہت غمناک

صاف رحمت سیاہ سے پیدا
ہے سیاہ پوش کعبہ دلہا

دیکھ کر رعد اوسکا روے نگار
ہو گیا مثل تیر خوردہ شکار

محو یاد اُسکے تھے جوان و پیر
یا ہوا آپ صورت تصویر

آئینہ حسن دیکھ دیکھ بلند
دل مین اپنے کیا بہت سا پسند

ہو گیا شکل دیکھ نورانی
مثل آئینہ صرف حیرانی

لگا کہنے اگر نصیب ہون یار
ایسا معشوق ہے مجھے درکار

شرف اندوز ہون جو اک باری
جان و دل سے کرون پرستاری

دل مین یہ سوچ سوچکر گفتار
چپ رہا اپنے دل مین پھر وہ زار

مگر صورت نگار نے جلاد کو بلوالا اور اس بیکس کو قتل کرنا چاہا اوس وقت بقدرت کردگار نامہ مصور آیا کہ اے ملکہ صورت نگار ہمنے سنا ہی کہ رعد گرفتار ہو گیا ہے لہذا اسکو یہان قتل نکرنا لشکر حیرت قریب ہی وہان لیجاؤ ہم بھی آتے ہین سب باغیونکو دکھا کر اوسکو دار پر کھینچینگے اور جو اوسکی مدد کو آئیگا اوسے بھی سزا دینگے صورت نگار اس مضمون سے جب آگاہ ہوئی جلاد کو قتل رعد سے روکا اور ایک اپنے ملازم فولاد آہن ربا ے جادو کو حکم دیا کہ رعد کو آج کی دن قید رکھے فولاد اسے لیکر ایک درہ کوہ مین آیا اور رعد کو اپنی سحر کی ہتھکڑیان اور بیڑیان پہنا کر وہان بٹھایا آپ باہر آکر سحر پڑھا کہ اس درہ کوہ کی گرد حصار آتش کا ہو گیا اور دھوان ایسا بلند ہوا کہ وہ مقام بالکل پوشیدہ ہوا اوسی جگہ پر حصار سے ہٹ کر خیمہ استادہ کر کے فولاد بہر نگہبانی مع رفقا ملازم اپنے کے بیٹھا مگر جب بارگاہ سے رعد کو قید کرنے لے گئی ملکہ الماس پری چہرہ صورت دلدار یاد کر کے بیتاب ہوئی اور بعد کچھ لمحہ کی ان سے رخصت چاہی کہ مین بھی اپنی بارگاہ مین جا کر

رام کرون ہان نے اجازت دی اسنے سواری طلب کی خنجانہ حاضر ہوا جلوس سواری کا
وجود ہو گیا یہ سوار ہو کر چلی برابر خنجانہ کے میان عشرت خواجہ سرا گھوڑے پر انتظام کرتا
اتا تھا یہان تو یہ حال ہے لیکن لشکر عمرو مین جب ملازم رعد کی ہوشیار ہوے اور اپنے
لک کو نپایا جا کر مہرخ سے بیان کیا کہ کوئی رعد کو پکڑ لے گیا برق مجسّمہ مادر رعد بیقرار
ہ کر گریان ہوئی اور نہایت بیتابیان کرنے لگی عمرو نے تسکین دی اور کہا صرصر اسی
کر مین پھرتی تھی وہی لیگئی ہوگی مین جا کر خبر لیے لاتا ہون تم کچھ غم نہ کرو یہ کہکر روانہ ہوا
ہ مین برق فرنگی ملا اس سے بھی سارا حال کہا برق بھی چلا اور ڈھونڈھتا ہوا
ب لشکر صورت نگار پہونچا لشکر اترے دیکھکر صورت اپنی تبدیل کر کے ہر طرف پھرنے
لگا کر اسنے رعد کو درہ کوہ مین قید کرنے لیجاتے دیکھا اسوقت عیاری سوچنے لگا کہ کسی
ر جسے اسکو رہا کرنا چاہیے اسی فکر مین تھا کہ سواری کا جلوس نظر آیا یہ بھی اسی کی سات
ا اور ایک ادھر سے حال دریافت کیا کہ سواری کس کی ہے ظاہر ہوا کہ ملکہ الماس پری چہرہ
نتر معطّر جاتی ہے برق اسی فکر مین ساتھ ہو لیا کہ بن پڑے تو اسکو پکڑ لے جاؤن
ی اندیشہ مین اسنے دیکھا کہ میان عشرت خواجہ سرا کو نوکر گرگٹی ایک جگہ ٹھہر کر بھ
ا ہے برق اسکے پاس آیا اور پکارا ارے میان ذرا ادھر دیکھنا اسے منھ اوٹھا کر دیکھا
رق نے بیضۂ بیہوشی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہو گیا اوسکو تو کسی جگہ چھپا دیا اور اپنا اسکی
یسی صورت بنکر گڑگڑی بھر کر خواجہ سرا پاس آیا گڑگڑی اسکے ہاتھ مین دیکر کہا ذرا ٹھہر جائیے
ب کو آگے جانے دیجیے مینے ایک خبر آپکی نوکری کی نسبت بہت بری سنی ہے وہ بیان
رونگا خواجہ سرا متوحش ہو کر ٹھہر رہا جب دور نکل گئے برق نے اوسکو بھی جاب بیہوشی لگا کر
وڑے سے گرا دیا اور خوب بیہوش کر کے اسکی طرح شکل اپنی بنا کر گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوا
س عرصہ مین ملکہ اپنی بارگاہ جو صحرا مین بہر سیر دلفرح لشکر سے الگ برپا تھی پہونچی اور
ر سب کنیزون انیسون جلیسون کو علیحدہ کر کے آپ سمت صحرا کے سراچہ بارگاہ اٹھوا کر
بھی اور یاد معشوق کرنے لگی کبھی روتی کبھی شکایت فلک کجرفتار کرتی گاہ دیوانہ وار بکتی کبھی
باد صبا سے مخاطب ہو کر کلام کرتی کبھی یہ غزل پڑھتی غزل

ماست در باغ رفتن ہر یک بہ از گلزارہا	وز ارزوے ہر گلے در سینہ دارم خارہا
بے تو ہینم یک نظر بر جانب گلزارہا	از خار در چشمم فتد گلہا و از گل خارہا

دی خوب بودی نظرام وزان ہم خوبتر ‏ — ‏ خوب اند خوبان دگر اما نہ این مقدارہا

مصر ملاحت جاے تو در چار سو غوغای تو ‏ — ‏ تو یوسف از سوداے تو شوریست در بازارہا

سر در رہت بنہادہ ام جان در ہوایت دادہ ام ‏ — ‏ من بارہا افتادہ ام کار من ست این کارہا

ہر دم بجست و جوے تو صد بار آہم سوی تو ‏ — ‏ ہر بار پیش روے تو خواہم کہ میرم بارہا

تو با قدِ افراختہ رہ سوے باغ انداختہ ‏ — ‏ سروِ از خجالت ساختہ جا در پسِ دیوارہا

ہر دم چو چنگ از عربدہ در سینہ صد ناخن زدہ ‏ — ‏ صد نالہ زار آمدہ از ہر رگم چون تارہا

مے نوش بر طرب چمن نظارہ کن سروِ سمن ‏ — ‏ تا من بکامِ خویشتن بینم دران رخسارہا

اے محرمِ رازِ نہان در بندِ من بکشا زبان ‏ — ‏ کز نام و ناموس جہان دارد بلالی عارہا

اسیطرح مصروف یاد دلدار تھی کہ برق فرنگی خواجہ بنا ہوا آیا اور دیکھا کہ ملکہ اکیلی بیٹھی ہے بلکہ غمگین معلوم ہوتی تھی برق اسکی پشت پر کھڑا ہوکر بطور مخفی اسکے نالہ جانکاہ اور بیان قصۂ غم بے انتہا کو سننے لگا کہ ملکہ نے آہ بھر کر کہا کہ اے رعد تو نے اپنی صورت دکھا کر میری جان لی اور حسرت تیرے ملنے کی دل مین لیکر مین دنیا سے چلی برق یہ بیان سنکر سمجھ گیا کہ عاشق رعد پہ ہوئی ہے بس سامنے اسکے آیا ملکہ اسکو دیکھکر چپ ہو رہی اور آنسو پوچھ کر روکھی صورت بنائی برق نے کانین جھک کر کہا اے ملکہ مجھے تمھارا عاشق ہونا معلوم ہے ناحق چھپاتی ہو مین تمھارے گھر کا غلام ہون اگر کہو تم آسمان کے تارے توڑ لاؤن تم حال اپنا بیان کرو مجھ سے قسم لے لو جو کسی سے کہون بلکہ سعی کر کے مطلوب سے تمہین ملاؤن ملکہ نے جب سے اپنے حال پہ مہربان پایا سارا ماجراے عشق کہہ سنایا برق نے جب سنا کہ رعد پر عاشق ہے خوش ہوا اور کہا ملکہ عالم زندان خانے مین جہان آپکا عاشق مقید ہے چلین اور محافظ زندان سے اظہار کرین کہ مین اپنے بھائی کے قاتل سے کچھ پوچھون گی محافظ اِس بہانے سے جب در زندان وا کریگا مین عیار رہون واسطے چھڑانے رعد کے آیا ہون وہان پہونچکر چھڑاؤن گا الماس پری چہرہ یہ مژدہ جانفزا سنکر فرط عشرت سے غنچہ نمط کھل کھلا ہنسی اور پکاری کہ بیت برین مژدہ گر جان فشانم رواست کہ این مژدہ آسایش جان ماست • پھر سواری کو حکم دیا کہ ہوا دار حاضر ہوا ملکہ سوار ہوئی برق کو ہمراہ لیا یہ خواجہ سرا بنا ہوا سواری کے ساتھ چلا یہان تک کہ مقام فولاد پر پہونچی اور ملکہ کی تعظیم کی ملکہ نے وہی اظہار کیا جو برق نے سکھلایا تھا فولاد نے حصار آتش دفع-

گیا ملکہ پاس رعد کے گئی اور دیدار معشوق سے خرسند ہوئی لیکن برق پاس فولاد کی
بیٹھا رہا اسے ملازم شہزادی کا سمجھ کر شراب و کباب کی صلاح دی برق نے اوّل تو انکار
کیا پھر اسکے اصرار زیادہ کرنے سے جام بادۂ احمر سے لبریز کرکے اور اوسمین نگاہ بچا کر سفوف
بیہوشی ملا کر اسکے سامنے پیش کیا کہ پہلے آپ نوش کرین تو مین بھی پیون فولاد جام لیکر
پی گیا برق نے جو لوگ کہ اوسکے ملازمون مین وہان موجود تھے کسی کو شراب بیہوشی آمیز
پلائی اور کسیکو میوہ آغشتہ بیہوشی دیا کہ ملکہ کے کہانے کا ہے لیجیے اب بھی کھائیے الحاصل
وہ سب کھا پی کے بیہوش ہوئے برق نے فی الفور سب کے سر کاٹ ڈالے انکے قریب ہی
تاریکی ہوگئی غل و شور پیدا ہوا اور رعد رہا ہوگیا الماس پریچہرہ یہ ہنگامہ غل کا سُنا
دوڑی ہوئی نہین معلوم کہ نہین معلوم کیا آفت آئی مگر رعد نے اپنے تئین رہا دیکھکر کہا آ
کہ تم مجھے دیکھتی ہی رہین اور فولاد کو کسی نے مار ڈالا ملکہ کو بڑا تعجب ہوا کہ کتنا جلد عیار
نے فیصلہ کیا اسی عالم حیرت مین تھی کہ برق آیا اور کہنے لگا اے شیدائے یکدگر اب
جلد ہی یہانسے چلو ایسا نہو کہ صورت نگار مادر ملکہ اس حال سے آگاہ ہو اور تم دونونکو
خرابی مین ڈالنے کس لیے کہ یہانسے کوس بھر کے فاصلے پر وہ فردکش ہے ملکہ نے کلام
سنکر کہا اے برق میری بارگاہ کے کنارے لشکر کے قریب صحرا ہی وہان کوئی نہین
آتا ہے ایک لمحہ چلکر ہم اور رعد دونون بیٹھین اور اسباب وغیرہ لے لین تو سمت لشکر
بطرف روانہ ہون برق نے کہا اسباب بہت ہو رہیگا یہان ٹھہرنا مناسب نہین
انہونے اصرار کیا برق ناچار ہوگیا الماس پریچہرہ اپنی بارگاہ مین رعد کو لائی مسند پر
تکلف پر بٹھایا اور اسباب عیش و نشاط مہیا کر دیا کنیزان شراب ناب کی اور قابین مہر
گزک کباب کی حاضر کین دور جام شروع ہوا کہ

نظم

لیا دونون نے عیش گہ مین قرار
تھے جہان فرش و مسند زرتار

وہ مکان اور خالی از اغیار
ہوئے آپس مین گرم بوس و کنار

اسطرف منتین ہزار ہزار
اُس طرف بات بات پر انکار

یہان ہر وقت ناصبوری تھی
وان کنارہ تھا اور دوری تھی

اُس سے کہتی تھی وہ پری تمثال
چل کے لشکر مین ہے قرار وصال

ہوکے بیتاب تب کیا یہ خطاب
طاق سے لا صراحی مے ناب

تب اُٹھی وہ پری بصد انداز / اور کیا سوئے طاق دست دراز
لے لیا شیشۂ مۓ گلفام / دوسرے ہاتھ سے اوٹھایا جام
بادۂ عیش سے ہوئے مخمور / لذّتِ عشق سے تھے دونون چور
ایک کا ہاتھ ایک کی بالین / ایک کے لب سے ایک کو تسکین
تھا دلہن اوسکو شغل مے نوشی / غم و شادی سے تھی فراموشی
سر و پا کا نہ ہوش تھا باقی / آپ ہی رند آپ ہی ساقی
اُس پری کو وہ پیار کرتا تھا / گاہ بوس و کنار کرتا تھا
کبھی آغوش مین سلاتا تھا / لب سے لب کو کبھی ملاتا تھا
یہ تو اسطرح تھا یہان سرشار / فتنۂ خفتہ پر ہوا بیدار
وہ ستم پیشۂ و جفا کارہ / یعنی صورت نگار مکّارہ
ہوئی آگاہ کہ رعد چھوٹ گیا / اور محافظ جو تھا وہ قتل ہوا
ہے جو دختر تری پریچہرہ / اسکے باعث ہوا یہ ہنگامہ
جا کے زندان مین بیخبر اُسکو / کیا فی النار والسقر اُسکو
سُن کے یہ حالِ دختر اکبار / غیظ سے ہوگئی سراپا نار
چلی وان سے عجب غضب مین بھری / اور در بارگاہ پر پہونچی

جتنی کنیزین اور ملازم ملکہ کے تھے وہ مارے خوف کے بھاگ گئے اور صورت نگار نے اندر جا کر دیکھا دونون عاشق و معشوق کو لیٹے پڑے دیکھا خون آنکھون مین اوتر آیا کچھ سحر پڑھ کر دستک دی کہ جہان یہ دونون طالب و مطلوب لیٹے تھے اتنا ٹکڑا زمین کا اوکھڑا اور وہ طبقہ بر روئے ہوا چلا صورت نگار آپ بھی بزورِ سحر اوڑ کر چلی برق جو باہر بارگاہ کے کھڑا تھا یہ ماجرا دیکھ کر روتا ہوا نیچے اسی طبقے کے روانہ ہوا اور ادھر آنکھ خوابِ غفلت سے رعد اور الماس پریچہرہ کی کھلی رعد نے چاہا کہ بزورِ سحر ملکہ کو لیکر اوڑ جاؤن مگر سحر یاد نہ آیا اسوقت ملکہ سے کہا معلوم ہوتا ہی ہم تم گرفتار ہوگئے ملکہ رونے لگی اشکِ حسرت سے منہ دھونے لگی کہ اے فلک بیمہر تجھے اتنی بھلی صحبت پسند نہ آئی اور ایک لمحہ مین جدائی دکھلائی اسیطرح کبھی شکایت چرخ غدار کرتی تھی اور کبھی باہم گلے ملکر روتی تھی بیقراری سے بصد اندوہ و حرمان گریہ و زاری تھی اور یہ زبان پر

جاری نظم

اے فلک تونے کیا کیا تجھسے ۔ میرا دلبر چھڑا لیا مجھسے
سربسر کردیا مجھے ناشاد ۔ کس سے جاکر کرون ترہی فریاد
تونے سب گھر کا گھر کیا تہ تیغ ۔ ہاے عاشق مراد دریغ دریغ

ہ نازنین یہ فریاد کررہی تھی صورت نگار نے دوبارہ سحر کیا وہ طبقہ زمین دو ٹکڑے
وگیا ایک پر رعد اور دوسرے پر الماس پریچہرہ الگ الگ ہوگئے ایک ٹکڑا ایک
سمت اور دوسرا دوسری طرف چلا اوسوقت تو عجب حالت دونون پر رقت کی طاری
ہی کہ جسکے لکھنے سے خامۂ دوزبان اشک سیاہ گراتا ہی اور سینہ اوسکا شق ہے تمام دل پر ہزار طرح کا
قلق ہے کہ نظم

جب تلک سامنا تھا عاشق کا ۔ تھے بہم دونون گرم نظارہ
جب ہوا وہ نگاہ سے اوجھل ۔ لگی کہنے وہ ہاتھ کو مل مل
اے فلک کچھ نہ رحم آہ کیا ۔ تونے آخر مجھے تباہ کیا
صبر سب کو اگر کیا تو کیا ۔ ہوکے تنہا کوئی جیا نہ جیا
ہوگئی اسطرح وہ بیتاب ۔ جیون تڑپتی ہے ماہی بے آب

سی طرح نالان وگریان یہ دونون جدا ہوے لیکن برق فرنگی جو نیچے نیچے چلا آتا
تھا اونکو جدا ہوتے دیکھکر مجبور ہوا کہ اب کس کے ساتھ جاؤن اور کسے تنہا چھوڑون
خر اپنے لشکر کی طرف بھاگا اور اکر سارا ماجرا برق محشر مادر رعد جادو سے بیان
یا وہ اپنے فرزند کے غم مین بیقرار تھی یہ کیفیت سُنکر بیتابانہ بزور سحر اُڑی اور قریب
لماس پریچہرہ کے پہونچکر کڑک کے گری اور اوسکے نیچے مین داب کر اڑ کے چلی کہ
صورت نگار نے اپنے تئین بہت جلد قریب اسکے پہونچاکر ایسا سحر کیا کہ ہزارہا پتلا
اڑتا ہوا آکر برق محشر کے لپٹ گیا اسنے ہر چند سحر کیا ٹرہی اور بھیری مگر چھوٹ نسکی
صورت نگار اسے بھی اپنے سحر مین مبتلا کرکے صحرا مین کہ نہایت قلب اور دہشتناک جگہ تھی
لائی اور وہان کچھ سحر پڑھکر طرف آسمان کے پھونکا کہ وہ ٹکڑا جسپر رعد مقید تھا اُڑتا ہوا آکر
پہونچا اسنے اسے بھی اتارا اور ایک پتلے کو سحر کے کچھ لکھ کردیا کہ وہ پتلا غائب ہوگیا بعد
نے سے زمین شق ہوئی ایک ساحر نکلا اور تسلیم کرکے سامنے کھڑا ہوا صورت نگار نے

اوس سے خطاب کیا کہ اے ظالم تیرہ روے جادو تمھین اسلیے طلب کیا ہے کہ ان
تینون کو اپنی قید مین رکھو لشکر مین انکا قید کرنا باعث بدنامی تھا کہ مقد دختر کا ہی ہر
کہ وہ آگاہ ہوتا کہ دختر مصور جادو بسبب جرم عاشقی کے گرفتار ہے اور دو سرے یہ
کہ عیار لشکر مین پہونچکر انکو رہا کر لیجاتے اس لیے یہان مین لائی ہون اور تمھاری سپرد
کیے جاتی ہون یہ کہکر قیدیون کو دیکر آپ پرواز کر کے اپنے لشکر مین چلی آئی اور اس ساحر نے
ایک برج سحر کا بنا کر سب قیدیونکو مقید کیا کہ حال انکا بر وقت رہا ہونے کے بیان ہوگا الغرض
جب کہ صورت نگار لشکر مین آئی حکم دیا کہ فوج کوچ کرے اسی وقت خیمہ خرگاہ بار کر کے
لشکر شکستہ اثر کے طرف حیرت کے فوج کی چلی جب قریب پہونچی طائران سحر نے ورود
لشکر کی خبر حیرت کو دی کہ زوجہ مصور صورت نگار جادو آتی ہین حیرت سنتے ہی مع
سرداران ذی وقار کے بہر استقبال چلی راہ مین با انداز جواہر کار بچھوادے اور بڑے
تزک و احتشام سے لیکر داخل بارگاہ ہوئی لشکر کو اسکے متصل اپنے لشکر کے اتروایا اور ہر
ایک کے لیے سامان عیش و آرام اپنے یہان سے بھجوایا سب آرام مسکن گزین ہوے
اور صورت نگار نے حیرت سے کہا کہ مین رعد اور الماس پریچہرہ کو قید کرنے آئی
ہون تمھاری دختر خوبصورت بسر مہرخ پر عاشق ہے اور میری بیٹی رعد پر فریفتہ
ہوئی ہے ہماری تمھاری مثل ہے کہ ایک حمام مین سب ننگے لہذا اے حیرت آج شام کو
طبل جنگ بجے کہ مین کام سب باغیونکا تمام کرون اور اپنے فرزند کے خون کا انتقام
لون حیرت دن بھر اوسکی دعوت ضیافت مین مصروف رہی جسوقت کہ گردش گردون نے
تاثیر اپنی دکھائی یعنے رخ زیبا سے عروس کو ظلمت شب سے باریک و سیاہ بنایا بمقتضای نظم

گردش گردون دون خورشید را نہان کند
روز را نہان کند شب را پدید آرا ورد

بس نمایان ظلمت شب را در این ایوان کند
آنچہ را باید کہ با این گرد این با ان کند

طبل رومی حسب الحکم صورت نگار نواخت مین آیا اس خبر کو جاسوسون نے خدمت
مہرخ مین بعد دعا و ثنا کے عرض کیا یہان بھی نفیر سحر بجی دونون لشکرون مین تیاری سحر
کی اور آلات حرب و ضرب کی رہی واضح ہو کہ اس دفتر مین ہزارہا مقام پہ لڑائیان واقع
ہین اس لحاظ سے ہر ایک جنگ مین اس حقیر نے اختصار پر نظر کی ہے کہ طوالت کلام سے
سواے ہرزہ درائی کے کچھ فائدہ نہین پس وہ لڑائی جو کسی ساحر زبردست کی دلنامی کی لطف

کے ساتھ ہوگی وہ تصریح وار بیان ہوگی باقی سرسری ذکر کیا جائیگا تاکہ سامع اور قاری کو
ہ فسانہ پرانا معلوم ہو آمدم برسر مطلب کہ شب بھر ہنگامہ بہر کارزار گرم رہا جب کہ خورشید تیغ زن
علم چار دانگ عالم مین بجاہ وجلال تجلی بخش ہوا **ابیات**

چو خورشید تابندہ در صبحدم
برِ بامِ گردون گردان علم
ز خرگاہ خاور برآورد سر
ز خاور بیاراست یا باختر
دو لشکر بمیدان چو شیران شدند
گریزندگان چون دلیران شدند
بہر جاے مورے شدہ شرزہ شیر
بہر گوشہ زالے چو رستم دلیر
شد از نوک پیکان سما چاک چاک
سنان اندر آمد برمح السماک
زبس نوک تیغ و سنان خون فشاند
بخون آسمان کشتی ماہ راند

صورتِ نگار اور حیرت لشکر لیکر بڑے کروفر سے نبردگاہ مین آئین ایک جانب سے
رخ اور بہار مع دلاوران روزگار کے وارد ہوئین میدان جنگاہ کو آراستہ کیا گرد وغبار
بر سحر برسا کر بٹھایا صفوف ہاے قتال ترتیب پذیر ہوئین نقیب نقابت کر چکے کر لگیت کڑکا
ہکر علیحدہ ہوے صورت نگار اژدر سحر پر سوار بہر مقابلہ نکلی اور لشکر حریف پر نعرہ زن
دلی اُنکے سامنے بہار جادو گئی ایک ناریل صورت نگار نے مارا کہ وہ شق ہوا اور
زار ہا تصویرین پرچھائین کے مانند پیدا ہوکر بہار کے لپٹ گیئن بہار نے گلے کا ہار اوتار کر
سمان کیطرف پھینکا ایک لڑی موتیون سے بھری زمین سے فلک تلک لٹکی ہوئی نظر آئی
بہار اوس لڑی پر چڑھ گئی وہان سے ایسا کچھ سحر کیا کہ آفتاب کے مانند ایک شعلہ چمک کر گرا اور
رچھائیان سب جل گیئن صورت نگار نے یہ کیفیت دیکھ کے اپنے ہاتھ سے ایک تصویر کھینچ کر
وس لڑی کی سمت پھینکی تصویر زمین پر گر کر جب سیدھی ہوئی شعلے کچھ منہ سے چھوڑے کہ وہ
لڑی موتی کی جل گئی اور بہار زمین پر گری لیکن زور سحر کر سنبھلی اور اپنے سر کے بال توڑ کر اس
تصویر پر مارے کہ وہ بال کمند بنکر تصویر کے لپٹ گئے اور کشان کشان سامنے بہار کے
لائے اسنے اوسکو مقراض لیکر کاٹ ڈالا اور ایک گلدستہ نکالکر صورت نگار پر مارا اُس
گلدستے سے سنہرے اور روپہلے پھول برسنے لگے صورت نگار اور ہمراہی اوسکے عالم
بیہوشی مین محو ہو کر سب جھومنے لگے اور تعریف ملکہ بہار کی کرنے لگے اوسوقت زمین شق
ہوگئی اور چند پتلیان نکلین باغبانون کی طرح پھول چننے لگین اور پکارین کہ اے ملکہ

صورت نگار آپ زوجہ مصور ہو کر ایک چھوکری کے سحر پر مفتون ہوئین ہوشیار ہو جیے
اور سنبھلیے یہ کلام سنکر جھجک کر صورت نگار ہوشیار ہوئی اور پنجہ پکڑ کر بہار پر آپڑی اور بہین
بزور سحر شمشیر زنی شروع کی اوسوقت حیرت نے فوج کے سرداروں کو للکارا ساحر
ہر طرف سے چلے ادھر مہرخ فوج لیکر آگے بڑھی دونوں لشکر آپسمین مل گئے جنگ مغلوبہ
ہوئی ہر طرف سے ابر اٹھکر برستے تھے اور اندھان زور شور سے اوٹھتی تھین آگ اور
پتھر برستے تھے صدا اے یا سامری و جمشید بلند تھی لاش پر لاش اور مردے پر مردہ گر
رہا تھا گولے فولادی چلتے تھے دامن صحرا خون سے گلنار تھا تہلکہ عظیم برپا تھا نظم

روان گشت شمشیر زہر آبدار　بکونین شد رستخیز آشکار
ز افلاک شد نقش یک پیکرش　دو گیتی غرض بد زیک جوہرش
ز ہر قش سادات شد مضمحل　بہ پیچید برہم چو طی السجل
ز برقے کہ از تیغ از دو ستے　دم نار سینا ازو سوختے
بہم ریخت نقش وجود عالم　تو گفتے حوادث نہ بد جز قدم
زمین آب گردید از اضطراب　زمان را شد از فرط بیم اضطراب
ولیکن چو عاجز شدند از مصاف　نمودند شمشیر کین در غلاف

جب کہ شہنشاہ زرین قبا مراجعت فرما کر بارگاہ مغرب مین آیا اور شاہ گردون پیرا ے
انجسم با فوج کواکب جلوہ فرماے مسند چرخ ہوا سپاہ جانبین سے جدا ہو کر طبل بازگشت
بجا کر اپنی اپنی خوابگاہ مین آئی حیرت سے صورت نگار نے کہا مین آج لشکر حریف کی
تصویرین بناتی ہون کس لیے کہ میدان قتال مین اس چھوکری بہار کے ہاتھ سے
ذلیل ہوئی ہون اب کسی کو ان مین سے زندہ نہ رکھونگی حیرت جواب دہ ہوئی کہ جو
مناسب جانیے وہ عمل مین لائیے اسیطرح دونون گرم سخن تھین کہ ایکبار زمین شق
ہوئی اور پتلا نامہ لیے پیدا ہوا نامہ حیرت کو دیا افراسیاب کی جانب سے اوس مین
لکھا تھا کہ اے ملکہ حیرت اسوقت تم گنبد نور پر آؤ مجھے کچھ مشورہ کرنا ہے اور صورت
نگار سے کہدینا ابھی رزم کو موقوف رکھین یہ مضمون پڑھکر پتلے کو جواب دیکر رخصت
کر دیا شہنشاہ سے کہنا جیسا آپ نے فرمایا وہی عمل ایگا اور آپ آراستہ و پیراستہ ہو کر
گنبد نور کی جانب عازم ہوئی چلتے وقت جنگ مین توقف کے لیے صورت نگار سے

کہا اور صرصر سے حکم دیا کہ تو عیّارہ ہے خبردار کوئی عیّار یہان اگر ملکہ صورت نگار کو
زحمت نہ پہونچائے اور فریب مین نہ لائے صرصر نے عرض کیا کیا مجال کسیکی جو یہان
آسکے غرض سب انتظام کرکے حیرت چلی گئی اور صرصر بہر تحفظ حاضر رہی لیکن جسدم
لشکر جنگاہ سے پھرے تھے عیّار ارادہ کرکے کہ اگر ہوسکے تو چلکر صورت نگار کو قتل کرین
چلے تھے سب بصورتہاے مبدل داخل لشکر حیرت ہوے اور عمرو صورت فراش
بنکر بارگاہ مین اکر شمعون کا گل کترنے لگا اور بیہوشی ہر ایک شمع پر ڈالتا تھا کہ دھوان
سکا بلند ہوا اور سب بیہوش ہوے مگر صرصر نے عمرو کو پہچانا اور صورت نگار سے
ستہ کہا کہ وہ عمرو بہ شکل فراش شمع کا گل کتر رہا ہے صورت نگار نے ایسا سحر پڑھا
دو پتلے زمین سے نکل کر عمرو کے لپٹ گئے اور سامنے اسکے لاے اُسنے پوچھا
ون ہے عمرو نے جواب دیا کہ ملک الموت جان ساحران میرا نام ہے صورت
نار نے کہا کچھ تجھے اپنی جان کا خوف یہان آتے نہ آیا عمرو بولا کہ ہمین سواے
راکے کوئی نہین مار سکتا صورت نگار کو غصہ آیا چاہا کہ حکم قتل کا دے اوسوقت
صرنے عرض کیا کہ مجھے دیجیے مین اسکو حیرت پاس لیجاؤن صورت نگار
ے کہا بہتر ہے لیجا لیکن جب عمرو گرفتار ہوا غلغلہ ہوا کہ عمرو پکڑا گیا یہ ماجرا اور عیّار
آتے تھے مین اونھون نے بھی سنا اور برق فرنگی بہت جلد صورت صبا رفتار
ایسی بنکر سمت بارگاہ چلا اس طرف سے صرصر لیے ہوے عمرو کو آتی تھی اُسنے
سام کرکے پوچھا کہ اس ناعیار کو کہان لیجائیے گا صرصر نے کہا گنبد نور پر صبا رفتار
ین ہیراہوئی کہ آپ یہان محافظت کیجیے اور اوسکو مجھے دیجیے کہ مین پہونچا آؤن صرصر
ے اوسکو اپنی عیّار بچی سمجھ کر حوالہ کیا برق قیدی کو لیکر چلا جب دور نکل گیا ہتھکڑی بیڑی
ٹ دی اور کہا استاد مین ہون برق فرنگی اسوقت عمرو خوش ہوا اور پھر صبا رفتار
کی صورت بدل کے عمرو بارگاہ مین گیا صرصر نے اسے دیکھ کر کہا اے صبا رفتار تو اتنا جلد
بد نور عمرو کو پہونچا آئی عمرو نے جواب دیا کہ مین لیے جاتی تھی ایک پنجہ آیا اور لے گیا صدا
ی کہ ہم افراسیاب کے فرستادہ ہین صرصر یہ ماجرا سنکر خاموش ہو رہی اور عمرو نے کہا
صرصر میرے سر مین درد ہوتا ہے مین سونے جاتی ہون یہ کہکر لیٹ رہا لیکن برق
رو کو رہا کرکے چلا ایک مقام صبا رفتار اصلی سے ملی برق نے صورت صرصر کی بناکر

اپنے تئین قریب اسکے پہونچا کر باتین کرنے مین ایک حباب بیہوشی لگا کر اسے بیہوش کر کے
صورت اسکی بنکر لشکر مین آیا ادھر صبا رفتار بعد لمحہ کے جو ہوشیار ہوئی اپنی شکل مانند
ضرغام عیار کے بنا کر پھر گرفتاری برق چلی برق کنارے لشکر کے کھڑا تھا کہ اسنے
آکر پکارا برق اسکو پہچان گیا اور خنجر لیکر جھپٹا صبا رفتار نے ایک تیر مارا برق نے
جست کی کہ خالی دے مگر تیر پانون کے انگوٹھے مین لگا زخمی ہوا اور اسکے پیچھے دوڑا
وہ بھاگ کر بارگاہ مین چلی گئی صورت نگار اور صرصر نے جو اس صبا رفتار کو دیکھا حیران
ہوئین کہ ایک صبا رفتار تو یہان سوتی ہے یہ دوسری اس جگہ اور آئی بس اسکو پکڑا صبا رفتار نے
کچھ پتے اور نشان ایسے دیے کہ یقین ہوا یہ سچی ہے مگر اوسوقت عمرو جو لیٹا ہوا تھا یہ باتین سنکر بھاگا
پیچھے صرصر اور صبا رفتار چلی اور جا کر گھیرا عمرو نے کئی حقے آتشبازی دماغ گران دونون
پر لگائے یہ دونون جست کر کے پیچھے کو اڑ گئین لیکن دھوان بیہوشی آمیز پھیل چکا تھا دونون
کے دماغ مین گیا تھوڑی دور جا کر ایک تو کسی جھیل کے کنارے اور ایک دامن کوہ مین پہونچکر
بیہوش ہو گئین عمرو انکا تعاقب چھوڑ کر صورت صرصر کی ایسی بنکر بارگاہ مین آیا اور صورت
نگار سے کہا اے ملکہ ذرا آپ میرے ساتھ چلیے مین ایک تماشا آپ کو دکھاؤن وہ صرصر
سمجھ کر اسکے ساتھ ہوئی عمرو کنارے لشکر کے اسے لایا اور بیضۂ بیہوشی مار کر بیہوش کر کے
پشتارہ باندھ کر لے چلا ادھر صرصر اور صبا رفتار کو ہوش آیا وہان سے جو بارگاہ صورت
نگار مین آئی غلغلہ سنا کہ کوئی ملکہ کو چرا لے گیا یہ سنکر دونون تلاش مین دوڑین ادھر یہان
عمرو نے چاہا کہ صورت کو مار ڈالون اوسوقت زمین تھرانے لگی اور صداہاے مہیب
آنے لگین عمرو سمجھا کہ یہ ساحرہ زبردست ہے اکیلی ہلاک نہو سکے گی اپنے لشکر مین لیجا کر
باعانت ساحران اوسے قتل کرنا چاہیے غرض سمت لشکر چلا مگر صرصر جو خبر گرفتاری
صورت نگار سنکر روانہ ہوئی عمرو کا تعاقب چھوڑ کر لشکر مین مہرخ کے آئی اور صورت
اپنی برق فرنگی کی ایسی بنا کر مہرخ سے بولی کہ اے ملکہ ذرا میرے ساتھ چلو عمرو کنارے
لشکر کے کھڑے آپ کو بلاتے ہین مہرخ کہ عیارون سے گردن تابی نہین کرتی ہے فوراً اسکے
ساتھ ہوئی جب کنارے لشکر کے تنہائی مین پہونچی صرصر نے ایک بیضۂ بیہوشی لگا کر اوسکو
بیہوش کر کے کسی جگہ صحرا مین چھپا دیا اور اوسکی ایسی شکل بنکر لباس اوسکا پہنکر بارگاہ مین
آئی ملازمون سے کہا مین سامنے والی صحنچی مین آرام کرنے جاتی ہون اگر عمرو آکر پوچھین تو بتا دینا

یہ کہکر جاکے لیٹ رہی اس عرصہ مین عمرو پشتارہ صورت نگار کا لیے آیا اور پوچھا کہ مہرخ
کہان ہین لوگون نے کہا وہ سامنے صحنچی مین آرام کرتی ہین عمرو نے جاکر جگا دیا اور کہا اسے
ملک مین تصویرت کو لایا ہون یہ کہکر پشتارہ سامنے رکھا مہرخ نے کہا خواجہ یہ بڑی مشکل ہے
رنگی جہان مین شب کو سوتی ہون تم وہان جاکر ایک جھولی اسباب سحر سامری کی رکھی ہے
سے لے آؤ کہ اوسمین ایک گولا فولادی ہے اسی سے اسے قتل کرونگی عمرو بموجب اس کے
ہنے کے جھولی لینے گیا اور صرصر نے پشتارہ اوٹھاکر دوش پر رکھا سراپچہ بارگاہ خنجر سے چاک
کے باہر نکلی اور دور جاکر پکاری کہ منم صرصر اے عمرو یون آنکھون مین خاک ڈالکر لیجاتے
ہین اور عیاری اسکو کہتے ہین یہ نعرہ سنکر لشکری دوڑے اور غلغلہ بلند ہوا عمرو بھی غل سنکر
دوڑا اور حال سُنا کہ صرصر بشکل مہرخ تھی پشتارہ لیگئی عمرو کا رنگ زرد ہوگیا اور نہایت رنج
نقصان ہوا کہ معلوم ہوتا ہی اسنے مہرخ کو مار ڈالا جب تو اس خاطر جمعی سے آکر سو رہی تھی
سوچکر بیتابانہ عقب صرصر روانہ ہوا لیکن لشکر کے ساحر جو پیچھے صرصر کے دوڑے تھے
رچاہتے تھے کہ بزور سحر اوسکو گرفتار کرلین صرصر نے یہ معاملہ دیکھکر صورت نگار کو ہوشیار
ردیا اسنے ہوشیار ہوکر دیکھا کہ بہت سے آدمی لینا لینا کہتے چلے آتے ہین اور عمرو بھی آتا
ہے پس مشت خاک اوٹھاکر سحر پڑھنی لگی عمرو نے اپنے لوگون سے کہا بھاگ جاؤ یہ زبردست
ہے قتل ہوجاؤگے ساحر کچھ زمین مین غرق ہوگئے اور کچھ سمت آسمان اوڑ گئے اور عمرو بھی
ا گا مگر کہتا گیا کہ اے صرصر قسم ہے نمک حمزہ کی اگر تو نے مہرخ کو مار ڈالا ہے تو تجھے زندہ
چھوڑونگا صرصر نے کچھ جواب نہ دیا لیکن عمرو جو بھاگا صورت خدمتگار کی بنکر بارگاہ صورت
نگار مین جاکھڑا ہوا کہ صورت نگار اور صرصر بھی آئین اور صورت نگار نے پوچھا
اے صرصر تو نے مہرخ کو کیا کیا صرصر نے عرض کیا کہ بیہوش کرکے رکھ آئی ہون اُسے
جاکر لے آ صرصر روانہ ہوئی عمرو بھی چلا جب صرصر لشکر سے نکل گئی عمرو نے للکارا
کہان جاتی ہے صرصر خوفناک ہوکر بھاگی کہ عمرو قسم کھا چکا ہے مار ہی ڈالے گا مگر عمرو
نے دوڑکر کمند ماری صرصر جست کرکے حلقون سے نکلی اُس جست کرنے مین ٹھنا ایک درخت کا
زمین لگا گر پڑی عمرو نے باندھ لیا اور خنجر لے کر ذبح کرنا چاہا صرصر نے نگاہ
عمرو کیجانب دیکھا اور کہا خواجہ ہمارا قتل کرنا جائز ہے عمرو از بسکہ فریفتہ ہے آنکھون مین
آنسو بھر لایا اور کہا اے صرصر بتلا مہرخ کہان ہے ہنوز صرصر بتلانے نپائی تھی کہ سامنے

یہان درہ کوہ تھا وہان سے ایک ساحر ناقوس جادو نام رعایاے طلسم مین سے پیدا
ہوا اور عمرو کو دیکھکر سحر پڑھکر گرفتار کرلیا اور صرصر کو پہچان کر چھوڑ دیا یہ بھاگ کر اجلی کوس
بھر مارے خوف کے نکل گئی جیسے ہی ایک جگہ ٹھہری آواز آئی کہ کہان بھاگ کر جائیگی
صرصر نے پھر کر جو دیکھا قران کو بغدہ تانے آتے پایا گھبرا کر پھر بھاگی قران ٹھہر گیا
اس اثناے مین ناقوس گرفتار کیے عمرو تو اودھر سے نکلا قران صورت ساحر کیطرح
بناکر پکارا کہ ارے تو کون ہے اور یہ جگہ میرے قبضہ مین ہے یہان کیون آیا ہے ناقوس
نے کہا بھائی ہو مین گنہگار شہنشاہ عمرو کو گرفتار کیے لیے جاتا ہون قران اسکے قریب گیا
اور گویا ہوا کہ تم تو آئی مگر یہ کون ہی جو پیچھے تمھارے ہے ناقوس نے پیچھے پھر کر دیکھا قران نے
بغدہ اس زور سے مارا کہ سر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور شور اسکے مرنیکا بلند ہوا عمرو چھوٹکر ایک طرف
چلا راہ مین دیکھا کہ برق فرنگی سر اور صبا رفتار سے نیچے چل رہا ہے اور پشتارہ مہرخ کا اٹھا
ہے کس لیے کہ مہرخ جہان بیہوش پڑی تھی صبا رفتار اودھر آنکلی اور پشتارہ باندھکر چلی تھی
کہ برق آگیا اور لڑنے لگا الحاصل جب عمرو آکر پہونچا نگاہ صبا رفتار کی بہکی اور خیال
عمرو کی طرف گیا برق نے قابو پاکر بیضۂ بیہوشی مارا یہ گری اوسکو باندھکر ڈال دیا اور
مہرخ کو ہوشیار کرکے کہا چاہیے مگر اب کسی کے فریب مین نہ آنا مہرخ وہان سے لشکر
مین آئی اور یہان عمرو نے صورت اپنی صبا رفتار کے مانند بنائی اور برق فرنگی کو
مہرخ کی طرح بناکر پشتارہ مین باندکر بارگاہ صورت نگار مین آیا اور عرض کیا یہ مہرخ
حاضر ہے اسنے کہا اسے ہوشیار کرو اور بہت خوش ہو کر انعام دیا عمرو نے برق کو ہوشیار
کردیا اسمین صورت نگار واسطے رفع احتیاج کے گئی راہ مین دست راست کو بارگاہ کے
ایک زینہ بنا ہے وہان سات پتلیان حیرت کے سحر کی ہین اوسوقت زینہ پر سے پتلیان
اتریں ایک پتلی نے کہا آج صورت نگار کچھ بہت خوش ہے دوسری پتلی بولی کہ صبا
رفتار گرفتار کرکے مہرخ کو لائی ہے اس باعث سے یہ خوش ہے تیسری پتلی بولی یہ مقام
کچھ خوشی کا نہین ہے چوتھی پتلی نے کہا کہو تو یہ ماجرا مین کہدون پانچوین پتلی نے کہا مین
بتلائے دیتی ہون چھٹی پتلی نے جواب دیا کیا کہو گی ساتوین پتلی بولی کیا بک بک لگائی ہے ارے
گفتگو جو ہونا تھا وہ ہوا مہرخ ہی نہ صبا رفتار ہے اور برق فرنگی کو مہرخ بناکر لایا ہے صورت
نگار یہ باتین پتلیون سے سنکر جلدی بلشتاب کرکے پھری لیکن اندر بارگاہ کے عمرو نے بھی گفتگو پتلیون کی

نی اور جلد اپنی صورت صرصر کی بنائی ہے جب صورت نگار اندر بارگاہ کے آئی عمرو
ے برق کو اشارہ کیا وہ اٹھکر بھاگا عمرو نے پکارا کہ اے ملکہ منم صرصر مین جو آئی تو عمرو پہلے
ھاگ گیا اور اب برق بھاگا جاتا ہے لینا اسکو صورت نگار پیچھے برق کے دوڑی
ب دور گئی عمرو بھی بشکل صرصر دوڑتا آتا تھا اُسے ایک بیضہ بیہوشی مارکر بیہوش کر کے
ستا باندکر بہت جلد صورت نگار کو بارگاہ مہرخ مین پہونچا مہرخ نے حکم دیا کہ سب سردار
مع ہو کر اسے تیرباران کرین سردار جمع ہونے لگے لیکن صرصر جو بارگاہ صورت نگار
ن گئی سنا کہ کوئی ملکہ کو پکڑ لے گیا یہ سنتے ہی صرصر ایک خدمتگار بنکر فی الفور بارگاہ مہرخ
ن آئی یہان تیاری قتل کرنے کی ہو رہی تھی کہ صرصر نے قریب پشتارہ صورت نگار
ے پہونچکر ایک حباب دافع بیہوشی اسکے منھ پر مارا کہ وہ ہوشیار ہو گئی اور ایک گولا سحر
کا اسنے مہرخ کے مارا اور چمک کر تخت شاہی پر مانند برق کے گری مہرخ زمین مین غرق
گئی اور شکیل نے ایک نارنج مارا کہ پانون صورت نگار کا زخمی ہوا مگر صرصر کو نیچے مین
ے کر اور گئی اور اپنی بارگاہ مین آئی اوسوقت حیرت جو گنبد نور پر گئی تھی پھر آتی
ورت نگار نے کہا اے حیرت کل جب سے تم گئی ہو آج تک عیارون نے ناک مین دم
دیا ہے صرصر نے بڑی جانبازی کی ورنہ مین ہلاک ہو جاتی حیرت نے صرصر کو خلعت
ن بہا دیا اور سارا ماجرا عیارون کا سنا اوسوقت ایک چیلا آیا اور نامہ لاکر اسنے حیرت
یا اس مین لکھا تھا کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہین حیرت یہ مضمون پڑھکر بہر استقبال
بعد لمحہ کے سواری افراسیاب کی بڑی دھوم سے آئی سب نے تعظیم کی شاہ بارگاہ مین
تخت پر بیٹھا ساری حقیقت عیارون کی اور مقابلے کی سنکر گویا ہوا کہ اے صورت نگار
احق بلا مین گرفتار ہوتی ہو اپنے گھر بیٹھو اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک ساحر زمین سے
دا ہوا اور اسنے تسلیم کی اسے حکم دیا کہ اے باران جادو تم لشکر مہرخ تو جاکر برباد کر دو
خوبصورت جادو کو گرفتار کر کے دریاے شور پر لیجانا وہان ہنڈولا سحر کا کھڑا ہے
پر اسے بٹھا دینا یہ حکم دیکر تھوڑی دیر ٹھہر کر سوار ہو کر چلا گیا اور داخل باغ سیب ہوا
ھر باران نے کارسازی اپنی لشکر کی فرمائی بارگاہ اسکی علیحدہ نصب ہوئی اور یہ خود
رگاہ مہرخ مین آیا ایک کرسی خالی بچھی تھی اوسپر متمکن ہوا اور کہنے لگا کیون اے نمکحرامان
ہنشاہ سے منحرف ہو گئی ہو مین تمکو سزا دینے آیا ہون یہ کلام سنکر عمرو نے اوٹھکر حلقے کمند کے مارے

باران بزور سحر بادل بنکر حلقہ ہاے کمند سے نکلا اور کڑک کر جو گرا خوبصورت کو پکڑ کر اوڑ گیا
یہان ساحرون نے ناریل اور ترنج وغیرہ بہت لگائے لیکن وہ اڑ کا اور خوبصورت کو لیے ہوے
دریاے شور کے میدان مین پہونچکر ہنڈوے پر سحر کے بٹھادیا ادھر خوبصورت کے پکڑ جانیسے
شکیل پر آفت آئی وہی بلبلانا شور مچانا عشق مین گریہ وزاری کرنا شعر عاشقانہ پڑھنا آغاز ہوا
عمرو نے تسکین دی اور پوچھا کہ اے مہرخ یہ ساحر کیا سحر کرتا ہے اوس نے کہا خواجہ باران
ہے پانی برساتا ہے جسپر قطرے پانی کے پڑین گے وہ درخت ہوجائیگا مگر ہمیشہ یہ رعد اور برق
جادو کا مطیع تھا وہ دونون اسکے افسر تھے اگر وہ لشکر مین ہوتے اور قید نہو جاتے تو یہ
بھاگ جاتا عمرو نے کہا مین انکی رہائی کے لیے جاتا ہون اور ہو سکا تو خوبصورت کو
بھی چھڑا کر لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور لشکر سے نکلکر زنبیل عیاری بجائی سب عیار صدا
سنکر حاضر ہوے ہر ایک سے واسطے تلاش کرنے رعد و برق محشر کی تاکید کی سب تجسس
کنان چلے مگر باران دریاے شور سے مراجعت کرکے داخل لشکر ہوا اور حسب الحکم افراسیاب
تیاری رزم مین مصروف ہوا جسوقت کہ چشمہ آفتاب دریاے مغرب مین جاکر ملا اور جوے
نورانی کہکشان کی بحر اخضر چرخ پر موج زن ہوئی کہ

نظم

بخت عروس روز بلا بسکہ شد سیاہ
آندم ز بہر جنگ جوانان ز تیغ تیز

سلماے چرخ معجر مشکین بام بست
در معرکہ بہ فوج بہر سو نظام بست

ناے ترکی اور نفیر رزمی کا شور لشکر باران سے بلند ہوا اور مہرخ کے سمع ہمایون مین جب
صدا پہونچی اسنے بھی نقارہ رزم کے بجنے کا حکم دیا طبل جنگ دونون طرف گڑگڑانے لگے
ساحر جگانے لگے ہتھیار صیقل ہوتے تھے بھینٹ دیجاتی تھی اگیار ہو رہی تھی چار پہر یہی
ہنگامہ گرم رہا جبکہ ہندوے فلک پوجا کرکے گنبد چرخ سے گیا اور صنم پرست مشرق
برہمن تھالی ہاتھ مین لیے بتخانہ چرخ مین آیا بمقتضاے ابیات

بربست فلک نقاب انور
چتر شہ شام سرنگون شد

بکشود عروس چرخ زیور
شب در دم صبحدم زبون شد

سپاہ ہر دو سو کینہ خواہ صبح کو بڑے کروفر سے میدان قتال مین آکر صف آرا ہوئی قلب
لشکر مین مہرخ اور باران دونون سمت جلوہ گر تھے کوس حربی بج رہے تھے غرضکہ بعد ترتیب
عرصہ گاہ نبرد ایک ساحر باران کیطرف سے میدان مین نکلکر مبارز طلب ہوا اسطرف سے

بسر خمو نے نکل کر ایک گولا فولادی مارا کہ اوسکے سینے کے پار نکل گیا اسیطرح چند ساحران زمان
مہرخ نے مارا اوسوقت باران کو غصہ آیا اور خود میدان مین آکر سحر پڑھکر طرف فلک کے پھونکا
کہ ایک کوہستان کیطرف سے کالی گھٹا اوٹھی اور ابر آکر لشکر مہرخ پر ہر طرف کو محیط ہوا اور تقاطر
ہونے لگا جسپر بوند پڑی وہ درخت ہوگیا کونپلین اور ہرے ہرے پتے نکل آئے ساحران نامی نے
ہرچند ردِ سحر پڑھا مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی اُسوقت ملکہ بہار جادو گلدستہ لیکر آگے بڑھی باران نے چاہا
کہ یہ سحر جو کریگی تو دیوانہ بنا دیگی پس اڑکر پاس بہار کے آیا اور خاک قبر جمشید اسکے پاس تھی وہ
چھڑک دی بہار بیہوش ہوگئی پھر اوسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ پانی زور زور سے لگا اور
سب لشکری بیہوش ہوکر درخت ہوگئے اور بھگدڑ پڑی سب بھاگ گئے یہ نقارہ فتح و ظفر بجاتا ہوا
پھر اُسکو خیال کیا کہ عیار میرے فراق مین ضرور آئینگے اس لحاظ سے لشکر مین نرہا قریب طلسم
باطن جاکر بزور سحر ایک تالاب بنا کر اندر اوسکے مقیم ہوا لیکن عیارون نے دور سے جو یہ حال لشکر کا
دیکھا تصور کیا کہ رعد و برق محشر کو اب کہان ڈھونڈھین اس سے بہتر ہے کہ چلکر باران کو
مارین یہ تہیہ کرکے چلے ادھر سے صبا رفتار آتی تھی سابق مین بیان ہوا تھا کہ اوسکو عمرو اور
برق بیہوش کرکے اور خود اسکی صورت بنکے واسطے گرفتار کرنے صورت نگار کے گئے تھے
الحاصل یہ بندھی تھی جب ہوشیار ہوئی آیند و روند سے کہا مجھے چور باندھ گئے ہین کھول دو
ایک شخص نے اسے کھولا یہ وہان سے جو چلی تو اوسوقت عیارون کو ملی اور عیار تو تردد مین تھے
ایک طرف چلے گئے لیکن برق نے قریب جاکر کمند ماری صبا رفتار اولجھ کر گری اور گرتی
گرتے بیضہ بیہوشی اُسنے مارا کہ برق بھی بیہوش ہوکے گرا اور ایک ساعت کے بعد برق ہوشیار ہوا دیکھا صبا
رفتار کے گلے مین کمند کا حلقہ پیچ ہوگیا ہے یہ دیکھکر لگا کمند کھولنے کہ خلیفہ کی معشوقہ ہے ایسا نہو مر جائے
جب کمند کھولدی صبا رفتار نے کہا ہائے میرا ہاتھ ٹوٹا برق نے گھبرا کر چھوڑ دیا وہ جست کرکے نکل گئی
برق بھی تدبیر مین قتل کرنے باران کے چلا مگر پہلے عمرو اور ضرغام تالاب پر باران کے پہونچے اور ضرغام
بھاگا تھا کہ اسنے سحر کرکے گرفتار کرلیا سامنے باران کے اندر تالاب کے لایا اُسنے چاہا کہ قتل کرے اوسوقت
ایک نامہ افراسیاب کا اسکے پاس آیا لکھا تھا کہ اے باران جو لوگ تمنے گرفتار کیئے ہین مع مہرخ
وغیرہ کے اونکو کنارے دریاے خون روان کے لیکر آؤ وہان عمرو انکے چھڑانے کو

آئیگا ہم قید کر لینگے اور شیطان علیہ اللعنہ لقا یعنے بختیارک کو طلسم مین بلوائینگے کہ وہ اگر عمرو کو قتل کرین
کسلیئے کہ ہم پہلے بھی شیطان کو بلوا چکے ہین اور اُس دفعہ ہمکو ایک خجالت بھی اونسے ہوئی تھی اب ہم
چاہتے ہین کہ اوس حجاب کو رفع کر دین یہ نامہ جب باران نے پڑھا تالاب سے نکل کر اپنے لشکر
مین آیا اور لشکر کو حکم کوچ کرنے کا دیا اور لشکریان مصرخ کو اسیطرح درخت بنائے ہوے چھکڑون
لادکر گرد پھراچو کی مقرر کرکے مع اپنے لشکر کے روانہ ہوا جب کنارے دریاے خون روان کے
پہونچا بارگاہ لب دریا استادہ کرائی اور قیدیون کو سامنے بارگاہ کے قید کیا یعنے میدان مین چھکڑون سے
اترواکر رکھا اور ضرغام شیردل کو بھی انھین مین بیہوش کرکے ڈال دیا آپ بارگاہ مین بعشرت تمام
بیٹھا لیکن عیار جادوسکی فکر مین چلے تھے جب یہ تالاب سے سحر کے نکل آیا تو عیار بھی اسکے لشکر کے
ساتھ دور دور رہین آکر پہونچے انمین سے جانسوز ایک جادوگر کی ایسی صورت بنکر اسکی بارگاہ
مین گیا جیسے ہی اندر بارگاہ کے پہونچا باران نے پہچان کر گرفتار کر لیا اور سحر سے جہان سب
مقید وہین اُسے بھی قید کرا دیا اور ایک عرضی خدمت افراسیاب مین لکھکر بھیجی کہ خداوند نعمت کے
فرمانے بموجب کمترین قیدیون کو لیکر کنارے دریا کے حاضر ہوا ہی جب یہ عرضی افراسیاب کو پہونچی
اُسنے خمار جادو سے کہا اے ملکہ عنایت سامری سے سب باغی قید ہوے لیکن عمرو اور دو
تین عیار باقی ہین اور عمرو سر تمہارا مونڈ چکا ہے کہ اوسے تم پہچان کر جہان ملے اور جسطرح سے
ہوسکے گرفتار کر لاؤ کہ تم پیش خداوند ایک بار جب شیطان کو لینے گئین تھین تو ذلیل بھی ہوئی تھین
اب اگر عمرو کو لاؤ تو میری اور تمہاری ندامت جاے خمار نے عرض کیا بہت اچھا مین تلاش کرکے
لاتی ہون افراسیاب نے اسوقت خمار کی بہن محمود سرخ چشم سے حکم دیا کہ تم بھی انہی کی ساتھ جاکر
تلاش کرو غرضکہ یہ دونون روانہ ہوئین انکا حال پہلے بیان ہوچکا ہی کہ دونون معشوقہ افراسیاب
کی ہین اور بخوف حیرت وصل منظور نہین کرتی ہین فی الجملہ جب یہ روانہ ہوئین تو دو طرف دونون
جویا عمرو کی چلین اور خمار جب دریا سے پار اوترکر قریب لشکر باران پہونچی صحرا مین جادوگر
بنا ہوا عمرو جاتا تھا اسنے پہچانا اور پکار کر کہا میان جادوگر مزاج اچھا ہے ذرا ٹھہرنا عمرو
نے خمار کو آتے دیکھکر اور یہ کلمات سنکر خیال کیا کہ یہ مجھے پہچان گئی اوسیوقت گلیم اوڑھکر
غائب ہوگیا خمار ہر سمت ڈھونڈھتی پھری جب خوب تلاش کر چکی تھک کر باران کے خیمے

مین آئی اُسنے استقبال کیا اور بہت توقیر کرکے مسند عزت پر بٹھایا مستفسر حال ہوا خمار نے اپنے آنیکا
سبب اور تلاش عمرو کا باعث بیان کرکے کہا کہ مین اب سحر کرونگی عمرو جہان ہوگا آپ چلا آئیگا
مگر ایک چوکی صندل کی منگا دو کہ اُسپر بیٹھکر سحر کرون باران نے ملازمون سے اپنے حکم کیا کہ ایک
چوکی صندل کی لاؤ اور خمار اوٹھکر نہانے دھونے مین مصروف ہوئی مگر عمرو جو گلیم اوڑھکر
غائب ہوگیا تھا آگے جاکر گلیم اوتار دی دیکھا کہ ایک چوبدار کسی طرف جاتا ہی اسکے پاس آکر
پوچھا میان مردے صاحب کہان جاتے ہو اُسنے کہا میری چوکی باران کی ڈیوڑھی پر ہے
اسوقت پہرا بدلاکر اپنے گھر جاتا ہون عمرو نے یہ سنکر ایک پھل اپنی کمر سے نکال کر اسے دیا اور کہا
بھائی اس جنگل مین ایسے پھل ہزارون لگے ہین ذرا کھاکر دیکھو ایسے مزے کے ہین کہ کوئی میوہ ایسا
ہوگا اُسنے یہ تعریف سنکر وہ پھل کھایا اور بیہوش ہوا عمرو نے اُسے غار مین ڈال دیا اور اسکے کپڑے
لیکر اوسی کی ایسی صورت بنکر باران کی درگاہ پر آکر ٹھہرا اسوقت ایک ساحر اندر سے بارگاہ کے
نکلا اس سے پوچھا کہیے کچھ فرمایا ہے اسنے کہا میان مردے ایک صندل کی چوکی حضور مانگتے ہین خمار جادو اُس
بیٹھکر سحر پڑھینگی کہ عمرو آپ چلا آئیگا عمرو یہ سنکر خاموش رہا اور وہ ساحر چوکی لیکر آیا جب اندر بارگاہ
کے چلا عمرو گلیم اوڑھکر اسکے ساتھ اندر آیا اسوقت خمار نہاکر دھوتی باندھکر اس چوکی پر بیٹھی اور
اور اسباب سحر سازی سامنے رکھکر پہلے آگ دھتوری کے پھل دونے مردے کے پتے گوگل دیپ
دھوپ چندن رائی سرسون کے دانے بنولے اور کلچڑیان بھنگ وغیرہ لیکر اگیاری کر کے شراب اور
سور کی بھینٹ دیکر منتر پڑھنا شروع کیا عمرو گلیم اوڑھے اسکے پس پشت چوکی پر آ بیٹھا وہ منتر تو
اسی بات کا تھا کہ عمرو جہان ہو یہان چلا آئے جبکہ عمرو موجود تھا تو وہ کیا تاثیر کرتا کچھ حال عمرو
کا معلوم نہوا سحر نے یہی خبر دی کہ عمرو اسی جگہ ہے آخر ناچار ہوکر کہا اے باران عمرو کا کہین پتا
نہین لگتا اُسنے کہا بھلا وہ ایسا ویسا ہے جو تمہاری سحر سے چلا آئیگا وہ بھی بڑا کامل شخص ہے اُسکی
تعریف خداوند سامری نے سامری نامہ مین تحریر کی ہے یہان تو یہ باتین ہوتی ہین مگر وہان چوبدار کو جو
عمرو نے بیہوش کرایا تھا وہ ہوشیار ہوا لیکن سوچا کہ ابھی مجھپر وہ حالت طاری ہوئی تھی اور ایسی سنسناہٹ
جسم مین اُٹھی کہ جیسے جان نکلتی ہے اور پھر کچھ خبر نہ رہی تھی اب شاید مین مرگیا ہون اور بعد مرگ جو
سنا کرتے تھے کہ آدمی زندہ کیا جاتا ہے وہی کیفیت میری ہے مین اصل مین مردہ ہون یہ سوچکر

ہاتھ اور پانون ملائے گھبرا کر اوٹھا اور غار سے باہر نکلا ہر طرف حیران وار دیکھتا چلا اور خیال کیا
کہ کہین مردہ بھی راہ چلتا ہی یہ سمجھکر لیٹ رہا بعد لمحہ کے اوٹھا کہ ابتو ہوش و حواس درست ہین
چلو یہان کب تک لیٹے رہوگے غرض اوٹھکر چلا مگر اسی طرح برہنہ تھا کیونکہ پیرہن عمرو اوتار نے
گیا تھا یہانتک کہ جب قریب لشکر باران پہونچا ایک دوست اوسکا ملا اُسنے کہا ارے بھائی
ننگے کیون پھرتے ہو اوسکو اور بھی وہم ہوا کہ مین کپڑے پہنے تھا جب سے بیہوش ہوا ہون خود
بھی اپنے تئین برہنہ پاتا ہون اور یہ بھی سنتا ہون مجھے ننگا بتاتا ہے لہذا بیشک مین مرگیا ہون کفن
یقین ہے مجھے نہین دیا تو مین ننگا گڑھے مین کسی نے ڈال دیا پس اپنے تئین مردہ سمجھکر دوست کی
دوست کی بات کا کچھ جواب نہ دیا کہ مردہ بولتے نہین ہین اس آشنا نے آگے بڑھ کر ہاتھ پکڑ کر کہا میان
جواب نہین دیتے ننگے چلے جاتے ہو اُسنے کہا تم مجھے دیکھتے ہو ملاقاتی نے اسکے کہا خوب کیا اندھا
بنایا ہے صریحًا تو سامنے ننگے کھڑے ہو چوبدار نے بھائی مین مرگیا ہون تم دوست ہو تمہین کیا
ستاؤن ورنہ مار ڈالتا دوست اسکا یہ سنتے ہی خوفناک ہوکر بھاگا کہ جابجا طلسم مین ہزارون آدمی
روز قتل ہوتے ہین کیا عجب ہے جو یہ بھتنا ہو یہ سمجھکر وہ تو بھاگا اور چوبدار کا وہم زیادہ ہوگیا یقین واثق
ہوا کہ مین مردہ ہون حاصل کلام وہان سے بہیئت گدائی اندر بارگاہ باران کے آیا وہ اس کیفیت
چوبدار کو دیکھکر بگڑا اور جتنے جادوگرنیان تھین وہ مردہ کو ننگا دیکھکر اوہی اوہی کرکے اٹھ گئین باران نے
اوسے گھرکا کہ ابے او مسخرے بے ادب یہ کیا ماجرا ہے چوبدار نے کہا پہلے یہ تو فرمایئے کہ مین جیتا ہون
کہ مرگیا ہون باران یہ کلام سنکر ہنسنے لگا اور حاضرین دربار مارے ہنسی کے لوٹ گئے اور زیادہ تمسخر
کرکے اوسکو بنانے لگے باران نے کہا قوت واہمہ اسکو بڑھ گئی ہے اور حکما کا مقولہ ہی کہ واہمہ خلاف
ہوتا ہے اور کابوس پیدا کرتا ہے رفتہ رفتہ نوبت بہ غشی اور صفت لذع اور یسح کی حاصل ہوتی ہے
اور یہ صفت کبھی غم و ہم اور کبھی فرط تبسم و مسرت اور کبھی عشق و زیادتی سوداویت سے باختلاف
حرارت قلب واقع ہوتی ہی فی الجملہ اسکو بسبب غم کے یہ حالت طاری ہی یہ کہکر بہ تشفی و دلجوئی قریب
بلا کر حال استفسار کیا کہ تو کس حال مین بسر کرتا ہے اور کوئی سانحہ تازہ تو تجھپر نہین گذرا چوبدار
نے عرض کیا کہ ابھی راہ مین ایک شخص ملا تھا اسنے ایک پھل دیا وہ کھا کر مین مرگیا ہون باران
نے کہا اے خمار دیکھو عمرو نے اسے بیہوش کیا تھا اور فرط تشکیک سے یہ کہتا ہے کہ مین مرگیا

ہون مگر بسا تعجب ہے کہ اتنا قریب عمرو تھا اور تمھارے بلانے اور سحر کرنے سے نہ آیا
یہ کیسا تمھارا سحر تھا خمارہ یہ سُنکر محجوب ہوئی مگر باران نے چوبدار کو جب جانا کہ شبہہ مین گرفتار
ہے واسطے دفع توہم و توحش بیجا حکم دیا کہ لیجاؤ اور اوسکی گردن مارو جلّاد باتیغ برہنہ جب سامنے
آیا اسوقت چوبدار سوچا اگر مین مردہ ہوتا تو انکے سامنے سے غائب ہوجاتا یہ مجھے قتل نہ کرسکتے
لہذا مین زندہ ہون مفت جان جائیگی چاہیے کہ منت کرون یہ خیال کرکے منت اور عاجزی
کرنے لگا باران نے کہا کیون دیکھا جب اسکو خوف دلایا تو قوت ادراکیہ قوت واہمہ پر
غالب آئی اچھا ہوگیا سب مصاحب اوسکے تعریف فراست کرنے لگے اور چوبدار کو کچھ
انعام دیکر سمجھا دیا کہ تجھے عیّار بیہوش کرگیا تھا وہ یہ سُنکر اچھا ہوگیا اور باہر بارگاہ کے آیا
عمرو جو گلیم اوڑھے تھا یہ بھی نکل کر صحرا مین جاکر ٹھہرا اگر خمارہ جو ندامت زدہ ہوئی تھی اُسنے
سحر کیا کہ دھوان پیدا ہوا اس سے کہا اے دود سحر جہان عمرو ملے وہان سے پکڑ لا دود سحر
روانہ ہوا عمرو نے صحرا مین آکر گلیم اتاری تھی کہ دھوان آکر لپٹ گیا اور بگولہ کیطرح چکر دیتا ہوا
لے چلا یہانتک کہ بارگاہ باران مین سامنے خمارہ کے لایا اسنے کہا کیون اے عمرو
تونے ہزارون ساحر مارے میرا سر مونڈا اب کہہ تیرا کیا حال کرون عمرو نے جواب دیا میرا
یہی کام ہے جو روپیہ دے مجھے نوکر رکھے اُسکے ساتھ جانبازی کرون حمزہ میرے
مالک نے اس لیے مجھے بھیجا ہے کہ سالنان طلسم کو قتل و غارت کرون ابھی تم نوکر رکھ لو
تمھارا ویسے ہی حکم بجا لاؤن عمرو نے کہا او زن مکار تو مجھے دم دیتا ہے تجھے افراسیاب کے
پاس لیے چلتی ہون شیطان خداوند بختیارک کی عورت ہے وہ آکر تجھے قتل کرینگے عمرو کی
یہ کلام سنکر ہوش اوڑ گئے لیکن دل کو مضبوط کرکے کہا او غیبانی کیا بکتی ہے مین جانتا ہون
کہ افراسیاب کی اب قضا مجھے وہان لیے جاتی ہے اور تیرا ایک بار سر مونڈا تھا اب کی دفعہ
ناک کاٹونگا خمارہ کو ان باتون سے غضب طاری ہوا اور ایک تھپڑ اور ٹھوکر مارا کہ عمرو بیہوش
ہوگیا اسے چادر مین بطور پشتارے کے باندھ کر کاندھے پر لادا اور باران سے رخصت ہوکر
روانہ ہوئی اور عیّار جو آتے ہوئے تھے انھون نے دیکھا کہ ساحرہ پشتارہ لیے جاتی ہے
لشکریون سے حال گرفتاری عمرو سُنکر اسکا تعاقب کیا چنانچہ ضرغام اور جانسوز تو قید
ہو چلے ہین صرف برق فرنگی اور قران باقی ہین یہ دونون چلے لیکن ایک ایک جانب
مڑ کر دوسرا دوسری سمت راہ مین برق کو صرصر اور صبا رفتار اور تیز نگاہ خنجر زن

عیار چھپے ہوئے تھے اور سب نے گھیرا برق لڑنے لگا مگر وہ تین یہ اکیلا صرصر نے ایک بیضہ بیہوشی مارکر اسکو بیہوش کر کے باندھا اسوقت ایک پنجہ چمک کر برق کیطرح گیا اور تینون عیارہ بچیون کو مع برق کے اوٹھا لیگیا بعد لمحے کے جو عیارہ بچیون نے دیکھا تو ہم صورت نگار کی بارگاہ مین ہین اُنھون نے سلام کر کے کہا آپ نے ہمین کیون بلایا ہے صورت نگار نے کہا اے صرصر تو نے میرے ساتھ جانبازی بہت کی تھی اور مجھے عیارون سے بچایا تھا اوسدن سے مین نے ایک پنجہ سحر کا تیرے ساتھ کر دیا تھا کہ جب تجھے عیار گھیرین وہ پنجہ اوٹھا لائے اور دشمن سے بچالے صرصر یہ سنکر گویا ہوئی کہ ملکہ عالم کی عنایت مین کچھ شک نہین مگر ہم لوگ عیارہ ہین خدا جانے کس فکر مین پھرتے مین کیا کیا تدبیرین کرتے ہین اگر پنجہ یونہین ہمین لے آیا کرے گا تو کام کا ہیکو ہوگا آپ پنجے کو منع فرمائین کہ اب کبھی ہمین نہ لائے ورنہ ہم نوکری سے درگذر صورت نگار یہ باتین سُنکر شرمندہ ہوئی اور پنجہ سحر کو انکے ساتھ رہنے سے منع کیا پھر برق فرنگی پر عتاب و خطاب کر کے کچھ سحر پڑھا کہ یکایک ایک ساحر اوترا ہوا آیا اوس سے کہا کہ اے ظالم تیرہ روسے جاؤ اس مجرم کو بھی لیجا کر وہین قید کر جہان رعد اور برق محشر مقید ہین ظالم بموجب حکم کے برق کو لیکر اوڑا اتفاق سے اوسی صحرا سے ہو کر گذرا کہ جہان باران اوترا ہوا تھا اوس مقام پر قران تھا اسنے ساحر کو دیکھا کہ برق کو پکڑے اوڑا جاتا ہے قران نیچے نیچے بطور اخفا اُسکے ساتھ چلا غرضکہ کچھ دور گیا تھا کہ پھر عیارہ بچیون کو آتے دیکھا خیال کیا کہ اسوقت اِنسے نہ بولو کیونکہ سب قید ہوگئے ہین ایک تم اکیلے باقی ہو ایسا نہو کہ مقید ہو جاؤ یہ تصور کر کے راہ کترا کے چلا ادھر صرصر نے ساتھ والیون سے کہا قران کبھی ہمکو دیکھکر نہین بھاگا لیکن آج راہ کاٹ کے جاتا ہے لازم ہے کہ ہم بھی خبر نہون یہ کہکر ایک طرف کو چلین مگر قران اوس ساحر کی ساتھ آیا اور ایک صحرائے ہول خیز اور وحشت انگیز مین پہونچا وہان ایک گنبد بنا تھا لیکن بہت وسیع مثل قصر عالیشان کے اس ساحر نی وہان اتر کر کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ گنبد مین ایک کھڑکی پیدا ہوا اسمین وہ برق کو لیکر چلا گیا کھڑکی پھر بند ہوگئی قران باہر رہگیا مگر ایک عیار ہی سو چکر صورت اپنی سڑی سودائی کی ایسی بنائی کہ لنگوٹی باندھکر جسم غبار آلودہ کر کے مٹی کا ڈھیلا لیکر بکھاتا ہوا سامنے گنبد کے اکر چیخنے لگا کہ اس گنبد پر کبوتر بیٹھا ہے مگر ہرن نکل رہا ہے ہرن کی دم مین اونٹ بیٹھا ہے گھوڑا ہاتھی بکھاتا ہے چیل لیے جاتی ہے مچھر گدھا سوار ہے بچھو لوہے

اے ادھر دیکھ واہ رے مزدے خوب ناچتا ہے ایک کان پہ سارا مکان ہے سر پہ چارپائی
کھا جاہی ہوا کی رت بھری موت نے بجے جسے قضا گا بہن ہوئی رات نے انڈیا دیا دن سے
جھپکلی سے جوڑا کھایا یہ صدا جو ساحر نے سنی گھبراکر گنبد سے نکل آیا کہ یہ کون ہے جو واہی تباہی
بک رہا ہے آکر جو دیکھا تو ایک مست سا آدمی ہے قریب آکر کہا ارے تو کیا بکتا ہے مفیاذہ عمل
تیار کھاہے قران بولا آنکھیں ہون تو تم دیکھو تم تو اندھے ہو لو یہ ڈھیلا کھالو آنکھیں کھل جائیں
ظالم سمجھا کہ فقیر مست ہے اسکی دی ہوئی چیز سے انکار نچاہیے ڈھیلا لیکر کھایا ظاہر مین وہ
مٹی تھی مگر مزہ مٹھائی کا تھا کیونکہ قران نے بفن عیاری بنایا تھا لہذا وہ سمجھا کہ یہ درویش
صاحب کمال ہے سارا ڈھیلا کھا گیا بیہوش ہوکر گرا قران نے قتل کرڈالا شور و غوغا بلند ہوا
وہ گنبد ٹکڑے ٹکڑے ہوکر غائب ہوگیا قران نے دیکھا کہ رعد و برق محشر و برق فرنگی
والماس پریچہرہ بیہوش پڑے ہین اونکے منہ پہ پانی چھڑکا سب ہوشیار ہوے اور قران
سے کہا آپ کیونکر تشریف لائے اسنے کہا مینے ظالم تیرہ رو کو مارا اور حال لشکر بھی بیان کیا
باران نے آکر سب کو گرفتار کیا ہے سارا لشکر تباہ و برباد ہوگیا ہے یہ ماجرا سنکر برق محشر
نے بغضب تمام کہا کہ جب ہم قید ہوے تو افراسیاب نے باران کو بھیجا کیا ہوا سیاناہجر
اور باران نے بھی اپنے تئین ساحر جانتا ہے سامنے نہ آیا ہونڈھی کاٹنے کو دون لگے
ہین قضا آئی ہے ہمارے سبب سے اور ہمارے ڈر سے باران ہے بھلا اب چلتی ہون
دیکھون حرامزادہ کیا کرتا ہے قسم ہے اپنے ایمان کی کہ جاتے ہی اگر اوسکو نہ مارا تو نام اپنا
برق محشر نہ رکھا یہ کہکر رعد اور برق محشر دونون چلے الماس پریچہرہ کو بیہوش کر کے
قران نے پشتارہ باندھ لیا اور مع برق فرنگی کے واسطے سیر دیکھنے کے لشکر باران
کی سمت روانہ ہوے ادھر افراسیاب نے باران کو لکھ بھیجا کہ سب قیدیون کو دریا کے
اس پار لے آؤ انھین قتل کرین باران نے کشتیان تیار کین ساحرون کو حکم دیا کہ مجرمون کو
سوار کرو اسباب بار کرو حفاظت سے لشکر اترے غرضکہ کنارے دریاے خونخوار کی
کھڑا انتظام کر رہا ہے ہنوز اوتار اکسیکا نہین ہوا ہی کہ برق محشر آکر پہونچی اور رعد جادو
گرجا باران نے دیکھا کہ بجلی چمکتی ہوئی اور رعد گرجتا آتا ہے مارے خوف کے بھاگا مگر رعد
فوراً زمین مین غرق ہوکر قریب اسکے نکلا اور اسطرح چیخا کہ یہ بیہوش ہوکر گرا برق محشر چمککر
گری دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین مین اتر گئی ہنگامہ رستخیز آسا بلند ہوا شور و غل اور تاریکی

اسکے مرنے سے پیدا ہوئی اور سرداران جھرخ اور بہار وغیرہ جو جو درخت ہوگئے تھے بحالت اصل ہوکر سب ہوشیار ہوے اور اسباب سحر تو پاس ہی تھا یعنے میدان جنگاہ سے گرفتار ہوے تھے سب لشکر باران پر گرے بہار نے گلدستہ مارا کہ عالم بہار پیدا ہوا صحرا کے درخت سرسبز و شاداب ہوے چمنہاے طولانی پر اور ریاحین و لالہ ارغوانی ہرسمت ظاہر تھے طایرونکا شاخہاے شجر پہ ہجوم نغمہ سرائی کی دھوم بادِ بہاری کی چال مستانہ طاؤسون کی روش معشوقانہ گلہاے رنگا رنگ کی بہار لب غنچہ سے یہ نغمہ طرب اظہار

غزل

باغ مین آمدِ بہار ہے آج
چشمِ نرگس کو انتظار ہے آج

پا بہ زنجیرِ موج آب ہے کیون
باغ مین سرو جویبار ہے آج

آئے گا گیا کوئی صنوبر قد
قمریون کا نگر شکار ہے آج

نکہتِ گل ہوئی ہے مژدہ رسان
مرکبِ باد پر سوار ہے آج

مین نے پوچھا صبا سے باغ مین کیون
ابرِ نیسان گہر نثار ہے آج

کہا بادِ صبا نے اے نادان
سینۂ دشمنان فگار ہے آج

ساحر لشکر باران کے دیوانے ہوے اور سحر کرنا بھولے او تیر نارنج اور ترنج ناریل وغیرہ پھینکنے لگے جھرخ نے گولے فولادی مارے نافرمان نے پیکان تیر برسائے دم بھر مین دریا خون کنارہ دریاے خونروان کی جاری ہوا لاش پر لاش اور مردے پر مردا گرا شمشیر سحر نے ہزارون کو بیجان کیا خاک خونین غلطان کیا ایک آفت عظیم برپا ہوئی موت نے کسی کو نجات ندی کہ نظم

چنین رفت روشن گر این رستم
ز آئینہ سینہ ام گرد غم

کہ جھرخ روان شد چون آتش زپا
عنان داد بر رخش صرصر نژاد

چو شیر گرسنہ بی پیش رفت
سپاہ ستم پیشہ از خویش رفت

بخون تیغش از بسکہ آلودہ بود
بعینہ ہلال از شفق مے نمود

بہر سو کہ شبرنگ را تاختے
یلان را ز زین سرنگون ساختی

عقاب اجل بال و پر باز کرد
ز تن مرغ جان عزم پرواز کرد

بس تیر جست از کمان آسمان
شد از انجم زخمہا خونفشان

زمین شد ز خون قلزم تیغ خیز
چو قلزم ز دی موجہ اش تیغ تیز

زمینے کجا بجز سے نمود
اگر بود خون بود و خاکے نمود

ایک تن بھی اونمین سے زندہ نہ چھوڑا لیکن کنارہ دریاے سحر کا تھا اُسطرف ساحران نامی اور محافظ دریا رہتے ہین اونکے خوف سے قتل و غارت کرکے بہت جلد اپنے فرودگاہ کیجانب مراجعت فرمائی سواے عمرو کے اور سب عیار راہی ہوکر ہمراہ چلے عمرو کو خمار کرلیگئی ہے حال اونکا مذکور ہوگا لیکن یہ سب جو چلے قتل و قتال کرنے مین ہنگام شب ہوگیا یعنے ماہ منیر لشکر ستارون کا لیکر میدان فلک مین آپہونچا اور نیر اعظم خوف سے روپوش ہوگیا اسوقت مہرخ دس بارہ کوس آچکی تھی کہ راہ بھول گئی یہ مکان سب طلسم باطن کے معلوم دیتے ہین ایسا نہو کہ یہان گرفتار ہوجائین اور طلسم باطن مین قید ہوے تو چھوٹنا دشوار ہوگا بہار نے کہا سچ کہتی ہو جلدی چلو غرضکہ بزور سحر وہ راہ چھوڑ کر دست راست کو چلے اور دس کوس نکل گئے وہان دیکھا کہ قصر عظیم الشان نہایت پرتکلف بنا ہے پردے مخمل کاشانی کے سبز و سرخ و زرد پڑے ہین دروازے صندل کے لگے ہین سائبان زربفتی تمامی کے کھنچے ہین موتیون کی جھالر لگی ہے تکیے کی بڑی تیاری ہے سنہرے روپہلے آفتابے جواہر نگار ہین نہایت طرحدار ہین شیشہ آلات فانوس اور مردنگ اور جھاڑ اور کنول بلورین رنگ برنگ کے اپنے اپنے مقام پر آراستہ ہین کوسون تک سامنے مکان کی کاسہ ہاے بلور باالوان مختلف پیراستہ ہین انمین شجر پھولون کے لگے ہین گل لالہ و نرگس و یاسمن و نافرمان کھلے ہین گرد کوہستان ہے بیچ مین یہ مکان ہے پہاڑون کی دانگ پر طاؤس و تدرو سروش مستانہ خرامان ہین ہر سمت چشمہ ہاے آب روان ہین جاے دلکش و پر بہار ہے چادرین چھوٹتی ہین پانی کوہ سے آبشار ہے کہ ابیات

عمارت کی خوبی درونکی وہ شان	لگی جس مین زربفت کے سائبان
چھتین اور پردے بندھے زرنگار	درون پر کھڑی دست بستہ بہار
کوئی دو سے در پہ اٹکا ہوا	کوئی زہ پہ خوبی سے لٹکا ہوا
وہ مقیش کی ڈوریان سربسر	کہ مہ کا بنا جسمین تار نظر
چھتون کا تماشا تھا آنکھونکا حال	نگہ کو وہان سے گذرنا محال
وہ مخمل کا فرش اُسمین ستھرا اچھا	بڑھے جس سے پاے ہوس کی بنا
رہین کھلتے اوسمین روشن مدام	معطر شب و روز جس سے مشام
مغرق زمین پر تمامی کا فرش	چمک جسکی سے فرش سے تا بہ عرش

زمین کا طبق آسمان کا طبق	سنہرے روپہلے ہون جیسے ورق
در و بام سارے تھے وانکے سفید	ہر اک طاق محراب صبح امید
زمین نور کی آسمان نور کا	جدھر دیکھو ادھر سماں نور کا

سب اِس مقام دلکش اور پر بہار مین بفرحت خاطر ٹھہرے کہ ایک سمت سے صدا آئی اے ساحرو
کہان پھر رہے ہو یہ مقام شہنشاہ طلسم کے رہنے اور سیر کا ہے لازم ہے کہ کسی گوشے مین
رہکر شب بسر کرو مہرخ نے برق محشر سے کہا خدا جانے یہ کسکا مکان ہے اور کس کی آواز
ہے ہمنے تمام عمر یہ جگہ نہین دیکھی یہ جانتے ہین کہ آج طلسم مین پھنس گئے جہانتک ہوسکے
راہ فرار اختیار کرین یہ کہکر بزور سحر سناٹا مار کر اوڑے اور بائین طرف بارہ کوس تک چلے گئے لیکن جہانتک
گئے ویسے ہی مکانات اور کوہستان لالہ زار وغیرہ نظر آیا جب تین منزل گئے اور وہی سامان
دیکھا ناچار تھک کر ایک مقام پر ٹھہرے اور بہار نے مہرخ سے کہا بہن آج کی رات یہین
اوترو دن کو راستہ دریافت کرکے چلین گے اب ایسے ہم بھی جلوا نہین ہین جو کوئی نگل جائیگا
جو خدا چاہیگا وہ ہوگا یہ باتین کر رہے تھے کہ ایک ساحر سامنے سے ظاہر ہوا اور بولا اے
ملکہ مینے تم سبکو پہچان گیا ہون جو تم افراسیاب سے پھر گئین یہان ارام کرو صبح کو چلی جانا
مجھے کچھ تمسے عداوت نہین ہے مہرخ نے پوچھا کہ یہان کچھ کھانے کو بھی ملسکتا ہے اسنے
کہا ہان سب کچھ حاضر ہے یہ کہکر چلا گیا بعد لمحہ کے خوان کھانے کے اور گلابیان شراب
سرجوش کی لیکر آیا مہرخ اور بہار وغیرہ نے پہاڑ کے تختہ ہاے سنگ پر فرش بچھوایا اور بیٹھکر
کھانا کھایا شراب پی اُس ساحر نے پوچھا کہ یہ کونسا مقام ہے اور آپ کون ہین اسنے جواب
دیا کہ یہ کوہ چینی مقام سیرگاہ شہنشاہ جادوان افراسیاب کا ہے اور منزلہا منزل تک
طلسم ظاہر سے تا طلسم باطن اسی طرح کی آرائش وزیبائش سے آراستہ ہے اور دریاے
خون رواں پہاڑ کے ادرے سے ہوکر بہا ہے تم جسجگہ بیٹھی ہو یہ ابھی طلسم ظاہر ہے
اور مین اسی حوالی مین رہتا ہون نام میرا گھرباربجادو ہے الغرض تا دیر وہ ساحر بیٹھا رہا پھر
رخصت ہوکر اپنے گھر گیا اور اپنی ماں صدف جادو سے سارا ماجرا مہرخ کے آنے کا
بیان کیا اسنے کہا اے فرزند تو ان سب کو یہان نہ ٹھہرنے دے ایسا نہو کہ افراسیاب سے
کہ ہمارے حریف کو اپنے گھر مین جگہ دی اس باعث سے غضب مین گرفتار کرلے بیٹے نے
اُسکے کہا وہ آپ سب صبح کو چلے جائین گے ہمکو اونسے کیا کام ہے اور افراسیاب سے کون

کہے گا اور اوسکی خاموش ہو رہی لیکن مخفی اسنے ایک نامہ حیرت کو مشعر بحالات اسجگہ کے لکھکر تیلے کے ہاتھ بھیجا حیرت اس مضمون سے آگاہ ہوئی زمرد جادو وزیرزادی سے کہا باران شائد مارا گیا لیکن شہنشاہ صاحب اقبال ہین کہ مہرخ وغیرہ سب جتنے ہین کوہ چینی پر بیٹھے ہین بھلا وہانسے کہان جائینگے زمرد اور یاقوت نے کہا بلا لون افراسیاب نے سحر سے حکم دیا ہوگا وہ سب کو گھیر کرلے گیا ہوگا غرض نامہ لیکر حیرت طاؤس پر سوار ہوئی اور پاس افراسیاب کے گئی وہان پہونچکر پہلوے شاہ مین بیٹھ کر نامہ صدف پیش کیا شاہ ساحران نے پڑھکر کہا مجھے بھی پتلون نے سحر کے خبر دی ہی کہ باران مارا گیا اور قیدی چھوٹ گئے مگر اب معلوم ہوا کہ کوہ چینی پر ہین خیر مین گرفتار کراتا ہون اور سحر پڑھکر دستک دی ایک ساحر سیاہ فام بدہیئت زشت انجام حاضر ہوا اُسے حکم دیا کہ اے کامل جادو سب باغی کوہ چینی پر ہین انھین گرفتار کرلاؤ وہ ساحر سب حسب الحکم روانہ ہوا پھر دوسرے ساحر صندل جادو سے حکم دیا کہ پانچون عیار بچیون سے جاکر کہدے کہ سمت کوہ چینی جاکر حفاظت کامل کی کرین صندل نے جاکر عیار بچیون سے حکم سنایا یہ بھی روانہ ہوئین ادھر حیرت سے کہا اب ہم چاہ زمرد پر میلا کرکے سب کو غارت کرینگے لہذا تم بھی لشکر مین جاؤ اور ہمارے حکم انتظار کرو حیرت بھی رخصت ہوکر لشکر مین آئی اور کامل جاکر برابر کوہ چینی کے پہونچا اور ایک نعرہ مارا کہ باشیدائے نمکحرام اب کہان بچکر جاؤگے اور ناریل سحر پڑھکر مارا کہ وہ پھٹا چالیس تیلے اوسمین سے نکل کر پکارے کہ اے خیرہ سران قضا تمھاری یہان لائی ہے بہار نے سحر پڑھکر جواب دیا کہ خیرہ سر تم کسے کہتے ہو ہم بندے سامری و زردہشت و جمشید کے ہین اور تابعدار افراسیاب کے ہین کامل نے کہا تم نمکحرام ہوا گر تابعدار ہوتے یہ غضب تمپر نہ آتا اور تیلون نے اشارہ کیا اونھون نے گھیر لیا اور اُسنے دوسرا ناریل مارا کہ مہرخ اور بہار وغیرہ نصف جسم سے زمین مین غرق ہوگئے ہر چند رد سحر پڑھا مگر موثر نہ ہوا تیلون نے ایک زنجیر مین سب کو باندھ لیا اور لیکر چلے برق محشر اور رعد جادو سب سے الگ ایک چشمے کے کنارے سوتے تھے یہ قید ہونیسے محفوظ تھے دفعتاً اُنکی آنکھ جو کھلی وہان سے اوٹھکر آئے دیکھا کہ جہان سب اُترے تھے اب وہان کوئی نہین یہ اُڑکر روانہ ہوئے راہ مین دیکھا کہ سب ایک زنجیر مین بندھے ہین اور ایک ساحر گرفتار کیے لیے جاتا ہے یہ دیکھکر رعد زمین مین غرق ہوکر قریب کامل کے نکلا وہ تو غافل تھا اسنے اس زور سے چیخ ماری کہ بیہوش ہوکر گرا اوپر سے برق محشر

جو جاکر گری دو پرکالے کرتی ہوئی زمین مین اُتر گئی غلغلہ بلند ہوا کہ کشتی مارا نام کامل جادو
بود وہ چالیسون پتلے اسکے سحر کے غارت ہوگئے زنجیر کھل گئی سب چھوٹ گیے اور اپنے
لشکر کی سمت چلی اس ہنگام مین گریبان سحر چاک ہوا اور نیر جہانتاب نے روے روشن
اپنا دکھایا سب کو راستہ نظر آیا ساحر ایک جا جمع ہوکر چلے مگر عیار متفرق ہوگئے کہ جو کوئی
آفت آئیگی تو ہم اعانت کرینگے الحاصل جب یہ روانہ ہوے افراسیاب کو تیلون نے سحر
کے خبر دی کامل مارا گیا اُسنے اسیوقت برق چشمک زن کو بلایا اور حکم کیا کہ جا کر
ایک نمکحرام کو زندہ نہ رکھنا سب کے سر کاٹ کر لانا اگر اسکے خلاف کریگی تو سزا دونگا برق
چشمک زن اوڑی اور بعضب تمام روانہ ہوئی لیکن عیار بچیان جو چلی تھین انھون نے
راہ مین مہرخ وغیرہ کو دیکھا جلد ہی صورت مثل عیارون کے بناکر پاس بہار وغیرہ کے
آئین باتین کرتی ہوئین چلین لیکن بیہوشی کا سفوف آنکھ بچاکر اوڑاتی جاتی تھین راہ کا غبار
بیہوشی آمیز اور گرد ہر ایک کی کے منہ پر جو پڑی سب چھینک مار کر بیہوش ہوے عیار بچیون نے
جادرین عیاری کی بچھا کر دو دو تین تین آدمیون کو اپنے زور و قوت کے موافق باندھا اور
لاد کر لے چلین باقی ماندہ کو کھینچکر صحرا کی جھاڑیون مین چھپا دیا کہ پھر آکر لیجائینگی غرضکہ جب یہ
لے گئین اسوقت برق چشمک زن وہان آکر پہونچی جو پتا کہ افراسیاب نے اُسے
دیا تھا اس جگہ پر کسی کو نپایا ازبسکہ بفرط غیظ وہان سے آئی تھی ایک کوہ پر جو گری اوسکو جلاکر
خاک سیاہ کردیا اوس پہاڑ کے قریب کہین برق فرنگی عیار موجود تھا اوسنے دیکھا کہ ایک
جادوگرنی جسکے بالون کی ایک لٹ سنہری اور ایک روپہلی ہے بجلی بنکر اوس پہاڑ پر گری ہے
اوسیوقت اُسکے قتل پر آمادہ ہوکر ساحر کیصورت بنکر بت گہنے سی تابشانے باندھ کر جھولا گلے
مین ڈالکر اور ان سیاہ مقوے کے بناکر جسم مین لپیٹ کر سامنے اُسکے جاکر پکارا ای ملکہ خیر تو ہے
یہ کیا غصہ ہے برق چشمک زن نے اوسکو ساحر سمجھکر سارا حال بیان کیا اور کہا
مین مجبور ہون شہنشاہ سے کہدونگی کہ مہرخ وغیرہ نکل گئین اگر فرمایئے تو لشکر سے اُنکے
جاکر گرفتار کرلاؤن برق فرنگی نے کہا اے ملکہ تم ایسی ہی ہو لیکن دور سے آئی ہو ذرا ٹھہر
دم لے لو اور میرے پاس کچھ میوہ ہے حکم ہو تو حاضر کردن نوش فرمایئے
برق چشمک زن نے کچھ سوچکر کہا کیا مضائقہ ہے لاؤ ہم تم ایک ہین پرہیز کیا ہے
برق فرنگی نے گری بادام کی اور کشمش پستے وغیرہ بیہوشی آمیز جھولی سے نکالکر سامنے رکھے

برق چشمک زن نے وہ میوہ بغور دیکھا سحر نے خبر دی کہ یہ بیہوشی آمیز ہے اور زہر آلودہ
ہے کھانا نہ چاہیے یہ معلوم کرکے برق فرنگی کو از روے غصہ پنجے مین دابکر اوڑ گئی اور سامنے
افراسیاب کے باغ سیب مین لاکر پہونچایا کہا اور تو کوئی نہین ملا یہ عیار حاضر ہے افراسیاب
سمجھا کہ اسے نزاکت اور امیری کو کام فرماکر سب باغیون کو تلاش نہین کیا ورنہ ملنا کیا
معنے وہ سب تو راہ مین تھے کیا اتنے عرصے مین کہ یہ دونون پہونچی نہین وہ سب اپنے لشکر
مین پہونچ گئے یہ سوچکر بغصہ گویا ہوا کہ مالزادی تجھہ سے مینے تجھسے کب حکم دیا تھا کہ تو صرف
ایک عیار کو پکڑ لائی اور اپنے خالاؤن کو تلاش نہ کرچکی چل دور ہو میرے سامنے سے
اور اس عیار کو حیرت پاس پہونچا دے برق چشمک زن یہ عتاب دیکھکر ڈری اور برق
فرنگی کو لیکر پاس حیرت کے آئی اُسنے خاطر کی کرسی بیٹھنے کو دی اور پوچھا کیونکر اسے
یہ بیان کیا چاہتی تھی کہ ایک ساحر نے آکر عرض کیا کہ عیار بچیان گرفتار سے لادے آئی ہین
حیرت نے زمرد سے کہا جاکر صرصر کے خیمے سے خبر تو لا کہ کس کو لائی ہین زمرد گئی اور جاکر
خبر لائی کہ مہرخ کو مع اُسکے سردارون کے گرفتار کرکے لائی ہے یہ کیفیت برق چشمک زن
سنکر حیرت سے عرض رسا ہوئی کہ شہنشاہ مجھہ سے بسبب نہ گرفتار کرنے باغیون کے خفا
ہین اسوقت صرصر سے ان قیدیون کو اگر دلادیجیے تو مین پاس شہنشاہ کے لاؤن اور خطا
اپنی معاف کراکر سبکو اُنکے سامنے قتل کردون حیرت نے کہا جاؤ تو کیا مضائقہ ہے برق
چشمک زن وہان سے اوٹھکر صرصر کے خیمے مین آئی اور کہا لاؤ مجرمون کو مجھے دو کہ پاس
شاہ طلسم کے لیجاؤن صرصر نے کہا کیا خوب تمھاری تو وہ مثل ہوئی جان دین بی فاختہ اور
کوّے میوے کھائین تم کون گنہگار ونکی لیجانے والی ہم آپ لیجائینگے برق چشمک زن
ایسی باتون سے بہت خفا ہوئی اور گالیان دینے لگی صرصر نے صبا رفتار سے اشارہ کیا
کہ لینا اسکو صبا رفتار نے ایک بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ دھم سے آرہی صرصر نے پشتارہ باندھکر
سامنے حیرت کے لائی اور کیفیت واقعہ سے مطلع کیا صرصر پر حیرت خفا ہوئی کہ اب تیری
یہ مجال ہے کہ شہزادیون کو طلسم کی ذلیل کرتی ہے جلد اسے ہوشیار کر صرصر نے اوسکو ہوشیار
کیا برق چشمک زن ہوشیار ہو کر پکاری کہ اری اوصرصر ابھی جھپک کر گرتی ہون دو
ٹکڑے تیرے ہوتے ہین حیرت نے کہا ہان ہان بی بی حق بجانب ہے اون عیارنیون کے
در سر اپنا ہتھیلی پر لیے پھرتی ہین برق چشمک زن نے جواب دیا کہ تخت پر جو بیٹھی ہو تو سیاہ چادر

آنکھون کے آگے پڑ گئی ہے اپنے اپنے دن سب بھول جاتے ہین یہ دربار ٹھہرنیکا مقام نہین ہے
یہ کہکر اڑکر روانہ ہوئی اور سحر اپنا چلتے وقت برق فرنگی پر سے دفع کرتی گئی اور کہہ گئی کہ اے
صرصر شہنشاہ سے تیرے حال کی خبر کرکے دیکھ تو کسطرح پیش آتی ہون صرصر یہ کلام سنکر
خوفناک ہوئی اور حیرت کے قدم پر گری اسنے سر اوٹھاکر سینے سے لگایا اور کہا تو گھبرا
نہین میرے سر کے ساتھ تیرا سر ہے یہ کہکر برق فرنگی کیطرف مخاطب ہوئی کہ بتلا اب
تیرا کیا حال کرون برق فرنگی نے دیکھا کہ جسم تیرا ملکا ہے اوسوقت تو مسحور نہین معلوم
دیتا ہے یہ سمجھکر کہنے لگا اے ملکہ ہم یہان کیا آئے دو چار کی قضا آئی زمرد نے کہا موئے
کیا بکتا ہے شامتین آئی ہین برق فرنگی نے کہا ہم سچ کہتے ہین جہان ہمارے قدم
آئے دس بیس کا سر کاٹ لیا پانچ چار کو لوٹا اور چلے گئے حیرت کو غصہ آیا اور ترنج اوٹھاکر
چاہا مارے برق جست کرکے اور ایک دھول صرصر کے لگاکر بھاگا صرصر پیچھے دوڑی غلغلہ
ہوا کہ لینا جانے نہ پائے برق جو بارگاہ سے باہر نکلا یہ بھی کہتا چلا ارے یارو بھاگو لشکر
حریف آگیا یہ ہنگامہ سنکر لشکر مین بھگدڑ پڑی دکانین بند ہونے لگین صراف روپے پیسون پر
اوندھے پڑ گئے کہ پہلے ہمین کوئی قتل کرے پھر روپیہ لے عورتین اپنے مردون سے لپٹ گئین
کہ صاحب خدا لیے خیمون سے نہ نکلنا مرد کہ رہے ہین ابھی جو یہان آئیگا تو ہم لڑینگے وہان
جاکر کیا کرینگے غرض ایک تلاطم ہوگیا برق بھاگا ہوا صحرا مین جو آیا صرصر نے آگھیر لیا لگا
نیمچہ چلنے برق نے ایک نیمچہ پٹ کرکے کہ ہاتھ اوسنائی کا نہ کٹے لگایا ہنکنی کی چوٹ پڑی
ہاتھ سے انگوٹھیان اوتر کے گر پڑین برق نے پھر کمند ماری صرصر انگوٹھیان جھک کر اوٹھاتی
تھی کہ کمند مین پھنسی مگر اوسوقت حیرت پنجہ بنکر یہان آئی اور صرصر کو گرفتار ہوتے دیکھکر
جھک کر گری گھبراہٹ ایسی تھی کہ برق جو بھاگا اسکا تعاقب نہ کیا صرف صرصر کو پکڑ لیگئی
لیکن لشکر مین نہ لائی دریائے خون روان کے اوس پار لیگئی برق نے آکر انگوٹھیان صرصر
کی اوٹھا لین اور ساحر بنکر دریا کے پار یہ بھی چلا جب پل پریزادان پر پہونچا دریا بسبب انگشتر
صرصر کے راہ دی لیکن ایک نگہبان دریا پیچھے دوڑا کہ اے عیار وہ انگشتری دیدے جو شہنشاہ
نے صرصر کو عطا فرمائی ہے نہین مین تجھے مار ڈالونگا برق نے ایک انگشتر کہ جسکے نگینے پر
نام افراسیاب کا کندہ تھا اوتار کر پھینک دی اب جو چلا دریا سے شعلے آگ کے نکلنے لگے
اور غلغلہ ہوا راستہ بند ہوگیا برق وہان سے پھرا کہ اب چلکر سردارونکو چھڑاؤن سن تو چکا ہی

کہ صرصر گرفتار کرکے لائی بس صورت اپنی صرصر کی ایسی بنائی اور اوسکے خیمے مین گئی وہان
پشتارے لیے صبا رفتار بیٹھی تھی اوسنے دیکھا کہ صرصر ہانپتی پسینے مین غرق آئی ہے پیچھے
مین دندانے پڑے ہین پھول سپر کے گر گئے ہین اوسنے یہ ہیئت دیکھکر پوچھا ای شہزادی کیا کیفیت
گذری اوسنے کہا یہ غلغلہ تمنے نہین سنا برق فرنگی سے خوب شمشیر زنی مجھسے ہوئی اب لا
دان مجھ مونکو پاس حیرت کے لیجاؤن یہ کہکر پشتارے کھول کر فتیلہ دفع بیہوشی سب کو
دیدیا مہرخ اور بہار وغیرہ جو ہوشیار ہوے صبا رفتار انہین دیکھ کر بھاگی اور یہ دس پانچ
سردار جو ہوشیار ہوے سب حال سنکر تاریخ تریخ پکڑ کر لشکر حیرت پر گرے اسوقت وہ لوگ
تھین عیار بچیان بیہوش کرکے جھاڑیونمین ڈال آئی تھین ہوشیار ہوکر روانہ ہوے اور فوراً
کر یہان پہونچے مہرخ کو مصروف جنگ دیکھ کر ترسول پنسول حربہ ہاے سحر لیکر حملہ آور ہوے
لوگ تو پہلے ہی سے ڈرے ہوے تھے اور سن رہے تھے کہ لشکر حریف آتا ہے اس لڑائی
مین گھبرا کر بھاگے مگر بہادر اور ساحران نامی ملازم افراسیاب سینہ سپر کرکے لڑنے
لگے شمشیر ہر ایک سمت سے بجلی بنکر گرنے لگی اور جوے خون جاری ہوا ہر حباب آسا اوسمین
بہتے تھے دھر غوطے کھاتے تھے کہین آگ برستی تھی کہین بیر غل مچاتے تھے رعد
مین سے نکلکر چیخین مارتا تھا برق محشر چمک چمک کر گرتی تھی آفت عظیم اور ہنگامہ رستخیز
گرم تھا تلوار کی انچ مین گیلا سوکھا سب جلتا تھا اپنا پرایا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا نظم

برآمد بہ مرکب ہنر بر زبان — علم گشت رایات نصرت نشان
ز آواز طبل و فغان جرس — جہان را گرہ شد گلو در نفس
پے جنبید لشکر چو دریا ز باد — بائین کین پروران از عناد
چو رعد خروشان سپہ بید ریغ — ہمی زد بکشت عدو برق تیغ
دلیران ز دشمن چو پرداختند — بغارت گری دست افراختند
غنیمت گرفتند گردان بسے — غنی گشت از سیم و زر ہر کسے

غرض جو لشکر تباہ ہو گیا تھا اور شعاب وجبال مین متواری ہوا تھا یہ ہنگامہ سنکر آنے لگا
اور لشکر حیرت شکست کھا کر پیچھے ہٹ گیا اور مہرخ جو خیمہ و خرگاہ پہلے جنگ باران
مین غارت ہو گیا تھا اور قبضہ لشکریان حیرت مین تھا وہ لوٹ کر اور حاصل کرکے
اپنے مقام فرودگاہ پر آئی بارگاہ فلک پایگاہ نصب ہوئی بازارین آراستہ ہوئین دکانین

کھلین طلایہ پھرنے لگا انتظام ہونے لگا سرداران عالی تبار داخل بارگاہ ہوئے مہرخ سریر
جہانبانی پر بصد فر و تمکین جلوہ فرما ہوئی دربار گرم ہوا جشن کی تیاری ہوئی رقاص پریچہرہ آکر
رقص کرنے لگے ساقی حور رخسار جام بادۂ گلنار لیکر میکشون کو مسرور اور مخمور کرنے لگے سب
عیار بھی عمرو کے سوا بارگاہ مین آئے مہرخ نے خلعت فاخرہ عنایت فرمائے اور عمرو کے لیے
دست بدعا ہوے کہ وہ بھی لے پروردگار پنجۂ خمار جادو سے جلد رہائی پائین اسوقت
برق فرنگی نے کہا مجھے انگوٹھیان صرصر کی ملین تھین اوسمین ایک انگوٹھی ایسی تھی کہ
کہ دریاے سحر نے راستہ دیا تھا لیکن مین اس پاس سبب سے نہ گیا کہ آپ لوگون کو چھڑانا منظور تھا
لہذا اب واسطے چھڑانے کے جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور عیار بھی واسطے تلاش کے روانہ ہوے
مگر وہان حیرت جو صرصر کو لیکر پار دریا کے گئی ایک جگہ ٹھہری اور کہا اے صرصر اسوقت مین
ایسی گھبرائی کہ عوض گرفتار کرنے برق کے تجھے گرفتار کر لائی غرض مین پاس شہنشاہ کے جاتی
ہون ایسا نہو کہ جاکر برق چشمک زن کچھ آتش افروزی کرے اب تم لشکر کی طرف جاؤ
صرصر وہان سے سمت لشکر چلی اور حیرت پاس افراسیاب کے آئی یہان آکر دیکھا کہ برق
چشمک زن نہین آئی معلوم ہوا کہ اپنے ملک کو گئی اسنے سارا ماجرا افراسیاب سے
صرصر اور برق چشمک زن کی لڑائی کا بیان کیا افراسیاب نے کہا مجھے سب کیفیت
پہلے ہی سے بزور سحر معلوم ہے لے حیرت جب ادبار آتا ہے یہی کیفیت ہوتی ہے آپس مین
نفاق ہوتا ہے سمجھ اولٹی ہو جاتی ہے بھلا مین تم سے کہتا ہون اگر برق چشمک زن سکو
مانگتی تھی اسمین کیا حرج تھا اب اچھا ہوا کہ تم تو ادھر آئین وہان برق فرنگی نے سب کو ہوشیار
کردیا ان باغیون نے سارا تمھارا لشکر لوٹ لیا اور بعشرت اسی طرح سے جیسے قبل مین تھے
اپنے لشکر مین بیٹھے ہین دیکھو قیدی جدا چھوٹ گئے اور برق چشمک زن علاوہ رنجیدہ
ہو کر چلی گئی لشکری تمھارے علیحدہ قتل و غارت ہوے یہ بی صرصر کی ذراسی رعونت جتانے
سے خرابیان ہوئین اور تم کیسی منتظم تھین کہ عیار کے کہنے سے آفت برپا ہونے کا خیال نکیا
اگر ہمارے ملازم نمک حلال ہوتے تو یہ سوچتے کہ جیسے ہم مجرمون کو لے گئے ویسے اگر کوئی
دوسرا لیجائے گا تو کیا حرج ہے ان حریفون کو قتل کر ڈالنے سے ہے جسطرح ہو ہلاک ہو جائین
پس یہ خیال کسی کو نہین اب تم جاؤ لشکر بھاگا ہوا پھر جمع کرو مین انتظار مین ہون کہ
خمار اور مخمور گرفتار کرنے عمرو کو گئی مین وہ آلین اور مین شیطان خداوند کو بلا کر عمرو

قتل کرلوں اوروں کی بھی فکر کروں کس لیے کہ سب سے زیادہ سرکش عمرو ہی ہے حیرت
ایسے کلمات سنکر محجوب اور حال تباہی لشکر سنکر بہت جلد وہاں سے روانہ ہوکر اپنے لشکر میں آئی
اور بھاگی ہوئی فوج کو منادی کراکر پھر جمع کیا بارگاہ استاد کرائی بازار کھلی واسطے رفع ندامت
کے حکم رقص وسرود دیا یہاں بھی ناچ ہونے لگا مگر حال صرصر سنیے کہ دریا سے اوتر کر
سوچتی چلی کہ لشکر مہرخ میں چلکر صورت کسی عیار کی بنکر عیاری کروں کیونکہ برق فرنگی
رہا ہو گیا ہے اسنے ضرور بالضرور اپنے سرداروں کو چھڑایا ہوگا الحاصل ایسے خیالات کرکے
صورت اپنی اسنے عمرو کی ایسی بنائی تھوڑی دور گئی تھی کہ چند ساحر ایک جگہ بیٹھے تھے
انھوں نے اسے دیکھکر جانا کہ کوئی عیار لشکر حریف کا ہے یہ جانکر سحر پڑھکر صرصر شمشیر زن
کو گرفتار کرلیا ہرچند اسنے کہا کہ میں عیار بھی ہوں صرصر میرا نام ہے ملازم شاہ طلسم ہوں لیکن
ساحروں نے نمانا اور چاہا سر کاٹ لیں مگر برق فرنگی تلاش عمرو میں جو چلا تھا ادھر آنکلا
دیکھا کہ ساحر ایک عیار کو قتل کیا چاہتا ہے قریب آکر دیکھا تو عمرو کی صورت نظر آئی مگر بغور
دیکھکر پہچانا کہ صرصر ہے دل سے کہا اسکو بھی چھڑا دینا چاہیے استاد کی منظور نظر ہے غرض صورت
اپنی ساحر کی ایسی بناکر پکارا بھائی تمنے بڑا کام کیا جو اس مکار کو گرفتار کیا جلد اسکا سر کاٹ لو
صرصر حیران ہوئی کہ یہ دوسرا دشمن کون پیدا ہوا مگر برق قریب آیا اور کہا اسکی بوٹیاں کاٹ کر
کھاؤنگا اسنے ہزاروں ساحر قتل کیے ہیں پیر اسکا بنانا چاہیے بڑے کام آئیگا یہ کہتا ہوا
صرصر کے نزدیک آکر چپکے سے کہا استانی کہو تو بچالوں منم برق فرنگی اوسوقت صرصر
گویا ہوئی کہ موئے استانی کسے کہتا ہے اور احسان کیا جتاتا ہے اگر میں کہدیتی ہوں کہ یہ بھی
میرے ساتھ کا عیار ہے تو ابھی مارا جاتا ہے برق اسکے اس کلام سے گھبرایا کہ واہ احسان
فراموشی دیکھیے اور اولٹے دھمکاتی ہے مگر بسبب معشوقہ ہونے استاد کے چھڑانا اسکا منظور تھا
اوس ساحر کے پاس جاکر باتوں میں لگاکر بیضۂ بیہوشی مارا اور بیہوش کرکے سر کاٹ ڈالا غلغلہ
گیرودار بلند ہوا صرصر چھوٹ کر بھاگی برق نے پکار کر کہا اپنے ماتھے پر کوئی نشانی بنوا دینا کہ
کی جھنگی استانی کو تاکہ لوگ پہچانیں اور عیاروں اور عیار بچیوں میں فرق معلوم کیا کریں صرصر
نے کہا مونڈی کاٹے مجھسے بھی ٹھٹھے بازی کرتا ہے کچھ کمبختی آئی ہے مثل مشہور ہے مان
چھوڑ موسی سے ٹھٹھا برق بولا کہ استانی خفا نہو مجھسے قصور ہوا لیکن اتنا بتلادو کہ استاد کو
کون پکڑ لے گیا ہے صرصر نے کہا خمار جادو گرفتار کرکے طلسم باطن میں پاس افراسیاب کے

لے گئی ہے اب چھوٹنا ایسی جگہ سے عمرو کا دشوار ہے برق نے کہا خدا مالک ہے
غرض صرصر ایک جانب اور برق اپنی راہ روانہ ہوے۔

پہونچنا شہنشاہ عیاران عمرو بن امیہ نامدار کا طلسم باطن مین پاس افراسیاب کے اور آنا بختیارک کا طلسم مین واسطے قتل کرنے عمرو کے اور عیاری کر کے لوٹ لینا عمرو کا دربار افراسیاب کو اور آوارہ پھرنا طلسم باطن مین اور قتل کرنا ساحران نامی کو وہان کے اور آنا بعد ایک مدت کے لبِ دریاے بہتے اوتر کر اپنے لشکر مین اور مدد کرنا مخمور سرخ چشم کا عاشق ہوکر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بن حمزہ پر عمرو کی اور سیر طلسم باطن عمرو کا کرنا المولف

اے ساقی خوش جمال میرے
اے شعلۂ حسن عالم افروز
اے میرے انیس و یار ساقی
تا چند امید مہربانی
کثرت پہ ہے دل کی بیقراری
کب تک رہین رند تیرے بیتاب
وہ مے کہ ہو ابدار و شفاف
وہ مے کہ نشے مین جسکے ساقی
نیرنگ فسون و سحر سازی
ہے سیر طلسم دل کو منظور
دکھلاؤن بہار باغ مضمون
وہ پھول جھڑین مری زبان سے

اے دلبر ذی کمال میرے
عشرت ہو نصیب تجکو ہر روز
اے میرے وفا شعار ساقی
بے لطف ہے عیش زندگانی
ہے بنت عنب کی انتظاری
اک اور دے جام بادۂ ناب
جسپر کہ یقین مہر ہو صاف
ہو شاہد معنوی ملاقی
اک گردش جام کی ہے بازی
کردے مجھے جام مے سے مخمور
ہو بلبل دل ہر ایک کا مفتون
شرمندہ چمن ہو داستان سے

سرسبز ہو بات میری ایجاہ ‏ — جو دیکھے کہے کہ ماشاء اللہ
ہو شاہد داستان کا وہ حسن ‏ — نکھرے رنگ بیان کا وہ حسن
ہر دل کو رہے دھیان اسکا ‏ — آنکھون مین بنے مکان اسکا
اے جاہ بیان کر و فسانہ ‏ — مشتاق سخن ہے سب زمانہ
از سوزن فکر و نفس عالی ‏ — در رشتہ کشم چنین لآلی

مترجمان نکات اعلائے نیرنگ طرازی و محرران داستان دلبستان عربدہ پردازی توسن خامہ کو میدان فصاحت اور بلاغت مین اسطرح جولانگر فرماتے ہین اور شوخی طبع سے چشم جادو نظران مین جلوہ شاہد معنوی اسطرح دکھاتے ہین کہ جب خمار جادو اس مخمور بادہ ہشیاری مین عمرو بن امیہ ضمری کو خیمہ یاران سے لیکر برو بحر روانہ ہوئی دریاے خون روان سے گذر کر کوہ عقیق سرخ اور کوہ فیروزہ اور کوہ زمرد اور کوہ لاجورد وغیرہ کی سیر کرتی ہوئی چلی کس لیے کہ یہ سب کوہستان اسطرح آراستہ ہین کہ جیسا کوہ چینی کا اول ذکر کیا تھا غرض کہ جب ان مقامات سے آگے بڑھی بیابان زعفران زمین پہونچی یہ جگہ سیرگاہ ملکہ زعفران جادو بھانجی افراسیاب کی ہے بیابان سے تا قلعہ زعفرانیہ طلسم باطن مین یہ ملکہ حاکم ہے اس جنگل مین جو پہاڑ اور چشمہ ہاے آب روان ہین اون کو اُسنے نہایت درجہ آراستہ کرایا ہے مقام دلکش و فرح افزا بنایا ہے خمار اس جگہ ٹھہر کر مصروف سیر و تماشا ہوئی دیکھا کہ منزلون تک اشجار پربہار و گلدار لگے ہین جال موتیون کے پڑے ہین تختے زعفران کے کھلے ہین دانگ کوہ پر عقیق زرد کے نانڈے رکھے ہین درخت نرگس شہلا و نرگس بیمار کے اوسمین چشم خوبان کو شرماتے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ خفتگان خاک چشم براہ انتظار ہین سرو جویبار برلب انہار ہین طائران خوش لہجہ و شیوا زبان شوق دید گل مین مثل ارغنون باصوات دل خراش آہنگ خوش نوائی سے ساز کیے ہوے اور غزالان دشت عکس گلہاے احمر سے قباے یاقوت نگار دربر جست و خیز کرتے ہین وہ صحراے سبز و خورم رشک دہ باغ ارم تھا زینت دہ بہار گلہاے گلشن عالم تھا فصل آذری ہزار جلنے او سبزہ شدا رنگ بہار او سپہر قلعیہ کہ ابیات

سبزہ دمیدہ از چمن سرو ہم از جویبار ‏ — پیک صبا ہر نفس گفتہ سخن بیقرار
لیلی و گل جلوہ گر طرح بطرح دگر ‏ — بلبل مجنون سیر نغمہ گرد بیقرار
سنبل و نسرین باغ ہر دو تر و تر دماغ ‏ — لالہ دل پر ز داغ سر زدہ از شورہ زار

تو سمن اگر یاسمن میل بنرگس کند
چشم شقایق شود از رہ غصہ تار

بلبل بے برگ زادہ بنوا فرزدہ
غنچہ گل گود مید از بن ہر برگ و خار

سوے گلستان ہمین سرو قد نازنین
تا کہ چہ از ما وطین سرزدہ در نوبہار

ایک سمت پہاڑ پر چہل ستون تعمیر تھا اور بر در اسکے بنگلہ جواہر نگین خوبی مین پری کی تصویر تھا پردے زنبورے پڑے تھے فرش مکلف پر مسند باسلک گوہر بچھے تھی اسباب نشاط و طرب مہیا تھا شیشۂ آلات سجا تھا ملکہ زعفران جادو لباس زعفرانی پہنے دست نازک مین چھڑی عقیق زرد کی ایک لال ترشی ہوئی لیے پکھراج کے تخت پر لب نہر بصد انداز جلوہ فرما تھی اور چار سو کنیزین جو رنگ زعفرانی زیب قامت کیے گرد و پیش استادہ تھی ناچ ہو رہا تھا ہنگامۂ انبساط گرم تھا جلسہ سرور مین ہر اک بے شرم تھا نظم

غرض تھی مسند اک جگمگی
کہ تھی چاندنی جسکے قدمون لگی

یہ پھولے سماتے تھے تکیے دھرے
کہ تھے حسن مین وہ سراسر بھرے

بلورین صراحی و جام بلور
دل و دیدہ وقف تماشاے نور

کنیزان سمن رو کی ہر طرف ریل
چنبیلی کوئی اور کوئی راے بیل

شگوفہ کوئی اور کوئی کام روپ
کوئی چیت لگن اور کوئی سیام روپ

کہین چٹکیان اور کہین تالیان
کہین قہقہے اور کہین گالیان

وہ مسند پہ اک نوجوان حسین
کہ تھی غیرت افزاے مہر مبین

نگہ آفت و چشم عین بلا
مژہ دین صفون کو الٹ بر ملا

وہ ابرو کہ محراب دیوان حسن
جھکی شاخ نخل گلستان حسن

وہ رخسار نازک کہ ہو جائین لال
اگر ادنیٰ بوسے کا گزرے خیال

وہ بینی کہ جس کی نہین کچھ نظیر
تھی انگشت قدرت کی سیدھی لکیر

وہ بازو وہ ساعد بھرے گول گول
برابر ہو الماس کے جسکا مول

وہ ساق بلورین وہ انداز پا
پھرے ہر سحر چشم دل مین سدا

الحاصل خمار سیر کنان قریب اس جلسۂ طرب سے جب ہو پچی یک کنیز نے اسے دیکھا اور اپنی ملکہ سے کہا کہ خمار جادو ایک پشتارہ لیے کسی طرف جاتی ہین زعفران جست کر اٹھی اور پکار کر اسسے کہا کہ اے ملکہ خمار جادو ہمارے پہاڑ کے نیچے نیچے جانا اور ہمسے ملاقات نکرنا بڑی بیمروتی ہو واہ کیا کہنا جیسے کبھی کی صاحب سلامت ہی نہتھی خمار نے

یہ صدا سنکر ہاتھہ باندھے کہ اے شاہزادی مجھے ایک کام ضرور کا ہے اسوقت معاف فرمایے
پھر کبھی حاضر ہونگی زعفران نے کہا میرے سر کی قسم گلوری کھاتی جاؤ کھڑے کھڑے ایکجام
شراب پی لو چلی جانا خمار عرض پیرا ہوئی کہ بہت خوب حاضر ہوتی ہون غرض بہار پر آئی
زعفران نے خاطر کرکے اسے بٹھایا اور پوچھا ایسا کیا کام جلدی کا ہے اور یہ پشتارہ کیسا ہے
اُسنے جواب دیا کہ شہنشاہ منتظر میرے ہونگے مجھے عمرو کے گرفتار کرنے کو بھیجا تھا اسے
لیکر جاتی ہون اِس پشتارے مین وہی بندھا ہے زعفران نے کہا شہرہ اوسکا
سنا ہے ذرا مین اُسکی صورت دیکھون کہ کیسا ہے صندل جادو وزیرزادی بھی اُسکی بحید ہوئی
کہا ہان اے ملکہ ذرا پشتارہ کھولیے تو مین بھی دیکھون کہ اِس عیّار کی کیا قطع ہے خمار منت کرنے
لگی کہ حضور یہ بڑا مکار ہے ادھر پشتارہ کھولا اور یہ بھاگ گیا اور یا کوئی مفسدہ اسنے برپا کیا
میری محنت ساری برباد جائیگی شہنشاہ مجھپر اور آپ پر خفا ہونگے اسکو نہ کھولیے زعفران
اسکے انکار کرنے سے آزردہ ہوئی اور کہنے لگی کیا ضرور ہے اسکا ہوشیار کرنا بھلا ہم ایسے لا ئق
کب ہین کہ کوئی ملازم ماموں صاحب کا ہمارا کہنا مانے اچھا بی لیجاؤ جسمین اپنی
بہتری سمجھو وہ بات کرو خمار نے دیکھا کہ ابھی شہنشاہ کی ناراض ہوتی ہے ناچار پشتارہ
کھولا اور عمرو کو ہوشیار سحر دفع کرکے کیا لیکن بیجس و حرکت رکھا کہ بھاگ نہ جائے لہذا عمرو
کی جو آنکھ کھلی اپنے تئین مقام پربہار اور جلسہ حسینان طرحدار مین پایا حیران ہوا کہ مین کہان
تھا اور کس جگہ آیا مگر از بس فطین ہے نہایت ادب سے ملکہ زعفران کو سلام کیا اور لب عجز کو
ستائش و تحسین مین کھولا کہ سامری و جمشید کی پناہ رہے بخت یار اور طالع مددگار ہین دولت
و اقبال غمگسار رہین ستارہ عزت فلک رفعت پر تابندہ ہو اس حقیر سراپا تقصیر کا آج دامن
امید گوہر آرزو سے مالامال ہو جائیگا یعنی مراد دلی حسب دلخواہ پائیگا قطعہ

سالہا شد کہ بخت مسکینم	وعدہ ہا داد گردش گیتیم
چونکہ نگذاشت باغبان قضا	گلے از باغ آرزو چینم

یہ قطعہ اس خوش الحانی سے پڑھا کہ ملکہ بیقرار ہوگئی اور صندل نے کہا حضور سنتے سنا ہے
یہ گاتا بہت خوب ہے اس سے کچھہ گوائیے ملکہ نے خطاب کیا کہ اے عمرو ہم مشتاق ہین اپنا گانا
سناؤ عمرو نے جواب دیا خداوند مین انہین باتون مین بدنام ہون لوگون نے رنڈی بنا رکھا ہے دکادار
سرزندہ جادوگران مشہور کیا ہے حالانکہ مینے کبھی چیونٹی کو بھی نہین مارا مگر ہزار جادو

فرماتی ہین کہ میرا سر مونڈا بھلا ایسی تہمت کا کیا ٹھکانا آپ مجھے گوارے کہین ایسا نہو دو چار سر منڈ جائین خمار کی ناک کٹ جاے دس پانچ قتل ہون اس سے بہتر ہے کہ مجکو جانے دیجیے گانے بجانے کا ذکر نہ فرمایے خمار سر منڈانے کا حال بیان کرنے سے بہت شرمندہ ہوئی اور زعفران خوب ہنسی اور مصر ہوئی کہ اے عمرو کچھ گانا سنانا عمرو نے کہا ملکۂ عالم ایسے وقت مین ہوش و حواس تو درست نہین ہین بی خمار قتل کرانے کے لیئے جاتی ہن ہاتھ پانون مین دم نہین بجبس و حرکت پڑا ہون کیا گاؤن اور کیا بجاؤن یہ کہکر رونا شروع کیا اور ایسی بیکسی سے رویا کہ زعفران بھی رونے لگی صندل نے بہت افسوس کیا اور خمار سے سب بجد ہوئین کہ اسپر سے سحر اُتار لو ہر چند اُسنے کہا کہ لوگو یہ بڑا جعلساز ہے تمکو فریب دیکر چلا جائیگا لیکن کسی نے کہنا اِسکا نہ مانا ناچار خمار نے سحر دفع کیا عمرو اُٹھکر بیٹھا اور بہت دعا ملکہ کو دی ملکہ نے کہا قسم سامری و جمشید کی مین بھی بہت کچھ تجھے دونگی اور افراسیاب سے چلکر خطا معاف کرا کر جاگیر و منصب دلوا دونگی اچھا ہمین گانا سنانا عمرو نے عرض کیا کہ حضور کی خاطر منظور جو کچھ مجکو ہنر یاد ہے ظاہر کرتا ہون مگر ایک بھاری جوڑا اور پشواز جواہر دوز و زیور الماس منگا دیجیے کہ سنگھار کرکے گاؤن بھی اور ناچون بھی اور یہ نہ سمجھیے گا مین چور نہین ہون کہ آپ کا مال لیجاؤن گا اور نہ اُسے بدل لونگا بجنسہ بعد فراغ رقص حاضر کر دونگا ہان اگر آپ کی لونڈی جھوٹے سے سچا بدل لے تو میرا قصور نہین زعفران ہنسنے لگی اور کہا خواجہ تم بڑے ظریف ہو اور لائق صحبت سلاطین روزگار ہو یہ فرمایا کہ حکم کیا کشتیان لباسہاے پُر تکلف آراستہ اور زیور جواہر سے پیراستہ حاضر کرو حسب ارشاد سب چیزین مہیا ہوئین عمرو نے علیحدہ جاکر صورت اپنی ایک جوان طرحدار کی ایسی بنائی اور لباس اور زیور زیب بدن کر کے سامنے آیا ملکہ نے پہلے جو صورت دیکھی تھی تو بہت حقیر اور عجیب الخلقت پایا تھا اوسوقت بعد رعنائی و زیبائی دیکھکر حیران ہوئی کہ کیا قدرت اسکو سامری نے دی ہے کبھی انسان ہے اور کبھی پری ہے دیر تک جمال جہان آرا کو دیکھتی رہی کہ نظم

وہ طرۂ زلف عنبرین بو	شہرہ ہے جہان مین اُسکا ہرسو
ہر طائر دل کے واسطے دام	ہر صبح بہار سے لیے شام
ہر جان کے لیے کمند الفت	آزاد دل کو بند الفت
وہ آئینہ جبین روشن	تھا جو کہ نظر کے زیر دامن

سے ہے جلوہ فروش بہر عالم
یارب دے اوسین ریزش نور

کیونکر نہ اوسے دعائین دین ہم
رونق بخش اوسکو صورت حور

غرض کہ عمرو سازندون سے وہان کی سنگت کرکے پہلے گت ناچا اور دل ارباب محفل کو خوب لبھایا پھر سے بجانے لگا اور خوش الحانی سے غزل و اشعار گانے لگا ہر ایک کو دیوانہ بنایا جب اس غزل کو میر کی گایا

نظم

الٹی ہو گئین سب تدبیرین کچھ نہ دوا نے کام کیا
دیکھا اِس بیماریِ دل نے آخر کام تمام کیا

عہد جوانی رو رو کاٹا پیری مین لین آنکھین موند
یعنے رات بہت تھی جاگے صبح ہوئی آرام کیا

ناحق ہم مجبورون پر تہمت ہے مختاری کی
چاہتے ہین سو آپ کرین ہین ہمکو عبث بدنام کیا

کاش اب منھ سے برقع اوٹھا دے ورنہ پھر حاصل کیا
آگے منہ سے پر اُسے گو دیدار کو اپنے عام کیا

یان کے سفید و سیہ مین ہمکو دخل جو ہے تو اتنا ہے
رات کو رو رو صبح کیا دنکو جون تون شام کیا

ساعد سیمین دونون اُسکے ہاتھ مین لا کر چھوڑ دیے
بھولے اسکے قول و قسم پر ہاے خیال خام کیا

ایسے آہوے رم خوردہ کی وحشت کھونی مشکل تھی
سحر کیا اعجاز کیا جن لوگون نے تجکو رام کیا

میر کے دین و مذہب کو اب پوچھتے کیا ہو اسنے تو
قشقہ کھینچا دیر مین بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

اس غزل کا گانا تھا تمام حاضرین محفل رونے لگے اور مست ہو کر جھومتے تھے اس عرصہ مین گرچرخ چارم نے لباس پر تکلف و زرین کاشانہ مغرب مین جاکر اوتارا اور ناہید فلک کے سامنے شہنشاہ سیارگان نے آکر مجرا کرنا شروع کیا انجمن انجم ترتیب ہوئی یعنے دن گذرا اور رات آئی

ابیات

جب منزل شب مین رہرو روز
گنبد گردون کا تھا جو بے در

لے گوہر شبنم آیا پر سوز
تابان ہوے اوس مین ماہ و اختر

تمام ہوتے ہی تمام صحرا مین روشنی ہوئی قندیلین نور آگین درختون مین آویزان مکانات مین جھاڑ اور کنول روشن تھے بزم مین مردنگون کی دوسری بارہ آراستہ ہوئی شمعدانون پر کنول کے اندر گلاس چڑھ گئے اکثے اور دوشاخے شمع مومی اور کافوری سے منور ہوے عمرو نے قابو پاکر پروانے بیہوشی کے بنے ہوے نکالکر کمر مین رکھے اور کچھ دونون مٹھیون مین لیے بھاؤ بتاتا ہوا جب قریب کسی شمعدان یا مردنگ کے پہونچا مٹھی سے پروانے

شمعون پر ڈالنے لگا یہانتک کہ بعد چند عرصے کے دود بیہوشی بلند ہوا اور ہر ایک کے دماغ
مین سرایت کر گیا سب کا سر پھرنے لگا خیال مین آیا کہ باعث کثرت مے نوشی ہے چاہیے
کہ اٹھکر ٹہلین تاکہ ہوائے سرد سے یہ کیفیت دفع ہو خلاصہ کلام زعفران اٹھی کہ جاکر نہر مین
منھ دھو آؤن مگر ایک قدم آگے بڑھی تھی کہ منھ پر ہوا لگتے ہی بیہوش ہو کر گری صندل اور
خمار اٹھانے کو دوڑین یہ بھی بیہوش ہوئین پھر تو جو دوڑا وہ دنیا سے اٹھا گھڑی بھر کے
عرصے مین ساری سبھا بیہوش ہو گئی ایک عمرو باقی رہگیا کہ اسنے دو پھول اس دوا کے بنے ہوئے
کہ جس سے بیہوشی تاثیر نہ کرے اپنے منخرین مین رکھ لیے ہین واضح ہو کہ اب جہان کہین کہ عیار دود
بیہوشی اڑانے کا آئے تو ناظرین سمجھ لین کہ عیار اپنا دماغ اسی قطع سے بند کر لیتے ہین اب
کسی جگہ تصریح اسکی نہ کی جائیگی الحاصل جب سب بیہوش ہوئے عمرو نے جال الیاسی نکال کر
اشیائے موجودہ بزم بہ مارا اور اسباب لوٹ کر زنبیل مین رکھا اس جگہ نقش بوریا بھی نہ چھوڑا
فرش اور چھت اور پردے چلمنین اور شیشہ آلات وغیرہ سب نذر کرکے کنیزون کا زیور و لباس
اتارا جب سب غارت اور لوٹ چکا تو خنجر لیکر چلا کہ زعفران اور خمار کا سر کاٹ لون
اسوقت افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی کہ خمار اب تک نہین آئی دیکھون ادہر
کیا گذری لہذا معلوم ہوا کہ عمرو بیابان زعفران زار مین سب کو قتل کیا چاہتا ہے اسنے
سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اسکو بھیجا کہ جاکر دست قاتل سے سب کو بچا لے یہان عمرو سر خمار کا
کاٹا چاہے کہ ایک پنجہ زمین سے نکلا اور اسکو لیکر زمین مین غرق ہو گیا عمرو دوبارہ زعفران
کیطرف لپکا کہ اسے ہلاک کرون اوسوقت مخمور سرخ چشم کہ یہ بھی عمرو کو ڈھونڈھنے نکلی
تھی اسکا اول ذکر ہو چکا ہے یہان آئی اور اس ماجرے کو دیکھ کر للکاری کہ باش اے
دزد مکار کیا کرتا ہے عمرو اسکی صدا سنکر چاہتا تھا کہ بھاگے یکایک زمین سے خمار نکلی اور
سحر کرکے اسنے عمرو کو بیحس و حرکت کر دیا اور زعفران کو ہوشیار کیا مخمور نے ابر سحر برسایا
سب کنیزین وغیرہ ہوشیار ہوئین مگر سب برہنہ تھین اٹھکر اندر قصر کے جاکر لباس تبدیل کرکے
آئین زعفران نے سب حال بیہوش ہونیکا سنا اور انجمن کو تباہ و برباد پایا خمار نے عرض کیا
کہ اے ملکہ آپ نے ملاحظہ فرمایا میرا کہنا یقین آیا بڑا فضل کیا سامری نے کہ سبکی جان بچگئی
ورنہ یہ تو اپنا کام کر چکا تھا اور دیکھیے نہ کچھ اسنے کھلایا نہ پلایا باتون باتون مین بیہوش
کر دیا مجھے اسنے جانا کہ یہ شراب وغیرہ کسی کو پینے نہ دیگی اس لحاظ سے شراب کا نام بھی نہین لیا

لیکن نہین معلوم کیا طلسمات کیا کہ سب کو بیہوش کر دیا اسکے وصف سامری نامہ مین لکھے
ہین یہ بہت بلاے بد ہے مکارہ از حد ہے زعفران نے کہا واسطہ سامری و جمشید کا جلد اسکو
یہانسے لیجاؤ اب مین بھی یہان نہ ٹھہرونگی اپنے قلعے مین جاؤنگی ایسا نہو اسکے شومی قدم اور
نحوست ذات سے سارا جنگل آغشتہ بدا روی ہوگیا ہو خمار یہ سنکر رخصت ہوئی اور عمرو کو سحر
بیہوش کر کے پشتارہ باندھ کر لیچلی مخمور نے اسوقت کہا اے خمار اسکا لیجانا دربار افراسیاب
مین اچھا نہین ہے ایک تو یہ کہ ایسا نہو یہ کچھ وہان بھی فساد کرے دوسرے عیارون کو اپنا دشمن
بنانا مجکو بہتر نہین معلوم ہوتا آیندہ تمکو اختیار ہے جان بچنا مشکل پڑ جائیگی لازم ہے کہ اوسکو دریاے
سحر کے پار لیجا کر چھوڑ آؤ اور شہنشاہ سے جاکر کہدو کہ عمرو راہ مین چھوٹ گیا خمار یہ کلمات سُنکر
خفا ہوئی اور کہنے لگی اے بہن مخمور تمہارا طور مجکو بے طور نظر آتا ہے سامری خیر کرین عیارونسے
بہت دھمکاتی ہو اور اونکی طرفداری کرتی ہو خیر تمہارا جو جی چاہے کرو لیکن مین تمہاری
نکرونگی یہ کہکر پشتارہ لیکر روانہ ہوئی مخمور بھی زعفران سے رخصت ہو کر چلی لیکن سوچتی
ہوئی کہ تو نے اسوقت اگر عمرو کو گرفتار کرایا اسکے دل مین کینہ تیرا جاگزین ہوا ایسا نہو کہ تجھے
گزند پہونچائے اور دوسرے تو راز طلسم جانتی ہے عمر طلسم آخر ہو چکی ہے عمرو کسی کے ہاتھ سے
مارا نہ جائیگا بلکہ جو ساحر اس سے بغاوت کریگا وہ مارا جائیگا پس لائق ہے کہ اسوقت عمرو کو
رہا کرکے اور عذر کر لے کہ میرے ساتھ کبھی بدی نہ کیجیئے گا یہ سوچکر پیچھے خمار کے روانہ ہوئی
اور ایک جگہ درہ کوہ مین مخفی ہو کر سحر پڑھا کہ خمار جنگل مین چلی جاتی تھی اسکے سر پر ایک لکہ
ابر کا آکر چھایا اور اوسمین سے تقاطر ہونے لگا کچھ بوندیان خمار پر پڑین وہ یہ تو جانتی تھی کہ مجھپر
کوئی سحر کریگا اس باعث سے بیہوش ہو گئی مخمور نے اکر پشتارہ کھولا عمرو کو ہوشیار کر کے دفع سحر
خمار کر کے کر دیا اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ کنیز پر نظر عنایت رکھیے گا اور حال اسوقت مین
عرض نہین کر سکتی ہون اور نہ اسوقت خمار کو قتل فرمائیے کیونکہ بدنام ہونگی اور نہ مین دریاے
سحر کے پار اوسوقت آپ کو لیجا سکتی ہون کس لیے کہ وقفہ قلیل ہے مین اور آپ پکڑے
جائینگے اس سے بہتر ہے کہ بھاگ جایئے یہ کہکر ایک سمت چلی گئی عمرو بھی بھاگ کر کہین پوشیدہ
ہوا اور مخمور نے دور جاکر سحر اپنا خمار پر سے دفع کر دیا اور اسکو ہوش آگیا اور عمرو کو نہ
دیکھا اور اپنے تئین آپ سے بیہوش ہو جانا جانکر بہت خائف ہوئی اور پر پرواز
پیدا کر کے عمرو کو ڈھونڈھتی ہوئی دریا سے پار اتر کر بارگاہ حیرت مین آئی سارا حال

اُس سے بیان کرکے کہا مین الیلی شہنشاہ پاس نہ جاؤنگی راہ مین کچھ فتور ہے جب تو مین
بیہوش ہوگئی اور دوسرے شہنشاہ مجپر خفا ہونگے کہ عمرو کو کیون نہ لائی خمار یہ ذکر کر رہی
تھی کہ سواری افراسیاب کی بڑی عزم و شان سے یہان آئی کس لیے کہ جب خمار کو
عرصہ آنے مین بہت ہوا شاہ لشکر کی جانب آیا کہ دیکھون وہان کیا رنگ ہے لہذا ملکہ
حیرت نے معہ سرداران کے استقبال کیا افراسیاب نے بارگاہ مین تخت شاہی
پر جلوس فرمایا خمار نے جملہ کیفیت ابتدا سے انتہا تک عرض کی تا اینکہ اپنا آپ سے آپ
بیہوش ہونا اور عمرو کا چھوٹ جانا بھی کہا افراسیاب نے جواب دیا کہ کوئی عیار عمرو
کے چھڑانے کو تمہارے ساتھ دریاے سحر کے پار اُتر گیا ہوگا وہی فکر مین ہوگا تمہین بیہوش
کرکے اسے لے گیا اور یا کوئی دردست عمرو کا طلسم باطن مین ہے کہ اُسنے تمسے غفلت مین
اسکو لے لیا فی الجملہ اگر پار دریاے سحر کے عمرو ہے تو وہان سے رہائی ممکن نہین کوئی سواے
میرے اس پار اوسکو نہین لا سکتا ہان جو کوئی راز طلسم سے اگاہ ہے وہ شائد پہونچا دے
اب ملک بختیارک کو بلانا چاہیے عمرو کو جب چاہونگا بگمان طلسم باطن سے گرفتار کرالیا
جائیگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ جنگل کیطرف سے ایک شیر اور شیرنی دھاڑ و کا مارتے
ہوے بارگاہ مین آئے اونکو ایک نامہ لکھکر دیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند شیطان درگاہ
بختیارک کو طلسم مین روانہ فرمایئے کہ سیر طلسم بھی کرین اور عمرو اپنے دشمن کو بھی قتل فرماین
نامہ شیر کو دیکر پھر سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک عقاب سفید اُڑتا ہوا آکر پہونچا اور سامنے پر
کھول کر بیٹھگیا اوسکی پیٹھ پر ایک چوکی جواہر جڑی رکھ ریسمان سے مضبوط باندہ دی چوکی پر بچھونا
اطلس اور کمخواب دیباے روم کا کر دیا شیر سے کہا سر حد طلسم تک تو اپنی پشت پر شیطان خداوند کو
سوار کرکے لانا پھر وہانسے عقاب پر سوار کرنا کہ یہ اڑکر طلسم باطن مین میرے پاس لائیگا کیسے
کر ظاہر کے طلسم مین عیار ہین وہانسے اڑکر آنا بہتر ہے ایسا نہو کہ انھین کچھ گزند پہونچے الحاصل
شیر و شیرنی نامہ لیکر چلے اور عقاب اوڑکر سمت کوہ عقیق روانہ ہوا پھر افراسیاب بھی
سوار ہوا کہ باغ سیب مین جاکر عمرو کو گرفتار کرائے یہانتک کہ باغ مین پہونچکر وہ بقیہ شب
عیش و آرام مین بسر کی کہ مہمانان خوان یغماے چرخ رخصت ہوے اور میزبان زمانہ نے
خسرو سیارگان کے لیے دسترخوان گرما گرم بچھایا یعنے رات گذری اور دن آیا ابیات

جب اوڑھی عروس نے چادر	نکلا پردے سے شاہ خاور

ثابت وہ جو شب کو تھے ستارے — خورشید نکلتے ہی سدھارے

افراسیاب خواب استراحت سے بیدار ہوکر اورنگ شہی پر کلاہ مہمی سر پر رکھکر جلوہ گر ہوا
چار ہزار ساحران نامی اکر حاضر ہوے اور مجرا کرکے اپنے اپنے رتبے کے موافق بیٹھے اسنے حکم دیا
کہ کچھ جادوگر روانہ ہون اور عمرو طلسم باطن مین آیا ہوا ہے اُسے گرفتار کر لائین ساحر بموجب
حکم کے روانہ ہوے مگر اب حال اُس رہرو جادو عیاری خضر بادیۂ طراری کا سنیے کہ جب مخمور
انہین رہا کرکے چلی گئی اور یہ بھی بھاگے از بسکہ رات کا وقت تھا ایک درخت پر چڑھکر اُس
شب کو بسر کیا ہنگام سحر وہانسے اترکر صورت ساحر کی بناکر آگے کا راستہ لیا جب کئی کوس
رہروی کی ایک مرغزار دلکشا مین گذر ہوا صحراے سبز و خرم غیرت بخش گلزار ارم دیکھا ایک
زینت د ایوان و کسرے و طاق فریدون وہان بنا تھا کہ حصار اوسکا نہایت درجہ
مصفا تھا بیت

زہے صفاے عمارت کہ در تماشائش — بدیدہ باز نہ گردد نگاہ از دیوار

ہزار دروازے اوس منزل عالیشان مین لگے تھے کہ پٹ اُنکے جواہر آگین تھے ہر دروازے
پر چلمین دل صدچاک عاشق کی خرمن آویزان تھین تیلیان اُنکی طلائی مینے کے کام کی کلابتو کی
ڈوریان تھین روبرو چمنستان پر فضا لگا تھا جواہر کے درخت جواہر کے طائر اصل کی طرح
گلشن ہرا بھرا تھا ہر سمت چشمہ ہاے آب شیرین بصد لطافت جاری گلشن مین بروش
مستانہ روان باد بہاری خلاصہ یہ کہ بری تیاری نظم

نقشے مین وہ گلشن نگارین — گلزار ارم سے تھا خوش آئین
گول اسکے ستون ساق حور — چلمن مژگان چشم مخمور
دکھلاتا تھا وہ مکان جادو — محراب سے چشم دور ابرو

مکان کے ایک دروازے پر ساحر تنہا بیٹھا تھا عمرو اسکو دیکھکر راہ کاٹ کر اور طرف چلا گر
جدھر گیا اور جہانتک گیا وہی مکان ملا اور اسی ساحر کو بیٹھے دیکھا ناچار پھر ایک طرف
قدم زن ہوا اسوقت وہ ساحر پکارا کہ ارے تو کون ہے جو یہان آیا ہے یہ مقام سیرگاہ
شہنشاہ ساحران عالم افراسیاب کا ہے عمرو نے یہ صدا سنکر جواب دیا کہ بھائی کیا مین
نہین جانتا ہون کہ یہ جگہ شاہ طلسم کی ہے مگر مین کام کو جاتا ہون ساحر نے کہا اس جگہ کو
ہزار در کہتے ہین جو شخص ادھر سے گذرتا ہے وہ نشانی لیکر آتا ہے اور مجھے دکھلاتا ہے اوسوقت اسکو

راستہ ملتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص واقف کار رہنے والا طلسم باطن کا ہے غرضکہ
اگر تیرے پاس نشانی ہے تو جہان جی چاہے جا اور جو نشانی نہین ہے تو البتہ تو غیر ہے تیرا
گرفتار کرنا زیبا ہے عمرو اس گفتگو کو سنکر ہنسا اور کہنے لگا تو بڑا بیوقوف ہے بھلا کوئی بھی بغیر
نشانی یہان آتا ہے یا مین ہی آتا نشانی میرے پاس موجود ہے اوس ساحر نے کہا مین
دیکھون عمرو غبار بیہوشی کا مٹھی مین لیکر اسکے پاس گیا اور کہا لو دیکھو وہ جھک کر دیکھنے
لگا عمرو نے غبار بیہوشی منھ پر اوڑا دیا کہ تمام آنکھ اور منھ اور ناک مین بیہوشی بھر گئی اور بیہوش
ہو کر وہ گرا عمرو نے کپڑے اوسکے اوتار لیے اور اسے چمن مین اور زیادہ بیہوش کر کے کسی جگہ
چھپا کر آپ اوسکی ایسی صورت بنکر مکان کے دروازے پر بیٹھا کچھ دیر اوسے گذری تھی کہ سامنے
سے ایک اژدر آتش فشان پیدا ہوا اوسپر کا تھر اکھلی تھا اور ایک ساحر اور ایک ساحرہ
سوار تھی کندل دونون کے کانون مین پڑے تھے صندل کے قشقے ماتھے پر دیے
تھے دونون اژدہے پر سے اوتر کر سیر مین مشغول ہوئے عمرو نے نہیب دی کہ ارے تم
کون ہو لاؤ نشانی مجھے دکھاؤ پھر قدم آگے بڑھاؤ ان دونون نے یہ سنتے ہی اپنی جھولی
سے پرچہ کاغذ کا نکال کر عمرو کو دکھایا اوسنے دیکھا کہ اوسپر تصویر افراسیاب کی بنی ہے
سمجھا کہ یہانکی یہی نشانی ہے خاموش ہو رہا وہ ساحر سیر کر کے ایک سمت کو چلے گئے اون کے
بعد پھر ایک جادوگر اور جادوگرنی آئی عمرو یہان کے آئین سے بخوبی تو واقف نہین تھا
اور دستور یہانکا یہ ہے کہ جو ساحر معزز قریب و عزیز شاہ طلسم ہے اوسکے لیے کچھ سند اور
نشانی کی ضرورت نہین ہے بلکہ جب کوئی ایسا شخص جلیل القدر یہان آتا ہے تو دروازے
پر مکان کے بیٹھنے والا اوٹھکر تعظیم اسکی بجا لاتا ہے اور دونون ہاتھونسے سلام کرتا ہے
اسوقت یہ ساحر اور ساحرہ جو آئے معززان طلسم سے تھے عمرو اسطرح طالب نشانی ہوا اور
اونکی تعظیم بجا نہ لایا انھون نے سحر پڑھکر فوراً اوسکو گرفتار کیا عمرو نے کہا خیر تو ہے مجھے
کیون قید کیا ہے میرا کیا قصور ہے ساحر نے کہا تو نے دستور کے بموجب ہماری تعظیم نہین کی
عمرو نے جواب دیا کہ دستور مجھے کیا معلوم نہین لیکن میرے دونون گھٹنے شدت سے
دکھتے ہین اوٹھا بیٹھا مشکل سے جاتا ہے اور ساحرہ کیطرف مخاطب ہو کر کہا کیون آپنے
ملاحظہ کیا ہو گا کہ مین کھڑا ہوتا تھا لیکن گر پڑا اوٹھا نہین گیا ساحرہ نے عمرو کے آنکھ ملا
کے کہنے سے اور اوسکے گواہ بنانے سے کہا ہان ہان مینے دیکھا تھا کہ یہ اوٹھتا تھا مگر اوٹھا نہین گیا

ساحر نے اپنی زوجہ کی بات تصدیق اور عمرو کو چھوڑ دیا مگر پوچھا کہ اچھا دوسرا آئین تو نے کیون
نہ ادا کیا عمرو نے جواب دیا کہ مارے درد کے ہوش و ہواس میرے درست نتھے مجھے یاد نرہا
اوسنے کہا اب یاد ہے عمرو بولا ہان یاد ہے وہی تعظیم و تواضع کرنا ساحر نے کہا اور دوسری
بات عمرو نے سوچ کر کہا اے توبہ دیکھیے ابھی یاد تھا کیا سہو مزاج مین ہو گیا ہے کہ ذرا سی
بات یاد نہین رہتی ساحر نے کہا اب یاد رکھنا نہین موقوف ہو جاؤگے روزگار جاتا رہے گا
وہ بات یہ ہے کہ دونون ہاتھون سے سلام کرنا عمرو نے عرض کیا واہ واہ یہ تو مین پہلی ہی
عرض کر چکا تھا کہ تعظیم و تواضع بس تواضع مین سب باتین آگئین آپ نے خود مجھے اسوقت
چکر مین ڈالا غرض وہ دونون بھی سیر کرکے چلے گئے اُنکے جانے کے بعد یکایک آندھی آئی
اور ہر طرف اندھیرا ہو گیا بعد لمحہ کے ایک ساحر طویل قامت مہیب صورت ظلمات سیہ
فام جادو نام یہان آیا عمرو نے جانا کہ یہ کوئی بڑا زبردست جادوگر ہے تعظیم کرو ایسا نہو
کہ یہ بھی کچھ پرسش کرے یہ سمجھ کر اپنی جگہ سے اوٹھکر دونون ہاتھ سر پر رکھکر رسم سلام بجا لایا
ظلمات بہت خوش ہوا اور دس روپے انعام دیے عمرو روپے لیکر سوچا کہ بن پڑے
تو اسکو قتل کر دیہ سوچ کر کہا سرکار آئیے کوئی لحظہ تشریف رکھیے ظلمات یہ کلمات سنکر گھورنے
لگا اور کہا آج تو نے خلاف دستور بات کیون کی مجھے بیٹھنے کو کیون کہا عمرو نے جواب دیا بیشک
خطا تو ہوئی معاف فرمائیے اور آپ چلے جائیے ظلمات نے کہا یہ کہنا بھی خلاف قانون
ہے جب میرا جی چاہے گا جب جاؤنگا عمرو دل مین سوچا کہ یہان بات کرنا مشکل ہے خاموش
ہو رہو بس چپ ہو رہا وہ ساحر بھی سیر کرکے روانہ ہو گیا بعد کچھ عرصہ کے ایک نازنین عورت
پری پیکر صاحب حسن و جمال فلک خوبروئی کی ہلال غیرت وہ ماہتاب رشک خورشید جہانتاب
گھوڑے پر سوار پیشواز پہنے دامن پیشواز کاندھے پر ڈالے لباس پرتکلف اور زیور مرصع زیب
قامت کیے یہان آئی اور عمرو سے پوچھنے لگی کہ اے ساحر جادو ادھر سے کوئی ساحر تو نہین
گیا ہے عمرو نے کہا مین نہین جانتا اُس نازنین نے سحر کرکے عمرو کو گرفتار کرکے اپنے
گھوڑے پر بٹھا لیا اور کہا اب تیری بھی یہ مجال ہوئی کہ ہم بات پوچھین اور تو کہے مین نہین جانتا
مین تجکو سامنے شہنشاہ کے لیجا کر سزا دونگی یہ کہکر گھوڑا بڑھا کر چلی عمرو اسکے پیچھے تو بیٹھا ہی
تھا کمند کا حلقہ اوسکی گردن مین پھنسا کر جھٹکا مارا کہ حلقہ کھنچی ہوا فوراً خنجر سے سر کاٹ ڈالا العیاذ باللہ
وہ ہنگامہ قیامت آسا بلند ہوا کہ زمین تھرائی کوہ و دشت مین وہان تزلزل واقع ہوا عمرو گھوڑے پر

سے کود کر بھاگا اور ایک پہاڑ پر چڑھکر درخت پر چڑھا اتفاق سے وہان درخت سب آم کے
تھے اسکے پتے توڑ کر آشیانے کیطرح اپنے بیٹھنے کیجگہ بنا کر چھپ رہا لیکن سر اوس ساحرہ کا جسکو
ابھی قتل کیا ہے اوڑتا ہوا باغ سیب مین پاس افراسیاب کے گیا اور پکارا کہ مجھے
عمرو نے مارا افراسیاب شعلۂ فرداغ غضب سے ہو گیا اور ایک ساحر ذوفنون جادو
نام سے حکم دیا کہ عمرو مقام ہزار درہ مین ہے جلد اوسکو گرفتار کر لا ذوفنون اسیوقت
روانہ ہوا اور جاے مذکور پر پہونچکر متلاشی پھرنے لگا یہانتک کہ اوس پہاڑ پر جہان عمرو
درخت پر مخفی تھا آکر ہر سمت تجسس کنان ہوا عمرو نے درخت پر سے دیکھا کہ ایک ساحر ہر سمت
پھرتا ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ کسیکو ڈھونڈھتا ہے یہ معلوم کر کے جب وہ تلاش کرتا ہوا دور
گیا عمرو نے درخت سے اوتر کر زنبیل سے اپنی صورت کا پتلا نمدے کا نکالکر ایک درخت کے
نیچے چادر اوڑھا کر لٹا دیا اور آپ پھر درخت پر چڑھ کر پتون کے آشیانے مین چھپ رہا بعد لمحے کے
ذوفنون جو ادھر آیا دیکھا زیر درخت کوئی چادر اوڑھے سوتا ہے اسنے پہلے سحر سے حصار کر دیا
اور بجس و حرکت بنا یا کہ ایسا نہو کہ اوٹھکر فرار ہو جاے پھر قریب آکر چادر ہٹا کر صورت
دیکھی ازبسکہ عمرو مشہور بہت ہے اس باعث سے سب ساحر تصویر اسکی پاس رکھتے ہین
یہی تصویر لیکر مطابق کی عمرو کی صورت شناخت کر کے خوش ہوا اور پنجے مین دابکر
اڑتا ہوا خدمت افراسیاب مین آکر عرض پیرا ہوا کہ اسکو بڑی مشکل سے جال سحر کا لگا کر
مین گرفتار کر لایا ہون حاضران دربار نے تعریف اسکے سحر کی فرمائی شاہ نے حکم دیا کہ اسکو
ہوشیار کر داوسوقت اُسنے سحر اپنا دفع کیا اور ہر چند پتلے کو جھنجھوڑا مگر وہ ہوشیار نہوا اس
ساحر نے اوٹھکر غصہ کر کے لات ماری کہ حرامزادے دم چرائے پڑا ہے اوٹھتا نہین ہے
لات اوسکے پیٹ مین پتلے کے گھس گئی پھر تو سب حیران ہوے اور افراسیاب نے
پانی چھڑکوایا کاغذ وغیرہ پھٹ گیا غرض معلوم ہوا کہ پتلا نمدے کاغذ سے منڈھ دیا ہے
افراسیاب نے کہا اب اہل دربار مجھسے مضحکہ کرتے ہین اور پتلے عمرو کی صورت کی بنا لاتے
ہین یہ کہکر ذوفنون کو مار کوٹ اور بے عزت کرا کے دربار سے نکلوا دیا اور دوسرے ساحر داناؔ نام
جادو سے حکم دیا کہ تو جا کر عمرو کو لا یہ ساحر عقلمند بہت ہے سوچا کہ عمرو کا ملنا غیر ممکن ہے ایسا
نہو کہ مین جاؤن اور ذوفنون کیطرح ذلت حاصل ہو اس سے بہتر ہے کہ شاہ سے کوئی حیلہ کرون
یہ تجویز کر اوسنے عرض کیا کہ اے شہنشاہ نصفت نشان عمرو مرد عیار ہے اور عیار کو عیار خوب پہچانتا

کر سکتا ہے آپ صرصر کو بلا کر حکم دیجیے کہ کسی ساحر کو ہمراہ لیجاے اور پہچانکر اوسے گرفتار
کرادے افراسیاب کو یہ رائے بہت پسند آئی اور ایک پنجہ سحر روانہ کیا کہ جہان کہین صرصر
ہو اوسکو اوٹھا لائے پنجہ روانہ ہوا مگر اب حال صرصر سنیے کہ جب زبانی خمار کے حال گرفتاری
عمرو اُسنے سُنا صورت اپنی شل عمرو کے بنا کر بارگاہ مہرخ مین آئی یہان سب سرداران
نے جب سے سُنا تھا کہ عمرو طلسم باطن مین قید ہوگیا ہے نہایت درجہ مغموم تھے
اور بہر رہائی دست دعا بدرگاہ کبریا بلند رکھتے تھے اسوقت صرصر کے آنے سے بہت
خوش ہوکر اوٹھے اور عمرو سمجھ کر بغلگیر ہوے اور کہا خواجہ خداے تعالےٰ نے آپ کو وہانسے
رہائی دی صرصر نے براہ مکاری کہا کہ مین ہی ایسا تھا کہ ساحرون کو فریب دیکر وہانسے
چھوٹا خدا نے دوبارہ میری زندگی کی اگر دوسرا ہوتا تو ہلاک ہوجاتا یہ کہکر کہا عیار کہان
گئے ہین اونھین بھی دیکھنے کو دل چاہتا ہے مہرخ نے جواب دیا کہ آپ کے ڈھونڈھنے
کو گئے ہین آتے ہونگے یہ کہکر تصدقات بہت سے صرصر پر سے اتروا کے ارباب نشاط
کو بلوایا ساقیان مہ لقا حاضر ہوے جام مے گلفام گردش مین آیا ناچ ہونے لگا صرصر
اپنے ہاتھ سے اہل انجمن کو شراب پلانا شروع کیا اور نگاہ بچاکر داروے بیہوشی پیمانہ و ساغر
مین ملا کر ہر ایک کو دیا کہ سب بیہوش ہوے اسنے خنجر نکال کر چاہا کہ سب کے سر کاٹ
ڈالون عمرو بھی گرفتار ہوگیا لشکر کا خاتمہ مین کردون جیسے ہی آگے خنجر لیکر چلی تھی کہ پنجہ
افراسیاب کا بھیجا ہوا آگرا اور اوسکو اوٹھالے گیا اوسوقت برق فرنگی جو صحرا پھر کر
لشکر مین آیا سنا کہ عمرو آئے ہین خوش ہوکر بارگاہ مین گیا دیکھا کہ ساری محفل بیہوش پڑی
ہے اور بیترہ صرصر کا بنا ہے سمجھا کہ غضب ہی ہوگیا تھا اسنے سب کو ہوشیار کیا اور کہا یہ
کیا ماجرا گذرا سب نے حال بیان کیا اُسنے کہا اب جو یہان آیا کرے اول بزور سحر دریافت کرلیا
کرو پھر آنے دو اسوقت خدا نے بچایا ورنہ سب کا خاتمہ تھا فی الجملہ یہان تو سب مصروف
عیش ہوے لیکن پنجہ صرصر کو سامنے شاہ طلسم کے لایا اُسنے شہنشاہ کو مجرا کیا اور بہت
افسوس کے ساتھ عرض کنان ہوئی کہ مین اسوقت سب نمک حرامونکا کام تمام کرچلی تھی
اور جملہ کیفیت معرض بیان مین لائی افراسیاب نے کہا اے صرصر ان باغیون کو جس
وقت مین چاہون ایک آن واحد مین غارت کردون لیکن ضرورت شدید عیارون کے
قتل کی ہے اور اوس مفتری جلساز عمرو کا گرفتار کرنا مقدم ہے تو جا کر پہچانکر گرفتار کرلا

صرصر سلام کرکے بموجب ارشاد روانہ ہوئی مگر کیفیت عمرو کی بیان ہوتی ہے کہ یہ درخت پر سے
اوتر کر پہاڑ کے نیچے آیا اور آگے چلا راہ کا ملنا دشوار تھا کوہ و دشت طلسم مین آوارہ پھرتا تھا
کبھی کنارہ دریاے سحر کے جا کر تدبیر اوترنے کی کرتا مگر ممکن نہ ہوتا ناچار پھر کر اور سمت جاتا
ہزارہا مکان اور باغات ساحرون کے دیکھتا اور ساحرون کو دربار مین پھرتے چلتے پاتا
اونسے اپنے تئین چھپاتا روانہ تھا یہانتک جاتا صحراے عجائبات اور طائر اور درندو گزند اور
چوپاے انواع اقسام کے دیکھتا نہ اسنے کبھی ایسے جنگل دیکھے تھے اور نہ اس طرح کے طائر
اور جانور نظر سے گذرے تھے غرضکہ اسیطرح سیر کنان ہوشیار ی تمام ایک جگہ پہونچا وہان
دیکھا کہ پانچ ساحر وضع بہنے پگڑیان باندھے تمغے گلے مین طلائی ڈالے جواہر کے
کڑے اُنکے ہاتھون مین پڑے لباس پر تکلف پہنے کہین جاتے ہین عمرو نے اُنہین
دیکھکر تجویز کیا کہ مال اور لباس انکا لینا چاہیے بس فی الفور کسی گوشے مین ٹھہر کر ایک ضعیفہ
عورت کی صورت بنا اور ایسا کبرسن اپنے تئین بنایا کہ سر ملتا ہوا لاٹھی ہاتھ مین گرہ پاپچون مین
دی ہوئی چادر محمودی کی اوڑھے دونا مٹھائی کا لیے آہستہ چلکر پکارا کہ بیٹا ذرا ادھر آؤ
مجھ غریب کا کام کرتے جاؤ وہ پانچون کچھ آگے بڑھ گئے تھے اسکی صداے حزین سنکر پھر
دیکھا ایک بڑھیا پکار رہی ہے محتاج جانکر اسکے پاس آئے اور کہا بڑی بی کیا کہتی ہو اسنے
کہا بیٹا گھر سے یہانتک اس عالم ضعف و ناتوانی اور بڑھاپے کے ڈھونڈھتی ہوئی آئی
کوئی نذر دینے والا نہین ملتا تم ذرا اس شیرینی پر سامری و جمشید کی نذر دیدو ساحرون نے
مٹھائی لے کر نہایت ادب کے ساتھ کچھ پڑھکر اور ڈنڈوت کر کے کہا لو نذر ہوچکی عمرو
نے دو دو ڈلیان پانچون کو دین کہ اتنا تبرک تم بھی لیتے جاؤ انھون نے وہ لے کر وہین
کھا لین کہ ذرا سے کے واسطے کہان باندھین کیا لیجائین جب کھا چکے بیہوش ہوکر گرے
عمرو نے اُنکے کپڑے اور کڑے اور تمغے وغیرہ جو کچھ انکے پاس تھا سب لے لیا
اور تمغہ جو پڑھا لکھا تھا کہ ملازم و خدمتگار افراسیاب جادو معلوم ہوا کہ خدمتگار مالک
طلسم کے ہین عمرو نے ایک رقعہ لکھکر انہین سے ایک کے گلے مین باندھ دیا مضمون
اسکا یہ تھا کہ منم ریش تراشندہ کافران و برندہ جادوگران عمرو بن امیہ او حرامزادے
افراسیاب خیریت اسمین ہے کہ مجھے دریاے سحر کے پار بھجوا دے ورنہ سارا طلسم
برباد کردونگا ہزارہا ساحران نامی مار دونگا مکانات اور باغ لوٹون اور غارت کردن گا

ور بے وقوف کوئی اپنے دشمن کو گھر مین بلاتا ہے میرے یہان رہنے مین سارے طلسم مین بد
نتظامی اور بدعملی ہوجائیگی سواے بدتری کے کوئی بہتری کیصورت نظر نہ آئیگی آیندہ تجھے
ختیار ہے الحاصل جب رقعہ باندھ چکا اب کسی جگہ چھپ کر بیٹھ رہا بعد کچھ عرصہ کے ساحر
ہوشیار ہوے اور اپنے تئین برہنہ دیکھکر سمجھے کہ وہ بڑھیا بلا تھی کہ ہمارا مال لیگئی یہی غنیمت
ہوا کہ جان چھوڑ گئی شکر سامری کرتے ہوے چلے کہ ایک نے اس سے کہا جسکے گلے مین رقعہ
بندھا تھا کہ یہ کاغذ تمھارے گلے مین کیسا ہے اسنے یہ سنکر کاغذ کھولا اور لیکر پاس افراسیاب
کے آیا سب حال کہا اور رقعہ دیا وہ پڑھکر غضبناک ہوا مگر کیا چارہ تھا پیچتاب کھاکر خاموش
ورہا مگر عمرو پھرتا ہوا دوبارہ کنارے دریاے خون روان کے گیا اور چاہا جست
کرکے ادھر جاؤن یہ سوچکر پہلے ایک پتھر پھینکا وہ اُلٹا پھر آیا اور ایک پاٹ دریا کا بڑھگیا
اور شور عظیم پیدا ہوا ایک ایک موج برابر کوہ کے اوٹھنے لگی عمرو بھاگ کر ایک درہ کوہ
مین چلا گیا اور صورت اپنی پنڈت کی بنائی قشقہ دیکر دھوتی زانو تک کی باندھ کر پوتھی لیکر
بیٹھا لیکن صرصر جو فکر مین عمرو کے ڈھونڈھتی چلی راہ مین مخمور سے ملاقات ہوئی
اُسنے پوچھا کہ بی بی صرصر کہان جاتی ہو اسنے جواب دیا کہ ایک کام ضرور کا ہے اُسکے
بیچاننے کو مخمور سمجھ گئی کہ سواے گرفتاری عمرو کے اور کیا کام ہوگا مگر یہ ٹال کر طرف
دربار کے چلی گئی اور صرصر پھرتے پھرتے وہان پہونچی جہان عمرو پنڈت بنا ہوا بیٹھا
تھا اُسنے دیکھتے ہی پہچانا اور کہا پنڈت صاحب مزاج اچھا ہے کہیے آپ کے بچاؤ
مین اسوقت کیا نکلتا ہے قید ہوجاے یا کھلے بندھن پھرے گا عمرو یہ گفتگو سنکر سمجھگیا
کہ یہ تجھے پہچان گئی سنبھل کر گویا ہوا کہ اے صرصر مجھ ایسے غریب اور بیچارے پر رحم
کھانا چاہیے کہ دور از احتیاب بے خانمان و آوارہ ہون غریب الدیار اور محتاج و بیچارہ
ہون ایسی جگہ پھنسا ہون کہ بمقتضاے

بیت

ہر پھیر کے دائرے ہی مین رکھتا ہون مین قدم	آئی کہان سے گردش پرکار پانو مین

صرصر نے کہا تم ایسے بیچارے محتاجون پر رحم کیا جاے تو طلسم کیسا ساحران عالم تباہ
وہ برباد ہوجائین تم مسافر ہو یا دعوے طلسم کشائی رکھتے ہو اور اگر غریب بھی ہو تو کیا
تمنے نہین سنا کہ

فرد

کرتے کس منہ سے ہو غربت کی شکایت غالب	تمکو بیمہری یاران وطن یاد نہین

اب افراسیاب کے گھر مین آپ تشریف لائے ہین وہ بھی بلا بے درمان ہے مثل مشہور ہے
یا سر نہین یا سر ہی نہین یا تو اسنے تمھین ہلاک کیا یا تمنے اُسے عمرو نے کہا انشاء اللہ ہم
اوسکو قتل کرینگے موت اسکی ہمین یہان لائی ہے صرصر بولی کہ یہ بخیریت اسکو تم پاؤگے
کہان وہ آئینہ سحر مین رہتا ہے اپنا ہمشبیہ محفل مین بٹھا کر آپ غائب ہوجاتا ہے عمرو
نے کہا صدہا ساحر آئے کوئی آگ مین رہتا تھا کوئی پانی مین لیکن بروقت قتل کے کیسا
ہینے انہین ظاہر کرلیا اسیطرح اس گیدی کو بھی پاکر زیر تیغ کرونگا آئینہ سحر مین اگر ہوگا اسپر
پتھر مارونگا صرصر نے کہا اچھا اب سنبھلیے باتین ہوچکین وقت گرفتاری آپہونچا عمرو نے
ہنسکر جواب دیا کہ کیون شامتین آئی ہین معشوقہ سمجھکر طرح دیتا ہون ورنہ ابتک آغوش لحد
مین سلا دیتا صرصر نیمچہ پکڑ کر آگے بڑھی اور کہنے لگی چل تجھکو سامنے شہنشاہ کے لیجاؤن
اور سفارش کرکے چھڑا دون لیکن خواہ مخواہ اقرار رہا کر دینے کا اسکے مین نہین کرسکتی ہون
کہونگی بہت کچھ آیندہ شہنشاہ کو اختیار ہے عمرو نے کہا وہ مسخرا ہے کیا اور اسکا اختیار کیا
تو مجھے دریائے سحر کے پار پہونچا دے جسوقت حمزہ صاحبقران طلسم مین تشریف لائینگے
وہ تیرا بڑا رتبہ کرینگے صرصر ہنسی اور جواب دہ ہوئی کہ حمزہ کا آنا بخیریت ہے اتنے بیچ مین
طلسم آئینہ اور طلسم ہزار برج اور طلسم حیرت سدِّ راہ ہین جب اتنے طلسمات فتح ہون اسوقت
انکا آنا ہو یہ کہکر نیمچہ مارا اور کمند عمرو پر لگائی عمرو سوچا کہ تم اس سے مقابلہ کروا اور کوئی
ساحر آجائے تو مفت مین قید ہوجاؤ بہتر ہے کہ بھاگ کر کہین ایسی جگہ چلو کہ کچھ مطلب نکلے
اس سے لڑنے مین سوائے قباحت کے کچھ فائدہ نہین یہ سوچکر وار اوسکا رد کرکے جھلادا
دیکر گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا صرصر ناچار ہر طرف ڈھونڈھکر پاس افراسیاب کے
گئی اور عرض رسا ہوئی کہ میرے ساتھ ایک ساحر کر دیجیے تو جلد عمرو کو گرفتار کر لاؤن ورنہ
عرصہ بہت ہوگا وہ نہایت زبردست ہے یون مشکل سے ہاتھ آئے گا افراسیاب نے
ایک ساحرہ شگوفہ سحر ساز جادو کو حکم دیا کہ تم اسکے ساتھ جاؤ لیکن کچھ نشانی بناتی جاؤ کہ
تمپر اگر وہان کچھ آفت آئے تو مجھے یہان معلوم ہوجائے شگوفہ یہ حکم پاکر اُٹھی اور اپنے گلے
مین جو مالا پہنے تھی اوسمین سے ایک دانہ لیکر سامنے شاہ کے زمین مین بویا فی الفور درخت
پیدا ہوکر بلند ہوگیا اور شگوفہ و ثمر اوس سے ظاہر ہوئے اسوقت ساحرہ نے عرض کیا کہ
اے شہنشاہ اگر مین کہیں قتل ہوجاؤن گی تو یہ درخت برباد ہوجائیگا یہ میرا نہال ہستی ہے جبتک

یہ تر و تازہ ہے جانیے گا کہ کنیز جلیتی ہے یہ کہکر صرصر کے ہمراہ روانہ ہوئی لیکن وہ ناہج عنا ہج فلک مکاری جو گلیم اوڑھ کر راہی ہوا ایک پہاڑ پر چڑھ کر یک نگاہ دوڑایا کہ اگر کوئی بستی نظر آئے تو وہان جلکر دو چار کو مارون دس پانچ ساحرون کے گھر لوٹون تاکہ افراسیاب بھی یاد ہی تو کرے کہ عمرو کا بلانا ایسا ہوتا ہے غرض کہ جب ہر طرف طائر خیال اوڑایا دور سے ایک قلعہ فلک فرسا دکھائی دیا کوہ سے اوتر کر اوسی طرف کا راستہ لیا جب قریب پہونچا ایک حصن حصین بصد و فر و تمکین تعمیر دیکھا کہ حصار اوسکا بلّور کا تھا سنگ موسی اور ساق اور معدنیات بیش بہا کے برج ہزار در ہزار بنے تھے پھاٹک جواہر آگین سر اسر نور کا تھا گرد بر و قلعہ مزین کے خندق کندہ تھی لب گردان اسکی یاقوت احمر سے بنائی تھی کہ دور سے تابندہ تھی پل تختہ خندق پر فولادی پڑا تھا دروازے پر ہزارہا ساحر بلباس پر تکلف بیٹھا تھا گرداگرد قلعے کے پشتۂ دیوار پر چمنستان پر بہار لگا تھا سبزہ لہلہاتا تھا نظم

اللہ رے اوج واری شان	فرہاد کی روح اسپہ قربان
ہمت کی بلندیان جہان پست	مانند زمین نہ آسمان پست
رفعت مین عرش کے مقابل	وسعت مین دل حکیم کامل
ہر پتھر فرط عز و شان سے	باتین کرتا تھا آسمان سے
دور اوسکا بیان مین کیونکر آئے	اوج اوسکا نظر مین کیا سمائے
شبدیز سخن کمر شکستہ	مرغان نگاہ پر شکستہ

عمرو نے صحرا مین جاکر گھانس چھیلکر گٹھا اوسکا سر پر رکھا جسم سارا غبار آلود کرکے شکل کو مثل گھسیارے کے بنا کر قلعے کا راستہ لیا خندق سے گذر کر جیسے ہی دروازے مین قدم رکھا دیوار قلعہ پر ایک طائر بیٹھا تھا اُسنے پکار کر کہا کہ عمرو آیا ساحر یہ صدا طائر کی سُنکر دوڑے عمرو نے گٹھا پھینک دیا اور اندر شہر کے بھاگا ساحرون نے در شہر کو بزور سحر نظر سے عمرو کی مخفی کر دیا اور تلاش کرتے چلے دو ایک اُنمین سے زعفران جادو پاس واسطے اطلاع دینے کے گئے کسلیے کہ یہ قلعہ اوسی کا ہے جسوقت کہ سیر گاہ سے پھر کر آئی ہے عمرو کے ہاتھ سے بیہوش ہو کر زک اوٹھائی ہے قلعے مین آکر اُسنے طائران سحر کو مقرر کیا اور ساحرون کو بتلایا کہ عمرو یہان اگر آئے تو مجھے خبر ہو جاے خلاصہ کلام طائر سحر اوڑکر اسکے پاس پہونچے اور آمد عمرو کے مخبر ہوے صندل جادو وزیرزادی نے عرض کیا اسے ملکہ

جلد ہی آپ زمین و آسمان سارا جہان سحر بند فرمائیے کہ یہ دزد مکار نکل کے جانے نپائے زعفران
نے فی الفور سحر پڑھکر دستک دی کہ دیوارین قلعے کی بلند ہوئین اور شعلہ فشان ہوگئین ہر طرف
راستہ نکل جانیکا بند کیا دروازہ بھی ناپدید ہوگیا بند و بست کامل کرکے بہت ہوشیاری اور
خبرداری سے تجسس عمرو مین مصروف ہوئی لیکن عمرو بھاگا شہر کے کوچے و برزن مین
صورت اپنی تبدیل کرکے پھرنے لگا عجب شہر پاکیزہ اور مینو سواد بہشت نژاد دیکھا کہ عمارات
مرتفع و بلند سر اپنا سقف سپہر سے گھستی قصرہاے بہشت سے باج لیتی رعایا برایا حسین
اور خوش وضع طرحدار دو طرف دوکانین آراستہ بیچ مین سڑک ہموار بازارین ہجوم ذی حوصلہ
بیوپاری اور خریدار حسینان دہر کا مجمع جنکا عارض آتشین رنگ رشک شعلہ و شمع دوکانون
جنس نفیسہ کا انبار صرافے اور پیشے والے مالدار اور تجار جوہری بازار کی چمک دمک پر
صیرفی فلک کا دل قربان جواہر انجم کو نثار ہونیکا ارمان نظم

بام و ایوان فلک منزلہا	شدہ تعمیر ز لوح دلہا
قصرہا چادر مہتاب بدوش	خانہا سیر ارم در آغوش
حسن بازان حشم و جلوۂ ناز	بجلوداری خوبان ممتاز
ہر یکے لالہ رخے گل بدنے	گلشن رنگ و بہار چمنے

عمرو نے دل سے کہا بن پڑے تو سارا شہر لوٹ لیجیے اور رونق بازار ان ساحران غدار
کی سدا در برباد کر دیجئے یہ سوچکر دکان پر ایک جوہری کے جا کر نگین الماس و یاقوت طلب
کیے اُسنے اول تو مفلوک وضع عمرو کو دیکھکر انکار کیا پھر سوچا کہ مجھے اپنے دام سے مطلب
ہے دکھلانے مین کیا حرج ہے غرض چند دانے لعل و گوہر نگین الماس و یاقوت درج
سے نکال کر دکھائے عمرو نے اونکو زنبیل مین رکھ لیا اور اپنے پاس سے بڑے بڑے نگینے
جھوٹے نکال کر دے دیے کہا یہ جواہر کام کا نہیں ہے مین نہ لونگا جوہری نے جوان
نگون کو جھوٹا دیکھا غل مچایا اور گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا ارے اس دغاباز نے مجکو لوٹا
میری فریاد کو پہنچو لوگ بازار کے چار طرف سے دوڑے اور ہنگامۂ عظیم برپا ہوا عمرو نے کہا
مجھے لیے مرتا ہے مین بیچارہ غریب آدمی نگینے جواہر کے کیا کرتا اور اسنے مجھے جواہر دیا کو مین بھلا لینیکے
قابل تھا سب نے کہا یہ سچ کہتا ہے اب لوگ جوہری سے پوچھنے لگے اجی مہاراج جی تمنے اسے
جواہر دیا کسلیے ایک نے کہا لالہ کسی امیر کو لے مرو تو کچھ وصول بھی ہو اس مفلس نادار سے

سے کیا ملیگا ایک شخص بولا ارے بھی اس سے کبھی کی عداوت ہوگی بعض نے کہا یہ بڑے بڑے
ایسا مرد مفلوک کہاں سے پائیگا جو بدل لیگا غرضکہ سب نے جوہری کو قائل کیا اسنے کہا ابھی
اس دکانداروں کے سامنے مینے اسکو جواہر دیا ہے تم سب لٹے مجھے سمجھاتے ہو سب نے
کہا اچھا یہ شخص کہیں گیا تو نہیں تھا اسنے کہا نہیں کہا تو تلاشی لے لو عمرو نے یہ سنکر جب
تلاشی دی جواہر تو زنبیل میں تھا اور زنبیل بروقت تلاشی لینے اور قید ہونے عمرو کے
غائب ہو جاتی ہے کیونکہ وہ معجزے کی ہے پس کہیں جواہر کا پتا نہ لگا پھر تو ہزاروں دشنام
عمرو نے جوہری کو دیں اور مارنے کو دوڑا لوگوں نے کہا جانے دیجیے یہ جوہر بڑا دغاباز ہے،
الحاصل بیچارہ جوہری صبر کرکے بیٹھ رہا اور جو لوگ فہمائش کرتے تھے وہ بھی اپنی راہ گئے
اور تخلیہ ہوا عمرو نے بھی اوسی جوہری کے پاس اکر کہا تمہارا مال وہ کتنے کا تھا جو جاتا رہا
اسنے کہا کہ بیس ہزار روپیہ عمرو نے کہا اگر دس ہزار روپیہ مجکو دو تو تمہارا جواہر دیدوں
جوہری نے بموجب مثل کے کہ جاتا دھن دیکھیے تو ادھا دیجیئے بانٹ دس ہزار دینا قبول
کیے عمرو نے جیسا اُسکا جواہر تھا ویسا ہی جواہر مصری کا بنا ہوا زنبیل سے نکالا اور اشرفیاں
دس ہزار ہزار روپیہ کی لیکر اسکے حوالہ کیا اور اپ وہاں سے روانہ ہو گیا جوہری جب دکان بڑھا
کے اپنے گھر گیا سارا ماجرا اپنی زوجہ سے بیان کیا کہ آج اسطرح سے ایک ٹھک دس ہزار روپیہ
مجھسے لیگیا زوجہ نے کہا وہ جواہر جو اسنے پھیر کر دیا اُس میں کچھ نہ کچھ فتور ہوگا لاؤ میں تو
دیکھوں جوہری نے درج جو کھولا روئی کے اندر لپیٹ کر جواہر رکھا تھا گرمی سے مصری پگھل
گئی جواہر کا پتا نہ رہا اسوقت دونوں لگے سر پیٹنے اور روتے ہوئے پاس ملکہ زعفران کے
دہائی دیتے گئے اور درِ دولت پر سر پھوڑنے لگے ملکہ نے انھیں پاس بلوا کر سب حال
دریافت فرمایا اور کہا تم سچے ہو یہ کام عمرو عیار کا ہے جب وہ گرفتار ہوگا تمہارا مال دلا دیا
جائیگا اور حکم دیا کہ شہر کے سب جوہری ہمارے باغ میں آکر جمع ہوں تاکہ اس مقدمہ کی
تحقیقات کی جائے یہ حکم جوہریوں کو جب پہونچا سب روانہ ہوئے عمرو نے جوہریوں کو جاتے
دیکھا ایک شخص سے کیفیت پوچھی معلوم ہوا کہ جسکا مال تمنے لیا ہے وہ نالشی ہوا ہے یہ سب
زعفران کے پاس جاتے ہیں غرض یہ حال پوچھ کر خود بھی جوہری بنا چپکن پہنکر جکوے
اور پگڑی سر پر دوپٹا گلے میں ڈالکر بھاری جوتا پانو میں انگوٹھیاں جواہر کی ہاتھوں میں
پہنکر جوہریوں کے ہمراہ باغ میں زعفران کے آیا سبحان اللہ اسکے باغ کا کیا کہنا جس کا

شہر ایسا پاکیزہ حسن خیز زر ریز بہزاد سکے گلشن نگارین کا کیا پوچھنا در باغ پر پھول جواہر کے لگائے تھے کہ شداد کی روح کو شرماتے تھے چوکھٹ و بازو ایک ڈال طلاے خالص کے تھے اور چار دیواری اوسکی سنگ یشب کی بنی تھی کہ سودا زدون اور ضعیف دلون کو قوت اور فرحت بخشتی تھی اندر باغ کے درخت کے تراشی کیے ہوئے تھالے اُنکے بلورین بنے ہوئے تھے درختون کے سونے چاندی سے منڈھے ہوئے روش پڑے درست کسیطرف ایک کیفیت کے ساتھ دار دلبست و ریاحین اور گل انواع اقسام کے پھولے ہوئے بار اثمار سے خوشے جھومے ہوئے نہرین آب گوہر سے زیادہ مصفا طایر خوش نوا شاخون پر نغمہ سرا گرد باغ کے عمارت عالی قصر و منظر بنے تھے درخت بلند ہوکر لب بام تک پہونچے تھے کوٹھون کی منڈیر پر پھل درخت کے رکھے تھے کہ لیٹے لیٹے جس میوے کو جی چاہے وہ لبون سے لگا لے فرش قاقم و سنجاب کا ہر قصر و شہ نشین پر بچھا تھا بیچ باغ مین نمگیرہ زر کھنچا تھا نیچے اسکے تخت یاقوت سرخ سے مزین اور مطلا آراستہ تھا کرسیان و ذنگل مرصع کار و ظروف طلا گرد تخت کے گلدستے لگے تھے انجمن جمشید جم کو شرماتے تھے اسکندر کی بزم کو

غیرت دلاتے تھے کہ ابیات

تھی حسن فزا انفضاے گلشن
وا تھے نرگس کے طرفہ سامان
لالے نے کیے چراغ روشن
رقاص نسیم ہر روش پر
گرمے آفتاب گل سے
ہنسا غنچون کا جلوہ زا تھا
الجھی ہوئی پیڑون سے نزاکت
نہرون مین عکس پھولونکے سے تھے
شبنم سے بھرے تھے کاسہ گل

تھی وجہ ہوا ہوا سے گلشن
اپنی خوبی پہ آپ حیران
جس سے کہ تمام باغ روشن
شاخین بھی جھومتین برابر
سایہ گلبن کے نیچے بیٹھے
مشرق صبح بہار کا تھا
بہتی ہوئی نہرون سے لطافت
پانی مین لعل بہ رہے تھے
جنت مین سبھی جیسے ساغر مل

فی الجملہ جب جوہری جمع ہوے ملکہ زعفران مع کنیزان زرہی پوش و رفیق و انیسان ذی ہوش کے باغ مین آکر زیر نمگیرہ زرتار تخت پر جلوہ گر ہوئی اور ایک جوہری کو بلا کر تحقیقات مقدمہ کی کرنے لگی یہانتک کہ نوبت عمرو سے بھی پرسش کی آئی سامنے

طلب کرکے استفسار کیا کہ اس جوہری کا جواہر جو شخص لے گیا ہے وہ کبھی تیری دکان پر بھی
آیا تھا کبھی تونے اُسے دیکھا تھا عمرو نے عرض کیا پانچہزار روپے کا مال ایک روز وہ میرا بھی
لے گیا لیکن مین صبر کرکے خاموش ہو رہا نالش و فریاد و ہنگامہ کچھ نہین کیا اب اگر آپ کے
یہان ہو کر آئیگا تو مین بھی اپنا مال اس سے لونگا زعفران نے کہا تمہین سب کو مینے
اسواسطے طلب کیا ہے تا ہوشیار اور خبردار کردون کہ قلعہ مین عیار آیا ہے وہ سب لوٹتا
پھرتا ہے اپنا اپنا مال نہایت ہوشیاری سے رکھنا اور جو کچھ تمہارا جاتا رہا وہ سرکار سے
اسوقت لے لو آیندہ کو شنوائی نہوگی یہ فرماکر صندل سے حکم دیا کہ پچیس ہزار روپے
لاکران دونون جوہری کو دو اُسنے فوراً روپیہ حاضر کیا بیس ہزار اُس جوہری کو پانچہزار
عمرو کو عنایت ہوا اس انصاف کو دیکھکر سب جوہری دعا دینے لگے اسوقت حکم ہوا کہ جو کچھ
جواہر ہمراہ لائے ہو وہ حضور مین گذرانو کہ ہم بھی خریدینگے جوہریون نے جواہر اپنا اپنا دکھایا
لیکن عمرو چپکا کھڑا رہا اس سے کہا تو بھی دکھلا عمرو نے جواب دیا کہ میرے پاس جو جواہر
ناقص ہے حکم ہوا کہ دکھلا تو شائد پسند آئے عمرو نے مسکرا کے ایک درج کمر سے نکالا اور
اوراُسکو وا کرکے موتی برابر بیضۂ مرغ کے ہاتھ پر رکھ کر دکھایا وہ جگہ تمام روشن ہوگئی اور
زعفران بیقرار ہوکر تخت سے اوٹھ کھڑی ہوئی پوچھا اے جوہری یہ موتی فرد ہے یا اسکی
جوڑی بھی ہے عمرو نے کہا کیا خوب آپنے قدر کی ایک تو کسی بادشاہ نے آنکھ سے ندیکھا
ہوگا جوڑی کی ایک ہی کہی زعفران نے کہا سچ ہے جو اسکی نسبت کہو بجا ہے یہ کہکر اور جوہریونکو
رخصت کردیا انہین نہایت تعظیم سے بٹھلایا کہا قیمت اسکی اگر واجبی لو تو یہ موتی مین ماموُن
جان افراسیاب کو لیکر بھیجون عمرو نے کہا کوئی اسکی قیمت کیا دے گا یہ ہمارا ہی کلیجہ تھا
کہ اسکی جوڑی کا موتی کھرل کرکے کھا گئے زعفران نے پوچھا کس لیے اوسکو کھایا تھا
کچھ فائدہ تو بیان کرو عمرو نے جواب دیا کہ مینے سیاحی بہت کی ہے ایک بار سنگلدیپ بھی
جانے کا اتفاق ہوا تھا ہرچند کہ یہ ذکر طولانی ہے لیکن خلاصہ یہ ہے کہ وہان ایک درویش
صاحب کمال کے ذریعہ سے امرنگر مین پہونچا اور خدمت مین راجہ اندر کے گیا اونھون
نے ایک جوڑی موتی کی عنایت فرمائی تاثیر اسکی یہ بتلائی کہ جو کوئی ایک موتی
کھائے سات سو برس کی عمر پائے اور کبھی بوڑھا نہو لہذا ایک تو مین کھا گیا اور دوسرا
یہ موجود ہے یہ بیان سنتے ہی زعفران لوٹ ہوئی اور کئی کرور روپے صندل اور زعفران

دونون نے ملکہ منگا یا اور بڑی منت سے عمرو کو دیکھکر راضی کیا عمرو نے کہا اس روپے
کا جواہر منگا دیجیئے اسقدر لیجانے مین مجکو تکلیف ہوگی اور بارہ دری مین چلیے مین تدبیر
اوس موتی کے کھانے کی تبلادون غرضکہ اوس روپے کا جواہر لے کر اور ان دونون کو
بارہ دری مین لاکر موتی کھرل کرکے کھلایا یہ کھاتے ہی بیہوش ہوگئین عمرو نے خنجر نکال کر
چاہا کہ اونکے سر کاٹ ڈالون مگر زمین شق ہوگئی اور ایک شیر نکلا عمرو نے شیر کو دیکھکر
فی الفور صندل کو اوٹھا کر زنبیل مین رکھ کیا اور زعفران پر ہاتھ ڈالنے کا قصد کیا تھا
کہ شیر نے چیخ ماری زعفران ہوشیار ہوگئی شیر تو غائب ہوگیا لیکن اسنے عمرو کو پکڑ لیا او
کہا او دزد غضب کیا تھا کہ مار ہی ڈالا ہوتا اور گرفتار کیے باہر بارہ دری کے لائی ہر طرف
صندل کو تلاش کیا کہین پتا نہ ملا عمرو سے پوچھا سچ بتا کہ تو نے صندل کو کیا کیا
عمرو نے کہا اے ملکہ مین ساحرون کا گوشت نہایت رغبت سے کھاتا ہون اوسکو مین کھا
گیا بہت بھوکا تھا زعفران جواب دہ ہوئی کہ تو غلط کہتا ہے یہ سامنے تیرے جو درخت
صندل کا لگا ہے یہ خشک ہوجاتا جو تو صندل کو کھا لیتا قاعدہ ہے کہ جب ساحر مرجاتا
اسکے سحر کی بنائی ہوئی چیز گم ہوجاتی ہے عمرو کہا سچ تو یہ ہے کہ اسکو مینے زنبیل مین رکھا
ہے زعفران کو اور زیادہ استعجاب ہوا لیکن کہنے لگی کہ اے عمرو تو اگر صندل کو چھوڑ
دے تو مین تجھکو اپنے قلعے سے باہر کردون عمرو گویا ہوا کہ اگر دریاے خون روان کے
پار بھیجدو تو البتہ اوسکو مین دیدون ملکہ نے کہا یہ میری مجال نہین کہ دریا کے پار تجھی کو بھیجنا
یہ اختیار شہنشاہ کو ہے عمرو عرض پیرا ہوا کہ دو لاکھ روپیہ دو اور اپنے قلعے کے باہر نکال
دو تو بھی صندل ملسکتی ہے زعفران نے قبول کیا اور روپیہ منگوا دیا اور قلعہ کے باہر
بھیجدینے کی نسبت قسم کھائی عمرو بارہ دری مین گیا اور زنبیل سے ایک زن ساحرہ کو جو تمکو
مقامات پر گرفتار کرکے رکھا ہے نکالا اور صورت صندل کی بنا کر اوسکو فہمائش کردیا کہ تجھے
زنبیل کی قید سے رہائی ملتی ہے اور وزیرزادی زعفران ایسی شاہزادی کی کہلائیگی خبردار
سواے صندل جادو کی اور کچھ اپنے تئین نہ بتلانا اس ساحرہ کو خوشی اتنی رہائی کی ہوئی اور کہنا عمرو کا
بدل منظور کیا یہ اوسکو لیے کر سامنے زعفران کے آیا اُسنے اُٹھکر وزیرزادی جانکر گلے سے
لگایا اور پاس اپنے بٹھایا شفقت سے ہاتھ پشت پر رکھا چنانچہ زعفران ایسی زبردست
ساحرہ ہی کہ اسکے گلے ملنے اور پیٹھ پر ہاتھ رکھنے سے سارے جسم مین اُس عورت کے سوزش

ہونے لگی اور تاب نہ لائی اوڑھ کر بھاگی زعفران نے کہا اے صندل کیون تجھے سحر یاد نہ رہا
کہ اس مین عمرو نے بات بنائی کہ حضور زنبیل مین جانے سے سحر بھول جاتا ہے کیونکہ اگر یاد رہے
تو پھر ساحر وہان رہے کیون زعفران نے کہا سچ ہے افسوس ہے مین نے بڑی مشکل سے سحر سکھایا
تھا خیر پھر بتلایا جائے گا یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک آندھی آئی اور آگ ہر طرف برسنے لگی
بعد لمحے کے ایک بجلی کوندتی ہوئی آئی زمین پر گر کر لوٹی اور زن خوب صورت بنکر بلباس
سرخ رنگ بآئین و زیور یاقوت احمر زیب جسم کیے سامنے پہونچی زعفران پہچان کر ملنے کو اوٹھی
یعنی یہ برق شرر ریز اسکی دوست ہے اکثر اسکے پاس آتی ہے حاصل کلام دونون
باہم بغلگیر ہو کر بڑی گرم جوشی کے ساتھ بیٹھکر گرم سخن ہوئین زعفران نے سارا حال عمرو
کا بیان کیا اور صندل کو دکھایا اسنے بھی اوٹھکر سلام کیا برق شرر ریز نے بغور دیکھکر
کہا اے ملکہ یہ صندل نہین ہے عمرو بڑا دغاباز ہے اسنے دمامہ جادو اور ساحر مشمشش
ایسے جادوگرون کو مارا ہے خداوند سامری اسکی صفت سامری نامے مین لکھ گئے
ہین بھلا وہ صندل کو دیدیگا یہ سنکر زعفران نے اس عورت کو دھمکانا شروع کیا کہ
سچ کہہ تو کون ہے اسنے کہا مین شہر کامروکی رہنے والی ہون اور عمرو نے مجھے زنبیل مین قید
کیا تھا اسوقت مجھے صندل بنایا ہے حال میرا یہ ہے آیندہ آپ کو اختیار رہے زعفران
نے کہا اے برق شرر ریز تم سچ کہتی تھین اس موے نے دغا کی عمرو کھڑا یہ
باتین سنتا تھا بولا کہ حرامزادی تو نے میرے ساتھ بھی تو دغا کی وعدہ کیا تھا کہ چھوڑ دونگی
پھر تجھکو کہان رہا گیا بھلے کو مین نے صندل کو نہین دیا ورنہ ہلاک ہو جاتا برق یہ سنکر
بولی کہ اے عمرو تو آدمی نہایت لایق ہے مین تجکو اپنے ساتھ لے چلونگی تو صندل
کو دیدے عمرو نے جواب دیا کہ مجھپر سے سحر دفع کرو باغ کے باہر جانے کا راستہ ہو تو
مجھے یقین آئے کہ تم چھوڑ دوگی ابھی تو اپنی مضبوطی تم سب کیے ہو اور مجھ سے صندل
کو مانگتی ہو زعفران نے یہ باتین سنکر سحر اپنا دفع کیا راستہ کھولا اور کہا لاؤ صندل کو
عمرو کمر مین ڈھونڈھنے لگا اور کہتا جاتا تھا کہ دیتا ہون سب تعجب سے دیکھ رہے تھے کہ
عمرو گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا زعفران گھبرائی کہا دیکھو بہن موا دغا کر گیا برق نے
کہا کہین گیا نہین یہین ہے تم سحر کرو کہ اس عرصے مین عمرو نے جال مار کر لوٹنا شروع کیا
فرش و کرسی و دنگل و تخت و پاندان و چنگیر و مقابا وغیرہ جملہ اسباب غائب ہو گیا اور ایک

ہنگامہ مچا عمرو نے پکار کر کہا ہم جاتے ہین کنیزین غل کرنے لگین کہ کوئی کہتا ہی ہم جاتے ہین
ایک نے کہا بُوا اِس آنے جانے مین ہم لُٹ گئے دوسری بولی بہن غضب ہوا میری تو گٹھری
تک نگوڑے نے نہ چھوڑی خلاصہ کلام ایک لمحہ مین سارا گھر صاف نظر آنے لگا نقش بوریا تک
عمرو نے نہ رکھا اور باغ سے نکل کر چلا دروازے پر چلتے وقت ترکون اور حبشیون سے
بھی کہتا گیا کہ ہم جاتے ہین اور جو کچھ اسباب اُنکا پایا وہ بھی لیکر شہر کے اطراف مین جو دہ اور
قریہ جات ہین اُس طرف چلا اور ایک گانوُن مین پہونچکر صورت اپنی سپاہی کی ایسی بنا کر
ٹھہرا ادھر زعفران نے ایک طائر ماش کے آٹے کا بزور سحر بنا کر اوڑایا کہ جہان کہین
عمرو ہو وہان جا کر دیکھے اور مجھکو آ کر خبر دے طائر اوڑ کر گیا اور اسنے ایک مرقع سحر کا
سنگا کر دیکھا کہ عمرو کس کی صورت کی طرح بنا ہی اِس ہنگام مین وہ طائر سحر اُوڑ کر اوسی
گانوُن مین پہونچا کہ جہان عمرو تھا اور پھر کر آیا اور پکارا کہ ہو شیع زعفران پیر رین عمرو وہان
زعفران یہ خبر سنکر اور مرقع سحر مین دریافت کرکے کہ عمرو کی صورت سپاہی کی ہے
اوڑ ہی کہ جا کر پکڑ لاؤن جب مقام عمرو پر پہونچی طائر سے پوچھا کہ کس طرف ہے اُسنے
پکار کر کہا کہ وہ درخت کے نیچے بیٹھا ہے یہ سنکر اودھر ہی چلی مگر جانور کا بولنا عمرو نے بھی
سُنا جلد ہی سے گلیم اوڑھ کر بھاگا زعفران وہین ٹھہری اور طائر کو بھیجا کہ خبر لا عمرو
کدھر گیا طائر چلا لیکن عمرو نے ایک جگہ آ کر گلیم اُتاری تھی کہ طائر سر پر آ کر ٹھہرا اور پھر کر چلا
عمرو سمجھ گیا کہ یہی طائر معلوم ہوتا ہے کہ تیری خبر دیتا ہے بس گلیم اوڑھ کر بھاگا وہان طائر نے
جا کر خبر دی زعفران اُڑتی ہوئی آئی لیکن کسیکو نپایا پھر طائر کو روانہ کیا جب طائر آیا
عمرو جہان ظاہر ہوا تھا دیکھ کر پھرا اور خبر جا کر کہی ساحرہ ادھر چلی اُدھر عمرو نے گلیم
اوڑھکر اپنی راہ لی اب عمرو آگے آگے اور زعفران پیچھے پیچھے دو پہر اِسی طرح پھرے
آخر عمرو تھک کر ایک غار مین اُتر گیا اور جال الیاسی سر غار پر لگا کر گلیم اُتار کر بیٹھا کہ جانور
آیا اور دیکھ کر جا کر مخبر ہوا زعفران اُڑ کر غار پر آئی اور عمرو کو بیٹھے دیکھ کر پکاری کہ حرامزادے
اب کہان جائیگا عمرو نے بھی کہا مالزادی قحبہ آ تو سہی یہان زعفران بغضب تمام نیچہ بنکر
گری غار مین پہونچکر جال مین پھنسی اور عمرو نے کھینچکر زنبیل مین ڈال دیا اور غار سے
نکل کے روانہ ہوا زعفران ہنوز زندہ ہے سحر اُسکا باقی ہے پتلون نے سحر کے عمرو کو
گھیرا اور ہر ایک کہتا تھا کہ ہماری بی بی کو چھوڑ دے عمرو بھاگتے وقت کہتا جاتا تھا کیون

امت آئی ہے اگر مجھے تم ستاؤ گے مین تمھاری بی بی کو مار ڈالونگا پتلون نے خائف ہو کر برق
شرر ریز جو مہمان آئی ہے اس حال سے مطلع کیا برق شرر ریز ساحرون و پتہلاے
سحر کو لے کر دوڑی غوغاے عظیم برپا ہوا ساحر پیچھے پیچھے عمرو کے غل مچاتے جاتے ہین
لیکن اس خوف سے کہ زعفران کو عمرو ہلاک نہ کر ڈالے کوئی ہاتھ نہین ڈالتا عمرو بھاگا ہوا
ویرانے سے آبادی مین آیا اور ہر کوہ و برزن مین پھرنے لگا لیکن جب شور و غل ساحرون کا
کسی طرح کم نہوا اُسوقت عمرو نے قصد کیا کہ زعفران جادو کو مار ڈالون اِسی فکر مین ہر سمت
پھرتا تھا کہ ایک مقام پر حلوائی روغن کڑھاؤ مین گرم کر رہا تھا عمرو نے زنبیل کا منھ کھول کر
جال مین زعفران کو بھکر کھینچ کر باہر نکالا پتلون نے اور ساحرون وغیرہ نے چاہا کہ لپٹ کر
چھین لین عمرو نے جال کو کڑھاؤ مین جھاڑ دیا زعفران چھوٹ کر روغن مین گری اور
جل تمام ہو گئی ایک ہنگامہ قیامت زا بلند ہوا تمام عالم تاریک تھا پتلہ ہاے سحر جو عمرو کو گھیرے
تھے اسکے مرتے ہی غالب ہو گئے ساحر اس آفت کو دیکھ کر بھاگے برق شرر ریز بھی خائف
ہوئی کہ عمرو بلائے بد ہے ایسا نہو تو بھی گرفتار ہو جائے یہ سوچکر گریزان ہو کر اپنے مقام کی طرف
گئی اور عمرو نے اُس تاریکی اور شور و غیرہ مین جال مار کر دکانون کو لوٹنا شروع کیا دکاندار
سر پیٹتے ہین دکانین بند ہو گئی ہین اہل شہر بھاگتے پھرتے ہین آفت برپا ہی آخر اسی حالت مین
ایک صدا آئی کہ گشتی مرا نامم من زعفران جادو بود قلعہ جو سحر بند تھا راستہ مسدود تھا
کھل گیا عمرو بھاگ کر قلعہ کے باہر نکل گیا اور صحرا نورد ہوا اس خیال سے کہ کسی طرح
دریاے خون روان کے پار اُتر جاؤن لیکن اب حال صرصر کا سنیے کہ ہمراہ شگوفہ
سحر کے واسطے گرفتار کرنے عمرو کے چلی تھی تلاش کنان قریب اُس صحرا کے پہونچی جہان عمرو
پھر رہا ہی خلاصہ کلام عمرو نے دور سے دیکھا کہ صرصر ایک ساحرہ کے ہمراہ کسی کو ڈھونڈھتی
چلی جاتی ہے یہ دیکھ کر کوس بھر اُسسے عمرو آگے نکل گیا اور وہان اپنے تئین ظاہر کیا صرصر
نے اُس ساحرہ سے کہا اے شگوفہ دیکھو وہ عمرو کھڑا ہی عمرو نے یہ کلام سُنکر جھاڑی مین اپنے
تئین چھپایا لیکن صرصر نیمچہ پکڑ کر دوڑی عمرو جھاڑی کے اندر ہی اندر چلکر ایک غار مین
اتر گیا صرصر نشان پا دیکھتی ہوئی جھاڑیون کو ڈھونڈھتی چلی اس عرصہ مین شگوفہ
سحر نے کہا اے بہن کسی طرف سانس لینے کی صدا آتی ہے صرصر اُسکے کہنے سے ہر طرف
نگران ہوئی ادھر عمرو نے اژدہا غار سے مقوے کا بنا کر نکالا کہ بجاے آنکھون کے یاقوت

سرخ نصیب تھا مشعل کی طرح آنکھین روشن تھین منھہ سے شعلے آتش کے نکلتے تھے صرصر اور
شگوفہ اُسکو دیکھہ کر بھاگین اُنکے پیچھے عمرو بھی غار سے نکل کے چلا اور چاہتا تھا کہ قابو پاکر کے
انھین گرفتار کرون اتفاقاً ایک مقام پر شگوفہ کو احتیاج پیشاب کرنے کی ہوئی صرصر
سے علیحدہ ہو کر جھاڑی مین گئی عمرو نے پشت پر سے آکر حلقے کمند کے مارے اُسنے گھبرا کر
پیچھے پھر کر دیکھا عمرو نے بیضۂ بیہوشی مار کر اُسکو بیہوش کر دیا اور پیرہن اُسکا اُتار کر رنگ و روغن
عیاری لگا کر اُسکی ایسی صورت بنا کر صرصر پاس آیا اور اِسکے ہمراہ آگے روانہ ہوا کچھ دور
چلکر گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا صرصر سمجھی کہ شگوفہ ساحرہ زبردست ہی بزور سحر غائب
ہو گئی ہے لیکن عمرو نے دور سے ایک ساحر کو اس طرف آتے دیکھا تھا اسوجہ سے غائب
ہو کر دوڑا اور قریب اُسکے پہونچکر گلیم اوتار کر ظاہر ہوا وہ ساحر ساکن طلسم باطن صاحبان
اعزاز مین سے تھا شگوفہ سحر کو پہچانتا تھا اِسنے استفسار کیا کہ آپ کہان جاتی ہین عمرو
نے کہا تلاش عمرو مین پھرتی ہون لیکن تمسے کچھ کہنا ہی یہ کہکر قریب اُسکے جا کر حباب
بیہوشی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گرا عمرو اسکو اُٹھا کر جھاڑی مین لے گیا اور زیادہ بیہوش
کر کے اُسکو اپنی صورت اصلی کے مانند بنایا اور پیٹھہ پر لاد کر چلا یہان صرصر حیران تھی کہ
شگوفہ غائب ہو کر کدھر گئی اور ڈھونڈھتی پھرتی تھی کہ ایک جانب سے اِسکو دیکھا
کہ عمرو کو لادے ہوے آتی ہی صرصر جھپٹ کر نزدیک آئی اور گویا ہوئی کہ آپ نے تنہا
اِسی کو کہین دیکھا تھا جو غائب ہو گئی تھین بارے محنت ٹھکانے لگی اچھی تدبیر سے حضور
نے گرفتار کیا ورنہ اسکا ہاتھہ آنا دشوار تھا لیکن امید یہ آپ سے رکھتی ہون کہ بائے
شہنشاہ کے یہ نہ فرمائیے گا کہ مین نے عمرو کو گرفتار کیا ہی بلکہ یہ اظہار کیجیے گا کہ صرصر نے مقید
کیا ہے کیونکہ عیار کا گرفتار کرنا ہم عیار بچیون کا کام ہے دوسرے یہ کہ اس مفتری کو مجھے
عنایت فرمائیے تا کہ پشتارے مین باندھہ کر لے چلون شگوفہ نقلی یعنی عمرو نے جواب
دیا کہ اِسکو ہوشیار کر کے جی چاہتا ہے حال پوچھون صرصر نے کہا کہین ایسا غضب بھی نکیجیے گا
یہ ہوشیار ہوا اور آفت لایا فوراً چھوٹ جائیگا پھر قید نہ ہو سکے گا مناسب یہ ہی کہ اسکو مجھے
حوالے کیجیے آپکے باعث سے میری عزت افزائی ہو گی آیندہ آپکو اختیار ہے شگوفہ
نے آخر اُسکے التماس کو پذیرا کر کے اس ساحر کو دیا صرصر نے چادر عیاری بچھا کر حلقہ ہائے کمند
سے خوب مضبوط باندھ کر پشتارے درست کر کے دوش پر رکھا اور نہایت فرحہ شادان اور

فرحان روانہ ہوئی آگے بڑھکر شگوفہ نے مصلحت کی کہ خاص طلسم کی راہ سے دربار مین چلین ایسا نہو کہ روبراہ چلنے مین کچھ فتور پڑے غرض دونون اُسی طرف چلین یہان تک کہ ایک صحرا مین پہونچین کہ سارا جنگل سونے کا تھا ہر سمت آگ لگی ہوئی معلوم ہوتی تھی گھانس اور درخت کیا بلکہ زمین تک طلاے احمر کی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ مرصع طراز قدرت نے طلائی زیور گیاہ اور نباتات کا شاہد صندلین رخسار ارض کو پہنایا ہے یا فصل بہاری نے لباس آتبرق اوتار کر سنہری پوشاک زیب قامت فرمائی ہے پھول اور پھل درختون کے گل خورشید کو شرماتے تھے رشک سے آتش حسرت مین جلاتے تھے میوہ دار اشجار سراسر پُربہار پھولون کے درختون پر عقد ثریا نثار سبحان اللہ کیا قدرت صیر فی قدرت کی ظاہر تھی کہ چشمہ ہاے آب کی بھی رنگت سنہری تھی موجون سے یہ کیفیت عیان تھی کہ سونا بوتۂ زرگر مین چرخ کھاتا ہے سنہری گھاس سنہرے کی طرح لہلہاتی انجم سپہر برین کو شرماتے گرداگرد اُس جنگل کے پہاڑ سونے کے سربلند تھے جھرنے جھڑتے زعفرانی پھول اُنپر لگے ہر ایک کے دلپسند تھے آبشار کا جوش موج تبسم کو کندنی رنگون کے شرماتا تھا فی الحقیقت اُسکی شان مین یہ زیبا تھا نظم ؎

ہر سمت وہ آبشار کا جوش — جھرنے وہ کہ آئین مردیکہ ہوش
صناعیِ صانعِ ازل کی — پتھر پتھر سے صاف جھلکی
کیفیت سبزہ اِس ادا سے — جو باج لے خلد کی فضا سے
اللہ اللہ وہان کا جوبن — قربان صدقے ہزار گلشن
قدرت کی بہار اُس جگہ تھی — رنگین کن دامنِ نگہ تھی
گھبراتے جو چرخ کے فرشتے — پھرتے چلتے وہین پہ آتے
پتھر بھی وہان کے سونیکے تھے — ہر سمت چٹان سے پڑے تھے
لاکھون آہو ہزارون چیتے — چرتے گھاس اور پانی پیتے
بشاش و کلیل مین نظر آئے — گہ بھاگے کبھی کبھی ادھر آئے

غرض ہمراہ صرصر کے شگوفہ بنا ہوا یہ سیر و کیفیت دیکھتا چلا جاتا تھا اور دل مین سونے کا جنگل دیکھکر للچاتا تھا کہ کس طرح پاؤن جو اس جنگل کے جنگل کو زنبیل مین رکھ لون پھر سوچتا تھا کہ یہ طلسمی کارخانہ ہے بظاہر یہ سونے کا دکھائی دیتا ہے نظر بندی کا ایسا طریقہ ہے اسیر طمع

کرنا سراسر بیجا ہے غرض اسی طرح دل سے باتین کرتا روانہ تھا یہانتک کہ کوہستان سے وہان کے جب گذر گیا تو ایک جنگل مرواہ بدکا ملا یہان گھاس اور پتے درختون کے زمرد کے تھے اور پھول جواہر کے پھل موتیون کے لگے تھے ہر نوک گیاہ پر گوہر شب چراغ نصب تھا صحرا سے گوہر نگار تھا یا قدرت رب تھا چمنستان روشن سبزہ پر ہزار طرح کا جوبن رونق دہ گلشن نگارین

بل فردوس برین تھا کہ ابیات

سبزے کا ہوا سے لہلہانا	جوبن ہمہ پھول کا دکھانا
لپیٹا پیڑون سے عشق پیچان	ہر غنچہ و گل تھا عطر افشان
خوبی سے بھرا ہوا وہ گلزار	نایاب و نفیس و سادہ پرکار

جب اس مقام سے اور آگے بڑھے ایک دیوار چینی کی ارزمین تا چرخ برین سرکشیدہ نظر آئی کہ منزلون تک درازی اُسکی تھی روبرو اُس دیوار کے ہزار ہا پتلا بلور کا سپر و شمشیر ہاتھ مین لیے کھڑا تھا اور بیچ مین دیوار کے ایک پتلی مثل تصویر کے نصب تھی اُسکے نزدیک صرصر نے جاکر کہا اے تصویر طلسمی بحق شہنشاہ طلسم مجکو راستہ دے اُس پتلے کا پیٹ شق ہوا اور ایک دروازہ ظاہر ہوا صرصر اور عمرو دونون داخل ہوے اور ایک تڑاقا پیدا ہوا وہ در بند ہوگیا صرصر اور عمرو آگے بڑھے ایک بیابان مین پہونچے کہ وہ مرغزار دلکشا تھا سراسر نکہت سمن و گلاب سے بھرا تھا نسیم صحاب وہان کی معطر کن مشام جان تھی شبہ گل مثل زلف عنبر سا سے شاہدان کے عطر افشان تھی طرفہ تر یہ طلسمات تھا کہ ہر سمت ابر گھرا ہوا جیسے موسم برسات تھا ساون کا مہینا معلوم دیتا تھا کہین پانی برستا تھا کہین مطلع صاف نظر آتا تھا ساونی پھولی تھی گھٹا گھنگھور چھائی تھی غرضکہ ایسے مقام فرحت بخش کی صفت مین یہ اشعار کافی ہین حظ نفس ناظرین کو وافی ہین نظم

بوتلین لاؤ برانڈی کی منا مین ساون	آج کل باغ پہ عالم ہے گھٹا پر جوبن
ہاے کیا باغ ہے کیا ابر ہے کیا سبزہ ہے	بوندیان پڑتی ہین چلتی ہین ہوائین سن سن
پانی پتون سے ٹپکتا ہے شرابور ہین پیڑ	دھوئی دھائی روشین صاف ہین جیسے چندن
باغ مین آکے یہانتک تو جھکی ہے بدلی	پگڑیان بھیگین جو مالی نے نچھکالین گردن
بادل اُمڈے چلے آتے ہین جدھر کو دیکھو	بجلیان کوندتی ہین شور ہے اتر دکھن
یون گھٹا چھائی ہے یون کوندرہی ہے بجلی	جیسے نیلم کے نگینے پہ جڑا ہو کندن

اسقدر زور سے چلتے ہین ہوا کے جھونکے ۔ پیڑ اسطرح جھکے جاتے ہین جسطرح دلھن
منھہ برسنے کی ہے آواز ہوا کا غل ہے ۔ شور سے سر پہ اٹھاتے ہین چمن مرغ چمن
اسقدر چار طرف ابر ہے ماشاء اللہ ۔ چشم بد دور نہین دیکھا ہے ایسا ساون

اس دشت تراوت بیز مین ہر چند کہ بارش ہوتی تھی مگر جسم پہ ایک بوند نہ پڑتی تھی صرصر اور شگوفہ نقلی سیر کنان ایک ایسے مقام پر پہونچین کہ وہان آٹھہ ہنڈولے گڑے تھے یہ دونون ایک ہنڈولے پر جا کر بیٹھین کہ یکایک زمین شق ہوئی اور دو پنجے پیدا ہوے اور دونون کی کمرین ہاتھہ نے پکڑ اوڑے ایک صحراے سبزہ زار مین لاکر انھین اوتار کر غائب ہو گئے دونون نے اس جنگل کو بھی نہایت سبز و خرم پایا یعنے سبزہ وہان کا سبز رنگون کو لبھاتا تھا سبز بختان دہر کو شرماتا تھا جو پھول تھا شگفتہ خاطر ان کے دل کا فراغ تھا ملکہ مرہم داغ یا تیرہ بختون کے لیے چراغ تھا ہر ایک شجر خضر راہ اشتیاق تھا مجنون کے دل کو قامت لیلی کا طور دکھا کر تسکین دینے مین طاق تھا ہر سمت چشمے جاری اور گرد جھیلون کے سبزہ زنگاری بمقتضاے

نظم

ہر اک طرح کے تھے وہان پر چمن ۔ کسی مین بنفشہ کسی مین سمن
کہین لالہ تھا اور کہین جعفری ۔ کہین راے بیل اور رتن منجری
کہین چاندنی تھی کہین موگرا ۔ کسی جا مدن بان اور موتیا
کسی جا سے آتی تھی شبو کی بو ۔ کہین پر کھلا تھا گل ناز بو
کسی جا لگا تھا گل آفتاب ۔ کہین تھا ہزارا بصد آب و تاب
کہین تھی وہ شبنم کی گل پر بہار ۔ کہ گوہر کرے ابر نیسان نثار
غرض تھا وہ گلزار رشک جنان ۔ تھین ہر شاخ پہ بلبلین نغمہ خوان

یہ دونون اس بیشہ فرحت افزا مین روان تھین کہ سامنے سے صداے طرقو کی سنائی دی اور بڑے جاہ و تجمل سے ایک سواری ساحر جلیل القدر کی آئی آگے آگے یساول اور چوبدار عصاے طلائی اور جواہر نگین لیے ادب اور تفاوت گویان ہزارہا خادم ملبوس پر تکلف ہمراہ سواری پویان دور باش کا شور بلند اور ایک تخت مرصع کار دلپسند پر طوفان جادو نام ساحر ذی احترام سوار پشت پر ہمراہان نامدار کی قطار قریب آکر پہونچا صرصر نے آگے بڑھکر سلام کیا اس نے سلام لیکر پوچھا کہ بی صرصر کہان چلین اسنے جواب دیا کہ عمرو کو

دربار شہنشاہ مین لیے جاتی ہون طوفان جادو نے کہا مین بھی وہین چلتا ہون میرے ہمراہ
چلو سواری موجود ہے سوار ہو لو صرصر عرض پیرا ہوئی کہ حضور ہم عیار بچیان ہر جگہ پھرا کرتی
ہین سواری اگر ڈھونڈھین تو کام کیونکر چلے آپ تشریف لے چلین کنیز پیچھے پیچھے آتی ہے
یہ سُنکر وہ ساحر آگے بڑھا اور صرصر اور شگوفہ بھی چلین جب اُس صحرا سے گذر کر آگے
بڑھین تو ایک تر پولیا ملا اُسکے آگے ایک دیوار بلور کی تھی صرصر نے دیوار سے کہا کہ
تجھے واسطہ بادشاہ طلسم کے راستہ دے وہ دیوار شق ہوئی یہ دونون داخل ہوئین اور
آگے بڑھین تو ایک لشکر ساحرون کا اترا ہوا دیکھا کہ خیمے خرگاہین استادہ ہین سائر کی قنات
تنی ہے کڑھاؤ چڑھے ہین چہل پہل ہو رہی ہے بستر ساحرون کے لگے ہین جا بجا چوکے دیے
ہین آسنی ہر جگہ بچھی ہے پوجے پاٹ مین بعض مصروف ہین بعضے اشنان گیان دھیان
مین ہین کنوین پختہ بنے ہین دھوتی چھانٹ رہے ہین کوئی سورج سے آنکھ ملائے ہاتھ
جوڑے کھڑا ہے کوم ہوم کر رہا ہے سامنے اگیار کے جاپ کرتا ہے کوئی رسوئی کرنے مین
مشغول ہے بھونریان لگاتا ہے کسی نے سب کام سے فراغت پائی آرام مین ہے کوئی عیش و
نشاط کے کام مین ہے دف دائرہ کہین بج رہا ہے کسی جگہ چکارا اور ڈھولک کا سمان ہے
کوئی کثرت کرتا ہے پٹا بانک ہوتا ہے کہین ڈنڈا اور مگدر کا چرچا ہے کوئی ناچ دیکھنے مین مصروف
ہے کہین حُسن خوب سے کوئی مالوف ہے حاصل کلام صرصر جب اُس لشکر مین داخل ہوئی میر طلایہ
نے روکا اور کہا کیا باعث ہے کہ تم رو براہ نہ آئین خاص طلسم سے جہان کوئی سوا ے
شہنشاہ کے نہین جاتا اُدھر سے آئین اس مین کوئی پیچ ہے صرصر نے لانا عمرو کا اور اس
خیال سے کہ گذرگاہ خلائق کی طرف سے آنے مین خوف رہائی عمرو تھا بیان کیا میر طلایہ
نے کہا اچھا تم لمحہ بھر ٹھہر جاؤ مین اجازت شہنشاہ سے نسبت تمھارے منگالون تو جانے
دون صرصر ٹھہر گئی اور اُسنے ایک ساحر کو پاس افراسیاب جادو کے بھیجا وہ ساحر
گیا اور پیش شاہ جادوان کیفیت صرصر اور شگوفہ کی معرض بیان مین لایا وہان سے حکم ہوا
کہ آنے دو کوئی مزاحم نہو ساحر نے آکر میر طلایہ کو حکم شہنشاہ سے مطلع کیا اُسنے اِن
دونون کو اجازت دی یہان سے جو آگے بڑھین تو بہشت باغ سیب نظر آئی اس سمت
کو بھی دروازہ عالی شان جواہر آگین لگا تھا اور ہزارہا ساحر بعہدۂ نگہبانی کھڑا تھا صرصر
آکر مع عمرو یعنے شگوفہ کے داخل باغ ہوئی ہر چند کہ عمرو پہلے بھی اس باغ مین آچکا ہے

کر دو کے در سے آیا تھا ابکی بار طلسمی راہ سے پشت باغ کی طرف سے آیا ہی کیفیت آرایش اور زیبایش کو اس طرف کے اُس جانب سے دوچند پایا اور علاوہ اِس کے یہ باغ مسکن ہی افراسیاب کا روز بروز آراستگی اسکی بڑھتی جاتی ہے ہر روز ایک کیا ہزار و بہارین تازہ بزور سحر اُس مین پیدا کی جاتی ہین خلاصہ کلام اب جو عمرو نے اِس بوستان کو دیکھا تو بیخود ہو گیا اور دل مین اپنے درود پڑھنے لگا بلا تشبیہ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی کا نقشہ نظر آیا کہ ہر ایک درخت نیلم اور پکھراج اور الماس اور زمرد کا لگا ہے اور سونے کی زمین پر مینا کیا ہوا ہے لعل بدخشانی اور عقیق یمنی کے نگینے جڑے ہین کہ ستارون کو شرماتے ہین زمرد کے چمن ہین گرد اُنکے فیروزے کے کٹھرے لبصد جوبن ہین پھولون کی سرخی گل شرخ آفتاب کو شرماتی ہے بو باس سے نسیم عطر آگین اتراتی ہی سنبل پیچان زلف شاہدان کو پیچ سکھاتی ہے معشوقون کی فندقون سے عناب رنگین تر اور سرو اکڑ لے تین قامت خوبان سے بہتر طرفہ تر یہ کہ لعل کے درختون مین موتیون کے گچھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ خورشید کے درخت مین ستارے لٹکتے نہرون کی لب گردانین جڑاؤ اُن مین گلاب اور کیوڑا بھرا تھا زمرد کی ڈالیون کا اُنپر سایہ تھا بطین اور مرغابیان گوہر نگار جواہر کی اُن مین تیرتی تھین غوطہ بازی اور کلیلین کرتی تھین جوش فصل بہار تھا یہ سمان اظہار تھا نظم

اسقدر باغ مین ہی کثرت شبو و سمن	لین جاہی بھی تو کھلتے نہین غنچون کے دہن
انتہا ہی کہ جگہ نالہ و بلبل کی نہین	جسطرح سے کہ گلستان مین نہین جا گفن

سبحان اللہ وہ سُہانا باغ کہ چشم و چراغ گلزار و ہر اُسکو کہنا زیبا ہی یا داغ دہ ریاض رضوان ہی نظم

گل تھے سب اپنے اپنے جوبن پر	بوے گل تھی ہوا کے توسن پر
تھا عجب لطف پر جمال چمن	جھومتے تھے پڑے نہال چمن
فصل تھی وہ زبس گل و مُل کی	گرم جوشی تھی بلبل و گل کی
رقص کرتی تھی موج بادنسیم	غلغلہ سا تھا عطردان شمیم
باغ گل مین کہین نہ گرد و غبار	نور افشان مگر تھا وہ گلزار
تھا زمین سے سپہر تک اک نور	نور سے تھا خلاصہ گل معمور
کسنے دیکھا جہان مین ایسا باغ	تھا وہ باغ ارم کا چشم و چراغ

خلاصہ یہ کہ صرصر اور شگوفہ یعنے عمرو چمپنستان کو طے کر کے ایک ایوان عظیم الشان مین

پہونچے کہ جہان افراسیاب سریر جہانبانی پر جلوہ آرا تھا اور دنگلون پر ہزارہا ساحر دست بستہ بیٹھا تھا صرصر نے پشتارہ اُس ساحر کا جسکو عمرو نے اپنی صورت کا بنا دیا ہے بعد بجا آوری آداب و تسلیم سامنے شہنشاہ کے رکھ دیا اور حیران رہنا اپنا تلاش مین اور جد وجہد گرفتار کرنے مین عمرو کے مبالغہ کے ساتھ بیان کیا اسکو خلعت عنایت ہوا انعام فراوان عطا کیا پھر شگوفہ سحر نے بھی مجرا کیا اسپر بھی الطاف خسروانہ فرماکر حکم بیٹھنے کا دیا اور خراج اسکے ملک کا معاف کردیا پھر مخمور سرخ چشم سے مخاطب ہوکر حکم دیا کہ شیر اور شیرنی وغیرہ کو پاس شیطان درگاہ ملک بختیارک کے مین نے بھیجا تھا مگر نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ وہ اب تک تشریف نہین لائے اب ذرا تم تکلیف کرکے کوہ عقیق تک جاؤ اور شیطان خداوند کو لے آؤ میری طرف سے عرض کرنا کہ وہ ناعیار یعنی عمرو گرفتار ہوا ہے حضور جلد تشریف لاکر اُسے قتل کرین دیر نہ فرمائین مخمور نے یہ حکم پاکر اول تو انکار کیا کہ حضور میری بہن خمار جادو وہان جاکر زک اُٹھا چکی ہین مین نہ جاؤنگی آخر جب افراسیاب نے مکرر اور سہ کرر کہا ناچار اُٹھ کر اپنے مقام پر آئی اور دو ہزار کنیزان زرین پوش کو ہمراہ لیکر خود بھی زر و زیور سے آراستہ ہوکر تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی قلعہ کوہ عقیق مین شیر اور شیرنی جاکر پہونچے تھے لقا اور اہل دربار گھبرائے تھے کہ یکایک ابر سنہری رنگ کا سر قلعہ پر چھایا اور ریزہ یاقوت کی بارش ہونے لگی وہان کے ساحر واقف کار گویا ہوے کہ علامت آمد مخمور سرخ چشم معلوم ہوتی ہے یہ کہہ ہی رہے تھے کہ تخت آکر اوترا اور ملکہ مخمور سرخ چشم بہزاران ناز و انداز سر سے پا تک جواہر کا زیور پہنے لباس شاہانہ زیب قامت کیے دو ہزار کنیزین عہدے ہاتھون مین لیے ہمراہ تخت سے اُتر کر سامنے آئی اور خداوند کو سجدہ کیا اذن دی دنگل عنایت ہوا با ادب تمام بیٹھی لقا نے پوچھا کہ اے بندی قدرت حاضر ہونے کا کیا باعث ہے مخمور نے گرفتار ہونا عمرو کا اور بلانا افراسیاب کا ملک بختیارک کو واسطے قتل کرنے عمرو کے اور شیر اور شیرنی بھیجکر مع مرغ کے طلب کرنا بیان کیا بختیارک نے یہ باتین سُنکر ایک قہقہہ مارا عمرو کا گرفتار ہونا کار بسیت مشکل و امر بسیت دشوار مین طلسم مین جاکر اپنی جان نہ دونگا پیر و مرشد کی قضا کسی کے ہاتھ سے نہین اگر وہ قید بھی ہوکر آئے ہین تو دو ایک کے سر کاٹ کر لوٹ مار کرکے چلے جاتے ہین بالغرض شاہ جادوان نے انھین گرفتار کرایا ہوگا جب تک مین یہان سے وہان پہونچون اتنی دیر مین وہ شاہ کا سر کاٹکر چلے جائینگے

مخمور سرخ چشم نے کہا کہ ملکہ جی شہنشاہ طلسم بغیر فتح طلسم ہلاک نہین ہوسکتا ہے آپ تشریف لے چلین غرضکہ بعد مقالات بسیار کے بختیارک پشت طائر پر سوار ہوا اور شیر اور شیرنی ہمراہ چلے آگے بڑھکر یہ سوار کرینگے مگر مخمور سرخ چشم جو خداوند سے رخصت ہوئی تو تصور کرنے لگی کہ آخر تو اتنی دور آئی ہون لازم ہے کہ لشکر حمزہ صاحب قران کو بھی دیکھتی چلون یہ تصور کرکے بیرون قلعہ جب پہونچی تو لشکر امیر کی طرف چلی اور تخت اپنا بر وز سحر ایک مقام بلند پہ اُتار کر کیفیت لشکر دیکھنے لگی دیکھا کہ بازار لشکر کے ہر سردار کی بارگاہ کے آگے آراستہ ہے اور اردوے معلے کا نقشہ ہے ایک طرف سونے کی بازار ہے دوسری سمت جواہر کا انبار ہے کہین چینی کا بازار خاقان چین کی کُھلی ہے کہین فرنگستان کی بازار لگی ہے اگر اون بازارون کی طرف رقم ہو تو بیان افسانہ عدم ہو خلاصہ یہ کہ ایک سمت بارگاہ سلیمانی کو دیکھا کہ ہزارہا کلس سونے کے اُسپر چڑھے ہین اور ہر کلس پر طاؤس جواہر کے منقار مین مالے مروارید کے لیے بیٹھے ہین دونون جانب سڑکین کنارے اُنکے بازار چار طاق بلقیس آراستہ ہے سڑک پر جواہر کٹا ہے سقے بادلہ نگار لنگیان باندھی کٹورے چاندی سونے کے کمر مین رکھے چھڑکاو کر رہے ہین سرداران عالی تبار اپنی اپنی بارگاہ سے نکل کے بارگاہ سلیمانی مین جاتے ہین اور لشکر امیر جہان تک ہیک نگاہ جاتا ہے اترا ہوا نظر آتا ہے بلکہ براہ مبالغہ یہ انداز ہے کہ از مشرق تا مغرب و از جنوب تا شمال فوج ظفر موج صاحبقران موجزن ہے لشکر مین دنبے ذبح ہو رہے ہین پتیلیان چڑھی ہین قورمے تجھن رہے ہین بہادر ہاتھ تلوارون کے نکالتے ہین تودے بنائے ہین تیر اندازی ہو رہی ہے کسی جا سجادے بچھے ہین لوگ تلاوت صحیفۂ ابراہیمی کتب ربانی مین مصروف ہین مخمور جاہ و جلال لشکر دیکھ کر دنگ ہو گئی اور دل سے کہتی تھی کہ کلہ گوشۂ صاحب قران اوج تا باوج آسمان پہونچا ہے کب کوئی اِنکے مقابل ہو سکتا ہے زہے خوبی لشکر و خیمے عزم شان و کرّ و فر بہ فحواے

نظم

یکے ملک درراہ رزم آوران	بہ معمورگی بہتر از اصفہان
بہ رونق زبت خانۂ چین نکو	ولے مردمش صالح و نامجو

مخمور سرخ چشم حیران کار کھڑی تھی کہ ایک سمت سے سامان اور تجمل سواری ظاہر ہوا ہٹو بچو کا شور سنائی دیا دیکھا کہ آگے آگے سقے گلاب و کیوڑا چھڑکتے نکلے بعد اُنکے

طفلان مہر صورت منقلین روشن کیے عود و عنبر سلگاتے گذرے پھر خاص بردار اور چوبداروں کے
ظاہر ہوے جب یہ سب آگے بڑھے اُسوقت سواران زری پوش انتظام کنان پیدا ہوے
اُنکے پیچھے گلدستے اور درخت جواہر کے جن مین گچھے موتی کے آویزان تھے ملازم لیے
وردیان معقول پہنے نکلے اور سامنے سے مرکب پری پیکر پر شاہزادہ والا تبار برہم زنندۂ
زمرۂ بے ایمان وگل گلزار صاحبقران نور دیدۂ مومنان ومسلمان صاحب قران بن
صاحبقران بن صاحبقران اعظم نور الدہر بن بدیع الزمان عالی ہمم بر آمد ہوے
گرد اُنکے سردار جنکو شاہزادے نے زیر کیا ہے مرکبون پر سوار ہین ایک ایک اُنمین ذیوقار
ہین مثل طہماس بن عنقویل دیو پرور وفضل بن گیا خورخون آشام وغیرہ کئی سردار
ہمراہ ہین ذکر اُنکے زیر ہونے اور اطاعت مین شاہزادے کی آنے کا دفتر چہارم ایرج
نامے مین مذکور ہے حاصل کلام مخمور نے صورت جان پرور شاہزادۂ عالی گہر کو جو دیکھا
ششدر ہوگئی کس لیے کہ اُس جوان حسین وصاحب تمکین کو پایا کہ جسکا روے زیبا آفتاب
تابان کو شرماتا تھا اور مہابت وصولت مین افسانۂ رستم کو قصۂ بیہودہ بتاتا تھا نظم

ببر کردہ لباس ارغوانی / بہارِ حُسن و آغاز جوانی
قدش چون سرو لبستان سرکشیدہ / ز غم آسودۂ و آفت ندیدہ
رخش تابان میان زلف پرتاب / چنان کاندر شبِ تاریک مہتاب
لبے چون غنچہ لبریزِ تبسّم / دہانے راہ خندیدن ورو گم
جبین و عارضِ آن غیرتِ حور / نمودے معنیِ نور علیٰ نور
دو ابرویش بحکمِ نرگسِ مست / پےِ تاراج دل دادہ بہم دست
نوشتہ دست قدرت چشم بد دور / دو نونِ سرنگون بر سورۂ نور
چگویم دزدی آن چشم پُر فن / کہ دل بردی بیک وزدیدہ دیدن
ز مژگان دستگاہی ساحری داشت / یدِ طولیٰ بہ فنِ دلبری داشت
ہر آن زخمی کہ میزد تیغ مژگان / لبِ او سرنگون کردی نمکدان
حلاوت زخم دل را زان نمک بود / کسے نشنیدہ شیرینی نمک سود
چگویم وصف آن سیبِ زنخدان / کہ بردہ گوے حسن از ماہرویان
بیاضِ گردنِ آن غیرتِ حور / نمودے چارہ جز گردن نہادن

سخن از زیر نافش کفر و شین ست	ز عورت چشم پوشی فرض عین است
ز ساق و ساعدش جان را جلا بود	ز دست و پاش دل بیدست و پا بود
بلا و فتنہ چاؤشان راہش	اجل قربان بر چشم سیاہش

مہرخ سحرچشم دیکھتے ہی بیتاب و بیقرار ہوئی اور ہزار جان سے شاہزادہ پر نثار ہوئی غشی طاری ہوئی کنیزون نے گلاب و کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا اس عرصے مین سواری شہزادہ کی نکل گئی یہ ناچار کف افسوس مل کر رہ گئی کچھ بس نہ تھا آخر مجبور غم عشق کو سینۂ حسرت دفینہ مین پنہان کرکے زار و نالان طرف طلسم کے روانہ ہوئی دل سے کہتی تھی کہ بغیر شراکت عمرو کی کیے مطلوب کا ملنا دشوار ہے دوسرے تو طلسم مین رہے اور عمرو بلازم امیر کی رفاقت نہ کرے جب معشوق سے سامنا ہوگا اور وہ اسکی شکایت کرینگے تو بڑی ندامت ہوگی یہان سے چل کر عمرو کو پار دریاے سحر کے لے چل اور مہرخ کی اطاعت مین سرگرم ہو اسی طرح کی فکر کرتی اور چشمۂ چشم سے خون ناب بہاتی یہ اشعار فراق مین دردانگیز زبان پر لاتی

اشعار

کاہ گل تازہ رخ گلشن ناز	بلبل جان ہوایت دمساز
اے دم واشد زلف طرار	عارضت آئینہ جوہردار
اے بیک جلوہ خرابم کردی	بہ نگہ سینہ کبابم کردی
ہر کجا جلوۂ قامت داری	روز بازار قیامت داری
آب در رنگ گل داغنم از تو	شعلۂ طور چراغنم از تو
واے از دست تو ای پریزاد	تقسم نوبت تقریر فتاد
سبز زلف پریشان سوگند	بشکست دل و پیمان سوگند
بگمان داری ابروے دوتا	بخدنگ نگہ و برق و بلا
بنگاہے کہ درو بردۂ دل	بہ حیاے کہ کند غنچہ خجل
بہ وفائیکہ ز در رانده ست	بجائیکہ ز جان خوانده ست
بخش جانے تن سودائی را	زنده کن رسم مسیحائی را

اسی طرح با دل زار و اشکبار داخل طلسم ہوئی اور اس طرف مرغ سحر نے بختیارک کو طلسم مین لاکر اُتارا شیرنی اور شیر نے سوار کیا سیر طلسم کراتے تمام مقامات عجائب و غرائب

دکھانے نے چیلے طائران طلسم نے اُسکے آمد کی خبر افراسیاب کو پہونچائی وہ بہر استقبال
ساحران نامی سے آیا یہان تک کہ بڑے عزم وشان سے اول لشکر حیرت دکھانے کو طلسم
ظاہر مین لایا حیرت اور صورت نگار سردارون کو لیکر پیشوائی کو آئی نقارے طلسمی بجنے
لگے مہرخ کا لشکر دکھایا اور سب حال بیان کیا بارگاہ مین لاکر ارباب نشاط کو بلایا ناچ ہونے لگا
افراسیاب نے حکم دیا کہ جب تک ملکہ جی لشکر مین تشریف فرما ہین باغ سیب
مین کچھ سردار جاکر دعوت کی تیاری کرین باغ کے مکان اور عمارتین آراستہ ہون
فرش بدلا جائے شیشہ آلات سجا جائے میخانہ درست ہو مطبخ مین طعام لذیذ تیار کیا جائے
اس حکم کو سُنکر شگوفہ نقلی یعنے عمرو جو ہمراہ شہنشاہ کے استقبال کے لیے آیا تھا اور اسی تدبیر
سے دریا کے پار اترا تھا کہ شگوفہ اصلی جسکو بیہوش کر چکا ہے اُسکی کنیزین اور ملازم اسکے
مطیع ہین اور اپنا مالک جانتے ہین اُسنے حکم دیا کہ سواری سحر سے تیار کرو کہ مین شہنشاہ
کے ہمراہ چلون اور مین عمرو کے گرفتار کرلانے مین خستہ ہون ورنہ خود سحر کرتی کنیزین
حکم بجالائین اور تخت سحر کا بنا کر دیا عمرو سوار ہو کر افراسیاب کی سواری کے پیچھے ہولیا
ادھر تو کنیزین نے سحر پڑھکر تخت کو روان کیا اُدھر افراسیاب نے کنارے دریا کے
پہونچکر حکم کیا کہ اے دریا تھمے اور میرے ہمراہیون کو راہ دے غرض کہ اس تدبیر سے
عمرو اُتر تو آیا اور قصد رکھتا تھا کہ اپنے لشکر مین جاؤن مگر اسوقت حکم تیاری باغ اور سامان
دعوت سُنکر بیقرار ہوا اور دل سے کہا اگر بن پڑے تو اس دعوت کو چلکر لوٹو اور بختیارک
حرامزادہ جو تمھین قتل کرنے آیا ہے اُسکے جوتیان لگاکر خوب ذلیل کرو بس یہ سوچکر اپنی جگہ
سے اُٹھکر اسنے عرض کیا کہ ای شہنشاہ کنیز جاکر انتظام دعوت کرتی ہے افراسیاب بسبب
گرفتار کرلانے عمرو کے اس سے خوشنود ہے جواب دیا کہ بہتر ہے ہمنے سب کاروبار
تمھارے متعلق کیا دیکھین کہ کس شائستگی سے اس کام کو انجام دیتی ہو حسن وخدمت
مین ملک و مال ہمسے لیتی ہو شگوفہ نقلی آداب بجا لاکر رخصت ہوئی چلتے وقت افراسیاب
نے سحر پڑھکر دستک دی کہ نگہبان دریاے خون روان کو اسکے جانے کی اطلاع
ہوگئی شگوفہ نقلی دریا پر پہونچکر تخت کنیزون سے روان کراکے پار اُتر گئی اور باغ
سیب مین پہونچکر عہدہ دارون یعنے داروغہ مطبخ خانہ اور مکاندار اور فراش اور مالک
میخانہ وغیرہ کو بلاکر حکم سُنایا انعام بیکران پانے کا امیدوار کیا سب درستی جلد جلد ہونے لگی

آئینے قدآدم نصب ہوے چھتین مکلف لگائی گئین دیوارگیریان صاف وشفاف درست ہوئین شیشہ آلات ہانڈیان جھاڑ کنول وغیرہ مزین ومرتب طور سے ترتیب کیے مرونگیون کی دوہری باڑھ سامنے مسند کے لگائی چنگیر جو گھڑے گلدستے چنے گئے مکان سجے گولون پر کھڑکیان جڑدین تصاویر آئینے کے اندر شاہان دہر کی درست کین باغ کے درخت شبنم و بادلے اور زربفت سے منڈھوائے نہرون مین گلاب وکیوڑہ اور بیدمشک بھروایا ہزارے کا فوارہ ہر جگہ چھٹوایا اوٹا پھولون کے مناسب جگہ پر کھڑے کیے نازنینان مہرجمال وماہ تمثال بہر خدمت گذاری مقرر کین کہ وہ باغ مین ہرطرف کو کاروبار کرتی پھرتی تھین کوئی سامان اور کوئی چیز ایسی نہ تھی جو اُس جگہ موجود نہو بلکہ بمقتضای مثنوی

باغ کاہے کو تھا پرستان تھا | تختہ ہر طرح کا مہیا تھا
ہرطرف بیدمشک کا چھڑکاؤ | خوبرویان کا ہر جگہ پہ جماؤ
پھرتے تھے اسطرح ہوا کھاتے | ہوش پریون کے تھے اُڑے جاتے
سیم وزر کی بنی تھی ہر دیوار | اور جواہر کے اسپہ نقش ونگار
فصل گل نے کیا تھا متوالا | جھومتی تھی چمن مین باد صبا
نسترن اور رائے بیل کہین | کہین نرگس کہین گل نسرین
سوتیا تھا کہین کہین بیلا | کہین سوسن کسی جگہ چمپا
عشق پیچان کہین کہین جوہی | ساونی تھی کسی جگہ پھولی
جعفری تھی کہین کہین لالہ | چوگلا تھا کہین کہین کلغ
تاک انگور پر غضب کی بہار | لوٹے جاتے تھے دیکھ کر میخوار
لچھے ایسے تھے سنبل تر کے | جیسے بکھرے ہون بال دلبر کے
ہر گل تر تھا عارض مہرو | تھی چنبیلی مین جسم یار کی بو
تھے کسی جا پہ رقص مین طاؤس | تھے بہت اہل دید کو مانوس
نہر جو پڑ کی چار سو جاری | لہرین لیتی تھی رحمت باری
تھی جو تعمیر نہر پر کوٹھی | نئے انداز کی عمارت تھی
اسکو دیکھے تو ہو پری ششدر | بیخودی سے رہے نہ کچھ بھی خبر
قصر جنت سے تھی کہین وہ بلند | پہونچے اسپہ نہ وہم کی بھی کمند

خوبصورت ہر ایک حلقۂ در — کہین آغوش حور سے بہتر
تھا درخشندہ ہر ستون اسکا — ساق محبوب سے کہین اعلا
سب دَرون مین تمامی کے پردے — تار اُن مین شعاع مہر کے تھے
نصب تھے اُن مین آئینے ایسے — رشک رخسار مہ جبین جیسے
ہانڈیان اس طرح کی تھین نایاب — جیسے بحر صفا کی انکو حباب
جھاڑ ہر رنگ کے قرینے سے — چھت کی زنجیرون مین لٹکتے تھے
کتنی پرنور تھی ہر اک مردنگ — ہو دلِ حور جسکو دیکھ کے دنگ
خوبصورت تھی ایسی ہر تصویر — دیکھ پائے پری تو ہو تسخیر
فرشی جھاڑون مین نور ایسا تھا — جلوۂ نخل طور پیدا تھا
سبز مخمل کا فرش وہ نایاب — نیند آجائے جسکا دیکھ کے خواب
ہیزین الماریان بہت خوشتر — ہر طرح کے چُنے ہوئے کنٹر
بعض مین کیوڑا بعض مین تھا گلاب — دشمنِ ہوش تھی کسی مین شراب
تھا چھپر کھٹ لگا ہوا ایسا — پاؤن پھیلائے دیکھ کر لیلا
پردے پرنور وہ سفید سفید — عاشقون کی ہو جیسے صبح امید
آگے اُسکے تھی مسندِ پُر زر — گاؤ تکیے لگے ہوئے اُس پر
قابلِ دید تھی ہر الماری — شیشے کنٹر اچاریون سے بھری
لالٹینین بھی اسقدر نایاب — کہیے شمس و قمر کا اُنکو جواب

خلاصہ جب سارے مکان کی آراستگی ہو چکی اُس وقت میخانہ عمرو نے خود جاکر سجا اور خمہاے شراب مین بیہوشی خوب ملائی سیرون کیا بلکہ منون بیہوشی صرف کی داروغہ میخانہ سے کہا کہ شراب کے تیز اور عمدہ کرنیکا نسخہ یہ تیار کیا ہے اس سفوف کو ملا دو وہ اسکا مطیع حکم تھا جو کہا وہی بجا لایا بعد اسکے باورچی خانے مین جاکر ہر ایک دیگ کا مُنھ کھول کر بیہوشی ملائی اگر کسی نے دیکھا بھی تو کہا یہ گرم مسالا مین نے لاکھون روپیہ صرف کر کے بنایا ہے آج شہنشاہ کو حظ کھانے کا ملیگا اور میری بدولت سب باورچیون کو انعام ملے گا غرض کہ جب سب اپنی تدبیر کر چکا منتظر آمد افراسیاب ہوا وہان شاہ طلسم دن بھر بختیارک کو لشکر کی سیر کراتا رہا جبدم میزبان دہر نے تنور فلک کو آتش مہر سے سرد کیا اور قفلی کو ماہتاب کی

	دسترخوان اطلس چرخ پر چنا نظم	
نور چشم سیہ اوڑا شب کا پھیلا عالم مین دام گیسوی شام		سُرخ چشم بہار رسید ہوا سپر دکھایا فلک نے روے شام

افراسیاب باحشم و خدم بختیارک کو لیکر داخل باغ سیب ہوا اور آرایش قصر دیکھکر کمال محظوظ ہوکر شگوفہ کو خلعت دیا مقام صدر پر مہمان کو بٹھایا تمام باغ مین روشنی ہوئی اور رقاصان پری وش حاضر ہوئین اُسوقت مخمور سرخ چشم بھی آکر پہونچی اور شریک جلسہ دعوت ہوئی اس طرف حیرت بھی لشکر سرداران ذی رتبہ کو سپرد کرکے مکان دعوت مین آئی جب سب جمع ہو چکے اس وقت وہ ساحر جسکو عمرو نے اپنی صورت کا بنا دیا ہے اور پشتارہ مین بندھا پڑا ہے اُسکو سامنے طلب کیا اور پشتارہ کھلوا کر بختیارک کے ہاتھ مین خنجر دیا کہ اس کا سر قلم کرو اُسنے بائین آنکھ کو عمرو کی دیکھا اُس مین تل شناخت کرنے کا ہے اُس ساحر بیہوش یعنے جو عمرو کی صورت ہے اُسکی آنکھ مین تل نپایا بختیارک مسند پر سے اُٹھکر کے ناچنے لگا اور پکارا کہ صلوۃ بر ابراہیم پیغمبر خدا و لعنت بر لقا اے افراسیاب جلد مجکو یہان سے رخصت کر دے اب اس جگہ کوئی لمحہ مین آفت آیا چاہتی ہے مین پہلے ہی کہتا تھا کہ پیرو مرشد برحق کو کون گرفتار کرسکتا ہے اس اثنا مین مخمور نے کہا ملک جی آپ کو شبہ ہی جلد اسکو سر جدا کیجیے یہ عمرو ہے شہنشاہ نے بڑی محبت سے اِسے قید کیا ہے تل کا کیا دیکھنا کہین بہہ گیا ہوگا بختیارک نے کہا مین مسلمان ہون اشہد ان لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ مجھ سے سر نہ کٹ سکے گا اور کیون کسی بیچارے اپنے عزیز یا برادری کے ساحر کو قتل کیا چاہتے ہو شہنشاہ عمرو کے دشمن قید ہون یہ کوئی تم مین کا ساحر ہے اور علاوہ برین اُس شخص کے سر مین اب تو ایک بال بھی نہین جو جوتیان حضرت کی کھائے یہ کہکر رفیدہ سر پر سے اوتار کر دکھایا کہ فی الحقیقت کھوپڑی صاف اور چکنی تھی افراسیاب اور سب اہل دربار ہنسنے لگے کہ دراصل یہ شخص شیطان ہی ہے اور مخمور سرخ چشم سے اشارہ کیا کہ اِسے بکنے دے تو سر عمرو کا کاٹ لے بختیارک نے کہا ابھی تم ہنستے ہو کوئی گھڑی مین روؤگے مختصر یہ کہ اسکا کہنا نہ سُنا مخمور سرخ چشم نے حکم شاہ طلسم سے سر عمرو مصنوعی کا جدا کیا بختیارک آنکھین بند کرکے بیٹھ گیا اور اس ساحر کے مرنے سے شور اور غوغا بلند ہوا کہ کشتی مرا نام من فرہاد جادو بود آگ پتھر برسنے لگے بختیارک خوب اچھلا اور کودا اور

پکارا کہ وہ مارا مین نہ کہتا تھا کہ جناب مستطاب معلی القاب گردون رکاب شاہون کے شاہ
ہم غریبون کے پناہ سرکردۂ روزگار عمرو نامدار کو کون پاسکتا ہے افراسیاب بہت ذلیل
ہوا اور اُٹھکر وہ درخت جو شگوفہ نے اپنے حیات کی نشانی کا لگایا تھا اُسے دیکھا از بسکہ
وہ ابھی زندہ صحرا مین بیہوش پڑی ہی اس باعث سے درخت کو سبز اور شاداب پایا سمجھا کہ
شگوفہ سحر جو یہان موجود ہی یہ تو اصلی ہی لیکن عمرو کے گرفتار کرتے وقت معلوم ہوتا ہی اسنے
دھوکھا کھایا اصلی عمرو کو پایا نہین ناموری کے واسطے کسی کو عمرو بنا لائی یا عمرو کسیکو اپنی
صورت کا بنا کر آپ اسکے پنجے سے نکل گیا بہر حال ایسا ہی کچھ فتور ہوا یہ مضمون شاہ طلسم کو
خاموش ہو رہا لیکن بسبب تر و تازہ ہونے درخت حیات کے یہ گمان مطلق نہوا کہ
شگوفہ سحر کی شکل بنا ہوا عمرو یہان موجود اور منتظم ہے غرضکہ مسند پر آکر بیٹھا اور گویا ہوا کہ
مالک جی آپ سچ فرماتے تھے عمرو گرفتار نہین ہوا اگر آپ دعوت نوش فرمائین مین عمرو
کو گرفتار کراتا ہون بختیارک نے کہا مین دعوت سے باز آیا آپ مجھے خداوند پاس بھیجدیجے
افراسیاب نے بمنت تمام روکا اور حکم دیا کہ سامان عشرت حاضر کرو بموجب ارشاد شگوفہ
نقلی جو منصرم کاروبار ہے اُسنے میخانہ سے کشتیان بادۂ ناب کی آغشتہ بدار وی بیہوشی حاضر
کین اور ساقیان ماہ لقا جام بھر کر سامنے لائے پہلے بختیارک نے پی پھر اہل انجمن نوش کرنے
لگے گائنین خوش گلو زہرہ جبین ساز سے دمساز ہو کر تانے لگانے لگین عجب سمان بندھا
کہ فلک پیر بھی اپنی گردش بھولا اس اثنا مین افراسیاب کو شراب بیہوشی کا نشہ دوبالا ہوا
اِسنے اپنے دونون ہاتھون کو دیکھا اِسکے دہنے ہاتھ مین یہ صفت ہی کہ حال اچھی بات
کا اور ساعت نیک ظاہر ہوتی ہے اور بائین ہاتھ مین حال بُری باتون کا اور ساعت بد معلوم
ہوتی ہی فی الجملہ اُسوقت بائین ہاتھ سے ثابت ہوا کہ چند گھڑیان اسدم تیرے لیے ذلت
اور بُرائی کی ہین تھوڑی دیر کے لیے محفل سے چلا جا ورنہ خرابی ہوگی یہ دریافت کرکے
بحالت نشہ مین اور کچھ زیادہ تفتیش نہ کرسکا اُسی طرح انجمن کو چھوڑ کے اپنے ہمیشہ کو اپنی
جگہ بٹھا کر آپ غائب ہوگیا اور بسبب حرکت کرنے کے کچھ دیر مین بیہوشی نے تاثیر کی
اپنے مقام پر بیہوش ہوگیا ادھر اہل محفل جو مصروف ناؤ نوش تھے بعد لمحہ کے بیہوش
ہونے لگے شگوفہ نقلی نے ایک خم شراب کی خادم خدمتگار وغیرہ کو دی کہ شیطان خداوند
کی دعوت مین حکم شاہ طلسم ہے کہ کوئی محروم نرہے لہذا تم بھی شراب پیو اور ناچ دیکھو سب

ادنی و اعلی خوشنود ہوکر مشغول میخواری ہوے ادھر بعض اہل عملہ ساحرون کو حکم دیا کہ جسکو خواہش کھانا کھانے کی ہو وہ مطبخ مین جاکر با تامل کھانا نوش کرے خلاصہ کلام ایک آن مین ادنے و اکابر وغیرہ کو بیہوشی طاری ہوئی اور باہم گفتگو بیہودہ مستون کی طرح کرکے اور جوتی پیزار باہم لڑکے مردے کی طرح بحس وحرکت ہوے مگر ہمیشہ افراسیاب آئینے کے اندر بیٹھا رہا اور بیہوش نہوا عمرو اُسے دیکھکر گھبرایا اور سامنے اُسکے بھی جام شراب بھرکر رکھا اُسنے کچھ اعتنا نہ کی پھر عمرو نے اُسے سلام کیا اُسنے ہاتھ ماتھے پر رکھ لیا مگر مُنھ سے نہ بولا عمرو نے دل سے کہا مطلب ہی فوت ہوتا ہے اب ہرچہ بادا باد جو کچھ قتل و غارت منظور ہو وہ کرو وقت کو ہاتھ سے نہ دو یہ خیال کرکے اول بختیارک کو ہوشیار کیا اُسکی جو آنکھ کھلی عمرو کو باخنجر برہنہ پایا اور سب محفل کو مدہوش پایا جلدی سے تسلیم کی اور عذر خواہ ہوا کہ جناب عالی وہ شخص تو آپکے غلام کا غلام بلکہ غلام اور غلام کا غلام ہے جو حکم ہو بجالاؤن عمرو نے کہا ملک جی اب باتین نہ بناؤ وہان اسے ہمارے قتل کرنے کو آئے تھے آج تم بچوگے نہین اچھا لو یہ خنجر حاضر ہے جلدی سر ان ساحران نابکار کے جدا کرو بختیارک نے عرض کیا بہت خوب یہ حرامزادے سب اسی قابل ہین اور واجب القتل ہین عمرو نے اُسوقت رفیدہ اُتار کر ایک جوتی سر بختیارک پر لگائی کہ نالائق باتین بناتا ہے جس کام کو کہا ہے اُسے نہین کرتا بختیارک پر جوتی پڑی کیلون سے نعلین کی سر سے خون جاری ہوا مگر سر کو سہلا کر کہتا جاتا تھا کہ زہے سعادت اُس فرزند خوش نصیب کی جسکو ایسا باپ شفیق اور مہربان مار کر نصیحت فرمائے قسم ہے اپنے دین و آئین کی کہ کوہ عقیق مین مجھے یہ لذت نہ حاصل تھی سر کو اس نعلین کا بڑا اشتیاق تھا آخر طالع یاور ہوے اور بخت رسا نے مدد کرکے سر کو اس جوتی تک پہونچایا عمرو اسکی باتون سے ہنسا اور سمجھا کہ یہ ایسی فقرے تین کرکے وقت کو ضائع کریگا تم اپنا کام کرو بس در باغ جاکر بند کیا اور زنبیل سے دس پانچ قیدی جنکو اکثر اوقات پکڑ کر زنبیل مین ڈال لیا ہی نکال کر حکم دیا کہ جلد یہان کا اسباب فرش و تخت و کرسی و میز اور دنگل وغیرہ سمیٹ کر ایک جا کرو اگر دیر ہوگا تو تمھین مار ڈالونگا وہ سب اسباب ایک جا کرنے لگے اور عمرو جو مال کہ ڈھیر ہو جاتا تھا اُسکو جال الیاسی مار کر زنبیل مین رکھتا تھا اور آپ بھی ہر جگہ جال مار کر لوٹتا پھرتا تھا اور بختیارک ساحرون کا لباس اور ساحرنیون کا زیور براہ خوف بعجلت تمامتر اُتار اُتار کر ایک جگہ انبار کرتا تھا یہان تک کہ دو گھڑی مین سارا باغ ویران کرکے عمرو نے

ساحرنیون کا سر مونڈنا شروع کیا اور قیدیون سے اپنے روغن دیگر کہا ان سب کا منہ کالا
کرو لیکن جب مخمور کے سر مونڈنے کی نوبت آئی عمرو کو احسان اسکا یعنی چھڑا دینا خمار کے ہاتھ
سے یاد آگیا اسکا سر مونڈھنے اور پوشاک لینے سے باز رہا باقی ہر ایک کا سر مونڈکر اور ہار
جوتیون کا گلے مین پہنا کر منھ کالا کیا اور ساحرون کے اشین کو تانت سے باندھکر درختو نمین دو دو کا
سرا تانت کا باندھ دیا اور بعض کو عورت کی صورت بناکر بعض کے پہلو مین لٹا دیا اور کسی کو
ریچھ والا اور بندر والا بناکر ڈگڈگی ہاتھ مین دیدی جب ان کامون اور لوٹنے سے فرصت
پائی بختیارک کو مارنا شروع کیا کہ جلد سر انکے کاٹ وہ ناچار چھاتی پر چڑھکر ساحرون کو
ذبح کرنے اور مارنے لگا شور نشور محشر کی طرح ہنگامہ برپا ہوا عمرو نے اسوقت
کھال کترنے کی نکالی کہ جسپر بڑے بڑے بال تھے اور گھنڈیان پیٹ کی جگہ اسمین لگی تھین
اسکو پہنکر زمین پر گرکر مثل سگان تازی کے جست کرکے ایک گوشہ باغ مین جا کھڑا ہوا اور
چلتے وقت ایک رقعہ لکھکر مقام نشستگاہ افراسیاب پر ڈالدیا اُس مین لکھا تھا کہ این کار
عمرو نامدار ست غرضکہ خود ایک گوشہ باغ مین بصورت کلب جاکر ٹھہر العبد لمحے کے بعد
افراسیاب اپنے مقام پر ہوشیار ہوا باغ کی جانب چلا اب ادر لطف کی بات سنئیے یعنی وہ شگوفہ
سحر جسکو عمرو بیہوش کرکے صحرا مین چھوڑ آیا تھا ہوشیار ہوئی اور ہر سمت صحرا کے تجسس کرنے لگی
اور عمرو کو بھی ڈھونڈھتی پھری جب کہین پتا نہ لگا تو سمجھی کہ ضرور شاید عمرو کو پکڑ لے گئی
ہوگی یہ سوچکر باغ سیب کی طرف روانہ ہوئی اور اُسوقت آکر پہونچی کہ عمرو جاچکا تھا اور
بختیارک ساحرون کا سر خوف عمرو سے کاٹتا پھرتا تھا شگوفہ نے کیفیت مجلس اور اسکا
ذبح کرتے پھرنا دیکھکر تصور کیا کہ عمرو جو قید ہو کر آیا ہے اُسنے قابو پاکر سب کو بیہوش کیا ہے
وہی سب کے سر کاٹ رہا ہے بس دیکھتے ہی وہین سے سحر کیا کہ بختیارک کے دست و پا
بیحس ہوئے اور شگوفہ نے آکر تازیانہ سحر سے تیار کرکے مارنا شروع کیا اور بختیارک نے
عمرو کو اسی صورت کا بنا ہوا دیکھتا تھا سمجھا کہ خواجہ ہین غرض وہ منت و سماجت کرنے
لگا کہ حضور مین تعمیل حکم کر رہا ہون بہتون کے سر کاٹتے ہین مجھے زدو کوب نفرمائیے شگوفہ
نے اس کلمہ پر اور زیادہ مارا اُسوقت تو یہ لگا دوہائی دینے کہ دوہائی افراسیاب کی
مجھے گھر مین بُلاکر خوب دعوت کی کہ کھانے کی بدلے خوب مار کھائی ارے واسطہ سامری
جمشید کا کیون مجھے مارے ڈالتے ہو ہرچند یہ چیختا ہے اور غل مچاتا ہے مگر شگوفہ سماعت نہین کرتی

اور اسکو پیٹے جاتی ہی ایک ہنگامہ بلند ہے کہ ادھر سے افراسیاب آکر پہونچا اور اُسنے دیکھا کہ ساری
محفل بیہوش پڑی ہے اور شگوفہ تازیانہ لیے بختیارک کو مار رہی ہے یہ دیکھ کر اسکے ذہن مین
آیا کہ شگوفہ بنکر عمرو یہان موجود تھا اُسنے سب کو بیہوش کیا اور اب شیطان خداوند کو مار رہا ہی
اس یقین کے ہوتے ہی بغیظ و غضب تمام سحر پڑھکر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ایک برق چمک کر
شگوفہ سحر پیکر ہی کہ دو ٹکڑے کر کے زمین مین اُتر گئی اور اُسکے مرنے کا شور اُٹھا اور صدا
آئی کہ افسوس مردیم و جان جادیم کشتی مرا کہ نام من شگوفہ سحر جادو بود یہ ندا سنکر افراسیاب
گھبرایا کہ یہ تو شگوفہ اصلی تھی اور نہایت پریشان ہوکر باغ مین آکر جو درخت حیات کو دیکھا
شگوفہ کے مرتے ہی وہ جل گیا تھا اُسوقت افسوس کر کے خیال کیا کہ اور سب بیہوش ہین
مگر شیطان خداوند ہوشیار رہے اغلب ہی کہ یہ عمرو ہو ایسا کچھ سمجھ کے اِسکے جانب بہ نگاہ
غضب دیکھا بختیارک نے کہا ابھی تو یہ قحبہ مجھے پیٹ رہی تھی جو واصل جہنم ہوئی اب تو
گھورتا ہے کیون گھر مین بُلا کر بحیلۂ دعوت عداوت پر کمر باندھی ہے کب کی تجھ سے دشمنی
نکالی ہے ای افراسیاب دیکھا تو نے استاد برحق کی عیاری کو اب مناسب ہے کہ مجھے
پاس خداوند کے بھیجدے افراسیاب ان باتون کو سُنکر قاصد ہلاکت تھا لیکن رُک گیا
کہ ابھی ایک دھوکا کھا چکا ہون ایسا نہو کہ پھر افسوس کرنا پڑے اور پشیمانی ہو لیکن
براہ تحفظ سحر سے حصار گرد بختیارک کے کر کے ابر سحر برسایا کہ اہل محفل ہوشیار ہوے مگر کسی نے
پہلو مین اپنے عورت کو لیٹے پایا جان جان کہکر اُس سے لپٹا اور کسی نے بڈھڑک اُٹھنے
کا قصد کیا تو انثیین بندھے تھے جھٹکا جو لگا ہاے کر کے پھر گر پڑا کسی نے مُنھ پر جو ہاتھ پھیرا
جوتی ہاتھ مین پنہادی تھی وہ تراق سے رخسار پر لگی کسی نے ہاتھ کو جو اونچا کیا اور حرکت
دی تو ڈگڈگی بجنے لگی خلاصہ یہ کہ وہ تمسخر اور استہزا ہوا کہ افراسیاب خود ہنس پڑا اور
سب کو ڈانٹا کہ ذرا ہوشیار ہوکر اوٹھو تمھاری حالت اسوقت دوسری ہے اب جو سب نے
اپنی اپنی کیفیت دیکھی نادم ہوکر سنبھل کے اُٹھے اور سحر کر کے تانت انثیین سے کھولی اور
گوشے مین گئے عورات اوہی اوہی کہکر بدن چُراتی ہوئین اُٹھکر بھاگین اُسوقت مخمور
بھی اُٹھی اور ساحر و ساحرنیون کے سر مونڈے دیکھ کر اپنے سر پر بھی ہاتھ پھیرا دیکھا کہ میرا
سر نہین منڈا ہے علیحدہ اُٹھ کر جا کے آئینہ دیکھا تو مُنھ بھی کالا نہ تھا پھر لباس اور زیور کو بھی
بدستور پایا سمجھی کہ عمرو کو جو تو نے ایکبار رہا کیا تھا یہ اُسکا نتیجہ ہے غرضکہ افراسیاب نے

اول کتاب سامری دیکھی کہ بختیارک اصلی ہے یا عیار ہے معلوم ہوا کہ اصلی ہے اسوقت نہایت عذر
اور معذرت کر کے اُسکو بٹھایا اور حکم دیا کہ نئے سر سے سامان عشرت مہیا ہو چونکہ یہ بادشاہ طلسم
ہے اُسی وقت ہزارہا ساحر دوڑ پڑے اور فرش و مسند و شیشہ آلات وغیرہ درست ہوا میز او
کرسی و دنگل بچھ گئے میخانہ پہلے کا آغشتہ بیہوشی جانکر پھکوا دیا اور نئے سر سے خمہائے شراب
تیار کرائی گئین کھانا وغیرہ بھی بدلا گیا اس کاروبار کے کرنے مین لوگ اندر اور باہر پھرنے چلنے لگے
عمرو اُسی طرح کتا بنا ہوا باہر باغ کے نکل کر صحرا نورد ہوا جب سب درستی ہو چکی افراسیاب نے
کہا کچھ ساحر جائین اور عمرو کو ڈھونڈھ لائین یہ سُنتا تھا کہ بختیارک اُٹھ کے قدم پر گر پڑا اور
پکارا کہ مجھے تاب مار کھانے کی نہین ہے واسطہ اپنے دین و آئین کا کہ مجھے خداوند پاس
بھیجدو اور سارا بدن اپنا دکھایا کہ دیکھو فگار ہو گیا ہے اب تم پھر عمرو کے گرفتار کرنیکا حوصلہ
کرتے ہو افراسیاب نے ہر چند روکا مگر اُسنے نہ مانا آخر وہ جو دو چار گھڑی رات کہ اس
ہنگامہ مین باقی رہی تھی اس عرصہ مین کچھ تحفہ جات طلسم بہم پہونچا کر جس وقت شب گرد
فلک مع لشکر کواکب کوچ کر گیا اور شہنشاہ زرین قبائے مشرق اورنگ فیروزہ نگار پر
آکر بیٹھا

ابیات

تاریکیٔ شب ہوئی جو کافور
گردون کے چراغ جھلملا کے

پھیلا رخ صبح صبیح کا نور
گل ہو گئے جھونکے سے ہوا کے

بختیارک کو طائر سحر پر بٹھلا کر سمت کوہ عقیق بھیجا اُس جلدی مین لشکر جو بمقابلہ حمزہ
درکار تھا وہ بھی ساتھ نہ کر سکا بعد روانگی اُسکے حیرت کو بھی لشکر کی جانب روانہ کیا اور
اہل دربار سے کہا اب مجکو لازم ہے کہ عمرو کو قید کر کے زندہ پاس شیطان خداوند کے بھیجدون
تاکہ جو کچھ اُنھون نے یہان ذلت اُٹھائی ہے اُسکا معاوضہ اُس سے کرین اور میری بھی ندامت
رفع ہو لیکن اول مجکو سزا دینا اس حرامزادی صرصر کو ضرور ہے کہ یہ کیسا عمرو کو گرفتار کر کے
لائی تھی یہ کہکر واسطے احضار کے حکم ہوا پیک گئے اور صرصر کو صحرا سے اُٹھا لائے کسلیے کہ
صرصر اُس مکان دعوت مین ساتھ شاہ کے آئی تھی یہان سب اشیا پہلے ہی آغشتہ بیہوشی
ہو چکے تھے ہر چند کہ یہ عیارہ تھی اور اسنے ایک ایک کار پرداز کو میزان فراست مین تولا
تھا مگر کسی کو غیر نہ پایا تھا اور شگوفہ یعنے عمرو الگ رہتا تھا بلکہ اپنے ہاتھ سے
مجلس مین شراب بھی دینے نہ آیا تھا فلہذا صرصر پہچان نہ سکی اور شریک صحبت ہو کر بیہوش

ہوگئی جب ہوشیار ہوئی عمرو کی فطرت پر خبردار ہوکے بھاگی کہ عتاب شہنشاہ تحیر ضرور آئیگا کہ
عمرو گرفتار کیا کرلائی تھی فی الجملہ اسوقت جو پہنچے اُسکو اُٹھا لائے افراسیاب تازیانہ پکڑ کے
اُٹھا مالزادی الیسا ہی عمرو کو قید کرکے لاتے ہین صرصر نے کہا کہ حضور شگوفہ نے گرفتار
کیا تھا اور یہ کہکر قدم پر گر کر نہایت عذر کرکے وعدہ کیا کہ اب ضرور بالضرور اصلی عمرو
کو لاؤنگی غرض بہت تمام شاہ جادوان نے خطا اُسکی معاف کی اور یہ دوبارہ واسطے گرفتار کرنے
عمرو کے روانہ ہوئے جب باغ سے آگے بڑھی دور سے عمرو نے اُسے جاتے دیکھا خیال کیا
کہ اس سے بولنا کچھ ضرور نہین جانے دو اور عمرو کا وہ خوف ہے ساحرون پر طاری ہے کہ ایک
جگہ حیات جادو نام ایک ساحر نے عمرو کو جاتے دیکھا دہشت سے کانپا اور راہ کاٹ
کے چلا گیا کہ یہ بہت ہی بلا ہے اِس سے سامنا کرنا اچھا نہین ہے اب خواجہ توصحرانورد
ہین لیکن انتظام شاہ طلسم کا مذکور سینے کہ بعد بھیجنے صرصر کے ببران ضیغم صورت
شیر سوار جادو ایک اپنے رفیق خاص سے کہا تم جاکر جب تک مین عمرو کو گرفتار
کراؤن سر مہرخ اور کل نمک حرامون کا کاٹ لاکہ ہمراہ قید عمرو کے پاس خداوند
کے بھیجون ببران آداب بجا لاکر رخصت ہوا اُسوقت افراسیاب نے ایک نامہ مصور
جادو کو کہ نبیرۂ سامری ہے لکھا مضمون اُسکا یہ تھا نظم

کہ اے سرور جاودان جہان	ترے حکم مین ہی ہزارون کی جان
تو ہے قدوۂ دودۂ سامری	جگائی ترے نام نے ساحری
بھلا کون تیرے مقابل مین ہی	ترا غلغلہ چاہ بابل مین ہی
کمینہ ترا بندہ زردشت نام	مقرر ہے شہپال تیرا غلام

آپ سابق مین اپنے ملک سے اس طرف نہضت فرما ہونے والے تھے باعث توقف
سوائے خیریت مزاج ہمایون کے کوئی اور امر نہو فی الحال یہ عقیدت گزین عمرو عیار کے
طلسم باطن مین آنے سے پریشان حال ہے ترصد کہ حضور نزول اجلال فرمائین تاکہ واسطے
انتظام طلسم باطن کے ذات گرامی کافی ہو اور مین طلسم ظاہر کا بندوبست کرون یا حباب
الاطلسم ظاہر پر توجہ مبذول کرین احقر طلسم باطن مین رہے و دیگر حالات بروقت مشرف
حضوری گزارش خدمت ہونگے زیادہ نیاز اس نامے کو طائر سحر کے حوالے کیا وہ لیکر
روانہ ہوا مصور کا ذکر سابق لکھا گیا تھا کہ خبر قتل شکل کش سنگر چلا تھا مگر ایک مقام پر جب

اگر پہونچا اُسکو یاد آیا کہ اس زمانے مین میرے سحر پڑھنے اور سامری کے نام پر چلہ بیٹھنے کا وقت ہی
یہ خیال کرکے اُسی جا فروکش ہوا کہ بعد چلہ پورے ہونے کے جاؤنگا اسوقت طائر نے جا کر نامہ
افراسیاب دیا پڑھکر شادمان ہوا اور جواب اُسکا اسطرح سے لکھا ابیات

اے شہنشاہ آسمان رفعت
بادشاہ جہان و گردنکش
اے شہ نیک خو و با صدولت
حاکم ساحران عالی منش

نامۂ محبت مشحون کے مضمون سے مطلع ہوکر واسطے قتل باغیان طلسم ظاہر کے عنان عزیمت
کو ہمنے منعطف کیا بعد سامری فیصلہ جنگ کرکے تمسے ملاقات کرینگے اطمینان رکھو اِس نامہ
کو طائر لیکر سمت شاہ طلسم گیا اور اُسنے کوچ کیا بعد قطع منازل و طے مراحل بافوج قاہرہ قریب
طلسم ظاہر پہونچا لیکن جب طائر سحر نے شاہ طلسم کو جواب نامے کا لاکر دیا وہ اُسے پڑھکر خوشنود
ہوا اور اُسی وقت حیرت کو لکھ بھیجا کہ نبیرۂ سامری اُس طرف آتے ہین اُنکی تعظیم مین
کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا حیرت اِس تحریر کو پاکر مع سرداران استقبال کو چلی ادھر
بہران اپنی فوج لیکر بڑے کروفر سے دریاے خون روان کے پار اُترا حیرت نے
اُسکے استقبال کے لیے یاقوت اپنی وزیرزادی کو بھیجا اِس نے جاکر پیشوائی کی ادھر
حیرت پاس مصور کے پہونچی اُسکے جاہ و جلال کو دیکھا کہ ابیات

پیل سا ایک اژدرِ خونخوار
اپنے فن مین تھا وہ لعین کامل
اُسکے اوپر تھا وہ خبیث سوار
سحر جادو مین مستعد قابل

غرض اسطرف سے بہران اور ایک جانب سے مصور مع افواج قاہرہ داخل لشکر
حیرت ہوے ایک ہنگامہ اور غلغلہ برپا تھا اِنکے آنے کی خبر مہرخ کو ہوئی یہ دربارگاہ بر
اپنی کھڑے ہوکر مع سردارون کے آمد لشکر دیکھنے لگی کہ ابیات

تیغون مین چمک تھی بجلیون کی
اُڑتی ہوئی گرد کی گھٹا تھی
جلتی تھین جانین ناریون کی
گھوڑون مین رعد کی صدا تھی

مختصر یہ کہ بارگاہین برپا ہوئین لشکر اُترے مصور اور صورت نگار زن و شوہر باہم
ملاقی ہوے بہران بھی شریک انجمن ہوا مصور نے اُس سے کہا کہ ہمارا ارادہ ہی کہ ہم تم
ملکر حریف سے لڑین اُسنے جواب دیا کہ مجھے سامری کی مدد کے سوا کسی کی اعانت نہین
درکار ہے یہ کلمہ مصور اور صورت نگار کو برا معلوم ہوا مگر خاموش ہو رہے حیرت نے دعوت

وضیافت دونون کی فرمائی شغل مے نوشی رہا جبسدم نقاش دہر نے صفحہ دہر سے نقش زرین خورشید کو مٹایا اور ورق سبز سپہر کو ستارون سے زر افشان کیا نظم

جہاندار انجم بصد عظم و شان — قدم رنجہ فرمود برآسمان
بیاراست بر چرخ بزم سرور — منور جہان گشت از فرط نور

ہبران نے حکم نواختن طبل جنگ و یا نقارہ رزمی گڑ گڑایا طائران سحر اور عیارون نے جاکر مہرخ کو بھی مطلع کیا ادھر بھی نفیر سحر کو دم ملا رات بھر طرفین سے تیاری رہی ساحرون نے سحر جگایا بہادر اور دلاورون نے تلوارون کو سان پر چڑھایا طول ہر مقام پر بیجا ہے شب گذر کر آخر وہ وقت آیا کہ آہوے دشت اخضر گردون یعنی ماہ صید ہوا اور ضیغم فلک بادبدبہ و شوکت میدان چرخ پر آیا کہ ابیات

ماہ تابان ہوا نگہ سے نہان — ہوا گردون پہ مہر جلوہ کنان
چلے دشت وغا کو دو لشکر — ہر طرف تھی صداے شور و شر

لشکر دونون طرف سے بعظم و شان تمام میدان قتال مین آئے ہنگامہ دار و گیر برپا ہوا کہ ابیات

زمین ہل گئی آسمان ہل گیا — سمندون سے دونون جہان ہلگیا
چقاچاق خنجر بہ گردون رسید — زمین خون شد و خون بہ جیحون رسید

حکم صف آرائی ہوا میمنہ میسرہ وغیرہ درست کیا گیا سردار آگے بڑھے منچلے جوش جوانی دکھانے لگے نامرد منھ چھپانے لگے نقیب للکارے بہادرون کو ٹکارے مذمت دنیاے فانی زبان پر لائے وہ فقرے سنائے کہ عروس مرگ کا ہر ایک مشتاق ہوا یعنی نظم

عیش و مے و یار و جوش مستی کبتک — یہ عجب و غرور و خود پرستی کبتک
اِس دیر خرابات سے جانا ہی ضرور — غافل ہشیار ہو کہ ہستی کبتک

ای نامدار و آج میدان جنگ کو بزم عروسی بناؤ و خون مین سرخرو ہو کر عدو کو نہلادو شمع نامورہی کو روشن کرو عروس مرگ سے منعقد ہو تلوارون کی جھنکار کو ساز کا بجنا سمجھو نعرون کو ہل من مبارز کے راگ تصور کرو کہ نظم

عنان راز دشت وغا بر متاب — کہ نامرد در ہر دو عالم خراب
شجاعت خدا و رسل را پسند — شجاعان ز دنیا بجنت رسند

اس صدا کو سنکر بہادر بشاش ہوے نامرد بدحواس ہوے ہبران اژدر اڑا کر میدان مین آیا

اور حریفون کو للکارا اسطرف سے شرخ مو نے نکل کر سامنا کیا مارل سحر کا مارا ہبران نے سحر و کر کے آردماش جھولے سے نکال کر دو شیر اُسکے بنائے اور سحر کیا کہ وہ زندہ ہوئے اُنھین میدان مین چھوڑ کر آپ الگ کھڑا ہو گیا اُن شیرون کے روبرو جو آیا اُنکا رشکار بنا ساحرون کو اُنھون نے نگلنا شروع کیا یہ حالت دیکھ کر مہرخ کو تاب باقی نہ رہی جنگ مغلوبہ کا حکم دیا شمشیر سحر پکڑ کر جا پڑی دونون فوجین آپس مین غٹ پٹ ہو گئین سحر چلنے لگا بہادر و نامرد اُس ہنگامہ مین مر کر گرنے لگا بجلیان چمکین رعد گرجا پتھر برسے کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رہا آخر نوبت شمشیر زنی کی آئی تلوار کھینچی پھر تو یہ عالم تھا **نظم**

لڑائی عجب دشمنون سے ہوئی — سرون کی جدائی تنون سے ہوئی
چلی جس گھڑی تیغ خاراشگاف — سرون پر چڑھی اُتری پائین ناف
بڑھے جب جوانان خنجر گذار — نہ پائی کسی نے بھی راہ فرار

لیکن کثرت فوج ہبران اور حیرت بہت تھی لشکر اسلام کے پانون اُٹھ گئے اور سرداران نامی طعمۂ شیران سحر ہوئے ہبران شام کے قریب بافتح و فیروزی پھرا اور خیمے مین آکر مشغول تنعم و عیش ہوا لشکر نے اِسکے کمر کھولی مگر عیاران عمرو اسکے قتل کی فکر مین چلے اور برق فرنگی بشکل مبدل لشکر مین حریف کے آیا ایک خیمے مین کچھ ساقی گلابیان شراب کی درست کر رہے تھے اُنکے پاس جا کر پکارا کہ میان اولاد جادو یہان ہین ایک ساقی نے کہا کون اولاد جادو اُسنے کہا ہمارے بھائی ہین ملازم ہبران ساقیون نے کہا ہم نہین جانتے آگے جا کر دریافت کرو برق بولا بھائیو مجھ کو ذرا صورت نگار کے ساقی کو بتلا دو وہین میرے بھائی بھی ہین ساقیون نے اِسکو پتہ بتایا برق نے کہا بھائیو لشکر اتنا بڑا ہے کہ اس مین ملنا اُنکا غیر ممکن ہے اگر تم مین سے ایک شخص براہ مہربانی ذرا تکلیف اُٹھا کر میرے ساتھ چلے تو بہت مناسب ہے یہ سنکر اِسکی منت کرنے پر رحم کھا کر ایک شخص ساتھ ہوا راہ مین برق نے ایک گلابی شراب کی نکالی اور کہا دیکھو یہ مین نے کیتکی کی شراب کھینچی ہے اپنے بھائی کو وہ اُنکا ساقی نے رنگ و بو کی تعریف کی برق نے کہا تم اسے پی کر دیکھو اُسنے ذراسی شراب پی اور بیہوش ہوا برق نے پیراہن اُسکا اُتار کر آپ پہنا اور مانند اُسکے اپنی صورت بنائی اور اسکو کنارے لیجا کر ڈال دیا آپ وہان سے بے تامل بارگاہ مین ہبران کے پاس آیا وہ مسند پُر تکلف پر بیٹھا تھا جب برق نے سلام کیا اُسنے پوچھا کہ تو

کون ہے اُسنے عرض کیا کہ سرکار کا ساقی ہون اُسنے کہا لا شراب مجھے پلا اُسنے ایک جام سادی
شراب کا پہلے اُسے پلایا اور دوبارہ آغشتہ بیہوشی ایک ساغر دیا ہنوز وہ پینے نپایا تھا کہ صبا رفتار
عیارہ یہان آئی اور اُسنے برق کو پہچانکر پکار کے بہران سے کہا کہ یہ ساقی عیار ہے
خبردار اِسکے ہاتھ سے شراب نہ پینا برق یہ صدا سنکر بھاگا مگر بہران نے سحر پڑھکر
گرفتار کر لیا صبا رفتار نے گھامین جاکر ملکہ حیرت سے اسکے گرفتار ہونے کا ذکر کیا اور
یہ کہکر چلی گئی لیکن برق کی گرفتاری کی خبر لشکر مین منتشر ہوئی ضرغام بھی فکر مین عیاری
کی آیا تھا وہ یہ حال سنکر اپنے تئین صبا رفتار کی ایسی صورت بناکر پاس بہران کے
آیا اور کہا ملکہ حیرت نے کہا ہے کہ جس عیار کو تمنے گرفتار کیا ہے اُسے ہمارے پاس بھیجدو
بہران نے کہا اچھا لیجاؤ صبا رفتار نے عرض کیا کہ آپ واقف ہین ہم عیار پچیان سحر
نہین جانتی ہین یہ مسحور سحر ہے مین لیجا نسکونگی آپ سحر اسیری سے دفع کردین بہران نے
سحر اپنا اُتارا برق کو ضرغام گرفتار کیے باہر لایا اور رہا کر دیا عیار نعرے مار کے بھاگے
یہ خبر بہران کو ہوئی کہ عیار کو عیار آکر رہا کر لے گیا یہ سُنکر اسنے رات بھر ہوشیاری اور بیداری
رکھی جسوقت ستارہ سحری فلک پر چمکا اور آفتاب تابان نے مُنہ دکھایا بہران لشکر لیکے وارد
دشت مصاف ہوا اور اُسطرف مہرخ بھی آکر صف آرا ہوئی بہران نے سحر کے شیر
بناکر میدان مین چھوڑے کہ وہ لشکریون کو نگلنے لگے اُسوقت قران نے مہرخ کو ایک
تدبیر بتلائی مہرخ نے حسب فہمایش قران پکار کر کہا کہ اے بہران اگر تم ہمارے پاس آکر تخلیے
مین ایک بات سنو اور وہ شرط ہماری منظور کرو تو ہم اطاعت شہنشاہ جادوان کرین اور
راہ مخالفت سے قدم ہٹائین بہران یہ صدا سنکر مہرخ کی طرف چلا مہرخ بھی صف لشکر سے
آگے بڑھی اور کہا صحرا مین ہم تم چلین وہان نہ تمھین کوئی اندیشہ نہ مجھے کچھ خوف فوج
نہ میرے ساتھ نہ تمھارے بہران کو یہ امر بہت پسند ہوا اور ہمراہ مہرخ جنگل کی طرف
چلا راہ مین قران نے نقب کھود کر کمند بچھا کر خس پوش کی تھی بہران اُلجھ کر نقب مین
گرا اوپر سے مہرخ نے نارنج سحر پڑھکر مارا اور قران نے نقب سے نکلکر بغدہ لگایا کہ بہران کا
سر پھٹ گیا اور تڑپ کر ہلاک ہوا صداہاے مہیب پیدا ہوئین آندھیان اُٹھین
لشکری جنکو شیر کھا گئے تھے وہ پھر ظاہر ہوے اور شیر سحر کے غائب ہو گئے یہ معرکہ جو لشکر
بہران نے دیکھا اور حال مرگ اپنے مالک کا سُنکر لشکر مہرخ پر حملہ کیا ادھر مہرخ بھی آکر

پہونچی اور فوج لیکر ہمنبرد ہوئی دو لشکر باہم ایک ہوگئے او. تاریخ و ترنج سحر کے چلنے لگے بھڑ کر تلوار ایسی چلی کہ خون کی ندی بہی نظم

جو سر کہ پناہ خود مین تھا — تلوار کے ہاتھون گود مین تھا
آری تلوارون کو بنایا — بے سر سردارون کو بنایا
گھوڑے چکرا کے راہ بھولے — پھر پھیر کے بنگئے بگولے
چنگاریان تیغون سے اڑائین — کیفیتین جنگ کی دکھائین

آخر لشکر ہیران نے شکست پائی ہنگامۂ گیر و دار کی صدا سنکر حیرت بھی سوار ہوئی لیکن خبر سُنی کہ لڑائی بگڑ گئی ہیران ہارا گیا ناچار سمت بارگاہ واپس آئی مصور جادو کو ہیران کے اُس کلام کا کہ مین کسی کی مدد نہین چاہتا رنج تھا اس باعث سے خبر نہ ہوا اور اپنی بارگاہ مین بیٹھا رہا قصہ کوتاہ مہرخ بفتح و فیروزی داخل بارگاہ ہوئی اور حیرت نے کل کیفیت جنگ وجدال افراسیاب کو لکھی اُس نے جب اِس واقعہ پر اطلاع پائی آتش غضب زیادہ بھڑکی دوسرے سردار ساحر زبردست طوفان بلا افگن جادو کو نام لیکر پکارا زمین کو تزلزل ہوا اور شق ہوگئی طوفان نے نکل کر مجرا کیا اسے حکم دیا کہ بجمعیت کثیرہ اِسی وقت طلسم ظاہر مین جاکر سر نمکحرامون کا کاٹ لا بموجب حکم وہ بڑے کروفر سے لاکھ ساحر لیکر روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ پار دریاے سحر کے اُترا حیرت نے خبر سُنکر استقبال کرایا طوفان نے کہلا بھیجا کہ مین جب مقام کرونگا اور آرام پذیر ہونگا کہ مہرخ اور اُسکے ہمراہیون کو قتل کرلونگا اور یہ پیام دیکر لشکر مہرخ پر چڑھ آیا سر سواری نقارہ رزمی بجوایا فوج کو صف آرا کیا مہرخ بھی نکل کھڑی ہوئی طبل و بوق بجنے لگے عیار سب بھاگ گئے نقیب نقابت کرکے ہٹے اور گرگیٹ کڑکا کھکر کنارے ہوے اُسوقت طوفان آگے بڑھا اور مشت خاک اُٹھاکر سحر پڑھکر لشکر مہرخ پر پھینکی فوراً آندھی پیدا ہوئی اور تیتق گرد ایسا بلند ہوا کہ سارا لشکر مہرخ کا اُس مین چھپ گیا ہر ایک کی آنکھ مین گرد پڑی اور کل لشکریون کی بینائی جاتی رہی مع مہرخ سب اندھے ہوگئے ہرچند ساحران زبردست نے سحر پڑھ کر دستک دی رد سحر کیا لیکن کچھ نہوا صداے یاربّاہ و یامستغاہ بلند ہوئی کھلبلی پڑگئی اُسوقت مہرخ نے کہا اے طوفان ہم سب تابعدار افراسیاب کے ہوتے ہین تم ہماری خطا شہنشاہ سے معاف کرادو طوفان نے یہ کلام سُنکر جواب دیا

کہ ای مہرخ تو نے فریب سے ہیران کو مارا مین تیرے مکر مین نہ پھنسونگا اچھا مین تیری لشکر پر سے اپنا سحر دفع کیے دیتا ہون مگر تجھ کو مین پاس شہنشاہ کے اسی طرح اندھا بنائے ہوے لیجاؤن گا یہ کہکر کچھ افسون پڑھکر فلک کی طرف پھونکا کہ ایک ہوا سرد چلی اور ابر گھر آیا پانی برسنے لگا جتنے سردار نامی مثل بہار وغیرہ کے تھے مع مہرخ کے وہ تو اندھے رہے اور باقی سب لشکر بینا ہو گیا یعنے سارے لشکر پر وہ پانی سحر کا پڑا مگر سرداران زبردست پر ایک بوند نہ پڑی عیار جو لشکر سے نکل گئے تھے پانی برستے دیکھکر لشکر مین کشکل مبدل آئے اور تردد کرنے لگے کہ یہ پانی کسی ظرف مین بھر لین تاکہ مہرخ کے کام آئے گا اور سرداران کی آنکھین روشن کرے گا غرضکہ ہر چند تردد کیا وہ پانی ممکن نہوا اور طوفان نے آکر سب سرداروں کو آکر قید کر لیا وہان سے طبل ظفر بجاکر پھرا قیدیون کو ایک خیمہ مین ہتھکڑیان بیڑیان سحر کی آتشناک پنہاکر مقید کر دیا ساحر حفاظت کو مقرر کیے آپ اُترکر بارگاہ برپا کر آرام پذیر ہوا لشکر نے بھی کمر کھولی بارگاہ مین ناچ ہونے لگا ساقی مہ جبین جام مے گلگون دینے لگا اُسوقت برق فرنگی ساقی بنکر بارگاہ مین گیا اور عرض پیرا ہوا کہ مجھے حیرت نے شراب تحفہ دیکر بھیجا ہے طوفان نے کہا لا دیکھون وہ کیسی شراب ہے اور کیسا اُسکا مزا ہے برق نے جام شراب سے بھر کر پیش کیا اُسنے اُس جام کو بنظر سحر اِس طرح گھورا کہ شراب شعلہ بن کر اُڑ گئی اُسوقت اُسنے ایک بیضہ زمین پر مارا اور کہا اے عیار اِس بیضہ کو اُٹھا لا مجھے معلوم ہوا کہ تو برق عیار ہے مگر مین تیری خطا معاف کر دونگا یہ کلام سُنکر برق بیضۂ سحر اُٹھانے کو جھکا اُس بیضہ سے ایسا دود غلیظ نکل کر اِسکی آنکھون مین لگا کہ یہ بھی اندھا ہو گیا طوفان نے قید کر لیا اور آپ پھر مصروف بادہ نوشی ہوا دوبارہ ضرغام ساحر بنکر اندر بارگاہ کے آیا اور سلام کرکے عرض کرنے لگا کہ مجھے مصور نے بھیجا ہے اور نامہ دیا ہے طوفان نے پھر ایک بیضہ سحر زمین پہ پھینکا اور گویا ہوا کہ اِسکو اُٹھا کر میرے پاس آ اور نامہ دے ضرغام جب بیضہ اُٹھانے کو جھکا دھوان آنکھون مین لگا یہ بھی اندھا ہوا اِسکو بھی اِسنے گرفتار کر لیا اور پھر مے نوشی کرنے لگا اُسوقت زمین شق ہوئی اور ایک پتلا پیدا ہوا اُسنے نامہ دیا اسنے لے کر پڑھا افراسیاب کی طرف سے لکھا تھا مرحبا صد مرحبا اے طوفان تمنے بڑا کام کیا ہمنے نظارہ جادو کو مع وخرگاہ اور خلعت کے تمھارے پاس بھیجا ہے تم سب قیدیون کو لیکر دریاے سحر کے کنارے آؤ اور اسی بارگاہ

ہین جو ہمنے بھیجی ہے فروکش ہو کہ اُس بارگاہ مین بہت تمکو آسایش ملیگی اور عیارون کی عیاری
وہان نہ چلیگی ہم عمرو کو گرفتار کر کے وہین آتے ہین سب کے سر کاٹ کر پاس خداوند لقا کے
بھیجین گے اس نامہ کو پڑھکر پُتلے کو اسنے رخصت کیا اور آپ اُسیوقت کوچ کر کے عراوون پر
قیدیون کو بٹھلا کر سمت دریاے خون روان چلا اسکے لشکر کو کوچ کرتے قران نے دیکھا
ایک ساحر کی صورت بنکر لشکریون پاس آکر مستفسر ہوا کہ بھائی مین ملازم حیرت ہون
مجھے نہین معلوم کہ تم لوگ اسوقت کہان جاتے ہو انھون نے جواب دیا کہ مفصل تو ہمین
بھی نہین معلوم کہ طوفان کا کیا ارادہ ہے مگر اتنا سُنا ہے کہ دریاے خون روان کے کنارے
کوئی ساحر خیمہ لاتا ہے قران یہ سُنکر وہان سے بعجلت تمام قدم زن ہوا اور کنارے دریاے
سحر کے پہونچا یہان نظارہ جادو بارگاہ لیے منتظر طوفان تھا کہ قران بشکل ساحر اُسکے
پاس گیا اور کہنے لگا کہ جب تم شاہ طلسم سے رخصت ہو کر چلے آئے تو شہنشاہ کو پھر کچھ یاد آیا
اُنھون نے مجھے بھیجا ہے ذرا الگ چلو تو وہ راز تمسے بیان کرون نظارہ اُٹھکر اوسکے
ہمراہ تنہائی مین آیا قران نے حباب بیہوشی مار کر اسکو بیہوش کیا اور وہین گڑھا کھود کر اسکو
دفن کر دیا اسلیے کہ اسکو اگر قتل کرونگا غل ہوگا ہمراہی اسکے آگاہ ہونگے اس سے بہتر ہے
کہ یہ آپ سے آپ اندر زمین کے ہلاک ہو جائے فی الجملہ اُسے دفن کر کے اور لباس اسکا
لیکر اُسی کی ایسی صورت بنکر اُسکے ہمراہیون پاس آیا اور حکم دیا کہ بارگاہ واسطے طوفان
کے استادہ کرو ملازمون نے تعمیل حکم کی قران نے بارگاہ مین پلنگڑی جواہر نگار بچھوائی
مسند پُر زر آراستہ کرائی اور گل تکیون مین پلنگ کی چادر مین مسند تکیہ مین عطر بیہوشی
آمیز ملدیا اور سامنے مسند کے گلدستے رکھے اُن مین بھی عطر ملا سب درستی کر کے آپ
الگ خیمے مین جا کر ٹھہرا بعد دو پہر کے طوفان آکر پہونچا قیدیون کو الگ ٹھہرایا حصار سحر
کر دیا اُسوقت نظارہ نے آکر سلام کیا اور کہا بارگاہ آپ کے لیے شہنشاہ نے جو بھیجی ہے وہ
سامنے اِستادہ ہے جا کر آرام فرمایئے طوفان یہ سُنکر داخل بارگاہ ہوا اور مسند پر آکر بیٹھا چند
ساحر رفیق و مصاحب اِسکے گرد و پیش بیٹھے اور سار الشکر بارگاہ سے علیحدہ اُترا نظارہ جعلی
نے خادم خدمتگارون سے کہا تم اندر بارگاہ کے نہ جاؤ کہ عیار تم مین ملکر چلے جائینگے وہ لوگ
بھی حسب الحکم باہر ٹھہرے لیکن اتنے عرصے مین وہان طوفان خوشبوے عطر بیہوشی سے
مع اپنے سب رفقا کے بیہوش ہو گیا قران خدمتگارون کو رخصت کر کے جو اندر آیا سب کو

بیہوش پایا لغدے سے ہر ایک کا سر جدا کیا شور و ہنگامہ برپا ہوا تاریکی تمام عالم مین چھا گئی
گرد و غبار اور آندھیان پیدا ہوئین ساحروڑے قران نعرہ کر کے بھاگ گیا مگر کئی ہزار سردار
لشکر مہرخ کے جو گرفتار اور اندھے ہو کر یہان آئے تھے وہ اُسکے مرتے ہی چھوٹ گئے
اور نارنج و ترنج اور مرچون کے ہار گچھے سوئیون کے لے کر لشکر طوفان پر حملہ آور ہوے
گو کہ جمعیت لشکر اسکی بہت تھی مگر یہ سردار بڑے زبردست ہین اِنھون نے ایسے عمدہ
عمدہ سحر کیے کہ ہزارون کو قتل کیا کبھی مہرخ نے گولی فولادی لگائی دریاے آتش پیدا
کیے ساحرون کو جلایا کبھی بہار نے فصل بہارین ظاہر کر کے ہزارون کو دیوانہ بنایا
جس طرف نگاہ جاتی تھی گلہاے رنگارنگ اور شگوفہ ہاے بوقلمون نظر آتے تھے برگ
ہر اِک تالیان بجاتے تھے غنچے مسکراتے تھے بلبل گلستان چہچہہ زن تھی کہین نرگس اور کہین
یاسمن تھی جس نے اُس سبزہ زار مین قدم رکھا ہزار جان سے شیفتہ و فریفتہ روی بہار
بنا اور کسی طرف ساحر شمشیر سحر لیے قتل کرتے تھے دریا خون کے بہتے تھے سر شل
ژالے کے گرتے تھے نظم

کشیده همه تیغ کین از غلاف　　پی قتل کفار و اهل خلاف
یکی نیزه زد بر عماری تهی　　یکی تیغ بر خود ج آهنی
یکی بسمل از خنجر آبدار　　یکی گشته از تیر سینه فگار
یکی نوک پیکان جدا خواسته　　یکی مرگ را از خدا خواسته
یکی بود بی پا و بی سر یکی　　یکی کشته تیغ و خنجر یکی
یکی بود بر نوک نیزه طپان　　بخاک او فتاده یکی نیمجان

حاصل فوج عدو نے شکست کھا کر راہ فرار اختیار کی اور مہرخ اپنے لشکر کی طرف چلی
لیکن حال سنیے اِدھر افراسیاب نے خمار دو سے کہا کہ اے ملکہ تم طوفان سے
جا کر کہو کہ دارین اِستاد کرار کھے اور جلادون کو حکم دے کہ کل شہنشاہ آکر سب مجرمون کو
قتل کرینگے اور سر اُنکے خداوند پاس بھیجین گے خمار حسب ارشاد روانہ ہوئی اور قریب
دریاے سحر کے پہونچی وہان عمرو آوارہ متلاشی راہ پھر رہا تھا خمار کو اُسنے دور سے دیکھا دل
سے تصور کیا کہ اِس قحبہ کو بیہوش کر کے اِسکی صورت بنکر دریا کے پار اترو اور اگر پار نہ
جانا ہو سکے نہ سہی مگر اسکو سحر ذلیل کرو ظلمت سے تو آگاہ ہو چکا ہی کہ یہ ساحرہ مستانی ہی

فوراً اپنی صورت ایک جوان حسین طرارہ جبین شوخ و شنگ غارتگر جان لعبتان فرنگ بناکر کلاہ عروار یدنگار پہنکر درمیان راہ کو دل سے قیاس کرکے کہ اس راستہ سے یہ جائیگی آکر کھڑا ہوا اور ایک شاخ درخت تھام روتا تھا اور شعر عاشقانہ پڑھتا تھا نظم

مثل تصویر چپ وہ سینہ فگار	زانوئے غم سے آشنا رخسار
آرزو اضطراب دل کی مزید	شوق گلچین باغ حسرت دید
صبر شیدائے بیقراری دل	ضبط فرمان خاطر بسمل

خمار جب قریب آئی عمرو کا ہاتھ پکڑ کر جھنجھوڑا کہ اے نوجوان کیا باعث تیرے گریہ کرنے ہے عمرو نے آنکھ اُٹھا کر اِسکو دیکھا اور زیادہ رونے لگا خمار نے جب باصرار حال استفسار کیا عمرو نے کہا مین عاشق وشیدا ملکہ بہار کا ہون اور وہ شریک عمرو ہے کوئی قابو میرا نہین اول شاہ طلسم کے بخوف کچھ اُس سے کہ نہ سکتا تھا مگر صورت زیبا دیکھ لیتا تھا لیکن ابتو وہ بھی محال ہے کوئی دل بہلانے والا نہین ملتا پھر گریہ نہ کرون تو کیا کرون خمار نے یہ تقریر سُنکر جواب دیا کہ اے نادان معشوق باوفا مثل عنقا ہے گو گرد احمر کی خاصیت رکھتا ہے کیون دیوانہ ہوا ہے عمرو نے کہا جو تمنے حال پوچھا ہے تو دلداری لازم ہے تم ہی اپنی غلامی مین مجھے قبول کرو مین مالدار بہت ہون اور کوئی والی وارث میرا نہین ہے عشق مین خانمان آوارہ پھرتا ہون خمار یہ باتین سُنکر ہنسنے لگی عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا اور گلے سے لپٹا یا خمار نے کہا دیکھو کوئی آجائے گا مین بدنام ہونگی تم تو نام خدا اُنگلی پکڑتے پہونچا پکڑتے ہو کتنا جلد مزے مین آگئے عمرو نے کہا اے ملکہ بیت غنیمت جان اس مِل بیٹھنے کو کہ جُدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے + یہ کہکر گود مین اُٹھا کر کنارے لایا اور چادر بچھا کر اسکو بٹھایا خاصدان کمر سے نکالا کہا گلوری کھانے کا مجھے بڑا لپکا ہے لو تم بھی کھاؤ خمار گلوری کھا کر بیہوش ہوئی عمرو نے زیور اور لباس اُسکا اُتار از بسکہ بالون مین یہ موتی پروئے رہتی تھی اِس باعث سے اِسکا سر پھر مونڈ لیا قصد اسکے مار ڈالنے کا کیا تھا کہ یکایک آندھی آئی عمرو بھاگ گیا مگر مونڈلا چکر دیتا ہوا پاس افراسیاب کے خمار کو لایا اُسنے اپنا دوشالہ اُسکو اُوڑھا یا ہوشیار کیا اُسنے عرض کیا کہ عمرو مجھکو کئی بار ذلت دے چکا ہے مین اُسے قتل کرنے جاتی ہون جہان ہوگا ڈھونڈھ کر مارونگی افراسیاب نے کہا تامل کرو مین تدبیر کرتا ہون یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک کچھ طائر اُڑتے ہوے آئے اور سامنے ٹھہر گئے

گویا ہوئے کہ ای شہنشاہ طوفان اور نظارہ دونون مارے گئے اور قیدی چھوٹ گئے
یہ سُنتا تھا کہ افراسیاب فرط غضب سے کانپنے لگا اور ایک اپنے ملازم اہل دربار مین
سے زلزلہ جادو نام کو حکم دیا کہ مہرخ وغیرہ چھوٹ کر اپنے لشکر کی طرف جاتے ہین دوبارہ
گرفتار کر لا زلزلہ پر پرواز پیدا کر کے بزور سحر روانہ ہوا اور بسرعت تمام لشکریان عدو پر پہونچکر
ایک نارنج مارا کہ وہ نارنج زمین مین آکر سما گیا زمین کو تزلزل ایسا آیا کہ سرداران مہرخ
گر پڑے اُسوقت رعد جادو نے سحر سے اپنے تئین پاس اُسکے پہونچایا اور برق محشر
بجلی بنکر اُڑ گئی رعد نے اِس زور سے چیخ ماری کہ زلزلہ بیہوش ہوکر گرا اوپر سے برق محشر
چمک کر گری اُسکے دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین مین اُتر گئی شور وغوغا اِسکے مرنے سے
بلند ہوا سب سردار سنبھل کر آگے چلے تھے کہ ایک ساحر اژدر خوار جادو نام سامنے سے
پیدا ہوا اور نعرہ مار کر پکارا کہ ای نمکحرامان میرے رہنے کی جگہ پر تم زلزلہ کو مار کر چلے بھی
جاؤ گے اور سحر کیا کہ ہزارہا اژدر آتش فشان پیدا ہوا اور سب کو اژدہون نے گھیرا ہرچند
ساحران مہرخ نے سحر کیا کچھ نہ ہو سکا سب مضطر ہو کر گریہ وزاری کرنے لگے اُس وقت مہتر
قران درہ کوہ سے ساحر کی صورت بنا ہوا پاس اژدر خوار کے آیا اُسنے پوچھا کہ تو کون ہی
جواب دیا کہ ہم مہتر قران اُسنے چاہا کہ سحر سے گرفتار کرون قران نے چمک کر لغدہ مارا کہ سر پر
بیٹھکر جگر مین در آیا اژدر مر کر گرا ہنگامہ بلند ہوا اژدہے غائب ہوے پھر مہرخ آگے
بڑھی اس عرصہ مین خبر قتل زلزلہ اور اژدر شاہ طلسم کو ہوئی اُسنے زانو پر ہاتھ افسوس
کے مارا اور پکارا کہ ای قدرت سہ چشمی آو یہ ساحرہ لونڈی جمشید کی مشہور رہے اور
اسی طرح سات کنیزین جمشید کی ہین کہ حال اُنکا وقت پر ذکر ہوگا خلاصہ کلام ایک ساحرہ فلک
کی طرف سے ظاہر ہوئی اُس سے کہا تو جاکر عمرو کو پکڑ لا اُسنے کہا مین روز بلندی سے دیکھا
کرتی ہون کہ عمرو دوڑا دوڑا پھرتا ہے جب کہو جب گرفتار کر لاؤن مگر اِسوقت مین نجاؤنگی
کسی اور کو بھیجو افراسیاب بسبب کنیز ہونے جمشید کے اس ساحرہ کی حرمت
اور توقیر کرتا ہے اِسکے انکار کرنے سے خاموش ہو رہا یہ ساحرہ چلی گئی اسوقت دوسری
کنیز بلاے قدرت کو پکارا وہ بھی اڑتی ہوئی آئی اُس سے کہا کہ تو جاکر عمرو کو
پکڑ لا اُس نے جواب دیا کہ اے شہنشاہ ہمین حکم جمشید نہین ہے کہ ہم عیار سے مقابلہ کرین
دوسرے کنیزان جمشید کا یہی رتبہ ہے کہ آپ اُنھین جنگ وجدال کا حکم کرتے ہین آپ کو

ہم لوگون کی پرستش لازم ہی ایسے کلمات کہکر یہ بھی چلی گئی افراسیاب اُسوقت غضبناک ہورہا
تھا اور زیادہ غضبناک ہوا اور کنیز سوم کو پکارا کہ ای خونخوار چہاردست جادو آ ایک ساحرہ
کریہ منظر کہ جسکے چار ہاتھ تھے اور زبان مُنھ سے باہر نکلی تھی اُڑتی ہوئی سامنے آکر اُتری
اسکو حکم دیا کہ مہرخ کو مع اُسکے ہمراہیون کے تو جاکر گرفتار کر مین عمرو کو اور کسی سے قید
کراؤنگا اس کنیز نے کچھ عذر و انکار نہ کیا اور اسی وقت سمت مہرخ چلی مگر مہرخ جو سحر اژدر سے
نجات پاکر روانہ ہوئی تھی قریب ایک پہاڑ کے پہونچی دیکھا کہ یہ کوہ درمیان سے شق ہے
اُسکے اندر ایک قصر عالیشان تعمیر ہے مختصر سا باغ لگا ہی مگر نہایت آراستہ ہی چار طرف کو
چار بنگلے بنے ہین بیچ مین بارہ دری ہی سر سر خوبی سے بھری ہی مہرخ کو دن بھر رہروی
کرتے گذرا تھا اور لڑتے بھڑتے دن تمام ہوا تھا اس مقام کو نزہت آگین پاکر وہین قیام کیا
رات بھر بعیش و آرام بسر کی صبح کو اُٹھکر چلی تھی کہ خونخوار آکر وہین پہونچی اور للکاری
کہ ستم کنیز جمشید تم لوگ اب کہان بچکر جاؤ گے یہ صدا سُنکر مہرخ نے گولا فولادی سحر پڑھکر
مارا خونخوار کنیز جمشید ہے اسکے سامنے وہ گولا موم کا ہو گیا اسوقت بہار نے گلدستہ
مارا کہ پھول کھلے اور چمن وغیرہ صحرا مین ظاہر ہوئے خونخوار نے منھ سے اُف جو کی چمنستان بہار
مین آگ لگ گئی سب جل گئے پھر رعد نے جاکر چیخ ماری اور برق محشر بجلی بنکر گری مگر
خونخوار نے کمند سحر مارکر دونون کو پکڑ لیا غرض اسی طرح سب ساحرون نے اپنے اپنے
حربے کیے مگر بے اثر ہوے اور خونخوار نے سحر پڑھکر دستک دی زمین شق ہوئی ہزارہا پتلا
پتلا نکلا اور ہر ایک کے لپٹ گیا سب کو باندھکر سامنے خونخوار کے لایا عیار جو ساتھ تھے
وہ پہلے ہی بھاگ گئے تھے بس وہ بچگئے اور سب کو لیکر خونخوار سمت شاہ طلسم روانہ
ہوئی عیار دور دور اسکے ساتھ چلے اور ایک جگہ برق فرنگی بڑھیا بنکر کہ سر ہلتا ہوا
لاٹھی ٹیکتا کوزہ پشت بال سفید اس ہیئت سے سامنے خونخوار کے آکر لگا رہائی دینے
کہ اے ملکہ مین لٹ گئی عیار موذی کاٹے میرا سارا گھر لوٹ لے گئے مجکو فقیرنی کر دیا
آپ ذرا چلکر ملاحظہ کیجیے خونخوار اسکی فریاد سُنکر گویا ہوئی کہ مین کسی کے گھر نہین جاتی
اور سحر پڑھکر بڑھیا کو پکڑ کے ہمراہ قیدیون کے باندھا بڑھیا نے غل مچایا کہ ایک تو میرا
لٹ گیا دوسرے قید ہوئی خونخوار بولی کہ مین تجھے شہنشاہ پاس لیے چلتی ہون وہ تیرا
گھر پھر آباد کر دیگا اے مکار تو جانتا ہے کہ مین غافل ہون مجھ سے تیرا فریب چلیگا یہ کہکر

آگے چلی ابکی بار ضرغام ایک کسان بنکر سر پر انگوچھا باندھ مرزائی پہن گرگوپھن لیکر ایک کھیت کے کنارے کھڑے ہوکر گلہریان اور طوطے ہکانے لگا جب خونخوار وہان پہونچی کسان نے پکار کر کہا خبردار ادھر نہ آنا تمھارے ساتھ لوگ بہت ہین کھیت میرا پامال ہوجائیگا خونخوار نے کہا بھلا موے پہچانا مین نے مین ادھر ہی سے جاؤنگی ضرغام سمجھ گیا کہ یہ مجھے پہچان گئی کھیت مین کود کر بھاگ گیا اور پھر ایک ساحر بنکر خونخوار کے پاس آیا کہا مجھے شہنشاہ جادوان نے بھیجا ہے کہا ہے کہ پہلے جو بڑھیا بنکر آیا تھا وہ برق فرنگی عیار ہے اُسکے فریب مین نہ آنا اور راہ مین ہوشیاری رکھنا خونخوار نے جواب دیا کہ مین ایسی ہوشیار ہون کہ تجھے بھی نچھوڑونگی یہ کہکر سحر سے ضرغام کو بھی پکڑ کر رسن مین سب بندھے تھے باندھ لیا اور آگے روانہ ہوئی یہ سب کیفیت دور سے قران نے دیکھی کہ دو عیار گرفتار ہو گئے لہذا آپ بصورت اصل آکر خونخوار کے قدم پر گرا کہ یہ دونون بھائی میرے قید ہوے ہین اور استاد میرا طلسم مین پھنسا ہے لشکری بھی سب مقید ہوکر وہین جاتے ہین تم مجھے بھی باندھ لو اور لیتی چلو مین اکیلا یہان رہکر کیا کرونگا شاہ طلسم میری جان کا دشمن ہے خونخوار نے کہا ای قران تو بڑا معقول شخص ہے تو نے بہت اچھا کیا جو میرے پاس چلا آیا مین خطا تیری شہنشاہ سے معاف کرادونگی قران نے کہا دیکھیے ایک عیار اور آپ کے پیچھے کھڑا ہے خونخوار پھر کر دیکھنے لگی قران نے لبندہ اس زور سے مارا کہ سر کٹ کر دور گرا غل و شور پیدا ہوا تاریکی پھیل گئی بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ موقوف ہوا سب قیدی رہا ہوکر پھر آگے چلے مگر بیرون نے سحر سے یہ خبر شاہ طلسم کو پہونچائی کہ خونخوار ماری گئی یہ سنتا تھا جھلا کر اُٹھا اور چاہا کہ خود جاکر باغیون کو سزا دونگا مگر ایک ساحر قہر نگاہ چہار چشم نام دربار مین حاضر تھا سامنے آکر عرض کیا کہ حضور کو کہان مناسب ہے جو ادنے ملازمون کے مقابلے کو جائین یہ کمترین جاکر سب کو سزا دیگا اور باندھکر روبروے شاہ حاضر کریگا شاہ طلسم اسکے سمجھانے سے رُکا اور یہ دربار سے باہر آیا بارہ ہزار ساحر منتخب اپنی ہمراہی کے لیے لیے اور تخت سحر تیار کیا جب سب درستی ہوچکی اُسوقت افراسیاب سے آکر رخصت چاہی خلعت رخصت عنایت ہوا یہ ساحر سامری منش سب اسباب سحر اپنا لیکہ تخت پر سوار ہوا چار آنکھین مشعل کی طرح اسکی روشن تھین درحقیقت شعلہ افروزی مین گلخن تھین اسقدر ہیبت تھا کہ نظم

سیہ گردون بدودے بردہ راہے	بزنجیرِ ہوا فیلِ سیاہی

شتر مرغے زدام دہر جستہ ۔۔۔ زبام آسمان بالا نشستہ
محاسن چہرہ بر تر کہ موئش ۔۔۔ لبانِ طوق گردن در گلوئش

بارہ ہزار ساحر گرد و پیش تخت کو گھیرے رال اُڑاتے ڈھڑ و بجاتے سحر کی نیرنگیان دکھاتے
روانہ ہوے یہان مہرخ وغیرہ بعد طے مسافت راہ اپنے لشکر کے قریب پہونچی تھین کہ
یکایک ابر سحر رنگ برنگ کے پیدا ہوے اور آگ پتھر برستے نظر آئے مہرخ ٹھہر گئی دیکھا کہ
تخت قہرنگاہ ظاہر ہوا اِسنے پہچان کر کہا خدا خیر کرے لیکن چارہ کیا تھا اپنے سردارون کو
حکم صف آرائی دیا اُس طرف قہرنگاہ نے حکم کیا کہ محاصرہ کرلو خبردار امین سے کسی کو
زندہ نہ رکھو یہ کہکر آپ آگے بڑھا اور للکارا کہ کون مجھ سے ہم نبرد ہوا چاہتا ہی اِس صدا کو سنکر
ہلال سحر افگن آگے بڑھی واضح ہو کہ اِسکے شوہر کو عمرو نے ستی بنکر رہائی دلائی تھی جب سے
یہ شریک ہی الحاصل اِسنے طوق اپنے گلے سے اُتار کر مارا کہ وہ اژدر بنکر قہرنگاہ پر آیا وہ تند
اور جوشش اِس سحر کا دیکھ کر گھبرایا ایک چٹکی خاک قبر جمشید جھولی سے نکال کر اژدر پر ڈالی کہ
وہ پانی ہوکر بہ گیا اُسوقت یہ اُڑ کر بلندی پر گیا اور وہان سے خاک کو اُڑایا کہ یکایک آندھی
آئی اور سب سردار مہرخ کے آغشتہ بہ غبار سحر ہو کر بیہوش ہو گئے اُسوقت اِسنے خیمہ سحر کا
استادہ کراکر سب کو اُس مین قید کیا اور آپ وہان سے چڑھ دوڑا لشکر مہرخ کا قریب تھا
اُسپر آکر سحر کیا اور خاک اُڑا کر ہر ایک کو بیہوش کر دیا اور سب کو چھکڑون پر ڈالکر کھڑی سواری
حیرت سے جا کر ملاقات کر کے بہ حفاظت قیدیان کچھ ساحر حیرت سے لیکر روانہ ہوا اثنائے
راہ سے مہرخ وغیرہ کو عراوے اور گردون پر ڈال کر راہی ہوا یہان تک کہ کنارے دریائے
خون رواں کے پہونچا ازبسکہ اِس آمد و رفت مین اِسنے کہین قیام نہ کیا تھا نہایت
خستہ و شکستہ حال تھا لشکر کو حکم دیا کہ آج رات کو یہان مقام کرو مین شہنشاہ کو عرضی
لکھ کر دریافت کرون کہ قیدی کہان رہین دریا کے اِس پار قتل کیے جائینگے یا
آپ کی خدمت مین آئینگے غرض کہ بارگاہ استادہ ہوئی لشکر نے کمر کھولی یہ جاکر اندر
بارگاہ کے مصروف میخواری ہوا اُسوقت عیار اِسکے ساتھ ساتھ فکر رہائی سرداران
کرتے چلے آتے تھے اُن مین سے برق فرنگی ایک ساحر بنکر اندر بارگاہ کے آیا اور دست
بستہ التماس کیا کہ حضور کا نام سنکر آیا ہون محتاج ہون گردون کا ستایا ہون سحر ساحری
سب کچھ جانتا ہون مگر نوکری کہین نہین ملتی امیدوار ہون کہ اپنے ملازمون مین مجھے جگہ دیجیے

ادھر سیر آئنے کے سہارے سے لگا دیکھے قہر نگاہ یہ تقریر سنکر بر سر رحم ہوا اور برق کو بلا کر اسنے اپنے پاس بٹھایا مصاحب خالص کا خطاب دیا اور اپنا ملازم کیا برق نے قصیدہ اسکی تعریف مین پڑھا اور دل مین اسکے گھر پیدا کیا یہ تو اسکے قتل کی فکر مین تھا کہ وہان افراسیاب نے کتاب سامری دیکھکر معلوم کیا کہ قہر نگاہ سب کو گرفتار کر کے کنارے دریا کے آکر اترا ہے اور عیار آکر اسکو قتل کیا چاہتا ہے یہ معلوم کر کے اسنے غدار جادو نام ایک ساحرہ سے کہا کہ تو جلد قہر نگاہ کے پاس جاؤ اور کہنا کہ یہ جو تمہارا مصاحب ہے برق فرنگی عیار ہے اسکو گرفتار کر لو اور عیارون سے ہوشیار رہو صبح کو جیسا تمہین حکم میرا پہونچے اوسکے بموجب تعمیل کرنا یہ حکم پاکر غدار جادو اڑ کر روانہ ہوئی اور پاس قہر نگاہ کے پہونچی اس نے تعظیم اور استقبال کیا مگر اسنے آتی ہی سحر پڑھ کر برق کو گرفتار کر لیا اور حکم افراسیاب سے قہر نگاہ کو بھی مطلع کیا اسنے برق کو بھی بیہوش کر کے سب مقیدون کے پاس بھیجدیا کہ وہین اسکو بھی رکھو اور غدار کو بٹھایا اسوقت قران بشکل مبدل لشکر مین موجود تھا برق کو قید ہوتے دیکھکر ایک مہنت کی صورت بنکر قریب بارگاہ آیا اسوقت سراچے بارگاہ کے اٹھے تھے اور روشنی تمام لشکر مین ایسی تھی کہ شب تار بہ از روز روشن تھی غدار نے مہنت کو آتے دیکھکر قہر نگاہ سے کہا کہ یہ مہنت قران ہے اسنے چاہا کہ گرفتار کرے مگر قران اسکے ارادے پر مطلع ہو کر بھاگ گیا اسوقت افراسیاب کا نامہ آیا ایک پتلے نے لاکر خط دیا اس مین لکھا تھا کہ اے ملکہ غدار تمہین عیار آکر پریشان کرتے ہین لہذا اس پتلے کو ہمنے ایک اسم تعلیم کر کے بھیجا ہے اس اسم کو اس سے تم سیکھ لو جو عیار تمہارے پاس آئیگا اور تم اسم پڑھو گی سحر کا بیر تمہین اسکے حال سے خبر دیگا اور قہر نگاہ سے کہنا کہ تم قیدیون کو لیے وہین ٹھہرو اب عیار تمہیں قبضہ نپاینگے مین عمرو کو گرفتار کر کے وہین آتا ہون سب کے سر مع عمرو کے کاٹونگا یہ نامہ پڑھکر غدار نے پتلے سے اسم سیکھ کر اسے رخصت کیا اور قہر نگاہ کو بھی مضمون نامہ سے آگاہی دی اور باطمینان تمام سکونت اختیار کی اور ادھر افراسیاب نے بھی آرام کیا دربار برخاست ہوا صبحدم انجمن آرای چرخ برین یعنے خسرو کجکلاہ ماہتاب تابان رواق سپہر سے روانہ ہو گیا اور نیر اعظم شبستان مشرق سے برآمد ہوا

نظم

برآمد شہنشاہ مشرق دیار — منور شدہ دیدۂ روزگار
چو فرمانش در دہر جاری شدہ — خداوند انجم فراری شدہ

شاہ جادوان رونق افزای سریر جہانبانی ہوا اور حکم دیا کہ صرصر جب سے واسطے گرفتار کرنے
عمرو کے گئی ہے ہنوز اسکو پکڑ کر نہ لائی اب ایک ساحر تم مین سے جائے اور صرصر کو ڈھونڈھکر
اُسکے ساتھ ساتھ رہے جس شخص کو وہ عمرو بتلائے فوراً گرفتار کرکے حضور مین لائے
یہ حکم سنتے ہی خمار جادو کہ دشمن جان عمرو ہے اور کئی بار سر مونڈا چکی ہے اُٹھہ کھڑی
ہوئی غرض کیا کنیز جاتی ہے اور اِسی دم اُس مفتری کو لاتی ہے اور اوڑکر روانہ ہوئی صحرا
تلاش عمرو مین کوہ و دشت کی خاک چھانتی پھرتی اور ہر جگہ دیکھتی بھالتی چلی جاتی تھی کہ خمار
اڑتی ہوئی آئی اور اِسکے ساتھ چلی اب حال عمرو کا سنیے کہ یہ جو خمار کا سر مونڈکر چلا تو
ایک گانٔون مین پہونچا کہ اِس جگہ بہت سے ساحرون کا مجمع ہے دف اور دائرہ بج رہا ہے
جام مے ارغوانی کا دور چلتا ہے ایک ساحر دولہا بنا مسند پر بیٹھا ہے عمرو سمجھا کہ کسی کی
شادی کا سامان ہے لاؤ اِسے چلکر لوٹو یہ سوچکر اپنی صورت مثل ساحر کی بنائی اور قریب
محفل پہونچکر صاحب سلامت کی وہ لوگ سمجھے کہ یہ ساحر اِسی اطراف کا یقین ہے رہنے والا ہے
بپاس خاطر ہمقومی جلسہ دیکھنے چلا آیا ہے بس سب نے توقیر و عزت کے ساتھ بلاکر مجلس مین بٹھایا
عمرو نے کشتی شراب کھینچکر جام شراب سے بھرکر اہل انجمن مین سے ایک شخص کو دیا
اُسنے کہا آپ نوش کیجیے مین پی چکا ہون عمرو نے کہا یہ کبھی نہوگا مین اپنے ہاتھ سے سب کو پہلا
پلا لونگا اُسوقت آپ پیونگا غرض کہ اصرار کرنے سے عمرو کے اُسنے شراب پی پھر تو دور
شروع ہوا سب کو شراب بیہوشی ملاکر پلائی وہ سب جو تی پیزار لڑکر بیہوش ہوگئے عمرو
نے جال الیاسی مارکر وہان کا اسباب زنبیل مین رکھا یہان تک کہ پیرہن بھی سب کا اُتار لیا
جب لوٹ چکا اُسوقت خنجر لے کر ہر ایک کو ذبح کرنے لگا دھوان بلند ہوا شعلے اُٹھنے لگے بیرحم
کے غل مچانے لگے اتفاقاً صرصر اور خمار صحرا مین چلی جاتی تھین غل اور شور سنکر اِدھر
کو لپکین یہان پہونچکر دیکھا کہ عمرو ساحرون کو ذبح کر رہا ہے خمار سے صرصر نے کہا دیکھو
وہ عمرو ایک ساحر کے سینے پر سوار ہے خمار دیکھتے ہی عقاب بنکر جو گری عمرو کو پنجے مین
داب کر لے اُڑی عمرو پکارا کہ اے صرصر قحبہ تو نے پکڑوایا تو ہے دیکھنا کس طرح پیش آتا ہون
اور اِس خمار غیبانی کی اُبکی ناک کاٹونگا خلاصہ کلام عمرو کو تو لیکر خمار روانہ ہوئی
لیکن صرصر دوڑتی ہوئی پہلے افراسیاب پاس پہونچی شاہ کو تسلیم کی اور عرض پیرا
ہوئی کہ عمرو کو اِس کنیز نے گرفتار کرادیا ملکہ خمار لاتی ہین شاہ طلسم یہ خبر سنکر بہت خوش ہوا

اور اسکو خلعت سے مخلع کیا حکم دیا کہ یہین حاضر رہ مین عمرو کو قتل کر لون تو جانا صرصر حسب الحکم
ٹھہری اِس اثنا مین خمار بھی آکر پہونچی اور عمرو کے ہاتھ پانون سحر سے بیکار کر کے سامنے ڈالدیا
کہ یہ گنہگار حاضر ہے افراسیاب نے کہا کیون عمرو تجھے یہ دن بھی یاد تھا عمرو نے کہا اے بادشاہ
میرا اس مین کیا قصور اور خطا ہے مجھے خداوند لقا نے کیون طلسم مین بھیجا ہے مین بارہا عرض
کر چکا ہون کہ خداوند نے مجھے بہر قتل ساحران حکم دیا ہے افراسیاب نے کہا تو نے شیطان خداوند
کے سامنے مجھے ذلیل کیا اب تجکو مع تیرے ہمراہیون کے قتل کر کے سب کے سر خداوند پاس بھیجونگا
عمرو نے جواب دیا کہ اگر میری قضا خداوند نے تیرے ہاتھ سے مقرر کی ہے تو کیا چارہ ہے
اور اگر تیری موت میرے قبضہ مین دی ہے تو مین تجھے ہلاک کرونگا بہر صورت جو خداوند نے
تقدیر مین لکھا ہے وہ ہونا ہے افراسیاب نے کہا اچھا اب مین آزماتا ہون کہ کون شخص
کسکا قاتل ہے یہ کہکر حکم دیا کہ اے خمار اسکو دریاے سحر کے پار لیچلو مین بھی آتا ہون خمار
چاہتی تھی کہ لیکر روانہ ہو مگر صرصر نے آگے بڑھکر عرض کیا کہ یہ اگر دریا کے پار اُتر جائیگا
تو وہان اور عیار آکر رہا کر لیجائینگے پھر ہاتھ آنا اسکا دشوار ہوگا اس سے بہتر ہے کہ یہین
سر اِسکا جدا فرمائیے بعد اِسکے جاکر اور ون کو قتل کیجیے شاہ کو یہ راے پسند آئی اور جلاد کو
طلب کیا اُسوقت مخمور سرخ چشم جو عاشق شاہزادۂ نور الدہر ہے یہ حال دیکھکر اپنے دلمین
گھبرائی کہ عمرو کا قتل ہونا باعث ناراضی تیرے معشوق کا ہے بس فوراً سامنے افراسیاب
کے دست بستہ آئی اور کہنے لگی کہ اے شہنشاہ یہان سے شیطان خداوند ذلت اُٹھا کر گئے ہین
اور عالم بدحواسی مین اچھی طرح اُنکی دعوت بھی آپ نے نہین کی اب سب دشمن اقبال سے
حضور کے گرفتار ہین اُبکی بار شیطان کو پھر بلائیے اور اِنکے ہاتھ سے سب کو قتل کرائیے
اسمین باعث ناموری حضور زیادہ ہے آیندہ سرکار کو اختیار ہے افراسیاب نے
کہا بات تو نے بہت بہتر کہی بس اُسی وقت نامہ اِس مضمون کا لکھا کہ یا خداوند آپ کے
اِس خادم کو شیطان قدرت سے بڑی ندامت ہے کہ وہ جناب شیطنت مآب میرے یہان
تشریف لائے لیکن ذلت اُٹھا کر چلے گئے کوئی خدمت حقیر اُنکی نہ کر سکا اب اُنکے دشمن
یعنے عمرو کو مع اُسکے ساتھیون کے بخوبی شناخت کر کے گرفتار کیا ہے امید کہ شیطان خداوند
پر نزول اجلال فرماکر اس عبد ناچیز کو سرفرازی بخشین اور اپنے روبرو سب کو قتل ہوتے
دیکھکر مسرور ہون توقع کہ اِس التجا سے مین محروم نہ ہون فقط یہ مضمون حوالۂ خمار کے

کیا کہ خداوند پاس لیجائیے خمار نے عرض کیا کہ سابق مین مجکو زک اور ذلت وہان جانے سے
مل چکی ہے ابکی بار کسی اور ساحر کو بھیجیے اور مجھے معاف رکھیے افراسیاب نے یہ عذر سنکر بلکہ
نفیر جادو نام ایک معزز ساحرہ کو نامہ دیا کہ تم لیجاؤ اور شیطان خداوند کو لے آو نفیر جادو
نامہ لیکر آراستہ پیراستہ ہو کر تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی اور کچھ عرصہ مین قریب کوہ عقیق
کے پہونچی یہان جب سے لشکر لقا آیا ہے عیاران صاحبقران کہ سب ایک لاکھ چوراسی
ہزار ہین اُن مین دو ایک دس پانچ ہر وقت صورت بدلے لشکر مین حریف کے سیر اکرتے
ہین دو چار قلعہ مین پندرہ بیس بارگاہ لقا مین موجود رہتے ہین اُسوقت چالاک
بن عمرو نے دیکھا کہ ایک ساحرہ دربار لقا کی طرف جاتی ہے خیال کیا کہ اسکو ذلیل کرنا چاہیے
بس اسی وقت صورت اپنی مثل بختیارک کے بنائی اور نفیر کی طرف چلا اُسنے جو شیطان
کو آتے دیکھا ٹھہر گئی اور جھک کر سلام کیا کسلیے کہ بختیارک کو بسبب ہو آنے طلسم کے سب
ساحران نامی پہچانتے ہین فی الجملہ اسنے پوچھا کہ ملک جی صاحب آپ کہان جاتی ہین چالاک
نے کہا کچھ بندے خداوند کے پہاڑ کے غار مین عبادت بیٹھے کر رہے ہین اُنکو خداوند کا اولش
دینے جاتا ہون اگر اُس کھانے مین سے کوئی ایک دانہ کھائے تو سو برس عمر مین زیادہ
ہون یہ کھانا مخصوص اُنھین عابدون کے لیے خداوند روز بھیجتے ہین جو دنیا کو ترک کرکے
یاد خداوند مین مصروف ہین نفیر یہ باتین سنکر منت کرنے لگی کہ اس کھانے مین سے تھوڑا
مجھے دیجیے کہ میری عمر بھی دراز ہو جائے چالاک نے بڑی خوشامد اور عاجزی کرانے کے
بعد ایک ٹکڑا شیرمال کا اپنے پاس سے نکال کر دیا نفیر نے ڈنڈوت کرکے لیکر کھایا اور
بیہوش ہو گئی چالاک نے اسکی تالاشی لی نامہ شاہ طلسم پایا سب پڑھکر پھاڑ کر پھینکدیا اور
دوسرا نامہ اپنی طرف سے لکھ کر لفافے مین رکھ کر نفیر کی کمر مین رکھا اور سارا سر اسکا
مونڈ کر منھ اسکا کالا کرکے اپنا راستہ لیا اور دربار لقا کے قریب پہونچکر صورت اپنی مثل
صورت عمرو کے بنائی اور علیحدہ جا کر ایک گوشہ مین ٹھہرا کہ کوئی مجھکو شناخت نہ کرے جب
نفیر کو ہوش آیا حیران حیران وہان سے اُٹھ کر دربار مین آئی چالاک بھی عمرو بنا ہوا بارگاہ مین
گیا نفیر نے خداوند کو سجدہ کیا اور نامہ پیش کیا لقا نے اسکو کرسی بیٹھنے کو دی بہت کچھ
رعایت کی پھر نامہ لیکر منشی کو دیا اُسنے لفافہ چاک کرکے جو نامے کو دیکھا اُس مین کچھ سخت
و سست نسبت لقا کے لکھا تھا یہ دیکھ کر اُسنے بختیارک کو نامہ دیدیا کہ آپ پڑھیے مجسے

نہین پڑھا جاتا بختیارک نے جب سے دیکھا ایک قہقہہ لگایا اور نفیر کی جانب بغور دیکھا سر اسکا
منڈا ہوا پایا ہنس کر کہا کہ اے ملکہ یہ نامہ تسے کسی نے بدل لیا اور سر تمہارا مونڈ ڈالا اب تم زبانی
بیان کرو کہ شاہ طلسم نے تمہین کسلیے بھیجا ہے یہ گفتگو جو نفیر نے سُنی گھبرا کر اپنے سر پر ہاتھ
مارا اور سر منڈا ہوا پایا رونے لگی آخر عرض کیا کہ ملک جی آپ کو شاہ جادوان نے بلایا ہے
عمرو وہان گرفتار ہو کر آیا ہے بختیارک نے کہا توبہ توبہ شہنشاہ عیاران عالم کہو عمرو عمرو
کیا کہتی ہو بھلا وہ گرفتار ہونا کیا جانین اور اگر قید ہو کر آئے ہونگے تو دو ایک ساحرون کے
سر کاٹین گے گھر لوٹین گے چلے جائینگے یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک نعرہ ہو انیم عمرو
بن امیہ اور چالاک جست کر کے تخت لقا کے قریب آیا ایک دھول خداوند کے لگا کر تاج لیا
لقا نے نعرہ کیا کہ لینا اِس بندۂ بے ادب کو نفیر گھبرا کر دوڑی چالاک نے ایک حباب
بیہوشی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گر پڑی اسوقت لوگ اُٹھانے کو دوڑے
اہالیان دربار دور سے لینا لینا کہتے ہین لیکن چالاک پر کوئی ہاتھ نہین ڈالتا کس لیے
کہ جانتے ہین کہ رات کو عیار اگر ہمارا سر جدا کر ڈالین گے غرضکہ چالاک جست و خیز کر کے
قریب بختیارک پہونچا اور رخسار بائین آنکھ کا پھڑکا کر دکھلایا بختیارک کو یقین ہوا کہ یہ بیشک
عمرو ہے اور چالاک نے بعد خال دکھانے کے دو چار جوتیان سر پر اوسکے لگائین پھر
تو تمام ملازمین لقا دوڑی چالاک پر ہجوم ہوا اسنے خنجر کھینچکر دو ایک کو زخمی کیا دس
پانچ کو جان سے مارا یعنے جب غلطاک لگائی دو دو کے پاؤن کاٹے اور جب جست
کی پانچ چار کے سر اُڑا دیے بارگاہ مین ہنگامہ پڑ گیا کہ یکایک نفیر کو ہوش آیا حیران
تھی کہ یا الٰہی یہ کیسا ہنگامہ ہے ایک عمرو وہان ہے ایک نے یہان آکر آفت برپا کی ہے
اِسی پریشانی مین ترنج پکڑ کر بڑھی تھی کہ چالاک ہر اینچہ بارگاہ پھاند کر بھاگا لوگ پیچھے
دوڑے جو قریب آیا اُسکو خنجر مارا یہان تک کہ مثل برق جہندہ کے کر نظر سے ایک
لمحہ مین غائب ہو گیا خلاصہ بعد اِس ہنگامے کے نفیر سے بختیارک نے کہا اے ملکہ تمنے
عمرو کو دیکھا اب جا کر شاہ طلسم سے سب ماجرا کہدینا اور میرا جانا طلسم مین کسی طرح نہو گا
یہان گھر بیٹھے تو جوتیان پڑتی ہین جان بچانا مشکل ہے مین وہان جا کر کیا اپنی جان
دون نفیر آخر کار یہان سے روانہ ہوئی اور سامنے شہنشاہ جادوان کے آئی لیکن
تھرّاتی اور کانپتی ہوئی افراسیاب نے اور سب اہل دربار نے اِسکا سر منڈا دیکھا

سمجھے کہ کوئی آفت اسپر آئی پوچھا کیون خیر تو ہے بدحواس کیون ہے اسنے عرض کیا کہ عمرو میرے ساتھ دربار خداوند مین جاکر پہونچا اور راہ مین سراسر مونڈا خداوند کا تاج لیا اور شیطان کو جوتیان لگائین اب شیطان نے کہا ہے کہ میرا آنا طلسم مین نہوگا افراسیاب نے کہا وہ عمرو جو یہان قید ہے اُسے حاضر کرو جب عمرو سامنے آیا کہا سچ کہ تو کون ہے عمرو سمجھ گیا کہ تیرے اصلی عمرو ہونے مین کسی نے نفیر کا سر مونڈ کر شک ڈال دیا ہے پکارا کہ اے شہنشاہ مین بیچارہ غریب آپکی رعیت کنارے دریا کے گھر اتھا اُسوقت دو عورتین آئین اور مجھے مارنے لگین اور کہا تو عمرو ہے آخر زبردستی میری مشکین باندھکر اور کچھ رنگ میرے منھ پر ملکر لے چلین راہ مین دھمکاتی تھین کہ سوے جو تو نے اپنا نام عمرو نہ بتایا تو ہم مار ڈالینگے افراسیاب یہ باتین سُنکر آگ ہوگیا اور کہا بلاؤ اِس غیبانی صرصر کو اور کیون اے خمار یہ تو نے کیسا گرفتار کیا تھا اِسنے کہا اے شہنشاہ حضور کے نمک کی قسم نے اِسکو اُسوقت قید کیا ہے جب یہ ساحرون کو قتل کر رہا تھا یہ سُنکر نفیر نے کہا بی بیٹھو جھوٹ کے پل نہ باندھا بھلا تم عمرو کو پکڑ لیتین تو میرے ساتھ کون جاتا لو مین جھوٹی سہی خداوند تو جھوٹے نہین خداوند نے اپنی آنکھون سے دیکھا سارے دربار نے شیطان کو دیکھا اے دس پانچ آدمی وہان جان سے مارے گئے افراسیاب نے کہا اے نفیر تو یہ کہ بھلا خداوند کیا جھوٹ بولینگے یہ انھین دونون صرصر اور خمار کی شرارت ہے پس کچھ سحر پڑھ کر دستک دی کہ قید عمرو کی دفع ہوگئی اور حکم دیا کہ بارہ ہزار روپے لاکر اِس مرد غریب کو دو اِس عرصہ مین صرصر سامنے آئی عمرو سمجھا کہ یہ کوئی فتور کرگی سلام کرکے رخصت ہوا راہ مین لوگ توڑے روپے کے لائے تھے اُسنے لے کر نذر زنبیل کیے یہان صرصر نے عرض کیا کہ حضور عمرو کو بغیر کتاب سامری دیکھے رہا نہ کیجیے گا شاہ نے کتاب اُٹھا کر دیکھی معلوم ہوا کہ یہی عمرو تھا جسے تو نے چھوڑ دیا اور ادھر عمرو دروازے پر باغ کے پہونچا کچھ لوگ دست بقچہ لیے لباس شاہ کا بیٹھے تھے اُسنے کہا شاہ دست بقچہ مانگتے ہین اونھون نے حوالے کیا وہ لیکر آگے چلا تھا کہ یہان افراسیاب نے کہا لینا یہ شخص جانے نہ پائے ساحر چلے تھے کہ وہان عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہوگیا ساحر ڈھونڈھ کر پھر آئے مین پتا نہ لگا اُسوقت افراسیاب نے غصہ کرکے ایک نارنج زمین پر مارا اور آپ اُٹھ کھڑا ہوا یکایک لاکھون ستارے چمکنے لگے ساحر چاند و سورج بنکر مثل طائر کے تلاش

عمرو وہین چلے سب نے دیکھا کہ افراسیاب نے صورت اور پیدا کی یکایک کڑک کر زمین پر
اُترا اِس صورت سے کہ سانولا رنگ بھرے بھرے بازو پتلی کمر خوبصورت جوان تاج
الماس سر پر بازو پر لاکھ بیش قیمت ما کے ہیرے کے گلے کنٹھا مروارید کا پہنے دوپٹہ
بنارسی کمر سے باندھے قشقہ ماتھے پر کھچا کرسی پر آکر بیٹھا اُسوقت دو سو گھنٹے بجے اور چار سو
ناقوس پھنکے کئی سو منقلون پر بخور تونگ اور سیاہ مرچ کا ہونے لگا تمام ساحرون کو خبر
ہوئی کہ افراسیاب آئینے سے نکلکر کرسی پر بیٹھا ہے تمام عمر کسی نے اُسے نہ دیکھا تھا چار طرف
سے دوڑے طلسم مین غلغلہ ہوا لاکھون ساحر آ آکر سجدے مین گر پڑے لاکھون روپے
پڑھ گئے عمرو نے بھی سُنا کہ روپیہ ڈھیر ہوا ہے مال بہت سا جمع ہے ساحر جاتے ہین اشرفیان
جواہر چڑھاتے ہین عمرو کے بھی مُنہ مین پانی بھر آیا دل سے کہا چھپے کب تک رہو گے چلو بھی یا تو
مارا شاہ طلسم کو یا اپنی جان گئی خلاصہ عمرو گلیم اُتار کر چلا اُدھر افراسیاب نے ساحرون
سے کہا کہ عمرو آتا ہے دیکھو کیا بے کلیجہ عیار ہے ساحرون نے عرض کیا کہ حضور کیا مجال جو
یہان آئے شاہ نے کہا اسے بلائے قدرت تم بھی ہوشیار رہو وہ روپیہ لینے آئیگا
اِس اثنا مین اشرفیون اور جواہر کے ڈھیر پر عمرو نے آکر جال مارا افراسیاب نے کہا
دیکھو وہ لے گیا ساحر پیچھے دوڑے عمرو بھاگ کر غائب ہو گیا اِس کیفیت مین شاہ مصروف
تھا کہ پنجہ نامہ لے کر آیا دیکھا تو خداوند لقا کا نامہ ہے دستور لقا کے نامہ بھیجنے کا سابق مین
لکھا گیا ہے غرض لکھا تھا کہ ای افراسیاب تو نے نہ کسی کو ہماری مدد کو بھیجا نہ آپ آیا
اور شیطان کو بُلا کر طلسم مین عمرو کے ہاتھ سے ذلیل کرایا اب اگر عمرو گرفتار ہو تو فوراً سر
کاٹتا اور میرے پاس سر اُسکا بھیجنا اور جلد کسی ساحر نامی کو بھیجکر حمزہ کو غارت کرے
یہ مضمون پڑھکر افراسیاب بولا کہ فی الواقع شیطان خداوند کو بڑی ذلت ہوئی ہے
اچھا مین عمرو کو وہین قید کرکے بھیجتا ہون کہ شیطان اُسکو قتل کرکے خوش ہون یہ کہکر
اپنے سر پر ہاتھ پھیرا وہان عمرو کی گردن و کمر مین ایک حلقہ مثل دھوئین کے پڑ گیا اُسنے
دل سے کہا قید ہوئے خیر پھنسنا بالقضا چلو جو کچھ خدا کو منظور ہو پہلے تو اور سمت تو چلا
دیکھا اس طرف اندھیرا معلوم ہوتا ہے پھر اور سمت چلا اودھر بھی تاریکی دیکھی آخر افراسیاب
کی طرف چلا اودھر روشنی نظر آئی عمرو ٹھہر رہا کہ مین کہین نجاؤنگا اُسوقت معلوم ہوا کہ کوئی
از خود ڈھکیلتا لیے جاتا ہے ناچار افتان و خیزان خدا کو یاد کرتا کہ ای خالق تیرے سوا

میرا کوئی رفیق نہین کہ بیت

توئی یاری دہ فریاد ہر کس — بہ فریاد من و فریاد خواہ رس

قصہ کوتاہ سامنے افراسیاب کے پہونچا وہ دیکھتے ہی گویا ہوا کہ اے دزد مکار تو بہت دنون اوڑا پھرا مہرخ کو تو نے بہکایا ساحران نامی کو مارا اب کوئی فقرہ تجھے یاد ہے
عمرو نے کہا اے شہنشاہ میرا قصور معاف فرمائیے کہ شعر

ہرچند نیم لائق بخشایش تو — بر من منگر بہ کرم خویش نگر

افراسیاب نے کچھ عذر والتماس پذیرا نہ کیا اور کتاب سامری کو دیکھا تا معلوم کرے کہ اصلی عمرو ہے یا اس مرتبہ بھی دھوکا ہے غرض کتاب مین نکلا کہ یہ اصلی عمرو ہے اسکی باتون پر نہ جانا اور فریب مین نہ آنا اسکا یہان رکھنا مناسب نہین کیونکہ تیرے ہاتھ سے قتل نہو گا براہ مکر چھوٹ جائیگا چاہیے کہ اسکے ہلاک کی تدبیر کر بکھیڑا مٹا قصہ پاک کر دیا جائے یہ حکم دیکھ کے فی الفور تخت سحر تیار کر کے عمرو کو سوار کیا اور خضنار جادو اور انفطار جادو نام دو ساحر اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ ساٹھ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر تم خداوند باختر پاس جاؤ اُنکے دشمنون کو غارت کرو اور عمرو کو ساتھ لیتے جاؤ خداوند جس طرح چاہین اسکو قتل کرین تم اسکے قتل ہونے کی کیفیت اور لشکر حمزہ کے غارت ہونیکا حال لکھ بھیجنا تاکہ اور باقی مہرخ وغیرہ جو گرفتار ہین مین انھین بھی ہلاک کرون اور سب کو نیست و نابود کرون وہ دونون ساحر حکم شاہ پاکر باہر آئے اور ساٹھ ہزار ساحر کو حکم تیاری لشکر دیا انتظام ہونے لگا طبل و نقارے بجے ناقوس پھنکے کمر بندی ہو گئی اُسوقت مخمور سرخ چشم کہ جو شاہزادہ نور الدہر پر عاشق ہے اپنے دلمین بیقرار ہوئی کہ مبادا اس فوج سے لشکر اسلام نے شکست کھائی اور میرے مطلوب پر کچھ آفت آئی تو مین دیدار جانان سے محروم رہونگی لازم ہے کہ اسی لشکر کے ساتھ جاؤن اور اپنے دلبر کو دیکھ آؤن اس مضمون کو جی کر روبرو شاہ طلسم کے گئی اور دست بستہ اجازت خواہ ہوئی کہ اگر حکم حضور پاؤن تو خداوند کی زیارت کو جاؤن افراسیاب نے اسکو بھی اجازت دی اور یکایک وہ پتلا لیئے جو بہت خوبصورت جوان کرسی پر آکر بیٹھا تھا اور حکم احکام دے رہا تھا اُسکے جسم مین آگ لگ گئی جلکر غائب ہو گیا ہزارون گھنٹہ ایک بار بجا ناقوس کی صدا آئی اور آواز ہوئی کہ اے ساحرو شہنشاہ آئینہ سحر مین تشریف لے گئے یہ خود نہ تھے بلکہ پتلا سحر کا اُنکا ہمیشہ

تھا آئین اور انتظام کرنے آیا تھا خلاصہ یہ کہ جب شاہ طلسم داخل آئینہ سحر ہوا دربار برخاست کیا گیا ساحر اپنی اپنی جگہ پر گئے مخمور بھی اپنے گھر آئی اور تیاری چلنے کی کرنے لگی چالیس کنیزین اپنی ہمراہی کے واسطے حوروش اندام منتخب فرمائین اور خود بھی دریاے جواہر مین غوطہ زن ہوئی پوشاک نفیس و پر تکلف سے آراستہ ہو کر حنا دست و پا مین لگائی مسی ہونٹھون پہ ملکر پان کی لالی جمائی کہ ابیات

رنگین لبون سے جان بے چین — گویا کہ شفق مین ہین ہلالین
یکتا ہین چمک مین دانت سارے — یہ برج دہن مین ہین ستارے
پیدا ہوئین جو اُسکے رُخ سے راہین — بس ہون جنت مکان نگاہین
تھی اُس کی ہر ایک ادا مناسب — ہر بین کو نظر شہاب ثاقب

اس سج دھج سے درست ہو کر تخت سحر پر سوار ہوئی اس شان و شوکت سے روانہ تھی کہ شہنشاہ حسن کی بارگاہ پر چاؤشان غمزہ و ناز صداے دورباش عالم کو دیتے تھے نظم

اللہ رے حسن واہ رے نور — طینت مین پری تو شکل مین حور
آگے آگے وہ عمدہ دارین — بے حکم پلک بھی جو نہ مارین
سر پر تھی تمکنت مگس ران — جلوہ آئینہ وار حیران
پہلو مین سنبھالے تھی نزاکت — فرش آگے بچھاتی تھی نزاکت

اور اس سرعت کے ساتھ تخت روان کیا کہ ساحرہ جو قید عمر کی لیکر چلنے کو تھے ہنوز جانہ چکے تھے کہ یہ آکر پہونچی ساحرہ بھی اپنی اپنی سواریون پر چڑھکر ڈمرو بجاتے سحر کی نیرنگیان دکھاتے خواجہ کو لیکر بڑے جوش و خروش کے ساتھ روانہ ہوے کہ ابیات

اژدہے زیر ران ہر اک کے تھے — فیتے ہاتھون پہ اپنے کھینچتے تھے
لیے ترسول تھے وہ ہاتھون مین — سحر کرتے تھے باتون باتون مین
زال اوڑاتا تھا اپنے لب سے کوئی — کوئی کہتا تھا جی ہے سامری کی
تیغ بران ہر اک کے زیب کمر — ڈھالین فولادی پشت کے اوپر
شان و شوکت غرض دکھاتے تھے — سحر کے تخت کو اوڑاتے تھے
عازم لشکر لقا تھے وہ — بانی جور و پُر جفا تھے وہ

مخمور سرخ چشم اپنے دل سے باتین کرتی تھی کبھی ہنستی تھی اور کبھی روتی تھی دل مضطر

طلبان تھا کھٹکا لگا تھا کہ دیکھیے اس عشق کا انجام کیا ہوتا ہے جان جاتی ہے یا معشوق ملتا ہے خلاصہ کلام اسی طرح کوچ و مقام کرتی ہمراہ ساحرون کے جادۂ خطرناک مین قدم دھرتی طلسم سے باہر نکلی اُسوقت خاطر غمگین اور زیادہ حزین ہوئی شوق دیدار نے غلبہ کیا ذہن مین آیا کہ جاکر محبوب کی تلاش تنہا کر سب کے ساتھ جانا اچھا نہین راز عشق ظاہر ہوگا ہر کہ و مہ اس سے ماہر ہوگا یہ سوچکر حضار سے کہا تمھارے ساتھ بکھیڑا بہت ہین آگے جاکر خداوند سے تمھارے آنے کی خبر کرتی ہون یہ کہکر اپنے تخت سحر کو بڑھاکر روانہ ہوئی کنیزون سے بھی حکم دیا کہ تم پیچھے آو دربار خداوند مین میری رسائی ہولے تو تمھین مین طلب کرلون گی لونڈیان بموجب حکم ٹھہرین اور ملکہ آگے بڑھی جب تنہا ہوئی بلبل دل ہوائے ملاقات مین اپنے گل کے بیقرار ہوا اشک خونین چشمہ چشم سے بہانے لگی اور شعر عاشقانہ گانے لگی کہ غزل

در پی آن دلبر شیرین شمائل میروم	دل پی او رفت من ہم از پی دل میروم
میروم نزدیک آن قصاب گو خونم بریز	من ہلاک قتل خویشم سوی قاتل میروم
گر زند تیغ از سر کویش نخواہم رفت لیک	چند گامے ہمچو مرغ نیم بسمل میروم
چون بکوی او روم ترسم رقیبان پی برند	زانکہ من از گریۂ خون پای در گل میروم
ای کہ میگوئی برو تحصیل درس عشق کن	میروم اما پے تحصیل حاصل میروم
وادی درد و بلا در عشق ہر یک منزل است	کردہ ام عزم سفر منزل بمنزل میروم
میروم سویش باستقبال و خوشحالم کہ باز	میرسد اقبال و من ہم در مقابل میروم
در رہِ عشق اے ہلالی از من آگاہی مجو	زانکہ من این راہ را بسیار غافل میروم

خلاصہ کلام اسی طرح آہ برلب و فغان برزبان قریب لشکر صاحبقران پہونچی اور ایک مقام بلند پر کھڑے ہوکر یک نگاہ تلاش مین اپنے یوسف گم گشتہ کے روانہ کیا لیکن شاہزادۂ عالی تبار نورالدہر دربار مین پاس امیر کے جلوہ فرما تھے مخمور کو کچھ پتا اُنکا نہ ملا اور خوف یہی تھا کہ اگر لشکر اسلام کا کوئی عیار یہان آئے اور مجھے ساحرہ سمجھ کر مثل خمار اور نفیر کے کوئی ذلت دے اور ہلاک کرے تو اچھا نہوگا آخر مجبور و ناچار ہوکر طرف لشکر لقا روانہ ہوئی قلعہ کوہ عقیق مین لقا تخت خدائی پر بیٹھا تھا کہ یکایک ابر سُنہری رنگ کا ظاہر ہوا اور پھول سُنہرے برسنے لگے وزیر لعین بختیارک نے کہا یا خداوند کوئی

بندۂ خاص آپ کا آتا ہے ذرا اپنی مشیت سے ہمین تو خبر دیجیے کہ کیا نئی تقدیر آپ نے فرمائی
ہے لقا نے کہا قدرت کے کارخانے مین کسی کو دخل دینا نہ چاہیے جو کوئی ہوگا وہ سامنے
آئیگا یہی ذکر تھا کہ سامنے سے ابر شق ہوا اور تخت مخمور کا بارگاہ مین اُترا ملک بختیارک
اُٹھ کھڑا ہوا تعظیم دی مخمور سرخ چشم نے سلام کیا اور آگے بڑھکر لقا کو سجدہ کیا نذر پیش
کرکے دست بستہ عرض رسا ہوئی کہ شہنشاہ جادوان نے دو ساحر جلیل القدر بہر مقابلہ حمزہ
مع ساٹھ ہزار ساحرون کے بھیجے ہین اور قید عمرو عیار کی وہ ساحر لائے ہین یہ سنتا تھا کہ
لقا نے تاج اپنا فخر سے کج کیا اور پکارا کہ اے بندگان قدرت دیدی قدرت مرا ادھر بختیارک
اپنے چوتڑ پیٹنے لگا اور گویا ہوا کہ اے ملکہ تمہارے دیکھنے کو آنکھین ترستی تھین اچھا چلیے ہین
اور آپ اُن ساحر فرستادگان شاہ کو استقبال کرکے لے آوین مخمور نے کہا آپ کیون
تکلیف فرمائین یہ کنیز جاکر اُنھین بلائے لاتی ہے یہ کہکر اسی حیلے سے دوبارہ تخت مطلوب
مین روانہ ہوئی مگر اسکے جانے کے بعد بختیارک نے لقا سے عرض کیا کہ یا خداوند اِس
وقت مین اور آپ تنہا ہون اپنی مشیت سے مجھے آگاہ فرمائیے کہ عمرو جو قید ہوکر آیا ہے اسکو
قتل کیجیے گا اور اِسکی تقدیر مین آپ نے ہلاک ہونا لکھا ہے کہ نہین لقا جواب دہ ہوا کہ
نوے ہزار برس پیشتر سے مین نے یہی تقدیر مین اِسکی لکھا ہے کہ جب وہ طلسم سے قید ہوکر
آئیگا تو مارا جائیگا یہان یہ باتین مسرت و انبساط کی شیطان و خداوند سے ہو رہی تھین
اِدھر مخمور قریب لشکر اسلام آئی لیکن بخوف عیاران قدم اندر لشکر کے نہ رکھا اور ہر طرف
نگران جمال یار تھی دل سے کہتی تھی کہ بمقتضائی بیت

تماشا ہی اگر آئینہ بے زنگار ہو پیدا		در و دیوار سے نقش جمال یار ہو پیدا

ہر چند تجسس اور جو یا رہی مگر شبیہ دلدار آئینہ نظر مین جلوہ گر نہوئی ناچار آگے بڑھکر حصار
خبر دی کہ خداوند کا حکم ہے جلد قیدی کو حاضر کرو ساحر اسکے ہمراہ عمرو کو لیکر برسم یلغار
راہی ہوے جب قریب قلعہ جاکر پہونچے سلیمان عنبرین مو نے آکر استقبال کیا اور فوج
ساحران کو مقام پاکیزہ مین اُتروایا بارگاہین اور خیمے نصب ہوے بارگاہ کے روبرو
بازارین کھل گئین طبل و نقارے قیام اور داخلہ لشکر کے بجے عیاران لشکر اسلام بصورت
ساحر واسطے خبر دریافت کرنے کے آئے کچھ لشکر ساحران مین ٹھہرے کسی قدر قلعہ مین گئے
مرجھنار اور انقار عمرو کو سامنے لقا کے لائے خود سجدہ کیا نذر دی دنگل عنایت ہوا

بیٹھے لقا نے عمرو سے کہا کہ کیون ای بندۂ گستاخ و بے ادب اب کہہ کس عذاب شدید سے تجھے
ہلاک کرون عمرو نے کہا یا خداوند میرا کیا تصور ہے آپ نے خود مجھے وہ طاقت عنایت کی ہے کہ
مین نے جناب کی ڈاڑھی کو اپنے پیشاب سے مونڈا ہی آج بھی ایسی ہی کچھ آپ نے تقدیر
کی ہوگی پھر وہی معاملہ پیش آیا چاہتا ہے لقا ان باتون سے غضبناک ہوا اور بختیارک
نے کہا یا خداوند اب وہی تقدیر جاری فرمائیے جو آپ مجھسے ابھی وعدہ کر چکے ہین یہ کلام سنکر
عمرو نے بختیارک کو گھورا اور کہا ملک جی تم مجھے جانتے نہین کہ مین کون ہون سنو عمرو
آج میرے روبرو چہ میگوئیان کرنا خیر سمجھا جائیگا بختیارک گھورنے سے عمرو کے ڈرگیا
اور لگا گڑگڑانے پکارا کہ اے شہنشاہ عیاران مرشد برحق مین اس حرامزادے لقا مردود
درگاہ خدا سے ہر چند کہتا ہون کہ حضور ریش تراشیدہ کا فران کو کوئی تکلیف نہ پہونچا
مگر یہ گیدی نہین مانتا پھر آپ ہی اپنی سزا کو پہونچے گا لقا نے کہا او حرامزادے
کیا بیہودہ بکتا ہے بختیارک بولا کہ مین سچ کہتا ہون جناب معلی القاب کو کہ ہماری جان
کی پناہ شاہون کے شاہ خواجہ سلامت ہین تو باعزاز تمام رہا کردے ورنہ سر منڈیگا ناک کٹیگی
جوتیان پڑینگی لقا ایسی باتون سے نہایت غیظ مین آیا اور حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ اس ملعون نے
بختیارک کو بھی قتل کرو بختیارک بولا کہ مین سچ کہتا ہون آپ نے اگر عہدہ شیطنت دیا ہی
تو مین ایسی ہی باتین کرونگا نہین یہ طوق لعنت آپ کا حاضر ہے کسی اور کو پہنائیے اور شیطان
بنائیے لقا نے حکم قتل عمرو کی نسبت صادر فرمایا اور بختیارک کو بری کر دیا بموجب
حکم جلاد آکر حاضر ہوا عمرو کو لیکر میدان خونی مین آئے قلعۂ کوہ عقیق کے سامنے
جو بیابان واقع ہے وہان چبوترہ نکہت کا بنا اور بوریا ے فلاکت بچھایا گیا جلادان قوی
بازو و بیرحم تیغہا ے آبدار لیے ہر طرف پھرنے لگے کل لشکر لقا مین کمر بندی ہوگئی ایک
طرف ساٹھ ہزار ساحر حصار کے تیار ہوے اور صف باندھ کر ٹھہرے ایک سمت
سوارون کے پرے اور پیادون کی قطار آراستہ ہوئی کماندار لیس ہو کر تیر چلہ کمان مین
جوڑ کر مستعد تھے کہ اگر کوئی حمایت کو عمرو کی آئے تو جیتا نہ بچے عمرو کے حال زار پر مردوزن
قلعے کے ہنستے تھے لیکن دانشمند عبرت گزین تھے کہ ایہا الناس یہ نفس حمزہ ہی یہ وہ شخص ہے
کہ جسنے ساحران عالم کو قتل کیا شہنشاہ عیاران اپنے تئین بنایا آج اس طرح بے بس ہے
نہ کوئی رفیق ہی نہ مونس ہی بعض کہتے تھے کہ اسپر کیا منحصر ہے چرخ جفا پیشہ نے بڑے بڑے

نامیون کو ذلیل کر کے ہلاک کرایا ہی اور پیرزال دنیا نے بہت نوجوانون کو پر حسرت و ارمان دنیا سے اُٹھایا ہی آج نہ دارا ہی نہ سکندر ہی نہ وہ چتر و اورنگ ہی نہ افسر ہی نہ کلاہ مہی نہ تاج شہی نہ سریر عزت ہی فی الحقیقت یہ سرائے فانی مقام عبرت ہی کہ نظم

کہان شداد وہ بہشت آرا　　اِس چمن کا کرے جو نظارا
گو سکندر بھی شاہ عالی تھا　　جب گیا وہ تو ہاتھ خالی تھا
آج کر لے گذشتگان پہ نظر　　ہو گا کل تو بھی عبرت دیگر
ہی یہ دنیا وہ گرگ کہنہ آہ　　لاکھ یوسف گرائے در تک چاہ
بحر حیرت مین عقل کیون ہو غرق　　ہی زمین اور آسمان کا فرق
کہین ہوتا ہے قطع پیراہن　　کہین مردم کو ہے تلاش کفن
کہین سامان غسل صحت ہے　　کہین ترتیب غسل میت ہے
کوئی تخت روان پہ جلوہ نما　　کہین مردہ وبال دوش ہوا
اک دولھن سے دوچار ہوتا ہے　　اِک کنار لحد مین سوتا ہے
قصر بنواکے سو گئے شداد　　قبر کی کوٹھری نہ رکھی یاد
ہین یہ خواہان حشمت دنیا　　تشنۂ قلزم سراب نما
اِسکے شربت مین زہر ہی سودہ　　نوش ہے اِسکا نیش آلودہ

قصہ کوتاہ ہر طرف ہنگامہ برپا تھا صغیر و کبیر کا مجمع تھا ایک جانب مخمور سرخ چشم بھی مع اپنی کنیزون کے کھڑی تھی مگر حیران تھی کہ تو ناحق خون عمر مین شریک ہوئی کاش طلسم سے نہ آتی یہ بدنامی اپنے ذمے نہ اُٹھاتی اب معشوق سے ندامت ہوگی بڑی قیامت ہوگی یہ سوچ رہی تھی کہ وہان لقا بھی فیل پر سوار ہو کر بر آمد ہوا جلادون نے عمرو کو زیر تیغ بٹھایا اور سامنے لقا کے آکر پوچھا کہ اِس گنہگار کے بارے مین کیا حکم خداوندی ہے اُس گبر نے گڑگڑا کر صدا دی کہ لاکھ حکم کا ایک حکم تمکو دیا جاتا ہی کہ جلد سر اِس گنہگار کا کاٹکر حاضر کرو جلاد وہان سے آگے مستعد قتل ہوئے خواجہ کی گردن پر کوئلے کا خط دیا اور کہا جو کھانا ہو ای اجل رسیدہ وہ کھا پی لے جو کہنا ہو وہ کہ سن لے کہ کوئی دم مین پیمانہ عمر باد فنا سے لبریز ہوگا اور رخت ہستی اوتارا جائیگا عمرو نے اُنھین تو مطلق جواب نہ دیا لیکن دل کو رجوع بخضوع و خشوع بدرگاہ خداوند قہار

دافع البلیات و کافی المہمات کیا بے اختیار رو کر پکارنے لگے کہ ای قادر و توانا و اے فریادرس غریبان تو صادق الوعد ہی مجھ سے تو نے وعدہ فرمایا ہی کہ جب تک مین تین بار موت اپنے منھ سے نہ مانگون اُسوقت تک نہ مرون آج نرغۂ اعدا مین گرفتار ہون بے یار و غمگسار ہون سوا تیرے کون میرا مددگار ہی اور اس بیکسی مین یار ہی نظم

ترے لطف و کرم سے کچھ نہین دور — کہ غالب ہون مین اِس فرقہ پہ مجبور
نہین ہی کوئی تیرا مثل و مانند — بری ہے شرک سے تو ای خداوند
تری حکمت سے ہے ہر شے ہویدا — شب تاریک سے ہے صبح پیدا
زمین و آسمان حیرت فزا ہین — یہ دونون تیرے قدرت سے بپا ہین
بچالے اس بلا سے مجکو یارب — کہ تو غالب ہی اور مجبور ہین سب

اِس دعا کے مانگنے سے نسیم قبول چمنستان وہر مین وزان اور صبح عشرت گریہ کر نیسے خندہ زن تھی یعنی عیاران لشکر امیر مثل قاسم کتوری و دیگر عیار جو بہر خبر آئے ہوے تھے اِس ماجرے جانگزا کو دیکھ کر افتان و خیزان بارگاہ سلیمانی مین آئے اور روبروے شاہ اسلام یون التماس پیرا ہوے کہ ای شہنشاہ گردون بارگاہ کیوان جاہ قطعہ

ای عدالت گستر و عالم پناہ و داد بخش — کس زبان سی ہم کرین تیری عدالت کی ثنا
شمع کا شعلہ پتنگے کو جلا سکتا نہین — بسکہ شہرہ معدلت کا تیری پہونچا جابجا
تازیانہ ہو نسیم صبح کو موج نسیم — غنچۂ تصویر کے گر ہووے پیراہن قبا
نام ہی جس شہر مین حفظ و حمایت کا تری — دست خوبان مین نہ ٹھہرے خوف سی دزد حنا

آج کچھ ساحر عمرو کو طلسم سے گرفتار کرکے لائے ہین اور لقا اُنکا گل ہستی حنوط و پژمردہ کیا چاہتا ہی اور نخل حیات با تیغ سیاست سے قلم ہوتا ہی اس خبر کو سُنتا تھا کہ بادشاہ نے امیر کی جانب دیکھا صاحبقران ہائے یار وفادار کہکر دنگل پر سے اُٹھے اور اُنکے اُٹھنے سے کل سردار دست راست اور دست چپ کے اور فرزندان امیر وغیرہ سب کھڑے ہوگئے لشکر مین حکم کمربندی کا پہونچا تیاری ہونے لگی مگر امیر نے کسی کی راہ نہ دیکھی باہر بارگاہ سے آکر اشقر دیوزاد مرکب پر سوار ہوکر چل نکلے انکے بعد قاسم اور نورالدہر اور ایرج اور علم شاہ وغیرہ بیٹے پوتے اور سردار مثل لندھور اور مالک اور فرامرزادہ جمہور وغیرہ کے روانہ ہوے ایکسمت سے طبل و بوق کی صدا بلند ہوئی اور پلٹنین اور

رسالے اور پیادہ و سوار لینا لینا کہتے چلے پھر تو بادشاہ بھی مع تاجداران ذیوقار کے تخت مرصع پر سوار برآمد ہوئے طبل سکندری پر چوب پڑی فلک تھرایا اور زمین ہلی کہ نظم

چلے ایسے تیزی سے وہ مردم — کیا چرخ برین نے آپ کو گم
وہ صحرا دشت محشر ہو بہو تھا — قیامت غلغلہ ہر چار سو تھا
ہوا نیزون سے وہ جنگل نیستان — نیستان تھا وہ جولانگاہ شیران
خدا کی راہ مین باندھے کمر تھے — لیے ہمراہ اقبال و ظفر تھے

یہانتک کہ روبروی قلعہ پہونچکر اُس مجمع فوج مخالف پر اول امیر شمشیر کھینچکر اور نعرہ کرکے گرے کہ نعرہ

امیر عرب حمزۂ نامدار — رغم مصطفٰی شاہِ اشقر سوار

لشکریان عدو نعرۂ امیر سنکر لرزان ہوئے مگر لقا کے سامنے بختیارک اللہ اکبر اللہ اکبر پکار اذان دینے لگا کہ مین پہلے ہی کہتا تھا او مشرک خدا تو مسلمان ہو جا اب دیکھ کہ حمزہ تیری جان پر کیا آفت لاتا ہے اور مین تو اول ہی سے مسلمان ہون لقا نے یہ معاملہ دیکھکر نعرہ مارا کہ سر عمرو کا جلد جدا کر ڈالو سپاہی اور جلاد بڑھے تھے کہ اُدھر مخمور نے مخفی کچھ سحر ایسا پڑھا کہ کوئی نہ بڑھ سکا اور امیر نے صفون کو زیر تیغ بران رکھ لیا پھر تو حضار جادو اور ساٹھ ہزار ساحر ناریل و ترنج سحر کے مارتے تھے اور امیر اسم اعظم پڑھتے قتل کرتے بڑھتے ہوئے آتے تھے کہ یکایک ایک سمت سے نعرہ شاہزادہ قاسم بلند ہوا نعرہ

ملک قاسم آن ترک خاور سپاہ — ز زخم تبر برابر و نیزہ بجاہ
ز آب دمِ تیغ شششم زمین — ہمہ باختہ شد بہ زیر نگین

اور شاہزادۂ ذیوقار ملارک افراسیابی کھینچکر لشکر پر آ پڑے کہ ایک جانب سے نعرہ نورالدہر کا ہوا نعرہ

ہمای اوج رفعت بادشاہ عرصہ مردی — کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده
پناہِ لشکرِ اسلام نورالدہر کز ہمتش — عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده

پھر تو ایک کے بعد ایک کا نعرہ بلند ہوا اور تلوار بھڑ بھڑ کر چلنے لگی اودھر لقا کے حکم سے تمام سنجابی و باختری اور مشتری حصاری حملہ آور ہوئے نیزہ ہائے بہادران تل گئے سینہ تانکر بے تامل لائے تیغون کی ہوائین سن سن چلنے لگی سر مثل برگ خزان کے گرنے لگے نخلبند اجل سر بلندون کے شجر قامت کی سرتراشی کرنے لگا عندلیب آسا نقیب سرگرم فغان تھے جو ہر تیغ عریان کے پھول کھلے نظر آتے تھے وہان زخم شکل غنچہ مسکراتے تھے سپر کے پھول گل سوسن

کو شرماتے اور گلہاے زخم کلی کی طرح بکس کر رہ جاتے تھے چمک تیغ آبدار کی نہر گلشن کیطرح لہراتی تھی زندگی حباب آسا بے ثبات تھی سپرون کی تاریکی سے روز روشن نمودار تھی کہ نظم

کیا حمزہ نے جب گھوڑے کو جولان — نظر آنے لگے ہر گوے چوگان
چلے آپس مین یون خنجر دو دستی — کہ جیسے بزم مین ساغر دو دستی
فلک نے سینہ اور خورشید نے سر — چرایا دیکھ تیرون کو ہوا پر
سیہ کارون کے رخ زخمون سے تھے لال — سنان نیزہ سے پیکر تھے غربال
ہوئی خونریز شمشیر درخشان — بنے تھے دست و پاوان شاخ مرجان
جنھین تھا ناز شمشیر دودم پر — پڑا تھا اونکا سر انکے قدم پر
ہوا نیزے سے زخم سینہ دریا — سپر بھر بھر کے خون زخمون سے ٹپکا
ترازو تھی وہ شمشیر دو پیکر — قلم ہر تن ہوا اُس سے برابر
قیامت تھی ادھر محشر وہان تھا — ہر اک سردار یان بیدل وہان تھا

مخمور اپنی کنیزون کو لیکر علٰحدہ جا کھڑی ہوئی اور ساحرون پر سحر کرنے لگی تاکہ بسبب مطلوب شاہزادہ نور الدہر پر اور اُسکی فوج پر سحر تاثیر نہ کرے اِسکے سحر کرنے سے جو کوئی شاہزادے کے قریب آتا تھا جلکر زندہ نجاتا تھا ادھر عیاران لشکر اسلام نے باہم مشورہ کیا کہ سوائے اسیر کے اور کوئی لشکری رد سحر نہین جانتا ہی ایسا نہو کہ لشکر مسحور بسحر ہو جائے لازم ہے کہ ہم سب عیار بھی جاکر مقابلہ کرین یہ سوچکر ایک لاکھ اسی ہزار عیار بانے عیاری سے درست اور چست ہوکر چلے ڈھمڈھمیان بجنے لگین وہان آکر پہونچے کہ جہان ساحرون کا غول تھا اور گولے فولادی مار فلفل سوئیان وغیرہ ساحر لگا رہے تھے عیارون نے ہوا کے رُخ پر کھڑے ہوکر حقہ ہاے آتشبازی داغکر صف لشکر ساحران پر لگائے ایک لاکھ اسی ہزار حقہ ایکبار آکر لشکر مین پھٹا اور اون مین سے ایسا دھوان پیدا ہوا کہ سارا زمانہ تاریک ہوگیا ساحرون کے مُنھ جھلس گئے اور گھبرا کر کوئی کسی طرف اور کوئی کسی جانب بھاگا بعض اڑکر چلے اُسوقت مقبل وفادار کہ تیرانداز بے بدل ہے اُسنے چالیس ہزار ناوک فگن لیکر حملہ کیا اور تیر مارنا شروع کیے طائر روح ساحران صید ہونے لگے ایک طرف سے حصار اُڑکر چلا تھا کہ مقبل نے تیر دلدوز تاک کر مارا اُسکے سینے پر پڑا اور مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذر گیا قلابازی کھاکر زمین پر گرا اور تڑپ کر ہلاک ہوا اُسکے مرتے ہی

غلغلہ واروگیر برپا ہوا اور عمرو جو اسکے سحر مین مبتلا تھا چھوٹ گیا ادھر سردار لڑتے بھڑتے
قریب عمرو کے پہونچے اور ہتھکڑیان بیڑی کاٹ دی عمرو گھبرا کر اٹھا اور جست کرکے تخت
لقا پر چڑھ گیا ایک ڈھول بڑے زور سے اُسکے سر پر لگائی اور تاج اُتار لیا بختیارک نے کہا
لیجیے بسم اللہ مال آپکا ہے اور اپنا رفیدہ اور دوشالہ وغیرہ اتار کر سامنے کیا خواجہ نے
وہ بھی لیا اور جسنے انکو گرفتار کرنے کا قصد کیا عمرو نے خنجر مار کر راستہ ملک عدم کا دکھلایا
خلاصہ یہ کہ جب فوج ساحران نے شکست کھائی اور الضناکر جادو بامعدودے چند بچ کے آگ
...کیا اسوقت لشکر اسلام کا غلبہ زیادہ ہوا عمرو بھی لڑتا اور لوٹتا ہوا قریب مرکب صاحبقران
پہونچا اور رکاب کو بوسہ دیا امیر گھوڑے سے اُتر کر گلے سے لپٹ گئے عمرو نے عرض کیا ابھی
لڑائی فتح نہین ہوئی حضور سوار ہون مین ہمراہ ہون امیر دوبارہ سوار ہوے اور نعرہ اللہ اکبر
کرکے حملہ آور تھے پھر تو عجب ہنگامہ آفت گرم ہوا کہ نظم

گھر قتیلون سے بھر دیے ہر سو — کشتون کے پشتے کر دیے ہر سو
جسطرف گھوڑے کو کیا مہمیز — کافرون کو ملی نہ راہ گریز
الامان منہ سے کہتے جاتے تھے — ٹھوکرین کھا کے رہتے جاتے تھے

اسی طرح جس دم امیر تخت لقا کے قریب پہونچے بختیارک نے طبل بازگشت بجوا دیا کہ یہی
آئین امیر کا ہے یعنے جب طبل امان لشکر مخالف مین بجتا ہے تو امیر حریف کو طالب امان
سمجھ کر پھر مقابلہ نہین فرماتے غرض جسوقت نقارۂ امان بجا لشکر دونون جانب کے پھرے
امیر تو بارگاہ کیطرف واپس ہوے سردار سر پر امیر کے زر نثار کرنے لگے عمرو نے پکارا کہ اے
بھاو ان کیون مال ضائع کرتے ہو یہ سب جمع کرکے مجھے حوالے کرو کہ مین نہایت محتاج ہون
امیر ہنسے اور کہا خواجہ تمھارے لیے اور بہت کچھ ہے عمرو نے عرض کیا اگر یہ اور وہ ملکر مجھے ملجاتا
تو اچھا تھا یہ کہکر جال الیاسی لگایا کہ سب مال اُسمین آگیا اور لوٹنے والون نے ایک
حبہ نپایا اسی طرح شادان و فرحان حملہ سردار ہر چند کہ خون مین تر بتر اور خستہ لڑے بھڑے
اور پریشان تھے مگر عمرو کے آنے سے بارگاہ مین چلے آئے عمرو ہر ایک کے گلے سے
ملا اور کرسی ہدہد پر بیٹھا بادشاہ بھی خرسند ہوے اور کشتیان جواہر کی امیر اور بادشاہ
نے منگوا کر عنایت فرمائین عمرو نے سارا ماجرا جو کچھ طلسم مین گذرا تھا حرف بحرف بیان کیا
امیر نے عیارون کی فطرتین سنکر اُن سب کے لیے بھی بھاری خلعت عنایت فرمائے

تمہاری طرف سے قران اور برق وغیرہ کو دیدینا عمرو نے کہا کہ مین اُن چھوکرون کو بھیج دے کر خراب تو نہین کرونگا مگر کہدونگا کہ امیر نے تمھین بھی خلعت دیا تھا عید کے دن پہننا امیر اور سب سردار اس تقریر سے ہنسنے لگے اور عمرو نے کل مال نذر زنبیل کر کے کہا مین جاتا ہون امیر آبدیدہ ہوے اور فرمایا کہ خواجہ ایک روز تو توقف کرو عمرو جواب دہ ہوا کہ پھر مین جا نہ سکونگا ابھی سب ساحر جاتے ہین اِنکے ساتھ مین بخوبی پہونچ جاونگا یہ کہکر وہان سے اُٹھ کر چلا کہ ملکہ سرو سیمتن اپنی بی بی سے مل آؤن اور اپنی شہزادیان یعنی امیر کی بی بیون سے بھی مل لون غرض داخل محلات ہوا جمیع خاتونان معظمہ اِس کے آنے سے مسرور ہوئین اور بہت کچھ زر و جواہر دیا حال طلسم سُنا خواجہ کا مزاج پوچھا لیکن وزیر زادیان اُن شہزادیون کی بی بیان عمرو کی ہین اُنھون نے عمرو کو گھیر لیا اور کہا کیون صاحب بعد مدت کے تم طلسم سے آئے مگر کچھ تحفہ اور سوغات ہمارے لیے نہ لائے اچھا جو کچھ کمایا ہو وہ تو بتلا دو ہم لوگون کو کچھ تو دو عمرو نے کہا طلسم مین خود میرا لاکھون روپیہ صرف ہو گیا اب مین محتاج اور پریشان ہون چاہتا ہون کہ تمھارا زیور لیکر فروخت کرون تاکہ رفع تکلیف ہو یہ باتین سُنکر محل مین ایک قہقہہ اُڑا اور عورتون نے خواجہ کو چار طرف سے گھیرا کہ ہمتو ضرور کچھ تم سے لینگے اسوقت مجبور ہو کر عمرو نے کچھ چھوٹے نگینے اور ہلدی کی گرہین لوہے کی کنیل ایک آدھ دسپناہ وغیرہ نکال کر دیا اور کہا گھر والیان کمبخت نہ پریشانی کو جانتی ہین نہ مفلسی کو مانتی ہین اِنکو چوری کرو اور جہان سے بنے لا کر دو سب ہنسنے لگے اور عمرو گھبرا کر اُٹھا کہ یہان ٹھہرونگا تو لٹ جاؤنگا اور وہان سے اُٹھ کر ملکہ سرو سیمتن کے پاس گیا ملکہ نے خواجہ کو اعزاز سے بٹھایا اور بڑے تپاک اور گرمجوشی سے ملاقات کی یہ بی بی عمرو کی بہت پیاری ہے عمرو یہان بیٹھ کر مصروف مینوشی ہوا اور باتین اخلاص و محبت کی کرنے لگا لیکن اُدھر جب لقا عاجز اور درماندہ ہو کر اپنی بارگاہ مین آیا لشکر بھاگا ہوا آ کر پھر فروکش ہوا الغطار بھی چند ساحرون سے بارگاہ مین حاضر ہو کر عرض رسا ہوا کہ یا خداوندا اب لشکر ساحران باقی نہین مین رخصت ہوتا ہون شاہ طلسم سے جو کچھ فرمایئے عرض کردون لقا نے کہا کہدینا کہ اے شاہ جادوان تیری ملاقات کو میرا جی چاہتا ہے مگر ان بندون نے مجھے بہت پریشان کیا ہے اور ان کو عالم مستی مین مین نے پیدا کیا ہے اِنکی قضا مین بھول گیا خلق ہی نہین کی بس سرکشی کرنے

ہین اور مجھے سجدہ نہین کرتے ہین تو آمد بنا کہ کسی ساحر زبردست کو پھر میری مدد کے لیے بھیجے ابکی بار مین اُس ہستی کے عالم کی تقدیر کی ہوئی کو پھیرونگا اور بندگان مغضوب کی قضا پیدا کرونگا بختیارک اس تقریر کو سنکر بولا کہ یا خداوند آپ نے عمرو کی قضا بھی تو فرمایا تھا کہ آج ہی اور اُسکے قتل کی تقدیر آپ کر چکے تھے پھر عمرو کے عوض صرصر کی قضا آئی یہ بالعکس تقدیر آپ نے کیسی فرمائی لقا نے کہا قلم قدرت میرا جدھر مین نے چاہا اُدھر پھر گیا تجھی مشیت خداوندی مین کچھ دخل دینا نہ چاہیے بختیارک خاموش ہو رہا اور انظار رخصت ہوکر باہر نکلا اس عرصہ مین مخمور بھی اُٹھکر لقا سے مرخص ہوئی اور جب باہر بارگاہ کے آئی سب اُترے اور طائران سحر پر سوار ہوے یہ بھی طاؤس سحر پر چڑھ کر چلی جب طاؤس بلند ہوا یہ لشکر اسلام کو بنگاہ حسرت دیکھتی جاتی تھی اور وہان جب عمرو محل مین گیا بادشاہ نے دربار برخاست کیا سردار اپنے اپنے خیمون مین بہر آسایش و آرام آئے نور الدہر بھی آکر اپنی بارگاہ کے دروازے پر کھڑے ہوے اُنکو اس ہماے اوج عاشقی ہجران کشیدہ رنجور ملکہ مخمور نے دیکھا دل بیتاب کو تاب نہ آئی کنیزون سے کہا تم درہ کوہ مین جاکر ٹھہرو مین آتی ہون لونڈیان حسب الارشاد اُس طرف گئین اور یہ شاہین صیدگاہ محبت و الفت اپنے طاؤس کو پھیر کر قریب بارگاہ شاہزادہ بلند قدر اُتری اور سامنے آکر پکاری کہ اے بے وفا رسم وراہ الفت یہی ہے کہ ہم آوارۂ دشت ادبار پھرین اور تجھے خبر نہو کہ بمقتضای نظم

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست — سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست
سرم بہ دنیا و عقبے فرو نمی آید — تبارک اللہ ازین فتنہا کہ در سر ماست
در اندرون من خستہ دل ندانم کیست — کہ من خموش و او در فغان و در غوغاست
مرا بکار جہان ہرگز التفات نبود — رخ تو در نظر من چنین خوشش آراست

یہ صدا سنکر شاہزادے نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا ایک اختر آسمان دلبربائی گوہر دریاے آشنائی گل گلزار ناز کی بلبل شاخسار دلبری یوسف جمال زلیخا خصال ماہ کی صورت چکور کی سیرت لیلی کی سج مجنون کی دھج شمع کا رنگ پروانے کا ڈھنگ بزم کی آرایش پہلو کی زیبایش نیند کی کھونے والی لپٹ کر سونے والی کو ملاحظہ کیا کہ سرگرم گفتار ہے ایسے حسین شوخ و چنچل کو دیکھا کہ بے صبر اور بیتاب ہوگیا ہوش و حواس عیش و راحت سب بھولا کہ ابیات

بوٹا سا قد قیامت عالم — زلف چہرے پہ آفت عالم

راستی قد کی اک قیامت تھی — کم سنی اُسپہ اور آفت تھی
حُسن لاثانی ایک عالم مین — پھول سا تن عرق کے شبنم مین
ہائے رے وہ نچا کھچا کھڑا — تھا یا وہ چاند سا کھڑا
صدقے آرایش اور نثار بناؤ — اس بگڑنے مین بھی ہزار بناؤ
سر بسر زلف کے وہ بال اُلجھے — گیسوے خم بہ خم کمال اُلجھے
قابل دید اُس پری کا حال — شکل معشوق جیسے صبح وصال
گو کہ سرمہ ہی تھا نہ غازہ تھا — پہ محبت کا یہ تقاضا تھا
دل سے ہو جایئے نثار اُسیر — غرض آتے تھے لاکھ پیار اُسپر

شاہزادہ والا منزلت دلدادہ اور شیفتہ ہوکر قریب اُس گلفام کے آیا ملکہ نے مسکرا کر منھ پھیر کر کہا چلو اب منھ دیکھی محبت نہ جتاؤ مین ایسے بے مروت سے بات نہین کرتی یہ فرما کر اور پھر کر روانہ ہوئی یہ کشتۂ خنجر ناز و مجروح شمشیر انداز بیتاب و بیقرار ہوکر پکارا کہ

اے مسکن گزین خاطر عاشق حزین خمسہ

تڑپتا ہے مریض ہجر کیونکر دیکھتے جاؤ — ابھی دم توڑنے کی سیر دم بھر دیکھتے جاؤ
دم رخصت ذرا حسرت کی تیور دیکھتے جاؤ — نکلتی کس طرح ہے جان مضطر دیکھتے جاؤ
ہمارے پاس سے جاؤ تو مڑ کر دیکھتے جاؤ

اے دلدار و اے مایۂ ناز یہ کیا مجھ ناشاد پر عتاب ہے کہ آپ ہی تو پری کیطرح سایہ ڈالکر دیوانہ بنایا اور پھر نظر پھیر لی شاہزادہ یہ کہتا ہوا اور شعر عاشقانہ پڑھتا اسکے پیچھے جاتا تھا لیکن وہ بُت پُر فن کچھ جواب نہ دیتی تھی یہانتک کہ لشکر سے نکل کر ایک درۂ کوہ مین جب پہونچی وہان ٹھہر گئی شاہزادہ قریب پہونچا مخمور نے تیوری چڑھا کر کہا کہو صاحب کیا ہے کیون مجھ کمبخت کا پیچھا پکڑا ہے لو اچھا مین ٹھہری ہون کہو کیا کہتے ہو شاہزادہ نے کہا واللہ اتنے جان زار کی تسکین میرا تو یہ حال ہے کہ قطعہ

گر نام عاشقی ترے نزدیک ننگ ہے — کر دے نہ قتل مجکو عبث پھر اور رنگ ہے
اِس خانمان خراب کو لیجاؤن مین کدھر — دل پر تو یہ فضا ہے بیابان بھی تنگ ہے
تیری درشتیون کو سمجھتا ہون آشتی — تجکو تو میرے ساتھ عبث عزم جنگ ہے
کرتا ہے اسقدر تو خفا درد کو عبث — ظالم وہ اپنی جان سے آپ ہی تنگ ہے

یہ کہکر اشک سے رخسار کو ترکیا مخمور شاہزادے کے رونے سے بےچین ہوگئی اور ہنس کر اپنے دست نازک سے آنسو پوچھنے لگی اور کہا مجھ خانمان آوارہ سے محبت کرنا دل لگانا اچھا نہین کہ شہنشاہ طلسم افراسیاب کے پھندے سے میرا نکلنا محال ہے اسوقت ہمراہ ساحرون کے حیلہ کرکے تمہارے دیکھنے کو چلی آئی تھی شاہزادے نے کہا کیا تم بھی ساحرہ ہو اُسنے کہا ہان یہ سنتا تھا کہ نورالدہر سُن ہو گئے اُنکے چُپ ہونے سے مخمور سمجھ گئی کہ تجھے ساحرہ جو انھون نے سُنا ہے تو تیرے حُسن وجمال کو عارضی بزور سحر بنا ہوا جانکر یہ خاموش ہوئے ہین یہ تصور کرکے ہنسی اور لب لعلین سے گہر افشان ہوئی کہ ای دلبر دغا باز وای عاشق جان نواز مین مثل اُن ساحرنیون کے نہین ہون کہ جنکا سن وسال دو دو سو برس کا ہوتا ہی اور وہ سحر سے صورت اپنی جوانون کی بناتی ہین میرا سن چودہ سال کا ہے شہزادہ اِس تقریر کو سُنکر دل مین شاد ہوا لیکن ساتھ ہی خیال آیا کہ امیر کسی ساحرہ کے ساتھ اپنے بیٹون اور پوتون کے عقد کرنے پر راضی نہین ہوتے ہین پس اُس سے وصال ہونا غیر ممکن ہی اور تیری طبیعت اِسپر آئی ہے دیکھیے کہ مقدر مین کیا لکھی رسوائی ہی یہ سوچکر یا تو چہرے پر سُرخی آئی تھی یا پھر وہ غنچہ دہن مرجھاکر زرد ہو گیا مخمور سوچی کہ شاہزادے کو تیرے کمسن ہونے کا حال سُنکر فرحت حاصل ہوئی تھی مگر اب پھر کچھ فکر لاحق ہوئی ہے از بسکہ یہ عاشق ہے شاہزادے کے خفا رہنے سے دل اِسکا خفا ہوا اور ہاتھ گردن مین ڈال کر اپنا دوشالہ سر سے اوتار کر فرش کیا اور شاہزادے کو بٹھلایا لگی منت اور خوشامد کرنے کہ کیون صاحب ہمسے کیون خفا ہوے کیا باعث ہے ابیات

دل بھر آتا ہے خدا کی قسم	بہت اسوقت ضبط کرتے ہین ہم
کچھ خفا ہو تو ہمسے فرمائو	لو ہمین پیٹو اب جو شرمائو
ہین سنون تو مرا قصور ہے کیا	سبب رنجش حضور ہی کیا
رنج تکلیف ہمکنا رہی ہے	یا خطا اور کچھ ہماری ہے
کون کہتا ہے تم گلہ نہ کرو	بے تکلف کہو حیا نہ کرو
ہمکو قائل کرو لڑو ہمسے	مثل گیسو اولجھ پڑو ہمسے
خوش ہو رنج فراق دور ہوا	عذر کرتے ہین لو قصور ہوا
خود مقر ہوتے ہین خطا پہ ہم	ناحق اس درجہ آپ ہین برہم

ناز برداری یہ کرتے ہین ناز — سب اُٹھاتے ہین عاشق جانباز
رنج فرقت کا ذکر زائد ہے — اِس سے کیا جی خدا تو شاہد ہے
ہم ہین معشوق تمکو زیب نہ تھا — ہمسے کرنا تمھین فریب نہ تھا
روٹھنے کا سبب بھی ہم سمجھے — یہ رکھائی یہ ضد یہ دم سمجھے
آپ ہمکو اگر کھجائین گے — دیکھو پھر ہم بھی روٹھ جائینگے

اِس طرح اپنے عاشق کو لپٹ کر منایا کہ شاہزادے کو آیندہ کا خیال ماضی ہوا سب رنج وغم بھولا بے اختیار ہنس پڑا ملکہ نے تیوری چڑھائی روکھی صورت بناکر گلے سے باہین نکال کر الگ ہر کی شاہزادہ اِس سے لپٹ گیا اور کہا ای آرام دل بیقرار مین تجسے خفا نہ تھا بلکہ یہ سوچتا تھا کہ دادا میرے امیر جب تجکو ساحرہ سُنین گے تو میرے ساتھ نکاح نہ کرینگے مخمور نے ہنسکر کہا چہ خوش آپ نکاح کی فکر ابھی سے کرنے لگے ای صاحب مُنھ بنواؤ ہوش مین آو عقل کے ناخن لو کجا مین اور کجا تم کیسا نکاح اور کہان کا بیاہ بس اِک نظر سے خوش گذرے ہمنے تمھین دیکھا تمنے ہمین دیکھ لیا اور آگے سب جھگڑا ہی نوج چاہئین پھوپہین مجھے اور بات سے نفرت ہے شاہزادے نے کہا دیکھیے اِسکی سند نہین یہ انکار اچھا نہین مخمور نے کہا اور تو مین کچھ جانتی نہین لیکن دل سے راغب بطرف دین اسلام ہون لا انشاء اللہ بعد فتح طلسم سحر ساحری سے توبہ کرونگی آج کل طلسم مین مجھے مدد عمرو کی کرنا ہی اور پنجہ افراسیاب سے نکلنا ہی نہین تو ابھی مسلمان ہو جاتی شہزادے کو اطمینان ہوا کہ جب یہ مدد خواجہ کی کریگی اور بدل مسلمان ہوگی تو امیر جلد وے حسن خدمت اور رفاقت مسلمانان کی وجہ سے خوشنود ہوکر میرے ساتھ نکاح کرنے مین تامل نکرینگے یہ سمجھ کر آغوش محبت کھولکر اُس پروردہ مہد ناز و کج ادائی کو سینے سے لپٹا لیا دل کھول کر پیار کیا مخمور نے کہا چلیے چلیے آپ وہی ہین جو ابھی طوطے کی ایسی نگاہ پھیرتے تھے مُنھ سے نہ بولتے تھے ہمین آٹھ آٹھ آنسو رولایا اور آپ کے تیور پر میل نہ آیا اب لگے جھوٹھ موٹھ کا عشق جتانے شاہزادہ منتین کرنے لگا ہنگامۂ راز و نیاز گرم ہوا اب یہ شیدا ے یکدیگر تو یہان دل کے ارمان نکالتے ہین لیکن کیفیت عمرو کی سُنیے کہ اپنی بی بی سے بخوبی ملکر رخصت ہوا کہ مین طلسم کو جاؤن ایسا نہو کہ ساحر چلے جائین اور مین ٹاپتا رہجاؤن غرضکہ لشکر سے نکلکر جب صحرا مین آیا ہر سمت صید مطلب کا جویا تھا کہ یکایک دیکھا کچھ عورتین

ایک مقام پر بیٹھی ہین اور باہم باتین رمز وکنایہ کی کرتی ہین اور کچھ اشارہ درۂ کوہ کیطرف کرتی
جاتی ہین عمرو ساحر کی ایسی صورت بنکر اُنکے پاس گیا اور گویا ہوا کہ ہاے الفطار
وغیرہ سب طلسم کو گئے ہم بھی جاتے ہین تم ابھی یہین بیٹھی ہو یہ کلام سُنکر اُنھون نے
کہا کہ ہم کنیز ملکہ مخمور کی ہین اور ملکہ درۂ کوہ مین کسی کام کو گئی ہین آلین تو ہم بھی طلسم کو
جائین عمرو اُنکی باتون سے خوش ہوا اور دل سے کہنے لگا کہ خداے برتر کی کیا کار
سازی اور بندہ نوازی ہے کہ میرے جانے کا سبب پیدا کر دیا اب چلکر ایکبار حمزہ کو اور
دیکھ لون پھر سوچا کہ مبادا یہ ساحرنیان چلی جائین اور تو رہ جاے لازم ہی کہ نجاؤن مگر عاشق
روے امیر سے تاب نہ آئی دوڑتا ہوا پاس امیر کے آیا اور پاؤن پر گرا امیر نے بھی گلے
سے لگایا آخر کار رخصت ہوکر پھر انھین عورتون پاس بصورت ساحر آیا اور اُن مین سے
ایک کو کہا کہ تم فورا میرے ساتھ آؤ میرے کسی عزیز کا یہان گھر ہے یہ سب بیچاریان حیران
بیٹھی ہین اِنکے لیے ہین شراب وکباب وغیرہ بھیجدون کنیز اسکے کہنے سے ساتھ ہولی
عمرو اسکو جب صحرا مین دور لیکر آیا تو حباب بیہوشی اُسکے مُنھ پر لگایا کہ وہ بیہوش ہوگئی اُسکا پیرہن
اُتارکر اور اُسکی ایسی صورت بنکر اُسے زیادہ بیہوش کرکے آپ چند گلابیان شراب کی
لیکر اُن عورتون کے پاس آیا اور شراب انھین دی کہ اُس ساحر نے بھیجی ہے سب
ساحرنیون نے وہ شراب پی انھین بیہوش کرنا منظور نہ تھا اسوجہ سے شراب آمیختہ بیہوشی نہ
تھی غرض یہ سب راستہ مخمور کا دیکھ رہی ہین لیکن وہان ملکہ نے شاہزادے سے ٹھنڈی
سانس بھر کر کہا کہ لیجیے خدا حافظ وناصر اب عرصہ بہت ہوا ہے میری راہ شاہ طلسم دیکھتا ہوگا
جب اور ساحر جاکر پہونچین گے اور مین نہونگی تو نہایت خرابی ہوگی یہ کہکر اُٹھی
شاہزادہ اسکے جانے سے آبدیدہ ہوا پھر تو مخمور بھی رونے لگی اور اسوقت عاشق
ومعشوق کا عجب حال تھا کہ نظم

قہقہہ لب پہ سنگیا نالہ	خون بہا آنکھون سے تو دھو ڈالا
دل کو سو پیچ وتاب ہونے لگے	شدتون سے عذاب ہونے لگے
دل تو اُڈا اگر رہے خاموش	تھم گئے اشک آگئے بر سر جوش

قصہ کوتاہ دونون روتے یہ ادھر وہ طلسم کی طرف روانہ ہو مخمور چلتے وقت کہتی گئی کہ نظم

کرم مجھپہ رکھنا ذرا میری جان	ہین دل چھوڑے جاتی ہون اپنا یہان

خفا اسکے ہونے سے وہ نوجوان
گیا تو وے لے منھ پہ آنسو روان

نور الدہر الفراق گویان سمت لشکر روانہ ہوئے اور مخمور اشتیاق کھنچی
ہوئی پاس اپنی کنیزون کے آئی طاؤس پر سوار ہوئی سب کنیزین طاؤس اور طائران سحر پر
چڑھ کر ہمراہ چلین عمرو بھی اُس کنیز کے طاؤس پر کہ جسکو بیہوش کر آیا ہی سوار ہوا کیونکہ ابھی وہ
کنیز زندہ ہی سحر اُسکا کام دیتا ہے قاعدہ ہے کہ جب تک ساحر زندہ رہتا ہے اشیاے ساختہ سحر
اُسکی قائم رہتی ہے اور بعد ہلاک ہونے کے باطل ہوتی ہی قصہ مختصر مخمور فراق مین شاہزادے
کے روتی اور بے تابیان کرتی بعد قطع مسافت راہ طلسم باطن مین پہونچی کہ وہین رہتی تھی
عمرو کو بھی طاؤس لیے ہوے طلسم باطن مین آیا عمرو نے ہر چند چاہا کہ مین طلسم
ظاہر مین رہ جاؤن مگر وہ طاؤس زمین پر نہ اُترا یہان تک کہ باغ سیب کے قریب
پہونچے دیکھا تو انظار بھی کچھ دیر ہوئی ہے کہ آکر پہونچا ہے لوگ اُسکی ہمراہی کے اُتر رہے
ہین یہ بھی سامنے شہنشاہ کے نہین گیا ہے غرضکہ مخمور وہین اُتری لونڈیون سے کہا تم
راہ کی خستہ و شکستہ ہو گھر جاؤ مین شہنشاہ سے ملکر آتی ہون کنیزین رخصت پاکر سوار
ہو کر چلین عمرو بھی اُنکے ساتھ روانہ ہوا یہان تک کہ ایک درۂ کوہ سے نکل کر صحرا کو طے
کر کے قریب ایک شہر کے پہونچا دیکھا دروازہ شہر کا نہایت بلند فولادی مانند فیل مست
کے جھوم رہا ہے ہزارہا ساحر کا پہرا ہے چاردیواری شہر پناہ کی منقش و رنگین پتھر کی تعمیر ہے
لیکن اسقدر صاف و شفاف ہے کہ آئینۂ مہر کو شرماتی ہے اپنے روبرو اندھا بناتی ہے
عمرو ہمراہ کنیزون کے اندر شہر کے آیا اُسکو نہایت خوبی سے معمور پایا عمارتین پختہ
اور طرح طرح کے پتھرون کی یعنے سنگ یشب و سنگ موسی و سماق وغیرہ کی بنی تھین
حُسن مین پری تھین دکان اہل حرفہ اور پیشہ ورون کی چشم انتظار عاشق کیطرح کھلی ہوئی
ہر قسم کا اسباب نفیس و نادر اُن مین بھرا تھا و کاندار پوشاک عمدہ پہنے دکان پر بیٹھا تھا
شہر کے چوک صفت اگر تحریر ہو طول تقریر ہو مختصر یہ کہ اگر اوس جگہ کی زمین کو چرخ
چارم لکھون تو مسیحا کو آرزومند سکونت بناؤن اور اگر بہشت سے مشابہت دون تو
رضوان پر احسان کرون نظم

لگے تھے ہر اک جا پہ وان سنگ و خشت
ہر اک کوچہ اُسکا تھا رشک بہشت
عمارات گچ کی وہان بیشتر
کہ گذرے صفائی سے جسپر نظر

کرون کیا مین وسعت کا اُسکی بیان — کہ جون اصفہان تھا وہ نصفِ جہان
ہنرمند وان اہل حرفہ تمام — ہر اک نوع خلقت کا تھا اژدحام
یہ دلچسپ بازار تھا چوک کا — کہ ٹھہرے جہان بس وہین دل لگا
جہان تک کہ رستے تھے بازار کے — کہے تو کہ تختے تھے گلزار کے

کنیزین اس شہر مین اُترین سواریان سحر کی اُڑ کر کسی طرف چلی گئین عمرو بھی اُنکے ساتھ اُتر کر چلا اور وہ سب سیر کرتی ہوئین قریب دار العمارۂ شاہی کے پہونچین یہ کاخ عالیشان قصر فریدون پر طعنہ زن تھا شکوہ گیخسرو کے سینے مین رشک سے مقابل اِسکے روزن تھا کہ بمقتضای مثنوی

کہان تک کہون اُسکا جاہ و حشم — محل اور مکان وان کے رشکِ ارم
وہ دولت سرا خانۂ نور تھا — سدا عیش و عشرت سے معمور تھا

عمرو ہمراہ لونڈیون کے اندر قصر کے گیا دیکھا تخت سلطنت کئی سوزینے کا مرصع کار مقام صدر پر بچھا ہے تاج خالی تخت پر رکھا ہے گرد تخت کے کرسیون اور دنگلون پر اہل دربار وزیر امیر شیر متمکن ہین لیکن سب ساحران پُرفن ہین فرش معقول قاقم و سنجاب کا بچھا ہے جابجا شیشہ آلات سجا ہے ایک طرف پردہ اِسی قصر مین پڑا ہے وہان ہزارون ساحر بعہدۂ دربانی کھڑا ہے کنیزین بے تامل پردہ اُٹھا کر چلین عمرو نے دیکھا کہ یہ زنانی ڈیوڑھی ہی صدہا مکان اور کمرے چارسمت بنے ہین اور سامنے ایک پھاٹک جواہر نگار لگا ہی پردہ زنبوری پڑا ہے یہان چوبدار عصا بردار طلائی عصا لیے جواہر کے کڑے اُنکے ہاتھون مین پڑی کھڑے ہین پرستارین یہان بھی پردہ اُٹھا کر آگے بڑھین عمرو نے بھی ساتھ قدم بڑھایا نقشہ ہی کچھ اور نظر آیا یعنے باغ جنت نظیر دیکھا بری از وصف تحریر دیکھا کہ رضوان اِسکی خوبی اور سرسبزی کو پہچانتا ہوگا بلکہ اُسکا دل جانتا ہوگا نظم

گلِ نرگس اگر تھا دیدۂ حور — کہون زنبق کو بینی پُر نور
گلِ سوسن کا حسن کیجیے کیا — مستی مالیدہ تھا دہن گویا
دلِ عاشق تھا پھول لالہ کا — داغ کیونکر نہ اوسمین ہو پیدا
کیا انارون کا ہو بیان جو بن — کہون پستان شاہدان چمن
سرو مین خوش قدون کا تھا انداز — جسکی قمری تھی عاشق جانباز

کنیزین وہان جو بارہ دری اور صحنچیان بنی تھین اُن مین جا کر ٹھہرین اور آمد ملکہ مخمور

کی خبر اس مین ہزارہا عورتین متعین اُسنے کی اور اپنے اپنے کار و بار مین مصروف ہوئین کر
اُو کنیزون اور خادمان محل نے آنے کی اپنی مالکہ کے خبر سُنکر بہت جلد آرایش اور زیبایش مکان
اور فرش و فروش شیشہ آلات پلنگ وغیرہ کی فرمائی مسند بچھائی اور گلدستے چُن دیے اور
عطردان و چنگیر پھولون کی رکھی شراب اور کباب خوان پُر الوان نعمت موجود کیے غرضکہ جملہ سامان
سامان سے درست ہوکر انتظار ملکہ کرنے لگین لیکن حال اُس رنجور و مہجور یعنی مخمور کا سنیے کہ یہ
اندر باغ سیب کے گئی اور شاہ طلسم کو مجرا کرکے دنگل پر بیٹھی خمار نے اُسکی بلائین لین اور
گلے سے لگایا چہرہ اُترا پایا کہا کیون بہن تمھارا جی کیسا ہی مخمور نے کہا اچھی ہون تم جانو راہ
کی تھکی ماندی آئی ہون اور مین سچ کہون مجھے راہ چلنے کی عادت بھی نہین تغیر حواس
اور مزاج کی یہی وجہ ہے مخمور یہ کہی رہی تھی کہ انظار نے آکر افراسیاب کو تسلیم کی
اور کل سرگذشت عمرو کی رہا ہو جانے اور خضار کے مارے جانے اور لقا کے پیام دینے کی
بیان کی افراسیاب نے جواب دیا کہ مجھی سب خبر ہے یہ کہکر بغضب تمام پکارا کہ ای مخمور ادھر آ
مخمور گھبرا کر تھراتی ہوئی سامنے آئی شاہ نے مخاطب کیا کہ کیون او بجیا تو جب خدمت خداوند
مین گئی تو پہلے ہر سمت اپنے یار کو ڈھونڈھتی پھری آخر جب مسلمانون سے لڑائی شروع ہوئی
تو علیحدہ جا کھڑی ہوئی اور سحر کرتی تھی تا کہ مسلمانون پر سحر تاثیر نہ کرے اور انجام کار یہ ہے
کہ چلتے وقت درۂ کوہ مین اپنے یار کو لگا کر لائی اور خوب رنگ رلیان منائین سچ کہ
کہ یہ کیا ماجرا تھا واضح ہو کہ جب مخمور طلسم سے واسطے لقا پاس جانیکے ہمشیرہ افراسیاب
سے اجازت خواہ ہوئی تھی تو اُسکو مظنہ یہ گذرا کہ ایک بار یہ لقا پاس ہو آئی ہی دوبارہ آپ
سے درخواست کرکے یہ کسلیے جاتی ہے پس اِس گمان کے آتے ہی شاہ جادوان نے مخفی
ایک پُتلا سحر کا اِسکے ہمراہ کر دیا تا کہ جو کچھ وہان یہ کرے اُس سے وہ پُتلا مجھے خبردار کرے
جسوقت مخمور شاہزادہ نور الدہر کو پہاڑ کے درے مین لیگئی اور باتین کرنے لگی پُتلے
نے سحر کے افراسیاب کو اِسکے آنے سے پہلے آکر خبر دی اور پُتلا سحر کا ازبسکہ مخمور کے ساتھ
درۂ کوہ مین تھا اِس باعث سے عمرو کی عیاری کی کیفیت اور کنیز کے بیہوش کرنے کا
حال اُسکو نہ کھلا ورنہ آمد عمرو کا بھی حال شاہ جادوان کو معلوم ہو جاتا خلاصہ
کلام جب مخمور پر اُسنے زجر و توبیخ کی وہ رونے لگی اور ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگی کہ کنیز نے
تو سحر مسلمانون کے بچنے کے لیے کرتی تھی اور نہ کسی کی جو یا تھی ہان اتنی خطا مجھ سے

بشیک ہوئی کہ جب مین وہان سے پھری ہون تو ایک جگہ لشکر حمزہ مین بہت سے آدمی کھڑے
تھے مین اُنکو دیکھنے گئی اُن مین سے ایک جوان حسین نے مجھے خوبصورت عورت دیکھ کر دوڑا مین
بھاگی اور درہ کوہ مین جاکر چھپی وہ بھی پیچھے پیچھے وہان آیا اور میرے حال کا مستفسر ہوا
مین نے بغصہ اپنی کیفیت بیان کرکے آمادہ ہوئی کہ سحر سے اُسے گرفتار کرون وہ بھاگ کر
لشکر مین چلا گیا مین طلسم مین چلی آئی اب عنایت بیغایت خسروانہ حضور سے امیدوار ہون
کہ اتنی خطا میری معاف فرمائیے افراسیاب گویا ہوا کہ دیکھ تیرا جھوٹ سچ ابھی ظاہر ہوا جاتا ہے
یہ کہکر اِسکے بازو کی طرف بنگاہ قہر دیکھا مخمور کے بازوون پر اِسکے زمرد کے بندھے
تھے اور اُنپر تصویرین تھین ایسی کہ جیسے نگینے پر نقش وغیرہ کندہ ہوتے ہین بس شاہ کے
گھورنے سے دونون بازو کے اِسکے کھل کر گر پڑے اور افراسیاب پکارا کہ ای تیلیون
بتاؤ کہ یہ کس سے باتین کرتی تھی اور کسکا دم محبت کا بھرتی تھی وہ تیلیان گویا اِسکے حق مین
گویا کاتبین تھین کہ جو کچھ مخمور نے وہان کیا تھا وہ سب بیان کرنے لگین اور کہنے لگین
ای شہنشاہ یہ اوس مردوے کے سامنے اپنا عشق جتانے کو روئی تھین افراسیاب ہنسا اور
پکارا کہ ای قحبہ سُنا تو نے کہ تیلیون نے کیا کہا مخمور نے عرض کیا کہ مین لاکھون ساحر جو جنگ مین
مارے گئے اُنکے لیے روئی تھی یہ کہکر قدم شاہ پر گری کہ خطا میری معاف فرمائیے افراسیاب
نے کہا سو کوڑے مارونگا جب معاف کرونگا یہ کہکر دستک دی کہ زمین سے دو ساحر بد ہیئت
بد منظر تازیانے لیے نکلے اور اِس طرۂ زلف محبوب پر مار پڑنے لگی جسم نازنین سے فوارے
خون کے چھوٹنے لگے پیرہن سب تار تار ہوا جلینا دشوار ہوا آخر غش کھاکر گر پڑی دانت
بیٹھ گئے اُسوقت خمار بڑی بہن اِسکی سامنے شہنشاہ کے آئی اور گویا ہوئی کہ ای شہنشاہ
آپ کے جو مزاج مین آتا ہے وہ کرتے ہین ہماری کسی کی آبرو اور عزت کچھ نہین سمجھتے
افراسیاب نے کہا تیلیان سارا ماجرا بیان کرتی ہین اور تو مجھی کو الزام دیتی ہے
خمار نے کہا خدا جانے تیلیان مالزاریان کیا بکتی ہین آپ میری بچی کی جان لیجیے گا اور
مخمور کے اوپر روتی ہوئی گر ہی شاہ طلسم نے تازیانہ والون کو منع کیا کہ اب زد و کوب
نہ کرو وہ حکم پاتے ہی زمین مین سما گئے افراسیاب نے کہا ای خمار مین نے اِس لیے
سزا دی کہ اورون کو عبرت ہو ورنہ مجھے کیا چاہیے کوئی کسی پر عاشق ہو یا اُسکا دشمن
مگر میرے دشمنون سے لطف و مدارا نہ کرے خمار نے کہا ہم کنیزون کی مجال ہی جو خلاف حکم

شہنشاہ کوئی امر کرین یہ کہکر مخمور کو گود مین اُٹھا کر باہر باغ کے آئی اور بزور سحر تخت تیار کر کے سوار ہو کر چلی لبِ دریا کے اُسی شہر اور عمارت اور باغ مین جہان عمرو کنیز بنا ہوا موجود ہے پہونچی اُسوقت مخمور کو بھی ہوش آیا خمار نے پوچھا کہ بہن تمنے سچ بتاؤ کیا کیا مخمور نے جواب دیا کہ افراسیاب بھڑوے کی شامت آئی ہے جو ہمارا جی چاہا وہ ہمنے کیا کیا مین کسی کی لونڈی باندی ہون وہ اپنا دیا ہوا ملک و مال دھر چھوڑے مین اب شریک جان و دل سے عمرو کی ہون خمار نے ایسے کلمات سُنکر بہت سمجھایا کہ بہن شہنشاہ سے بگاڑ کر ہم کہان رہین گے مثل چلی آتی ہے کہ دریا مین رہنا اور مگر مچھ سے بیر مخمور نے کہا بی اپنے کام لگو یہ چھاناتہ کر رکھو وہ سحر امیر اکیا کرلیگا آجتک بہار کا اُسنے کیا بنا لیا کڑے سے سب دبتے ہین مین شاہزادی ہون کوئی پاجی نہین جو مار کھا کر چپکی ہو رہون ای تو مین اپنی ذات کی اشراف اور اپنے نام کی مخمور جو اِس موے کے اپنے شہزادے کے ہاتھ سے اِس موے کے دھرے نہ اُوڑاون ہان جب تک مین یہان ہون اسوقت تک مجبور اور اُسکے بس مین ہون چاہے اور زدوکوب کرلے خمار نے کہا تم جانو تمھارا کام جانے تمھین بیڈھب سوار ہی یہ کہکر خمار رخصت ہو کر روانہ ہوئی کیونکہ اُسکے رہنے کی جگہ اور ہی یہ دو بہنین دو قلعہ کی حاکم ہین خلاصہ خمار جاکر دربار شاہ طلسم مین پہونچی اور مخمور پر ایک تو مار پڑی ہے اور دوسرے یاد اپنے گلعذار کی ہی دل سے لگی ہے بیتاب اور بیقرار مثل عندلیب زار پر بال شوق کھولے نالہ و شیون کرتی چمنستان مین آئی اور چبوترہ بلورین پر جو وسط باغ مین بنا تھا فرش پر تکلف بچھا تھا وہان آکر بیٹھی کہ خاطر مضطر تسلی یاب ہو لیکن سیر گلزار نے اور زیادہ ہوائے عشق بڑھائی گلبدن بیکلی سے گھبرائی جب یاد قامت یار آئی صورت سرو دار دکھائی دی چشم نرگس کو دیدۂ حیران سمجھی زلف سنبل کو گیسوی پریشان سمجھی نخل ہر ایک نخل ماتم نظر آیا گل کو اپنے لخت جگر سے مشابہ پایا باد صبا کو صرصر حادثہ روزگار پایا لالے نے داغ دل دکھایا سبزہ زنگ آئینہ بنا تھا جان بلبل پر صیاد کا قہر تھا گھٹا غم و اندوہ کی ہر طرف چھائی تھی گلشن دہر کو تاریک جان کر وحشت تنہائی تھی گھبرا کر کہتی تھی کہ مسدس

صرصرِ حادثہ اِس باغ مین کیا چلتی ہے
آتشِ گل سے گلستان کی ہوا جلتی ہے

شاخ میوون کے عوض آبلون سے پھلتی ہے
برق آفت سرِ اشجار سے کب ٹلتی ہے

داغ سینے کے ہین جو پھولون کے پشتارے ہین

زخمون کی نہرین ہین اور خون کے فوارے ہین

گرہ خار گلچین ہی ہر اک غنچۂ گل
رگ گل نیش ہے بہر رگ جان بلبل

باغبانون کے لیے دام بلا ہی سنبل
راست بازون سے اُٹھی رسم محبت بالکل

ردِ آسیب خزان مین عجب ایجاد کیا
سرو نے فاختہ کو صدقے مین آزاد کیا

اے مغموم یہ گل خندان نہین ہین زخم خندان ارغوان خون غلطان ہی سرو سہرو سپر افغان ہی ہر شاخ خنجر عریان ہی موج سبزہ شمشیر بران ہی جامۂ گل خون مین تر بتر ہی طفل غنچہ بے شیر مادر ہی نارنج مجنبس رنج سراسر ہے شمشاد پر قمری رنجور ہے یا دار پر منصور ہی سوسن سیاہ پوش ہے نرگس مخمور بادۂ الم سے بیہوش ہی قصہ مختصر وہ شیرین عذار با دل خار خار و سینہ فگار یاد محبوب گل اندام مین اسی طرح بیقرار تھی آخر نظم

دل کے واشد سے بے توقع ہو
دیکھ گلشن کو ناامیدانہ

ہر شجر کے تلے بہت سا رو
رخ کیا اُسنے جانب خانہ

یعنی وہان سے اُٹھ کر بارہ دری مین آکر پلنگ پر گری حرارت عشق کی تپ چڑھی دین و دنیا کی خبر نہ رہی سارا دن مثل مردے کے پڑی رہی آخر اسکے دود آہ سے عالم مین تاریکی چھائی اور شب ہجر کالی بلا سی چشم عاشقان مین نظر آئی کہ ابیات

شب فرقت اسی کو کہتے ہین
جان لینا ہے کام اسی شب کا
جان بچتی نہین یہ وہی شب
ہے بلائے فراق یار یہی
یہی ظالم سحر نہین ہوتی

لوگ آفت اسی کو کہتے ہین
شام غربت ہی نام اسی شب کا
شب بیمار ہے اسی کا لقب
ہے شب اول مزار یہی
اسی شب کی سحر نہین ہوتی

چند کنیزون نے سارے مکان مین روشنی کی اور رقاصون کو بلوایا تاکہ ملکہ کا دل بہلے رنج و غم بھولے اور چند پرستارین آکر پانون ہاتھ دبانے لگین اور منت ملکہ کو جگانے لگین کہ واری آج کیا صدمہ و ملال ہے دشمنون کا کیا حال ہی ہم حضور کی بلا لیکر مرجائین ناشاد اور نامراد دنیا سے گذر جائین کچھ ہمسے تو ارشاد فرمائی دل پر جو گذرتی ہو بتائیے کہ اسکی تدبیر کرین اگر کسی پر دل آیا ہو تو اسکو تسخیر کرین ان باتون کی صداجب کان مین اُسکے پہنچی

گمان خوبی کے پہونچی چشم حیران وا کی خواب وصل یار دیکھ رہی تھی آنکھ کھلتے ہی نہ وہ یار تھا نہ وہ بوس وکنار تھا بلکہ زمانہ شب تار تھا گھبرا کر پکار رہی کہ

نظم

سب عمر خاک کر تری حسرت مین کھوئی ہی
او موت کیا تو مر گئی کس نیند سوئی ہی

مجھ سخت جان کو موت نہ آئیگی حشر تک
آب حیات سے مری مٹی بھگوئی ہی

رو رو کے بھی کٹی نہ شب تار ہجر یار
بھاری ہوئی ہے جون جون یہ کملی بھگوئی ہی

اس بیقراری کو دیکھ کر کنیزین قدم پر گرین اور منت کش حال ہوئین اس مست بادہ محبت نے کف افسوس مل کر کہا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی کہ عمرو عیار سے جا بجا مین ملاقی ہوئی مگر اپنے راز سے اُسکو آگاہ نہ کیا اور مفت اُسے اپنے ہاتھ سے کھویا اگر پہلے ہی اُسکے ساتھ چلی جاتی تو یہ ذلت نہ اُٹھاتی اب کیا ہوتا ہے گیا وقت کہان ہاتھ آتا ہے اسوقت عمرو کوہ عقیق مین ہے اُسے کہان پاؤن جو اپنا داغ دل دکھاؤن اس گفتگو کو سُنکر عمرو جو کنیز کی شکل بنا ہوا تھا ملکہ کے قریب گیا اور مسکرانے لگا پکارا کہ اے ملکہ اس کنیز نے سر دینے مین قصور نہین کیا اور اب بھی یہ سر حاضر ہے جوتیان لگائیے مخمور نے کہا ارے خیلا تو کیا بیہودہ بکتی ہے باتین کہ جسکا سر نہ پاؤن کہہ رہی ہے مین عمرو کا ذکر کرتی ہون تو کہتی ہے سر حاضر ہے بھلا اس بات کا جوڑ ملتا ہی عمرو نے جواب دیا کہ پھر عمرو کہان گیا جہان پہلے تھا وہین اب بھی ہے اگر گیا تھا تو چلا بھی آیا مخمور نے کہا تو دیوانی ہے مرنجا تو لقا کے دربار مین کہ تو بھی میرے ساتھ تھی عمرو کو حکم گردن زنی ملا اور حمزہ آکر چھڑا لے گیا تو باتین بناتی ہے مجھے چیندرانی ہے عمرو نے کہا قربان جاؤن یہ سب سچ ہے لیکن جو کچھ زر نقد خرچ کیجیے تو مین عمرو کو بلا لاؤن مخمور نے جواب دیا کہ کیون واہیات باتین کرتی ہے اگر عمرو کو بلا لا تو مین پانچہزار روپیہ دیتی ہون عمرو بولا کہ اگر قسم اپنے دین و آئین کی کھائیے تو ابھی بلا لاؤن مخمور نے کہا قسم ہے مجھے اپنے دین و ایمان کی کہ پانچہزار روپے تجھے دونگی اور خواجہ کی خدمت میں دل و جان سے کرونگی مال و منال و متاع کثیر دونگی یہ قسم لے کر عمرو نے کہا بی بی مین ہی عمرو ہون مخمور بولی تو مجھ سے دل لگی کرتی ہے کچھ سودا ہوا ہی اُسوقت عمرو نے ایک گوشے مین جاکر اپنی صورت اصلی بنائی اور ملکہ کو آکر مجرا کیا پکارا کہ بی بی تمنے عمرو کو بلا لاؤ جو مین نے کہا تھا وہ لو اُو مخمور دیکھ کر حیران ہو گئی اور کہنے لگی خواجہ تم کیونکر آئے عمرو نے سب حال اپنے آنے کا بیان کیا اب کیفیت سُنیئے کہ جس لونڈی کو عمرو بیہوش کر آیا تھا

جب اُسے ہوش آیا تو اُٹھ کر اپنی بی بی کو ڈھونڈھتی پھری آخر جب پتا نہ ملا سوچی کہ تو گھر چلی
بی بی آرہین گی پس بزور سحر اُڑ کر چلی اُسوقت آکر پہونچی مخمور نے لونڈی کو دیکھا کہ لنگوٹی
باندھے پتون سے سارا جسم چھپائے آتی ہے یقین واثق ہوا کہ عمرو یہی شخص ہے جو میرے پاس
ہے کیونکہ لونڈی کے کپڑے بیہوش کر کے لیے تھے جب تو یہ برہنہ آئی ہے خلاصہ کلام عمرو کو
پہچان کر بعزت تمام بٹھایا پانچہزار روپیہ کیسا کئی لاکھ کا جواہر پیش کش کیا لیکن اب حال افراسیاب کا
ذکر کیا جاتا ہے کہ جب اُسنے مخمور کو سزا دی اور خمار اُسکو گھر پہونچا گئی از بسکہ مثل بہار کہ
شہنشاہ اسپر بھی فریفتہ اور نثار ہے پہلے تو غصے مین اُسے آزار پہونچایا پھر بہت پچتایا اور یہ
خیال آیا کہ مبادا یہ بھی بہار کی طرح ہاتھ سے جاتی رہے اور مہرخ کے پاس چلی جائے
تو اچھا نہو گا یہ سوچکر ایک ساحر کو حکم دیا کہ جاؤ ہماری طرف سے ملکہ کو سلام شوق کہنا اور پیام
دینا کہ شب کے دربار مین کیا ہمین سرفراز نہ فرماؤ گی ساحر حسب الحکم آکر شہر مخمور مین پہونچا
اور دار العمارہ مین پہونچکر اپنے آنے کی اطلاع کرائی جب محل مین خبر پہونچی عمرو
گلیم اوڑھ کر چھپ رہا اور مخمور نے ساحر کو سامنے بلایا اُسنے آکر پیام شاہ سب سُنایا اور
بہت کچھ سمجھایا مخمور کو کہ شاہ سے رنجیدہ ہے مگر نہایت درجہ عقیلہ و فہیمہ ہے سوچی اگر حسب الطلب
نہ جاؤنگی شاہ کو میری تلاش ہوگی اور کتاب سامری دیکھ کر میرا حال دریافت کرے گا کہ
سب راز عمرو کے ملنے کا کھل جائیگا پھر نکلنا یہان سے دشوار ہے اور چلے جانے مین
شاہ غافل رہے گا اور مجھے بھی حال دربار مین جو کچھ گذرے گا وہ معلوم ہوتا رہیگا یہ سوچکر
ہمراہ ساحر فی الفور تخت سحر پر بیٹھ کر روانہ ہوئی عمرو بھی کنیز بنکر ایک گوشے مین باغ کے جا کر
ٹھہرا کہ ملکہ آلے تو پھر کچھ معاملہ بنے ادھر مخمور دربار مین پہونچی شاہ طلسم اسکے چلے آنے
سے بہت خوش ہوا اور کہا اے ملکہ اب خفگی جانے دو تم مجھے جان و دل سے زیادہ عزیز ہو
مخمور نے کہا مین تابعدار ہون آپ مالک ہین یہ ذلت جو مجھے ہوئی عین میری عزت ہے
شاہ جادوان نے اُسکو خلعت اور کئی ملکون کی حکومت کا دیا یہ خلعت پہنکر اپنی جگہ پر
جا کر بیٹھی اُسوقت خمار سے شاہ مخاطب ہو کر گویا ہوا کہ میرا ارادہ ہے کہ جملہ باغی جو کنارے
دریائے سحر کے قید ہین اُنکو بلا کر سمجھاؤن پھر خیال کرتا ہون کہ ان نمک حرامون نے
گھر غارت کیا ہے مار ڈالنا بہتر ہے خمار نے جواب دیا کہ میرے نزدیک قتل ہی کرنا اُنکا
مناسب ہے آیندہ جو حضور کی رائے یہ سنکر افراسیاب پکارا کہ اے جلاد جادو حاضر ہو

اسی وقت زمین سے ایک ساحر مریخ ہیئت سرکٹا ہوا ہاتھ مین لیے تیغہ چوڑا باندھے پیدا
ہوا شاہ کو مجرا کیا اسنے کہا تم جاؤ اور غدار کے شریک ہوکر سر قیدیون کے جبدا کرو کسی کا
پاس نکرنا مہرخ اور بہار وغیرہ سب کو ہلاک کرنا جلاد آداب بجالا کر رخصت ہوا اسکو
بھیجکر رات بھی زیادہ گئی تھی دربار برخاست ہوا اور سب ساحر اپنے اپنے گھر سدھارے
مخمور بھی چلی مگر دل سے کہتی ہوئی کہ افسوس عمرو میرے یہان تنہا رہگیا یہی سوچتی اور دست
تاسف ملتی اپنے گھر مین آئی عمرو گوشۂ باغ سے نکلکر اسکے پاس آیا مگر اسکو پریشان اور
بدحواس پایا استفسار کیا کہ اے ملکہ مزاج ہمایون کیسا ہے اسوقت مجکو آئینہ مصفاے خاطر نازک
غبار تردد سے مکدر معلوم دیتا ہے مخمور نے ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور کہا

قطعہ

آہ ازین روزگار برگشتہ	کہ زمین لحظہ لحظہ برگردد
گر فلک را بکام خود خواہم	او بکام کسے دگر گردد
ور ز جام نشاط بادہ خورم	بادہ خونابۂ جگر گردد
ور قدم بر بساط سبزہ نہم	سبزہ در حال نیشتر گردد
لیک با این خوشم کہ طالع من	نتواند ازین بتر گردد

مجھ شوریدہ بخت کو کچھ بن نہین پڑتا لوگ طعنے دینگے بدنام کرینگے کہ مخمور کے یہان
عمرو بیٹھا رہا اور سارا لشکر مہرخ کا قتل ہوگیا عمرو نے گھبرا کر پوچھا کہ کیون خیر باشد مہرخ پر کیا
گذری کوئی خبر متوحش اگر سنی ہو تو جلد بیان کرو مخمور نے سارا ماجرا دربار کا اور بھیجنا جلاد
جادو کا بہر قتل مہرخ وغیرہ ذکر کیا عمرو دل اس کیفیت کو سنکر بھر آیا رونے لگا کہ افسوس
مین طلسم مین رہا اور رفیق میرے اسطرح ہلاک ہوے مخمور نے کہا خواجہ اگر مین حضور کی مدد
کرون جب بھی کچھ نہو سکیگا کیونکہ جو کچھ ہونا تھا وہ ہوگیا دم سحر وہان بازار ملک الموت گرم
گرم ہوگا سب کا فیصلہ ہو جائیگا مین یہ سوچتی ہون کہ اگر آپ کے ہمراہ چلکر جلاد سے سامنا کرون
اور بالفرض اسکو قتل کرون تو بھی کوئی بچاو کی صورت نہین اب چاہ زمرد پر میلہ ہوگا
صنعت سحر ساز اور گلچین جادو اور باغبان قدرت اور جنین جادو وغیرہ حیرت لیکر
محفل آرا ہوگی اسوقت دوست اور دشمن ساکنان طلسم جو کوئی ہوگا وہ میلے مین حاضر ہوگا
پھر کسی کی کیا جان و مجال ہے جو شہنشاہ کا مقابلہ کرسکے عمرو نے کہا دور کے ڈھول سہاونے
اسوقت اے ملکہ اگر مجکو دریاے سحر کے پار پہونچادو تو پھر تماشا دیکھو کہ لمحہ مین نہ جلاد رہے

نہ غدار رہے کسی کو بھی زندہ نہ رکھون اور مہرخ کو چھڑالون تم چاہ زمرد کے میلے تک بیٹھی رہو جب
تمھارا جی چاہے اُسوقت شریک ہونا مہرخ کو چھڑانا لازم ہے مخمور نے کہا ایک شرط سے
مین تمکو پار دریا کے بھیجتی ہون کہ مجھے وہان جاکر بھول نہ جانا اور میری سفارش خدمت
صاحبقران مین کرنا تاکہ عقد میرا اُنکے نبیرے کے ساتھ ہو جائے عمرو نے جواب دیا کہ
کتنی بڑی بات ہے جہان ملکہ تصویر جادو کا نکاح بدیع الزمان سے اور اسد کا مہ جبین
سے ہوگا وہان تمھارا عقد بھی نور الدہر سے ہوگا قصہ کوتاہ مخمور نے بعد عہد و پیمان لینے کے
ایک چٹکی الماس کی اپنے پاس سے نکالی اور کہا تم دریا کے کنارے جاکر سات بار اِس چٹکی کو
پھرانا اُسمین سے ایک ڈورا نکلے گا اور ادھر دریا سے اژدہا پیدا ہوگا وہ ڈورا اژدر کے
لپٹ جائیگا تم آہستہ آہستہ کھینچنا جب وہ اژدہا کھنچکر قریب آئے تم اُسپر سوار ہونا وہ تم کو
لیکر دریا مین پھاند جائیگا آنکھین بند ہو جائینگی بعد لحظہ بھر کے تم اپنے تئین اُس پار پاؤ گے
لیکن یہ خیال رکھنا کہ چٹکی جانے نہ پائے ہزارون ساحر اِسکی تلاش مین ہین اگر یہ جاتی رہیگی
تو افراسیاب مجھے مار ڈالیگا عمرو نے کہا جسوقت تم منگا بھیجو گی یہ چٹکی تمکو بھیجدونگا اور
اے ملکہ تم میری محسنہ ہو مین تمسے کبھی بُرائی نہ کرونگا مخمور نے جواب دیا کہ خواجہ رات تھوڑی
ہے اور تمھین دریا تک جانا ہے اور راہ بھی خطرناک ساحران غدار کا جا بجا مسکن ہے تم کیونکر
صبح تک پار اوترو گے اور اپنے رفیقون کو بچاؤ گے دوسرے یہ کہ جس طرف سے سب ساحر
پار جاتے ہین وہ گھاٹ اور ہے تمنے اُس جگہ کو دیکھا بھی نہوگا اس راہ مین ہزارون ساحر
بطور پاسبانون کے مقرر ہین راہ سخت و دشوار گذار ہے اور کسی طرف سے اگر اُترنیکا قصد
کروگے تو دریا مین طلاطم ہوگا اور شاہ طلسم کو خبر ہو جاویگی ساحران دریا کہین گے کہ یہ شخص
کوئی نیا جانے والا ہے جو خلاف راہ سے اُترتا ہے اور گھاٹ سے اُترنے مین کوئی خبر نہوگا
عمرو نے یہ تقریر سُنکر کہا کہ پھر کیا کرون نظر بخدا کرکے جاتا ہون وہی منزل رسان گم کردگان اور
ہادی سبیل گم گشتگان ہے مخمور بولی کہ اب اگر شراکت کی تو پوری کرنا چاہیے لو تم ٹھہرو
مین گھاٹ تک پہونچائے دیتی ہون یہ کہکر جھولے سے سحر کے ایک پشت خار نکالا اور کچھ
سحر پڑھا کہ وہ پشت خار کے ہاتھ از خود دکھانے لگا اور یکایک پنجہ بنکر عمرو کی کمر مین لپٹا
ملکہ نے کہا لو خواجہ خدا حافظ مجھے اپنی کنیز ہر وقت سمجھنا خدا تمکو فتحیاب کرے اور مقصد
دلی کو پہونچائے عمرو نے بھی تسکین کے کلمہ بہت کچھ کہے آخر وہ پنجہ اُسکو لیکر روانہ ہوا اور بعد

لمحہ بھر کے قریب ساحل دریاے سحر پہونچا عمرو کو چھوڑ دیا عمرو نے کنارے بیٹھکر جکی بھرائی کنارے دریا کے اژدر نکل کر ٹھہرا تھا کہ جکی مین ڈور انکل گر اژدہے کے لپٹ گیا عمرو نے ڈورے کو آہستہ آہستہ کھینچا کہ وہ اژدر قریب آیا عمرو اسکی صورت دیکھکر نہایت خائف تھا کہ منھ سے اُسکے شعلے آگ کے نکلتے تھے اور قلاب کھینچنے کی صدا زہرۂ آب کرتی تھی لیکن جان پر کھیل کر سوار ہوا اژدر فی الفور دریا مین کود پڑا عمرو کی آنکھین بند ہو گئین مگر جشیمون کے لڑنے سے جو او پر پل کے درجے مین لڑ رہے ہین اور اکثر ذکر انکا اوپر لکھا گیا ہے کھچا کے کی صدا اور سر کٹنے کی آواز سنتا تھا اور جدہر ہاتھ پھیلاتا تھا گیلی مٹی ہاتھ مین آجاتی تھی عمرو دل سے کہتا تھا کہ پل پر پریزادان زنگی لڑتے ہین اونکی صدا آتی ہے مگر پریان موتی اوچھالتی ہین کوئی موتی ہاتھ نہین آتا اور اِسی لالچ سے دمبدم دست طمع دراز کرتا تھا کہ کوئی موتی مل جائے کبھی کہتا تھا کہ نام بڑا درشن تھوڑے دریاے سحر دریاے سحر سنتے تھے مگر مال خزانہ موتی مونگا کچھ بھی نہین غرضکہ بعد کچھ دیر کے عمرو کو اژدر نے دوسرے کنارے پر اُتارا ڈورا جکی کا چھوٹ گیا اژدر غائب ہو گیا عمرو نے سجدہ شکر بدرگاہ قاضی الحاجات کیا اور آگے بڑھا دیکھا لشکر قہر نگاہ دور تک اُترا ہوا ہے اور ایک سمت بارگاہ مین غدار بنتی پہرا دے رہی ہے اسی اثنا مین دیکھا کہ جلاد جادو فوج لیے دریا سے اُترا اُسکے آمد کی خبر سنکر قہر نگاہ اور غدار نے استقبال کیا بڑے تزک اور احتشام سے لیکر داخل بارگاہ ہوے لشکر اُسکا اُترا جلاد نے بقیہ رات مین یہ انتظام کیا کہ سولیان اِستادہ کرائین چبوترے نکبت کے یعنے ریگ کے بنوائے اور پر بورئے قہر کے بچھوائے مہرخ اور بہار وغیرہ سب سردارون کو لاکر وار کی زنجیرون مین الٹا کر کے ٹانگ دیا جلادون کو اُنکے سر پر تعین کیا اور کہا ہنگام صبح شمع حیات تمھاری نسیم جنبش شمشیر ستم سے گل ہوگی ہر ایک کی صبح ہو جائیگی یہ کہکر آپ بارگاہ مین آکر میخواری کرنے لگا ادھر سب قیدیون کو اپنی زندگی سے یاس ہوئی اور برق فرنگی نے کہا افسوس دم آخر ہمنے اپنے اُستاد عمرو کی بھی صورت نہ دیکھی اِسکے یہ بیان کرنے سے سب رونے لگے اور نوحہ و شیون کی صدا بلند ہوئی ساحر جو وہان موجود تھے اُنکے حال زار پر ہنستے تھے اُس صحرا مین ہر نخل صرصر رنج سے سر دُھنتا نظر آتا تھا اور ہر برگ کف افسوس ملتا تھا رات سائین سائین کرتی تھی باد ٹھنڈی سانس بھرتی تھی آمین کرتی تھی موجین دریا کی سر ٹکرا رہی تھین گھانس نہ تھی جسم زمین کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے شور اقتلوا ہر سمت بلند

تھا سو اے خدا کے کوئی پناہ دینے والا نظر نہ آتا تھا اسی رنج و ماتم مین گریبان سحر آخر چاک ہوا اور عروس نہار نے سفیدۂ سحر سے رنڈسالہ بہنا اور محنت زدہ کو مُنھ دکھایا کہ نظم

تھی سپیدی سحر کی شکل کفن
وہ گل آفتاب با صد درد

آہین بھرتی تھی وان نسیم چمن
مثل برگ خزان ہوا تھا زرد

وہ صبح صادق نور کا تڑکا دیکھ کر برق فرنگی اور سروران مطیع الاسلام نے حمد الٰہی اپنی زبان پر جاری کی سبزہ خوابیدہ تھی بیدار ہوا اور ہر برگ و گیاہ پتا پتا یاد صانع گلشن طلسم عالم کرنے لگا اسوقت برق نے کہا اپنی رہائی کے لیے رجوع قلب سے ہم سب ملکر دعا کرین کچھ بعید نہین جو نسیم قبول گل مراد شگفتہ کرے اور دل حزین کو ٹھنڈھک بخشے سب نے اِسکے کہنے سے ہاتھون کو بلند کیا اور پکارے کہ اے بار الٰہ اے دستگیر پا افتادگان اے بے نیاز قادر و توانا یا مالک الملک یا ذوالجلال والاکرام کہ نظم

خداوندا شبم را روز گردان
شبے دارم سیہ چون بخت امید

چو روز اندر جہان افیروز گردان
درین شب رو سپیدم کن چو خورشید

ہر ایک بلبلا کر استغاثہ کر رہا تھا کہ صبائے مراد گل کھلانے لگی عمرو نے وہان صورت خمار جادو کی طرح بنائی اور ایک تھالی برنجی مین تشتریان میوے سے لبریز کر کے رکھین اور لشکر ساحران مین آیا خبر اِسکے آنے کی غدار اور جلاد کو ہوئی ازبسکہ وہ سحر جو پتلے کی معرفت غدار نے یاد کیا ہے کہ جو عیار آئے مجھے معلوم ہو جائے اُس سحر کو رات بھر ٹڑھکر اُسنے پہرا دیا ہے جب صبح ہوئی خیال آیا کہ اب ہوشیار ہین میری نگہبانی کی کچھ احتیاج نہین ہے بس سحر موقوف کیا تھا کہ خبر آمد خمار سُنی سب نے آکر استقبال کیا بارگاہ مین لائے خمار نے کہا کہ شہنشاہ جادوان نے فرمایا ہی یہ میوہ لیکر سب قیدیون کو کھلاؤ کہ اتنے دنون سے وہ سب بھوکے پیاسے ہین کسی کو تشنہ و گرسنہ قتل نکرنا چاہیے اور یہ تشتریان تین تمھین عنایت فرمائی ہین اور قسم دی ہے کہ ابھی کھانا جلاد وغیرہ نے وہ سب میوہ تقسیم کر کے لیا ایک ایک مٹھی جا کر سب قیدیون کو دیا کہ بہ تصدق شاہ طلسم کھالو آخر تو دم بھر مین ہلاک ہوگے وہ سب سردار مصروف دعا تھے مشغول گریہ و بکا تھے میوے کو لیکر انھون نے پھینک دیا اور اسی طرح دعا کیئے گئے مگر یہان خمار نقلی نے اصرار کر کے میوہ قہر نگاہ اور جلاد اور غدار مع اُنکے رفیقون کے کھلایا بعد لمحہ کے سب کا مُنھ خشک ہوا قہر نگاہ نے کہا یہ

کیسا میوہ ہی جسنے نشہ پیدا کیا خمار نقلی نے جواب دیا کہ افراسیاب کے باغ کا یہ میوہ ہی
وہان کے درخت پانی کے عوض شراب سے سینچے جاتے ہین اسی گفتگو مین زبان اینٹھ گئی اور
ہر ایک سمجھا کہ یہ خمار نہین کوئی عیار ہے جسنے بیہوشی ہمین کھلادی یہ سمجھ کر عمرو کی جانب
نظر پھر دیکھا عمرو نے بھی آنکھین لال پیلی کین اور گھورنے لگا پھر پکارا کہ اے خیرہ سران منسم
سر برندہ ساحران عمرو بن امیہ ساحر یہ نعرہ سنکر اسکی طرف لپکے مگر بیہوش ہوکر گرے عمرو
نے خنجر کھینچکر مارا لیکن اوچٹ گیا خطا بھی نہ پڑا سمجھا کہ انھون نے بزور سحر اپنا جسم اشٹ دھات کا
بنا یا ہی یہ معلوم کرکے زنبیل سے تھوڑی آگ نکالی اور کڑاہی نکال کر سیسہ گرم کرکے تینون کا
منہ چیرکر پلادیا سیسہ پیٹ مین پہونچکر تا گلو ایک سلاخ بنگیا دل و جگر انکا جل گیا تڑپ تڑپکر
کے ہلاک ہوگئے پھر تو آندھی سیاہ آئی اور صداے ہولناک پیدا ہوئی آگ پتھر برسے
پیر پکارے کہ مارا غدار جادو اور قہر نگاہ اور جلاد جادو کو عمرو نے جال
مار کر اسباب بارگاہ کا غارت کیا وہان سے بعجلت تمام بھاگا ساحر جو قیدیون پر تعین
تھے غل سنکر دوڑے مگر ان تینون کے مرنے سے مہرخ اور بہار قید سحر سے چھوٹین اور
سحر پڑھکر ہتھکڑیان بیڑیان توڑین اسباب لیکر اپنے تئین لشکر حریف پر پہونچایا دم بدم
لاش پر لاش مردے پر مردا گرایا برق مختصر بصورت برق فلک کی طرف گئی اور پسر اسکا
رعد جادو زمین مین غائب ہوا لشکر حریف مین نکلکر گرجنے لگا بجلی گرنے خرمن ہستی کو جلانا
آغاز کیا کہین مہرخ نے گولے فولادی مارے ابر گھر آیا باران کے بدلے سانپ برسنے لگے
موذیون کو مار لیا کسی طرف بہار نے عالم بہار پیدا کرکے نخل زندگی دشمنان کو بے برگ و
بار کیا شمشیر سے جادو کے زور سے از خود چلنے لگی لوہا برسنے لگا غل و شور کا ہنگامہ قیامت اٹھا

وہ شور کہ الحفیظ کی جا　　غل بیہ ہر ایک کر رہا تھا
تھا سحر کی جنگ کا عجب رنگ　　دشمن ہوے اپنی جان سے تنگ
ظاہر تھا کہین طلسم کا ساز　　آتی تھی کہین مہیب آواز
تھا ایسا غبار سحر چھایا　　اندھا آئینہ جان بنایا
ہر سو تھے یون ہر اک نے بھیجے　　دشمن کو پڑے تھے جی کے لالے
تلوارین چمک رہی تھین ہر سو　　لہرین لیتی تھی موت کی جو
تلوار جو گذری دوش و بر سے　　بوندون کی طرح سے سر تھے برسے

بھڑ کر ایسی چلی تھی تلوار — تھے ملک عدم کو راہی سردار
لشکر نہ عدو کا تاب لایا — لڑنے سے ہر اک نے جی چھپایا
بھاگے ہر ایک جی چھپا کر — مہرخ سب کو پھری بھگا کر
برباد ہوا جلال دشمن — غارت کیا سارا مال دشمن
اُسوقت عمرو نے کی ملاقات — خوشنود ہوے وہ سب نکوذات
القصہ سبھون کو وان سے لیکر — لشکر کی طرف پھرے دلاور

عمرو نے بعد فتح لوٹ مار کر سب سرداروں سے کہا کہ اس لڑائی کی خبر شاہ طلسم کو ہوگی کوئی دم مین آفت آئیگی یہان ٹھہرنا مناسب نہین تم سب فرداً فرداً بھاگ کر لشکر کی طرف جاؤ مین بھی آتا ہون بنا بر حکم عمرو کے سردار پر پرواز پیدا کر کے اڑے بعضے زمین مین غرق ہو کر چلے عیار بھی کوئی کسی طرف اور کوئی کسی قسمت بھاگے عمرو بھی ایک طرف بھاگ کر روانہ ہوا لیکن افراسیاب کا حال سنیے کہ یہ دم سحر آئینۂ سحر مین آکر جلوہ گر ہوا اہل دربار حاضر ہوے پایہ بپایہ تمام سردار بیٹھے اسنے گویا ہوا کہ اب کوئی لمحے مین سر باغیون کے آیا چاہتے ہین ہنوز یہ کلمہ در دہان تھا کہ دو طائر ایک آن مین سبز اور ایک سرخ رنگ تھا سامنے آئے اور بزبان فصیح گویا ہوے کہ ای شہنشاہ عمرو دریاے سحر کے پار اُتر گیا اور اُسنے غدار وغیرہ کو ہلاک کیا قیدی سب رہا ہو گئے لڑائی ایسی ہوئی کہ بہت ساحر ملازمون سے حضور کے کام آئے یہ خبر عرض کر کے طائر نظر سے غائب ہو گئے اور افراسیاب براہ تاسف دست افسوس ملنے لگا زانو پر ہاتھ کئی بار مارا اور پکارا کہ اس عیار نے ذلت پر ذلت دی ہے اور مین یہ حیران ہون کہ یہ عیار خداوند کے یہان گیا تھا حمزہ آکر چھڑا لیگیا تھا یہ طلسم مین کیونکر آیا اور پھر طلسم باطن مین کیونکر پہونچا اگر یہ کہا جائے کہ انظار جادو کے ساحرون مین ملکر یہان چلا آیا تو پھر اب دریاے سحر کے پار اُسنے کسنے پہونچایا اس مین کسی ساحر واقف کار جلیل رتبہ تیرے یہان کے سردارون مین سے اسکا شریک ہوا ہے بغیر اس امر کے جانا اسکا ممکن نہ تھا خیر اب دریافت کر کے اس طرح سزا دون گا کہ ماہیان دریا اور مرغان صحرا اُسکے حال پر گریہ کرینگے یہ کہکر برہم جاکر آئینہ سے غائب ہو گیا اہالیان دربار ساحران نامدار کانپنے لگے کہ اب دیکھیے اس جرم سے عوض کس پر آفت آتی ہے اُسوقت کے دربار مین مخمور بھی حاضر تھی شاہ طلسم کی گفتگو

سنکر تھرانے لگی مگر پھر دل کو قوی کرکے سوچی کہ جسوقت تجھ سے کچھ پوچھے تو بھی برابر سے سوال و جواب کرنا کچھ اسکی زر خرید تو ہی نہین یہی نہ وہ بادشاہ ہی تو رعیت ہی پھر خدا کی جو مرضی اور مقدر کا جو لکھا آخر یہ سوچکر بعد غائب ہونے شاہ طلسم کے آئینہ سے یہ بھی اپنے گھر مین آئی اور سحر کا اسباب نکالا سب کو دیکھا بھالا کہ شاہ طلسم سے لڑون گی ہ

داستان افراسیاب کا واسطے گرفتار کرنے عمرو کے طلسم بنانا اور عمرو کا قید ہونا اُس طلسم مین اور مکّاری کرکے چھوٹنا اور مخمور کا حال کھلنا اور شریک عمرو ہوکر لشکر مہرخ مین چلے آنا اور عیّاری عیارون کی پیدا کرنا ساحرون سے واسطے مخمور کے لمؤلفه

نازون کے اُٹھانے والے ساقی — رندون کے چھکانے والے ساقی
اللہ رکھے تجھے سلامت — رندون کے ہین دل کو تجھسے راحت
آباد تجھی سے انجمن ہے — آرائشِ محفلِ سخن ہے
پھر زندہ ہوے ہین تیرے بیتاب — اک اور دے جام بادۂ ناب
وہ جام کہ جسپہ جان ہی قربان — وہ جام کہ جس سے نکلین ارمان
وہ جام جو رشکِ جام جم ہو — وہ مے کہ نہ جس کا نشہ کم ہو
وہ نشہ کہ جو دکھاے نیرنگ — تقریر مین ہو طلسم کا ڈھنگ
دل مین ہی بھری امنگ ساقی — سوجھی ہے نئی ترنگ ساقی
کرنا ہے مجھے طلسم کی سیر — دیدے مجھے جام خنم کی ہو خیر
سب چھوڑ کے اپنا تنت مندرا — ساقی مین گدا ہون تیرے در کا
وہ آج پلا دے جام ساقی — جس مین کہ ہو تیرا نام ساقی
اقلیم سخن کو مین کرون سر — مداح رہین مرے سخنور
تحریر مین میری ہو وہ افسون — ہر لفظ پہ سامری ہو مفتون
زینت وہِ باغ کامرانی — اے جاہ بنے مری کہانی

وہ پھول جھڑین مری زبان سے | ہر صفحہ نہ کم ہو بوستان سے
مشتاق ہین اہل بزم اے جاہ | سب دیکھ رہے ہین دیر سے راہ
آغاز بیان کرو بیان سے | رونق دو سخن کو داستان سے
از نخل قلم گل معانی | شگفتہ شود بہ خوش بیانی

گلگونہ کشان عارض شاہد بیان و آرایش دہندگان عروس داستان پیرایہ رنگین و حال گرانمایہ
تقریر باتمکین سے بالاے والاے محبوب لسنویدہ کو اسطرح مزین و مجلے فرماتے ہین اشتیاق
مشتاقان دلدار فسانہ بڑھاتے ہین کہ جب افراسیاب بادل بیتاب آئینۂ سحر سے حیران
ہوکر غائب ہوا اور دریاے سحر کے پار اُترا اور لشکر مہرخ سے تا ساحل دریاے سحر افسون پڑھکر
ایک طلسم باندھا کہ اُسمین وہ کیفیت پیدا ہوئی جیسے طلسم ہوش رُبا مین طلسم ظاہر اور باطن
بناہے ساحران نامی کو طلب کرکے اُس طلسم مین مامور کیا اور آپ نظر سے غائب ہو اگر جب
اُسنے طلسم نو تعمیر کیا اُسوقت مہرخ اور مطیع اور شریک اُسکے کہ بزور سحر بھاگ کر چلے تھے
اپنے لشکر مین آگئے مہرخ نے پراگندہ لشکر کو اپنے آکر جمع کیا بارگاہ برپا کرائی بازارین لگین
لشکر مقابل فوج حیرت اور مصور اُترا فتح کی خوشی مین جشن کی بنیاد کی نغمہ تہنیت مغنیون
نے آغاز کیا حیرت کو اُنکے چھوٹ آنے سے بڑی حیرت تھی اُسوقت صرصر مع عیار بچون
کے حاضر ہوئی اور سب ماجرا جنگ و جدال اور رہائی مجرمان کا عرض کرکے کہا شہنشاہ اُس
پار تشریف لائے اور باغ عشرت مین گئے ہین آپ بھی تشریف لے چلیے حیرت نے کہا
مین اِس فکر مین ہون کہ اگر شہنشاہ اجازت دین تو مکرر اُون کو لڑکر ہلاک کرون دوسرے شہنشاہ
کے بغیر طلب مین کہین نہ جاؤنگی صرصر یہ باتین سُنکر خاموش ہو رہی مگر اب کیفیت سنیے کہ
عمرو و دوسرے عیار جو روانہ ہوے تھے صحرا مین ٹھہرتے ہوے لشکر کیطرف چلے ان
سب کو اتنا عرصہ آنے مین ہوا کہ افراسیاب طلسم بنا گیا سب اُس طلسم کے اندر رہ گئے
اس طلسم کا ماجرا سنیے کہ عمرو صحرا مین چلا جاتا تھا اُسنے دیکھا کہ چار سمت بڑے بڑے پہاڑ ہین
اور سب کے درے بند ہین لیکن ایک کوہ مین درہ کھولا ہوا ہے عمرو اُس درہ مین داخل ہوا
جب درے سے سر بدر کیا صحراے لطیف و سرسبز دیکھا جس مین دو قصر بلند ایک دست راست
اور ایک دست چپ کی جانب تعمیر تھے آرایش اور زیبایش مین پری کی تصویر تھے
مانی اُنکے نقش و نگار پر ارزنگ نثار کرے اور بطلیموس محبط اُسکی جہات پر قربان فرمائے

وہ قصر ہاے دلکشا بے قصور رشک وہ کاخ آسمان تھے جسکے ثنا خوان حور و غلمان تھے آستان کو انکی اگر فلک سے مشابہت دیجائے تو احسان چرخ پر کیا جائے اور ہلال کو اگر محراب در سے مشابہ کیا جائے تو فخر سے وہ بدر کامل بنے ہر سمت اُن مکانون کے پردے پڑے تھے اطلس چرخ کو شرماتے تھے چھتین منقش و رنگین لگی تھین داغ دہ بہشت برین تھین ہر دالان کے سامنے سائبان زربفتی کھچے تھے نمگیرے بادلے کے باسلاک گوہر استادہ تھے اور ستون ہر ایک الماس نگار تھا سراسر جواہر نگار تھا کرورون روپے کا مال و اسباب اُس مین دھرا تھا شیشہ آلات موقع سے سجا تھا کہ ابیات

وہ مکان غیرت گلستان تھا		قصر جنت سے بڑھ کے سامان تھا
چشم عاشق ہر ایک حلقۂ در		دل رضوان نثار تھا ؟ سپر
پردہ چشم عاشقان پردے		راز دل کیطرح سے بستہ تھے
دخل بے رونقی کو وان کب تھا		شیشہ آلات نور کا سب تھا

عمرو نے وہان کے سامان کو دیکھکر دل سے کہا کہ ع

آنچہ نصیب است بہم میرسد		ورنہ ستانی بستم میرسد

اِن مکانون مین جو مال ہے وہ تیرے ہی لیے خدا نے رکھوایا ہی پھر ع خدا دیوے جسکو وہ کیونکر نہ لے + پوچھا کون ہے بسم اللہ کرو یہ سوچکر اندر مکانون کے گیا کوئی وہان مالک اور چوکیدار و پاسبان ندیکھا جال الیاسی مار کر سب اسباب مع چھت اور پردے اور چلمنین اور میز اور کرسی وغیرہ نذر زنبیل کرکے آگے کا راستہ لیا یکایک صدا غیب سے آئی کہ کہان لیجاؤ گے اب تو پھنسے ہو اِس صدا کو سُنکر بھاگا اور قریب ایک پہاڑ کے پہونچا دیکھا یہان مولسری کے درخت سایہ دار لگے ہین نظر کو ٹھنڈک بخشتے ہین ایک درخت کے نیچے ساحر تامی کی دھوتی باندھے بیٹھا ہے جواہر کے بت بازوُن پر بندھے گلے مین موتی کا مالا ہے عمرو اُسکی راہ کترا کر چلا کہ یکایک زمین سے پتلی پیدا ہوئی اور پکاری کہ اے خرسان جادو سوا چوٹا بھاگا جاتا ہے عمرو یہ صدا سُنکر سمجھا کہ اب بھاگ نہ سکوگے چلو اِس ساحر کا بھی مال گویا اپنے تئین قید کراؤ کچھ چارہ سوائے اِسکے نہین جو مرضی خدا کی یہی سوچا ساحر کے پاس پہونچا اور حرف زن ہوا کہ اے بھائی تم کون ہو ساحر ہنوز جواب دینے نہ پایا تھا کہ پتلی بولی کہ اسی سوڈی کاٹے نے سارا مکان طلسم لوٹ لیا چور تو اسباب اور روپیہ وغیرہ

لیتا ہی اُسنے چھت پر سے تک اُتار لیے خرسان نے یہ ماجرا سنکر چاہا کہ عمرو کو گرفتار کرے اُسنے
کہا اندھے تو پہچانتا بھی ہے وہ چور کوئی اور ہوگا مین ساہوکار ہون خرسان نے کہا یہ پتلی
مجھی کو بتاتی ہے عمرو نے جواب دیا کہ یہ تجھ جھوٹی ہی خرسان نے کہا مین نہین مانتا سحر کی پتلی
جھوٹ نہ بولیگی یہ کہکر ایسا سحر کیا کہ عمرو کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے عمرو نے کہا بھائی جہان
پتلی سچی ہی وہان مین بھی سچا ہون ساحر نے پوچھا تو کیونکر سچا ہے عمرو بولا کہ میرا احوال سنو مین
چار لاکھ روپیہ کا قرضدار ہون اور خداوند سامری و جمشید سے دعا کرتا تھا کہ مجھے مال ملے میری
دعا قبول ہوئی اور یہ دو مکان مال سے بھرے خداوند نے مجھے عطا فرمایا پھر اس مین پتلی
کے اور تیرے باپ کا کیا اجارہ ہی اور مجھی تو نے کیون قید کیا ہے خرسان اس تقریر کو سنکر
ہنسا اور گویا ہوا کہ خداوند چاہتے تو دو تین پہاڑ سونے کے کر دیتے تجھے اپنے خزانہ غیب سے
دیتے پرایا مال خداوند دینے والے کون تھے تو سراسر دروغ کہتا ہے عمرو نے کہا اچھا خفا ہو
تو کچھ مین نے لوٹا ہے وہ سب ایک غار مین رکھ آیا ہون تم چلکر لے لو خرسان چلنے پر
راضی ہوا تھا کہ وہی پتلی بولی ارے موئے کیون فقرے دیتا ہی مکاری کرتا ہے غار مین
تو مال اسباب کب لیگیا تو وہین میرے سامنے سب کھا گیا جو کچھ تھا وہ تو نے اپنے پیٹ
مین رکھ لیا ای خرسان تو اسکے دم مین نہ آنا نہین یہ مر لیا تجھے ایسا نہو ضرر پہونچے خرسان
بولا اے پتلی کیا بکتی ہے بھلا یہ چھت پر دے کرسی میز وغیرہ کیونکر کھا گیا پتلی بولی کہ سامری
کی قسم مین سچ کہتی ہون سب اسباب اِسنے پیٹ مین رکھ لیا ہی عمرو نے کہا اے خرسان
تجھے قسم جمشید کی ہے سچ کہہ کہین انسان بھی اتنی اتنی بڑی چیزین کھاتے ہین بھلا یہ الزادی
پتلی جھوٹی ہے کہ نہین خرسان کہ حیرت ناک تھا بولا کہ تو سچ کہتا ہے اچھا چل
مین تیرے ساتھ چلتا ہون یہ کہکر ساتھ ہو سحر اپنا عمرو پر سے دفع کر دیا عمرو اسکو ایک غار پر
لایا اور کہا اِس مین اُتر وہ اُترنے لگا عمرو نے پشت پر سے خنجر ایسا مارا کہ سر کٹ کر
دور گرا غل اور شور ہوا کہ کشتی ساحر خرسان مارا عمرو نے اُسکے بت وغیرہ جھولا سحر کا لیکر
آگے کا راستہ لیا کہ یکایک آواز مہیب آئی اور ایک ساحر اور پیدا ہوا عمرو کو اُسنے
بزور سحر گرفتار کیا اور لیکر چلا اُسوقت اور عیار بھی اِس طلسم مین پھنس گئے ہین اُن مین
سے مہتر قران ادھر آنکلا اور عمرو کو گرفتار دیکھکر اپنی صورت مثل ایک ساحر کے بنا کر
اُس ساحر کے پاس آیا اُسنے پوچھا تو کون ہے جواب دیا کہ جو ہین سو ہین تجھی کیا اپنی فکر کر دیکھ

پیچھے تیرے کوئی کھڑا ہی اور تجھے مارا چاہتا ہے اُسنے یہ سُنکر پیچھے پھر کر دیکھا قران نے لبورہ مارا کہ
سر کے سو ٹکڑے ہوے تڑپ کر یہ بھی ہلاک ہوا آندھی آئی صدا پیدا ہوئی کہ مارا خون ریز
جادو کو عمرو نے قران کو گلے سے لگا اُسنے کہا اُستاد سب طرف پھرتا ہون راستہ
نہین ملتا ہے اور میرا دل خوف سے از خود دھڑکتا ہے پریشان پھر رہا ہون خدا جانے کیا معلوم
ہوتا ہی کہ طلسم مین پھنس گئے ہین یہ کہتے کہتے ایکبارہ جست کر کے بھاگا اور درہ کوہ مین
جاکر غائب ہوگیا عمرو حیران ہوا کہ کوئی آگے نہ پیچھے یہ کیون بھاگ گیا اِسی سوچ مین تھا
کہ ایک ساحر نے آکر سلام کیا اور کہا ای عمرو تو کیا تمام عالم کو مار ڈالے گا ارے ظالم تو
ذرا تو رحم کر اور یہ مقام ساحرون سے بھرا ہے تو کہانتک قتل کریگا مثل مشہور ہی سو دن
سُنار کی تو ایک دن لوہار کی کبھی نہ کبھی تو بھی دھرا جائیگا عمرو اسکی تقریر سُنکر سوچا کہ یہ کوئی
ناصح مجھے ملے اُنسے کچھ کہو سُنو نہین اپنا کام کرو یہ سمجھکر گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا اور دور
جاکر گلیم اُتار کے آگے بڑھا یہانتک کہ ایک جنگل مین پہونچا دیکھا یہ صحرا تمام ریگستان ہی
اور جہان اس سے یہ ریگستان آغاز ہوا ہی وہان ایک تختہ آئینہ کا دیا ہوا ہے اور سب طرف کی
راستہ بند ہی عمرو گھبرایا کہ اب کدھر جاؤن ناچار جست کر کے اُس آئینہ کو پھاند کر ریگستان مین آیا
واضح ہو کہ افراسیاب نے جو طلسم بنایا ہی یہ اُسکا باطن ہے یہان سے نکلنا بغیر طلسم مٹائے
افراسیاب کے ناممکن ہے عمرو اس ریگستان مین پریشان و برباد پھرنے لگا اور بگولے
کی طرح چکر کھاتا تھا جدھر جاتا تھا راہ نہ ملتی تھی دل سے کہتا تھا آج تو پھنسا وہ ساحر جو
نصیحت کرتا تھا سچ کہتا تھا شاید ورپردہ یہی خبر دیتا تھا کہ تو ایسے مقام پر جانے والا ہے
جہان قید ہو جائیگا غرضکہ اور تھوڑی دور جو گیا زبان شدت تشنگی سے باہر نکل آئی
زنبیل سے پانی نکال کر پیا پانی پینے سے اور زیادہ پیاس معلوم ہوئی اپنے حال پر اشک
حسرت بہانے لگا اور سوچتا تھا کہ ای عمرو پانی کہانتک زنبیل سے نکالون مفلس ہو جاونگا
حمزہ جب کبھی صحرا مین پیاسا ہوتا تھا تو ایک جام اب سوا لاکھ روپیہ کو مین بیچتا تھا
آج افسوس ہے کہ زنبیل سے پانی کیسا کہانا بھی نکالنا پڑیگا لاکھون روپے کا نقصان ہوگا
اِسی اندیشے مین چلا جاتا تھا مگر پیاس بُری چیز ہوتی ہے اِکبار برف مین جھلی ہوئی
صراحی پانی کی نکالی اور پانی پیا اوس سے بھی زیادہ پیاسا ہوا اُبلبلا کر بھاگا دیکھا ایک جگہ
چند درخت گنجان لگے ہین نیچے اُسکے سبزہ اُگا ہے نظر کو تراوت بخشتا ہی عمرو اُس سبزہ پر آکر

گر پڑا کچھ پیاس کو کمی ہوئی ہوا ٹھنڈی جسم کو لگی ذرا حواس درست ہوے ایک طرف جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا ایک دیوار گنگا جمنی سونے چاندی کی معلوم ہوئی اُس مین دروازہ بھی سونے کا لگا تھا اور دونون پٹون مین اُسکے آئینے نصب تھے جیسے کھڑکیان ہوتی ہین اندر اُس چار دیواری کے باغ لگا ہوا ہی عمرو اُٹھ کے چلا کہ دیکھون یہ باغ کسکا ہی جب قریب در کے پہونچا آئینون مین سے دیکھا کہ باغ بہشت آئین بصد خوبی و تراوت لگا ہے کہین نرگس شہلا کہین سنبل پیچیدہ ہی نہرین لہرین لے رہی ہین متوالون کی طرح جھومتی ہین کسی طرف شاخ گل پر بلبلون کا ہجوم ہے ہر سمت آمد بہار کی دھوم ہے وسط باغ مین چبوترہ بلور کا ہی نمگیرا استادہ ہی چار سو کلس یاقوت کے اُسپر چڑھے نیلم کی طاؤس کلسون پر بیٹھے ہین اُنکی منقارون مین موتی کے دانے ہین نمگیرے کی چوبون مین جواہر کے آویزے ہین گوہر کی جھالر چار طرف لٹکتی ہے ہوا سے لہرین لیتی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بحر گوہر آب و تاب موج مار رہا ہی نیچے نمگیرے کے فرش مشجر کا بچھا ہے مقیش اُسپر کترا ہوا ہے فرش پر تخت آراستہ ہے اُسپر افراسیاب جلوہ فرما ہے اس بہار و آرایش کے نسبت یہ کہنا زیبا ہی کہ بمقتضائے قصیدہ

سحر بہار کے جھینٹون مین آلئی یہ لپیٹ
کہ صاف چاند سے مکھڑے کے کھل گئے گھونگھٹ

ہوا دماغ مین باد بہار کے یہ بھری
تو خوب پھولون کی جھڑیان چلین وہان سرپٹ

صبا کے جھونکے سے کچھ ڈالیان جو لہرائین
کہ گھوڑیان عربی جائین جس طرح سرپٹ

یکایک ایسا ہی عالم ہوا کہ عقل گئے
اکھاڑے پریون کے آکے اتر پڑی جھنبٹ

نظر پڑا تھا جو بلور کا احاطہ ایک
مکان وان کے مرصع عجیب اک جمگھٹ

ستون ہیرے کے ہر سمت مشک بیز تمام
الو کھے ڈول کے دیکھے جیر کھٹ و چوکھٹ

ہزارون رنگ کے فوارے گوہر افشان تھے
ہر ایک جا پہ پری سیکڑون کے غٹ کے غٹ

چھتو نین موتیون کی جھالر اور تمامی کا فرش
سب ایک ڈال زمرد تھے وان کنوار ڈپٹ

کسی مین پارۂ الماس کے لگے گنڈے
جڑی ہوئی کہین یاقوت سرخ کی چوکھٹ

لگے ہوے گہر شب چراغ اکثر جا
تجلی اُنکی کہ اک نور کی تھی پھیلاوٹ

عمرو اس سامان کو دیکھ کر سمجھا کہ تیری گرفتاری کے لیے یہ سب تدبیر کی ہے افراسیاب بیٹھا ہی تم یہان نہ ٹھہرو ہر چند مال و اسباب کا یہان کے صریح نقصان عظیم ہے لیکن مثل خوف و بیم ہی سنت بھیجو بھاگ چلو یہ سوچکر حسبت و خیز کر کے صحرا کا راستہ پکڑا کوسون نکل گیا

سوائے اُس ریگستان کے اور کچھ نہ دیکھا اُسوقت رجوع قلب سے پکارا کہ یا حضرت خضر آپ کہان ہین راہ بتائیے کہین حضرت خود تو راستہ نہین بھولے ہین یہ کیا ماجرا ہے اسیطرح جب اور آگے بڑھا جنگل تپنے لگا آفتاب عازم برج حمل ہوا اور تمازت سے جسم جلنے لگا نظم

اُس دشت مین بہر تگ و دو		یا ریگ روان تھی یا وہ رہ رو	
سایے کو پتا نہ تھا شجر کا		عنقا تھا نام جانور کا	
مرغان ہوا تھے ہوش راہی		نقش کف پا تھی ریگ ماہی	

عمرو پسینے مین غرق تھا اور پسینا بہکر جو زمین پر پہونچا تھا تو خاک پر پتلا بصورت عمرو بنگیا تھا اِس مصیبت مین تو گرفتار تھا ہی اُسپر اور طرہ یہ ہوا کہ ایک طاؤس زرین بال مرصع دم اڑتا ہوا آیا اور پکارا کہ مجھے بڑی شدت سے بھوک لگی ہی اور پیاسا بھی ہون یہ صدا دیکر غائب ہوگیا اُسکے اِس کہنے نے وہ تاثیر کی کہ عمرو مارے بھوک کے بیتاب ہوگیا اور چاروں طرف ہر سمت درختون کو دیکھا کہ پتیان کھاؤن مگر وہان درخت کہا جو ایک آدھ تھا بھی تو ایسا ٹنڈ منڈ سوکھا ٹھونٹھ اُسوقت بناچاری زنبیل سے روٹی نکالی چاہا کھائے روٹی باہر زنبیل کے جب آئی مٹی ہوگئی حیران ہوکر پھینک دی کہ یہ روٹی کیا خاک کھاؤن اور پھر زنبیل مین ہاتھ ڈالکر گویا ہوا کہ داداجان یا جناب ابو البشر شکر جلاد مین جو مٹھائی مین لے لوٹی ہی وہ عنایت فرمائیے کہ تازی ہے فی الفور مٹھائی زنبیل سے نکلی مگر جب ڈلی مُنھ مین دی مٹی ہوگئی مُنھ کرکرا ہوگیا تھوک دی اسی طرح جب پیاس کی شدت ہوئی پانی زنبیل سے نکالکر پیا اور زیادہ گرمی معلوم ہوئی اُٹھکر پھر اور طرف بھاگا کہ شاید کہین پناہ ملے مگر پناہ ملنا کجا ایک ایسے دشت ہولناک و مہیب وحشت خیز مین جا پڑا کہ جہان ہر بگولہ دیو کی صورت تھا دشت میدان قیامت تھا ذرے غول بیابان بنکر آنکھین دکھاتے تھے کانٹے زبان دراز ہوکر کج بحثی پر آمادہ تھے جیب و دامن سے خواہ مخواہ اُلجھتے تھے دل کے پھپھولے پھوڑا کیا حرارت سے اور زیادہ چھالے پڑتے تھے الحفیظ والامان وہ گرمی وہ تابش وہ لون کہ باد سموم جسکی دہشت سے روان دوان سمندر کا دل اُس جا بیتاب تھا شعلہ بیقرار مثل سیماب تھا ہر جھونکا ہوائے گرم کا دوزخ کی لپٹ سے کچھ کم نہ تھا کہ ابیات

دیکھا تو عجب مقام دیکھا		سامان خزان تمام دیکھا	

چٹیل میدان سپاٹ سوکھے — پھرتے تھے درندے پیاسے بھوکے
پت جھڑ کے دن غضب کے ایام — جنگل سنسان دشت ناکام
زردی ہر پیڑ سے نمودار — جیسے یرقان کا ہو آزار
وہ دشت کہ جس مین دم پہ بنجائے — آ آکے ہوا بھی ٹھوکرین کھائے
وہ ریگ روان کہ اللہ اللہ — اک گام مین طی عدم کی ہو راہ
سب پر جو غم خزان تھا طاری — پوشاک درختون نے اُتاری
کانٹے سوکھی زبان دکھاتے — ہر سمت بگولے خاک اوڑاتے
وہ دشت کہ جسمین قصہ کوتاہ — تھے دیکھتے غول خضر کی راہ
جلتے ایسے وہان کے کنکر — چنگاریان تھین قدم قدم پر
اڑتے تھے جو زرد زرد پتے — کانٹون نے لیے ہوا کے لتے
جو گھاس زمین مین وہان تھی — سوکھی کسی پیاسے کی زبان تھی
سوکھے ہوے پیڑ کھڑکھڑاتے — آواز سے تھے وہ سر پھراتے
جلتی تھی غضب ہوائے وحشت — پھرتا تھا وہ مبتلائے وحشت

آخر ایک جگہ تھک کر فرط تشنگی اور شدت گرسنگی سے گر پڑا اور غش آگیا اُسوقت از خود جسم مین سردی معلوم ہوئی اور آنکھ کھلی دیکھا زمین شق ہوئی اور ایک عورت نکلی کہنے لگی ای عمرو یہان سے اُس باغ کے در پر جا جہان شہنشاہ تشریف فرما ہین اور وہان پکار کر کہہ صدقہ افراسیاب کا روٹی دو تو تجکو کھانا ملیگا اور پیاس بجھیگی عمرو نے دل مین کہا اب مجھے صدقہ افراسیاب کا کہنا پڑا اور ایک آہ سرد کھینچکر فلک کو دیکھا اور رو دیا ناچار بموجب اسکے خمسہ

سچ کہا ہی کچھ نہین اسکا علاج — آدمی جبتا نہین ہی بن اناج
بھوکھ مین رہتی نہین کچھ شرم ولاج — آنکہ شیران را کند روبہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

وہان سے اُٹھ کر کراہ کراہ بنالہ و آہ قریب اُس باغ کے آیا وہان افراسیاب نے دو کنیزون سے کہا عمرو آتا ہے جاؤ اُسکی خبر لو اور اُسکا حال زار دیکھو مجکو اُس سے کچھ دریافت کرنا نہوتا تو اسی جنگل مین تھکا اور بھٹکا کر اوسکو مار ڈالتا اب جب تک طلسم ہوش ربا ہی جبتک میری

زندگی باقی ہے اور جب میری زندگی ہی میرا بنایا ہوا طلسم بغیر میرے مٹائے نہ مٹے گا اور عیار یہان سے رہا ہونگے یہ کہکر کنیزون کو روانہ کیا لونڈیان بنابر حکم در باغ پر آئین اور عمرو کو دیکھکر ہنسین پوچھا ارے تو کون ہے یہان کیون آیا ہی عمرو کو اسوقت اپنا نام بتاتے غیرت آئی کہ عیار حمزہ ہوکر اس ہیئت سے یہان وارد ہون کیا اپنا نام بتاؤن بس کہنے لگا میرا نام کیا پوچھتی ہو مسافر ہون غریب الدیار ہون مبتلائے آفت روزگار ہون بھوکھا پیاسا خستہ و خراب ادھر آنکلا ہون نظر ترحم کی تمسے امید رکھتا ہون کنیزون نے مسکراکر باہم چشمک کی کہ کیا غریب اور مسکین بنتے ہین گویا کچھ جانتے ہی نہین انکے چانٹے بیٹر تک باقی نہین رہے اور انکے کاٹے کا منتر نہین ہے غرضکہ عمرو سے گویا ہوئین کہ جب تک تم اپنا اصلی نام ظاہر نہ کروگے یہان سے کوئی رعایت تمھاری نسبت عمل مین نہ آئیگی ہرچند کہ ہم جانتے ہین کہ تم وہ ذات شریف ہو کہ ہر دیار و امصار مین نام تمھارا مشہور ہے اور ساحرون کے قلب پر لکھا ہے مگر نام پوچھنے کے لیے حکم شہنشاہ ہے اگر نام بتاؤ تو روٹی پانی ملے آسودہ ہو عمرو یہ تقریر سنکر سمجھا کہ افراسیاب کو مجھے ذلت دینا منظور ہے اور یہ سب مجکو پہچانتی ہین پھر کچھ ہی کیون نہ ہو تو بھی اپنا نام نہ بتا کہ بموجب مطلع

عدو سے دل نے جھکایا تھا جان من مجکو
اگر سنبھال نہ لے میرا بانکپن مجکو

اسی فکر مین تھا کہ خداے تعالے کو بات رکھنا تھی دو کنیزین اور باہر نکلین اور کہنے لگین کہ شہنشاہ ساحران عمرو کو یاد فرماتے ہین ارشاد کیا ہی کہ نام و نشان کی پرسش نہ کرو یہان اسکو لے آؤ عمرو یہ سنکر خائف ہوا کہ دیکھیے یہ ناہنجار میرے ساتھ کیا کرتا ہی مین نے صدہا ساحرون کو مارا اُسے کئی بار ذلت دی معشوق کا اُسکے سر مونڈا بہت ساحرون کو اپنا مطیع بنالیا اب جو کچھ بدی یہ میرے ساتھ نہ کرے وہ تھوڑی ہی آج تو پھنسا بہت بُری جگہ ہے کہ یہان سے نکلنا دشوار ہے زنبیل کھانے پینے کی مدد نہین کرتی خیر جو مرضی میرے رب کی آج یا تو مین نہین اور میری بات نہین یا یہ مسخرا افراسیاب نہین دل سے یہ مشورہ کرتا باغ مین آیا کہ ابیات

پژمردہ گیا میان گلزار
ہر گل نظر آیا صورت خار
غنچہ نے چٹک کے منہ چڑھایا
سنبل نے اُلجھ کے پیچ کھایا
ہر سرو نے بل کی لی اکڑ کے
سبزے نے گڑی کی پانوؤن پڑکے

خر سامنے تخت افراسیاب کے آیا اور اسکو تسلیم کی اُسنے بھی بطور مزاج پوچھا کہ کیون خواجہ سلامت
زاج آپ کا اچھا ہے عمرو نے کہا ہزار شکر ہے اُس رب اکبر کا کہ جو مجھے یہان لایا ہی افراسیاب
دیا ہوا کہ ای عمرو مین تجھ سے ایک بات پوچھون تو سچ بتلاویگا عمرو نے کہا آپ مجھے جھوٹا
جانتے ہین مین کہتا ہون کہ اپنی ساری عمر مین مین نے کوئی لفظ جھوٹ کہی ہی نہین اچھا
و چھیے جو کچھ مین جانتا ہونگا عرض کرونگا آیندہ ماننا نہ ماننا آپ کا کام ہی شاہ طلسم نے کہا
گر تو سچ کہدیگا تجھے اپنے سحر سے رہائی دونگا ورنہ یہین بھوکا پیاسا رکھ ہلاک کرونگا کیا ممکن
و میری زندگی مین تجھے کوئی چھڑا سکے عمرو نے کہا دھمکا کے مار ڈالیے گا یا پوچھیے گا کہ
تو دیا کہ جو ہم جانتے ہین بتلا دینگے خیر آپ کو یقین نہین تو جھوٹ ہی اب بتلا سُنئے جو ہے
ہ پوچھیے افراسیاب نے کہا نہین تو سچا ہے مین نے بنابر احتیاط تجھسے ایسے کلام کیے اب
ھے پوچھنا یہ ہے کہ تجکو دریاے سحر کے پار کس نے اُتار دیا اور تو کوہ عقیق مین خداوند کے پاس
ھا مگر یہ طلسم مین کیونکہ آیا عمرو نے یہ کلام سُنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا ای شہنشاہ یہ امر تو لایق
وشیدہ کرنے کے نہین آپ ناحق مجھ سے شرطین کرتے تھے مین بیار ابندہ اپنے خدا کا ہون
ب مین اِس پار آنے کے لیے عاجز ہوا اپنے خدا سے دعا کرنے لگا اُسنے ایک حور جنت سے
ھیجی اُسنے مجھے کاندھے پر سوار کر کے اِس پار اُتار دیا افراسیاب نے پوچھا کہ تیرا خدا
ون ہی یہ سُنکر عمرو خوب ہنسا اور کہا مین نے بارہا عرض کیا ہی کہ زمرد شاہ باختری یعنے خداوند
لقا کا مین فرشتہ قدرت ہون اور طلسم مین مجھے خداوند نے ملک الموت بنا کر روانہ فرمایا ہے
اور پھر آپ پوچھتے ہین کہ تیرا خدا کون ہی الٰہی وہی ہمارا ایک خدا ہی آج اُسکا کوئی ثانی نہین اور
نہ شریک ہو سکتا ہے اور مین سچ کہون اُسی ایک خدا کو مین مانتا ہون اور سجدہ کرتا ہون
اور پونے دو سے خداؤن کا مین قائل نہین اور آپ کیا جانیے خداوند کے اور میرے
کیا راز و نیاز ہین اب اسوقت مین کہتا ہون خداوند کو پرستش کرنا سامری و جمشید کی بری
معلوم ہوئی مجھے حکم دیا کہ جا کر پرستاران غیر معبود کو قتل کر بظاہر خداوند یہ باتین مہربانی کی
فرماتے ہین مگر تم لوگون سے خوش نہین خوشنود اُس سے ہین جو اُنھین کو بذات واحد مانے کیونکہ
خداوند کا قول ہے کہ جو خدا مر گیا اُسکی خدائی بھی مر گئی اور ای شاہ جادوان سمجھ تو سہی کہ مین
چھٹانک بھر کا اور تو ہزار من کا میرا تیرا مقابلہ کیا یہ خداوند کی ناراضی کا باعث ہی جو مجھ کو
تجھپر غلبہ ہو جاتا ہے افراسیاب یہ باتین سُنکر بولا کہ جو کچھ تو نے کہا ہی یہ سب صحیح اور درست ہی

اب یہ بیان کر کہ حور جنت تجھے دریاے سحر مین غوطہ مار کر اُس پار لیگئی یا اُڑکر اُسنے ادھر پہونچادیا
عمرو نے کہا جب حور اپنی پیٹھ پر لادکر لے چلی تو بیچ دریا مین آکر اُسنے غوطہ لگایا مین نے دیکھا
کہ نالہ خون کا بہ رہا ہے اور مین اُس مین ڈوبنے لگا اُس وقت ایک کشتی پیدا ہوئی خداوند
لقا اُسپر سوار تھے اُنھون نے مجکو اُس نالے سے نکالا اور ناو پر بٹھاکر پار لے چلے مجکو
ایسی بدبو اور تعفن خداوند مین آتی ہوئی معلوم دی کہ دماغ میرا پراگندہ ہوگیا اور مین
بیہوش ہوگیا پھر جو میری آنکھ کھُلی تو اپنے تئین پار دیکھا افراسیاب نے پوچھا کہ خداوند مین
بوے بد کیون آتی تھی عمرو نے کہا بو آنے کا باعث یہ ہی کہ خداوند دش دش روز تک پاخانہ
پھر کر آبدست نہین لیتے اور مُنھ تو کبھی دھوتے ہی نہین دانتو نہین پھپوندی لگ گئی ہے
جب بات کرتے ہین مُنھ اُنکا نہین کھُلتا ہی بلکہ سنڈاس کا در کھلتا ہی اور اسکا سبب یہ ہی کہ
بندون کے کام سے اُنھین لمحہ بھر کی مہلت نہین کسی کو مارنا کسی کو جلانا کسی کو امیر بنانا کسی
کو فقیر کرنا اور اسی طرح قس علی ہذا پس آپ ہی فرمائیے کہ آبدست کسوقت لین اور مُنھ
کب دھوئین افراسیاب گویا ہوا کہ تو نے کلمات بیہودہ نسبت شان خداوندی کہے کیونکہ
اسلیے کہ جب ہم بندے اُسکے ایک طلسم کے انتظام کرنے مین عدیم الفرصت رہتے ہین اور
مُنھ نہین دھو سکتے ہین پھر خداوند کو تو سارے عالم کا انتظام فرمانا مارنا جلانا روزی دینا
کیونکر مہلت کوئی دم کی ہوتی ہوگی یہ سخن شاہ جادوان کہ رہا تھا کہ ایک کنیز عرض رسا
ہوئی اے شہنشاہ آپ کس کی باتون مین لگے ہین یہ مکار ہی بھلا اس سے پوچھیے کہ دریاے
سحر مین نالہ کہان ہے افراسیاب کنیز پر اس بات سے خفا ہوا کہ بیہودہ تو کیا جانے جو دخل
در معقولات دیتی ہے دریاے سحر مین خون تو بہتا ہی ہی یہ اُسی کو خون کا نالہ کہتا ہی اسمین جھوٹ
کیا ہی کنیز شاہ طلسم کے تلخ بولنے سے چپ ہو رہی اور اُسنے پوچھا کہ اے عمرو یہ تو معلوم ہوا کہ
مقرب خداوند تو ہے لیکن خداوند کو بظاہر تجھ سے عداوت کیون ہی اور شیطان تو تیرا دشمن
جانی ہے یہ کیا معاملہ ہے اور یہ بتا کہ خداوند کو کبھی فرصت ہوئی تھی یا اب ہوتی ہی اسکا
حال تجکو معلوم ہوگا عمرو نے کہا اسکا سبب تجھ سے سینے خداوند کو ایکبار فرصت پہر بھر کی ہوئی
تھی اس مہلت مین خداوند سوچے کہ ایسا کوئی فعل کرون کہ جس سے میری خدائی مین
شیطان پیدا ہو چونکہ شغل بیکاری مین اُسوقت خداوند تھے فعل حرام کرنے لگے اور شیطان
پیدا ہوا جب اُسکو پیدا کر چکے اور وہ بندون کو بہکانے لگا اُسوقت خداوند نے چاہا کہ

اِسکا بھی کوئی سرکوب پیدا کرون اور وہ ایسا شخص ہو کہ مجھ سے بھی گستاخی کرے اور بمنزلہ میرے
باپ کے ہو پس لاکھ برس چرخ مار کر مجکو پیدا کر کے اپنا باپ بنایا یہی باعث ہی کہ مین خداوند کی
ڈاڑھی مونڈتا ہون اور شیطان سے مجھ سے دشمنی ہے کہ مین اُسکا سرکوب ہون اور خداوند
نے فرمادیا ہے کہ ای عمرو تو میرا باپ ہی اکثر وقت مین تو مجھپر غلبہ کریگا اور مجکو جوتیان لگائے گا
ڈاڑھی مونڈیگا اب مین فی الحال اس عہدے سے معزول ہون آج کل مجھے کشندۂ ساحران اور
ملک الموت جادوگران خطاب ملا ہے اور اب بھی ڈاڑھی مونڈانے کی اور شیطان کو ذلت
دینے کی جب ضرورت ہوتی ہے تو خداوند مجھے بلا لیتے ہین افراسیاب یہ باتین سُنکر سُن ہو گیا
اور بولا کہ بھلا اب کیا کہا جائے سچ ہے کہ مشیت خداوند کوئی نہین پہچان سکتا ہے اچھا
ای عمرو ایک بات یہ بتلا دے کہ خداوند تو تجھے اِس بار اُتار گئے تو اب کیا تقدیر فرما گئے
ہین عمرو نے جواب دیا کہ اِس دن تو کچھ نہین فرمایا مگر کل ایک نامہ مجکو فرشتۂ قدرت کے
ہاتھ خداوند کا پہونچا اگر اُسپر عمل کرون تو سارا طلسم برباد ہو جائے لیکن یہ بھی مجال نہین کہ
مین سارے مضمون نامے پر عمل کرون گو کہ میرا رتبہ پیش خداوند بہت ہی مگر مین بھی غضب سے
اُسکے ڈرتا ہون اگر بالکل نہ مانون تو غضب خداوندی اور اوسکے عتاب مین گرفتار ہون افراسیاب
نے کہا مضمون نامے سے مجھے اطلاع دے کہ کیا اُس مین لکھا ہے عمرو نے کہا اس قدر
راز خداوندی آج میری زبان سے نکل گئے اب آگے بتانے کا حکم نہین ہے اور ایسی
جسارت مجھے بھی نہ چاہیے اب جو کچھ تمھین میری نسبت کرنا ہو وہ کرو اور مین بھی نامے پر
خداوند کے عمل کرون دیکھون آج تم مجھپر غالب ہوتے ہو یا مین تمھین ذلیل کرتا ہون یہ کلام
سُنکر افراسیاب گویا ہوا کہ ای عمرو خفا نہ ہو جہان اور باتین تو نے بتلائی ہین وہان اتنی
بات اور بتلا دے کہ نامے مین کیا لکھا ہی عمرو نے کہا آپ میرے پیچھے نہ پڑین مین بتلائے
دیتا ہون اُس مین لکھا ہے کہ طلسم کے ساحران نامی کو قتل کرنا اور شاہ طلسم نے چونکہ ہماری
مدد کی ہے اُسکو نہ مارنا اُسکی اطاعت کرنا مجھے اس نامے پر عمل کرنے مین پس و پیش یہ ہی کہ
آپ کی اطاعت اگر کرون تو حضور مجھے اپنا دشمن صعب جانتے ہین اپنا رفیق اور مطیع کاہیکو
جانین گے اور دوسرے جب آپکی اطاعت کر لی پھر ساحران نامی کو قتل کیونکر کرون گا اگر قتل
کرونگا تو آپ مجھے مکار اور غدار جانین گے فرمائین گے کہ عمرو نے مکر کیا پھر فرمائیے
ایسی صورت مین کیا کیا جائے افراسیاب نے کہا اگر تو میری اطاعت بدل و جان قبول

کرے اور نامہ خداوند پر عمل کرے بشرطیکہ وہ نامہ مجھے بھی دکھلائے تو مین تجھ سے صاف ہو جاؤن اور بہت بڑا مرتبہ پیدا کرون عمرو نے کہا نامہ میرے پاس موجود ہی کیا آپ سے مین خلاف تھوڑی عرض کرتا ہون لیجیے ملاحظہ کیجیے یہ کہکر زنبیل سے ایک کاغذ مثل خط کے نکالا کہ اُسکے لفافہ پر مہر لقا کی ثبت تھی اور اوپر نام عمرو کا القاب کے ساتھ لکھا تھا غرضکہ اُس نامے کو افراسیاب کے حوالے کیا اُسنے خداوند کی مہر کو بوسہ دیا سر پر رکھا اور بڑی عظمت کے ساتھ نامہ وا کیا دیکھا کہ لکھا ہوا ہے ای عمرو تو اطاعت اور فرمانبرداری شاہ طلسم کی اختیار کرنا اور کوئی فریب اور مکر نہ کرنا اور مہرخ اور شرخ مو اور بہار اور نافرمان اور رعد اور برق محشر وغیرہ کو مع اپنے ساتھ کے عیار برق فرنگی و ضرغام وغیرہ کو لے کر پاس شاہ جادوان کے جانا اور شاہ ساحران کو بھی چاہیے کہ حسن خدمت مین عمرو کے بہت روپیہ اُسکو دے اور اُسکو اپنا دوست سمجھے اور عمرو ساحران نامی کو کہ اب وہ مست بادۂ غرور ہین قتل کرے یہ مضمون پڑھکر افراسیاب نے ہزار اشرفیان منگائین اور بارہ کشتیان جواہر کی اور بارہ توڑے روپیون کے اور سب عمرو کو وہ روپیہ عنایت فرمایا اور کرسی پر جواہر کی بٹھایا کہا جا کر اب اپنے مطیعون کو لے آ عمرو نے کہا مین صحرا سے جا نہین سکتا ہون کہین کر اُنھین لاؤن افراسیاب نے اُسیوقت سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ تختہ آئینہ کا جو صحرا ریگستان مین لگا تھا ٹوٹ گیا اور اودھر اور عیار جو ہر سمت پریشان پھر رہے تھے اُنھین راہ ملی کہ حیرت وخیر کر کے کچھ عرصہ مین لشکر مہرخ مین پہونچے یہان افراسیاب نے عمرو سے کہا کہ اب راستہ کھل گیا کوئی روکنے والا نہ رہا جاکر سب باغیون کو لے آ عمرو نے عرض کیا اے شہنشاہ ایسا نہو مین پھر راستہ جاؤن آپ کسی ساحر کو حکم دیجیے کہ وہ مجھے تخت سحر پر بٹھلا کر پہونچا دے شاہ نے ایک ساحر کو طلب کر کے عمرو کو رخصت کیا وہ ساحر اسکو لیکر قریب لشکر مہرخ پہونچا اور کہا ای عمرو شہنشاہ سے جو وعدہ کیا ہی اُسکو بھول نہ جانا اور بیٹھ نہ رہنا ورنہ شہنشاہ پھر پکڑ بلوائینگے عمرو بولا کہ جو ہمنے کہا سو کہا منکر تھوڑی ہونگے تم جاؤ مین آتا ہون ساحر چلا گیا اور عمرو بارگاہ مین آیا ساحرون نے نذرین دین سردارون نے استقبال کیا گلے ملے عمرو اپنے مقام پر بیٹھا مہرخ نے تصدق بہت سا اتروایا یہ تو اب فکر مین عیاری کے ہی اور حال طلسم باطن سب سے کہ رہا ہی مگر وہان افراسیاب نے نامہ حیرت جادو کو لکھا کہ ای ملکہ آج تم باغ عیش مین جاکر تیاری کرو ہم بھی آتے ہین جب یہ نامہ حیرت کو پہونچا

اور اُسنے چلنے کی تیاری کی سب لشکر مین یہ خبر مشتہر ہوئی مہرخ نے بھی سُنا کہ حیرت جاتی ہے
اُسنے عمرو سے کہا کہ اب یقین ہی کوئی آفت آئیگی عمرو نے کہا جیسا ہوگا سمجھ لین گے ہیش از
مرگ واویلا کیا ضرور ہے مہرخ نے کہا ای عمرو دریاے عقاب و دریاے سرخاب اور
دریاے طاوس یہ سب غضب کے دریا ہین اُنکا حال کسی کو معلوم نہین اور دریای خون
روان تو آپ دیکھ آئے ہین اسیطرح باغات بھی شاہ جادوان کے ہین کہ اُن مین پتلیان
مثل پریون کے کاروبار کرتی ہین اگر اُنہین سے ایک پتلی کو حکم دے تو ہم سب کو وہ آکر گرفتار
کرلیجائے باغ عیش مین افراسیاب نے اسی لیے حیرت کو بلوایا ہی عمرو نے کہا نہین
وعدہ کر آیا ہون کہ سب مخالفون کو راضی کرکے لاتا ہون یقین ہے کہ یہ اُسی کی تیاری ہی غلاصہ
کلام یہان تو یہ تذکرہ ہو رہا ہے اور سب عیار بھی اسوقت بارگاہ مین موجود ہین لیکن حیرت
جاکر باغ عیش مین پہونچی اور آمد شاہ طلسم کے لیے اُسکو خوب آراستہ و پیراستہ کرایا اُس
وقت سواری افراسیاب کی بڑے تزک اور احتشام سے آئی کہ ستر ہزار جادوگرنیان دُر
درگوش مرصع پوش گلنار جوڑے پہنے ہمراہ تھین اور ابر سرخ رنگ سر پر مثل چتر کے سایہ فگن
تھا موتی اُس مین سے برستے تھے حیرت اُسکو آتے دیکھ کر اُٹھ کھڑی ہوئی اور باغ کے
بارہ دری مین بارہ سو در بنے ہین ہر ایک در مین گھنٹے لٹکے ہین وہ سب بجنے لگے بارہ ہزار
سنکھ پھونکا حیرت نے گیارہ سو اشرفیان نذر دین افراسیاب تخت پر بیٹھا اٹھارہ سو کرسیان
جواہر نگار گرد تخت کے بچھ گئین وزرا امرا حاضر ہوکر بیٹھے باغ کی نہرین مثل دریا کے ہین اس مین
فوارے چھوٹتے ہین اور وہ فوارے زندہ مچھلیون کے سر سے جاری ہین پتلیان بزور سحر
حسینہ و جمیلہ عورتون کی طرح ہین اور زیور پوشاک عمدہ زیب قامت فرمائے ہر سمت
کاروبار مین مشغول رہتی ہین کوئی ابدار خانے مین صراحیان برف کی لگاتی ہے کوئی میخانے
مین گلابیان شراب کی اور قابین کباب کی کشتیون مین آراستہ فرماتی ہے کسی کو مطبخ کو
اہتمام سپرد ہے کوئی صنعت ایسی بناتی ہے کہ بہار باغ اُسکے مقابل گرد ہی پریان اور حورین
اُنکی ہر آن و ادا پر شیدا ہون دل و جان سے مبتلا ہون کہ نظم

جتنی تھین حسین و نازنین تھین — نازک اندام و مہ جبین تھین
چہرہ تھا قمر ہلال ابرو — عاشق کی شب مراد گیسو
یکتا تھے چمک مین دانت سارے — یہ برج دہن مین تھے ستارے

ویدون کی سفیدی و سیاہی — دیتین شب و روز کی گواہی
پیشانیان تھین جو عرش اعظم — معراج کی شب تھی زلف پُرخم
تھی اُنکی ہراک ادا مناسب — ہر بین کو نظر شہاب ثاقب

غرضکہ شہنشاہ ساحران تخت پر جلوہ گر ہوا حیرت پہلو مین بیٹھی شاہان سامنے آکر ناچنے لگین
اُسوقت صرصر شمشیر زن مع چارون عیارون عیار بچیون کے حاضر خدمت تھی افراسیاب
مسکرا کر اُسکی جانب نگران ہوا اور کہا بی صرصر اب تمھاری عیاری تو ہو چکی ہماری اطاعت
عمرو نامدار عیارون کے شہنشاہ زینت بارگاہ بمقتضاے مصرعہ خداوند زنبیل و نطع کلیم بدل
قبول کی ہے اب اُسکا وہ رتبہ اور مرتبہ مین کرونگا کہ شاہان روے زمین رشک کرینگے
اور تیرا نکاح بھی اُنکے ساتھ کردیا جائیگا صرصر نے کہا مین اُسپے اپنی ایڑی چوٹی پرسے
قربان کرون وہ موا اپنی صورت تو جیبنی مین پیشاب کرکے دیکھے حضور مجھسے ایسی دل لگی
نفرمائین اگر سرکار کو ذلت دینا اور قتل کرنا منظور ہو میرا سر حاضر ہے اور خداوند نعمت کو اس
مکار کی بات کا یقین تھا اور ہی مین جانتی ہون وہ بڑا دغاباز ہے افراسیاب گویا ہوا کہ وہ
آپ سے تھوڑی مکاری کرتا ہے خداوند لقا نے اِسکو اسی سرشت کا خلق کیا ہے اور ایسا
مرتبہ رکھتا ہے کہ حور بہشت خداوند اُسکو اپنی پیٹھ پر سوار کرکے دریاے سحر سے پار لیگئی
اور خداوند خود تشریف لائے تھے وہ بموجب بیت

وہ ہی محرم لقا کے راز و تقدیرات کا اُسکے — عیان ہر اُسکے دل پر سارا اُسکا راز پنہانی

تیری مجال ہے جو اُسکو قربان کرسکے وہ مہرخ وغیرہ کو لینے گیا ہے اور اُنکی مرتبہ راستی آمیز اُس
وعدہ کیا ہے صرصر یہ باتین سُنکر بہت ہنسی شاہ طلسم خفا ہوا کہ او بیہودہ میرے کلام پر ہنستی کیا
ہنسی تو مجھکو لغو جانتی ہے صرصر نے دست بستہ عرض کیا کہ کیا طاقت جو کنیز آپ پر ہنسے وہ تو
عمرو سب باغیون کو لائیگا افراسیاب نے جواب دیا کہ تو مجھکو دربردہ بناتی ہے بالفرض
اگر وہ نہ آئیگا تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا صرصر نے کہا آپ چاہین مجھکو دو سو
جوتیان لگائیے مار ڈالیے لیکن مین بھی یہی کہون گی کہ وہ عیاری کرکے آپ کو دھوکا دیکر
نکل گیا کبھی جو مہرخ کو لائے حیرت نے اُسوقت کہا اے صرصر تجھے کیا ہوا ہی جو شہنشاہ
کے کلام صداقت التیام کو دو لکھتی ہے اور بیکار بکتی ہی تو نہین جانتی کہ بیت

عقل شاہون کی ہی سب عقلون کی شاہ — ہمسر شب تاریک و عقل شاہ ماہ

لازم ہے کہ خاموش رہ افراسیاب نے کہا ای ملکہ حیرت تم دیکھو مین ابھی اِس مردار کو جھوٹا بناتا
ہون اور مُنھ مین اِسکے گُہ دیتا ہون یہ کہکر ایک پُتلی کو اُس باغ کی پکارا کہ ای شوخ چشم
گوہر بدن ادھر آو ایک پتلی نہایت خوب صورت جواہر کا زیور پہنے سامنے آئی اُس
سے کہا تم لشکر مہرخ مین جاؤ عمرو کو میری جانب سے دعا کہنا اور بہت بہت مزاج پوچھنا
کہنا ہم تمھارے منتظر باغ عیش مین بیٹھے ہین چاہیے کہ اپنے قدوم بہجت لزوم سے اس باغ کو
پربہار کرو اور بمصداق الکریم اذا وعدہ الوفا سب کو اپنے ہمراہ لے کر تشریف لاؤ پتلی یہ پیام
سُنکر روانہ ہوئی اور بارگاہ مہرخ مین آئی اُسکو دیکھ کر سب ساحر گھبرائے اور نارنج و ترنج
سحر کے سنبھالے پتلی نے کہا مین لڑنے نہین آئی ہون بلکہ حضور پرنور عالی جناب والا خطاب
شہنشاہ عیاران کے پاس پیام لائی ہون عمرو کا کلیجا چار چار ہاتھ اُچھلنے لگا کہ دیکھیے
اب کیا ہوتا ہے مگر وہ پُتلی قریب اُنکے آکر گویا ہوئی کہ شہنشاہ نے آپ کو دعا کہی ہے مزاج
پُرسی کی ہے اور فرمایا ہے کہ ہم تمھارے منتظر ہین اپنا وعدہ ایفا کرو پُتلی یہ کہہ
رہی تھی اور قران عیار نغیدہ تانکر اِسکے پشت پر کھڑا تھا عمرو نے قران کو اشارے
سے منع کیا اور پتلی سے کہا تم الگ چلو تو مین جواب دون اور اُٹھ کر علیحدہ اُسکو لاکر کہا کہ
شہنشاہ سے میری تسلیم بصد تعظیم کہنا اور پیام دینا کہ حضور کے اقبال سے مین سبکو راضی
کر چکا ہون کل لیکر حاضر خدمت ہونگا پُتلی یہ جواب پاکر رخصت ہوئی یہان دل مین عمرو
کہتا جو دم ٹلے وہی غنیمت ہی مگر پتلی جل کر افراسیاب کے پاس آئی اور جو کچھ عمرو نے
کہا تھا وہ بیان کیا افراسیاب نے اُسوقت کہا کہ ای صرصر تو نے سُنا کہ میرے دوست
نے کیا کہلا بھیجا صرصر نے عرض کیا بلا لون سچ ہے ضرور وہ سب کو لاینگے یہ کہکر صبا رفتار
کی طرف دیکھ کر قہقہہ لگایا شاہ طلسم آگ ہوگیا ادھر صبا رفتار لاکھ لاکھ ہنسی کو روکتی
تھی مگر ضبط نہ ہوسکا ہنس پڑی شاہ بولا کہ اگرچہ تجھین اِن گستاخیون کی سزا دینا چاہیے
مگر قائل کرکے کل اگر عمرو حسب وعدہ آکر پہونچا تو پھر تمکو بہت ذلیل کرونگا صرصر نے
کہا حضور مالک ہین جو چاہین فرمائین لیکن یہ سب فقرے ہین ہم عیارنیان ہین عیار کی
باتون کا اندازہ پہچانتے ہین بھلا کل کیا ہے اور آج کیا ہے جب سب راضی ہی ہین تو پھر
کیون نہین لاتا ہے افراسیاب نے کہا اچھا مین ابھی تجھے قائل کرتا ہون یہ کہکر پھر اُسی
پتلی کو روبرو طلب کرکے کہا تو پھر عمرو کے پاس جا کر بعد دعا کے کہنا کہ جیسے کل ویسے آج

بمقتضائے مصرعہ ؎ بر کریمان کارہا دشوار نیست ؎ آپ ابھی تشریف لائیے اور اگر کچھ حیلہ اور
مکاری کرنا ہے تو قسم سامری جمشید کی بوٹیان کاٹ کر زاغ و زغن کا طعمہ بنا دونگا پُتلی یہ پیام
سُنکر پھر روانہ ہوئی اور جب قریب بارگاہ مہرخ پہونچی خبر عمرو کو ہوئی کہ گوہر بدن پُتلی پھر
آتی ہے یہ سنتے کانپنے لگا کہ ابکی اسکا آنا خالی از علت نہین ہے رنگ بیرنگ نظر آتا ہے
اِس عرصہ مین پُتلی نے آکر پیام سُنایا اِسکو جواب دیا کہ حضور سے عرض کردینا مین باغ عیش
مین نہین آونگا میرے لیے طلسم ظاہر مین جو گنبد نور یعنے قلعہ طلسمی کے نیچے بارگاہ مخملی استادہ ہے
وہان جناب تشریف لائین مین حاضر ہوتا ہون پُتلی یہ سُنکر چلی گئی اور شاہ جادوان سے
سب کیفیت بیان کی اُسنے کہا کیون صرصر دیکھ اب سب آتے ہین کہہ تیرا کیا حال
کرون صرصر نے اِسبات کا کچھ جواب نہ دیا اور افراسیاب نے کنیزون سے اپنی
اور اپنے ملازمون سے حکم دیا کہ جاو بارگاہ مخملی مین آراستگی کرو مین بھی آتا ہون کنیزین حسب
الحکم چلین اور عمرو کو پھر اطلاع دی کہ اچھا بارگاہ مخملی مین تم آو ہمنے وہان تمھاری دعوت
کی ہے عمرو جب اس حال سے آگاہ ہوا مہرخ اور بہار وغیرہ سب ساحران نامی سے
کہنے لگی کہ مین شہنشاہ سے وعدہ کر آیا ہون کہ ہر ایک اپنے مطیعون کو آپ کے پاس حاضر کرونگا
غرض تم سب میرے ہمراہ چلو اور شاہ طلسم کے قدم پر گرو مہرخ نے کہا ور گو چھپائین کہو مین
ہمسے یہ نہو سکے گا ہمکو لڑنا اور مرنا قبول ہے عمرو نے جواب دیا کہ تمھارا کیا نقصان ہے جب
تم جاکر پاؤن پر گروگی افراسیاب چلا جائیگا اور اِس کام کرنے کے بدلے مین مجھپر عنایت
کریگا اسد اور بدیع الزمان کو چھوڑ دیگا تم پھر منحرف ہو جانا مین اپنے شہزادون کو لیکر
طلسم سے چلا جاونگا مثل مشہور ہے آپ زندم جہان زندم اور تمھین لڑنا ہوگا تو لڑا کرنا
کچھ دیر لگتی ہے اور بی بی اگر تم نہ مانو گی تو مین شہنشاہ کے پاس جاکر کہدونگا کہ میرا
کہا کوئی نہین مانتا آپ جانیے وہ جانین اِس کہنے مین میری جان بچ جائیگی تم سب
ماری جاؤگی مہرخ نے کہا ہمکو مرجا قبول ہے مگر اُس خوک بیکر کے پاس جانا نہین منظور
ناظرین کو معلوم ہو کہ عمرو کو عیاری کرنا جو منظور ہے بدین لحاظ ایسی باتین اپنے مطیعون سے
کرتا ہے تا کہ شاید کوئی پتلا سحر کا شاہ طلسم کی جانب سے سنتا ہو تو میرا راز نہ کھُلے ملکہ مہرخ
وغیرہ یہ خبر اسکو پہونچائین کہ عمرو صحیح راضی کرکے سبکو لایا ہے اور دوسرے ان سردارون
کا امتحان بھی لیتا ہے کہ دیکھو سب بدل جنگ پر راضی ہین یا کچھ مزاج مین خلل او فتور رکھتے ہین

قصہ مختصر جب سب کو راسخ الاعتقاد دیکھا مہرخ وغیرہ سے بطور مخفی کہا کہ مین تم سب کے دل دیکھتا تھا
اب لازم ہی کہ تم سب سردارون کو لیکر ایک علیحدہ خیمے مین چلو یہان آفت کوئی آئیگی اور سارے
لشکر مین اِس امر کی مطلق خبر نہو یہ کہکر آپ اُٹھکر ایک خیمے مین گیا اور بظاہر دربار مین کہتا گیا
کہ مین شہنشاہ کے پاس جاتا ہون جسکو میرے ساتھ چلنا ہو وہ آئے مہرخ وغیرہ تو سب اُنکی عیاری
سے خبردار ہوچکے تھے براہ بناوٹ کے بولے کہ ہم سب تابعدار آپکے ہین جہان لے چلیے گا
آپ کے ہمراہ ہین یہ کہکر الگ تخلیے مین آئے اور چارون عیار بھی ساتھ تھے جب تنہائی مین
سب آئے عمرو نے کہا آخر تو چلتے ہی ہین ایک ایک جام شراب تو پی لین عیارون سے
اشارہ کیا کہ وہ میخانے سے جاکر شراب لائے مگر بیہوشی آمیز کردی وہی شراب سب کو پلائی بہار
اور طاؤس اور رعد اور برق اور سُرخ مو اور مہرخ اور شکیل وغیرہ کئی سو سردار
بیہوش ہوگئے اِن سب کو اُٹھاکر زنبیل مین رکھ لیا زنبیل کا حال اول مین ذکر کیا گیا
ہے کہ اُس مین سات شہر آباد ہین اور ساری دنیا کو اگر چاہے تو اُس مین رکھ لے بدین
سبب کہ وہ تبرک عطیۂ جناب آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسّلام ہے پھر اُن حضرت کے دیئے
ہوئے تحفے مین اِس کرامت کا ہونا مقام استعجاب نہین المختصر بعد داخل کرنے زنبیل کے سب کے
عیارون سے حکم کیا کہ کئی سو ساحر لشکر سے ملازمین وغیرہ کو بلالاؤ عیار جاکر جادوگرون اور
جادوگرنیون کو لائے اُن سب کو بھی شراب پلاکر بیہوش کیا اور سب کو مہرخ اور بہار وغیرہ
کی ایسی شکل بنائی اور ہوشیار کرکے سمجھایا کہ تم سب افراسیاب کے پاؤن پر گرنا اور اپنے کو
مہرخ اور بہار وغیرہ بتلانا عرض کرنا کہ جو کچھ ہمسے خطائین سرزد ہوئی ہین وہ براہ نوازش
مالکانہ معاف فرمائیے خبردار جو کچھ مین نے تعلیم کیا ہے اِس مین سرِمو فرق نہو اگر ذرا بھی
زبان مین لکنت ہوگی تو مین سب کو مار ڈالونگا سب ساحرون نے کہا ہم اسی طرح
کہین گے آپ کے تابعدار ہین حضور کا فرمانا بجالائین گے خلاصہ کلام سب کو سواریون
پر سحر کی اور تخت ہائے سحر پر سوار کرکے اپنے ہمراہ لیا اور عیارون مین سے قِران
نے عرض کیا کہ یہ عیاری مجکو نہین آتی ہین نہ جاؤنگا مگر اور عیار ہمراہ چلے اُنکو بھی تخت سحر پر
برابر اپنے بٹھالیا اب بڑے جاہ وتجمل سے سواری چلی کہ نقارے آگے بجتے ساحر ترنج اچھالتے
طائران سحر سر پر ہر ایک کے سایہ کیے نقیب ادب اور تفاوت کی صدا دیتے آگے آگے
عمرو پیچھے پیچھے سردار روانہ تھے اور بارگاہ مخملی کی طرف جاتے تھے وہان بنا بر حکم شاہ طلسم

حیرت وغیرہ نے آکر اُس بارگاہ کو فرش اور شیشہ آلات سے آراستہ کیا ہر سمت لخلخے رکھدیے گلدستے چن دیے تخت شاہی کے روبرو لٹی ہزار کرسیان یاقوت احمر کی لگادین گردو گل ہاے زرین بچھ گئے مرو نگون کی دوہری باڑھ لگادی رقاصون کو حکم پہونچ گیا در بارگاہ پر گلاب وکیوڑے کا چھڑکاو ہونے لگا مردہے عصاے زرین لیکر دوروپیہ کھڑے ہوے اندر بارگاہ کے خواصان قمر پیکر نازک اندام ہر سمت سرگرم انتظام ہوئین کہ بمقتضای نظم

سب خواصون نے حسب حکم یہان — از سر نو سجا تمام مکان
صاف کرکے وہ ایک ایک مقام — فرش دیبا کے بچھا یا تمام
سقف ودیوار و در سپہر آرا — شیشہ آلات سے سجے کیا کیا
روشنی کا تھا وہ جو سب سامان — نور سے بھر گیا تمام مکان
اوٹ پھولون کے تھے جو کچھ بنوائے — حُسن سے وہ ہوا کے رُخ پہ لگائے
زلفین کالی بلائین تھین سب کی — ٹیڑھی ٹیڑھی ادائین تھین سبا کی
غرض اسطرح کا سما تھا واہ — دنگ ہوتا جو کرتا ایک نگاہ

جب یہ درستی ہوچکی شاہ جادوان کو اطلاع ہوئی وہ مع انیس ہزار ساحر کے اِسی شوکت سے جیسے بارہا ذکر اسکی سواری کا بیان ہوا ہے آکر داخل بارگاہ مخملی ہوا اور تخت پر جلوس فرمایا سب افسر پایہ بپایہ بیٹھے اس اثنا مین نقارے کی صدا کان مین آئی طائران سحر نے آکر خبر دی کہ شہنشاہ عیاران مع مہرخ وغیرہ کے آتے ہین یہ سنکر ساحران نامی کو بہر استقبال روانہ کیا اُنھون نے اگر پیشوائی عمرو کو بعزت وحرمت سب ہمراہیون سمیت داخل بارگاہ کیا جب سامنا افراسیاب کا ہوا مہرخ اور جملہ سردار دوڑ کر پانوٗن پر گر پڑے اور عفو تقصیرات ماضی کے خواستگار ہوے کہ ہم سب حضور کے تابعدار جان نثار و فرمان بردار ہین ہماری خطائین اگر لائق بحل ہون معاف فرمائیے ورنہ کنیزون اور غلامون کو جو چاہیے وہ سزا دلوائیے کہ قطعہ

گر گنہ کردم وگر عصیان نمودم عفو کن — در گذر از جرم من کاخر غلامم خانہ زاد
ورنہ باشم قابل عفو تو اینک طشت وتیغ — کس نمیدارم کہ خواہد خواست از دست تو داد

افراسیاب نے اُسوقت سب کے سر اُٹھا کے سینے سے لگائے اور دست شفقت پُشت پر پھیر فرمایا کہ تمھاری کچھ خطا نہین ہی جیسا خداوند نے میری تقدیر مین لکھدیا تھا وہی پیش آیا کہ بموجب بیت

گر رود سر برنگردد سر نوشت — جو شدنی ہوتا ہے ہوتا وہی ہے

یہ کہکر خلعت منگوا کر سب کو عنایت فرمائے عمرو کو بہت بھاری خلعت مع چند کشتیون جواہر کے
دیا سب سردار سامنے کرسیون پر بیٹھے اور عمرو قریب شاہ بیٹھا اُسوقت صرصر کہ پہلے ہی سے
عمرو کے سب کو لانے کی قائل نہ تھی اور شاہ طلسم سے بگڑتی تھی اُسوقت بغور مہرخ اور بہار
اور سرخ مو وغیرہ کو دیکھ کر پہچان گئی کہ یہ اصلی سردار نہین ہین مصنوعی ہین یہ سمجھ کر صبا رفتار
سے بولی کہ تو دیکھتی ہے بہار جو بیٹھی ہے اِسکے دانت پر دانت چڑھے ہین اور آنکھون پر باریک
حلقے دیے ہین کیا خوب شکلین تبدیل کی ہین صبا رفتار نے چپکے سے کہا بی بی تمنے خوب پہچانا
سامری قسم مجھ سے مطلق نہ شناخت نہ ہو سکی فی الجملہ یہ جو باتین باہم کرنے لگین عمرو نے اُنکے
لب ہلتے دیکھے اور جنبش لب کو اسطرح غور کیا کہ حرکت کو اُنکی لفظ بنا کر معلوم کرلیا کہ یہ آپسمین
کہتی ہین عمرو صورتین سب کی بدل کے لایا ہے بس اس مضمون کو سمجھ کر ڈانٹا کہ اے صرصر تو
بار بار ہر ایک کا منہ تکتی ہے شاید تجھے یہ گمان ہے کہ مین نے عیاری کی ہے مجھ سے ایسی حرکت سامنے
شہنشاہ ساحران کے نہو گی کہین کالے کے سامنے چراغ جلتا ہے یہ کلام جو افراسیاب کے
گوش زد ہوے از بسکہ اول ہی سے صرصر کو یہ جھوٹا بنا رہا تھا اُسوقت سمجھا کہ صرصر براہ
عداوت مجھے شبہے مین ڈالا چاہتی ہے اور عمرو چونکہ اُسکا ہم پیشہ اور حریف ہے اسلیے فروغ
اُسکا نہین چاہتی ہے ایسا کچھ فہمیدہ کر کے گویا ہوا کہ اے صرصر اب جو تو کچھ کہے گی تو سزا پائیگی تجھے
شرم نہین آتی تم کہ عیارہ ہو کے سارا قیاس تیرا غلط ٹھہرا صرصر شاہ کو غصہ مین دیکھ کر خاموش
ہو رہی اِس اثنا مین صبا رفتار کسی ضرورت سے باہر بارگاہ کے گئی برق فرنگی اِس کے
پیچھے گیا اِسلیے کہ صرصر سارا کھیل بگاڑا چاہتی ہے مین کوئی تدبیر کرون غرضکہ صبا رفتار
کو اُسنے دیکھا کہ یہ دور نکل گئی اور عرصہ مین آئیگی بس الگ جا کر صبا رفتار کی ایسی صورت
بنکر بارگاہ کی طرف چلا یہان صرصر کو کھڑے کھڑے پھر تاب نہ آئی اور دل مین سوچی کہ آج
اس مسخرے افراسیاب کی شامت آئی ہے بگڑوا دیوانہ ہوا ہے کسی طرح سمجھتا ہی نہین
تو نے اُسکا نمک ہمیشہ کھایا ہے پھر آگاہ کر دے یہ سمجھ کر آگے بڑھی کہ مین کان مین بادشاہ کے
بقسم راز عیاری عمرو بیان کرون ہنوز قریب شاہ نہ پہونچی تھی کہ برق بشکل صبا رفتار
بارگاہ مین آیا اور اُسنے اشارے سے صرصر کو بلایا کہ اِدھر آ جب وہ قریب آئی ہاتھ پکڑ لیا
کہ باہر چلو مجھے کچھ مشورہ کرنا ہے صرصر اُسکے ساتھ باہر آئی اور یہ قریب صحرا جب اُسکو لایا جب

بیہوشی اِسکے مُنہ پر مارا صرصر چاہتی تھی کہ سنبھلے اُسنے بجالاکی کمند ماری اس مین اُلجھی اودھر حباب
کی بیہوشی نے اثر کیا بیہوش ہوکر گری برق اُسکو اُٹھاکر جنگل مین لایا اور ہوشیار کیا گر مشکین
باندھ لین اور کہا اری اُستانی مارزادی تو عیارون کو پکڑوایا چاہتی ہی ہی شرط کہ ناک کی پھنگی
کاٹ لون یہ کہکر دو تین تمانچے مارے کہ چھیڈو تو جانتی نہین اُستاد ہمارے بغیر عیاری کوئی
کام نہین کرتی اور پھر تو رخنہ پردازی کرتی ہے صرصر بلبلاکر اُلٹی کوسنے کہ موئے موڈی کاٹے
کیون مارے جاتا ہی ہین تیرے اُستاد کو گہری گور مین توپون اور تیرا حلوا اور بھتی کھاؤن
مریے جوانا مرگ خدا کرے تیرے ہاتھ ٹوٹین تو ناشاد اور نامراد دنیا سے جائے برق نے
کچھ جواب نہ دیا اور ایک درخت مین خوب کھینچکر باندھ دیا اور کہا یہان پڑی تڑپا کر اور آپ
پھر بارگاہ کی طرف چلا اب حال سنیے کہ عمرو نے بیٹھے بیٹھے وہان کا سب سامان اور بارگاہ
کی آراستگی لاکھون روپیون کا مال جو دیکھا تجویز کیا کہ اِس سب مال کو لینا چاہیے اور بن پڑے
تو شاہ طلسم کو جہنم رسید کرنا چاہیے یہ سوچکر لگا گُنگُنانے از بسکہ الحان داؤدی رکھتا ہے
شہنشاہ ساحران کے قلب پر تاثیر ہوئی اور کہنے لگا کہ اے عمرو آج اگر ناگوار نہو تو کچھ گاؤ
اور ہمین محفوظ کرو عمرو نے کہا میرا گانا تم کاہے کو پسند کروگے گانا معشوقان قمر منظر ماہ
جبین کا اچھا ہوتا ہے کہ اُنکی صورت بھی دیکھیے اور حالات باطنی پر بھی غور کرتے جائیے مجھ
بیچارے بڈھے داڑھی دراز آدمی کا گانا کیا کہ بموجب بیت پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ
ناز + بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بوالعجبی است + افراسیاب یہ باتین سُنکر گویا ہوا
کہ آپ کو حیلہ نکرنا چاہیے مین نے بارہا آپ کو گاتے سُنا ہے اِس طلسم مین تو کوئی آپ کے
مثل نہین گاتا ہے عمرو نے کہا یہ سب آپکا الطاف ہی جو میری تعریف فرماتے ہین ورنہ مین
نے تو برائے احتیاج عیاری کچھ سیکھ لیا ہی اگر آپ فرماتے ہین تو مجھے عذر نہین اور یہ کہکر اُٹھا
کہا ایک پیشواز مغرق بجواہر منگا دیجیے اور آپ گوشے مین جاکر ایک زن خوبصورت مہر طلعت
کی صورت بنا کہ فی الحقیقت اُسکے چہرۂ زیبا سے حسینان دہر شرماتے تھے مصداق نظم

گلبدن خوب و نیک تھی وہ حور | اپنے عالم مین ایک تھی وہ حور
رات کی طرح لمبے لمبے بال | چاند کے ٹکڑے گورے گورے گال
وہ نگاہین بلا تھین آفت تھین | نیچی نظرین غضب قیامت تھین
رخ سے مہرِ سپہر جلتا تھا | تیغ ابرو پہ دم نکلتا تھا

پھینکا تیرِ نظر جو تاک کر ہائے	مرغ دل رہگیا پھڑک کر ہائے
کالی زلفون سے سانپ تھے ہارے	دونون رخسار جیسے انگارے
آنکھون کو ساحری مین یکتائی	بھرتے تھے لب دم مسیحائی
جادو آنکھون کے جب نظر آئین	سامری کی بھی آنکھین کھل جائین
دم بھی لب کے زندہ کرنے کی	خضر کو آرزو تھی مرنے کی

یہ صورت دیکھ کر آخر اسباب تمکین ہو گیا اور پیشواز اور زیور طلائی مرصع منگا کر حوالہ کیا عمرو آراستہ بلباس و زیور ہو کر سامنے ناچنے لگا اور سازندے شہنشاہ جادوان نے بلوائے کہ وہ ساز بجانے لگے اسوقت ناچ کا اسکے یہ عالم تھا کہ فلک پیر بھی عالم محویت مین آکر اپنی گردش بھولا تھا پشت خم نہ تھی بلکہ جھک کر اسی ناچ کے دیکھنے مین مصروف تھا کہ نظم

آفتِ جان ہی ترا ای سرو گل اندام رقص	ساتھ ہر ٹھوکر کے گویا ہی ہمارا کام رقص
دم فنا ہوتا ہی دامن کی ہر اک ٹھوکر کے ساتھ	خرمن امید کو ہی برق کا پیغام رقص
ایکدن لایا تھا جام می ترے ہونٹھون تلک	آج تک کرتا ہی یہ گردون مینا فام رقص

اسی طرح جب اپنے ناچنے پر اہل محفل کو دیوانہ بنایا تو نے کو نکال کر لبون سے لگایا اور اس طرح بجایا کہ ناہید فلک کو حیران کیا ساری مجلس زار زار مثل ابر بہار کے روتی تھی عقل و ہوش کھوتی تھی شاہ طلسم کو سکتا تھا اور دنگ بیٹھا تھا عمرو حسب خواہش نوجوانان غزل اور اشعار عاشقانہ گاتا تھا کہ غزل

قاتل اپنا جو کرے گنج شہیدان آباد	دہن زخم کہین خانۂ احسان آباد
کون ہی جو تری دوری مین نہین مرتا ہی	ایک گھر رہنے نہ دیگی شب ہجران آباد
بعد فرہاد کے پھر کوہ کنی مین نے کی	بعد مجنون کے کیا مین نے بیابان آباد
مدتین دل کی خرابی کو ہوئی ہین دیکھین	پھر بھی ہوتا ہے کبھی یہ دہ ویران آباد
سرو اکڑتے ہین تو غنچے ہین شگفتہ ہوتے	یون ہی رہجائے الٰہی یہ گلستان آباد
ساری رونق ہی یہ دیوانون کی دم کی آتش	طوق و زنجیر سے ہوتا نہین زندان آباد

گاتے گاتے وہ باقی دن تمام ہوا اور فلک رقاص نے پیشواز ستارہ دار زیب قامت فرمائی انجم ہر ایک زنگولہ پائے خنیا گر سپہر بنا معشوقۂ شب انجمن عالم مین آئی کہ نظم

برآمد درین بزم فیروزہ فام	بکف مشعل ماہ بگرفتہ شام

جہان گشت روشن ز انوار او	شدند عاشقان وصلتِ یار جو

عمرو نے گانا موقوف کیا اور آہ سرد بھر کر رونے لگا شاہ جادوان نے بیقرار ہوکر سبب رنج و
ملال استفسار کیا عمرو نے کہا اسوقت مجھے محفل خلد مشاکل حمزہ یاد آتی ہے کہ جس روز کبھی اُنکے
سامنے گاتا تھا تو لاکھون روپے انعام پاتا تھا اور اوس رات کو روشنی بھی مین ہی کرتا تھا
نیرنگ بازی اور شعبدہ پردازی دکھلاتا تھا افراسیاب مستفسر ہوا کہ روشنی کرنے مین
کیا کمال ظاہر ہوتا ہی عمرو بولا کہ عجائبات دکھلائی دیتا ہی ایک شمع سے ہزارون طرح کے
پھول نکلتے ہین اور دریا بہتے نظر آتے ہین باغ پھلے پھولے دکھائی دیتے ہین افراسیاب
نے حیران ہوکر پوچھا کہ اس طرح کی روشنی بھی ہوتی ہے عمرو نے کہا یہ سب تماشا حمزہ کی صحبت
تک تھا نہ ایسا کوئی قدردان ہوگا نہ مین روشنی کرونگا شہنشاہ ساحران نے کہا یہان کرورون
روپیہ آپ کے واسطے حاضر ہے آج وہ روشنی ہمین بھی دکھائیے یہ فرما کر کئی لاکھ روپیہ کا
جواہر منگواکر عنایت فرمایا عمرو اُسوقت ہنستا ہوا اُٹھا اور فراشون کو بلا کر شمعہائے مومی
اور کافوری اُنکے پاس سے مانگ کر رکھ لین اور اپنے پاس سے شمعین نکال کر دین
کہ انکو ہانڈیون اور جھاڑ وغیرہ مین روشن کرو اور اپنے ہاتھ سے سامنے تخت کے جو رنگین
اور فانوسین تھین بتیان لگا کر روشن کردین اور تخت کے چار کونے پر لخلخے اور گلدستے
رکھ دیے شمعین جو روشن ہوئین اُن مین سے پھول مثل آتشبازی کے نکلنے لگے اور دھوان
اُسکا بلند ہوا اور جھاڑ و فانوس مین جو بتیان روشن ہوئین وہ کوئی اودی اور کوئی سرخ
کوئی سبز طرح بطرح کی لَو رکھتی تھین اُسوقت مثل گلزار بہراز ریاحین کے باغ لگا ظاہر
ہوا سنہرے روپہلے انواع و اقسام کے پھول بتیون سے نکل رہے تھے ہر ایک محو تماشا تھا
اور تعریف عمرو کی کرتا تھا کہ ایسی گلکاری کی شمعین کبھی ہمنے نہ دیکھی تھین عمرو اس ہنگام
مین سامنے افراسیاب کے گانے لگا یہان تک کہ دھوان بتیون کا کہ آتشبازی کیطرح
چھوٹ رہی تھین بارگاہ مین گھٹا اور ہر ایک شمع بیہوشی آمیز بھی اُسکے دھوئین سے
اول ساحر نشے مین ہوے اور جوتی پیزار باہم لڑنے لگے حیرت نے شہنشاہ سے کہا شمعون
کی لو سے سنہرے سانپ نکل کے میرے منھ پر چڑھے آتے ہین افراسیاب نے جواب دیا کہ
ہوے لیتے ہین عمرو سے کہا اسکے بعد کیا تماشا ہوگا اسنے جواب دیا کہ اس روشنی کے بعد
اندھیرا ہی کوئی دم مین چراغ گل پگڑی غائب گو کہ عمرو نے پی کی تھی لیکن کوئی نشہ مین

سمجھا نہین اس مین ایک ساحر نے کہا دیکھو خدمتگار کیا بے وقوف تھے کہ کرسیان اُلٹی بچھائی ہین یہ کہکر اُٹھے اور سیدھی کرسی کو اپنی دانست مین سیدھا کیا یعنے اُلٹی کرکے بچھائی اب جو بیٹھنے لگے گر پڑے اور بیہوش ہو گئے قصہ مختصر مع افراسیاب اور حیرت کے سب بیہوش ہو گئے عمرو نے اور دوسرے عیارون نے سب کپڑے اہل دربار کے اُتار لیے اور اپنے ساحرون الگ کرکے ہوشیار کیا انھون نے حکم سے خواجہ کے وہان کا اسباب اُٹھا کر ایک جگہ اکٹھا کیا اور عمرو نے جال مار کر مع شیشہ آلات اور فرش اور تخت وغیرہ کے نذر زنبیل فرمایا ادھر عیارون نے ہر ایک کے مُنھ کالے کیے اور کسی کو ریچھ والا اور کسی کو بندر والا بنایا ایک کو زن جستینہ بنا کر دوسرے کے پہلو مین سُلایا اور عمرو نے خنجر لیکر قصد کیا کہ سر افراسیاب کا جدا کرے لیکن جب تخت کے قریب گیا کسی نے اسکو ڈھکیل دیا لاکھ لاکھ تدبیر کی مگر تخت تک نہ پہونچا اُسوقت دل سے کہتا تھا کہ ہائے افسوس کیا کرون کچھ بن نہین پڑتا ہے کیونکر اسکو مارون اسی فکر مین تھا کہ یکایک آسمان کی جانب سے صدا آئی منم افراسیاب جادو اور لکہ ابر پیدا ہوا عمرو گلیم اوڑھکر غائب ہوا اور عیار جستین کرکے بھاگے ساحر ہمراہی کے یعنے مہرخ نقلی وغیرہ بزور سحر زمین مین سما گئے بارگاہ مین بجلی بڑے زور شور سے تڑپکر گری اور جتنے ساحر بیہوش پڑے تھے اُنکی کمر مین لپٹ کرلے اوڑی عمرو وہان سے بھاگ کر دور نکل آیا اور ایک درۂ کوہ مین ٹھہر اسمجھا کہ شاید شاہ طلسم مجھے گرفتار کرے تو مہرخ وغیرہ میری زنبیل مین ہین وہ بھی قید ہو جائینگی لازم ہے کہ اُنھین زنبیل سے نکالون یہ سوچکر درہ کوہ مین چاندنی بچھائی اور سب دارون کو نکال کر لٹایا پانی چھڑک کر ہوشیار کیا مہرخ اور بہار جو ہوشیار ہوئین اُٹھ بیٹھین اور گویا ہوئین کہ اے شہنشاہ عیاران ہم سب تو اپنے خیمے مین تھے یہان کیونکر آئے خواجہ نے سب کیفیت عیاری کی اپنی ان کی سب ہنسنے لگے اور کہا جو کچھ آپ نے کیا وہ خوب کیا لیکن آگے تو یہ افراسیاب نے فرمایا تھا کہ مین اپنے سب مطیعون سے اے شہنشاہ جادوان تیرا شریک ہون اب تو وہ نقص عہد کیا اتنا بڑا غضب ہوا کہ تم اسکو بیہوش کرکے لوٹ لائے اب وہ بڑا ستم ڈھائیگا اور پیچھا نہ چھوڑیگا کوئی نہ کوئی آفت آیا چاہتی ہے عمرو نے کہا ہم آفت سے نہین ڈرتے لیکن یہ بتاؤ کہ افراسیاب کیونکر قتل ہو اور حیرت کیونکر ہلاک ہو بہار نے جواب دیا کہ خواجہ افراسیاب بغیر لوح طلسم کے مارا نجائیگا وہ اصل مین نہین

معلوم کہان رہتا ہی کسی نے اسکو آج تک دیکھا نہین اور حیرت کا ہمزاد جب تک قتل نہوگا اسکو
بھی کوئی نہین ہلاک کرسکتا عمرو نے کہا سمجھا جائیگا اب اپنے لشکر مین چلو یہ سُنکر
وہان سے بزور سحر سب اُڑے از لسکہ بارگاہ مخملی مین اسی لیے بیرون طلسم عمرو نے جانا
منظور کیا تھا کہ وہان سے راستہ کھلا ہوا اور لشکر اسکا قریب تھا کچھ دیر مین سب داخل لشکر
ہوے اور بارگاہ مین پہونچکر داد عیش و کامرانی دینے لگے رقاص حاضر ہوکر مجرا کرتے تھے
وودر جام بادۂ احمر آغاز تھا بعد کچھ دیر کے عیار اور ساحر جو ہمراہ گئے تھے وہ بھی آئے
اور انبساط و مسرت مین مصروف ہوے لیکن وہان جب حیرت کو اور کل ساحرون
کو بجلی اُٹھا لے گئی باغ سدیب مین سب پہونچے اور شاہ طلسم ایک تو وہان بیٹھا تھا اور
دوسرا بیہوش تھا جو موجود تھا اُسنے سب کو ہوشیار کیا ایک غائب ہوگیا اور ایک آئینۂ
سحر مین جا بیٹھا مگر نہایت غضب ناک تھا اور سب ساحر جو ہوشیار ہوے کسی نے اپنے
تئین عورت بنا ہوا پایا اور کسی نے اپنا چہرہ سور کا ایسا دیکھا سب برہنہ بحالت تباہ
اور روسیاہ تھے اور اس حال کو دیکھ کر وہ تماشے کی سب کی صورت تھی کہ اپنے اوپر آپ
ہنستے تھے حیرت ہوشیار ہوکر اوہی اوہی کہکر بارہ دری مین چلی گئی اور سب جادوگر ہان
بھاگین خلاصہ کلام ہر ایک نے جاکر اپنے مُنھ سے کالک چھڑائی اور لباس پہنکر دربار مین
آئین افراسیاب نے کہا ای حیرت مجھ مین وہ قدرت ہی کہ ابھی ابھی اُس عیار مکار کو
پکڑ بلاؤن مگر مین دیکھتا ہون کہ یہ کیا قدرت سامری ہے اس عیار کو مین نے بارہا
گرفتار کیا وہ مجھے ذلت دے کر نکل گیا اور ابکی بار تو بہت بڑی رسوائی ہوئی اور مجکو اُسنے
بہت ذلیل کیا صرصر سچ کہتی تھی ناحق اُسکے قول کو نہ مانا ویسے ہی سزا پائی یہ کہکر کتاب
سامری دیکھی معلوم ہوا کہ صرصر درخت سے بندھی ہے نیچے کو بھیجکر اُسکو کھلوا منگایا اور خلعت
دیا پھر کچھ سحر پڑھ کر تالی بجائی اور زلزلہ آیا زمین تھرائی ایک ساحر پیدا ہوا کہ سر اپنا ہاتھ مین
لیے تھا یعنے دھڑ سے جدا تھا بس اُسکو حکم دیا کہ ای ہبیران جادو تو جاکر عمرو کو خیمۂ
مہرخ سے پکڑ لا اُسوقت حیرت بولی کہ اگر وہ خیمۂ مہرخ مین ہو شاہ جادوان کہا جہان
وہان سے گرفتار کر لا خبردار چھوڑنا نہین ہبیران سلام کرکے روانہ ہوا اسکے بھیجنے کے
بعد حیرت سے گویا ہوا کہ مجکو یہ حال نہ ثابت ہوا کہ عمرو کی قضا خداوند سامری اور لقا
وغیرہ نے کیونکر مقرر کی ہے چلو آج دادی جان سے چل کر پوچھین وہ سب حال جانتی ہین

جس طرح وہ قتل کرنا اُسکا فرمائین اُسی طرح ہلاک کرنا چاہیے یہ کہکر دربار برخاست کر ترحیرت کا
ہاتھ پکڑکر تخت پر سوار ہوکر چلا کسی کو ساتھ نہ لیا طلسم مین منزلون چلا گیا صحرا اور کوہ کو طے کر کے
متصل ایک پہاڑ کے پہونچا کہ وہ بالکل سونے کا ہے اور چار پُتلیان سونے کی اُسپر کھڑی
تھین مثل زنان پری پیکر حور چہرہ کے خوبصورت تھین لباس نہایت نفیس اور پُر زر
پہنے سراپا جواہر کے زیور سے آراستہ تھین سامنے پہاڑ کے بارہ کوس تک تختے لالۂ نافرمان
کے پھولے تھے درخت سب بادلے سے منڈھے تھے قندیلین اُن مین جواہر کی لٹکتی تھین
اور جال موتیون کے پڑے تھے گھانس پر مقیش کترا ہوا پڑا تھا ہر تختۂ گلشن مین نہرین
آب صاف اور شفاف کی موج مارتی تھین اور سب گردا ین اُنکی یاقوت احمر کی تھین
کنارے کنارے فوارے چڑھے تھے آبشار سے ساون بھادون کی گھٹا کو شرماتے تھے جواہر کے
طائر درختون پر بیٹھے تھے مگر زمزمہ سنجی کرتے تھے ہر سمت آمد فصل بہار تھی عروس گلشن
سنگھار کیے نوجوانان چمن کو لبھانے پر تیار تھی اودی گھٹا پہاڑ سے لیکر تمام صحرا مین
چھائی تھی اُس مین بجلی جو چمک رہی تھی تو آبی دوپٹے مین لچکے کی گوٹ لگی تھی اور
عشق پیچان زلف مہوشان کیطرح رخسارۂ صندلین شاہد غبرا پر آراستہ تھا نظم

بہارِ چمن کا نیا رنگ تھا ترانے مین بلبل کے آہنگ تھا
ہر اک پھول کی تھی انوکھی پھبن کھڑے جھومتے تھے نہالِ چمن
جہاتی مسی کی تھی سوسن دھڑی لٹاتا تھا زر کو گلِ اشرفی
بھرا تھا جو نہرون مین آبِ روان صفا مین تھا رخسارِ حورِ جنان

افراسیاب جب اور نزدیک پہاڑ کے پہونچا وہ پتلیان سونے کی قہقہہ مار کر ہنسین ایک
پتلی بولی افراسیاب آتا ہے دوسری نے جواب دیا اب کیون نہ آئیگا تیسری نے کہا غرض
ایسی ہی ہوتی ہے چوتھی گویا گوئی کہ آیا ہے تو رُک کیون رہا آتا کیون نہین یہ کہنا اونکا
افراسیاب نے سُنا اور ہاتھ حیرت کا تھام کر پہاڑ پر چڑھ گیا بلندی پر پہاڑ کی ایک
عمارت بلند قصر فلک سے خوبی مین دوچند تعمیر تھی چار دیواری اُسکی بلورین صفا مین
مثل قلب روشن ضمیر تھی ہر سمت کو ہزار ہا کمرے ایسے بنے تھے کہ طاق نیلی رواق
کو شرماتے تھے کہ ابیات

تھی وہ بارہ دری پری پیکر جان النسان دیتے تھے اُسپر

سقف و ایوان اس بہار کے تھے ۔۔۔ صدقے دل اُنپہ سو ہزار کے تھے
چاندی سونے کے تھے در و نکے پٹ ۔۔۔ گنگا جمنی ہر اک تھی چوکھٹ
اس طرح کے بنے تھے نقش و نگار ۔۔۔ صدقے سو جان سے ہو اُنپہ بہار
پردے ایسے ٹنگے ہوے تھے وان ۔۔۔ جنسے کھلتا تھا راز معشوقان
وہ غضب اُنپہ لہر کا اُٹھنا ۔۔۔ جسپہ لہرائے ہر بُتِ خوشخو
کارچوبی بنت ستارون کی ۔۔۔ آنکھ جھپکاتی تھی وہ تارون کی
پھول ہر ایک یون جھمکتا تھا ۔۔۔ شبہ ہوتا تھا مہر گردون کا
غیرتِ مہر و ماہ ہر محراب ۔۔۔ قصر تھا کاخ آسمان کا جواب

افراسیاب فرطِ ادب سے اندر مکان کے نہ گیا اور در پر جا کھڑا ہوا کہ یکا یک تھر تھری پشت پر
تڑاقا ہوا اور آندھی اُٹھی جہان تاریک ہو گیا العبد للمحی کے آندھی تھمی اور تخت اُڑتا ہوا نظر آیا
اُسپر ایک ساحرہ نہایت ضعیف کہ مُنھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت کئی سو برس کا
سِن گویا بڑھاپے کے جوانی کے دن جُھرّیان گالون پر پڑین چھاتیان سوکھ کر سینے پر جھکی
ہوئین کوزہ پشت کمر دوہری جوانی اور شباب جو کھو گیا تھا اُسکو ڈھونڈھتی سر پر نیلا رومال
باندھے محمودی کی چادر اوڑھے آکر پہونچی افراسیاب اور حیرت نے جھک کر نہایت
ادب سے سلام کیا اُس ضعیفہ نے کہ نام اُسکا ملکہ آفات چہار دست جادو ہے اور
دادی شاہ طلسم کی ہے دعاے جان درازی دی اور ہاتھ پھیلائے افراسیاب نے سر جاکر
اُسکے سینے سے لگا دیا اُسنے بلائین لین پیار کیا ہنگامۂ تکلم شعلہ ہاے آتش اسکے ہر بن مو
سے نکلنے لگے اور صورت مہیب ہو گئی اور جھلا کر بولی اے لڑکے کیون طلسم تجھ سے نہ سنبھل سکا
گھبرا گیا آخر چھوکرا ہے نہ افراسیاب نے کہا دادی جان مین کیا کرون خداوند لقا ہی کو یہ
منظور ہوا کہ عمرو کو مجھ پر غالب کیا ورنہ مین نے اُسکو دریاے سحر کے اُس پار پکڑ بلایا تھا
خداوند نے حور یہ بھیجکر بلکہ خود تشریف لاکر اسکو اس پار بھیجدیا آفات یہ تقریر سُنکر خوب ہنسی
اور کہا ای چھوکرے تو کیا بیہودہ بکتا ہے لقا کیا تقدیر کریگا وہ آپ بھاگتا پھرتا ہی عیارون
سے ذلت کیا کیا نہین اُٹھاتا ہے بھلا کچھ بھی اُس سے ہو سکتا ہی تجھے اپنے گھر کی تو کچھ خبر نہین
کہ کون کس فکر مین رہتا ہے ای نادان تیری بھتیجی مخمور سُرخ چشم نے عمرو کو دریاے سحر کے
پار اوتار دیا اور کل واقعہ مخمور کا لینے جو کچھ عمرو سے باتین ہوئین تھین اُسنے کہدین اور پھر

شاہ طلسم کو اُسنے سمجھایا کہ سن زمین آسمان ٹل جائے تمام طلسم غارت ہوجائے سب ساحر مارے جائین مگر تو یہ چار کام نکرنا اول طلسم کے آئین مین فرق نہ ڈالنا دوسرے حجرہ ہاے ہفت بلا کو نہ کھولنا تیسرے گیارہ مہینے بعد اسد طلسم کشا کو قتل کرنا بیچ مین ارادہ نہ کرنا ورنہ آئین طلسم مین فرق آئیگا چوتھے کیسی ہی آفت آئے اور جنگ سخت آکر پڑے وہ اکیس ساحر یادگار زمانہ سامری ہین اونکو لڑنے نہ بھیجنا اور عمرو ابھی مارا نہ جائیگا تو نے **بیسران** کو بھیجا ہے دیکھ لینا کہ اسکا بھی کام تمام ہوا اب تم جاؤ چاہ زہر دیر میلا کرو اُس روز **جہرخ** اور **بہار** اور **شکیل** وغیرہ سب حاضر ہون گے اُسوقت لڑائی کا سامان کرنا لیکن **عمرو** سے ہوشیار رہنا وہ جب بھی مکاری کریگا اور تو قضا عمرو کی پوچھنے آیا ہے کہ کیا ہے اور کیونکر ہے اسبات کو مین جب سے **عمرو** یہان آیا ہے اوسی روز سے تمام کتابون مین طلسم کی اور خداوند سامری کی تصنیف مین تلاش کررہی ہون لیکن پتہ نہین ملتا بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ **عمرو** کشندہ ساحران ہے پس اے فرزند لازم ہے کہ اُس سے غافل نہ رہ ذرا ابچکر چل تو مارا جائیگا اچھا اب گھر جاؤ مین بھی جاتی ہون **افراسیاب** اور **حیرت** نے تسلیم کی بڑھیا نے اشارہ کیا تخت اونچا ہوا اوسوقت وہ چارون پتلیان گویا ہوئین ایک پتلی بول جاتا ہے تو جا دوسری نے کہا چلتے ہو تو چلو تیسری نے کہا موم ہے جو پگھل جائیگا چوتھی بولی پہاڑ کو آگ لگ جائے گی **افراسیاب** جلد **حیرت** کو لیکر پہاڑ کے نیچے اوترگیا کہ پتلی نے کہا ہے آگ لگے گی وہی ہوا کہ نیچے اوترتے ہی پتھرون سے شعلے نکلے اور سارا مکان اور صحرا وغیرہ دہر دہر جلنے لگا **افراسیاب** اور **حیرت** نے پیچھے پھر کر نہ دیکھا اور شاہ طلسم نہایت غضب ناک کہتا ہوا کہ اس مخمور بالزادی کو چل کر بڑے عذاب سے ہلاک کرونگا اور اوسی غصہ مین باغ گلزار کی طرف چلا کچھ عرصہ مین داخل باغ ہوا یہ باغ بھی مثل باغہاے طلسم کے جنکا ذکر اکثر مقام پر ہوا ہے تعمیر ہے دنیا کی خوبی اور عمدگی سے معمور ہے چمنستان مین جواہر کے درخت سایہ دار لگے تھے مگر طلسمات کے تھے کہ ایک ایک شجر مین سات طرح کی ڈالیان تھین اور ہر ایک ڈالی مین کئی وضع کے پھول اور پھل تھے حلاوت بخش جہان بیکل تھے گلشن جواہر مین ہرا بھرا اور پھولا پھلا تھا بلبلین چہکتی تھین میوہ گوناگون لگا تھا کہ **نظم**

ہلاتی تھی اُس جا صبا ڈالیان	بجاتے تھے برگ شجر تالیان

کہین باغ مین آبشارون کا جوش — کہین سرو پر قمریون کا خروش
کرین زمزمہ شاخ پر جانور — ہلین وجد مین آکے شاخونکے سر
کہین بلبل وگل کا افسانہ تھا — کہین رقص طاؤس مستانہ تھا
غرض زعفران سے زمین وانکی پر — پڑے سنگریزے سو یاقوت و دُر
زمین زرد مخمل سی باآب وتاب — ہزارون پڑے نافہ مشک ناب
ہر اک نہر ایسی تھی اُس جا روان — صفائی مین جون طبع روشندلان
کنارون پہ اونکے جواہر کا کام — وہ فیروزہ فام اور یاقوت فام

بیچ باغ مین بارہ دری بنی تھی جسکے ستون مین منبط کاری کی تھی ساری عمارت جواہر جڑی تھی گویا کان جواہر کی تھی اور بلند اسقدر تھی کہ فخر سے سر عزت اپنا فلک پر رکھے تھی نظم

عمارت نہ تھی تھا وہ باغ بہشت — طلا اور نقرے کی ایک ایک خشت
عجائب صفا کی عمارت تمام — جہان چشم خورشید جھپکے مدام
عریض وطویل اُسمین موتی کے در — طلسمات کا سب بنا تھا وہ گھر

سب درون مین بارہ دری کے پردے پڑے تھے اور چار سو کنیزان خوش جمال پری تمثال برق وش حورمنش وہان حاضر تھین لیکن دوسو اندر بارہ دری کے اور دوسو باہر تھین اندر کی عورتین آج تک باہر نکلین نہ تھین اور اونکو کبھی کسی نے دیکھا نہ تھا اور بارہ دری کے اندر کا حال بھی کسی کو معلوم نہ تھا کہ اسمین کیا چیز ہے اُسوقت شہنشاہ ساحران کے آنے سے باہر کی لونڈیون نے تسلیم کرکے پردے بارہ دری کے باندھ دیے گویا راز طلسم کا پردہ فاش کیا مثل برق کے چہرے اندر کی کنیزونکے چمکنے لگے اور اونکے حسن روبرو باہر کی عورتون کا رنگ پھیکا ہو گیا بلکہ باغ کے پھول اونکے رخسار نازک کے روبرو زرد ہو گئے گلاب اور یاسمن گرد ہو گئے کہ بہ مقتضاے **ابیات**

وہ نور کی صورتین تھین محبوب — گلہاے چمن تھے اونسے محجوب
ایک ایک تھی اُن مین غیرت حور — تھین حسن مین اپنے سب وہ مغرور
طرار ودوجیہ وشوخ وبیباک — خوشرو وخوش خو حسین وچالاک
ابرو مین کجی تو زلف مین بل — اولجھی ہوئی کاکل مسلسل
وہ طبع کڑی وہ نرم روئی — ظاہر چتون سے گرم خوئی

ہر ایک نے شاہ جادوان کو تسلیم کی اور عہدے ہاتھون مین لے کر با ادب پشت پر کھڑی
ہوئین شہنشاہ آگے بڑھ کر بیچ ایوان مین جا کھڑا ہوا وہان بھی پردہ پڑا تھا جب اُس پردے کو
کنیز نے اوٹھایا ایک تخت بچھا ہوا نظر آیا کہ ہر رنگ کا جواہر اوسمین نصب تھا تخت کہکشان
فلک اوسکے مقابل کپ تھا اوس تخت پر پتلا پتھر کا ہم صورت **افراسیاب** بیٹھا تھا
اوس پتلے کو ہاتھ سے بلایا کہ اے ہمنام ہمارے پاس آؤ وہ اُٹھ کر سامنے آیا اُس سے حکم کیا
کہ تم ہمارے ہمنام ہو ہمارا تمھارا ایک واسطہ ہے ابھی جاؤ اور مخمور کو پکڑ لاؤ یہ حکم سنتے ہی وہ
پتلا زمین پر گرا اور دھوان بنکر اوڑا سامنے سے غایب ہو گیا شہنشاہ ساحران اوسی پتلے
کی جگہ پر جلوہ فرما ہوا حیرت پہلو مین بیٹھی کچھ سحر پڑھ کر دستک دی باغ کے سب پھول کھل
گئے اور چھوٹے چھوٹے طایر خوش رنگ پھولون سے نکل کے زمین پر گرے لوٹنے لگے اور
صورتین اونکی پریون کی بن گئین کہ نہایت درجہ حسینہ و جمیلہ تھین پیشواز زین رنگ برنگ کی
زیب قامت فرمائے با غنچ و لالا روبرو شاہ جادوان کے آکر ناچنے لگین اور کنیزان
بارہ دری جام و صراحی لے کر شراب گلگون پلانے لگین شاہ جادوان منتظر مخمور مین یہان
بیٹھا ہے لیکن کچھ حال عمرو کا سنیئے کہ بسیران اونکی گرفتاری کو چلا ہے غرضکہ جس شب کو
عمرو ذلت شاہ طلسم کو دیکر درہ کوہ سے سب کو بارگاہ مین لایا رات بھر ہنگامہ عشرت یہان
گرم رہا جبکہ شہنشاہ طلسم فلک ایوان مشرق سے برآمد ہو کر باجاہ و جلال حکمران ہوا اور
لشکر خواب دیدۂ عالم سے فرار کر گیا کہ **ابیات**

شہنشاہ زرین کلاہ سپہر	گرفتہ زمشرق چو راہ سپہر
جہان گشت از نور او کامیاب	زچشم خلائق روان گشتہ خواب

مہرخ بھی دربار مین نقارہ نوازی فرما کر سریر مملکت پر جلوہ فرما ہوئی سب سردار حاضر
ہوئے اور بعد مجرا کرنے کے پایہ بپایہ بیٹھے ہنگامۂ حکمرانی گرم ہوا عمرو بھی کرسی پر متمکن تھا
کہ آپ سے آپ گو کہ کھانے کا وہ وقت نہ تھا مگر عمرو کو بھوک معلوم ہوئی دل سے اسنے مشورہ کیا
کہ از خود بے وقت بھوک معلوم ہونا علامت سحر کی ہے شاہ جادوان نے تیرے لیے کوئی
سحر کیا ہوگا یا کوئی ساحر تجھے گرفتار کرنے آتا ہے یہ سوچکر اوٹھا مہرخ نے پوچھا کہ خواجہ
کہان چلے آپ کا جانا باہر بارگاہ کے آجکل اچھا نہین ہے کہ شاہ طلسم حضور کی فکر مین ہے
عمرو نے جواب دیا کہ میرا دم گھبراتا ہے ذرا پھر آؤن تو آتا ہون یہ کہکر نکل کر چلا گیا جب یہ

جا چکا اوس گھڑی زمین تھرائی اور بہیران ظاہر ہوا عرخ وغیرہ نے گولے سحر کے سنبھالے
بہیران نے ہنسکر کہا اے نمک حرامان تم لوگ مجھ سے کیا لڑو گے دم بھر مین چٹکی سے ملکر مثل پشّہ
ومگس تم کو ہلاک کرونگا مگر ناچار اس سے ہون کہ تم سے لڑنے کو مجھے شاہ نے نہین حکم دیا جس
کام کے لیے بھیجا ہے انتظام اُسکا کر کے چلا جاؤن گا تم سب اپنی جگہ پر بیٹھے رہو اگر مجھے چھیڑو گے
تو اچھا نہین ہے یہ عتاب وخطاب سنکر سب اہل بارگاہ خاموش ہو رہے اور بہیران
تلاش عمرو مین ہیک نگاہ کو ہر طرف دوڑانے لگا اتفاق روزگار سے کنیز ملکہ بہار جادو
پر کہ نام اوسکا محبوب پری چہرہ جادو ہے عاشق ہے اور جب بہار طلسم باطن مین رہتی تھی
شاہ طلسم کی مطیع تھی اوسی زمانہ سے یہ عشق رکھتا ہے اور کنیز بھی اوسپر فریفتہ ہے مگر خوف سے
ملکہ بہار کے اس سے مل نہین سکتی ہے اور بہیران بھی بسبب اس شرم کے کہ کنیز کو ملکہ بہار
سے مانگنا باعث ننگ وعار ہے کچھ کہہ نہ سکتا تھا اوسوقت اوسنے دیکھا کہ محبوب ستون بارگاہ
کی آڑ مین کھڑی ہے مگر مجھے دیکھ دیکھ کر ہنستی ہے بناؤ سنگار کیے ہے مسی لگا رہے لکھوٹا جمائے
ہے ہاتھون مین پور پور چھلے ہین منھ پر زلفونکے ساتھ پٹے چھوٹے ہین کنگھی چوٹی سے
درست بندی ماتھے پر دیے چھاتیان اوبھارے دکھا رہی ہے یہ عالم معلوم
ہوتا ہے کہ بیت

رنگ بھبھوکا پیٹ ملایم اور کچون مین سختی ہے | سینہ سے لے ناف تلک اک صندل کی سی تختی ہے

اور اوسوقت اپنے عاشق کو دیکھ کر اُسنے اٹھلانا شروع کیا کبھی چھپ جاتی ہے اور کبھی سامنے
آکر تیوری چڑھا کر منھ بنا کر سر ہلاتی ہے کبھی مٹک کر بیٹھ جاتی ہے اور کبھی چھلانگ مار کر ادھر
اودھر پھرتی ہے کبھی گریبان کھول دیتی ہے اور سینے پر سے دوپٹہ ہٹاتی ہے چھاتیان
دکھاتی ہے اور گاہے آنچل اولٹ کر سر پر ڈالتی ہے اور منھ عاشق سے چھپاتی ہے ان
اداؤن کو دیکھ کر بہیران مر گیا اور دل سے کہتا تھا رباعی

رفتار مین یہ کسی کے انداز کہان | باتون مین کسی کے ایسی آواز کہان
خوبی ہے تمھین پہ ختم محبوبی کی | یہ عشوہ کہان کسی مین یہ ناز کہان

ادھر تو یہ محو جمال کنیز تھا اور کنیز بھی سمجھی کہ مدت کے بعد تیرا چاہنے والا آیا ہے باہر بارگاہ کے
چل کر دو دو باتین کر لے یہان ملکہ بہار کے روبرو دال نہ گلے گی یہ سوچکر ٹالا بالا بتا ادھر جا
اُدھر آ شدہ شدہ در بارگاہ پر پہونچکر اس طرف اُس طرف دیکھ کر پیچھے پھری کہ دیکھون مطلوب

کبھی آتا ہی یا نہین جب کسی کو آتے نہ دیکھا کھنکھاری اور آپ سے آپ اوہی کرکے باہر بارگاہ کے نکل گئی بلبیران نے جو آواز اوسکی سنی سمجھا کہ مجھے در پردہ بلاتی ہے یہ بھی باہر نکل آیا اور پاس کنیز کے پہونچکر گویا ہوا کہ کیون صاحب مزاج اچھا ہے اوسنے جواب دیا کہ دعا کرتی ہون تم اچھے رہے کیونکر آئے اسنے کہا آیا تو مین عمرو کے گرفتار کرنے کو ہون مگر تمھارے فراق مین بیچین تھا اور خواہش دیدار رکھتا تھا کہ رباعی

واللہ ہم اسے صنم نہ بھولینگے تمھین	یاد آپ کی ایک دم فراموش نہین	جب تک یہ ہے دم مین دم نہ بھولینگے تمھین	تم بھولو تو بھولو ہم نہ بھولینگے تمھین

اے محبوب عاشق نواز جب بہار شہنشاہ سے منحرف ہوئی تھی اوسوقت تم میرے پاس چلی آئی ہوتین اور تمھاری بی بی کو کیا ضرور تھا کہ عمرو کی شریک ہوئین محبوب نے کہا میرے سامنے بیبیاد انکو کہنا نہین کہ وہ میری مالک ہین اور مین کیا ستانی تھی جو تمھاری ہو رہتی اپنی بی بی کو چھوڑ دیتی مردون کی بات کا اعتبار کیا تجھے میری محبت ذرا بھی ہوتی تو آجتک میرے پاس میرے پاس نہ آتا اب لگا باتین بنانے بلبیران بولا کہ جان من جیسے تم پرائی تابعدار تھین ویسے ہی مین بھی تھا عین لشکر مین کیونکر آتا مگر فرقت مین میرا یہ حال تھا رباعی

بے چین جو درد دل سے ہم ہوتے ہین	لے شام سے تا سحر ترے بن گھر مین	سر اپنا ٹپک ٹپک کے جی کھوتے ہین	سب سوتے ہین اور ہم پڑے روتے ہین

اے یار بے وفا اب شکوہ و شکایت موقوف کرکے ذرا سامنے درہ کوہ مین چل کر صحبت آرا ہو کہ دل مضطر میرا تسلی یاب ہو محبوب نے تیوری چڑھا کر کہا کہ مجکو اکیلے مین جانے سے کیا مطلب ہے تو مسٹنڈا مستی مین بھرا ہوا ہے میری عزت مین خلل آجائیگا اب ایسے تجکو دیکھا تو نے مجھے زیادہ ہوس نکر بلبیران بولا کہ اے غمگسار سیم اندام میرا آنا یہان پھر کاہے کو ہوگا آج کا ملنا غنیمت جان کر میری مراد بر لا گھڑی بھر شراب و کباب کا تنہائی مین شغل ہو بوس و کنار کی لذت ملے پیاری آج تو اپنا یہ جی چاہتا ہے کہ رباعی

بوسے سے جو منھہ موڑو تو موڑو اپنا	گر نام سے عاشقی کے ننگ آتا ہے	ٹک پانون تو دابنے ہمین دو اپنا	نوکر چاکر غلام سمجھو اپنا

محبوب بولی چل باتین نہ بنا مجھے مردوے دم دہادے جھانسے نہ بتا مین کمبخت سرکار کے کام کو باہر آئی تھی یہان جان غضب مین پڑگئی یہ کہکر آگے بڑھی بلبیران ساتھ ہوا پیچھے پھر کر

سکر اگر اوس سے ارے مین بدنام ہو جاؤن گی تو میرے سایقہ نہ آ غرضکہ اسی طرح باتین بناتی ہوئی درہ پہاڑ مین آئی عاشق اسکے ساتھ آیا باہم اختلاط کرنے لگے محبوب نے دوپٹہ اپنا بچھایا اور اس حیلے سے گہنا یا تا اترانے کی راہ سے سب دکھایا کہ مجھے لونڈی نہ جاننا مین گہنا پہنے ہون اب کبھی اٹھلاتی ہین کبھی ٹھنکتی ہے کبھی سر اسکے زانو پر رکھکر لیٹ جاتی ہے اور اسے کہتی ہے آج جو میرے ہے سو راجہ کے نہین ہے یہ غمزے کر رہی تھی کہ عمرو جو بارگاہ سے پہلے چلا آیا تھا ادھر آ نکلا اور دیکھا کہ کنیز بہار کی ایک ساحر کے ساتھ اختلاط کر رہی ہے اور دو بوتلین شراب کی سامنے رکھی ہین عمرو نے خیال کیا کہ یہ ساحر میرے ہی لشکر کا ہے اس کنیز سے پھنسا ہے تو چل کر دھمکا کے اس لونڈی کا گہنا لے لے یہ سوچکر فی الفور بڑھیا کی ایسی صورت کہ ہاتھ پاؤن کانپتے سر ہلتا ہوا کوے کی ہڈیان نکلین سر جیسے گالا روئی کا ٹوٹی سی لکڑی ہاتھ مین جوتی کی ایڑیان نکلی ہوئین کھٹ کھٹ کرتی آئی لونڈی جھجک کر بیران سے الگ ہوئی کہ اوئی کوئی آتا ہے بیران نے دیکھا کہ ایک بڑھیا آتی ہے اودھر اس بڑھیا نے اسکو دیکھکر دعا دی کہ سامری یہ جوڑی قایم رکھے راج سہاگ میری سہاگن کا بنا رہے میان پاؤن مردے رہین میری بی بی کی ایڑی دیکھکر کسی کا منھ نہ دیکھین اسے اے مین صدقے تھکین ہنسنا بولنا نصیب یہ کہکر کراہ کراہ کرکے بیٹھ گئی محبوب کی جان مین جان آئی کہ یہ کوئی واقف کار نہین ہے پوچھنے لگی کہ بڑی بی کہان چلین اس جنگلے مین کیون پھر رہی ہو بڑھیا نے کہا بلیا لون اس موئے پیٹ کے کارن اس بڑھاپے مین مٹی خراب ہے ستیاناس برباد ہر طرف خاک چھانتی پھرتی پھرتی ہون اسوقت لشکر مین مانگنے جاتی تھی تمھاری باتون کی آواز سنکر ادھر چلی آئی سامری وجمشید تمھاری عزت و حرمت رکھین مکان مرا قریب ہے وہان چل کے ہنسو بولو بیران نے کہا مجھے زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہین مین بحکم شاہ طلسم عمرو کو پکڑنے آیا ہون یہان سے اوٹھون تو اوسکو گرفتار کر لیجاؤن بڑھیا بولی کہ وارے اس موئے کا پکڑنا کیا مشکل ہے کل میرا اتکلا آ کر توڑ گیا تھا مین بھی گھنی کھینچکر ماری غارتی کی ٹانگ جانتی ہو گی یہ کہکر کہا صدقے گئی مجھے مدت سے شراب نہین ملی کنیز نے ایک بوتل شراب کی حوالے کی بڑھیا دعائین دینے لگی اور شراب جام مین اونڈیلی پھر بوتل مین ڈال دی اس اولٹ پھیر مین بچالا کی تمام گھائی مین پڑیا بیہوشی کی دبی تھی شراب مین ملا دی اور گویا ہوئی کہ دریان اتنی شراب مین کیا کرون گی تم بھی پیو

عیش کرو مین بڑھیا ہون مجھسے کیا حجاب کرتی ہو مینے جوانی مین بیبیون کے ساتھ مزے
اڑائے ہین بقول شخصے کالے کا سر ایک سہنین چھوڑا کنیز ہنسنے لگی کہ بڑھیا بڑی دل لگی باز ہے
آخر بڑھیا کے ہاتھ سے دونون نے شراب پی اور بیہوش ہوگئے عمرو نے بوتل شراب کی زنبیل
مین رکھی اور اوسکو قتل کرنا چاہا وہ روئین تن بزور سحر تھا عمرو نے کرچھا اور سیہ زنبیل سے
نکال کر گرم کرنا چاہا تھا کہ قران جو ہمیشہ صحرا نورد رہتا ہے لشکر مین کم جاتا ہی دور سے یہ
کرشمہ دیکھ رہا تھا وہین سے پکارا کہ اوستاد آپ تکلیف نہ کرین مین آیا اور قریب آکر امن درے
بندہ مارا کہ بیسران کے دو ٹکڑے ہوئے واصل جہنم ہوا غل و شور برپا ہوا کہ مارا بیسران
تو عمرو نے صورت اصلی بناکر محبوب کو ہوشیار کردیا اوسنے جو عمرو کو دیکھا جان نکل گئی تھرانے
لگی اور پاؤن پر گری کہ خواجہ میری بی بی سے یہ حال نہ کہنا عمرو نے زنبیل سے کوڑا نکال کر
مارنا شروع کیا کہ مالزادی دشمنون کو ہمارے بغل مین لیے بیٹھی تھی اور اب نخرے بگھارتی ہے
بزدلکہ خوب مارا وہ بناؤ سنگار خاک مین ملا دیا اور جھونٹے پکڑ کر لے چلا کہ چل تو سہی تجھے پہلے
بہار کے تجھے بھی قتل کرونگا کنیز نے بہت منت کی کہ اور جتنا جی چاہے آپ زدوکوب
کریئے مگر وہان نہ لیجایئے میری جان بچایئے عمرو نے کہا جو کچھ تیرے پاس ہے اور جو تو نے
جمع آج تک کرکے رکھا ہے وہ سب مجھے دے دے تو بچیگی محبوب نے کہا چار جوڑے بھاری
کپڑون اور سو روپیے نقد تو مین نے اپنے مقام پر جمع کرکے رکھے ہین اور باقی یہ گہنا ہے
عمرو نے سب گہنا لے لیا اور کہا جو بہار پوچھین گی کہ گہنا کیا کیا تو کیا بتایئگی کنیز نے
کہا لوگون کی گہنا اوتار کر دریا کے کنارے رکھ کر نہانے مین مصروف ہوئی کوئی چرا لے گیا
عمرو نے کہا دو روپیے کا پیتل لے کر پہن لے کاہے کو وہ بات کہہ جس مین پرسش ہو کنیز نے کہا
اچھا جلیئے تو مین بات بنالونگی اور دل مین یہ خیال کرتی تھی کہ بی بی کا مال چرا کر سب کچھ ہو جائیگا
مگر نہین اسوقت تو جان بچ گئی خلاصہ کلام وہان سے سب بارگاہ مین آئے مہرخ مستفسر
ہوئی کہ خواجہ کہان گئے تھے عمرو نے کہا بہنی کرنے جیزدو چار کوڑیان جو قسمت کی تھین
لائین یہ جو بی محبوب کھڑی ہین انکی بدولت بلبیسران کو بھی ہمنے مارا اور مال بھی پایا
اس بیان سے محبوب کانپنے لگی کہ ایسا نہو عمرو میرا حال کہہ دے اور عمرو نے
اوٹھکر کنیز کو الگ بلاکر کہا کہ اگر آدھا روپیہ مجھے دینے کا اقرار کر تو بہار سے تجھے انعام
دلوادون کنیز نے کہا مین بہت کچھ دے چکی ہون اب مجکو معاف فرمایئے عمرو بولا کہ

کہ دون جو کچھ تونے درۂ کوہ مین کیا ہے لونڈی قدم پر گر پڑی اور گویا ہوئی کہ آپ سب
مال لے لیجیے گا جو کچھ بی بی دین سب آپ کا یہ سنکر عمرو کرسی پر آکر بیٹھا بہار نے کہا
خواجہ میری کنیز کو پسند کیا ہو تو حاضر ہے اس مردار کو بھی یہ لیاقت ہے کہ آپ سے تخلیے مین
باتین کرے عمرو نے جواب دیا کہ اے ملکہ یہ کنیز ہماری محسن ہے اسنے ہماری جان بچائی
بلیسر ان کو درۂ کوہ مین لگا کرلے گئی اور مجکو خبر کر گئی مین نے جا کر کام اوسکا تمام کیا لیکن
اس بیچاری کا گہنا روپیہ اس بلڑ مین جاتا رہا اوسی کو اسنے مجھسے الگ بلا کر کہا بی بی سے
مجکو دلا دیجیے بہار نے جب یہ ماجرا کنیز کی رفاقت کا سنا کئی توڑے روپیون کے اور جڑاؤ
زیور اپنے پہننے کا منگوا کر عنایت کیا کنیز مالامال ہوگئی عمرو نے اوسکے جاے سکونت پر جا کر
آدھا مال وصول کیا اور بارگاہ مین پہونچکر مصروف عیش و نشاط ہوا دور بادۂ گلرنگ
آغاز تھا اور بربط و چنگ مغنی بجاتا تھا سب خوش اور سرخوش بیٹھے تھے اب انکو اس حال
مین چھوڑیے اور ماجرا اس رہرو جادۂ اشتیاق و گام فرساے بیابان فراق قتیل تیغ ابرو
اسیر طرۂ گیسو بیقرار و ناصبور یعنی ملکہ مخمور کا سنیے کہ بعد اتار دینے یار دریاے سحر کا
کو مفارقت مطلوب سے سخت گھبرائی جان لب پر آئی ہزار طرح کا دلمین خیال آیا کہ شاہ
طلسم جب عمرو کو جگہ دینے کا حال سنے گا تو کیا کچھ ستم برپا ہوگا تو گرفتار ہوگی سارے
طلسم مین رسوائی بڑھے گی آفت مین جان پڑے گی خیر اے مخمور عشق کے کارن جو
ہو وہ تھوڑا ہے پانون بھی خانۂ زنجیر مین جانے کے مشتاق ہین کان بیڑیون کی غل
سنا چاہتے ہین ہاتھون کو شغل گریبان دری ہے رسوائی تو اس کام مین دھری ہے
جتنی بے عزتی ہو عین عزت ہے دیوانگی اور برہنہ پائی عاشق کے لیے مقام فخر
و سعادت ہے کہ

ابیات

غیر بدنامی ہمین کیا چاہیے الفت مین نام
بے نشان ہو جایئے بس یہ نشان درکار ہے

زیست بدتر مرگ سے ہے گر نہو وصل یار
ورنہ جی تن کو مرے نہ تن کو جان درکار ہے

ہووے شادابی گلشن کب بغیر از آبجو
سینۂ پرداغ کو اشک روان درکار ہے

سب طرح سے بہتر اپنے حق مین ہے دلبستگی
جز وہان زخم یان کسکو زبان درکار ہے

اسی سوچ مین کبھی بارہ دری مین پلنگڑی پر مردے کی طرح پڑی رہتی اور گاہے گلشن مین
بے تابانہ جاتی تڑپتی اور بلبلاتی غم دل کو زبان پر لاتی روکر یہ ستاتی رباعی

گر دل نہ یہ مبتلا کسی پر ہوتا	مین کاہے کو اس طرح سے مضطر ہوتا
کمبخت یہ دل تو میری چھاتی کا ہے جم	کاش اسکے عوض بغل مین پتھر ہوتا

اسی طرح اپنے حال مین مبتلا تھی کہ یکایک تڑاقا ہوا اور افراسیاب زمین سے نکلا مخمور گھبرا کر شرط ادب بجا لائی اور تسلیم کر کے عرض پیرا ہوئی کہ بیت

ہماے اوج سعادت بدام ما افتد	اگر ترا گذری بر مقام ما افتد

حضور نے بڑا کرم کیا جو مجھ کنیز کے کلبۂ احزان کو منور اور مزین فرمایا اوس تیلی نے کہ ہمشبیہ افراسیاب تھا اور باغ گلزار سے واسطے اسکے گرفتاری کے شاہ جادوان نے بھیجا تھا کچھ اسکی باتون کا جواب نہ دیا اور کمر مین پنجہ دے کر لے اوڑا دم بھر مین سامنے شہنشاہ طلسم کے لایا مخمور نے دیکھا کہ حیرت پہلوے شاہ مین بیٹھی ہے مگر دونون غضب ناک ہین اس اسیر پنجۂ فراق نے دونون کو سلام کیا افراسیاب نے بہ غصہ خطاب کیا کیون اے قحبۂ بے حیا مین نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی جو تو نے عمرو کو دریاے سحر کے پار اوتار دیا مخمور نے عرض کیا کہ لوگ مجھ سے اس طلسم مین خار کھاتے ہین جلتے ہین کسی نے تہمت لگائی ہے ورنہ مین عمرو کو پار کیون اوتار دیتی وہ میرا کون تھا اور مجھے اوس سے کیا مطلب تھا افراسیاب نے کہا دیکھ تیرا جھوٹ معلوم کیے دیتا ہون کچھ پڑھ کر دستک دی کہ ایک تخت فلک کی جانب سے اوترا اوسپر ایک ساحر جام اور صراحی لیے بیٹھا تھا اوس سے حکم کیا کہ اے حباب جام زبردست جادو پیالہ شراب کا حیرت کو دے اوسنے ساغر حیرت کو دیا اور حیرت نے اسکو مخمور سرخ چشم کے حوالے کیا کہ اے ملکہ اگر تم سچی ہو تو اس شراب سامری کا جام پیو مخمور نے وہ جام لے کر پی لیا شاہ طلسم نے سحر کیا اور کہا کہ اے حباب تم جاؤ اور کاتب نامۂ اعمال تو حاضر ہو یہ کہتے ہی وہ ساحر تخت اوڑا کر چلا گیا اور زمین سے ایک پتلی کاغذ اور قلم اور دوات لیے نکلی افراسیاب نے کاغذ وغیرہ مخمور کو دیا اور کہا لکھ اپنا نامۂ اعمال اسکو جام پینے سے وہ بیخودی چھائی تھی کہ اپنے حال سے گو کہ ماہر تھی مگر غیر کا سانحہ سمجھتی تھی فی الفور سارا ماجراے عشق نور الدہر اور عمرو کا اپنے گھر مین رکھنا اور پھر دریاے سحر کے پار چلی دے کر اوتار دینا سب لکھ دیا جب سب لکھ چکی شاہ طلسم نے سحر پڑھا کہ وہ تاثیر جام سحر برطرف ہوئی اور یہ اپنے ہوش مین آئی اسوقت

خطاب کیا کہ دیکھ تو نے اپنے ہاتھ سے کیا لکھا ہے اس حیرت زدہ آئینہ رخسار محبوب
نے سب کیفیت اپنی معاینہ کی اور سمجھی کہ حال میرا آئینہ ہے اب جواب کیا دے مانند
تصویر کے خاموش ہو رہی کہ مصرعہ خاموشی کے سوا نہین تقصیر کا جواب؛ اُسوقت
افراسیاب نے پھر دست کی وہی پتلی قلم اور دوات لے کر چلی گئی اور دو ساحر
کریہ منظر بدہیئت تازیانے لیے زمین سے نکلے اور مخمور پر مار پڑنے لگی جسم نازنین
فگار ہوا پیرہن تار تار ہوا اور سو کوڑے جب پڑ چکے یقین تھا کہ طائر روح اسکا قفس تن سے
پرواز کر جائے کہ حیرت نے دست بستہ کہا اے شہنشاہ بس یہ اپنی سزا کو پہونچی اب
میری خاطر سے درگذر فرمائیے شاہ طلسم نے اسکا التماس پذیرا فرمایا اور جادو کیا کہ چار
پتلیان تخت لیکر آئین اونسے کہا اس مجرمہ کو اسکے گھر پہونچا دو اور ساحران تازیانہ زن زمین
مین سما گئے پتلیون نے تخت پر مخمور کو ڈال کر گھر پہونچا دیا اور آپ تخت لے کر چلی گئین
کنیزین اور ہمراز ین انیسین وغیرہ مخمور کے پاس آئین اور اسکا عالم دیکھکر رونے
لگین پلنگ پر مردے کی طرح لٹا دیا اور گرد اوس ماہ سپہر عاشقی کے سب نے حلقہ کیا کوئی
پٹی سے سر ٹکرانے لگی کوئی شور گریہ مچانے لگی کسی نے چہرے بے نظیر کی چٹر چٹر بلائین لین
کوئی بے قرار ہوئی کسی نے گالیان شاہ طلسم کو دین کہ اس بھڑوے افراسیاب نے ہر گز
اس نازنین کی جوانی پر بھی رحم نہ کیا اوس جلاد سے کیونکر اسکا ٹپنا دیکھا گیا کوئی ملکہ کا
منھ پکڑ کر کہتی تھی کہ مین واری کچھ منھ سے تو بولو اے ملکہ اس تیری جنڈری کا صبر
موے افراسیاب کی جان پر پڑے جسنے تجھے زخمی کیا اور مرنے کے قریب پہونچایا
کھٹیا سے لگا دیا افسوس بدنصیب نے تجھے کس قصائی کے پالے ڈالا ایک نے کہا اے لوگو
مین یہ حیران ہون کہ اس جوانا مرگ افراسیاب کا ہماری ملکہ نے کیا ڈھالا بگاڑا تھا
یہی نہ کہ ایک شخص پر جی آگیا پھر اسمین میری جان اوسکا کیا اجارہ اور اس مقدمے
مین وہ تو کیا جنکی عرش پر جھولتی ہے ہر وقت تلوار سے جنکی خون ٹپکتا ہے وہ کچھ نہین
کرسکتے تو بھلا یہ بھڑوا کیا کرے گا وہ اپنی جورو کی تو خبر رکھے کہ ہر طرف ہنڈاتی پھرتی ہے
مثل مشہور ہے کہ جو دو دل راضی تو کیا کرے قاضی یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک
مخمور نے دو ایک ہچکیان لین اور ہاتھ پاؤن ٹپکنے لگی جیسے کوئی دم توڑتا ہے یہ کیفیت
طاری ہوئی اوسوقت سارا محل تلے اوپر ہو گیا اور ایک کہرام مچگیا سب چھوٹے

بڑے بچھاڑین کھانے لگے اور گرد ملکہ کے پلنگ کے پھرتے اور کہتے تھے کہ ابیات

ہائے افسوس کیا یہ آہ ہوا / ہائے سب گھر کا گھر تباہ ہوا
کیا کیا ہائے درد کا چارا / ہے اجل تو نے اے فلک مارا
کھائی تھی جسنے پھول کی نہ چھڑی / اوسپہ یہ ضرب تازیانہ پڑی
کوڑے ایسے لگائے ہین اسکے / پیٹھ پہ پڑ گئے نشان جسکے
ہائے کوڑون کا درد مان گئی / ہائے افسوس اسکی جان گئی
کس سے اس طلسم کی کرین فریاد / سر بسر کر دیا ہمین ناشاد

قصہ مختصر کسی نے مرہم سحر ملکہ کے لگایا اور کسی نے ٹانکے دیے کیوڑا اور فواکہات کا عرق حلق مین ٹپکایا کہ کچھ اس رنجور کو افاقہ ہوا ملکہ ملازمین اسکی بیمارداری کرتے ہین دیکھا چاہیے کہ بعد صحت کے یہ کیا کرتی ہے اور کہان جاتی ہے مگر شاہ طلسم کو بعد اسکے گھر بھیجدینے کے طایران سحر نے خبر دی کہ ہیران جو بہر گرفتاری عمرو گیا تھا اس خبر کو سنکر غضب ناک وہان سے اوٹھا اور باغ سیب مین آیا یہان اہالیان دربار حاضر تھے سب نے تعظیم کی گھنٹے بجے ناقوس پھنکے بخور سلگنے لگے شاہ تخت پر بیٹھا اور وزیر سے اپنی یعنی باغبان قدرت سے کہا جلد جاکر عمرو کو پکڑ لا ازبسکہ وزیر اول مرتبہ عمرو کے ہاتھ سے زک پاچکا ہے تامل پذیر ہوا تھا کہ شاہ جادوان نے بنگاہ غضب جو اوسکو گھورا فرط خوف سے کہ مبادا مثل مخمور مجھپر نہ ثابت ہو کہ عمرو سے یہ ملا ہوا ہے جب تو اوسکی گرفتاری مین رکتا ہے فوراً روانہ ہوگیا جب یہ جاچکا حیرت سے کہا اے ملکہ تم بھی لشکر مین جاؤ اب ہین ایک ساحر یا ساحرہ کو بہر مقابلہ مہرخ بھیجون گا حیرت یہ حکم سنکر روانہ ہوئی اور چلتے وقت دو تین اپنے ملازم چھوڑکر اونسے کہہ گئی کہ جب عمرو گرفتار ہوکر آئے تو مجھے خبر کرنا میرے دل مین بھی اوسکے جانب سے شعلے اوٹھ رہے ہین اپنے ہاتھ سے دو ایک طمانچے اسکے مارونگی یہ کہکر چلی گئی اور لشکر مین آئی یہان بھی سب نے استقبال کیا یہ آکر داخل بارگاہ ہوئی اور تخت پر بیٹھی یہان صرصر اور صبا رفتار حاضر تھین وہ عرض رسا ہوئین کہ اے ملکہ نسبت گرفتاری عمرو کیا شہنشاہ نے صلاح ٹھہرائی حیرت بولی کہ اے صرصر کیا مین وہ عیار نگوڑا اشرارہ ہے یا کوئی جن ہے آسیب ہے چھلاوہ ہے کہ قید ہوتا ہے اور پھر بمقتضائے بیت

تو نی از خاک و باد و آب و آتش		نمی شاید کہ بر یک حال باشی

وہ ایسا آنکھون کے سامنے سے اوپر اور تلپٹ ہوجاتا ہے کہ پتا ہی نہین لگتا ابکی بار
باغبان قدرت اوسکی گرفتاری کو گیا ہے دیکھا چاہیے کہ کیا ہوتا ہے وہ قید ہوگا
یا کچھ فتور برپا کرے گا لیکن ابکی مُواجہتے چڑھا تو شہنشاہ بغیر قتل کیے نہ رہینگے مگر مجھے
افسوس یہ ہے کہ تم عیارنیون سے کچھ نہوسکا کبھی ایسی عیاری نہ کی کہ شہنشاہ خوش ہو
عیارنجیون نے عرض کیا کہ واہ ری کئی مرتبہ ہم اوسکو پکڑ لائے وہ فریب دیکر چھوٹ گیا
ہماری عیاری مین کیا قصور ہے اب ہم اپنے ملک کی طرف جاتے ہین وہان سے آکر
پھر کوشش کرینگے اور جب تک باغبان قدرت پر جو کچھ گذریگی وہ بھی ظاہر ہوگی
یہ کہکر رخصت ہوکر چلین راہ مین برق فرنگی نے انکو جاتے دیکھکر صورت اپنی تیز
نگاہ عیارہ کی ایسی بنائی اور پاس جاکر کہا کہان کا ارادہ ہے صرصر بولی کہ بہت دنون
سے گھر نہین گئی ہون آج چاہتی ہون کہ خبر لے آؤن تم بھی جی چاہے چلو برق یہ سنکر
ساتھ ہولیا راہ مین اوسنے کہا بہن تمنے کچھ سنا ہے باغبان قدرت گیا ہے عمرو کو گرفتار
اس کلام کو جو برق نے سنا رنگ چہرے کا زرد ہوگیا اور چپ ہوگیا صرصر اوسکے فق
ہونے اور تغیر رنگ سے پہچان گئی کہ یہ تیز نگاہ نہین برق عیار ہے فوراً جھلا کر
بولی کہ موے نا عیار مجھے دم دینے کیون ساتھ چلا آتا ہے جا دور ہو اپنے باوا سے کہدینا
کہ ذرا بچا رہے باغبان قدرت بڑا زبردست ساحر ہے برق نے کہا اوستانی تم
اتنا خفا کیون ہوتی ہو ہم تمھاری محبت سے کبھی کبھی چلے آتے ہین اور تم ہو کہ سیدھے
منہ بات نہین کرتین صرصر نے کہا کہ تیری محبت کو چولہا اور تیری اوستانی کو کیا نہ کوسون
جوانا مرگ آیا باتین چکنانے موے غارتی نے کیا دل لگی نکالی ہے اوستانی بناتا ہے
تیرے اوستاد کو لوکا لگاؤن سات جھاڑو اوتار کر گل مارون جادو فان بھی ہو برق
ازبسکہ خبر باغبان کے آنے کی اوستاد سے کہنا تھی اسوجہ سے اسکو غصہ ناک پاکر راہی
ہوا اور پاس عمرو کے بارگاہ مین آیا عرض رسا ہوا کہ آپ کی گرفتاری کو باغبان آیا
چاہتا ہے عمرو نے کہا خدا مالک ہے مہرخ بولی کہ خواجہ تم چھپ رہو وہ ڈھونڈھکر چلا جائیگا
عمرو بولا کہ ایسے مقام مین نہ چھپا ہون اور نہ چھپون گا ایک بار مینے باغبان کو قتل کرتے
کرتے چھوڑ دیا تھا ذلیل و زبون سب کیا تھا اب پھر اوسکی شامتین آئی ہین یہ کہکر

علیحدہ گیا اور زنبیل سے ایک شخص کو کہ اکثر ساحر زنبیل مین ڈال لیتا ہی نکال کر اپنی ایسی
صورت اوسکی بنائی اور وقت تبدیل کرنے شکل کے اُسے بیہوش کر دیا تھا اب ہوشیار کر کے
اوس سے کہا کہ تو میری قید مین تھا مین اس شرط سے تجھے چھوڑے دیتا ہون کہ خبردار کوئی
کیا ہی دھمکائے ڈرائے خوف دلائے تو یہی کہنا کہ مین عمرو ہون اگر اسکے خلاف کریگا تو مجکو
تو جانتا ہے مار ڈالونگا اور اگر میرا نام اپنا بتائے گا تو تیری عزت و آبرو بھی ہوگی اور
لوگ حرمت کرینگے غرضکہ بہت کچھ اوسکو سمجھا کر اندر بارگاہ کے بھیجا کہ قریب تخت شاہی میرے
بیٹھنے کی کرسی بچھی ہے وہان جا کر بیٹھ یہ قیدی باشندہ ملک روم ہے حسب اجازت عمرو
وہی پر آکر بیٹھا لیکن برسون سے بھوکا تھا کیونکہ زنبیل مین دن بھر لوٹ کری ڈھلوا کر سوکھے
ٹکڑے دیے جاتے ہین اوسوقت اس رومی نے بیٹھتے ہی خوب شراب پی اور کہا مین بھوکا
ہون مہرخ نے عمرو اسکو جان کر حکم دیا کہ جلد خواجہ کے لیے خوان نعمت حاضر کرا اور
سامنے والی صینچی دستر خوان چُنا جائے حسب ارشاد رکابدار نے کھانا موجود کیا اور
رومی آکر دستر خوان پر بیٹھا پھر تو بقول سعدی علیہ الرحمۃ **بیت**

ملحد گرسنہ در خانہ خالی بر خوان عقل باور نکند کز رمضان اندیشد

بلکہ **فرد**

اگر نشستے دو کس بر دوش گیرند لئیم الطبع پندارد کہ خوان ہست

اس مرتبہ کے بیقرار واقعی ہتے مارے اور سیر ہو کر کئی سیر کھانا کھایا بعد فراغ طعام کچھ عرصے
مین تنہیر ہوئی کہا مین سوؤنگا وہین پلنگڑی بچھا دی گئی لیٹ رہا مہرخ نے خدمتگار
بھی کے لیے بھیجے اور پردے چھڑا دئے یہ لیٹا کیا کہ خرّاٹے لینے لگا اوسوقت برق کہ خبر کہیں
چلا گیا تھا پھر بارگاہ مین آیا اور مستفسر ہوا کہ اوستاد کہان ہین مہرخ بولی کہ آرام کرتے
ہین اسنے جا کر پردہ اوٹھا کے دیکھا تو نفیر خواب بلند تھی دل سے کہا اوستاد کبھی ایسے غافل
نہین ہوتے تھے لاؤ اسکو جگا کر دیکھون کہ کون ہے یہ تجویز کر کے اوسے بیدار کیا اور
پوچھا تم کون ہو اوسنے کہا مین عمرو ہون برق پہچان تو چکا ہی تھا کہ اوستاد نہین ہین
ہنس کر بولا کہ واہ ہمین نے بنایا اور ہمین سے یہ باتین رومی نے کہا پھر جانتے ہو پوچھتے
کیون ہو مین وہی پہلوان رومی ہون برق نے کہا اچھا آرام فرمائیے وہ تو لیٹ رہا
اور یہ دل سے کہتا ہوا کہ واہ اوستاد خوب الگ ہوے اور اچھا اوسکو ادل دیا چلا گیا

کہ دیکھون اوستاد کہان گئے ہین لیکن چلتے وقت مہرخ سے کہتا گیا کہ جو کوئی اوستاد کو پکڑنے
آئے تو اوس سے مقابلہ نکرنا گرفتار کرلیجانے دینا یہی کہکر اوستاد سوے ہین یہ کہکر آپ روانہ
ہوا بعد اوسکے جانے کے باغبان قدرت بزور سحر اندر زمین کے سماکر اور آگے وہین
نکلا کہ وہان وہ رومی سو رہا ہے لیکن اوسکے آنے سے ہوا گرم چلنے لگی مہرخ وغیرہ سا
رونگٹے کھڑے ہوگئے گویا ہوئی کہ اے بہار کوئی صحنچی مین آیا ہے زمین ہل رہی ہی بہار
نے کہا سچ کہتی ہو مجھے بھی سحر برابر خبر دے رہا ہے اس اثنا مین رومی باغبان نے دیکھکر کہا
اے مکار یہان چھپا ہے اپنی قضا سے غافل کس آرام سے سو رہا ہے یہ کہکر پنجہ کمر مین دیا
اور اوڑا لیکار اسم باغبان قدرت یہ صدا مہرخ وغیرہ نے سنی کہا ارے صحنچی ہمارے
باندھ دو مین دیکھون تو خواجہ کے پاس کون آیا ہے پردے جو باندھے گئے عمرو کا
پایا رونے لگی افسوس کہ اب کی شاہ طلسم اوسکو زندہ نچھوڑیگا کیونکہ اوسکے ہاتھ سے اسکی
ذلت بہت ہوئی ہے وہ جانی دشمن ہے پس اے مہرخ جب الیاد وست مارا جائے تو کیا
لطف زندگی ہے سب کارخانہ ہیچ ہے چاہیے کہ چلکر دریاے سحر مین اپنے تئین گرا
یہ سوچکر طاؤس سحر پر سوار ہوئی لاکھ ساحر ہمراہ ہوئے لشکر مین تلاطم پڑگیا جلد سب نے کمر
مرنے پر باندھی اوسوقت برق جو تلاش عمرو مین گیا تھا ہر طرف پھر کر آیا یہان سب کو آمادہ
سفر دیکھا پوچھا کہ کہان کا ارادہ ہے مہرخ نے جواب دیا کہ خواجہ محبت مین جان دینا منظور ہے
دریاے سحر جاکر گرینگے اور طلسم باطن پر حملہ کرینگے برق نے کہا آفرین یا دیہی چاہیے
اور شرط محبت کے یہی لایق ہے لیکن خواجہ یہان موجود ہین اونکے دشمن پکڑ جائین
تم جاکر آرام کرو اور سب کیفیت عیاری بیان کرکے کہا اس راز کو پوشیدہ رکھنا اور
جب ذکر خواجہ کا آئے تو افسوس کرنا کہ ہر ایک کو گرفتاری اونکی ثابت رہے اور تم دیکھو
تو خدا کیا کرتا ہے مہرخ یہ کلمات سنکر خیمہ مین آئی اور بموجب فہمایش کے کاربند ہوئی
لیکن اول حال عمرو کا سنیے کہ جو بارگاہ مین پہلوان کو بھیجکر چلا تو کئی کوس اپنے لشکر سے
نکل گیا ایک جنگل مین پہونچا وہان ایک مکان بنا تھا اوسکے دروازے پر ایک ساحرہ
عورت بیٹھی تھی اور دو لڑکے کھیل رہے تھے عمرو ڈھیا کی صورت بنکر اوسکے سامنے
گیا اور کہا سامری بھلا کرے مین بہت بھوکی ہون کچھ ہو تو کھلوا دو اوس عورت نے
گھر مین اسکو بلا لیا اور روٹی دی بڑھیا نے دعا دی کہ جمشید و سامری تیرے بچون کو

خوش رکھے جیسا تونے بھولے کا پیٹ بھرا ہے عورت نے پوچھا کہ بڑھیا تیرا کوئی ہے اوسنے
جواب دیا کہ مجھ کمبخت کا کوئی نہین ہے سب کو کھا گئی تم مجھے روٹی دو تمھارے ہی یہان رہون
اور یہ پچاس اشرفیان نکال کر دکھائین اب تو وہ ساحرہ پاس آبیٹھی اور کہا بڑی بی یہ کیا کرو گی
بڑھیا بولی کہ میرے بھلے برے وقت کے کام آئینگی تین تین فاقے کرتی ہون مگر انھین صرف
نہین کرتی لگا رکھی ہین اور انکے علاوہ اور بھی بہت کچھ ہے تم علٰحدہ چلو تو بتا دون بس یہ کہکر
اور ہاتھ اوس ساحرہ کا تھام کر کوٹھری مین لے گیا اور اوسکے منھ پر ہاتھ بیہوشی کا بھرا
ہوا مل دیا وہ بیہوش ہو کر گری اسکو زنبیل مین رکھا مگر پیرہن اوسکا لیکر اوسی کی ایسی
صورت بنکر باہر نکلا جو دو ایک نوکر چاکر تھے اونسے کہا یہ بڑھیا بڑی دغا باز ساحرہ تھی
کوٹھری مین جا کر زمین مین سما گئی اب کوئی گھر مین تو آنے نہ پائے اور لونڈی سے کہا کھانا
جلد پکا میان آتے ہون گے کنیز نے کہا سالن بگھار چکی ہون روٹی پکانا باقی ہے غرضکہ
اسی طرح عمرو تو بہ شکل ساحرہ امورات خانہ داری مین مصروف ہے مگر یا عثمان اس
رومی کو سامنے شہنشاہ کے لایا اوس رومی نے یہ باغ طلسمی اور دربار شاہ طلسم جو دیکھا
ہوش جاتے رہے اور جی چھوٹ گیا کہ بڑے بڑے ساحر بیٹھے ہین گھنٹے ناقوس گھڑیال بج رہے
ہین دف اور جھانجھ اور نفیر کی صدا بلند ہے اس حال کو دیکھکر گھبرا کر سب کو ایک سرے
سے جھک جھک کر سلام کرنے لگا اور افراسیاب نے کہا کیون اے عمرو تونے میرے
ساتھ جو سلوک کیا ہے وہ بھی یاد ہے اب اوسکا بدلا مین تجھ سے لیتا ہون رومی نے
کہا آگے جو ہوا سو ہوا اب مجھے روٹی دو مین یہین رہون افراسیاب بولا کہ او
بدذات نابکار تو پھر مجھے دم دینے لگا یہ سنتا تھا کہ رومی تو پہلوان ہے اسکو بھی غصہ
آیا اور گویا ہوا کہ بدذات تو اور تیرا باپ نابکار بیہودہ بھلے مانسون سے یون ہین بات
چیت کرتے ہین افراسیاب نے جھلا کر کہا حرامزادے زبان دراز تو اپنی حرمزدگی
سے باز رہتا ہے رہ تو جا تیری ایسی تیسی کی پہلوان نے کہا حرامزادہ تو اور تیری بے ہفتاد
پشت بلکہ اینٹی چینٹی تک سنخرے کیا بڑھکر بولتا ہے گردن اوکھاڑ کر پھینک دونگا تکرار
ہونے لگی حاضرین دربار آپس مین کہنے لگے کہ میان یہان سے ٹل جانا چاہیے آج عمرو
بگڑا معلوم دیتا ہے یقین ہے کہ بڑا فتور کرے گا ایک ساحر نے کہا بھائی ڈر کیا ہی
بڑے نامرد ہو یہ سوائے کہہ لینے کے اور کیا کرلیگا زبان کھلی ہے دست و پا بندھے ہین

اسنے کہا واہ ہم آزما چکے ہین دم بھر مین آدمی مرد سے عورت بنتا ہے جوتیان پڑتی ہین منہ کالا
ہوتا ہے یہ کہکر دو ایک ساحر اوٹھے کسی نے پوچھا کہان چلے کہا رفع احتیاج کو اوٹھکر جو گئے پھر نہ آئے
اور افراسیاب نے بغضہ حکم کیا کہ اے باغبان اس بے ادب کا سر کاٹ لے وہ پہلوان
پکارا کہ واہ نام بڑے درشن تھوڑے ایک تو مین مدت تک زنبیل مین قید رہا اب یہ سیر اسر کاٹتے
ہین یہ ہوا کہ مجھ پر احسان کرتے اور روپیہ دیتے کہ مین روم کا آدمی ہون یہان سے روم تک
نام کرتا افراسیاب نے یہ تقریر سنکر کہا اسکے فقرے پر اور روم مین نہ آنا جلد سر اسکا کاٹ لے
یہ سنتے ہی باغبان شمشیر بران لیکر چلا مگر اسکے بازو پر اک بندھا تھا اوس مین رقعہ جمشیدی
رکھا ہوا ہے اوسپر نقش دیکھا لکھا تھا کہ یہ شخص بیشک عمرو سنین ہے رومی پہلوان ہے
یہ معلوم کرکے باغبان رک رہا اور ندامت زدہ ہوا کہ عمرو فریب دیکر مجھکو نکل گیا اب شاید
طلسم مجھکو ذلیل و زبون کریگا اسکے ٹھہرنے سے افراسیاب نے پوچھا کہ کیون کس واسطے
کیا گیا پس و پیش ہے باغبان نے کہا کہ جمشیدی پر نقش ہے یہ عمرو سنین ہے اور اسکو
شاہ جادوان کو دکھلایا جب اوسکو بھی ظاہر ہوا کہ یہ شخص رومی ہے عمرو سنین ہے نفس
گویا ہوا کہ اس مرد غریب کو چھوڑ دو مین اوس ناعیار کو بغیر گرفتار کیے باز نہ رہون اور کہکر
کچھ سحر پڑھکر دستک دی تہ زمین سے ایک ساحرہ پیدا ہوئی کہ بال سر کے پریشان کیے تھی
سر کو برہنہ کیے حیران وار ہاتھ آئینہ مین لیے سامنے آکر سلام کرکے ٹھہری افراسیاب
نے آئینہ اوسکے ہاتھ سے لے لیا اوسپر غلاف سرخ مخمل کا چڑھا تھا اوسکو اوتارکر پھر
کچھ سحر ورد زبان کیا کہ دو عورتین اور زمین سے نکلین ایک کے ہاتھ مین پچکاری اور دوسری
کے ہاتھ مین رومال اوسنے حکم کیا کہ آئینہ صاف کرو جس پچکاری لیے جو عورت تھی اوسنے
پچکاری مارکر گرد آئینے کی دھوئی اور دوسری نے رومال اوٹھاکر خوب صاف کیا اور
سامنے شہنشاہ کے لگا دیا اوسنے کہا اے باغبان دیکھ اس آئینے مین جہان عمرو ہوگا
نظر آئیگا باغبان قریب آکر دیکھنے لگا اب کیفیت عمرو کی سنیئے کہ اس ساحرہ کی
صورت بنکر یہ جو پہنچے بعد لمحہ کے اوس ساحرہ کا شوہر آیا اور انکو اپنی زوجہ سمجھکر گویا ہوا کہ
جلد جو کچھ کھانا تیار ہو لاؤ مین نہایت بھوکا ہون عمرو نے اوسکو بٹھلاکر ہاتھ دھلائے دستر خوان
بچھایا کھانا نکال کر سامنے رکھا آپ رومال لیکر جھلنے لگا اوسوقت اوس ساحر نے ہاتھ
پکڑ کر اپنے پہلو مین انھین بٹھایا اور کہا صاحب تم بھی ہمارے سر کی قسم کھاؤ عمرو بھی

ازراہ بناوٹ کے کھانے مین مصروف ہوا اسی حالت کو آئینہ سحر مین **باغبان** نے دیکھا کہ
صحراے سبزہ زار مین اندر مکان کے میان بی بی بیٹھے کھانا کھا رہے ہین اوسنے کہا اے شہنشاہ مجھے
عمرو اس آئینہ مین نہین معلوم ہوتا **افراسیاب** نے کہا جو باعث آئینہ ہوا اوسکو کیا تبلائیے
او بیوقوف یہ عورت مرد کے ساتھ کھانا کھانے مین مصروف ہے نہین دیکھتا کہ نوالے جیب و آستین
و دامن مین رکھتی ہے آپ نہین کھاتی ہے یہ وہی مفتری فریب شعار ہے یعنے **عمرو** کس لیے کہ
آئینہ کا خاصہ ہے کہ جسکے جویا ہوا اوسکا مقام ظاہر کردیگا آگے اپنی سمجھ ہے اب تم سیدھے اسی
جنگل مین جاؤ اور اوس ساحر کو کہ **بیابان جادو** نام ہے اس حال سے مطلع کرکے اوسکی جورو
کو پکڑلاؤ مین اوسکو یہان **عمرو** بنالونگا **باغبان** یہ باتین سنکر بزور سحر اوڑ کر چلا اور چشم زدن
مین **بیابان** کے مکان پر پہونچا وہ کھانا کھاتے مین سے اوٹھ کھڑا ہوا تعظیم دی اور تسلیم اور
عرض رسا ہوا کہ خوش آمدی زہے نصیب میرا کہ وزیر اعظم میرے کلبۂ احزان مین تشریف لائین **باغبان**
نے اسکی باتون کا تو کچھ جواب نہ دیا مگر ایک دانہ ماش کا سحر کرکے اسکی جورو کی گود مین ڈال دیا
عمرو اسکو دیکھ کر چاہتا تھا کہ بھاگ جائے لیکن دانہ ماش کے سبب سے آدھے دھڑ مین دم اپنے بنایا
یکایک زمین پر لوٹنے لگا کہ ہاے میرے کولے مین درد ہوتا ہے **بیابان** جورو کا یہ حال دیکھکر
سخت مضطر ہوا اور کہا اے وزیر اعظم اسکا کولا سحر سے اچھا کر دیجئے مین اپنی بی بی کو چاہتا ہون
باغبان بولا کہ اے نادان یہ تیری زوجہ نہین ہے اوسکو اسنے غایب کر دیا ہے یہ **عمرو** عیار ہے
مجھے شہنشاہ نے اسکی گرفتاری کو بھیجا ہے **بیابان** یہ سنکر سر پیٹنے لگا کہ ہے ہے میری بی بی
عمرو نے اسکا ہاتھ پکڑ کر کہا صاحب کیون روتے ہو مین تمھاری زوجہ موجود ہون اسکو
بکنے دو یہ جھوٹا ہے **باغبان** نے جو سنا کہ یہ مجکو جھوٹا بناتا ہے کچھ سحر پڑھا کہ ایک ابر فلک پر آیا چند
بوندیان اوس مین سے **عمرو** پر گرین کہ رنگ و روغن عیاری اوسکا دھو گیا اور صورت اصلی
نکل آئی وہ ساحر پچھاڑین کھانے لگا اور کہتا تھا اے **عمرو** واسطہ تجھے اپنے دین و مذہب کا میری
جورو کو بتادے کہ کہان ہے **عمرو** نے کہا مین بھوکا تھا اوسکو تو بڑی دیر ہوئی کہ ہضم بھی کر چکا اگر
باغبان نہ آتا تو مین تجکو بھی چٹ کر جاتا یہ کہکر **باغبان** کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ تو مجکو سامنے
افراسیاب کے نہ لیجا اور سمجھے ایک بار کی اپنی ذلت یاد نہین ہے جو پھر میری ایذا رسانی
پر تو قدم زن ہوا یقین جاننا کہ جو مجکو ستائیگا جیتا نہ بچیگا مین کشندۂ ساحران عالم ہون
تو اپنے اوپر رحم کر اور میرے درپے آزار نہو **باغبان** یہ گفتگو سنکر خوفناک ہوا اور اگر

جمشیدی کو دیکھا اوسپر منقوش پایا کہ جو یہ کہتا ہے سچ کہتا ہے یہ مارا کسی سے نہ جائیگا مگر
اسوقت اسکو چھوڑ جانے مین شاہ جادوان تجکو ذلیل کریگا پکڑ لیجا تجھے وہین سے آنا اس سے
تجسس مین مناسب نہ تھا باغبان کو جب یہ دریافت ہوا اپنے آنے سے نادم ہو کر خبا چاری
عمرو کو پنجہ مین داب کر اوڑا عمرو نے کہا اے باغبان ذرا ٹھہر جا اور ایک بات میری اور
سن نے اس کلمے سے وہ ٹھہر گیا عمرو نے کہا تو مجھے طلسم باطن مین لیے چلتا ہے تو اتنا کا
کر کہ مجکو باندھ کے زمین کے اوپر چل تا کہ دریاے سحر تک میرے عیارون اور رفیقون کا گذ
وہ مجھے اور مین اونکو دیکھ لون جب دریاے سحر کے کنارے پہونچنا اسوقت جسطرح جی
چاہے لے جانا اور قسم نمک حمزہ کی اگر یہ میرا کہنا نہ مانا تو مین تجکو جہان پاؤن گا مار ڈالونگا
باغبان نے کہا تو یہ چاہتا ہے کہ مین پاؤن سے چل کر دریاے سحر تک جاؤن تا کہ راہ
مین اور عیار مجھے چھڑا لین تو یہ امر بخیریت ہے مین ایسا ویسا ساحر نہین ہون جو کسی کے دا
مین آجاؤن اچھا تیری خاطر سے مین چلتا ہون یہ کہکر زمین پر اوتر کر چلا اب اسکو
مین عرصہ ہوگا جب تک دربار افراسیاب کا حال سنیے کہ وہ آئینے مین بیٹھا سب
کیفیت معاینہ فرمایا کیا جب باغبان لیکر عمرو کو راہی ہوا اسنے سب اہل دربار سے کہا
کہ وہ عیار گرفتار ہوا یہ خبر جو مشہور ہوئی حیرت اپنے ملازمون کو اس خبر کے لیے یہان
چھوڑ گئی تھی اونھون نے جاکر حیرت کو اطلاع دی کہ چلیے عمرو گرفتار ہوا حیرت
خوش ہو کر سوار ہوئی اور بعد قطع راہ دربار شاہ جادوان مین پہونچکر پہلو مین بیٹھی
شاہ طلسم نے سب حال بیان کر کے کہا باغبان اب عمرو لایا چاہتا ہے خلاصہ کلام
سب منتظر آمد باغبان کے بیٹھے تھے کہ یکایک فلک کی طرف سے صداے مہیب آئی اور گرد
تمام عالم مین ایسی چھائی کہ اندھیرا ہو گیا بعد لمحے کے تخت سحر ظاہر ہوا اسپر ایک ساحرہ مہیب
صورت سوار تھی سر سے پا تک سانپ کالے کوڑیلے دھامن ناگن وغیرہ اوسکے لپٹے تھے
اور ہمراہ اوسکے دو لاکھ ساحر باجے سحر کے بجاتے تھالیان برنجی لیے مشعلین روشن کیے
جے سامری کی بولتے تھے اس ساحرہ کو آتے دیکھکر شہنشاہ ساحران نے کتاب سامری
دیکھی معلوم ہوا کہ بھبوت جادو دختر جنین جادو کہ جو تیرے طلسم مین ایک
ملک کی حاکم ہے بہر مقابلہ مہرخ آئی ہے کتاب کو دیکھکر اسنے بند کر دیا اس عرصے مین
بھبوت بھی آکر حاضر ہوئی شاہ کو مجرا کیا اسنے کہا کہو تمھاری مان کا مزاج کیسا ہے او

کیون نہ آئین ساحرہ نے عرض کیا کہ وہ بھی حاضر ہونے کو ہین مین پہلے اسلیے حاضر ہوئی
ہون کہ اپنی مان کے آنے تک آپ سے اجازت لیکر کام سب نکھرا ہون کا جاکر تمام کرون
لہذا حضور مجھے اجازت دین کہ لشکر مہرخ کی طرف جاؤن افراسیاب نے کہا ابھی چلی آتی
ہو ذرا دم لو اپنی مان کو بلا بھیجو وہ جنگ دیدہ کار آزمودہ ہین تم تنہا نہ جاؤ بھبوت گویا
ہوئی کہ آپ مجھے بودا اگر جانتے ہین تو مین اپنے گھر جاتی ہون ورنہ مجھے اجازت دیجیے یہ کلام
سنکر حیرت نے کہا اے شہنشاہ یہ ہمیشہ سے دیوانی ہے اسوقت آپکا کہنا نہ مانے گی
اسے جانے دیجیے اچھا تو ہے ادھر تو عمرو کو باغبان پکڑ کر لائے اور ادھر مہرخ کو یہ
جاکر گرفتار کرے سب کا فیصلا ایک ہی دفع ہو جائے یہ تقریر شاہ جادوان کو پسند آئی کہا اے
حیرت تم بھی جاؤ زیر گنبد نور بارگاہ استادہ کراؤ سب سامان آرام و آسایش واسطے بھبوت
کے درست کرو حیرت نے عرض کی مین سب درستی یہین سے کیے دیتی ہون اور اپنی وزیرزادیون
زمرد جادو اور یاقوت جادو سے حکم دیا کہ جلد بارگاہ جاکر آراستہ کرو شراب کباب
ہر نعمت موجود کرو خبردار کوئی تکلیف نہو وزیرزادیان روانہ ہوئین اور آکر مختار
جادو کو حکم پہونچایا کہ وہی داروغہ بارگاہ ہے اوسنے علیحدہ بارگاہ حیرت سے زیر طلسم
بارگاہ اور خیمہ سلطانی جسمین جھالر مروارید کی لگی تھی استادہ کر دیا فرش مخملی بچھ گیا نگیری سنہرے
اور روپہلے جواہر دوز آراستہ کر دیے جملہ سامان راحت درست کرکے اطلاع دی اوسوقت
بڑے کروفر سے ملکہ بھبوت سوار ہو کر چلی کہ طبل و نقارے بجنے لگے جھانجھ اور نفیر سحر پھونکی
ساحران غدار ترنج اور ناریل اوچھالتے شعلے رال کے اوڑاتے چلے کچھ عرصے دریا سے اوترکر
داخل طلسم ظاہر ہوئی یہان منصور اور صورت نگار پہلے سے موجود ہین انھون نے
ساحر بہر استقبال بھیجے بھبوت نے آکر اول منصور کی ڈنڈوت کی اور ہاتھ جوڑ کر کہلوا
دیا کہ آپ نبیرہ سامری ہین کل میری لڑائی کو حضور ملاحظہ فرمائین کہ کس کام ان نمکحرامونکا
تمام کرتی ہون یہ کہکر داخل بارگاہ ہوئی اور شغل بادہ خواری کرنے لگی لشکر اسکا اوترا
اور آرام مین مصروف ہوا لیکن جسوقت کہ شہسوار ریگہ تازمیدان سپہر نے خیمہ مغرب
مین جاکر ٹپکا زرین خطوط شعاع کا کمر سے کھولا اور نظر خلق سے مخفی ہوا جہان مین تاریکی
بسبب آمد ساحرہ شب چھا گئی اور مشعل ماہ خیمہ چرخ زنگاری مین روشن ہوئی کہ

ابیات

پڑا تھا جو ایوان گردون سیاہ ہوا شکل مشعل شب افروز ماہ
ہوا مہر گردون جو مستور پھر بچھی ہر طرف چادر نور پھر

بھبوت نے طبل جنگ بجوایا نقارۂ رزمی گڑگڑایا طائران سحر نے یہ خبر بارگاہ ملکۂ حق
مین پہونچائی کہ ایک ساحرہ بھبوت جادو نام بہر مقابلہ لشکر نصرت اثر آئی ہے اور طبل
رزم اوسنے بجوایا ہے آمادۂ بجدال ہوئی ہے مہرخ نے کہا ہمارا بھی خدا قوی و توانا ہے
اچھا ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی پر چوب پڑے بموجب ارشاد ملکہ دلاوردن نے نقارۂ
جدال بجایا صدائے شروفسادا وس سے بلند ہوئی لشکر مین لڑائی کی خبر مشتہر ہوئی
ساحران نامی سحر جگانے لگے بہادر اسباب حرب وضرب آراستہ کرنے لگے چار پہر رات یہی
ہنگامہ دونون لشکرون مین برپا رہا آخر وہ وقت آیا کہ افسونگر فلک خاور کے سٹھ سے نکل
میدان چرخ مین آیا اور مشعل ظلمت سوز کو بجادوگری مقابل خسر و انجم روشن کیا
جہان نورانی ہوا کہ **نظم**

چو تیغ نور در کف کردہ خورشید سیاہ تیرہ یکسر گشت ناپید
نوشتہ منشی قدرت باعجاز بروے ہر ورق صد نکتۂ راز
زدہ جوش از دو سو طوفان پولاد زبس لرزان زمین شد سست بنیاد

سیاہ کینہ خواہ جانبین سے وارد دشت مصاف ہوئی ساحر اور جادوگرنیان اژدہون پر
سوار ہر ہر کرتین بجرنگ بجرنگ کا دم بھرتین بیر قین اور جھنڈیان ہاتھون مین لیے ایک
طرف آکر ٹھہرین اور ایک جانب شیران بیشہ وہتور وجلادت صف باندھ کر کھڑے ہوے
گھٹا سحر کی چھاگئی اور بجلیان گرنے لگین رن بولنے لگا اور باجا جنگی بجنے لگا صفین جدال
وقتال کی میمنہ ومیسرہ وغیرہ جم گئین افسران لشکر آگے بڑھ کر کھڑے ہوے قلب
مین مہرخ کا تخت قایم ہوا ادھر بھبوت کا اژدہا سب سے آگے بڑھا ہوا ٹھہرا نقیب
اور کڑکیتون نے کڑکا کہنا شروع اور مذمت دنیاے فانی کو باآواز بلند سنایا زندگی
سے دل ہر ایک کا پھیرا کہ **نظم**

ہر آن کس کہ برکام گیتی بہند دل بنزدیک اہل خرد نیست عاقل
چو نقد بقا نیست در جیب ہستی زداماں او دست امید بگسل

ہان دلیر و دنیا پر دل نہ لگاؤ نام دلاوری کا زمانے مین چھوڑ کر معرکہ جنگ مین مرکز زندہ

جادو ہو جاؤ اس صدا سے مومنون پر سناٹا ہو گیا اور ہر ایک شجاعت کا دم بھرنے لگا
بھبوت اژدر کو مثل مرکب اوڑا کر بہر حرب بیچ میدان مین آئی آگ پتھر برسانے لگی سرابا
میدان کا دکھانے لگی اور بغضب تمام کلمات رجز اور اپنی ثنا خوانی مین سرگرم تھی اوسوقت
اوس ملعونہ کی یہ کیفیت تھی کہ

نظم

چو گامے چند در میدان قدم زد — ہبا گہ فتنہ عالم علم زد
بھبوت ساحرہ بودہ بلا گوش — غزلوان تر ز ابر آسمان پوش
قدم در پیش و بر لب گفتگو داشت — کہ مہرخ وا گذار این کار زشت است
چو خار رہ بود اما نہ سیاویز — کہ سحرے یاد دارم مرگ انگیز
ندانی دیوم اے فرخندہ بنیاد — کہ دارم پنجہ خود ہمچو پولاد
بہ تشکل مہمان ساحران را — تبر سازم چو طفلان ہر جوان را
چو مہرخ این سخنہا گوش کردہ — بگفتہ جام حسرات نوش کردہ
بگفت اے سادہ لوح و بخت در خواب — چہ جائے گفتگوے بز قصاب

بھبوت کو غضب کلام مہرخ سے طاری ہوا اور للکاری کہ بھیج کسی کو میرے مقابلہ
مین لشوات جادو ملازم مہرخ عقاب اوڑا کر اوسکے سامنے جا کر ہم نبرد ہوا اسنے
ایک ناریل سحر پڑھکر جو مارا لشوات کا سینہ ٹوٹ گیا اوسوقت مہرخ عازم میدان
ہوئی کل لشکر کے سردار گرد تخت کے آکر جمع ہوئے اور عرض کیا ہم جانبازی کو حاضر ہین
ان سب کو بسہل و آسانی تشفی دیکر رخصت فرما کر تخت آگے بڑھایا باجے بجنے لگے علمونکو
جلوہ ملا مہرخ میدان مین پہونچی بھبوت نے اپنے ہاتھ سحر پڑھکر آنکھون پر اپنی رکھ لیے
یہان مہرخ کی بینائی چشم جاتی رہی بھبوت نے شمشیر سحر کھینچکر چاہا کہ سر کاٹے مہرخ
نے گھبرا کر دستک جادو پڑھ کر دی کہ دو پنجے جھک کر گرے اور اوٹھا کر سامنے سے بھبوت
کے لے گئے اوسنے قہقہہ مار کر کہا کہ لو وہ جاتی ہین یہ کلمہ بہار کو برا معلوم ہوا اور ایک
گیند کھینچکر مارا بھبوت نے دو اونگلیان اپنی بلند کین کہ وہ مثل مقراض کے بن گئین
اور گیند بہار کا کٹ گیا چمنستان اور عالم بہار ظاہر ہوا اور وہ گیند جو کٹا پھول اوسکے
سب زمین مین بچھ گئے اوسوقت بھبوت نے کہا اے ملکہ بہار ذرا اپنے پھولون کی
بہار دیکھو بہار یہ سنتے ہی اپنے طاؤس پر سے اوتر کر ان پھولونکے قریب جا بیٹھی اور

جھبوسنے لگی بھبوت تلوار لیکر اسکا سر کاٹنے چلی تھی کہ رعد جادو زمین مین غرق ہوکر
اوسکے پاس نکلا اور ایسی چیخ ماری کہ بھبوت از بسکہ غافل چلی آتی تھی اور قتل بہار
کا خیال رکھتی تھی اسکے چیخنے سے بیہوش ہوکر گری پھر تو برق محشر بجلی بنکر گرا گرا اور جا
گری اسکو کاٹ کر ادر دو ٹکڑے کر کے زمین مین اوتر گئی اور پھر زمین سے نکلکر اسکے لشکر
کی طرف چلی ادھر دونون ٹکڑے بھبوت کی لاش کے باہم تڑپ کر مل گئے اور اوڑکر
ایک سمت چلے گئے صدائے گیرودار بلند ہوئی کہ گشتی مرا نام بھبوت جادو وبود ہنگامہ
جو برپا ہوا برق محشر چمک چمک کر لشکر مخالف پر گرنے لگی اور رعد چیخین مارنے
لگا اور بہار پرے سحر دفع ہوگیا ایک جانب سے مہرخ بھی بینا ہوکر آئی اور کل
لشکر لیکر فوج پر حریف کے حملہ آور ہوئی دونون سمت سحر چلنے لگا کہ نظم

لبان شیر نر مہرخ غضبناک — بیامد بر سر آن فوج سفاک
ہوا خواہان میدان را رضا داد — کہ گیرند از کف خون تیغ پولاد
زیک سو کوس کین آمد بفریاد — ز دیگر سو جوالش کوہ میداد
زیک سو لشکر آمد در دیگر سو — دو شیر یکدلہ شد روے بررو
چو چشمان تمان از بس کمانداز — جہانے را بہ دم کشتند یکبار
ز جا شیرے فلک فرسای جنبید — فلک حیران کہ کوہ از جاے جنبید
مزاج خون بجون گرم پیوست — دم شمشیر لوک نیزہ اش لبست

دم بھر مین ہزار ہا سرکش فوج مخالف کا مارا گیا دریا ہی خون موج زن تھا آخر
لشکر بھبوت کا رو بفرار لایا اور ساحران مہرخ قتل و غارت کرتے بڑھنے چلے اسوقت
مصور نغضنب تمام آگے بڑھا واضح ہو کہ سحر مصور کا یہ ہی کہ تصویرین اول کل لشکر
عدو کی قلم سحر سے کھینچ کر رکھ لیتا ہی پھر طبل جنگ بجوا کر مقابلے مین آکر تصویر دن کا سر
کاٹ کر سبکو ہلاک کرتا ہے فی الجملہ جب سے یہ آیا ہی تصویرین تیار کر رہا ہی اسی سبب سے اب تک
نہین لڑا ہی آئندہ حال اسکی جنگ کا بیان ہوگا اوسوقت اسنے طغیانی بحر لشکر دیکھ کر
ایک ناریل زمین پر مارا کہ اوسمین سے دھوان نکلکر مثل دیوار کے روبروے لشکر مہرخ
چھا گیا اب جو آگے بڑھا اس دیوار دودی سے پرچھائین مانند تصویر کے نکلی اور اسکے
لپٹ گئی یہ معاملہ دیکھ کر مہرخ طبل امان و آسایش بجوا کر بفتح و فیروزی پھری مال غنیمت

تقسیم فرمایا اپنی فوج کے کشتون کو اٹھوایا بارگاہ مین سریر حکمرانی پر جلوہ گر ہوئی اور مصروف
بعشرت ہوئے لیکن وہان لاش **بھبوت** کی اوڑتی ہوئی سامنے **افراسیاب جادو** کے
پہونچی اور طایران سحر نے واقعہ رزم پر اطلاع دی شاہ طلسم نے براہ افسوس زانو پر ہاتھ مارا
اور کہا دیکھو مین اسی دن کے لیے اوسکو منع کرتا تھا اوسنے اپنی ضد کی اور کہنا نمانا آخر بیچاری
مفت جان گنوائی اب اوسکی مان سے مجھے بڑی ندامت ہوگی اب چاہ زمرد پر ضرور میلا
کرکے سب باغیون کو ہلاک کرونگا اول کام عمرو کا کرلون تو تدبیر کرون **باغبان** نہین
معلوم کہان بیٹھ رہا جواب تک **عمرو** کو نہ لایا ان خدا پرستون سے بیڈول سامنا پڑا ہے
نہ کسی ساحر سے کچھ ہو سکتا ہے نہ کچھ مجھسے بن پڑتا ہے بلکہ روز بروز ذلت ہوتی جاتی ہے
کیا صورت کرون جو یہ زبردست غارت ہون یہ کلام کہ رہا تھا کہ یکایک پنجہ سحر نامہ لایا
اوسکو جو دیکھا تو **لقا** کا نامہ پایا کھڑے ہوکر تعظیم بجالایا سر پر رکھ کر آنکھون سے لگایا زر
نثار کیا پھر لفافہ چاک کرکے پڑھا لکھا تھا کہ اے شہنشاہ جادوان **نظم**

زہے فرّ زہے عالی مقامے — زہے شاہنشہے فرخندہ نامے
نکو خلق و نکو روے و نکو کار — ز علم و حکمت و دانش خبردار
بعہد تو نہ بینم ہیچ کس را — کہ رنج اندر پے مور و مگس را
فلک قدر و فلک رفعت فلک جاہ — گذشتہ پایہ تمکین تو از ماہ
بہ تمکین و وقار است آسمانے — بعلم و حکمت و دانش جہانے

نہایت مقام استعجاب ہے کہ مثل تیرے ہمارا بندہ ہوکر یون غفلت اپنے خداوند کی کرے
افسوس کا مقام ہے کہ ہمنے اپنی رحمت کاملہ سے اٹھارہ ملک باختر چھوڑے اور تیری عملداری
مین قدم رنجہ فرمایا محض اس خیال سے کہ تیری عزت افزائی کرین اور ان بندگان مغضوب
یعنے خدا پرستون کو تجھ سے قتل کرائین مگر تونے کچھ اسکا شکریہ نہ ادا کیا ہم اب تقدیر کرکے تیرے
طلسم کو غارت کردینگے اور بیابان سے سمت کوہ زلازل چلے جاوینگے کیونکہ اب بندگان مغضوب
ہمکو بہت ستاتے ہین اور تجھ سے کچھ ہماری خبرگیری نہین ہوسکتی ہے نامہ تمام والسلام یہ مضمون
پڑھکر شہنشاہ نے کہا فی الحقیقت مجھسے کوئی خدمت خداوند کی نہوسکی شکایت انکی
بجا ہے کسلیے کہ نہ یہان عمرو گرفتار ہوسکا اور نہ وہان کوئی ساحر ایسا گیا جو کام خدا پرستون کا
تمام کرتا اب مین ایسے شخص کو بھیجتا ہون کہ جاتے ہی حمزہ کا فیصلہ کردے یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر

دستک دی زمین کو زلزلہ ہوا اور ایک اژدہائے مہیب صورت نکلا اوسنے سامنے
شاہ کے ایک ساحرہ کو اوگل دیا اوس ساحرہ کا سارا جسم مثل شعلے کے دمکتا تھا آنکھین
یاقوت رمانی کی طرح تھین اور ہنگام رفتار چنگاریان جسم سے اوڑکر گرتی تھین اس سے
حکم دیا کہ اے قہار شعلہ بدن جادو تم خداوند کی خدمت مین لشکر ساحران لیکر
جاؤ اور کام لشکر حمزہ کا تمام کرو جنردار ایک کو بھی لشکر مسلمانان سے زندہ نچھوڑنا شعلہ بدن
تسلیم کرکے دوبارہ دہن اژدر مین سما گئی اور اپنی جگہ پر پہونچی اور لشکر ساحران کو حکم تیار
ہونے کا دیا بھجرد ارشاد اسی ہزار ساحران نابکار سوار ہوئے باجے جنگی بجنے لگے ترسول
پنسول اس طرح چمکتے تھے کہ پنجہ خورشید کو شرماتے تھے لگے ابر کے سرون پر بزور سحر سایہ فگن
سب سے آگے تخت ملکہ قہار شعلہ بدن کا اژدرہے اوٹھائے اور پیچھے تمام لشکر
ساحرون کا پرا جمائے بڑے کروفر سے سمت کوہ عقیق روانہ ہوئے اونکے جانے کے بعد
شاہ طلسم نے کچھ سحر پڑھکر تالی بجائی یکایک آندھی بڑے زور شور سے آئی اور ایک ساحر
پیدا ہوا کہ مثل فیل کے دو دانت منھ سے اوسکے باہر نکلے تھے جب اوسنے افراسیاب
کو تسلیم کی اوسنے حکم دیا کہ اے طوفان فیل دندان جادو ہمنے قہار شعلہ بدن
کو خدمت خداوند مین بھیجا ہے وہین تم بھی جاؤ اور پانچ کشتیان جواہر کی منگوا کر حوالہ
کہ خداوند کو میری جانب سے نذر دینا اور ایک عرضی بھی اپنے ہاتھ سے تحریر کرکے سپرد کی
مضمون اوسکا یہ تھا کہ جناب خداوندی سے عظمت و جلال کے ساتھ سرفراز نامہ نے
نزول اجلال اور ورود اقبال فرمایا حسب خواہش تقدیر خداوند جو کچھ صعوبت کہ مجھپر
گذر رہی ہے اگر تحریر کرون تو شاکی مشیت خداوند کا کہلاؤن فی الجملہ دو ساحر با فوج کثیر خدمت
اقدس مین حاضر ہوتے ہین حال اور نام اونکے بروقت اونکے پہونچنے کے آپکو ظاہر ہوجائینگے
اور یہ کام حضور کے دشمنون کا تمام کردینگے خلاصہ یہ کہ عرضی اور کشتیان نذر کی لیکر
طوفان روانہ ہوا اسکے مطیع چالیس ہزار ساحر ہین وہ بھی ہمراہ ہوئے اور باحشم
و حذم سمت لقا چلے لیکن اول قہار شعلہ بدن طلسم سے باہر نکلکر بعد قطع منازل
قریب قلعہ عقیق کوہ پہونچی لقا دارالامارۃ شاہی مین سریر آرا تھا کہ ہاے ابر بالوان
مختلف پیدا ہوئے اور علامت آمد ساحران ظاہر ہوئی آگ پتھر برسنے لگے لقا نے
خوش ہوکر کہا کہ میرا کوئی بندہ قدرت آتا ہے تا سخن در دہان تھا کہ قہار شعلہ بدن تخت

سے اوتر کر سامنے آئی خداوند کو سجدہ کیا سات بار گرد تخت کے پھری نذر دی اور ذنگل پر
بیٹھی لشکر ساحران کو بیرون قلعہ سلیمان نے اوتروایا یہان بختیارک نے قہار سے
کہا اے ملکہ تمہارے آنے سے ہمکو بڑا رنج ہوا اوسنے گھبرا کر پوچھا کہ ملک جی صاحب کیا گزند حضور کو
پہونچا ہے بختیارک نے جواب دیا کہ مجھے تمہارے مارے جانے کا ملال ہے کہ تم مثل شعلے کے
تو جسم رکھتی ہو اس کروفر سے آئی ہو لیکن دو چار گھڑی کی مہمان ہو ہائے افسوس یہ سطوت
وصولت دم بھر مین خاک مین مل جائیگی قہار نے کہا اے شیطان درگاہ کیا خدا پرست
ایسے زبردست ہین جو آپ مجھے پہلے ہی سے مارے ڈالتے ہین پیش از مرگ واویلا یہ آپ
ہی کا کام ہے بختیارک گویا ہوا کہ مسلمان تو ایسے زبردست ہین کہ خداوندوں نے دربدر
بھٹکتے پھرتے ہین خیر اب تم آئی ہو کوئی دم مین جو ہونے والا ہے وہ ظہور مین آئیگا اور اہی
تو تم طلسم مین حال عیارون کا سنتی اور دیکھتی ہوگی یہان ویسے ایک لاکھ چوراسی ہزار ہین
قہار بچہا غیر ممکن ہے قہار نے کہا مین سارے لشکر حمزہ کا کل ہی خاتمہ کردون گی تم کہتے کیا
ہو بچے ہوئے عیار کہان بائینگے اب تم بیرون قلعہ چلو تاکہ طبل جنگ بجے اور لڑائی کی ٹھہرے
بختیارک نے پھر سمجہایا کہ اے ملکہ کچھ دن دنیا کی ہوا کھاؤ جلدی نکرو پھر تم کہان اور ہم
کہان قہار نے اصرار کیا کہ شیطان صاحب زیادہ باتین نہ بنائیے باہر تشریف لیچلیے اسکے
کہنے سے لقا اور بختیارک اور سطور زاغ چشم وغیرہ قلعہ کے باہر نکلکر لشکر مین داخل ہوئے
بارگاہ استادہ ہوئی سب سامان درست کیا اندر بارگاہ کے خداوند تخت نشین ہوئے
ناچ ہونے لگا پیالہ شراب کا گردش مین آیا جب دماغ قہار کا بادۂ ناب سے گرم ہوا
حکم نواخت طبل جنگ دیا ساحرون نے کوس رزم پر چوب لگائی جواسیس لشکر اسلام
خبر لیکر داخل بارگاہ عرش اشتباہ امیر کشور گیر ہوئے شاہ سعد تخت سلیمانی پر جلوہ فرما
تھے سرداران عالی وقار گرد و پیش جمع تھے کہ ہرکارون نے مجرا گاہ پر ٹھہر کر بزبان
نیاز انتما عرض کیا اور یہ قطعہ بفصاحت پڑھا کہ قطعہ

درگاہ تو قبلۂ شہان باد — عمر تو برابر جہان باد
تا نام و نشان آسمان ہاست — ورزو ہنر و دولت نشان باد

لشکر حریف مین نقارۂ رزم قہار شعلہ بدن نامے ساحرہ نے آکر بجوایا ہے بروز فردا
معرکۂ رزم ٹھہرایا ہے باقی امن وامان ہے خانۂ دولت دشمن ویران ہے یہ عرض کرکے ہرکارے

کنارے ہوئے اور بصدر عزت شاہنشاہی سے واسطے نقارہ نوازی کے حکم شرف نفاذ
چالاک بن عمرو نقارخانہ سکندری مین آیا اور طبل سکندر پر دوال چوبسٹھ کو بس
جسکی صدا گئی دل ساکنان دنیا کے ہل گئے بہادر مرنے پر تل گئے شور کرنے سے زلزلہ
واذا زلزلت الارض زلزالہا آشکارا ہوا اور ونفخ فی الصور فتاتون افواجا کا زمانہ
گویا قریب آیا کہ نظم

صداے کوس وکرنا شد بگردون — دل کروبیان از خوف محزون
بنودہ آن صدا بُد شور محشر — فلک در گردش ولرزان شدہ بر

دلاوران عرصۂ شجاعت ہوشیار ہوکر مصروف درستی آلات حریف ہوے جسوقت کہ
شہنشاہ گردون سریر کی آمد آمد خسرو انجم دریافت کرکے عرصہ گاہ سپہر سے رو لفرار
لایا اور بادشاہ ثوابت نے اورنگ فلک پر بصد شوکت وحشمت جلوس فرمایا کہ ابیات

سحر چون شاہ انجم خیمہ آراست — شفق اطلس بزیر پاے اندخت
جہان روشن نگردد ماہ انور — کہ گیتی ہست از نورش منور

شاہ اسلام نے شام ہوتے ہی دربار برخاست فرمایا کہ ہر ایک بہادر اول شام اپنی ضرورت
سے فراغت کرلے اور پچھلی رات کو آمادۂ جنگ ہوکر آستانہ شاہی پر حاضر ہو غرضکہ دونون
لشکرون مین سامان حرب فراہم ہونے لگا ساحر منتر اور جنتر جگانے لگے موہن بھوگ بیرونا
کو چڑھانے لگے کہین سور کا بھوگ دیا کسی نے بکرا جھٹکا دیا کوئی سامری اور جمشید کی جاپ کرتا
تھا اور مالا لیے آسنی پر آسن جمائے دھیان لگا لگائے اسطرح پکار رہا تھا کہ ابیات ہندی

سنیے مالک پکار ہماری — ہم تو آئے سرن تمہاری
مین پاپی اپرادھے گھیرو — پاپ ندی مین ادھ بیچ پڑو
تا سین دکھی رہون دن راتا — ہو او سہاے مو سینے بڑھاتا
کیسی سنی سینہ پکارا — اب کا بھیو ہماری بارا

ہر سمت ایک ہنگامہ قیامت زا برپا تھا نقیب ہر سمت پکار رہے تھے بہادرون کو
کلمات شجاعت پہلوانان گذشتہ سنا کر رغبت جدال وقتال دلاتے تھے اہل اسلام
غسل فرما کر پوشاک کو کفن سمجھکر حنوط کرتے تھے مشت خاک گریبان مین رکھتے تھے کہ اے
خاک تو لحد ہو جیو لاش چیل کوے نہ کھائین بعد مرگ تو آسمان سے دو گز زمین چھینکر ابنی

قبضہ مین لائین کہ بیت

خلعت کی کیا امید رکھین آسمان سے ہم — دو گز کفن ملیگا کسی دن بخیل سے

الحاصل چار پہر یہی ہنگامہ شر و فساد گرم رہا تلوارونکے قبضے کھڑکتے رہے سپرون کے پھول اور خنجر چمکتے رہے آخر نسیم سحری سن سن مثل تیر کے چلی اور گل خورشید خارہاے شعاع مین اس طرح گھرا ہوا اگاشن چرخ مین ظاہر ہوا کہ جیسے اسد نیستان جرات نیزون مین گھرتا ہے نظم

سحر گر تیغ خورشید ظفر کوش — شفق خونین کفن افگندہ بر دوش
کفن بر دوش و بر کف تیغ و خنجر — برون آمد بجنگ انجم و اختر
رنتار و بود تیغ و خنجر صاحب — ہوا گشتہ پرند آہنین باف

امیر مسجد کرباس مین داخل ہوے اور فریضہ نماز سحر ادا فرما کر دعا کرنے لگے کہ اے خالق لیل و نہار مجھے اس لشکر روسیاہ کفار پر فتحیاب فرما کر سرخرو کرنا ادھر امیر تضرع و زاری درگاہ باری مین کرتے اور بلبلاتے تھے اس طرف لشکر دلاور لیکر دشت نبرد مین جاتے تھے غول کے غول اور گروہ کے گروہ سردارونکے در دولت آستان عالی جاہ ظل اللہ شہنشاہ گیتی ستان پر حاضر ہوتے تھے کہ یکایک سلطان عالم پناہ کا تخت کہاریان اوٹھائے آئین کہارون نے تخت بدلوایا شاہ کا جمال نظر آیا ہر شخص مجرے کو جھک گیا مردہے نگاہ روبرو کر کر تسلیم و آداب کرنا ہر ایک کا جتایا تخت شاہی کو بوسہ دیکر سب نے بیچ مین کر لیا اور سواری حضور عالم کی دادگاہ مصاف کی طرف چلی اس امر کی خبر عیارون نے امیر سے جا کر عرض کی امیر فی الفور اسلحہ جنگ زیب قامت فرما کر حاضر خدمت شہنشاہ عالم پناہ ہوے اور مجرا کر کے بعہدۂ سپہ سالاری کل لشکر کے آگے ہو کر روانہ ہوے اوسوقت اس لشکر نصرت اثر پر عسکر انجم فلک دوار نثار تھا کہ ابیات

فراوان اسپ با زین مکلل — برفتار از صبا صد رہ معجل
ہزارون فیل نر چون کوہ الوند — تو گوئی آسمان مانند بودند
شمار فوج شہ افزون ز تعداد — ہمہ سرکش قوی دل ہمچو پولاد
نکو آرایشے از اندازہ بیرون — زمین را شد ز رشکش دل پراز خون

قصہ کوتاہ بڑے جاہ و تجمل سے برآمد دشت مصاف ہوے کہ آئے سحر آتش فوج دریا مثال

ظفر موج کے فلک شیشہ ساعت تنگیا اسقدر غبار بلند ہوا پلٹنون اور رسالون مین طرم
بجے نرسنگے پھکے ہل من مبارز کی صدا بلند ہوئی کہ بہرام چرخ فلک پر گھبرایا ناقوس فلک
ہاتھ سے چھٹی تیر سپہر کو قلم بنا کر سپہ گری چھوڑ ہی نشیبون مین نام لکھایا غرضکہ پرے صفون کے
تیے ڈالا اور آگے بڑھکر ٹھہرے تھے کہ سامنے سے لشکر ساحران نظر آیا لقا ہاتھی پر بصد زیب و
زینت سوار کئی لاکھ سرکشان روزگار آمادہ کارزار شمشیرین کاندھون پر رکھے دریای آہن
مین غوطہ مارے خداوند کے ہاتھی کو گھیرے صحراے قتال مین وارد ہوے ایک جانب قہار
شعلہ بدن اژدہے پر سوار ہمراہ اوسکے ساحران غدار صف آرا ہوے اونچی نیچی زمین
بیلدارون نے برابر کی اور سقون نے آبپاشی کرکے گرد و غبار بٹھایا میمنہ و میسرہ آراستہ
ہوا نقیبون نے للکار کر صدا دی کہ دنیاے فانی مین نوجوانو زندگی کا عرصہ تنگ ہے
یہ میدان مصاف جاے نام و ننگ ہے زینت دہ بزم شجاعت بنو شمع ناموری روشن
کرو جوہر جرأت و جنگ دستی دکھاؤ کہ بقول اے **نظم**

جب کام لو نیزہ و تبر سے	تلوار چلے عدو سے بھڑ کے
وہ تم سے عیان ہو شان جرأت	دنیا مین رہے نشان جرأت
آب شمشیر خوب برسے	پانی کو وہان زخم ترسے
ہو گلشن نام و ننگ شاداب	تحسین کرے تم پہ روح سہراب

نقیبون کی صدا سے بہادر بشاش ہوے نامرد بدحواس ہوے **قہار** جاہ و جلال لشکر
امیر دیکھ کر دنگ تھی اور دل سے کہتی تھی کہ انسے لڑکر سربر ہونا غیر ممکن ہے اسوقت بختیارک
نے کہا اے ملکہ کس فکر مین ہو جاؤ مقابلہ کرو **قہار** نے جواب دیا کہ رنڈیون کو مردون سے
لڑوانا ملکہ جی تمھارا ہی کام ہے ایک پہلوان آیا چاہتا ہے وہ لڑے گا یہ کہکر آسمان کی طرف
دیکھا اور پکاری کہ اے سوار قدرت شہنشاہ **افراسیاب** آؤ اس صدا کے دینے سے ایک
تڑاقا ہوا اور سوار قدرت یعنی ایک نوجوان زرہ جوشن وغیرہ پہنے ہتھیار لگاے
صحرا سے پیدا ہوا اور اوسنے آکر لقا کو مجرا کیا تخت کو بوسہ دیا اور اجازت خواہ حرب ہوا
لقا نے کہا بیٹے سب مسلمانون کا مرنا تیرے قبضے مین دیا یہ سنکر وہ میدان مین آیا اور
سلح شوری کرکے سراپا میدان کا دکھا کر بہیبت و سطوت رجز پڑھنے لگا کہ **نظم**

مین ہی رستم وقت ہون بیگمان	نہین اور مجھ سا کوئی پہلوان

جو انمردیون پر اگر آؤن مین — نیا رنگ دنیا مین دکھلاؤن مین
مجھے سب طرح سے ہے زیبا غرور — مری تیغ اوڑا دے رخ مہ سے نور

ہے کوئی ای فرقہ اسلامیان تم مین ایسا کہ مجھ سے آکر ہم نبرد ہو اس ہنیب کو سنکر دست راست سے
شہزادہ نور الدہر نے گھوڑا اڑا دوڑایا اور سامنے بادشاہ اسلام کے آکر عرض کیا کہ مجھے میدان
کی رضا دیجیے تاکہ اس گمراہ کو باندھکر حضور مین حاضر لاؤن اور یا جان گرامی اپنی حضور پر
نثار کرون بادشاہ نے انکو خلعت سے مخلع کیا اور سپرد پروردگار عالم کے کیا شہزادہ مرکب
تیکا کر روانہ ہوا اور سامنے حریف کے پہونچکر تکاور رزمی کی سوار قدرت کا گھوڑا تھپیڑ کھا کر
سات قدم پیچھے ہٹ گیا اور مرکب شہزادے کا زور مین ڈپٹ کے ساتھ جسقدر حریف کا گھوڑا
ہٹا اوسیقدر آگے بڑھ گیا شہزادہ جوش شجاعت سے یہ اشعار حریف کی رجز خوانی
کے جواب مین زبان پر لایا کہ اشعار

مین ہون نامدار جہان بیعدیل — مین ہون نسل صاحبقران جلیل
وہ شمشیر بران ہے مجکو ملی — کہ ہیبت سے ہے قبر رستم ہلی
مقابل ہو مجھ سے کہان اتنی تاب — وہ برزو وہ بیژن وہ افراسیاب

او بے حیا کیا منھ سے لاف و گزاف بکتا ہے لا ضرب میدان مردان عالم سوار قدرت نے
یہ سنکر بہ غضب تمام نیزہ مارا شہزادے نے نیزے کی سنان کو اپنی سنان نیزہ پر روکا چند طعن
ردوبدل ہوئی تھین کہ نیزہ سوار قدرت کو ہاتھ سے اونھون نے نکال دیا اوسنے جھلا کر گرز
گرانبار چرخ دیگر سر شہزادہ پر لگایا اونھون نے گرز کو اپنے گرز پر روکا کلہ عود مین پھل پڑ گئے
آخر نوبت شمشیرزنی کی آئی سوار نے تلوار سر شہزادے پہ لگائی شہزادہ نے زور کرکے تیغہ خارا
شگاف نیام سے اوسوقت قہار نے مخفی طور پر سحر کیا کہ شہزادے کے آدھے دھڑ کو بیجان
کر دیا اور سوار قدرت نے بروقت تلوار اپنے سر پر آنے کے شہزادے کی کلائی پر ہاتھ ڈالا
شہزادے نے بھی گریبان مین ہاتھ ڈالا لیکن آدھا جسم تو دم نہ رکھتا تھا کچھ زور نہ چلا سوار قدرت
نے انکو فاش زین سے اوٹھا کر زمین پر ٹپکا اور باندھکر لشکر مین بھیجدیا لقانے قید کرایا سوار
قدرت نے پھر مبارزطلبی کی لشکر اسلام سے شہزادہ نور الدہر کے سردار ایک کے بعد ایک
آکر کینہ خواہ ہوے مگر بسبب سحر کرتے قہار کے گرفتار ہو گئے شام ہونے تک چالیس بہادر
اسیر سرپنجہ تقدیر ہوے اوسوقت طبل بازگشت قہار نے بجوایا اور پکار کر کہا کہ ای خداپرستو

آج تمکو اور مہلت دیتی ہون اگر تمنے خداوند کو سجدہ نہ کیا تو کل سب کا خاتمہ کر دونگی ادھر
بہادرون نے للکارا کہ او مردار کیا بکتی ہے انشاء اللہ کل تجکو راہ ملک عدم دکھائینگے عیارون
نے کہا کہ آج ہی رات کو اے قحبہ ہم تجھے زندہ نچھوڑینگے غرض کہ لشکر جانبین کے پہرے کمر
کھولی آسودہ ہوے لقا اپنی بارگاہ مین نہایت خوش و خرم آکر پہونچا اور حکم رقص و سرود
دیا ناچ ہونے لگا بختیارک نے کہا اے فہتار آج تم بہت ہوشیار رہنا عیار ضرور
آئینگے اسیر بھروسہ نکرنا کہ خداوند نے مسلمانون کو گرفتار کرا دیا ہے خداوند ڈھلتا پالنا
ہین اور بھائی کے بیگن ہین تقدیر پلٹ دیتے ہین لقا نے کہا اے ملکہ مین تیری حفاظت کو
فرشتے مقرر کر دونگا بختیارک بولا کہ عزازیل کو مقرر فرمائیے گا فہتار بولی کہ آج پھر نقارہ
حرب بجوائیے مین سب کو گرفتار کر دون اور طلسم مین چلی جاؤن بختیارک نے کہا اے
ملکہ جلدی نکرو دیر آید درست آید رفتہ رفتہ سب کو گرفتار کرنا مثل مشہور ہے نہ دوڑ کے
چلے نہ گر پڑے آج کا دن ٹھہر جاؤ کل مقابلہ کرنا فہتار نے کہا اسکا کہنا نہ مانا اور طبل جنگ
بجوایا ہرکارون نے امیر سے جاکر خبر دی امیر کے یہان بھی حکم کوس حرب کے بجنے کا
ہوا اوسوقت چالاک نے عرض کیا کہ غلام کے نام پر طبل بجوائیے کل سوار قدرت سے مین
لڑونگا امیر نے فرمایا کہ مین تجھے بجاے امیر کے جانتا ہون کیونکر دانستہ قتل اور گرفتار
کراؤن تیرے پاس تحفہ جات اور تبرکات مثل عمرو کے کہان ہین چالاک قدمونپر گرا کہ
یا امیر اب مین ذلیل ہونگا جو منہ سے نکلا ہے ویسا ہی کرنا چاہیے لازم ہے کہ میرے نام پر طبل
بجوائیے اسکے اصرار کرنے سے امیر نے اجازت دی کہ بنام چالاک طبل بجے پھر تو نقارے پر
چوب پڑی سارے لشکر مین خبر مشتہر ہوئی کہ کل چالاک سے مقابلہ ہے دیکھا چاہیے کہ
مشیت ایزدی مین کیا گذرا ہے یہ خبر لشکر لقا مین جب پہونچی بختیارک کھڑے ہوکر
ناچنے لگا اور پکارا کہ وہ مارا ایسے مرشدزادے کل مقابلہ کرینگے پھر سوار قدرت کا بچنا غیر ممکن ہے
باتین تھین کہ سوار قدرت بھی بارگاہ مین آیا اوس سے کہا واسطہ سامری کا بہت ہوشیار رہنا
اب تم بچتے نہین معلوم ہوتے سوار قدرت نے کہا مین آسمان پر جا کر رہونگا مجھے عیار کہان پائینگے
یہ کہکر اوڑ کے چلا گیا دونون لشکرونمین تیاری ہونے لگی دربار برخاست ہوے چالاک
اور ابوالفتح صورت بدلکر لشکر ساحران مین گئے ایک ساحر سے اجنبی بنکر پوچھا کہ سوار
قدرت کہان ہین ہم اونکی ملاقات کیا چاہتے ہین ساحر نے کہا سوار قدرت آسمان پر جاکر

رہا ہے کل اوس سے اور چالاک سے مقابلہ ہے یہ سنکر چالاک گھبرایا دل سے کہا تونے ناحق
اپنے نام طبل جنگ بجوایا اب صبح کو امیر کو کیا منھ دکھاؤنگا بڑی ذلت کا سامنا ہی سوار قدرت
کا ملنا محال ہے لاؤ چلکر بختیارک سے اوسکا حال پوچھون یہ سوچکر روانہ ہوا ادھر لقا نے
دربار برخاست کیا تھا سردار اپنی اپنی جگہ پر جاکر مقیم تھے بختیارک اپنے خیمے مین تھا کہ چالاک
در خیمہ پر آیا اور دربانون سے کہا جاکر ملک جی کو اطلاع کرو کہ چالاک تمھارے پاس آئے
ہین دربان نے جاکر عرض کیا بختیارک گھبراکر اوٹھ کھڑا ہوا اور کہا ارے تمنے اونکو روکا
کیون جلد باعزاز تمام لاؤ لوگ چالاک کو بلا لائے بختیارک نے سروقد اوٹھکر تسلیم کی
اور گویا ہوا کہ ای مرشدزادی آج آپنے بڑا اکرم فرمایا آپ تشریف لائے بمقتضائے بیت

نگویم بہر تشریف قدومت خانہ دارم | غریبم خاکسارم گوشۂ ویرانہ دارم

چالاک پاس اسکے بیٹھ گیا اور گویا کہ ملک جی ہمارے باپ کو جب کوئی ضرورت ہوتی تھی تو
تمھارے پاس آتے تھے آج ہم بھی آئے ہین کہ تمسے کچھ پوچھین لیکن شرط یہ ہے کہ اگر سچ بتادوگے
خیریت گذریگی ورنہ یہ خنجر بران دیکھو اسکو پہچانتے ہو اور ہم بھی ہتھہ چھٹ انتہا سے
زیادہ ہین بختیارک نے کہا کہ مین تو غلام کا آپکے غلام ہون جو فرمائیے بجا لاؤن
اوسنے کہا سوار قدرت کو بتاؤ کہان ہے بختیارک نے کہا اگر آپکو ذلیل کرنا منظور
ہے تو ذلت دیجیے جو مزاج مین آئے وہ میرے ساتھ کیجیے مگر مجھکو قسم ہے اپنے مرشد برحق یعنے
آپکے والد ماجد کی کہ سوار کا مسکن مین نہین جانتا ہون اتنا سنا ہے کہ وہ آسمان پر رہتا
ہے پھر کیا ہے آپکے نزدیک زمین اور آسمان سب یکسان آپ دوش صبا پر سوار ہوکر
جائیے گا اور مجھے یقین ہے کہ اوسے قتل کیجیے گا یہ تقریر اوسکی سنکر چالاک سمجھا سچ کہتا ہے
یہ حال سوار قدرت کا نہین جانتا ہے ورنہ میرے باپ کی قسم نہ کھاتا آخر ناچار ہوکر وہان
سے پھرا اس عرصہ مین رات بھی تھوڑی رہگئی اسنے خیال کیا کہ اب چلکر قہار شعلہ بدن
کو مار ڈال سوار قدرت اوسی کا بلایا آتا ہے اوسکے مرنے سے وہ نہ آئیگا یہی سوچتا ہوا
خیمہ قہار کے قریب آیا اوس مجتبہ نے صحن خیمہ مین پلنگ بچھوایا ہے اور سراپچے خیمہ کے
اوٹھوا کر دور دور ساحرون کی چوکی بٹھائی ہین اور آپ پلنگ پر لیٹ کر پھول سحر کرکے اپنے اوپر
بچھائے کہ سارا بدن آگ کی طرح دہک رہا ہے آپ غافل سو رہی ہے چالاک نے دور سے سوائے
شعلۂ آتش کے جب کچھ نہ دیکھا گھبرایا کہ اب کسکو بیہوش کرون اور کسے قتل کرون آخر ناچار ہوکر

وہان سے بھی بھرا اس اثنا مین نوبت صبح کی بجنے لگی اور ستارے مثل گل باد خزان سے چمن آسمان
مین مرجھا گئے غنچہ صبح کھلکھلایا گلشن نیلوفری سپہر مین گل خورشید پھولا کہ نظم

سحرگہ از شبستان شاہ خورشید | برون آمد ز مشرق ہمچو امید
جہان پیما شدہ مثل جوانمرد | بچار اطراف عالم خوش گذر کرد

صبحدم لشکران ہر دو سو خیل و ذیل ذیل آمادۂ حرب و پیکار میدان جنگگاہ مین وارد
ہوئے امیر بھی نماز پڑھ کے تمام اسلحہ زیب قد کرکے در دولت پر آئے سب دارون نے مجرا کیا
بادشاہ جمجاہ برآمد ہوئے نقارون پر چوب پڑی ہر ایک نے تعظیم دی تخت شاہی کے
ہمراہ جملہ سردار روانہ ہوئے اور بڑے کر و فر سے میدان جنگگاہ مین آئے بدستور روز اول
مقام رزمی پاک و صاف ہوا بیلچہ کار پست و بلند زمین کو ہموار کر چکے سقون نے آبپاشی
کی گرد بٹھائی صفین جم گئین نقیب نقابت کرنے لگے خلاصہ یہ کہ جب دونون لشکر لڑنے پر
تل گئے یعنی لشکر لقا بھی آکر صف آرا ہوا اوسوقت امیر نے ملاحظہ فرمایا کہ سب عیار اپنے
اپنے سردار کے ساتھ حاضر ہین لیکن چالاک نہین ہے عیارون سے پوچھا کہ چالاک کہان
ہے انھون نے عرض کیا کہ حاضر ہوتا ہے امیر نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ مارے غیرت کے روپوش
ہو گیا ہی یا خنجر مار کر مر گیا سوار قدرت سے لڑ نہ سکا اب بڑی سبکی ہوئی عیارون نے عرض
کیا کہ ہم سب لڑنے مرنے کو حاضر ہین ایک عیار نہوا نہ سہی امیر نے جواب دیا کہ طبل جنگ تو اوسی
کے نام پر بجا ہی بات مین توفرق آیا یہ فرما رہے تھے کہ قہار ساحرون کے ہمراہ ایک طرف آکر
کھڑی اور آسمان کو دیکھا سوار قدرت فلک کی جانب سے بلا کی طرح نازل ہوا اور میدان
مین آکر مبارز طلبی کی دست راست کے سردارون نے کہا کل ہمارا شہزادہ گرفتار ہوا ہے
ہمین لوگ آج جائینگے کوئی اور ارادہ سوار کے ساتھ ہم نبرد ہونے کا نکرے یہ کہی رہے
تھے کہ صحرا کی جانب سے گرد اوڑی اور ایک سوار مرکب باد رفتار زیر ران تاج سر پر رکھے
خنجر کمر مین سپر پشت پر نقاب چہرے پر ڈالے پیدا ہوا امیر نے اوسکی جانب دیکھا اور فوراً
مسکرایا امیر نے پہچانا کہ چالاک ہی دعا فرمانے لگے کہ خداوندا اسکو مظفر و منصور فرمانا اور
چالاک سوار قدرت سے تکاور زن ہوا اور للکارا کہ منم غلام صاحبقران سوار قدرت
ہنسکر پکارا کہ ابھی تو میری سامنے چھوکرا ہی چل تجکو اپنا ساقی بناؤن گا چالاک نے کہا او بیحیا
پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہی مین تیرا ساقی اجل ہون تو کیا بکتا ہی ادھر آ لا ضرب مردان عالم سوار

سوار قدرت نے جھلا کر تلوار ماری اسنے جست کرکے خالی دیکر ایک بیضۂ بیہوشی مارا کہ سوار
قدرت کی ناک پر پڑا وہ چھینک مار کر بیہوش ہوگیا چالاک نے کاٹھی خالی کرکے خنجر مارا کہ سر
کاٹ لے مگر خنجر اوچٹ گیا اوسنے جسم پر زور سحر ایسا سخت مثل پتھر کے بنایا تھا یہ دیکھتے ہی وہ تو
بیہوش تھا اور گھوڑے سے زمین پر گرا چاہتا تھا کہ چالاک نے کمند مارکے اپنے گھوڑے کو بھگایا
سوار قدرت بھی کھنچتا چلا اور پتھر اور درخت سے ٹکرا کر سر پھٹ گیا اعضا ٹوٹ گئے آخر مر گیا
صدائے دار و گیر بلند ہوئی کہ کشتی سوار قدرت را اقتار کا رنگ سفید ہوگیا اور بختیارک
ناچنے لگا پکارا الصلوۃ بر ابراہیم و لعنت بر لقا فوج ساحران اور کافران لینا لینا کہتی چلی
ادھر سے امیر بھی اسم اعظم بآواز بلند پڑھتے ہوئے آگے بڑھے جسکی تاثیر سے تاکہ سحر اثر
اثر نکرے ابر سیاہ ہر طرف سے گھر آیا پھر تو نظم

بڑھے لڑنے والے کھینچی تیغ تیز ۔ ملی امن کو وان سے راہ گریز
چلی جس طرف کو وہ جنگی سپاہ ۔ دلاور ہوئے جس طرف کینہ خواہ
ہوئی لاش پر لاش اُس جا تباہ ۔ چمکنے لگے خنجر خون چکان
برسنے لگا آب پیکان تیر ۔ بہادر رہے ہوئے سہم کر گوشہ گیر

ہزارہا ساحر اور لقا پرست مارے گئے لشکر امیر چڑھتا چلا بختیارک نے طبل امان بجوایا
اور لشکر لیکر پھرا امیر بھی بفتح و فیروزی پھر کر داخل بارگاہ ہوئے چالاک کو خلعت عنایت
کیا اور بعشرت تمام بیٹھے مگر عیار باہم مشورہ کرکے واسطے قتل کرنے قہار کے روانہ ہوئے
یہان لقا وغیرہ سب بارگاہ مین آکر ٹھہرے ہین کہ ابر آسمان کی طرف آیا اور بجلی چمکی بختیارک
نے کہا یا خداوند یہ کیا تقدیر فرمائی ہے لقا نے قہقہہ مارا اور کہا ہماری تقدیر کو کون
پہچان سکتا ہے دیکھو ہمنے سوار قدرت کو اپنی رحمت نازل کرکے بہشت مین بھیجدیا وہان
وہ سیر کر رہا ہے یہ کلام سب حضاران دربار سنکر کہنے لگے کہ برحق تو جاگتی جوت کا خداوند
ہے جو چاہے وہ کرے سب تو یہ کہ رہے ہین اور بختیارک چپکے چپکے کہتا تھا کہ جھوٹے پر
لعنت ہے اس گفتگو کے درمیان مین وہ ابر جو نمودار ہوا تھا قریب آیا اور طوفان فیل
دندان فرستادہ شاہ طلسم آکر پہونچا سلیمان نے جاکر لشکر اسکا اوتروایا مگر اوسنے
وہ کشتیان جو اپنے ساتھ لایا تھا خداوند کو نذر دین اور نامۂ بادشاہ ساحران کا دیا آپ
سات بار تخت خداوند کے گرد پھرا سجدہ کیا بختیارک نے خداوند پر سے پانی اوتار کر اوسکو

پایا اور کہا یہ احسان یاد رکھنا اس پانی کے پینے سے دس برس عمر ہر روز بڑھتی ہی ٹھنڈک رہتی ہے
طوفان نے کہا بیشک میرا سارا بدن خنک ہو گیا بختیارک نے چپکے سے کہا جو حرامزادہ آتا ہے
وہ مجھوٹا ہی آتا ہے قصہ مختصر طوفان برابر قمار کے بیٹھا سب نے دیکھا کہ تین جوڑے اس کے
سر پر بندھے ہیں ایک جوڑے سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں اور دوسرے سے دھوان پیچ و تاب
کھا کر بلند ہوتا ہے تیسرے سے سانپ گردنیں باہر نکالتے ہیں اوسکو دیکھکر ابلیس بھی پناہ
مانگتا ہے جسوقت یہ بیٹھا ساقی نے جام لاکر شراب کا دیا اسنے پیا اور حال پوچھا بختیارک
نے سب حال سوار قدرت کے مارے جانے کا بیان کیا اور کہا ملکہ بڑے رنج میں ہیں یہ حال سنکر
اوسنے کہا کہ اے ملکہ افسوس ہے کہ اتنی بڑی تم ساحرہ ہو اور تمسے کچھ نہ ہو سکا اب تم بیٹھو میں کام
خدا پرستوں کا تمام کیے دیتا ہوں اسکے ان کلاموں سے قمار کو بھی غصہ آیا اور گویا ہوئی کہ
خداوند فصیل قلعہ پر چلکر تشریف رکھیں اور تماشا دیکھیں کہ میں مسلمانوں کو ہلاک کرونگی ایکے
کہنے سے لقا مع تمام سرداروں اپنے کے کوہ عقیق پر جا بیٹھا اور قمار نے ایک ناریل جو [illegible]
سحر پڑھ کے مارا کہ لشکر امیر میں وہ آگرا یہ لشکر چوبیس کوس کے گرد میں اوترا ہوا تھا چالاک
چبوترہ کوالی پر بازار چار طاق بلقیس میں کھڑا تھا اور ابو الفتح کا ہاتھ پکڑے باتیں کر رہا تھا
کہ ناریل کا گرنا دیکھا ہاتھ چھڑا کر بھاگا اور دو کوس پر جاکر ایک کلوار کی دوکان پر ٹھہرا دیکھا ناریل
سے صدائے مہیب پیدا ہوئی اور شعلے نکلکر باہم جمع ہو کر مثل چادر آتش فشان کے بنگلے اور تمام
لشکر پر وہ چادر پھیلنے لگی چالاک یہ آفت دیکھکر پھر بھاگا اور لشکر کی حد سے باہر نکل گیا ابو الفتح
اور چند عیار اور بھی بھاگ گئے باقی کل لشکر پر وہ چادر پھیل گئی صرف بارگاہ سلیمانی محفوظ
رہی کہ اوسپر سحر تاثیر نہیں کرتا ہے اور نہ کوئی ساحر اوسمیں آسکتا ہے اگر آئے تو جل جائے غرضکہ
اہل لشکر کو وہ گرمی معلوم ہوئی کہ زبان شدت تشنگی سے منہ کے باہر نکل پڑی اور چادر آتش
میں سے آگ برسنے لگی امیر اور بادشاہ اور سردار جو اندر بارگاہ سلیمانی کے ہیں وہ تو بچے اور
باقی سب اہل لشکر آفت میں گھرے ہیں امیر نے پانی پر اسم اعظم دم کرکے مشکوں میں بھروا کر
حکم دیا کہ جہاں آگ برسے وہاں چھڑکو تاکہ جلنے سے بچو لیکن جبتک پانی چھڑکیں زمین
کرۂ نار بنگئی خیمے بارگاہیں ہزاروں جلیں اور ہزارہا آدمی ہلاک ہو گئے لشکر میں ہل
چل پڑ گئی پانی چھڑکنے سے آتش زمین کی ٹھنڈی ہوتی ہے لیکن وہ جو چادر بنی ہوئی
ہے نہ اوس تک پانی بسبب بلندی کے پہونچتا ہے نہ وہ آفت دفع ہوتی ہے عجیب

مصیبت ہے کہ نظم

زمین آگ کی آسمان آگ کا
جلا اسقدر رشک سے آسمان
درختون سے پیدا شرارے ہوے
پھپھولے کی صورت تھی ہر اک کلی
جدھر دیکھیے اک سمان آگ کا
ہوا آخر کار آتش فشان
چمک مین ہر اک گل ستارے ہوے
زمین گلشن دہر کی یون جلی

خلاصہ کلام لشکری تمام بھاگ کر اندر بارگاہ سلیمانی کے جاکر چھپے لیکن سارا لشکر ایک بارگاہ مین کیونکر سماسکے امیر نے بانی اسم اعظم پڑھکر دیا کہ اسکو جسم پر ملو اور بیٹھو سارے لشکر مین وہ آب تقسیم ہوا تاکہ جلنے سے تو بچے مگر اوس آگ مین سب طرف سے گھرے ہین اوس طرف لقا بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا کہ اے بندگان من دیدید قدرت مرا قمار عرض پیرا ہے کہ یا خداوند تیری بہت بڑی قدرت ہے کہ تو نے ایک مجھ ایسی بندی گندی ناچیز کو یہ طاقت عنایت فرمائی ہے اب مین سب مسلمانون کا کام تمام کیے دیتی ہون ایک حمزہ مالک اسم اعظم ہے وہ اگر بچ گیا تو خیر بغیر مارے مرجائیگا اگیا جیا تو کیا رفیقون کے غم مین اوسکا بچنا محال ہے بختیارک نے کہا یہ تو سب سچ ہے لیکن ایک تو مسلمانون کو مرنے کی عادت نہین ہے دوسرے خداوند کے نواسے اس لشکر مین ایرج ہین اور قاسم داماد ہین کہین خداوند رحم کھاکر تقدیر نہ پلٹ دین لقا جواب دہ ہوا کہ اب کی سب کے ہلاک کی مینے مضبوط تقدیر کی ہے اسکو نہ پھیرون گا یہ باتین کرکے فصیل قلعہ سے اوترکر بارگاہ مین سب آکر بیٹھے اور ناچ ہونے لگا خوشی کرنے لگے شراب کا دور شروع ہوا بختیارک کہتا ہے دیکھا چاہیے کہ یہی خوشی روز رہتی ہے یا آج کے دن کی ہے کیونکہ مسلمان ایسی ایسی صعوبتین بہت اوٹھا چکے ہین اونکا خدا بڑا زبردست ہے کوئی دم مین معاملہ یہ دگرگون ہوا چاہتا ہے یہی گفتگو تھی کہ چالاک اپنی فوج کی مصیبت دیکھکر روتا ہوا صورت بدل کے جو چلا بارگاہ لقا مین خدمتگار بنکر آیا مگر قمار کے بیرون نے خبر دی کہ عیار آیا اونے بختیارک سے کہا کہ عیار یہان موجود ہے اوسنے پوچھا کہ تمھین کیونکر ثابت ہوا اوسنے کہا کہ جب کوئی دشمن آئیگا تو میرا سحر خبر دیگا اور آنکھ پھڑکنے لگے گی یہ باتین جو چالاک نے سُنین سمجھا کہ یہان جو ٹھہرونگے تو گرفتار ہوجاؤنگے یہ مجھے پہچان لیگی یہ سوچکر بارگاہ سے نکل گیا دروازے پر صورت بدلے ہوے ابوالفتح کھڑا تھا اوسکو پہچان کر الگ لیجاکر سب حال کہا اور دل جو حالت لشکر پہ بیقرار تھا

تو دونون پھر فراش بنکر داخل بارگاہ حریف ہوئے قمار نے کہا ملک جی عیار فی الحقیقت
بڑے حرامزادے ہین پہلے ایک آکر چلا گیا تھا ایکی مواد و سر بکو اور لایا ہے بختیارک
نے کہا اے ملکہ یہ لوگ بلاے بے درمان ہین تمھین جیتا نچھوڑینگے پھر جان ہے تو جہان ہے
اپنی جان بچاؤ کسی ایسے مکان مین جاؤ کہ جہان فرشتے خان کا بھی گذر نہو مجھے یہ رات تو بہ
خیریت سے کٹتی نہین معلوم ہوتی صبح کو لمبی لمبی لیٹی ہوگی ہم افسوس کرتے ہونگے قمار
بولے کہ ملک جی جو باتین آپنے کہین وہ میرے ظہور مین آئین جو تمنے کہا درہی ہوا اپنی
نگہبانی اپنے ہی سے خوب ہوتی ہے سچ ہے جو مین اپنی محافظ نہونگی تو کون ہوگا یہان
سے دو کوس پر ایک باغ ہے کہ باغ جمشید ہی اوسکو کہتے ہین اور صحرا ابھی وہان طلسم کا ہے
کہ کسی کا وہان گذر نہوگا جو جائے قید ہو جائے گا مین وہان جاکر رہونگی اور اسم اعظم
حمزہ سحر سے بند کرکے آکر ہر ایک کو ہلاک کرونگی بختیارک نے کہا اے ملکہ تدبیر تو
اچھی ہے لیکن نہ تمھین ہماری خبر نہ ہمین تمھاری مگر حسب بمقتضاے بیت گر نقد
اے حضرت دل کوہی بتان کا نہ لو جاؤ کیا آپکو اللہ کے حوالے نہ یہان سے چلا جانا
مین جان بچ جائیگی قمار نے کہا مین تمسے ملنے کی تدبیر کرتی یہ کہکر دو جادوگرنیون کو
حکم دیا کہ جو ملک جی حکم دین تم اوسکو بجا لانا کچھ عذر نکرنا جادوگرنیون نے اپنے سر کے
بال نوچکر بختیارک کو دیئے کہ ملک جی یہ بال جب تم آگ پر رکھوگے ہم دونون
حاضر ہوکر جو فرماؤگے بجا لائینگے بختیارک نے بال لے لیے اور جادوگرنیان اور قمار
بزور سحر اوڑکر چلی گئین چالاک اور ابو الفتح یہ باتین سنکر ساحرنیون کے چلے جانے
سے صحرا مین آئے اور مشورہ کرنے لگے کہ باغ جمشید مین چلکر قمار کو مارین اس پر
چالاک نے کہا مین جاکے اس بختیارک کو مارے ڈالتا ہون کیونکہ جو کچھ شرارت
اسنے اوسی کی ہے ابو الفتح نے جواب دیا کہ کہین ایسا کام نکرنا خواجہ عمرو ہمیشہ ڈاڑھی
مونڈنے اور جوتیان لگانے کا خراج اوس سے لیا کرتے ہین وہ ناراض ہونگے کہ میری
آبرو کھوئی چالاک نے کہا کچھ ہی کیون نہو مین تو جاتا ہون یہ کہکر خدمتگار کی ایسی صورت
بنکر روانہ ہوا ادھر بختیارک جب جادوگرنیان جا چکین تو بارگاہ سے اوٹھکر اپنے
خیمے مین آیا چالاک اسکے ساتھ ہو لیا یہ اپنے خیمے مین پہونچکر کھانا کھا کر شراب پیکر
آرام کیا چاہتا تھا کہ رفع احتیاج کی ضرورت ہوئی خدمتگار کو پکارا کہ آفتابہ جلدی

چوکی پر رکھکر آیہان چالاک جو خدمتگار بنکر آیا تھا اوسنے پانی وغیرہ مین بیہوشی ملاکر اوخدمتگار کو
بیہوش کیا اوسوقت بختیارک نے جو پکارا آفتابہ لیکر بیت الخلا مین آیا بختیارک اسکو دیکھکر
اپنی جگہ سے اوٹھکر چوکی پر آکر کھڑا ہوا کہ خدمتگار جائے تو مین بیٹھون مگر خدمتگار نے کہا کہ ملک جی
ہگتا تو ہگا موتا تو مار ہی ڈالون گا اب بختیارک گھبرایا اور گویا ہوا کہ کیون بے حرامزادے
مالکون سے ایسی ہی گفتگو کرتے ہین چالاک نے کہا ہم ایسے مالک کا منھ مہری مین دے
دیتے ہین بختیارک ان باتون سے جھلاکر پکارا کہ کوئی حاضر ہے چالاک نے کہا ہمارے
سوا کوئی حاضر نہین اور موت تو ہر وقت ساتھ رہتی ہے بختیارک ان باتون سے سمجھا
کہ شاید عمرو طلسم سے آگیا یہ جانتے ہی جھک کر باادب سلام کیا اور کہا آپ طلسم سے کب
تشریف لائے یہ آفتابہ اور سب میرے خیمے کا مال اسباب آپ کی نظر ہے چالاک نے
کہا یہ میرے کس کام کا ہے اگر والد ہوتے تو زنبیل مین رکھ لیتے مجکو ہزار روپے روز
امیر عنایت کرتے ہین وہی میرا خرچ ہے مین تیرے پاس اسلیے آیا ہون کہ ہمیشہ عمرو پر
تونے احسان کیا ہے جو مشکل ہوئی ہے وہ بمصداق بیت مشکل ز توجہ تو آسان +
آسان ز تغافل تو مشکل + تجکو قسم ہے لقا کی سچ بتادے کہ قہار کے پاس کیونکر جاؤن
چالاک نے منت سماجت کرکے پوچھا کہ شاید بتلادے لیکن بختیارک نے نہ بتلایا
اوسوقت اوسکو بیہوش کرکے چالاک درہ کوہ مین لایا اور لشکر اسلام کی بیقراری دیکھکر
دل تو جلا ہوا تھا ہی لکڑیان کچھ جمع کرکے آگ سلگاکر کسوت عیاری سے کڑھائی اور تیل
نکالکر کڑھائی آگ پر رکھکر تیل گرم کیا اور بختیارک کو ہوشیار کردیا اوسکی جو آنکھ
کھلی دیکھا کہ مین بندھا ہون ادھر چالاک نے کفچے سے تھوڑا سا تیل جلتا ہوا اوسکے
جسم پر ڈالا کہ یہ بلبلا گیا اس سے بغصہ پوچھا کہ اے نطفہ شیطان جلد بتا کہ قہار کہان ہے
نہین تو مار ہی ڈالون گا جہان لشکر اسلام پر یہ آفت ہے وہان تجھے بھی جہنم رسید
کردون گا اور اسی کڑھائی مین تلون گا اوسنے کہا مجھے کھول دو تو بتادون چالاک نے
کھول دیا اور کہا اگر کچھ حرمزدگی کی تو یہ سمجھ لینا کہ مین نہین ہون بختیارک سوچا کہ
سیان جان ہے تو جہان ہے اس اثنا مین چالاک نے تیل کا ایک چھینٹا اور دیا کہ یہ بیتاب
گیا اور جلدی سے بال جادوگرنیون کے آگ پر رکھے پھر تو بقول نسیم بیت

بال آگ پہ رکھتے آندھی آئی
وہ دیوی بال باندھی آئی

دونون جادوگرنیان حاضر ہوئین اوسنے کہا ملکہ قہار کو بلالاؤ وہ چلین اور باغ جمشید مین پہونچکر
ملکہ سے عرض کنان ہوئین کہ ملک جی آپ کو درہ کوہ مین کھڑے بلاتے ہین قہار یہ سنتے ہی اوٹھی
اور سمجھی کہ اکیلے مین شیطان خداوند نے جو مجھے بلایا ہے یقین ہے کہ کوئی تماشا قدرت خداوندی کا
دکھائے گا یا مجھ سے کچھ راز کی باتین کرے گا یہ سوچکر کنیزون سے کہا تم ٹھہرو مین اکیلی جاؤنگی
غرضکہ تنہا اوڑکر پاس ملک جی کے پہونچی چالاک اسکو دیکھکر پہاڑ پہ چڑھگیا اور بختیارک
دوڑکر قدم پر گرا چپکے سے کہا ملکہ مجھے عیار پکڑلایا ہے مارے ڈالتا ہے اور سب حال کہدیا
قہار اسکے کہنے سے چارطرف دیکھنے لگی چالاک نے پہاڑ پر سے دیکھا کہ یہ ہر سمت نگران ہے
سمجھا کہ بختیارک نے کچھ حال کہدیا یہ سمجھکر کہ گوپھن مین پتھر رکھکر مستعد ہوکر ٹھہرا قہار
نے جب کہین عیار کو نپایا بختیارک کی جانب دیکھا اوسنے ہاتھ اونچا کرکے اوپر کو بتایا
قہار پہاڑ کے اوپر چلی کہ پکڑلاؤن چالاک نے پتھر گوپھن کا چرخ دیکر مارا اسکے سر پر
پڑا سر پھٹا گیا بیٹھ گئی مگر جسم اپنا کرخت انتیا بنایا تھا کہ ہلاک نہوئی چالاک گھبرایا کہ بڑا غضب
ہوا لیس بجلدی تمام سر کوہ پر آکر ایک سل ہزار من کی ڈھلکادی کہ قہار سنبھلکر دوبارہ
اوٹھکر چلی تھی کہ جو پتھر گرا اوسکے نیچے پڑا اٹھا ہوکر رہگئی دم بھر پھڑک کر نکل گیا غل اور شور
تاریکی ہوئی کہ کشتی قہار شعلہ بدن جادو را بختیارک بھاگ کر درہ کوہ مین غار کے
اندر چھپ رہا کہ مجھپر آفت نہ آئے اور چالاک پہاڑ سے اوترکر ڈھونڈھنے لگا کہ اس
شیطان حرامزادے کو جوتیان لگاؤن اسنے قتل کرانے مین کوئی دقیقہ نہین اوٹھا رکھا
تھا غرضکہ ہر سمت آکر ڈھونڈھنے لگا جب کہین پتا نہ چلا شادان و فرحان لشکر کی طرف چلا
یہان کل لشکر اسلام پر سے وہ چادر آتش دفع ہوگئی ہر ایک نے رہائی پائی امیر نے
سجدہ شکر بدرگاہ دافع البلیات ادا فرمایا اوسوقت چالاک نے آکر سلام کیا اور
سب کیفیت عرض کی امیر نے اسکو خلعت سے سرفراز فرمایا اور حکم دیا کہ جلسہ انبساط
آغاز ہو ناچ ہونے لگا ادھر بختیارک بھی غار سے نکلکر اپنے لشکر مین آیا نوکر اسکے
سب ڈھونڈھتے پھرتے تھے اسکے آنے سے خوشنود ہوئے مگر یہ بارگاہ لقا مین
آیا اور کہا یا خداوند خیر منگوائیے وہ چادر آتشین لشکر اسلام سے دفع ہوگئی قہار
آپ کی جہنم واصل ہوئین یہ کہکر سارا ماجرا کہہ سنایا لقا نے کہا کہ ہمکو حمزہ
کے حال پر رحم آگیا ہمنے تقدیر پھیر دی یہ باتین تھین کہ طوفان اپنے خیمے سے

بارگاہ مین آکر بیٹھا اور کہا ملکہ نہین معلوم کہان گئی ہین بختیارک بولا کہ وہ بہشت
نصیب ہوئین طوفان گویا ہوا کہ ملک جی بدکلمہ منہہ سے نہ نکالو بختیارک جوابدہ
ہوا کہ بد و نیک مین کچھ نہین جانتا ہون مجھی سے بلوایا اور مار ڈالا دیکھو ہمارے دل مین
بھی پھپھولے پڑے ہین اور تن پر بھی چھالے ہین یہ کہکر جسم برہنہ کرکے وہ تیل کے چھینٹے دکھائے
اور سارا حال کہا فیل دندان حیران ہوا ہوش اوڑ گئے کہ عیار بڑے زبردست ہین
بختیارک نے کہا اب تم اپنی خیر مناؤ لڑو نہین خداوند پاس رہو پھر سمجھ لینا فیل
دندان سمجھا کہ شیطان سچ کہتا ہے لیکن کیا کرون شہنشاہ ساحران کہے گا کہ تجھ سے کچھ نہو
بہتر ہے کہ عرضی لکھون جیسا جواب آئے ویسا بجا لاؤن غرض کہ اوسنے عرضی تحریر کی اور کل
کیفیت بیان کی لکھی اور لقا نے نامہ لکھا کہ اے شاہ جادوان جو جادوگر تم بھیجتے ہو
اسکو غرور ہوتا ہے ہم اوسکو غارت کردیتے ہین کوئی ایسا زبردست بھیجو کہ ہمکو رہائی
بخشے اور کام خداپرستون کا تمام کرے یہ مضمون مع عرضی فیل دندان کے بہار پر رکھکر
نقارہ بجوا دیا پنجہ اوٹھا کر افراسیاب پاس لایا اوسنے عرضی اور نامہ پڑھکر فکر کی کہ کس
شخص کو بھیجون جو صاف باطن ہو اور کام ان خداپرستون کا تمام کرے ایکی ایسا شخص
چاہے کہ عیار اوسپر غالب نہ آسکین اور بیہوشی اوسکو تاثیر نہ کرے خلاصۂ کلام یہ تو اسی
فکر مین ہے لیکن بمقتضائے بیت ز سحر سخن گوہر آرم بکف + نویسم یکے داستان
شگرف + یعنے جسوقت کہ نخلبند حدیقۂ عیاری و گلچین باغ طراری خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری کو باغبان قدرت جو گرفتار کرکے لے گیا راہ مین ایک باغ اوسنے اپنی
سیر کے لیے بنایا ہے وہان آیا یہان چار سو لونڈیان نازنینان مہر صورت حاضر تھین
اونھون نے مجرا کیا عمرو سحر مین مسحور ہے اسکو بٹھا دیا آپ مسند پر بیٹھکر دم لینے لگا
کنیزون سے اختلاط کرنے لگا دو ایک کنیزین جو منہہ چڑھی تھین اونھون نے پوچھا کہ
یہ شخص جو گرفتار ہے کون ہے اسنے کہا عمرو عیار ہے ایک لونڈی بولی آپ ناحق اسکو
پکڑ لائے کیونکہ جو اِسکے ساتھ دشمنی کرتا ہے وہ مارا جاتا ہے آپ اسکو چھوڑ دیجیے اِسنے
بڑے بڑے ساحر مارے ہین سرکشون کے سر اوتارے ہین آپ شاہ طلسم سے کہدیجیے گا
کہ عمرو مجھے نہین ملا یہ گفتگو باغبان سنکر لونڈیون پر خفا ہوا اور ایک طمانچہ کنیز کے مارا کہ
مین نمک حرام نہین ہون جو شاہ کے حکم سے گردن تابی کرون اوسوقت عمرو نے بھی موقع

پاکر کہا کہ اے باغبان میرے ساتھ دشمنی کرنا بہتر نہین ہے میرا کچھ نہین جائیگا مین ایک لشکر
کا پیادہ ہون مارا گیا تو کیا اور زندہ رہا تو کیا مگر جو تو مارا گیا تو پھر کیسی ہوئی اس گفتگو مین
عمرو مصروف تھا کہ ایک طائر اوڑتا ہوا آیا اور سب باتین سنکر سامنے شاہ جادوان کے گیا جملہ
بیان کی اوس سے بیان کی افراسیاب نے کہا وزیر میرا نمک حلال ہے وہ ضرور عمرو
کو لائیگا ہمارے پانچ چار جو چیدہ اور منتخب ساحر ہین اونھین مین سے وہ بھی ہے یہ تو گفتگو ین
کر رہا ہے مگر باغبان باغ سے لیکر عمرو کو پھر روانہ ہوا لیکن حال سُنیے کہ برق فرنگی
بھی جنگل مین پھر تلاش عمرو پھر رہا تھا کہ دیکھون استاد سے اور باغبان سے کیا معاملہ
در پیش ہوا اسکو ایک ساحر نے پھرتے دیکھکر پکڑ لیا اور لیکر چلا راہ مین اوسکے ایک دوست کا
مکان تھا وہان برق کو لایا وہ دوست اسکی ساحرہ ہے نازک اندام جادو نام اوسنے
جو برق کو دیکھا تو اوس پر فریفتہ ہو گئی اور اس ساحرہ کی پشت پر آکر عین غفلت مین نار سحر
پڑھکر مارا کہ اوسکے سینے کے پار گذر گیا غل و شور ہوا مگر اوسنے برق کا ہاتھ پکڑ اٹھایا
اظہار تعشق کیا برق تو عیار بے بدل ہے اسکو اپنے اوپر شیفتہ پاکر اوسی کی محبت کا دم بھرنے
لگا اور شراب منگوا کر اپنے ہاتھ سے اوسکو جام بھر کر دیا لیکن آنکھ بچا کر بیہوشی اوس مین ملا دی
کہ ساحرہ جام پی کر بیہوش ہو گئی برق نے سارے کپڑے اوسکے اوتار کر زیور وغیرہ لیکر
اوسکا کاٹ ڈالا اور آپ اوسی کی ایسی صورت بنکر روانہ ہوا راہ مین دیکھا کہ عمرو کو باغبان
لیے جاتا ہے برق راہ کاٹ کر کنارے دریا کے اس طرح آیا کہ یہ معلوم ہو جیسے اوس پار سے
دریا اوتر کے آیا ہے اور قریب آکر سلام کر کے ایک نامہ افراسیاب کی طرف سے دیا اور زبانی
بھی کہا کہ آپ نے مجھے کاہے کو پہچانا ہوگا مین کنیز ہون شہنشاہ کی مجھے آپ پاس بھیجا ہے
اور فرمایا ہے کہ ہمنے عمرو کو گرفتار کرنے تمھین بھیجا تھا تمنے بڑی دیر لگائی اب جلد لیکر آؤ ہم
منتظر ہین باغبان نے اسکی تقریر سنکر خیال کیا کہ جب مین اپنے باغ مین تھا اوسوقت
طائر سحر آکر خبر لے گیا تھا شہنشاہ نے پھر اس کنیز کو کیون بھیجا اس مین معلوم ہوتا ہے کچھ
دھوکا ہے یہ سوچکر منہ سے اُف جو کی برق زمین پر گر کر لوٹنے لگا اسنے کہا سچ بتا تو کون ہے
برق نے کہا سچ تو یہ ہے کہ سامنے درہ کوہ مین میرا مکان ہے اور مین ساحرہ ملازم شہنشاہ
ہون باغبان کو اس بدلی ہوئی تقریر سے اور زیادہ شک ہوا اور ایک چٹکی خاک کی اٹھا کر
سحر پڑھکر پھینکی برق کمر تک زمین مین غرق ہو گیا باغبان نے کہا اگر سچ سچ اپنی حقیقت

تو بتادے تو قسم ہے ساحری کی کہ تجھے چھوڑ دونگا نہین مار ڈالونگا برق نے دیکھا کہ ابکی جھوٹ بولے اور زمین مین سماگئے ناچار گویا ہوا کہ عیار ہون برق فرنگی میرا نام ہے استاد کو اپنے چھڑانے آیا تھا خود ہی گرفتار ہوگیا باغبان نے اسکے سچ بولنے سے چٹکی بجائی دو جادوگر پیدا ہوے اور بغلون مین ہاتھ دے کر برق کو زمین سے دونون نے کھینچ لیا باغبان نے سحر کردیا کہ بھاگ نہ جائے اور ایک عرضی لکھکر ساحرون کو دی اوسمین سب حال برق کا مندرج کردیا اور لکھا کہ اوسکو ہمراہ لیتا آؤن یا نہ لاؤن ساحر بہت جلد عرضی خدمت شاہ طلسم مین لے گئے اوسنے پڑھکر جواب لکھا کہ اور عیارون سے کچھ مطلب نہین تمنے برق سے سچ بولنے پر رہا کردینے کا اقرار بھی کیا ہے اوسپر احسان کرکے چھوڑ دو اور عمرو کو یہان لے آؤ جب یہ جواب عرضی باغبان کو پہونچا پڑھکر برق سے گویا ہوا کہ تم سب کا گرفتار کرلینا کچھ بات نہین ہے مین تجھپر احسان کرتا ہون کہ تجھے چھوڑے دیتا ہون جا اب کبھی شرارت نکرنا یہ کہکر سحر اوسپر سے اوتار لیا برق نے کہا کہ مینے تو کوئی دقیقہ تیرے مار ڈالنے مین باقی نہ رکھا تھا مگر قضا تیری نہ تھی اور استاد کی قسمت مین گرفتاری تھی خیر یار زندہ اور صحبت باقی

بقول شخصے فرد

اچھا کیا جو آپنے باندھا ہے ہمسے بیر
جیتے رہے تو سمجھین گے اور مرگئے تو خیر

باغبان نے کہا شاباش مردان عالم چنین ہمت دارند یہ کہکر بازو عمرو کو پکڑ کر اوڑ گیا برق روتا ہوا مجبور وہان سے پھرا اور باغبان سامنے شاہ جادوان کے عمرو کو لایا اور عرض کیا یہ مجرم حاضر ہے یہ کہکر سامنے پیش کیا افراسیاب نے ہنسکر کہا کہ اے عمرو بقول جرأت غزل

مرنا ہی نظر آیا انجام گرفتاری
پیغام اجل لایا پیغام گرفتاری

ایسے ہوی متوالے جینے کے پڑی لالے
تھے زہر کے سو پیالے اک جام گرفتاری

کیون دام مین گھبرائے صیاد کو گرماتے
کیا چین سے کٹ جاتے ایام گرفتاری

تا روز شمار اونکا ہوئے نہ شمار اصلا
کیا کہیے کہ ہین کیا کیا آلام گرفتاری

اب کوئی دم کے تم مہمان ہو عمرو نے کہا اے شہنشاہ آپ مین سب طرح کی قدرت ہے مجھ ادنی شخص کا زور کیا چل سکے آپ کو لازم ہے کہ ایکی مرتبہ مجھے اور چھوڑ دیجیے اور قلم عفو میرے حرف جرائم پر پھیر دیجیے مین اسکا احسان تمام عمر مانونگا افراسیاب نے کہا کئی بار تجھکو چھوڑ دیا

اور تونے مجکو ذلیل کیا اب تجھے زندہ نہ رکھونگا عمرو نے کہا جو آپ فرماتے ہین سچ ہے تجھے
بھی یاد ہی باغ عیش مین حضور کیلیے بڑی ذلت ہوئی تھی غرض الماضی لا یذکر مضی ما مضی
وہ باتین جانے دیجیے خداوند لقا نے جو مقدر مین لکھا تھا وہ ہوا اس گفتگو سے افراسیاب
کا دل بر سر رحم آیا تھا کہ حیرت نے دیکھا بڑا ستم ہوا عمرو فقرہ دے کر چھوٹا چاہتا ہے پس پہلوے
شاہ طلسم سے اوٹھکر قریب عمرو کے آئی اور دو تھپڑ مارے لات اونچی کی کہ موے جوانا مرد دغا باز
جعلیے شہنشاہ کو دم دیا چاہتا ہی ہمکو تو نے موم کا سمجھا ہے کہ جب پایا پگھلا لیا تیری بات
سننے والے کو کیا نہ کو سون غارت ہوے دیکھ تو تجھے کس طرح قتل کرتی ہون یہ عتاب عمرو دیکھکر
رونے لگا اور دل سے پکارا کہ خداوندا اب زیادہ مجھے ذلت نہ دلوا تو عالم الغیب ہے خوب
جانتا ہے کہ مین کافرون ساحرون کو قتل کرنے آیا ہون تاکہ تیرا دین جاری ہو الٰہی میری
مدد کر دعا مانگتے ہی عمرو کے دل کو تسکین ہوئی چہرے پر سرخی آگئی افراسیاب نے
پوچھا کہ ای عمرو تو مردے کی طرح پڑا تھا لیکن اب کچھ خوش معلوم ہوتا ہے عمرو نے کہا میرے
خدا نے مجکو تسکین دی شاہ نے پوچھا کہ تیرا خدا کون ہے عمرو نے جواب دیا کہ میرا خدا
وحدہ لاشریک لہ ہے جسنے تمام طلسم دنیا کو بارشاد کلمۂ کن خلق فرمایا تجھ ایسے ساحر اور منکر کو
یہ رتبہ عنایت کیا کہ اوسکے خاص بندون پر جبر و تعدی کرتا ہے اب مجکو اسوقت ہدایت
عالم غیب سے ہوئی کہ تو گھبرا مین افراسیاب کو تو مار یگا اور تیرا کوئی کچھ نہ کر سکیگا اور
اس چڑ و حیرت کو اگر مینے بڑی ذلت سے نہ مارا تو نام اپنا نہ رکھا حیرت یہ تقریر
سنکر لڑ رہی اور دل کڑا کر کے بولی کہ ارے او موے جعلساز تو مجھے دھمکاتا ہے اب بینا خیر ہنا
عمرو نے کہا ارے محتبہ لونڈی گہنا لباس پہنکر اترا گئی ہی تو نام میرا عمرو جو تجھے چرنا ٹوپی
پھاگر کوے ہکنی بنایا اتفاق سے افراسیاب نے حیرت کے باپ کو کچھ روپے دیئے تھے
اوسوقت عمرو نے لونڈی جو کہا حیرت بہت کھسی اور کہا ارے ایسے تیسے میرا لونڈی پن
ثابت تو کر عمرو نے جواب دیا کہ اپنی امان اور یا اسے پوچھ لینا اب تو حیرت اور بھی
زیادہ جھینپی اور فرط غضب سے تھر تھر کانپنے لگی عمرو نے کہا قاعدہ ہی کہ لونڈی کو
جو لونڈی کہو تو وہ روتی ہے اور بی بی کو جو لونڈی کہو تو ہنستی ہی یہ رونا تیرا عین دلیل کنیز
ہونے پر ہی اس گفتگو مین ابریق کوہ شگاف نے اور سرماتیہ برف انداز نے کہا ای ملکہ
جب چپ ہوگا جب اسکا سر کاٹا جائیگا آپ اسکو قتل کر دیے اور اسکے منہ نہ لگیے حیرت نے

کہا اے شہنشاہ اسکو جلد قتل فرمائیے افراسیاب نے اسکے کہنے سے کتاب سامری دیکھی کہ
عمرو کی نسبت کیا کیا جائے کتاب مین لکھا تھا کہ عمرو کو حیرت کے حوالے کرو وہ اُس ملک
مین لیجائے جو خاص اوسکی حکومت مین تو نے دیا ہے اور اصلی مکان اوسکے رہنے کا ہے وہان
لیجا کر عمرو کو قتل کرے کس لیے کہ جہان خون اوسکا گریگا وہان آبادی نہ رہے گی اور وہ مقام
اور ساکن اوس جگہ کا دونون برباد ہو جائین گے عمرو ایسا گنہگار سامری ہے کہ خداوند
سامری جہان اوسکا خون گرے گا وہان آب رحمت نہ برسائین گے یہ معلوم کرکے حیرت
کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے ملکہ ذرا کتاب تم تو دیکھو کہ اسمین کیا لکھا ہے حیرت نے
سنکر آنکھونکو گردش دیگر گات اپنی دکھا کر جھک کر کتاب کو دیکھا اور حکم پڑھکر عرض
رسا ہوئی کہ مین لیے جاتی ہون اس مین ساحران حاضر دربار پکارے کہ اے شہنشاہ ہمکو آثار
کچھ بیہوشی اوڑنے کے معلوم ہوتے ہین کسی نے کہا میرا دماغ خشک ہوا جاتا ہے شاہ طلسم نے کہا
کچھ بو تو مجھے بھی معلوم ہوتی ہے عمرو نے جواب دیا کہ رستم کی دھاک مارتی ہے حیرت
نے کہا قربان جمشید و سامری کے میرا جی چاہتا تھا کہ موے کی گردن اپنے ہاتھ سے مارون وہی
حکم کتاب مین بھی نکلا عمرو بولا کہ وہی بھڑوا سامری ہے جسکا تابوت چالیس گز کا لٹکا ہوا ہی
اور اوس مین سے کوئی شیطان صدا دیتا ہے پانچ کوس تک آسمان سونگھا اوسکے منہ پر
بنا ہے حیرت اور افراسیاب یہ کلام سنکر گھبرائے اور مستفسر ہوے کہ تو سامری کی سرکار
کو کیا جانے عمرو نے کہا مین ان سب خداوندکے پاس روز جاتا ہون اور جو وہ حکم کرتے ہین
اوس بموجب تم لوگون کی نسبت عمل کرتا ہون اتنا جانتا ہون کہ حیرت کی قضا آئی ہی حیرت
یہ سنتے ہی اوٹھی اور بولی کہ کچھ ہی کیون ہو مین آج تجھے بغیر قتل کیے نہ چھوڑونگی اور چاہا کہ مین
پنجہ دیکر اوڑا کر لیجائے کہ افراسیاب نے کہا ہان ہان اے ملکہ تمھاری یہ لیاقت نہین جو اسکو
اوٹھا کر لیجاؤ زمرد جادو اور یاقوت جادو سے کہو وہ لیجائینگے تم با حشم و خدم بعد
یہان سے جانا اور کام اسکا تمام کرنا یہ گفتگو سنکر حیرت خوش ہوئی اور کہا حضور
میری قدر و منزلت کرنے والے جب تک گنگا جمنا مین پانی رہے جب تک سلامت رہین
اچھا اے زمرد تو اسکو لیکر چل مین بھی آتی ہون اور اے یاقوت تم مثل محافظ کے
ہمراہ جاؤ نہایت احتیاط سے میرے باغ مین لیجا کر اسکو رکھو مین آکر قتل کرونگی
زمرد اور یاقوت نے حسب ارشاد تخت بزور سحر تیار کیا اور عمرو کو منتر سے

بے حس و حرکت کرکے اوسپر بٹھایا لیکر روانہ ہوئین عمرو آنکھین کھلی ہین اور زبان قابو
مین ہی باقی سب اعضا بیکار ہین کوہ و دشت طلسم کو دیکھتا خدا کو یاد کرتا چلا آتا ہے یہانتک
کہ ایک ملک کے قریب پہونچا دیکھا چار دیواری اس شہر کی آئینے کی ہے اور تصویرین صحرا
و باغ و ممالک کی آئینون مین بنی ہین کسی جا نازنینون کے جلسے اور رنگ پاشی کی تصویر
ہے کسی مقام پر شاہون کی شکارگاہ کا نقشہ بصد خوبی کھنچا ہے در قلعہ بصد شان و شوکت
تعمیر ہوا ہے اسقدر بلند ہے کہ فکر مہندس اوسکی برتری کو نہ پہونچے اور رہگیر اندیشہ وہانتک
جانے سے قاصر رہے ہر کنگرہ اوسکا گنبد چرخ دوار سے مقابل اور ہر مینار اوسکا از
فلک سے برتری مین کامل کہ بمقتضاے ابیات

سر قلعہ است بر کوہ فلک سر *** بنا کردہ ز سنگ و آہن و زر
بلند از فکرت ہر دور بینے *** ز برج آسمان بالا نشینے
نہ پر دبر فرازش مرغ تدبیر *** شود اندیشہ اندر نیم رہ پیر
نباشد پاسبانش را بدل باک *** ز جاسوس خیال و دزد ادراک
چو خواہد چرخ بوسد آستانش *** ز ہمت کردہ باشد نردبانش

ہزارہا ساحر دروازے پر نگہبان تھا دروازہ کھلا تھا زمرد اور یاقوت اندر تھے
داخل ہوئین عجب حسن آباد اور دلکشا شہر دیکھا کہ جسکی رونق کے سامنے بستی ستارونکی
فلک پر اوجاڑ نظر آتی تھی ہر ایک عمارت اوسکے قصور بہشت شداد پر طعنہ زن تھی اور
دوکاندار پوشاکین عمدہ اور پرتکلف پہنے تختون پر جلوہ گر تھے تحفہ اسباب نادرہ روزگار
اور اشیاے نفیس سامنے رکھے بیع و شرا مین سرگرم تھے سقے کٹورے کھنکاتے تھے
دلال خریدارونکو بلاتے تھے کہ بمصداق نظم

ہر دکان تھی سجی دلھن کی طرح *** صاف آراستہ چمن کی طرح
گل فروشونکی ایک سمت قطار *** ہر جگہ پر تھے پھولون کے انبار
کوئی دیتا تھا اس طرح کی صدا *** لے یہ تحفہ وہ ہو جو البیلا
اک طرف تھا وہ کنجڑونکا نکھار *** خار کھائے چمن مین اُنپہ بہار
پان والونکے گرہون وصف بیان *** سرخ یاقوت کی طرح ہو زبان
بیٹھے ہین اس غرور ونخوت سے *** جیسے حاکم یہی ہین بنگلے کے

تھی جو تنباکو والے کی دوکان
طرفہ سامان نرالی اوسکی شان
ایک جانب کو تھے جو خوشبو ساز
اونکی دوکان کا نیا انداز
نکہت عطر عنبر کو کھوتی تھی
روح پژمردہ تازہ ہوتی تھی
کیا دوکان کلال کی وصف
عقل حیران ہے دیکھکر صنعت
مٹی کی کب بنائی تھین پریان
قاف سے اوڑکے آئی تھین پریان
پیچے بند ایک سو قرینے سے
نیچے اپنی دوکان مین باندھے تھے
تھی وہ عطار کی لطیف دُکان
جملہ امراض کی دوائین وان
بیٹھے تھے کچھ علاقہ بند وہان
اپنی اپنی سجے ہوئے تھے دکان
حُسن بندش کا اونکے کیا کہنا
کام تھا عمدہ گوندھنا گہنا
کچھ دکانون مین بیٹھے سادہ کار
کر رہے تھے انگوٹھیان تیار
ایک جانب کو بیٹھے تھے صراف
لکھون اونکے چلن کے کیا اوصاف
کہین ہنڈوی کوئی سکھارتا تھا
دیکھتا تھا کوئی بہی کھاتا
پوچھتا تھا کسی سے یون دلال
مہر کا بھاؤ کیا ہے کندن لال
قابل دید جوہری بازار
ہر دکان غیرت عروس بہار
خوشنما ایک سو تھا بزازہ
ہر طرح کا وہان تھا تھان نیا
تھے وہ شیرین زبان حلوائی
روح فرہاد صدقے ہوتی تھی
اک طرف نان بائی بیٹھے تھے
شیرمال و کباب بیچتے تھے
اک طرف ساقنین پری پیکر
جان انسان دیتے تھے جن پر
ہر طرح کا غرض وہان تھا جاؤ
دل کہے یان سے اب نہ پھر کر جاؤ

قصہ کوتاہ عمرو سیر دیکھتا ہوا اور دل سے نیت کرتا ہوا کہ اس شہر کو خوب لوٹونگا قریب ایک باغ کے پہونچا زمرد اور یاقوت تخت اندر باغ کے لائین یہ باغ زوجہ بادشاہ طلسم کا ہے اسکی خوبی کا کیا کہنا در باغ جواہر نگار تھا اندر گلزار جواہر مین طرحدار تھا ہر نخل ہرا بھرا پھلا پھولا تھا ثمر اور گلون سے لدا ہوا تھا روشین جواہر آگین گلشن سپہر کو شرماتی تھین مہندی کی ٹٹیان مینا کار نظر آتی تھین نظم

خوشا آب و ہوائے دلکشا را
کہ فرحت می فزاید آن دل آرا

ازو خلدِ برین یک قطعہ باغے | بلادِ دہر را چشم و چراغے
کہ آن باغ آبروے ہفت کشور | نگاہ از دیدن او تازہ و تر
بود نشو و نما آنجا روان را | بہار دیگر ست آن بوستان را
صفاے شام را اینجا سحر نام | چہ نسبت صبح صادق راست با شام

ہزارون قصر و ایوان عظیم الشان پتھر کے تعمیر تھے جواہر کا کام اونپر کیا تھا چشم حیران کا ینا
تماشا تھا لیکن حیرت ازبسکہ پاس افراسیاب کے رہتی ہے اس باعث سے کچھ فرش
وغیرہ کا سامان نہ تھا خواصین اور مالنین اپنے اپنے مقام پر ساکن تھین زمرد و یاقوت
کے آنے سے سب حاضر ہوئین انکو بادب سلام کیا انھون نے کہا کہ ملکہ عالم تشریف لاتی ہین
بہت جلد اس جگہ آراستگی کرو تمنے باسی گھر ڈال رکھا ہے دیکھو تو ملکہ آکر خفا ہوتی ہین کہ جھاڑو
بھی یہان نہین دلواتی ہو کنیزین یہ خبر سنتے ہی سرگرم کاروبار ہوئین چھت پردے چلمنین وغیرہ
درست کین فرش قاقم و سنجاب کا بچھایا زینت بخش ریاض رضوان اوس باغ کو بنایا زمرد
اور یاقوت نے عمرو پر سے سحر دفع کرکے اوس مکان کی ایک کوٹھری مین بند کردیا اور تین
قفل برابر ران شتر کے فولادی لگادیے اور سحر کردیا کہ کوٹھری کے دروازے پر شعلہ آگ
کے چرخ مارنے لگے اور اژدہے منھ پھیلا کر بیٹھے غرض اس طرح قید شدید مین مبتلا کرکے آپ بھی
انتظام کرنے لگین مکان اور باغ کو دولھن کی طرح خوب سجا اور چبوترہ بلورین پر فرش بچھوا
آپ بیٹھین اور انتظار ملکہ حیرت کا کرنے لگین لیکن عمرو جو کوٹھری مین بند ہوا وہان
سجدۂ شکر بدرگاہ خداے تعالی ادا کیا کہ مینے ان ساحرون کے ہاتھ سے نجات پائی اور
خنجر لیکر زمین کو کھودنے لگا دیکھا کہ زمین یہان کی پتھر کی ہے اور فولاد سے بھی زیادہ سخت
ہے اوسوقت تو گھبرایا اب کیا کرون اور اوسی حالت اضطرار مین دعا کرنے لگا کہ یا حضرت
ابوالبشر دادا جان کوئی طریقہ عیاری تعلیم فرمایئے اس دعا کرنے سے چونکہ نظر کردہ
ہفت پیغمبران ہین فی الفور تائید غیبی ہوئی اور ذہن مین تدبیر عیاری
آگئی ایک آدمی زنبیل سے گنہگار واجب القتل نکال کر بیہوش کیا اور اوس کی
زبان مین دوا ایسی لگادی کہ منھ مین زبان پھول گئی اور گویا ہوئی موقوف ہوئی
پھر اوسکو شکل اپنی صورت کے بناکر وہین لٹادیا اور آپ گلیم اوڑھکر قریب دروازے
کے کونے مین بیٹھ رہا یہان زمرد اور یاقوت انتظار مین تھین کہ ملکہ حیرت

بڑے عظم وشان سے اپنے مکان مین آئی اہلکار اور شطان سلطنت نذرین لیکر حاضر خدمت
ہوے لیکن اسنے وزیرزادیون سے پوچھا کہ تمنے عمرو کو کیا کیا زمرد نے عرض کیا کہ کوٹھری
مین بند ہے حیرت خفا ہوئی کہ تمنے بڑا غضب کیا وہ دزد وہان سے نکل گیا ہوگا انھون نے
کہا کیا مجال ہے حضور چلیں اور ملاحظہ فرمائین نہایت مستحکم اور حفاظت کے طور پر ہمنے
اوسے رکھا ہے یہ سنکر حیرت اونکے ہمراہ کوٹھری کے در پر آئی اور زمرد نے سحر پڑھکر
آتش اور اژدر دفع کیے قفل کھولکر دروازہ وا کیا عمرو متصل دروازہ تو بیٹھا ہی تھا
اور بسبب گلیم کے کوئی اوسکو نہ دیکھہ سکتا تھا دروازہ کھلتے ہی نہایت آہستہ سے باہر نکل آیا
اور باغ مین آکر ٹھہرا ادھر حیرت نے دیکھا کہ عمرو لیٹا ہوا ہے کہا ہوا مونڈھی کا ٹاٹ مگر
پڑا ہے دیکھو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جیسے مرگیا یہ کہکر زمرد سے کہا کہ جا اس مکار کو اندر
سے نکال لا زمرد اندر گئی اور حیرت سب کو لیے دروازے کو گھیر کر کھڑی ہوئی اور سحر
پڑھنے لگی کہ ایسا نہو کہ اوٹھکر یہ بھاگ جائے آخر زمرد عمرو کو بزور سحر پنجے مین داب کر باہر
لائی اور حیرت نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ بمجرد حکم قلماقنی نے حاضر ہوکر تسلیم کی اوسکو ارشاد
کیا کہ اس مجرم کا سر جلد جدا کر قلماقنی نے دوڑ کر خنجر مارا کہ سر عمرو مصنوعی کا جدا ہوگیا اور بہ
خون کا تھالا بند ہوگیا لاش تڑپنے لگا اسنے حکم کیا کہ دھڑ اسکا لیجا کر کسی مزبلے پر پھینکدو
اور سر کو لیکر ایک خوان مین اپنے ہاتھہ سے رکھکر کسنا کسکر خوان پوش جھالردار زردوزی
کے کام کا اوسپر ڈالکر زمرد اور یاقوت کے حوالے کیا کہ شہنشاہ ساحران پاس لیجاؤ میری
جانب سے بھی مبارکباد دینا اور نذر خوشی کی گذراننا اور پوچھنا کہ قتل عمرو کا جشن کہان
فرمائیے گا کسلیے کہ جیسا حکم ہو ویسا کیا جائے زمرد اور یاقوت ساحر کے سر پر خوان رکھکر
حسب الارشاد ملکہ روانہ ہوئین اور باغ سیب مین پہونچین شاہ طلسم اور تمام اہل
دربار نے دیکھا کہ زمرد وغیرہ خوان جسپر جواہر دوز بالاپوش پڑا ہے ہمراہ لائی ہین سب
نے کہا ملکہ نے اپنے باغ کا میوہ بھیجا ہے پھر خیال کیا کہ سر عمرو کا ہوگا ساتھہ اس خیال کے
سوچا کہ عمرو کا مارا جانا دشوار ہے مگر زمرد نے آکر عرض کیا کہ آج دن خوشی کا ہے اس
خوان کو کھولکر ملاحظہ کیجیے ملکہ نے نایاب تحفہ بھیجا ہے شاہ جادوان نے اپنے ہاتھہ سے خوان
کھولا سر عمرو کا کٹا ہوا دیکھا فرط خوشی سے کھڑا ہوگیا اور کوہ عقیق کی جانب سجدہ کیا کہ
لقا کا ہزار ہزار شکر ہے جسنے میرے ہاتھہ سے ایسے دشمن کو ہلاک کرایا مین اس لایق

نہ تھا مجکو عزت دی سارا عالم اس سے عاجز تھا اور کوئی اسکو قتل نہ کر سکتا تھا آج اوسکا
خاتمہ ہوا تمام حاضران دربار عرض رسا ہوے کہ یہ حضور کا اقبال ہے شہنشاہ نے ایک قہقہہ
لگایا اور تاج اپنا سر سے اوچھال دیا اور سب کو حکم دیا کہ میرے ساتھ نعرے خوشی کے
تا دیر بلند رکھین پھر تو اہاہا ہا اہو ہو ہو کی صدا بلند ہوئی اور جو ترڑون پر ہاتھ پڑنے لگے
اور ساحر جو آگے بڑھکر قریب تخت آتا تھا شاہ طلسم ہاتھ پھیلا کر اوسکو گلے لیتا تھا وزیرزادیان
حیرت کی نذر جو لیکر آئی تھین وہ پیش کی اور جشن کے تعین کرنے کا دن پوچھا افراسیاب
نے کہا آج ہی رات کو جشن کرین اور ملکہ سے کہنا باغ عیش مین جاکر تیاری کرین کہ
وہ مقام نہایت آراستہ ہے اور میدان وسیع و فرح افزا ہے ساکنان طلسم سب وہان بآرام
تمام مقیم ہو سکتے ہین زمرد اور یاقوت یہ حکم پاکر چلین اور شہنشاہ ساحران اوسیوقت
اوسی تجمل سے جو اکثر ذکر کیا ہے سوار ہوا نقارے طلسمی بجنے لگے آٹھ ہزار جادوگریان
دُر در گوش مرصع پوش لباس دھوم دھامی پُر تکلف پہنے کمال آراستگی کے ساتھ ہمراہ
ہوئین یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلک پر ستارے چمکتے ہین کچھ پریزادین شہنشاہ کو چنور ہلاتی تھین
اور مقیش اور بادلہ جھولی مین بھرے اوچھالتی جاتی ہین موتیون کا منھہ ابر سحر سے برستا
جاتا تھا سترہ سو جادوگرنیان پریون کی طرح سر پر اوڑتی ہوئین سایہ کیے تھین اور سترہ سو
آگے آگے عہدے ہاتھون مین لیے اہتمام کرتی تھین پس پشت ستر ہزار ساحران جلیل القدر
سواریون پر سحر کی سوار روانہ تھے اور طلسمی جو برقین کہ باقی ہین یعنی بعض ماری گئین
اور برق محشر مسلمان ہوگئی جو بچی ہین وہ داہنے اور بائین تخت شہنشاہ کے چمکتی ہوئی
جاتی تھین کہ اونکی چمک سے افراسیاب ایک بکہ نور معلوم ہوتا تھا کہ **نظم**

فلک کی طرف تخت افراسیاب — چلا اس طرح سے بصد آب و تاب
چمکتی تھین برقین یمین و یسار — پس پشت ساحر تھے ستر ہزار
کنیزان مہرو و زرین لباس — لیے عہدے ہاتھون مین سب اس پاس
سر شہ پہ کرتی تھین گوہر نثار — خوشا شوکت و شان و عز و وقار

اس طرف سے تو یہ بہ تجمل تمام روانہ ہوا اور ادھر زمرد اور یاقوت نے ملکہ حیرت
سے جاکر حسب پیام شاہ طلسم کہا وہ بھی اوسیوقت سوار ہوکر مع تمام ساحرنیون کے روانہ ہوئی
اور قبل پہونچنے شاہ جادوان کے پہونچی اول خود حمام کیا اور پوشاک نفیس و پُر زر پہن کر

سی لگائی لکھوٹا جمایا کمال زینت سے آراستہ ہوکر حکم دیا کہ آتشبازی بناکر سامنے باغ کے نصب کرو اور باغ کے درخت بادلے سے منڈھے جائین اور تھیلیان زرلفت کی خوشون پر چڑھائی جائین خلاصہ یہ کہ جملہ طرح کی تیاری جسکا بیان آیندہ کیا جائیگا ہوئین اور اسی انتظام مین وہ دن تمام ہوا اور شاہ طلسم فلک اول با جماعت کواکب گلشن سپہر مینا واسطے جشن کے آیا اور ناہید فلک کو حکم رقاصی و خوش آہنگی دیا کہ **ابیات**

شبے چون جیب صبح آبستن نور	چو حوز دامن فشان بر شمع کافور
تجلی شمع خلوت خانۂ او	چراغ آسمان پروانۂ او
ہوا صافی چو راے مرد آگاہ	زمین از شیر شستہ گاذر ماہ
بدان خوبی شبے آیا چہ شب بود	کہ چون معشوق نو عاشق طلب بود

شام ہوتے ہی **حیرت** نے سحر پڑھکر دستک دی ایک ساحر زمین کے اندر سے پیدا ہوا اور اوسنے بھی افسون پڑھا کہ باغ کی گھاس جو لگی تھی ہر نوک گیاہ پر پھول یاقوت رنگ کھل گئے اور مثل گوہر شب چراغ کے تابندہ اور روشن ہوے اور حصار باغ آئینہ کا نظر آنے لگا کہ جو چیز بیرون باغ تھی سب دکھائی دیتی تھی چار سمت درختون مین قندیلین اور فانوسین جواہر کی آویزان ہوکر ضیا بخش گلزار بہار ہوگئین اندر عمارت باغ کے شیشہ آلات روشن ہوے روشنی ہو رہی تھی کہ سواری **افراسیاب** کی آکر پہونچی **حیرت** نے تسلیم و تعظیم کے مراسم ادا کیے لیکن شہنشاہ باغ کے باہر اوترا اور ایک ناریل سحر کا سمت باغ پھینکا کہ در باغ یا تو ظاہر نہ تھا مگر اب دکھائی دیا اور پردہ زنبوری لٹکتا نظر آیا چار پتلیان مثل پریون کے زمین سے نکلین اور پردۂ در کو اوٹھاکر کھڑی ہوئین شاہ جادوان نے کچھ سحر پڑھا کہ ہزار پھول ستارون کی طرح فلک کی طرف سے گرنے لگے اور آپ داخل باغ ہوا **حیرت** کا ہاتھ پکڑ لیا اور سیر کرتا ہوا چلا جسقدر ساحر کہ ہمراہ آئے تھے معززین ساتھ رہے اور باقی باغ کے باہر کھڑے یہ گلشن طلسمی کہ جسکا مذکور پہلے بھی ہوچکا ہے کئی کوس کے گرد مین بنا ہے آج بوجہ جشن ہونے کے کمال مزین و آراستہ کیا گیا ہے ہر روش پر جواہر چھڑکا ہوا ہے اور زنانی کے پھول جواہر کے لگے ہین کاسہ ہاے چینی و بلورین دھرے ہین بعض اونمین نرگس دان الماس تراش ہے تاگ انگور پر ایسا جوش ہے کہ بیکشون کو اوسکی تلاش ہے خوشون پر تمامی کی تھیلیان چڑھی ہین کلابتون کی ڈوریان کسی ہین درختان اصلی کے مقابل شجر جواہر

کے لگے ہین یا لو ہرن چمنستان مین کودتے ہین سینگ اونکے چاندی سونے سے منڈھے ہین جھولین زردوزی کی اور تمامی کی پڑی ہین اور درخت تمام بادلے سے منڈھے ہین اور ہر درخت کے نیچے چبوترے بلور کے بنے ہین اور نہرین اور حوضین آب صاف وشفاف سے لبریز ہین اونمین مچھلیان رنگ برنگ کی تیرتی ہین تماشا خیز ہین مہندی کی ٹٹیان پر عشق پیچان لپٹا ہے مقیش کترا ہوا روشون پر پڑا ہے گیند مقیشی اور قمقمے درختون مین لٹکے ہین سرو کے درخت قامت رعنائے معشوق کو شرماتے ہین ہر سرو کی چوٹی پر طاؤس ناچتے ہین اٹھارہ سو باغبانیان کم سن جواہر مین غرق زربفت کے لہنگے پہنے گاتیان باندھے بیلچے سونے روپے کے لیے روش ٹپری بنا رہی ہین گہنا گوندھتی ہین ڈالیان لگاتی ہین جا بجا رقاصان زہرہ جبین ناچتی ہین اور بنگلے چار طرف کو تعمیر ہین صدہا گلرخ یاسمین پیکر کنیزین حاضر ہین مردنگ جھاڑ فرشی کنول رکھے ہین دیوارون مین دیوارگیریان اور آئینے نصب ہین پردے مخملی اور باناتی کارچوبی کام کے بندھے ہین چلمین عمدہ چاندی اور سونے کی تیلیون کی پڑی ہین تخت جواہر نگار بچھے ہین محمودی کی بارنامان کھنچی ہین ہزار بارہ سقنیان جوان گلاب کیوڑہ بید مشک مشکون مین بھرے چھڑکاؤ کرتی ہین بیچ باغ مین چبوترہ جواہر کا بنا ہے نگیرہ روپہلی تمامی کی جھالر کا استادہ ہے آٹھ سو استادے الماس نگار پر ٹھہرا ہوا ہے ہر ایک استادے پر طاؤس جواہر کا ناچتا ہے سونے چاندی کی میخین طنابین ریسمان وغیرہ کلابتون کی ہین مثل کرن آفتاب کے جھالر شعاع بیز ہے نیچے اوسکے تخت شاہی لگا ہے مگر جواہر آمیز ہے نو سو کرسی الماس کی گرد تخت کے گستردہ ہین سندرین روپہلی پُر تکلف لگی ہین جنپر خوبان طلسم بافشردہ ہین سفید سفید گلابیان الماس تراش شراب انگوری سے مملو سرخ و سبز کشتیون مین چنی ہین منقلون مین عود و عنبر کا بخور ہو رہا ہے شمع مومی و کافوری جلتی ہین شہنشاہ طلسم ملکہ کا ہاتھ پکڑے تخت پر آکر بیٹھا اور حکم کیا کہ کوئی سامان عشرت و کار عیش اٹھا نہ رہے جملہ تماشے میرے روبرو کیے جائین پھر تو ہنڈولون اور جھولون پر اسّی ہزار پریزاد جا بیٹھی اور پلنگ بڑھنے لگا اور ملار لہک لہک کے گانے لگین جھولے کے پیڑون مین جو گھنگرو نصب تھے اون سے آواز چھم چھم کی بلند ہوئی اور شاہ کے روبرو بھی رقاصان قمر پیکر بصد تزئین و آرایش ناچنے لگین باغ مین مقیش

اوڑنے لگا پریان ایک دوسرے پر گھتیے تاک تاک کر لگانے لگین پچکاریان رنگ کی چلنے لگین دف دایرہ الگوجا قانون بین چنگ جلترنگ سب طرح کے ساز اور باجے تمام باغ مین بجنے لگے صدائے ارغنون ہر سمت پھیلی شراب کا دور شروع ہوا عبیر و گلال اوڑنے لگا سیر و چراغان کی بہار اور چاندنی دیکھنے کی کیفیت نہایت لطف سے آغاز ہوئی باہر باغ کے منزلون تک ساحر عیش مین مصروف ہوگئے اور داد عیش و نشاط دینے لگے اور حکم ہوا کہ آتشبازی چھوٹے بحر وارشاد چرخیون مین آگ لگائی عقل پیر چرخ کی چرخ مین آئی اناروں کے پھول گلنار و سنہری گلزار طلائی کا رنگ دکھلانے لگے سبحان اللہ کیا جلسۂ انبساط تھا کہ بمقتضائے

نظم

ز آتشبازی بے دو دِ روشن　　زمین پُر از جواہر کردہ دامن
انار آتشین برخاستندے　　تو گوئی نخل زر برداشتندے
ستارہ گنج گنج از بسکہ برخاست　　ہوا را یکسر از پروین بیاراست
گروہے لولیان مشتری رو　　برائے رقص ہر سو در تگاپو
جلوس تخت را آمادہ گشتند　　بپا زنگولہ ہا را چست بستند
نشید دلبری آغاز کردند　　در عشرت بدلہا باز کردند
ہمان جا ساقیان سیم اندام　　بکف بگرفتہ مینای می و جام
ہمہ میخوارگان را مست کردند　　بیک پیمانہ عقل و ہوش بردند

جلسے اور جمگھٹے جمگئے بادہ خوار ڈٹ گئے مغنیا گران ناہید سرائے تانے مارنا شروع کین اور بہار کیا گانے لگین عمرو کے قتل ہونے کی یہ خوشی ہوئی کہ ملک و مال انعام پانے لگین شاہ طلسم کے دل کو لبھاتی تھین اور رفرط عشرت سے یہ غزل گاتی تھین

غزل

فصل گل ہے لوٹیے کیفیت میخانہ آج　　دولت ساقی سے مالامال ہے پیمانہ آج
بادشاہ وقت ہے اپنا دلِ دیوانہ آج　　داغ سودا ہمکو دیتا ہے جنون نذرانہ آج
دولتِ دنیا سے مستغنی ہوئین دیوانہ آج　　گنج گل دیتا ہے میرے واسطے ویرانہ آج
مجھسے دریا نوش کو ساقی پلاتا ہے شراب　　دیکھتا ہون مین بھی ظرف شیشہ و پیمانہ آج
جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہے فصل گل　　عقل کل کہیے اُسے جو کوئی ہے دیوانہ آج
وصل کی شب ہے کہان ساقی تکلف برطرف　　مین سمجھتی پیمانہ دون تم مجکو دو پیمانہ آج

دیکھون تو کیونکر پری ہوتی ہین شیشے مین بند	بعد مدت ہوش مین آیا ہون دیوانہ آج
عرش پیما ہین دلون مین اہل دنیا کا دماغ	کون سا گھر ہے نہین جسمین ہی بالاخانہ آج

جب یہ ہنگامۂ انبساط گرم ہوا اور زر و جواہر ہر ایک کو بٹنے لگا شاہ جادوان نے عام حکم
حکم دیا کہ آج جو کوئی ہمسے کچھ طلب کرے وہ اُسکو ملے یہ سنکر حیرت پہلو سے اوٹھکر
سامنے دست بستہ آکھڑی ہوئی اور عرض کیا کہ اگر حضور ناراض نہون تو مین کچھ مانگون
افراسیاب نے گلے لگاکر بوسہ لیا اور کہا ای ملکہ قسم سامری و جمشید کی کہ جو خواہش
کروگی مین فوراً عطا کرونگا حیرت گویا ہوئی کہ مین امید رکھتی ہون آج شہنشاہ ملکہ مخمور سرخ
چشم کا میرے کہنے سے قصور معاف فرمائین اور آج دن بڑی خوشی کا ہے اوسکو بھی اس
جلسہ مین بلائین افراسیاب نے اسکی سفارش منظور فرماکر ایک ساحر کو حکم دیا کہ مخمور کو
جاکر باعزاز تمام یہان لے آوہ ساحر حسب ارشاد روانہ ہوا اب حال اس مجروح تیغ ستم کا سنئے
کہ شاہ طلسم نے جب اوسکو زد و کوب کرکے گھر بھیجدیا تھا بعد چندے اوسنے صحت پائی اور
یاد محبوب کرنے لگی محبت نورالدہر کا دم بھرنے لگی ہر وقت بیقرار رہتی ہر شب شمع سان
سوز دل سے بیتاب و اشکبار رہتی شعلہ رخسار پر اپنے ہر روز پروانۂ دل کو
نثار کرتی کہ

نظم

زبان چون نام زلف یار بردے	چو مارے نیم کشتہ تاب خوردے
گہ از جور فلک دل تنگ مے بود	گہے با بخت خود در جنگ مے بود
بہ تنہائی نشستہ در شب تار	ہمہ شب تا سحر بگریستے زار
شبش تا صبحگہ این کار بودے	بروزش کار بس دشوار بودے
بر ویش اشک چون گلگونہ پرواز	سیہ روزے بہ چشمش سرمہ انداز
ہلال آسا شدہ بدر از ضعیفی	سراپا چشم خود گشت از نحیفی
ندانم شب بہ چشمش چون گذشتی	کہ روزش چون شفق در خون نشستی
تراشیدے بناخن خال رو را	خراشیدی دل و میکند مو را
بماتم بزم شیون ساز کردہ	سرود غم بلند آواز کردہ

اسی اندوہ و رنج مین آج طلسم مین غلغلہ شادمانی سنا جب دریافت کرایا معلوم ہوا کہ عمرو
کے مارے جانے کی خوشی ہی شاہ طلسم نے جشن کیا ہے ساکنان طلسم کا دل شاد ہوا ہی اس

خبر کو سنتے ہی بیہوش ہوکر گر پڑی جب ذرا ہوش آیا نالہ جانکاہ کیا اور رو کر پکاری کہ اے گردون دون افسوس ہے کہ تو نے میری امید توڑی اب کس ذریعے سے مین اپنی مطلوب تک پہونچونگی اور اگر مطلوب کا سامنا ہوگا تو کیسی ندامت ہوگی ہاے اے مخمور تو زندہ رہے اور عمرو مارا جاے کاش جب وہ گرفتار ہوکر آیا تھا تو جاکر اوسکی مدد کرتی اور ساتھ ہی قید ہوکر اپنی جان دیتی اب ذرا باغ عیش مین چلکر دریافت تو کر کہ اوس بیکس پر کیا گذری اور کیونکر مارا گیا یہ تجویز کرکے سادی پوشاک سفید زیب قامت کی اور کچھ کنیزون کو ساتھ لیا چاہتی تھی کہ ساحر فرستادہ افراسیاب آکر پہونچا اور گویا کہ اے ملکہ مبارک ہو کہ تقصیر تمھارا شہنشاہ نے معاف فرمایا اور حیرت نے سفارش تمھاری کی اب چلو بلایا ہے جشن مین شریک ہو اس پیام کو سنکر جانا تو منظور ہی تھا کچھ عذر و حیلہ نہ کیا اور تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی اور باغ عیش مین پہونچی یہان کا سامان عشرت اقتران دیکھکر اشک حسرت گرائے الله الله عمرو کے مرنے کی یہ خوشی ہے اور تو بھی اس جشن مین شریک ہوئی ہے دوست کے مرنے کا جشن آنکھ سے دیکھتی ہے خیر شکر ہے جو خدا دکھائے کہ بیت

ستم دیکھتے ہین جفا دیکھتے ہین
دکھاتا ہے جو کچھ خدا دیکھتے ہین

یہی سوچتی تخت سے اوترکر داخل باغ ہوئی اور شاہ جادوان کو مجرا کیا حیرت نے اسکو پانو پر گرا دیا شاہ ساحران بھی بدل محبت رکھتا ہے اسکے سر کو سینے سے لگایا خلعت عطا کیا اسنے بھی قتل عمرو کی مبارکباد دیکر نذر دی اور داہنی طرف تخت شاہی کے رومال لیکر جا کھڑی ہوئی شاہ کے سر پر جھلنے لگی شہنشاہ نے پھر طائرون کو بزور سحر بلایا اور حکم کیا کہ چار دانگ طلسم مین جاکر پکار آو کہ کوئی شخص محروم نرہے جسکو جو مانگنا ہو ہماری ملاقات کرنا ہو وہ آئے ہمسے مانگے طایر سحر اوڑے اور سب طرف پکار آے بعد لمحے کے ساحران نامی آنے لگے اور ابر سرخ رنگ بروے ہوا ظاہر ہوے اوس سے پانچ ساحر لباس بہت پر تکلف پہنے اترے نام اونکے شوریدہ نفیر افگن نفیر آواز جادو و باران بلا افگن جادو و خونخوار شمشیر زن آہو چشم جادو و سرہنگ جادو و طومار جادو تھے اونکے بعد دو بادشاہ خراج گزار شہنشاہ جادوان خضران سبز رنگ جادو و ضمیران روشن تن جادو آکر پہونچے انکے ساتھ سترہ سو تیلا فولاد کا مسلح و مکمل آیا اور دو سبز مین بروے ہوا بہتی نظر آئین کہ جن مین آٹھ سو مچھلیان اوچھلتی تھین اور کچھ دیر بروے ہوا قایم

رکھکر پھر سحروں مین گری تھین اور نوسو طاؤس زرین بال ان بادشاہون کے سر پر پرونکا
سایا کیے تھے قصہ مختصر یہ سب باغ مین داخل ہوے اور بادشاہ کو نذر دیکر کرسیون پر بصد
انداز بیٹھے اور کہا اے شہنشاہ مبارک ہو کہ خداوند لقا اور سامری نے یہ دن دکھایا کہ
آپ کے ہاتھ سے ریش تراشیدۂ کافران و سر بریدۂ ساحران مارا گیا یہ وہ شخص تھا کہ جسکے خوف
سے ساحران عالم چھپتے پھرتے تھے اب آپ کا نام تمام زمانے مین ہوا لقا نے بڑا احسان کیا
لیکن اس جشن مین نبیرۂ سامری یعنی مصور کو آپ نے کیون نہ بلایا افراسیاب نے کہا
وہ مقابلۂ فوج باغیان مین اوترے ہین بلکہ حیرت بھی یہان ہین لشکر بے سردار رہتا اگر
مین اونکو بلاتا دوسرے معزز اور بزرگ ہین وہ ہر وقت چلہ کش رہتے ہین اور تصویرین
لشکر حریفین کے کھینچتے ہین ہر جگہ جانے مین تکلیف اونکو ہوتی ہے انھین وجھون سے مینے
اونکو زحمت نہین دی شور بیدہ وغیرہ نے کہا حضور یہ سب سچ ہے لیکن کوئی انکو
یہان سے انتظام فوج کے لیے جانے اور اونکو ضرور بلوائیے اور ایک عرضی اور نذر کے
لیے تحفے طلسمی پاس خداوند کے بھیجیے اور شکریہ اونکا ادا کیجیے کہ اونھون نے اپنے فضل و کرم سے ہم
بندون کی جان بچائی شہنشاہ جادوان نے اونکے کہنے کو منظور کیا اور کہا میری رائے مین یہ ہے کہ سر
عمرو کا بھی عرضی کے ساتھ بھیجون کہ شیطان خداوند اوسکو دیکھکر خوش ہون اور لشکر حمزہ
مین کہرام پڑجائے بغیر مارے سب مرجائین یہ تقریر سنکر سب نے کہا بہت مناسب ہے یہی
کرنا چاہیے پس اوسیوقت پانچ ساحرون کو طلب کرکے ایک سونے کے خوان مین سر عمرو کا
رکھکر خوان پوش جواہر دوز ڈالکر کچھ تحفے طلسم کے دیکر اسکو پاس خداوند کے لیجاؤ اور
ایک عرضی اس مضمون کی لکھکر اونکے حوالے کی کہ یا خداوند غلام پر آپنے بڑا اکرم کیا اور
مینے فراغت پائی کوئی دغدغہ باقی نرہا عمرو کو مینے مارا سر اوسکا بلاحظہ بندگان حضور بھیجتا ہون
یہان مینے جشن کیا ہے وہان آپ اور شیطان آپکا اور سب بندے حضور کے داد عیش
و نشاط دین کمترین بعد فراغ جلسۂ عشرت ساحر نامی کو آپ کی خدمت مین بھیجیگا جو آکر کام
لشکر حمزہ کا بھی تمام کردیگا غرضکہ یہ عرضی اور سر عمرو کا وہ جادوگر لیکر راہی ہوے اور
اونکے بعد ایک نامہ مصور کو بھی تحریر کیا کہ اپنے نبیرہ سامری حضور لشکر کسی افسر جلیل کو
سپرد کرکے اس جلسۂ نشاط مین آکر شریک ہون کہ آپکے دادا نے ہمپر بڑا فضل کیا
اور عمرو کو قتل کرایا یہ نامہ بھی ایک ساحر لیکر چلا مگر وہ ساحر سر لیے ہوے کوہ ہفت

رنگ اور دریاے ہفت رنگ وغیرہ طے کرکے کوہ عقیق مین پہونچے لقا بارگاہ مین بیٹھا تھا
کہ ساحر حاضر ہوے بختیارک خوان دیکھکر سمجھا کہ افراسیاب نے میوۂ طلسم بھیجا ہے
اسنے لقا سے کہا یا خداوند یہ کونسی آپ نے تقدیر فرمائی ہے تبلایئے کہ اس خوان مین کیا ہے
لقا بولا کہ قدرت جانتے ہین مگر بتلائین گے نہین بختیارک نے دل مین کہا کہ اس مسخرے کو
معلوم ہی کیا ہے جو بتلائے اس اثنا مین ساحرون نے تسلیم کی اور سجدہ ادا کرکے خوان
سامنے رکھا تحفے پیش کیے عرضی دی بختیارک نے دیکھا کہ یہ پانچون ساحر رنگ مین شرابور
ہین ہار پہنے اور عبیر وگلال منھہ پر ملے ہین نہایت محظوظ نظر آتے ہین دیکھکر اونسے پوچھا کہ
شہنشاہ ساحران نے کیا بھیجا ہے ساحرون نے کہا ملک جی تمھارے دشمن کا سر ہے عمرو
مارا گیا یہ سُننا تھا کہ کھڑے ہوکر ناچنے لگا اور کہا ارے سچ کہتے ہو یا میرے خوش کرنے کو
یونہین کہتے ہو اونھون نے کہا عرضی پڑھیے معلوم ہوجائیگا اوسنے عرضی پڑھی اور لقا کے
صدقے ہوا کہ قربان تیرے کیا تونے تقدیر کی ہے کہ میری امید برآئی یہ کہکر پگڑی اپنی اچھالی
اور گویا ہوا کہ آجکے دن سے بڑھکے کوئی دن مبارک ہوگا جسکی رات کو یہ مژدہ طرب ناک
سُنا یہ تو اس طرح خوش ہو رہے تھے اور عیاران لشکر اسلام مین سے دو عیار قاسم
کتوری اور قاسم تنگ رو احلی صورت بدلے یہان موجود تھے اونھون نے جو یہ معاملہ
دیکھا آبدیدہ ہوے اور آپس مین کہا کہ امیر سے چلکر خبر کرو پھر مشورہ کیا کہ سر عمرو کا ان
ساحرون سے لیتے چلو تو اچھا ہے اس فکر مین یہ تو مصروف ہوے ادھر خوان کھولا گیا اور
بختیارک نے سر کو اوٹھاکر سب کو دکھایا کہ یہ وہ ہین جنھون نے میرے باپ کا ہریسہ
پکایا اور میرے حلوا پکانے کی فکر مین تھے مجھسے جوتیان لگاکر خراج مانگتے تھے کہ ہماری جو تین
کے صدقے مین تیرے سر پر بال نہین جمتے سال بھر مین جو حجام کو تجھے دینا پڑتا ہے وہ ہمکو
دے مگر مجکو تعجب یہ ہے کہ انکا خدا بڑا زبردست ہے اور انسے اور خدا سے انکے وعدہ تھا کہ
جب تک تین بار یہ موت نہ مانگین اوسوقت تک نہ مرین پھر یہ مر کیونکر گئے اور یہ بھی مجھے یقین
ہے کہ خدا انکا جھوٹا نہین یہ کہکر سر گود مین رکھکر بائین آنکھہ چیر کر تل جو عمرو کی آنکھہ مین
دیکھا کہ وہی نشانی اونکی ہے کہ براہ عیاری کوئی صورت خواجہ بنکر آئین مگر تل جب بختیارک
کو دکھائین یہ شناخت کرلے خلاصہ یہ کہ وہ تل سبز رنگ اوس وقت اوسنے آنکھون مین
نہ پایا خوب غور کرکے دیکھا جب بھی نہ معلوم ہوا لگا سر ہلانے لقا نے کہا ارے کیا ہے

پکارا کہ اجی کیا کہون کیا ہے کچھ نہین بختیارک کا ستیاناس جائے خدا جانے کسکا سر
بھیجا ہے لقا بولا کہ تو کیا بکتا ہے بھلا تجھے کیونکر ثابت ہوا کہ سر عمرو کا نہین ہے اسنے کہا
خالی آنکھ کا نہین دکھائی دیتا ہے لقا نے کہا بندہ خاص ہمارا عمرو ہی ہمکو بھی ثابت ہے کہ وہ مارا
نہین گیا بختیارک نے کہا تو غارت ہو تیری خدائی برباد ہو مارا جاتے تو کیسی تقدیر کرتا ہے
کہ مین خوش ہو کر رنجیدہ ہوتا ہون لقا نے تسکین اسکو دی کہ تو بدمزہ نہو تیری خاطر سے
مضبوط تقدیر ابھی کرونگا یہ کلام سنکر ساحرون کو بڑی حیرت ہوئی اور شیطان نے پوچھا کہ شاہ
طلسم اے ساحران اسوقت کہان ہین کہا باغ عیش مین ہین ادہ سنے کہا جاؤ خبر لو یا
وہ سب برباد ہوگیا ہوگا اور شاہ طلسم کا نخل ہستی قطع ہوا ہوگا طلسم مین ماتم برپا ہوگا خدا
کے دشمن مارے جائین تو دیکھو تمھین میرا کہنا یقین نہوگا خیر اپنی آنکھ سے ملاحظہ کرو یہ کہکر
گرم پانی منگا کر اوس سر کو دھلوایا رنگ روغن اوسکا جاتا رہا اصلی صورت اوس ار
زنبیل کے قیدی کی نکل آئی ساحرون سے کہا دیکھا تمنے اب جلد یہان سے جاؤ ورنہ تمھارا سر
سر لانے کی کیفیت حمزہ کو ظاہر ہوگی تو وہ پھر بہر قصاص یہان آجاویگا خداوند [illegible]
تمھارا جانا یہان سے دشوار ہوگا وہ ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا ساحر اسکے کہنے سے بعجلت
روانہ ہوئے اور ادھر وہ دونون عیار جو یہان موجود تھے سب حال دیکھ سنکر خدمت امیر
مین گئے اور کل کیفیت عرض کی سب سردار بختیارک کی گفتگو سنکر ہنسنے لگے اور امیر نے فرمایا
کہ عمرو کا خدا مالک ہے انشاءاللہ وہ فتحیاب ہوگا یہان تو یہ گفتگو فرما کر امیر نے دربار برخاست
فرمایا کہ رات زیادہ آئی ہے غرضکہ سب آرام پذیر ہوئے اور وہ ساحر پر پرواز بعد ایک تعجیل
تمام پاس شہنشاہ ساحران کے پہونچے یہ حیرت سے بیٹھا اختلاط کر رہا تھا چھیڑ رہا تھا اور
بوسے لیتا تھا حیرت بگڑ رہی تھی کہ شہنشاہ آپ سبکے سامنے نہ ستایئے کیجیے صاحب میرے
چھوٹے کپڑے سب کے روبرو کھلے جاتے ہین نگوڑ ماری مین پسینے پسینے ہوئی جاتی ہون
اور تمھین اپنے کام سے کام آنی بانی سے نہین چوکتے اسی صحبت مین یکایک وہ ساحر آکر
پہونچے مگر مرجھا اس رنگ رو سفید افراسیاب اونھین اس حال سے دیکھکر سمجھا کہ عمرو بندہ
مقرب خداوند تھا شاید اسکے مرنے سے خداوند ناراض ہوئے ورنہ ان ساحرونکے ہاتھ
مجھے خلعت سرفرازی ضرور بھیجتے اور انکو بھی نہال کر دیتے خیر پوچھو تو کہ کیا ہوا آخر اسنے پوچھا
کہ خیر تو ہے وہ ساحر بولے کہ خاک خیر ہے دیکھیے یہ کہکر سر خوان سے نکال کر دکھا سارا حال بیان کیا

افراسیاب یہ سنتے ہی حیرت کی طرف گھورنے لگا اور مخمور دل میں شاد ہو گئی ادھر حیرت
نے کہا اے شہنشاہ آپ مجھے کیا گھورتے ہیں جو آپنے فرمایا وہ کنیز بجا لائی اور جس شخص کو کہ وزیر
آپ کا گرفتار کر لایا اُسے مینے قتل کیا شاید وہ عمرو نہوگا جیسے وزیر باغبان پکڑ لایا یہ
سنکر باغبان نے کہا مجکو قسم ہے سامری کی کہ مین نہایت ہوشیار ہی سے اور عمرو سے
خوب دریافت کر لیا تھا جو کچھ بیچ پڑا وہ طلسم مین پڑا افراسیاب نے حیرت سے کہا
میرے سر پر ہاتھ رکھو تو کہ کوئی فتور مینے نہین کیا حیرت نے قسم کھائی اور زمرد اور یاقوت
سے کہا سچ بتاؤ یہ کیا ہوا انھون نے کہا بلاؤن اگر ہمسے کچھ ہوا ہو تو ناک اور چوٹیان ہماری
کٹوا ڈالیے گدھے پر سوار کرکے تشہیر کرائیے شاہ طلسم نے کہا راہ مین تم جب عمرو کو لیکر چلین
تھین تو کہین ٹھہری تھین او نھون نے عرض کیا کہ کہین نہین اب مخمور دل مین بہت خوش ہی
کہ اس سنے افراسیاب کو کیفیت ظاہر ہو گی کہ عمرو کو گرفتار کرنا ایسا ہو تا ہی
غرضکہ افراسیاب تحقیقات کرنے لگا اور زمرد اور یاقوت سے کہا کہ تمکو مار ڈالونگا
ورنہ صحیح بتاؤ کہ عمرو کیا ہوا انھون نے عرض کیا کہ ہمنے کوٹھری مین اوسکو بند کر دیا تھا
شاہ نے کہا جب کوٹھری کھلی تو وہان دو عمرو تھے یا ایک اونھون نے کہا ایک مجرو دے
ملے تو یہ آفت ڈھائی ہے دو ہوتے تو قیامت ہی آجاتی اس کلمہ پر حاضرین دربار ہنسنے لگے
اور دست بستہ کہا کہ آپ کتاب سامری دیکھین شاہ جادوان نے زانو پر ہاتھ مارا کہا
ہماری عقل پر پتھر پڑے ہین اگر پہلے ہی کتاب دیکھ لیتے تو خداوند کے روبرو ذلت نہوتی ہان
جب باغبان گرفتار کرکے لایا تھا جب مینے کتاب دیکھی تھی اُسوقت بیشک معلوم ہوا تھا کہ یہ
عمرو اصلی ہے باغبان کی کچھ خطا نہین ہے مین اس اعتبار پر رہا کہ میری زوجہ نے
اپنے ہاتھ سے عمرو کو قتل کیا ہے اب اسمین کچھ شبہہ اور شک نہین ہے خیر جو مقسوم
مین ہوتا ہے وہی پیش آتا ہے یہ کہکر سامنے جو گلدستے رکھے تھے اونمین سے ایک پھول
لیکر باغ کی طرف پھینکا اور سحر پڑھا کہ ایک طاؤس اوڑکر سامنے آیا اوسکو حکم دیا کہ
کتاب لا طاؤس جاکر کتاب لایا اوسے وا کرکے دیکھا لکھا تھا کہ جب عمرو کوٹھری مین
بند ہوا تو اوسپر قید سحر نہ تھی یہ غفلت تیرے کارپردازون کی ہے لہذا اوسنے اپنی
صورت کا ایک شخص زنبیل سے نکال کر بنایا اور آپ گلیم اوڑھکر نکل گیا ابھی حیرت
کے شہر مین ہے کچھ دنون مین چلا جائیگا یہ حال دیکھکر کتاب بند کی اور پوچھا کہ رات کتنی باقی ہے

لوگون نے کہا اب صبح قریب ہے شاہ نے فرمایا کہ دربار اور جلسہ برخاست اے حیرت تم
اپنے ملک کو جاؤ اور سحر کا حصار کرو عمرو نکل کے جانے نہ پائے مین ذرا آرام کرلون تو
آتا ہون یہ حکم سنتے ہی جملہ ساحران نامی اوٹھ اوٹھ کر روانہ ہوے اور حیرت اپنی وزیرزادیون
کو لیکر اپنے شہر کی طرف گئی شاہ جادوان نے وہین آرام فرمایا یہان تک کہ سلطان
انجم نے مجمع کواکب کو برخاست فرمایا اور ساحر مشرق سلاسل شعاع لیے بہر گرفتاری
دزد ظلمت شب میدان سپہر مین آیا بمقتضاے نظم

نگہ نشئہ قدرت حسنہ زر — گرفتہ از شعاع ہمکسر انور
کہ آراید بیاض روے این بزم — بہ اوراق فلک روشن کند نظم

افراسیاب خواب استراحت سے اوٹھا اور سواری طلب کی ہنوز سوار نہوا تھا کہ مصور
کی سواری آنپہونچی کیونکہ نائب شاہ طلسم جسکا مذکور اول کیا گیا اسکو پہونچا تھا یہ اوسوقت
آکر داخل ہوا شہنشاہ جادوان اسکے آنے سے ٹھہر گیا اور تعظیم کرکے بٹھایا سب حال بیان کیا
مصور نے کہا مین جاکر عمرو کو گرفتار کیے لاتا ہون **افراسیاب** جواب دہ ہوا کہ آپ
یہین تشریف رکھین حضور کے آنے سے ابھی مین بھی نہ جاؤنگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر دستک
دی ایک آندھی سیاہ آئی تمام عالم مین گرد چھائی کہ بمقتضاے **بیت**

بھرا ہے دل گردون غبار دشمن سے — کبھی ہو کچھ تو کہو میری شست خاک سے

اس آندھی سے دو ساحر مرگ چھالون پر سوار اوڑتے ہوے باغ مین آکر اوترے شاہ جادوان
کو سلام کیا اسنے حکم کیا کہ غبار جادو و حسام جادو تم دونون دو سمت جاؤ غبار
ملکہ حیرت کے ملک کو جائے ملکہ بھی وہان موجود ہین عمرو کو گرفتار کرکے انکے حوالے
کرے اور حسام لشکر مہرخ کا جاکر کام تمام کرے یہ حکم سنکر دونون ساحر روانہ ہوے حسام
اپنی جگہ پر آیا اور لشکر تیار کرایا دو سحر اپنے جگائے ایک باران سحر دوسرا آسمان سحر جب یہ دونون
جادو قبضے مین کرچکا اسوقت ابر سحر پر سوار ہوکر جمعیت چالیس ہزار ساحران نابکار راہی
ہوا اور غبار جب اپنی جگہ پر آیا اوسنے سحر زمین کے اندر جو کچھ ہو مٹی سونگھکر دریافت کرے
تیار کیا اور تخت پر بیٹھکر سمت شہر حیرت چلا ادھر حیرت نے آکر رات کو آرام نہین کیا
ہزارہا ساحر کو بلاکر حکم دیا کہ شہر کے دروازے ہر طرف کے بند کردو عمرو اس شہر مین بند
موجود ہے سب ملکر ڈھونڈھو جو گرفتار کرلائیگا مال دنیا سے مستغنی کردونگی سارے شہر مین

اس حکم سے انتظام ہونے لگا اور ساحر ہر سمت ڈھونڈھنے لگے بعضے طائر بنکر اڑے اور بعض
ہر ایک گوشے اور غار وغیرہ مین متلاشی ہوئے لوگونکے گھر کی تلاشی ہونے لگی در شہر پر تین
تین پہری بیٹھ گئے ہر گلی اور کوچے مین ساحر پھرنے لگے اور چوکی پہرا مقرر ہوا کوتوال شہر گردش
اور گشت کرنے لگا گلی گلی یہی چرچا ہونے لگا کہ عمرو دیکھیے کیونکر گرفتار ہوتا ہے یہان تو یہ
بندوبست ہے لیکن عمرو کی کیفیت سنیے کہ یہ جو گلیم اوڑھکر کوٹھری سے نکلا اوسوقت تک
باغ مین ٹھہرا رہا کہ حیرت باغ عیش مین واسطے جشن کرنے کے گئی یہان چند ملازم اور
کنیزین باقی رہ گئین عمرو نے قابو پاکر ازبسکہ رات کا تو وقت ہی تھا کچھ پروانے بیہوشی کے
شمع و چراغ پر پھینکے کہ جسکے دھوئین سے کنیزین بیہوش ہوکر سو رہین عمرو نے سب اسباب
وہان کا حال مار کر زنبیل کیا اور جہانتک کہ ممکن ہوا لباس لونڈیون کا اور زیور اتار لیا
پھر وہان سے نکلکر صورت ساحر کی بناکر اندر شہر کے پھرنے لگا یہانتک ایک جگہ شہر مین ویرانہ
تھا اور مکان بے مرمت تھے زمین مین غار پڑے تھے یہ ایک غار مین اوترکر رات کو بیٹھ رہا
اور سوچا کہ ساحر بڑے بڑے زبردست ہین تو یہان چھپ سکیگا اور اگر گلیم کی وجہ سے
مخفی رہا تو کچھ لطف عیاری نہین کیونکہ گلیم تو اس کام کی ہے کہ جہان ایسے ہی دباؤ مین
پھنس جائے اور نکلنا ممکن نہو تو گلیم اوڑھ لے یہ سوچکر خنجر لیکر نقب کھودنا اسی غار مین شروع
کی اور اہل شہر کے مکانات کو علم ساحت سے وہان بیٹھے بیٹھے بنظر فراست پیمایش کر لیا یہانتک
کہ نقب ایک مکان کے اندر کھودکر پہونچائی جب وہنہ نقب توڑا اتفاق سے کوٹھری مین مہرہ
نقب کا ٹوٹا دیکھا یہان بورے اناج کے مثل گیہون اور چاول سے بھرے رکھے ہین معلوم ہوا
کہ کسی بنیے کا گھر ہے عمرو نے نقب سے بورے نکالکر جال مین باندھکر اوٹھلائے اور نقب کے
منھ پر لاکر رکھے اور پیندے اونکے کاٹ دیے کہ اناج کھسک کر نقب مین چلا گیا اور ادہر سے
بورا خالی ہو گیا اسنے پھر نقب مین گھسکر اناج دہنے بائین ہٹاکر بورے کے اندر چلے آنے کا
راستہ کیا جب یہ بندوبست کر چکا پھر خنجر لیکر اندر سے نقب کو اور سمت کھودنے لگا اور مٹی
اوسکی زنبیل مین بھر لیتا تھا یہان سے مکان تو رعایا ہی شہر کے قریب ہین دوسرا مہرہ
نقب کا نان بائی کے مکان مین نکلا عمرو نے رات کا تو وقت ہی تھا سر نکالکر نقب سے جو دیکھا تو نقب
دالان مین ٹوٹی ہے اور سب سوتے ہین یہ دیکھکر یہان کوٹھری تجویز کرکے سرنگ اسی طرف
لے چلا اور کوٹھری مین سر النقب کا نکالا یہان دیکھا کہ شطرنجی پہ شیرمال و کباب وغیرہ دہرا

اور ریچے کلیچے وغیرہ رکھے ہین اور اوپر چادر ڈھنکی ہی یہ دیکھا دل سے کہا ای عمرو خوب آئے اس
جگہ مہرہ نقب کو اندر گھسکر طبقہ زمین سرے سے ملا کر لیپ دیا کہ اوپر سے نقب نہ معلوم ہو اور
مین جب آؤن تو پڑی مٹی کا ہٹا کر چلا آؤن غرضکہ جب اس انتظام سے فراغت پائی یہان سے
تیسری سمت نقب مین مشلخ نکالی اور کھودتا ہوا چلا ابھی بار رکلوار کی دوکان مین سر الفت
نکلا اسنے اس سرے کو تو مٹی سے اندر کی طرف سے بند کر دیا اور دوکان کی کوٹھری مین جا
مہرہ توڑا اس مقام کو بھی بوتلون سے شراب کی بھرا دیکھا کہ سب بوتلین بادہ لعل گون
رنگین سے مملو تھین سنے یہان بھی اندر سے نقب کو لیپ پوت کر برابر کیا اور چاہا کہ چوتھی
سمت چلون مگر اس اثنا مین آواز آدمیون کے بول چال کی کان مین آئی اور سمجھا کہ رات
تمام ہوگئی یعنے گلند زرین لیے نقاب فلک مشرق کی سرنگ سے باہر نکلا عمرو سوچا کہ اب نقب مین رہنا
چاہیے ورنہ حال کھل جائیگا یہ تصور کر کے براہ نقب غار مین آکر بیٹھا اور اپنے کسل کو
اور مٹی اوٹھانے کے گرد مین لیکر رفع کرنے لگا چار گھڑی پہر بھر خوب پاؤن دراز کر کے آرام کیا
جال الیاسی سر غار پر تان دیا کہ شاید جو کوئی مجھے پکڑنے آئے تو اوس مین پھنس جائے
لیکن کوئی اس طرف کو نہ آیا یہ سو کر اوٹھا زنبیل سے پانی نکال کر منہ دھویا وضو کیا وظیفہ
جو قضا ہوا تھا ادا کرنے لگا اس اثنا مین بھوک معلوم ہوئی براہ نقب مکان مین نان بائی کے گیا
اور ہاتھ بھر سوراخ کر کے دو چار شیرمال وغیرہ لیکر پھرا اور کلوار کی کوٹھری مین جا ایک
گلابی شراب کی لیکر غار مین آیا شراب پی کھانا کھایا چیکا ہو کر بیٹھا کہ بیت

تم ہو اور غیر ہین اور انجمن آرائی ہے	ہم ہین اور درد ہے اور گوشہ تنہائی ہے

اب وہان غل اور شور تمام ساحرون کا سنتا تھا اور ہر طرف سے بگیر بگیر کی صدا آتی تھی
ناقوس بجتے تھے لوگ ہر سمت دوڑتے پھرتے تھے فی الجملہ انھین تو اس حال مین چھوڑیے
حال سنیے کہ حیرت رات کو تو انتظام مین مصروف رہی صبح کو جو غور کیا تو سارا مکان
ہو ایا یا کمال غضبناک ہوئی اور چاہا کہ خود عمرو کو ڈھونڈنے نکلے اس اثنا مین خبر پہونچی کہ
عیار جادو بھیجا ہوا شاہ طلسم کا آیا ہے یہ سنکر زمرد اور یاقوت کو بہر استقبال بھیجا انھون
نے جا کر تعظیم کر کے اوسکو پاس ملکہ کے پہونچایا اسنے حیرت کو آکر سلام کیا اور حال پوچھا ملکہ نے
سب حال بیان کر کے کہا اب تم دریافت تو کرو کہ عمرو کہان چھپا ہوا ہے اوسنے حکم ملکہ سے باہر
باغ کے آکر ایک مشت خاک زمین سے لیکر سحر پڑھکر سونگھی اور ملکہ سے آکر کہا کہ مجھے ثابت ہوتا

عمرو زمین کے اندر کسی گڑھے مین بیٹھا ہے لہذا مین جا کر پکڑے لاتا ہون یہ کہکر زمین سونگھتا ہوا
چلا جب شہر مین پہونچا آدمیون کا غول اُسکے ساتھ ہوا اسنے سب کو منع کیا کہ میرے ساتھ نہ آؤ کیونکہ
غل سنکر عمرو بھاگ جائیگا لوگ اسکے منع کرنے سے رُکے اور یہ اکیلا چلا یہانتک کہ قریب اُس غار کے
پہونچا کہ جہان عمرو مخفی ہے اور عمرو نے بھی دیکھا کہ ایک ساحر اس سمت کو آتا ہے اگر یہان آجائیگا
تو حال اس غار کا ظاہر ہو جائیگا پھر بیٹھنے کا بھی ٹھکانا جاتا رہیگا یہ تصور کر کے اندر سے غار کے
نکلکر بیچ میدان مین چادر اوڑھکر لیٹا اور جسم کو اپنے مثل مردے کے کرخت بنایا سانس روک لی
اور آنکھین ایسی کہ جیسے مردے کی بے نوری اور پھٹی ہوتی ہین کنپٹیان بیٹھی ہوئین اور منھہ
ٹیڑھا کیے ہوے اور اندر منھہ کے سفوف بیہوشی بھر لیا خلاصہ یہ کہ جب غبار گڑھے
کی طرف چلا اور مٹی نے بزور سحر سونگھنے سے عمرو کی خبر دی کہ اسی جگہ ہے اسنے چار طرف
ایک نگاہ دوڑایا ایک شخص کو چادر اوڑھے پڑا دیکھا یہ دوڑ کر قریب آیا اور سحر پڑھنے لگا
کہ اوٹھکر بھاگ نہ جائے لیکن خیال کیا تو دیکھا کہ اس شخص جسم کو ذرا حس و حرکت نہین ہے
شاید سوتا ہے ایسا کچھ سمجھکر چادر کو چہرے پر سے ہٹایا سب آثار مردے کے پائے حیرت ناک ہو کر
پاس بیٹھ گیا اور بغور دیکھنے لگا جسوقت کہ جھک کر چہرے کو غور کرنے لگا عمرو نے منھہ سے سفوف
بیہوشی جو پھونکا اُسکے منھہ پر پڑا اور چھینک مار کر بیہوش ہوا عمرو نے اوٹھکر فی الفور سر کاٹ ڈالا
غل اور شور تاریکی پھیل گئی عمرو اوسکا پیراہن اور جھولا اسباب سحر کا لیکر غار مین کود گیا اور
نقب مین جا بیٹھا غلغلہ اور ہنگامہ سنکر ساحر اور اہل شہر دوڑے لاش اوٹھا کر حیرت پاس
لے چلے وہ بھی صدائے گریہ و بکا سنکر دوڑی ہنوز در باغ تک نہ پہونچی تھی کہ لاش غبار
کی ساحر لیکر آئے اور عرض پیرا ہوے کہ اے ملکہ غبار کو عمرو نے مارا حیرت اس حال کو
دیکھکر گریان ہوئی اور آئینہ عشرت اوسکا زنگ آلود غم و الم ہوا آخر لاش غبار کی تخت سحر پر
رکھکر بمعیت چند ساحران خدمت شاہ جادوان مین بھیجی افراسیاب باغ عیش مین مصور
سے سرگرم گفتگو تھا کہ نعش ساحر لیکر حاضر ہوے اور تقریر الم تاثیر مقدمہ قتل ہونے غبار
کی حصار بیان مین مقید کی افراسیاب سنتے ہی اس خبر کے مثل مار مردم بریدہ کے پیچ و تاب
کھانے لگا اور بولا کہ مین حسام جادو کی راہ دیکھ رہا ہون کہ وہ لشکر مہرخ کا خاتمہ کر کے اور
سر باغیون کے لیکر آئے تو مین جا کر عمرو کو خود گرفتار کرون فی الجملہ شاہ جادوان تو حسام
کا منتظر ہے اور وہ دریاے سحر سے اوتر کر قریب لشکر مہرخ جب پہونچا دل سے اپنے

مشورہ کیا کہ مین مقابل مین اگر حیمہ زن ہونگا تو عیار آگر ستائینگے اور حریف بھی ہوشیار ہو جائیگا
اس سے مناسب ہے کہ اسی وقت تاخت و تاراج پر کمر ہمت چست باندھون اور علش دشمن
دشمن کو مبدل بہ عمر کرون سب کے سر کاٹ کر خدمت شہنشاہ مین لیجاؤن کہ نظم

چو بر دشمنان خیزم آندم سمند — یقین گردنش آرم اندر کمند
چو این وقت غافل شدہ بگذرم — عجب نیست فردا شود ابترم

ایسا کچھ تصور کر کے سرداران لشکر بلا کر اپنے ارادے پر مطلع کیا اور بعزم خونریزی بارگاہ
مہرخ کی سمت چلا یہان تمام سردار خبر گرفتاری عمرو زبان برق سے سنکر واسطے رہائی خواجہ
کے دعا کرتے رہتے تھے اور گریان و نالان تھے کہ یکایک صداے نفیر سحر کان مین آئی طایران سحر اور
عیار جو مامور جاسوسی صحرا و بیابان مین پھر رہے تھے آمد لشکر اعدا دیکھکر اور رخ ادس فوج کا
عسکر کی طرف نظر کر کے برجناح استعجال بارگاہ مین آئے اور عرض پیرا ہوے کہ نظم

زمین بوسہ دستہ را این دعا کرد — بجان تسلیم و منت ہا ادا کرد
زبان بکشاد و گفت ای فرد اقبال — کہ گیرد ماہ و مہر از روی تو فال
ز اقبالش جہان را عید نوروز — ببزم و رزم چوں بادا فیروز
تمامی ساحران و بت پرستان — ہمہ رزم آوران و کینہ خواہان
بعزم جنگ رخ دارند این سو — بہ قصد معبدہ اندر نگا پور

مہرخ بمجرد استماع اس خبر کے اوٹھ کھڑی ہوئی اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے لشکر نصرت اثر
تیار ہو کمر کس لے کہ لشکر حریف یکایک ایسا نہو کہ حملہ کرے لازم ہے کہ بیت

علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد — دریغ سود ندارد چو رفت کار از دست

فی الفور بمجرد ارشاد فیض بنیاد اس شیر زن کے نقارۂ رزم گڑگڑایا شور و شر کا زمانہ آیا
ساحر تخت ہاے سحر پر سوار ہوے جان دینے پر تیار رہے ہنگامۂ قیامت خیز گرم ہوا ہنوز
حسام نہ آنے پایا تھا کہ بمقتضاے فرد

نہ نشستہ یکے عربدہ آشوب دگر خواست — نا رفتہ یکے فتنہ بلاے دگر آمد

یعنی جوانان خنجر گذار با شمشیر بران مرکبہاے تازی نژاد پر سوار بر آمد ہوے ہاتھون مین
وہ وہ سیفین اور تیغین جواہر دار لیے تھے کہ جنکی ضرب سے عدو کو راہ فنا دکھاتے تھے نظم

چون برگ گندناست بسبزی دلی شود — در بوستان معرکہ چون شاخ ارغوان

نیلو فر در آب نہان باشد این عجب | نیلوفر نیست آتش شدہ آب اندرون نہان

ایک سمت سے سواران زرین لجام گھوڑے پھکاتے اپنی شوکت دکھاتے روانہ تھے کہ **ابیات**

گردون گردے زمین نوردی | گر چشمۂ مہر آب خوردی
ہر بار کہ در نورد رفتے | صد باد صبا بگرد رفتے
ہر بار کہ در عرق شدے غرق | باران بودی و درمیان برق

ایک جانب سے فیلان سحر پردہ ہوا پران تھے اور ساحر لباس زرق برق پہنے اونپر سوار تھے کہ **نظم**

ابر فروبے قطرہ ایشان سر خمخم | بحر اندہ بے بارہ ایشان صف ہیجا
دندان یکے سخت شدہ در دل مریخ | خرطوم یکے حلقہ زدہ گرد ثریا

جادوگرنیان نازنین نازک بدن گاتیان دو چوٹون کی باندھے جھولیان اسباب سحر سازی کی گلون مین ڈالے آمادہ جنگ و پیکار تختہ ہاے سحر و طایران تیز پرواز پر سوار کہ بمصداق **شعر**

یکے چون لالہ باروی درخشان | یکے چون گل بخوبی دامن افشان

رخ کا تخت قلب لشکر مین لیے نارنج و ترنج اُچھالتی ہوئین آگ پانی سے اور پانی آگ سے نکالتی تھین یہ معلوم ہوتا تھا **نظم**

زمین سے اوج فلک تک تھا اسطرح کا ہجوم | کہ شور حشر کا ہنگامہ ہوتا تھا معلوم
روان تھے ساحر نامی براے جنگ و جدل | لیے تھے ہاتھ مین سب اپنے سحر کی منقل
بزور سحر برستے تھے ایسے انگارے | فلک سے گرتے ہین جسطرح رات کو تارے

قصہ مختصر جب نزول لشکر کی حد سے دو کوس آگے فوج بڑھی لشکر حریف سے دوچار ہوئی حسام جو لشکر لیے آتا تھا اس کثرت سپاہ کو دیکھکر نعرہ زن ہوا کہ ہان ای دلیروان تیغ امون دلگیر و جرّاران مین سے کوئی زندہ بچکر نہ نکل جائے کسی طرف پناہ نپائے فوج نے یہ حکم سنتے ہی صف آرائی کی اس ہنگامہ کی خبر لشکر حیرت کو بھی معلوم ہوئی یہان مصور کی جانب سے بہزاد جادو کو افسر کیا ہے وہ بھی فوج لیکر حسام کا آکر شریک ہوا بوق ترکی اور نای رزمی بجنے لگی کوس و دہل کے شور نے گنبد گردون دوار کو ہلایا مبارزان شجاعت شعار نے قدم ہمت میدان مین جمایا میمنہ و میسرہ وغیرہ درست ہوا ہر ایک چاق و چوبست ہوا علمونکے پھریرے لہرائے نشانونکے پرچم کھلے نقیب بلند آواز پکارنے لگے عبرت آمیز صدائین سنانے لگے کہ بمقتضاے **ابیات**

دولت دنیا کہ تمنا کنند	یا کہ وفا کرد کہ با ما کند
سفرہ وفا نیست درین استخوان	بوے امان نیست درین خاکدان

محبت دنیا سے ہاتھ اٹھا کب تک اس دار بے ثبات میں حیات کی امید ہے آخر
ایکدن مرنا ہے اگر آج لڑکر جان دی تو زندگی جاوید ہے ع

بمیر اے دوست گر خواہی رہائی	کہ بے مردن نیابی آشنائی

اور کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ قطعہ

از سر گذشتہ پای بمیدان نہ ہمچنین	گوئی مراد در خم چوگان آرزو
خواہی کہ بخت روی نیابد بکام دل	باید شدن بمعرکہ با خصم روبرو

اس صدا کے سننے سے قبضہ ہای شمشیر آبدار اور سہ سر کمان زنگی گرفت کرنے لگے منچلے ہو ہو جہاد
عدو کو گھورتے تھے عضو بیر سنا تا تھا کوئی کمان ربھی آرزو کر ادھر نہ آتا تھا رن بولتا تھا تمام
عالم سنسان نظر آتا تھا اس اثنا میں حسام بد انجام اژدر کو اوڑا کر وسط میدان میں آیا بار
خود بھی ہیبت کریہ منظر و بد ہیئت ہوا اسوقت بر رہ مہتاب بزور سحر اپنی صورت شخص کو اور اپنے زیادہ مہیب کیا تھا لفظ

چو دیوے دو شاخ از عفونت روانی	چو زاغ گلخن از بیہودہ گوئی
ازین سنگین دلے پولاد جانے	چو ہجران دل گدازی جانستانی

میدان میں ہو چکا خوب سحر کی نیرنگیاں اسنے دکھائیں اور ٹھہر کر مہرخ کی طرف بعد عتاب
مخاطب ہو کر کہا کہ ای ناداں کیا تو اور کہاں شہنشاہ ساحران کہ بیت

سگے تو اند بود شیر شرزہ آہو را شکار	سگے تو اند کشت بازو چرہ تیہو را مطیع

کہاں تک لاف برابری ماریگی اور ملازمان شہنشاہ میں سے کس کسکو قتل کریگی ان چند
باغیان با شکستہ پر جو تیرے پاس جمع ہو گئے ہیں غرہ نکر اور لازم ہے کہ رفیقان نیک شعار
عقیدت اندیش سے صلاح لیکر سرکشی سے باز آ قدم پر میرے گر کہ قطعہ

مکن تکیہ بر گنج و تیغ و سپاہ	ز فرزانگان رائے و تدبیر خواہ
شود رائے نیکو ترا دستگیر	بجائے کہ نافع بود تیغ و تیر

اگر سر انقیاد میرے فرمان سے نہ ہٹایا خطا تیری شاہ جادواں سے معاف کرا دونگا ورنہ
بصورت انحراف ورزی سزای معقول دونگا علم و جو تیرا معاون یا مکر و کید ہے وہ بھی طلسم میں
قید ہے تو بھی راہ راست پر آ اپنی جان بچا غور کر کہ شہنشاہ والا مرتبت کا کیا رتبہ ہے خداوند عالم

نے کیسا مرتبہ دیا ہے کہ **نظم**

دیو کا ہنجار سید سر بہند	مرغ کا ہنجا پرید پر مبہند
نزد وحبز سبد رفتہ بیرون	از ہوا و زمین او گردون

شہنشاہ کا حکم و وقار ہی کہ تجھ ایسی نکحرام کو ابتک زندہ چھوڑا ہی اے بے ادب یہ تجھے کب زیبا ہی کہ **قطعہ**

ستیز ندگی با خدا وند تخت	ستیز ندہ را سر بر دچون درخت
گو زن لے کہ در شہر شیران شود	بمرگ خود ش خانہ ویران شود
چو سر بایدت سر متاب از خراج	دگر نہ بسر یا تو ماند نہ تاج

مہرخ نے یہ تقریر عتاب آمیز سنکر شمشیر زبان سے جوہر دکھلائے اور ریکار ہی کہ او بیحیا **قطعہ**

اگر دشمن از تیغ دارد ستیز	مرا ہم زبان سنان ہست تیز
چو من آرزوے ستیز آورم	دل دشمنان را بدرہ آورم

حسام نے یہ کلام ملالت انجام سنکر ایک نارنج سحر پڑھکر مارا پھر تو ع نعوذ باللہ از زمین آتش ارکہ آر د و د + او سمین سے دھوان نکلا اور عنقریب تھا کہ شق ہو کر آفت تازہ اور بلائے بے اندازہ پیدا کرے مہرخ نے اس نارنج کو آتے دیکھکر سمت فلک کچھ افسون پڑھکر پھونکا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور اوس نارنج کو روک کر غایب ہوگیا حسام کا جب سحر رد ہوگیا بغصہ شمشیر صاعقہ بار کھینچکر بڑھا اُسوقت بہار اپنا طاؤس بڑھا کر میدان مین آئی اور گویا ہوئی کہ ای حسام تمھین لازم ہی کہ ہم پا افتادون کی آکر دستگیری کرو اور شرط مردی یہ ہے کہ مغلوب کی مدد کو آؤ ہمسے ملجاؤ ایسے نامنصفت اور ظالم بادشاہ کی اطاعت کرنا عقل مصلحت بین کے خلاف ہی اور اسباب نالایق اور بیہودہ اور نا انصافی ہی **بیت**

بے مزد بود منت ہر خدمتی کہ کردم	یا رب مباد کس را مخدوم بے عنایت

ہم کیسی اطاعت اور تابعداری سرکار کی بجالائے پھر آخر اوسکے جلدو مین کیا ملا تم بھی انجام کو کیا پاؤگے اس سے بہتر یہ ہے کہ **ع**

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرفست	با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

اور شہنشاہ ساحران کے یہان مثل تمھارے بہت لڑنے والے ہین ہم البتہ مجبور و بیچارے ہین ہمکو لازم ہے کہ بموجب **فرد**

رہ نیک مردان آزادہ گیر	چو استادہٗ دست افتادہ گیر

حسام بد انجام ان کلمات نصیحت الیتام کو سنکر حرف زن ہوا کہ مین نمکحرام نہین ہون جو مثل تیرے اپنے مالک سے منحرف ہو جاؤن بہار نے کہا اچھا اب ہوشیار رہو جاؤ رنیجہ سحر دوڑکر مارا اسنے جسم اپنا بزور سحر اژدہات کا بنایا نیچہ اوچٹ گیا بہار نے دوبارہ تیر مارا وہ بھی خالی گیا حسام نے دونون حربے رد کرکے ایک ناریل مارا کہ وہ پھٹا اور آٹھ ہزار پیکان تیر اوس مین سے نکلکر لشکریان مہرخ پر گرا سر سے گذر کے پاؤن کی طرف سے نکل گیا بہت ساحر ہلاک ہوے بہار گلدستہ لیکر بڑھی حسام سمجھا کہ اب یہ باغ سحر بنائیگی میرے لشکر کو صرصر ستم سے برباد اور خزان رسیدہ کریگی لازم ہے کہ مین بھی تحفہ طلسم سے کام لون یہ سوچکر اپنے جھولے سے حلقہ جمشیدی نکالکر مارا بہار کی گردن مین وہ حلقہ پڑکر تنگ ہو گیا اور وہ بیہوش ہو گئی اوسنے گرفتار کر لیا اور دوسرا حلقہ لیکر یہ آگے بڑھا مہرخ نے للکارا کہ اے نامراد ازلی کہان آتا ہے اوسنے حلقہ دوڑکر مارا کہ مہرخ کی بھی گردن پھنسی اور اسیر ہو گئی اوسوقت وہ دونون سحر یعنے باران سحر اور آسمان سحر جو ہمراہ اپنے لایا تھا اونکو حسام نے زبان پر جاری کیا سب نے دیکھا کہ ایک سمت دھوان بلند ہوا اور اوسکے بڑھتے مثل آسمان سبز فام کے سر لشکر مہرخ پر قایم ہوا نیچے اوس آسمان دودی لکہ ہاے ابر گھر آئے اور پانی برسنے لگا جسکے سر پر بوند گرتی تھی تیر کا کام کرتی تھی ساحران نامی سپر پائے سحر کی سر پر روکے تھے ہر طرف ایک تلاطم مچا تھا اوس ہنگام مین برق مخشر نے کہا اے فرزند رعد اوس باران سحر مین ہماری کسر باقی ہے یعنے رعد گرجتا ہے چلو ہم بھی اپنا کام کرین یہ سنتا تھا کہ رعد زمین مین غرق ہوا اور برق چمک کر فلک پر گئی ادھر برق کو چمکتے دیکھکر حسام سمجھا کہ قاعدہ ہے جب پانی برستا ہے بجلی ضرور چمکتی ہے یقین ہے کہ میرے سحر کی یہ بجلی ہے غرضکہ یہ تو غافل رہا اور رعد زمین سے نکلا اوسوقت برق کا چمکنا مع حسام کے سب دیکھ رہے تھے کہ رعد نے چیخ ماری بہت ساحرون کے سر پھٹ گئے اور حسام از بسکہ زبردست تھا اوسکا سر تو نہین شق ہوا مگر بیہوش ہو گیا اوپر سے برق جو کڑکڑا کر گری اوسکے جسم نجس کو کاٹ کر زمین مین اوتر گئی العیاذ باللہ شور نشور قیامت برپا ہوا وہ آسمان سحر پھٹکر لشکریان حسام اور حیرت پر گرا ہزارہا ساحر دب کر مرا مہرخ اور بہار قید سے چھوٹین فوج نے مہرخ کی حملہ کیا پھر تو

نظم

گروہے رزم جوے وفتنہ انگیز	ہمہ پر کینہ بیباک وخونریز
بکین خواہی میان را تنگ بستہ	ولے چون سنگ را در جنگ بستہ

رعد نے چیخین مارنا شروع کین اور برق چمک چمک کر گرنے لگی اسوقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ بیت

سینہ کوہ از سنان برق میشد چاک چاک	ور صدای رعد می لرزید بر خود جرم خاک

برق چالیس گز کی دراز ہو کر اوڑی اور ترچھی پے در پے گرنے لگی ہر بار دو سو تین تین سو کو جلا کر خاک سیاہ کرتی تھی دم بھر مین چالیس پچاس ساحر جلا دیا آخر لشکر حیرت مین طبل امان بجا بہت ساحر رو بفرار لائے اور ہزارون گرفتار ہوئے بہتون نے اطاعت اختیار کی مال و متاع حریف لوٹکر مہرخ نقارہ فتح بجا کر میدان سے پھری اور خیام ذوی الاحترام مین پہونچکر مصروف عیش و نشاط ہوئی لشکر نے کمر کھولی ہنگامہ نشاط گرم ہوا اودھر لشکریان حسام بھاگ کر دریاے شور کے پار گئے افراسیاب براہ نخوت مصور سے گرم سخن تھا کہ مین آجتک طرح دیتا تھا کہ یہ لوگ راہ راست پر آوین ورنہ میرے غصہ کی پناہ نہین اب دیکھنا کہ سب کے سر حسام کاٹ کر لاتا ہوگا یہ باتین تمام نہ ہوئین تھین کہ صدائے واویلا کان مین آئی خادم دوڑے اور ساحران حسام کو سامنے لائے اونھون نے تیغ بیان واقعہ جانگزا سے خاطر بادشاہ کو مجروح بنایا اور دلکو دو نیم دود آہ سینہ شہنشاہ سے نکلا اور اس شکست کی خبر سنکر دست تاسف ملا اور کہا ع

آہ ازین طالع برگشتہ کہ ہر روز مرا	رہ بجائے بنماید کہ بلا بیشتر است

ان مفرورون سے پوچھا کہ حسام کو کسنے قتل کیا کہا برق محشر نے تو اوسکو قتل کیا لیکن سب لوگ کہتے تھے کہ افراسیاب حرامزادے سحر نے بھیجکر قتل کرا دیا اس کلمہ پر اہل دربار منھ پھیر کر مسکرائے اور سرمایہ وزیر نے اون ساحرون کو گھڑکا کہ سب لوگ کچھ کہتے ہین تم اپنی زبان سے نہ کہو عوام الناس کا قاعدہ ہے کہ شاہون کو سردارون کو برا بھلا کہتے ہین لیکن کوئی حضور مین ایسی بات کہتا ہے افراسیاب یہ تقریر سنکر گویا ہوا کہ اگر مین انکو سزا دلواتا ہون تو لوگ کہینگے مہرخ سے تو کچھ بس نہین چلا اپنے ملازمون کو ہلاک کرتا ہے اس سے لازم ہے کہ تا قتل ہونے نمکحرامون کے جو کچھ کوئی کہے سنون اور خاموش رہون کیونکہ چاند پر خاک ڈالے سے نہین پڑتی مین جیسا ہون ویسا ہی رہونگا یہ کہکر بغل مین ہاتھ ڈالا اور ایک کاغذ کا پتلا نکال کر پھینکا اور حکم کیا کہ جہان صرصر عیارہ ملے اسے لیلے اوٹھا لا پتلا بمجرد حکم کے مثل کاغذ بادی کے اوڑتا ہوا روانہ ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ فرد

اب تو وہ شکل کاغذ بادی	نہ زمین کا نہ آسمان کا ہے

صرصر لشکر حیرت مین اندر خیمے کے متمکن تھی اور صبا رفتار کہتی تھی کہ واہ ری عمر دموڑی کا نانا
بلا کا عیار رہی نگوڑا طلسم مین جب سے آیا ہے آفت ڈھائی ہے اب شہر مین حیرت سکے ہے لیکن
کسی کے ہاتھ نہین آتا ہے صبا رفتار کے چھیڑنے کو صرصر گویا ہوی کہ ہان بہن تمھارا جی جانتا ہوگا
جیسا عمرو ہے اوسکا شاگرد قران اس بلا کا ہے کہ تیرے دلکو زخمی اُسنے کیا ہے صبا رفتار سنکر
کھسیانی ہوکر حرف زن ہوی کہ حضور کو اگر برا لگتا ہے تو مین نام بھی عمرو کا نہ لونگی خلاصہ کلام
انھین باتون مین تھین کہ وہ پتلا کاغذی آکر کمر مین صرصر کے لپٹ گیا اور اوڑ کر چلا صرصر
سمجھی کہ رعد و برق نے جو حسام کو قتل کیا ہے تو مورخ اندیشہ مند ہوئی ہی کہ عیار
بچیان کوئی عیاری نہ کرین اس لحاظ سے مجھے گرفتار کرایا ہے یہ تصور کر کے بکنے لگی کہ ہم سے
اور عیارون سے گرفتار کرنیکی شرط ہے نہ کہ ساحرون سے لڑنا ہمارا کام ہے اُس پتلے نے
کچھ سماعت نہ کی اور دریاے سحر کی طرف چلا اب صرصر سمجھی کہ افراسیاب نے معلوم ہوتا ہی
کہ بلایا ہے یقین ہے کہ یہی کہے گا کہ حسام مارا گیا اور تجھ سے کچھ نہ ہوسکا پھر میرے بھی جو مزاج مین
آئیگا جواب دونگی غرضکہ اسی شش و پنج مین یہ تھی کہ پتلا سامنے شاہ جادوان کے اسکو لایا
اسنے مجرا کیا اور ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہوئی افراسیاب نے کہا ای صرصر تو نے کئی بار اقرار کیا کہ مین
عمرو کو پکڑ لاؤنگی مگر آج تک گرفتار نکرسکی صرصر نے عرض کیا کہ قربان ہوجاؤن کنیز تو کئی بار
اوسکو پکڑ لائی مگر اوسکی قضا نہ تھی چھوٹ چھوٹ گیا شاہ نے کہا اچھا اب جاکر رعد اور برق کو
پکڑ لا اور ملکہ حیرت کے پاس پہونچا دے صرصر تسلیم کر کے رخصت ہوئی اور شہنشاہ نے ایک نامہ
حیرت کو لکھا کہ ای ملکہ تم گھبراؤ نہین مین عمرو کی گرفتاری کو ساحر زبردست بھیجتا ہون اور
خود بھی آتا ہون لیکن صرصر رعد اور برق محشر کو اگر تمھارے پاس گرفتار کر کے لائے تو
فوراً اسی اون دونون کا کاٹ ڈالنا اس نامے کو ایک پنجہ سحر کو دیا کہ وہ لیکر چلا ادھر صرصر کو
پنجہ سحر اوٹھا کر اسکے خیمے مین پھر پہونچا گیا صبا رفتار اسکے جانے سے متردد تھی اسوقت
خوش ہوکر پوچھنے لگی کہ ای شہزادی آپ کہان تشریف لیگئی تھین صرصر نے سب کیفیت
بیان کر کے کہا چلو رعد اور برق محشر کو پکڑ لائین یہ کہکر کسوقت عیاری واکر کے آئینے سامنے
رکھکر صورتین اپنی دونون نے تبدیل کین ایک تو خود عورتین نازنین حور جمال ہین اور دوسرے
اور بناوٹ سے زیادہ حسینہ اور جمیلہ بارہ بارہ برس کی کم سن لڑکیان بنین وہ زیبا صورت
ہر ایک کی تھی کہ ماہ شب چاردہ اونکے رخسار پر نور سے روشنی اور نور اقتباس کرتا تھا اور

چراغ جہان افروز آفتاب کہ قندیل فلک ہے پرتو شمع جمال دل آرا سے اونکے تاب قرض لیتا تھا الحق وصف مین اون خوبان روزگار کے یہ زیبا ہی کہ نظم

لباس ارغوانی کردہ در بر ... تو گوئی لبت سرو از لالہ زیور
دو چشم ترک بر دلہا کمین ساز ... دو ابرو بر جگر ہا ناوک انداز
رخش تابان ز چین زلف پر تاب ... جہان کاندر شب تاریک مہتاب
ز مشک تازہ یک یک موی شستہ ... بآب زندگانی روی شستہ

اس خوبی و زینت سے آراستہ ہوکر منتظر ہوئین کہ رات کو چلکر دست برد ی کرین یہانتک ٹھہری رہین کہ سیمرغ زرین جناح آفتاب آشیانۂ مغرب مین گیا اور زغراب شب سیاہ چہرے نے بال ظلمت اطراف عالم مین بچھایا کہ نظم

روز چو در پردہ بپوشید راز ... راز برون داد شب پردہ ساز
صوفی خورشید بہ خلوت نشست ... کرد فلک سبحۂ پروین بدست

جب رات ہوئی دونون اپنے خیمے سے مخفی نکل کر روانہ ہوئین اور لشکر مہرخ مین پہونچین جسنے لشکر مین دیکھا اسیر شیفتہ اور فریفتہ ہوا عاشق تن شعر پڑھنے لگے نوجوان آوازے کسنے لگے کوئی بولا کہ مین تو اس زلف کا سودائی ہون کوئی پکارا کہ مین رخ انور کا شیدائی ہون کہ رباعی

ہی شوخ کا مار زلف کالا کافر ... حلقہ مارے ہے او سپہ بالا کافر
اُس چشم پہ آنکھ پڑتے ہی دل نے پکارا ... جادو بر حق ہے کرنے والا کافر

اور کوئی بیقرار ہوکر اونکے پیچھے چلا اور کہتا جاتا تھا کہ اے یار دلنواز و اے سراپا مایۂ ناز ایک نظر ادھر بھی دیکھ لو کہ یہ دل مضطر تسلی یاب ہو اور مجھ بیتاب کی جان بچے کہ اشعار

گردش چشم سے سرمے کا صرر کیا ہوگا ... دیکھ لوگے جو ادھر ایک نظر کیا ہوگا
ہم بھی اپنے دل بیتاب کو سمجھا لینگے ... پھیر لے ہمسے وہ بے دید نظر کیا ہوگا

اور کسی نے انکی اچپلاہٹ اور چلبلاپن دیکھ کر دل سے دعا دی کہ فرد

چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے تیرا ... گھٹنے لگتا ہے مہ چار دہ پورا ہوکر

ہمراہ ان دونون کے مجمع عاشقان ہر سمت سے ہجوم جوانان تھا کہ فرد

شہر مین شہرہ ہی کس قد قیامت کا کیون ... جلوہ گاہ حشر ہر ہر کو و برزن ہوگیا

اسی طرح لشکر سے گذر کر دربارگاہ مہرخ پر پہونچین حاجیان درگاہ سے کہا کہ ہماری خبر ملکہ عالم

سے جاکر عرض کرو کہ دو لڑکیان حاضر ہوئی ہین دربانون نے کہا تم کہان سے آئی ہو انھون نے
کہا ہم کچھ فوج لیکر تو آئے نہین ہو جو تم پوچھا گچھی کرتے ہو جاؤ ملکہ سے بیان کرو جہان سے ہم
آئے ہین آپ ہی ثابت ہو جائیگا اس تقریر سے دربان خاموش ہوے اور عرض بیگی نے
جاکر مہرخ سے بعد دعا و ثنا کے دست بستہ التماس کیا کہ دو لڑکیان آستانۂ عالی پر حاضر ہین
تمنا باریاب ہونیکی رکھتی ہین مہرخ نے بمجرد سننے کے حکم دیا کہ سامنے لاؤ ملازمان بارگاہ دونونکو
روبرو لائے اونھون نے مجراگاہ پر سے بادب استادہ ہوکر مجرا کیا اہل دربار مین سے
جسنے انکی صورت پاکیزہ کو دیکھا دیوانہ رخ زیبا بنا اور بہار اور سرخ مو و نافرمان
وغیرہ کو دیکھکر گویا ہوئین کہ یہی کمبختین ابھی بالکل کم سن نگوڑ ماریون پر نہین معلوم کیا مصیبت
پڑی جو گھر سے نکلین ایک ساحرہ بولی کہ تاشد نیان صورتین تو بھولی رکھتی ہین معلوم
ہوتا ہے کہ کسی اشراف کی بیٹیان ہین ایک نے کہا بہن دیکھو یہ الڑھر بھی ہین کچھ شعور نہین ہے
بال بھی رخ پر سے نہین ہٹاتی ہین غرضکہ اپنی اپنی بولیان سب بولتے تھے اور اونکے حسن و
جمال پر فریفتہ تھے فی الحقیقت انھون نے اپنی بناوٹ ہی ایسی کی تھی کہ کرتیان آستینون
دار پہنے جھولیان گلے مین ڈالے ناک مین ایک ایک موتی کی نتھنی پہنے تھین مگر روے زیبا
مثل گل تازہ کے نسیم تمناے عاشقان سے شگفتہ اور زلف مثل سنبل پر تاب کے کہ
ہزارون نافۂ مشک ناب اوس مین پوشیدہ تھے آراستہ اور پیراستہ کرکے آئی تھین الحق
اونکی شان مین یہ زیبا تھا کہ

ابیات

ز سنبل برہمن مرغولہ بستہ		ز مرغولش بنفشہ گشتہ دستہ	
ز مستی نرگس جادوش در خواب		ز سودا سنبل ہندوش در تاب	

مہرخ نے نہایت شفقت سے انکو کرسی تخت بیٹھنے کو مرحمت کی اور براہ نوازش و تفقد
حال سے پوچھا دونون لڑکیان رونے لگین لآلی آبدار رشا ہوار اشک متصل اور مسلسل مدن
چشم سے ڈھلک کر رخسار پر آنے لگے خوب دھارم دھار روئین مہرخ بیقرار ہوگئی اور پاس
اپنے بلایا انکے حال زار پر رحم آیا آنسو پونچھے دلاسا دیکر بٹھایا اونھون نے کہا ہم ہیکل جادو
کی بیٹیان ہین باپ اور مان ہمارے رہرو ملک عدم ہوے ہم اکیلے رہگئے کوئی روٹی دینے
والا کیسا خالی سر پر ہاتھ رکھنے والا بھی نرہا اب محنت و مشقت کرتے ہین تیرا میرا کام کاج کرکے
روٹی میسر آتی ہے کما کر پڑ رہتے ہین لیکن جوان جہان ہین اور کمبخت بیلا چہڑا ہمارا ایسا ہے کہ

جسکے سبب سے ہر شخص آبرو کا خواہان رہتا ہے مردوے تاکتے جھانکتے ہین آوازے کستے ہین غریب سمجھ کر ہر شخص جو پاتا ہے سو کھ لیتا ہے لہذا ہم آپکے پاس آئے ہین کہ ہمین کنیزی مین قبول فرمائیے اور رعد اور برق محشر کا شاگرد کرادیجیے کہ ہمکو انھین کا سحر پسند ہے اونکا کاروبار کرینگے اور سحر بھی سیکھین گے آپ کے فرمانے سے اگر وہ ہمین رکھ لین تو عین عنایت ہے اس تقریر کو سنکر مہرخ نے رعد اور برق محشر کی جانب دیکھا اور رعد اپنا نام اونکی زبان سے سنکر اونھین کی طرف متوجہ ہوا اور بنظر غور اوسنے دیکھا کہ وہ نازنینان مہ پارہ کم سن قبول صورت ہین چھاتیان اوبھرتی آتی ہین معلوم ہوتا ہے کہ گٹھلیان چھوٹی چھوٹی چھاتیون مین ابھی پڑی ہین مہندی ہاتھون مین لگی ہے پور پور چھلے پہنے ہین پائون مین چھاگلین پڑی ہین گلے مین طوق اون خورشید رخسارونکے ہلال آسا پڑا ہے کان کے بالے رخسار پر حلقہ فگن ہین کہ نظم

ماہ را ہمسر مہمان کردہ		زہرہ با مشتری قران کردہ	
ماہروے مشکبوے دلکشے		جانفزا اے دلفریبے مہوشے	

رعد کا دل ہاتھ سے جاتا رہا اور عرض پیرا ہوا کہ ای ملکہ مہرخ مین انکو بدل جادو تعلیم کرونگا ادھر برق محشر نے کہا حضور ملاحظہ فرمائینگی جو کچھ انکی کیفیت ہوگی دس ہی پانچ روز مین شاہ طلسم کا مقابلہ کرینگی اور طلسم کی جو برقین ہین اونکا جواب یہی دینگی میرے ساتھ رہنے پائین جمکا کرینگی اور آپ کے لشکر کین مجھ سمیت تین برق ہوجائینگی مہرخ نے کہا انکو اپنے ساتھ خیمے مین لیجاؤ سرکار سے خرچ اونکے اکل و شرب کا ملیگا لیکن سحر سکھانے مین انکو مارنا پیٹنا نہین یہ سمجھ لو کہ بے ماں باپ کی بچیان ہین برق محشر نے جواب دیا کہ مین اپنی بیٹیان سمجھونگی اور خصوصاً حضور کا درمیان انکے بارے مین ہے کوئی تکلیف کسی طرح کی انھین ہوگی اور طریقہ تعلیم اور تربیت وہ اختیار کیا جائیگا کہ بمقتضاے رباعی

از تربیت ست کاب گوہر گردد		خون در تہ نافہ مشک اذفر گردد	
وان آہن تیرہ روے بے قیمت را		اکسیر چو تربیت کند زر گردد	

قصہ کوتاہ رعد اور برق محشر انکو لیکر اپنے خیمے مین آئے مہرخ نے بھی دربار برخاست فرمایا رات کا وقت تھا سب سردار اپنے اپنے خیمون مین گئے برق محشر نے لڑکیون کے لیے مسندین اور پلنگڑیان جواہر کار بچھوا دین ہر طرح کی نعمتین سامان آسایش مہیا کردین اور کہا

صبح کو اہل عملہ کنیزین اور ملازم وغیرہ سب بلوا دونگی اسوقت تم شراب پیو کھانا تناول کرکے
آرام کرو یہ تقریر سنکر وہ دونون مسند پر جلوہ گر ہوئین رعد بھی انکے پاس آکر بیٹھا اور نظارہ
جمال حور مثال کرنے لگا برق محشر نے کہا بیٹا تو انکو اسطرح نظر حسرت سے دیکھتا ہے کہ نہین
نہین تیرا جو نگاہون سے انھین پی لے رعد نے جواب دیا کہ اماجان تم مان ہوکے کیا پردہ ہے
میرا دل انپر آگیا ہے یہ کہکر مان کی گردن مین ہاتھ ڈالکر لاڈ کرنے لگا کہ میری امان تیری صدقے
تیرے قربان برق محشر تیوری چڑھاکر بولی کہ لونڈے کیا بکتا ہے حواس بکر عقل کے ناخن سے
مجھے یہ باتین نہین اچھی معلوم ہوتین چونچلے کی باتین کسی اور سے جاکر کرو او مسخرے کی
خوبی بزرگی خود ہی سب ڈوبی سبحان اللہ اب تو خوب چل نکلا ہے مجھسے بھی مذاق کرنے
لگا شامتی غارت ہوے موے بیحیا تیرے جیسے کُتا نہ جیے خدا کی شان جن جائے انھین لیجائے
ابھی کل کا ذکر ہے کہ لنگوٹی باندھے پھرتا تھا آج اس قابل تو ہوا کہ رنڈی بازی کرنے لگا چل
مجھے دور ہو نگوڑمارے نکل یہان سے کیا مجھے سرخ کے سامنے ذلیل کرائیگا رعد مان کے
غصہ کرنے سے پاؤن پر گرا اور لوٹنے لگا کہ آپ اس مقدمہ مین نہ بولیے مین جانون اور یہ جانین
برق محشر آخر مان ہے اسکے حال پر رحم کھاکر چپ ہو رہی مگر بمزید احتیاط خود بھی لڑکیونکے
پاس آکر بیٹھی کہ شاید رعد انکو ستائے اور یہ ناراض ہو جائین اور ادھر صرصر بھی رعد کی
بیقراریان دیکھکر گھبرائی کہ مبادا یہ ہمپر دست درازی کرے تو ہم کچھ اسکا نکرسکین گے یہ سوچکر
اپنے پاس سے ایک بیضہ نکالا اور برق سے گویا ہوئین کہ ہم تو سحر نہین جانتے ہین لیکن
یہ انڈا ہمنے ایک جگہ پر پڑا پایا ہے لوگون سے جو ہمنے اسکا حال پوچھا تو ہر ایک ساحر زبردست
نے یہی کہا کہ تمھاری قسمت بہت اچھی و نیک تھی جو یہ تمنے پایا یہ انڈا عقاب جمشید کا ہے
اسمین عجیب عجیب خوشبوئین آتی ہین رعد نے کہا لاؤ مین تو دیکھون صرصر نے اسکو حوالے
کیا رعد نے کہا تم بھی انڈا دینے لگین لڑکیان بولین کہ تم ٹھٹھے بازی کرتے ہو برق نے کہا
بیٹا تمنے الٹنے کیا کہا رعد نے مان کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر مارے ہنسی کے پیٹ پکڑکر لوٹنے لگا
اور وہ بیضہ آپ بھی سونگھا اور مان کے نتھنون سے لگا دیا اوس مین غضب کی بیہوشی
تھی دونون سونگھتے ہی بیہوش ہو گئے یہان رعد نے بسبب اپنی میلان طبیعت کے
تخلیہ تو کر رکھا تھا ہی کوئی ملازم بھی موجود نہ تھا صرصر اور صبا رفتار دونونکو پشتارے
مین باندھکر خیمے سے پشت پر لادے باہر نکلین لیکن جسوقت کہ یہ بارگاہ مین صرخ پاس آئی تھین

تو عیار صحرا مین تھے جب پھر کر بارگاہ مین آئے تو حال سنا کہ دو لڑکیان آئی ہین اور رعد
و برق کے خیمے مین ہین برق فرنگی نے ضرغام سے کہا کہ چلکر لڑکیونکو دیکھا چاہیے یہ کہکر
دونون خیمہ رعد مین آئے یہان دونون عیار بچیان جا چکی تھین عیارون نے خیمہ خالی پایا
ہم خیال کیا کہ یہ بیشک عیار بچیان تھین بوجہ قتل کرنے حسام کے ان دونونکو پکڑ لیگئی ہین یہ
سمجھکر عیار دوڑے اور عیار بچیان اوٹھتی بیٹھتی سنگ و گرہ کی چال چلکر لشکر ہی باہر نکل گئین
اور صحرا مین پہونچین عیار بھی آکر جنگل مین اور حفظ ما تقدم کرکے ایک نشیب مین ہی کہ خبردار کہان جاتی
ہوا ہی لگاتا تو ہم بھی آپہونچے یہ صدا عیار بچیون نے سنی سر پر پاؤن رکھکر بھاگین اور ایک
ایسے مقام پر پہونچین کہ کوڑیالا پھولا تھا ہری ہری گھاس لہلہا رہی تھی تالاب چشمے پانی
سے بھرے تھے ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی تھی چاندنی چھٹکی ہوئی تھی اس جنگل مین قران
تھا عیارونکی صدا سنکر نعرہ پکڑ دوڑا ادھر تیز نگاہ عیار بچی صرصر کی کمک کو آئی تھی
اور ایک جگہ نقب لگا کر چھپی بیٹھی تھی برق اور ضرغام جو دوڑے چلے آتے تھے اس نقب
مین گرے تیز نگاہ نے کمند ماری ضرغام کی گردن پھنسی اور برق تڑپ کر نقب کے
باہر نکلا تیز نگاہ نے ضرغام کو کھینچ لیا اور حباب مار کر بیہوش باہر نقب سے نکلی مگر
برق نے ضرغام کے گرفتار ہونے کا کچھ خیال نہ کیا اور صرصر کے تعاقب مین چلا یہانتک
کہ صحرائے سبزہ زار مین برابر آپہونچا اور پکارا کہ واہ واہ اوستانی کیا خوب عیاری کی مگر
مین جان سمجھکر آیا اب کہان جانے دیتا ہون صرصر نے پلٹ کر جواب دیا کہ ہو ہی تیری اُستاد نے
بھی کبھی روکا تھا جو تو کبھی روکیگا یہ کہکر صبار فتار اور صرصر نیمچہ پکڑ کر برق پر آگرین
برق بھی بجلی کی طرح چمکنے لگا ایک چوٹ صرصر پر اور ایک صبار فتار پر کرتا تھا کبھی روکا
کبھی مارا خنجر کی جھنکار بلند ہوئی اور بیضہ ہائے بیہوشی چلنے لگے اُسدم تیز نگاہ بھی ضرغام کو
پشتارے مین باندھے یہان آپہونچی اور برق کو گھیرا برق گھمار کی لڑائی لڑنے لگا صرصر
نے تاک بیضہ بیہوشی مارا برق نے جست کرکے خالی دیا زمین پر جیسے ہی اوترا تھا کہ صبار فتار
نے حباب مارا اسنے لوٹ کر وہ بھی خالی دیا لیکن سنبھلنے نپایا تھا کہ تیز نگاہ نے دوڑکر خنجر
مارا برق ایکی جو تڑپا دور جا کر گرا اور وہان سے سنبھل کر پھر دوڑا تینون عیار بچیونکو روکا
کسی پر کمند ماری کسی پر خنجر اور کسی کا وار روکا ہمہ تن چشم بن گیا عجب ہنگامہ بپا تھا کہ

ص

بشمشیرے یکے تا صد توان کشت		برائے لشکرے را بشکنی پشت

اسی غوغا اور ہنگامے مین قران بندہ تانے نعرہ زنان آکر پہونچا صبا رفتار نے صرصر کو پکارا کہ واری وہ ہوا کالیا آتا ہے قران یہ صدا سنتے ہی صبا رفتار کے سر پر آیا ہرچند اُسنے روکا اور متواتر حربے کیے لیکن قران وترانہ گھس پڑا اور چاہا کہ گود مین اوٹھا لون اُسوقت وہ ادہی ادہی کرکے بھاگی اور پکاری کہ ای صرصر مین تو بھاگتی ہون وہ پیچھا نہین چھوڑتا صرصر اور تیز نگاہ اس پکارنے سے ادھر متوجہ ہوئی تھین کہ برق نے نیمچہ دہنے ہاتھ سے صرصر اور خنجر بائین ہاتھ سے تیز نگاہ پر مارا کہ دونون کے لشتارے کٹ گئے اور برق محشر وغیرہ تمام زمین پر گرے برق نے دوڑ کر دونون پر چاب داغ بیہوشی مارے کہ دونون ہوشیار ہوگئے یہ ماجرا دیکھکر صرصر سمجھی کہ برق محشر ایسا نہو کہ غصے مین آکر پھر گرے جو دو ٹکڑے کرے اسوجہ سے سر پر پاؤن رکھکر بھاگی ادھر ہیبت سے قران کی صبا رفتار بھی لشتارہ پھینک کر بھاگی رعد کو بھی عیارون نے ہوشیار کردیا برق محشر صرصر کی عیاری پر مطلع ہوکر بغضب تمام گویا ہوئی کہ اس موئی عیار بچی کی یہ حقیقت ہوئی کہ مجھپر عیاری کرتی تھی ابھی اسکے رخت ہستی کو جلا کر خاک کرونگی اور خرمن عمر کو برباد دونگی یہ کہکر چمک کر چلی تھی کہ قران پکارا ہان ہان یہ خواجہ عمرو کی منظور نظر ہے جو اسکو قتل کریگا اوسکو خواجہ سے مقابلہ کرنا ہوگا اور عمرو اوسکو جیتا نہ رکھے گا برق محشر مارے ڈر کے یہ تقریر سنکر پھر آئی قران اور برق وغیرہ سب ملکر خیمے مین آئے محشر نے شکریہ برق فرنگی کا ادا کیا اور زر نقد سامنے رکھا کہ آپکے باعث سے میری جان بچی برق نے کہا میری کیا حقیقت ہے مین ایک بندۂ ناچیز پروردگار ہون وہی سب کی جان بچاتا ہے برق محشر بولی کہ یہ سچ ہے مگر آپ ہی لوگون کے سبب سے ہمارا بچاؤ اور زندگی ہے ورنہ ادھر تو ساحرون کا سامنا اور عیار بچیون کا مقابلہ ہے ادھر افراسیاب ایسے شخص کا سامنا ہے مگر ہم بھی پر دینے کو مرنے کٹنے کو حاضر ہین قصہ کوتاہ عیار رخصت ہوکر صحرا کو چلے راہ مین دیکھا کہ ایک شخص نعرہ زن درد فراق اور نوحہ کن رنج مہاجرت واشتیاق جوہر محبوبت عزیزی آتش فراق مین گلاتا ہے اور شمع وار شعلۂ ہجر معشوق سے جلتا ہے اور زبان حال سے یہ کہتا ہے کہ ابیات

کیا کیا نہین ظلم آہ مجھپر ہوتا ۔۔۔ ہر لحظہ تری جدائی مین ہوں مین روتا
سوتے مین بھی اشک چشم یون جاری ہین ۔۔۔ نکلے ہے زمین سے جیسے کوئی سوتا

برق جب اُس اسیر سلسلۂ الم کے قریب گیا تو پہچانا کہ شکیل جادو ہے مفارقت مین اپنی معشوقہ

ملکہ خوبصورت کے ہر شب یونہین بیقرار بیان کرتا ہے اور معشوقہ کا اوسکی حال اول لکھا گیا ہے کہ
نیجہ سحر نے بحکم شاہ ہنڈوے پر دریاے سحر کے میدان مین بٹھا دیا ہے کہ وہ جھولا کرتی ہے
غرضکہ برق نے اسکو تسلیم اور دلاسا دیا اور کہا مین تیری معشوقہ کو چھڑا لینے جاتا ہون
یہ کہکر سمت دریاے سحر چلا اس اثنا مین گازر روزگار نے پوشاک سیاہ رنگ لیلاے
لیل کو دھو کر سفید کیا اور بحر نور مین ہر ایک انجم غوطہ زن ہوا شعاع آفتاب سے دریاے
زرین موج گیر عالم تھا کہ نظم

زمین و آسمان لبریز از نور — جہان غوطہ زدہ در بحر کافور
مصفا چون ضمیر عارفان نور — سحرگہ نور افشان آن چنان بود

برق یاد خالق نور و ظلمت کرتا ہوا قریب ساحل دریاے سحر پہونچا اور بحر فکر مین غوطہ زن ہوا
کہ کیونکر پار دریا کے جاؤن اور اوس گوہر قلزم محبوبی کا پتا پاؤن یہ تو اس فکر مین ٹھہرا تھا کہ
صرصر نے دور سے دیکھا کیونکہ یہ بھاگ کر دریا سے ہنوز پار نہ اوتری تھی اب جو برق کو
دیکھا اپنے دل سے مشورہ پذیر ہوئی کہ کل اسی بھڑوے نے مجھے گھیرا تھا اور پتھر مارے چھین
لیے تھے اوسکا بدلہ آج لینا چاہیے یہ سوچکر اپنی صورت عمرو کی ایسی بنائی اور راہ کاٹ کر
برق کے سامنے سے آئی تاکہ معلوم ہو دریا کے اوس پار سے آیا ہے فی الجملہ جب برق نے
اوستاد کو آتے دیکھا دوڑکر قدم پر گرا اور گویا ہوا کہ زہے میمون و مبارک یہ صبح عالم افروز ہے
کہ آفتاب عالمتاب سپہر عیاری نے ہم خاکساران ذرہ مثال پر پرتو مرحمت ڈالا اور چشم مشتاقان مین
نور مثل طور کے مشاہدہ جمال عین الکمال حضرت اوستاد الاستاد سے تجلی پذیر ہوا بیت

رسید صبح سعادت کہ یار باز آمد — ہزار شکر کہ آن غمگسار باز آمد

صرصر نے سر اوسکا اوٹھا کر سینے سے لگایا اور وقت بغلگیر ہونے کے منہ سے سفوف بیہوشی
پھونکا کہ برق کے دماغ مین اوسنے سرایت کی اور بیہوش ہوگیا اسنے پشتارہ باندھکر پشت
پر لادا اور آگے بڑھی راہ مین خیال آیا کہ دریاب گرفتاری عیاران سرکار شہنشاہ
طلسم سے حکم شرف نفاذ نہین پایا مبادا شہنشاہ کہے کہ عیارون کو لاکر طلسم کی راہ دکھاتی ہے تو
تیرے واسطے قباحت ہوگی یہ سوچکر پار دریاے سحر کے نہ گئی پشتارہ لیے اپنے خیمے مین آئی
اور ارادہ کیا کہ اول گرفتار کے حال سے شاہ طلسم کو اطلاع دون اگر وہ طلب فرمائین تو
لیجاؤن اسی فکر مین تھی کہ تیز نگاہ اور شمیمہ لقب کزن بھی یہان آئین صرصر نے انسے

کہا کہ ابھی میرے قریب نہ آؤ پہلے ہاتھ دھولو مین دیکھ لون کہ تم کوئی عیار تو نہین ہو اول دونون عیارینون نے دست و پا دھوکر اسکا شک مٹایا اور نشان اورپتے سب دیے اُسوقت اُسنے کہا کہ تم پشتارہ لیکر یہان ٹھہرو مین دربار شہنشاہ مین جاکر اسکے لیجانے کی نسبت دریافت کر آؤن عیارینون نے عرض کیا داوری کچھ نوش جان فرمایئے تو پھر تشریف لیجایئے گا کہ آپکو کل سے یہی محنت شاقہ پڑرہی ہے صرصر انکے کہنے سے ٹھہر گئی لیکن شکیل صبح ہوتی وقت یاد محبوب مین رو دھو کے خیمے مین گیا وہان سے دربار شاہی کی طرف چلا راہ مین ضرغام سے ملاقی ہوا اوس سے کہا کہ برق میری معشوقہ کو چھڑانے گیا ہے ابھی تک نہین آیا ضرغام اس کیفیت کو سنکر دریاے سحر کی طرف راہی ہوا اور اوسوقت پہونچا کہ صرصر پشتارۂ برق کا باندھ رہی تھی اوسنے گرفتار ہونا برق کا دیکھکر صورت اپنی مثل ایک جادوگرنی کے بنائی بندلی سیندور کی ماتھے پر لگائی دوچار ٹیکے نیل کے جسم پر دیے گلے مین صندل کا مالا پہنا لہنگا قیمتی زیب قامت کیا پھر پشواز اوپر سے پہنی دوپٹے کی گاتی باندھکر گلے مین ڈالی کچھ ہاتھون مین باندھی اور رقد کو مثل سرو روان کے کہ چمن روح پرور مین اُگا ہو آراستہ کیا اور چہرہ کو مانند رخسارۂ تازہ گل کے بنایا کہ جو آب حیات سے دھویا ہوا تھا نظم

نگارے دلفریبے جانگدازے	پری پیکر بتے عاشق نوازے
ز زلفش سنبل اندر تاب می شد	ز رشکِ عارضش گل آب میشد

اس صورت سے درست ہوکر خیمۂ صرصر کے قریب آکر اس طرح جست کی کہ سرا پچھ پھاندکر بیچ صحن خیمہ مین اوترا اسلیے کہ معلوم ہوا اوڑتی ہوئی آئی ہے صرصر عیار بچیون سے باتین کر رہی تھی جادوگرنی کو دیکھکر مراسم تعظیم بجالائی اور مستفسر ہوئی کہ باعث رونق افروزی حضور کیا ہے ساحرہ نے کہا مین دربار شاہ جادوان سے آئی ہون شہنشاہ نے کتاب دیکھکر معلوم کیا ہی کہ تمنے برق فرنگی عیار کو گرفتار کیا ہی اسلیے مجھے بھیجا ہی اور بتاکید اکید ارشاد فیض بنیاد ہوا ہی کہ قیدی کو جلد لیکر حاضر ہو تمھین عیش و آرام سوجھا ہی اور مین متردد ہون صرصر نے کہا مین عیش کرنیوالی صدقہ گئی کنیز ابھی ابھی تمھارے ساتھ چلتی ہی ساحرہ نے کہا مین ٹھہر نہین سکتی تم قیدی لیکر آؤ مین جاتی ہون یہ کہکر صحن خیمہ سے پھر جست کی اور خیمہ پھاندکر یہ جا وہ جا اپنا راستہ لیا صرصر کو یقین واثق ہوا کہ بیشک یہ ساحرہ فرستادہ شاہ طلسم تھی کیونکہ اگر عیار آیا تو مجھ سے پشتارہ برق کا طلب کرتا نہ کہ چلا جاتا معلوم ہوتا ہی

کہ پل پر پرزادان کے دربانون نے شہنشاہ کو قید ہونیکی برق کے خبر دی ہوگی اُسنے اس ساحرہ کو بھیجا اب چلنا لازم ہے یہ سوچکر سب ساتھ کی عیارنیون سے کہا تم یہین ٹھہرو مین جاکر قیدی کو دے آؤن وہ سب تو ٹھہر رہین اور یہ پشتارہ اٹھاکر چلی وہان ضرغام نے کنارے دریاے سحر کے جاکر ایک جگہ کھود کر اپنا جسم زمین مین چھپایا یعنی زمین کھدی ہوئی مین لیٹا اور اوپر سے مٹی ڈال لی بالکل زمین دوز ہوگیا اور گرد اپنے حلقہ ہاے کمند بچھاکر خس پوش کر دیے سرا کمند کا ہاتھ مین رکھا ہاتھ کو بھی زیر خاک چھپالیا صرف دو نتھنے اور آنکھین کھلی رکھین اور مثل خفتگان خاک چشم براہ انتظار تھا کہ صرصر کنارے دریا کے آکر پہونچی اور چاہتی تھی کہ جست کرکے پل پر جاے جیسے ہی حلقہ ہاے کمند مین پانون رکھا ضرغام نے جھٹکا مارا کہ پانون مین حلقہ کچی ہوا اور یہ اوجھ کر گری ضرغام تڑپ کر اوٹھا اور نعرہ کرکے سینے پر سوار ہوا صرصر نے کہا ارے موے تو کہان تھا اوسنے کہا اوستانی ساحرہ بنکر کون کیا تھا تمنے تماشا بھی نہ دیکھا یہ کہکر پشتارہ اوسکے پاس سے جدا کرکے اوسکو بیہوش کیا اور برق کو ہوشیار کرکے سب کیفیت بیان کی صرصر کی مشکین باندھکر ہوشیار کیا اور کہا مین تجکو ذبح کرونگا اسنے کہا مین تیرے بس مین ہون جو چاہے سو کر عیار بولے کہ اوستاد چاہتے تمکو ہنوے اور گھوڑی کا دانہ دلوانا منظور ہوتا تو البتہ ہم زندہ نہ رکھتے صرصر نے ہنسکر کہا کیون شامتیو مین دانہ دلنے کے قابل ہون نام خدا کیا کیا ارمان تم لوگون کے دلمین ہین غرضکہ دونون عیار اسکو لیکر بارگاہ مہرخ کو چلے کچھ دور راہ طے کی ہوگی کہ ایک پنجہ کمر مین صرصر کے پڑا اور لیکر سمت فلک چلا گیا عیار بھاگ کر علحدہ ہوے یہ پنجہ فرستادۂ افراسیاب تھا کہ اوسنے جب عیار بچیون کو عرصہ ہوا تو پنجہ روانہ کیا کہ صرصر جہان ملے اوٹھا لائے اوسوقت پنجہ نے اسکو جاکر دربار شہنشاہ مین پہونچایا اوسنے تسلیم کرکے سب کیفیت عرض کی ہنوز افراسیاب نے کچھ نہ کہا تھا کہ نامہ حیرت کا آیا اوسکو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ نسبت گرفتاری عمرو بندگان حضور سے کوئی حکم شرف صدور نہین پایا امید کہ شہنشاہ خود نزول اجلال فرمائین یا کسی ملازم خاص کو روانہ کرین کہ یہ مہم سر ہو افراسیاب نے نامہ پڑھکر دستک دی اور پکارا کہ اے آسمان شعلہ خوار جادو حاضر ہو اس صدا کے ساتھ ہی ایک آسمان تمام باغ پر چھا گیا اور اوسمین سے شعلے برسنے لگے بعد لمحے کے وہ آسمان شق ہوا اور ایک ساحر مثل شعلے کے زمین پر گرا آنکھین مثل شعلے کے روشن تھین رنگ جسم از سر تا پا نیلا منھ سے دھوان اسکے نکلتا

تھا صورت ناپاک کو اوس شہر پرکی دیکھکر ترک فلک کا پیتا تھا فی الحقیقت بموجب لنظم

کھوپری اوسکے سر کے وہ اوندھی	جیسے ہو دے بخیل کی ہانڈی
آنکھہ وہ جس مین تھا نہ ایک خلل	چشم بد دور غیرت حنظل
ناک تھی یا کہ غوک تھا مردہ	دانت تھے مثل سلک خرمہرہ
تھے وہ رخسار یا چک صحرا	یا کوئی گلگلا ہو سخت جلا
یون وہ لب اوسکے غیرت زاغی	جیسے کیلے کی ہو پھلی داغی
کان اوسکے اگر نظر آئین	شپرک اونکو دیکھ شرمائین
پوست تھا اوسکا گردن سے سخت	یا کہ کمبخت خر کا تھا کمبخت
سر سے پا تک وہ خرس وحش بددین	ہو بہو تھا سیاہ دیو لعین

شاہ جادوان کو اوسنے سلام کیا شہنشاہ نے ارشاد فرمایا کہ عمرو دو تین روز سے ملک حیرت کے شہر مین ہے تمکو اوسکو ڈھونڈھکر گرفتار کر لاؤ یہ حکم سنتے ہی وہ ساحر اوڑکر اپنے آسمان پر جاکر مخفی ہوا اور آسمان سمت ملک حیرت روانہ ہوا یہ بلاے آسمانی تو عمرو کے لیے چلی لیکن عمرو کی کیفیت سنیے کہ یہ غار مین بفراغت تمام مسکن گزین ہین اور دل سے مشورہ کرا اے عمرو شکر ہے خدا کا چندے پریشانی سے جا بجا پھرنے کی توجہ سچ ہے کہ صحبت مردمان زہرافعی سے بھی زیادہ بدتر ہے کہ مثنوی

قعر چہ بگزید ہر کو عاقل ست	زانکہ در خلوت صفا ہای دل ست
ظلمت چہ بہ کہ ظلمتہاے خلق	سے گریزد عاقل از غوغای خلق

اسی کیفیت مین دور سے دیکھا کہ ایک دھوبی بیل پر لادی لادے کندھے پر میلے کپڑون کی گٹھری رکھے چاندنی کا انگرکھا پہنے ہاتھون مین چاندی کے کڑے پڑے ہوے بموجب مثل دھوبی کا چھیلا آدھا اوجلا آدھا میلا بنا ہوا برہا گاتا آتا ہی اور پیچھے اوسکے بہت سے دھوبی بیلو پر کپڑے لادے اور بیلون کے گلے مین گھنٹیان پڑی ہوئین بعض بیل پر دھوبن ٹانگین پھیلائے سوار ڈوری ناتھ مین بندھی ہوئی ہاتھ مین لیے گھما گھما کر بیل کو مارتی چلی آتی اور بعض بیل پر پاٹا اور تناؤ کے بانس لدے پیچھے اوسکے دھوبی چھیلا بھی پڑھانیکا اور ناند اسوندن کرنے کا کندھے پر اوندھائے لڑکے کا ہاتھ پکڑے بھیا رے بھیا کہتا چلا آتا عمرو کی طبع اونکو دیکھکر جنبش مین آئی اور گلیم اوڑھکر غار سے باہر نکلا اور قریب اونکے پہونچکر

اسقدر پر توقف پذیر ہوا کہ دھوبی بیچ چوک مین اوس شہر کے پہونچے عمرو نے زنبیل کی گنڈیان
کھولین اور گلیم اوتاری آدمیونکے مجمع مین ٹھہر کر ایک لادی پر جو سب سے آگے تھی جال الیاسی مارا
اور زنبیل مین رکھلی آپ الگ جا کھڑا ہوا دھوبی نے جو دیکھا کہ لادی بیل پر نہین ہی گھبرا کر
دو چار مرد آدمی کے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہ تمنے لادی اوتاری ہے سب دھوبی جمع ہو گئے
اور گالیان اون شریف بیچارون کو دینے لگے کہ ایسے کے چیتون ہم مارے گھونسون کے تمھارا
بھیجہ نکال دینگے ایک بولا کہ وہ کل رسید کرونگا کہ مغز ان پھٹ جائیگا دوسرے نے
کہا پھاڑو کے پھاڑ وہ بھاڑ پر جاؤنگا کہ چہرہ بگڑ جائیگا مجھے بھی ٹال ٹال کے کوئی اور بنایا ہے
کروال کھا دیا لادی بتلا دی مارے مارے کے بکھیان توڑونگا اس ہنگامے کا وہ غوغا بلند ہوا
کہ ساکنان شہر اور دوکاندار سب مجتمع ہو گئے اور دھوبی اور لڑکے اور دھوبنین بیل ایک
جا ٹھہرا کر اون مرد آدمیون کے گرد جمع ہوئے عمرو نے فرصت جو پائی کترا کر بیلون پاس گیا
اور جال مار کر مع بیل اور لادیان سب نذر زنبیل کر کے گلیم اوڑھکر ٹھہرا ادھر وہ بیچارے
بھلے مانس حیران تھے کہ یا اللہ ہم کس آفت مین پھنسے اور لوگون کا اونپر ہجوم تھا ایک کہتا تھا
کہ یہ کس آفت کے چور ہین جو دن دہاڑے اتنی بڑی لادی غائب کر لیگئے کوئی کہتا تھا کہ
ارے چوٹٹو اس دھوبی پر رحم کرو یہ بیچارہ مر جائیگا غریب آدمی ہے کوئی کہہ رہا تھا کہ
یہ دھوبی ملکہ حیرت کا ہے اسکا مال چرا لینا دل لگی نہین ہے ٹنڈیان کس جائینگی بندھے
بندھے قید مین سڑ جائینگے اسی طرح ہر شخص اپنی اپنی کہتا تھا وہ لوگ چپکے کھڑے تھے کچھ
نہ کہتے تھے اس اثنا مین ایک دھوبی نے جہان بیل کھڑے تھے ادھر دیکھا بیلون کو نہ پایا
اور آگے بڑھکر دیکھا کہ شاید کہین چلے گئے ہون جب کسی طرف سراغ نہ پایا سب دھوبیون
سے آکر کہا کہ بھیا بیلون سمیت کوئی لادیان لے گیا یہ سننا تھا کہ سب نے دوہائی دینا
شروع کی اور شور ایسا مچایا کہ شہر کا کوتوال مع اپنے پیادونکے دوڑا اور آکر سارا ماجرا
سنکر مع چند اون راہگیرون کے جنکو پہلے پکڑا تھا اور دھوبیون کو لیکر حیرت کے پاس
چلا جب قریب باغ ملکہ سب پہونچے دھوبی پکارے کہ دوہائی ملکہ عالم کی ہم آپکی نذر قنات
لوٹے گئے حضور کی پوشاک بھی چور لیگئے آج تک طلسم مین یہ اندھیر نہ تھا جو اب ہے حیرت
نے جب شور و غل فریاد کا سنا ملازمین سے پوچھا کہ یہ ہنگامہ کیسا ہی یہ کہی رہی تھی کہ عرض ہوئی
کوتوال امیدوار باریابی ہے ملکہ نے سامنے اوسکو طلب کر کے سب کیفیت سنکر اون دھوبیون

کو سامنے منگوایا اور کہا تمنے یہ کیا حرکت کی وہ رونے لگے اور عرض رسا ہوئے کہ حضور ہم
چوری کبھی نہ کرینگے چاہے مارے فاقون کے مرجائین حیرت نے اونکے انکار سے زمین پر
دو ہتڑ مارا ایک پتلا اوسمین سے نکلا پتلے سے پوچھا کہ کپڑے دھوبیون کے کسنے لیے ہین
پتلے نے ہنسکر جواب دیا کہ ملکہ عالم روز بروز نادان بنتی جاتی ہین سوائے عمرو کے اور کوئی بھی
لینے والا ہی ملکہ آپکو ہوشیار رہنا چاہیے وہ شخص اس شہر مین آیا ہوا ہی کہ جسکی نسبت یہ بجا ہی قطعہ

ورزد لیست کہ زہر از دہن مار بروزد	خال از رخ زنگی لبشب تار بروزد
یا پوش بدورزد زپے پیک دونده	لعل از قدم استر رہوار بروزد

یہ کہکر وہ پتلا زمین مین پھر سما گیا اور ملکہ نے کوتوال سے کہا یہ مرد آدمی سب بے تقصیر ہین
انہین رہا کردے لادی دھوبیون کی عمرو عیار لے گیا ہے ان دھوبیون کو ہماری سرکار سے
دو تین سو روپیہ دلادے کہ بیل وغیرہ خرید لین اور جنکے جنکے کپڑے گئے ہین اونکو قیمت دین
کوتوال نے حکم ملکہ کی تعمیل کی روپیہ لیکر دھوبی اپنے گھر گئے اور کوتوال شہر مین آکر انتظام کرنے
لگا اس اثنا مین عمرو ایک ساحر بنکر بزاز کی دوکان پر گیا اور عمدہ عمدہ تھان کپڑے دیکھنے کو
طلب کیے بزاز نے سامنے لاکر ڈال دیے اسنے دیکھتے دیکھتے اونکو غایب کردیا بزاز نے غل مچایا
اور چاہا گرفتار کرے عمرو نے گلیم اوڑھ لی اب بزاز حیران ہو کر دوکان سے اوترکر اور
دوکانداروں کو دوکان سپرد کرکے ڈھونڈھنے چلا عمرو نے اوسکو جاتے دیکھکر بہت جلد
اوسکی ایسی صورت بنکر دوکان پر آکر ساری دوکان لوٹ لی اور لبادہ ہر کوٹھری مین قفل لگایا
دوکاندار سمجھے کہ دوکان بڑھا کر چور کی تلاش مین جائیگا عمرو وہان سے ہٹ کر گلیم اوڑھکر بیٹھا
اس ہنگام مین بزاز ہر سمت چور کو ڈھونڈھکر جو آیا دوکان بند پائی قفل کھولکر جو دیکھا سب
مال اور گٹھریان ندارد سر پیٹتا باہر نکلا اور ساتھ کے دوکانداروں سے لڑنے لگا کہ مین تمھین
سونپ گیا تھا تمنے میرا اسباب لیا ہی دوکاندار کہتے ہین ابھی تو پلٹ کر آیا تھا دوکان بند کرکے
پھر چلا گیا ہم کیا جانین تیرا مال کیا ہوا بزاز کہتا ہی مین آیا ہی نہین تم کیون جھوٹ بولتے ہو
تمکو میرا اسباب دینا ہوگا خلاصہ کلام اسقدر تہتک ہوا کہ سب بزاز اور جوہری وغیرہ اُس بزاز کو
اپنی اپنی دوکان سے اُٹھکر زدوکوب کرنے لگے عمرو نے ان سب کو مصروف فتنہ و فساد دیکھکر
دوکانین خالی پائین گلیم اوتاری اور جال آکر مارا بہت دوکانون کو لوٹ کر زنبیل مین بھرا
اور گلیم اوڑھکر اپنا راستہ لیا لیکن دوکاندار جب لڑ بھڑ کر دوکانون مین آئے سب اسباب غایب پایا

اور زیادہ شور و غوغا مچایا پھر کوتوال دوڑ کر آیا سب حال سنا دوہائی تہائی کا شور بلند پایا
سب کو لیکر ملکہ کے پاس آیا ملکہ ایک بار تو حال پتلے کو بلا کر معلوم کر چکی تھی اُسنے بزازون اور
جوہریون کو روپیہ دلوا کر حکم دیا کہ دوکانین اپنی اپنی بند رکھو ایک چور اس شہر مین آیا ہے
کہ وہ سب کو دیکھتا ہے اور کوئی اُسکو دیکھ نہین سکتا فی الجملہ وہی سب کو لوٹتا ہے اگر اب اپنے
مال کی تم آپ حفاظت نہ کروگے تو کچھ سماعت یہان نہ ہوگی یہ کہکر کوتوال سے حکم دیا کہ ڈھنڈورا
تمام شہر مین پٹوا دے یعنے جو کوئی اپنے اسباب کی حفاظت نکریگا اور اسباب اوسکا [illegible] ہوگا تو
سرکار کچھ سماعت اوسکی فریاد کی نہ فرماویگی ہان اوس چور کے گرفتار کرنے کا بندوبست سرکار
کر رہی ہے جب وہ قید ہوگا اوسوقت شاید مال مسروقہ اوس سے ملے لازم ہے کہ تا گرفتاری
اوس دزد کے نگہبانی سب اپنی آپ کرین کوتوال یہ حکم سنکر رخصت ہوا اور منادی کو حکم دیا کہ
اوسنے سارے شہر مین دہل زنی کی اور حکم ملکہ سے جو اوپر مذکور ہوا رعایا کو باخبر کیا پھر تو تمام
شہر مین ہلچل پڑ گئی دوکانین بند ہونے لگین رعایائے شہر نے اسباب اپنا اپنا تہ خانون
مین رکھا اور عورتون نے گہنا اپنا زمین مین گاڑا انکو ایک عالم ہوگا نظر آنے لگا گستے گلی
کوچون مین بھو نکنے لگے سناٹا ہوگیا اور ہزارہا ساحر تلاش مین عمرو کی نکلا کوئی کہین
چھپ کر بیٹھا اور کوئی سو پچاس آدمیون کو ساتھ لیکر ہر سمت پھرنے لگا عمرو یہ کیفیت دیکھکر
پھر غار مین جا بیٹھا اور براہ نقب نانبائی کے دوکان سے جاکر شیرمال و کباب بے لیے
اور کلوار کے یہان سے شراب لے کر اپنی جگہ پر آیا کھانا کھایا شراب پی آرام پذیر ہوا
دل سے کہتا تھا کہ **بیت**

خلوتی خواہم کہ دور چرخ اگر چون گرد باد	خاکدانِ دہر را بیزد دہنا بد گرد من

حاصل کلام یہ تو فارغ از کار روزگار متمکن ہین اور وہان حیرت مترود بیٹھی کہ یکایک آسمان
تمام باغ پر آکر چھایا اور چمک صاعقہ کی ظاہر ہوئی آسمان شعلہ خوار فلک پر سے چکر کھاتا
ہوا زمین پر اوترا حیرت مراسم تعظیم بجا لائی اور اوسکو مسند پر تکلف پر بٹھایا جام شراب کا
بھر کر دیا اوسنے عرض کیا کہ اے ملکہ مین عمرو کو گرفتار کرنے آیا ہون بعد اوسکی گرفتاری کے
عیش و عشرت کرونگا ابھی شراب بھی نہ پیونگا حیرت نے کہا خوب ہوا جو تم آئے مجکو یقین
ہے کہ تم اوس مکار کو ڈھونڈھ لوگے مین تو ہزارون ساحرون بھیج چکی ہون کہین پتہ نہین معلوم
ہوتا ہے اوسنے کہا اے ملکہ جب تمھین پتا نہین ملتا کہ زوجہ شاہ طلسم ہو تو مین بھلا کیا کرسکونگا

ملکہ نے کہا اسپر کیا مقرر ہے ایک کام ہمسے نہ نکلا ملتے راست آیا ہم تم ایک ہین کچھ جدائی نہین
یہ تقریر **شعلہ خوار** سنتے ہی اوٹھا اور گوشہ باغ مین کہ جہان بہت سے درخت کھڑے
لگے تھے آکر زمین لیپی لونگ اور ہار رکھے مالا لے کر جپنا شروع کیا بعد ساعت بھر کے سر اوٹھا کر
کہا اے ملکہ عمرو آسمان پر نہین ہے یہ کہکر سحر پڑھنے لگا لمحہ بھر کے بعد گویا ہوا کہ زمین پر بھی نہین
ہے اسی طرح اکی جو سحر پڑھا معلوم ہوا کہ زیر زمین ہے اوسنے پھر سحر خوانی آغاز کی
دریافت ہوا کہ سمت مشرق ایک غار مین بیٹھا ہے یہ معلوم کرتے ہی اوٹھا کہ مین جا کر پکڑ
لاتا ہون **حیرت** سمجھی کہ ایسا نہو یہ بھی مارا جائے اس باعث سے کہنے لگی کہ مین بھی ساتھ چلتی
ہون اور ہمراہ ہوئی اسکے ساتھ **زمرد جادو** اور **یاقوت** وغیرہ ساحر اور جادوگرون کا
غول ہمراہ ہوا **شعلہ خوار** نے کہا بھیڑ دیکھ کر عمرو بھاگ جائیگا اچھا مین سحر کرتا ہون کہ وہ
جہان چھپا بیٹھا ہے بلبلا کر نکل آئے اور جب تہ زمین سے نکل آے اوسوقت ساحر اسکو گرفتار
کرلین یہ کہکر در باغ پر سب کو لیکر کھڑا ہوا اور ایک ناریل اپنے آسمان سحر کی طرف مارا کہ وہ
آسمان چکر کھانے لگا اور ایک چادر آتش اوسمین گر کر چار طرف پھیلی اور اندر زمین کے
سما گئی دھوان تہ زمین سے نکلنے لگا اور یہان غار مین اسقدر گرمی عمرو کو معلوم ہوئی کہ دم
گھٹنے لگا پیاس کی شدت ہوئی زنبیل سے پانی نکال کر پیا اس عرصہ مین دھوان غار مین
گھٹا وہ مقام عمرو کے لیے چاہ بابل بن گیا عمرو وہان ٹھہر نہ سکا نقب کی راہ سے بنیے کے
گھر گیا کوٹھری مین ٹھہرا دیکھا یہان زمین بھی تپتی ہے اور شرر بیز ہے عمرو گیہون کے بورے
مین جا بیٹھا کیونکہ بورے مین بیٹھنے کا ٹھکانا پہلے ہی کر رکھا تھا وہان حرارت کم ہوئی اور تشنگی مٹی
کس لیے کہ شعلہ خوار نے زمین گرم ہونے کا سحر کیا ہے اور بورے زمین سے بلند ہین الغرض
طبقہ زمین اسقدر گرم ہوا کہ تنور ہو گیا اور جس طور بھاپ موسم سرما مین چاہ سے نکلتی ہے
اسی طرح دھوان نکلنے لگا اور ہر طرف پھیلا اور زمین کے تفتیدہ ہونے سے ارض و سما شعلہ
خیز بن گیا خلقت شہر کی گھبرائی ہنگامہ مچ گیا ہر ایک کی زبان پر اُف اُف جاری ہوا فریاد
ہر شخص پکارنے لگا زمین سے دھوان نکلتا تھا اور فلک سے چادر آتش گر کر اندر زمین
کے سما جاتی تھی ہوا گرم چلتی تھی رعایاے شہر گھرون مین اور تہ خانون چھپتی تھی مگر گرمی
نہ تھی کنوین شہر کے خشک ہو گئے تھے عجب حال تھا کہ **قطعہ**

زگرما آن چنان می شد نفس گرم	کہ لب از تاب آن چون شمع بسوخت

ز بادِ گرم سپنداری کہ تقدیر | بدینسان دوزخی دیگر برافروخت

ساحران زبردست دہان کے بزور سحر اپنی جان بچائے تھے اور ایسے صدہا ہلاک ہو گئے
تھے شور گریہ و ماتم جو برپا ہوا حیرت نے کہا ای شعلہ اس سحر کو موقوف کرو اُسنے
جواب دیا کہ یقین ہے شدت گرما سے عمرو مرگیا ہوگا حیرت نے ہنسکر کہا میری
دانست مین عمرو کا بال بھی بیکا ہوا ہوگا اسکو ایسا ویسا نہ تصور کرنا وہ بمقتضای بیت

سراپای او جملہ پوست رنگ | ورا افسون او زیرکان گشتہ دنگ

جلد اوسکی گرفتاری کی تدبیر کرو اس سحر مین میری رعیت ہلاک ہوئی جاتی ہے آسمان
شعلہ خوار نے کہنے سے حیرت کے سحر گرمی کا موقوف کیا اور زمین کو سبب کر خون
ٹوک سے چوکا دے کر سحر پڑھنے لگا اور ماش کے آٹے کے پتلے بنا کر گرد چوکے کے رکھے ماش
پڑھکر اونپر مارے کہ پتلون نے پھریری لی اور بعد لمحہ کے جاندار ہوکر سامنے آئے سلام کیا
اونکو اسنے حکم دیا کہ زمین مین سما جاؤ اور لوگون کے مکانون مین کوٹھریون مین نکلو اور
کوئی غار و مغاک نشیب نہ چھوڑو سب جگہ جاکر تلاش کرو جس جگہ عمرو کو دیکھنا مجھے آکر خبر کرنا
خبردار کوئی دقیقہ تجسس مین فروگذاشت نہ رکھنا یہ حکم سنکر قریب سو پتلے کے زمین مین سما
گیا اور رعایای شہر کے مکانون مین کوٹھری وغیرہ مین آکر ڈھونڈھنا شروع کیا اتفاقاً
جہان عمرو بورے مین بیٹھا ہے اسی کوٹھری مین بنیے نے روپیہ پیسہ رکھنے کے لیے
غلہ کا صندوق رکھا ہے اوسوقت بنیا بکری کا کچھ روپیہ رکھنے کوٹھری مین آیا اور روپیہ
گن کر غلہ مین ڈالکر چلا گیا عمرو نے کھنکار روپیہ کی جو سُنی بیچین ہو گیا اور جب بنیا کوٹھری
بند کرکے چلا گیا عمرو بورے سے نکلا اور غلے کا صندوق جال مار کر زنبیل مین رکھا
بورے مین جایا چاہتا تھا کہ ایک پتلا یہان بھی تہ زمین سے نکلا عمرو جال لیکر چلا کہ
پتلے پر مارون مگر پتلا اوسکو دیکھکر جلدی زمین مین سما گیا عمرو سمجھا کہ یہ مجھے دیکھ
گیا ہے مگر کوئی آفت برپا کریگا یہ سوچکر بورے مین جاکر نقب مین گیا اور نقب کا
مہرہ مٹی سے لیپ کر نان بائی کے مکان مین آیا اور کوٹھری مین چھپ کر بیٹھا ادھر
پتلے نے جاکر شعلہ خوار کو خبر دی کہ عمرو بنیے کے مکان مین کوٹھری کے اندر
نے میرے سامنے روپیہ لیکر بورے مین چھپا ہے شعلہ خوار یہ خبر سنکر حیرت
سے گویا ہوا کہ آپ ٹھریے مین گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور پتلے کو ہمراہ

لیا یہان تک کہ بنیے کے گھر پر آیا بنیا سمجھا کہ یہ سردار زبردست ہے من دو من غلہ
خریدنے آیا ہے یہ سمجھکر عرض کرنے لگا کہ حضور کیا لیجیے گا مین سب سے کم نرخ آپکے ہاتھ بیچونگا
شعلہ خوار نے اوسکی بات کا کچھ جواب نہ دیا اور درانہ گھر مین چلا گیا بنیا سمجھا کہ شہر مین
غدر تو بڑا ہی ہوا ہے معلوم ہوا ہے کہ یہ لوٹنے آیا ہے یہ معلوم کر کے غل مچانے لگا کہ دوہائی
ہے سرکار کی گھر لوٹے لیتے ہین ارے یہ کیا اندھیر ہے دن دہاڑے ڈاکہ پڑتا ہے دوڑو
فریاد کو پہونچو مارے ڈالتے ہین اوسکی آواز سے بنیے سب دوڑے اوسوقت پتلے نے کہا
ابے بنیے چپ رہ غل کیون مچاتا ہے جب لوٹین جب ہی اسقدر چیخنا تیری کوٹھری مین چور
بیٹھا ہے اور تیرے غلے کا روپیہ سب اوسنے نکالا ہے ہم اوسکو قید کرنے آئے ہین اب تیرے
غل سے عجب نہین جو وہ بھاگ گیا ہو پتلے کے اس کلام سے بنیا خاموش ہوا اور شعلہ خوار
کوٹھری کھولکر اندر گیا پتلے سے پوچھا کہ وہ دزد کس بورے مین ہے پتلے نے بتایا اوسنے
پہلے سحر کا حصار کر دیا کہ عمرو نکل نہ جائے پھر بورا اگر اکر سب گیہون ہاتھ سے اولٹ پلٹ
کر دیکھے اور پتلے سے کہا ابے وہ کیا سوئی تھا جو نہین معلوم ہوتا ہے تو کیسا دیکھ گیا تھا
پتلے نے کہا مین ضرور دیکھ گیا اب جا ہے چلا گیا ہو شعلہ نے اور بورے بھی چاک کر کے ہاتھون
سے اناج ہٹا ہٹا کر دیکھے کہین پتہ نہ ملا اوسکو غصہ آیا سحر پڑھکر پتلے پر پھونکا کہ وہ پتلا جل گیا
آپ کوٹھری سے باہر نکلا بنیا اپنا غلہ لٹا ہوا دیکھکر سر پیٹنے لگا کہ ہائے میرا روپیہ چور لیگیا
آخر ناچار گیہون سمیٹ کر بورے مین بھرے اور بورا اکھٹا کر کے باہر لیکن حیران تھا
کہ چور آیا کدھر سے اور ادھر نانبائی کے مکان مین بھی ایک پتلا نکلا عمرو نے اوسکو دیکھکر
گلیم اوڑھ لی مگر پتلا بھی دیکھ چکا تھا اوسنے جاکر شعلہ خوار سے بیان کیا کہ عمرو نانبائی
کے مکان کی کوٹھری مین تھا مجکو دیکھکر چھپ گیا شعلہ خوار پتلے کے ہمراہ نانبائی کے
یہان آیا وہ بھی غل مچانے لگا پتلے نے منع کیا کہ بھائی چپ رہو گھر مین چور بیٹھا ہے یہ سنکر
نانبائی نے کوٹھری کھولی لیکن عمرو پہلے ہی پتلے کو دیکھکر نقب کا منھ بند کر کے کلوار
کے یہان چلا گیا تھا اوسوقت شعلہ خوار نے ہر چند تفحص کیا لیکن سراغ نپایا پتلے پر
خفا ہوا کہ مجکو سب جگہ دوڑاتا پھرتا ہے صحیح خبر نہین لاتا یہ کہکر ایک ماش سحر پڑھکر مارا
کہ یہ پتلا بھی جل گیا اور آپ کوٹھری سے نکل کر سحر تازہ کی فکر مین تھا کہ ایک پتلا عمرو کو
کلوار کے یہان دیکھ آیا اور کہا میرے ساتھ چلیے مین تبلا دون یہ پتلے کے ہمراہ ہوا اگر وہان

عمرو نے بھی تیلے کو دیکھا تھا یہ کلوار کی دوکان سے پھر بنیے کے یہان آیا اور بورے
سر نقب پر درست کرکے رکھے آپ بورے مین اوترکر بیٹھا اس عرصہ مین تیلا شعلہ کو لیے
کلوار کے یہان آیا کلوار نے عرض کیا کہ آپ مالک ہو کر آج کیا ہی جو سب کے گھر مین گھستے پھرتے ہین آسنے
کہا تیری کوٹھری مین چور بیٹھا ہی اُسکو گرفتار کرنے آئے ہین کلوار بولا کہ تمھاری خوب بن پڑی ہے
اسی بہانے سے لوٹتے پھرتے ہو بنیے سنا تھا ابھی بنیاد ہائی دے رہا تھا شعلہ کو اس تقریر نے بہت
غصہ آیا لیکن ضبط کرکے خاموش ہو رہا اور چار دوکاندار اور بلاکر کھڑے کرلیے کہ مین اسکی
کوٹھری مین جاتا ہون تم گواہ رہنا کہ کوئی چیز اسکی تلف نہین ہوئی غرضکہ اندر جاکر ہر سمت
ڈھونڈھا کہین پتا عمرو کا نہ پایا غصے مین آکر اوس تیلے کو بھی جلایا اور وہان سے نکل کر ایک جگہ
ٹھہر کر سحر کی دستک دی ایک طاؤس فلک کی جانب سے اُترا اوس سے پوچھا کہ عمرو کا پتا
نہین ملتا تو بتا کہ وہ کہان ہے یہ سنکر طاؤس منقار کھولکر خوب ہنسا اور گویا ہوا کہ
عمرو نے نقب شاخ در شاخ کھودی ہے ایک کلوار کی کوٹھری مین دوسری نانبائی کے یہان
اور تیسری نقب بنیے کے یہان فی الجملہ جب تو اُسے ڈھونڈھنے جاتا ہے وہ ایک جگہ سے دوسری
جگہ چلا جاتا ہے اب فی الحال بنیے کی کوٹھری مین بورے کے اندر ہے یہ کہکر طاؤس سحر اُڑ گیا
اور اسنے زمین لیپ کر الیاس سحر بیٹھ کر پڑھا کہ تینون تیرے نقب کے مسدود ہوے
اور ماش کے آٹے کے سانپ بناکر بزور سحر اونکو زندہ کرکے حکم دیا کہ اُس غار مین جاؤ جہان
عمرو نے نقب کندہ کی ہے وہان جدھر جدھر سرنگ گئی ہو اوسی طرف ایک ایک سانپ جاکر
بیٹھے اور تیرے نقب کے روکے یہ حکم سنکر سانپون نے جاکر دہنہ ہاے نقب روکے اور شعلہ
نے سب تیلون کو جو زمین مین سمائے ہوے تھے بلالیا اور اپنے سحر او لیکر بنیے کے مکان پر آیا
بنیے نے کہا صاحب ابھی تو تلاشی لے گئے تھے پھر کیون آئے شعلہ نے چپ رہ چور بھاگ کر
پھر تیرے یہان آیا ہے بنیے نے جواب دیا کہ چور بڑا زبردست ہے جب دیکھو جب میرے ہی گھر مین
ہر پھر کے آتا ہے ایک بار تو غلہ لے گیا ابکی دیکھیے کیا لیتا ہے یہ کہکر قفل کوٹھری کا کھولا عمرو
نے صدا باتون کی جو سنی چاہا نقب مین چلا جاؤن جیسے ہی دہن نقب مین قدم رکھا سانپ
نے پھنکار ماری عمرو نے جلدی پاؤن ہٹالیا اور خیال کیا کہ یقین ہے راہ نقب کی بزور
سحر بند کی گئی ہے آخر بورے مین آکر کروٹ کے بل لیٹا زنبیل کی جو راسی گھنڈیان وا کرکے
منھ اوسکا خوب پھیلا دیا کہ زنبیل کے اندر کا حال جو کوئی باہر سے دیکھے تو بخوبی اوسکو دکھائی

وے غرضکہ اپنے جسم کو گیہوؤن مین پوشیدہ کرکے چُپ ہو رہا اور شعلہ سب بورے جھانک کر اور ہاتھون سے اناج ہٹا کر دیکھتا ہوا جب مین عمرو ہی اُس بورے مین آکر دیکھنے لگا جسدم اوپر کی گیہون ہٹائے عمرو تو نظر نہ آیا لیکن عجب تماشا دیکھا کہ ایک جنگل سرسبز و شاداب نہایت وسیع ہے اور اوسمین درخت باردار مثل سرو قدان مست مینائے جوانی کے جھومتے ہین اور کثرت ازہار سے روے زمین رشک فرماے چرخ برین نظر آتا ہی عکس ریاحین عطر بیز سے پر زاغ مانند طاؤس زرین بال کے بنا ہے سبحان اللہ مثنوی

ز ہر سو چشمہ چون آب حیوان
چراغ لالہ ہر جانب فروزان
بنفشہ رستہ و سنبل دمیدہ
نسیم صبح جیبِ گل دریدہ
شقایق بر یکے پا ایستادہ
چو بر شاخ زمرد جامِ بادہ

یہان کے چشمون مین مورنکھیان پڑی ہین اونپر جن بچیان پریزادین حور نژاد سوار ہین سر سے پا تک زیور مرصع جواہر کا پہنے ہین جس مین ہر ایک لاثانی ہر ادہتی جوانی ہر کرشمہ جمال سے اپنے عروسان بہشت کو جلوہ گری تعلیم کرتی ہین اور تاب رخسار سے آفتاب عالمتاب کو آتش غیرت مین جلاتی تھین تیر غمزہ ہدف سینہ عشاق مین رخنہ پرداز تھا اور لب جان بخش ہر ایک کا تنگ شکر کی طرح کام دل کے لیے چاشنی بخش اور حلاوت سے دمساز تھا کہ نظم

خرامندہ ماہے چو سرو بلند
مسلسل دو گیسو چو مشکین کمند
ز سیمین زنخ گوئی آمیختہ
بر و طوق از غبغب آویختہ
بران طوق گو آن بت مہر جوی
زنہ طوق بردہ ز خورشید گوے

سامنے اس صحراے مینا فام کے کئی شہر فسحت آباد مینو سواد نظر آتے تھے عجائب غرائب لوگون کے تماشے اُن ملکون مین دکھائی دیتے ہین کہین تماشائیون کا ہجوم ہی کہین سودے والون کی دھوم ہی کسی جادو کا بین بجتی ہین کہین پریونکی ہنسی دل لگی ہی عمارتین مرتفع و بلند ہین کا شانہ سپہر سے زیادہ ارجمند ہین شعلہ نے جو یہ سیر و کیفیت دیکھی آپ سے آپ مارے ہنسی کے لوٹ گیا اور کہا عمرو بھی بڑا ساحر ہی جسنے اپنے جادو کے زور سے ایسا طلسم اس بورے مین بنایا ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ وہ اپنے بنائے ہوے طلسم مین جا کر چھپا ہی لیکن مین ایسا ساحر نہین ہون جو اوسکے طلسم مین نہ جا سکون اور اوسکو ڈھونڈھکر پکڑ نہ لاؤن یہ کہکر بورے پر چڑھکر اُسی جنگل اور ملک کی جو نظر آتے تھے سیدھا تاک کر دھم سے کودا اور سیدھا زنبیل مین

چلا گیا عمرو نے گھنڈیان زنبیل کی بند کین اور بورے مین سنبھل کر بیٹھا سمجھا کہ جب تک یہ
نابکار زندہ ہے نقب کا راستہ بند رہیگا اور تم نکل نہ سکوگے یہ سوچکر پہلے زنبیل سے اسکا
سر نکالا اور بیہوشی منھ پر ملکر بیہوش کیا بعد اوسکے زنبیل سے کھینچکر فی الفور ذبح کرڈالا پھر تو الحفیظ
الامان وہ شور وہ غوغا بلند ہوا کہ یقین تھا طبقہ زمین کا شق ہوجائے آگ کوٹھری مین لگ گئی
تیلے جل گئے پتھر تمام شہر مین برسنے لگے عمرو نقب مین کود گیا یہان کے سانپ ساحر کے مرتے سے
غائب ہوگئے تھے یہ تو اپنے غار مین پہونچکر ساحر کی صورت بنکر باہر نکلا اور ادھر سے بنیے کی کوٹھری
مین جو شور برپا ہوا اور آگ لگی بنیا سمجھا کہ کوئی آفت آئی گھبرا کر مع اپنے لڑکے اور جورو وغیرہ
کے گھر بار چھوڑکر بھاگا اور کہتا جاتا تھا کہ ارے بھاگو آفت آئی ہاے مارڈالا ارے لوٹ لیا
واے غضب گھر بار سب پھونک دیا اسکے غل مچانے اور بھاگنے سے رعایاے شہر تو پہلے ہی
خوف زدہ ہو رہی تھی اور ڈھنڈورا سن چکی تھی اوسوقت ہر شخص یہی سمجھا کہ یقین ہے ڈاکہ
پڑا یا عمرو کے چھڑانے کو اوسکے طرفدار آگئے اور قتل و غارت کرتے ہین ایسا کچھ جانکر تمام
شہر مین بھگدر پڑی دروازے گھرونکے بند ہوگئے دوکانین چھوڑ چھوڑ کے لوگ بھاگے
عمرو جو بشکل ساحر غار سے نکلا شہر مین تلاطم دیکھکر دوکانون پر جال مارنا شروع کیا اور اکیلے ساحر
کو یا دو چار کو جاتے بھاگتے دیکھکر للکارا کہ باشید اے دغابازان اور خنجر کھینچکر حسبت کی ایک کے
کندھے پر سوار ہوا اور دوسرے کا سر اوڑا دیا جسکے کندھے پر چڑھا تھا وہ ایسا گھبرایا ہے
کہ نہ سحر اوسکو یاد آتا ہے نہ عمرو کو پکڑتا ہے اور عمرو نے اسی طرح جہان جسکو پایا ہلاک کیا لگی
کو چونہین لاشین جو بھاگنے والون نے دیکھین جی چھوٹ گئے بدحواس ہو کر جدھر جسکا منھ اٹھا
ادھر بھاگا اور جادوگرنیان منھ ڈھاک کر رونے لگین کہتی تھین کہ یا سامری و جمشید عمرو کے
ہاتھ سے ہماری اور ہمارے وارثون کی جان بچاؤ غرضکہ تھوڑے عرصہ تک عمرو نے خوب لوٹا اور
غوغاے عظیم جو شہر مین برپا ہوا حیرت ننگے سر اور ننگے پاؤن باغ سے نکل کر دوڑی دیکھا
تو شہر کے مکانون مین جابجا آگ لگی ہے رعیت بھاگی جاتی ہے رونا پیٹنا گھر گھر پڑا ہے آفت
اور ہنگامہ برپا ہے اس اثنا مین کچھ ساحر روتے ہوے آئے اور کہا اے ملکہ آسمان مشعلہ
خوار جادو کو عمرو نے مارا اور سارا شہر لوٹ لیا حیرت یہ سنتے ہی چیخین مار کر رونے
لگی اور سر پیٹتی ہوئی چلی کہ ارے لوگو وہ شہنشاہ کا بہت پیارا تھا مین اب کیا افراسیاب
کو منھ دکھاؤنگی اوسکی لاش تو بتاؤ کہ کہان ہے کچھ ساحرون نے بتایا کہ بنیے کے گھر مین مارا گیا

حیرت اوسی طرف چلی لیکن مارے خوف کے گرد اپنے حصار کر لیا اور کوتوال شہر نے ڈہل زنی
کرائی کہ کوئی خوف نہ کھائے اور اپنے گھر مین باطمینان تمام رہے عمرو عیار کے سوا کوئی اور
مخالف یہان نہین ہے اب وہ عیار بھی گرفتار ہوا چاہتا ہے اس آواز کو سنکر عمرو نے گلیم اوڑھلی
اور بھاگ کر غار مین چلا گیا اور رعایائے شہر نے فی الجملہ تسکین پائی حیرت نے جاکر شعلہ
کی لاش اوٹھائی اور تخت سحر پر ڈالکر آپ بھی سوار ہوئی ملک اپنا زمرد جادو کے
سپرد کیا یاقوت کو اپنے ساتھ لیا اور نالان و گریان افراسیاب کے پاس چلی لیکن
اس دوادوش اور قتل و قمع مین وہ سارا دن تمام ہوا اور دیو شب نے کسوت ظلام
اور لباس نیلی فام در بر کر کے سریر سلطنت پر عالم کے غلبہ پایا اور امیر لشکر زنگبار نے
بعزم شب خون خیل و تبار پر علم عباسی بلند فرمایا کہ نظم

چو خورشید تابندہ شد ناپدید	شب تیرہ بر چرخ لشکر کشید
بساط زمین عنبر آلود شد	ز دود ایاے گردون پر از دود شد

عمرو لباس شبروی پہنکر غار سے باہر نکلا اور از بسکہ حیرت کے باغ مین قید ہو کر پہلے
آچکا تھا اس باعث سے وہ راہ بخوبی جانتا تھا وہین اپنے تئین پہونچایا اور دیوار باغ پر
کمند مار کر چڑھا دیکھا کہ تمام باغ مین روشنی ہو رہی ہے اور زمرد مسند پر بیٹھی ہے کئی ہوشیار
ارکان دولت اور مشیر سلطنت حاضر ہین کنیزین دست بستہ سامنے کھڑی ہین اور ہر مقام پر
پہرہ ہے فرط دہشت عمرو سے بیٹھے ہین اور ترقی خواہ سلطنت اپنی اپنی راے درباب گرفتاری
عمرو پیش زمرد ظاہر کر رہی ہین عمرو یہ سب کیفیت دیکھکر آہستہ سے بدستیاری کمند باغ مین
اُترا اور درختون کے جھنڈ مین پوشیدہ ہو کر ٹھہرا اتفاقاً ایک خواص در باغ پر کسی کام کو
گئی تھی پھر کر جو آئی قریب سے عمرو کے نکلی عمرو نے حلقے کمند کے کانٹھ کر اس طرح مارے کہ اس کی
گردن مین پڑے کمند کو جو کھینچا وہ چیت گری چاہتی تھی کہ غل مچائے عمرو نے حباب بیہوشی
مار کر بیہوش کر دیا اور وہین بیٹھ کر صورت اپنی مثل اُسکی شکل کے بنائی اور پیرہن اوسکا
پہنکر اوسکو وہین چھوڑا اور آپ وہان سے بارہ دری مین جہان اور پرستارین حاضر تھین
آکر کاروبار وہان کا کرنے لگا لیکن اسطرف اُسطرف پھرتا جاتا تھا اور پروانہ بیہوشی شمعون پر
ڈالتا تھا ایک لمحہ مین دود بیہوشی بلند ہوا اور سب ساحرون کے دماغ مین اُسنے تاثیر کی مع زمرد کے مست
ہو کر بیہوش ہو گئی اور کنیزین جو وہان موجود تھین سب بیہوش ہو گئین عمرو نے دیکھا کہ در باغ

سے اندر تک ساحر بعہدۂ نگہبانی بیٹھے ہین اگر ذرا بھی کھٹکا ہوگا تو یہ سب دوڑ آوینگے اس
خیال سے نہایت آہستہ زمرد کے پاس گیا اور اوسکو اوٹھا کر اُس مکان کی ایک کوٹھری مین
لایا کپڑے اوسکے اوتار کر آپ پہنے اور اسکی ایسی صورت بنکر ایک صندوق مین اوسکو بند کر دیا
اور آپ باہر نکلکر پانی چھڑک کر حضاران انجمن کو ہوشیار کرکے کہا کیا باعث ہے کہ تم سب
غافل ہوگئے تھے سب نے عرض کیا کہ ہم خود متعجب ہین یہ ماجرا کیا ہوا زمرد نقلی نے
یہ ہنسکر کہا سحر اپنا آزمایا تھا کہ دیکھون موثر ہوتا ہے یا نہین اب مین سحر کرونگی کہ عمرو جہان
ہوگا از خود بیہوش ہو جائیگا ڈھونڈھکر قید کرلونگی یہ سنکر سب ساحر تعریف کرنے لگے کہ
فی الحقیقت یہ سحر نایاب ہے غرضکہ اب عمرو نے جملہ ساحرون اور پہرے چوکی والون وغیرہ کو
اپنے پاس بلایا اور بتاکید تمام ارشاد فرمایا کہ تم سب جاکر تمام مہاجنون اور جوہریونکو بلالاؤ
ساحر حسب الحکم مہاجنان شہر کے گھر گئے اور اپنے ساتھ لیکر حاضر ہوے ملکہ نے باہستگی اُنسے
کہا کہ آج رات کو عمرو سے اور ہمسے پھر مقابلہ ہے اوسکو گرفتار کرنا منظور ہے فی الجملہ اگر
عمرو غالب آئیگا تو سارے شہر کے لُٹ جانے کا احتمال ہے بنا براینکے تمھین لازم ہے کہ جو کچھ
روپیہ اپنے پاس رکھتے ہو سرکار مین داخل کردو اگر یہان سے لٹ جائیگا تو ہم اپنے پاس سے
دینگے اور اگر نہ داخل کروگے تمھین اختیار ہے ہم بری الذمہ ہین اس حکم کو سنکر جو لوگ
اس قول پر رہے کہ روپیہ اپنی گانٹھہ کا اچھا ہوتا ہے وہ تو چُپ ہو رہے اور باقی جوہری
اور مہاجنون نے گھر جاکر اپنا مال نقد و جنس بھیجنا شروع کیا زمرد نقلی نے ایک جگہ سب کو جمع
کرایا اور ملازمین سے کہا آج میرے پاس آکر شریک صحبت ہون سب بیٹھکر شراب پیین
کچھ لحاظ اور ادب میرے سردار ہونے کا نہ کرین اسلیے کہ شغل میخواری مین بیداری اور
حفاظت بخوبی ہوگی جملہ ساحر حسب الامر حضور مین حاضر ہوے اور ملکہ نے میخانہ طلب کرکے
اپنے ہاتھ سے شراب ہر ایک کو تقسیم فرمائی لیکن آنکھ بچاکر بیہوشی بوتلون مین ملائی جبکہ
وہ شراب ساحرون نے پی بیہوش ہوگئے عمرو نے اول جو مال کہ مہاجنون سے جمع کیا تھا
جال مار کر زنبیل مین رکھا اور خنجر بُران لیکر ساحران روسیاہ سر کاٹنا شروع کیے باغ مین
حیرت کے شعلے بلند ہوے اور زمانہ رستخیز و شور قیامت انگیز برپا ہوا افسران فوج
سمت باغ دوڑے پلٹنین رسالے ساحرون کے مسلح و مکمل ہوکر در باغ پر آئے رعیت شہر
کی مارے ہول کے گھر چھوڑکر بھاگی غل ہوا کہ ارے عمرو آگیا کسی نے کہا غضب ہوا کہ حیرت

کو مار ڈالا لعین نے کہا حیرت چڑ وتو اپنے دھگڑے پاس گئی ہے وہ ہلاک ہوتی تو خوب تھا کہ
اس مردار نے عمرو کو یہان لاکر سارے شہر کو قتل کرایا ایک نے جواب دیا کہ زمرد آج سنا ہی
کہ قتل ہوگئی فی الجملہ جو جسکی سمجھ مین آتا تھا وہ کہتا تھا اور عورتین فرط خوف سے گنو ڈھنین
گری تھین جنہون نے مال سرکار مین جمع کیا وہ سب سے زیادہ بدحواس ہر طرف پھرتے تھے
کہ جب زمرد مرگئی تو ہمارے مال کی نشان کون دیگا اور حیرت کہیگی کہ جب میری وزیرزادی
ہی مرگئی تو تمھارا مال کیسا حاصل کلام شہر مین تو غل اور ہنگامہ برپا تھا اور فوج نے
آکر باغ کو محاصرہ کیا ساحر اندرون باغ در آئے عمرو نے اتنے عرصہ مین جملہ ساحرون کا فیصلہ
کردیا لیکن کوٹھری مین سہر قتل زمرد نہ جاسکا ساحرون کو آتے دیکھکر گلیم اوڑھکر غایب ہوگیا
اور باغ سے نکلکر اپنا راستہ لیا ساحرون نے لاشین آکر اوٹھائین سارا مکان لٹا ہوا
پایا کارگزار ریاست سب مرے پڑے تھے اونکے عزیز واقارب چاک گریبان سینہ
کوبان لاشین لیکر گھرون کو گئے وہ رات ہر ایک کو روتے پیٹتے گذری گھر گھر کہرام برپا رہا
یہان تک کہ جمشید خورشید نے علم فتح و نصرت قبۂ قصر فیروزہ فام فلک پر بلند فرمایا اور شاہ
ستارگان نے حجاب ظلمت کو ایوان صفۂ سپہر مینا گون سے اوٹھایا نظم

چو از وجہاے سر صبح نام — بیک دم طشت مہر افتاد از بام
عروس آفتاب خوب رخسار — ازین نیلی تتق بنمود دیدار

عمرو گلی کوچے شہر کے طے کرکے اپنے غار مین آیا راہ مین ہر مقام پر سناٹا پایا گھرونکے
دروازے بند رہا یا فراری یہ حال دیکھ کر دل سے کہا ہماری آمد ایسی ہی ہے کہ کوئی آرام
سے نہ رہیگا غرضکہ جب غار مین پہونچا فریضۂ نماز صبح اداکر کے تسبیح بدست پشت دیوار
سے لگاکر سوگیا اب یہ فتنہ تو سویا لیکن ملکہ حیرت تخت سحر پر لاش آسمان شعلہ
خوار کی رکھے مثل بلاے آسمانی کے پاس شاہ جادوان کے نازل ہوئی اور تسلیم کرکے
لاشہ سامنے رکھدیا اور مثل ابر کے اشکبار ہوئی شہنشاہ نے استفسار کیا کہ ای برق رخسار
اسکے خرمن حیات کو عمرو نے کیونکر جلایا کیا حادثہ پیش آیا حیرت نے جواب دیا ع

ہر بن موجون پہ طاؤس رکھتا ہی بہار — غم کے داغون نے تو مجکو رشک گلشن کردیا

یہ کہکر باچشم تر جملہ کیفیت بیان کی اور عرض پیرا ہوئی کہ حضور یہان غافل بیٹھے ہین اور وہ
عیار سارا طلسم اسی طرح برباد کریگا اور ہاتھ نہ آئیگا افراسیاب نے بھی اس ماجرے کو

سنکر دست تاسف ملے مگر خیال کیا کہ حاضران دربار میرے جزع و فزع سے بیدل ہوجائینگے اسوجہ سے ملکہ کو سمجھانا شروع کیا کہ ای ملکہ لڑائی مین جانبین کے لوگ آخر قتل ہی ہوتے ہین اب تم لاش شعلہ خوار کی لیجاکر جلا دو مین دوسری تدبیر کرتا ہون اور خود چلتا ہون یہ حکم سنکر ساحر لاشہ اوٹھانے گئے اور شاہ نے پھر حکم دیا کہ ای حیرت مجھے خوف ہے کہ عمرو تمھین کوئی ازک نہ دے خبردار ابکے اب تم چندے میرے پاس رہو اور مین کسی اور کو اُس شہر کا حاکم کرکے بھیجتا ہون تاکہ گرفتاری عمرو کا بخوبی انتظام کرے یہ کہکر سمت فلک سحر پڑھکر پھونکا ہرنے سحر کے ظلمات چہار چشم جادو کو اطلاع دی کہ شہنشاہ یاد فرماتے ہین وہ اپنے مقام سے چلا ادھر شہنشاہ ساحران نے صدا دی کہ ای ظلمات جلد حاضر ہو اتنا کہتے ہی ایک تڑاقا ہوا اور فلک کی طرف سے وہ ساحر خبیث دیو پیکر اوترا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی موکل جہنم ہے بمصداق

فرد

ازکجا پیدا شد آیا این بلا ہی ناگہان ۔۔۔ زین بلائے ناگہان بار خدایا وارہان

آنکھین مثال تنور کے روشن تھین اور شعلہ خیزی مین مثل گلخن تھین کریہ منظر ایسا تھا کہ نظم

چو بنمودے بوقت خشم دندان ۔۔۔ سترے از ہیبتش چون آب سندان
دو چشمش چون دو کانون پر آذر ۔۔۔ دہانش ہمچو غارے پر زخنجر

اب شہنشاہ کو اوسنے سلام کیا اسنے حکم دیا کہ مینے تجکو ملک ملکہ حیرت کا بادشاہ کیا لیکن اس شرط سے کہ عمرو وہان ہے اور کسی کے ہاتھ نہین آتا ہے تم اوسکو گرفتار کرکے میرے پاس بھیجو تمھین حکومت وہان کی مبارک ہو یہ کہکر خلعت ریاست اوسکو عنایت فرمایا وہ ہنوز جانے نہ پایا تھا کہ چند ساحر نالان و گریان حاضر ہوے اور عرض کنان تھے کہ زمرد کا کہین پتا نہین ملتا اور عمرو نے اکابران شہر کو مارا مہاجنون اور جوہریون کا دوالہ نکالدیا مفصلاً سب حال جب وہ عرض کر چکے حیرت رونے لگی کہ نہین معلوم عمرو نے وزیر زادی سے کیا کیا افراسیاب نے اوسکے رونے سے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ کوٹھری مین صندوق کے اندر زمرد بند ہے اور عمرو غار مین اسوقت سو رہا ہے شہنشاہ نے کہا اسوقت کوئی اگر آجاتا تو عمرو باسانی گرفتار ہوجاتا کیونکہ سو رہا ہے یہ کہکر چاہا کہ پتلا سحر کا روانہ کرون لیکن ظلمات نے عرض کیا کہ حضور مین جاتے ہی اُس مفتری کو گرفتار کرکے بھیجدونگا پتلا اگر بھیجیگا تو پھر میرے جانیکی کیا ضرورت ہے شاہ نے اسکے عذر کرنے سے تامل پذیر ہوا

اور حیرت نے یاقوت کو ساتھ کیا کہ جاکر زمرد کو صندوق سے نکالے غرضکہ ظلمات اژدر خونخوار پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ شہر حیرت مین پہونچا یاہو نے تمام افسران فوج سے کہا کہ حکم شہنشاہ ہے بجائے حیرت انکو حاکم جانتا افسران فوج نے سر جادۂ انقیاد پر رکھا اور اوسکو ہمراہ لیکر دار الامارت شاہی مین آئے تخت پر بٹھایا بارہ ہزار گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے منقلین روشن ہوئین عنبر و مشک و مرچ و لونگ کا بخور ہونے لگا شعلے اٹھنے لگے عطر دان سامنے رکھے گئے نذرین گذرنے لگین ارباب نشاط حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا دور جام مے سرخ آغاز ہوا کہ مثنوی

یکے صحن بزم جشنے آراستند
گلستان عشرت بر پیراستند

مغنی چو زہرہ بر امشگری
صراحی درخشندہ چون مشتری

بقانون نوائی طرب گشتہ راست
بنوعے کہ طبعے فریبندہ خواست

تمام شہر مین دہل زنی ہوئی اور دہائی پھری جارچی نے ندا دی کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم ظلمات چار چشم کا جو حاکم وقت کی اطاعت نکریگا گردن مارا جائیگا سزا پائیگا حیرت معزول ہوئین اب ظلمات یہان کا حاکم ہے ڈھنڈھورے کی آواز سے عمرو کی بھی آنکھ کھلی اور گلیم اوڑھ کر باہر آیا تمام شہر مین رونق پائی نئے حاکم تخت ہونیکی مسرت بے اندازہ دیکھی شہر کی دوکانین خوف سے عمرو کے بند تھین اس جشن کی خوشی مین ہار پھول والے اور تنبولی اور خوشبو ساز وغیرہ نے دوکانین کھولی ہین اور گہنا ہار بدھی طرہ وغیرہ ڈالیان ہر قسم کی لگاکر دار الامارت شاہی کی جانب لیے جاتے ہین عمرو بھی صورت اپنی تبدیل کرکے انکے ساتھ چلا اور دار الامارۃ شاہی مین پہونچکر ٹھہرا دیکھا جن لوگون نے ڈالی پیش کش کی اونکو اشرفیان انعام مین ملین عمرو کو اشرفیان دیکھکر لالچ آیا اور فکر عیاری کرنے لگا غرض ظلمات جب بخوبی حاکم ہوچکا اوسوقت اوسنے حکم دیا کہ ایک مکان نہایت عمدہ چارسوق بازار مین میرے رہنے کے لیے خالی ہو اور اُس عمارت مین چار سمت کو دیکھ سکون تاکہ جسطرف وہ عیار ہو میری سحر سے از خود چلا آئے حسب الحکم کارپردازان مملکت نے ایک بارہ دری نہ پرتکلف فرش ملوکانہ اور اسباب شاہانہ سے ناف شہر مین آراستہ کردی مسندہای مغرق بچھادیے پلنگڑیان جواہر کار سوا دین جب تمام درستی ہوچکی ظلمات کو اطلاع دی وہ دن بھر حکم مین مشغول رہا جسوقت کہ منتظم روزگار نے پردہ مشکین قصر عالم مین لٹکایا اور چراغ ستارگا

ہفت منظر کاخ افلاک فیروزہ فام مین روشن ہوئے ماہ منیر زیب گیر سپہر ہوا کہ نظم

رسیدہ رنگ شب تا پشت ماہی	شبے چون روے زنگی در سیاہی
فروزان شمع در فانوس باریک	رواق چرخ اخضر گشت تاریک

ظلمات مع چار ہزار ساحران نامی کے اس مکان عالی شان مین آیا عمرو بھی بہ شکل مبدل در کاخ پر آکر ٹھہرا یہان ظلمات نے حکم دیا کہ خاصہ حاضر کرو تا کہ اکل و شرب سے فارغ ہوکر سحر خوانی مین مصروف ہون بمجرد ارشاد بکاولون نے طعام لذیذ انواع و اقسام کا موجود کیا اور دستر خوان اطلس رومی کا بچھایا اوسپر گردہاے نان کہ مثل قرص قمر کے افق سنور تنور سے طالع ہوئی تھین رکھین اور قفلیان شیر برنج کی جو ماہتاب کی قفلی کو اپنے روبرو سرد بناتی تھین چن دین نان آفتابی گرما گرم پنجہ آفتاب سے کرتی تھین اور نان ہوائی خاطر کو فتگان کی ہوا و ہوس بڑھاتین کہ قطعہ

کہ خورشید جہانتابست طالع گشتہ از گردون	ز از سنبر جہان ز قرص گرم پنداری
کز و ہر لحظہ آید تازہ نانی ہمچو گل بیرون	تنور نانوا نار خلیل اللہ را ماند

بعد ترتیب سفرہ گستری ظلمات مع رفقا کے کھانا کھانے لگا اوسوقت عمرو نے خوان کھانے کے اندر جانے دیکھ کر تجویز کیا کہ اسوقت ظلمات کھانا کھائے گا یہ معلوم کرکے اپنی صورت مثل ایک رکابدار کے گوشے مین بیٹھ کر بنائی یعنے سر اپنا مونڈ کر ٹوپی چوگوشیا پہنی اور لنگی زانو تک کی باندھی پاؤن مین بڑی نوک کا جوتا پہن کر دوہر کمر سے لپیٹی اور تھال ہاتھ پر رکھا مرزائی کمر تک کی زیب قامت فرمائی تھال مین سموسے اور مٹھائی کے جا فزینے ہوئے لگائے ایک ایک سموسے کی سو سو پرتین اسطرح بنائین کہ ایک پرت اوٹھاؤ سو پرت الگ الگ ہو جائین اور پھر ملی رہین تکلف یہ کہ ایک پرت سلونی دوسری چاشنی دار تیسری میٹھی چوتھی بالکل ترش اسی طرح سو پرت کا الگ الگ مزا اور ذائقہ ہے اور کھجلے اس ترکیب سے ایک سو ایک پرت کے بنائے کہ ہر پرت مین شیرہ انگور کا بھرا تھا نہایت عمدہ کہ ذائقہ اوسنے ٹپکتا تھا لوزات اور شاخین پنجہ نگارین لعبتان چین و چگل کو شرماتی تھین اچار و مربا لذیذ کہ پھانکین اوسکی چشم عشوہ گران نمکین کو اپنے اوپر لبھاتی تھین اور بہشت آب و تاب مین حقیقہ ورق بہشت کی جواہر کو غیرت بخش تھا کٹھے کا کھجلے اور سموسون وغیرہ پر نقش تھا کہ نظم

بنے ہر ایک سطر شاخ نبات	رقم اوسکی اگر کرون مین صفات

ایسا خوش رنگ تھال ہاتھ مین تھا	طشت مہر فلک سے اچھا تھا
اور زین برفی کی خوشنما ایسی	بے خسر دیدے نہ چین آئے کبھی
در بہشت اس طرح کی عمدہ تھی	آنکھ پڑتی تھی جسپہ حورون کی
ایسا پیڑا کہ ٹوٹے ہونٹھون سے	دانت مین بھی ذرا نہ وہ چپکے
نکلتیان تھین ورق کی یا تارے	زہرہ و مشتری شکر پارے

غرضکہ اس طرح کچھ پکوان اور مٹھائی آراستہ کرکے سب کو زہر آلود کیا اور وہ سم قاتل اس مین ملایا کہ جسکے سونگھنے اور دیکھنے سے انسان پانی ہوجائے اور کسی تریاق سے صحت نہ پائے یہ تدبیر کرکے تھال ہاتھ پر رکھے اندر قصر کے آیا اور ظلمات کو سلام کرکے تھال سامنے رکھدیا اوسنے دیکھا کہ جانور سبز و سرخ تھال مین رکھے ہین اور خوشے انگور کے ایسے ہین کہ ابھی گویا ڈالی سے ٹوٹے ہین کھجلے کی پرتین الماس کی ظاہر ہوتی ہین ایسی آب و تاب رکھتی ہین یہ دیکھکر سب ساحر تعریف کرنے لگے اور ظلمات نے پوچھا کہ اے رکابدار تو کیا ملکہ حیرت کا ملازم ہے رکابدار نے عرض کیا کہ مین دھین دھو کرتا اللہ میان کا نوکر ہون اور کسی کا نوکر چاکر نہین اور مجھے نوکر کون رکھ سکتا ہے میرا سودا غریب کھاتے ہین اور غریبون ہی سے ایک دو روپے مجھکو ملجاتے ہین امیر کا تو نام ہی نام سن لو موجب مثل اونچی دوکان پھیکا پکوان اور بمقتضائے

رباعی

نا فہم امیر دن سے پڑا ہے پالا	ہر دم کی خوشامد نے غضب مین ڈالا
وہ آپ تو کھالین سمجھین کیا ننگی سحر	رزاق کوئی اور ہے دینے والا

آج آپ ایسے قدردان کی بخشش کا شہرہ سنکر اپنی جورو کا گہنا گرو مین گانٹھ کرکے یہ مٹھائی وغیرہ بنا لایا اب قدرشناسی حضور کے اختیار مین ہے ظلمات اس تقریر کو سنکر ہنسا اور کہا تو بڑا احسان گو ہے کیون نہو اپنے فن مین تو کامل ہے اور کاملین نازک مزاج عالی دماغ ہوا کرتے ہین یہ کہکر کئی سو اشرفیان انعام دین اور تھال سے تھوڑا پکوان اور مٹھائی لیکر خوان مین لگائی تورئی پوش پر زر خوان پر ڈالکر یاقوت کو طلب کیا یاقوت جب سے آئی ہے زہرہ کو صندوق سے نکالکر ذکر معزولی حیرت کر رہی ہے اسکے طلب کرنے سے دونون حاضر ہوئین اوسنے کہا یہ خوان اپنے ساتھ خدمت شہنشاہ مین لیجاؤ اور میری جانب سے عرض کرنا کہ یہ مٹھائی بھی یادگار زمانہ ہے حضور ضرور بالضرور نوش فرمائین اور ملکہ حیرت کو بھی کھلائین

زمرد اور یاقوت وہ خوان تخت سحر پر رکھکر سمت شاہ طلسم چلین اور اوسنے باقی شیرنی دسترخوان پر جو لوگ بیٹھے تھے اونکو بھی دی اور آپ بھی کھائی ہر طرف سے شور و تحسین و آفرین نسبت رکابدار کے بلند ہوا اور رکابدار جھک جھک کر سلام کرنے لگا اسمین ایک شخص نے کہا میان رکابدار تمھارا نام کیا ہی رکابدار نے بتایا کہ فدوی کو اوستاد چرب دست کہتے ہین اور رکابدار نے کا نام خورد برد ہے لوگون نے کہا دونون نام اسم بامسمیٰ ہین کیا کہنا ایک نے کہا دیکھیے یہ مٹھائی کے طایر کیا عمدہ بناے ہین دوسرا بولا کہ کیون میان چرب دست ایسا جانور بھی بنا سکتے ہو جو اوڑ سکے رکابدار نے کہا جناب آپکو وہ مرغا بنا کر دکھلاؤن جو گھر تک اوڑتا ہوا چلا جائے اس کلام پر سب نے قہقہہ لگایا کہ میان چرب دست بڑے ظریف معلوم ہوتے ہین ظلمات نے کہا جواہر مین تولنے کا آدمی ہے لیکن ایسا شخص اور مفلوک رہے افسوس سچ ہے

اگر بہر سر موئیت دو صد ہنر باشد		ہنر بکار نیاید چو بخت بد باشد	

غرضکہ ایسی ہی باتین بنا بنا کر وہ سب پکوان اور مٹھائی کھا گئے بعد فراغ دسترخوان اوٹھا ہاتھ منھ دھو کر سب نے گلوریان کھائین پیچوان پینے لگے اور ظلمات نے رکابدار سے کہا مین پانچسو روپیہ ماہوار کا تجکو نوکر رکھتا ہون بشرطیکہ تو منظور کرے رکابدار نے کہا اگر آپ بچ جائیے گا اور زندہ رہیے گا تو مین نوکری کرونگا سب نے یہ کلام سنکر کان کھڑے کیے اور پوچھا کہ یہ تو نے کیا کہا اوسنے جوابدیا کہ حضور عمرو کو پکڑنے آئے ہین اور وہ نہایت مکار ہے اسوجہ سے مینے یہ عرض کیا کہ آپ اس مہم سے فراغت کر لین یہ کہکر سلام کر کے وہان سے رخصت ہوا اور باہر آکر گلیم اوڑھکر ٹھہرا کہ دیکھون پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے اور ادھر زہر نے ظلمات وغیرہ کے جسم مین تاثیر بخشی سر پھرنے لگا اور جی متلایا چاہا کہ پلنگ پر جاکر آرام کرون لیکن اوٹھا نہ گیا اپنے رفیقون سے کہا کہ مجھ سے اوٹھا نہین جاتا ہے تم بغلون مین ہاتھ دیکر پلنگ پر لٹا دو ساحرون نے دل مین کہا کہ اسنے اور بہت سا کھا جا اور اسکی بغلون مین ہاتھ دیکر چھپر کھٹ مین لٹا دیا اسنے پوچھا کہ کیون بھئی مین کچھ زیادہ کھانا کھا گیا ہون لوگون نے براہ خوشامد عرض کیا نہین خداوند بیچے اس سے زیادہ کھا جاتے ہین آپ نے کھایا ہی کیا ہے ظاہر مین تو یہ کہا اور آپس مین گرم سخن ہوے کہ بھڑوے نے ایسی نعمتین دیکھی تو کبھی تھی نہین مارے ہوکے کے بسیر دون نگل گیا اب نخرے کرتا ہے اسکے لیے چورن چاہیے ہے کہ مثنوی

مادۂ عیش آدمی شکم است ۔۔۔ تا بحد سیر شد زر و چہ غم ست
گر بہ بند دچنانکہ شاید ۔۔۔ گو دل از عمر بر کند شاید
در کشاید چنانکہ نتوان بست ۔۔۔ گو بشو از حیات دنیا دست

ادھر تو یہ کیفیت ہوئی اور ادھر جن لوگون نے کہ وہ پکوان کھایا تھا وہ بھی لوٹنے لگے اور بیہوش ہوے بعض کو دست آنے لگے بعض کا پیٹ پھولا ظلمات کا بھی پیٹ پھول کر ورم ہوگیا اور زبان اینٹھ گئی ملازم وغیرہ دوا علاج کو دوڑے ہر طرف دوا دوش کرنے لگے لیکن وہان کام تمام ہوگیا یعنی کئی سو ساحر اور ظلمات پانی کی طرح بہ گئے اور ہلاک انکے مرتے ہی غلغلہ عظیم برپا ہوا آگ پتھر برسنے لگے رعایاے شہر بدحواس ہوئی اور منتظم لوگ وہ ایوان شاہی چھوڑکر بھاگ گئے عمرو ساحر کی صورت بنکر اندر قصر کے آیا اور جال مارکر تمام اسباب وہان کا مع فرش اور شیشہ آلات وکرسی و میز وغیرہ زنبیل مین کھا ساحرون کے لباس اور جھولیان اور دھوتیان وغیرہ اوتار کر اپنا راستہ لیا جو دوکان راہ مین ملی گئی اسکو لوٹا جو راہگیر راستے مین ملا اسکو قتل کیا ایک لمحہ مین آفت برپا کردی ساری رونق خاک مین ملادی دوہائی تہائی مچ گئی شہر مین ہر سمت کو اندھیر اگھپ ہوگیا آپ رات بھر لوٹتا پھرا کوتوال بھی مارے ڈر کے کوتوالی سے بھاگ گیا اسی ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور عیار زرین رداے آفتاب کمند شعاع لیکر شہر مینو سواد و مینا رنگ شہر مین آیا اور شب تیرہ روئے منہ چھپایا کہ نظم

فرو ریخت زر چرخ گوہر فروش ۔۔۔ ز بازار گردون بر آمد خروش
در مہر بکشاد گردان سپہر ۔۔۔ بیار است روے زمین را سپہر

عمرو دم سحر غار مین اوتر گیا اور نماز سحر ادا کرکے خاموش بیٹھا دل سے کہتا تھا کہ نظم

ہین وہ قانع ہون اگر پھینکدون کہنہ پاپوش ۔۔۔ رکھین افسر کی طرح قیصر و خاقان سر پر

اس گوشہ قناعت مین وہ روزی رسان خلق بھتین سب پہونچا نیکا غرض کہ یہ تو یہان ہین مگر ذکر سنئے کہ زمرد اور یاقوت وہ پکوان اور شیرینی لیے خدمت شہنشاہ ساحران مین پہونچین اور تسلیم کرکے تھال سامنے رکھا سارا حال بیان کیا افراسیاب اسطرح کا نایاب پکوان دیکھکر نہایت خوش اور کہا اے ملکہ حیرت یہ تمھارے رکابدار نے پکایا ہے تم اتنی مدت تو وہان حاکم رہین ہمکو ایسا پکوان نہین بھیجا حیرت عرض پیرا ہوئی کہ میری رکابدار کی

یہ لیاقت نہین جو ایسا پکوان پکائے زمرد نے عرض کیا کہ مینے سنا ہی کہ اس رکابدار کا نام استاد چوب دست ہی اور نوکر کسی کا نہین ہی شاہ طلسم نے یہ سنکر ایک ڈلی مٹھائی کی لیکر چاہا نوش کری مصور نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ہمنے کبھی چوب دست کا نام بھی نہین سنا وہان عمرو موجود ہے ایسا نہو یہ اوسکی کارسازی ہو سرمایہ وزیر نے مصور کے کلام کی تائید کی کہ حضور ہمنے ہزارہا روپیہ خراب کیا پکوان پکوایا لیکن اتنی برتون کا کھبلا نہین دیکھا افراسیاب نے کہا عمرو کیا باورچی ہی جو تم اوسکی جانب ایسا خیال کرتے ہو سرمایہ جوابدہ ہوا کہ وہ عیار ہے سب کامون مین دخل رکھتا ہے آپ کتاب جمشید ہی دیکھیے حال کھل جائیگا افراسیاب نے سب کے کہنے سے کتاب منگوا کر دیکھی لکھا تھا کہ یہ سب کام عمرو کا ہے اور اوسنے ظلمات کا کام تمام کیا اگر اس مٹھائی کی ایک ڈلی تو کھا لیتا تو مرجاتا خبردار ایسی غفلت کبھی نکرنا یہ عبارت کتاب سے دیکھکر شہنشاہ فرط غضب سے تھرانے لگا اور مٹھائی وغیرہ کو حکم دیا کہ زمین مین دفن کردو بجبر دحکم مٹھائی زمین مین دفن کردی اور شاہ نے ایک نامہ لکھکر سحر کے پتلے کو دیا کہ دانائے جادو کے پاس لیجائے پتلا لیکر چلا اور پہاڑ کے درے مین کہ وہین دانائی جادو رہتا ہے پہونچکر نامہ اوسکو دیا اُسنے نامہ کو آنکھون سے لگایا اور سر پر رکھا پھر کھول کر پڑھا لکھا تھا کہ ای دانائے جادو تم ہمارے پاس بہت جلد آؤ کہ ہم سوار ہوا چاہتے ہین یہ مضمون پڑھکر تخت پر دانا سوار ہوا وہ تخت عقیق زرد کا تھا اب جو بلند ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب نکلا ہوا ہے غرضکہ بعد لمحہ کے خدمت شاہ مین پہونچا تسلیم کی اور نذر دی شاہ نے اسکو خلعت دیا اور کہا ای دانا کئی روز سے عمرو ملک حیرت مین ہی تم میرے ساتھ چلو اور اسکو گرفتار کردو دانائے عرض کیا غلام حاضر ہے اچھا تشریف لے چلیے یہ سنتے ہی شہنشاہ نے سواری مانگی تخت سحر حاضر ہوا اوسی تجمل و شوکت سے جیسا کہ اول ذکر کیا گیا سوار ہوکر مع حیرت اور مصور اور دانائے جادو وغیرہ کے روانہ ہوا اور سواری اسکی ایک درہ کوہ کے سامنے پہونچی اُس درے مین بالکل اندھیرا تھا شاہ جادوان نے سحر پڑھکر دستک دی اور پکارا کہ ای ماہ جادو روشنی کر اس کہنے سے دو چاند تاریکی مین فوراً نکل آئے اور دور تک روشنی ہوگئی سواری اُس اندھیرے سے آگے بڑھی اور کچھ دیر نگذری تھی کہ شہر حیرت مین پہونچ گئے حیرت نے کہا ای شہنشاہ مین کبھی اس راہ سے نہین آئی آپ بہت جلد تشریف لائیے افراسیاب نے جواب دیا کہ یہ راہ طلسمی ہی سوا میرے کوئی ادھر

ہیں آسکتا غرضکہ باتین کرتے ہوے جب داخل شہر ہوے رعایاے شہر و اکابران مملکت سرور و شادان لینے کو آئے اور شہنشاہ جادوان کی گرد پھرے اور عرض کرتے تھے کہ اے شہنشاہ ہماری گھر لٹ گئے اور ہمارے عزیز مارے گئے ہم برباد ہوگئے آج ظل عاطفت ہماور آپنے ہمپر ڈالا ہے یقین ہے کہ ہم اپنی داد کو پہونچین اور اپنے دشمن بد انجام کو ذلیل و خوار گرفتار عذاب الیم دیکھکر خوش ہوئین کہ بمنجواے قطعہ

شاہا عمر رعیت بیچارہ میخوری ... اینست رسم قاعدۂ داد گستری
از حال بیکسان نظر لطف وا مدار ... کز تاج و تخت و دولت و اقبال برخوری

افراسیاب نے ہر ایک کو تسکین و دلاسا دیا اور دارالامارۃ شاہی مین آیا ملازمین ذلاشین ساحرون اور ظلمات کی اوٹھائین مکانات شاہی پاک و صاف کرکے آراستہ کر دیے شہنشاہ نے حکم دیا کہ منادی ندا کرے کہ سب اہل شہر درو ازے اپنے اپنے اور دوکانین کھولین کسی طرح کا خوف نکرین جو مال اونکا تلف ہوگیا ہے یا اب ہوگا وہ سرکار سے دیا جاویگا اور عمرو گرفتار ہوکر سزا پائیگا حسب ارشاد منادی نے اہل شہر کو مژدۂ طرب سنایا فی الفور دوکانین کھلین رونق کاروبار آغاز ہوئی ہر طرف آرایش و زیبایش تھی اور چہل پہل لوگ کرنے لگے کہ بمقتضا مصرعہ نئے سر سے آئی چمن مین بہار + شہنشاہ نے ملکہ کو پکڑ کر دوبارہ تخت پر بٹھایا حیرت مسکراکر کہا کہ بیت

نکالا عزیز کو گھر سے بلا یا ر نے مجکو ... مری سرکار مین ہر روز برطرفی بحالی ہی

شاہ جادوان نے جواب دیا کہ ای ملکہ تم اس عزل و نصب سے ناراض نہو تم میری جان و دل کی مالک ہو اور سارے طلسم کی حاکم ہو لیکن براہ مصلحت کار جب کبھی ایسا اتفاق ہو تو آزردہ ہونا مناسب نہین حیرت نے یہ عذر ستگر شرما کر لجا کر آنکھو نکو گردش دیکر سر جھکایا شاہ اس ادا پر ہزار جان سے نثار ہوا کہ ع

نگار سے دلفریبے جانگدازے ... پری پیکر بُت عاشق نوازے

قصہ مختصر اہالیان سلطنت نے نذرین دین اور باغ مین جلسۂ انبساط کی بنیاد کی شہنشاہ معہ رفقا کے باغ مین حیرت کے آکر زیبدہ تخت حکومت ہوا ناچ ہونے لگا نظم

کردہ بہ ترانۂ دل آویز ... بازار نشاط و عیش را تیز
چون گوشۂ عود ساز کردی ... ناہید دو گوش باز کردی

اسی عشرت و طرب مین مصروف تھا کہ یکایک ایک پنجہ نے نامہ لاکر ہاتھ مین دیا شاہ جادوان
نے پڑھا ماہی زمرد رنگ نے لکھا تھا کہ ای برخوردار سعادت آثار میرا جی تیرے دیکھنے کو
چاہتا ہی لازم ہے کہ میرے پاس آکر اپنے دیدار فرحت آثار سے مسرور کرو **افراسیاب** نامہ
پڑھکر گویا ہوا کہ ای **دانا ے جادو** مین سمت پردہ **ظلمات** اپنی نانی جان کے پاس
جاتا ہون تم ایسا نکرنا کہ شل **ظلمات** کے پکوان کے لالچ مین اپنی جان دے دو بلکہ اسی وقت
عمرو کو گرفتار کرکے قتل کرو اور ای ملکہ تم بھی غفلت کو کام نفرمانا جسوقت وہ ناعیار دغا شعار
گرفتار ہو فوراً سر کاٹ ڈالنا غرضکہ نہایت طریقہ حزم و احتیاط فہمایش کرکے سوار ہوکر روانہ ہوا
اسکی روانگی کے بعد **دانا** نے تدبیر سحر خوانی کی اور تھوڑی مٹی لیکر اپنے جسم کے خون گوندھ کر
ایک پتلا بنایا اور پیٹ مین پتلے کے بیر سحر کا بٹھایا کہ وہ پتلا زندہ ہوکر بولنے لگا اوس سے
کہا کیون اوستاد **عمرو** سے لڑنے کو کیا کہتے ہو پتلے نے جواب دیا کہ **عمرو** سے مقابلہ کرنے کو
ایک حصہ سحر تو دس حصہ عقل چاہیے اوسکا مقابلہ اچھے اچھے نہین کرسکتے تم بیچارے
کیا ہو مجھسے کہو تو کرہ نار سے آگ لے آؤن اور تحت الثری سے مٹی لاؤن لیکن عمرو کو نہین
لاسکتا باوجودیکہ وہ غار مین بیٹھا ہے اور مین جانتا ہون مگر یہ مجال نہین جو وہان جاؤن
یہ تقریر سنکر دانا مایوس ہوا کہ میرے سحر نے جواب دیا اب کوئی افسون نہ چلے گا اور عمرو
گرفتار نہوگا سحر کے بیر جی ہار چکے اور چوکیون کے چھکے چھوٹ گئے **عمرو** بلاے بے درمان
ہے اسی تردد مین فکر کرتے کرتے اسکے ذہن مین آیا کہ **عمرو** لالچی اور مرد طامع ہے اوسے لالچ
دیکر گرفتار کرنا چاہیے زر و جواہر کا دانہ دام تزویر مین بچھا کر اوس مرغ زیرک کو پھانسنے کہ
بمقتضاے **قطعہ**

چون بہ قوت حریف خصم نہٗ	حیلہ و مکر را ز دست مدہ
کہ بہ حیلت کمان قوت را	سیتوانے کہ بگلائی زہ

حاصل مرام ایک مکر تازہ سوچکر حکم دیا کہ میرے لیے ہوادار حاضر کرو تاکہ سوار ہوکر شہر کی
سیر کرونگا اور رعایا تمام پریشان و برباد ہی کئی بار لٹی ہی اس سبب سے اشرفیان اور جواہر
گلی کوچون مین لٹاؤنگا حکم دیتے ہی ملکہ **حیرت** کے کہار زردیان زرق برق پہنے مچھلیان
اور تمغے پیٹھ پر اور شانون وغیرہ پر لگائے ہوادار جواہر کار کاندھے پر اوٹھائے حاضر ہوئے
اوسنے بہت سے توڑے اشرفیون کے اور بہت سے صندوقچے جواہر کے کہارون کے سر پہ

رکھوائے اور کچھ توڑے وغیرہ ہوادار پر اپنے آگے رکھکر سوار ہوا اور اوس پتلے کو جو اپنے خون سے ابھی بنایا ہمراہ لیا پتلا ہوادار کا پایہ پکڑے باتین کرتا ہوا چلا جسوقت بیچ شہر مین پہونچا دونون ہاتھون سے مٹھیان بھر بھر کر زر و جواہر پھینکنے لگا محتاجین کا ہجوم ہوا اور اس عطیۂ بیکران کو دیکھکر تمام اہل شہر مثل مور و ملخ جمع ہوگئے اور ہر کہ و مہ دامن آرزو پھیلائے سر راہ آکھڑے ہوئے ہر شخص گوہر کی امید مین صدف وار منھ کھولے کھڑا تھا اور ہر ایک چشم امید و حسرت سے آنکھین اوسی سمت لگائے ٹکٹکی باندھے تھا ایک شور بپا تھا کہ قطعہ

ہم گنج داری ہم خدم ہم ملک داری ہم حشم		بیرون نہ از خلوت قدم بر بام عالم زن علم
رخ جانب مقصود کن اندوہ را نابود کن		احباب را خوشنود کن برداز دل بار غم

عمرو کے کان مین شور و غل کی صدا جو پہونچی گلیم اوڑھکر غار سے باہر آیا عجیب ماجرا دیکھا کہ ایک ساحر ہوادار پر سوار ہی اور مٹھیان بھر بھر کر اشرفیان اور جواہر چارطرف پھینکتا ہی معلوم ہوتا ہے کہ سنہرے رنگ کا مینھ برس رہا ہی یہ دیکھتے ہی عمرو کے منھ مین پانی بھر آیا اور دل سے کہا اس رقم بالائی کو لینا چاہیے ہر چند کہ عقل مصلحت سنج نے سمجھایا کہ یہ تمھارے ہی لیے جال بچھایا گیا ہی اور گنوان حسن پوش ہوا ہی عاقل ایسے مال پر لعنت بھیجتے ہین اور جادۂ قناعت سے قدم باہر نہین رکھتے ہین منزل آگے نہ بڑھنا جہان کہین گل ہی وہان خار ضرور رہے آزار ہے اور جہان گنج ہی وہان مار زہردار ہی کہ مثنوی

	ہر چہ کہ روزیست رسد در زمان		انچہ بناشد نہ رسد بے گمان	
	پس زپئے انچہ نخواہد رسید		رنجش بیہودہ چہ باید کشید	

ہر چند عقل دور اندیش نے ممانعت فرمائی لیکن بمصداق ع بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند عمرو اشرفیان دیکھکر کب کسی کی سنتا تھا دل سے مشورہ پذیر یہ تھا کہ فرد

	مکن زغصہ شکایت کہ در طریق طلب		براحتی نرسید آنکہ زحمتی نکشید	

ڈرنا کاہے کا چلو بھی اتنا مال مفت ہاتھ سے جاتا ہی تمھارا کوئی کیا کریگا کہ قطعہ

	ہر کہ آسودگی و راحت جست		دل خود را ز سخت شاد نکرد	
	وان کہ ترسید از جفاے خار		قدح بادۂ مراد نخورد	

ایسا کچھ سوچکر بہت جلد صورت اپنی ساحر کی ایسی بناکر اس گروہ ساحران مین جو لوٹ رہے تھے اپنے تئین پہونچایا اور جیسے ہی دانا نے زر و جواہر پھینکا جال الیاسی مارا کہ جو لوگ لوٹنے

گرے تھے اُنکی پگڑیاں اور ٹوپیاں تک مع مال کے جال میں آگئیں جو شخص کہ زمین سے مٹھی باندھکر
سیدھا ہوا اور بخیال اِسکے کہ میری مٹھی میں زر و جواہر ہے ہاتھ کھولا اُسیوقت بمصداق **بیت**
فلک سے آج تک پایا نہ کچھہ خاک ملیگی ایک دن مٹی زمین سے ہسوائے خاک کے کچھہ نہ پایا حیران وار
دیکھنے لگے کون لے گیا اور پتلا جو دانا کے ساتھ تھا اُسنے بھی دیکھا کہ ابکی کسی نے کچھ نہیں پایا یہ
دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ **عمرو** آیا اور **دانا ے جادو** بھی دمبدم پوچھتا جاتا تھا کہ **عمرو** لوٹنے آیا نہیں
ابکی پتلے نے اُسکو چپکے سے بتلایا کہ جلدی جلدی اشرفیاں پھینکو **عمرو** آیا یہ سنتے ہی اُسنے دو توڑے
منھ کھول کر لٹائے کہ لو بھائیو لو تو ساری خلقت مٹھیاں باندھکر زمین پر گری اور **عمرو** نے بھی
جھک کر جال مارا پتلے نے جال مارتے ہی دیکھکر اُسکو بخوبی پہچانا اور ہنوز **عمرو** سیدھا نہو تھا
کہ پتلا جست کرکے گردن پر سوار ہوا اسپر تو بمقتضای **مصرعہ** مرغ دانا پھنس گیا دانا کی خاطر
جال میں + **دانا ے جادو** نے جب پتلے کو گردن پر سوار دیکھا ہنستا ہوا وہان سے ہوادار
پھرواکر باغ میں **حیرت** کے پاس آیا اور پتلا **عمرو** کو گھوڑا بنائے ایڑھ لگاتا باغ کی طرف لے چلا
عمرو نے ہرچند چاہا کہ جال ماروں لیکن ہاتھ نہ اُٹھ سکا اگر اور سمت جانے کا قصد کیا وہ بھی
ممکن نہ ہوا ناچار سمت باغ چلا اور دل سے کہتا تھا کہ آفت میں تجکو حرص نے پھنسایا اور کبھی دل
مضطر کو تسکین دیتا تھا کہ گھبرانا نہ چاہیے مارا نہ جاؤنگا خدا مالک ہے **فرد**

	مردے باید کہ از بلا نہ گریزد		ورنہ ہر کسے از سرِ جان برخیزد	

اسی طرح قریب پہونچا اور ادھر **دانا ے جادو** کو ہنستا ہوا دیکھکر **حیرت** نے کہا تم تو بمقدر
شاہ آئے ہو جیسے **عمرو** کو پکڑ لائے اُسنے جواب دیا کہ ہفتال سامری سے ایسا ہی کچھ ہے جیسا
ای ملکہ آپ فرماتی ہیں **حیرت** کو اِسکے کہنے کا یقین نہ آیا یہ باتیں ہی تھیں کہ پتلا **عمرو** کو اندر
باغ کے لایا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر کی گردن پر پتلا سوار ہنکاتا ہوا لایا ہے **حیرت** کے
اُس ساحر سے پوچھا کہ تو کون ہے **عمرو** نے کہا میں خداوند **لقا** کا نوکر ہوں خداوند کا ایک
عقاب رات کو زمین پر گر پڑا تھا اُسکو ڈھونڈھنے میں یہان آیا ہوں **عمرو** یہ تقریر سنکر
بولا کہ ای ملکہ آپ اِسکے فقرے میں نہ آئیے گا یہ **عمرو** ہے میں نے خوب پہچان کر گرفتار کیا ہے
یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ لکۂ ابر باغ پر آکر برسنے لگا **عمرو** پر جو بوندیاں پڑیں رنگ روغن جسم
پر سے دفع ہو گیا اور صورت اصلی نکل آئی **حیرت** شکل دیکھتے ہی پکاری کہ کیوں ای **عمرو**
پھر ہم ہمیں ہیں اور تو ایک عیار ناچیز ہے اب تجکو ثمرہ اپنی مکاری کا ملیگا کہ بقول شخصے

بیت بد مے کنی و نیک طمع مے داری ❊ جز بد نبود سزاے بد کاری + اسوقت کس حال مین اپنے تئین پاتا ہے عمرو نے جواب دیا کہ **مصرعہ** چشم من بسیار ازین خوابے پریشان دیدہ است ای **حیرت** تجھ ایسی نخچیان ہزارون مین نے مار ڈالین ہین سارشمش کو مارا ونامہ کا سر اتارا اب تیری اور **افراسیاب** کی باری ہے یہ کلام جو اہل دربار نے سنے گھبرائے کس لیے کہ عمرو کی حرکتون سے بخوبی واقف ہین کہ جب وہ قید ہوکر آیا ہے ساحرون کو ذلیل اور قتل کرکے چلا گیا ہے اسوقت بعض گویا ہوے کہ میان آج پھر کوئی آفت آیا چاہتی ہے یہان سے چلو ایسا نہو کہ ہماری داڑھیان مونڈین اور ذلت کے ساتھ ہلاک کیے جائین ایک نے کہا دانا سے **جادو** گرفتار کرکے تو عمرو کو لائے ہین مگر اب زندہ رہین گے تو ہم جھک کر سلام کرینگے دوسرے نے جواب دیا کہ بھئی تم سچ کہتے ہو آج **حیرت** کا بھی خاتمہ ہے ہم تو ابھی سے اپنے گھر جاتے ہین بقول سعدی **ع** چہ خوش گفت یکتاش با خیلتاش ❊ چو دشمن خر شیدی ایمن مباش + ساحرون کی باتین خوفناک **دانا** نے جو سنین سمجھا کہ بڑے بڑے زبردست یہان موجود ہین مگر عمرو کے آنے سے کانپتے ہین بیشک تو بھی قتل ہوگا یہ سوچکر اسکو بھی دست آنے لگے لیکن **حیرت** نے سحر مین **عمرو** کو مسحور کیا کہ بھاگ نہ جائے اور پتلا گردن پر سے اُترا عمرو نے کہا مجھ سے **لقا** نے رات کو کہا تھا کہ کل **عمرو** مارا جائے گا مین حیران ہون کہ اب وہ قتل ہوگا یا مین ہلاک ہونگا عمرو یہ سنتے ہی رونے لگا اور اہل دربار ایک ایک آنکھ بچا کر چلے گئے **یاقوت** نے عرض کیا کہ ای ملکہ یہ عمرو نہین ہے آپ اسکو چھوڑ دیجیے **حیرت** نے جواب دیا کہ کچھ دیوانی ہے میری جان پر بھی اگر بن جائے گی جب بھی مین اسکو نہ رہا کرونگی اور ایک نامہ مشعر بحال گرفتاری عمرو لکھ کر بادشاہ طلسم کے پاس بھیجا پتلا سحر کا **ظلمات** مین لے گیا شہنشاہ ساحران اپنی نانی سے باتین کر رہا تھا کہ پتلے نے جاکر نامہ دیا پڑھکر بغصہ خطاب کیا کہ **حیرت** چڈو سے مین کہ آیا تھا کہ عمرو کو پاتے ہی مار ڈالنا نامے پیام کی کیا ضرورت تھی اُسنے اتنی دیر کیون لگائی یہ کہکر اسکے ساتھ جو ساحر کہ دس پانچ یہان آگئے ہین انمین سے ایک ساحر **برق انداز جادو** نام سے حکم دیا کہ تم جاکر عمرو کو قتل کرو خبردار تامل نہ کرنا یہ حکم سنکر **برق انداز** روانہ ہوا اور پتلا جو نامہ لیکر آیا تھا وہ پھر کر **حیرت** پاس گیا اور گویا ہوا کہ شہنشاہ قتل عمرو کے توقف کرنے سے آپ پر بہت خفا ہوے بُرا بھلا کہا اور **برق انداز** کو بھیجا ہے وہ آیا چاہتا ہے **حیرت** نے غصہ شاہ معلوم کرکے اُسیوقت حکم دیا کہ میدان سیاستگاہ

بیرون قلعہ مقرر کرکے دار ہستادہ کی جائے اور لشکر ساحران تیار ہو کر اُس جگہ محاصرہ کرے ڈھنڈورا پٹ جائے کہ تمام شہر اُس ناعیار کے حال خراب کو دیکھ کر دل شاد و بند غم سے آزاد ہو بمجرد حکم دینے کے جارچی نے منادی کی اور میدان خونی مین دار ہستادہ ہوئی فوج کمر باندھ کر تیار ہوئی ہر طرف دیکھو دیکھو کا چلو چلو کا غلغلہ برپا ہوا اِس اثنا مین برق انداز بھی آ پہونچا اور عمرو کو عراوہ پر بٹھا کر بہر قتل لے چلے حیرت بھی آراستہ و پیراستہ ہو کر سوار ہوئی باجے بجنے لگے اور ساحر عراوے کو گھیر کر روانہ ہوئے شہر مین عورت و مرد کا در و بام پر اور گلیون دوکانون مین ہجوم تھا ہر سمت ٹھٹ لگا تھا کوئی کہتا تھا کہ میاں اِس عیار نے ڈھر کے ڈھر پہلو گون کو ناس کر دیے بستیان اُجاڑ دین آج شکر ہے سامری کا کہ یہ گرفتار ہوا دوسرا جواب دیتا تھا کہ ابھی کسنے دیکھا ہے جب یہ قتل ہو جائے اور کچھ عرصہ اسکی ہلاکت کو گذرے اور زندہ نہو جب جانو کہ اسکے شر سے جمشید نے بچایا بعض نے کہا ابھی کل کا ذکر ہے کہ اسنے اِسجگہ کیا کیا فتور برپا کیا اور توبہ توبہ ہر جگہ مچا دی ترہ ترہ پڑ گئی تھی آج بے مونس و غمخوار دیکھیے ناچاری کے ساتھ گرفتار ہے غرضکہ اسی طرح ساحر خوشی کرتے تھے لیکن اُن جو اولی الالباب بصارت تھے وہ عبرت انگیز باتین کرتے تھے کہ میاں ہم تو دوست ہو یا دشمن حق بات ضرور کہین گے یہی مقام عبرت اور جاے تاسف ہے کہ شہنشاہ عیاران مصاحب و رفیق خاص حمزہ صاحبقران صاحب زور و زر اہل ہنر یون دست دشمن مین گرفتار ہو کر مارا جائے اور جسکی لاش گور و کفن بھی نپائے طعمۂ زاغ و زغن ہو نہ صف ماتم اسکی بچھے نہ شیون ہو یہ سب روزگار ناہنجار کی گردش ہے جاے غور ارباب بینش ہے

نظم

ہان دلا ہے متاعِ دہر قلیل — ہے مگر زاد راہ صبر جمیل
یہ گلستان نہین ہے قابل سیر — کرے اللہ خاتمہ بالخیر
نخل دنیا سے بے اثر کا ثمر — ہے فقط دشمنی یک دیگر
اِسکے خواہان ہین یک دگر اغیار — کیمن اغیار بھی ہوے ہین یار
ہست چون مار گرچہ زیبا ہر — نرم و رنگین و اندرون پر زہر
شکر و شہد و نعمت دنیا — باعث تلخ کامی عقبا
زر ہی ہوے درہم و دینار — سبب زرد روئی زردار
آئینہ نقش پا کا دیکھ دلا — روے حال گذشتگان ہر کلا

کون سا تھا جلیل ملک اجل — جسکا بستر ہوا نہ خاکِ اجل
دہر سے کب ثبات ہے پایا — ہے یہ گویا درخت کا سایا
کس سے اس وفا نے یاری کی — کس سے دنیا نے پائداری کی
لذتِ ناتمام ہے گویا — خواب کا احتلام ہے گویا

مردم شہر تو اس تقریر مین تھے اور عمرو بحسرت و یاس ایک ایک کا منھ تکتا تھا دل سے کہتا تھا کہ ای کس بیکسان دای پروردگار عالم و عالمیان کیا میری قضا کشان کشان اس شہر مین مجکو لائی تھی قسمت مین لکھی ہوئی یہ ذلت و رسوائی تھی افسوس ہے کہ زیارت سے اپنے آقا حمزہ صاحبقران کی بھی محروم رہا اسوقت مین مہرخ اور بہار وغیرہ کا سوا رب جلیل کے اور کون کفیل ہے یہان کون ایسا رفیق ہے جو میرے حال کی رفیقان غمخوار کو خبر کرے یا میرے حال زار پر اشک حسرت بہائے ہان ایک مخمور ہے لیکن نہین معلوم کہ وہ کہان ہے اور کس رنج مین ہے کہ ترجیع بند

خبر جو قتل کی میری ہوئی ہے شہر مین سو — ہوا ہی جمع یہان اک جہان تماشہ کو
ہر اک طرف سے یہی ہے صدا چلو دیکھو — غرضکہ حال مرا جا بسے سیر ہے اتھو
خدا ہی جانے وہ آگاہ اُس سے ہو کہ نہو — کوئی یہ میری زبانی تک اُس سے جا کے کہو

بجرم عشق توام میکشند غوغائیست
تو نیز بر سر بام آ چہ خوش تماشائیست

یہان تو عمرو یاد مخمور کی کرتا ہے اور ادھر وہ سرگشتہ کوے الفت مجنون بادیہ محبت جب سے خطا معاف کرا کے جشن شاہ جادوان مین سے امان پا کے جو اپنے گھر گئی یاد مین اپنے محبوب زیبا کے پھر بیقرار اور اشکبار ہوئی پھر وہی بلبلانا اور بلبل کی طرح عشق گلعذار شور مچانا اور یہ لب پر لاتا کہ غزل

نگاہ قاتل کا آہ لڑنا جو یاد ہمکو وہ آرہا ہے — تو کوئی گویا دل و جگر پر ہماری چھریان لگا رہا ہے
جو غور کیجے تو وہ گئے دن کہان کا آنا کہا نکا جانا — اک آمد و رفت سانس کی ہے بس اور اب ہم مین کیا رہا ہے
وہ بعد مدت جو بارے آیا تو سب نے اُسکو یہ کہہ سنایا — یہ وہ پڑا ہی جو بیمرن اک تمھاری دوری کھڑا رہا ہے
کوئی تو اُس سے کہے کہ صاحب جنازہ بردار تھا تمھارا — ذرا چلو تم کہ ایک مجمع اب اُسکی میت اُٹھا رہا ہی
نصیب ہا و خواب شیرین ہوا تھا جسطرح سو ہمین بھی — یہ دست عشق اب اسیطرح سے تھپک تھپک کر سلا رہا ہے

وہ لذت وصل یاد کر کے گیے یہ رو یا گیے مین بیٹھا
تمام شب مجھ مین اور دل مین عجب طرح کا مزا رہا ہی

قلق گذرتا ہی مجھکو کیا کیا سنون مین حسرت بھرا یہ جب بین
کہ کوئی معشوق روٹھے عاشق کو اپنے کیا کیا منا رہا ہی

ہجوم یاس اب ہے اپنے دل پر نہین کوئی پاس بجز حرمان
وبال جان زندگی ہوئی ہے کہ لطف جینے کا کیا رہا ہی

دل اسلیے جان بلب پڑا ہے کہ بیتابا تمیہ جو ہوا ہے
یہ سچ ہے صاحب نے کیا کیا ہی کیا یہ اپنا ہی یار رہا ہی

کہان وہ صحبت کہان وہ مجلس بکنج تنہائی ہون بیکس
نہ کوئی ہمدم نہ کوئی مونس نہ کوئی اب آشنا رہا ہے

فقط ہے درد و غم نہانی حباب آسا ہے زندگانی
بڑا جو دم تھا رفیق جانی سو وہ بھی ہونٹھونپہ آرہا ہے

ترے عاشق کا وقت رحلت چلا تو دیکھ اُسکو بے مروت
کہ آہ کیا کیا وہ دل کی حالت اشارتو نین جتا رہا ہے

اسی اندوہ و تعب مین اُستاد عشق نے سبق پڑھایا کہ عمرو ملک حیرت مین پیشتر رہا ہوا تھا ابتک نہین معلوم اُسپر کیا گذری چل کر خبر اُسکی لینا واجب ہے از بسکہ اپنا جانا موجب رسوائی تھا اس سبب سے دو پتلے بزور سحر کاغذ کے بنائے اور اُنھین حکم دیا کہ عمرو کی خبر لاؤ جہان وہ ہو وہین اپنے تئین پہونچاؤ پتلے شہر حیرت مین آکر ٹھہرے اور جو کچھ کہ عمرو قتل و غارت یہان کرتا تھا اُسکی کیفیت مخمور سے جاکر کہتے تھے اور وہ رنجور سنکر خوش ہوتی تھی اور عمرو کی فطرت پر حیران کار تھی کہ وہ بھی آفت کا ٹکڑا ہی جسنے ناک مین دم ساحرون کا کر رکھا ہے اسی حالت مین ایک دن پتلون نے خبر گرفتاری عمرو اور قتل کرنے کی تیاری کا ماجرا سنایا سنتے ہی رنگ رونق ہوا دل کو قلق ہوا کلیجہ دونون ہاتھ سے تھام لیا رو کر سمت فلک دیکھا اور دل سے کہا اگر عمرو مارا گیا تو معشوق کے ملنے کا سہارا گیا کہ رباعی

بن جانے وہان نہے چین پانا مشکل
اور ضعف سے ہے قدم اُٹھانا مشکل

جرات پھر زلیست ہوے کس طرح بھلا
جانا مشکل ہے اور نہ جانا مشکل

دل کی بیتابی سے ناچار ہوکر اشکبار با دل بیقرار تخت پر سوار ہوئی اور نہایت تیزی کے ساتھ اُس جا آکر پہونچی کہ عمرو میدان خونی مین زیر تیغ بیٹھا تھا گرد ہزارون ساحرون کا مجمع تھا اور جلاد تیغ و خنجر کو سنگ چٹا رہے تھے اور بعضے حکم قتل ملکہ سے حاصل کیا چاہتے تھے اور نعرے کرتے تھے کہ نظم

طائرون کو حرص دانہ نے پھنسایا دام مین
حق اگر سمجھین تو ہے شکوہ عبث صیاد کا

جسکی آپہونچی قضا وہ ہر طرح مارا گیا
حکم حاکم سے پھر اس مین جرم کیا جلاد کا

اس اثنا مین حیرت سے برق اندازا جازت لیکر تلوار کھینچے سر پر عمرو کے آیا اور نہ عمرو نے

وقت مرگ اپنا دیکھ کر رخ جانب قبلہ کیا دل سے اپنے عقائد کی تجدید کی کلمہ زبان پر جاری کیا
اور بخضوع و خشوع تمام خدائے دو جہان کی یاد کرنے لگا اور ادسی سے لو لگائی کہ نظم

یا الٰہی پُر از گناہ ہون مین — فرط عصیان سے رو سیاہ ہون مین
کر عطا میرے دل کو اپنا درد — کر مجھے اپنے غم مین عارض درد
کھول دے میرے دیدۂ ادراک — دھوئے عصیان سے لوح دل ہو پاک
عذر کرتا ہون مین ندامت سے — بخش عِصیان کو اپنی رحمت سے

زبان عمرو صرف مناجات تھی اور برق انداز تلوار تول رہا تھا کہ سر جدا کرے اُسوقت مخمور نے
سحر پڑھکر اس بلندی سے ایک چکر مارا کہ وہ ہاتھ پر برق انداز کے آکر پڑا اور ہاتھ ہکا بکا
تلوار کٹ کر دور گرا فوج ساحران متحیر ہو کر دیکھنے لگی کہ یہ آفت کہان سے آئی اور مخمور نے ایسا سحر
پڑھا کہ بجلی چمکی اور آنکھین سب کی بند ہو گئین اور اندھیرا ہو گیا اِسی تاریکی مین مخمور پنجہ بنکر
گری اور عمرو کو لیکر اوڑی حیرت اور دانا وغیرہ بزور سحر اُڑکر پیچھے چلے مخمور نے دور جا کر ایک
پتلا عمرو کی صورت کا جھولی سے نکال کر پھینکا حیرت نے دیکھا کہ عمرو قلابازیان کھاتا زمین
کی طرف جاتا ہوا اُسنے سحر پڑھکر اُسکو روکا اور خیال کیا کہ میرے افسون سے جو کوئی عمرو کو لیے
جاتا تھا اُسکے ہاتھ سے یہ چھوٹ گیا ہے غرضکہ اُس پتلے کو جلادون کے لا کر سپرد کیا کہ جلد اُسکو
ہلاک کرو یہ تو ادھر پھر آئی اور اُس طرف مخمور بعجلت تمام اُڑتی ہوئی اپنے باغ مین پہونچی
اور اپنی کنیزون اور متعلقون وغیرہ سے کھڑے کھڑے حکم دیا کہ مین اپنی خالا ملکہ نسترن جادو
کے مکان پر طلسم ظاہر مین ہونگی تم اسباب مال میرا لیکر وہین آنا یہ کہکر تخت سحر پر عمرو کو ہوشیار
کر کے بٹھایا کیونکہ یہ صبح ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا فی الجملہ تخت کو اُڑا کر سمت دریائے سحر چلی نظم

ز جادو بود تخت گوہرین ساز — بافسون باہمے آمد بہ پرواز
نشستہ بر سر آن تخت بران — پری در بر چو بلقیس و سلیمان
بصد عشرت عمرو رفتہ از انجا — رسید آنگہ سحاب آسا بدریا

جب دریائے سحر پر پہونچے مخمور نے بیچ مین عمرو کو داب کر دریا کے اندر کو دپڑی از بسکہ اُس
دریائے سحر کے کئی راستے ہین ایک راہ تو وہ ذکر کی گئی تھی کہ صرصر لیکر عمرو کو دریا مین کود ی
تھی اور ایک رستہ یہ ہے وہ راہ کل ساحران معزز جانتے ہین اور یہ راہ سوائے حیرت و شاہ طلسم
اور مخمور کے کوئی نہین جانتا ہے اور علاوہ اسکے اور بھی راز ہائے طلسم سے مخمور آگاہ ہے کہ

حال اُسکا مذکور ہوگا خلاصہ کلام اُسوقت مخمور جو بحر فسون مین کودی غلطان و پیچان دیر تک چلی گئی کچھ عرصہ مین ایک ایسے مقام پر پہونچی کہ عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا کہ چارسمت کو پانی بھرا ہی اور اوپر سر کے بھی دریا ہے زیر قدم بھی بحر زخار بہتا ہو لیکن جہان مین کھڑا ہون وہان سوکھا ہو اور ہزارون ساحر نہنگ صورت و ماہی طلعت وہان شناوری کرتا ہے اور پانی وہان کا بصد آب و تاب موجزن ہے نہایت مصفا ہی کہ بیت

روان اندرو ماہی سیم سا	چو ماہے تو اندر سپہر دور

اور بیچ پانی مین ایک تختہ فولادی اِس طرف لگا ہو کہ جیسے دروازہ ہوتا ہی اور اُسمین قفل برابر ران شتر کے لگا ہے مخمور نے اپنے جوڑے سے ایک کنجی نکال کر اُس قفل کو کھولا اور تختہ ہٹا کر ایک سمت کر دیا اور آپ عمرو کو لیکر تختے کی پشت پر آئی تختہ کھینچکر پھر لگا دیا عمرو کی آنکھیں دوبارہ بند ہوگئین بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی دریائے پار طلسم ظاہر مین اپنے تئین پایا اور مخمور کو روبرو کھڑا دیکھا سجدۂ شکر بدرگاہ منزل رسان رہ گم کردگان بجا لایا اُسوقت مخمور نے بادب تمام سلام کیا اور گوہر سخن کو رشتہ تقریر مین یون منسلک فرمایا کہ حضرت عشق کی بدولت یہ ذلت رسوائی مین نے اُٹھائی ہے اور کنیز آپ کو پار دریاے سحر کے لائی ہے اب مجھے خدمت نور الدہر مین پہونچا دینے کا اقرار فرمائیے اور مفارقت کے رنج سے میری جان بچائیے کہ فرد

دست وفا در کمر عہد کن	تا نشوی عہد شکن جہد کن

بخت شاہزادۂ نامدار مین گھربار چھوڑا اپنے بیگانے سے رشتہ الفت توڑ کر منہ موڑا اب دیکھیے کیا تقدیر دکھاتی ہے اور کیا مصیبت پیش آتی ہے کہ غزل

اگر اشکو یاد اشک سرخ کیون بھرلائے ہم بھولے	یہ کھٹکا لگ رہا ہی دیکھیے کیا اسکا گل پھولے
کیا چاہے جو دریا پار تو ہر ایک قطرے کو	تو اپنی چشم سے اے ابر تر دو چار آنسو لے
سفارش لوگ کرتے ہین مری اور مین یہ ڈرتا ہون	کہین اس بات کا بدلہ نہ کچھ مجھ سے وہ بدخو لے
بھلا کیونکر بیکارون مین کہ جسکی یہ تقید ہو	کہ منہ مین چپکے چپکے بھی نہ میرے نام کو تو لے
خدا جانے کدھر اب بیخودی لیجلے اے جرات	اُٹھا یا اُسنے در سے اور رستا گھر کا ہم بھولے

عمرو نے اِس داستان اشتیاق و شرح دفتر فراق کو سنکر ساحل مقصد سے ہمکنار ہونے کا اس غریق لجہ الم و شناور بحر ستم کو مژدہ دیا اور نہایت تسکین اور تشفی دی کہ اے ملکہ انشاء اللہ دامن بہار امید گوہر وصال شہزادۂ خوش خصال سے مالامال ہوگا اب تم مہرخ کے لشکر مین چل کر قیام کرو اور مقتضاے نظم

	کر ملاقات ہمدموں سے تو عشق کا اپنے دل سے غم کم کر		گرم بازی ہو محرموں سے تو ساتھ والوں کو اپنے خرم کر

اگر حیات مستعار باقی ہے تو بعد و گردگار ایکدن دلدار بھی ملاقی ہے رنج کرنا بیکار ہے اپنا یہ اظہار ہے کہ رباعی

	ہستی گویا ہے اک مسافر خانہ رنجیدہ کسیکو یاں نہ رکھ اپنے سے		ہر روز ہے قافلوں کا آنا جانا پھر جائے نہیں ہے اس سرا سے آنا

مخمور کے گلشن خاطر خزان رسیدہ مین آبیاری کلام تسکین بخش عمرو سے بہار تازہ آئی اور سُرخی چہرۂ زرد پر چھائی اور بہ شگفتہ پیشانی عندلیب آسا زمزمہ سنج ہوئی کہ ای نخلبند ریاض عیاری لشکر مہرخ مین فی الحال جانا میرا بہتر نہین اسمین دو وجہ ہین ایک یہ کہ شاہ جادوان میرا تعقب کریگا دوسرے سب متعلق میرے میری خالہ کے یہان آئینگے اگر مجکو وہان نپائینگے تو پریشان و آوارہ ہونگے لازم ہے کہ وہین آپ بھی تشریف لے چلیے بعد چندے قابو پاکر لشکر مہرخ مین چلینگے عمرو کو بھی یہ بات پسند آئی اور سوچا کہ شاید خالا بھی اسکی میرے شریک ہو جائے مگر فرط احتیاط سے پوچھا کہ ایسا تو نہو خالا تمھاری کچھ دغا کرین مخمور نے کہا مجکو انپر اعتقاد واثق ہے یہ باتین فیمابین ہو رہی تھین کہ ایک جانب سے ساحر کریہ منظر خرس پیکر پیدا ہوا اسلیے کہ یہ جادوگر اسی صحرا مین مسکن گزین ہے اور ناقوس جادو نام ہے اُسنے جو مخمور کو عمرو کے ساتھ گرم سخن دیکھا سمجھا کہ مخمور عمرو سے مل گئی ہے بدنیوچہ للکارا کہ او مردار تو افراسیاب سے بغاوت کرکے اِس عیار کے ساتھ نکل آئی ہے میرے ہاتھ سے کہان جائیگی عمرو یہ نعرہ سُنکر بھاگا اور پہاڑ قریب تھا اُسپر چڑھ گیا اور مخمور نے ناقوس سے کہا اے نابکار تو کیون اپنی جان دیا چاہتا ہے تجھسے خبر نہوا اپنا رستہ لے ناقوس نے ڈانٹا کہ مین تجکو ہرگز نہ جانے دونگا اور گرفتار کرکے پاس شہنشاہ کے لیجاؤن گا مخمور بولی کہ تو کیون اپنی جورو کو رانڈ بناتا ہی خیر اب جو تجھ سے ہو سکے قصور و کوتاہی نکر یہ سنتا تھا کہ اسنے ناریل سحر کا مخمور پر مارا اُسنے خالی دیکر گولا دوسرا مارا اُسنے بھی رہ گیا اور اُڑکر پہاڑ پر گیا وہان عمرو بیٹھا تھا لیکن اُسنے عمرو کو نہین دیکھا لڑائی مین مصروف رہا اور دوسرا گولا مارا مخمور نے وہ گولا ہاتھ سے پکڑ لیا ہاتھ اُسکا جھنجھنا گیا لیکن ناقوس اسکی اولوالعزمی دیکھ کر سمجھا کہ یہ رنڈی منظور نظر شاہ طلسم ہے یون قتل نہو گی اسکو شمشیر سے قتل کرنا چاہیے یہ سوچکر تلوار کھینچکر آپڑا عمرو نے پہاڑ پر سے دیکھا کہ عورت مرد کا سامنا ہے تلوار مین مخمور ہار جائیگی یہ تصور کرکے پتھر کلہ فلاخن مین رکھکر مارا کہ کاسۂ سر اُس خیرہ سر کا ترشح کردہ گرا غل

وشور برپا ہوا کہ بارا ناقوس جادو کو مخمور نہایت ناخوش ہوئی اور گوہن کو دیکھ کر پوچھا کہ بھیا یہ
چھینکا کیسا ہے عمرو نے کہا یہ گوپھن آلہ جنگ وجدل ہے غرضکہ اب صلاح کی کہ اتنا دن جو باقی ہے
اِسمین چھپ رہین اور رات کو تخت پر بیٹھ کر چلین یہ سوچکر ایک درہ کوہ مین دونون آکر مخفی
ہوئے جبکہ شیر زرین چنگال مہر بیشہ سپہر سے غار مغرب مین گیا اور رب اکبر و اصغر نے حوالی قطب
شمالی مین جست وخیز شروع کی کہ **نظم**

چو خورشید تابندہ بنمودہ پشت	ہوا شد سیاہ و زمین شد درشت
زمین از تف گرمی آفتاب	ز سر سام سودا در آمد بخواب

رات کو دونون سوار ہو کر روانہ ہوئے اور ایک ملک مین پہونچے کہ طلسم ظاہر مین یہ ملک نہایت
وسیع اور آباد ہے رعیت نوجوان اور دلشاد ہے عمارتین نایاب اور بلند ہین معمار خرد کے پسند ہین **بیت**

شہرے چو ارم بتازہ روئے	چون باغ بہشت در نکوئے

دونون سیر کرتے ایوان شاہی مین آئے یہان سریر جہانبانی پر ملکہ نسترن جادو جلوہ فرما
تھی مخمور نے اُسکو تسلیم کی اُسنے اُٹھ کر اُسکو گلے سے لگایا اور پیار کیا پوچھا کہ بیٹا کیونکر آنا ہوا مخمور نے
باغ سخن کو اپنی حکایت بے آبروئی سے سرسبز کیا اور نہال بیان کو گلستان تقریر الم تاثیر مین
بویا نسترن کو پیٹھ اپنی دکھائی کہ شاہ جادوان نے میرے تازیانے کھلوائے یہ حالت بنائی
نسترن گلے اُسکو لگا کر خوب روئی اور گویا ہوئی کہ مین اُس موے کو گہری گور مین تو یون اور
جہان تیری دائی نے ہاتھ دھوئے ہون وہان اُس موے کو سات بار صدقہ کرون جسنے تجھ کو
مارا وہ افراسیاب بھڑوا اپنی حکومت پر دھمکاتا ہے لو صاحب میری بچی کو ایسا مارا کہ لہولہان
کردیا غرضکہ خوب بک جھک کر مخمور کو اپنے باغ مین لائی اور عمرو کے لیے خوابگاہ مقرر کی
پلنگڑی نہایت نفیس و معقول بچھادی کنیزان مہ جمال کو بہر خدمت گزاری مقرر کیا اور آپ
مخمور سے کہا اے فرزند یہان سے گنبد جمشیدی کا راستہ نزدیک ہے ہم تم چل کر سحر اپنا وہان
جگائین اور آج رات کو وہین رہین کس لیے کہ شاہ طلسم سے مقابلہ کرنا ہے مخمور نے کہا اچھا چلو یہ
کہکر ساتھ ہوئی عمرو نے اِنکو جاتے دیکھ کر اپنی صورت ایک ساحر کی ایسی بنائی کہ مبادا اِنکی
غیبت مین کوئی یہان آئے اور مجھکو پہچان کر گرفتار کرے خلاصہ یہ تو پلنگ پر بعد اکل و شرب کے
بفراغت تمام لیٹے اور دونون گنبد جمشید کی طرف گئین مگر حیرت کا حال سُنیے کہ یہ جب
پتلا لیکر آئی اور اُسکو قتل کرایا دیکھا تو وہ ماش کے آٹے کا پُتلا تھا اُسکو غیظ و غضب طاری ہوا

لیکن کیا کر سکتی تھی دانا سے کہا بڑا غضب ہوا وہ مکار چھوٹ گیا تمام شہر مین اوّل تو غلغلۂ
تہنیت بلند تھا رہائی کی خبر سنتے ہی اندوہ و الم طاری ہوا اِس عرصے مین افراسیاب بھی
اپنی نانی کے پاس سے آیا حیرت وغیرہ کو غمگین پایا سبب اندوہ استفسار فرمایا ملکہ نے جو کچھ گذرا تھا
عرض کیا شاہ نے حکم دیا ایک ساحر جا کر دیکھے کہ مخمور اپنے گھر مین ہے یا نہین حسب الحکم کچھ لوگ گئے
اور مخمور کو نپایا کنیزون سے پوچھا کہ ملکہ کہان گئی ہین اُنھون نے جواب دیا وہ کل سے کہین
تشریف لیگئی ہین ہمین نہین معلوم وہ ساحر پھر آئے اور شہنشاہ ساحران سے اطلاع دہ ہوئے
اُسنے کہا اے ملکہ حیرت یہ کام اُسی نمکحرام کا ہے تمنے سفارش کرکے اُسکو چھڑایا ابکی بار خوب کیا دیکھی
اُسکا مزا پایا اب مجھے قتل کرنا مخمور کا واجب اور لازم ہے کیونکہ وہ بہت سے راستے طلسم کے
جانتی ہے یہ باتین کہہ رہا تھا کہ طائران طلسم سامنے آئے اور عرض رسا ہوئے کہ اے شہنشاہ
ناقوس نے عمرو اور مخمور کو روکا تھا لیکن مارا گیا یہ سنتے ہی یقین واثق ہوا کہ مخمور نے
بغاوت کی اور ابریق وزیر نے کہا لڑائی اب بڑی سخت پڑیگی عمرو کا چھوٹ جانا برا ہوا افراسیاب نے
کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ نسترن کے مکان پر مخمور گئی ہے یہ معلوم کرکے حضار ان
دربار مین سے ایک ساحر خونخوار شمشیر زن جادو نام کو حکم دیا کہ جا کر اُس لکاتہ نمکحرام کو پکڑ لا
حکم پاتے ہی خونخوار اُڑ کر روانہ ہوا بعد اُسکے جانے کے دوبارہ عظیم قوی بازوے جادو
نام سے کہا کہ تو بھی جا اور خونخوار کی مدد کر کیونکہ مخمور بڑی زبردست ہے شاید اس سے
گرفتار نہو سکے اُس حکم سے یہ بھی روانہ ہوا مگر خونخوار پہلے جا کر پہونچا عمرو ساحر بنا ہوا پلنگ پر
بیٹھا تھا کنیزین خدمتگزاری مین مصروف تھین اُنسے مستفسر ہوا کہ مخمور کہان گئی ہے اُنھون نے
کہا وہ یہان نہین آئین خونخوار بولا کہ مجھ سے کہان چھپ کر جائیگی بغیر گرفتار کیے مین نجاؤنگا
اور وہ بدذات عمرو نہین معلوم کہان ہے جسنے اُسکو خراب کر رکھا ہے عمرو نے جو یہ باتین
سنین روتا ہوا پلنگ پر سے اُٹھا خونخوار نے پوچھا کیا ہوا عمرو بولا کہ طلسم کی زندیون کو
مرد کو نصیب نہین ہوتا ہے نسترن مجکو پکڑ لائی ہے اور دن رات اپنی خدمت مین رکھتی ہے
آپ مجھے یہان سے لیتے چلیے اور دونون ہاتھ سے اُٹھ کر بلائین لین روغن بیہوشی مل دیا خونخوار
بیہوش ہو کر گرا عمرو چاہتا تھا کہ سر کاٹ ڈالے اُسیوقت عظیم آکر پہونچا اور عمرو کو
خنجر بکف دیکھ کر پنجہ مین داب کر اُڑا یہان جو کنیزین تھین وہ غل مچانے لگین کہ وہ مُوا لیے جاتا ہے
لیکن عمرو نے اُس اضطرار مین خنجر کہ جس سے خونخوار کو ذبح کیا چاہتا تھا عظیم کے ہاتھ پر مارا

کہ ہاتھ اُسکا کٹ گیا اور عمرو چھوٹ کر زمین پر گرا گرتے ہی گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا اور ایک جگہ
ٹھہر کر صورت اپنی مثل کنیز مخمور کے بنائی اور آگر لونڈیون پاس ٹھہرا تھا کہ عظیم بھی پھر کر آیا اور
خونخوار جو بیہوش پڑا تھا اُسکو اُٹھائے گیا اس اثنا مین پچھلی رات باقی رہ گئی اور مخمور و
نسترن بھی گنبد جمشیدی سے پھر کر آئین اور کنیزون سے مستفسر ہوئین کہ خواجہ عمرو کہان
ہین کنیزون نے کہا عمرو کو ساحر اوڑا کر لیے چلا تھا لیکن وہ خنجر مار کر اُسکے ہاتھ سے چھوٹے
مگر آپ اڑکر کہین چلے گئے مخمور نے یہ حال سنکر کہا مین خواجہ کو ڈھونڈھنے جاتی ہون ایسا نہو
کہ وہ کسی آفت مین مبتلا ہو جائین یہ کہکر جایا چاہتی تھی کہ عمرو جو کنیز بنا ہوا موجود تھا اُسنے
ہاتھ پکڑ لیا اور کہا مین بشکل کنیز حاضر ہون تم اپنی فکر کرو اِسوقت نسترن بولی کہ میرا ایک
احاطۂ سحر ہے باقی رات وہین چلکر بسر کرو وہان ایک بار افراسیاب بھی آجائے گا
تو ہمکو نپائے گا یہ کہکر مع عمرو کے روانہ ہوئی لیکن عظیم پہاڑ پر آیا خونخوار کو ہوشیار کرکے
اُسنے سب ماجرا بیان کیا کہ عمرو نجہ کو مارے ڈالتا تھا مین اٹھا لایا اب چلو عمرو کو ڈھونڈھین
کہ وہ میرا ہاتھ بھی کاٹ گیا ہے یہ کہکر ہر سمت تلاش کرکے دونون مخمور کی خانہ کے یہان
پھر آئے مکان سارا خالی پایا دونون نے باہم مشورہ کیا کہ اب ڈھونڈھتے کہان پھرین
لازم ہے کہ اس مکان مین آگ لگا دو جہان کہین نسترن اور مخمور ہونگی اُنکے دلکو لگے گی
آپ دوڑی آئینگی ہم گرفتار کرلین گے غرضکہ یہی کیا جب گھر مین آگ لگی اور شعلے اُٹھنے لگے
مخمور اور نسترن بیتاب ہوکر احاطۂ سحر سے دوڑین اور آکر ابر سحر برساکر آگ کو بجھایا اور
اُدھر سے عظیم وغیرہ مقابلہ کرنے کو بڑھے اور ایک کنیز نے مخمور سے کہا کہ بی بی اِس
گھبراہٹ مین عمرو کو احاطۂ سحر مین کیا چھوڑ آئین ایسا نہو کہ اُنپر کوئی آفت آئے اتفاق سے یہ کلمہ
خونخوار نے سنا دل سے کہا عظیم کو یہین چھوڑو اور عمرو اکیلا احاطۂ سحر مین ہے اُسکو چلکر
گرفتار کرو یہ سوچکر بزور سحر اسقدر بلند ہوا کہ احاطہ کو شناخت کرکے سحر کرتا ہوا وہین اُترا
کہ عمرو جہان کھڑا تھا اور بکر مین پنجہ دے کرلے اُڑا دو چار لونڈیان غل مچانے لگین کہ ارے
لیے جاتا ہے اس غل کو سنکر مخمور عقاب بنکر دوڑی اور راہ مین کنیزون سے حال سنکر پیچھے
خونخوار کے چلی نسترن نے چاہا تھا کہ ساتھ جائے کہا خالا امان تم عظیم کا سامنا کرو
اور اپنے گھر کا بندوبست کرو مین پکڑے لاتی ہون عظیم نے جو یہ ماجرا سنا اپنے دل مین کہا
غضب ہوا خونخوار اپنا مطلب کر گیا یعنی عمرو کو لے گیا اب اُسکا نام ہوگا شہنشاہ سے

اِنعام ملیگا یہ سوچکر یہ بھی تعاقب مین چلا اِس دار و وش مین زاہد سفید پوش صبح صادق نے سجادۂ آفتاب واسطے وظائف و الصبح اذا تنفس کے بچھایا اور صوفی سیاہ لباس شب نے خلوتخانۂ واللیل اذا عسعس مین قرار پکڑا کہ نظم

چو صبح در بر گردون کشید خلعت نور	جہان کشادہ ز رخ پردۂ شب دیجور
نگشته ظاہر و روشن بوادی افلاک	درستی زر خورشید زیر تودۂ خاک

عظیم جو چلا اُسی طرف ہوکر نکلا کہ قران عیار درۂ کوہ مین بصورت ساحر ٹھہرا ہوا تھا اُسنے اُسکو پکارا کہ بھائی سویرے سویرے کہان چلے عظیم زمین پر اُتر کر پاس آیا اور کہا بھائی تمنے کچھ اور بھی سُنا خونخوار کی مین نے عمرو کے ہاتھ سے جان بچائی وہ مجھی کو فریب دیکر عمرو کو پکڑ لے گیا مجھے خبر بھی نہین کی قران نے سارا حال سُنکر کہا وہ دغا باز تو ہے تم میرے ساتھ چلو مین اُسکو گرفتار کردون یہ کہکر ہاتھ پکڑ لیا اور لیکر چلا اور ادھر خونخوار جو عمرو کو لیے جاتا تھا راہ مین ایک ساحرہ سلیمان جادو نام پہاڑ پر بیٹھی تھی اُسکے ہاتھ مین چھڑی سامری کی تھی اُسمین یہ وصف ہی کہ اگر زمین پر مارے تو طبقہ زمین توڑ جائے اور اگر بلند کرے تو فلک کو ہلائے غرضکہ اُسنے دیکھا ایک ساحر آسمان مین غرق ایک شخص کو لٹکائے لیے جاتا ہے یہ دیکھتے ہی سحر کرکے چھڑی کو اونچا کیا وہ چھڑی جاکر خونخوار کی کمر مین لپٹ گئی کہ وہ آگے نہ جاسکا اور وہین اُتر آیا اُسنے پوچھا کہ تو کون ہے اور یہ کس بن مالس کو صحرا سے پکڑ لایا ہے خونخوار نے کہا یہ عمرو عیار ہے مخمور کے پاس سے اِسکو گرفتار کیا ہے اُسنے جواب دیا کہ موئی کچھ دیوانہ ہی مخمور معشوقہ شہنشاہ ہے اور ایسے سحر جانتی ہے کہ مین اُسکا مقابلہ نہین کرسکتی تو بھلا کیونکر اُسکے پاس سے عمرو کو پکڑ لایا چل دور ہو حرامزادے جھوٹے یہ کہکر چھڑی جو اُٹھائی خونخوار کا کچھ بس نہ چلا عمرو کو چھوڑ کر بھاگا اور پاس افراسیاب کے آیا سارا ماجرا مفصل کہ سُنایا شاہ جادوان غضبناک ہوا اور کہا ایسے شخص کو بھیجتا ہون کہ دونون کو پکڑ لائے اور سرمایہ اور ابریق وزیرون نے عرض کیا کہ ہمین حکم ہو ہم جائین شہنشاہ نے کہا تم ٹھہرو اور ایک ساحر قصاب جادو نام سے کہا تم جاکر سلیمان کو مع عمرو کے پکڑ لاؤ وہ یہ حکم سُنکر بزور سحر اُڑکر چلا لیکن یہان سلیمان نے اپنی لونڈیون کو بلاکر حکم دیا کہ فرش بچھاؤ گلدستے سامنے لگاؤ سامان بزم عشرت مہیا کرو کنیزین بجرد ارشاد تعمیل حکم مین مصروف ہوئین اور اُس پہاڑ کو غیرتِ دہ انجمن کسریٰ وجم بنایا گلدستے فرش کے روبرو چنکر گلزار جواہر ین لگایا کہ نظم

درختان سر اندر سپہر بلند گر	بران جلوہ گر میوہ نغز تر
نہالش ز طوبے ولاویز تر	گیاہش ز سوسن زبان تیز تر

عمرو مجلس آرائی کے بعد حسب اجازت سلیمان بیٹھا اُسنے پوچھا کہ ای عمرو تو نے ساحران نامی کو
بہت تنگ و ذلیل کر کے کیونکر ہلاک کیا عمرو نے کہا میری کیا حقیقت ہی جو چاہتے ہین
خداوند لقا کرتے ہین خداوند نے میرے ساتھ فرشتگان مقرب اپنے کر دیے ہین پہلے بھی ایک
فرشتے نے مجھے پانی مین پہونچایا اور ایک ملک نے پانی چیرا جب مین سار شمش پاس گیا اور
دریا مین اسکو مارا اب میرے ساتھ چالیس فرشتے کر دیے ہین وہی میری مدد کرتے ہین یہ باتین
ہو رہی تھین کہ مخمور جو تعاقب مین چلی تھی یہان آئی کنیزون نے سلام کیا اور سلیمان
بہر تعظیم اُٹھی نہایت اعزاز سے مسند پر بٹھایا اور پوچھا ای ملکہ تم افراسیاب سے کیون بگڑ ہین
مخمور نے کہا وہ موا جلاد ہے اُسنے ذرا سی بات کرنے مین مجھے کوڑے کھلوائے اور سارا ماجرا
اپنا بیان کر کے کہا ای سلیمان جادو تم بھی ہم سے ملجاؤ دیکھو بہار اور صرصر کا شاہ طلسم نے
کیا کر لیا یہ کلمات سنکر سلیمان نے بظاہر تو کہا اچھا مگر دل مین مشورہ کیا کہ اِسکو مع عمرو کو
دھوکے سے پکڑ کر شہنشاہ کے پاس لے چلنا چاہیے فی الجملہ یہ سوچکر مخمور سے گویا ہوئی کہ اب تو
مین تمھاری شریک ہون میرے یہان جو نان خشک میسر ہے اِسے نوش فرمایئے مخمور نے کہا
یہان تکلف اپنے مزاج مین نہین خیر بہتر ہے منگوایئے سلیمان اُٹھ کر اپنے قصر مین گئی اور
کھانے مین بیہوشی ملا کر لائی کنیزون سے حکم کیا انھون نے دسترخوان پر تکلف بچھایا اُسنے کھانا
اپنے ہاتھ سے چنکر مخمور سے کہا بسم اللہ کیجیے مخمور نے پہلے عمرو کو دسترخوان پر بٹھایا اور قسم دیکر
اپنے نوالا بنا کر کھلایا عمرو نے چپکے سے کہا بھی کہ ای ملکہ اس کھانے مین دغا ہے لیکن مخمور نے
کہا خواجہ خدا حافظ ہے یہ کیا کرے گی کھاؤ بھی غرضکہ دونون کھا کر بیہوش ہو گئے سلیمان نے
تخت سحر پر ڈال کر قصد کیا کہ پاس افراسیاب کے جاؤن کہ اسوقت قصاب جو چلا تھا
یہان پہونچا اور للکارا کہ ای سلیمان تو نے قیدی کو شہنشاہ کے چھین لیا دیکھ مین تیری
چوٹی پکڑ کر کھینچتا لیے چلتا ہون سلیمان یہ کلمات سنکر بولی کہ او بھڑوے قصائی ابھی جو
کنیزون سے حکم دیتی ہون تو مارے جوتیون کے فرش کر دیتی ہین تو بھی اس لائق ہوا کہ
میرا مقابلہ کرنے آیا ہے قصاب نے یہ سنکر نارنج مارا سلیمان نے رد کر کے گولا مارا
لڑائی ہونے لگی لیکن اتفاق وقت سے مخمور کو بھی ہوش آگیا اور تخت سے اُٹھ کر للکاری

کہ اے چڈو مالزادی قحبہ بڑی کھلی پکاری رہ تو سہی قطامہ تو نے مجھ سے دغا کی یہ نعرہ سنکر سلیمان گھبرائی دل سے کہا غضب ہوا مخمور ہوشیار ہو گئی اور قصاب سے گویا ہوئی کہ تو مجھ سے کیا لڑتا ہے وہ عمرو اور مخمور موجود ہین ہم تم ملکر انکو گرفتار کرین غرضکہ قصاب اور سلیمان ناریخ و تریخ لیکر مخمور کی طرف بڑھے اور مخمور نے اپنی جھولی سے ایک ساغر بلورین نکالا اور سحر پڑھکر سمت فلک اُچھالا فوراً ایک تڑاقا ہوا اور چار طرف سے ابر گھر آیا ہوا سے سرد عیسی دم مسیح نفس و نان ہوئی اور ایک تخت فلک کی طرف سے چکر کھاتا ہوا زمین پر اترا اُس تخت پر ایک نازنین چاردہ سالہ لباس ارغوانی پہنے جان مشتاقان و روح بیدلان سوار تھی گلابی شراب کی سامنے رکھی تھی اور جام می شرح ہاتھ مین لیے تھی صورت زیبا کو اُس صنم دلربا کی مشاطہ صنعت یزدانی نے گلگونہ لطافت سے آراستہ کیا تھا اور صیقل قدرت سبحانی نے شیشہ آئینہ رخسار تابناک کو اُسکے منور اور روشن بنایا تھا وہ چہرہ زیبا کہ خورشید جہانتاب سامنے اُسکے تاب مین تھا اور وہ زلف چلیپا کہ مشک ختا کا جگر غیرت سے خوناب تھا لبہای یاقوت فام لعل یمن کو شرماتے تھے عقیق جگری کو اپنے روبرو سیاہ بناتے تھے کہ مثنوی

پری چون سہی قدی چون صنوبر ۔ ہمہ جا لیش زیک دیگر نکوتر
جگر از ہر دو چشمش تیر خوردہ ۔ شکر از ہر دو لعلش شیر خوردہ
لبش گوئی کہ حلوای نبات ست ۔ چہ حلوای نبات آب حیات ست

وہ نازنین اپنا تخت برلب جوئبار لاکر ٹھہری اور بیک غمزہ صبر و ہوش قصاب کا کھویا اور سلیمان کو دیوانہ بنایا دونون شعر عاشقانہ پڑھتے ہوے سامنے اُس نازنین کے آئے کہ نظم

ازل سے گرفتار پیدا ہوا ہے ۔ یہ دل کیا خریدار پیدا ہوا ہے
ہوا چشم مردم سے آرام پنہان ۔ وہ جب سے ستمگار پیدا ہوا ہے
ذرا در تلک آئے دیکھو تماشا ۔ عجب نقش دیوار پیدا ہوا ہے
کراہا جو ہین تو وہ رک کر یہ بولا ۔ کہان کا یہ بیمار پیدا ہوا ہے
موئی جس سے گھل گھل کے مجنون سالا کھون ۔ ہمین بھی وہ آزار پیدا ہوا ہے
جو کہیے کہ لو بوسہ دل تو یہ بولے ۔ بڑا تو تو زردار پیدا ہوا ہے
کبھی بیٹھے رونا کبھی ہنسنے لگتا ۔ عجب ہم مین اسرار پیدا ہوا ہے

جب قریب اُس غارتگر صبر و شکیب کے آئے اُسنے ایک جام شراب سرخ سے بھر کر قصاب کو دیا گیا

یہ اسکو پی کر ست ولایعقل ہوا تالیاں بجانے لگا پھر اُس زہرہ جبین بت مہ تمکین نے دوسرا ساغر سلیمان کو دیا وہ بھی پیتے ہی دیوانی ہوئی عقل و خرد سے بیگانی ہوئی دونون گلے ملکر ناچنے لگے اور کہتے تھے نظم

ڈہل پر مار کر چوب اک ڈہل زن تھا صدا دیتا ... کہ ہے حکم آج یون پیر مغان کا میکشو نکلا
گلی مین میفروشون کی یہ قدغن ہے کہ جو نکلے ... کوئی فرد لبِ بے نشہ و بے ساغر و مینا
گلے مین جبہ سالوس سر پر رکھ کے عمامہ ... اگر ہو محتسب یا قاضی و مفتی بافتوا
تم اس اعدائے دین حق پرستان دشمن خم کو ... نکل جانے نہ دینا کرکے سب ہر سمت سے بلوا
خرابا تی بنانا میکدے مین کھینچ کر لانا ... پلا کر مے کو دھبا پارسائی مین لگا دینا

اسیطرح عالم مستی مین قصاب نے سلیمان کو برہنہ کر ڈالا اور سلیمان اس سے باتین فحش کرنے پر آمادہ ہوئی اُس نازنین نے جو تخت پر بیٹھی تھی پکار کر کہا کہ ہمسے دعوی محبت کا کرکے تم دونون نے غیر سے کیون دل لگایا کہ بموجب بیت سب سہین گے جو میان لاکھ بُرائی ہوگی ۔ پر کہین آنکھ لڑائی لوڑائی ہوگی ۔ اب تم دونون باہم لڑکر مر جاؤ ہمارے عاشقون مین نام کر جاؤ یہ حکم سنتے ہی قصاب نے ناریل سحر پڑھکر سلیمان پر مارا اور اُسنے ترنج سحر کا قصاب پر لگایا اسکا نارنج اسکے سینے کو اور اُسکا ناریل اسکے سینے کو توڑ گیا دونون گرکر مر گئے اس پہاڑ پر آگ لگی غل و شور پیدا ہوا سلیمان کے سحر سے جو مکانات وغیرہ بیان تھے وہ غائب ہوگئے اصلی عمارت اور کنیزین رہ گئین اور وہ نازنین جو مخمور کے سحر سے پیدا ہوئی تھی غائب ہوگئی عمرو نے مخمور پر تحسین و آفرین کہی اور جال الیاسی لگا کر سارا مکان سلیمان کا لوٹ لیا اور مخمور تخت پر سوار کرکے عمرو کو اپنی خالا کے مکان پر آئی یہان کنیزین اور ملازم مخمور مع مال و اسباب کے آئے ہوئے تھے اُنھین دیکھ کر اپنی خالہ سے کہا آپ بھی اپنا مال و اسباب بار کرا کر لشکر مہرخ مین تشریف لے چلیے یہ کلام سُنکر اُسنے اپنے اہلکارون سے حکم دیا کہ چھکڑون پر اسباب لد واکر مہرخ کی طرف روانہ ہو وہ حکم پاتے ہی تیاری سفر کرکے چھکڑے اور عرادے اسباب کے لیکر چلے لیکن نشترن اور مخمور اور عمرو تخت پر سوار ہوکر علٰحدہ چلے راہ مین عمرو نے مخمور سے کہا اے ملکہ مین طلسم باطن مین مدت تک رہا مگر کچھ مال اور خزانہ شاہ طلسم کا کسی جگہ مین نے نہ پایا مخمور نے کہا خواجہ جسمین مال کی اگر خواہش ہو تو میرے مال سے چالیس ہزار اشرفی آپکی نذر ہے اور جب لڑائی فتح ہوگی

شاہ جادوان مارا جائے گا مین آپ کو کوٹھے مال کی بتلا دون گی کہ اُن مین طاؤس زمرد کے
ہین اور ہر ایک طاؤس کے پیٹ مین لعل و گوہر بھرے ہین اور جواہر کے پتلے ہین کہ جنکے شکم مین
اشرفیان رکھی ہین اور ایک خزانہ شاہ طلسم کا مین جانتی ہون کہ اُسمین اسی ہزار گھوڑون
طلائی ساز یعنی زین و لجام مرصع کار رکھا ہے اور جن گھوڑون کا وہ ساز ہے اُس اصطبل کو بھی مین
جانتی ہون لیکن خواہ طلسم کا فتح ہونا غیر ممکن بغیر لوح کے فتح نہوگا عمرو نے کہا ای ملکہ لوح بھی وہ
صانع طلسم ہیڑوہ ہزار عالم دلاویگا الحاصل چالیس ہزار اشرفی کے پانے سے عمرو بہت خوش ہوا
اور اتنے بڑے خزانے کا حال سُنکر منہ مین پانی بھر آیا اور شادان و فرحان باتین کرتے سمت
لشکر چلے مگر وہان طائران سحر نے خبر قتل قصاب و سلیمان شہنشاہ ساحران کو پہونچائی
اُسنے کف افسوس ملے اور بغصہ طغیان جادو نام ایک ساحر کو حکم دیا کہ جلد جا کر صرف اتنا
دیکھ آ کہ مخمور ابھی لشکر مہرخ مین تو نہین گئی اگر جاتی ہو تو اسکو روکنا اور اگر نہ گئی ہو تو بکھر
چلا آنا تو مقابلہ نہ کرنا کیونکہ وہ بڑی زبردست ہے مین خود جاؤنگا اور اُسکو گرفتار کر لاؤنگا یہ تقریر
سُنکر طغیان روانہ ہوا اتفاق سے جب پار دریاے سحر کے آیا راہ مین عظیم اور قران
جو خونخوار کے تعقب مین چلے تھے اُنسے ملاقات ہوئی عظیم نے پوچھا کہ ای طغیان اُس
دغاباز کا حال کہو کہ وہ عمرو کو لیکر پاس شہنشاہ کے گیا ہوگا اوسکا اپنی رسوخیت جتاتا ہوگا دیکھے
کیا زمانہ دغابازی کا ہے کہ ہمنے تو اُسکی جان بچائی عمرو ذبح کیے ڈالتا تھا اُسکے نیچے سے چھڑایا اپنا ہاتھ
کٹوایا اور وہ ہمین سے چال کر گیا طغیان یہ سُنکر بولا کہ میان کیا بکتے ہو کون عمرو کو لے گیا
یہان مخمور نے آفت مچائی ہے سلیمان کو مار کر اور قصاب کو راہ عدم دکھا کر اُس نابکار کو
لیکر بھاگی ہے یہ کہکر ساری کیفیت مفصل سُنائی قران نے جو یہ ماجرا سنا دل سے کہا یہ استاد کو
مارنے جاتا ہی اسکو یہین قتل کرنا چاہیے یہ تجویز کرکے کہا ای عظیم بھراب خونخوار کا تعاقب تو
گیا چلو تھوڑی دیر میرے مقام پر ٹھہر و شراب پیو کچھ کھا لو تو خدمت شہنشاہ مین جانا طغیان نے
یہ کلام سُنکر پوچھا کہ ای عظیم یہ کون ہین اُسنے کہا اِنکا نام بیابان جادو ہے مگر بہت خوبیون کے
آدمی ہین بیچارے بڑی دیر سے براہ محبت میرے ساتھ خراب ہین آؤ تم بھی میرے ساتھ لمحہ بھر
ٹھہر کر چلے جانا اُسنے جواب دیا کہ شہنشاہ ساحران نے خبر منگوائی ہے مجھے عرصہ ہوگا تو وہ
خفا ہونگے یہ عذر سنکر قران نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا واہ واہ ایک لمحہ مین کیا ہرج ہوگا کبھی کبھی
غریبون پر بھی کرم فرمایئے پھر ہم کہان اور آپ کہان یہ صحبت بھی یادگار رہیگی یہ کہتا ہوا دونون کو

ہمراہ لیے درہ کوہ مین جہان آپ رہا کرتا تھا آیا اور مرگ چھالا بچھایا گدّا بیان شراب کی آمیختہ بیہوشی
سامنے رکھین دونون کو بمنت بٹھایا اور ایک جام شراب بھر کر اُنکو دیا دونون نے خوب شراب
پی بیہوش ہوئے قران نے پہلے بندہ طغیان پر مارا کہ وہ ہلاک ہوا اور تمام شور برپا ہوا
دوبارہ عظیم کے سر پر بندہ لگایا چاہتا تھا کہ ایک پنجۂ سحر چمک کر گرا اور اُسکو اُٹھا لیگیا قران بھی
یہان سے بھاگا اور کئی کوس نکل گیا وہان دیکھا کہ گاڑیان چھکڑے اشرفی روپے سے بھرے
اور ہر قسم کے مال و اسباب سے لدے کنیزین اور ساحر ہزار در ہزار اُنکو گھیرے ایک سمت چلے
جاتے ہین قران ساحر کی صورت تو بنا ہی تھا اُسنے مستفسر ہوا کہ یہ مال کسکا ہے اور کہان جاتا ہے
لوگون نے کہا مخمور کا مال ہے لشکر مہرخ مین جاتا ہے قران حال تو زبانی طغیان کے سُن
چکا تھا سمجھا کہ یہ مال بھی گویا ہمارا ہی ہے بحفاظت اِسکو پہونچانا چاہیے یہ سمجھکر ساتھ ہو لیا جب کچھ
آگے بڑھے ایک پہاڑ پر مظلم جادو نام ساحر بیٹھا تھا اُسنے بھی پوچھا کہ یہ اسباب کسکا ہے لوگون نے
بتلایا جب اُسنے کیفیت سُنی جھلا کر نعرہ مارا کہ اے باشیداے نمکحرامان تم سب شہنشاہ کا گھر برباد کرکے جاتے ہو
مین تمھین جیتا نہ چھوڑونگا یہ کہکر ایک سحر ایسا کیا کہ تاریکی عالم مین پھیلی اور ملازمان مخمور
اندھے ہوگئے قران اسکے نعرہ کرنے سے پہلے ہی بھاگ گیا تھا دور سے تاریکی اور مبتلاے
آفت لوگون کو دیکھکر ایک ساحر معزز کی قطع بنکر اُسکے پاس گیا اور اُسکے سحر کی بہت تعریف
کی کہ واہ واہ کیا کہنا آپ کا مثل نہین آپ جمشید عہد ہین سامری وقت ہین لوناچاری سے
بھی یہ نہو سکتا جو آپ نے سحر کیا ہے مظلم براہ انکسار تعریف سنکر سلام کو جھکا قران پاس تو
آہی چکا تھا بندہ تان کر جو سر پر لگا تا بہ کھوپڑی کے ہزار ٹکڑے ہوئے شور و ہنگامہ مچا کہ
مارا مظلم کو وہ تاریکی دور ہوئی اور ملازمان مخمور اچھے ہوئے قران اُنکے پاس آیا
اور کہا چلے چلو تمسے کسی کی مجال نہین جو آنکھ ملائے اُنھون نے پوچھا کہ آپ کون ہین آپ نے
بڑا ہمپر احسان کیا قران نے جواب دیا کہ مین بھی ملکہ کا نوکر ہون مخمور نے مجھے بھیجا ہے
کہ اسباب کی نگہبانی کرکے پہونچا دون غرضکہ اسی طرح اسباب لیے کچھ عرصے مین داخل
لشکر مہرخ ہوے لیکن پہلے اِنسے مخمور کا تخت پہونچا اور عمرو نے کہا اے ملکہ پہلے مجکو کنار
لشکر کے اُتار دو مخمور نے تخت اُتارا عمرو اُتر کر اندر بارگاہ کے گیا اور آمد مخمور سے
مطلع کیا مہرخ نے خبر سنتے ہی حکم دیا کہ سرداران ذی احترام زیب و زینت فرما کر بہر
استقبال مخمور روانہ ہون اور لشکر بھی بڑے احتشام سے لینے جائے بمجرد ارشاد طبل بشارت پر

چوب پڑی اور فوج تیار ہو کر آگے بڑھی بہار اور نافرمان اور سرخ مو اور طاؤس و آفت اور ہلال سحر افگن اور رعد اور برق محشر جملہ ساحران نامی تختہائے سحر پر سوار ہو کر لباس فاخرہ زیب قامت فرما کر روانہ ہوئے باجے جنگی بجنے لگے صدائے ظفر قوا بلند ہوئی زمین سے آسمان تک غلغلہ شادمانی تھا نقبائے خوش گلو شور تہنیت مچاتے تھے اور کہتے تھے نظم

نہ دیکھی یہ کثرت نہ دیکھا یہ زور
محب شاد ہوں چشم دشمن ہو کور
خدایا یہ اقبال عالی رہے
ہمیشہ ظفر کی بحالی رہے
یہ تلوار دشمن کا سر کاٹ لائے
یہ ثعبان خون عدو چاٹ جائے

اسیطرح بصد حشمت و شوکت قریب مخمور پہونچے وہ بھی انکو دیکھ کر تخت سے اُتری سرداروں نے رسم تعظیم و تکریم ادا کی مخمور ہر ایک کے گلے ملی سب نے خوش آمدی مرحبا کہہ کر اپنے ہمراہ سوار کیا اور لیکر چلے سپہ لشکر کے دکھاتے زر و جواہر لٹاتے بارگاہ کے نزدیک پہونچے مہرخ در بارگاہ پر برسم استقبال منتظر کھڑی تھی نگاہ راہ کی سمت لگی تھی مخمور وغیرہ دیکھ کر پیادہ ہوئیں اور جھک کر مجرا کیا اُسنے مخمور کو گلے لگایا اور کہا بیٹی مزاج اچھا ہے تیرے آنے سے میرے لشکر کو تقویت ہوئی اور دل کو سرور حاصل ہوا یہ کہہ کر خلعت جواہر کار عنایت فرمایا پھر لشترن کا حال استفسار فرما کر مراعات سلطانی اور الطاف خسروانی مبذول کر کے خاطر عشرت ماثر کو اُسکے شاد کیا اور حکم دیا کہ بارگاہ شاہی کے متصل بارگاہ مخمور کے لیے نصب کی جائے اور جملہ سامان عیش و آرام مہیا ہو اُسوقت منتظمان کار سلطنت درستی بارگاہ مین مصروف ہوئے اور ملکہ مہرخ اپنی بارگاہ مین مخمور کو لائی کرسی یاقوت احمر کی قریب تخت بیٹھنے کو مرحمت کی مخمور نے نذر دی پانچہزار روپیہ علاوہ اور مصارف کے خرچ جیب خاص کے لیے مہرخ نے مقرر فرمایا اور فرمان عشرت توامان جشن ہونے کے لیے صادر کیا پھر تو مغنیان ماہر و خوش گلو سازندے وغیرہ ہر قسم کا لیکر حاضر ہوئے اور انجمن یادگار جشن فریدون و جمشید ترتیب پذیر ہوئی سراپچے بارگاہ کے ہر سمت سے اُٹھوا دیے وہ سامنے صحرا و کوہ مین درختون کی سرسبزی مردہ دلون کو زندہ جاوید بناتی تھی خضر راہ جادۂ عشرت نظر آتی تھی پانی چشمون کا بصد لطافت لہرین لیتا تھا دل کو بادہ خواران بزم کے ٹھنڈک بخشتا تھا بارگاہ مین ہر ایک سردار و عیار بصد عشرت بادہ کشی کر رہا تھا مطرب بالحان داؤدی

نغمۂ مسرت سُناتا تھا کہ ابیات

شگفتہ شد گل حمرا و گشت بلبل مست	صلای سرخوشی ای عاشقان بادہ پرست
اساس توبہ کہ در محکمے چو سنگ نمود	ببین کہ جام زجاجی چگونہ اش بشکست
بیار بادہ کہ در بارگاہ استغنا	چہ پاسبان و چہ سلطان چہ ہوشیار چہ مست
ازین رباط دو در چون ضرورت رحیل	رواق طاق معیشت چہ سربلند و چہ پست

الحاصل یہ سب مطیعان عمرو عیش و مسرت مین مشغول ہین اور قران بھی مال اسباب لیکر اچکاہی مخمور کے ملازم اور کنیزین جملہ رحمت و آرام سے یہان فروکش ہین لیکن اب حال خسران مآل افراسیاب بد سگال کا سلک تسطیر مین منسلک کیا جاتا ہے

داستان بھیجنا افراسیاب کا ہوشیار کٹنی کو واسطے گرفتاری مخمور کے اور مارے جانا اُس کٹنی کا عمرو کے ہاتھ سے اور گرفتار ہو جانا مخمور کا اور چھوٹنا عمرو کی عیاری سے بھیجنا اُوناہا القا کی پاس سے افراسیاب کو اور بھیجنا افراسیاب کا ساحران نامی کو بہر جنگ حمزہ صاحبقران اور مقابلہ کرنا ساحرون سے شہزادہ ملک قاسم کا اور عشق ہونا شہزادیکا ملکہ نرگسی چشم دختر خظل جادو سے اور گرفتہ سحر ہونا آخر کو اور جانا طلسم آئینہ مین شہزادہ ایرج کا۔ مؤلفہ

اے کعبۂ دین بادہ خواران	وے قبلۂ سلسلۂ رندکیشان
اے دشمن جان پارسائی	زاہد نے ہے تجھ سے کیسہ کی کھائی
اے شیخ مقیم بیت احرام	جسکا کرے طوف ہر مے آشام
اے مجمع خلق و لطف و احسان	ای ساقی مہربان ذی شان
ہے دختر رز کی تجھ سے حرمت	اللہ رکھے تجھے سلامت
پھر دل ہے طپان بشکل بسمل	پھر زیست ہمین ہے اپنی مشکل
برسات کی فصل ساقیا ہے	مے پینے کو دل ترس رہا ہے
گھنگھور گھٹا مین آکے برسین	افسوس ہے مے کو جاتا ترسین

اس ٹھنڈی ہوا مین یہ ہوس ہے / بادۂ سُرخ ہر نفس ہے
وہ جام دے جو دکھائے یہ رنگ / جادو عیاری اور نیرنگ
دیدے جو مجھے ایاغ الفت / دکھلاؤن بہار باغ الفت
اک عشق کی داستان لکھون مین / اُس رنگ مین پھولون اور پھلون مین
ہر اک جسے پڑھ کے مست ہو جائے / صبر و ہوش و خرد سے کھو جائے
پھر شیشۂ دل سے آئے آواز / فریاد رہے دہن سے دمساز
پھر ہاتھ بڑھین سوی گریبان / پھر ہونے لگین جنون کے سامان
پھر ضعف سے اک غشی سی چھائے / پھر بے خبری خبر کو آئے
ایسے مین جو جام دے مزا ہے / ساقی بادل گھرا ہوا ہے
وہ سُرخ ہوے گھٹائین کالی / جیسے کہ مسی پہ ہووے لالی
بدلی مین جو جام لب تلک آئے / منھ پہ سحر سے آفتاب لگ جائے
مشرق کی طرح دہن ہو میں صبح اچھا ہے تو سید سخنوری ہو پیدا
مے پی چکے اب تو حسب دلخواہ / دل سبکے لگے ہوے ہین ایدھر
دکھلاؤ چمک دمک بیان کی / مشتاق ہے بزم داستان کی
ہر نکتہ ازو شگفتہ باغے / افروختہ تر ز شب چراغے
لفظش چو طراوت معانی / معنیش چو آب زندگانی

حدیقہ بندان گلشن معانی و گل چینیان بہارستان نکتہ دانی عندلیبان شاخسار غرائب حکایات و مرغولہ سنجان چمنستان عجائب روایات ریاض اسمار مین نہال خوش کلامی اسطرح بٹھاتے ہین اور عنادل دار گلزار تحریر مین صریر کلک سے یون زمزمہ سنجی فرماتے ہین کہ افراسیاب منتظر خبر مخمور بیٹھا تھا کہ عظیم کو بچۂ سحر جو قران کے ہاتھ سے بچالے گیا تھا سامنے لایا اور اُسنے قتل ہونا طغیان کا بیان کیا شاہ جادوان نے ایک آہ سرد دل پُر درد کھینچی اِس اثنا مین افسر لشکر حیرت کی عرضی آئی اسکو جو پڑھا لکھا تھا کہ مخمور لشکر صرخ مین آئی ہے اور جو کچھ تنظیم اور استقبال اور جشن کی کیفیت تھی وہ سب اُس عرضی مین درج تھی اِس حال کے معلوم ہونے سے شاہ جادوان قاصد ہوا کہ مین خود بہر گرفتاری مخمور جاؤن لیکن مشورہ رائے ہوا کہ حضور کا جانا اچھا نہین عمرو نے یہان آکر کیسی آفتین

برپا کی تھیں مبادا نسبت بندگان شہنشاہ کے کوئی بے ادبی کرے تو بہتر نہ ہوگا اس فہمایش سے
شاہ جادوان آنے سے باز رہا اور صرصر کو جو پہلے سے حاضر دربار تھی سامنے طلب کرکے
بہت بُرا بھلا کہا کہ تجھ سے کچھ نہیں ہو سکتا جب عیار طلسم مین نہ آئے تھے تو بہت کچھ انی تعلیان
کرتی تھی اب بتادے وہ کہان گئی صرصر ان باتون کو سنکر غضبناک ہوئی کہ پہلے بھی یہ کنیز
عمرو کو گرفتار کر لائی تھی اور اب بھی کسی طرح قاصر نہین ہے جاتی ہون اور گرفتار کیے لاتی ہون
یہ کہکر رخصت ہوکر چلی اسکے جانے سے شاہ جادوان کو کچھ تسکین نہوئی اور حیرت نے
پوچھا کہ تمھارے ملک مین پانچ کُٹنیان رہتی تھین انھین طلب کرو حیرت نے بموجب
ارشاد چوبدار روانہ کیا اُسنے کُٹنیون کو اطلاع دی پانچون حسب الطلب لباس مکاری
زیب بر کرکے خدمت شہنشاہ مین حاضر ہوئین یہ پانچون فریب اور دغابازی مین شیطان کو
درس دیتی تھین اور نیرنگ سازی و عربدہ پردازی و نقشبازی مین وہم و خیال کو سبق
پڑھاتی تھین کہ بیت

	بیت بازیگر سحر آمودہ		دزدگان بردہ بازی فرہ	

انھون نے جب شاہ کو تسلیم کی اُسنے پوچھا کہ تم کیا کر سکتی ہو کُٹنیون نے جو شاہ کو اپنی جانب
مخاطب پایا اور موقع جسارت دیکھا فوراً قریب تخت آئین اور بلاگردان ہوئین کہ ہم تیرے
واری اور نثار ہو جائین اور صدقہ جائین ہمارے کام کو آپ کیا پوچھتے ہین ہمنے سیکڑون
گھر غارت کر دیے لاکھون کو بہلا کر پھسلا کر بیچ ڈالا ہزارون فتنے اور بپا کرا دیے اور
صدہا طلاق دلا دین آپس مین دو شیدائے محبت کے جانی دشمنی کرا دی اور بہت جو بیٹیان
جنکا دامن تک کسی نے نہ دیکھا تھا انکو نو نو یار کرا دیے اور بڑے بڑے اڑیل مہاجنون کے
گھر بھید بتا کر چورون کو کو دایا جہان ہوا نہ جا سکتی تھی وہان کا حال بتا یا اب دنیا مین جو
کوئی چھل اور فریب ایسا نہوگا جو ہمکو آتا نہو ہم آگ لگا پانی کو دوڑتے ہین دوست رہتے
ہین اور دشمنی کرتے ہین ہمارے کاٹے کا منتر نہین کہیے تو زمین مین سما جائین اور دینار
پشت ماہی تحت الثریٰ چرا لائین اور جو اگر فرمائیے تو فلک چہارم پر اپنے تئین پہونچائین اور
ورق آفتاب سے سونا اُتار لائین آسمان پھاڑ کر ٹھگلی لگانا ہمارے بائین ہاتھ کا کرتب ہے
عرش اعظم ہلنے لگے اس طرح دل ستائین شہنشاہ نے یہ تقریر سنکر استفسار فرمایا کہ تم مین
زیادہ اُستاد کون ہے انھون نے اپنے مین ایک عورت کو بتایا کہ وہ سب سے زیادہ ضعیف

اور نام اسکا ہوشیار گنتنی ہے اسکو سب نے کہا کہ یہ ہماری بڑی ملکہ شیطان کی خالا ہے اور اکثر ہمکو فریب اسنے سکھایا ہے کہ بیت دیدہ ورے پُر ہنرے تر نوش و حیلہ گرے سخت دلی سخت کوش۔ شہنشاہ ساحران نے صفت ہوشیار کی سنکر ارشاد فرمایا کہ مخمور سرخ چشم یہان سے بھاگ کر لشکر مہرخ مین گئی ہے چاہتا ہون کہ تو اسکو گرفتار کرا دے اور وہان سے نکال لائے مجھ تک پہونچا دے ہر چند کہ ساحر زبردست بھیجکر مین اسکو قید کرا سکتا ہون لیکن ساحر کو عیار قتل کر ڈالتے ہین بدینوجہ کہ عیار مکار ہین اور مکار سے مکاری ہی کرکے انسان پیش پاتا ہے اور گوے سبقت میدان فطرت سے دانشمند ہی لیجاتا ہے مین تجکو بھیجتا ہون اگر اس مہم کو اپنی حسن تدبیر سے تو سرانجام دیگی مال دنیا سے مستغنی کر دونگا اور درجہ و اقبال کی افزونی جاہ و دولت سے ترقی ہوگی کہ تمام عالم تجپر رشک کرے گا بمصداق قطعہ

	چو کار تو از حق برآمد چنان کن	کہ یارب ترا از تو کارے برآید	
	نظر در مرادات یاران ہمان بہ	کہ بے زحمتے انتظارے برآید	

ہوشیار نے مراعات شہنشاہی اپنی نسبت دیکھ کر دُر جگ مکاری دہن سے شعبدہ سخن ظاہر کیا کہ قربان جاؤن یہ کون سی بڑی بات ہے جسکے لیے سرکار اسقدر مبالغہ تاکید مین فرماتے ہین ایسے کام تو میری چھوکریان کر لیتی ہین اور میری تو یہ صفت ہے کہ بیت

	تریاک و زہر ہست مرا بر سر زبان	این بہر دوستان بود آن بہر دشمنان	

مخمور را اور عمرو وغیرہ کو باندھ کر اگر حضور مین نہ لائین تو نام اپنا ہوشیار نہ رکھا آپ اطمینان کامل رکھیے شہنشاہ جادوان نے اسکو خلعت مرحمت کیا اور زر و جواہر دیکر اور گنیزین ہمراہ دیکر رخصت فرمایا اور ایک ساحر سے حکم دیا کہ ہوشیار کو دریاے خون روان کے پار پہونچا دے اسنے تخت سحر پر گنتنی کو بٹھایا اور لیکر چلا بعد جانے گنتنی کے افراسیاب بھی مع حیرت اور مشعور وغیرہ کے زبان سے اٹھکر باغ سیب مین آیا اور حیرت سے کہا کہ تم بھی مقابلہ مہرخ مین جاؤ اور اپنے لشکر مین ٹھہر کر منتظر وقت کی ہو حیرت یہ حکم سنکر سوار ہوئی اور اپنے لشکر کی طرف گئی اس عرصہ مین پنجہ سحر نامہ خداوند باختر لقا کا لایا اسکو جو پڑھا لکھا تھا کہ عرصہ مدید منقضی ہوا کہ کوئی ساحر ہماری مدد کو نہین آیا لازم کہ بمجرد نامہ دیکھنے کے کسی ساحر زبردست کو روانہ کرو کہ

	صبا ز منزل جانان گذر دریغ مدار	وزو بعاشق بیدل نظر دریغ مدار	

شاہ جادوان مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر حرف زن ہوا کہ اے خونخوار شمشیر زن جادو تم پہلے مخمور کو گرفتار کرنے گئے تھے لیکن سلیمان کے ہاتھ سے بھاگ آئے اب خداوند کی مدد کو جاؤ گے خونخوار نے جواب دیا کہ حضور کا اقبال چاہیے میرا جانا کیا اور نجانا کیا افراسیاب نے کہا تم اپنے بھائی عمود زن جادو کو بھی اپنے ہمراہ لے لو اور لشکر کثیر لیجا کر خداوند کی مدد کرو اس حکم کو سُنکر خونخوار اور بھائی اُسکا عازم روانگی ہوے خلعت رخصت پایا فوج ساحران کو حکم تیاری ملا بارہ ہزار ساحر مسلح و مکمل ہوکر طائران سحر پر سوار ہوے باجے بجنے اور ناقوس پھنکے افسر اژدہوں پر چڑھ کر چل کھڑے ہوے اُن اژدہوں سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آسمان پر پانی لہریں لے رہا ہے یا فلک نے موذی ہیں ظاہر کیا ہے قطعہ

گھے شدہ چو سپہر گردہ کہ بہ نیزہ دراز		گہے نمودہ ز تن حلقہ ہا کمند آسا	
نہ ابر لیک دو برق اندر و شدہ نہان		نہ بحر لیک بر و موج بیکران پیدا	

اسی طرح بعد قطع مسافت راہ طلسم سے باہر نکل کر برسم یلغار قریب لشکر لقا پہونچے سلیمان اور بختیارک آمد فوج ساحران کی علامت دیکھ کر استقبال کو آئے خونخوار اور عمود سے ملاقات کی لشکر ساحران مقام پاکیزہ میں اُتروایا اور ان دونون کو باعزاز تمام بارگاہ میں پہونچایا لقا کو دونون نے سجدہ کیا اور زنگاون پر قرار لیا ساقی مہ لقا نے جام مے ارغوانی انھیں پلایا اور ناچ ہونے لگا جب دماغ اُنکے بادۂ خوش گوار سے سرگرم ہوے حال لشکر امیر پوچھا بختیارک نے ابتداے پیدایش امیر یعنی زمان نوشیروان سے ہنگام اپنی بیان تک مفصل کہہ سنایا اور کہا باعث فتح پانے اسلامیون کا یہ بھی ہے کہ داماد خداوند کے اور نواسے اور بیٹیان لشکر حمزہ میں موجود ہین اور خداوند لاکھون تقدیرین روز فرماتے ہین تمام عالم کے مالک ہین پس بیٹیان خداوند کی کہ نور چکیدۂ قدرت ہین ضرور ہزار دو ہزار تقدیر کی مالک ہونگی وہی تقدیر کرتی ہین کہ جو امیر سے لڑتا ہے مارا جاتا ہے اور جو طلسم مین عمرو سے مقابلہ کرتا ہے ہلاک ہوتا ہے اور از بسکہ خداوند کی بڑی بیٹی کے شوہر شاہزادہ بدیع الزمان جو طلسم مین قید ہین خداوند آزادی چاہتی ہونگے کہ طلسم برباد ہو جائے خونخوار اور عمود نے جو یہ تقریر سنی ہوش باختہ ہوگئے اور گھبرا کر بولے کہ پھر ہمارا لڑنا بیکار ہے ہمین چاہیے کہ حمزہ کی اطاعت کرین بختیارک نے جواب دیا کہ یہ امر خداوند کو منظور نہین کہ جو میرا حریف ہو اوسکی اطاعت کرین فی الجملہ خداوند کی مشیت عجیب ہے بہت ہی بہتر یہ ہے کہ جو خداوند فرمائین وہ انسان کیجیے

اور دم بدم متوقع نزول رحمت خداوندی کا رہے کہ بمصداق بیت

گنہ اگرچہ نبود اختیار ما حافظ — تو در طریق ادب کوش گو گناہ منست

غرضکہ دو روز اسی طرح یہ دونون تباہ روزگار صحبت آرا رہے اور کسل سفر سے آسودہ ہوئے ایک دن جسوقت کہ تیغ حیات سوز نور رہندۂ شب سپہر زرنگار آفتاب پر پہونچی اور رایت ارجم سیاہ میدان روزگار بے مہر مین والیل اذا یغشیٰ کا بلند ہوا کہ بمقتضاے نظم

ہوئے بدخواہ یک دیگر جو مردم — سر خورشید سے دستار گم
شب تیرہ ہوئی فتنے پہ مائل — سیاہی ہو گئی ہر سمت حائل

دونون ساحران نابکار آمادۂ کارزار ہوئے اور حکم دیا کہ لشکر مین جنگ بجے ہر ایک معلوم کرے کہ کل معرکۂ جدال و قتال ہے بے لڑے بھڑے یہان بچنا محال ہے اس حکم بموجب لشکر ساحران مین صداے نقارۂ رزمی بلند ہوئی جو ہیسان لشکر امیر ابجد توقیر روبروے شہنشاہ کشورگیر بارگاہ اسلامیان مین آئے اور مراسم تعظیم و تسلیم بہ ارادت بجا لائے لب عجز کو دعاے دولت ابد قرین بادشاہ دین و کہا کہ قطعہ

کای مبارک پی شہنشاہی کہ حق [illegible] — اختران آسمان از طلعت نیک اختری
مہر و دولت شود چون سایہ بر ہماے — بر سر آن بومی کہ تو ظل ہمایون گستری
من چہ گویم در کمال کبریای حضرتت — آفرین باد آفرین کز ہر چہ گویم برتری

دو ساحر تیرہ زو بد انجام خونخوار شمشیر زن و عمود زن جادو و نام نے لشکر عدو مین آکر قیام کیا تھا آج طبل جنگ بجوایا ہے آمادۂ حرب ہو کر بکھیڑا مچایا ہے باقی خیریت ہے یہ عرض کر کے ہرکارے دوبارہ خبر لینے سدھارے لیکن شاہ گردون بارگاہ نے حکم محکم قضا شیم بوق ترکی اور نامے کیو حربی کے بجنے کا صادر فرمایا چالاک بن عمرو نقارخانۂ سکندری مین آیا داروغۂ نقارخانہ نے نذر دی لیکر واسطے عمرو کے امانتاً جمع کر لی پھر تماشیہ طبل آنکر چوب لگائی جسکی صداے نسر طائر سپہر فلک پر پھڑپھڑایا اور گاو زمین کا سر چکر اگیا صدمہ یہ ارض و عبرا مین تزلزل پڑ گیا کہ نظم

قیامت سے نہ تھا کچھ شور وہ کم — لگے ہلنے جبال و دشت اس دم
ہوا بستون کا زہرہ خوف سے آب — ہر اک دل فرط دہشت سے تھا بیتاب

دلاوران عرصہ گاہ نبرد ہوشیار ہو کر سامان جنگ جوئی مین مصروف ہوئے شاہ نے دربار سویرے

برخاست فرمایا ہر ایک بہادر اپنی اپنی جگہ پر آیا سلح خانے کھل گئے ہتھیار نکلنے لگے گھوڑوں کے ساز درست ہونے لگے زرہ جوشن و برگستوان پسند کرکے زیب تن مبارزان نامی کرنے لگے اُسطرف ساحر سحر جگاتے تھے پوجا پاٹ جاپ منتروں کے ہو رہے تھے ڈمرو بجتے تھے نقیب و رجازچی دونوں سمت کے تعریف شجاعت کرکے دل مردان عالم کے بڑھاتے تھے چار پہر رات یہی معرکہ رہا آخر وہ زمانہ آیا کہ لوائے ظلام ترک شب تیرہ فام نگونسار ہوا اور شہنشاہ گردون سریر بصد تمکین تیغۂ مہر اور نیزۂ خط شعاع لیکر توسن سپہر پر سوار ہوا کہ نظم

دگر روز کاین خسرو خاوری — برآمد برین چرخ نیلوفری
زمانہ در روشنی باز کرد — جہان بازی دیگر آغاز کرد

صبح ہوتے ہی سپاہ جنگجو و کینہ خواہ جانبین سے فوجوں فوجوں اور انبوہ انبوہ واردِ دشت وغا ہوئی امیر پچھلی رات سے مصروف طاعت الٰہ تھے دعائے فتح و ظفر مانگتے واسطے خاصان خدا کے دلاتے تھے نہایت خضوع و خشوع سے استغاثہ فرماتے تھے کہ لقولہ رباعی

بندہ سے ہو کیا بیان اوصاف خدا — قطرہ کیا کہہ سکے صفات دریا
کن کہتے ہی ہو گیا سبھی کچھ موجود — حقا کہ تو ہی ہے مالک ارض و سما

مجھے اس لشکر شقاوت اثر پر فتحیاب فرمانا ہر آفت سے بچانا اس دعا کرنے میں خبر ورود جنود میدان قتال میں سنی آپ بھی سلح سنجوگ سے آراستہ ہو کر اور تبرکات انبیا علیہم السلام ذات فائض البرکات پر پیراستہ فرما کر مسجد کے پاس سے برآمد ہوئے اور اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر در دولت والا نعمت سلطان گردون رفعت پر حاضر ہو کر ٹھہرے یہاں تمام سرداران لشکر یکان یکان آئے اور امیر کو مجرا کرکے منتظر تشریف آوری شہنشاہ ہوئے کہ یکایک عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخی پر کھنچا ہر ایک سردار مع امیر کے مجرا گاہ پر جا کھڑا ہوا دیکھا محل سے کنول بردارنیاں اور لالٹینیں اور پنجشاخے والیاں طلائی نقرئی پنجشاخے لیے ظاہر ہوئیں اور طفلان مہ لقا عود عنبر کے نخلخے اور لوٹے بخور کرتے ظاہر ہوئے پھر ترکنیں اور حبشنیں اردا بیگنیاں وغیرہ انتظام کنان دروازے تک آئیں اور کہاریاں تخت جہان پناہ اٹھائے لباس زریں مچھلیاں سروں پر لگائے جیسے ہی دروازہ پر پہونچی تھیں کہ کہاروں نے تخت بڑھ کر بدلوایا اور اہتمام زنانہ پھر گیا مردانہ پکارا کہ نظم

شاہ گردون پناہ عالی جاہ — زیر فرمان ہو ماہی سے تا ماہ

پھر خصلت ہے یہ انکو القاب ۔ رونق تخت و تاج عرش جناب
دشمن اس گھر کے نامراد رہین ۔ دوست آباد اور شاد رہین

جمال باکمال سلطان عالی شان جب نظر آیا امیر اور سرداروں نے مجرا کیا پایۂ تخت شاہی کو بوسہ دیا چار طرف سردار گھوڑے اُڑاتے قلب مین تخت کو لیے نقارے پر چوب پڑی نقیب افسانۂ جنگ پہلوانان گذشتہ پڑھتے آگے بڑھے اور ایسی شان و شوکت سے قریب ادگاہ میدان پہونچے پھر تو یہ کیفیت تھی کہ

ابیات

اُٹھا ہر سمت سے شور قیامت ۔ ہوئی بس مشتعل نار عداوت
زمین ہلنے لگی نیچے قدم کے ۔ کیا طوفان پھریرے نے علم کے
ہوا وہ آب بستہ نہر جاری ۔ معاذ اللہ اُسکی اضطراری
جو قطرہ تھا وہ سیلاب دمان تھا ۔ جو ذرہ تھا وہ دشت بیکران تھا

جس وقت کہ وارد دشت قتال ہوے دیکھا کہ لقا فوج بیکران لیکر بڑے کر و فر سے تخت ناقی پر کھوائے آتا ہے بختیارک خوشی مین بیٹھا گلسراؤی کر رہا ہے گرد سالاران لشکر کا مجمع ہے فوج ساحران کا ایک جانب پرا جما ہے برقین تلوار کی چمکتی ہین سحر سے شعلہ ہاے آتش بلند ہین دمامے اور دہل کی آواز گنبد گردان گردون مین پیچیدہ غرضکہ اول بیلداروں نے میدان برابر کیا پھر سقون نے گرد و غبار آب پاشی کر کے بٹھایا اور صف آراؤں نے میمنہ و میسرہ درست فرمایا کڑکیتوں نے کڑکا سنایا کہ

نظم

ہوے آراستہ لشکر بدستور ۔ دل خالی ہوا کینے سے معمور
نقیبانون دعائے دی یہ آہنگ ۔ دلیرو ہے یہ وقت نام اور ننگ
نہین ہے پیچھے رہنے کا یہ ہنگام ۔ بڑھے آب روان کی طرح ہر گام
دمامے کوس میدان بجتے تھے ہر بار ۔ ہوا تھا فتنۂ خوابیدہ بیدار
بھرا تھا دل یہ نقارچی کا ۔ کہ شہنا پر گمان امتلا تھا

جب کارسازی لشکر ہو چکی عمرو زن جادو اجازت لقا سے لیکر میدان مین آیا پہلے آگ پتھر برسا کر اپنی شوکت جتا کر للکارا کہ ای لشکر خدا پرستان وای زبردستان جسکو آرزوی مرگ ہو آئے میدان مین لشکر امیر مین شہزادہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خادر سیاہ نیزہ صاحبقران دست چپ مین شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی پر سوار تھے اور یہ گھوڑا طلسم کا ہر پاک پر اسکی

ہاتھ ڈالا کہ میں اُس ساحر کا جا کر سامنا کروں اُسوقت ایک باختر وغیرہ کے زیر گروہ سردار
گرواگرد کھڑے تھے اِس ارادے پر اطلاع پا کر عرض رسا ہوے کہ ہم جب تک زندہ ہیں جان
نثاری کرینگے اور آپ کو لڑنے نہ دینگے یہ کہکر تہمتن خان خاوری نے گھوڑا اُڑا کر سامنے
تخت شاہی کے آکر دست لیتہ اجازت حرب چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ سپرد کیا خدای قادر کو
بہمن رخصت ہو کر سامنے عمود زن کے آیا اُس بیحیا نے سینہ بے کینہ کو اِس بہادر کے تاک کر
نیزہ لگایا تہمتن نے سنان نیزہ کو اپنی برچھے کی سنان پر روکا چند طعن ردوبدل ہوئی تھیں
کہ نیزہ عمود زن کے ہاتھ سے نکل کر دور گرا اور اُسنے شرمندہ ہو کر عمود سحر پڑھکر مارا ایک
شعلہ آتش اُس گرز سے نکل کر تہمتن پر گرا کہ یہ دلاور بیہوش ہو گیا اُسنے قاش زین سے کمربند
میں ہاتھ دیکر اُٹھا لیا اور لشکریان لقا کو بلا کر اُنکے حوالے کیا لقا نے حکم دیا کہ ایک خیمہ میں قید
بٹھا کر اُسکو گرفتار کرو بموجب حکم تہمتن کو ہتکڑیاں پہنا کر قید کیا اور عمود زن نے پھر نبرد دی
کہ اور جسکا جی مرنے کو چاہے وہ لڑنے کو آئے ابکی بار تہمتن کا بھائی التماس خان خاوری
اجازت شاہ سے لیکر مقابلے کو آیا لیکن اسپر بھی وہی حادثہ گذرا اور گرفتار ہو گیا پھر عمود زن
مبارز خواہ ہوا ادھر سے زبرائے جوشن پوش حسب ارشاد شہنشاہ شامنے گیا لیکن ضرب گرز سے
ساحر کی بیہوش ہوا اسی طرح تا بہ شام پچیس سردار مطیع و منقاد شہزادۂ قاسم اسیر سر پنجۂ تقدیر
ہوے قاسم اُسوقت خود عازم میدان ہوا لیکن ازبسکہ شام ہو گئی تھی اور وہ زمانہ کہ
خورشید عالم افروز سیاہ زنگبار شب کی وجہ سے زنجیر شعاع میں بندھ کر زندان کدۂ مغرب
میں گیا اور ظلمت آباد نام اس جہان بیوفا کا رکھا گیا ترک فلک تھانے اہر ہوا کہ

نظم

رہی اس طرح سارے دن وہ پیکار	رہا پھر صبح پر موقوف وہ کار
صفیں ٹوٹیں رہی قائم وہ بازی	ستاروں میں بھی تھی اک ترکتازی

عمود زن طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھرا مگر کہتا گیا کہ ای مسلمانان اگر تمنے آج رات کو
خدمت خداوند میں آکر سجدہ نہ کیا تو کل کا دن تمہارے لیے روز فردا ہوگا یعنی کوئی زندہ نہ بچیگا
یہ لاف و گزاف سنکر غازیوں نے بھی لعن طعن لقا پر کی آخر دونوں لشکر رزمگاہ سے پھر کر
خیمہ گاہ میں آئے اور سب نے کمر کھولی آسودہ ہوے طلایہ کے گشت اور دبے کی چوکیاں قائم ہوگئیں
عیار اپنے اپنے سردار کی بارگاہ پر حفاظت کے لیے آگئے بادشاہ نے شب کے دربار کا نقارہ کیا
سردار دست راست اور دست چپ کو آکر دنگلہاے شبکت پر شکن ہوے ساقیان حور پیکر

جام بادۂ احمر انجمن نشینان کو دیتے تھے لیکن بوجہ گرفتار ہو جانے سرداران قاسم کے مزاج ہمایون شہنشاہ مکدر تھا ناچ و راگ کا چرچا نہ تھا اور اِس طرف لقا بھی اپنی بارگاہ میں جب بہو نچا فرط عشرت سے حکم جشن ہوئے کار یا لولیان قمر طلعت و رامشگران مہر صورت نے ترانۂ خرمی آغاز کیا رقص و سرود کا ہنگامہ گرم ہوا لشکر بہراچ کی سب طرح کی درستی ہوگئی سرداران اسیر جہان قید ہین وہان ساحرون نے حصار سحر کر دیا کہ کوئی عیار آکر دستبرد نکرے بعد اِس اہتمام و انتظام کے بختیارک نے عمو وزن کو گرمایا کہ دشمن کو فرصت دینا اچھا نہیں ہے آج ہی نقارۂ رزم بجواؤ اور لشکر عدو کا خاتمہ کرو خداوند کی عادت ہو کہ تقدیر پلٹ دیتے ہین آج تمھاری نسبت تقدیر اچھی کی ہے آیندہ شاید بندگان مغضوب پر رحم آجائے اور تقدیر پھیر دین اِس سے بہتر ہے کہ اسوقت کو غنیمت سمجھو اِن باتون کو سنکر عمو وزن نے حکم دیا کہ کوس رزم پر چوب پڑے بموجب حکم نفیر سحر کو دم ملا اور لڑنے والون نے نقارۂ جنگی بجایا ہلکارہ جنے جو بامر جاسوسی یہان موجود تھے خبر جاکر خدمت شاہ اسلام مین گذارش کی شہنشاہ ہنوز نوبت طبل رزم کی نسبت کچھ فرمانے نپائے تھے کہ شاہزادہ ملک قاسم ذنگل فراریابی سے اٹھکر روبروے تخت شاہ آئے و بادب تمام عرض پیرا ہوئے کہ نظم

شہا بخت و جاہ تو پایندہ باد
مہ و سال میمون و فرخندہ باد
فلک بندہ و آفتابت غلام
زمانہ مطیع و جہانت بکام

آج میرے نام پر طبل جنگ بجے یعنی کل سوا میرے اور کوئی مقابلہ کرنے ساحرون سے میدان مین نہ نکلے کیونکہ اِس احقر کے رفیق آج بہت سے گرفتار ہو گئے ہین چاہتا ہون کہ عمو وزن کو سزا سخت دون اور سر اُس ناسزا کا کاٹ کر خدمت عالی مین حاضر کر دین ورنہ مین بھی مثل اپنے رفقا کے اسیر و دستگیر ہو کر اُن وفاشعارون کا ساتھ دون کہ قطعہ

صحبت یاران غنیمت دان کہ نقد زندگی
خاص از بہر نثار صحبت یاران خوش است
خوش بود بہر تماشا گلشن عمر عزیز
آن تماشا ہم بدیدار ہواداران خوش ست

یہ عرض شہزادۂ گرامی منزلت کی شہنشاہ نے مسموع فرما کر ارشاد کیا کہ اے شہزادہ عالی ہمم وہ ساحر اعظم ہے تمھارا اور اسکا مقابلہ کیا ہی بس مناسب ہو کہ

نہ ہر جاے مرکب توان تاختن
کہ جا ہا سپر باید انداختن

انشاء اللہ تعالی وہ بھی زمانہ آئیگا کہ ساحران ناہنجار برباد و خوار ہونگے اور سردار تمھاری رہا ہو کر

آئین گے غرض ہر چند لآلی آبدار اندرز و پند دامن شہزادہ مین شاہ اسلام نے گرائے لیکن قاسم نے انکو زیب گوش اپنے شاہد ہوش کے نہ کیا اور اپنی عرض کے پذیرا ہونے پر مصر ہوا اور کہا اگر میرے نامزد ہو کر طبل جنگ نہ بجے گا تو غلام اپنے تئین جوہر کرے گا آخر بادشاہ نے حکم دیا کہ تخصیص کے ساتھ بنام شہزادۂ قاسم نقارہ رزم بجے یعنی یہ مشتہر کر دیا جائے کہ کل سوائے قاسم کے کوئی لڑنے کا ارادہ نہ کرے حسب الارشاد خسرو گیتی ستان چالاک نقارخانے مین جا کر شرطیہ بنام شہزادۂ قاسم طبل سکندر پر چوب لگائی کہ نظم

یہ غریشس مین ہوا طبل سکندر		تزلزل مین پڑے کہسار اور بر	
اُڑے تھے اِس صدا سے دیو کے ہوش		دریدہ اُس سے تھا ہر پردۂ گوش	

طبل شرطی بجنے سے دونون لشکرون مین قاسم کے مقابلے کی خبر مشتہر ہوئی اور بختیارک نے جب یہ کیفیت سنی پکارا صلوٰۃ بر محمد و آل محمد و لعنت بر لقاے عمودزن اب تم دونون بھائی زندہ رہتے نظر نہین آتے آج خداوند کے داماد نے طبل اپنے نام پر بجوایا ہے پھر خداوند کب چاہین گے کہ بیٹی میری رانڈ ہو جائے اور اُدھر خداوندزادی تقدیر تیری ہلاک ہونیکی کرے گی عمودزن یہ تقریر سنکر گھبرایا اور لقا کی طرف بحسرت دیکھا اُس مردک نے کہا تم نہ گھبراؤ شیطان کے کہنے پر نہ جاؤ وہ ورغلاتا ہے اور اسکا کام بندگان قدرت کو بہکانا ہے مین تقدیر آج مٹھی مین بند کیے لیتا ہون کل جیسا موقع دیکھون گا ویسا کرونگا خلاصہ کلام تیاری جنگ کی دونون لشکرون مین ہونے لگی شاہ لشکر اسلام نے دربار سویرے برخاست فرمایا ہر ایک سردار اپنی اپنی بارگاہ مین آیا قاسم جب اپنے مقام پر پہونچے دل سے مشورت پذیر ہوے کہ کل روز معرکۂ نبرد ہے سحر سے تم نا بلد ہو ضرور ہے کہ قتل ہوگے یا گرفتار ہو کر سامنے لقا کے پہونچو گے پھر وہ دشمن خدا بڑے عذاب سے قتل کرائے گا اس سے بہتر ہے کہ اس دنیاے فانی پر اعتبار نکرو اور خوان پُر از نعمتہاے گوناگون جہان سے آج تم بھی چاشنی عیش و مسرت چکھو اور اِسکی لذت معلوم کرو کیونکہ اس غدار نے ہزارون کو پُر از حسرت و ارمان آغوش لحد مین سلایا ہے اور سیکڑون کو بہزاران تمنا و آرزو خاک مین ملایا ہے کون اس دار ناپائدار سے دلشاد ہو کر گیا اور کسنے اِس سے دل لگا کر نخل عشرت و کامرانی سے ثمر مراد اور گل امید دامن آرزو مین چُنا کہ نظم

ازل سے ہے یہی دنیا کا دستور		کوئی نام ہے اور کوئی مسرور	

کسی کے بر مین ہے پیراہن زر — نہین سر پر کسی بے پر کے چادر
کسی کا گھر ہے رشکِ صحنِ گلشن — کوئی بلبل نمط کرتا ہے شیون
کسی کا رات کو ہے خشت پر سر — کسی کے سر پہ ہے شاہی کا افسر

خلاصہ کلام دل سے شہزادے نے دنیا کو فانی سمجھ کر تہیہ کیا کہ آج سامان عشرت ہر طرح کا مہیا
کرکے خوب عیش ونشاط مین بسر کیجیے کہ **بیت** برلب جوے نشین وگذر عمر ببین + این اشارت
زجہان گذران ما رابس + اس کیفیت کو دل سے تجویز فرماکر سیارہ بن عمرو اپنے عیار کو بُلاکر
ارشاد کیا کہ لشکر اسلام جہان تک اُترا ہوا ہے اسکی حد سے پانچ کوس بڑھ کر لب دریا خیمہ زرنگی
ہمارے لیے نصب کیا جائے اور صحرا کے درختون کو بادلے سے منڈھوا دو کوسون تک روشنی
کرادو ارباب نشاط حاضر ہوکر مجرا کرین آج جنگل مین ہم سیر شب ماہ دیکھین گے خاطر حزین کو
شاد وخرم کرینگے اِس حکم کو سنتے ہی سیارہ نے انتظام کیا ہزارہا آدمی دوڑ پڑا لشکر کی حد سے
دور ہٹکر دامن کوہ مین جنگل کو خار وخاشاک سے صاف کرایا اور ایک کوہ پرشکوہ کا دامن جو
نہایت وسیع اور فرح افزا تھا تجویز کرکے خیمہ ایستادہ کیا فی الواقعی اُس پہاڑ پر روح فزا
نثار تھی قدرت خالق بر وبحر سے طرفہ بہار تھی مثل ہمت جوانمردان اور مانند رتبہ صاحبدلان کے
بلند تھا سر کوہ فرق ہمت اوج سپہر سے ارجمند تھا چشمہ ہاے شیرین صاف تر دل مصفا پاکبازان کے
اُسمین جاری کنارے چشمون کے سبزہ ہاے زنگاری دامن کوہ مین کوسون تک ریاحین
دازہار مثل نجم فلک کے تابان اور جداول آب روان رشک دہ انہار روضۂ رضوان
سبزہ سایہ بید مین آرام گیر اور یاسمن لب آب اور کنار چمن مین فرحت پذیر پایۂ ثبات
کوہ کی نسبت والجبال اوتادا کہنا واجب تھا فضاے دشت کی صفت مین فادخلی فی عبادی
وادخلی جنتی لکھنا روا بنفشہ حوالی گل مین گویا گرد عارض گلرخان زلف دلفریب کا جوبن
دکھاتا تھا اور سنبل تر لالۂ احمر کے قریب مثل خط غالیہ بیز سبز رنگون کے آگاتا تھا جیسے
نوجوان رعنایان گلشن کی سین بھیگتی تھین ایک جانب بید طبری نیمہ اطلس گلگون کا
پہنے اور سرو سہی جامۂ حریر در بر کیے زبان نسیم مشکبار نے اسرار روائح گلزار کو چارسوے
عالم مین فاش کیا تھا اور گفتگوے بلبل ور حکایت رنگ وبوے گل کو ساکنان سراچۂ عالم بالا کے
کان تک پہونچایا تھا طائران شیرین نو خطبۂ ثناے ملک متعال زبان حال سے پڑھتے تھے
نقاش قدرت نے لوح سنگین کوہ پر قلم قدرت سے کیا کیا نقش زیبا رقم فرمائے ہین اور

کلک نیرنگ تحریر باغبان تقدیر نے کیسے کیسے گل بوٹے بنائے ہین الحق بیت

نہ بلبل بر گلش تسبیح خوانست	که هر خارے به تسبیحش زبان ست

نظر ارباب بنیش مین کنارے جوئبار کے خط سبزہ سے حرف وفجرنا فیہا من العیون پڑھے پڑھے جاتے تھے اور لوح زمردین سبزہ سے وجعلنا فیہا جنت رقم قلم کد پور حقیقی نظر آتے تھے کہ ابیات

ریاحین بر کنار جوے رستہ	ز آب ژاله دست و روی شستہ
درختان چون بتان قد بر کشیدہ	زیک دیگر بہ خوبی سر کشیدہ
فراز شاخ مرغان خوش آواز	بالحان ارغنونہا کردہ بر ساز
نہال سرو کز جنت سبق داشت	خط طوبیٰ لہم بر ہر ورق داشت

ایسے مقام دلکش مین آرام گاہ شہزادہ عشرت پناہ آراستہ کی اسباب شاہانہ سیارہ نے مہیا کیا کہ نظم

بسے زیور از گوہر شاہوار	بسے خاتم و یارہ و گوشوار
بسے درج و صندوق با قفل زر	پُر از لعل و یاقوت و دُر و گہر
ز زرینہ آلات و سیمینہ ظرف	ز ہر گونہ تحفہ ہاے شگرف

نہرون مین کنول بلور کے روشن کر کے چھوڑ دیے اور درختون کو بادلے سے منڈھا جھاڑ فرشی قد آدم استادہ کیے فرش شاہانہ لب نہر بچھایا کنارے ہر جوئبار کے سرو چراغان کیا میخانہ ایک جانب سجا گیا اور ایک سمت پلنگ جواہر کار شہزادہ کا لگایا مہوشان گل اندام آکر جمع ہوے اور وشت مین گاتیان ڈوپٹہ کی باندھکر چھلی چھلیا کھیلتے تھے موہنکیان اور بھیرے چشمون مین پڑ گئے جلترنگ اُنپر بجنے لگا اور بانجھنون نے کہ جو لنگے جواہر کار پہنے تھین اور کڑے نگر دبان ہاتھون مین رکھتی تھین بجرون کو کھینا شروع کیا اور ہر سمت ناچ کنارے کنارے ہونے لگا مقیش کترا ہوا اڑایا جاتا تھا ستارے فلک سے ٹوٹ کر گویا زمین پر گرتے تھے قمقمے اور رنگ کی پچکاریان چلتی تھین حقیقت مین یہ عالم تھا کہ نظم

وہ خیمہ جو تھا غیرت آسمان	سجا اُس جگہ پر بصد عز و شان
طناب اُسکی ہر ایک زرتار تھی	شعاع تھی مگر وہ خط مہر کی
کھچے آگے خیمے کے وہ سائبان	کہ تھا سلک گوہر کا جسمین سمان
سراپچے ہر اک سمت اُٹھوا دیے	در باغ خلد برین وا کیے
تمامی کا ہر جا پہ بچھوایا فرش	زمین تنگی دان کی سب رشک عرش

لب نہر روشن چراغان ہوے — کہ پانی مین اختر نمایان ہوے
اُڑاتے تھے مقیش جو سب کھڑے — ستارے فلک سے لگے ٹوٹنے
لٹکتے تھے جو گیند بلور کے — درختون مین پھل تھے لگے نور کے
پری رو ہر اک سو تھے بازی کنان — عجب حسن اُنکا عجب آن بان

جب یہ جلسہ عشرت پیرا جمع ہو چکا شہزادہ کو اطلاع دی قاسم لباس رنگین پہنکر اور آرائش اپنی زر و گوہر سے فرما کر زینت بخش انجمن ہو مسند جواہرین پر لب نہر آکر بیٹھا سامنے رقاصان زہرہ ناچنے لگے اور اشعار عاشقانہ گانے لگے ہوا بندھا نا کیسا سما بندھا وہ سناٹے کا عالم اور صحرا کی فضا فرش زمردین سبزہ زنگاری پر چاندنی کا چھٹکنا اور کھیت کرنا عجب لطف دکھاتا تھا زمین فرط صفا سے اور عکس ستارگان سے فلک اطلس نگینی تھی پھولون کی خوشبو سے زمانہ مہکتا تھا ایسے وقت مین مہ رخون نے اونچے سرون مین لمک کر جو بہاگ گایا تو ناہید فلک کو دیوانہ بنایا کہ مثنوی

گل نغمہ ترکی تھی یہ بہار — کہ صحرا کے گل اسکے آگے تھے خار
فقط بلبل و گل کا کب تھا ہجوم — کہ گرتی تھین وان ڈالیان جھوم جھوم
بچھی ہر طرف چادر نور تھی — یہی چاندنی اسکو منظور تھی
بندھا اس طرح کا جو شدیم سمان — صبا بھی لگی رقص کرنے وہان
وہ سنسان جنگل وہ نور قمر — وہ براق سا ہر طرف دشت و در
وہ اُجلا سا میدان چمکتی تھی ریت — اُگا نور سے چاند تارون کا کھیت
درختون کے پتے چمکتے ہوے — خس و خار سارے جھمکتے ہوے
درختون کے سایے مین مہ کا وہ روپ — گرے جیسے چھلنی سے چھن چھن کے دھوپ
تماشا نہ دیکھا تھا جو یہ کبھی — در و دشت غش ہو پڑے تھے سبھی
نظر جو کہ کرتی تھی بوٹی جڑی — ہر اک عالم شوق مین تھی کھڑی
یہان تک کہ وہ بھی جو تھے نقش پا — وہ بیٹھے تھے کان اپنے ادھر لگا

ساقی رنگین لباس نے پیمانہ شراب ہوش ربا بر باد کن ہاس توبہ دینا شروع کیا دماغ بادہ ناب سے شہزادہ کا گرم ہوا خیال آیا کہ اسوقت کوئی معشوق نیا مہر دیدار اگر پہلو مین ہوتا تو بہتر تھا کہ فرد

چمن ہے ابر ہے ٹھنڈی ہوا چلتی ہے دریا ہے — فقط اک تیری جا ای ساقی گلفام باقی ہے

اس تصور کے آتے ہی عجیب اتفاق ہوا یعنی یہان سے کچھ دور پر قریب سرحد طلسم ہوش ربا ایک

پہاڑ ہے کہ نام اُسکا نرگس کوہ ہے اور حوالی کوہ مین ایک شہر آباد ہے اور قلعہ مستحکم بنا ہے حاکم اُس شہر کا
زنار بلا افگن جادو نام مصاحب خاص افراسیاب شاہ جادوان ہے اور ہمیشہ دربار
افراسیاب مین اندر طلسم ہوش رُبا کے رہتا ہے اور خراج گزار شاہ جادوان ہے ہر چند کہ
یہ شہر بیرون طلسم آباد ہے لیکن ساحرون کی بستی ہے اور خلقت یہان کی مطیع شہنشاہ افراسیاب
کی ہے زنار از بسکہ طلسم مین حاضر رہتا ہے اسلیے زوجہ اُسکی ملکہ **حنظل جادو** سریر جہانبانی پر بیٹھی ہی
اور انتظام سلطنت کرتی ہے اور ایک دختر اُسکی ہے کہ حسینان جہان کو حسن اُسکا غیرت دلاتا ہے
اور یوسف مصری کو غلام بناتا ہے یاد مین اُسکی لعبتان روزگار زلیخا کردار سودی کا خلل سر بازار
خریدتے ہین اور مجنون وار لیلی غدار دہر صحرا بصحرا پھرتے ہین کہ **بیت**

روز ولادتش چو نظر کرد مشتری — انصاف داد و گفت کہ این سعد اکبرست

نام اُس رشک گلزار کا ملکہ نرگسی چشم ہے ہمیشہ مثل ماہ سپہر کے سر یع السیر رہتی ہے یعنی کوہ و دشت و بحر کی
سیر کرتی ہے آج کی شب مع کنیزان خورشید رو اور وزیرزادی **سوگند جادو** نام سے تخت سحر تیار
کرا کے سیر کنان اپنے باغ سے روانہ ہوئی اتفاق سے طرف پہونچی کہ جہان **قاسم** نے جلسہ کیا ہی
سامان عشرت مہیا ہی صدائے ارغنون اور صورت قانون اور حسن بتان اور مشعلہ چراغان کی
کیفیت دیکھ کر چاہا کہ اِس جلسہ مین جاکر بتفصیل جملہ سامان مشاہدہ کرون لیکن **سوگند** نے منع کیا
کہ ای ملکہ غیر صحبت مین جانا اچھا نہین لازم ہے کہ سامنے اِس جشن کے آپ بھی اُتر کر ٹھہریے اور مین
بزور سحر فرش شاہانہ اور اسباب ملوکانہ حاضر کرون ناچ دیکھیے انجمن آرای انبساط ہوجیے جو کوئی
اِس محفل خلد مشاکل کا بانی ہوگا وہ یقین ہے کہ آپ کا حال دریافت کرے اور حضور کے
جلسے کی طرف آئے پھر اُس وقت پیام و سلام ہو کر سارا حال منکشف ہو جائے گا اور جہان
آپ جاتی ہین وہ خود آئے گا ملکہ نے یہ کلام سنکر وزیرزادی کی رای کو پسند کیا اور **سوگند** نے
تخت زمین پر اُتار کر ایک مقام پاکیزہ و مصفا پسند کرکے ایسا سحر پڑھا کہ وہ مقام پرخار رشک
لالہ زار بنا اور گلستان عشرت پیراتیار ہوا کہ **نظم**

شبنم اُس سبزہ زار کے اندر — چون زمرد کے کان مین گوہر
تھی اوسی سبزہ زار کے اندر — ایک نہر روان ادھر سے اُدھر
یون نظر آتی تھی وہ ضرب مثل — سبزہ کاغذ پہ نقرئی جدول
نہر کے آس پاس بوتیار — کہین طاؤس تھے قطار قطار

کہین حق سرہ کہین کوکو		قمریان محو یاد حق ہمہ سو

جب اُس سامان عشرت انتما اور جائے فرحت افزا کی درستی اور انتظام ہو چکا لب نہر دو سرو خرامان مسند پر زر پر جلوہ کنان ہوئی اور کنیزین ساز لیکر بجانے لگین غزلہائے عاشقانہ گانے لگین غزل

وہ بیکس ہون نہین ہے کوئی میرے غمگسارونمین		رہا اک دل سو وہ بھی ہے تمہارے جان نثارونمین
سوئے گور غریبان آئین وہ یہ پوچھتے یارب		مرے کشتے کی تربت کونسی ہے ان مزارونمین
ترا اُبھرا ہوا جوبن یہ آنکھو گدگداتا ہے		کہ لوٹے جاتے ہین ہائے ہنسی کے پھول ہارونمین
حقیقت عاشقونکے مرگ کی ہمسے کوئی پوچھے		بہت جب نیند آئی سو رہے جاکر مزارونمین
ادھر بھی اک نگاہ ناز اپنے حسن کا صدقہ		الٰہی حشر کے دن آنکھ نیچی ہو نہ یارون مین
جگر روتا ہے دلکو دل جگر کو طرفہ ماتم ہے		یہ آپکے سوگوارون مین یہ اسکے سوگوارونمین
ادھر دل لوٹتا ہے اُس طرف بجلی تڑپتی ہے		الٰہی خیر ہو بحث آپڑی دو بیقرارون مین
نظر ہے آئینہ پر مانگتے ہین عکس سے بوسہ		وہ خود اپنی در دولت پہ ہین امیدوارون مین
رہے ہم زخمیونکی قبر مین یارب کوئی روزن		مرے مرکر بھی اُنہین چاندنی آئے مزارونمین
ہوئے ہم قتل جب جلسہ نظر آیا حسینون کا		بتا یہ خون ناحق چلو چاؤ گلعذارون مین
امیر ایسے نہ بھیجی دخت رز آنکھون مین پی جائے		جوانی کا گذر شاید نہین پرہیزگارون مین

قاسم کے سمع ہمایون مین گانے کی صدا آئی مسند سے اُٹھکر میدان مین آئے از بسکہ چاندنی چھٹکی ہوئی تھی دور ایک جلسہ مہجبینون کا نظر آیا عقل حیران ہوئی کہ الٰہی یہ پریان ہین یا حوران جنان ہین یہ کیسا عشرت کا سامان ہے آخر دل نے کہا اس جلسہ کو چلکر قریب سے دیکھیے سیدھا اُسی سمت کا راستہ لیا جب نزدیک اُس انجمن رشک وہ انجم کے پہونچا یہ عالم نظر آیا نظم

سامنے اک نگار کو پایا		بوستان مین بہار کو پایا
بلور کا اک چبوترہ خوب	بحر دیگر	اک حوض بھی اُسکے آگے محبوب
اُسپر تخت اور تخت پر حور		یعنی اک نازنین مغرور
گرد حلقہ کیے کنیزین سب	بحر دیگر	چاند کے گرد جس طرح کوکب
باغ کی سیر کوئی کرتی ہے		کوئی انگیا مین پھول دھرتی ہے
کوئی گلرو ہے محو گلبازی		کوئی دکھلا رہی ہے طنازی
گلبدن اک کھڑی ہے زیر شجر		ہے لب نہر اک پری پیکر

کوئی جھولے پہ بیٹھی گاتی ہے　　کوئی ملنار تیز لگاتی ہے
کہین کوئی بجا رہی ہے ستار　　خوش گلو کوئی گا رہی ہے ملار
ذائقہ دل مین سب کی سب کمسن　　جھانکنے تاکنے کے اُنکے دن
بے جگت بات وہ کرتی تھین　　اپنی چالاکیون پہ مرتی تھین
اون کا مارا نہ مانگتا پانی　　سچ تو یون ہے جوانی دیوانی
بیچ مین اُنکے ہے وہ ماہ لقا　　حور و پریان ہون جسپہ دل سے فدا
نازنین نوجوان حسین کمسن　　مار رکھنے کے عاشقون کے دن
فتنۂ دہر قامت رعنا　　چال دم بھر مین حشر کر دے بپا

الحق اُس صنم زیبا صورت کی شکل کو دیکھکر کیونکر کسی دل کو قرار رہے کہ جسکے عکس رخسار نے روشنی طلیعۂ سحر کو دی ہوا اور جسکے رنگ زلف تابدار نے غالیہ فروش شام کی ظلام سے مدد کی ہو سپہر مینائی نے نظیر اُسکا سواے آئینۂ مہر کے اور کہین نہ دیکھا تھا اور نقش بند خیال نے تمثال بے نظیر کو اسکے سواے عالم خواب کے اور کہین نہ پایا تھا بمقتضاے مثنوی

لب لعلش نگین خاتم جسم　　دہان از حلقۂ انگشتری کم
ز رنگ عارضش روی ہوا لعل　　خم زلفش در آتش کردہ صد نعل
عذارش قبلۂ آتش پرستان　　دہانش آرزوے تنگدستان

قاسم بیک نگاہ اُس رشک ماہ پر شیفتہ ہوا اور بآواز بلند پکار کر اس رباعی کو پڑھا کہ رباعی

ہم کیونکر نہ آہ و نالے کرتے ہی رہین　　دُکھ پہ دُکھ کس طرح نہ بھرتے ہی رہین
اِتنے ہی لیے جہان مین جرأت ہم تو　　جیتے ہین کہ تا کسی پہ مرتے ہی رہین

اس صدا کو چند کنیزان ملکہ نے سُنا اور آئینہ رخسار شہزادۂ عالی تبار کو دیکھ کر اپنے تئین حیران کار بنایا لیکن براہ ناز و انداز اُن شوخ چشمون نے ڈوپٹے سے مُنھ چھپایا اور راہ ہی اوہی کر کے سامنے سے بھاگین اور اپنی ہمجولیون سے اٹھلا اٹھلا کر ہاتھ ماتھے پر رکھ کر انگلی دانتون مین دابکر گویا ہوئین کہ نظم

ملک قاسم کی اُس جا پا کے آہٹ　　نگین دکھلا کے سب وان چلبلاہٹ
خجالت کے پسینے مین کوئی غرق　　جھجھک کر ہٹ گئی آنکھون سے جو برق
کوئی بولا بھلا لازم یہ کب ہے　　یہ کیسا دن دہاڑے لو غضب ہے
نہ جس سے واسطہ نہ جان پہچان　　وہ آیا بن بلائے گھر مین مہمان

ڈھٹائی دیکھکر اس نوجوان کی ۔۔۔ مین اپنے دل مین یہ حیران ہون جی
یہ ہر کون اپنے دل مین کیا ہے سمجھا ۔۔۔ جو اس جنگل مین تنہا اس طرف آ
کھڑا ہے گھورتا ایسا نڈر ہو ۔۔۔ ذرا اس کے کلیجے کو تو دیکھو
کوئی بولی ہوئی ہے عقل کچھ گم ۔۔۔ زمانے مین نہ گھس آنا کہین تم
ابھی نخرے کی خوبی واہ جی واہ ۔۔۔ قیامت گرم ہو اللہ اللہ

اِس گفتگو کو سوگند وزیرزادی نے سنکر کنیزون کو گھڑ کا کہ ارے متانیو یہ کس سے ایسی باتین کرتی ہو لونڈیون نے عرض کیا دیکھیے یہ کون سامنے کھڑا ہے اوئی مردوا کیسا ڈھیٹ ہے کہ کہے سے بھی نہین ہٹتا قاسم نے یہ باتین سنکر ہنسکر گویا ہوا کہ بیت ہم جا ہین تو در توڑ کے ورانہ در آئین ٭ پردہ لیے بیٹھی رہے دیوار تمھارا ٭ سوگند نے کہا کیا کہنا آپ ایسے ہی ہین مگر یہان کوئی اوباش نہین ہے یہ باتین کسی اور جگہ جا کر کیجیے ہمپر مہربانی رکھیے خلاصہ کلام اس تکرار کے ہونے سے ملکہ نے بھی آواز سنی اور بولی کہ ارے یہ کیا ہے جو سب ایک جگہ غول باندھے کھڑی ہو اور چیختی ہو ایک کنیز نے جواب دیا کہ حضور یہان مردوا گھس آیا ہے ملکہ بھی اٹھی کہ مین تو چل کر دیکھون اور وہان آئی کہ جہان شہزادہ کھڑا تھا ملکہ کی نظر اسکے جمال جہانتاب پر جو پڑی اک تیر کمان خانہ عشق کا کھایا اور اُس شہسوار حسن کے ناوک مژگان کا اپنے دل وحشی کو نشانہ بنایا خنجر جانستان ابروان پر خم نے حلال کیا اور تیغ ادا و ناز نے ایک ہی وار مین تسمہ بھی لگا نہ رکھا عقل و ہوش کا فیصلہ کر دیا دیکھا کہ ایک محبوب لاثانی جسکی اٹھتی جوانی ہے آفتاب رخسار ہے گلشن خوبی کا گل پر بہار ہے اگر مردم چشم شب تاریک مین رخسار روشن اُسکے دیکھین تو یقین کرین کہ صبح صادق تتق افق مشرق سے طالع ہوئی ہے اور اگر دیدۂ روزگار پردۂ شب دیجور مین اُسپر نظر کرے تو بیشک جانے کہ آفتاب جہان تاب کی روشنی پھیلی ہے عارض گلگون مثل گل سیراب اور خط رخسار پر مثل سنبل کے پر پیچ و تاب یہ معلوم ہوتا تھا کہ نقاش حکمت نے دائرۂ عنبر تر کا پرکار قدرت سے صفحہ عذار پر کھینچا ہے یا کشتکاری دہقان فطرت سے سبزہ کنارے آب حیات کے اُگا ہے الحق اِسکی شان مین یہ کہنا روا ہے قطعہ

چوگان زمشک بر مہ تابان کشیدہ ۔۔۔ مہ را چو گوے در خم چوگان کشیدہ
آن خط سبز فام کہ خضرست نام او ۔۔۔ خوش بر کنار چشمہ حیوان کشیدہ
آوردہ زشعر سیہ سائبان حسن ۔۔۔ بر روے آفتاب درخشان کشیدہ

ملکہ تھراکو گر ہی غش کر گئی اور شہزادے کا بھی یہی نقشہ ہوا سوگند نے دونوں کو گلاب و کیوڑا
چھڑک کر ہوشیار کیا جب آنکھ شہزادے کی کھلی ملکہ بھی ہوشیار ہوکر پاس کھڑی تھی ہاتھ میں ہاتھ
ڈال دیا ملکہ نے شرماکر سر جھکا لیا آخر دونوں خراماں خراماں آکر مسند پر بیٹھے لیکن وہاں جب
سیارہ نے دیکھا کہ سارا جلسہ جمع ہے لیکن شہزادہ نہیں ہے ہر سمت نگراں ہوا کچھ دور پر
چند پریوں کو صحبت آرا دیکھ کر یہ بھی اوسی سمت چلا قریب پہونچکر شہزادیکو پاس ایک پری کے بیٹھے
بیٹھے پایا اور وزیرزادی کو اُس پری کی مصروف انتظام دیکھنا سیارہ اسپر عاشق ہوا
اور پاس اپنے شہزادے کے آکر پہونچا سوگند نے جو اسکی صورت کو دیکھا ازبسکہ یہ بیٹا عمرو کا ہے
اور خواجہ کا حلیہ اکثر بیان کیا گیا ہے اسوجہ سے اسکی بھی صورت ویسے ہی دُبلی اور لاغر مثل
وحش صحرائی کے ہے سوگند نے قہقہہ مارا اور خوب ہنسی ملکہ سے کہا حضور ذرا دیکھیے آپکے
سر پر بانس کر کھڑا ہوا ہے سیارہ نے کہا مجھے تو سب چیل اور جنگل کے درختوں پر سے
بھتنیاں اُتر کر بیٹھی نظر آتی ہیں اس کلمہ پر سب نے قہقہہ لگایا اور شہزادے نے سیارہ کو
بٹھلایا شریک بزم کیا الحاصل ملکہ نے سوگند کے اشارے سے شہزادے کو جام مے ارغوانی
بھر کر دیا شہزادے نے ارشاد فرمایا کہ ای گل بوستان خوبی و اختر سپہر محبوبی تم شمع کس انجمن
دل افروز کی ہو اپنا نام نامی ظاہر کرو اور اپنے دین و آئین کا پتا بتاؤ اگر مذہب اسلام رکھتی
ہوگی تو ہم یہ شراب پئیں گے اور نہیں تو ہم کہاں اور تم کہاں ملکہ نے یہ کلام شہزادہ عالیمقام
سنکر کہا اب اپنا نام بتایئے مجھے تو تمام عالم جانتا ہے کہ ملکہ نرگسی چشم ہوں اور تمام کیفیت اپنی بیان
کی شاہزادے نے جب سارا حال سُنا فرمایا کہ مجھے قاسم بن علم شاہ بن حمزہ صاحبقران
کہتے ہیں اور ہم لوگ غیر ملت و مذہب والے انسان سے محبت نہیں کرتے اگر ہماری دوستی
درکار ہے تو سحر سے توبہ کرو اور لقا و دیگر خداوندان باطل پر لعنت بھیجو کیونکہ یہ سب مخلوق ہیں
اور خالق وہی ایک وحدہ لاشریک ہے کہ جسنے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ و ندرت طرازی سے
کلک فطرت سے منشور ظہور کائنات مسطور فرمایا اور بمصداق اذا اراد شیاء دم بھر میں حدیقہ
موجودات کو سرسبز فرمایا اور طلسم آفرینش کو بمضمون انما یقول لہ کن فیکون کے بنایا کہ بیت

صانعے کز کمال عز و جلال	در ستایش زبان ناطقہ لال

حمد الٰہی کو شہزادے نے اسطرح بدستیاری خامۂ زبان لوح سینۂ ملکہ پر ترقیم فرمایا کہ سیاہی
باطل پرستی کی ورق خاطر سے دھو گئی نام معبود حقیقی سنکر مسرور ہو گئی شہزادے کی گردن میں

ہاتھ ڈال کر بولی کہ صاحب تم خفا ہو مین سحر تو بالکل نہین جانتی ہون لیکن لقا اور جمشید وغیرہ کو مانتی ہون آج سے اِن موذی کافرون پر بھی لعنت کرونگی کہ فرد

سر ارادت ما و آستان حضرت دوست ۔۔ کہ ہرچہ بر سر ما میرود عنایت اوست

شاہزادے نے جب اُسکو راضی پایا کلمۂ طیبہ بتایا ملکہ کلمہ پڑھکر مع کنیزون اور سوگند کے مسلمان ہوئی پھر تو شاہزادے نے جام بادۂ احمر ملکہ کے ہاتھ سے لیکر پیا اور ارشاد فرمایا کہ غزل

گل در بر و می در کف و معشوقہ بکام است ۔۔ سلطان جہانم بچنین روز غلام است
گو شمع میارید درین بزم کہ امشب ۔۔ در مجلس ما ماہ رخ دوست تمام است
در مذہب ما بادہ حلال است ولیکن ۔۔ بے روی تو ای سرو گل اندام حرام است
گوشم ہمہ بر قول نی و نغمۂ چنگ است ۔۔ چشمم ہمہ بر لعل لب و گردش جام است
از ننگ چہ گوئی کہ مرا نام ز ننگ است ۔۔ وز جام چہ پرسی کہ مرا ننگ ز نام است
میخوارہ و سرگشتہ و رندیم و نظرباز ۔۔ وانکس کہ چو ما نیست درین شہر کدام است
حافظ منشین بے مے و معشوق زمانی ۔۔ کایام گل و یاسمن و عید صیام است

دور جام و بادم و پے در پے چلنے لگا اور سوگند کو سیارہ نے چھیڑنا شروع کیا گویا ہوا کہ ای ملکہ آپکی وزیرزادی مجھ کو اشارے سے بلاتی ہے کہ پہاڑ کے درے مین چلکر ہم تم ہم آغوش ہون سوگند نے جو یہ کلام سُنے سیارہ پر ایک دوہتڑ مارا کہ موئے مرجیا جن تلنبیے خدا تجھے غارت کرے جھوٹے لوصاحب بھلا ایسی میری کیا کھاٹ کٹی تھی جو اِس سے اشارے کرتی مین تو اِس لُونا بھی نہ اُٹھواؤن ہوا اپنے حوصلے نکالتا ہے ارمان پورے کرتا ہے جوانا مرگ تو اِسی ہوس مین رہے گا مین کبھی تھوکونگی بھی نہین سیارہ نے کہا منہ سے یہ باتین سبکے سُنانے کو کرتی ہو اور اپنے ہاتھ سینے سے لپٹا کر اشارہ کرتی ہو کہ یون گلے سے لگاؤنگی اتفاق سے اُسوقت سوگند کے ہاتھ سینے سے لپٹے تھے اِسکے کہنے سے اپنے ہاتھ ہٹا لیے ساری محفل اِس حرکت پر مارے ہنسی کے لوٹ گئی اور سیارہ نے سبکی آنکھ بچا کر چٹکی لے لی سوگند پھر کوسنے لگی سیارہ نے کہا دیکھیے مین بولتا چالتا نہین ہون یہ رنڈی بڑی ستانی ہے مین جو اِسکے اشارون کو نہین مانتا ہون اور اُسکو پسند نہین کرتا تو یہ مجھے کوستی ہے خلاصہ کلام لیا اسکو ستایا کہ رو دی اور کھسیانی ہو کر ماتھا کوٹ لیا کہ ہائے اللہ مین کیا کرون اور ملکہ سے کہا حضور اللہ کی قسم منع کیجیے نہین ہزارون بھوگ سُنا کر ایسے تیسے کو رکھ دونگی یہ دل لگی اپنی بھنیا ہے

کرے اپنے دل میں سمجھا گیا ہے شہزادے نے سیارہ کو منع کیا جب وہ چپ ہو رہا سوگند
اسکی طرف دیکھ کر ہنسی اور منہ چڑھا کر دوپٹے کی آڑ لی سیارہ نے ملکہ سے کہا حضور آپنے دیکھا
ملکہ نے کہا سچ تو یہ ہے رنڈی تو آپ اشارے کرتی ہے اور کھلی جاتی ہے اُس بیچارے کا نام
بدنام کرتی ہے غرضکہ اِس مذاق میں رات تھوڑی رہی اور ہر ایک مست و مخمور ہو گیا
شاہزادے نے سیارہ سے کہا آج تم کچھ گاؤ دل بہلاؤ سیارہ تو فرزند عمرو ہے ہر چند کہ
خواجہ کو الحان داؤد خدا نے دیا ہے ویسا تو یہ نہیں ہے لیکن پھر بھی بمصداق الولد سر لابیہ نے
بالکل تمام علم موسیقی میں رکھتا ہے ساز لیکر ایسا بجایا اور ایسا گایا کہ اہل انجمن کو دیوانہ بنا دیا
وہ پچھلی رات کا سمان چاندنی شبنم کے گرنے سے خوب صاف ہو گئی تھی روشنی جھلملا کر گل
ہو گئی تھی کہیں کہیں جو چراغ جلتا تھا وہ بھی بارخ زرد لہرا رہا تھا چکور چاند پر دوڑتے تھے
پہاڑ پر طاؤس رنگین ناچتے تھے تدرو و کہساری کے قہقہے بلند تھے نازنینوں کے جسم میں ہولنے کی
کل آتی تھی رات بھر کے نشے کا خمار تھا آنکھوں میں سرخ ڈورے نشے کے پڑے تھے نیند کا خمار تھا
جماہیاں لیتے تھے پروانوں کے پر لگن میں شمعدانوں کے ڈھیر تھے فرش میں جھول پڑ گیا تھا
اسوقت ملکہ اور شہزادے میں باہم بوس و کنار شروع ہوا اور سوگند سے سیارہ مختلط تھا
کنیزیں روبرو سے ہٹ گئی تھیں شیدائے یکدیگر باہم لپٹے تھے کہ نظم

گہے چون زلف بر بالش فتادی	گہے چون خال بر رخ بوسہ دادی
چو شد از شاہ این ہم ترکتازی	صنم ہم شد دلیر بوسہ بازی
حیا را آرزو در بار بستہ	چو نامحرم برون در نشستہ
من و تو از میان بیرون نہ گام	نماندہ امتیاز ہر دو جز نام

ماتھے کی افشاں اور لبوں کی مسی چھوٹ گئی چولیاں مسک گئیں پائجامے میں چینیں
پڑ گئیں سوائے وصل ہونے کے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رہا پھر جو ذرا ہر ایک کو ہوش آیا سیارہ کو
سامنے طلب فرمایا سوگند بھی خلوت سے سامنے ملکہ کے آئی دیکھا تو بال سر کے کھلے ہیں رخسار پر
نشان بوسوں کے ہیں کرتی اوپر چڑھ گئی ہے پائچے چھوٹے ہوئے پیچھے زمین پر گھسٹتے چلے آتے ہیں
آنکھیں ندامت سے نیچی ہیں غرضکہ اسی طرح جب یہ دونوں روبرو آئے شہزادے نے فرمایا
کہ ہاں ای سیارہ اِسنے پھر گانا شروع کیا کہ غزل

مزاج سیر چمن سے جو یار کا پھر جائے	گلوں کا اور ہی کچھ رنگ ہو ہوا پھر جائے

جو تیرے دھیان میں ہو کیوں نہ اسکو دریدہ — ہر اک پکار پکارے اسکا آشنا پھر جائے
نہ پھر تو مجھ سے کہ ای بت وہ پھر جیسے کیا غافل — خدانخواستہ جس شخص سے خدا پھر جائے
جو وقت مرگ تقضا رہا تراگدا راہو — تو کیا عجب ہی مری آنکھ قضا پھر جائے
کوئی تو گھر میں بھی رہنے کا وقت بتلاؤ — کہ آن کر کوئی محروم تا کجا پھر جائے
گلی میں اُس بت قاتل ہی کی دیکھی سیر — کہ جائے جان سے اک اور دوسرا پھر جائے
خدا کے واسطے ایسا عمل کوئی بتلاؤ — کہ یا پھر آئے وہ یا اُس سے دل مرا پھر جائے
کئے ہیں جب بت قاتل کے دریہ دیکھ مجھے — خدا کرے کہیں یہ بندۂ خدا پھر جائے

آخر اس ہنگامۂ عشرت میں اور جلسۂ مسرت میں وہ رات تمام ہوئی اور مشاطہ قدرت نے عروس خاور کو زیور زرین پہنا کر حجلۂ مشرق سے منظر سپہر پر جلوہ گر کیا صحرائے فلک چہرۂ تابناک شاہد سے منور اور روشن ہوا عاشق و معشوق کی جدائی کا زمانہ آیا کہ نظم

چو روز دگر شاہ گیتی فروز — بہ فیروزی آورد شب را بروز
در مہر بکشاد گردان سپہر — بیاراست روے زمین را بمہر

وہ نور کا تڑکا جانوروں کا آشیانوں سے اُڑنا اور سورج کی کرن کا پہاڑوں سے پھوٹنا درختوں کے سبز سبز پتوں پر سنہرا پن آنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ شاہد بہار نے طلائی زیور زیب قامت فرمایا ہے چشموں کے کنارے مرغابی و سرخاب و بوتیمار و قاز و کلنگ ہوا سے ٹوٹ کر گرتے تھے غوطہ بازی و کلیل کرتے تھے اور ہر قسم کے طائر اشجار پر بہار پر بیٹھ کر زمزمہ سرائی کرتے تھے بلبلان شوریدہ کا شور تھا کہ بموجب نظم

روان آب در سبزۂ آبجو رو — چو سیماب در پیکر لاجورد
ریاحین دریدہ براطراف جوے — صبا عطر بیز و ہوا مشکبوے

ایسے وقت پر بہار میں اور سامان فرحت انتما میں معشوق کا جدا ہونا ہائے کیا غضب کا سامنا تھا کہ رباعی

ہمکو نہ کوئی سُنائے اُسکا جانا — ہے اپنی تو موت ہائے اُسکا جانا
آمد ہی پر جسکے جی چلا جاتا تھا — اب دیکھیے کیا دکھائے اُسکا جانا

ملکہ اور شہزادہ دونوں ملکر رونے لگے قاسم نے کہا اے ملکہ کبھی کبھی مزار پر ہم غریبوں کے بھی آنا اور دو پھول چڑھا کر غنچۂ دل کھلا جانا ملکہ نے کہا اے مونس جان تو ارمیں آج رات کو پھر اسی مقام پر آؤنگی دن بھر سنگ مفارقت سینہ پر رکھکر ہم دونوں بسر کریں شام مواصلت کی راہ دیکھیں

قاسم نے یہ کلام محبت آمیز سنکر کہا ع پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد۔ آج ہماری جان جانے کا سامان ہے لشکر اسلام مین عمرو زن اور خونخوار شمشیر زن نے آکر آفت برپا کی ہے میرے رفیقون کو گرفتار کیا ہے مین نے اپنے نام طبل جنگ بجوایا ہی یہانسے جاکر اُسکا مقابلہ کرونگا ازبسکہ سحر نہین جانتا ہون یقینی ہے کہ جان جائیگی یا نوبت بہ گرفتاری آئیگی ملکہ نے جو کیفیت سنی بیقرار ہو گئی اور سوگند کیطرف دیکھا سوگند بھی سیارہ کی صاحبزادی ہے اشک ریز تھی ملکہ سے عرض پیرا ہوئی کہ یہ تو محرم دل وجان ہین وقت اسرار نہان ہین آپنے کسی چیز کا عزیز کرنا کیا تیغہ سحر کش حوالے کیجیے یہ دن بہر شغل شکار عدو مین بسر کرین اور ہم آپ یہان سے چلکر خوب تزئین و آرایش کرین روز مفارقت دونون کا بخوبی کٹ جائیگا شام کو وہ جامع المتفرقین پھر ملائیگا اگر چرخ کج مدار یار ہی تو پھر انشاء اللہ ہمکناری دلدار ہے ملکہ نے یہ تقریر سنکر ایک کنیز سے کہا کہ لا تیغہ سحر کش جب آسنے اپنی کمر سے کھول کر شہزادے کے حوالے کیا اور فرمایا کہ یہ تیغہ تحفہ طلسم ہوش رُبا ہی افراسیاب جادو نے میرے باپ کو دیا ہی کہ اپنے قلعہ کی حفاظت کے لیے رکھے پس ماں میری یہ جانتی ہے کہ لڑکی میری سیر دوست ہی اور راتون کو اکیلی صحرا بہ صحرا پھرا کرتی ہے ایسا نہو کہ کسی آفت کا سامنا ہو اور کوئی ساحر کھیلا جانکر اسکو دھمکائے آبرو مین فرق لائے ایسا کچھ جانکر یہ تلوار ساتھ کر دی ہے خاصیت اسکی یہ ہے کہ جسکے پاس یہ تلوار ہو سحر اُسپر کسیکا اثر نہ کریگا اور اس شمشیر سے کیسا ہی زبردست ساحر ہوگا دو پرکالے ہوگا غرضکہ قاسم تلوار پاکر بہت خوش ہوا اور اسکو نیام سے کھینچ کر ملاحظہ فرمایا ایک شمشیر جوہر دار کو دیکھا کہ فرد نمودہ تیغ کبود تو جوہر از تن خویش ٭ چو بر بنفشہ سیر ابقطرہ باران ٭ اس تلوار کو کمر سے لگایا ملکہ روتی ہوئی تخت پر بیٹھکر مع کنیزون کے روانہ ہوئی لیکن جاتے وقت بچشم اشکبار وہ بیقرار یہ کہتی تھی کہ رباعی

آتش سے جو غم کی دل جلا خاک ہوا ۔ اور جل کے جگر بھی اب مرا خاک ہوا
جون شمع ملا نہ کچھ بجز سوز فراق ۔ حاصل ہمین عاشقی مین کیا خاک ہوا

قاسم نے بمنت کہا ای شمع محفل خوبی و ای رونق بزم محبوبی آج کی شب ضرور اپنے جمال نورانی سے چشم تیرہ عاشق زار کو منور کرنا اور اگر آنے مین ذرا بھی تغافل ہوگا تو بمقتضائے رباعی

گر شکل نہ اپنی تو دکھا جاوے گا ۔ تو مجکو غم فراق کھا جاویگا
ایسا ہی ہجوم غم ہے تو تن سے مرے ۔ گھبرا گھبرا کے جی چلا جاوے گا

قصہ مختصر جب ملکہ روانہ ہو گئی شہزادہ باچشم ترسب سامان جشن اُسی طرح چھوڑ کر او ملازمون سے تاکید فرماکر کہ کوئی دقیقہ آرایش و زیبایش مین باقی نہ رہے آج کل سے زیادہ تکلف کا سامان ہو مین رزم گاہ سے واپس ہو کر یہان آؤنگا اور دل بہلاؤنگا غرضکہ سب طرح سے قدغن کر کے روانہ ہوا ازبسکہ بارادۂ رزم چلا تھا اسوجہ سے مسلح و مکمل تھا اور مرکب شبرنگ زہرہ جبین زیر ران تھا سیارہ نے جاکر جو سردار کہ باقی تھے انھین اطلاع دی کہ اسباب تزک و احتشام خدمت شاہزادہ مین لیکر حاضر ہون تمام مطیع و منقاد مع جلوس ہمگران شہزادہ پاس آئے سبکو لیکر یہ تو ادھر سے چلا اور ادھر امیر با توقیر نے رات بھر تیاری جنگ مین اوقات بسر کی دم سحر موافق دستور کے مسجد کرپاس سے نماز پڑھ کر سوار ہوئے اور دربار گاہ سلطان بارگاہ پہونچے شاہ جمجاہ جب برآمد ہوئے تخت کو گھیر کر سمت دشت مصاف چلے کہ نظم

چلا مشرق سے جب سلطان خاور — عنان توسن گردون اٹھاکر
اُٹھے آغوش راحت سے سحر دار — نماز صبح کو وہ مرد دیندار
رکھا بارِ جہاد اپنی کمر پر — اِسے سمجھے کہ ہے یہ فرض دیگر
پہ چلے خورشید آسا بس شتابان — ہوا لشکر ہر اک سوئے نمایان
چلی شہ کی سواری اِس چمک سے — صدائے طرقوا آئی فلک سے
نقیب و چوبدار اُنکے تھے ہمراہ — صدا حاجب کی تھی نصر من اللہ
فلک فرسا تھے زنگار رنگ رایت — کوئی قمری کوئی طاؤس جنت
اِدھر تو تھا یہ سامان سواری — اُدھر آئی لقا کی فوج ساری
جمے دونون طرف میدان مین لشکر — صفین آراستہ تھین سب برابر

جب لشکر لڑنے پر تل گئے اور ساحرون کے پرے جم گئے عمو وزن میدان کارزار مین نکلا اور اپنی اولوالعزمی دکھاکر مبارز طلب ہوا ہنوز کوئی لشکر امیر سے مقابلے کو نہ گیا تھا کہ یکایک صحرا کی طرف سے گرد اُڑی سبکی نظر اُس طرف گئی دیکھا آگے ہاتھی پر علم نشان فوج کا جلوہ دکھاتا پھریرا اُسکا لہراتا پیدا ہوا اِسکے پیچھے گئی ہزار جوان رستم مثال زرہ چاندی سونے کی گردن کے زیب بر کیے گھوڑے اُڑائے نکلے پھر سترہ سو جوڑی نقرئی و طلائی نقارون کی بجتی ہوئی ظاہر ہوئی جسکی صدا سے گوش فلک کر ہوا پھر اٹھارہ ہزار عرادہ زر سرخ و سفید سے لدا ہوا آیا کہ زر و گوہر نثار ہوتا تھا اور شہزادۂ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خادر بیادہ زبیا

علم شہر پیکر زرہ یاقوت نگار و ریرکیے مرکب چمکاتا ظاہر ہوا وہ مرکب اصیل بکھدھری کرتا و ہانے کو
کھیلتا ران پٹری کی سوار کے لڑگٹ دکھاتا اپنے سایہ سے رم کرتا کہ مثنوی

از آسیب گام و سمش گاہ تگ
بجا یک روہی از فلک کم نبود

نشان بر رخ ماہ و پشت سمک
صبا مردمید ان او ہم نبود

فی الجملہ قاسم رات ہی سے اجازت حرب شہنشاہ سے لے چکا تھا بادشاہ کو دور سے تسلیم کرکے
گھوڑا بڑھا کر عمود زن کے مقابل میں گیا اور لشکر نے شاہزادے کی ایک سمت پرا جمایا
باجے بجے علم کل لشکر کے جلوہ دکھانے لگے امیر دعائے فتح و ظفریابی اپنے پوتے کی مانگنے لگے
اُدھر بختیارک نے لقا کو گرمایا کہ یا خداوند داماد آپکے بڑے تیور سے آئے ہیں اس ساحر کو
بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑینگے ذرا التقدیر کو اپنی سنبھالیے لقا نے کہا میں تقدیر کرچکا ہوں کہ
قاسم مارا جائیگا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ قاسم نے ساحر سے ضرب طلب کی اُسنے آج نیزہ بھی
نہ لگایا پہلے ہی اپنا گرز سحر کا اُٹھا کر شہزادے پر وار کیا اسپر بسبب تیغہ سحر کش کے جادو اثر پذیر نہوا
اور وہی تیغہ جو کلمہ عمود پر لگا یا دو ٹکڑے اُس گرز کے ہوئے عمود زن نے جھلا کر تلوار سحر کھینچ کر
لگا لی شہزادے نے وہ بھی خالی دی اور تیغہ سحر کش جو کمر کو تلا کر سر پر مارا عمود زن نے سپر
سحر کی چہرے پر اپنے پناہ کی تیغہ سپر کو کاٹ کر مع اُسکے جسد ناپاک اور سواری کے دو سلحہ کے دو
پرکالے کرکے زمین پر اُترا اور شور اسکے مرنے کا برپا ہوا لشکر اسلام میں نعرہ اللہ اکبر بلند ہوا
اور بختیارک پکارا کہ صلوۃ بر محمد یہ ضرب دست نہ دیکھی ہوگی اُنپر نہ جادو چلا اور نہ خداوند
کی تقدیر نے کچھ اثر کیا واہ واہ کیا کہنا یا خداوندا اب تقدیر گریز فرمائیے غرض بعد ہلاک
عمود زن کے بھائی اُسکا خونخوار شمشیر زن غضبناک ہوکر شہزادے کے مقابلے میں آیا اور زور سحر
شمشیر آبدار کا وار کیا قاسم نے اسکے وار کو بھی روک کے تیغہ سحر کش سے اُسے واصل جہنم کیا پھر تو وہ غل و
شور مچا کہ پناہ بخدا آندھی سیاہ اُٹھی کہ جہان تاریک ہوگیا اور لقا کی یہ حالت ہوئی کہ بمجوائے نظم

عجب صدمہ ہوا جان حزین پر
کبھی تھا بیقراری سے وہ بیہوش

وہ بسمل کی طرح لوٹا زمین پر
کبھی تھا اضطراری سے ہم آغوش

آخر فوج کے سرداروں کو للکارا رعد آسا نعرہ مارا کہ کیا کھڑے دیکھتے ہو خبردار نبیرہ حمزہ جان
سلامت نہ لیجائے لشکر حکم اپنے خداوند کا سنکر لینا لینا کہکر بڑھا اور ساحروں نے ایک سمت
حملہ کیا ناریل ترنج سحر کے مارنا شروع کیے کبھی اژدہے پیدا ہوئے اور کبھی فلک کیطرف سے انگارے برسے

لیکن بسبب تیغہ سحر کش کے جادو نے تاثیر نہ کی اور قاسم نعرہ کرکے اُس بحر فوج مین غوطہ زن ہوا کہ بیت

من آن شہسوارم کہ در روز جنگ ۔ نہ تیغم بچشم آمدے نے پلنگ

ادھر صاحبقران اسم اعظم پڑھتے شمشیر کھینچکر بڑھے اور لشکر اسلام فوج لقا پر چلا بادشاہ نے تخت آگے بڑھا طبل و بوق ڈنکے ترکی کو دم ملا دو بحر زخار لشکر باہم مل گئے اور تلوارونکی موج اُٹھنے لگی کشتی حیات طوفانی ہوئی کہ نظم ؎

بڑھی ہر سمت سے جب فوج اسلام ۔ زرہ پوشون کے آئے سب تہ دام
نقیبون نے دلیرون کو کیا گرم ۔ ہوے دل سنگ اور جاتی رہی شرم
صدائے کرنا جو ہر کمین تھی ۔ غبار اُسکا پر گندہ زمین تھی
سرون پر نعل توسن بولتا تھا ۔ نقیبون کی جگہ رن بولتا تھا
ہوا دریاے خون ہر جوہر تیغ ۔ جو قطرہ تھا نظر آتا تھا وہ میغ
جو کوچے تھے وہ لاشون سے پٹے تھے ۔ قدم آگے جو تھے پیچھے ہٹے تھے
اکیلے نے پرے خالی کیے تھے ۔ کئی لشکر بھرے خالی کیے تھے

قاسم پر تو سحر تاثیر نکرتا تھا ساحرون کے کشتے کے پشتے کیے تھے لاشون کے انبار لگا دیے تھے لشکری شہزادی فوج لقا پر گرے تھے تلوارونکی ہوا سن سن چلتی تھی غبار کی طرح جاتین ہر ایک کی برباد تھی روحین بہر و جادوئہ عدم ناشاد و نامراد تھین و عسکر جنگجو کینہ ور تھے علم تیغ و بازو سپر تھی کہ نظم

کیے کشتون کے پشتے حسب دستور ۔ پرے خالی ہوے میدان مین معمور
ہزارون کی رُکے کس طرح سے راہ ۔ وہ کافر بھاگ نکلے قصہ کوتاہ

شام تک شعلہ آتش قتال بلند رہا اور اُس آتش سے بحر خون جاری تھا کہ بموجب ابیات

ہوا یہ شعلہ ہنگام نا ورد ۔ کہ خور کی آتش سوزان ہوئی سرد
وہ زخمی تھے جو اُس فوج لشقی کے ۔ کیا اُنکو حوالے چاندنی کے

شام کو بختیارک نے طبل بازگشت لشکر بجوایا اور لقا شکست کھا کر میدان مین نہ ٹھہر سکا مع لشکر کے بھاگ کر اندر قلعہ کوہ عقیق کے چلا گیا پل تختہ قلعے کا اُٹھوا کر دروازہ قلعہ کا بند کر لیا لشکر امیر نے خیمہ و خرگاہ لشکر عدو لوٹ لیا امیر بہ فتح و ظفر قاسم کے سر پر سے زر نثار کرتے ہوے پھرے کشتے اپنے لشکر کے میدان سے اُٹھوائے راوی کہتا ہے کہ جب ساحر ہاتھ سے قاسم کے مارے گئے تو سرداران قاسم جو گرفتار ہو گئے تھے انپر سے سحر دفع ہو گیا اور قید اصلی توڑ کر

نکلے از بسکہ لقا پر وقت صعب تھا اُن سردارونکو کون روکتا کیونکہ سب بھاگ کر قلعو مین گئے تھے وہ سردار رہا ہوکر خدمت شہزادۂ قاسم مین آئے ہر ایک سردار داخل حمام ہوا اور نہا کر لباس خون آلود تبدیل کرکے بارگاہ سلیمانی مین آکر زیب دہ کرسی و دنگل ہوے شاہ نے سب کو دربار مین حکم جشن ہونے کا دیا فوراً جلسۂ عشرت جمگیا سب ناچ دیکھنے لگے اور مصروف عیش و نشاط ہوے لیکن قاسم حمام کرکے لباس پر تکلف جواہر آگین پہنکر سیارہ کو ہمراہ لیکر اُسی صحرا کی طرف روانہ ہوے جہان ملکہ سے ملاقات ہوئی تھی یہان حسب الارشاد ملازمون نے فرش بدل دیا جو کل سامان تھا اِس سے زیادہ کیا تھا سارے جنگل مین گلاب و کیوڑہ و بید مشک کا چھڑکاؤ تھا اور جواہر کو میدان مین چھڑکا کر زمین کو ہمسر آسمان بنایا تھا خلاصہ یہ کہ وہ مقام انجمن سپہر سے بھی بڑھ کر تھا کہ شاہزادہ آکر پہونچا اور مسند پر جلوہ گر ہوا لیکن دل مضطر یاد مین اُس ساقی مستانہ ادا حور پیکر کے بیقرار تھا یہی خیال آتا تھا کہ دیکھیے اب وہ سراپا ناز آتی ہے یا نہین اگر نہ آئی اور بیرحمی جتائی تو اپنی زندگی بھی محال ہے جینا وبال ہے کبھی کہتا تھا کہ رباعی

دل آنکھون سے خون ہو بہا ہی میرا
جی تن مین کسی طرح ٹھہرتا ہی نہین
احوال مین کیا کہون کہ کیا ہی میرا
آ جلد کہ دم اُکھڑ چلا ہے میرا

اور کبھی اُٹھ کر ہر سمت دیکھتا تھا اور پتا اگر کھڑکتا تھا تو دل وحشی شاد ہو جاتا تھا جب کسی کو آتے نہ دیکھتا تھا تو باخاطر حزین وہ غمگین یہ لب پر لاتا تھا کہ رباعی

آنے کو کہا تھا یار تو نے تو آ
تو نے بھی جہان مین یہ سُنی ہوگی مثل
کبتک کرون انتظار تیرا مین بھلا
کہتے ہین کہ الکریم اذا وعد وفا

حاصل الامر شہزادہ تو انتظار یار مین بیقراریان کرتا ہی لیکن اب طرف ثانی کی کیفیت سنیے کہ وہ جو تیغہ دیگر اور یاد خنجر ابروے دلدار دل مین لیکر روانہ ہوئی کچھ عرصہ مین اپنے باغ مین کہ جو بیرون قلعہ نرگس کوہ ہے پہونچی لیکن کئی روز سے اپنی مان پاس نہین گئی تھی اِس باعث سے خنظل جادو مان اُسکے دیکھنے کو باغ مین رات سے آئی ہوئی تھی اُسوقت ملکہ کو جو اُسنے آتے دیکھا ملکہ نے بادب تمام سلام کیا مان نے اُسکی بغضب عتاب و خطاب کیا کہ اُفوہ چھوکری خوب تو اب ہوائی دیدہ ہوئی کہ رات رات بھر غائب رہتی ہے نہ گھر کا خیال نہ کچھ دین و دنیا کی فکر دس دس روز باغ مین اکیلے رہنا اور ہر جگہ مارے مارے پھرنا سچ بتا کہ تو کہان گئی تھی ملکہ نے یہ کلمات نصیحت آگین سُنکر جواب دیا کہ امی جان کے سر کی قسم مین

کوئی کوس بھر پر ایک صحرا مین چاندنی کی بہار دیکھتے دیکھتے سو گئی آنکھ صبحکو کھلی نہین رات ہی کو چلی آئی بلکہ خنظل اِس عذر کو سنکر خاموش تو ہو رہی لیکن طور لڑکی کے بیڈھب دیکھے کہ رنگ چہرہ کا فق ہے بجی کھچی معلوم ہوتی ہے پیر کہین ڈالتی ہے پڑتا کہین ہے رات ہی بھر مین چھاتیان اُبھر آئی ہین جیسے کسی مرد کا ہاتھ لگا ہی دیدہ ہوائی ہے آنکھ کا پانی مرگیا ہی چار طرف آنکھین چکر کر چلی جاتی ہین ظاہر ہوتا ہی کہ کسیکو ڈھونڈھتی ہین یہ کیفیت سمجھ بوجھ کے کنیزون سے علیحدہ جا کر دھمکا کر ڈرا کر دم دلاسا دیکر پوچھا کہ سچ بتاؤ ملکہ کہان گئی تھی کنیزین سب رفیق ملکہ کی تھین وہ لگین قسمین کھانے کہ ہمین اپنے دیدون کی قسم شہزادی سوائے جنگل کی سیر دیکھنے کے اور کہین نہین گئین خنظل سمجھی کہ یہ سب چربانک ہین ایسی باتین نہ بتائین گی لیکن کچھ دال مین کالا ہی آج سے اپنی لڑکی کو کہین جلنے نہ دینا چاہیے ایسا کچھ سوچکر بیٹی کو اپنی گلے سے لگایا اور کہا بابا مین تمھارے بھلے کو کہتی ہون منگنی تمھاری ہو گئی ہے اب تم پرائے گھر کی ہو دولھا تمھارا جو سُنے گا تو کیا کہے گا گھر سے کہین جایا نہ کرو یہین سیر تماشا کیا کم ہے جو چاہو وہ سب سامری کی عنایت سے موجود ہو جائے بیٹا مین نے تو کبھی تجھپر تانس کی نہین ڈھیلی رہی چھوڑ رکھا پر اب دنیا کی باتین سن سن کر ہول آتی ہے دیکھو نہ مہ جبین نے کیسا نام شہنشاہ ساحران کا روشن کیا ہی اسد پر عاشق ہو کر اپنے تئین ستیاناس کیا سلطنت چھوڑی چین عیش تجا دین ایمان برباد کیا مجھے دھڑکا ہی کہ لشکر مسلمانون یہان سے قریب اُترا ہوا ہے اور وہ لوگ نگوڑے خوب صورت بہت ہین پھر تم جانو جوانی تو دیوانی ایسا نہو کہین پانوٴن اونچ نیچ پڑے تو میری رسوائی کیسی ہو اِس سے بہتر یہ ہی کہ جب تک یہ موے مسلمان یہان سے دفع نہو لین تم کہین جایا نکرو بیٹا تمکو نصیحت کرنا کیا تم خدا تم خود سمجھ دار ہو اِن باتون کو گرہ مین باندھو ملکہ یہ کلام سنکر رونے لگی اور کہا خوب تم گھر مین آپ نے مجھے بدکار بنایا میرے جانے کی جلن تو سب کو تھی یہی ہر ایک کو ملولا تھا کہ یہی ہر ملکہ اس طرح براجتی پھرتی ہے آخر دشمنون کی مراد پوری ہوئی اب تو وہ گھی کے چراغ جلائین کہ میرے مدعی قید ہوے یا سامری جو میرا بُرا چیتے ہون اُنکا دونون جہان مین منہ کالا ہو اور جو میری لگائی بجھائی ابا کرے وہ اپنی جان جوانی سے پائے دیدے گھٹنون کے آگے آئے اپنی اولاد سے پائے وہ بھی قید ہو موے کی پانوٴن مین ہتھکاریان پڑین دنیا سے کلپتا جائے اُسکے گھر مین مری کے جھانکڑ جمشید کرے اُسکی بہتی پکے جو مجھے بدنام کرے بدکار بنائے ایک اُسکا نام لیوا اور پانی کا دیوا نرہے غرض

جب ملکہ نے ڈوپٹا اُٹھا کر گود پھیلا کر کوسنا شروع کیا حنظل نے اُسکو گھر کا کہ چل چپ رہ تر تر چلی جاتی ہے خبردار اب کہین قدم نکالا تو مجھ سے بُرا کوئی نہین ملکہ اسکے غصے کی آنکھ دیکھ کر چپ ہو گئی اور دیدار معشوق کے دیکھنے سے ناامید ہوئی دریا آنکھ سے اشکون کا اُمنڈا سر شکم نے طوفان برپا کیا وہ رات کا مزا جو دل مین سمایا تھا اور پہلے پہل دل لگایا تھا عنان توسن صبر و قرار ہاتھ سے چھوٹ گئی کہ ابیات

سمان شب کا آنکھون مین چھایا ہوا
مزا دل مین سارا سمایا ہوا
اُٹھے جو کوئی وصل کا دیکھ خواب
نہو وصل اور دل کو ہو اضطراب
نئی بات کا لطف پانا غضب
وہ پہلے پہل دل لگانا غضب

مان سے کہا چاہے میری جان جائے یا رہے مجھے تو سیر کا لپکا ہے گھر مین گھٹ کر تو نہ بیٹھونگی ضرور سیر کو جاؤنگی یہی نہ ایک جان ہے چاہے خدا لے چاہے بندہ لے آپ مجھے کاٹ بھی ڈالیے گا مین بغیر جائے نہ رہونگی اور جن لوگون نے آپکو بھڑکایا ہے اُنھین مین خوب جانتی ہون بھلا اچھا کیا ہوگا مین اُنھین دن رات پھر کر جلاؤن گی تو صاحب یکایک جو مین دہ بیٹھون لوگ کہین گے کہ نرگسی چشم کہین کسی کے ساتھ پکڑی گئی مان نے دبون دبون کرکے عیب کو چھپایا مگر بیٹی کو نکلنے نہین دیتی ہے یہ کہہ کر رونے لگی اشکون سے منہ دھونے لگی مان کی محبت آخر رحم آگیا اور ایک آدھ بڑبوڑھی انیس بول اُٹھی کہ ہان بی سچ تو ہے اب لڑکی کالو بانی ایک کرنا بیکار ہے پہلے تو اُسکو چسکا اکیلے رہنے کا ہر کہین پھرنے کا ڈال دیا آج روکے سے کیا ہوگا یہی نہ کہ کوئی آزار دشمنون کو لگ جائیگا اور کوئی مرض اُٹھ کھڑا ہوگا مثل مشہور ہے کہ گربہ کشتن روز اول یہ تقریر سنکر حنظل بولی کہ اچھا یہ سیر کو جب جایا کرے تو ملکہ حسامہ جادو اپنی دایہ کو ساتھ لے لیا کرے اور حسامہ کو بلا کر حکم دیا کہ آج سے لڑکی تمھارے سپرد ہے جہان کہین جائے سایہ کی طرح اسکے ساتھ رہنا خبردار اکیلا نہ چھوڑنا نہین مین بُری طرح پیش آؤن گی یہ ملکہ نے سنا اپنا حال تباہ کیا اور جواب دیا کہ مجھ سے یہ قید فرنگ نہ اُٹھی ہے نہ اُٹھیگی تو صاحب دائی مجھپر کروڑا ہونگی مین تم مان کا تو باؤ سہتی نہین دائی جو میرے ساتھ رہین گی اور ہر بات مین پٹ پٹ بولین گی پھر مجھے کہان تاب ہوگی مین بھی کچھ کہون گی تو نگوڑ ماری بدنام ہونگی اِس سے مین در گذری چھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹین کان ایسی بے اعتبار مین ہون کہ دائی کو لیے لیے پھرون بھاڑ مین جائے سیر چولھے مین جائے

تماشا مین اپنی جان دونگی کہین نہ جاؤن گی اور جاؤن گی تو اِس بڑھیا نگوڑی کو نہ لیجاؤنگی مان نے جو یہ باتین سنین کہا اگر تو اکیلی جائیگی تو مارے مار کے تیرا کچومر نکالون گی تو موئی مجھسے بھی نخرے بگھارنے لگی ایسی خود مختار ٹھہری کہ کوئی بڑا بوڑھا واقف کار اِسکے ساتھ نہ رہے خواہ تیرے لیے کچھ ہی کیون نہو تو جیے یا مرے مگر دایہ ضرور ساتھ رہیگی قصہ کوتاہ ملکہ نے لاکھ لاکھ زور مارا کہ اکیلے جانا ملے مگر ممکن نہوا اور دایہ کے لیے ایک صحنچی مین اسکی مان نے پلنگ بچھوا دیا وہ حفاظت کے لیے وہان فروکش ہوئی اور حنظل وہان سے قلعہ مین چلی گئی اب ملکہ کو بالکل ملنے سے محبوب کے یاس گئی اور وہ باغ اُسکو زندان خانے سے بدتر ہوگیا بیقرار ہوکر چمن مین سب سے الگ جاکر ٹہلنے لگی شکل زلف سنبل مسلسل یاد کاکل خمدار مین زنجیر نظر آئی اور خیال قامت قیامت زا مین یار کے سرو سہی کو دار سمجھی نرگس نگاہ غضب سے چشم کی یاد مین گھورتی تھی ہر ایک کلی اسکے حال پر بسورتی تھی غنچے چٹکتے تھے یا گھرکیان دیتے تھے گل فرط غصہ سے منہ لال کیے تھے لہرین نہر کی جیسے کوئی خنجر چمکا کر دھمکایا ہو اسطرح تیورے بدلتی تھین بلبلین شاخ سبز پر بیٹھ کر عوض ترنم سرائی کے منہ سے زہر اُگلتی تھین جو پھول تھا وہ نظر مین داغ دل بیمار تھا جو خار تھا وہ درپے آزار تھا ہوای وصال گلعذار مین باد صبا چراغ زندگانی گل کیا چاہتی تھی سوسن زبان دراز باتین سُنایا چاہتی تھی شمیم کاکل عنبر یار جو دماغ مین بسی تھی تو بو پھولون کی سر پھراتی تھی اور بیتابانہ وہ بیقرار یہ غزل اپنی زبان پر لاتی تھی کہ

غزل

چاک کر ڈالا گریبان اسکے ہر غمخوار نے / آہ بھر کر کچھ کہا ایسا ترے بیمار نے

دور ہی سے قتل کو فرما جو بھیجا یار نے / آہ کیا تڑپا کے مارا حسرت دیدار نے

مین وہ وحشی ہون کہ گر جاؤن تو پابوسی کرین / سر اُٹھایا ہی بہت گردشت مین ہر خار نے

دیکھ کر بیمار کو تیرے یہ کہتے ہین طبیب / سیکڑون کی جان کھوئی ہی اسی آزار نے

گل سے اک بیمار سا جو تیرے در پر تھا پڑا / سو اُٹھا کر آج اُسے سونپا کہین دو چار نے

کیا کہین اے ہمدمو ہے عشق کا ایسا مرض / کھو دیا دنیا سے ہمکو آہ جس آزار نے

طرفہ حالت ہی کہ اسکے گھر مین ہوگی عید سی / جب ہلائے دست و پا تک بھی ترے بیمار نے

حسرتین کیا کیا ہمارے دل مین آئین جبکہ آہ / دلبری کی اپنی عاشق کی کسی دلدار نے

وصل کی شب کو یہی کہتے ہو جرأت ہان نہین / مار ڈالا ہمکو تو اِس آپ کے انکار نے

یہی اندوہ والم سوگند پر مفارقت سیارہ مین طاری تھا زمانہ ہجر کٹنا بار الم سے بھاری تھا چھلین اُسکی جب یاد آتی تھین کلیجہ ملجاتا تھا دل مجروح پر چھریان کوئی لگا کر نمک چھڑکتا تھا بیتابانہ یہ کہتی تھی کہ اے ناکام تونے کیون بیٹھے بٹھائے یہ رنج مول لیا کہ فرد مہری سر ہین تا بپا اور پانؤن مین زنجیر ہے ✤ دیکھو لو صورت مری یہ عشق کی تصویر ہے ✤ غرضکہ اسی بیتابی مین ملکہ کے پاس آئی اور اُسکو رنجیدہ دل کبیدہ دیکھکر گرد پھری تصدق ہوئی اور عرض کیا کہ حضور دن تھوڑا باقی ہے حمام کیجیے پوشاک بدلیے اپنی آرائش و زیبایش مین مصروف ہو جیے ملکہ نے آہ سرد بھر کر فرمایا کہ نظم

صورت اخگر ہمین جز سوختن کیا چاہیے
تن پہ غیر از خاک اپنی پیرہن کیا چاہیے

رنج ہے راحت سے بہتر درد ہی درمان سے خوب
ہم ہین عاشق ہمکو جز رنج و محن کیا چاہیے

ہم اسیر دام حسرت کیا کرین گلگشت باغ
بلبل تصویر کو سیر چمن کیا چاہیے

دی نہ تکلیف لباس عمدگی ہمکو کوئی
مردہ دل جو ہو اسے غیر از کفن کیا چاہیے

سوگند نے کہا حضور آپ چلنے کی تیاری تو فرمایئے خداوند کریم کوئی صورت معشوق سے ملنے کی بھی پیدا کر دیگا مین آپکو جس طرح بنے گا لے چلون گی ملکہ اس کلام سے مثل گل کے شگفتہ خاطر ہوئی جان تازہ قالب مین آئی اور گویا ہوئی کہ مطلع خرم آن روز کزین منزل ویران بروم ✤ راحت جان طلبم وز پے جانان بروم ✤ سوگند نے کہا اے ملکہ اس دائی کو قریب شام شراب مین بیہوشی پلا دیجیے اور غافل کر کے چلیے صبح نہونے پائے کہ پھر آیئے کوئی کانون کان واقف نہوگا ہمارا اپنے مقصد کو بر آئے گا ملکہ یہ تدبیر معلوم کرتے ہی پھڑک گئی اور کہا واہ واہ صد آفرین کیا خوب تدبیر سوچی پس اُسیوقت حمام گرم کرا کے نہا دھو کر باہر آئی اور رستی پوشاک کی منگا کر اپنی تزئین مین مصروف ہوئی زیور یاقوت احمر کا مرصع سر سے پاؤن تک پہنا اور جوڑا دھانی اُس نہال باغ زندگانی نے قامت نازک پر آراستہ فرمایا یہ ظاہر تھا کہ اُسکا جسم نازنین آسمان حسن ہے اور زیور اُس مین ستارے ہین کہ بمقتضای مثنوی

کرون اُسکی پوشاک کا کیا بیان
فقط ایک پشواز آب روان

زبس موتیون کی تھی سنجاف کل
گئے تو وہ بیٹھی تھی موتی مین تل

گریبان مین تکمہ اک الماس کا
ستارہ سا مہتاب کے پاس تھا

وہ کرتی وہ انگیا جواہر نگار
نیا باغ اور ابتدا کی بہار

چھلاٹک پائجامے کی دامن سے یون — کہ روشن ہو فانوس مین شمع جون
وہ ترکیب اور چاندسا وہ بدن — وہ بازو پہ ڈھلکے ہوے نورتن
وہ آنکھون کی مستی وہ مژگانکی نوک — کرن پھول کی اور بالے کی جھوک
جواہر سے سینے کی ہیکل جڑی — کمر اور کولے کے نیچے پڑی
فقط موتیونکی پڑی پائے زیب — کہ جھکے قدم سے گھر پائے زیب
کرشمہ ادا غمزہ ہر آن مین — غرض دلبری اُسکے فرمان مین

جب خوب آراستہ ہوچکی کنیزون سے فرمایا آج ہم کہین نہ جائینگے یہین جلسہ جمائینگے شراب وکباب لاؤ ارباب نشاط کو بلاؤ اور دایہ امان سے کہو یہان آکر بیٹھین میرا ہمراز ہین ایسا نہو مین کسی یار کو بلالون حسب الارشاد جملہ سامان مہیا ہوگیا اور دایہ بھی پاس آکر بیٹھی سوگند نے شراب مین خوب بیہوشی ملادی اور جام بھر کر ملکہ کو دیا ملکہ نے کہا دایہ امان پہلے تم پیو دائی نے اسکے اصرار کرنے سے شراب پی ملکہ نے متواتر کئی ساغر پلادیے کہ ٹانگون مین سر ڈالکر اُسی جگہ پڑرہی بیہوش ہوگئی اس ہنگام مین بازیگر روزگار مین عجوزہ سیہ چردہ شب کی آمد ہوئی اور معشوقہ خورشید نے بہارستان مغرب کی راہ لی نظم

قلق دل پہ یعنی کٹے روز کب — ملے مجھ سے شمع شب افروز کب
ہوئی شب لیا مہ نے جام شراب — کیا سجدۂ شکر مین آفتاب
عجب شب تھی وہ جون سحر روسفید — عجب روز تھا مثل روز امید

دایہ کے اور زیادہ بیہوشی منہ پر مل کر بیہوشی بخوبی کرکے تخت سحر سوگند نے تیار کیا مع چند کنیزون کے سوار ہوکر راہ خانہ محبوب لی **بیت**

منزلون ہے یہان سے خانۂ دار — شوق کہتا ہے دو قدم بھی نہین

بعد کچھ عرصے کے اپنے مشتاق کے پاس تخت رسانے پہونچایا دہی صحرا نظر آیا جہان غزال بادیۂ محبت مسکن گزین تھا تخت سے اُترکر اٹھلاتی پائون کی چھاگل سے مژدہ آمد سناتی آگے بڑھی شہزادہ **قاسم** تو دیر سے اسکا منتظر ہر سمت ٹہلتا پھرتا تھا اس سراپا ناز کو آتے دیکھ کر مضطربانہ دوڑا اور یہ زبان پر لایا کہ **خمسہ**

کسے ایسے قیامت زا چلن بھاتے ہین صاحب کے — نرالی آفتین ناز و ادا ڈھاتے ہین صاحب کے
خلاف وضع ہے پامال چلاتے ہین صاحب کے — قدم انداز سے باہر ہوے جاتے ہین صاحب کے

ستم رفتار مین کرتی ہے ٹھوکر دیکھتے جاؤ

غرضکہ جب قریب اُس سرو روان کے پہونچا گود مین اُٹھا لیا ملکہ نے بھی رخسار پر رخسار رکھ دیا آخرالامر مسند پر لب نہر بٹھایا ادھر سیارہ نے اپنے مطلوب کو گلے سے لگایا اور شکرانہ معبود حقیقی ادا کیا ملکہ نے سب حال رو رو کر اپنا بیان کیا کہ آج تمسے ملنے کی کسی طرح امید نہ تھی خدا سوگند کا بھلا کرے جسنے دایہ کے بیہوش کرنے کی تدبیر نکالی اور اللہ نے پھر تمھاری صورت دکھائی قاسم نے کہا اے جان جان اب تم یہان سے نجانا مین تمھارے والدین سے سمجھ لونگا سوگند نے کہا جیسا موقع ہوگا دیکھ لیا جائیگا اب داد عیش و خرمی دو رات تھوڑی ہے دو باتین ہنسی خوشی کی کرو قاسم نے ارباب نشاط کو حکم دیا گانا ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا ٹانگون کی قینچیان بندھ گئین بوس و کنار شروع ہوا دونون مست و لایعقل ہو کر جام محبت سے سرشار لڑکھڑاتے پلنگ پر آ کر گرے اور سیارہ اپنی معشوقہ کو علیحدہ لیگیا شیداے یکدیگر باہم عشرت پذیر ہوے مرادین بر آئین آرزوئین پوری ہوئین کہ نظم

خوشا وہ زمانہ کہ دو اک جگہ — کرین یک دگر جلوۂ مہر و مہ
سبھی یون تو دنیا کے ہین کاروبار — ولے حاصل عمر ہے وصل یار
بہم مل کے بیٹھے ہین دو رشک مہ — قران مہ و مہر ہے اک جگہ
ہر اک برج رشک گلستان ہے آج — بہار وصال غریبان ہے آج
پسینا پسینا ہوا ہے بدن — کہ جون شبنم آلودہ ہو یاسمن
لبون سے ملے لب دہن سے دہن — دلون سے ملے دل بدن سے بدن
لگی آنکھ سے آنکھ خوش حال ہو — گئین حسرتین دل کی پامال ہو
لگی جا کے چھاتی جو چھاتی کے ساتھ — چلے ناز و غمزے کے آپس مین ہاتھ

آخر بعد لذت بوس و کنار گلے مین بانہین ڈال کر وہ سرشار ہو گئے لیکن بمصداق بیت

ہزار افسوس ہے یہ چرخ پرزور	کرے گا مشتری کو ماہ سے دور

[illegible] یہان ملکہ کی بدگمان ہو کر تو گئی تھی دایہ کے چھوڑ جانے پر اکتفا نہ کر ہوئی دو پہر رات گئے شگوفہ نرگس کو وہ سے ملکہ کے باغ مین آئی یہان کچھ ترکنین قلماقنیان اردوبیگنیان پہرے چوکی کے لیے حاضر تھین باقی باغ مین سناٹا تھا اُسنے پہرے کے لوگون سے استفسار کیا کہ ملکہ کہان ہے اُنھون نے عرض کیا کہ وہ شام سے کہین تشریف لے گئین ہین اُسنے کہا دائی ساتھ ہے

یا نہین اُنھون نے جواب دیا کہ وہ بارہ دری مین سوتی ہین خنظل نے بارہ دری مین آکر
ہر چند دایہ کو جھنجھوڑا کہ یہ بیدار ہو مگر وہ نہ اُٹھی اسوقت تو اُسنے ملازمون سے کہا ارے
روشنی تو لاؤ کہین دائی کو زہر دیکر تو نہین سُلا دیا ہی لوگ شمع جلا کر لائے خنظل نے دیکھا کہ
سانس تو دایہ لیتی ہے لیکن بیہوش ہے کپڑا پانی سے تر کرکے اُسکے دماغ پر رکھا کہ چھینک آئی اور
ہوشیار ہوئی خنظل نے غصہ سے کہا خوب تو حفاظت چھوکری کی کرتی ہے دائی نے کہا بی بیٹھو ہوا اس مین
آؤ تمھاری چھوکری ہی ایسی ہو تو کوئی کیا کرے دل لگی بُری ہوتی ہے وہ مجھے سنکھیا دیکر جاتی تو
عجب تھا مین ایسی نگہبانی سے باز آئی تم اپنی لڑکی کی خبر لو خنظل یہ باتین سُنکر بغیظ و غضب تمام ڈھونڈھنے
چلی اور بزور سحر اسقدر بلند ہوئی کہ تمام دنیا پیش نگاہ تھی آخر ایک طرف کثرت سے مشعل و چراغان
روشن دیکھے یقین واثق ہوا کہ وہ شوخ دیدہ بھی یہین ہوگی یہ تجویز کرکے اُسجگہ اپنے تئین
پہونچایا عجیب معاملہ نظر آیا کہ بیچ جنگل مین اوٹ پھولون کے کھڑے ہین اور ملازم کسی شخص کے
پہرے پر ہین اوٹ کے اُس طرف چھپرکھٹ مرصع بچھا ہے گرداگرد اُسکے قرابے گلاب کیوڑے کے
منھ کھلے رکھے ہین لخلخے ہوا کے رخ پر دھرے ہین اور ملکہ سر بازو پر ایک مہ پارہ نوجوان کے
رکھے پیاری بغل مین منھ ڈالے اُسکا ہاتھ اُسکے سینے پر اُسکا ہاتھ اُسکی چھاتی پر پڑے ہوئے
ہین اور ملکہ کے پائچے چڑھ گئے ہین رانین کھلی ہین پنڈلی سے پنڈلی گُتھی ہوئی ہے کہ نظم

دیکھا تو وہ دونون کرتے تھے خواب	گل تکیے تھے آفتاب و مہتاب
بند اُسکی وہ چشم نرگسی تھی	چھاتی کچھ کچھ کھلی ہوئی تھی
سمٹی تھی جو محرم اُس قمر کی	بر جون پہ سے چاندنی تھی سر کی
لپٹے تھے جو بال کروٹون مین	بل کھا گئی تھی کمر لٹون مین

یہ کیفیت دیکھتے ہی شعلہ غضب اور زیادہ بھڑکا اور ایسا سحر پڑھا کہ ہوا ٹھنڈی چلی جتنے
کہ پاسبان تھے بیہوش ہوگئے اور یہ تفرقہ انداز طالب و مطلوب قریب پلنگ کے آئی ملکہ کو
صورت ہوا اُس گل بدن سے جدا کیا اور ایک نعرہ مارا کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان یہ کیا
غضب تو نے کیا کہ قفل عصمت کلید فاجری سے وا کیا اِس صدا سے شہزادی کی آنکھ کھلی اور
قاسم بھی بیدار ہوا عوض مسیحا کی ماما کو بالین پر نظر آیا مگر بجلدی تمام اُٹھکر پہلو سے تیغہ سحر کش لیا
خنظل کو دیکھکر گھبرائی اور کہرین ملکہ کے پنجہ دیکر اڑی پکاری کہ او فجر تیغہ سحر بھی تو نے اپنی دھگڑے کو
دیدیا رہ تو سہی کیا تیرا حال کرتی ہون یہ ہنگامہ اور غل جو ہوا سوگند پہلو ہر سیارہ سے اُٹھکر

دوری خنظل نے جو اُسکو آتے دیکھا کچھ بال اپنے سر کے نوچکر اُسکی جانب پھینکے کہ وہ زنجیر آتشین بنکر اِس اسیر دام زلف کے دست و پا وغیرہ مین لپٹے خنظل اُسکو بھی کھینچ کر اُڑتی ہوئی چلی اور سوگند لگتی جاتی تھی مگر سیارہ سے کہتی جاتی تھی کہ دیدار ما و شما بقیامت او فتاد اور ملکہ قاسم کو پکار کر سُناتی تھی کہ ای شہریار خدا حافظ و ناصر اپنے دل نازک پر میری مرنے کی خبر سنکر کچھ صدمہ و ملال نکرنا تمھین حفظ و حمایت مین پروردگار کی دیا اللہ نگہبان ہم آغوش قبر مین سوئے جاتے ہین اور حسرت دیدار کی دم نزع دل مین رکھتے ہین کہ نظم

دکھا دو ذرا پھر رُخ اپنا ہمین
چلے ہم تو دنیا سے ناشاد ہاے

مری جان اللہ کو سونپا تمھین
نہ کچھ رنج اُسکا ترے دل پہ آئے

قاسم نے تیغہ سحر سے کر ہر چند دوا دوش کی کہ ملکہ تک مین پہونچون کسی طرح ممکن نہوا ناچار بنگاہ حسرت دیر تک دیکھتا رہا اور زار زار بچشم خونبار روتا تھا آخر نگاہ سے وہ کشتہ تیغ ستم تڑپتی ہوئی غائب ہو گئی اور بموجب مصرعہ آنکھون سے یہ دیکھتا ہوا قہر بر فرش خاک پر اسی جگہ گر پڑا اور گریبان کو تا بدامن چاک کیا بیتابانہ یہ اشعار زبان پر لایا کہ اشعار

فسانہ بیکسی کا اپنی جب اُکو سُناتا ہے
زبان کیا آہ مجھ آزردہ دل پر کیا گذرتی ہے
جدائی سے تری دلبر نہایت غم سے ای پیارے
خدا جانے کہ دل پر آج کیا حالت گذرتی ہے
یہی صحبت بہم رہتی ہے مثل غنچہ و شبنم
کوئی بندہ خدا کا جان دیوے اور تو دیکھے
حقیقت کوئی کہتا ہے مرے رونے کی گر اُس سے

دل آفت زدہ رو رو کے مجکو بھی رولاتا ہی
کہ جب عاشق کوئی معشوق کو اپنے مناتا ہی
خدا کے واسطے آ جا نہین تو جی سے جاتا ہی
کبھی بیتاب ہوتا ہے کبھی آنسو بہاتا ہے
ادھر روتا ہون مین اور اسطرف وہ مسکراتا ہی
ارے بیرحم کافر کیش یہ کیا تجکو بھاتا ہے
تو منھ کو پھیر کر وہ اُسطرف سے مسکراتا ہے

اسی ولولہ جنون مین ترنگ آئی کہ یہان اشک بہانے سے کیا فائدہ راہ کوچہ دلدار تلاش کیجیے یا اُسکو ڈھونڈھ نکالیے یا اپنی جان دیجیے یہ سوچکر سیارہ سے فرمایا کہ دادا جان ہے جا کر میری جانب سے عرض کرے کہ چند روز تک مین دربار مین حاضر نہونگا ماندا ہون سیارہ حسب اجازت امیر کے پاس گیا امیر پچھلی رات سے عبادت کرنے اُٹھتے ہین مسجد کریاس مین تھے کہ سیارہ نے پہونچکر شہزادہ کی علالت بیان کی امیر نے فرمایا کہ میری طرف سے دعا کہنا اور مین بھی دیکھنے کسی روز آؤنگا سیارہ پھر وہان سے خدمت شہزادہ مین آیا قاسم نے

فرمایا کہ مرکب حاضر کرین تلاش مین اپنی محبوبہ کے جاؤن گا سیارہ نے عرض کیا کہ حضور کا جانا ابھی اچھا نہین ایسا نہو کہ آپ کو متلاشی ملکہ سمجھ کر اُسکو کوئی گزند پہونچائین اور قید و بند زیادہ کرین اس سے بہتر یہ ہے کہ غلام کو روانہ کیجیے تاکہ خبر رشک یوسف کی آپ کے لاؤن اور موقع دیکھ کر یا آپ کو وہان لے چلون یا اُسکو آپ تک پہونچاؤن شہزادے نے فرمایا کہ اچھا جاؤ مگر جلد آنا دیر نہ لگانا ورنہ مین تڑپ کر ہلاک ہوجاؤنگا ہاے وہ اُسکی بھولی بھولی باتین جب مجھے یاد آتی ہین تو دل مضطر پر کوئی جیسے چھریان لگاتا ہے کسی صورت آرام نہین آتا ہے دل کو کوئی ہاتھون سے ملتا ہے بانسون اُچھلتا ہے **نظم**

جس طرح ہوگا شب فرقت بسر کرلین گے ہم
وہ تو کب آتے ہین تو بھی اے اجل آنا نہ آج

کھل گئی بے مایگی دل کے شگاف زخم سے
قطرۂ خون سمجھے تھے سو وہ بھی کچھ نکلا نہ آج

خواب کیسا رات بھر رویا کیا سُن کے یار
قصۂ مرگ عدو سمجھا مرا افسانہ آج

گورکن ہین منتظر بیکار رکھا ہے کفن
اب نکر اے مرگ ہمسے نازِ معشوقانہ آج

کل نگاہ منتظر ڈوبی ہوئی تھی جام مین
پھرتی ہے آنکھون مین اپنی گردش پیمانہ آج

دشت مین کس رشک لیلی نے قدم رنجہ کیا
گھر بھلائے دیتی ہے دل جیسی ویرانہ آج

قیس کا روز رہائی تھا سو ہمنے اے جنون
جان کر فال زبون طوق گلو پہنا نہ آج

سیارہ نے شہزادے کو سمجھایا کہ حضور اگر ملکہ آپ سے راضی ہے تو کوئی اُسکو روک نسکے گا آج کل مین وہ خود کوئی تدبیر ملنے کی پیدا کرکے آئیگی آپ اسقدر مضطر نہون مین جاتا ہون اور خبر لاتا ہون یہ کہکر قنطورہ زربفتی اور پیتا وہ سقرلاتی سے آراستہ ہوکر بانہ ہاے عیاری جسم پر پیراستہ کرکے صورت اپنی مثل ساحرون کے بنائی اور منزل مقصد کی راہ لی شہزادہ فرش خاک سے اُٹھکر خیمہ مین آیا اور پلنگڑی پر لیٹ کر درد مہاجرت سے کروٹین لینے لگا تپ ہجرت سے عشق کی کراہنا شروع کیا بیتاب ہوکر کہتا تھا **ابیات**

اس عہد مین الٰہی محبت کو کیا ہوا
چھوڑا وفا کو اُسنے مروت کو کیا ہوا

امیدوار وعدۂ دیدار مر چلے
آتے ہی آتے ہاے قیامت کو کیا ہوا

اُسکے گئے یہ ایسی گئی دل سے ہمنشین
معلوم بھی ہوا نہ کہ طاقت کو کیا ہوا

بخشش نے مجکو ابر کرم کی خجل کیا
اے چشم جوش اشک ندامت کو کیا ہوا

جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف
اے کشتۂ ستم تری غیرت کو کیا ہوا

حاصل کلام یہ ناکام تو یاد محبوب مین بیقرار ہے مگر اُس اسیر سر نجیرۂ قضا و تقدیر یعنی ملکہ دلگیر کو
جب حنظل گرفتار کرکے لائی قلعہ مین اِس لیے نہ گئی کہ اِس آوارگی سے ہر خرد و بزرگ آگاہ
ہوگا منگنی ہوئی ہے لڑکی بدنام ہوجائے گی غرضکہ باغ مین لاکر پہونچایا اور ملکہ کو کئی
تمانچے زور زور لگائے بغصہ پکاری نظم

بیٹی کی طرف کیا نظارہ
حرمت مین لگایا داغ تونے
تھتا نہین غصہ تھامنے سے

جھلا کے کہا کہ خام پارہ
لٹوائی بہار باغ تونے
چل دور ہو میرے سامنے سے

سوگند کو بھی مارا اور کہا حرامزادی تونے میری لڑکی کو خراب کیا سوگند اور ملکہ اُسوقت تو
خاموش ہورہین لیکن کچھ دیر کے بعد حنظل نے ملکہ کو سمجھانا شروع کیا کہ خیر آج تو مین طرح دیتی
ہون درگذر کرتی ہون اب اگر تجھے کہین جاتے سنون گی حلال ہی کرڈالون گی خبردار کبھی
بھولے سے بھی ایسی حرکت نکرنا یہ کلام ترحم کے سنکر سوگند کو جواب دینے کی جسارت ہوئی
اور روکر حنظل کے پانؤن پر گری عرض کیا کہ پہلے حضور دو باتین میری سن لین پھر جو چاہین
وہ کرین ہم آپ کے بس مین ہین حنظل بولی کہ کہہ کیا کہتی ہے اُسنے کہا ہونے والی بات بدنامی
تقدیر مین لکھی ہو تو کوئی کیا کرے اور مین کمبخت ناشاد ملکہ سے کہتی تھی کہ حضور نچائیے نچایئے
برا کہنا نمانا اپنے ساتھ مجھے بھی رسوا کیا سنیے حضور اصل بات یہ ہے کہ ملکہ جو سیر کو گئین قاسم
پوتا حمزہ کا صحرا مین صحبت آرا تھا اُسنے ملکہ کو اپنا برابر والا سمجھ کر منت شریک بزم کیا اور کہا
اسمین عیب کچھ نہین کیا ایسا ہوتا نہین ہے کہ شاہ و شہریار باہم تپاک کرین اور ایک جگہ
ملکر بیٹھین یہ کلام اسکا ملکہ نے پسند فرمایا اور جاکر مسند پر بیٹھین اُسنے شراب اپنے ہاتھ سے
شہزادی سمجھ کر پلائی ناچ ملکہ دیکھا کین اُسوقت ملکہ کے سر مین درد ہوا فرمایا کہ مین اب جاکر
آرام کرون گی قاسم نے پھر براہ عجز کہا کہ یہین میرے پلنگ پر لیٹے لیٹے ناچ دیکھیے پھر
چلی جائیے گا ملکہ نے جاکر تیغہ سحر کش پہلو مین رکھ لیا اور لیٹین لیٹتے ہی سو گئین مین نامراد
بھی پڑ رہی جگانا مناسب نجانا ادھر قاسم بھی ملکہ پاس جا لیٹا اور سو گیا اُسوقت
آپ جاکر پہونچین اور گرفتار کر لائین اور ننگے کھلے ہونے کو مین کیون مامی ہیون جوانی کی
نیند سویا ہوا برابر ملکہ کا اسمین کچھ قصور نہین اُسوقت آپکے کھینچنے سے تلوار وہی پہلو مین
رکھی تھی قاسم نے بیدار ہوکر اُٹھائی اور نہین تو ملکہ نے اُسے نہین دی اگر دونے بیٹھنے کو

دونون کے کہو تو ملکہ کا ابھی سن کیا ہی رو کر روٹی مانگتی ہین سمجھیں کہ مان نے مجھے عمر دیکھا ہے اب مار ڈالین گے مارے ڈر کے اسی کی منتین کرنے لگین کہ شاید یہ بچا لے اور ادہر وہ یہ سمجھا کہ ملکہ کو نہین معلوم کون پکڑے لیے جاتا ہے اور یہ میری مہمان عزیز ہے اپنے دل مین کیا کیا کی کہ اس سے کچھ نہو سکا اس سبب سے وہ بھی جزع و فزع کرنے لگا اور اگر آپ کو میری باتون کا اور کہنے کا یقین نہو تو ملاحظہ فرمائیے کہ ملکہ کا شیشہ عصمت سنگ شرارت سے **قاسم** کے شکست نہین ہوا اور مسلمان حرام نہین کرتے اسی سے اُنکو خدا نے نوازا ہے یہ تقریر جب **حنظل** نے سنی ملکہ کو ہر طرح سے دیکھا بخوبی محفوظ پایا **سوگن** کے کہنے کا یقین آیا کہ بیشک جو اِسنے بیان کیا ہے یہی کیفیت واقع مین گذری ہے ورنہ آگ اور خس ایک جا ہو ممکن نہین کہ نہ جلے اُسوقت بظاہر تو غصہ کی نگاہ رکھی مگر ملکہ کو عتاب کرنے سے باز رہی اور چند عورتین اپنی جانب سے بہر حفاظت تعین کر کے چاہا کہ آپ قلعہ مین جائے پھر سوچی کہ کل جاؤن گی آج کے دن رہکر اسکا رنگ ڈھنگ دیکھ لون غرضکہ یہی وہین فروکش ہوئی اور ملکہ ایک جگہ صحنچی مین مان سے علیحدہ پلنگ پر جا کر لیٹی لیکن نیند کیسی اور سونا کہان کا دل پہلو مین دلدار کو ڈھونڈھتا تھا تنہائی مین کلیجہ منھ کو آتا تھا مانند ماہی بے آب بے آب کے وہ گوہر غلطان قلزم محبت تڑپتی تھی آہ سرد بھر کر یہ پڑھتی تھی کہ **ابیات**

دم تری الفت پوشیدہ کے بھرنے والے　دل جلے سینہ جلے اُف نہین کرنے والے
عشق مین جی سے گذرتے ہین گذرنے والے　موت کی راہ نہین دیکھتے مرنے والے
بزم ماتم مین کبھی شب ہی کو آجا چھپ کر　اودھرے سوگ کے پردے مین سنورنے والے
آخری وقت مین پورا نہ کیا وعدۂ وصل　آپ آتے ہی رہے مر گئے مرنے والے
نزع مین ہم ہین غم عشق یہ چلاتا ہے　دیکھ غربت مین مجھے چھوڑ نہ مرنے والے
جان دینے کو کہا اُنکے تو ہنسکر بولے　تم سلامت رہو ہر روز کے مرنے والے
آب خنجر کو بھی قاتل نے مجھے ترسایا　نہ دیے حلق سے دو گھونٹ اُترنے والے
پھر بہار آئی ہے پھر ہمکو جنون ہوتا ہے　کیا دن آئے ہین فراغت سے گذرنے والے
آسمان پر جو ستارے نکل آئے تو امیر　یاد آئے مجھے داغ اپنے اُبھرنے والے

قصہ مختصر یہ سوختہ جگر تو ہجر مین بیقرار ہین لیکن سیارہ جو روانہ ہوا تھا راہ سے نابلد تھا رات کا وقت راہ بھی کسی سے پوچھ نہ سکتا تھا رستہ بھول کر ایک بیابان وحشت فزا مین جا پڑا کہ باد سموم جہان کی دم بھر مین انسان کو گلاتی تھی اور تاب و تب وہان کی ابر بہاری کو پیاسا رکھ کر جلاتی

یک تیز گام ماہ اُس جگہ کی صعوبت سے فلک پر راہ بھولتا تھا خیال عالم گرد وہان کی منازل طے نہ کرسکتا تھا پانوٴن مین چھالا پڑتا تھا نہ گھاس اُس جگہ کبھی جمی تھی نہ کوئی چشمہ آب تھا چٹیل میدان منزلون تک نظر آتا تھا کہ **ابیات**

برستی تھی وہ آگ افلاک سے		اُٹھتا تھا دھوان مرکز خاک سے	
تنور فلک تھا بشدت طپان		ہوئین ذرہ ریگ چنگاریان	
جہان تک نظر کرتی تھی کام وان		عجب وحشت آگین تھا ہو کا مکان	
کسی جا پہ تھے ڈنڈ سوکھے کھڑے		تھے انبار کانٹون کے ہر سو پڑے	
کہین سایہ ڈھونڈھو تو پیدا نہ تھا		کسی سمت پانی کا دریا نہ تھا	

سیارہ نے دل سے شکر خدا کیا کہ اگر دن کو اِس صحراے آتشین مین گذر ہوتا تو جانبری نہوتی اور جلد وہان سے سبک گام ہوا کہ صبح نہو جائے آخر بدقت تمام اُس بادیہ پر مخافت کو طے کیا اور مرغزار دلکشا مین پہونچا پانی چشمے سے پیا اور ٹھہر گیا کہ رات کو راہ نہ ملے گی دن ہوے تو چلون فی الجملہ بعد کچھ عرصے کے وہ زمانہ آیا کہ شاہد قمر چہرہ شب شعاع آفتاب کی زنجیر مین گرفتار ہوئی اور عیارہ خاور تلاش مین اُسکی رہ نورد ہوا کہ **نظم**

فلک تیغ مہر از میان برکشید		شب تیرہ دامن از و در کشید	
روان شد چو عیار مشرق دیار		بہ صحراے افلاک کردہ گذار	

سیارہ نے نماز سحر پڑھ کر آگے کا رستہ لیا کچھ دور چلا تھا کہ ایک آندھی بڑے جوش و خروش سے ظاہر ہوئی اور ایک ساحر تیرہ رو غدار کو سامنے سے آتے دیکھا سیارہ آپ بھی صورت ساحر کی بنا تھا اُس سے بڑھ کر صاحب سلامت کی اور پوچھا کہ بھائی کہان چلے اُسنے کہا ملکہ خفقل کے پاس جاتا ہون اسلیے کہ نہ وہ اپنی لڑکی کی شادی کرتی ہے نہ جواب دیتی ہے اور لڑکی کو سنتا ہون کہ وہ سیر کرتی پھرتی ہے مین نے اپنے لڑکے کو بھی منگنی کرکے پھنسایا ہے آج فیصلہ کرلونگا یہ کلام جو سیارہ نے سنا چاہا کہ اُسکا کام تمام کرکے اُسکی صورت بنکر چلون اسی فکر مین اُسکے ساتھ ہوا لیکن کچھ دور چل کر وہ اُڑکر روانہ ہوگیا یہ ناچار پیچھے پیچھے اُسکو دیکھتا ہوا چلا یہان تک کہ قلعہ نرگس کوہ دکھائی دیا برج و بارے اُسکے نہایت مستحکم تھے بلندی حصار وسعت سواد اعظم کہ **بیت**

کسے ندیدہ فرازش مگر بچشم ضمیر		کسے نرفتہ نشیبش مگر بپاے گمان	

اور اُس قلعہ فلک فرسا کے داہنے جانب ایک باغ رشک وہ باغ عدن پرُاز نسرین و یاسمن
بنا تھا وہ ساحر کہ نام اُسکا ظالم جادو ہے اُترتا ہوا باغ کی طرف چلا اور سیارہ ٹھہر رہا جب وہ
نزدیک باغ پہونچا بزور سحر ایک طائر سحر کو خنظل بلا کے پاس بھیجا کہ میرے آنے سے اُسکو مطلع کرے
طائر نے جاکر خبر دی خنظل سدھی کی آمد سنکر گھبرائی کس لیے کہ اگر وہ یہان آئیگا دختر میری
اسی جگہ ہے محل خانے کا واسطے ہے ایسا نہو کہ کچھ حال اُسکی بدچلنی کا سُن لے اس باعث سے
خود برسم تعظیم بیرون باغ آئی اور اثناے راہ مین ظالم سے ملی باتین کرتی ہوئی اُسکو اندر لیکے
لے گئی مقام بہتر پر بٹھایا شراب و کباب کی صلاح کی ناچ ہونے کا حکم دیا جلسہ جمایا بعد ازان ادھر اُدھر کے
سلسلے آئے ظالم نے پوچھا اُسنے کہا بیٹی تمھاری نوجوان گلی گلی ماری ماری پھرتی ہے اور تم شادی
نہین کرتین آج ہان نہین کا مجھے جواب دو خنظل یہ تقریر سنکر سمجھی کہ اُسکو شاید ملکہ کی آوارگی
کی خبر ہوگئی بس تڑق کر بولی کہ جو کوئی اُسکو بد کہتا ہے وہ جھک مارتا ہے بچی میری سیدھی بات
کرنا تو جانتی نہین وہ نگوڑی یاری آشنائی کیا جانے اور سنو صاحب جو تمھین شادی کرنا ہے
تو وہ خرابیون کی خراب ہے گون ہو تو کرو نہین مین گلے تو لگاتی نہین کچھ چھلیان تو ہین نہین پڑی
سڑی جاتی ہین جب تم لوگون نے میری دلہنیر کی خاک لے ڈالی تب مین نے منگنی کی اور اب
یہ باتین ہین مگر اب بھی کچھ بندی کو ایسی پروا نہین یہ نہ سمجھنا کہ یہ میری لڑکی کو کوئی نہ پوچھیگا
اور نہ پوچھے گا تو بلا سے نہ پوچھے اُسکو کس بات کی کمی ہے یہ کہہ کر رونا شروع کیا کہ یا ساری
جس طرح میری بچی کو لوگون نے بدنام کیا ہے اُنکی کنواریون کے آگے آئے اُنکی ننھی ٹری پوا ہین
بکھاتی جائین غرض کہ ایسا کچھ اُسکو آڑے ہاتھون لیا کہ کچھ کہتے بن نہ پڑا اتنا تو کہا کہ مین کب
کہتا ہون ملکہ کو کہ خراب ہے لیکن شادی کب کروگی اُسنے کہا کرونگی کیون نہین اُسکا باپ شاہ
افراسیاب کے پاس سے آئے تو تیاری کرون بیٹی میری دوناجو تو ہے نہین مجھے تو سب ہی
ارمان نکالنا ہین کنوار چھیل اُتارنا ہے گھبراؤ نہین مین خط اُسکے باپ کو لکھتی ہون اور جلدی کا
سامان کرتی ہون یہ گفتگو سنکر ظالم رخصت ہوا لیکن اسنے روکا کہ آج کہان جاؤگے کل چلے
جانا اور سامان دعوت مہیا کیا مگر ملکہ کی حفاظت کے لیے ایک ساحرہ کو مخفی جانب باغ بھیجا کہ رات
تحفظ بخوبی کرنا کہین جانے نہ دینا مین کام مین اُلجھی ہون مہمان کی خاطر داری مین ہون
نہین خود چلتی تو یہان سے جا اور خاصدان میرا لیجا اگر ملکہ پوچھین کہ کیون آئی ہو تو کہنا آپکی
ماں نے گلوریان بھیجی ہین یہ ثابت اُسکو نہو کہ میرا پہرا دینے یہ آئی ہین وہ ساحرہ خاصدان لیکر

اُسکے کہنے سے روانہ ہوئی جب قلعے کے باہر نکلی اِس جگہ سیارہ ٹھہرا ہوا تھا ساحرہ کو جاتے دیکھکر قریب اُسکے گیا اور پکارا کہ ہمارے میان ظالم جادو کیا کرتے ہین اُسنے جواب دیا کہ اپنی ہمدمون سے باتین کر رہے ہین تم بھی جادو کیا تم اُنکے ملازم ہو اُسنے کہا ہان اور کہا ہم تمہارے ساتھ چلین گے ساحرہ بولی کہ مین ملکہ پاس باغ مین گلوریان لیے جاتی ہون اور وہین آج رہونگی میرا تمہارا ساتھ نہوگا سیارہ کو جب یہ حقیقت معلوم ہو چکی باتین کرتے مین حباب بیہوشی ساحرہ کے منہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گری اُسنے کپڑے اُسکے اُتار کر اُسی کی ایسی صورت اپنی بنائی اور اُسکو خوب سا بیہوش کر کے غار مین ڈال دیا اور آپ خاصدان لیکر سمت باغ چلا یہان تک کہ داخل گلزار ہوا دیکھا کہ یہ گلشن زینت بخش باغ عدن ہے شاہد چمن پر عجب جوبن ہے کہین سنبل سودا خیز ہے کسی جا شگوفہ مثل نافہ اور عطردان کے مشکبار اور عطر بیز ہے نرگس مصروف نظر بازی ہے گلون کی بہار مین رونق تازی ہے وارسبت کا سلسلہ دار شد دلبست ہے بوے گل سے بلبل سیہ مست ہے ہر سمت جھیم اور کار فرما اس جگہ کی بہار ہے زر گل کا توڑا نہین ہزار در ہزار ہے سبحان اللہ وبحمدہ نظم

بہ خوبی باغ چون خلد برین بود	دران خلد برین گل حور عین بود
سمن ساقی و نرگس جام در دست	بنفشہ پر خمار و شوخ گل مست
فگندہ سنبل تر زلف بر دوش	کشادہ باد نسرین را بنا گوش
نواے بلبل و آواز دراج	شکیب عاشقان را کردہ تاراج

سیارہ ہر سمت ملکہ کو تلاش کرتا چلا یہان کچھ کنیزین بھاگ کر بر وقت گرفتاری ملکہ آئین تھین اور ملکہ کی خطا جب معاف ہوئی تو اُنھین بھی امان ملی ہے اور کچھ عورتین ملازم قشقل کی موجود ہین وہ سب سیارہ کو دیکھکر بولین کہا ہو زینب بحرم جادو کہان آئین اُسنے کہا بیبیو مین پان لیکر آئی ہون اور پاس جاکر چپکے سے کہا ملکہ نے تو خوب گل پھولا تا ہو آدھی گھڑی طاق بیٹھی اُنکا شُسرا یہ خبر سُنکر آیا ہو مجھے اُنکی مان نے یہین ٹھہرنے بھیجا ہو صاحبزادی ہین کہان ذرا مین تو دیکھون کہ اپنا کیا حال بنایا ہو اور مجھے بھی ڈر معلوم ہوتا ہو کہ کہین میرے پہرے سے نکل جائے جو میری ناک چوٹی کٹے ساحری آبرو رہین یہ تقریر سُنکر سب عورتون نے کہا ملکہ وہ سامنے بارہ دری مین پلنگ پر مردہ سی پڑی ہین بہن خوب ہوا جو تم آئین ہم بھی ڈر رہے تھے کہ ایسا نہو کہین جا کے تو پھر آفت آئے اب تم جاؤ تمہارا کام جانے ہم وہان جائینگے بھی نہین یہ کہکر سب کنارے ہو گئین

اور سیارہ اندر بارہ دری کے آیا اور آہستہ در کی آڑ میں ٹھہر کر چاہا کہ سنوں ملکہ کیا کہتی ہے
دیکھا کہ سوگند پلنگ کی پٹی کے نیچے بیٹھی ہے اور ملکہ اُس سے چپکے چپکے کہہ رہی ہے کہ کیوں سوگند
اسوقت قاسم کیا کرتے ہونگے اسنے جواب دیا کہ آپ کی محبت کا دم بھرتے ہونگے ملکہ نے کہا
نہیں معلوم میرے پکڑ آنے کے بعد اُنکے دل پر کیا گذری ہوگی ہائے کوئی انھیں تسکین
دینے والا بھی نہو گا کہیں ایسا تو نہو اپنی جان دے دیں افسوس کسکو اُنتک بھیجوں اور
اُنکی خیر و عافیت منگواؤں یہ کہکر زار زار روئی اور یہ زبان پر لائی کہ غزل

راحت ہمیں نصیب کہاں ہجر یار سے — آہیں نکل رہی ہیں دل بیقرار سے
اللہ رے طول محروم دیدہ ہیں ہے پر — آنکھیں سفید ہیں کشش انتظار سے
کسوقت زلف یار کا ہمکو نہیں خیال — فرحت کہاں ہے سلسلۂ انتشار سے
بخشیں کفن کو خاک لحد نے کدورتیں — کس کس کو ہے غبار ترے خاکسار سے
برآئی ایک رات بھی اپنی نہ آرزو — اتنا گلہ رہا ہمیں آغوش یار سے
اے جاہ اپنے دوست سے گر ہمکنار ہوں — پھر غم نہیں ہے کشمکش روزگار سے

سیارہ اِس حال کو ملکہ کے دیکھکر کہ چلا اور پاؤں کی آہٹ دی ملکہ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا اور
اُسکو آتے جان کر چپ ہو رہی اور سوگند نے بھی اُدھر نظر کی اُسنے اشارے سے کہا کہ میرے
پاس آ تو سوگند گھبرائی کہ دیکھیے یہ کیا کہے گی مگر ناچار ہی اُٹھ آئی سیارہ اسکو بارہ دری کے
ایک کونے میں ہاتھ پکڑ کر لایا پہلے تو تمسخر کی راہ سے اسکو گدگدایا کہ کیوں ری تو نے خوب
ملکہ کو بدراہ کیا یاروں کے بغل میں لیجا کر سلایا سوگند یہ بات سنکر ڈر گئی اور لگی کانپنے اور
قسمیں کھائیں کہ میں نہیں جانتی کیسے یار تم کیا کہتی ہو اُسنے کہا میں سب جانتی ہوں پہلی رات
تیغ سحر کش دیگر ساحروں کو قتل کرایا دوسری رات کو ساتھ سوئی سوگند یہ باتیں سنکر
بہت خائف و لرزاں ہوئی سیارہ نے کہا اگر تو میرے گلے سے لگ جائے تو میں تجھے
قاسم پاس لیجاؤں سوگند اسکے گلے سے عورت جانکر لپٹی اسنے خوب لپٹایا پیار کیا سوگند نے
کہا بتاؤ کیونکر ہمیں انھیں لوگی اسوقت اسنے کہا میں سیارہ ہوں سوگند جھجھک کر چھڑا کر زبان سے
برا بھلا کہتی آغوش سے تڑپ کر نکلی اور جاکر ملکہ پاس چھپکی بیٹھ رہی شہزادی نے پوچھا کہ کہاں
گئی تھی اسنے کہا میری بلا جلے موئے آسیب کی خاصیت رکھتے ہیں جہاں دیکھو
وہاں موجود شہزادی نے کہا اری کون ہے کیا بکتی ہے سوگند بولی وہی موا آتا تھا عیار جو قاسم

کا اور کون ہے یہ سنتا تھا کہ ملکہ اٹھ کر دوڑی اور ادھر سے سیارہ نے بڑھکر تسلیم کی اور ایک گلوری مین بیہوشی ملا کر ملکہ کو دی کہ شہزادے نے آپکو بھیجی ہے ایکبار ان اشتیاق کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوگئی سوگند نے کہا ارے موئے یہ تو نے کیا کیا سیارہ نے چپکے سے کہا مین ملکہ کو پشتارہ باندھکر لیے جاتا ہون تمھین چاہیے کہ سحر ایسا کرو کہ جتنی عورتین باغ مین ہین سب بیہوش ہو جائین اور تم بھی اڑ کر ہمارے ساتھ چلو سوگند نے یہ سنتے ہی سحر پڑھکر دستک دی کہ جو ساکن باغ تھے وہ بیہوش ہوگئے کیونکہ وہ لوگ یہ تو جانتے نہ تھے کہ ہمپر کوئی سحر کریگا عین غفلت مین بیہوش ہوے سیارہ پشتارہ ملکہ کا باندھکر پیٹھ پر لاد کر راہی ہوا سوگند بزور سحر اڑکر چلی دونون باغ سے باہر نکلے اور سوگند رہبری کرتی ہوئی آگے آگے چلی ابکی وہ راہ نہ ملی جدھر صحرائے ہولناک تھا بلکہ پہر بھر کے عرصہ مین وہ مقام آگیا جہان قاسم انتظار جانان مین پلنگ پر پڑا تڑپ رہا ہی کہ سیارہ نے پشتارہ ملکہ کا علیحدہ رکھکر سوگند سے کہا تم ملکہ کو ہوشیار کرو اور آپ پاس شہزادے کے آیا قاسم نے جو اسکی صورت دیکھی اٹھ بیٹھا اور بے اختیار اس سے مستفسر ہوا کہ **رباعی**

قاصد پیغام کچھ سنا یا بھی گیا
یا خوف سے اسکے پاس جایا نہ گیا

اک بات بنا کے یون ہی مجھکو تا صبح
بہمین کب نہ کوئی آیا نہ گیا

کہو کہ کیا پیام لائے کہان گئے تھے کیا کر آئے سیارہ نے کہا جو کچھ ہمنے کیا ہوگا وہ آپ ہی ظہور مین آئے گا اور اُسنے یکایک خبر عشرت بیان کرنا مناسب نجانا اس سبب سے شہزادے کو باتو نمین لگایا ادھر سوگند نے ملکہ کو ہوشیار کرکے مژدہ دیا کہ مبارک ہو سیارہ جو گیا تھا وہ آپ کو پاس شہزادے کے لایا ہے ملکہ شکر کنان شادان و فرحان خیمے مین آئی قاسم نے جو اپنے مطلوب کو آتے دیکھا بے تابانہ یہ کہتا ہوا دوڑا کہ **بیت** منم کہ دیدہ بدیدار دوست کردم باز + چہ شکر گویمت ای کارساز بندہ نواز + آخر آغوش محبت مین لیکر مسند پر لاکر بٹھایا اور رنج مفارقت کو یاد کرکے گوہر اشک باہم ایک نے دوسرے پر نثار کیے ملکہ نے کہا ای مایۂ راحت و آرام بغیر تیرے جو احوال مجھ ناکام پر گذرا الغیاث **نظم**

درد ہجران کشیدہ ام کہ مپرس
زہر ہجران چشیدہ ام کہ مپرس

آن چنان در ہوای خاک درش
میرود آب دیدہ ام کہ مپرس

بے تو در کلبۂ گدائی خویش
رنجہاے کشیدہ ام کہ مپرس

قاسم نے یہ کلام درد التیام سنکر جواب دیا کہ فرد

تو تو کہے سرگذشت اپنی ظالم / مین کس سے کہون جو مجھپہ گذری

شرح ایام درد فراق کون کرسکتا ہے وہی یہ حال جانتا ہے جو کسی پر مرتا ہو اب ہنسی خوشی کی باتین کرو اس رنج جانکاہ کو دل سے بھلا دو یہ کہکر حکم کیا کہ ابیات

خوشتر ز عیش و صحبت باغ و بہار چیست / ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست
معنی آب زندگی و روضۂ ارم / جز طرف جویبار و می خوشگوار چیست
ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار / کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست
شہو و خطاے بندہ چو گیرند اعتبار / معنی عفو و رحمت پروردگار چیست

حسب الطلب شاہزادۂ عالی مقام ساقی و بادہ و جام ایک جا ہوے ہنگامۂ عشرت گرم ہوا لیکن اس خبر کو چند مشیرون نے صاحبقران سے عرض کیا کہ شاہزادی نرگس کوہ کی ملکہ نرگسی چشم نام محبت مین شاہزادہ قاسم کے آکر مسلمان ہوئی ہے امیر نے سب کیفیت سنکر ارشاد کیا کہ اول سے اگر یہ حال ظاہر ہوتا تو قاسم کو ممانعت کیجاتی کہ برائے ناموس مین [illegible] اچھی نہین مگر اب شاہزادی نے آکر اسلام مین پناہ لی ہے شرط مروت سے دور ہے کہ پھر اُسنے ساحرون کے حوالے کردیا جائے تاکہ دین جدید سے اسکو پھیرین لیس یہان سے ایکسو اکیس کشتی زیور الماس کی ملکہ کے لیے بھیجی جائے اور جملہ اسباب عیش و آرام مہیا کردیا جائے چنانچہ بنابر ارشاد مقبل وفادار کشتیان زیور کی اور چھپرکھٹ جوڑے چاندی سونے کے اور بہت سا اسباب راحت لیکر خدمت شاہزادے مین آیا اسباب پیشکش کیا امیر کی جانب سے دعا کہی قاسم خلعت دیا یہ تو رخصت ہوکر چلا آیا اور قاسم و ملکہ اور سیارہ و سوگند مشغول عشرت ہوکے اختلاط ہونے لگا طالبان یکدیگر باہم بغلگیر ہوے اور فرط عشرت سے یہ زبان پر جاری تھا کہ نظم

ساقی بیار بادہ کہ ماہ صیام رفت / دردہ قدح کہ موسم ناموس و نام رفت
وقتی عزیز رفت بیا تا قضا کنیم / عمرے کہ بے حضور صراحی و جام رفت
در تاب توبہ چند توان سوخت ہمچو عود / مے دہ کہ عمر در سر سودای خام رفت
مستم کن آنچنان کہ ندانم ز بیخودی / در عرصۂ خیال کہ آمد کدام رفت
زاہد کو دان فی خلوت و تنہائی و نیاز / عشاق را حوالہ بعیش مدام رفت

الحاصل یہ تو اسطرح کا جلسہ جا کے مصروف انبساط و ارتباط ہین مگر جس عورت کو کہ سیارہ

بیہوش کرکے چھوڑ آیا تھا اُسکو ہوش آیا اور اپنے تئین برہنہ دیکھکر بہزار خرابی باغ مین ملکہ کے آئی
اور کسی کنیز سے کپڑے مانگ کر پہنے اور پوچھا کہ ملکہ کہان ہین لوگون نے کہا بارہ دری مین تشریف ہین
وہین جاکر دیکھو اُسنے وہان جاکر دیکھا کسی کو نپایا ہر جگہ کونا کونا باغ کا ڈھونڈھا کہین سُراغ
اُس زلیخا منش کا نپایا معلوم کیا کہ تلاش مین اپنے عزیز مصر کے گھر سے نکل گئی اور مجکو جو بیہوش
کر گیا وہ معلوم ہوتا ہی کہ کوئی عیار تھا آخر نالان وگریان چند کنیز اور وہ ساحرہ سامنے
خنظل کے گئین اور بیساختہ کہہ گذرین کہ حضور ملکہ بھاگ گئین کہین اُنکا پتا نہین ہے
خنظل سمدھی کے سامنے اس خبر کو سنکر چپ ہوگئی رنگ چہرے کا زرد ہوگیا کاٹو تو لہو نہین
ہزارون گھڑے پانی پڑگیا مگر کرتی کیا سر جھکا کر رونے لگی ظالم نے کہا انھین دنون کو مین جھینکتا تھا کیون
دیکھا خراب تمہین کیا کہون اُس کمسو بریدہ کو سزا دینے جاتا ہون یہ کہہ کر بزور سحر پرواز کرکے بنفس تمام
روانہ ہوا اور قلعہ سے نکل کر کوہ ودشت کو دیکھتا چلا کہین پتا جب نہ ملا دل سے سوچا کہ سوا لشکر حمزہ کے
اور کہین نہوگی یہ سوچ کر اُسی جانب آیا میان لشکر اسلام مین بھی ملکہ کو نہ دیکھا اور آگے بڑھا باغ کو دیکھ پھر
آگے بیچ جنگل مین ایک میدان بہ از باغ ارم دیکھا اور لب نہر مسند پر ایک جوان رعنا حور شمائل کو
بیٹھے پایا اور ملکہ کو سر اُسکے زانو پر رکھے لیٹے دیکھا آتش غضب مین یہ ناری جل گیا اور بجلی کی طرح
تڑپ کر گرا نعرہ کیا کہ منم ظالم جادو یہ سنکر سوگند پکاری کہ ای شہریار خبردار رہیے قاسم بزم مسرت
مین بیٹھا تھا اِسوجہ سے ہتھیار صندلی پر رکھے تھے اُسنے اُٹھ کر تیغہ سحر کش اُٹھایا مگر اتنے عرصہ مین
ملکہ کو نیچے مین داب کر ہوا پے آسمان ہوا ملکہ نے شور واویلا بلند کیا اور قاسم تیغہ لیے پیچھے پیچھے
دوڑتا چلا مگر کیا ہوسکتا تھا یہ جادو جادہ راہی ہوا اور قاسم بیہوش ہو کر گر پڑا سیارہ نے
گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا جب آنکھ کھلی تو وہی بلبلانا شور مچانا اور نعرہ آہ مارنا بار بار
اضطرابی دل سے یہ لب پر لانا کہ رباعی

غم اب تو ملا بجاے آرام ہمین	اک لحظہ نہین ہے ہاے آرام ہمین
لگتے نہین خواب مین بھی وہ لوگ نظر	دیکھے سے جنھون کے آئے آرام ہمین

سیارہ شہزادے کا گو کہ عیار ہے مگر لنگوٹیا یار ہی جس شہزادی سے اُنکے باپ پیدا ہوے ہین
اُنکی یہ وزیرزادی سے پیدا ہوا ہی جسطرح عمرو امیر سے ہنستا ہی بُرا بھلا کہہ لیتا ہی اسیطرح یہ بھی
شہزادے سے کیا بلکہ اُنکے باپ سے گستاخ ہے اسوقت بیکسی پر ملکہ اور شہزادے کے دل تو
اِسکا چلا مگر غفلت پر انکی اسکو غصہ آیا گویا ہوا کہ بس دیکھی بہادری آپکی یہی دعوی شجاعت تھا

تیغہ لیتے ہی رہے اُٹھایا نہ گیا بہت بھاری تھا اِسوقت رانڈون کی طرح آنسو بہے کھلانا ادنی اللہ
کہکر سر پر ہاتھ دھر کر رونا آتا ہے اس سے وہ بیچاری عورت اچھی تھی جو جان بچاکر تین بار
چلی آئی جاؤ میان تمسے کچھ نہو سکیگا یہ ظالم جادو اِسکا شوہر ہے جاتے ہی ماہ کو اپنے
بیٹے پاس لیجائیگا کچھ عشقبازی دل لگی نہیں ہے کہ مصرعہ عشق بازی نام سر بازی کا ہے
قاسم کو اسکی باتون سے غضب طاری ہوا اور فرمایا انشاء اللہ نرگس کوہ مین گھس کر ایسی
تلوار مارونگا کہ یہ ساحران غدار یاد ہی تو کرینگے دریائے خون بہادونگا گھوڑا میرا جلد
حاضر کر ستیارہ طعنے دینے کو آندھی تھا اب برباد ہی گیا جو شہزادے کی خیال آیا عرض رسا ہوا
کہ آپ ٹھہریے مین جاتا ہون قاسم نے کہا اب ٹھہرنا کجا کہ بیت

عاشق سے بھی ہوتا ہی کہین صبر و تحمل ۔ وہ کام تو کہتا ہے جو آتا نہین مجکو

ناچار ستیارہ نے اتنا تو کیا کہ جھپٹ کر سرداران قاسم کو اطلاع دی وہ سب خدمت
مین شہزادے کے آئے سمجھانے لگے کہ حضور تامل فرمائین ہم لوگ جاتے ہین اور شہزادی کو
لاتے ہین قاسم نے ایک کہنا نمانا اور مرکب پر سوار ہوا کہ نظم

ببالا صنوبر برخ آفتاب ۔ نہ برجستگی مطلع انتخاب
بخشکی پلنگ و بدریا نہنگ ۔ بدیدہ کسے پشت او روز جنگ
حمائل بیکسے تیغ مصری گزو ۔ پراز زہر غم جام عمر عدو
ببازو کمان برزدہ تیر چند ۔ بہ بند و کمر رستم دیو بند
بدستے عنان و سنان بجنگ ۔ رجز خوان روان گشت بر عزم جنگ

پھر تو جلد جلد تمام سرداران ذوی احترام سوار ہوے اور لشکر قاسم مین ورودی پلٹنون کا باجا کی
بجی کمر بندی ہوئی سات لاکھ فوج نے کوچ کیا زمین دہلنے لگی غبار دشت سے ایک نیا آسمان
عدو پر ستم کرنے کو پیدا ہوگیا طبل و نقارے کڑکڑائے بہادرون نے گھوڑے اٹھائے آن واحد
مین قریب شہزادے کے آگئے اور ہمراہی مین چلے قاسم نے کہا اتنا بڑا لشکر ایک قلعہ پر لیجانا
اچھا نہیں تم سب یہین ٹھہرو جو کوئی میرے ساتھ آئیگا وہ میرا دشمن ہے آخر لشکر تو بایوس
پھر گیا لیکن سردارون نے ساتھ نہ چھوڑا کئی ہزار آدمی ہمراہ رہا اس ہل چل کی صدا گوش
حق نیوش امیر میں پہونچی ہلکارون سے پوچھا یہ غل کیسا ہی انھون نے سارا ماجرا مفصل عرض
کردیا امیر نے فرمایا کہ خدا خیر کرے قاسم جاہل مزاج ہے اور ساحرون کا سامنا ہی وہ جاکر جان

دیو دیکھا اے مقبل تو چالیس ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر پیچھے پیچھے جا لیکن اتنی دور رہ کہ قاسم یہ نجانے کہ میری مدد کو دادا نے بھیجا ہے نہیں تو وہ تجھی سے لڑنے لگے گا یہ سنتے ہی مقبل بیرون بارگاہ آیا اور نفیر جنگی بجائی چالیس ہزار کا لشکر فی الفور تیار ہوا اور اُس ماہ انجم سپہر صاحب قرانی کے پیچھے مثل ستارون کے چلا عجب کر و فر یہ عسکر نصرت اثر رکھتا تھا نظم

ہوا اس شان و شوکت سے روانہ — پے تنبیہ مردودِ زمانہ
وہ سب فولاد پوش اُسکے تھے ہمراہ — کہ جوشن اُنکے تھے ابر اور وہ ماہ
جو ہین نقارے پر ڈنکا لگایا — قدم کہسار کا لغزش مین آیا
نقیبون کی صدا اٹھی نالہ صور — زمین سے استقامت ہوگئی دور
سراپا غرق آہن سارا لشکر — عیان مردانگی سے اُس سے جوہر
وہ گھوڑی فال خوش جنگی سواری — سُبک رو صورتِ بادِ بہاری
خجل رفتار سے آہوے مشکین — دل نافہ ایال اُنکے سے خونین
دو تیغ تیز گردن مین حمائل — کہ جس سے وہم کا خونین ہوا دل
وہ لشکر تھا کہ بحر بیکران تھا — بلند و پست صحرا پر روان تھا

فی الحال عقب شاہزادہ نصرت سیم یہ لشکر روانہ تھا اور شاہزادہ کی رکاب سیارہ تھا بے سوگند بزور سحر اُڑتی ہوئی رہبری کرتی چلی اور قاسم نہایت اضطراب سے یاد محبوب مین یہ کہتا جاتا تھا کہ نظم

خیال روی تو در ہر طریق ہمراہ ماست — نسیم موے تو پیوند جان آگہ ماست
اگر بزلف دراز تو دست ما نرسد — گناہ بخت پریشان و دست کوتہ ماست
بحاجب در خلوت سرائے خاص بگو — فلان ز گوشہ نشینان خاک درگہ ماست

اسیطرح یہ تو رہ نورد بیابان فراق ہین لیکن ظالم نے اُس اسیر سلاسل الفت ملکہ پر حسرت کو قلعہ مین پہونچایا حنظل شرمندہ ندامت زدہ برج قلعہ پر کھڑی چشم براہ انتظار تھی جب ظالم آیا اسے اور کچھ بن نہ پڑا دوڑکر سمدھی کے پانوٴن پر گری اور کہا بھائی تمنے میری آبرو رکھ لی اب اپنے دامن مین مجھے چھپا لو تمھاری امانت ہو اسی وقت اس نامراد کا گلا گھونٹ دو ساری قسم مین اُف نہ کرونگی مجھے آہ نہ آئیگی یہ کہہ کر ملکہ کو دو تین تھپڑ مار کر ایک زنجیر طلائی منگا کر پانوٴن مین پہنائی اور بغصہ عتاب خطاب کیا کہ ای مردار جو تو پرائے گھر کی ہوتی اور میرا

اختیار رہتا تو پیسے پر رکھ کر بوٹیاں کاٹتی اور چیل کوؤن کو بانٹتی یہ کہکر حکم کیا کہ ایوان شاہی مین جو پائین باغ ہے وہان لیجاکر اِسکو قید کرو ملازم ملکہ کو لے گئے اور کئی جادوگرنیان واسطے نگہبانی کے مقرر ہوئین یہ تو قید ہوئی اور ظالم کو باعزاز تمام برج قلعہ پر بٹھایا اِس عرصہ مین یوسف مصر افلاک زندان خانۂ مغرب مین مقید ہوا اور زلیخاے شب نے سواد دیدۂ شہک شبنم گرانا شروع کیا کہ ابیات

نشستہ ملکہ بیدل خموش ہمچو عروس ۔۔۔ بروی منفعل و سینہ چاک و دل مایوس
تبار زلف کشیدند شانہ از مژگان ۔۔۔ سرشک دیدہ بجاے گلاب شد فشان
بدیدہ اش بکشیدند سرمہ از تف آہ ۔۔۔ کہ روزگار بچشمش شدہ زیادہ سیاہ

ملکہ اِس شب ہجران مین یار غمخوار سے جدا اسیر سلسلۂ زلف دوتا بحسرت و یاس روکر یہ خطاب فلک ظلم اساس سے کرتی تھی کہ اے جفا پسند یہ کیا تو نے کیا جو مجھ ناکام و بخت نافرجام کو دوست دلنواز سے جدا کیا رحم نہ اصلا کیا اپنا حال زار کسکو دکھاؤن اور کس سے اُسکی خبر منگاؤن اِسی طرح اشک خونین دیدۂ خونبار سے گراتا اور بیقرار ہوکر لب پر لاتا کہ نظم

لعل سیراب بخون تشنہ لب یار منست ۔۔۔ از پے دیدن او دادن جان کار منست
بندۂ طالع خویشم کہ درین قحط وفا ۔۔۔ عشق آن بوے کہ سرت خریدار منست
شربت قند و گلاب از لب یارم فرمود ۔۔۔ نرگس او کہ طبیب دل بیمار منست

رات کو خنظل نے آکر جو بیٹی کا حال دیکھا محبت مادری سے کلیجہ مُنھ کو آیا سمجھانے لگی کہ مثنوی

سمجھانے لگی کہ مرتی ہے کیون ۔۔۔ ترک خور و خواب کرتی ہے کیون
ثابت کچھ اثر ستارے کا ہے ۔۔۔ کِس چاند کو کیا گہن لگا ہے
صورت تری زار ہو گئی ہے ۔۔۔ گل ہوکے تو خار ہو گئی ہے
رحم اپنی جوانی پر ذرا کر ۔۔۔ مُنھ دیکھ تو آئینہ منگاکر
ہے ہے تری عقل کسنے کھوئی ۔۔۔ ناجنس کو چاہتا ہے کوئی
محبوس کیا ہے تجکو ہر چند ۔۔۔ توبہ کا تو در کیا نہین بند
بھولے سے بھی گر نہ یاد تھا سم ۔۔۔ پھر گھر وہی تو وہی وہی ہم
سمجھانے سے تھا ہمین سروکار ۔۔۔ اب مان نہ مان تو ہے مختار
تو قید جفا مین ہے کہ ہم ہین ۔۔۔ تو دام بلا مین ہے کہ ہم ہین

غم راہ نہین کہ ساتھ دیجے
دکھ بوجھ نہین کہ بانٹ لیجے

جھنجھلائی وہ خستہ دل کہ بس بس
تم ایک کہو گی گر تو مین دس

رنجور جو ہون تو مین تمھین کیا
مجبور جو ہون تو مین تمھین کیا

مانا مری حالت اب ردی ہے
بہتر ہے وہی جو کچھ بدی ہے

بلبل اُسی رشک گل کی ہون مین
تم کیا ہو ہزار مین کہون مین

سوچی کہ وہ یہ نہین سمجھتی
ہے بلکہ برنگ زلف اُلجھتی

کچھ روگ جو درپے خلش ہو
درمان کے لیے دوا دوش ہو

بیماری عشق لا دوا ہے
اس باغ کی اور ہی دوا ہے

غرض ناچار برج قلعہ پر چلی گئی اور اسی اندوہ و تعب مین ماتم کدہ سپہر پر ماہ شب افروز کے گم ہونے کا ماتم برپا ہوا اور گریبان سحر چاک ہوا خورشید بارخ زرد بہر جستجو سرگرم تگاپو تھا کہ نظم

وہ شب ساری اندوہ و غم مین کٹی
گھڑی جو کٹی سو الم مین کٹی

رہی صورت آنکھون مین جو یار کی
ہوئی یاد مین صبح رخسار کی

بصد دم ملکہ نسیم سحری سے خطاب کرنے لگی اور پیام یار کو دینے لگی بپتا بیان کرتی تھی اور ان اسکی برج قلعہ پر مع ظالم کے بیٹھی تھی کہ یکایک سامنے سے گرد اُڑی اور لشکر کے سردار قاسم کے کئی ہزار نمایان ہوے سب کے بیچ مین شہزادہ گھوڑا ڈالے زیر قلعہ آکر پہونچے کیونکہ شہزادہ راتون رات برسم یلغار آیا ہے کہین ٹھہرا نہین صبح کو قریب قلعہ جب پہونچا دلاورونے براجایا اور نعرہ انا مبارز بلند کیا ظالم نے کہا دیکھو آخر وہ مفسد یہان بھی آیا لیکن مین اسے زندہ کب چھوڑتا ہون یہ کہہ کر حکم کیا کہ فوج قلعہ کی تیار ہو کر باہر نکلے ساحرون نے جلد جلد کمر باندھی اسباب سحر اپنے ہمراہ لیا طائران سحر پر سوار ہوے تر ہیان پھینکین پل تختہ قلعے کا اُٹھوا لیا فیلبند دروازہ کھلا اور لشکر ساحرون کا باہر نکلا ظالم اژدر شعلہ نشان پر آگے آگے اور پیچھے کئی ہزار ساحران غدار بڑے جوش و خروش سے مقابلے مین شہزادے عالی تبار کے آئے کہ نظم

رجز خوان بیا ورد گہ رو نمود
بسے خویشتن را بمردی ستود

کشیدند صف سرفرازان پشت
دو کوہ دماوند برپاے گشت

زیکسوے ظالم کمین ساختہ
بخون یلان خنجر افراختہ

زسوے دگر قاسم نامور
سخن مختصر ہر دو جنگ آزما
عدو را چو سر گرم پیکار دید
بن نیزہ در خاک محکم نمود
خروشید کے کینہ جواہر من
گرفتم ترا ر دے نادر نیست

بمیدان چو شیر ژیان جلوہ گر
نبرد آزمودند از نیزہ ما
کہ قاسم حسام از میان برکشید
زبان را بدشنام ظالم کشود
چرا می نیائی بمیدان من
یکے ہم درین انجمن مرد نیست

غرہ شہزادۂ دلاور سنکر ظالم میدان مین رعد آسا گرجتا ہوا آیا اور سحر کی نیرنگیان دکھانے لگا کبھی سمت فلک سے آگ برسی اور کبھی تیر کا باران برسا غرض سو طرح کی آفت آئی تیغہ سحر کے سبب شہزادہ پر کچھ تاثیر نہوئی اور شہزادہ نے تیغہ بلند کرکے کمر کو تبلا کر سر پر ہاتھ مارا پھر نظم

کہ قاسم چو بازو برافراخت جست
بزد بر سر کش تیغ و گفت ای دلیر
سیہ دل بزیر سپر شد نہان
سخن مختصر با سپر چون خیار

ظفر از خداوند بد اندیش جست
زمین رزم جنگ آوران یاد گیر
بلا بر سرش آمد از آسمان
دو اسش و انگاہ بنمود چار

ایک ہاتھ مین مع اژدہے اور ظالم کے چار ٹکڑے ہوے شور عظیم اسکے بیرون نے مچایا آندھیان اُٹھین آگ برسی اور فوج ساحران لینا لینا کہکر شہزادے پر آگری ادھر سے بھی غازیون نے گھوڑے اُٹھائے اور زد و کشت کی نوبت آئی تہلکہ عظیم پڑگیا کہ ابیات

دو لشکر ہم تیغ کین آختند
بشمشیر اسلامیان ہین جست
چو تیغے کہ آن راز تابندہ برق

روان سیل خون بر زمین ساختند
زخون ہم سر بحر زخار گشت
کس از زیر و بر نامیکرد فرق

لشکریان شہزادہ سحر سے مجبور تھے لیکن جنگاہ سے کب دور ہوتے تھے مرتے تھے مگر گھس پڑتے تھے یہ حال جو سوگندے دیکھا کہ فوج شاہزادے کی سحر سے ہلاک ہوتی ہے آپ دورہ کوہ مین گئی اور سحر کرنے لگی لشکر عدو پر تیر برسنے لگے یہ سب کیفیت فصیل قلعہ پر سے ملکہ حنظل نے دیکھی کہ میرے لشکر پر تیر برس رہے ہین اسطرلاب جادو اپنی رفیق سے گویا ہوئی کہ مسلمان ساحر زبردست ہوتے ہین میرے لشکر پر پیکان گر رہے ہین تو بیاانسے جا اور کسیطرح ایسا سحر کر کہ تیغہ سحر کش ہاتھ آجائے یہ تقریر سنکر اسطرلاب اُڑی اور بہت بلند ہوکر تھم

یہ سنگدل برسانے لگی سوگند نے پتھر برستے دیکھکر ہر طرف دیکھا کہ یہ کون سحر کر رہا ہے معلوم
ہوا کہ اسطرلاب ہے پس یہ بھی اُڑی اور غافل اُسکو پاکر پشت پر جاکر ایک ناریل سحر کا مارا کہ
اُسکے سینے سے نکل گیا وہ مرکز زمین پر گری صدائے شور نشور برپا ہوئی اتفاق سے ملکہ
حسامہ دایہ نے سوگند کو جو قتل کرتے دیکھا بغضب تمام اُسکی جاکر ممنون ہوئی اور سوگند کو
پکڑکر دورہ کوہ مین چاہا کہ سر کاٹ کر پاس خنظل کے لے جاؤن کیونکہ اگر زندہ لے جاؤن گی تو
ملکہ نرگسی چشم اسکو قتل نہونے دیگی غرضکہ یہ قتل کیا چاہتی تھی کہ سیارہ نے دیکھا
سحر سے سوگند کے تیر برستے تھے اب نہین برسنے معلوم ہوا کہ وہ کسی آفت مین پھنسی ہے سو جگہ
صورت اپنی ملکہ خنظل کی ایسی بنائی اور جہان کوہستان مین سوگند تھی وہان آیا
حسامہ کو خنجر بکف آمادہ اُسکی قتل پر پایا پکارا کہ دایہ صاحب آپنے بڑا کام کیا جو اس غضبانی کو
پکڑ لائین حسامہ نے جو یہ صدا سُنی اور خنظل کو اپنا ثناخوان پایا شرط تعظیم بجالائی
اور سیارہ نے اسکے قریب پہونچکر بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہوئی سر بخبر اسکا تن سے
فی الفور جدا کیا غل و شور برپا ہوا کہ مارا سوگند نے حسامہ کو یہ ہنگامہ جو خنظل نے
دیکھا فوراً نفیر سحر بجائی کہ لشکر اندر قلعے کے چلا آئے ساحرون نے صدائے نفیر جو سُنی
سمجھے کہ خنظل لڑنے سے منع کرتی ہے یہ معلوم کرکے سب اُڑکر اندر قلعے کی گئے اور در قلعہ بند
کیا قاسم نے جب میدان صاف دیکھا فرمایا آج تو دن تمام ہو چکا ہے کل قلعہ پر حملہ کرونگا
یہ فرما کر اُسی جگہ خیمہ استادہ کرا کر قلعہ کو محصور کرکے اُترا مگر دل سے خیال کیا سب کچھ کشت و
خون وغیرہ ہوا لیکن دلدار کا پتا نہ ملا یہ سوچکر بیقرار بیان کرنے لگا کہ رباعی

ملنے کی جو اسکے سوچتا ہون گھاتین
حیران اِدھر اُدھر پڑا تکتا ہون
تو کیا کہون کس طرح کٹی ہین راتین
یاد آتی ہین جب وہ پیاری پیاری باتین

اسی بیتابی مین سیارہ کو بلاکر ارشاد کیا کہ اب کام ہمارا تمام ہے اُسنے عرض کیا عشق کا یہی
انجام ہے مرجائیگا تو نام عاشقی مین کر جائیگا قاسم نے کہا یار ابھی ہمسے جدا ہے اور اجل بھی
ہمسے خفا ہے اب شب فراق ڈرانے کو آتی ہے چشم سیارگان سے آنکھین دکھاتی ہے سیارہ نے
حال ابتر شہزادے کا دیکھکر رحم کھایا اور جتنا دن باقی تھا بیٹھا سمجھایا کیا جس وقت کہ
مہر زرین علم سیر عالم کرکے کلبۂ احزان مغرب مین جاکر ماتم نشین ہوا اور ماہتاب جگر
داغدار لیکر عارض صبح شاہد سحر کے تمنائے دیدار مین پھرنے لگا نظم

دیدم بوقت شام شفق زار میگریست ہی ہی چہ گریہ رنگ گل نار میگریست
بار بار بسکہ تیر بلا در شب فراق خون آسمان بدامن کہسار میگریست
سوسن کبود کردہ بہر خیست خویش آہ نرگس بحالت دل بیمار میگریست

سیارہ بانے عیاری کے پہنکر قلعے کی سمت چلا اور در قلعہ پر پہونچکر ٹھہرا کہ کیونکر اندر
قلعے کے جاؤن یہ تو یہان کھڑا ہے مگر خنظل کو حسامہ دانی کے مرنے کا بڑا رنج ہوا ہی
اسنے اپنے سر کے بال کھول کر پریشان کر کے جھٹکے ایک سیاہی بالون سے پیدا ہوئی اور لشکر
پر چھائی آدمی کی نہی اُس کالی بلا سے کہا جا کر سیارہ عیار کو لشکر قاسم سے پکڑ لا وہ بلائے
سیاہ حسب الحکم روانہ ہوئی اور لشکر شہزادے مین آکر ہر سمت تجسس کر کے پھر گئی کیونکر سیارہ
تو وہان سے آکر بشکل ساحر در قلعہ پر ٹھہرا ہوا ہے کیونکر ملتا اسنے خنظل پاس آکر کہا کہ مین نے
سب جگہ اُس عیار کو ڈھونڈھا کہین پتا نہ ملا شاید لشکر حمزہ کی طرف گیا ہے خنظل یہ کلام سنکر
مایوس ہوئی اور اشارہ کیا کہ وہ پرچھائین بالون مین اسکے جا کر غائب ہو گئی اُسی وقت
آفت جادو نام ایک رفیق نے عرض کیا کہ اے ملکہ آپ سوچتی کیا ہین اپنے شوہر زنار بلا کے
پاس کسی کو طلسم ہوشربا مین بھیجے اور اس حال کی انھین اطلاع کیجیے یہ لڑائی مسلمانون کی
بڑی سخت جنگ ہے یہ لوگ نہ جادو کو مانتے ہین نہ کسی کو اپنے نزدیک زبردست جانتے ہین
ترک فلک سے مقابلہ کرنے والے ہین ہوا سے لڑنے والے ہین خنظل بولی سچ کہتی ہے اور
پھر اپنے بالون کو پریشان کیا وہی سیاہی دوبارہ پیدا ہوئی اُس [illegible]
حکم کیا کہ باغ سیب مین زنار کے پاس جاکر سب کیفیت یہان کی بیان کر کہنا کہ جلد چلکر
گھر سارا برباد ہوا عورت ذات اکیلی مین ہون مجھ سے کیا ہو سکتا ہے لیکن سب حال اسطرح
نہ کہنا کہ دربار والے شاہ دوران کے سنین اور شوہر میرا ذلیل ہو انھین الگ بلاکر چپکے سے
کہنا اس حکم کو سنکر وہ پرچھائین راہی ہوئی خنظل اسکو بھیج کر قلعے کا انتظام کرنے لگی اگر
سیارہ در قلعہ پر کھڑا دعائین کر رہا تھا کہ الٰہی مجکو اندر کسی طرح جانا ملے اتفاقاً سے ایک
محلدار کہ قلعے کے باہر اسکا گھر تھا کئی روز پیشتر اس جنگ کی رخصت لیکر اپنے مکان مین
آئی تھی اُسنے جو قلعے پر لڑائی ہوتے سنی خیال کیا اگر مین نجاؤنگی تو نمکحرام کہلاؤنگی ایسے
وقت مین شریک ہونا لازم ہے یہ سوچکر روانہ ہوئی جب قریب قلعے کے پہونچی پکاری
کوئی یہان ہے سیارہ جو ساحر بنا کھڑا تھا حاضر کہکر سامنے آیا اُسنے کہا دروازہ کھلواؤ سیارہ نے

بڑھ کر پکارا کہ بی محلدار صاحب آئی ہین دروازہ کھولو ساحر جو پہرے پر تعین تھے اُنھون نے
پھاٹک کی کھڑکی کھول دی سیارہ پہلے آپ کھڑکی سے اندر آیا پھر محلدار سے کہا آیئے
وہ بھی اندر آئی دربان سمجھے کہ یہ ساحر محلدار کے ساتھ ہے اور محلدار یہ سمجھی کہ یہ بھی کوئی
ملازم خنظل ہے الحاصل چیلا اندر شہر کے آئے گو کہ رات کا وقت تھا لیکن کمال حسن خیز اور زر ریز
شہر دیکھا حسینان دہر اکٹھا تھے دکانین آباد روشن چراغان تھے سڑکین پختہ اور ہموار
بنی تھین کہ کہکشان فلک کو شرماتی تھین سیارہ محلدار کے ساتھ سیر دیکھتا ایک گلی مین آیا
وہان تنہائی جو پائی اپنے پاس سے شیشی عطر کی نکالی اور کہا بی محلدار صاحب اس عطر کو
سونگھے مین نے کھچوایا ہے بتلایئے تو کتنے تولے کا ہے اُسنے شیشی لیکر نتھنون سے لگائی فورًا
چھینک آئی بیہوش ہوکر گری اُسنے پیرہن اُسکا سب اُتار لیا اور گوشے مین ٹھہکر آئینہ رکھکر
نقیلہ عیاری چلاکر اُسکی ایسی صورت بنا اُسکو خوب بیہوش کرکے وہین چھوڑا آپ آگے بڑھا
راہ مین سوچا کہ خنظل برج قلعہ پر آج کل رہتی ہے وہین ملکہ بھی ہوگی یہ سوچکر اُسی جانب
چلا جب قریب برج کے پہونچا ایک کہاری اُدھر سے آتی تھی اُسنے سلام کرکے کہا بی محلدار
کہان تھین حضور کئی بار یاد کرچکین سیارہ نے جواب دیا کہ بی کیا کہون خوب ہوا جو مین
نگوڑی یہان نہ تھی نہین گناہ بے مین پکڑی جاتی بھلا سنو تو کیا ماجرا گذرا کچھ حال تو کہو
کہاری نے کہا بس ہان نہ کھلواؤ وہی شل ہے کیا اور کرنا نا مین ہوتی تو کر دکھاتی اہی بی تم کیا
تھی ہو لشکر پیا پار تو گھر گھیرے پڑا ہے اور پھر تم مجھسے پوچھتی ہو کہ کیا ہوا سیارہ نے کہا میرے سر کی قسم
ہمکو ہیکرے جو نہ بتاے سچ کہو کیا معاملہ ہے کہاری نے کہا ماشاءاللہ بی بی مین کانون پر
ہاتھ دھرتی ہون جیکا پاپ اُسکا باپ مین نہین جانتی کہ ملکہ نے کیا کیا ہان اتنا سنا کہ بیگن
دھگڑے پاس پکڑی گئین تو بی بی یہ شہزادیان ہین جنکو محل کیا کوئی کونا آنچ بھی نصیب تھا
بیچ میدان مین محلدار نے کہا بچی ہے نادان وہ کیا جانے اور وہ مردوا بھی ایسا کچھ وارینہ
نہوگا کسی کا ننھا لاڈلا ہوگا پھر میدان نہوتا تو کیا ہوتا کہاری تڑاق کر بولی کہ بی بھولی ایسی
ننھی ہین کہ روٹی کو توٹی پانی کو بلا کہتی ہین منہ سے دودھ کی بو آتی ہے نجانے دس کھلائے
شادی ہوجاتی تو چار بچون کی مان ہوتین اتنا جانتی تھین کہ شادی یون کرتے ہین یہ
نجانتی تھین کہ بیچ میدان مین جو ہم لیکر بیٹھتے ہین اسکا انجام کیا ہوگا آدمی اپنا آگم اندیشہ
تو سوچ لیتا ہے اب اچھا ہوا کہ دوبارہ پکڑا آئین اکیلے گھر مین بھتکاری بینے پڑی رہتی ہین

سیارہ نے کہا خنظل نے اپنے پاس قید کیا ہوگا کماری نے جواب دیا نہین ایوان شاہی مین
جو پائین باغ بنا ہے وہان قید ہین خنظل آپ اُنکا پہرا دیتین یا لڑائی کا بندوبست کرتین
شاباش کہو عورت ذات کو جو سب طرف کی تاک رکھتی ہے سیارہ نے کہا خیر جو کچھ ہو گا دیکھا
جائیگا مین حضور پاس تو ہو آؤن یہ کہکر آگے چلا کماری بھی اپنی راہ گئی لیکن یہ ادھر سے پھر کر
ایوان شاہی کو ڈھونڈھتا آخر وہین آکر پہونچا اُس کاخ رفعت بخش قصر کسری کو بہت رفیع
دیکھا ہر کنگرہ اُسکا بہ از مشکوے پرویز تھا بلکہ خورنق بہرام جسکو نعمان بن منظر نے بنایا تھا نظر آتا
تھا یہ تو از بسکہ محلدار کی صورت بنا ہوا تھا کسی نے اُسکو منع نہین کیا اندر قصر کے گیا
ہر سمت دروازے لگے تھے بیچ ایوان مین تخت شاہی بچھا تھا کرسیان و نگل قرینے سے بچھی
ایک طرف زنانی ڈیوڑھی پردۂ زنبوری پڑا تھا ہزار ہا حاجب کھڑا تھا لیکن یہ پردہ
اُٹھا کر چلا دربان نے پوچھا کہان جاؤ گی اُسنے بھر کر کہا موئے کاٹے اپنے بیگانے کو
نہین پہچانتے محلدار ہین مدت کی آنے جانے والی آج مجھے بھول گیا سپاہی بولا کہ محلدار
آج تو تم ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو ایک شخص بولا آج جوبن بھی زیادہ ہے محلدار نے کہا
شامتین آئی ہین موئے زبان کا مزا نکالتے ہین یہ کہکر اندر پردے کی جا کر ہاتھ نکال
انگوٹھا دکھایا کہ ناشدنیو تم ارمان ہین رہو گے اور ہین ہنسنے نہ جیتے ہو نگے غرضکہ آگے بڑھا
اندر محل کے ایک آدھ نے پوچھا کہ بی محلدار کیا ہے کہا موئے سپاہی ایسا ہنساتے ہین
کہ پیٹ مین بل پڑے جاتے ہین پیر ناف درد ہونے لگا خلاصہ کلام آگے چلکر قلماقنیون
ترکنون حبشنون کے غول کے غول کو طے کرکے باورچی خانے سے گذر کر دو منزلہ ایک سی بہشتی باغ
بنا تھی پائین باغ مین آئی عجب تختہ گلزار بہار آگین دیکھا کہ جہان کی ہوا نسیم بہار کو اعتدال
بخش تھی اور شمامۂ ریحان روح افزا دماغ جان کو معطر فرماتی کہ ابیات

گلستانے چو گلزار جوانی ۔ گلش سیراب زاب زندگانی
نواے عندلیبش عشرت انگیز ۔ نسیم عطر بیزش راحت آمیز

سیارہ ہر سمت دیکھتا غنچیون مین کنیزون اصیلون جلیسونکی باتین سنتا جاتا تھا کوئی
کہتی تھی دیکھیے اس عشق کا کیا انجام ہوتا ہے دوسری جواب دہ تھی کہ دو مین ایک کی جان
جائیگی سر کٹیگا اور کیا ہو گا کوئی انگشت بدندان تھی ہا ہا کرتی تھی کوئی ناک بھون چڑھائے
کہتی تھی کہ اتنے سے بد پر اس چھوکری نے یہ آفت ڈھائی کہ عمرو سا ساتھ لگا لائی امان بادا

کی ناک کٹوائی یہ معرکہ ڈال دیا اسی طرح کوئی پاندان کھولے پان کھاتی تھی کوئی مسی لگاتی تھی کوئی
کہانی کہتی تھی کہ ایک تھا بادشاہ ہمارا تمہارا خدا بادشاہ کہانی ایسی جھوٹی نہین بات ایسی
میٹھی نہین یہی کیفیت سیارہ دیکھتا سنتا بارہ دری تک پہونچا یہان تلنگنون کا پہرا کھڑا تھا
ایک تلنگن پکاری حکم در سیارہ نے کہا محلدار تلنگن بولی کہ اندر نجانا محلدار نے کہا نجاؤ گی
تجھے کیا پڑی ہے جو جیسا کریگا ویسا پائے گا پہرے والیون کا تو راج ہے اپنا پرایا کچھ پہچانتی
نہین صاحب مان کی ماتا اُسنے تو خیر صلاح کو بھیجا گلوریان بھیجین ہم ہر وقت کے پاس
رہنے والے لیکر آئے ہین یہ کہتی ہین اندر نجانا مین سچ کہون جمشید قسم تجھے آج تک کسی نے روکا
نہین مین جوتی کی نوک پر ایسی نوکری مارتی ہون کیا مجھے ناک کاٹیون نے کوئی کٹنی شاطہ
مقرر کیا ہو جو جانے کی مناہی کرتی ہین ملکہ اتنے پہرے مین جو آگئی ہے جانتی ہین اب مان
بیٹی مین ملاپ ہوگا وہی مثل ہے مان بیٹیون مین لڑائی ہوئی لولون نے جانا بیر پڑا یہ کہکر
پھر سیارہ چلا دوسری پہرے والی نے جو پہرے پر تھی اُس سے کہا ارے جانے دے
سچ ہے یہ لوگ ناک کا بال ہین دو دن مین ایک ہو جائین گے اور اسوقت نہین معلوم یہ کیا کیا
داغ لگائے گی ہم تم پہرے کے لیے ہین کبھی سامنے جانا نصیب نہین ہوتا پھر ہماری کون سنیگا
کلام تلنگنی نے سنکر محلدار کو پکارا کہ بی محلدار خفا نہو جاؤ جاؤ ہم بھی تو حکم کے تابع ہین اگر
نہ روکتے ابھی تم بھی الزام دیتین کہ تم کیسا پہرے پر کھڑی تھین کہ مین چلی گئی اور کسی نے
نہ روکا محلدار نے کہا بی بی سچ کہتی ہو مگر اجنبی کو روکتے ہین یہ کہتا ہوا سیارہ اندر بارہ دری کے
گیا یہان شیشہ آلات روشن تھا فرش قاقم بچھا تھا ایک طرف پلنگڑی پر ملکہ زنجیر پہنے پڑی
کراہتی ہے اور چار ساحرہ معزز کھٹولی بچھائے پہرا دینے ملکہ کا بیٹھی ہین لیکن وہ سوختہ جان
آتش محبت تپ مفارقت سے جب ہوش مین آتی ہے تو بیتابانہ یہ زبان پر لاتی ہے رو کر
چلاتی ہے درد دل سناتی ہے کہ

نظم

لے اڑی لاشہ ہوا لاغر بس تن ہو گیا	ذرۂ ریگ بیابان اپنا مدفن ہو گیا
ایک ہی جنبش مین تھی صد رحمت خواب عدم	طفلہائے اشک کو گہوارہ دامن ہو گیا
بیکسی سے نزع مین اپنی کو رویا آپ مین	دم جو کچھ باقی رہا تھا صرف شیون ہو گیا

سیارہ جب آگے بڑھا جادوگرنیون نے پوچھا کہ بی محلدار کہان آئین محلدار نے سلام کیا اور
کہا بی بی حکم حاکم سے ناچاری ہے نہین تو یہان آتے بوٹی کانپتی ہے لو یہ گلوریان حضور نے شہزادی کے

لیے بھیجی ہین اور فرمایا ہے کہ سمجھا کر انکو کھلانا کہ چھپنے سے ملکہ کو پان پر پان کھانے کی عادت ہے
ایسا نہو ترک عادت سے بیمار ہو جائے یہ کہکر خاصدان سے چارون گلوریان نکال کر
دین کہ تم بھی کھاؤ ملکہ سب تھوڑی تھوڑی کھائینگی رئیس کے یہان سارا مال نوکر چکھتے ہین آدھے کا
تمہاری سرکار کو ملتا ہے سونے کا خاصدان بھی اپنے پاس رکھو جو کوئی پوچھے تو بتانا نہین
تمھارا مال ہے وہ جادوگرنیان ان باتون سے خوش ہوگئین اور وہ گلوریان چارون نے
کھائین بیہوش ہوگئین سیارہ ملکہ کے قریب گیا ملکہ نے محلدار کو دیکھ کر فرمایا کہ اے محلدار
اب ہمارا وقت آخر ہے کس لیے کہ بمقتضائے قطعہ

کوئی ہمارے تغافل شعار سے کہدے	کہ آپ ذرہ نوازی جو مہر وار کرین
تو باوجود تقاضائے مرگ شدت نزع	ہم اور بھی نفس چند انتظار کرین

اسنے کہا حضور مین سیارہ ہون ملکہ یہ سنتے ہی اُٹھ کر لپٹ گئی اور کہا ع شد بحمد اللہ بسیر
انچہ می جستیم ما + کہو بھیا سوگند کیسی ہین بظاہر تو سوگند کو پوچھا مگر اِس پردے مین گویا
شہزادے کا حال دریافت کیا سیارہ نے ایک گلوری ملکہ کو کھلائی کہ یہ بھی بیہوش ہوگئی
پشتارے مین باندھا اور چاہا کہ کسی تدبیر سے نکل جائے مگر حنظل نے علاوہ چار جادوگرنیون کے
ایک ساحرہ اور مخفی مکاندار جادو نام کو مقرر کیا تھا کہ ملکہ کو چھپ کر دیکھتی رہے اُسنے پوشیدہ
ملکہ کی باتین سنکر سیارہ پشتارہ باندھ رہا تھا کہ جا کر حنظل کو اطلاع دی کہ عیار ملکہ کو لیے
جاتا ہے وہ سنتے ہی بغضب تمام چلی اور شعلے کی طرح لپک کر سیارہ پر آگری اُسنے ہر چند چاہا کہ پشتارہ
لے کر بھاگ جاؤن حنظل نے سحر کردیا کہ زمین نے پانوئن پکڑ لیے اِسنے ملکہ کو چھین کر ہوشیار
کرکے گھرکا کہ او بے حیا تیرے ہتھکنڈے اب بھی نہین جاتے ملکہ نے کہا اسمین میرا گناہ کوئی
نہین اگر مجھے آکر بیہوش کرے تو مین کیا کرون حنظل سوچی کہ یہ سچ کہتی ہے بولی کہ بیٹا یہ بدذات
مسلمان ایسے ہی ہین ملکہ نے کہا تم مجھے مار ڈالو جھگڑا فیصل ہو جائے حنظل بولی کہ اِس ہوے
عیار کو مین قتل کرتی ہون کہ تجھے لیجایا کرتا ہے سیارہ یہ کلام سنکر ڈرا اور گویا ہوا کہ میرے
بھائی بند تجھے آکر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالینگے حنظل سوچی کہ عیار بہت مفسد ہوتے اور لشکر اسلام
مین بہت ہین ایسا نہو کہ اسکے قتل کرنے سے مجھے ضرر پہونچائین اِسکو پوشیدہ طور پر ہلاک کرنا
چاہیے یہ سوچکر مکاندار سے کہا اسکو لیجا کر باہر قلعے کی کسی پہاڑ پر ذبح کر ڈال تیرا کوئی کیا کریگا
وہ یہ حکم پاکر نیچے مین سیارہ کو داب کرکے اُڑی اور باہر قلعے کے دامن کوہ مین لائی قضائے کار مقبل

جو عقب میں قاسم کے چلا تھا آج شام کو آکر پہونچا مگر لشکر شاہزادے سے دو کوس پیچھے اُترا ازبسکہ شب ماہ تھی کھڑا چاندنی کی کیفیت اور صحرا کی سیر دیکھ رہا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحرہ کسی کو بچے میں ڈالے لیے جاتی ہے یہ تو قادر انداز بے بدل ہے کہ شب تار میں بال کو تیر سے پیروتا ہو اُسنے تاک کر جو تیر مارا کاندار کے سینے پر پڑ کر پشت کو توڑ کیا وہ مر کر گری شور برپا ہوا اور ساره ہاتھ سے چھوٹ کر بیچے قلا بازی کھاتا چلا مقبل نے دوڑ کر ہاتھوں پر روکا اور زمین پر اُتارا دیکھا سیارہ ہے ہوشیار کر کے کہا تجھے خدا نے بچایا اُسنے کہا زندگی تھی جو بچ گیا اور ساری کیفیت اپنی عیاری کی بیان پھر وہاں سے رخصت ہو کر قاسم پاس آیا یہ یاد مطلوب کر رہے تھے کہ سیارہ کو دیکھکر پکارے فرد

نقد روان خویش نثار تو میکنم		جانے کہ ہست در سر کارے تو میکنم		

اے یار دلنواز کہو کہ اس معشوقہ با مروت کی کیا کیفیت ہے سیارہ نے ساری کیفیت خدمت والا نہمت میں شہزادے کے عرض کی اُسنے جب سنا کہ مطلوب کو نہیں لایا یہ بے مقصود پھر آیا پھر شور و اصبیتا بلند کیا لیکن اس عیاری کے کرنے میں وہ رات آخر ہو چکی تھی اور قاصدان سیارہ خبر افلاک بے کر نظر سے مردم دنیا کے نہان ہوے اور خورشید بارادہ قلعہ گیری گنبد سپہر میدان چرخ میں آیا کہ ابیات

روز دگر کہ چرخ شعبدہ باز		کردش دق حیلہ را سر باز		
صبح سیمین قباے زرین تاج		تاج از زر نہاد تخت از عاج		

قاسم نے اُٹھکر نماز پڑھی اور دعاے فتح و ظفر مانگ کر کمر بندی کا حکم دیا اور آپ بھی مسلح و مکمل ہوا اور مقبل اپنی جگہ پر آکر سمجھا کہ اب تو میرا آنا سیارہ نے کہا ہو گا پھر اب مجھے بھی شہزادے کے پاس جانا روا ہے یہ سوچکر فوج کو تیار کر کے آپ پہلے سب سے خدمت شہزادہ میں پہونچکر مراسم نیاز مندی بجا لایا امیر کی طرف سے دعا کہی اپنا آنا بیان کیا شاہزادہ نے اُسے خلعت دیکر کارسازی لشکر کا امر فرمایا اُسنے باہر آکر تمام لشکر کو آراستہ کیا صداے کرنا صور ی دم اور دعوی رکھتی تھی اور فغان دہل گوش گردون کے پار تھی ہر دلاور بحر آہن میں غوطہ مارے تھا نامردی سے کنارے تھا کہ ابیات

اُٹھایا یا علی کہکر علم کو		بڑھایا کہ کے بسم اللہ قدم کو		
رفیقوں سے کہا باندھو کمر تم		ذرا ہو حملہ آور قلعہ پر تم		

لڑو بہرِ خدا اعدائے دین سے | قصاص خون لو ہر اک لعین سے
دکھایا ہے یہ دن بختِ رسا نے | زرہ پہنو چڑھاؤ داستانے
کسے یہ تاب ہو کس کا ہے یہ دل | جو تم سا دنت سے ہوتے مقابل
جہان کھینچو گے تم شمشیر پرچم | پسر ہون زال کا بوے گا رستم
چلے تلوار برق آسا چمک کے | اُڑین چھپّر ہوش جلّاد فلک کے
تلاطم پر ہوا وہ بحر لشکر | مثل طوفان خیزی مین برابر
ہوا عسکر جو وہ آمادۂ جنگ | کہ تنگ اسپ کیا میدان ہوا تنگ
دمِ شمشیر طوفان تھا سر کوہ | دلیرون کے تھے گویا پشت پر کوہ
زمین کو کرنا نے کیا ہلایا | بدن خورشید کا بھی تھرتھرایا
نہ بہر زیب گلگون تھے وہ رایت | ستونِ سقف گردون تھے ورایت
چلا وہ شیر زہرہ سوے جنگگاہ | یلان فوج کو لے اپنے ہمراہ
ہوا میدان وہ میدان محشر | نمایان ہر طرف سامان محشر

اِس کروفر سے جب روبرو قلعے کے پہونچا لشکر نے صف کھینچی اُدھر حنظل بھی ماکو دید مین زیادہ مبتلا کر کے برج قلعہ پر آئی لشکر کو شہزادے کی صف آرا دیکھا فوج کو تیار رہنے کا حکم دیا اور آج خود ارادہ مقابلے کا کیا ہنوز برج سے قلعے کی نہ اُٹھی تھی کہ سامنے صحرا کی طرف سے گرد اُڑی لکہ ہاے ابر رنگ برنگ کی بروے ہوا ظاہر ہوے اور ساحران غدار بدہیئت بدشعار اُنپر سوار دکھائی دیے ہر ایک صورت اپنی ڈراؤنی بنائے تھے اور منھ پر ٹیکے لگائے سانپ سر سے لپیٹے اور منھ سے رال اُڑاتے تھے آگے سب کے اژدہے پر سوار ایک ساحر جوان طرحدار موتیون کے ہار گلے ڈالے جواہر بیش قیمت کے اِسکے بازو پر بندھے کمر مین کردھنی سونے کی بندھی پیدا ہوا اور زمین پر اِس فوج کا خیمہ و خرگاہ بہیر و بنگاہ کا سامان ہمراہ اور گرد و پیش لدا چلا آتا تھا جب قریب قلعہ یہ لشکر پہونچا فوج ساحران ہوا سے اُتر کر مقابل لشکر قاسم ٹھہری اور وہ ساحر جوان خوش رو برج قلعہ کی طرف چلا حنظل نے جو اُسے آتے دیکھا پہچانا کہ میرا داماد یعنی ملکہ جس سے منگی ہے طولان بن ظالم جادو ہے اپنے باپ کے مارے جانے کی خبر سنکر بارادۂ رزم قاسم آیا ہے بس داماد کو دیکھتے ہی مع ساحران نامی کے برج قلعے سے چلی اور قریب اسکے آکر گرگو بھرنے لگی سمدھی کو یاد کر کے روئی طولان نے جھک کر

بادب تمام سلام کیا اُسنے بلائین لین گلے سے لگایا اور کہا بیٹا باپ تمھارے مارے گئے اب چچا تمھارے یعنی میرے شوہر جو تمھارے خسر بھی ہوتے ہین طلسم سے آیا چاہتے ہین مین قاصد بھیج چکی ہون وہ آکر اُس موذی کو سزا دینگے خوب ہوا جو تم آگئے چلو قلعہ مین چل کر اپنی منگیتر کی نگہبانی کرو مین آج اس لڑائی سے مہلت پاکر عقد کردون کہ تم اُسکو اپنے قبضے مین رکھو طولان نے یہ تقریر سُنکر شرما کر سر جھکا لیا اور کہا امان جان مین اسوقت اس مسلمان کو سزا پاکر دیتا ہون آپ جاکر برج پر بیٹھ کر تماشا دیکھیے اور کچھ تردد نہ فرمائیے خلاصہ کلام ہرچند خفظل مانع ہوئی لیکن اِسنے نہ مانا اور واپس ہوکر سامنے قاسم کے آیا سیارہ نے سوگند سے اِسکا حال پوچھا اُسنے کہا ملکہ کا منگیتر یہی ہے قاسم سے سیارہ نے آکر بیان کیا کہ ذرا سنبھل کر لڑیے گا یہ شخص پورا حریف یعنی رقیب آپ کا ہے قاسم نے کہا خدا مالک ہے غرضکہ دو لشکر مقابل مین صف آرا ہوا ادھر نفیر سحر بجی اُدھر طبل رزمی پر چوب پڑی صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب للکارے جوانون کو پکارے ہان دلاورو ہمت نہ ہارو عدو کو دل کر مارو بہادری مین دو جہان کا عیش و آرام ہے نامردی مین بموجب مثل نکٹا جیا بُرے احوال زندگی حرام ہے اِس صدا کو سُنکر پھر تو نظم

کمر مرنے پہ باندھی اہل دین نے 　　 یہ جان تازہ دی جان آفرین نے
صفین آراستہ کین ساحرون نے 　　 ہجوم آنیر کیا ناکامیون نے
ادھر بھی نعرۂ اللہ اکبر 　　 ہوا ایسا کہ گوش اُس سے ہوے کر
عروج اپنے کی تھی ہراک کو امید 　　 ہوئی تیرہ کی بہ چشم تاج خورشید
کیا طولان نے پھر میدان کا آہنگ 　　 ہوئی منظور قاسم کے اُسے جنگ
اُڑا کر اژدہا میدان مین آیا 　　 رجز پڑھتا ہوا میدان مین آیا
طویل ایسا تھا جیسے چرخ دوار 　　 بدن پہنا تھا اُسکا مثل کہسار
درفش تیرہ اک ظالم کے ہمراہ 　　 کہ ہر چشم اُسکی تھی داغ دل ماہ
غرض آیا جو میدان مین ستمگر 　　 بڑھا یان سے قاسم نے تگاور

شہزادہ دلاور جب اُسکے مقابل آکر ہوے طولان تیغ سحر کش اُنکے زیب کمر دیکھ کر خائف ہوا اور اژدر پر سے اُتر کر جھولی سے سحر کی ایک پتلی نکال کر زمین پر کھڑی کی آپ بیٹھ کر سحر پڑھنے لگا بعد تھوڑی دیر کے وہ پتلی غائب ہوگئی اور قلعہ کی جانب سے ایک تخت پیدا ہوا

قاسم نے دیکھا کہ ملکہ نرگسی چشم تخت پر سوار ہے بادیدۂ خونبار ہے پانون مین زنجیر پڑی ہے قید کر دی ہے بال سر کے پریشان ہین آنکھین بغیر دید جمال یار حیران ہین رخسار اُس گلعذار کے تمانچے کھانے سے نیلے مثل سوسن ہین لب گل برگ تر پر بدلے مسی کے اوداہی چھائی حضرت عشق نے عجب صورت بنائی ہے حیرت سے انگشت بدندان ہے زبان سے راز عشق اور جمال یار کی مدح خوان ہے کہ اشعار

اِس انجمن مین کوئی دل شادمان نہ تھا　　تھی اُجڑے گھر کی رہت سوادِ جہان نہ تھا
ہمجنس شباب کا یہ کبھی قدردان نہ تھا　　گردون کی سات پشت مین اک نوجوان نہ تھا
جبتک اُنھین پسند تھی آنکھون کی سادگی　　کاجل کی کوٹھری مین بھی پنہان حوان نہ تھا
تھا ضعف میری غفلت پیری سے ہم بغل　　اِس نیند کی نصیب مین بخت جوان نہ تھا
بجلی تھی مہربان کبھی آتش کی تھی بہار　　صد شکر بے چراغ مرا آشیان نہ تھا
مسکا دیا جو زخم محبت نے ہر جگہ　　اتنا بھی تنگ جامۂ تاب و توان نہ تھا

قصہ کوتاہ وہ رشک ماہ قریب شاہزادہ کے آئی قاسم گھوڑے سے اُتر پڑا اور یہ کہتا ہوا دوڑا کہ بیت

المنۃ للہ کہ اگر رنج کشیدیم　　دیدیم ترا وز تو بہ مقصود رسیدیم

سوگند نے جو یہ کیفیت دیکھی پکاری کہ ای سرشار جام عاشقی شہزادہ والا گہر یہ تصویر ساحر کی ملکہ نہین ہے دھوکا نہ کھایئے تیغہ سحر کش سنبھالیے شہزادے نے جو یہ صدا سنی تیغہ پر ہاتھ ڈالا اُسوقت ملکہ نرگسی نے اونگلی اپنی دانتون مین دابی اور بحسرت شاہزادے کو دیکھ کر رونے لگی آہ سرد بھر کر بولی کہ ابیات

یاری اندر کس نمے بینیم یاران را چہ شد　　دوستی کو آخر آمد دوستداران را چہ شد
کس نمیگوید کہ یاری داشت حق دوستی　　حق شناسا نرا چہ حال افتاد و یاران را چہ شد

کیون شہزادے یہ تیغہ ہمنے تمکو اسی لیے دیا تھا کہ تم ہمین پر ہاتھ صاف کرو فرض کرو کہ مین نرگسی جسم نہ سہی اُسکی ہمشبیہ تو ہون تمکو صورت جانان پر ہاتھ اُٹھاتے شرم نہین آتی لاؤ یہ تیغہ مجھے دو شہزادہ پیکر جان فریب مطلوب یکہ کر ایسا دیوانہ عقل و خرد سے بیگانہ ہو رہا تھا کہ کچھ خیال انجام کار نہ کیا اور فرمایا کہ فرد

آنچنان مہر توام در دل و جان جای گرفت　　کہ گرم و سر و بره مہر تو از جان نرود

یہ تیغہ حاضر ہے لو اور اِس جرم مین کہ مین نے تمپر تلوار کھینچی ہے مجھے گھائل کروش تصویر نے

تیغ جیسے ہی ہاتھ سے اِنکے لیا ایک شور برپا ہوا اور اندھیرا ہو گیا اُسی اندھیرے مین طولان
آکر زمین پنجہ دیکر لے اُڑا سوگند نے سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ تاریکی دور ہوئی سب نے
دیکھا کہ شاہزادے کو طولان پنجے مین دابے لیے جاتا ہی سیارہ نے سوگند سے کہا کہ لشکر
خبردار مین تعقب شاہزادے مین جاتا ہون یہ کہکر شہزادے کو دیکھتا چلا ادھر فوج ساحران
لشکر شاہزادے پر حملہ زن ہوئی سوگند زمین پر بیٹھ گئی اور سحر پڑھ کر بروے خاک دو ہتڑ
مارا غبار زمین سے سیاہ اُڑا اور مثل دیوار کے درمیان لشکر طولان و قاسم کے حایل ہو گیا
ساحران ہر چند خواستگار ہوے کہ اِس دیوار کو ہٹا دین اور لشکر حریف کو قتل کرین ممکن نہوا
اِس اثنا مین حکم حنظل پہونچا کہ تا آنے طولان کے جنگ نکرنا صفوف لشکر آراستہ رہین
تا کہ وہی آکر کام اِس لشکر کا تمام کرین غرضکہ اِس حکم سے فوج ساحران رکی اِدھر سردار
شاہزادے کے انتظار مین ٹھہرے لیکن حنظل نے آفت جادو اپنی رفیق کو بھیجا کہ طولان سے
جا کر کہے میان قلعہ مین اس مفتری گنہگار کو لاکر قتل کرو کہ اہل قلعہ خوش ہون آفت
آکر پاس طولان کے بروے ہوا پہونچی اور پیام حنظل کا کہا اُسنے جواب دیا کہ اندر
قلعے کے لیجانا اِسکا صلاح نہین ہے وہان ملکہ اِسکی عاشق ہے ایسا نہو کہ اِسکو ہلاک
ہوتے دیکھکر اپنے تئین بھی ہلاک کرے اور میرا گھر برباد جائے مین اِسکا سر کاٹ کر خدمت
مین امان جان کی حاضر ہوتا ہون ملکہ جب سنیگی کہ عاشق میرا مر گیا رنج تو ہوگا لیکن صبر کرکے
چپ ہو رہیگی کیونکہ سنا ہوا حال دیکھنے کے برابر نہین آفت یہ تقریر سنکر پھر گیی اور سب
کیفیت حنظل سے آکر بیان کی وہ سنکر خاموش ہو رہی اور طولان دامن کوہ مین قاسم کو
لایا اور زمین پر استادہ کرکے عتاب و خطاب کرنے لگا اِس اثنا مین وہ پتلی سحر کی جو ملکہ کی صورت
بنکر گئی تھی تیغ سحر کش لائی طولان نے تیغ لیکر پتلی سے کہا جا وہ مُنھ کھولکر کھڑی ہو گئی
مُنھ سے اُسکے دھوان نکلا اور غلطک مار کر ایک ساحر بنا اور سلام کرکے چلا گیا اُسنے
پتلی اُٹھا کر اپنی جھولی مین رکھ لی قاسم نے یہ ماجرا دیکھ کر دل سے افسوس ملکہ کی صورت بنکر
یہ ساحر جو ابھی گیا ہے میرے سامنے آیا تھا جو مین نے تیغ دے دیا یہ تو افسوس کرنے لگے
اور طولان نے بغصہ کہا کہ اے نالائق تو میری منگیتر کو بھگا لے گیا تھا اب کہہ کہ تجھے کس طرح
قتل کرون شہزادے نے اِسکے کلام کا کچھ جواب ندیا اِس اثنا مین سیارہ جو تعقب مین
چلا تھا آکر پہونچا اور صورت حنظل کی ایسی بنکر طولان کے پاس آیا کہا خبردار اِس شہزادہ کو

قتل نکرنا نہین بہت پچھتائے گا طولان نے یہ کلام سنکر کہا دور بھی ہو تو کوئی اسکی
طرفدار معلوم ہوتی ہے سیارہ نے دیکھا کہ کوئی سحر اور ظاہری قید کی علامت شہزادہ پر
معلوم نہین ہوتی یہ سمجھ کر پاس سے طولان کے بھاگا مگر کہتا گیا کہ اے شہزادے کھڑے
کیا کرتے ہو یہ حرامزادہ لاف زنی کرتا ہے مار و اسکو اگر مسحور یہ سحر نہین ہو قاسم ایک سکتے کے
عالم مین کھڑا تھا اسکے کہنے سے چونک گیا اور دوڑ کر طولان سے لپٹا ایک ہاتھ گلے پر
رکھکر کسطرح فشردہ کیا کہ منہ سے وہ بول نہ سکا اور قاسم نے اسکو گرا کر دوسرا ہاتھ سر کے
نیچے رکھکر گردن کو دھڑ سے مع نرخرے کے کھینچ لیا پھر تو آگ پتھر برسنے لگی اور شور
دار و گیر برپا ہوا قاسم نے تیغہ سحر کش لے لیا اور سیارہ نے جھولا اسکے سحر کا اور
جو کچھ جواہر وہ پہنے تھا اُتار لیا پھر وہ دونون شادان و فرحان لشکر مین آئے سوگند نے
وہ غبار درمیان لشکر سے دور کیا شہزادہ تیغہ سحر کھینچ کر نعرہ اللہ اکبر کر کے صف عساکر ساحران پر
جا پڑا سوگند نے نارنج و ترنج لگانا شروع کیا اور مقبل نے تیرون کا مینہ برسایا پھر تو نظم

ہوئی پھر آتش کین شعلہ آور — جلا یا اُس شرر نے خشک و تر
ہوا پہلے سے ہنگامہ دو بالا — نظر مین مہر بھی تھا مہ کا ہالا
زمین لاشون سے رشک آسمان تھی — لہو کی دھار اک سیل دمان تھی
نہ راہ امن کو بھولے تھے مردم — نیام اپنا کیا تھا تیغ نے گم
پرندہ تھا نہ اُس صحرا مین جز تیر — ہوئے تھے بند رستے غیر شمشیر
حنائے پائے اسپان لگدزن — ہوا خون دماغ دوست و دشمن
بنائے کوہ کو اک زلزلہ تھا — قدم گاؤ زمین کا کانپتا تھا
زبان نیزہ رشک موجۂ خون — لب سوفار سے پیکان تھا گلگون
ہوا تھا دنگ جلاد فلک بھی — سما بھی کانپتا تھا اور سمک بھی
رہا یہ پاس نام و ننگ تا شام — چھپا خورشید سر آیا لب بام
تماشے کو ہوئی وا چشم اختر — پریشان کون ہے خوش کیسا لشکر

جسوقت کہ اریکہ آرائے فلک چارم آمد فوج انجم سنکر رو بفرار لایا سیاہ ساحران مین طبل
بازگشتی بجا اور ہر ایک ساحر بھاگ کر اندر قلعے کے گیا خنظل نے جب قاسم کو مع تیغہ سحر اکر
لڑتے دیکھا تھا تو ساحرون کو بھیجکر طولان کا حال دریافت کیا تھا انھون نے آکر اُسکو

مردہ پایا جا کر بیان کر دیا کہ وہ مارا گیا خنطل لڑائی کا انتظام اور حفاظت قلعہ اُسوقت کر رہی تھی جا نہ سکی رو کر چپ ہو رہی اب جو فوج پھر کر قلعہ مین آئی در قلعہ بند کر کے افسر مقرر کر کے روتی ہوئی ہای میرے مرادون والے دولھا افسوس تو ناشاد دنیا سے گیا کہتی ہوئی لاش پر آئی خوب روئی اور پیٹی چلائی کہ ہے جو گل نہ کھلنے پاے تھی پھول اُنکے آگئے ٭ مسند سے دولھا اُٹھتے ہی تکیہ مین سو گئے ٭ ہاے آئی برات میرے تو تا کدھر گئے ای میرے غیرت والے اب میری بیٹی کا راج اور سہاگ کون کرے گا ہاے وہ جنم کی رنڈیا ہو گئی ہای اُسکی مانگ اُجڑ گئی تم کیسی میٹھی نیند رات بھر کے جاگے پانوٗن پھیلائے سو رہے ہو آج عروس مرگ سے ہمکنار ہوے آغوش لحد مین جا کر لیٹے خلاصہ کلام رو پیٹ کے لاش کو اپنے آئین اور دین جمشیدی کے بموجب اُٹھا یا یہ تو اس ہنگامہ اندوہ و الم مین مصروف رہی لیکن شاہزادہ قتل و قمع کر کے جب پھر الشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا مقبل نے طلایہ قائم کیا اور شاہزادہ خیمہ مین پلنگڑی پر آ کر لیٹا پھر وہی دیوانگی اور بیقراری دل پر طاری ہوئی یاد جانان مین سر دُھننے لگا اور یہ زبان پر لایا **نظم**

دل سے خلش ہجر کا صدمہ نہ اُٹھے گا — کھٹکے گا کلیجے مین یہ کانٹا ابھی کچھ اور
آئی ہوئی اُسکی نہ مرے سر کہین آجاے — گردن کو جھکائے نہ بڑھا یا ابھی کچھ اور
سکھلائے کہین رنگ بدلنا نہ مری آہ — بہروپ دکھائے نہ یہ دنیا ابھی کچھ اور

جب بیقراری شہزادہ کی حد سے زیادہ بڑھی سیارہ اور سوگندنے آ کر سمجھایا ہزار صورت سے دل بہلایا یہان تک کہ آفتاب مثل عاشق کے بیقرار با چہرہ زرد گیر و البتر کیے تپ ہجر سے تھراتا خیمہ مشرق سے نکلا اور بادیہ گرد افلاک ہو کر دلسوزی جتانے لگا کہ بمقتضای **ابیات**

ہوا پھر جلوہ گر دارائے خورشید — کہ گردون ہر سحر ہے جاے خورشید
غبار و گرد مطلق ہو گیا دور — ہوا روے زمین آئینۂ نور
سحر گہ پھر وہی خصمی وہی قہر — بلا سے تھا مقابل فتنۂ دہر
ہوئی ہر سمت فکر تاخت و تاراج — سر آرام تھا بالین کا محتاج
نمازِ صبح پڑھ کر وہ دلاور — رجز خوان پھر چڑھا گھوڑے کے اوپر
چلا وہ شیر نر پھر سوے جنگاہ — یلانِ فوج کو لے اپنے ہمراہ
ہوا میدان وہ میدان محشر — نمایان ہر طرف سامان محشر

ہوا انحشر یہ رو ئینہ کے دم سے — کہ مردے چونک اُٹھے خواب عدم سے
نہ صد پارہ فقط تھا پردۂ گوش — زمین کانپی فلک کا اُڑ گیا ہوش
فلک تیرہ ہوا یہ گرد چھائی — ہوئی زیر و زبر ساری خدائی
کمر لشکر نے باندھی بہر پیکار — پڑی طبل و دہل پر چوب یکبار
کہوں کیا فوج کین کی پامردی — ہوا تیرہ سپہر لاجوردی

جب روبروے قلعہ لشکر پہونچا خنظل روپیٹ کر لاش طولان کی اُٹھا کر برج قلعہ پر بیٹھی تھی
آمد لشکر قاسم دیکھ کر خود عازم جنگ ہوئی اُسوقت آفت جادو اسکی مصاحب نے عرض کیا
کہ مین آج مقابلہ کو جاتی ہون اور اس نا سزا کو سزا دیتی ہون خنظل نے اُسے خلعت سرفرازی دیکر
فوج جو کچھ طولان کی اور قلعہ کی قتل و قمع سے باقی تھی اُنکو حکم کمر بندیکا دیا ساحر جلد جلد تیار ہوے در قلعہ
کھلا علم فوج ظاہر ہوا تخت اور اژدر ساحرون کے نکلے میدان جنگاہ مین صفین جنگ مین کہ نظم

مقام اپنے سے جب آئے وہ باہر — وہ چندان ہوگئی وہ شورش شر
کرین شورش کا دو دریا ارادہ — کوئی طوفان نہین اس سے زیادہ
معاذ اللہ کیا غوغا تھا ہر سو — کہ بھاگے شیر صحرا مثل آہو

الحاصل بعد صفوف آرائی لشکر آفت میدان مین آئی اور نعرہ زن ہوئی کہ ای قاسم
تیغہ سحر کے بھروسے پر لڑتا ہے یہ بھی صدقہ ملکہ نرگسی چشم کا ہے ورنہ اب تک تو زندہ درگور
ہوتا آج کسی پہلوان کو میرے مقابلے مین روانہ کر کہ اُسے راہ عدم دکھاؤن مزا ہمرکشی کا
چکھاؤن یہ نہیب سنکر سرداران قاسم کو تاب نہ آئی اور زبراے جوشن پوش نے
گھوڑے کی باگ لی رخش صرصر تک تین طراکرون مین اُس الکانہ کے روبرو پہونچا اُسنے
افسون پڑھکر دستک دی کہ گوشہ صحرا کی طرف سے ایک سوار اسپ تیز رو پر سوار مسلح و مکمل
پیدا ہوا اور زبراے سے مقابلہ کرنے لگا دونون مین اول تو نیزہ چلا جب باہم برابر
رہے سوار سحر نے تلوار لگائی اور ایسا سحر پڑھا کہ زبراے بحس و حرکت ہوگیا سوار نے
کمر مین ہاتھ دیکر قاش زین سے اُٹھا لیا اور لشکر ساحران کے سپرد کیا کہ اُنھون نے
لیجا کر اندر خیمے کے قید کیا ادھر سوار نے پھر مبارز طلبی کی سلیم شیر شکار شہزادے سے
اجازت لیکر رزم کے لیے گیا بعد نیزہ وری کے نوبت شمشیر زنی کی جب آئی سوار سحر نے انکی بھی
وہی حالت کی گرفتار کرکے لشکریون کو دیا اور پھر طلبگار ستیز ہوا اسی طرح چالیس سردار جانباز

اُسنے گرفتار کیے دن تمام ہوگیا اور خسرو عالم آرا جہان گیر سیر عالم کرکے منزل
مغرب کی طرف قدم زن ہوا اور لشکر انجم با خیل و حشم ہمراہ سپہ سالار ترک فلک
دشت نبرد افلاک مین آیا کہ نظم

ہوا تھا گرد سے آلودہ روے مہر — گیا دریاے مغرب مین فرو مہر
اُڑا ایسا غبار لشکر زنگ — ہوا خست جہان گیسے کا ہمرنگ
پھرے اپنی طرف ہر ایک لشکر — کہ راحت کے لیے شب ہے مقرر

سب نے کمر کھولی آسودہ ہوے آفت اندر قلعے کے نہ گئی فوج ساحران کو لیکر مقابل
لشکر شہزادہ والا ورا اُتری کیونکہ ہر سحر قاسم قلعہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے اگر کوئی سامنے اُترا
ہوگا تو قلعہ پر یورش نکریگا اور اسی لیے اسنے سرداران شہزادے سے ٹوک کر مقابلہ کیا کہ دو ایک روز
اسی حیلے مین بسر ہوں تاکہ زنار شوہر خسطل آجائے اگر شہزادے سے مین ابادہ رزم کرونگی
تیغ کے سبب ایک ہی روز مین فیصلہ ہو جائیگا اور قلعہ بھی ہاتھ سے جاتا رہے گا فی الجملہ جب لشکر
ساحران باہر قلعے کے اُترا بازار لشکر کی کھل گئی طایہ دونون طرف پھرنے لگا سیارہ نے
قاسم سے کہا آپکے دادا کا یہ آئین نہین کہ حریف لشکریون سے طلب جنگ ہوا ور پھر سبقت کرکے
آپ لڑنے لگے دیکھیے امیر باوجودکہ اسم اعظم جانتے ہین مگر پیش قدمی نہین فرماتے جو جس سے
طالب ستیز ہوتا ہے اُسی کو لڑنے بھیجتے ہین منشا تقریر کا یہ کہ اب آپ کو بھی تامل کرنا ہوگا اور
زمانہ ہجر مطلوب طول کھینچے گا مین لشکر عدو مین جاتا ہون آپ دل کو مضبوط کرکے آرام پذیر
ہوجیے اور نظر بہ فضل کریم کارساز رکھیے یہ کہکر صورت اپنی ساحر کی بنائی اور راہ لشکر حریف لی
جب داخل لشکر ہوا دیکھا آفت اپنے خیمے مشغول عشرت ہے ناچ دیکھ رہی جام شراب
گردش مین ہے یہ کیفیت دیکھتا ہوا دوسری سمت جو آیا دیکھا ایک خیمہ مخمل کا استادہ ہے پردہ
جواہر دوز پڑا ہے پہرا چوکی کچھ نہین تخلیہ ہے اسنے پردہ اُٹھاکر دیکھا اسی سوار سحر کو سونے کے
پلنگ پر خواب راحت مین پایا فوراً ایک لوٹ مار کر اپنے تئین زیر پلنگ پہونچایا اور کفچے
مین سفوف بیہوشی رکھکر نتھنون سے اُسکے نے ملا کر جو پھونکا سوار بیہوش ہوگیا یہ چادر مین
پلنگ کے پشتارہ باندھ کر وہان سے لے نکلا صحرا مین لاکر گڑھا کھود کر اُسکو دفن کر دیا
پھر وہان سے لشکر حریف مین گیا اور ساحر تو بنا تھا ہی بازار مین پھرنے لگا ایک دکان
پر کبابی کباب بیچ رہا دکان پر بھار رہا تھا اُسنے تجویز کیا کہ کبابی کو زک پہونچاؤن یہ سوچکر

مقوے کے چار سر اپنے سر کے اوپر لگائے اور کئی ہاتھ درست کیے جسم میں روغن ایسا ملا کہ سارا بدن آگ کی طرح دہکنے لگا اِس شکل ہیبت ناک سے آہستہ آہستہ کبابی کی دکان کے پاس آکر پکارا کیوں جی ہماری خبر بھی ہے اُسنے جو پیچھے پھر کے اسکو دیکھا مارے ڈر کے تھر تھر کانپنے لگا اور ہاتھ باندھکر پوچھا کہ آپ کون ہیں اُسنے کہا کہ جہاں تم جمعرات کو چراغ جلایا کرتے ہو ہم وہی ہیں کبابی نے کہا میری خطا معاف کیجیے میں نے ابکی آپکے یہاں گڑ کا ملیدا چڑھایا تھا اُسنے کہا ہم اب تُسے بہت راضی ہیں چلو اندر دکان کے کہ تمکو ہم بہت کچھ دیں یہ کہکر ہاتھ پکڑ کر کبابی کو اندر اسکی پال کے لایا اور منھ پر اُسکے ہاتھ بیہوشی کا بھرا پھیر دیا کہ وہ بیہوش ہو گیا اُسکو اُسیجگہ بیٹھکر سوار سحر کی صورت کی مثل رنگ روغن لگاکر بنایا اور ہتھیار سب لگا دیے بخوبی آراستہ کرکے ہوشیار کیا اور کہا حکم خداوند سامری کا یوں ہوا کہ کبابی تمھاری سیوا بہت کرتا ہے اُسکو جاکر سوار سحر بنا دو بموجب حکم خداوند میں نے تجھے سوار بنا دیا اور سوار سحر کو غائب کر دیا ہے اور مسلمانوں کی قضا تیرے ہاتھ سے ہے خبردار آج سے اپنے تئیں کبابی نہ کہنا جو پوچھے کہنا سوار سحر ہوں یہ سمجھا کر وہاں سے ہاتھ پکڑے خیمۂ سوار میں لایا جسنے دیکھا یہی سمجھا کہ سوار کہیں گیا تھا اب آیا ہے غرضکہ کبابی کو خیمے میں لٹایا اور کہا آرام کر صبح کو قاسم ہی سے لڑنا وہ افسر ہے اُسکو قتل کیا اور سب فوج بھاگی کل ہی فتح ہو جائیگی اسطرح سمجھا کر عیار رہ تو اپنے لشکر میں چلا آیا اور کبابی نے جو سونے کا پلنگ اور کمخواب کا اوچھا اور بارگاہ کی تیاری دیکھی دل سے کہا کہ خداوند نے مجھے سلطنت دی بیشک میں سوار سحر ہوں رات بھر اِسی خوشی میں جاگتا رہا جس وقت کہ لواے شوکت انتماے خاقان زرین کلاہ خاور گردوں پر بلند ہوا اور لشکر رنگ ظلمت رو بہ فرار لایا کہ بمقتضاے ابیات

وہ شب آنکھوں میں کاٹی مثل اختر — غرض خورشید نے کی یہ مہم سر
ترددِ رات کا جب ہو گیا دور — ہوئی مردانگی دونوں کو منظور
چلے لشکر سوے میدانِ جنگاہ — کہ اک کشور میں کب رہتے ہیں دو شاہ
ہلال آسا چمکتے تھے جو خنجر — صفِ لشکر تھی گردوں کے برابر
علم ہر رنگ کے ہر سو نمودار — وہ صحرا ہو گیا تھا رشکِ گلزار
ادھر سے وہ سپاہ ظلم بنیاد — کہ تھا شہرِ عظیم فتنہ آباد
نہ لشکر سحر عمان تھا وہ لشکر — کہ تھا وہ کشتیِ گردوں کا لنگر

غرض لشکر ہوے دونون مقابل | تماشاے جہان سے اٹھ گیا دل

بعد صفوف آرائی کارزار کیابی کو سوار سحر آفت نے سمجھ کر حکم کیا کہ میدان مین جا کر نبرد آزما ہو وہ گھوڑا بڑھا کر دادگاہ مین آیا اور نعرہ زن ہوا کہ ای قاسم آج تو میرے مقابلے مین آ شہزادہ مرکب اڑا کر اُسکے سامنے گیا کیابی نے تلوار ماری شہزادے نے خالی دیکر جو ہاتھ تلوار کا مارا کیابی کے دو ٹکڑے ہوے شور اُسکے مرنے کا نہ اُٹھا آفت گھبرائی کہ یہ کیا ماجرا ہے شاید یہ سوار سحر تھا اُدھر قاسم نے مبارز طلبی فرمائی آفت بغضب تمام سامنے آئی اور ایک نارنج سحر پڑھکر مارا کہ تمام لشکر مین شہزادے کے اندھیرا ہو گیا شہزادے کو بسبب تیغہ سحر کے روشنی دکھائی دیتی تھی اور باقی کسی کو سوجھائی نہ دیتا تھا قاسم نے دیکھا کہ حنظل آکر میرے پاؤن پر گری ہے اور کہتی ہے کہ ملکہ کو لینا آپ کو منظور ہے تو تیغہ سحر مجھے دیجیے کہ ملکہ کو جا کر لے آؤن شہزادہ نام مطلوب سُنکر بیقرار ہو گیا اور تیغہ اُسکے حوالے کیا تیغہ دیتے ہی آفت آئی نعرہ ہو کہ منم آفت جادو گرین بچہ دیگر بزور سحر انکو لے اڑی اور لشکر ساحران سے کہتی گئی کہ تم کمر کھولو اور طبل امان بجا کر پھر جاؤ لشکر مین طبل امان بجا اور سب پھر کر خیمون مین آئے اُسوقت روشنی ہوئی اور سحر کی تاریکی مٹی سب نے دیکھا کہ شاہزادہ لشکر مین نہین ہے ایک تلاطم پڑ گیا سیارہ لشکر کو حوالے سوگند کے کرکے صورت ساحر کی بنکر پھر تلاش چلا مگر آفت کا ایک باغ جنگل مین ہے وہان قاسم کو لائی اور بارہ دری مین آکر زمین پر لٹا کر سحر کر دیا تا کہ یہ بے قابو رہین اٹھ سکین اور آپ بچہ سُور کا لینے گئی کہ اُسکو جھٹکا کر کے قاسم کو قتل کرون اور اُسکی روح کا پیر بناؤن جب یہ جا چکی سیارہ ڈھونڈھتا ہوا قریب باغ پہونچا عقل سے دریافت کیا کہ شہزادہ اسی باغ مین ہو گا فی الفور صورت اپنی مالن کی ایسی بنائی پاؤن مین کڑے اُلٹ بچھوے پہنے چنری سُرخ اوڑھی لہنگے پر سوائی لگائی زلف غالیہ بیز عنبر آگین کو رخسارہ رنگین پر چھوڑا اور چشم غزالین کو سرمہ آگین کیا کہ

ابیات

زلف ہزار دل بیکے تار مو بہ بست	راہ ہزار چارہ گر از چار سو بہ بست
تا عاشقان ببوی نسیمش دہند جان	بکشود نافہ و در ہر آرزو بہ بست

پھولون کی ٹوکری ہاتھ پر رکھکر چھم چھم کرتی در باغ پر آئی اُس نزہت گاہ کو نمونہ علی علیین پایا کہ صبا زلف پر تاب بنفشہ سے مشک ناب کا نافہ کھولے تھی اور عطار شمال جعد پر شکن مشکین سنبل سے عنبر تر برساتا تھا ریاحین جنان روائح گلہاے سیراب سے مشام جان عالمیان

معطر فرمایا اور باغ جنان اشجار پر بہار سے اُسکے سرسبزی اور لطافت قرض لیتا تھا کہ نظم

شگفتہ اُس مین تھے گلہاے ایوان — کہ ہر تختہ تھا رشک صد گلستان
مصفا ایسا تھا آئینۂ آب — کہ اُس سے نیلگون تھا رنگ سیماب
یہ بینائی تھے سبزے سے در و بام — کہ بھولا خامۂ ارژنگ کا کام
ایاغ بادۂ بہجت تھا ہر گل — ترنم سنج ہر گلبن پہ بلبل

جب آگے بڑھی باغبانون نے پوچھا کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ سرکار کی مالن ہون جتنی خلقت کے ملازم ہین سب کے پاس ہمیشہ سے آتی جاتی ہون آج یہان مالک آئی ہین میرا بھی جی چاہا کہ اِس باغ کو دیکھ آؤن باغبان بولے کہ تم اکیلے مین آیا کرو اِسوقت تو جاؤ مگر یارون کو نہ بھولنا ہم تو تمھاری ادا کے دوانے ہین ایک نے کہا ذرا مُنھ پھیر کر ہنس تو دو دوسرا بولا کہ ہنسی اور پھنسی غرض یہ تو سب آوازے کسنے لگے مگر باغبانون کے چودھری کا لڑکا مالن کے سروقامت کو دیکھ کر قمری کی طرح طوق محبت در گلو ہوا اور سیب ذقن پر جان شیرین کھونے لگا اُٹھ کر ساتھ چلا اور کہتا جاتا تھا کہ ای جان جہان مجھے اپنے گلزار کا بلبل سمجھ کہ اے یار

دکھاوین ہم دل پر داغ دل ای یار دیکھوگے — عجب ہی سیر سو جھیگی جو یہ گلزار دیکھوگے
لگی ہے آگ سینے مین جگر جل جائیگا غم سے — بہینگے اشک آنکھون سے مژہ خونبار دیکھوگے

یہ کہہ کر نزدیک جا کر ہاتھ پکڑ لیا کہ میری جان ہی جاتی ہے ذرا میرے ساتھ آؤ مالن نے مسکرا کر کہا کہ اپنی بہنیا کو بلاؤ آگ لگاؤن تیری باتون کو کیسا جلد مزے مین آگیا باغبان لیا بیٹا بھاگ کہ اسکی باتون کو غمزہ و ناز جان کر آغوش مین اٹھا کر جس کوٹھری مین کہ آپ رہتا تھا لایا یہان ایک کونے مین امرود رکھے تھے ایک مین شریفون کی پال پڑی تھی کہین بیج رکھے تھے میٹھے کدو ڈھیر تھے بیچ مین کھتری بچھی تھی اُسپر مالن کو بٹھایا حسب اتفاق آفت اُسوقت بچہ خوک لیکر آگئی اور اُسکو جھٹکا لیا بھینٹ جو تیار ہوئی سحر کے پیر آئے اور کہا غافل کیا ہی سپارہ عیار کوٹھری مین مالن بنا بیٹھا ہی یہ سنتے ہی بغضب تمام دوڑی کہتی ہوئی کہ مو عیار یہان بھی آیا یہ صدا اسپارہ نے جو سنی سمجھا کہ راز تیرا کھل گیا آفت یہان بھی آتی ہی یہ جان کر باغبان بچہ تو پاس بیٹھا ہی تھا فوراً ہاتھ بیہوشی کا اُسکے مُنھ پر مل دیا کہ وہ بیہوش ہوا آپ اُٹھکر کوٹھری کے پٹ کی آڑ مین کھڑا ہو گیا کہ آفت نے آتے ہی دروازہ کھولا اور جیسے ہی سر اندر جانے کے لیے ڈالا اسنے اس زور سے بچہ مارا کہ سر نحس تن سے جدا ہو گیا العیاذ باللہ شور عظیم بلند ہوا کہ مارا مجھے

نام میرا آفت جادو تھا باغبان وغیرہ سب ملازم باغ سے بھاگ گئے اور قاسم کے جسم میں طاقت
آگئی اٹھ بیٹھا ایک جگہ بارہ دری کے کونے میں تیغہ سحر رکھا تھا اٹھا کر جو ساحرہ نظر پڑا اسکو مارا
اور ستارہ باغبان بچہ کو مار کر شہزادے کے پاس آیا اور انھیں ہمراہ لیکر سمت لشکر روانہ ہوا
ادھر کچھ باغبان وغیرہ بھاگ کر خنظل پاس گئے اور خبر ہلاکت آفت بیان کی یہ رونے
لگی اور برج قلعہ پر آکر نفیر سحر بجائی کہ فوج ساری جو باہر اتری ہوئی تھی اندر چلی آئی دروازہ
بند کر لیا اس عرصہ میں قاسم آکر پہونچا فوج تو جا چکی تھی یہ بھی اپنے لشکر میں داخل ہوا اسوقت
وہ سردار جو سوار سحر پکڑے گیا تھا آفت کے مرنے سے سحر کی قید سے چھوٹے ازبسکہ لشکر
ساحران کو بیم و ہراس آمد قاسم طاری تھا کسی نے انھیں نہ روکا وہ بھی پاس شہزادے کے آئے
اور آرام تمام اقامت گزین ہوئے لیکن وہ سپاہی کا انسان فرستادہ خنظل طلسم میں زنار
بلا افگن کے پاس پہونچا نامہ دیا اسمین سارا حال ملکہ اور قاسم کا مرقوم تھا اور گھر کی بربادی
پڑھ کر روتا ہوا افراسیاب کے پاس یہ گیا اور عرض کیا کہ تیغہ سحر کے حربے کا کچھ توڑ بتلائیے
میرا سارا گھر برباد ہو گیا افراسیاب نے اپنے خزانے سے ایک لعل بے بہا منگا کر اسکو
عنایت کیا کہ اسکا اکہ بنوا کر بازو پر باندھنا اور جب مقابل حریف جانا بازو اسکے سامنے کر دینا
لعل کا عکس اور چمک جو اسپر پڑیگی وہ بیہوش ہو جائیگا تم اس سے تیغہ چھین لینا اور اسکو گرفتار
کرنا بعد لمحہ کے وہ پھر ہوشیار ہو جائیگا بد چاہنا سو کرنا اسنے وہ لعل لیکر اسی وقت اکہ بنوا کر
بازو پر باندھا اور فوج ساحران ساتھ لیکر بحشم و خدم روانہ ہوا بعد طی کرنے مسافت
راہ کے قریب اپنے قلعے کے پہونچا یہان برج قلعہ پر زوجہ اسکی ملکہ بیٹھی تھی در قلعہ بند تھا شہزادے نے
بھی ایک دن حملہ کرنے سے تامل فرمایا تھا کہ یکایک لکہ ابر سمت فلک ظاہر ہوا پرکالے
آتش کے اڑتے نظر آئے بارہ ہزار ساحر اژدہوں پر سوار اور بارہ ہزار شیر پر اور بارہ ہزار
فیل پر بیٹھے ہوئے ہاتھی اور شیر انکے بزور سحر اڑتے دکھائی دیے اور بارہ ہزار پیادے
نشان گھوڑے اڑتے آکر پہونچے نوبت و نقارے بجتے سنائی دیے اور چار اژدہوں پر تخت کھچا ہوا
زنار بلا افگن بیٹھا ہوا سر پر چتر شاہی پھرتا تاج پہنے قباے فرمان روائی زیب بر کیے
دکھائی دیا خنظل اسکو آتے دیکھ کر مع ملازمون کے بہر استقبال آئی اور زر نثار کرتی تصدق
اتارتی ہوئی قلعے میں لائی سوگند نے شہزادے سے کہا باپ ملکہ نرگسی حشیم کا یہی ہے خدا خیر
کرے یہ بڑا زبردست جادوگر ہے شہزادے نے فرمایا کہ خدا ہمارا سب سے زبردست ہے مگر فلکہ

فوج ساحران مقابل جنود مسعود شہزادہ اختری اور بارگاہ زنار کی قلب لشکر مین نصب کی گئی زنار اندر قلعے کے گیا بی بی نے اسکی مارے جانا طولان وغیرہ کا سب حال بیان کیا اُسنے کہا کہ حمزہ نے اپنے پوتے کو منع کیا یا نہین کیونکہ لڑائی تھی تو لقا سے اور افراسیاب جھسے کیا مطلب تھا خیر مین نامہ لکھتا ہون یہ کہکر نامہ لکھا کہ یا امیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب اپنے پوتے کو آپ منع فرمایئے ورنہ وہ میرے ہاتھ سے مارا جائے گا یہ لکھکر طائر جادو نام ایک ساحر کے ہاتھ خدمت امیر مین بھیجا وہ جب لشکر امیر مین پہونچا اسکے آنے سے امیر کو اطلاع کی گئی اُنھون نے الگ خیمے مین اُترنے کو نہایت عزت کے ساتھ سامنے بلوایا اور نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ مجھے قاسم کے مقدمے مین کچھ دخل نہین تم جانو وہ جانے اگر تم مجھسے نہ لڑوگے تو مین بھی تمسے لڑنے نہ آؤن گا یہ تحریر کرکے حوالے کیا کہ طائر جواب زنار پاس لایا اُسنے پڑھکر کہا کہ حمزہ کو شرکرنا منظور رہے خیر بجے طبل جنگ یہ کہکر آپ بیرون قلعہ یہان کی فوج لیکر آیا اور بارگاہ مین آکر بیٹھا جسوقت کہ برہمن فلک زنار شعاع گلے مین ڈالے بتخانہ مغرب مین گیا اور رندی فلک متعالی بدر کی لیکر اور چومک پروین کی بناکر اشنان کے لیے بحر نیلگون میں آیا نظم

شب تیرہ نے پھر سے تماشا
جہان مین ہر طرف پھیلی سیاہی
جہان مین دیدۂ اختر لیے وا
سیاہ زنگ نے کی پھر چڑھائی

رات بھر تیاری جنگ ہوا اور دن نکلنے کی زنار نے طبل رزم بجوایا شہزادے کے یہان بھی نقارۂ جنگی کڑکڑایا دونون جانب ایک غوغائے عظیم بلند ہوا ساحر سحر جگانے لگے بہادر تلوارین سان پر چڑھانے لگے خلاصہ کلام اسی تدبیرین وہ شب بسر ہوئی اور سکندر شاہ شہنشاہ خاور نے سیاہ زنگبار شب کو شکست دی کہ نظم

سیاہ زنگ نے لی سر پر چادر
بڑھا خورشید آسا لشکر دین
سحر پیدا ہوئی مثل سکندر
پےجنگ و پے رزم و پے کین

سحرگاہ قاسم نماز پڑھکر سوار ہوا اور فوج ظفر موج کو لیکر دشت قتال مین آیا ادھر سے زنار لشکر ساحران نابکار ہمراہ لایا صفین جمین میدان رزم پاک و صاف ہوا نقیبون نے دلیرون کو گرمایا دل ہر ایک کا بڑھایا جب یہ پیچھے ہٹے زنار کی طرف سے مہنت جادو نام ایک ساحر میدان مین آیا ادھر سے الماس خان مقابلے کو گیا اور طلب ضرب ہوا مہنت اپنے سان کا چکر اتار کر سحر پڑھتا بڑھا اور چکر کھینچ مارا الماس کی گردن میں وہ چکر طوق کیطرح پڑگیا اور

سر ہرنے پہ زین کے جھک گیا ساحر نے چاہا کہ بڑھ کر سر کاٹ لون اُسوقت قاسم گھوڑا
بڑھا کر للکارتا ہوا اُسکے سامنے گیا اور تیغہ سحر کا وار کیا مہنت ہر چند سنبھلا اور سحر
پڑھا کیا لیکن کچھ نہوا تیغے سے دو پرکالہ ہوے شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا پھر تو مہنت کی مرنے سے
زنار کو تاب نہ رہی خود اژدر بڑھا کر مقابل ہوا اور سحر کی برقین چمکانے لگا شہزادے نے
تیغہ سحر بلند کر کے حملہ کیا زنار نے گھبرا کر اُکہ بازو کا سامنے کر دیا جیسے ہی روشنی لعل کی قاسم پر
پڑی بیہوشی طاری ہوئی زنار نے تیغہ ہاتھ سے لے لیا اور کمر مین نیچہ دیکر انکو بھی لے اُڑا فوج مین
غل ہوا جان نثار شہزادہ لینا لینا کہہ کر چلے تھے کہ زنار نے طبل امان بجوا دیا اور پکار کر کہا کہ
اول قاسم کو قتل کر لون تو تمکو سزا دون غرضکہ لشکریان شاہزادہ رنجیدہ پھرے اور ساحر بھی
خیمون مین جا کر آسودہ ہوے زنار نے قاسم کو ایک ساحر نہنگ جادو نامی کے حوالے کیا
کہ اسکو بحفاظت تمام قید کر قلعے کے اندر وہ گیسو بریدہ نرگسی چشم موجود ہے وہان لیجانا اسکا
صلاح نہین نہنگ نے شہزادے کو لا کر قریب ایک درہ کوہ کے خیمے مین قید کیا اور آپ پہرا
اپنے بیٹھا کہ اکیلے مین جو آئیگا مجھے معلوم ہوگا لشکر مین کثرت مردم سے شناخت نہین ہو سکتی
غرضکہ یہ تو ساکن ہوا اور سیارہ صورت ساحر کی ایسی بنکر لشکر سے چلا اور تجسس کنان
اُسکے خیمے مین آیا اُسنے پوچھا کہ تو کون ہے سیارہ نے جواب دیا کہ زنار کے پاس سے آیا ہون
آپکی خیریت اُنھون نے دریافت کی ہے یہ سنتے نہنگ نے ایک گولا موم کا سامنے پھینک دیا
کہ اسکو اُٹھا کر میرے پاس آ سیارہ نے جیسے ہی اُس گولے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ جل گیا چھوڑ کر
بھاگا نہنگ پیچھے دوڑا مگر نہ پایا پھر آ کر خیمے مین بیٹھا مگر سیارہ جو بھاگا راہ مین ایک
ساحر مرد پیر اُسکو ملا از بسکہ یہ بھی بشکل ساحر تھا اُسکے قریب گیا اور حباب بیہوشی مار کر اُسکو
بیہوش کر کے کپڑے اُسکے اُتار کر اور اُسی کی ایسی صورت بنکر اوسکو زمین مین دفن کر دیا اور
ایک تھال مین کچھ مٹھائی لگا کر خیمۂ نہنگ مین گیا اور کہا نذر جمشید کی مٹھائی لایا ہون اُسنے
وہی گولا پھر اُسکے سامنے پھینکا کہ اسکو اُٹھا لا سیارہ تو اُسکے حال سے واقف تھا اُٹھانے
نہ جھکا بلکہ بھاگ گیا نہنگ سمجھا کہ یہ بھی کوئی عیار تھا مگر اِس اثنا مین زنار خود یہان آیا
اُسنے کہا دو دفعہ عیار یہان آ چکا ہے اور بھاگ گیا زنار نے کہا بہت خبردار رہنا مین تمھین
ہوشیار کرنے آیا تھا یہ کہکر پھرا راہ مین سیارہ نے اِسے جاتے دیکھا سمجھا کہ نہنگ کے
پاس سے آتا ہے یہ معلوم کر کے بہت جلد زنار کی صورت آپ بنکر نہنگ کے پاس گیا اُسنے کہا

آپ پھر کیون آئے اُسنے جواب دیا کہ مین چاہتا ہون تمھارے پاس رہکر نگہبانی کرون
یہ کہتا ہوا قریب پہونچ گیا اور کہا دیکھو پشت پر تمھاری وہ عیار آپہونچا نہنگ گھبرا کر
دیکھنے لگا سیارہ نے اس زور سے خنجر مارا کہ سر کٹ گیا شور قیامت زا بلند ہوا قاسم
چھوٹ گیا اور اُسنے قید ہوتے وقت دیکھا تھا کہ تیغہ سحر زنار نے درہ کوہ مین گڑوا دیا ہی
اِسلیے کہ ایک بار قلعہ مین رکھنے سے تیغہ جاتا رہیگا اور درے مین دفن کرنے سے کسی کو گمان بھی
نہوگا کہ تیغہ درہ کوہ مین دفن ہے خلاصہ یہ کہ قاسم اِس راز سے واقف تھا اُسنے کھود کر
تیغہ لے لیا اور ہمراہ سیارہ کے داخل لشکر نصرت اثر ہوا اِس ہنگامہ کی خبر زنار کو پہونچی
کہ عیار نہنگ کو مار کر قاسم کو چھڑا لے گیا اِس خبر کو سنتے ہی مثل مار سر کوفتہ کے پیچ و تاب
اِسنے کھا کر اُسیوقت حکم دیا کہ لشکر مین طبل جنگ بجے اور جتنی رات کہ باقی ہے آلات
حرب و ضرب کی تیاری مین بسر ہو صبحکو بغیر قتل کیے قاسم کے میدان سے نہ پھرونگا اسکے حکم سے
کوس حربی پر چوب پڑی اور نفیر سحر کو دم بلایا یہ خبر شہزادے نے سنی اپنے یہان بھی طبل جنگ
بجوایا دونون لشکر لڑنے پر تل گئے سلح خانے کھل گئے پچھلی رات سے تا سحر ہنگامہ کارزار کی
تیاری مین گرم رہا جسوقت دارائے دولت آرائے سواد اعظم مشرقستان بجاہ و حشم توسن فلک پر
سوار ہوا اور خیل انجم مملکت افلاک سے دست بردار ہو کر چھپ گیا نظم

سپاہ سحر چون علم بر کشید — جہان حرف شب را قلم درکشید
برافروختہ شمع رخ آفتاب — چو برداشت از ظلمت شب نقاب

صبحدم سپاہ ہر دو سو داد گاہ مصاف مین بکر و فر آکر پہونچی دہل و دمامے بجنے لگے نقیب للکارنے لگے نظم

پکارا اعدا سے کین داد بیداد — ہوئی عریان ہر اک شمشیر فولاد
ترقی دن کی تھی آتش کا بڑھنا — غضب ہے شعلۂ سرکش کا بڑھنا
ہوا اور جو قاسم دشت کین مین — گڑے نیزے خجالت سے زمین مین
قضا نے کیا فقط ہاتھ اُسکا چوما — قدر نے بھی لیا بازو کا بوسا
سپہ سالار لشکر اُسکے ہمراہ — جوان بہتر سے بہتر اُسکے ہمراہ
دم شمشیر کے ڈر سے تہ خاک — کفن تھا مردہ صد لالہ کا چاک
غرض ترتیب لشکر ہو چکی جب — بڑھا زنار اڑا کر اپنا مرکب
غضب سے ڈانٹ کر بولا وہ بدخواہ — کہان ہے قاسم ذیہوش و دیواہ

مقابل مجھ سے ہو آکر آج　　ملاؤن خاک و خون مین اسکا مزاج
سنا قاسم نے جب نعرہ عدو کا　　ہوا غصے سے رنگ رخ بھبھوکا
اڑا کر رخش وہ آیا دلاور　　ہوا دشمن سے اپنے ہمتگاور

جب قاسم مقابل ہوا زنار نے ایک ناریل سحر پڑھکر صحرا کی طرف پھینکا کہ یکایک ایسی آندھی تیرہ و تار آئی کہ دنیا اندھیری ہوگئی ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہ دیتا تھا اُسی تاریکی مین ایک پتلا زنار نے جھولی سے اپنی نکال کر سر کاٹ کر زمین پر ڈال دیا اور قاسم کو اُس تاریکی مین سبب تیغ سحر کے نظر آتا تھا اِنکے سامنے اِکہ بازو کا کیا عکس سے لعل کے یہ بیہوش ہوا اُسنے تیغہ ہاتھ سے لیکر انکو بھی قید کر لیا سحر کی دستک دی کہ ایک پنجہ آیا اور شہزادے کو اُٹھا کر ایک سمت لے گیا پھر اُسنے سحر پڑھا کہ وہ تاریکی دور ہوئی سب نے دیکھا کہ لاشہ قاسم کا خاک و خون مین غلطان ہے سر الگ ہے دھڑ جدا پڑا ہے لشکریان قاسم نے گریبان چاک کیے اور مقبل تلوار پکڑ کر زنار پر جا پڑا اُسنے پھر سحر کی دستک دی کہ عالم مین تاریکی پھیلی اور پنجہ پیدا ہوا مقبل کو بھی اُٹھا لیگیا زنار نے پتلا نکال کر سر کاٹ کر ڈال دیا اور تاریکی موقوف کر دی سب نے دیکھا کہ لاش مقبل کی بھی پڑی ہے خاک و خون مین بھری چشم حسرت آلود کھلی ہے اور سردار تلوارین پکڑ کر فوج ساحران پر چلے اسوقت زنار نے طبل بازگشت بجوایا اور پکار کر کہا کہ اے لشکر مسلمانان پھر جاؤ لاشین اِن دونون کی ہمراہ لو اور حمزہ کو جا کر دکھاؤ کہدینا کہ جو یہان آئے گا اسیطرح مارا جائیگا طبل امان بجنے سے سردار ناچار ہوے اور روتے پیٹتے سر پر خاک اُڑاتے لاشہ قاسم کے قریب آئے پکارے کہ اے آقا افسوس ہے کہ تیرا ارمان نہ نکلا بلکہ نرگسی چشم کو تو نے پہلو نہ کیا ہاے اس عالم شباب مین تو حسرت بھرا دنیا سے اُٹھ گیا اُدھر سیارہ گرد لاش کے پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ اے مالک میرے اپنے غلام کو اپنے پاس بُلالے مین کسطرح بغیر تیرے زندگی کرونگا کہان جاؤنگا کس کا ہو رہونگا آخر جنازہ دونون لاشون کا بنا کر کاندھے پر اُٹھا کر نالان و گریان سمت لشکر صاحبقران روانہ ہوے جب لشکر اسلام کے قریب پہونچے ہرکارون نے صدائے نالہ و شیون سنکر خبر آکر دریافت کی اور جا کر بارگاہ مین امیر سے بیان کیا کہ شاہزادہ قاسم زخمی ہو کر مارے گئے اور مقبل بھی اُنپر نثار ہوا لاشین دونون کی آتی ہین یہ خبر سنتے ہی سالار سردار اور امیر نامدار ننگے سر ننگے پاؤن دوڑے آکر دیکھا تو سیارہ خون منہ پر ملے جنازہ دھرا ہے آتا ہے ہر سردار خاک اڑاتا ہے امیر آکر جنازے کے ہمراہ ہوے اور آنسوؤن سے رونے لگے

مگر اور جو سردار تھے انھون نے شور واویلا فلک تک پہونچایا جسقدر لشکر کے دوکاندار اہل حرفہ تھے وہ سب روتے تھے اور علم شاہ باپ کو قاسم کے غش پہ غش آتے تھے ایرج نوجوان فرزند قاسم لاش پدر سے لپٹا تھا اور کہتا تھا کہ اے والد مجھ خستہ جگر کے سر پر کون دستِ شفقت رکھے گا آخر وہ کو دونون لاشین بارگاہ مین آکر رکھی گئین صفِ ماتم بچھ گئی یہ خبر محلاتِ امیر مین پہونچی ملکہ خورشید خاوری مادر قاسم یہ کہہ کر کہ ہائے میری کوکھ اُجڑ گئی فرشِ خاک پر گری اور زوجہ قاسم ملکہ گیتی افروز دختر لقا نے چوڑیان توڑین نتھ اتاری پچھاڑین کھانے لگی کہ ہے ہے میرا راج سہاگ لٹ گیا پھر تو ملکہ رابعہ زربفت طلس پوش مادر علم شاہ کے بین کسی سے سنے نہ جاتے تھے جب وہ کہتی تھی کہ اے میرے کڑیل جوان بیٹا تمھاری برات نرگس کو دیکھے پھر آئی چاندسی بہو بیاہ کر نہ لائے اے میرے گیسوؤن والے اے میرے نازون کے پالے تجھے کیسی نیند آگئی کون سی نظر کھا گئی اسوقت بائیس ہزار عورت گرد حلقہ باندھے دوہتڑ سر و سینے پر لگاتی تھین کہرام برپا تھا بیکس پڑی تھی درو دیوار زمین و زمان روتا تھا ایک ہنگامۂ ماتم برپا تھا کہ نظم

ایک بولی کہ ہائے اے بیٹا — اپنی آواز پھر سنا دے ذرا
اک کھڑی آہِ سرد بھرتی تھی — روتی تھی اور بین کرتی تھی
نخلِ شادابِ نوجوانی ہائے — اخترِ برجِ کامرانی ہائے
گر پڑا خاک پر قلم ہوکر — چل بسا راہیِ عدم ہوکر
روتے روتے جو سب ہوئے بیہوش — پڑ گیا دشت و بر مین ایک خروش
ایک تھا حال دوست اور دشمن — نعرہ زن تھے تمام مرد و زن

الحاصل لاش اُٹھانے کی تجویز کی اور خیمۂ سیاہ غسل کے لیے مقرر فرمایا اسوقت خواجہ زادے برسمِ تعزیت خدمت امیر مین آئے اور عرض کیا کہ ایکبار اسی طرح لاشہ شہزادہ بدیع الزمان کا آیا تھا مگر نعش کے آٹے کا پتلا تھا اِس لاش پر بھی بنا بر احتیاط پانی اسمِ اعظم پڑھکر چھڑکیے شاید ویسا معاملہ یہ بھی ہو امیر نے اسمِ اعظم دم کرکے پانی لاشون پر چھڑکا دونون لاشین پتلے آٹے کے تھے یہ دیکھ کر لشکریون اور خادمانِ محل و امیر اور سردارون کو تسکین ہوئی معلوم ہوا کہ قاسم و مقبل قید ہین امیر نے پتلے پھنکوا دیے اور چپ ہو رہے لیکن ایرج کو باپ کے قید ہونے کا بڑا رنج ہوا اور بعد ایک روز کے امیر نے عرض کیا کہ میرا جی گھبراتا ہے امیدوار ہون

کہ شکار کھیلنے کے لیے مجھے جانا ملے امیر نے اجازت دی ایرج نے شاپور شیر دل انی عیار سے حکم دیا کہ سامان شکار درست کیا جائے خیمہ وغیرہ لدے ارباب نشاط کو بھی حکم ملے کہ ہمراہ چلیں شاپور نے بازارون کو اور قراول بہلیون کو شہزادے کے ارشاد سے خبر دار کیا سب نے تیاری کی ایک دن پیشتر ہاتھیون پر خیمہ و بارگاہ تیار ہو کر روانہ دشت ہوا اور کسی قدر فوج بھی بارگاہ کے ساتھ گئی باز اور بہری و جرہ و شاہین و عقاب وغیرہ بازدار لیکر چلے چیتون کی کھٹولیان تانگون پر رکھوا کر روانہ کین کتون کو دوڑیے لیے ہوئے باڑیان دیتے آگے بڑھے جسوقت کہ ساکن برج اسد یعنی شیر زرین چنگ فلک پلنگ شب پر حملہ آور ہوا اور دشت اخضر سپہر سے گلہ ستارون کا رو بفرار لایا کہ ابیات

چو طاؤس زرین جناح سپہر
پر یدند از آشیان طائران

بگسترد بازو بر اطراف و دہر
نسیم سحر گشتہ ہر سو روان

ایرج باز تیز پرواز جو ایک جھپٹ مین سیمرغ کو قلعہ قاف سے پکڑ لاتا اور ہیم چنگل سے ایکے نسر طائر آشیانہ سبز سپہر مین جا کر چھپتا ہاتھ پر بٹھا کر سوار ہوا اور سمت دشت چلا وہ صبح کو سبزہ کی لہلہاہٹ دل پژمردہ کو طراوت بخشتی تھی نسیم عنبر شمیم غنچہ خاطر کھلاتی تھی شہزادے نے اول صید طائران کرنا شروع کیا اور اپنے باز کو کہ اسکی تعریف مین یہ کہنا روا ہے جانورون پر چھوڑا کہ مثنوی

چو او باز کردے پر و بال خویش
دگر جانب آسمان تاختے

ز ہیبت شدے سینۂ چرخ ریش
عقاب فلک پر بیند اختے

پہر دن چڑھے تک دشت طائرون سے خالی ہو گیا پھر آپ مراد کو صید گور و گوزن پر اوڑایا او رگند نشاط کو گلوے آہوان صحرا مین ڈالا جہان گئین گچھار مین ہرن کھیرو کرتے نظر آئے نشانہ تیر ہوئے نظم

وہ گرنے لگا جا کے صید افگنی
کیے صید اس درجہ گور و گوزن
بہت شیر مارے بہت پیل مست
وہ کرتا رہا دوپہر تک شکار

درندون کی پھر جان پر آبنی
نہ میزان گردون مین ہو جسکا وزن
ہوئے کرگدن زور بازو سے پست
ہوا جس گھڑی وقت نصف النہار

ٹھیک دوپہر کو ایک آندھی تیرہ و تار آئی دن کی رات ہو گئی اور مرکب کی منہ پر ہوا جو لگی

کنوتیان بدل کر وہ رہوار باد پا فر فر کرتا ایک سمت راہی ہوا شہزادہ بھی راہ امن اور جای تحفظ تلاش فرماتا گھوڑے کو سیر کرتا گیا یہانتک کہ ایک درۂ کوہ کے متصل پہونچا اور وہان جھکڑ آندھی کے کم ہوئے اُسوقت ایک بجلی چمکی اور کمر مین شہزادے کے لپٹ گئی قاش زین سے اُسکو اُڑا کر ایک سمت لے گئی آنکھین اسکی تموج ہوا سے بند ہوگئین لیجانے والے نے اتنا تو کہا کہ طلسم آئینہ کی شہزادی پاس یہ نوجوان جاتا ہی جو کوئی اسکے ساتھ ہو وہ سُن رکھے مگر وہان ہمراہ انکے کون تھا جو سُنتا بعد کچھ عرصے کی ملازم انکے آئے اور رہوار خالی پاکر متفکر ہوئے ناچار ہر سمت ڈھونڈکر جانب لشکر امیر پھرے لیکن شاپور عیار تجسس کنان آگے کو روانہ ہوا اور سب ملازم لشکر مین جب آئے امیر سے ساری کیفیت غائب ہوجانے ایرج کی بیان کی امیر نے فرمایا کہ خداوند عالم اسکا نگہبان رہے یہ فرماکر خاموش ہو رہے واضح ہو کہ شہزادگان قاسم و ایرج کا حال اور فتح ہونا طلسم آئینہ کا اور رہائی قاسم کا ذکر جلد ثانی مین یہ حقیر مترجم گزارش کریگا اب اس جلد کا ازبسکہ خاتمہ منظور ہے اس لحاظ سے باقی حال ہوشیار کشتی اور مخمور کا اور روانہ ہونا لشکر امیر سے اور پہلی بار ملاقات عمرو کی کوکب روشن ضمیر سے ہونا اور میلے کا جاہ زمرد وغیرہ کے بیان ناظرین پڑھ کر محفوظ ہون اور امید ہی کہ دامن عفو سے میری غلطیون کو چھپائینگے

چنین گفت مرد سخندان بمن ۔ کہ اے باغبان ریاض سخن
درین روضۂ پاک مینو نشان ۔ درختے معانی نبوئے نشان
کہ ہر کو خورد میوۂ زین درخت ۔ نشاندہ را گوید اے نیک بخت
درین باغ خوش میوہ ہای ترست ۔ بزیبائی از یک دگر بہترست

کرشمہ سنجان لعبت تسطیر و عربدہ جویان نیرنگی حسن شاہد تقریر عروس زیبائے بیان کی آرایش اسطرح فرماتے ہین کہ ہوشیار کشتی کو جب ساحر پار دریائے سحر کے لیکر آیا جا جان دریا سے حکم شاہ طلسم بیان کیا یعنی کہدیا کہ جسوقت یہ عورت دریا سے اُترنے کا قصد کرے فوراً راہ دینا اور بعافیت اُتار دینا یہ کہکر ساحر تو مراجعت کر گیا اور وہ حتالہ فقیرنی بنکر لشکر مہرخ مین آئی ہر طرف خیمہ و بارگاہ کے دریوزہ مانگنے لگی ایک دن سراپچہ بارگاہ کے آگے تھی اور مہرخ سیر و گشت کر رہی تھی دربار معمور تھا کہ اس عجوزہ نے روبرو آکر دعا دی اور سوال کیا مہرخ نے اسکو بارگاہ مین بلایا اور پوچھا کہ بڑھیا تو کون ہے اُسنے کہا داری مین سب عزیزونکو کھا گئی

اب تنہا عاقبت کے بوریے سمیٹنے کو رہ گئی ایک جگہ نوکری بھی کی تھی آپ جانیے اپنی مزاج مین وہی خود کو کسی کی بات سہنے کی عادت نہین اُنھون نے بھی چھڑا دیا آخر بھیک مانگنے لگی بی بی اب بہت آرام سے ہون دن بھر مانگا اور شام کو پیر پھیلا کر سو رہی کہ بیت

گدا ار امیسر چو شد نان شام — چنان خوش بخسپد کہ سلطان شام

مہرخ نے ارشاد فرمایا کہ تو میرے یہان بقیہ عمر اپنی بسر کر سرکار سے کھانا دونون وقت ملے گا کپڑے دیے جائین گے خیمہ رہنے کو پائے گی ایک ملازم کاروبار کے لیے تیرے پاس رہے گا اور کچھ کام تجھ سے نہ لیا جائے گا کُٹنی نے یہ عنایت دیکھکر زبان کو صفت و ثنا مین کھولا اور براہ مکاری درج دہن سے گوہر سخن کو میزان بیان مین تولا کہ مثنوی

ای خوشت آئین جہان داشتن — ملک بدینگونہ توان داشتن
بیخ نہالیکہ تو آبش دہی — میوہ شاخش نبود جز بہی

مین بھی یہی امید کرکے آئی ہون کہ مدت العمر سایہ عاطفت پیرایہ دامن دولت حضور مین رہون اور زمرۂ محتاجیون مین شمار کی جاؤن مہرخ نے براہ غریب نوازی پوشاک منگوا کر عنایت فرمائی خیمہ رہنے کو دیا کھانا مقرر کیا یہ جا کر ساکن ہوئی اتفاق سے جس وقت یہ بارگاہ مین آئی تھی کوئی عیار نہ تھا کس لیے کہ عیار تو کم بارگاہ مین رہتے ہین اور عمرو خیمہ مخمور مین بہت رہتا ہے کیونکہ مخمور ہر وقت حال نور الدہر کا پوچھتی ہے اور انھین کا حال بیان کر کر سُناکرتی ہے عمرو کو بہت کچھ دیا ہے اور وعدہ دینے کا کیا ہے اب اسقدر صحبت بڑھی ہے کہ تمام ساحرون مین چرچا ہے کہ مخمور عاشق عمرو ہے دونون ایک ہی مسند پر پڑے رہتے ہین افراسیاب کو بھی یہ خبر پہونچی ہے آتش رشک مین جلا جی مین کہتا ہے کہ مخمور ایسے نامعقول عیار پر عاشق ہوتی ہے سچ ہے رنڈی کا کیا اعتبار ناک نہ ہو تو گُہ کھائے بمقتضای بیت

اگر نیک بودے سرانجام زن — زنان را مزن نام بودے نہ زن

ب تو اسکو عمرو کا شیدائی جانتے ہین اور عمرو اسکو بجائے فرزند کے جانتا ہے مال کے لالچ سے اور راز طلسم دریافت کرنے کو خلوت پذیر رہتا ہے قصہ کوتاہ کُٹنی نے خالی میدان پاکر مہرخ کے دل مین گھر بنایا اور اپنے افسون آمیز افسانون پر خوب لبھایا ہر وقت کی مصاحبت گرم کرنے لگی اور رجو پاے وقت تھی ایک دن اسنے اپنی ہنرمندی دکھلانے کو پلاؤ بہت خوش ذائقہ پکایا اور دسترخوان پر سامنے مہرخ کے لگایا مہرخ نے اسکو عمدہ سمجھ کر کھایا سمجھا کہ اللہ

اے مخمور تم کیا آئیں کہ خواجہ کے دیکھنے کو ہم ترس گئے آج تم بھی آؤ اور عمرو بھی آئیں دسترخوان
بچھا ہے پلاؤ بہت مزے کا پکا ہے نوش فرمائیں جب یہ پیام پہونچا مخمور اور عمرو آکر دسترخوان
پر بیٹھے مہرخ نے کہا خواجہ سلامت ہمنے ایک نیا ملازم رکھا ہے اُسکو سب باتوں میں دخل ہے
رکابداری بھی جانتا ہے اُسی نے یہ پلاؤ پکایا ہے عمرو کو یہ تقریر سنکر خیال آیا کہ کہیں مرہم
رکابدار بنکر نہ آئی ہو وہ آگے بھی لڑکی بنکر آئی اور رعد کو پکڑ لے گئی تھی مخمور کی فکر میں
اب آئی ہوگی یہ سوچکر قاب اُٹھاکر پلاؤ کو سونگھا اور زنبیل سے پتھر نکال کر چاولوں کو رگڑا اور پوچھا
رکابدار وہ ملازم نیا کہاں سے آیا ہے مہرخ نے سب حال بیان کیا کہ وہ ایک فقیرنی ہے
میں نے رکھ لیا ہے اُسنے کہا سامنے بلواؤ ہوشیار حسب الطلب سامنے آئی عمرو نے صورت
بغور دیکھکر کہا کہ عیار بچی تو یہ نہیں ہے مگر کٹنی معلوم ہوتی ہے بڑی چالاک ہے تیور بد ہیں یہ کہکر
فرمایا کہ میری طرف اے نیکبخت ذرا دیکھ تو سہی کٹنی نے آنکھ سے آنکھ ملائی عمرو نے
بھلاوا دیکر بعد لمحے کے پھر کہا کہ دیکھوں تیری آنکھ اُسنے پھر اُنکی جانب دیکھا عمرو نے کہا پہلے
پہلے جس نگاہ سے انکو دیکھا تھا ابکی وہ نظر نہ تھی اتنے ہی عرصے میں تیور اور ہو گئے مقرر یہ وہی
اور اسکی ماں کٹنی اگر کہو تو کوڑے مار کر قبول کرا دوں یہ کہکر زنبیل سے کوڑا نکالا ہوشیار نے
دیکھا کہ بیڈھب اسوقت مار پڑیگی جان جاتی رہے تو عجب نہیں دوڑ کر قدموں پر گر پڑی اور
عرض رسا ہوئی کہ خواجہ سبحان اللہ کیا کہنا آپ کا مثل نہیں خوب پہچانا میں ہوشیار کٹنی ہوں
افراسیاب نے لاکھوں روپے دیکر مخمور کے پکڑنے کو بھیجا ہے لیکن اب عہد کرتی ہوں کہ
کسی طرح کی دغا نہ کرونگی میرا جی نہیں چاہتا کہ ملکہ مہرخ کے قدم چھوڑ کر کہیں جاؤں
کسلیے کہ ملکہ نے میرے حال پر عنایت ہی ایسی فرمائی ہے عمرو نے اسکا عذر سنکر فرمایا کہ میں
کسی طرح تیرے رہنے کی اجازت نہ دونگا کسلیے کہ ع اصل بد از خطا خطا نکند۔ مہرخ نے
دیکھا کہ عمرو اسکے رہنے پر راضی نہیں ازبسکہ مالوف اُس سے ہو چکی تھی گویا ہوئی کہ خواجہ
یہ اقرار کرتی ہے کہ مجھ سے خطا سرزد نہوگی اسکو رہنے دیجیے عمرو نے کہا آپ بادشاہ لشکر ہیں جیسا
مناسب جانیے کیجیے میرے نزدیک اسکا پاس رہنا اچھا نہیں کہ بیت بقول خصم بد اندیش
غرہ نتوان کرد کہ گر دچنین عاقبت پشیمان شد۔ مہرخ نے کہا کہ یہ الگ پڑی رہیگی
میں اسکو منہ نہ لگاؤنگی یہ کہکر کٹنی سے اشارہ کیا کہ وہ سامنے سے ٹل گئی عمرو کھانا کھانے لگا
وہ بات رفت وگذشت ہوئی بعد فراغ طعام سب اپنی اپنی جگہ پر گئے کٹنی دو ایک روز اپنے

خیمے سے نہ نکلی اور کسی کو اُسنے اپنی صورت نہ دکھائی سب کو کچھ خیال بھی اسکا نہ ہا بعد دو دن کے
بہار اور شکیل کے خیمے مین جانے آنے لگی دل سے کہتی تھی کہ مہرخ کو اگر پکڑ لے جاؤن تو وہ عمر کے
خلاف شاہ طلسم کے ہوگا اور مخمور پاس عمرو رہتا ہے اُسپر قابو نہین چل سکتا آخر ایک رات کو
چھپ کر حیرت کے پاس گئی اور سارا حال بیان کر کے کہا کہ آپ میرے ساتھ کوئی ساحر زبردست
کر دیجیے تاکہ جسوقت مین مخمور کو اپنے قبضے مین لاؤن وہ ساحر گرفتار کر کے شہنشاہ کے پاس
لے جائے حیرت نے اسکی تقریر بعینہ شاہ جادوان کو لکھ بھیجی اُسنے نامہ پڑھکر باغبان سے کہا
تم جاؤ اور کُٹنی کے پاس رہو وہ حکم پاکر اُٹھا باغبان کی زوجہ نے چپکے سے کہا مخمور کو شاہ خراب
کرنا چاہتا ہے تو کیون اپنی شامت لایا چاہتا ہی اُسنے یہ کلام سنکر جواب دیا کہ تابعدار کو مالک کے
کام مین کیا عذر ہے افراسیاب نے بھی اسکی آہستہ تقریر کو سنکر پوچھا کہ کیا ہی باغبان نے
عرض کیا کہ گل چین جانے کو منع کرتی ہے شاہ نے کہا تیری راست گوئی سے مین بہت خوش ہون
اچھا اب جا اور مخمور کو پکڑ لا یہ آداب بجا لا کر راہی ہوا گل چین بھی اُٹھکر چلی اور راہ مین
شوہر سے کہا کہ کیون مجھے رانڈ کیا چاہتا ہی عمرو سے عداوت اچھی نہین اِسنے کہا تو واہی ہے
بیہودہ بکتی ہے جا کر باغ مین ٹھہر مین شاہ کے کام کو ضرور جاؤن گا یہ کہکر چلا زوجہ اسکی ناچار
اپنے باغ مین گئی اور یہ بارگاہ حیرت مین آیا اُسنے کُٹنی کے ساتھ کر دیا کُٹنی اسکو نیزہ کر
صورت بدلوا کر اپنے خیمے مین لائی اور بٹھا کر مخمور کے خیمے مین گئی اتفاق سے عمرو اُسوقت
کہین گیا تھا اُسنے قابو پا کر و ر مکر و اکیا کہ اے ملکہ مین نے صنعت کر کے ایک چڑیا بنائی ہے
اُسکے دیکھنے قابل ہے مخمور نے کہا آخر اُس چڑیا مین کیا وصف ہی اُسنے جواب دیا کہ وارثی طلسم کے
زور سے چینی کی پتلیان باہم لڑتی ہین گاتی بجاتی ہین مخمور کو اسکے کہنے سے اشتیاق پیدا ہوا
اور خرامان خرامان اسکے ہمراہ خیمے مین آئی یہان باغبان بیٹھا تھا اُسنے اُٹھکر خاک جمشیدی
چھڑک دی کہ مخمور بیہوش ہوگئی وہ کمر مین بقچہ دبکر لے اُڑا اور کُٹنی اسباب وغیرہ سب چھوڑ کر
بھاگی لشکریان مہرخ نے دیکھا کہ ایک رسّی مخمور کے لپٹی ہوئی اُڑائے لیے جاتی ہے
سب نے غل مچایا عیار اور ساحر دوڑے لیکن باغبان دریاے سحر سے بہت جلد گذر گیا
سب حیران ہوکر رہ گئے مگر کُٹنی بھاگی ہوئی قریب دریا پہونچی تھی اتفاق سے عمرو جو مخمور کے لیے
دوڑتا آیا تھا اسکی نگاہ کُٹنی پر پڑی پکارا کہ اے قحبہ ٹھہر ری رہ کہان جاتی ہی کُٹنی نے اِسکی آواز سنکر
بہت جلد اپنے تئین پل پر پہنچا اور اُن پر پہونچا پا محافظان دریا نے کہا کہ ہم تجھے ہاتھون ہاتھ پہونچائے

دیتے ہین ہنوز نے کر جانے نہ پائے تھے کہ عمرو نے دیکھا یہ نکل جائیگی فی الفور گلہ فلاخن مین
پتھر رکھکر سر پر چرخ دیکر جو مارا کسی کے سر پر جا کر پڑا کہ کاسہ سر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا وہ تڑپکر
مرگئی اسی کے سر گئی کہ گرد کہ نیافت کا معاملہ ہوا ساحر عمرو کو پکڑنے دوڑے اُسنے گلیم اوڑھلی
اور اپنے لشکر مین آیا باغبان کا حال مہرخ وغیرہ سے کہکر کہا کہ مین جاتا ہون جانبازی کے
مخمور کو لاتا ہون یہ کلمہ سنکر سب جواب دہ ہوے کہ مخمور کا خدا نگہبان ہے آپ نہ جائیے دریاے
سحر سے گذرنا مشکل ہے عمرو نے نہ مانا اور راہی ہوا بعد اسکے اور عیار بھی روانہ ہوے لیکن
مخمور کے پکڑے جانے کا حال حیرت نے بھی سنا شادان و فرحان سوار ہوکر باغ سیب مین
آئی اسوقت شاہ طلسم پردۂ ظلمات مین گیا تھا باغبان نے مخمور کو لاکر خوب سحر سے گرفتار
کرکے ہوشیار کیا تھا کہ حیرت پہونچی اور مخمور پر عتاب کرنے لگی کہ او چڈو حرامزادی تجھے
شہنشاہ نے کیا برائی کی تھی تجھکو خاک سے پاک کیا شہزادی بنایا کل شاہان طلسم تیری خاطر
کرتے تھے اور تو عمرو پر عاشق ہوئی یہ کلام حیرت کر رہی تھی کہ ایک لکہ ابر سرخ آیا اور
سواری بادشاہ طلسم کی آئی سب نے استقبال کیا بادشاہ آکر تخت پر بیٹھا اور مخمور کو بہت سخت
سست کہا مخمور سمجھی کہ بیشک اب تیری جان گئی افسوس کہ دم مرگ تو نے اپنے شہزادے
نور الدہر کی بھی صورت نہ دیکھی یونہین دنیا سے محروم چلی دل سے رو کر یہ کہنے لگی کہ ابیات

دیکھا کبھی نہ وصل جدائی مین مرگئے	یونہین ہماری عمر کے دن سب گذر گئے
صبر و قرار و ہوش و خرد یک بیک سبھی	اُسکے دوچار ہوتے ہی یارب کدھر گئے

یہ تو خیال مطلوب مین تھی کہ شاہ جادوان نے دوبارہ خطاب کیا کہ تجھپر عمرو عاشق ہے اُسنے
جواب دیا کہ عمرو تو میرے باپ کے برابر ہے مگر اور میرے سیکڑون یار ہین کسی بھڑوے کا اجارہ
تو نہین مین ایک دن مین اسی ہزار کرون گی یہ جواب شاہ طلسم سنکر بہت برہم ہوا اور کہا
تجھے عمرو کا بھروسا ہے کہ وہ آکر چھڑالے جائیگا مخمور نے کہا بھروسا تو مجھے خدا کی ذات
کا ہے لیکن عمرو یہان سے چھڑا لیجانا کیسا وہ تو آسمان پر سے لیجا سکتے ہین ایسے ہین کہ تیرے
قصون مین تیر چلاتے ہین افراسیاب نے غصہ کہا کہ او قحبہ تو مجھے اُس عیار پر دھمکاتی ہے
مین سامنے اُسکے تجھے آگ مین جلاؤن گا یہ کہکر حکم دیا کہ اے حیرت تم اپنے لشکر مین جاکر سامنے
فوج مہرخ کے میدان مین لکڑیان جمع کراؤ اور اِسکو اُسکے رفیقون کے روبرو جلادو
اور ایک ساحرہ نہایت معزز رنگین سحر جادو سے حکم دیا کہ تم جاکر پہرا چوکی مقرر کرو اور

لکڑیون کا انتظام وغیرہ کرکے حیرت کی مددگار ہو رنگین سحر حسب ارشاد شاہ کئی ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر چلی اور پار دریا کے اتر کر روبروے لشکر مہرخ خیمہ استادہ کرا کے اتری ساحرون سے حکم دیا کہ انبار ہیزم لگاؤ ساحر صحرا کے درخت کاٹ کر ایک جگہ جمع کرنے لگے اتفاقاً عمرو جو فکر رہائی مخمور مین چلا تھا اُسنے ساحرون کو دیکھا صورت ساحر کی بنکر قریب اُنکے گیا سبب لکڑی جمع کرنے کا پوچھا انھون نے سارا ماجرا بیان کیا عمرو نے چاہا کہ یہان ٹھہر کر کچھ عیاری کرون لیکن شاہ جادوان نے اپنی مقام پر کتاب سامری دیکھی اسلیے کہ مخمور کے چھڑانے کو عمرو ضرور آئیگا دیکھون اسوقت کہان ہے کتاب سے ظاہر ہوا کہ عمرو نابکار ہیزم جہان ہو رہا ہے وہان بشکل ساحر کھڑا ہے یہ دیکھ کر اُسنے حیرت سے کہا کہ لو انکے آشنا یعنی مخمور کے لکڑیون پاس آ پہونچے اب تم اسکو پکڑوانے جاؤ اور مین ذرا سا (؟) بھی گرفتار کرانے دیتا ہون پھوڑے کے جوڑے کو جلا دو یہ کہہ پتلے کے ہاتھ لکھ بھیجا کہ ای رنگین سحر قریب لکڑیون کے عمرو کھڑا ہے اسکو گرفتار کرلو اس مضمون کو جب پتلے سے پایا پڑھکر رنگین خیمے سے نکل کر بیک نگاہ تلاش عمرو مین دوڑانے لگی عمرو نے بھی اسکو کسی کا جویا سمجھ کر گلیم اوڑھ لی غائب ہوگیا اور وہان سے کچھ دور ہٹکر گلیم اُتاری دیکھا کہ برق فرنگی صورت ساحر کی بنا ہوا آتا ہے اُسنے زفیل عیاری بجا کر اسکو بلایا جب وہ نزدیک آیا کہا بیٹا آج مخمور جلائی جائیگی اس وقت تم میری صورت بنکر سامنے ساحرون کے جاؤ اور اپنے تئین قید کرا دو پھر مین سمجھ لونگا برق نے کہا بہت خوب اور فی الفور صورت اپنی بشکل عمرو کے بنائی اور لشکر کے سامنے گیا یہان صرصر کو شاہ جادوان نے بھیجا تھا کہ عمرو آیا ہوا ہے تو بھی رنگین سحر کے پاس جا اور حفاظت کر صرصر آکر کئی ساحر اپنے ہمراہ لیکر انبار ہیزم کے گرد ٹہل رہی تھی کہ برق بصورت عمرو ادھر سے گذرا صرصر تیغچہ پکڑ کر دامنی ہوئی بڑھی برق نے بھی خنجر کھینچا اور مقابل ہوا ہنوز دو ایک ہاتھ چلے تھے کہ ساحر صرصر کے ساتھ جو تھے آگرے اور بزور سحر عمرو نقلی کو پکڑ لیا سامنے رنگین سحر کے لائے اُسنے برق کو قید کرکے شہنشاہ کے حوالے کر لکھ بھیجا کہ عمرو کو حسب الارشاد والا صرصر نے پہچان کر گرفتار کرا دیا جب یہ نامہ افراسیاب کو پہونچا پڑھکر بہت خوش ہوا ازبسکہ کتاب تو پہلے خبر دے ہی چکی تھی کہ عمرو آیا ہوا ہے اسوقت یہ سمجھا کہ بیشک وہی گرفتار ہوا اور دوسرے عیار بچی نے پہچان کر گرفتار کرایا ہے اب جائے عمرو ہونے مین کچھ شبہہ نہین غرضکہ خوشنود ہو کر حیرت سے کہا کہ ای ملکہ تیاری کرو اور اس مخمور کو

بھی بے چلو مین بھی چلتا ہون تاکہ عمرو کے ساتھ اسکو جلا کر دل ٹھنڈا کرون حیرت یہ کہتے ہی
اُٹھی اسکے اُٹھنے سے ہزارہا ساحر اُٹھ کھڑا ہوا طلسم باطن مین غلغلہ پڑ گیا جسقدر کہ مخمور کے
یہان دوست تھے اُنکو صدمۂ عظیم ہوا اور باہم مشورہ کیا کہ چلکر آخر وقت مین مخمور کو پھر دیکھ لین
اور دشمنون نے کہا کہ آج اسکا حال سقیم دیکھکر دل شاد کرین چنانچہ دوست و دشمن سب
برسر راہ آکر کھڑے ہوے اِدھر حیرت نے ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان مخمور
کے پہنا کر تخت سحر پر جادو سے بے بس کرکے بٹھا لیا اور خود اپنے طاؤس پر سوار ہوکر چلی ہزارون
ساحر محاصرہ کیے روانہ ہوا اور شاہ طلسم بھی بڑے کروفر سے سوار ہوکر چلا خمار جادوگرنی نے
مخمور کی لاکھ طرح سمجھایا کہ بہن اگر تو سچے دل سے راسخ الاعتقاد ہوکر افراسیاب کی اطاعت
کرے تو مین اپنی ضمانت کرکے تجھے چھڑالون مخمور نے جواب دیا کہ یہ جلنا میرا ہزار زندگی سے
بہتر ہے مین ہرگز ایسے روسیاہ ظالم بادشاہ کی اطاعت نہ کرونگی خمار ناچار چپ ہورہی
اور شاہ طلسم سے بھی سفارش نہ کرسکی مگر دھارون دھار بہن کے لیے روتی تھی اِدھر جو لوگ
کہ تماشائی تھے اُن مین بعض روتے تھے اور بعض ہنستے تھے اور بعض جو زیرک و دانا تھے وہ
عبرت پذیر تھے اور کہتے تھے کہ میان اِس شہزادی کا یہ سن اور یہ دن حسن ایسا ہی صورت ایسی ہی اور
فلک کا یہ ظلم کہ اسکو جلنے کے لیے مقرر کیا ہے افسوس ہے کہ کیا جفا پسند چرخ بیدار ہے رباعی

در عالم بیوفا کسی خرم نیست
آنکس کہ درین زمانہ او را غم نیست
شادی و نشاط در بنی آدم نیست
یا آدم نیست یا ازین عالم نیست

خلاصہ کلام یہ جمیع قیدی کو لیے مع شاہ طلسم کے تو آتا ہے لیکن حال عمرو کا سنیے کہ جب برق
گرفتار ہو چکا اسوقت عمرو گلیم اوڑھے خیمہ زنگین سحر مین آیا دیکھا تو یہ مسند پر بیٹھی ہے اور چند
ملازم ساحر اسکے گرد و پیش حاضر ہین عمرو نے صدا دی کہ اے زنگین سحر مین فرستہ سامری
ہون خداوند سامنے جو درہ کوہ ہے وہان تشریف لائے ہین اور عمرو کے گرفتار ہونے سے
بہت خوش ہین تمھین بلاتے ہین یقین ہے کہ عمر جاودانی عطا فرمائینگے زنگین سحر یہ
صدائے غیبی سنکر بہت خوش ہوئی اور یہ سمجھی کہ ندا دینے والا کوئی دکھائی نہین دیتا بیشک یہ فرستہ
خداوند کی آواز ہے بس اُسیوقت اُٹھکر تنہا چلی اگر کسی نے ساتھ چلنے کا قصد کیا تو مانع ہوئی
کہ تم لوگ بغیر طلب خداوند جانے کے قابل نہین غرضکہ اکیلی چل کر نزدیک درۂ کوہ کے
پہونچی عمرو پہلے سے اسکا منتظر یہان آبیٹھا تھا اور صورت اپنی نہایت خوفناک بنا چکا تھا

گئی سر اور گئی ہاتھہ پانون بنائے تھے منہ اور کان اور آنکھ سے شعلے نکلتے تھے رنگین سحر کے آنے سے ایک پلیٹ مین کچھ میوہ لیے ظاہر ہوا اور قریب آکر کہا کہ آپ کو آنے مین عرصہ گذرا خداوند تشریف لے گئے مگر یہ میوہ دے گئے ہین کہ اسکو کھائیے عمر بڑھ جائیگی یہ کہکر وہ میوہ اسکے ہاتھ مین دیا اور آپ سامنے سے غائب ہوگیا رنگین سحر نے جانا کہ فرشتہ تھا میوہ دیکر پاس خداوند کے گیا اس نے میوہ کچھ کھایا اور باقی لیکر خیمے کی طرف چلی راہ مین بیہوش ہوکر گری عمرو نے ظاہر ہوکر کپڑے اس کے لیے اور اوسی کی ایسی صورت اپنی بنائی اور اوسکو زمین کھود کر دفن کر دیا آپ وہان سے خیمہ مین آیا اور ساحر جو لکڑیان جمع کر رہے تھے اونسے حکم دیا کہ پہلے زمین پر بارود بچھاؤ اوسکے اوپر لکڑیون کا انبار کرو کہ مجرمون کو جلاتے وقت اگ لگاتے ہی فیصلہ ہوجائے دیر نہ لگے کیونکہ عمرو کے مددگار بہت ہین ایسا نہو کوئی پیچ پڑ جائے اور آگ مین سے کوئی اوسکو لیجائے یہ کہکر الگ جاکر زنبیل سے بیہوشی ایسی نکالی کہ بارود معلوم ہوتی تھی اور ساحرون کے حوالے کی انھون نے زمین پر اوسکو بچھایا اوسپر لکڑیان ڈھیر کین لکڑیون پر بھی سیرون بارود ڈالدی سب انتظام کیا اس اثنا مین افراسیاب کی سواری بڑی دھوم سے آئی اور حیرت اوس گرفتہ سرکار عشق ملکہ مخمور کو طوق و سلاسل مین گرفتار لائی اسکے آنے سے تمام طلسم غلغلہ پڑا اور لشکر مہرخ مین بھی یہ خبر پہونچی کہ مخمور جلائی جاتی ہے یہ سنتے ہی ہر ایک نے پچھاڑ کھائی اور مہرخ جان دینے پر آمادہ ہوئی جلد جلد لشکر طیار کرایا سب سردار زنار بنج و ترنج اسباب سحر لیکر تخت اور اژدہاے سحر پر سوار ہوے پھر تو

نظم

چلی فوج جنگی سوے رزم گاہ ۔ وہ شیرون کا غصہ خدا کی پناہ
بڑھے جس گھڑی ساری فولاد پوش ۔ ہوا ابر آہن مین پیدا خروش
کسی سمت سے بڑھ کے ساحر چلے ۔ سواری لے اژدر شرر ریز تھے
ہوئین منقلب سحر آتش فشان ۔ برستی تھین ہر سمت چنگاریان
لیے سرخ سرخ ہاتھ مین جھنڈیان ۔ کہ دریاے خون جیسے ہوے روان
وہ باجون بجنا وہ قرنا کا شور ۔ وہ آندھی کا چلنا وہ جادو کا روز

غرضکہ یہ لشکر جیدھر روانہ ہوا صداے نفیر جنگی سنکر قران صحرا سے دوڑ کر آیا اور مہرخ سے کہا آپ کہان جاتی ہین اس نے اپنے ارادے مطلع کیا قران نے جواب کہ آجتک ہم تدبیر سے نہ لڑتے تو اب تک شاہ طلسم کے ہاتھ سے قتل ہوجاتے جان دینا کیا مشکل ہے جب چاہو لڑکر مرجاؤ

اسوقت پر کیا منحصر ہے خواجہ صاحب گئے ہین وہ جبتک نہ آئین آگے نہ بڑھو مین خبر لینے جاتا جاتا ہون تم یہین ٹھہرو مہرخ اسکے روکنے سے تھمی اور یہ پھر خبر روانہ ہوا مگر وہان جب افراسیاب مع مخمور آکر پہونچا زنگین سحر نے استقبال کیا حیرت نے سحر سے ایک بنگلو نیا نگار بنایا شہنشاہ وہان مسند آرا ہوا ہر طرف ساحران نامی جوق جوق میدان کو گھیر کر کھڑے ہوے اور کسیقدر فوج پھر تحفظ انبار ہیزم کو محاصرہ کرکے ٹھہری اور افراسیاب نے مخمور کو سامنے بلاکر پھر بہت کچھ سمجھایا کہ اب بھی اپنی افعال سے توبہ کر تو مسری رکن سلطنت طلسم ہے شہزادی ہو کر ایک عیار پر مبتلا ہونا ہمچشمون مین ذلت اوٹھانا مناسب حال نہین تو اپنے تئین خیال کر اپنے حسن جوانی پر رحم کھا ان حرکتون سے باز آ مخمور یہ کلمات نصیحت سنکر رونے لگی اور آہ سرد بھر کر پکار رہی کہ نظم

آہ کس پردہ نشین سے دیدہ دل لڑ گئے ❊ شدت گریہ سے جو آنکھون پہ پردے پڑ گئے
بعد مرگ اعمال سے جواب پے کھنچیا الفعال ❊ آخر اس شرمندگی سے ہم زمین مین گڑ گئے
دل ہی جب چھاتی کا پھوڑا ہو گیا جیسی کا بطف ❊ کیون اچھل لیا پانوئین تیرے پھپھولے پڑ گئے

اے شہنشاہ اس عشق نے مجکو آپ مین رکھا بہت ارزو رکھتی ہون کہ جلد مجھے قتل فرمایئے غم عشق سے چھڑایئے افراسیاب اسکی تقریر سنکر سمجھا کہ یہ باز نہ آئیگی جھلاکر حکم دیا کہ لیجاکر عمرو کے اسکو جلا دو زنگین سحر نے حیرت سے عرض کیا کہ اپ قید سحر کی دفع کر دیجئے تاکہ مین اس محرمہ کو لیجاکر انبار ہیزم پر بٹھاؤن حیرت نے کچھ افسون پڑھا کہ مخمور پر سے سحر دفع ہوا لیکن ہزارہا ساحر جلیل محاصرہ کیے تھا مخمور تنہا کیونکر بھاگ سکتی فلک کو دیکھ کر رہگئی اور زنگین سحر نے اسکو لیجاکر لکڑی کے ڈھیر پر بٹھایا اور عمرو نقلی یعنی برق فرنگی کو بھی پہلو مین ممکن لیا برق نے دیکھا کہ لکڑیون کے نیچے باروت بچھی ہے دل سے کہا استاد کے نام کو خدا رکھے مشہور ہوگا کہ برق نے استاد کے نام پر جان دی کیونکہ استاد مجھکو گرفتار کرا کر اب تک نہ آئے اب یہان جان جانے کا سامان ہے اس اثنا مین مخمور نے عمرو نقلی سے کہا کہ خواجہ مجھ سوختہ بخت کی محبت مین تمنے اپنے تئین ناحق قید کرایا میرے خون کا عوض شاہ طلسم سے لیتے میرا جلنا اس تغافل شعار فراموش کار شہزادۂ نور الدہر سے بیان کرنے بعد فتح طلسم شاید وہ شہسوار ہماری مشت خاک پر آنکلتا کہ لمؤلفہ

بعد فنا خو خاک برباد ہے مری ❊ دامن ہے ڈھونڈھتی یہ کسی شہسوار کا

یہ کہکر زار زار اشک خونین دیدہ خونبار سے برسانے لگی اور ریتیا مانہ یہ سنانے لگی کہ **نظم**

احوال خوش انہون کا ہم بزم ہین جو تیرے	افسوس ہے کہ ہمنے وان کا نہ بار پایا
ملک دل ایک ثبات اجڑا بسا غمون سے	آخر اوجاڑ دینا اوس کا قرار پایا
کیا اعتبار یان کا پھر اوسکو خوار دیکھا	جس نے جہان مین آکر کچھ اعتبار پایا
آہون کے شعلے جیسا اڈتے تھے سیر سب سے	وان جا کے صبح دیکھا مشت غبار پایا

برق یعنے **عمرو** نقلی نے یہ حسرت آگین باتین سنکر جواب دیا کہ اے ملکہ خدا کو یاد کرو گھڑی مین کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے ہمنے ہزارون ساحر مار ڈالے دیکھو تو خدا کیا کرتا ہے اس عرصہ مین رنگین سحر نے اکر مخمور کو ڈانٹا کہ اری نمک حرام اب بھی اپنی بدذاتی سے باز آ اس رونے دھونے سے کیا حاصل ہے اپنی جان بچا **برق** نے جو غور سے دیکھا تو رنگین سحر کو پہچانا کہ استاد ہین خوش ہوا کہ اب ضرور چھوٹے اور مخمور نے تڑق کر جواب دیا کہ او قطامہ کیا مجھے بار بار مرنے سے ڈراتی ہے جا دور ہو مین ہرگز شاہ طلسم کی اطاعت نہ کرون گی یہ سنتے ہی رنگین سحر نے پکار کر کہا کہ اے شہنشاہ یہ مجوسہ کسیطرح نہین ہوتی **افراسیاب** نے کہا کہ تم ہٹ آؤ اور حکم دیا کہ انبار ہیزم مین اگ لگائی جائے ایک ساحر پولا لیکر دوڑا اوسوقت **قران** جو خبر لینے آیا تھا بشکل ساحر کھڑا ماجرا سارا دیکھ رہا تھا جسے ساحر الولا جلا کر چلا تھا **قران** نے دوڑ کر اوسکے سر پر لغدہ مارا کہ سر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور شور اوسکے مرنے کا بلند ہوا آندھی سیاہ آئی آگ پتھر برسنے لگے **قران** بھاگا اور **عمرو** نے اوسی غلغلے مین لکڑی کے ڈھیر پر جست کر کے جا کر جال مارا اور مخمور کو کھینچ کر زنبیل مین ڈالا اور از بسکہ سحر تو دفع ہو چکا تھا **برق** بھی کود کر بھاگا لینا لینا کا غوغا برپا ہوا **عمرو** بھی بھاگا ساحر جو پیچھے دوڑے **عمرو** نے حقہ آتشبازی داغ کر انبار ہیزم پر مارے کہ لکڑیون مین آگ لگی اور شعلہ بلند ہوئے بو بارود بیہوشی کی اوڑی اور ساحرون کے دماغ مین دھوان گیا ہزارہا ساحر بیہوش ہو کر گرا یہان تک بنگلہ پر **حیرت** اور **افراسیاب** بھی بیہوش ہوے اوسوقت **قران** نے دوڑ کر **مہرخ** کو اس حال کی خبر دی اوسیوقت وہ لشکر لیے مسلح و مکمل تو کھڑی تھی آکر گری نارنج و ترنج مار کر ہزارون سحر کرنے والون کو بیجان کیا جو بیہوش نہوے تھے وہ بھاگے یہان لشکریان **عمرو** نے پتھر برسانا شروع کیا **عمرو** جال مار کر اوٹھانے لگا خلاصہ یہ کہ دم بھر مین آفت برپا کی دریا خون کا بہ گیا **نظم**

وہ تیغ سحر ایک برق غضب تھی	کسی کو تاب اوس آتش کی کب تھی

جہان اوس شعلہ دم کا پڑ گیا عکس ۔ وہ گویا شیشۂ آتش کا تھا عکس
لگے گوشے مین جب چھپنے وخونریز ۔ سوارون نے کیا گھوڑیکو مہمیز
ہوے قیصرون کے آگے سے وگمراہ ۔ پریشان وگریزان مثل روباہ

اس ہنگامے مین یکایک زمین کو تزلزل ہوا اور پریان بحکاریان سے نکلین عمرو نے مہرخ
سے کہا کہ اب یہان نہ ٹھہرو یہ پریان افراسیاب کو ہوشیار کردینگی اور وہ سب کو گرفتار کریے
کا حسب ارشاد مہرخ نے نفیر سحر بجائی سب فوج جمع ہوگئی یہ سب کو لیکر روانہ ہوئی اور وہان
پریون نے پچکاری منہہ پر شاہ طلسم کے اور حیرت کے لگائی اِن کو ہوش آیا عجب حال ابتر اپنے
ملازمون کا دیکھا کہ بہت سے جلے ہوے لرد لکڑی کے ڈھیر کے پڑے ہین اور ہزارون لاشین
خاک وخون مین غلطان ہین اگ لگی ہے خیمے جلے ہین حسرت و یاس برستی ہے نہ عمرو کا پتہ
ہے نہ مخمور جلتی ہے یہ دیکھتے ہی آتش غضب بھڑکی اور فرط غیظ سے پکارا کہ مجھسے غلطی
ہوئی جو اسپر یار دریاے سحر کے مخمور کو لایا مگر اب سب باغی میرے ہاتھ سے بچکر کہان جا ئینگے
اب کی کسیکو زندہ نچھوڑون کا یہ کہکر بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا اور غربال جادو نام ایک
ساحر ہے کہ اوس کے پاس سحر کا جال ہے کہ اوسمین ساحر کی گردن پھنس جاتی ہے اور
لٹک جاتا ہے اوسی کو یہ لینے گیا آئندہ حال اسکا معلوم ہوگا ادھر حیرت آکر اپنے لشکر کو
درست او رجمع کرکے اوتری اسطرف مہرخ بفتح وفیروزی اپنی بارگاہ مین پہونچی لشکر نے
کمر کھولی بزم مسرت آراستہ ہوئی سب سردار اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اوسوقت عیار بھی آئے عمرو نے
مخمور کو زنبیل سے نکالا سب دوڑکر گلے سے ملے اور عمرو کی تعریف کرنے لگے عمرو نے کہا اے
مہرخ اوس کٹنی کے رکھنے کا تمنے تماشا دیکھا مہرخ نے عذر کیا کہ اب بغیر تمہاری صلاح کے کبھی
نہ کرون گی عمرو بولا کہ اب کی افراسیاب ہی آفت لائیگا اوای مخمور تم بھی کچھ زبردست جادو
گرنی نہین ہو کیونکہ نہ کوئی راز طلسم بتاتی ہو نہ افراسیاب سبقت لیجاتی ہو مخمور نے کہا
خواجہ شاہ طلسم کا ہم لوگ کچھ نہین کرسکتے اب مین چار رود چاہ سامری پر جاکر رہون تو زمین
وآسمان کے قلابے ملادون اسمین شکیل جو عشق خوبصورت مین بیہوش سا رہتا ہے
یہ گفتگو سنکر کچھ آپ مین آیا اور کہا کاش شاہ طلسم مجھکو پکڑکر میری معشوقہ پاس قید کرے تو
بہتر ہو اور اگر میرا استاد میری حال کی خبر پاتا تو افراسیاب کو مزا چکھاتا وہ البتہ ہمسر شاہ جادو
ہے عمرو نے پوچھا کہ وہ کون ہے اور کہان رہتا ہے شکیل بولا کہ جہان وہ رہتا ہے وہان

کوئی جا نہین سکتا راہ سخت و دشوار گذار ہے عمرو نے کہا بتاؤ تو سہی اوس نے کہا دو
راہین اوسکے طلسم کی ہین ایک راہ تو کوہ عقیق کیطرف سے ہے اور دوسری راہ ملک لوح
داران جادو کی جانب سے ہے اور وہ بادشاہ طلسم ہے اوسکا طلسم بھی بہت بڑا ہی مثل
طلسم ہوشربا کے ہے اگر وہان کوئی جاے اور کہے شاگرد تیرا مرتا ہے اوس سے اور افراسیاب
سے مقابلہ ہے یہ سنکر وہ ابھی چلا آئے گا عمرو نے کہا نام اوس کے طلسم کا کیا ہے اور اوسکا نام
اور راہ کی کیفیت مفصل بتاؤ کہ کیونکر ہے شکیل جواب دہ ہوا کہ اوسکا اسم گرامی نامی کوکب
روشن ضمیر ہے اور اوسکی بیٹی ہے کہ بے مثل ساحرہ ہے نام اوس کا بران شمشیر زن
ہے اور نام اوسکے طلسم کا نور افشان اگر کوئی جاے تو بیابان ریگستان کے آگے دریاے
ہفت رنگ ملیگا اوسطرف دریا کے سرحد اوسکے طلسم کی شروع ہوجاتی افراسیاب نے کئی بار چاہا
کہ وہان جاکر سیر کرون ممکن نہوا نہ ادھر کا کوئی ادھر آسکتا ہے نہ اسطرف سے کوئی اوس جانب
جاسکتا ہے بلکہ کوکب کئی بار چلا بھی آیا افراسیاب نہ جاسکا اور اوسطرف دریا کے بیابان
اور صحرا اوس طلسم کے پڑتے ہین وہ مجھے مفصل طور پر پتا نہین کہ کدھر راہ ہے اور کیا کیا بنا ہے عمرو نے
پوچھا کہ دریاے ہفت رنگ کیسا ہے شکیل نے کہا اوس مین سبز سرخ زرد سیاہ سفید سات
رنگ کا پانی بہتا ہے عمرو نے افسوس کیا کہ اگر مین ساحر ہوتا تو جاکر لے آتا اور پیام تمہارا اوسکو
پہونچاتا مخمور نے کہا خواجہ اوس دریا کی انتہا سنا ہے کہ نہین ہے اگر کوئی سیکڑون برس چلے
تب بھی انتہا تک نہ پہونچے اور مین راستہ جانتی ہون بلکہ ایک آدھ عزیز میرا اس طلسم مین رہتا
ہے مین جاکر جو کہوگے کہہ آؤن گی لیکن بڑی خرابی یہ ہے کہ اوس دریا مین نہ کشتی چلتی ہے
نہ کوئی ملاح ہے عمرو بولا کہ کچھ ہی کیون نہو مین جاتا ہون مہرخ نے گھبرا کر کہا اے شکیل تو نے
بیقراری کرکے خواجہ کو ہمسے جدا کیا اب لشکر کس کے سہارے سے رہے گا مخمور بول اوٹھی
کہ خواجہ آپ نہ جائیے مین جاتی ہون یہ کہکر اوٹھی اور اپنے خیمے مین آکر تیاری سفر کرنیلگی
لیکن اب کیفیت افراسیاب کی سنیے کہ اوسنے غصہ مین آکر کیا تدبیر کی ہے اور کیا آفت برپا کرتا ہے

داستان پکڑ لیجانا صرصر کا مخمور کو اور چھڑانا عمرو کا اوس کو قتل کرنا بہت سے ساحرونکو اور لانا افراسیاب کا غربال جادو کو اور گرفتار کرلینا جال سحر مین عمرو کو مع کل لشکر مہرخ کے اور اوٹھا لیجانا جال توڑ کر عمرو کو بران شمشیر زن

دختر کوکب کا اپنے طلسم مین اور ملاقات پہلی مرتبہ ہونا عمرو اور کوکب کی پھر عمرو کا آکر قتل کرنا غربال کو اور چھیڑانا لشکر مہرخ کو پھر لڑنا مصور جادو کا اور عیاریان کرنا عیارون کی اور پھر نامہ آنا لقا کا اور بھیجنا افراسیاب کا ہلبل اور مجلیس جادو کو واسطے مدد لقا کے اور مارے جانا اونکا عیارون کے ہاتھ سے پھر کیفیت جنگ ساحران اور عیاری عمرو وغیرہ کی لمؤلفہ ؛

ساقیا زندگی کی بہار آئی ہے ‏ ‏ زمزمہ پرداز ہزار آئی ہے
غنچہ لب بستہ ہوئے خندہ زن ‏ ‏ سبز ہوئے تختۂ صحن چمن
ہندولالہ نے پیالہ لیا ‏ ‏ جام مے لعل دو سالہ لیا
نافۂ گل لخلخہ ریز آج ہے ‏ ‏ باد صبا غالیہ بیز آج ہے
ترک سمن مست ہے غمزہ کنان ‏ ‏ زلف بنفشہ بھی ہے عنبر افشان
زیب چمن لالہ ہو سرخ لباس ‏ ‏ توبہ شکن بن گئے ایمان اساس
عطر فروش اب ہے نسیم چمن ‏ ‏ بلبل بستان ہوئے محو سخن
مست فغان یہ دل بلبل ہوا ‏ ‏ زخمہ زن تار رگ گل ہوا
جسطرف ہے دیکھئے طرفہ بہار ‏ ‏ شبت عنب بھی کرے ساقی نکھار
کیون نہو نشتر زن دل آرزو ‏ ‏ ساقیا منہ سے لگا دے سبو
مین دکھاؤن تجھے رنگ سخن ‏ ‏ صفحۂ قرطاس ہو رشک چمن ؛؛
پھر کرون مین قصۂ رنگین بیان ‏ ‏ پھر ہو تر و تازہ دل دوستان
تاج حریفان ہون کرم سے ترے ‏ ‏ مے پلا یاقوت کے رنگ کی مجھے
دست سبو ساقیا ہو دستگیر ‏ ‏ ہو بط مے دام مین اپنے اسیر
کلک سیہ مست ہو میرا روان ‏ ‏ پھر لکھون مخمور کی مین داستان
آتش مے نشہ کرے تیز دم ‏ ‏ معرکہ جنگ مین ہو تیغ علم ؛؛
نشۂ مے ایسا ہو نیرنگ ساز ‏ ‏ پھر قلم جاہ ہو جادو طراز
وہ ہون مین جمشید کہ جام شراب ‏ ‏ اب ہے سرکاٹنہ افراسیاب
پی چکے اسے جاہ سے لالہ فام ‏ ‏ ہان لکھو افسانہ شیرین کلام

گرد چنان زمزمۂ داستان	بلبل تقدیر بہ گلزار بیان

طرز نگاران رنگین بیان و مرقعان نقش شاہد بدیع اعجاز داستان غنچۂ گلزار حدیقۂ اسمار کو یون
سرسبز و ریان فرماتے ہین اور نقش بہ نگار رنگ کی نیرنگی خامۂ جادو طراز سے اسطرح دکھاتے
ہین کہ جب سرمست بادۂ محبت یعنے مخمور با مروت زاد راہ بہر سفر مہیا کر چکی بارگاہ مین اگر
سب سرداروں سے رخصت ہوئی اور طاؤس شجر پر بیٹھ کر سمت دریاے ہفت رنگ چلی عمرو نے
دل سے تجویز کیا کہ تو بھی اس کے پیچھے روانہ ہو کچھ نہین تو راہ طلسم ہی سے آگاہی ہوگی یہان
بیٹھے رہنے سے کیا حاصل ہے یہ سوچکر یہ بھی چلا لیکن مخمور جب سرحد لشکر سے نکل کر صحرا
مین پہونچی وہان صرصر عیارہ درہ کوہ مین کھڑی فکر گرفتاری عیاران کر رہی تھی اوسنے
اسکو جاتے دیکھکر صورت اپنی مثل عمرو کیصورت کے بنائی اور مخمور جب کچھ آگے بڑھ گئی
یہ دوڑی اور پکاری کہ اے ملکہ ذرا ٹھہرو مین کچھ کہون گا مخمور نے جو عمرو کو آتے دیکھا
طاؤس اپنا زمین پر اوتارا صرصر قریب گئی اور حباب بیہوشی مارا کہ مخمور بیہوش ہو گئی اوسے
پشتارے مین باندھکر پشت پر لادا اور لیکر چلی اوسوقت عمرو جو عقب مین آتا تھا یہان پہونچا
دیکھا صرصر پشتارہ لیے جاتی ہے اور طاؤس مخمور کا کھڑا ہے یہ دیکھتے ہی اوس نے ڈانٹا کہ
کہان جاتی ہے مین آ پہونچا صرصر نے اسکا نعرہ سنکر پشتارہ اوتار کر الگ رکھا کہ عیار زبردست
ہے پشتارہ لیکر نہ نکلون گی غرض خنجر کھینچکر مقابل ہوئی عمرو نے اسکے خنجر کا وار رد کر کے
حلقے کمند کے مارے صرصر جست کر کے حلقون سے نکلی عمرو نے دوبارہ قابو پا کر جال پشتارے
پر مارا اور زنبیل مین ڈال لیا صرصر حلقون سے نکل کر دور گری پھر جھپٹ کر آئی اور پشتارہ
چھینے ہے چھلا کر بڑی ترپ جھڑپ سے لڑنے لگی اتفاق سے ایک ساحر سانگ روئین تن
نام پہاڑ پر بیٹھا یہ کیفیت دیکھ رہا تھا اوس نے وہین سے سحر کیا لہذا دونو اگر گرے اور صرصر و
عمرو کو اوٹھا لیگئے اور سامنے اوس ساحر کے لائے اوس نے کہ تم کون ہو عمرو نے کہا کیا کہون
شرم کی بات ہے یہ میری جورو ہے لیکن آوارہ ہو گئی ہے پھر آپ جانیے بموجب بیت

ہم درین عالم ست دوزخ او	زن بد در سرای مرد نکو

جب اسکو بدفعلی کرنے سے منع کرتا ہون یہ لڑنے پر آمادہ ہوتی ہے صرصر نے جو یہ کلام
سنے لگی کوسنے کہ تیری جورو کے منہ کو جھلسا دوں اور جو مجھے اپنی جورو کہا اوسکی صورت کو آگ
لگاؤن منگل اتوار اپنی ایڑی چوٹی پہ سے صدقے اوتارون اے سانگ اس موئے دغاباز جھوٹے

کی باتون پر نہ جانا مین عیار نہین شہنشاہ جادوان کی صرصر ہون اور یہ عمرو ہی سانگ نے یہ کلام
سنکر جواب دیا کہ مین ملازم شاہ نہین ہون رہا یا ہون اس سبب پہچان نہین سکتا اور بزور
سحر اگر شناخت کرنا چاہون تو عرصہ تک سحر کرنا ہوگا بدین لحاظ مین اور تم دونون کو شاہ کے دربار
مین لیے چلتا ہون یہ کہکر ان دونون کو اپنے مکان کے ستون سے باندھ دیا اور اپنا
کھانے لگا عمرو نے دیکھا کہ اس پہاڑ پر مختصر سا مکان بنا ہے فرش و فروش شیشہ آلات
سجا ہے اور ستار کونے مین رکھا ہے سمجھا کہ اس ساحر کو گانے سے بھی شوق ہے یہ جانکر
آپ بھی بندھے بندھے گانے لگا اوس نے کہا کہ تمہین علم موسیقی مین بڑا دخل ہے عمرو نے
کہا اگر کھلے ہوتے تو مزا دکھاتے ازبسکہ اسکو اسکے گانے سے ایک محویت کا عالم تھا اوسکو
کھول دیا اور کہا آپ کچھ شغل کیجیے عمرو نے جوڑی نے کی نکال منہ سے لگائی اور ستار
اوس کا اوٹھا کر ہاتھ سے بجانے لگا اور غزلیات عاشقانہ اور اشعار مدح حسن لعلبان
مین گانے لگا اوس وقت یہ کیفیت ہوئی کہ سانگ کھانا پینا چھوڑ کر زار زار روتا تھا
اور ہمہ تن محو ہو کر بت بنگیا تھا جب ذرا ہوش آتا تھا تو بے اختیار نعرہ لفین کرتا تھا اور
عمرو خوب جی توڑ کر گا یا کہ وہان کے تمام طیور و وحوش گرد جمع ہوگئے یہ عالم تھا نظم

گانا تھا وہ دلکش زمانہ بیت ٹھمری غزل ترانہ
واقف تھا ہر ایک زیروبم سے انکاان ہے لے سے تال سم سے
ہر تان پہ تانسین قربان بیجو ہوا باؤلا پریشان

اسیطرح گاتے گاتے تھم گیا اور عرض کیا کہ اے سانگ مجھے عادت شراب خواری کی بہت
ہے اگر دو ایک جام شراب کے عنایت فرمایئے تو آپ کو خوب محظوظ کرون سانگ نے حسب
خواہش اسکے کشتی بادہ ارغوانی منگائی اور کہا تم بھی پیو اور مجھے بھی دو عمرو نے کشتی سے
گلابی اوٹھا کر شراب جام مین انڈیلی اور سادہ جام خالی از بیہوشی اسکے حوالے کیا اوس وقت صرصر
جو بندھی ہوئی تھی پکاری کہ اے سانگ یہ شراب بیہوشی آمیز ہے ہرگز ہرگز نہ پینا ورنہ یہ عیار
تجھے مار ڈالے گا سانگ اس کلمہ کو سنکر تامل پذیر ہوا مگر عمرو نے ایسا کچھ انجام مصلحت کا
سوچ کر اول سادہ جام دیا تھا اوسوقت عرض رسا ہوا کہ حضور یہ میری دشمن ہے ساحری کی
جو عورت بدی پر آجائے آپ میری خاطر سے اس ساغر کو کسی اور کو پلا کر میری نسبت اسکی
عداوت دریافت فرمایئے سانگ نے یہ تقریر سنکر اپنے ملازمون کو بلا یا دو ایک ساحر جو

جواہر کے خدمت مین حاضر ہوے اونمین سے ایک کو وہ شراب پلائی کچھ بھی اوسکو نہوا ساحر
بیٹھا ہنسا کیا عمرو نے کہا کیون حضور آپ نے ملاحظہ کیا یہ عورت ہے میری دشمن سانگ کو
عمرو کے قول پر اعتبار آیا اور کہا تو سچا ہے لا ساغر شراب اور دے اوس نے پھر سادہ جام بھر کر
دیا یہ تو پینے مین مصروف ہوا اور عمرو نے بیہوشی ساری بوتل مین فرصت پاکر ملائی اور جو دو
ایک ساحر وہان تھے اونھین پیمانے بھر کر دیے اور دور مین سانگ کو بھی جام دیا وہ بھی پی
گیا صرصر ہر چند کہتی رہی اسکے چیخنے کی کسی نے سماعت نہ کی اور دو ایک جام سب نے پیئے
بیہوش ہو گئے عمرو نے صرصر کو بندھے اور بے قابو پاکر چند بوسے لیے اور کہا کیون جانی عیاری
بھی تمھین آتی ہے صرصر بظاہر اوسکو لگی کوسنے لیکن دل مین آفرین کرتی تھی اور عمرو نے
جال مار کر اوس مکان کا کل اسباب لوٹ کر زنبیل مین رکھا اور خنجر سے جو دو ایک ملازم سانگ
کے تھے اونکے سر کاٹے شور اونکے مرنے کا بلند ہوا اوس نے سانگ کے بھی خنجر مارا وہ روئین
تن تھا خنجر اوچٹ گیا فی الفور اوسکو اوٹھا کر زنبیل مین ڈالا اور صرصر پاس آکر اوسکو
چھیڑنے لگا صرصر نے کہا موڈی کاٹے اب تو تیری مراد پوری ہوئی مجھے تو کھولدے عمرو نے
کھولنے کے ارادے ہاتھ بڑھا کر اسکے سینے پر رکھا صرصر نے سلی بھر کر کہا سامری قسم جو تو نے
مجھے بے طریق ہاتھ لگایا تو اپنی اور تیری جان ایک کرون گی الغرض یہ تو صرصر سے مصروف
دل لگی کرنے مین ہے مگر افراسیاب جو غائب ہوا تھا طلسم باطن کے ایک پہاڑ پر آکر
پہنچا وہ کوہ گلہاے بوقلمون سے گلدستہ بنا ہوا تھا قلہ کوہ پر صندل کا بنگلہ بہت آراستہ تھا
مسند اوس مین بچھی تھی غربال جادو مع اپنے رفیقون کے صحبت آرا تھا جب شاہ طلسم
پہاڑ پر قدم زن ہوا پریون نے جادو کے اوسکو آمد شاہ کی خبر دی وہ بہر استقبال بنگلہ سے نکلا
اور پاس آکر تسلیم کی شہنشاہ نے گوشۂ چشم سے سلام لیا اور فرمایا کہ اے غربال تم جال
سحر کا لیجاؤ اور سب نمک حرامون کو قید کر لو اوس نے عرض کیا بہت خوب لیکن شاہ جو
میرے کلبہ احزان مین تشریف لائے ہین تو بنگلے مین آکر قدم رنجہ فرمائین مین حاضر ہون جو ارشاد
ہو گا بسر و چشم بجا لاؤن گا افراسیاب حسب التماس بنگلے مین آکر مسند پر جلوہ فرما ہوا اوسی وقت
دو طائر خوش رنگ سامنے آئے اور بزبان فصیح گویا ہوے کہ اے شہنشاہ سانگ دشمن
تن کے گھر کو عمرو نے لوٹ لیا اور جو کچھ ماجرا گذرا تھا سب بیان کیا افراسیاب نے کیفیت سنکر
غربال سے کہا کسیکو بھیج تاکہ عمرو کو سانگ کے گھر سے پکڑ لائے اوس نے حسب ارشاد شہور جادو

اور ناوک جادو نام دو رفیق اپنے روانہ کیے اور آپ خدمت شاہ مین مشغول رہا گشتی تیر بابا
کی حاضر کی ارباب نشاط کو بلایا جلسۂ عشرت جمایا مگر ناوک جادو وہان جاکر پہونچا کہ عمرو اختلاط
صرصر سے کر رہا تھا اوسنے دیکھا کہ آندھی آئی اور علامت آمد ساحر معلوم ہوتی ہی یہ دریافت
کر کے فوراً گلیم اوڑھ کر مخفی ہوا اس اثنا مین ناوک آکر پہونچا اور صرصر کو تنہا دیکھ کر
مستفسر ہوا کہ عمرو کہان گیا اوسنے کہا آپ کو آتے دیکھ کر بھاگ گیا بولا کہ کہان جائیگا مین ابھی
پکڑے لاتا ہون یہ کہکر چلا صرصر نے پکارا کہ مجھے کھولتے جاؤ اوسنے جواب دیا کہ تجھے کھولنے مین
عرصہ ہوگا وہ عیار نکل جائیگا اوسکو پکڑ لاؤن تجھے آکر چھڑاؤن یہ کہتا ہوا باہر نکلا عمرو بھی گلیم اوڑھے
اوس مکان سے باہر آیا دیکھا کہ ساحر مجھے ڈھونڈھ رہا ہے خیال کیا کہ یہ اکیلا تو ہی مار اسکو یہ چلکر
گوشے مین بیٹھکر مخمور کو زنبیل سے نکال کر پتاری سے کھولا اور ہوشیار کر کے سب
حال کہا مخمور ساری حقیقت سے آگاہ ہوکر ڈانٹتی ہوئی چلی اور عمرو ٹھہر رہا ناوک نے جو اسکا
للکارنا سنا نارنج پکڑ کر سامنے آیا اور حربہ کیا مخمور نے اونگلی سے اشارہ کیا کہ نارنج اوسکا دو ٹکڑے
ہوکر زمین پر گرا پھر اوس نے کمان سحر کی نکالی اور تیر مارنا شروع کیے مخمور نے سحر پڑھکر دستک دی
کہ ایک پتلا زمین سے خنجر لیے نکلا اور تیرون کو اوس نے قلم کرنا شروع کیا اوسوقت مخمور
نے ناریل جادو پڑھ کر مارا کہ سینۂ ناوک کو توڑ گیا اور وہ مرکر زمین پر گرا غوغائے عظیم بلند
ہوا عمرو نے آکر اسکا جھولا اسکا جھولا اسباب سحر کا اور کپڑے وغیرہ اوتار لیے اوسوقت شور
جادو واکر سانگ کے گھر مین پہونچا اور صرصر سے حال پوچھکر باہر نکلا صرصر نے کہا مجھے کھولتی جاؤ
اوسنے صرصر کو کھول دیا جب باہر نکلا دیکھا شعلہ آتش بلند ہین اور صدا آتی ہی مارا ناوک جادو کو یہ
گھبرا کر دورا مخمور نے اوسکو دیکھ کر للکارا کہ ادہر آ کہان جاتا ہی نعرہ سنکر یہ مقابل ہوا اور اپنے سر
بال نوچ کر مخمور پر مارے کہ وہ بال ماران سیاہ بنکر چلے مخمور نے اپنے کان سے بالا اوتار کر مارا کہ
اوسنے بڑھکر اون سانپون کو حلقے مین گھیر لیا اور ایک گولا فولادی سحر پڑھ کر لگایا کہ شور
کے سر پر پڑا سر پھٹ کر بھیجا نکل گیا یہ بھی واصل جہنم ہوا ابر فریاد کرتے سمت شاہ طلسم گئے یہان
مخمور اور عمرو بھی سمت طلسم کو کب چلے عمرو نے کہا اے ملکہ پیدل نہ چلو تخت سحر تیار کرو مخمور
نے کہا خواجہ تم لشکر مین جاؤ مین چلی جاؤن گی عمرو نے کہا مین تمہارے پیچھے نہ آتا تو پھر تمکو شاہ
طلسم پاس صرصر لے چلی تھی میرا چلنا تمہارے ساتھ ضرور ہی مخمور یہ سنکر سمجھی کہ اسکے ساتھ
چلنے مین غم عشق برطرف ہوگا یہ تجویز کر کے تخت سحر سے بنا کر سوار کر کے راہی ہوئی ادہر سحر

کے افراسیاب پاس پہونچے اور قتل ناوک و شور بیان کیا یہ سنتے ہی شہنشاہ غربال کی طرف متوجہ ہوا اوس نے کچھ کہانہ سنا فی الفور جال سحر کا لیکر بغضب تمام چلا اور ہنوز کوس بھر عمرو و مخمور گئے ہونگے کہ تاریکی ہوگئی اور گلے مین دونونکے پھندا اٹر گیا دونون اوڑتے ہوئے تو جاتے ہی تھے بروی ہوا لٹک گئے پھر جو روشنی ہوئی دیکھا کہ سنہری لکڑیون کا جال زیر آسمان دور تک پھیلا ہوا ہے ادھر غربال نے سحر کا طائر روانہ کیا کہ اے شہنشاہ کمترین نے حضور کے گنہگارون کو گرفتار کیا ہے طائر نے جاکر خبر عرض کی افراسیاب شادان و فرحان چلا اور آکر ایک نعرہ مارا کہ اے عمرو بڑی سرکشی تو نے کر رکھی تھی دیکھا تو نے کہ کیا ہو گیا ایسی صدا یہ ہولناک دی تھی کہ عمرو اور مخمور دونون بیہوش ہوگئے افراسیاب نے دونون کو جال سے چھڑا کر رسّی مین باندھا اور لشکر حیرت کیطرف چلا غربال سے کہا تم جاؤ اپنا لشکر لیکر آؤ سب باغیون سے مقابلہ کرو وہ لشکر لینے روانہ اور افراسیاب بارگاہ حیرت مین آیا اوسنے استقبال کیا شاہ تخت پر بیٹھا عمرو اور مخمور کو ہوشیار کیا اونھون نے دیکھا کہ ہم دونون رسی مین بندھے ہین اور حیرت کرسی پر بیٹھی ہے شاہ طلسم سامنے متمکن ہے یہ دیکھکر نظر بخدا کرکے خاموش ہو رہے مگر غربال جو اپنے مقام پر آیا بارہ ہزار ساحر کا یہ مالک ہے اونھین حکم تیار ہونے کا دیا حسب الحکم نفیر سحر بجی ہر ایک مسلح و مکمل ہوا اسباب سحر سازی اپنے ہمراہ لیا طایران سحر پر سوار ہوکر لشکر چلا آگے آگے غربال کرگدن پرند پر سوار اوسکے برابر برابر خرسان جادو و دیران جادو و جلاد زبردست جادو و خونخوار رو ئین تن جادو و وہم جادو و غرت جادو و آتشباز جادو و ناقوس جادو وغیرہ تمام سردار چلے دمبدم جے سامری و جمشید کی بولتے تھے اگ پانی برساتے راہی ہوئے نظم

دریا کی طرح خروش پیدا ۔ موج لشکر سے جوش پیدا تھا
شدید تر صبا کے ہمعنان تھے ۔ سیاح زمین و آسمان تھے
سرخ آنکھین روان لہو کے دھارے ۔ ہر سمت برستے تھے شرارے
اندھی اوٹھی دن بنا شب تار ۔ شعلے ہوئے چار سو نمودار
چھایا بدلی کی طرح لشکر ۔ مثل گیسو چڑھا وہ سر پر
پہونچا حیرت کی فوج مین وہ ۔ آیا جرأت کی موج مین وہ

جب لشکر حیرت کے برابر پہونچا بہر تعظیم سردار آئے اور بارگاہ مین لے گئے حیرت نے لشکر اوترنے دیا بارگاہ غربال کی آراستہ ہوئی سردار اوسکے فروکش ہوئے وہ دن اس آمد لشکر مین تمام ہوا اودھر

ظلمت شب صیاد روزگار نے عالم مین بچھایا اور مرغ منور مہر قفس مغرب مین قید ہوا نظم

مانند بلاے زلف خمدار	نازل ہوئی تمام سر پہ اکبار
تاریکی شام شامت آئی	گویا صبح قیامت آئی

غربال سے شاہ طلسم نے کہا کہ مین آج لشکر مین رہون گا تو طبل رزم بجوا کل کا معرکہ مین دیکھ لون گا اوس نے حسب الحکم لشکر مین نقارہ رزم بجوایا حیرت کے لشکر مین بھی کوس جنگی گڑگڑایا عیار لشکر مین بشکل مبدل حاضر تھے کل حال دریافت کرنے روبرو ملکہ مہرخ بارگاہ مین آئے اور بعد دعاو ثناے شاہی کے عرض پیرا ہوے کہ عمرو و مخمور قید ہو کر آئے ہین اور غربال جادو نے انھین جال مین سحر کے قید کیا ہے اب طبل جنگ بجوایا ہے کل ارادہ نبرد رکھتا ہے مہرخ نے حال گرفتاری خواجہ سنکر اشک حسرت گراے اور غربال کا نام سنکر رنگ چہرے کا فق ہوا سمجھی کہ اب جانبری غیر ممکن ہے لیکن دل کو مضبوط کرکے زبان سے کچھ نہ کہا کہ فوج بیدل ہوجائیگی بلکہ حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل رزم بجے سردارون نے حکم پاکر نقارخانے مین جاکر کوس حربی بجایا لشکر مین خبر جنگ مشتہر ہوئی جدھر بہادرون کے کان مین صداے نقارہ ہوئی اسلحہ صیقل اور درست فرمانے لگے ساحر سحر جگانے لگے سلح خانون سے وہ وہ تیغ جوہردار نکلی کہ جو روز مصاف رگ سنگ کاٹے دریا مین پشت نہنگ کاٹے دم مین خون عدو چاٹے نظم

کاٹے وہ میان رزمگہ خود	بکتر چار آئینہ زرہ خود
کاٹے سر دوش سینۂ و ناف	اکدم مین کرے وہ صف کی صف صاف
رن مین جو برس پڑے وہ خونبار	مواج ہو خون کا بحر زخار
ہر سو وہ دوان ہو بو کی صورت	رگ مین روان لہو کی صورت
معشوقۂ نازنین لچک مین	کس بل مین چمک دمک مین

آج کی رات ہر سمت اک شور محشر بپا تھا کہین ڈمرو بجتا تھا کسی جا آسنی بچھی تھی سنکھ پھنکتا تھا کوئی چپ بیٹھا دھیان تھا کوئی مصروف اشنان مین تھا کسی نے پکار کر بیر بلائے تھے کوئی مالا جپتا تھا چپکا بیٹھا تھا کہین بھیرون اور نارسنگھ کی اگیار تھی کہین کلوا محمد ابیر کی پکار تھی کسینے موہنی کی پرہنت پڑھی کسینے لونا چماری کی بھینٹ دی کسینے بکرا حلال کیا تو کہین سو چڑھایا گیا کوئی منتر جگاتا تھا اور کوئی جنتر بناتا تھا کلیجیان اور بھیجے پڑے تھے کہین انڈے کٹے تھے الحفیظ والامان وہ اژدرون کا پھنکارنا مورون کا سحر لے چنگھاڑنا

تیرون کا ڈکارنا اسد فلک کا کلیجہ دہلاتا تھا حمل چرخ کو چکر مین لاتا تھا سکلھوم کا دھوان سپہر وار تک پیچیدہ ہو کر گھٹتا تھا لونگ کا بخور ہو رہا تھا شراب کی بوتل ہر کہین لنڈھی تھی زمین ہر جگھہ لپی تپی تھی کیسجا گوگل سلگ رہا تھا جوکی سیوا کرتے تھے انھون نے لوبان جلایا تھا پون تانتے وقت سناٹے آتے تھے ڈفلا بجنے سے ساحر گردن ہلاتے تھے کوئی بیٹھا گردن کا خون اگیاری مین دتیا تھا کوئی بائین ہاتھ کی چھنگلیا چھیدتا تھا کوئی جھومتا تھا کوئی جومکٹ جلا کر ڈنڈوت کر کے زمین چومتا تھا مہرخ و بہار و مہرخ مو و نافرمان و طاؤس ہلال سحر و نفت و تشکیل وغیرہ سب نے سحر تازہ تازہ تیار کیے تھے امادہ مرگ و مہیاے قضا ہوے تھے کائنات کے جادو بناے بڑے بڑے زبردست بلائے تھے ایسے منتر جگائے تھے کہ نظم۔

جادو ایسے تھے اونکے بس مین — بھرے ہوے تیر تھے قفس مین
نعرے جھنجھلا کے کر لگائین — دشمن کو رہ فنا دکھائین
تیزی مین وہ مثل نشتر مل ؂ — اوڑتے مین برنگ نکہت گل

اسی طرح تمام رات جانبین مین تیاری جنگ سے غوغاے عظیم برپا رہا جسوقت کہ ساحر شب مثل افراسیاب پردۂ ظلمات کی طرف سدھارا اور آفتاب جوگیون کی طرح گنبد خاور سے دام زرین شعاع لیے بصد جاہ و جلال باہر آیا کہ نظم ؂ ؂

طاؤس سحر اوڑا ہوا پر — پہونچا سر گنبد سما پر
اوٹھا گرد و غبار کی طرح — گردون پہ چڑھا بخار کیطرح

دم سحر معرکۂ رزم کا ہنگامہ گرم ہوا لشکر دونون جانب سے وادگاہ مصاف مین وارد ہوے تخت حکومت پر ملکہ مہرخ سوار گرد تمام سردار مرکبہاے پری پیکر زیران تختہاے سحر روان طاؤس و عقاب و فیل و ہنس آتشین پران و مبدم کرنا اور جلاجل بجتی تھی زمین لرزتی تھی بہادر قندہ زن نامردون کا لرزان بدن ساحر منھ سے شعلے اوڑاتے سحر کی نیرنگی دکھاتے جب جنگاہ مین پہونچے ابر سحر برسا کر گرد و بٹھا کر صف آرا ہوے یکایک ہزار در ہزار رنگ کے باجے بجتے سنائی دیے اور صداے طرقوا بلند کرتے طائر سحر نظر آئے چونسٹھ ہزار نقارے ایک بار بجے کہ تمام پہاڑ ہلنے لگے اور بنگلہ زمرد کا بنا ہوا بزور سحر اوڑتا آکر پہونچا اندر اوس بنگلے کے تخت جواہر آگین بچھا تھا کئی سو گرد تخت کے کرسیان نصب تھین شاہ طلسم تخت پر جلوہ گر تھا اور برابر حیرت بیٹھی تھی سامنے ہزارون نازنین بلباس زرین دست بستہ

عمدے ہاتھون مین لیے سرگرم خدمت تھین اور بنگلے کو گھیرے لاکھون ساحر شیر و اژدر آتشین پر سوار دُرونی صورتین بنائے شہر بار دشعلہ بر میدان مین اگر ٹھہرے پھر ایک طرف سے عزبال جال لیے مع اپنے سردارون کے بارہ ہزار ساحر لیکر خیگاہ مین صف ہوا اس مجمع دیکھکر فلک بھی چکر مین تھا ترک فلک کا چھوٹ گیا وہ میدان سے آتش سحر کے شہر بر گزنا ر تک جاتے تھے اندھی نے چشم خورشید کو اندھا بنایا تھا بجلیان چمکتی تھین ابر تنق ہو صدائے مہیب دیتے بڑے بڑے پہاڑ ادھر گر رہے ہوا قائم ہوے تھے ایکا صل ہر طرف ایک ہل چل پڑی تھی قیامت کبرےٰ برپا تھی کہ بموجب - **ابیات**

گھنگھور گھٹائین آرہی تھین ۔ بام گردون پہ چھا رہی تھین
بادل کی گرج ہوا کے جھونکے ۔ موج باد صبا کے جھونکے
بجلی کی کڑک وہ ابر کا روز ۔ کوندھے کی لپک وہ رعد کا شور
افلاک پہ کانپتا تھا خورشید ۔ تہہ ابر مین ڈھانکتا تھا خورشید
چلاتے تھے قوس ہو کے دل گیر ۔ گوشے مین چھپا تھا سہم کر تیر
تھا شاخ نہال تر مین رعشہ ۔ ہر ریشہ و برگ و بر مین رعشہ
تشویش مین خان انس و جان تھی ۔ ہونٹھون پہ صدائے الامان تھی

جبدم صفوف جدال ترتیب ہوچکین نقیبون نے لقابت کی لڑکیون نے کڑکا کہا آ تا میو یہ دن قسمت سے نصیب ہوا یہ معرکہ تقدیر نے دکھایا کسیکو کب میسر ہوتا ہے آج کونسا مائی کا پوت مہابلی رن چڑھ کر نام پر جو جھ مرتا ہے کھیت رہتا ہے اور کون اپنی مان کا لال سرخرو ہوکر بالا جیت رہتا ہے بڑے باپ کا وہی بیٹا ہے جو ٹھہر یکر دشمن کو مارے اور وہی پوت کپوت ہے جو ڈرے مرنے سے جی ہارے یہ کہکر کڑکیت ہٹے اور خرسان خرس دندان اپنے سردار نابکار عزبال نے حکم دیا کہ تو جاکر لشکر حریف کو شکست دیدے وہ حسب الحکم اژدر او ڑاکر افراسیاب سے اجازت لیکر میدان مین آیا اوسوقت بحکم شاہ طلسم عمرو اور مخمور کو جال مین باندھ کر بردے ہوا لٹکا دیا مہرخ و بہار وغیرہ نے لٹکے دیکھ کر سر خاک ڈالی اور مطیعون مین سے ایک ساحر سلسلہ جادو نام کو بہر مقابلہ خرسان بھیجا جب یہ جاکر مقابل ہوا اوس نے ناریل سحر کا مارا سلسلہ نے زمین پر دہتر مارے کہ ایک زنجیر نکل کر اوسکے لپٹ گئی اوس نے ایسا افسون پڑھا کہ ایک پتلا خنجر لیے زمین سے اوڑا اوس نے خنجر سے زنجیر کو کاٹ دیا خرسان جو چھوٹا فوراً

زمین پر لوٹ کر مانند شعلہ جوالہ کے بنا اور سلسلہ پر آگرا اوسنے ہرچند رد سحر کیا کچھ نہوا آخر کار جلنے
لگا سارے جسم مین آبلے پڑگئے تڑپ کر مرگیا اور شور برپا ہوا یہ سانحہ دیکھکر مسلسل جادو بھائی
سلسلہ کا دوڑ پڑا اور خرسان پر اپنی کمر سے زنجیر کھول کر ماری کہ وہ سانپ بنکر لپٹی وہ پھر زمین پر
گرا اور طاؤس بنکر سانپ کو نگل گیا اور اوڑکر مسلسل کے آگر منقار ماری کہ وہ بیتاب ہوکر گرا
اور مرگیا غل اوسکے مرنے کا برپا ہوا اوسوقت تو برق محشر کو تاب نرہی بیٹے کو اپنے اشارہ کیا
رعد زمین غرق ہوا اور برق محشر بجلی بنکر چمکتی ہوئی چلی کہ یکایک رعد پاس حریف کے نکلا اور
اس طرح چیخا کہ خرسان بیہوش ہوکر گرا اوپر سے برق محشر کڑکڑا کر گری دو ٹکڑے کرکے زمین
مین اوتر گئی ہنگامہ محشر آسا بلند ہوا کہ مارا خرسان جادو کو یہ معاملہ دیکھکر افراسیاب نے
نعرہ مارا کہ لینا اے غربال اوس نے دوڑ کر جال مارا کہ رعد کی گردن پھنسی اور یہ بھی لٹک
گیا اس عرصہ مین برق محشر زمین سے نکلی اور بیٹے کو گرفتار دیکھکر جھپٹ کر غربال پر گری
اوس نے جال مارکر اوسکو بھی پکڑا اور برابر عمرو اور مخمور کے دونون کو لٹکا دیا راوی
لکھتا ہے ایک سرا جال کا غربال کے ہاتھ مین ہے اور دوسرا سرا آسمان پر پھیلا ہی نظر
نہین آتا کہ کتنی دور یہ جال مارکر آدمیون ٹانگتا جاتا ہے القصہ جب رعد برق محشر
لٹک چکے غربال اپنی جگہ پر جا کھڑا ہوا اور اپنے سردار ہیران جادو نام سے حکم دیا کہ جا کر
باقیماندہ حریفون کو تو غارت کر دہ بموجب ارشاد اسکے اپنا شیر اوڑا کر میدان مین آیا اور
مبارز طلب ہوا اوسوقت قریب تخت مرصع طاؤس سحر پر بصد زیبایش بہار سوار تھی سر سے
پاتک زیور زمردین پہنے چھپائے کان سے بڑھ کر کمر تک موتی کے ہونجے تھے مانگ موتی
سے بھری تھی انجیل پلو کا دوپٹہ سر پر پانجامہ بوٹے دار اطلس کا پانون مین کلائی پر ڈالے طاؤس
سے کودکر سامنے حریف کے گئی افراسیاب نے جھک کر دیکھا اور سینے پر ہاتھ مارا نعرہ آہ سرد
کھینچکر حیرت کے لحاظ سے چپ ہو رہا ادھر ہیران نے دوڑ کر تیغہ بہار پر مارا یہ فوراً زمین مین
سما گئی مگر سر اپنا باہر رکھا سر پر گلدستہ مانند کلغی کے لگا تھا ہیران کا تیغہ اوس گلدستے پر پڑا پنکھڑیان
اوسکی بکھر گئین اور پھولون کی خوشبو ہر سو پھیلی ہیران نے کہا کیا خوشبو عمدہ ہے اوسوقت
بہار زمین سے نکلی اور سحر پڑھکر پکارا کہ اے بہار آؤ جھونکے ہوائے سرد کے آنے لگے اور
چمنستان سرسبز و شاداب نظر آتے تھے دم بھر مین یہ عالم ہوا نظم

گلدستۂ گل مہک رہے تھے ؛ مرغان چمن چہک رہے تھے

کیون کر نہ رخ زمین کو ہو ناز　　سبزے کی روش سے سبزہ آغاز
ہر پھول سنگھار کر رہا تھا　　ہر نخل نکھار کر رہا تھا
بلبل کی زبان پہ تھا ترانہ　　بدلی کا کھنچا تھا شامیانہ
جو پھول تھا کھل کھلا رہا تھا　　جو غنچہ تھا مسکرا رہا تھا
بھیگین ہین مسین کہ تر زمین ہے　　سبزہ خط عارض حسین ہے
سنبل بھی خوشی کے ذکر مین تھی　　کنگھی چوٹی کی فکر مین تھی
مستی سوسن لگا رہی تھی　　نہر آئینہ بس دکھا رہی تھی
مہندی تھی کھڑی قطار باندھے　　صف تھی لب جوئبار باندھے
شمشاد عصا لیے کھڑا تھا　　خم پشت ادب کیے کھڑا تھا

اس باغ سحر مین وہ نگار آکر ٹھہری اور پکاری کہ اے بہران تم نے بھی یہان کے پھول سونگھے کچھ بہار دیکھی بہران یہ صدا سنکر دوڑا اور باغ مین آکر عرض پیرا ہوا کہ اب یہ پھول سونگھتا ہون اور کچھ گلہاے خوشبودار توڑ کر سونگھے پھر تو گریبان کو پھاڑ کر پکارا کہ بیت

تنگ جامہ دری و پاس عزیزان کیسا　　دامن یار سے چھوٹے تو گریبان کیسا

میری جان ملکہ بہار جو مجھے ارشاد فرمایئے بجالاؤن اوس سراپا بہار نے اشارہ فرمایا کہ غربال کو پکڑلا بہران وہان سے تالیان بجاتا شعر عاشقانہ پڑھتا سمت غربال چلا اور گر کر فوج پر اوسکی گرا جسکو اوس نے ناریل مارا جلا دیا جس کے نارنج مارا دو کر دیا آفت برپا کر دی ہزارہا ساحر مارڈالے غلغلہ جو بلند ہوا افراسیاب نے حیرت سے کہا دیکھو یہ تمھاری بہن کا کرشمہ ہے یہ کہکر ہاتھ اپنے اونگلیون سے ایک بجلی چمک کر بہران پر گری کہ اوسکے دو ٹکڑے ہوگئے حیرت نے کہا حضور نے اپنے ملازم کو آپ ہی قتل کیا شاہ نے جواب دیا کہ اسیر سے سحر بے قتل کیے نہ اوترتا اور یہ ہزار دن کا فیصلہ کر دیتا یہ کہہ کر بنگلے سے بیٹھے بیٹھے ایک ناریل جیسا ان بہار پر مارا کہ اوس ناریل کے باغ مین گرنے سے شرر پیدا ہوے اور گلشن مین آگ لگی انار مثل انار آتشبازی کے چھوٹنے لگے اور سرو سرا یک سرو چراغان تھے گلہاے نرگس مثل چراغ کے روشن تھے کہ بموجب نظم

سرو آتشباز ہوگئے تھے　　شمشاد و چنار ہوگئے تھے
کھل کھل کے انار لوٹتے تھے　　گلشن مین انار چھوٹتے تھے

باغ آتش گل سے جل رہا تھا ۔ نیلکھا انار دن کا جھل رہا تھا
ہر پھول بنا چراغ کا گل ۔ شعلہ زر گل دھوان تھا بلبل
آتش زن مرغ نغمہ خوان تھے ۔ طوطی قفس کے ہمزبان تھے

آخر سارا باغ جب جل گیا سحر ٹوٹنے سے بہار پر بیہوشی چھائی افراسیاب نے نعرہ مارا کہ لینا اسکو
غربال نے اکر جال مارا کہ گردن پھنسی اور یہ بھی لٹک گئی پھر تو نافرمان اور سرخ مو وغیرہ زار
زار روئین اور نافرمان سحر کا نیمچہ کھینچکر غربال کی طرف چلی اوس نے اپنے سردار خونخوار سے
کہا روک اسکو اوس نے بڑھکر ترسول مارا نافرمان نے جادو کی سپر پر روکا اور جوڑے نارئیل
نکال کر مارا کہ شعلہ ہاے آتش نے خونخوار کو گھیرا اوس نے سحر پڑھکر دستک دی کہ دریا پیدا ہوا
اور پانی نے آگ کو بجھا دیا اُسوقت شاہ طلسم نے نعرہ مارا کہ اے غربال لے اسکو پھر اوس نے دو
کر جال مارا کہ نافرمان بھی لٹک گئی یہ کیفیت دیکھکر مہرخ بغضب تمام تخت سے کود پڑی اور قریب
خونخوار پہونچکر اسکے لپٹ گئی اوس نے ہرچند سحر کیے اور ترسول مارے لیکن اوس نے بچھوڑا اور
بزور سحر صورت شیر اغران کی ایسی بنا کر اُسکو چیر کر پھینک دیا ہنگامہ برپا ہوا کہ مارا خونخوار کو غربال
جال لیکر دوڑا مہرخ زمین غرق ہو گئی اور پشت پر غربال کے نکلی چاہا کہ دو ڈر کرا سے بھی لپٹ کر
چیر ڈالون اس کو غضبناک دیکھ جلاد زبردست بیچ مین آ گیا ملکہ سرخ مو نے جو مہرخ
کو تنہا دیکھا طاوس کا اوڑا کر جلاد کا جل کر سامنا کیا اور گچھہ ستارے ہاتھ پر رکھ کر جو اُڑائی وہ فلک
فلک کیطرف جا کر وہان سے مثل تیر شہاب سر پر جلاد کے گرے کہ اسفل کی طرف سے نکل گئے
غلغلہ ہوا کہ کشتی جلاد زبردست جادو را غربال جال لیکر اسکی جانب پھرا سر خمو بھی زمین مین غرق
ہو گئی اس عرصہ مین مہرخ میدان سے الگ جا کھڑی ہوئی اور وہم جادو نے غربال سے
کہا آپ بھی ہٹ جائیے مین سب کو گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر نارنج پکڑ کر آگے بڑھا غربال
بھی علیحدہ جا کھڑا ہوا اوسوقت سرخ مو زمین سے نکلی وہم نے نارنج کھینچ مارا سر خمو نے دستک
دی کہ نارنج اولٹا پھر گیا وہم نے اپنے پھرے ہوے سحر کو بمشکل رد کا دونون مین رد و بدل
ہو رہی تھی کہ غربال جال لیکر دوڑا مہرخ نے اوسکو آتے دیکھکر جستی تمام تر وہم پر دوڑ کر تلوار ماری
کہ اوسکی کمر پر پڑی دو ٹکڑے اسکے ہوے شور اسکے مرنے کا برپا ہوا اور مہرخ و سرخ مو
زمین مین سما گئین غربال جال لیے کھڑا رہ گیا اوسوقت غرت جادو نے پاس آکر کہا آپ
ٹھہیے مین ان دونون کو پکڑے دیتا ہون اس اثنا مین سر خمو باہر نکلی غرت نے دو کمند

سحر کی ماری شمشیر ترپ کر کمند توڑ کر نکلی تھی کہ غربال نے دوڑ کر جال مارا گردن اسکی بھی پھنس گئی اور برابر اورون کے لٹک گئی اوسدم مہرخ زمین سے ظاہر ہوئی اور غربال تو جال کو دیکھ رہا تھا اوس نے تلوار سحر کی ماری غرت نے لاکھ رد سحر کیا مگر نہ بچ سکا دو ٹکڑے ہوے غل پیدا ہوئی کہ مارا غرت جادو کو اور مہرخ تلوار لیے غربال پر آ گری یہ صورت دیکھ کر آتشبار دوڑ پڑا مہرخ نے اس زور سے تلوار ماری کہ آتشبار کے دو ٹکڑے ہوے پھر غربال جال لیکر چلا مہرخ زمین میں سما گئی اوسوقت طرفہ ہنگامہ رزم پیکار گرم تھا کہ ساحرون کے مرنے سے غل مچاتے تھے اور شعلے بلند تھے اندھر چلتے تھے آگ ہر سمت لگی تھی مہرخ جا بجا پیدا ہو کر زمین سے نکلتی تھی اور عدو کا کام شمشیر سحر ریز سے تمام کرتی تھی افراسیاب بھی اس کی جرات دیکھ کر دنگ تھا آخر اس نے للکارا کہ فوج ساحران چار سمت سے گھیرے اور مہرخ کو گرفتار کرے اس حکم کو سنکر ناقوس جادو کچھ فوج لیکر بڑھا اور غربال جال لیکر مستعد ہوا یہ ہنگامہ دیکھ کر ہلال سحر افگن اور آفت جادو دوڑے ہلال نے طوق اپنے گلے سے کھینچ کر مارا کہ ناقوس کے اژدر بنکر لپٹا لیکن اوس نے ناقوس جو بجایا اژدر پانی ہو گیا اور صداے ناقوس سے ہلال و آفت دونوں بیہوش ہو گئے غربال نے جال مار کر انکو بھی لٹکا دیا کہ یکایک مہرخ زمین سے نکلی فوج ساحران لینا لینا کہکر اسپر چلی اوسنے بچالاکی تمام اوڑ کر ایک تلوار ناقوس کے ایسی لگائی کہ سر اوسکا کٹ کر دور گرا شور محشر آسا بلند ہوا اوسوقت غربال دوڑ کر جال مارا مہرخ ہوا شعلہ بنکر مانند شرر کے جال سے نکلی اور ایک ہی تلوار غربال کے لگائی یہ بھی بزور سحر اڑ گیا اور ساحران نارنج ترنج مہرخ پر مارنا شروع کیا اوس نے بھی شعلہ جوالہ کیطرح صف لشکر دشمن پر اپنے تئین گرایا اور تہلکہ ڈال دیا ادھر لشکر صف باندھے اسکا کھڑا تھا ہر مدد لشکریان غربال پر جا پڑا پھر تو مہرخ کی یہ کیفیت تھی کہ نظم

میدان مین ہوئی جو وہ صف آرا — محشر کیا دم مین آشکارا
تیغ اوسکی غضب شرر فشان تھی — دشمن کو بلاے جانستان تھی
زن سے ادھر آئی سن سے نکلی — خون پھاٹ کے عضو تن سے نکلی
بازو کو بغل کو سر کو کاٹا — سینہ کاٹ کر جگر کو کاٹا
وہ سر جو پناہ خود مین تھا — جھپکی نہ پلک کہ گود مین تھا
اوکھڑے نخل حیات جڑ سے — سر کٹ کے گرے زمین پہ دھڑ سے

لشکر تو دونون آپس مین بھڑے ہوے تھے اور عیاران عمرو بھاگ کر پہاڑ مین جا چھپے تھے الحفیظ والامان ایسی جنگ ہو رہی تھی کہ دیدۂ مریخ حیران تھا ہر سمت ساحر شیر بنکر اور اژدر بنکر باہم گتھے تھے پھنکارنے اور ڈھڑوکے مارنے سے جنگل لرزان تھا آسمان پر جال تنا تھا زمین پر بازودن کی بہادرون کے مچھلیان تڑپتی تھین سحر کے جانور ہر سمت اوڑتے تھے لہو کے دریا جاری تھے کہ بہ مقتضائے

ابیات

تھے سانپ وہان جو بر سر جنگ	کچھ اون مین سفید کچھ سیہ رنگ
اژدھے تھے برنگ زلف خمدار	آپس مین گٹھے تھے صورت تار
دھر دھر کے بدن جھنجھوڑتے تھے	نیچے کی طرح مروڑتے تھے
مثل ایسے ہوے تھے شیر لڑکر	تھے کھینچتے اون کو دم پکڑ کر
غالب ہوا کفر عاجز اسلام	چھائی تھی سحر پہ ظلمت شام
مغلوب تھا کوئی کوئی غالب	تھا کوئی امان کا سب سے طالب
تھا کوئی جو چوٹ کھا کے بھاگا	بیساختہ دم دبا کے بھاگا

اس غوغائے عظیم مین افراسیاب جو بنگلے سے کودا اور نعرہ مارا کہ باشیدائے نمکحرامان یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ لشکریان مہرخ کمر تک زمین مین غرق ہونے لگی پھر تو فوج مین بھگدڑ پڑی لیکن مہرخ نے مرنا گوارا کیا اور قدم معرکے سے نہ ہٹایا اور ایک ناریل زمین پر مارا کہ زمین شق ہوئی اور پانی نکلا غرض کہ دریائے زخار کی طرح موجزن ہوا اوس مین جادو کے زور سے مچھلی بنکر یہ گری اور افراسیاب کی طرف افراسیاب نے چارۂ جمشیدی شست مین باندھکر دریا مین پھینکا اوس وقت مہرخ کو کچھ چارہ نہوا وہ چارہ کھا کر شست مین پھنسی شاہ جادوان کھینچکر کنارے لایا اور بغربال سے اشارہ کیا کہ اوس نے اوپر سے جال مارا پھر تو اوسکی بھی گردن پھنسی اور شاہ طلسم نے سحر کیا کہ وہ دریا جو اوس نے بنایا تھا غائب ہوا اور مچھلی ہی صورت اوسکی بھی اصلی ہو گئی اور سب کے برابر دے ہوا یہ بھی لٹک گئی افسر کے گرفتار ہونے سے رہی سہی فوج جو تھی بھاگی اور افراسیاب نے برق چشمک وغیرہ جو برقین کہ باقی ہین اونکو حکم کیا کہ لشکر فراری پر چمک چمک کر گرو اور اون کا تعاقب کرو بجلیان کڑکڑا کر گرنے لگین اور خرمن حیات ہر ایک کا جلاتی تھین تشکیل فوج کو لیکر بھاگا اور بجلیان سر پر چمکتی ہوئین چلین یہان تک کہ بارگاہ و خرگاہ وغیرہ چھوٹا کوئی کسی طرف کوئی کسی

سمت بھاگ نکلا کوہ و دشت مین جاکر غار و جبال و سحاب مین ہر ایک نے اپنے تئین مخفی کیا
شاہ طلسم نے کھڑے کھڑے بارگاہ اور بازارین لشکر لٹوالین اور بارگاہ اسی تار باد مین آگ
لگا دی عیاران اسلام چھپے ہوے یہ سانحہ دیکھکر اشک حسرت گراتے تھے اور لاکھ لاکھ
تدبیر کرتے تھے کچھ بن نہ آتا تھا کہ ابیات

ہر اک سو نالۂ ماتم بپا تھا
فلک دود دل آہ رسا تھا

پڑے کشتے تھے ہر سو رو بہ قبلہ
تڑپتا تھا کہین بسمل کا لاشہ

ستون بارگاہ دین گرا تھا
ہر اک بازار کا جھنڈا کٹا تھا

کسی مین دم تھا عاجز تھی تلوار
بہادر ہٹ گئے تھے چار ناچار

عیار یچیان بھی لوٹ پر گری تھین مال و اسباب سے جھولیان بھری تھین یہ ہنگامہ دن بھر
گرم رہا جب دم ساحر روزگار نے دام رشتۂ کہکشان میدان فلک پر بچھایا اور ظلمت شب نے
نور مہر روز پہ حملہ کیا نظم

ایسا کچھ ہوا جہان مین اندھیر
تاریکی نے مہر کو لیا گھیر

خورشید ہوا فلک سے یون گم
جس طرح نظر سے نور مردم

شاہ طلسم نے حکم دیا کہ ایک سرا جال کا گنبد نور سے اور دوسرا سرا امیری بارگاہ کے کلس سے باندھ دو
اور جو لوگ کہ زمین مین آدھے سما گئے ہین انھین بھی جال مین لٹکا دو اس حکم کو سنکر غربال نے سبکو
زمین سے نکالکر جال مین لٹکایا اور سرے دام کے گنبد نور اور بارگاہ کے کلس سے باندھ دیے ایک الگنی
سی تمام طلسم مین تنی تھی اور ہزارون ساحرونکی گردن پھنسی تھی بہت تو سسکنے لگے تھے اور بہت سے تڑپ تڑپ کے
مر گئے تھے الحاصل افراسیاب جنگاہ سے پھر کر بارگاہ مین آیا اور مستفسر ہوا کہ لشکر عدو سے کون گرفتار ہونے سے
رہگیا ساحرون نے عرض کیا کہ چار عیار اور شکیل نہین قید ہوے باقی سب گرفتار ہین یہ دریافت کرکے
حیرت سی کہا کہ تم تو گھبراتی تھین دیکھا دم بھر مین سب کو قید کر لیا اب عیار وغیرہ کو بھی کل گرفتار
کرونگا اور جلاد حاضر رہین سب کو راہ عدم دکھاؤن اے غربال تم سامنے جو پہاڑ ہے وہان خیمہ
استادہ کرا کے آج کی شب رہو اور جال کو پہرا دو عیار تمہاری فکر مین ضرور آئینگے اون سے
ہوشیار رہنا اور جسکو گرفتار کرنا جال مین لٹکا دینا غربال نے ارشاد کے بموجب خیمہ پہاڑ پر استادہ
کرایا اور مع اپنے باقی ماندہ سردارون کے وہان آکر بیٹھا اور شراب پینے لگا ناچ سامنے
ہونے لگا ادھر شہنشاہ ساحران نے جشن کیا سراپچے بارگاہ کے اٹھوا دیے فرش قائم

دسنجاب دور تک بچھ گیا ہزار ہا جھاڑ فرشی بازارون سے تا بارگاہ روشن ہوگیا طلسم کے نقارخانے مین نوبت خوشی کی بجنے لگی حیرت قلم کار جواہر دوز جوڑا پہنکر زیور سے سراپا آراستہ ہوکر پہلوے شہنشاہ مین بیٹھی توشک خانہ کھل گیا خلعت اور لباس اہل دربار کو ملنے لگے ساقیان زرین لباس کشتیان بادۂ احمر کی لیکر حاضر ہوئے دَور سے گلفام چلنے لگا اکابران طلسم ضبح فتح کی سُنکر مبارکباد کو آئے نذرین گذرنے لگین پریزادان زہرہ تمکین ماہ جبین بصد حُسن و ادا ناچتی اور گاتی تھین یہ تو داد عیش و خرمی دیتا ہی خوشی کر رہا ہی ادھر غربال مصروف مسرت و انبساط ہی مگر عیاران لشکر عمرو بیتاب و بیقرار ہین آخر برق فرنگی نے قران سے کہا خلیفہ مین تو جاکر عیاری کرتا ہون یا تو اپنی جان دونگا یا اس غربال کو مارونگا قران نے جواب دیا کہ اچھا تم سب اپنی اپنی تدبیر کرو مین بھی اسی فکر مین جاتا ہون یہ کہکر چار عیار چار سمت راہی ہوئے اور ضرغام نے ایک جگہ ٹھہر کر صورت اپنی مثل شکل دار بازان یعنی نٹ کے بنائی لنگوٹ کسکر بازو پر مٹی چڑھائی کان مین کنڈل پہنا بانس کندھے پر رکھا کالا گنڈہ گرہ دار گردن مین باندھا اور خم ٹھونکتا قلابازیان کھاتا کھیل تماشے کی صدا دیتا روانہ ہوا ایک طرف سے برق فرنگی سامنے اُس پہاڑ کے آیا جہان پر غربال ساکن ہی دیکھا ساحرون کا دامن کوہ مین مجمع ہی اُسنے اُسی جگہ گوشہ مین ٹھہر کر صورت اپنی گلوارن کی ایسی بنائی بڑی بڑی آنکھین کھنچی بھوین چہرہ حسین و نمکین ناک مین نتھ پہنے لٹکن قریب دہن جھوم لینا سرخ چُنری گنگام کا لہنگا ہر ٹھوکر سے چلنے مین پھڑکتا تو تلین شراب کی لیکر چلا الحق اُسکے حُسن دلاویز کی نسبت یہ کہنا بجا تھا کہ مثنوی

ہید اچھوتون سے سحر و اعجاز — غمزہ عشوہ چمک ادا ناز
نظرون مین مے حیا بھری تھی — پُتلی ہے کہ شیشے مین پری تھی
حسن و خوبی کی ناک ہے ناک — اک شعلۂ تابناک ہے ناک
کانِ گہر لطیف ہین کان — مینائے گلو کے قیف ہین کان
بالا مہتاب کا ہے جو بالا — بجلی سے چمک دمک مین بالا
سو دل سے ہو زر خرید بندہ — بندے سے کا ہو زر خرید بندہ
پتون سے بھری جو بالیان ہین — پھولونکی ہری وہ ڈالیان ہین
ہین گال کہ دو گلاب کے پھول — نخلِ چمن شباب کے پھول

برج مہر شرف دہن سے ہے دیکھے جو گلا گلے صراحی	ہوئی دندان صدف دہن ہے خجلت سے پگھل چلے صراحی

غرضکہ اس خوبی سے آراستہ ہوکر زیر کوہ بھٹی شراب کی بنائی اور اوسنچے پر بوتلین شراب سرخ کی رکھکر دکان جمائی جو کوئی اُس طرف آیا کلوارن کے حُسن کو دیکھکر فریفتہ ہوا اور بچھہ دام دیکر جو کھی دینا کہہ بیٹھ گیا گھڑی بھر مین بادہ خوارون کے ٹھٹھ لگ گئے اور کلوارن مسکرا مسکرا کر سینہ کھول کے اپنی آن و ادا پر ہر ایک کو لبھانے لگی ہر شخص مست ہوکر جھومتا تھا اور بلب تمنا یہ کہتا تھا کہ شعر

ساقن ہو نگاہ مہربانی بھولے سے کبھی ہمین بھی کر یاد	دے جام شراب ارغوانی بھٹی ہو تری مدام آباد
اسسال ہے میکشون کا ایکا مستون کے ہمیشہ جمگھٹے ہون	قاضی کو شراب کا ہے ٹھیکا میخانے مین بادہ کش ڈٹے ہون

یہ جماؤ جو ہوا اور ہائے ہوے مستان بلند جو ہوئی ملازمین غربال بہر خبر گیری پہاڑ سے اترکر آئے اور ساقن کو دیکھکر اُسکی چشم میگون کے متوالے ہوئے دو ایک جام پیکر گئے اور غربال سے تعریف کرنے لگے وہ بھی مشتاق ہوا اور چوبدار سے کہا ساقن کو جاکر بلا لا اُسنے آکر ساقن سے کہا کہ مالک ہمارے آپ کے خواہشمند ہین گلابیان شراب تحفہ کی لیکر چلیے اور ساغر بادہ مراد اپنے جام آرزو کو لبریز سمجھیے کلوارن نے پہلے تو کچھ اغماض کیا پھر کہا حکم حاکم ہے کچھ بس نہین اچھا چلو مین چلتی ہون یہ کہکر دکان بڑھائی اور گلابیان شراب کی لیکر ہمراہ چوبدار کے پہاڑ پر آئی جب سامنے غربال کے گئی شراب سامنے رکھی اور گھونگھٹ ہٹا کر اپنا جلوہ حسن تابناک دکھا کر ساغر چشم کو گردش مین لائی غربال نے ہاتھ پکڑ کر پہلو مین بٹھالیا اور ملازمون سے اشارہ کیا کہ یہان سے ہٹ جاؤ وہ سب اک ایک کرکے باہر گئے اور یہ دونون تنہا رہے ساقن بھی غمزے کرنے لگی اور اکیلا دیکھ کر اُٹھی کہ مین جاتی ہون وہ اٹھکر لپٹ گیا اور شین کر رہا تھا اسی اثنا مین جھم جھم گھنگرو کی آواز آئی اور نٹ نے صدا دی کہ اقبال بالا رہے دولت کی ترقی ہو بڑے بڑے کھیل تماشے یہ سنتے ہی ساقن نے کہا اسکو بلاؤ مین تماشا کراؤن کی اُسنے خاطر سے اسکی نٹ کو طلب کیا کہ کسی طرح ساقی راضی تو ہو جائے غرض ملازم گئے اور نٹ کو پہاڑ پر لائے تماشا ہونے لگا لیکن شاہ جادوان کو سحر کے بیر نے خبر دی کیونکہ اُسکو کھٹکا عیار دن کا تھا اسلیے بیر مقرر کیا تھا کہ جو کوئی آئے مجکو اطلاع ہو جائے اُسوقت حیرت سے شاہ نے

کہا کہ عیار بڑے غضب کے ہین ساقین اور رنٹ بنکر غربال کے پاس گئے چلو ہین تمکو تماشا دکھاوین
یہ کہکر حیرت کا ہاتھ پکڑ کر چلا یہان ساقین نے تماشا دیکھتے دیکھتے ملازمین غربال کو شراب پلائی
تھی اور اُسے بھی جام شراب آغشتہ بیہوشی دیا تھا وہ پیا چاہتا تھا کہ افراسیاب آکر پہونچا اور نعرہ
زن ہوا کہ ای خیرہ سران کہان بچکر جاؤ گے مین آ پہونچا یہ صدا سُنتے ہی ساقین اور رنٹ جست کر کے
بھاگے شہنشاہ نے کہا ای غربال گرفتار کر انھین اُسنے زمین پر دوہتڑ مارا کہ دو زنگی نکلے
اور عیارون کے لپٹ گئے پکڑ کر انھین بھی سب مقیدون کے برابر جال مین لٹکا دیا اُس
وقت شہنشاہ ساحران نے کچھ کان مین غربال کے کہا اُسنے وہان تخلیہ کرا کر ایک ساحر کو بلا کر
کہا حکم شاہ یہ ہی کہ تم میری صورت بزور سحر بنکر یہان بیٹھو جو کوئی پوچھے کہنا مین غربال ہون اُس
ساحر نے کہا ایسا ہی ہوگا اور شکل اپنی بعینہ شکل غربال بنائی اُسوقت غربال اصلی جہان
افراسیاب نے جای سکونت بنائی ہی وہان چلا گیا اور شاہ جادوان بھی حیرت کو لیکر
باغ سیب مین آیا کہ چل کر ہمراہ زوجہ کے آرام کرون صبح کو اکر سب کو قتل کرونگا غربال کے
مخفی ہو جانیکا حال اُسکے ملازمون کو بھی معلوم نہوا اُسی طرح وہ سرگرم کار و خدمت غربال
نقلی کے رہے لیکن بعد چلے جانے شاہ طلسم کے جانسوز و قران بھی زیر کوہ آئے اتفاق سے
دو ساحر کسی کام کو پہاڑ کے نیچے آئے تھے پھر کر جو اوپر جانے لگے عیارون نے پکارا کہ بھائیو
ایک بات سُنتے جاؤ وہ دونون ٹھہر گئے اِنھون نے قریب جا کر بیضۂ بیہوشی اِنکے منھ پر مارے
کہ وہ دونون بیہوش ہوئے یہ اُنکا پیرہن لیکر اور اُنھون کی ایسی صورت بنکر پہاڑ پر گئے دیکھا
ایک سمت مینخانہ آراستہ ہی وہان جب پہونچے ایک ساحر نے کہا حضور بڑی دیر سے شراب
مانگ رہے ہین تم کہان گئے تھے قران بولا انھین کے کام کو گئے تھے اور سمجھے کہ جنکو ہم
بیہوش کر آئے ہین معلوم ہوتا ہی کہ وہ ساقی ہین یہ سمجھ کر گلابیان شراب کی لیکر خیمۂ غربال نقلی
مین گئے قران تو جا کر پہلو مین اُسکے کھڑا ہو گیا اور جانسوز شراب لیکر سامنے ٹھہرا اُسنے
کچھ دیر مین شراب طلب کی اِسنے جام بھر کر پیش کیا اُسنے چاہا تھا کہ پیون اُسوقت ایک سمت
سے صدا آئی خبردار نہ پینا اور زمین سے ایک زنگی نکلا جانسوز کے لپٹ گیا اور اُٹھا کر
جال مین جا کر لٹکا یا وہان سے ہنوز نہ پھرا تھا کہ قران جو پہلو مین کھڑا تھا اُسنے غربال کے
سر پر بغدہ مارا کہ وہ ہلاک ہوا شور عظیم برپا ہوا کہ مارا فطرت جادو کو آگ برسنے لگی اُسی طرح
مین قران جست و خیز کر کے نکل گیا اور سمجھا کہ یہ غربال اصلی تھا کیونکہ اسکے مرنیسے جال

مین قیدی اُسی طرح لٹکے رہے کوئی رہا نہوا اگر یہ اصلی غربال ہوتا تو سحر اُسکا باطل ہوجاتا اور
مرنے سے اُسکے قیدی چھوٹ جاتے قصہ مختصر قران بھاگ گیا اور وہ زنگی کہ شاہ طلسم اُسکو
مخفی بہر حفاظت مقرر کر گیا تھا جانسوز کو جال مین لٹکا کر پاس افراسیاب کے گیا اور قتل کی
فطرت سے اُسے خبردار کیا حیرت نے کہا قران عیار بہت زبردست ہی اُسکا قید ہونا مشکل ہی
افراسیاب بولا کہ غربال ایسی جگہ جا کر رہا ہی کہ کوئی اُسکو نپائیگا اور جال سحر کا کوئی توڑ نہ سکیگا
پس پہرے چوکی کی کچھ حاجت نہین جو ساحر وہان اُترے ہین وہی کافی ہین اور لشکر بھی حیرت
کا موجود ہی اب رات تھوڑی ہی مین چل کر سب کو قتل کرتا ہون ہان اتنے عرصہ مین قران
کو گرفتار کرنا چاہیے یہ کہکر عیار بچیون کو بُلا کر بتاکید اکید حکم دیا کہ تم پانچ عیارہ ہو اور وہ
ایک عیار تنہا ہی گھیر کر اُسکو پکڑ لاؤ اور اُس زنگی ساحر سے جو خبر لیکر آیا تھا حکم دیا کہ تم مخفی
طور پر عیار بچیون کے ساتھ رہو جہان یہ اُس عیار کو پہچانکر لڑنے لگین تم سحر سے اُسکو قید
کر لینا وہ زنگی اور عیار بچیان حسب الحکم روانہ ہوئین اُدھر قران اس فکر مین پھر رہا ہی کہ
اصلی غربال کو ڈھونڈھ کر قتل کرون اور ہر سمت تجسس کر تا رہا لیکن اُسکو نپایا اُدھر
عیار بچیون نے بھی قران کو تلاش کیا مگر پتا نہ ملا آخر کار وہ زمانہ آیا کہ زال دنیا نے بھی
لباس سیاہ اُتار کر خوشی مین قید ہونے لشکریان اسلام کے خلعت زعفرانی تنویر آفتاب
کا زیب قامت فرمایا کہ نظم

دگر روز چون چشمۂ آفتاب		فرو شست از دیدہ ہا گرد خواب
بر افراخت رایت سپہدار شرق		شہ غرب در بحر خون گشتہ غرق

صبح کو افراسیاب شادان و فرحان بستر سے خواب نوشین کے اُٹھا اور حمام کر کے خلعت
فاخرہ زیب بر فرمایا اکابران طلسم حاضر ہوے سبکو ہمراہ لیکر سوار ہو کر بحشم و خدم روانہ ہوا
اور بارگاہ حیرت مین آیا دیکھا کہ سب قیدی جال مین اُسیطرح لٹکے ہین یہ دیکھ کر اپنی ملازمون
سے بکمال بشاشت حکم دیا کہ میدان مین سُولیان استادہ کرو اور آرہ کش تسمہ کش جلاد حاضر
ہون کارپرداز تعمیل حکم مین مصروف ہوئے دارین کھڑی ہونے لگین لشکر کمر باندھ کر
گرد میدان کے جا کھڑا ہوا جلاد تیغہاے برہنہ لیے ہر سمت پھرنے لگے خلقت کا اژدہام
ہوا یہ تو اس فکر مین مصروف ہی لیکن کارسازی حافظ حقیقی دیکھیے کہ بمصداق بیت

مسبب کے اسباب دیکھو ذرا		کہ قدرت مین اُسکی ہی کیا کیا دھرا

ہو جب مثل مصرع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست - جس بادشاہ کا ذکر پیشتر کیا گیا ہے
یعنے کوکب روشن ضمیر صبح گو سیر طلسم نور افشان پر جب جلوہ گر ہوا تمام سرداران و شاہان ممالک
طلسم گوہر افشان بلند پرواز جادو و ملکہ زیور زرین پوش و سبک دوش جادو و ملکہ زمرد
پوش جادو و ملکہ یاقوت پوش جادو و ملکہ فیروزہ پوش جادو و ملکہ طولان سبز پوش
جادو و ملکہ الماس پوش جادو و ملکہ ستارہ چشم جادو و ملکہ خورچہرہ جادو و ملکہ
گوہر دندان جادو و ملکہ زرنگار جادو و ملکہ محبوب جادو و ملکہ خورشید تاجدار جادو و
ملکہ ماہ تاجدار جادو و ملکہ فیروزہ تاجدار جادو و ملکہ گلنار جادو و ملک خرسان جادو
و ملک زبیان جادو و لرزان شاہ جادو و خونخوار جادو و اژدر جادو و
محکم جادو و مقیم جادو و طغیان جادو و گوہر شاہ جادو و سہراب شاہ جادو و فخر شاہ
جادو و مفخر شاہ جادو و قرطاس شاہ جادو و مبہوت کاکل کشا فیل دندان جادو
وغیرہ ہزارون ساحر حاضر دربار ہوکر پایہ بپایہ بیٹھے اور بیٹی کوکب کی ملکہ بہاران شمشیر زن
برابر تخت شاہی کے کرسی پر جلوہ فرما تھی مرزان وزیر سریر شاہ کے مروجہ جنبانی
کر رہا تھا چتر شاہی پھر رہا تھا اوسوقت اہل دربار پوشاکین سرخ زیب قامت فرمائے
تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ بادشاہ مثل ماہ کے سریر سپہر سلطنت پر تابان ہے اور اہل دربار مثل
ثابت و سیارگان کے گرد اوسکے جمع ہین یا آفتاب تابان چرخ چہارم پر بصد جلال درخشان
ہے اور سردار مانند تنویر شعاع کے اوسکو گھیرے ہین کہ **ابیات**

فریدون خستہ جمشید جاہ ہے
زعدلش چون رخ خوبان مہوش
سکندر تھو کہتے دارا نیا ہے
بیک جا جمع گشتہ آب و آتش

ہیبت و دولت و کامگاری اور ذکر عظمت و شہریاری کا اوسکے مثل خورشید نصف النہار ظاہر
و باہر ہیبت سے سلاطین نامدار حلقہ اطاعت گوش جان مین ڈالے تھے اور بادشاہان
ربع متعدد از غاشیہ حلم کو اوسکے دوش ہوش پر رکھکر مانند غلامون کے اوسکے سامنے حاضر **مثنوی**

داغ تہ ناصیہ سرکشان
سعد لتش قاہر خونخوارگان
تیغ زن نارک لشکرشان
مرحمتش چارۂ بیچارگان

سامنے اوس شاہ عالی جاہ کے زہرہ وشان قمر صورت ناچ رہی تھین اور دورہ جام بادہ
ارغوانی چلتا تھا ہنگامۂ عشرت و نشاط برپا تھا کہ یکایک شاہ نے فرمایا کہ اس وقت کچھ

طبع عالی مکدر ہے سیر باغ کو جی چاہتا ہے یہ کہکر تخت سے اوٹھکر سمت صحرا چلا اکابران طلسم کا مجمع ساتھ ہوا اوسوقت وہ ماہ سپہر خوبی اور گل شاداب گلشن محبوبی کہ ماہ وآفتاب دستکی غلامی کا داغ اپنی پیشانی مین رکھتے تھے اور گوہر شب چراغ سامنے اوسکے حسن مصفا کے بے آبرو تھے وہ کون رونق انجمن یعنی بران شمشیر زن کہ حسینان دہر کی افسر اوسکو کہنا زیبا ہے بلکہ یہ سراپا اوس کا ہے

سراپا

قامت بد آہ عاشقان ہے ⁖ یا آمد حشر کا نشان ہے ⁖
زلف الجد لوح حسن کا لام جوڑا ہمین فوج کا بندھا لام
دل مانگنے مین وہ مانگ ہے فرد دیکھے تو ہوے رنگ کہکشان زرد
محشر سے بھی کرتی ہے وہ بھونچال پیدا جنبش سے جسکے بھونچال
نوک خنجر ہے نوک مژگان ⁖ کھینچے ادسے نشتر رگ جان
آنکھون مین بھرا ہے شربت زہر شوخی غصہ حیا غضب قہر ⁖
تو کان کی گوشۂ سحر تو ⁖ لو جس سے لگائے شمع کی لو
کیا ناک مین خوش نمای وہ کیل مشاطہ نے حسن کو دیا کیل
زلف ابر سیاہ ہے تو رخ بدر یہ عید کا دن وہ لیلۃ القدر
باب صفت دہن جو کھولون ⁖ پہلے کوثر سے منہ کو دھولون
لب داخل چشمۂ دہن ہین ⁖ غنچے ایر دن مین غوطہ زن ہین
دندانے ہین سین کے وہ دندان منہہ کھولین صفت مین کیا سخندان
ہے چاہ ذقن مین باؤلی عقل منہ کی کھائے جہان چلے عقل
فوارۂ نور ہے وہ گردن ⁖ برق سر طور ہے وہ گردن
سانون کو خدا کی شان کہیے نور حق کا ان نشان کہیے
بازو نازک کلائیان نرم ⁖ شاخ مرجان کو جس سے ہو شرم
اوس پہونچے کو نسترن نہ پہونچے نسرین و گل و سمن نہ پہونچے
کف مہر ہے اونگلیان کرن ہین برگ نخل ریاض تن ہین ⁖
ابھری ابھری وہ چھاتیان ہین ہین سیب کہ ناسپاتیان ہین ⁖
بھٹنی پستان یہ جلوہ گر ہے زنبور کنول کے پھول پر ہے

ہے پیٹ کہ نور کا ہے تختہ — شفاف بلور کا ہے تختہ
عقدہ ہے یہ رشتۂ نظر کا — سکتا ہے جو مصرعۂ کمر کا
ہے پشت وہ تکیہ گاہ خوبی — گویا پشت و پناہ خوبی
ہے کوہ سرین وہ پیکر حسن — یا بالش شاہ کشور حسن
ہے موقع شرم بولنا کیا — راز مخفی کا کھولنا کیا
برج قمر و ستارہ کہیے — شکل صدف دو پارہ کہیے
رانین برق تجلی طور — ساق سیمین ہین شمع کا نور
زانو آئینہ حباب ہین — تابش مین بلور ہین یشب ہین
ایڑی نازک ہے اوس قمر کی — کچھ اصل نہین گل و ثمر کی
رخسار بتان پہ لات مارے — ایڑی چوٹی پہ اپنی وارے
مہر و مہ آسمان ہین تلوے — آئینہ قدسیان ہین تلوے
پائے نازک جو دیکھنے پائین — حورین آنکھون سے تلوے سہلائین
سایہ ہے کہ سایۂ پری ہے — ہمزاد جو دلبری ہے

نازنین بھی پدر کے ہمراہ مع کنیزان ماہرو کے روانہ ہوئی اور عرض پیرا ہوئی کہ اے والد ماجد روبرو گنبد سامری جو صحرائے وسیع و سرسبز واقع ہوا ہے سارے طلسم سے وہ مقام نہایت بلند ہے وہان چلکر جماعہ ساحر سامنے آپ کے پرواز کرین تاکہ مزاج ہمایون شہنشاہ اوس کیفیت اور تماشے کے ملاحظے سے بہلے کوکب نے فرمایا کہ تمہارا ابھی تقاضائے لڑکپن نہین مٹا وہی بات یاد ہے جو اچھل کود کی ہے اچھا چلو آج ہم بھی پرواز کرینگے اور سنا ہے کہ ملکہ گوہر افشان بلند پرواز خوب اوڑتی ہین اونکی بلند پروازی دیکھینگے یہ باتین کرتے ہوئے اوس ہمت کہ جہان کا پتا اوس سرو بستان دلبری یعنی بران شمشیر زن نے بتلایا روانہ ہوئے یہان تک کہ اوس مرغزار نمونہ باغ باغ شداد مین پہونچے از بسکہ ایام بہار تھا نے اطراف بساط عنبر آلود ریاحین سے مثل اختران چرخ کے درخشندہ بنایا تھا اور برنگ قبۂ خضرا کے پڑاؤ کو اکب فرمایا تھا فراش صبا نے بسیط زمین کو فرش زنگار رنگ سے آراستہ کیا تھا اور نخلبند صنع قدرت نے چمن جہان کو گلہائے گوناگون سے پیراستہ کیا تھا ایسے مقام دلکشا مین کئی کوس کا ایک باغ سیر سلطان کے لیے تعمیر تھا اوسی کے

ملحق نقل گنبد سامری ہر پرستش بنائی ہے سواری بادشاہ کی اندر باغ کے آئی اور بیچ گلشن مین جو بارہ دری جواہر جڑی بنی کے بنی سنوری تھی اوس کے کوٹھے پر تخت بچھا کر شاہ قرار پذیر ہوا اور سیر حدیقہ رشک دہ ریاض سدا کرتا تھا العدالعد وہ نور تیرکا اور اسوقت ان گلعذار نسرین بدنون کا آنا گلہاے باغ جوبن اپنا دکھاتے تھے ادھر یہ سمن بو سرو قد جو اتراتے پھرتے تھے توگویا باغ مین تازہ فصل بہار نے گل کھلائے تھے چمن چمن پھولون کی بھینی خوشبو آتی تھی نسیم مشکبار چارسو عطر برساتے تھے کہ بہ مقتضاے مثنوی

مشاطۂ موسم بہاری ۔ دکھلاتی تھی اپنی دستکاری
بو مین ہر پھول بس رہا تھا ۔ جوبن سب پر برس رہا تھا
کنگھی کے شجر سے سانہ لیکر ۔ سنبل بھی بنا رہا تھا گھونگھر
نرگس بھی لگا رہی تھی کاجل ۔ عشق پیچان دکھاتا تھا بل
بیلے البیلے بن رہے تھے ۔ کیسے بن ٹھن کے تن رہے تھے
مالن تھی صبا چمن تھے مالی ۔ پھولون کی لگا رہے تھے ڈالی
سمٹی بھی دلھن بنی ہوئی تھی ۔ جوہی گویا چھوئی موئی تھی
شرما کے لجائے تھا لجالو ۔ سر اپنا جھکائے تھا لجالو

اوسوقت دوپٹے کی گاتیان باندھ کر وہ سب خورشید رخسار سمت فلک اڑین ادھر تو آفتاب بلند ہو رہا تھا ادھر یہ مہر پیکر زرین لباس جو پرواز کنان ہوئین گویا ہزار دن آفتاب آج کے دن نکل آئے اور یہ زمین کے چاند فلک پر پہونچے تھے کوئی ماہرو پانچ کوس بلند ہوئی اور کوئی سناٹا بھر کر اوس سے بھی اونچی نکل گئی کوئی تین کوس پر جا کر تھرانے لگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایوان چرخ زبرجدی مین قندیلین لٹکائی ہین یا حورین جنت سے اوتر کر بہر سیر بروے ہوا آئی ہین جب سب نے پرواز کی ملکہ گوہر افشان بلند پرواز ہر ایک سے زیادہ بلند ہو گئی کہ جملہ ساحر دوربین سحر کی لگا کر دیکھتے تھے لیکن نظر نہ آتی تھی ہر سمت غلغلہ تحسین و آفرین بلند تھا اوسوقت کوکب نے بران شمشیر زن سے کہا ای فرزند تم بھی اپنی تیزی دکھائی اور آج اسقدر بلند ہو کہ طلسم ہوش ربا سے کوئی نشانی لاؤ بران نے حسب ارشاد پدر دوپٹے کی گاتی باندھ کر اپنے جوڑے کو کھولا اور اقتر مروارید کہ یہ موتی گنبد سامری کا ہے ہزار در ہزار سحر اس سے پیدا ہوتے ہین اور ساحران عالم پر

جسکے پاس یہ موتی ہو وہ غالب رہتا ہے نکال کر ہاتھ پر رکھا ضو اسکی مثل شعاع آفتاب کے پھیلی اس نے اونگلی سے اشارہ کیا کہ وہ شعاع چراغ کے لو کی طرح کٹنے لگی اور زمین تک چھپے ہو کر گرتی تھی عجب نیرنگ اوسوقت ظاہر تھا گویا ستارے لوٹ کر گر رہے تھے اتنی لو کا ٹین کہ زمین سے بڑھتے بڑھتے فلک تک ایک لڑی موتی کی بندھ گئی پھر تو وہ گوہر تابندہ بحر حسن لڑی تھام کر اوڑی اختر مرواریدے لوین گر رہی تھین اور زمین تک آتے آتے وہ موتی ہو جاتی تھین کیا سیر ہو رہی تھی کہ پردے ہوا ہزارون مشعل وچراغ روشن تھے یا ستارے لوٹتے تھے اور زمین پر موتی برستے تھے اور لڑیان موتیون کی زمین سے آسمان تک بندھتی تھین یہ ظاہر تھا کہ مشاطہ قدرت نے موتی کا سہرا فلک کے سر پر باندھا ہے ان لڑیون مین وہ مہر سپہر خوبی بال شوق کھولے بلند ہوتی جاتی تھی اور اپنے رخسار تابناک سے خورشید درخشان کو شرمندہ فرماتی تھی یا دام زلف مین خاطر خلقت ہوائی پھنسا کر برباد کرتی تھی واہ واہ اور اہاہا کا شور چار طرف سے برپا تھا اور ہر کہ ومہ اوپر ہی کو دیکھتا تھا کہ

مثنوی

فرصت جو ذرا ملی خدا ساز	شہپر مین بھری ہوا سے پرواز
چاہا سیر جہان کو دیکھون	کیفیت آسمان کو دیکھون
اوڑھی وہ مثال درد بیمار	پران ہوئی شکل رنگ رخسار
جلد اوڑ کے وہ دود آہ کیطرح	گردون پہ گئی نگاہ کیطرح
پرواز کا حوصلہ نکالا	دیکھا چپ و راست زیر بالا

جب دم بلند اس درجہ ہوئی کہ گیتی برابر دانۂ خستہ دل کے نظر آنے لگی کہ بیت

چھپر پر دھری کا نظر آنا محال تھا	سارا سواد چہرہ کسیلے اُگا کا حال تھا

اس بلندی پر مانند نسیم یا مانند خورشید وہ رشک ناہید ٹھہرائی اور ریک نگاہ دوڑا کر تمام عالم بیخبر گران ہوئی طلسم آئینہ طلسم ہزار برج و طلسم سوسن و طلسم ہوشربا سب پیش نگاہ تھی ہر سمت کی سیر کرتے کرتے طلسم ہوشربا مین نیا تماشا نظر آیا یعنے ایک طلائی جال کو بردے ہوا اتنا دیکھا کہ سرا اوسکا گنبد نور مین بندھا ہے اور دوسرا دریاے خون رواں کے قریب ایک بارگاہ کے کلس سے اٹکا ہوا ہے اونپر ہزارہا آدمی اوسمین لٹکتا ہے بعض اوسمین سسکتے ہین بعض کا دم گھٹتا ہے تڑپ کر مر گئے ہین اور ایک میدان مین

لشکر اوترا ہے ہر ایک جوگی مین ہولیان کھڑی ہوتی ہین جلاد با شمشیر برہنہ کھڑے ہین ایک
شور مچا ہے یہ دیکھ کر حیران ہوئی کہ ماجرا ہے اور آگے بڑھی ناگاہ نگاہ اسکی عمرو پر پڑی
ایک شخص عجیب الخلقت کو جال مین لٹکے دیکھا سمجھی کہ یہ کوئی طلسمی جال مین پھنس گیا ہے
جب تو شکل عجیب اسکی ہے کہ تو مڑی سا سر زیرہ کی ایسی آنکھین کلچہ کیطرح کال موتی کیطرح دانت
منھ گردن پھنسنے سے جو کھلا ہے تو ظاہر ہین گردن تاگے کے مانند ہے رسی کیطرح ہاتھ پانون
ہین چھ گز کا دھڑ نیچے کا ہے تین گز کا دھڑ اوپر کا ہے یہ دیکھ کر سوچی کہ اس بیچارے کو اس آفت
سے چھڑانا چاہیے اور یہی نشانی اس طلسم کی اپنے باپ کے پاس لیجانا چاہیے ایسا کچھ
دل سے سوچکر اختر مرواریدی کی لو کھڑے کھڑے بروے ہوا کاتی اور اتنی لوین جمع ہوئین
کہ آفتاب اکٹھا ہوکر بن گئین اوس آفتاب مین غائب ہوکر یہ بھی چلی جال مین جو لوگ
پھنسے تھے وہ گویا دل سے دعا اپنی رہائی کی مانگ رہے تھے زبان حال سے کہتے تھے
کہ اے خالق حیط الابیض من حیط الاسود ہمکو اس دام بلا سے رہائی دے کہ بمقتضای لطف

یارب ترے انس و جن ہین ہمین	ہین انس کی جن سے ساری آزین
ہر نخل مین گل ہے گل مین بو ہے	ہر بو مین جو لطف ہے وہ تو ہے
تو چشمہ چشم انس و جان ہے	چشمہ ترے فیض کا روان ہے
غائب قدرت سے تیری موجود	نابود ہو بود بود نابود
چھوٹا ہوا بڑا بلند ہو پست	ہو ہست سے نیست نیست سے ہست

اسی ہنگام مین کہ خورشید حیات انکا لب بام تھا وہ ماہ تمام آفتاب بنی ہوئی جال پر
آکر ٹھہرائی اور گرمی آفتاب سحر کی جوڑی کڑیان جال کی پگھلنے لگین اور آفتاب لگا یک
شق ہوا اثران ظاہر ہوکر مثل شہباز کے گری عمرو جال سے چھوٹ کر گرا چاہتا تھا کہ اسنے
پنجے مین دابا اور سنبھل کر جایا چاہتی تھی کہ جال کی کڑی ٹوٹنے سے تمام مقید بیتے کیطرف
چلے لیکن گردن ہر ایک کی پھنسی رہی کیونکہ سب کڑیان تو اوسکی درست تھین او غربال
جسکا یہ سحر ہے وہ بھی زندہ ہے یہ سب کیونکر رہا ہوتے دوسرے یہ کہ اسکو صرف لیجانا عمرو
کا منظور تھا اس لیے جال کو ٹکڑے ٹکڑے نکیا الحاصل جال جیسے ہی گرنے لگا ساحرون نے
غوغا مچایا افراسیاب دوڑا اور اثر کر جتنا جال کہ ٹوٹ گیا تھا اوسکو توچھوڑ دیا اور جو دو ایک
قیدی اوس ٹکڑے مین تھے وہ جو گرنے لگے سحر پڑھا کہ جنھون نے سحر کے اونھین روکا باقی دوسرا

سرا جال کا شاہ طلسم نے روک کر نعرہ کیا ای غربال چل وہ ایکطرف سے اوڑ کر آیا اور
جال کو روکا شاہ طلسم جال اوسکو دیکر افتاب کیطرف جھپٹا بران کچھ دور گئی تھی کہ اوس
جا کر گھیرا اور شاہ کے آنے سے بہت سے ساحر دوڑ پڑے بران نے مروارید کی نوین جو
کائین و شعلہ بنکر ساحرون پر گرین کہ اون کا رخت ہستی جلنے لگا اور ساحرون کے مرنے کا غل برپا
ہوا آگ پتھر برسنے لگے لیکن شاہ جادوان اژدر بنکر بران پر چلا اور تلابشتین ایسے
چھوڑے کہ اس موذی کے ہاتھہ سے خدا کی مار وہ سراپا ناز زخمی ہوئی اژدر آتش دہن
اژدر سے جھالے جسم مین پڑے لیکن جی کڑا کرکے عمرو کو ہاتھہ سے نہ چھوڑا اور اختر مروارید
شاہ طلسم پر کھینچ مارا وہ بھی جست کرکے الگ ہوا اگر پڑ جاتا تو سینہ توڑ جاتا مگر اوسکی ضرب کے صدمے
اور یاس کے نکل جانے سے افراسیاب اژدر سے بصورت اصلی ہوگیا بران نے اوڑ کر
اپنا موتی پھر ہاتھہ مین روکا اور شاہ کمند سحر لیکر اسکی سمت چلا اس نے سحر پڑھکر دستک دی
کہ دو تیلے باور کے اوڑتے ہوئے آئے اور شاہ کے ہاتھہ مین لپٹ گئے افراسیاب نے انگلیان
بڑکائین کہ بجلیان تڑپ تیلون پر گرین دونون جل گئے صدا آئی کہ حق نمک کوکب سے ہم ادا
ہوئے شاہ طلسم پھر کمند لیکر دوڑا ازبسکہ بادشاہ شہنشاہ جادوان اور مالک طلسم ہے
بران اسکی ہمسر نہین اب کی کمند کا وار رد نہ کرسکی اوسنے کمند مین اوسکو پھانسا مگر
ایسی زبردست یہ ساحر ہے کہ تڑپ کر کئی حلقے اوسنے کمند کے توڑے اور کمند کے دوڑتے
تمام اعضا مین پیوست ہوگئے خون سارے جسم سے جاری ہوا اور جابجا بدن فگار ہوگیا
ادہر افراسیاب نے کھینچا اس طرف اسنے زور کیا پھر یہ عورت نازک اندام وہ مرد قوی بازو آخر
کھنچتی ہوئی چلی لیکن اب حال سنیے کہ کوکب نے جب اوڑے ہوئے بیٹی کو عرصہ گذرا اور دیر کرنا
آئی عقل سے دریافت کیا کہ شاید بہت جو بلند ہوگئی ہے فرط نزاکت سے تھک کر کہین گری ہے
بیہوش ہوگئی ہے یا کوئی اور آفت مین مبتلا ہوئی ہے اگر کسی کو حکم دون کہ خبر لائے تو کوئی
اتنا بلند اوڑ نہ سکیگا لازم ہے کہ مین خود پرواز کرون یہ سوچکر تخت سے جست کرکے اوڑا اور جب
بڑے ہوا بلندی پر پہونچا ہر سمت نگران تھا طلسم ہوش ربا مین ایک ہنگامہ برپا دیکھا کہ بیٹی
میری گنبد مین بخششی نے اور ساحر گھیرے ہین افراسیاب سے لڑائی پڑی ہے دیکھتے
ہی فتیل شعلہ جوالہ کے بسرعت تمام تر طلسم مین افراسیاب پر آگرا اور ایک قمچی سبز بنکر سر پر چمکا
افراسیاب گھبرایا اسنے اپنی تیبمہ کا تیلا سامنے چھوڑ دیا کوکب جو بجلی بنکر گرا تیلے کے دو ٹکڑے کئے

اور کمند سحر کو جلا کر بران کو نجات دی کہ یہ سنبھل کر عمرو کو لیکر اپنے گھر گئی اس اثنا مین
افراسیاب پھر پیدا ہوا اور برق سرخ رنگ بنکر کوکب پر گرا اسنے بھی اپنی صورت کا تیلا
سامنے کیا آپ غائب ہوا برق سرخ جو گری کوکب نقلی کے دو ٹکڑے ہوے افراسیاب نے
سمجھا کہ مین نے مار لیا ایک بار پشت پر نعرہ ہوا کہ منم کوکب اوسوقت افراسیاب نے اپنے
بازو پر سے اکہ سامری کا کھولا ادھر کوکب نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک تیلا آئینہ جمشیدی
لیکر آیا اس اثنا مین افراسیاب نے اکہ سامنے کوکب کے کر دیا کوکب نے بھی فی الفور آئینہ
روبرو افراسیاب کے کیا اکے عکس سے کوکب کو بیہوشی چھائی اور آئینہ دیکھنے سے
افراسیاب پر غفلت و غشی طاری ہوئی دونون چکر کھاتے سمت زمین چلے تھے کہ تیلے
طلسمی زمین سے نکلے اور کچھ تیلے لباس زرین پہنے مرکبہاے پرندہ پر سوار طلسم کوکب کیطرف سے
آئے تیلون نے افراسیاب کو روکا اور سوارون نے کوکب کو سنبھالا اوسوقت
تیلے دونون بادشاہون کو ہوشیار کیا چاہتے تھے کہ یکایک پھر زمین شق ہوئی اور
ایک مچھلی نے کہ مانند زمرد کے سارا جسم اوسکا تھا سر نکالا یہ نانی افراسیاب کی
ماہی زمرد رنگ ہے بارہا ذکر اسکا پیشتر کیا گیا ہے اوسوقت اسنے منہ پھیلا کر اژدر کیطرح
افراسیاب کو نگلا اس اثنا مین سواران طلسمی کوکب کو ہوشیار کر چکے تھے کہ ماہی نے
پکار کر صدا دی کہ بیٹا کوکب لڑائی بکھیڑا کیا ہے کوئی اپنے بھائی سے کرتا ہے آپسمین فساد
کرتا ہے اوسنے بہت برا کیا جو تمہاری دختر پر کہ بجاے لڑکی کے ہے ہاتھ اوٹھایا مین لیے
جاتی ہون افراسیاب کو بھی سمجھاؤنگی اور بیٹا تم بھی سدھارو یہ کہکر غائب ہو گئی کوکب
بھی اپنے طلسم کو گیا بعد تھوڑی دیر کے اوسی باغ مین کہ جہان اوترا تھا آیا یہان تمام سردار
فلک وقر کر منتظر تھے سبنے استقبال کیا کوکب تخت پر متمکن ہوا لیکن بران نے عمرو کو لاکر زمین دوز کیا
تھا اوسکے اپنے مرہم سحر لگا کر حواس درست کر کے حلقے جال کے عمرو کی گردن سے نکالے اور مرہم لگایا
عمرو کی آنکھین فرط ضعف سے بند تھین اوسوقت کچھ افاقہ ہوا اور دل کو چین ملا تا دیر آنکھ بند کیے
پڑا رہا اس اثنا مین کوکب آکر سریر پر جلوہ گر ہوا بران نے پہلے کیفیت جنگ پوچھی مزاج
کا حال دریافت کیا پھر عرض پیرا ہوئی کہ اے پدر عالی گہر یہ مجرم مین اسلیے لائی ہون کہ
آپ ملاحظہ فرما کر بتلائیے کہ یہ انسان ہے یا حیوان ہے یا طائر یا دیو ہے یا پری یا جن
ہے آخر کون ہے اور کیا ہے اور افراسیاب نے اوسکو کس لیے قید کیا تھا اور پھر اسکے رہا ہونے

مین ایسا کیون ناراض ہو کر لڑا کوکب نے اسکے التماس کرنے سے **عمرو** کی جانب بغور دیکھا اور اہل دربار سے کہا پہچانو تو یہ کون ہی سب صورت **عمرو** کی دیکھکر ہنسنے لگے اور اپنی عقل آرائی سے کسی نے کہا کہ یہ طائر سحر شاہ طلسم ہی کوئی خطا اس سے ہوئی ہوگی اس وجہ سے **افراسیاب** نے اسکو قید کیا تھا کوئی بولا یہ پردۂ **ظلمات** کی بلا ہی بادشاہ اسکو مطیع کرنا چاہتا ہوگا غرض کہ اسی طرح سب سخن سنج تھے کہ **کوکب** نے **فہیم فاروس** سے کہا تم بتاؤ کہ یہ کون ہی کیونکہ تم کاہن اور ساحر زبردست ہو یہ کلام سنکر اُسنے عرض کیا کہ بزرگان طلسم اس طلسم کا زائچہ بناکر جو کچھ حال کہ ہونے والا ہے لکھ گئے ہین اگر ارشاد ہو تو وہ زائچہ لاؤن کیا بعید ہی کہ اسکا حال بھی لکھا ہو **کوکب** نے فرمایا کہ مجھے اسکا حال بخوبی معلوم ہی اور مین روشن ضمیر اسی واسطے کہلاتا ہون سنو یہ شخص **عمرو** عیار ہی اور اسکی توصیف خداوند سامری اپنی کتاب مین لکھ گئے ہین اسکا قدم جہان پہونچا پھر وہان دین سامری برباد ہوا **تران** نے بڑا غضب کیا جو اسکو یہان لائین اچھا تم زائچہ لاؤ دیکھون بانیان **طلسم** نے کیا لکھا ہی فہیم حسب الحکم زائچہ طلسم لایا شاہ نے پڑھا اُس مین حکم نکلا کہ سال آخر **طلسم ہوش ربا** سنہ جلوس سامری ہین اسد غازی نواسہ حمزہ **صاحبقران** کا آئیگا اور **طلسم ہوش ربا** فتح کریگا اور شاہ طلسم **نورافشان** قید **عمرو** کو چھڑائیگا بس لازم ہی کہ وہ **عمرو** کی شراکت کرے کیونکہ شاہ جادوان مارا جائیگا اور شاہ **نور افشان** کا برابر رتبہ و مرتبہ ہوگا اور اگر شریک **عمرو** کے نہوگا تو مثل **افراسیاب** کے اسکو بھی ذلت ہوگی اور جان بھی جائیگی یہ پڑھکر زائچہ تو فہیم کو دیا اور آپ **عمرو** کیطرف متوجہ ہوا عمرو بھی بخوبی ہوشیار ہو چکا تھا آنکھ کھول کر جو دیکھا دربار شاہ معمور پایا اور قصر فلک رفعت اور باغ پُربہار نظر آیا ایسا مکان عالی شان کبھی اسکی نگاہ سے نہ گذرا تھا **مثنوی**

کرون قصر عالی کی تعریف کیا — کہ روز اُسپہ ہوتا ہی گردون فدا
نظر جب پڑی اُس کی دیوارون پر — تھی اک خشت سیم ایک تھی خشت زر
جلائے جو ہوتی تو چونا ہوا — وہ چونا پھر انور دونا ہوا
وہ گلشن کہ جس پر فدا تھی بہار — وہ گلشن خوشی جس سے تھی ہمکنار
بہشت برین اُس سے بہتر نہ تھا — نظیر اوسکا روے زمین پر نہ تھا
جہان ایک اصلی لگا تھا شجر — جواہر کا بھی دوسرا تھا شجر
وہ فوارے نہرون کے اندر روان — ستارے ہون جیسے فلک پر روان

وہین پر بنی تھی جو بارہ دری | کہ تھی شیشہ آلات سے وہ بھری
نظر آگیا تخت پر ایک شاہ | گلہ گوشہ اُسکا تھا تا اوج ماہ
جلو مین ملازم بہت سحر کار | ہزاروں پریزادوان بے شمار
کوئی باندھے ترسول دلشاد تھا | رکھے دوش پر دار شمشاد تھا
کوئی شخص شیشہ کا سر تا بپا | کہ حیرت مین گویا وہ آئینہ تھا
کسیکا جو تھا نصف سونے کا تن | تو تھا نصف چاندی کا اُسکا بدن
کوئی تابنے کا کوئی پیتل کا تھا | کوئی لوہے کا اور کوئی جست کا
عمرو نے جو دیکھا یہ سب ماجرا | ادب سے وہان پھر کھڑا ہوگیا
ہوا راست جسدم وہ عالی مقام | کیا شاہ کو پہلے جھک کر سلام
کیا عرض پھر اے شہ نیک ذات | کٹے تیرا عشرت مین دن اور رات
جو ہین کمترین اُنسے کمتر ہون مین | پریشان بہت بندہ پرور ہون مین
گنہ گارم امیدوار آمدم | بدرگاہ تو شرمسار آمدم
بدی از من و نیکی آید ترا | ز خردان خطا از بزرگان عطا
زسر تا قدم جرم سارا ہون مین | برا یا بھلا ہون تمھارا ہون مین
اسیری کا اپنی کرون کیا بیان | کہ رونے کے قابل ہی یہ داستان
بگڑ ہی چکی تھی لڑائی تمام | مگر ذات تیری بہت آئی کام

عمرو کا بیان فصاحت انتما شاہ نے سنکر حکم دیا کہ کرسی جواہر آگین قریب تخت بچھے اور خواجہ صاحب آپ تشریف فرما ہوجیے عمرو اسکے اصرار سے کرسی پر متمکن ہوا اور سارا حال طلسم مین آنے کا بیان کیا پھر یہ بھی کہا کہ مین مرد غریب نہایت مفلس ہون بھائی صاحبقران مجکو بہت کچھ دیتے تھے اب یاوری طالع سے آپ کی خدمت مین پہونچا ہون دیکھون کیا پاتا ہون کوکب نے کشتیان جواہر و گوہر سے لبریز منگا کر عنایت فرمائین اور کہا خواجہ اگر دختر میری تمھین نہ چھڑاتی تو تم ہلاک ہوجاتے اب تک تمھارے ساتھی جال مین قید ہین شاہ طلسم نانی اُسکی لے گئی ہی جب وہ وہان سے آئیگا تو سب کو راہ عدم دکھائیگا کوئی ایسا شخص ہوتا کہ قریب دریاے سحر کے جاتا وہان پہاڑ پر ایک مکان تہخانے کیطرح بنا ہی سونے کی سیڑھیان تہخانے مین بنی ہین اُس مین جاکر عمر باقل رہا ہی جب اُسکو کوئی قتل کرے

تو جال سحر کا ٹوٹے اور ہر ایک مقید چھوٹے عمرو یہ حال سنکر چپ ہو رہا اور دل سے سوچا کہ اب زمانہ تیرے لیے بہتری کا ہی یہ لوگ بھی سب ساحر ہین انکو شریک کیا تو کیا اور نہ شریک کیا تو کیا چل کر غربال کو مار کر سب کو چھڑائیے یقین ہی ایام بد نکل گئے اب کوئی کچھ ضرر نہ پہونچا سکیگا اگر یہان سے چلیے تو انکو سب کو لوٹ کر سب مال یہا نکا لے کر چلیے یہ سوچکر کچھ گنگنانے لگا کوکب کو آواز اسکی اچھی معلوم ہوئی اور برّان تو لوٹ ہو گئی اور ساحر بھی مشتاق ہوئے اور فرمایش گانے کی سب نے کی عمرو نے کہا میرا دل تو ٹھکانے نہین کیا خاک گاؤن مفلس ناچار مصیبت مین گرفتار ہون یہ کلام سنکر سب نے بہت کچھ منگوا کر دیا اور کوکب نے بھی گانے کو کہا عمرو نے اسوقت نے کی جوڑی نکالکر بجائی اور یہ غزل گائی

غزل

ہمیشہ نکلین گی کبھی ارمان جو یہ دل مین رہتے ہین ۔ مسافر یہ ہمیشہ ایک ہی منزل مین رہتے ہین
نہ خار غم کہین چبھ جائے یہ اندیشہ رہتا ہے ۔ دیون کیون پانوں پھیلا کر ہماری دل مین رہتے ہین
میری شامت بھی جا کر اسکے گیسو کی ہوا آرایش ۔ سینہ بختی تو کہتی ہی ہم اُسکے تل مین رہتے ہین
ہوقت نزع زلفونمین پھنسا ہی تیری دم جاکر ۔ جہاز عمر ہم لنگر کیے ساحل مین رہتے ہین
درازی! اور دے یارب شب ہجران جانان کو ۔ تڑپنے کے مزے باقی دل بسمل مین رہتے ہین
وہ منہ کو پھیر کر شرما کے میری ساتھ سوتے ہین ۔ تمنا کچھ بر آتی ہی کچھ ارمان دل مین رہتے ہین
شب فرقت ستارے دیکھکر گردون سے کہتا ہون ۔ یہ کسکی یاد ہی جو داغ تیری دل مین رہتے ہین
ہم انکو چھیڑ کر باتین سنین اور خوب بکوائین ۔ ارادے آج تو اے جاہ کیا کیا دل مین رہتے ہین

ایسی صدای دلکش سے عمرو نے یہ غزل گائی کہ حاضرین دربار کی ہچکی بندھ گئی کہ ابیات

ہر اک راگنی کا تبدل رہا ۔ چراغ خرد اوسکا پر گل رہا
جو گانے کا جنگلے کے سامان ہوا ۔ تو دل اور بھی سب کا ویران ہوا
کیا بھیروین کا جو سب نے خیال ۔ توفق ہو گیا منہ سحر کے مثال
جو برو ا بھی زیر لب ہو گیا ۔ ہرن صبر اُس کے سبب ہو گیا
جو گایا وہ بہلانے کو سب کی دیس ۔ لگی سنگ کو شیشۂ دل کی ٹھیس
کسی سُر مین نکلی جو دیپک کی لاگ ۔ بھڑکنے لگی اور سینہ مین آگ

ہزار ہا کیا لاکھون روپے عمرو کو سب نے دیے پہر بھر تک یہ گاتا رہا پھر خاموش ہوا ازبسکہ آتش شوق سب کی شعلہ زن تھی ابھی کچھ اور ابھی کچھ اور کی ہر ایک نے صدا دی عمرو نے کہا

میر اگانے کو کیا بہتر ین جی چاہے نہ شراب نہ کباب اور شوقین سب جمع ہین یہ سنتے ہی کوکب نے
ساقی کو اشارہ کیا کہ اُسنے جام لاکر عمرو کو دیا اُسنے کہا ایک جام مین میرا کیا بھلا ہوگا آج میخانہ
میرے سپرد کیجیے اور بادہ خواری کی صحبت جمانے کا تکلف دیکھیے مین بادشاہ اسلام کو شراب
پلاتا ہون وہ تکلفات تو کسکو نصیب ہو سکتے ہین لیکن پھر بھی آپ ملاحظہ فرمائیے گا کہ کیا سے کیا
ہو گیا کوکب نے حسب درخواست عمرو کشتیان بادۂ احمر کی منگا کر حوالے کین عمرو نے شراب
گلابی کی جام مین جام کی کنٹر مین کنٹر کی شیشے مین الٹ پھیر کرکے بیہوشی کا سفوف آنکھ بچا کر ملایا
اور سبز و سرخ شیشے برابر چنکر گلابیان کا گلدستہ بنایا غرضکہ جام شراب سے بھر کر تعریف
شراب کی کرتا ہوا سامنے کوکب کے گیا اور جام پیش کیا اُسنے ساغر بخندہ پیشانی ہاتھ سے
لیکر چاہا کہ نوش کرون ازبسکہ یہ بادشاہ طلسم ہے اور زبردست ساحر ہمسر افراسیاب ہے
شراب شعلہ بنکر اڑ گئی اُس وقت اُسنے جام ہاتھ سے پھینک دیا اور عمرو سے کہا تو بدباطن
انتہا سے زیادہ ہے سچ کہ **بیت**

	نیکی کرنا بدون سے ایسی ہے	رر	جیسے نیکون سے کی بدی تونے	رر	

تو ہی کہہ کیا نیکی کا بدلہ یہی ہے جو تونے کیا بارے خیر گذری جو مین تیرا شریک نہوا یہ عتاب دیکھکر
عمرو نے منت عرض کیا کہ مین نے امتحان کی راہ سے بیہوشی شراب مین ملائی تھی کہ دیکھون آپ کو
اطلاع اسکی ہوتی ہے یا نہین یہ کہہ کر دست بستہ آگے بڑھا اور قریب تخت پہونچکر عفو
جرائم کا خواستگار ہوا کوکب نے کہا خواجہ تم مکار ہو تمہارے قول کا اعتبار نہین اب ہوش ربا
مین تم جاؤ اور اسی لائق ہو کہ افراسیاب کی جوتیان کھاؤ یہ کہہ کر سینے پر ہاتھ رکھکر اِس زور
سے ڈھکیلا کہ عمرو کو معلوم ہوا مین پستی کی طرف قلابازیان کھاتا چلا جاتا ہون آخر فرط خوف
سے آنکھین اسکی بند ہو گئین بعد کچھ عرصے کے جو آنکھ کھُلی نہ وہ باغ دیکھا نہ قصر شاہی نہ دربار
نہ وزیر نہ شہریار کا پتا پایا بلکہ قریب دریائے خون رواں ایک پہاڑ کے نزدیک اپنے
تئین کھڑا دیکھا حیران کار ہوا کہ الٰہی یہ کیا طلسمات ہے کجا طلسم نور افشان کہان دریائے سحر
مین کہان تھا اور کہیں جا گیا سبحان اللہ ایک بشر کو تونے ایسی طاقت عنایت فرمائی ہے
کہ جسنے یہ طلسم دکھلایا مجھے دم بھر مین کہان سے کہان پہونچایا کہ **بیت** گڑا جو بعد فنا بیقرار
زیر زمین ✤ وہ مضطرب تھا کہ میدان حشر مین نکلا ✤ تا دیر اسی طرح حیران رہا آخر بنظر
فراست اِس آمد و رفت کو نیرنگ جادو سمجھ کر اپنے حواس درست کیے اور غور کیا اُسی کوہ کے

نزدیک اپنے تئین استادہ پایا جہان جاے سکونت غربال شاہ کو کب بے تابانی تھی سمجھا گر کوکب
دل سے میرا شریک معلوم ہوتا ہی یہ امر غصہ کا میری بے اعتدالی کے باعث اُس سے ظہور مین آیا
مگر اسمین بھی میری فوج کی رہائی اُسکو مدنظر ہی کس لیے کہ اگر مجکو جلد وہ نہ بھیجتا تو سب قیدی
قتل ہو جاتے کیونکہ افراسیاب جب اپنی نانی پاس سے آتا سب کو ہلاک کرتا مین کوکب ہی کے
پاس بیٹھا رہتا اگر وہ دعوت اور خاطر مدارات کرتا تو کیا ہی اُسنے بہتر کیا جو مجھے جلد یہان
پہونچایا فی الحقیقت کہ وہ مرد بامروت ہی غرضکہ ایسا کچھ سوچکر صورت اپنی مثل صورت
افراسیاب بنائی کہ تاج شاہی بر سر و چار قب شہنشاہی در بر مالے موتیونکے گلے مین
ڈال کر گھونگھرچندن کے جسم پر لگا کر نہایت آراستہ ہو کر پہاڑ پر چڑھا دیکھا کہ عجب فرحت کی جگہ ہی
کہ اس پہاڑ پر روح فرہاد نثار ہے ہر سمت گلزار و حدیقہ پُر بہار اشجار باردار پُر از اثمار ہین
طائران خوش الحان نواسنج ہین اور سونے کی سیڑھیان ایک طرف نشیب مین بنی ہین
عمرو نے در تہہ خانہ پر جھکر پکارا کہ ای غربال ادھر آ بر نے عمرو کے لیے خبر دی کہ مجھے عمرو
بلاتا ہی وہ گھبرا کر تہہ خانے سے نکلا دیکھا تو افراسیاب کھڑا ہی حیران ہوا کہ اگر اسکو گرفتار
کرون اور یہ شاہ طلسم ہو تو اپنی بھی جان جائے دوسرے یہ کہ عمرو کو بُران اپنے طلسم مین
لے گئی ہی وہ یہان کہان کیا آج ہی گیا اور آج ہی چلا آیا فرض کرو بزور سحر بُرّان اِسکو
جس طرح لے گئی تھی اُسی طرح پہونچا گئی تو اسکو سیر امسکن کیونکر ملا بہر صورت اسمین کچھ فتور
ہے یکایک اسپر ہاتھ نہ ڈالو امتحان کر لو یہ سوچکر شاہ کو سلام کر کے قریب آیا اور بہ نگاہ سحر
عمرو کو دیکھنے لگا عمرو نے دیکھا کہ یہ کچھ متوحش ہی کہا ای غربال طریقہ احتیاط یہی چاہیے
جیسا کہ تم کرتے ہو یعنے مجھ پر بھی نگاہ سحر کی ڈالتے ہو مین اس لیے آیا ہون کہ وہ دزد
یعنے عمرو چھوٹ گیا ہی تمھین ایک تحفہ طلسم دے آون تا کہ اُسکی وجہ سے ہر شخص کی نظر سے مخفی
رہو اور تم سب کو دیکھو تمھین کوئی نہ دیکھے اچھا اگر تم مجھ سے بدگمان ہو تو مین جاتا ہون تو یہ
عطر سارے جسم مین اپنے مل کر بیٹھنا تا کہ سب کی نگاہ سے چھپے رہو یہ کہکر ایک شیشہ عطر
بیہوشی آمیز کا نکال کر اُسکو دیا اور آپ دو قدم آگے بڑھکر گلیم اوڑھ لی غائب ہو گیا غربال
اُسوقت سمجھا کہ اگر یہ افراسیاب نہوتا تو میرے مافی الضمیر سے اور نگاہ سحر ڈالنے سے کیونکر آگاہ
ہوتا اور پھر غائب نہو جاتا بلکہ عیار کا تو یہ کام ہی کہ پاس بیٹھے اور مکاری کرے بیشک یہ بادشاہ
طلسم تھا خیر اسوقت کی بے اعتدالی کرنے کا عذر کسی وقت مین کر لون گا یہ سمجھ کر شیشہ عطر

لیکر چلا عمرو بھی اسکے ہمراہ گلیم اوڑھے روانہ ہوا وہ تہ خانہ مین اُتر گیا وہان جا بے وسیع تھی اور پلنگڑی اسکی بچھی تھی مسند لگی تھی شراب کی کشتیان اور جملہ سامان راحت و آرام مہیا تھا عمرو ایک کنارے ٹھہر رہا اُسنے وہ شیشہ کھولکر عطر لے لے پہلے مُنھ پر ملا اور آئینہ اُٹھا کر دیکھنے لگا کہ دیکھون میرا منہ غائب ہوگیا یا نہین لیکن عطر کی خوشبو جب دماغ مین پہونچی چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا عمرو نے گلیم اُتاری خنجر سے چھاتی پر چڑھ کر ذبح کر ڈالا بھر تو غوغای عظیم برپا ہوا کہ لیجیو گھیر لو پکڑ یوارے اسنے غضب کیا کہ مارا اغربال جادو کو یہان تو یہ شور و غوغا برپا تھا لیکن وہان جال سحر ٹوٹ گیا اور عمرو نے یہان سارا تہخانہ لوٹکر اپنا راستہ لیا جب زیر کوہ اُترا دیکھا کہ شعلے اُٹھ رہے ہین آگ برس رہی ہے عمرو دوڑتا ہوا قریب لشکر پہونچا یہان حیرت اور جملہ ساحر منتظر افراسیاب ٹھہرے ہوئے تھے کہ یکایک جال سحر ٹوٹا اور مہرخ و بہار وغیرہ ساحران نامی جو چھوٹے جو جو کہ زبردست ساحر تھے وہ بیہوش نہ ہوئے تھے اور ایسے ویسے بیہوش تھے وہ قلا بازیان کھاتے چلے تھے کہ ہوشیار ساحرون نے دستک دی پنجے پیدا ہوئے اور گرنے والون کو روک کر زمین پر پہونچایا عیار بھی دونون چھوٹے مہرخ نے سحر پڑھا کہ سب ہوشیار ہوئے غوغا جو بلند ہوا حیرت خیمے سے نکل کر دوڑی سردار سالار سب جھپٹے دیکھا جال ٹوٹ گیا اور ہر ایک قیدی چھوٹ گیا نارنج ترنج پکڑ کر آگے بڑھے کہ ان سب کو گرفتار کیجیے اُسوقت مہرخ اور بہار و مخمور کو بھی قید ہونے سے غصہ کمال تھا گو کہ کسلمند سارا لشکر تھا جان پر کھیل کر حملہ آور ہوا بہار نے گلدستہ جھولی سے نکال کر مارا کہ ہوا سرد چلی اور پھول برسنے لگے جسنے وہ پھول سونگھے تالیان بجاتا دیوانہ وا لشکر حیرت کی طرف چلا ایک سمت سے مخمور نے جام زرین شراب سحر سے بھر کر کھینچ مارا ہر شخص اُسکی تاثیر سے شعر توصیف ساقی و شراب مین پڑھتا دیوانہ و لا یعقل بنا مہرخ نے گولے فولادی لگائے رعد نے گرجنا شروع کیا برق مخشر چمک کر گرنے لگی پھر تو پھر تلوار سحر کی چلنے لگی حیرت ایسی ہی زبردست ساحرہ ہی جو ان سب کے سحر روک رہی تھی اور ہر ایک کو جواب دیتی تھی آگ کبھی برساتی اور کبھی دریا جاری کرتی کبھی اپنے لشکر کو روکتی اور گاہے حریف پر حملہ کرتی دم بھر مین لاش پر لاش گری تھی بسمل طپان تھے سیلاب خون رواں تھے ترسول چلتے تھے کہ نظم

ہم کرتے تھے آتش افشانیان
ہوئے کالے بادل فلک پر نمود

ہر زمین کھین قمقون سے پیشانیان
پریشان ہوئے ہر طرف مثل دود

گرجنے لگا ابر وہ رعد وار چمکنے لگیں بجلیاں بھی ہزار
سبھون پاس آنے لگیں بجلیان بدن کو جلانے لگیں بجلیان
وہ مہرخ نے کچھ پڑھکے پھونکا وہان ہوا ابر تر ایک فوراً عیان
برسنے لگا پھر وہ اس زور سے کہ کر صاحب گوش تھے شور سے
تڑپ بجلیونکی وہ زائل ہوئی وہ جادو کی تاثیر باطل ہوئی
ہوا پھر تو حیرت سے سحر آشکار کہ پیدا ہوا اژدہا ایک بار
جو دم چھوڑتا تھا وہ سوئے ہوا نکلتا تھا مُنھ سے سیہ شعلہ سا
پھر اُس شعلہ سے بھی برستی تھی آگ نکلتے تھے اُس آگ سے کالے ناگ
جسے چھو لیا بس وہین وہ رہا جسے کاٹا پانی کی صورت بہا
یہ دیکھا جو مخمور نے ماجرا بڑھی سحر پڑھتی اُدھر مہ لقا
اُتار اپنی اونگلی سے انگشتری طرف اژدہے کے وہین پھینکدی
گھڑی بھر مین اژدر ہوا برطرف تڑپنے لگے لاشے پھر ہر طرف
اوڑا ایک پیک ایک غول اُنھین کا ہوا پر جو پہونچا تو لشکر جما
عجب فن سے کی سب نے آغاز جنگ برسنے لگے یان کے لشکر پہ سنگ
ہر ایک سنگ جو سیکڑون من کا تھا نہ گردن بچی اور نہ تن کا بچا
اُڑا فوج مہرخ سے بھی ایک غول ارادہ کہ سر لیجیے اُنکے مول
ہوئے غٹ پٹ اور وار چلنے لگے بہم اُن مین ہتھیار چلنے لگے
ہوا کشت وخون پہ بروے ہوا کہ گرنے لگے دشت مین دست و پا
لڑائی کا سامان پیہم رہا کوئی دو گھڑی تک یہ عالم رہا
دہان کشتونکے پشتے پٹ پٹ گئے ہوا پر بہم لڑکے سب کٹ گئے

غرضکہ اسی طرح کا شور محشر زا شام تک برپا رہا جسدم کہ مہر عالم آرا نے دام شعاعی سے رہائی پاکر بارگاہ مغرب کو آراستہ کیا اور خسرو انجم نے بجاہ و حشم اقلیم فلک کو تسخیر فرمایا کہ نظم

غروب اُسمین خورشید تابان ہوا ستارے نکلنے کا سامان ہوا
ہوا چاند گردون پہ جلوہ نما وہ گولا تھا سب کے لیے رال کا

حیرت سمجھی کہ یہ مخالف اب قید نہ ہو سکین گے شہنشاہ کے آنے پر کوئی اور تدبیر کی جائیگی

رات کو جنگ موقوف کرنا چاہیے یہ سوچکر طبل بازگشت بجوایا اور رنجیدہ پھر کر بارگاہ مین آئی اسکے لشکر نے کمر کھولی ادھر مہرخ جو مقام فرودگاہ پر پہونچی دیکھا بارگاہین جلی پڑی ہین اور بازارین لٹ گئی ہین رعایا فراری ہے یہ دیکھ کر ساحرون کو اسی وقت اطراف مین اپنے ممالک کے جو فتح ہو چکے ہین اور جنکے سردار حاکم اس لشکر مین موجود ہین روانہ کیا کہ وہ جا کر جملہ اسباب شاہانہ بارگاہ و خیمہ وخرگاہ لائے جھنڈے آگنج کے استادہ ہوئے لشکر نے کمر کھولی ڈھنڈھورا پٹا کہ جو لوگ فرار ہوے ہین وہ آکر آباد ہون آواز دہل زن کی سنکر شکیل جو فوج لے کر شعاب جبال مین مختفی ہو گیا تھا ہر ایک پراگندہ کو جمع کر کے اپنے ہمراہ لیکر شادان و فرحان آکر داخل لشکر ہوا رات بھر مین پھر وہی سامان وہی جلسۂ عشرت افتران جمع ہوا بارگاہ مین مہرخ سریر جہانبانی پر آکر متمکن ہوئی سردار گرد تشریف فرما ہوے ارباب نشاط کو بلایا ناچ ہونے لگا مے پرستی آغاز ہوئی عیار بھی حاضر بارگاہ ہوے قران جو فکر عیاری کرتا اپنے تئین چھپاتا پھرتا تھا بارگاہ مین آیا عمرو بھی لشکر کے ساتھ آیا تھا سب سے ملا اس وقت عجب طرح کی مسرت ہر ایک کو تھی باہم گلے ملتے تھے اور مبارکباد دیتے تھے نذرین بادشاہ لشکر کو گذرتی تھین خلعت عطا ہو رہے تھے زہرہ جبینان ماہ پیکر ترانۂ عشرت و خسروی گاتی تھین کہ

نظم

شب عیش و عشرت جو تھی رقص کی — تو زہرہ نے تیاری کی رقص کی
ہوا حکم رقاصہ کو ایک بار — چلی کج ادائون کی سیدھی قطار
کمر ناز سے کوئی لچکاتی تھی — کوئی اپنی آنکھونکو مٹکاتی تھی
کوئی ہاتھ سر پر رکھے ناز سے — لیتین دل روان ایسے انداز سے
کوئی بولی تھم جاؤ بہنا ذرا — گلوری جو کھائی ہے سر پھر گیا
غرض جب کہ پہونچی ہر اک مہ لقا — عجب لطف تھا اور عجب حسن تھا
بجا طبل سارنگیان چھڑ گئین — ہوئی ناچ مین صرف ہر نازنین
دیا حکم مہرخ نے پھر ایکبار — کہ سردارون پر سے کرو زر نثار
غنی سب کو اک آن مین کر دیا — جواہر سے دامان کو بھر دیا

یہان تو یہ جلسہ جما ہی لیکن افراسیاب کو جو ماہی زمرد رنگ نگل کر گئی اپنے مقام پر پہونچکر اگلا جب شاہ کو ہوش آیا نانی کو سلام کیا اور گویا ہوا کہ آپ مجھے لے آئین یہان

کوکب نے سب اسیرون کو رہا کر کے میری فوج کو درہم و برہم کیا ہوگا ماہی یہ کلام سُنکر خفا ہوئی اور کہا ای بے وقوف جسدم کہ بُرّان نے عمرو کو آکر چھڑایا تھا تو اُسکو بعزت تمام بُلاتا اور سبب لڑنے کا پوچھتا نہ کہ یکایک تو لڑنے لگا آپس مین اپنے ہم مذہبون سے بگاڑ کرنا اچھا نہین اب یہان سے جاکر نامہ کوکب کو تحریر کر اور باعث بگاڑ کا دریافت کر کے حتی الامکان صلح کا پیام دے اور ملجا ورنہ دشمنون کو قوت کمال ہوگی افراسیاب یہ کلمات موعظت سُنکر اُسی جگہ آرام پذیر ہوا کیونکہ نہایت کسلمند تھا جسوقت کہ منشی روزگار نے دائرۂ آفتابی ورق چرخ پر رقم زرین ترقیم فرمایا اور وصلی کو سیاہی شب کی دھوکر نقاط انجم اور خط کہکشان کو ہٹایا کہ مثنوی

فلک تھا جو دامن مین شب سے لیے		دُرِ نجم اُسنے نچھاور کیے
خوش آیند پھیلی جو صحرا مین دھوپ		ہوا صاف تارون کا دُزدیدہ روپ

شاہ جادوان سوار ہوکر روانہ ہوا جب لشکر حیرت مین پہونچا اُس کو نوحہ گر خاک بر سر پایا سارا ماجرا قتل غربال اور رہائی باغیان سُنکر کف افسوس ملے اور بغضب تمام چاہا کہ ابھی جاکر سبکو گرفتار کرون حیرت نے عرض کیا کہ اب کوکب اُنکا شریک معلوم ہوتا ہے آپ نہ جائیے یہ سب معرکہ جو پڑا کوکب ہی کا فساد تھا آپ اُسکو نامہ تحریر فرمائیے شاہ طلسم اِسکے منع کرنے سے تھم گیا اور چاہا کہ مکتوب تحریر کرون اُسوقت مصور کہ اول سے آیا ہوا ہی مگر تصویرین سحر سے سب حریفون کی کھینچنے مین مصروف ہی چندے سے طلسم باطن مین جاکر چلہ کش ہوا تھا یہ حال لڑائی کا سُنکر آیا سب اہل لشکر نے مع بادشاہ تک استقبال کیا اور بارگاہ مین لاکر پہونچایا ساتھ والونکو اِسکے اُتارا اِسنے سارا ماجرا شراکت کوکب کا جب سنا کہا میرا ابھی نام خط مین ضرور لکھنا اگر کوکب نہ مانے گا تو اسکی بھی تصویر مین کھینچونگا یہ مشورے باہم ہو رہے تھے کہ صرصر حاضر ہوئی شاہ جادوان اِسکو دیکھکر بہت برہم ہوا کہ مالزادی تو قران کو قید کرنے گئی تھی خالی پھر آئی اُسنے عرض کیا کہ ہنوز مین متلاشی قران تھی کہ سارے مجرم جال سے چھوٹے اور ہنگامہ سارے طلسم مین برپا ہو گیا کنیز مجبور ہو گئی مگر اب جاکر کسی عیار کو یا سردار لاتی ہون یہ عرض کر کے مع عیارہون کے روانہ ہوئی جب کنارے لشکر مہرخ گے پہونچین سب الگ الگ ہو گئین لیکن صرصر و صبا رفتار صورت فراشون کی بنکر داخل بارگاہ ہوئین اور ایک کونے مین ٹھہر کر فکر عیاری کرنے لگین یہان صبح کو نماز پڑھ کر عمرو کرسی پر

اگر بیٹھا ہی دربار جمع ہوتا جاتا ہی کہ یکایک نگاہ عمرو کی دو فراشون پر پڑی کہ مردنگین وغیرہ اُٹھا رہے ہین کنول سے شمعین وغیرہ نکالتے ہین مگر چال اُنکی عیارونکی طرح ہی یہ سمجھ کر بغور ملاحظہ کیا اور پہچانا کہ عیارہ ہین براہ استہزا پکار کر کہا ای کنیزو لوٹا بیت الخلا مین رکھ آؤ کنول مردنگ پنچھو دیہ صدا سُنتے ہی عیارہ سمجھ گئین کہ ہمین پہچان لیا جست کرکے سراپچہ بارگاہ کا پھاند کر بھاگین عمرو بھی سراپچہ پھاند کر پیچھے دوڑا اور لشکر کے کنارے وہ پہونچی تھین کہ یہ بھی جا پہونچا اُسوقت تو دونون عیارنیون نے نیچے کھینچے اور لڑنے لگین عمرو بھی خنجر کھینچکر مقابل ہوا صرصر نے کمند ماری اور صبا رفتار نے نیمچہ مارا عمرو نے اس طرح گردش تیغ کی کہ اُسکا نیمچہ خالی گیا اور خنجر سے حلقہ ہاے کمند بھی کٹ گئے اس اثنا مین برق فرنگی یہان آکر پہونچا اور اُستاد کو گھرا دیکھکر تلوار کھینچکر آپڑا ایک سے یہ لڑنے لگا اور ایک سے عمرو مقابلہ کرنے لگا لیکن اور عیارنیان جو علحدہ علحدہ ہو گئی تھین اُن مین سے تیز نگاہ نے دور سے اس لڑائی کو دیکھا دل سے سوچی کہ یہی وقت قابو کا ہی تو چل کر مہرخ کو پکڑ لاؤ یہ تجویز کرکے فوراً اپنے تئین بشکل عمرو تیار کیا اور دوڑتی ہوئی بارگاہ مین گئی مہرخ سے کہا ذرا ادھر آئیے مجھے کچھ کہنا ہے مہرخ حکم سے عمرو کے گردن تابی کبھی تو کرتی نہین فوراً تخت سے اُٹھ کر قریب آئی عیارہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور کنارے لشکر کے لائی اور بیضہ بیہوشی مُنھ پر لگا کر بیہوش کر کے پُشتارہ باندھا لیکر چلی اُسی طرف سے ہو کر نکلی جہان صرصر و عمرو لڑ رہے تھے دور سے نعرہ زن ہوئی کہ ای صرصر کیون لڑتی ہو مین مہرخ کو پکڑ لائی صرصر و صبا رفتار یہ صدا سُنکر بھاگین اور عمرو و برق نے تعاقب کیا مگر تیز نگاہ دور تھی بعجلت تمام چلی اور عمرو وغیرہ جو لپکے تو صرصر نے پھر کر روکا جب تیز نگاہ کچھ دور نکل گئی تو دونون عیارہ پھر بھاگین اسی طرح رُکتی اور بھاگتی ہوئین قریب دریای خونخوار پہونچین پکارین جلد ہمین دریا کے پار پہونچاؤ محافظان دریاے سحر پنجے کمر مین دیکر تینون کو پار لے گئے اُس وقت عمرو و برق مجبور آب دیدہ ہو کر واپس ہوئے عیارنیون نے مہرخ کو باغ سیب مین پہونچایا اور ایک ساحر کو روانہ کیا کہ شہنشاہ جادوان کو لشکر حیرت مین جا کر اس حال کی خبر دے اُسنے آکر بادشاہ سے خبر کی افراسیاب بکمال فرح مع حیرت سوار ہو کر باغ سیب مین آیا اور مہرخ کو قید سحر بٹھا کر ہوشیار کیا جب آنکھ اسکی کھلی اپنے تئین سامنے شاہ جادوان کے دیکھا گردن جھکا کر

چُپ ہو رہی اور حیرت ہوئی کیون چُھٹ ڈو تو مقابل شہنشاہ بادشاہ بنکر بیٹھی تھی دیکھو کیا تیرا حال ہوتا ہی مہرخ نے کہا خدا اسیر ابچانے والا ہی شاہ طلسم نے حکم دیا کہ بیرون باغ جلّاد کو بلا کر اسکو قتل کرو دریا کے اُس پار نہ لیے جاؤ بمجرد حکم طائران باغ اوڑ سے اور جلّاد طلب ہوئے طلسم باطن مین غلغلہ ہوا کہ جو شاہ طلسم سے بغاوت کرے گا اُسکا انجام یہی ہوگا آج مہرخ بادشاہ لشکر عمرو قتل ہوتی ہی ساحر جوق بجوق آنا شروع ہوے یہان تو قتل مہرخ کی تیاری ہو رہی ہی لیکن کیفیت عمرو کی سُنیے کہ یہ بیتاب و بیقرار ہو کر کنارے سے دریاے سحر کے جو پھرا ہر طرف اس فکر مین دوڑ رہا تھا کس طرح پار دریاے سحر کے جاؤن اور مہرخ کو چھڑاؤن ہر طرف بہت دوڑ دھوپ کی کچھ بس نہ چلا ناچار مجبور ہو کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور رجوع قلب سے درگاہ رب العزت مین استغاثہ کرنے لگا کہ **مثنوی**

الٰہی دعا ہو مری مستجاب ۔۔۔ مجھے پار دریا کے پہونچا شتاب
زمانے مین مخلوق ہین تیرے سب ۔۔۔ غرض ہر طرح تو ہی سب کا ہی رب
عجب ذات تیری ہی ای بے نیاز ۔۔۔ کہین ہی نیاز اور کسی جا ہی ناز
جو ماہیت بحر زخار ہے ۔۔۔ کسے اوسکا معلوم اسرار ہے
مگر اتنا ظاہر ہوا ہے نشان ۔۔۔ کہ اک موج کُن مین بنی دو جہان
اسی موج سے عرش ہے اوج پر ۔۔۔ حباب فلک اس سے ہین جلوہ گر
عجب کیا جو ہو بحر رحمت کا جوش ۔۔۔ اُسی بحر سے مین بھی ہون جرعہ نوش

اس دعا کرنے سے خضر قبول مددگار ہوے اور قلزم آرزو مین باد مراد سے بیڑا پار ہوا یعنے ایک ساحر طلسم باطن مین ہنس جادو نام رہتا ہے اور سسرال اُسکی اس پار دریا کے طلسم ظاہر مین ہے فی الجملہ زوجہ اُسکی اپنے میکے مین آئی تھی اُسنے اپنے بھائی عقاب جادو کو بھیجا تھا کہ میری بی بی کو لے آؤ بھائی اُسکا گیا اور ایک دن رہ کر دعوت کھا کر اپنی پیٹھ پر بھاوج کو سوار کر کے بشکل عقاب اُڑتا ہوا چلا اتفاق سے راہ مین اسکو رفع احتیاج کی ضرورت ہوئی اُسی کوہ پر اُترا کہ جہان عمرو بیٹھا دعا کر رہا تھا وہ بھاوج کو اُتار کر ایک جگہ بٹھا کر آپ بہت دور کسی کونے مین جا کر احتیاج رفع کرنے لگا عمرو نے دعا کرنے کرتے جو نگاہ کی دیکھا ایک زن حسینہ و جمیلہ کہ زلف دلاویز اُسکی کمند گردن طائر جان عاشقان ہی اور چشم فتان اُسکی گردش دہ بخت بیدلان ہی گھڑی ہی گہنا پاتا پہنے ہے رخسار تابناک سے

خرمن جان صبر و قرار پر آتش زن ہی نظم

گیا آنکھ اُٹھا کر جو اُسنے خیال — شب تار عشاق تھے سر کے بال
ہویدا تھے موتی ہر اک تار مین — کہ جیسے ستارے شب تار مین
نہ تھے سر کے بالونمین لولو عیان — کہ تھے سنبلستان مین جگنو عیان
وہ یا پیچ مین لائے جانِ جہان — دلِ روشن عاشقان جہان
عجب اُسکی چتون تھی عالم فریب — دلون کو جو دیتی تھی ہر دم فریب
جدھر پڑ گئی نور آگین نظر — تو فی الفور بجلی گری جانون پر

ایسی زن زہرہ شمائل کو دیکھکر حیران ہوا کہ الٰہی یہ کہان سے یکایک آگئی لیکن اُٹھکر اُسکے پاس گیا اور کہا ای نازک اندام ذرا میری طرف دیکھو وہ عورت اِس صدا سے پھر کر دیکھنے لگی کہ یہ کون آیا عمرو نے بیضۂ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوئی اُسکا پیرہن اُتار کر زنبیل مین اُسکو رکھ لیا اور آپ وہی کپڑے اور زیور وغیرہ پہنکر فی الفور اُسی کی ایسی صورت بنکر بیٹھا اِس عرصہ مین عقاب فارغ ضرورت سے ہو کر آیا اور کہا بھابھی آؤ سوار ہو عمرو نے اُسکو دیکھکر بالشت بھر کا گھونگھٹ نکال لیا اور وہ غلطک مار کر صورت عقاب کی بنکر سامنے آیا عمرو آہستہ سے اُسپر سوار ہوا اور اُسنے پرواز کر کے اپنے تئین قریب دریای سحر پہونچایا چاہا اُس پار جاؤن دریا مین تلاطم پیدا ہوا اور پاٹ دریا کا بڑھنے لگا اُسوقت عقاب نے پکار کر کہا کہ زوجہ ہنس جادو مصاحب بادشاہ طلسم کو مین سون لینے گیا تھا اور سند پار اُترنے کی جو ہنس نے شہنشاہ سے حاصل کی تھی وہ محافظان دریا کو دے گیا تھا آج مجکو راستہ ملنا چاہیے یہ صدا دینے سے خروش دریا کا کم ہوا اور اصلی حالت پر بہنے لگا یہ اُڑتا ہوا پار دریا کے پہونچا اور دم بھر مین ایک مکان مین آکر اُترا عمرو نے دیکھا کہ صحن مکان شستہ و رفتہ ہی سامنے ایوان مین جو کا تختون کا بچھا ہی اُسپر فرش دری چاندنی کا بہت ستھرا و عمدہ ہے گاؤ تکیہ لگا ہے دیوارمین تصویرین اور آئینہ نصب ہین طاق برابر برابر بنے ہین اُن مین اچار یان اور گلدستے دھرے ہین دوسری سمت کے دالان مین باورچیخانہ ہی اناج کی کوٹھری مین قفل لگا ہے جو کی بچھی ہے ظروف ہر قسم کا اُسپر چنا ہی ایک سمت صحنچی مین جو کا دیا ہی ہار پھول رکھے ہین اسباب ساحری مہیا ہی جوکے پر گاؤ سے پشت لگائے ایک ساحر سانولے رنگ کا بیٹھا ہی جسوقت کہ اُسنے اپنی بی بی کو دیکھا تخت سے اُٹھ کر قریب آیا عمرو نے بھی گھونگھٹ

اٹھا کر مسکرا کر آنکھون کو پھرایا اُسنے اگر گود مین پشت عقاب سے اُٹھا کر تخت پر لیجا کر بٹھایا اور کہا ای بھائی عقاب تم اپنے گھر جاؤ مین اپنی زوجہ کو گھر بار سپرد کر کے دربار سپرد کر کے دربار شاہ طلسم مین جانے والا ہون وہان مہرخ کے قتل کی تیاری ہو رہی ہی ایک عالم جمع ہی تم بھی اپنے گھر سے ہو کر آؤ اور تماشا دیکھو عقاب یہ کلام سُنکر چلا گیا جب تنہائی ہوئی اُسنے زوجہ سے اختلاط کرنا شروع کیا عمرو وہان سے اُٹھا اُسنے پوچھا کہان جاتی ہو جواب دیا کہ کوٹھری مین شراب لینے وہ چُپ ہو رہا عمرو نے کوٹھری مین جا کر دیکھا کہ جملہ اسباب خانہ داری برتن اور صندوق اور پٹارے وغیرہ رکھے ہین طاق پر شیشے شراب کے چُنے ہین یہ دیکھکر ایک شیشہ شراب کا لے کر وہین بیہوشی آمیز کر کے باہر آیا اور جام بھر کر پہلے ہنس کو دیا وہ بے وسواس پیگیا اور چاہا بی بی سے لپٹون عمرو پہلو سے تڑپ کر نکلا وہ اُٹھ کر پیچھے چلا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا عمرو نے جال الیاسی مار کر سارا مکان اُسکا لوٹا کوئی چیز باقی نرکھی پھر اُسکا پیرہن لیکر اُسی کی ایسی شکل بنکر اُسے بھی زنبیل مین رکھ لیا اور آپ جھولی سحر کی گلے مین ڈال کر وہان سے جب باہر نکلا دیکھا خلقت گروہ گروہ چلی جاتی ہی بعض اُن مین عشرت کرتے ہین کہتے جاتے ہین کہ آج دشمن مارا جاتا ہی اسی لئے کہ مہرخ نے شراکت کر کے عمرو کو تقویت دی آج وہ بیکس و ناچار بندھی بیٹھی ہی یہ تقریر سُنکر دوسرا بولا کہ میان توبہ توبہ کرو کسی کی مصیبت پر ہنسا نہ کرو یہ بھی گردش فلک ناہنجار ہی جو عالی ہمتون کو دام مصیبت مین پھنساتا ہی اور شاہون کو تخت عزت سے اُتار کر بوریائے فلاکت پر بٹھاتا ہی کیسکو دل شاد نہین رکھتا کوئی گھر آباد نہین رکھتا **نظم**

جلا دینے مین یہ وہ بیباک ہے
کہ سارا جہان مشت خاشاک ہے

مقابل اگر کوہ ہو جنگ کو
لہو سے بھرے ہر رگ سنگ کو

یہ جس جا یہ آتش فشانی کرے
جو فولاد بھی ہو تو پانی کرے

اسی طرح باتین کرتے جاتے تھے عمرو بھی انھین کے ساتھ چلا یہان تک کہ دربار غ سیب پر پہونچا اُس جگہ بڑا مجمع نظر آیا کہ سامنے افراسیاب و حیرت کرسی پر بیٹھے تھے اور جلاد با تیغہائے برہنہ سر پر مہرخ کے کھڑے تھے ساحر ہر سمت قہقہے لگاتے تھے مہرخ بحسرت و یاس سمت فلک دیکھتی اور دل سے دعا کر رہی تھی کہ اے خالق بے نیاز **ابیات**

توہی خالق ظلمت و نور ہے
داون سے قرین جسم سے دور ہے

تو ہی روشنی بخش خورشید و ماہ	کیا روز و شب کو سفید و سیاہ
ہین مخلوق تیرے زمین و زمان	خدا اے جہان و خداوند جہان
کرم سے ترے ای جہان آفرین	رہا قید سے ہووے یہ دل حزین

یہ دیکھکر عمرو بھی رونے لگا لیکن قریب شہنشاہ ساحران جاکر عرض کیا کہ میرا جی چاہتا ہی
اس مجسمہ کو اپنے ہاتھ سے مین قتل کرون شاہ نے کہا جاؤ اور سر کاٹ لاؤ ہنس
تلوار کھینچکر بڑھا جلاّدون کو ہٹا دیا شاہ سے کہا آپ سحر اپنا دفع کر دیجیے مین نے اسکو
خوب مسحور کر لیا اُسکو تو یہ گمان مطلق نہ تھا کہ کوئی عیار یہان آئیگا کیونکہ دریا کے پار
کوئی نہین آسکتا ہے پس بادشاہ نے سحر اپنا دفع کر دیا عمرو قریب جاکر مہرخ کو دھمکانے
لگا کہ بادشاہ طلسم کی اطاعت کر تو جان تیری بچ جائے اُس اسیرہ نے جھلا کر جواب دیا
کہ لاکھ جان میری نام پر عمرو کے فدا ہی تو مجکو جلد قتل کر عمرو نے کہا تیرے دشمنون کو
مارون یہ کہکر جال الیاسی مار کر مہرخ کو کھینچکر زنبیل مین ڈال دیا اور نعرہ کیا کہ منم عمرو
عیار نامدار یہ نعرہ سُنکر ساحر لینا لینا کہکر دوڑے عمرو نے دو تین حقہ ہائے نفتی داغ کر
مارے کہ دُھوان پھیلا اور تاریکی ہو گئی اسی اندھیری مین دو ایک ساحرون کے خنجر مار کے
سر اُنکے جُدا ہوئے شور و غوغا اُنکے مرنے کا بلند ہوا اور زیادہ تاریکی چھائی عمرو گلیم
اوڑھ کر غائب ہوا افراسیاب و حیرت کو ایک عالم محویت اور حیرت تا دیر رہا پھر جو ذرا
حواس درست ہوئے دیکھا دو ایک ساحر مرے پڑے ہین اور مہرخ کا پتا نہین ہے یہ
دیکھ کر دنگ ہو گیا اور حیرت نے کہا ای شہنشاہ عمرو بد بلا ہے مجکو یہ حیرت ہے کہ
وہ یہان کس طرح آیا شاہ طلسم نے کچھ سحر پڑھا کہ ایک پتلا پیدا ہوا اُس سے کہا کہ عمرو
کہان ہی اُسنے جواب دیا کہ اس پار دریا کے طلسم مین پھر اُس سے پوچھا کہ سچ بتا اُسنے
کہا مین جھوٹے پر لعنت کرتا ہون وہ طلسم مین ہی طلسم مین ہی شاہ نے اُسیوقت کتاب
سامری منگا کر دیکھی ظاہر ہوا کہ عمرو وزوجہ ہنس جادو بنکر پُشت عقاب پر سوار ہو کر
یہان آیا ہی پھر ہنس کو بھی اُسنے قید کیا اور آپ اُسکی صورت بنکر مہرخ کو آکر چھڑا
لے گیا یہ دیکھ کر عقاب کو شاہ نے بلوایا اور کہا ای بے وقوف تو عمرو کو اپنی پیٹھ پر لادکر
یہان لے آیا اور بھائی کو اپنے قتل کرایا عقاب یہ سُنکر رونے لگا اور ہنس کے
گھر کی طرف چلا اور سارا مجمع وہ برطرف ہوا جلاد محروم ہو کر اپنے گھر چلے اور ساحران طلسم

عبرت کرتے نام عمرو سے خوف کھاتے اپنی جگہ پر گئے بادشاہ طلسم باغ مین جا کر بیٹھا اور حکم دیا کہ
طائران طلسم ہر سمت ندا کرین یعنے عمرو طلسم مین آیا ہی سب ساکن یہان کے ہوشیار رہین اور بند و بست
کیا جائے کہ وہ مفتری اب دریا کے پار نہ اُترے غرضکہ منادی نے ندا کی سب ہوشیار ہوگئے
اور محافظان دریا سے کہلا بھیجا کہ بغیر میرے حکمنامے کے کسی کو پار اُترنے نہ دینا یہ بند و بست
کر کے ٹھہرا تھا کہ مصور کا نامہ آیا لکھا تھا کہ سُنا گیا ہی عمرو پار دریا کے طلسم باطن مین گیا ہی
فی الجملہ عمرو کی تصویر بن جائیگی اسکو پہچان کر گرفتار کردونگا جب یہ نامہ پڑھا جواب لکھا کہ
صورت یہ تصویر بن جائیگی اسکو پہچان کر گرفتار کردونگا جب یہ نامہ پڑھا جواب لکھا کہ ضرور
تشریف لائیے اور سر ایک حضار دربار سے کہا اب خداوند زادے تشریف لائے
ہین وہ عمرو کو قید کرادینگے یہ خبر طلسم مین مشتہر ہوئی ہر جگہ لوگ ذکر کرنے لگے عمرو نے
بھی یہ ماجرا سُنا گھبرایا کہ دیکھیے جان کیونکر بچتی ہی آخر گلیم اوڑھے پھر ہنس جادو کے مکان
مین آیا اور فی الفور دوبارہ اُسکی جورو کی اُسیسی صورت بن کر اسباب ظاہری تخت دری
وغیرہ زنبیل سے نکال کر قاعدے سے درست کر کے بیٹھا راوی کہتا ہی کہ ہنس نے جب اپنی
زوجہ کو اُسکے میکے بھیجا تھا تو ملازمون کو رخصت دی تھی کہ اس عرصے مین فرصت ہے
تم بھی اپنے گھر ہو آؤ اُسوقت غلغلہ جو طلسم مین ہنس جادو کے مارے جانے کا
برپا ہونا مامااصلین بدحواس دوڑی آئین بی بی کو اپنی بیٹھے دیکھ کر سلام کیا بلائین لین کہ
واری دشمنون مدعیون کے منھ مین خاک پڑے افواہ اُڑاتے ہین عمرو نے کہا کیا کیا
کچھ کہو تو اُنھون نے کہا میان کو کہتے ہین کہ دشمن اُنکے عمرو کے ہاتھ سے مارے گئے
یہ سُنتے ہی عمرو لگا سر پیٹنے نتھ اُتاری چوڑیان توڑین اور بیچ انگنائی مین ٹانگین پھیلا کر
واویلا مچانے لگا اُسوقت عقاب روتا ہوا آیا اور بھاوج کو غمناک دیکھکر سوچا کہ شاہ
طلسم نے کہا تھا عمرو تیری بھاوج کی شکل بنکر آیا ہی اب نہین معلوم کہ یہ میری بھاوج ہی یا
عمرو ہے اس سوچ مین رونا بھی بھولا اور بغور دیکھنے لگا عمرو نے اسکو متشوش دیکھکر
بفراست دریافت کیا کہ معلوم ہوتا ہی میرے حال سے یہ کچھ مطلع ہوگیا ہے یہ دریافت
کرتے ہی پکارا کہ بھیا ایک پہاڑ پر مجھکو ٹھہرا کر تم جو گئے تھے وہان ایک شخص آیا اور اُسنے
ایک انڈا میرے منھ پر مارا پھر مجھے ہوش نہ رہا بعد کچھ دیر کے اس اکیلے گھر مین اپنے تئین
مین نے پایا اور ایک دُبلے پتلے آدمی کو دیکھا کہ اُسنے پہلے سارا گھر لوٹا پھر میرا گہنا تو

آتا رہی چکا تھا مجھ کو خنجر سے ہلاک کرنے قریب آیا جان تو پیاری ہوتی ہی مین سنے غل مچائی وہ بھاگ گیا اب سُنتی ہون کہ وہ عیار تھا اور اُسنے میرے وارث کو مار ڈالا ہی کیون یہ بات سچ ہی کہ بھائی تمھارے مارے گئے عقاب نے جو یہ تقریر سُنی سمجھا کہ عمرو جب میرے بھائی کو قتل کر چکا ہوگا تو گھر لوٹ کر اُسکو بھی زنبیل سے نکال کر مارتا ہوگا کیونکہ عمرو پہلے بھی اس بار آیا تھا اور شہرون کو لوٹا تھا تو ساحر زنبیل سے واقف ہین غرضکہ عقاب کو جب یقین ہوا کہ یہ میری بھاوج ہی پاس بیٹھ کر ہائے ہائے کر کے پیٹنے لگا پھر تو عمرو نے اُٹھکر دو تین ٹکرین دیوار سے لگائین کہ سر پھٹ گیا خون بہنے لگا اور بین کرنا شروع کیے کہ ہے ہے میرے ناز اُٹھانے والے تو کدھر چل بسا ہائے ہئے میرا بادشاہی تخت لُٹ گیا لوگو میرا وارث مجسے رُوٹھ گیا ظلم

طماچون سے نیلے کیے اُسنے گال — گیا اُسنے ماتم مین سینے کو لال
کہانتک ارے لوگو مین دُکھ بھرون — جیسے میرا خاوند اور مین مرون
ارے لوگو قسمت میری سو گئی — یہ کہتے ہی میر بیٹیا غش ہو گئی
ہوئی بعد لمحے کے جب ہوشیار — بھرے اشک آنکھون مین دل بیقرار
سخن تھا زبان پر یہ ہر دم کہ ہای — کدھر رانڈ یہ ڈھونڈھنے تجکو جائے
مرا ماہ پیکر کہان ہے بتاؤ — اُسے میری چھاتی سے لاکر لگاؤ

اِسی نوحہ و شیون مین سر پیٹتا باہر نکلکر چلا عقاب ہان ہان کرتا پیچھے دوڑا کہ بھابھی کہان جاتی ہو اس نے ایک اسکی نہ سُنی اُسنے ہاتھ جوڑے منتین کین مگر نہ مانا اور سر سے لہو بہتا چاک گریبان سینہ زن سر برہنہ کیے سیدھی باغ سیب کی طرف چلی عقاب اُس وقت تو آگے بڑھ گیا اور خدمت شاہ جادوان مین آکر عرض پیرا ہوا کہ عمرو پہلے تو میری بھاوج بنکر بھائی کے پاس آیا جب اُنکو مار چکا اور گھر لوٹ چکا تو بھاوج کو زنبیل سے نکال کر قتل کرنے لگا ارادہ کیا اُسنے غل مچائی اسوجہ سے چھوڑ کر بھاگا اور صورت میرے بھائی کی بنکر آیا صرخ کو چھڑا لیگیا فی الجملہ بھابھی نے جب سے رہا ہو کر حال اپنے شوہر کا سُنا ہی سر پھوڑا ہی قریب ہلاکت اپنے تئین پہونچایا ہی اب آپ آتی ہین شاہ طلسم کتاب سے اول دریافت ہی کر چکا تھا کہ عمرو پہلے زوجۂ ہمنفس بنا تھا پھر اُسکی شکل بنکر یہان آیا تھا اس دھوکے مین دوبارہ کتاب نہ دیکھی عقاب کے قول کو صحیح سمجھا اس اثنا مین باغ کے در پر صدا اے نالہ و زاری برپا ہوئی اور زوجۂ ہمنفس سامنے بادشاہ کے آئی پاؤن پر گر پڑی شاہ نے سر اوسکا

اٹھا کر دیکھا ہچکی لگی ہی لہو بہ رہا ہی بال کھلے ہین اس حال زار کو دیکھکر آپ بھی آب دیدہ ہوا اور
کہا خداوند سے چارہ نہین ہی ای نیک بخت ہنس جادو تو نہین ہے اور باقی سب چیز تیرے
واسطے موجود رہا ہی تیرے خاوند کا تجھکو ملے گا جا اپنے گھر مین چین سے رہ اور صبر کر
یہ کلمات تشفی آمیز سُنکر وہ سوگوار عرض کنان ہوئی کہ میرے پاس اب ہی کیا گھر سارا عمرو لوٹ
لے گیا اب اکیلے مکان مین اگر رہون زمانہ کہے گا کہ یہ جوان جہان ہی دیوار کے پاس رہتی
ہوگی ای شاہ مین بدنام ہو جاؤن گی مجھے میرے ماں باپ پاس پہونچا دیجیے آپکی مہربانی
اگر ہوگی اور وہان تنخواہ ملے گی کھاؤن گی اور آپ کو دعا دون گی اور اگر نہ دیجیے گا تو
مین چرخا پونی کر کے اوقات بسر کرون گی یہ کہکر خوب روئی حیرت بھی رونے لگی اور
گویا ہوئی کہ ای شہنشاہ یہان جو یہ رہے گی تو ہر وقت شوہر اسکو یاد آئے گا کہ ہای یہان وہ
بیٹھتا تھا اس جگہ سوتا تھا اس یاد مین دن رات رو رو کر مر جائیگی لازم ہی کہ اسکو والدین کے
یہان اسکے بھجوا دیجیے شاہ طلسم نے اسکے کہنے سے دو تین ساحر خدمتگار اپنے ساتھ کیے کہ بحفاظت
تمام اسکو میکے مین پہونچا آؤ اور ایک طاؤس سحر سے بنا کر سوار کر کے کچھ روپیہ دیکر روانہ کیا جب
دریاے سحر کے کنارے پہونچے شاہ طلسم کے خاص اردلی کے خدمتگار تمغے باندھے ساتھ
تھے انکو کون روکتا پاسبانان دریا نے راستہ دیا اور طاؤس اُڑتا ہوا پار دریا کے اُسی کوہ کے
قریب پہونچا کہ جہان سے عمرو عورت بنکر پشت عقاب پر سوار ہوا تھا وہان پہونچکر اُن
ساحران ہمراہی سے کہا کہ اسی جگہ مجکو اُس عیار نے بیہوش کیا تھا تم ذرا مجھے اُتار دو تو مین
اپنے خاوند کو رو لون کہ وہ گھڑی کم بخت کون سی تھی جو مین یہان پہونچی تھی اور مین بھوکی
بھی ہون کئی دن سے کچھ کھایا نہین اس جگہ ٹھہر کر کھاؤن گی یہ التماس سُنکر ساحرون
نے طاؤس اُتارا پہلے تو عمرو نے ہاے ہاے کر کے خوب رویا پھر کچھ میوہ اپنے پاس سے نکالا
اور اُن ساحرون کو دیا کہ تم بھی کھاؤ اور آپ بھی ایک آدھ دانہ کھایا لیکن وہ میوہ کھا کر
بیہوش ہو گئے عمرو نے سب کے تمغے اور لباس اور جو کچھ اُنکے پاس تھا لیکر ایک رقعہ لکھ کر
اُنکی داڑھی کے بالون مین باندھ دیا مضمون رقعہ یہ تھا کہ ای خیرہ سر افراسیاب منم کشندہ
ساحران عالم دیکھا تو نے کہ اُسی ایک عیاری سے جس صورت کہ وہان گیا تھا اُسی طرح
بفضلہ تعالی چلا آیا اسی طرح ایک روز تجکو بھی آکر مار ڈالون گا ورنہ میری اطاعت مین حاضر
اور اسلام اختیار کر یہ رقعہ باندھ کر کوہ سے اُتر کر اپنے لشکر کا راستہ لیا لشکر مین جب سے

برق عیار نے آکر کہا ہے کہ عیار بچی مہرخ کو پار دریاے سحر کے لے گئی یہ سنتے ہی بہار و نافرمان پچھاڑین کھانے لگین یقین ہو گیا کہ مہرخ زندہ نہ بچے گی آخر پابوس ہو کر ہر ایک دعا مین مصروف ہوئین اور بتیابانہ درگاہ کریم کارساز مین کہتی تھین کہ بیت

توو ہ کریم ہی ناشاد کو جو شاد کرے	مراد مند کو ہر طرح بامراد کرے

خداوندا ہمارے سرپرست اور بادشاہ لشکر کو اُس موذی کے ہاتھ سے رہائی دے یہ دعا ورد زبان تھی اور گریہ اہل لشکر کر رہے تھے کہ عمرو آکر پہونچا اور سب کو تسکین دے کر مہرخ کو زنبیل سے نکالا اُسکی جو آنکھ کھُلی اپنی بارگاہ مین اپنے تئین پایا سجدۂ شکر معبود حقیقی ادا فرمایا اور حمام کر کے خلعت شاہانہ پہنکر تخت پر جلوس کیا شور تہنیت بلند ہوا سردار تمام مسرور ہوے اور عمرو کی عیاری کا حال سُنکر سب کو نہایت تعجب ہوا الحاصل صحبت عیش برپا ہوئی بادہ خواری ہونے لگی نغمۂ مسرت آغاز ہوا یہ تو سب مصروف عیش و نشاط ہین لیکن کچھ عرصے مین پہاڑ پر ساحر ہوشیار ہوے اور اپنے تئین برہنہ دیکھکر نالان و گریان پھر کر پاس افراسیاب کے گئے اُسنے رقعہ داڑھی سے کھولکر پڑھا اور زانو پیٹ لیا کہا ای حیرت وہ زوجۂ ہمنس جادو نہ تھی عمرو تھا کہ دھوکا دے کر پار اوتر گیا یہ سُنتے ہی خدمتگاروں نے آپس مین کہا کہ بھائی ہمارے نصیب اچھے تھے جو اُس عیار نے ہمین ہلاک نہ کیا اور اپنے اوپر سے سب نے صدقے اُتارے لیکن شہنشاہ ساحران نے نامہ بنام مصوّر لکھا مضمون یہ تھا کہ ای قدوۂ ساحران و ای زبدۂ سامری پرستان حضور نے یہان تشریف فرما ہونے کا وعدہ فرمایا تھا کہ عمرو کو گرفتار کر دونگا فی الحال وہ مکّار یہان سے طلسم ظاہر مین چلا گیا آپ اُسکو قید کر لیجیے یہ لکھکر نیچے کے ہاتھ روانہ کیا جب نامہ مصوّر کو پہونچا وہ عازم روانگی کا تھا ٹھہر گیا اور صورت نگار اپنی زوجہ سے کہا مین عمرو کو اب گرفتار کرتا ہون مین نے تصویر اُسکی کھینچی جس حال مین وہ ہوگا مین شناخت کر لونگا یہ تقریر اُسنے تو اپنی زوجہ سے بیان کی لیکن برق فرنگی عیار بصورت مبتدل بہر خبر گیری آیا تھا اُسنے بھی سارا ماجرا سُنا اور جا کر عمرو سے سب کیفیت بیان کی عمرو نے کہا بیٹا کسی صورت سے میری تصویر مصوّر پاس سے لانا چاہیے برق فرنگی نے عرض کیا جاتا ہون اگر بن پڑتا ہی تو لاتا ہون یہ کہہ کر روانہ ہوا اور عمرو بھی بارگاہ سے اُٹھکر صحرا مین گیا اور صورت ساحر کی بنکر مخفی ہوا لیکن شاہ طلسم نے بعد تحریر نامہ عیار بچیون

کو بُلا کر کہا کہ تمھاری جانبازی مین کسی طرح کا شک نہین مگر لازم ہی کہ لشکر حیرت مین جا کر مصوّر کی حفاظت کرو اور جب وہ عمرو کو گرفتار کرلین تو یہان لے آؤ عیار نیان حسب الحکم پاس مصوّر کے آئین حکم شاہ سے اُسکو اطلاع کی اُسنے اپنی بارگاہ کے چار سمت چار خیمے استادہ کرا کر عیار بچیون کو فروکش کیا کہ یہان رہکر تم میرے حال کی نگران ہو اور بہت سے ساحرونکا پہرا مقرر کیا کہ اجنبی کو آنے نہ دینا اور چند کنیزین اپنی خدمت کو پاس رکھ لین باقی سب ملازمون کو باہر رہنے کو حکم دیا جب سب انتظام کر چکا تصویر عمرو کی صندوق سے نکالکر اپنے گلے مین پہن لی کہ ہر وقت پیش نگاہ رہے تاکہ مین دھوکا نہ کھاؤن غرض سب طرح اطمینان کرلیا کہ برق جو عیاری کرنے چلا تھا بصورت مبدل اُسکے لشکر مین آیا دیکھا بڑا انتظام ہے کوئی بارگاہ مین جانے نہین پاتا ہے یہ دیکھکر کنارے ٹھہر رہا اس اثنا مین ساقی ازل نے مینای زنگاری سے آفتاب کو ساغر مغرب مین بھرا اور مجلس بادہ خوارون کی طرح خمخانہ سپہر مین کواکب محفل آرا ہوئے

نظم

وہ رات اس طرح کی طرحدار تھی	کہ اُس سے خجل زلف دلدار تھی
چراغان سے روشن وہ لشکر ہوا	کہ جیسے ستارون کی پھیلے ضیا
ضیا سے چراغون کے انجم سیاہ	خجل قمقمون سے تھی قندیل ماہ

رات کو طشت صاف کرنے کے لیے مہترانی مہ پارہ ٹوکرا کمر پر رکھے ہاتھون مین نوگرہیان اور پاؤن مین پلی سونے کی پہنے کان مین پات بالیان اور جھمکے آراستہ کیے بصد ناز و انداز آنکھ ہر ایک سے ملاتی اپنی آن بان دکھاتی جاتی تھی برق نے جو اُسکو دیکھا سوچا کہ اندر بارگاہ کے جائیگی اسکو لینا چاہیے یہ سوچکر قریب اُسکے گیا اور یہ شعر پڑھا کہ بیت دل مین رکھی زہرہ جبینون سے صفائی منظور ✤ میری قسمت کا ستارہ ہوا جھاڑو پیدا ✤ جھاڑو کا نام سُنکر مہترانی نے پھر کر دیکھا اور مسکرائی برق نے کچھ اشرفیان دکھلائین اور منت سے کہا واسطہ سامری کا ایک بات میری سنتی جاؤ مہترانی لالچ مین آکر اسکے پاس آئی اور کہا یہان تم پہلے وہ جو درخت سامنے لگا ہی اور اُس جگہ گوشۂ تنہائی ہے کوئی آتا جاتا نہین ہے وہان جا کر ٹھہرو مین آتی ہون یہان بات کرنے مین بد نامی ہے برادری مین پنچایت اُٹھ جاؤن گی حقہ پانی بند ہو جائے گا برق نے کہا ہم تیرے عوض روٹی بنجا دینگے مہترانی بولی کہ کیا ضرورت ہی جو بات سہل مین ہو جائے اُسکو مشکل کیون کیجیے یہ سُنکر برق

ادل تنہائی مین گیا پیچھے مہترانی بھی ٹالا بالا دے کر کترا کر وہین آئی اِسنے اُسکو اشرفیان دین اور رخسار پر محبت سے ہاتھ پھیرا مہترانی بولی کہ مین بات سُننے آئی ہون یہ جھٹے بازی مجھے اچھی نہین لگتی یہ کہہ کر چھاولی بتائی اور اُٹھ کر چلی برق نے ہاتھ بیہوشی کا بھرا ہوا تو مُنہ پر پھیرا ہی تھا دو قدم آگے بڑھی تھی کہ بیہوش ہوکر گری اِسنے زیور اور پیراہن اُسکا اُتار کر آئینہ سامنے رکھکر فلیتہ عیاری جلا کر اُسکی ایسی صورت اپنی بنائی بلکہ اور زیادہ اپنے حُسن کی بناوٹ کی مانگ سر پر نکالی گلے مین چمپاکلی پہنی ڈوپٹے کی گاتی اِسطرح پر باندھی کہ چھاتی کے اُبھار پر سب کی نگاہ پڑے رخسار ٹوکرا اُٹھانے کے بوجھ سے ایسے تمتما کر سُرخ ہوگئے تھے کہ فی الحقیقت گلاب کو شرماتے تھے کہ نظم

وہ رخسار سرخ اُسکے تھے بیمثال — کہ گل زرد ہوا اُنسے ملکر کمال
وہ لب اُسکے دونون تھے قند و شکر — چمٹتے تھے باتون مین بایکدگر
نزاکت کو موے میان باندھ لائے — دہن ڈھونڈھے تو حد عدم کھو اجائے
وہ سینہ تھا اک سطح آب گہر — مگر دو حباب اُس مین تھے جلوہ گر
جو قد دیکھے محشر اسے آئے یاد — قیامت تھی قامت کی اک خانہ زاد

اِس صورت زیبا سے تیار ہوکر بارگاہ کی سمت چلا جسنے نگاہ کی فریفتہ ہوگیا سپاہی شعر عشق انگیز پڑھنے لگے دربان آوازے کستے تھے ایک بولا بی مہترانی جو کچھ گرا پڑا ہو ہمارے بھی اُٹھالو دوسرے نے کہا کیون تمہاری جو کی کون صاف کرتا ہی مہترانی نے مسکرا کر کہا کچھ شامت آئی ہی مجھکو دل لگی بازی بنایا ہی دیکھو حضور سے آج کہون گی یہ کہتی ہوئی اندر بارگاہ کے گئی اور جہان ملازم اور کنیزان ماہرو کا مجمع دیکھا ٹوکرا جو کی خانہ مین رکھکر ابھی کہ سامری سلامت رکھے ذرا سی تماکو کھلا دیجیے ایک کنیز نے پان لگا کر دیا ڈوپٹے سے پکڑ لیا جھک کر سلام کیا ایک خواص بولی کہ میری بہو تجھ کا مہترانی نے ایک غزل گائی اِس مین ایک خواص کو احتیاج کی ضرورت ہوئی اُسنے کہا تو بھی مُردار اٹھلاتی ہی میرا مارے پیشاب کے بُرا حال ہی جلد جاکر کمالے ٹوکرا اٹھالے تو مین جاؤن مہترانی نے کہا بی بی خفا نہو چلو چلتی ہون یہ کہکر اُٹھی پیچھے پیچھے خواص آفتابہ لیے آئی مہترانی نے ٹوکرا ہٹا دیا اور کہا آؤ وہ اندر جیسے ہی آئی اِسنے حباب بیہوشی مارا کہ اُسکی آواز بھی نہ نکلی بیہوش ہوگئی برق نے فوراً پیراہن اُسکا اُتارا اور اُسکو خوب بیہوش کرکے آپ اُسکی ایسی صورت وہین بیٹھکر بنا

اور ایک قنات کی آڑ مین اُسکو لٹاکر اور اپنے ٹوکرے کو رکھکر وہان سے آیا اور جہان سے وہ کنیز
اُٹھکر گئی تھی اُسی بستر پر آکر بیٹھا لوگ سمجھے کہ مہترانی چلی گئی ہوگی اِس اثنا مین دوسرے دو حجرے
مین پلنگڑی جواہر کار آراستہ تھی اور بیچ مین پردہ پڑا تھا ادھر کنیزین تھین اُس طرف
مصور لیٹا تھا ایک کنیز کو اُنھین مین سے بُلا لیا تھا اُس سے اختلاط کر رہا تھا برق نے
ہزار تدبیر کی کہ مین مصور پاس جاؤن موقع نہ ملا لیکن حال سُنیے کہ اِسی بارگاہ کی متصل
بارگاہ صورت نگار کی برپا ہے وہ اُسوقت شوہر پاس آئی اور کنول بردارنیون اور
خواصون کو در بارگاہ پر چھوڑ کر اکیلی پردہ اُٹھا کر مصوّر پاس گئی وہ کنیز کے اُس وقت
بوسے لے رہا تھا اور کنیز بھی گردن مین ہاتھ ڈالے تھی اِس کیفیت کو صورت نگار
دیکھکر پیچھے ہٹی اور مصوّر گھبراکر اُٹھ بیٹھا کنیز بالون کو سمیٹتی دوپٹا اوڑھتی پلنگ سے اُٹھی کہتی
تھی کہ میان تم تو ناحق مجھے بدنام کرتے ہو مین راضی نہوتی تھی نگوڑ مارا زبردستی ہو کوئی
نوچا اور کھسوٹی کرے تو کیا کرون لیکن مصور نے زوجہ سے اپنی کہا کہ ای ملکہ آپ رُک
کیون رہین آیے آیئے صورت نگار نے کہا کیا کرون آکے تم مزے اُڑاؤ مجھے بُلا کر کیا
کروگے کم بخت جو مین جانتی کہ یہان یہ کرشمہ ہو رہا ہے تو کاہے کو آتی پرائے مزے مین کھنڈت
ڈالتی اور کنیز سے بولی کہ رہ تو جب کیا باتین بناتی دھگڑے پاس سے اُٹھی ہے اب کیا پوچھنا
ہے تم گھر والی نہین ای سر منڈا اگر گدھے پر سوار نہ کیا تو اپنا نام نہ رکھا لو سوت پرائی لیٹی تو
پڑین تھین پھر راضی نہین تھین یہ کہکر جوتی آتار کر دوڑی لونڈی بڑبڑاتی ہوئی بھاگی
کہ جیسے اِنکے میان مین لعل لگے تھے جو کسی نے توڑ لیے اُسوقت مصور نے آکر بی بی کا ہاتھ
پکڑ لیا کہ صاحب سُنو تو سُنو تو غصہ جانے دو اُسکی کیا خطا ہے مین نے پاؤن دبانے بلایا تھا
تو آؤ بیٹھو یہ کہکر منت سے بٹھایا صورت نگار بیٹھی تو مگر رنجیدہ کچھ رُکی ہوئی ہر چند مصوّر
نے گڑگڑایا مگر بات نہ کی اُٹھکر اپنی بارگاہ کو چلی برق سارا ماجرا کنیز بنا ہوا دیکھ رہا تھا
اُسکے ساتھ ہو لیا جب یہ اپنی بارگاہ مین آئی وہان کا سارا غصہ لونڈیون پر اپنی اُتارا کسیکو
گالیان دین کسی کو جوتیان لگائین کسی پر کوڑا اٹھکارا ناحق ناحق خفا ہوئی کسی سے کہا
مالزادی بجوان کیسا بہرا ہے کہ سُن سکتا نہین کسی نے کہا مین نے تجھے پکارا تھا جواب تو نے
کیون نہ دیا غرضکہ خوب بک جھک کر برق جو کنیز بنا ہوا آیا تھا اُسکی طرف متوجہ ہوئی کوئی
دل لگی تم میان کو کیون چھوڑ آئین اُسنے کہا بی بی تم تو پاس ہی نہ تھے دیکھا ائین مجھ سے

اُس لونڈی کا حال سُنیے کہ کیا کیا اُسکے نازمیان اُٹھاتے ہین یہ بات مطلب کی جو اُسنے سُنی
کنیزون پر خفا تو تھی ہی اُنکو ہٹا دیا اور اکیلی برق کو لیکر بیٹھی باتین پوچھنے لگی اُسنے کہا بی بی
دن رات ٹانگون مین ٹانگین ڈالے پڑی رہتی ہے میان چلہ کھینچنے کے بہانے اُسیکو لیے پڑے
رہتے ہین یہ باتین کرتے کرتے جماہی لی اور اُٹھا کہ حضور مین پھر حاضر ہونگی صورت نگار
نے کہا اری بیٹھ بھی اسنے کہا عرض نہین کرسکتی مجھے شراب پینے کی عادت ہے صورت نگار
نے کشتی شراب کی اسکو حوالے کی کہ تو بھی پی اور مجھے بھی پلا برق نے جام شراب بیہوشی بلا کر
اُسکو دیا کہ وہ پیتے ہی بیہوش ہو گئی تنہائی تو تھی ہی اسنے پیرہن اُسکا اُتار کر اور اُسکو خوب
بیہوش کر کے صورت اُسی کی ایسی بنکر اور اُسکو اُسی جگہ کی ایک دری مین لپیٹ کر بالاخانہ
کے ایک گوشے مین کھڑا کر دیا اور آپ پلنگ پر لیٹ رہا یہ تو بن سنور کر لیٹا لیکن مصور
نے بعد چلے آنے اپنی زوجہ کے پہلے تو کچھ کنیز کی خاطر داری اور دل جوئی کی پھر وہان سے
بڑی رات گئے بی بی پاس آیا اور پلنگ پر بیٹھ کر اور شانہ پکڑ کر کھینچ کر ادھر آؤ منھ سے بولو میرا
قصور معاف کرو زوجہ نقلی نے کروٹ لیکر اسکی صورت دیکھکر منھ چھپا لیا اور کہا جاؤ جاؤ
تم اپنی لونڈی سے خوش رہو اُسی سے قصور معاف کراؤ مجھ سے کیا سروکار ہے مصور نے ہاتھ
باندھے منتین کین گلے سے لگایا قسم کھائی کہ اب اُس کنیز کو بجائے اپنی مان بہن کے تصور
کرونگا اُس وقت برق نے سیدھے منھ سے بات کی اور ہنسکر بولا یہ بی بی پاس لیٹا اور
اختلاط کرنے لگا اس عرصے مین تصویر جو عمرو کی گلے مین پڑی تھی اُسپر نگاہ جا پڑی دیکھا کہ
صورت ساحر کی بنا ہوا ایک درہ کوہ مین بیٹھا ہے یہ دیکھکر زوجہ سے کہا کہ تمھاری بک جھک
مین عمرو کی گرفتاری کا کچھ خیال نہین رہا دیکھو درہ کوہ مین اس وقت بیٹھا ہے چلو گرفتار
کرلین اور پاس شہنشاہ کے بھجوا کر اطمینان حاصل کرین صورت نگار نقلی نے کہا اچھا
چلو مگر بھیڑ ساتھ نہ لو اکیلے چلو تاکہ وہ بھاگ نہ جائے مصور نے کہا اچھا اور بی بی کا ہاتھ
پکڑ کر روانہ ہوا جب قریب درہ کوہ پہونچا زوجہ مصنوعی نے کہا تم ٹھہرو مین درہ کوہ مین
جا کر گرفتار کیے لاتی ہون یہ کہہ کر جھپٹ کر درہ کوہ مین گیا وہان عمرو بیٹھا تھا اُس سے
کہا بھاگ جاؤ مصور تمھین پکڑنے آیا ہے عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور صورت نگار نقلی نے
ایک چیخ ماری کہ ارے دوڑو میان بلا بیٹھی ہے مصور دوڑ کر درہ کوہ مین آیا دیکھا نہ
عمرو ہے نہ کوئی ہے زوجہ میری دہشت سے کانپ رہی ہے لٹے کہا رات کا وقت تھا اس لیے

مین تمکو منع کرتا تھا کہ اکیلی درے مین نجاؤ آخر ڈر گئین یہ کہکر گلے سے لگایا اور کہا اب چلو
صبح کو عمرو کو پکڑ لینگے یہ باتین کرکے اُسکو گود مین اُٹھا کر اپنی خوابگاہ مین لایا اور لیٹکر پیار
کرنے لگا زوجہ مصنوعی نے اپنے پاس سے عطر بیہوشی نکال کر انگیا مین ملا خوشبو سے اُس کی
مصور چھینک مارکر بیہوش ہوگیا برق نے تصویر عمرو کی گلے سے اُتار لی اور چاہا کہ اسکا
بھی پُشتارہ باندھکر لیے جاؤن لیکن کیفیت سُنیے کہ عیار بچیان چارون کونون پر بارگاہ کے
اپنے اپنے خیمے سے جب زیادہ رات گئی تو نکل کر پہرا دینے لگین یکایک انھون نے چھینک کی
آواز سنی صرصر نے صبا رفتار سے کہا یہ تو چھینک ایسی ہے جیسے کسی نے کسی کو بیہوشی دی
اُسنے کہا واری سچ کہتی ہو چلو دیکھین بارگاہ مین کیا ہو رہا ہے یہ کہکر اندر بارگاہ کے
آئین اُنکے آنے سے برق سراپچہ بارگاہ چاک کرکے نعرہ مارکے کہ منم برق فرنگی بھاگ گیا
صرصر بھی سراپچہ پھاند کر پیچھے روانہ ہوئی لیکن برق دامن کوہ مین آکر ٹھہرا اور صرصر جو
چلی سمجھی کہ اگر وہ عیار مل بھی جائے گا تو برابر کا مقابلہ ہوگا ہاتھ نہ آئے گا لازم ہے کہ
تدبیر کرون جس سے وہ دھوکا کھائے یہ سوچکر اپنی صورت عمرو کی ایسی بنائی اور آگے
بڑھکر زفیل عیاری بجائی برق دامنہ کوہ مین متلاشی عمرو تو گھر ہی تھا زفیل کی صدا
سُنکر مقام بلند پر سے نگران ہوا ازبسکہ شب ماہ تھی اور چاندنی چھٹکی تھی اُسنے دور سے
دیکھا کہ اُستاد کھڑے ہین دوڑکر قریب آیا کیونکہ ایک بار مصور کے ساتھ جو آیا تھا تو درۂ
کوہ مین اُستاد سے ملاقات ہو چکی تھی سمجھا کہ اُستاد اُسی جگہ ملے تھے یہ وہی کھڑے ہین
غرضکہ پاس آکر عرض پیرا ہوا کہ استاد مصور تو بچ گیا لیکن مین تصویر آپ کی اُسکے پاس سے
لایا ہون صرصر نے آواز بنا کر کہا کہ بیٹا بڑا کام کیا شاباش مرحبا لاؤ وہ تصویر مجھے دو برق
نے وہ تصویر نکال کر حوالے کی صرصر تصویر لیکر جست کرکے بھاگی اور نعرہ زن ہوئی کہ منم
صرصر نعرہ سُنکر برق دوڑا لیکن وہ بھاگ کر بارگاہ مصور مین آئی اور اُس کو
ہوشیار کرکے سب حال بیان کیا کہ آپ ایسے غافل ہوگئے عیار کو بغل مین لیکر سوئے وہ
تصویر اُتار لے گیا مین اُس سے چھین لائی ورنہ آپ کی ساری محنت برباد گئی تھی یہ کہکر
تصویر حوالے کی وہ تصویر ملنے سے بہت خوش ہوا مگر اپنی زوجہ کو سب جگہ تلاش کیا
کہین پتا نہ ملا نہایت پریشان ہوا آخر دل سے تجویز کیا کہ عیار اُسکو پکڑ لے گیا ہے یہ سوچکر
بزور سحر پرواز کرکے صحرا مین جا کر ہر ایک جھاڑی جھنڈی وغیرہ مین تلاش کی کہین سُراغ

نپایا آخر کار وہ رات اسکو زوجہ کے ڈھونڈھنے مین بسر ہوئی یہان تک کہ مصور قدرت
نے صورت زیبائی کے ساتھ شاہد آفتاب کی نگارخانہ افلاک مین جلوہ طراز فرمائی اور رنگ
سنگ فام شب سے نقش و نگار انجم درخشان کو مٹا کر سطحہ سپہر کو مصفا فرمایا کہ ابیات

اٹھائے عوض صدمہ ہائے کثیر
ہوا طائر دل جب اُسکا کباب
کیا شب کو مرمر کے اُسنے اخیر
تو پیدا ہوا بیضۂ آفتاب

صبح کو نالان و گریان پرواز کرکے دریاے سحر سے اُتر کر باغ سیب مین گیا اور شاہ طلسم
آرام مین تھا اُسکو بیدار کرکے فریاد کُنان ہوا کہ تیرے لڑائی جھگڑے نے آخر نوبت
پہونچائی کہ بہو کو سامری کی عیار پکڑے لے گئے شاہ طلسم سوکر اُٹھا تھا بد مزاج ہو رہا تھا
لیکن اسکی عظمت بہت کرتا ہے اِسکے خفا ہونے سے خاموش ہو رہا اور خوابگاہ سے
اٹھکر سریر جہانبانی پر آکر بیٹھا ساحران نامی حاضر دربار ہو کر حسب مراتب متمکن ہوئے
اُسوقت کہ جب مزاج شگفتہ ہوا مصور کے بیقرار ہونے پر ہنسا اور کہا جناب کی عیارون
کے ہاتھ سے ابھی کیا مصیبت اور دکھ اُٹھایا ہی میرے کلیجے کو دیکھیے کہ ہزارہا بندگان سامری
کو عیارون نے مارا مگر مین نے اُف نہ کی زوجہ آپ کی بغیر فتح ہوئے طلسم کے ہلاک ہو نہین سکتین
پکڑ لیئے نہین چھوڑ آئینگے یہ کہکر چاہا کہ کتاب سامری مین حال اسکی زوجہ کا دریافت کرے
لیکن چونکہ یہ بات ظاہر تھی کچھ راز پوشیدہ اور عقدہ سربستہ نہ تھا مصور خود کہہ رہا تھا کہ
صورت میری بی بی کی بنکر برق عیار آیا تھا وہی اسکو پکڑ لے گیا پس اس کھلی ہوئی
بات کا کتاب مین دیکھنا کیا ضرور تھا کیونکہ کتاب تو اس لیے ہی کہ جو امر کسی طرح سمجھ مین
نہ آئے وہ اُس سے دریافت کرے حاصل یہ کہ حسب بیان مصور اسنے سحر پڑھکر دستک
دی کہ یکایک ایک برق چمکی اور پنجہ سحر پیدا ہوا کہ اسکو حکم دیا کہ جہان برق عیار ہو وہان سے
جاکر اُٹھالا پنجہ چمک کر روانہ ہوا ادھر برق نے جب صرصر کو نپایا رنجیدہ پھر کر لشکر مین آیا
یہان عمرو سے ملاقات ہوئی ساری کیفیت بیان اس اثنا مین گریبان سحر چاک ہوا اور
مہرخ اورنگ آرای سلطنت ہوئی عمرو اور برق بھی بارگاہ مین آئے اُس وقت پنجہ
فرستادہ طلسم بجلی کی طرح چمک کر گرا عمرو نے تو گھبرا کر گلیم اوڑھ لی لیکن پنجہ برق کو اُٹھا کر
چلا اُس پر ساحرون نے ہزارون نارنج ترنج وغیرہ ضرب سحر کے لیکن کچھ تاثیر نہوئی
طائر بنکر ساحر خبر کو روانہ ہوئے اور پنجہ اسکو لیے ہوئے سامنے شہنشاہ طلسم کے لایا برق

نے ہوشیار ہوکر دربار شاہ جادوان مین اپنے تئین پایا اور عجب طرح کی بہار کا باغ طلسمی دیکھا
کہ عقل دنگ ہوگئی گو کہ اس باغ کی کیفیت اور بہار کی آرایش پیشتر لکھی گئی ہی اس سبب سے
مکرر اور سہ کرر اعادہ نہین کیا گیا لیکن یہ دار الامارت شاہ طلسم ہے ہر وقت مین نئی بہار
اور صورت سحرکاری سے دمبدم دوسری اسمین ظاہر ہوتی ہی فی الجملہ اُسوقت برق نے
دیکھا کہ ہزار در ہزار بلبلین شاخہاے سحر باردار پر شور کر رہی ہین کہ برق عیار آیا ہے اور
زمین و آسمان یہان کا نئے رنگ کا ہی

نظم

عجب طرح کا باغ پرخوف تھا — کہ خود خوف دامن مین اُسکے چھپا
نظر آئی پُرخوف ہر ایک شے — فلک کو جو دیکھا تو پیتل کا ہے
نظر بھر کے دیکھے کہان اتنی تاب — کہ صاف اسمین لوہے کا تھا آفتاب
پر اُس کی تمازت کا یہ حال تھا — کہ وہ آگ کی طرح سے لال تھا
فلک پر چمک جاتی تھی گاہ برق — وہ پھر جاتی تھی آکے بالای فرق
کبھی آنے لگتی تھی آواز رعد — زمین پر برستی تھی آگ اُسکے بعد
زمین آسمان دونون حدت مین تیز — شرر ریز گردون زمین شعلہ خیز
عجب طور کے نخل آئے نظر — کہ ہر شاخ و برگ اُنکے تھے شعلہ در
عجب شوخ طائر تھے پرواز مین — جگر شق ہو ہیبت یہ آواز مین
کسی جا اگر نہر آئی نظر — تو دیکھا اُسے آگ سے گرم تر
نکلتا تھا پانی سے ہیم دھوان — حباب ایسے تھے جیسے چنگاریان

برق ایسے مقام طلسمی کو دیکھکر نہایت خائف ہوا اگرچہ شاہ طلسم کو تسلیم کی اُس نے خطاب کیا
کہ اے برق تو نے جو صورت نگار کو بیہوش کیا تو یہ بتا دے کہ اُسکو کہان رکھا اور کیا
کیا ہر چند کہ مین کتاب سامری دیکھکر معلوم کرسکتا ہون لیکن اس مین بھی یہ معلوم ہوگا
کہ برق اُسکو اپنے لشکر مین کسی جا مخفی کر آیا ہی اس حال کے ظاہر ہونے سے بھی مجھے
استفسار کرنا پڑتا مدین لحاظ اول ہی تجھ سے پوچھا جاتا ہے اگر بتلا دیگا تجھکو رہائی دیجائیگی
برق یہ کلمات سُنکر گویا ہوا کہ مین نے اُسکو مار ڈالا افراسیاب نے کہا یہ غلط ہی کیونکہ
وہ قتل نہین ہوسکتی برق نے کہا لشکر حمزہ سے میرے نام کا اور عیار آیا تھا وہ اُس کو
لے گیا ہے افراسیاب بولا کہ سب کتنے عیار ہین برق نے جواب دیا کہ ایک لاکھ چوراسی ہزار

دو چار دن مین وہ سب یہان آئینگے شاہ طلسم نے کہا کوئی یہان نہین آسکتا تو چھوٹا ہے یہ کہکر مصور سے کہا کہ یہ عیار تمہارا گنہگار ہے جو چاہو وہ کرو مصور گویا ہوا کہ ای عیار اگر تو میری زوجہ کو بتلادے تو دریاے سحر کے پار تجھے اُتار دون برق بولا کہ اگر تم سچا اقرار کرو تو بتادون مصور نے قسم کھائی برق نے کہا سچ تو یہ ہے کہ تمہاری بی بی کو مین نے عمرو کو دیدیا اور انھون نے اُسکو زنبیل مین رکھ لیا وہ بغیر لاکھ دو لاکھ روپیہ لیے چھوڑنے کے نہین کیونکہ مرد طماع ہین اس تقریر کو سُنکر شاہ جادوان نے کہا یہ بات فی الحقیقت سچ اسنے کہی اب صورت نگار کا چھوٹنا مشکل ہے کس لیے کہ زنبیل پر نہ سحر اثر کرتا ہے نہ کتاب سامری زنبیل کے اندر کا حال بتلاتی ہے یہ سنتے ہی مصور رونے لگا اور پوچھا کہ ای برق تو کبھی زنبیل مین گیا ہے اُسمین کیا کیا ہے اُسنے کہا میرا تو گھر ہی ہے جب جی چاہتا ہے جب جاتا ہون سیر کرتا ہون اُس مین سات شہر ہین دریا ہین جنگل وغیرہ ہین بارگاہ حضرت آدم استادہ ہے جنات بیٹھے ہین شراب کا پیالہ گردش مین ہے ہزارہا ساحر قید ہین اُنپر صبح و شام سو سو کوڑے پڑتے ہین دن بھر ٹوکری ڈھلواتے ہین رات کو سوکھے ٹکڑے کھانے کو ملتے ہین یہ بیان سُنتے ہی مصور چیخین مار کر رو دیا اور کہا میری بی بی نے تو گلاب کی پنکھڑی اور پھول کی چھڑی بھی نہین کھائی وہ تو سو کوڑے کھا کر مر گئی ہوگی برق نے کہا ہزار کے صدقے سے مر گئی ہوگی اگر ایسی ہی محبت ہے تو پانچ لاکھ روپیہ اور خلعت فاخرہ یہان سے خدمت مین اُستاد کے روانہ کردین عرضی سفارش مین لکھدونگا مزاج مین اُنکے آئیگا چھوڑ دینگے ورنہ گئی تو ہی یہ سُنتے ہی ایک تختہ خان بالغ ختا پر بصد آداب مصور نے عرضی بنام عمرو تحریر کی جسکا مضمون یہ تھا کہ مثنوی

بعز عرض شاہنشاہ اعظم ۔۔۔ سلیمانِ زمان عیار عالم

درخشان اختر اوجِ سعادت ۔۔۔ درفشان ابر دریا بار رحمت

حقیقت دانِ وحیِ آسمانی ۔۔۔ بیان فرماے اسرارِ نہانی

نہالِ گلشنِ افضال باری ۔۔۔ بہارِ بوستانِ شہریاری

عدو غمگین محبش شاد بادا ۔۔۔ ہمیشہ ملک او آباد بادا

عروس عرضداشت اس کمترین کی آراستہ زیور دستخط خاص اعجاز اختصاص سے ہو اور ساعت مسعود و اوان محمود مین خدمت بابرکت مین پہونچکے لفظ میرے حال پر

حضور کو رحم آئے اور میری زوجہ زنبیل سے رہائی پائے پانچ لاکھ روپیہ اور خلعت واسطے نذر پیلازمان
حضور کے حسب اتفاق رائے شاگرد رشید جناب برق فرنگی ارسال خدمت ہین اگر شرف قبول
پائین خوشا نصیب اور زہے طالع اور زوجہ میری اگر چھوٹے تو گویا مرغ بے پرو بال قفس الم و ستم
سے آزاد ہو کر آشیانہ سدرۃ المنتہی کامیابی پر پہونچے الٰہی آفتاب سلطنت سعادت قرین مطلع
عز و تمکین سے ساطع و لامع رہے یہ تحریر کرکے روپیہ مذکور مع خلعت کے منگوا کر ایک ساحر
کو حوالے کیا کہ خدمت عمرو مین لیجائے اور پشت عریضہ پر برق سنے بھی لکھ دیا کہ آپ
صورت نگار کو بھیجدین تاکہ مین قید سے چھوٹون غرضکہ وہ نامہ وار مع تحفہ جات کے روانہ
ہوا اور تا آنے جواب کے برق کو کرسی جواہر نگین پر بٹھایا خاطر سے پیش آیا مگر نامہ وار دریائے
سحر سے اُتر کر بارگاہ عمرو مین پہونچا یہاں برق کی گرفتاری کا ذکر ہو رہا تھا ہر ایک رنج مین
تھا عمرو بھی کلیم اُتار کر بیٹھا تھا کہ ساحر نے لا کر نامہ دیا عمرو نے پشت نامہ پر خط برق کا
پہچانا اور سمجھا کہ اُسنے عیاری کرکے ساحرون کو پریشان کرنا چاہا ہے یہ سمجھ کر قرطاس خامہ
و دوات لیکر جواب نامہ لکھا کہ ای زیارت گاہ ساحری کیشان و ای پشت پناہ جمشید پرستان
عرضی تمھاری نظر اشرف مین گذری اگر میرا فرزند بھی گرفتار ہو جاتا تو بھی مین صورت نگار
کو نہ دیتا لیکن برق کو اپنے فرزندون سے زیادہ سمجھتا ہون کہ اُسکی خاطر سے نذر تمھاری
قبول کرکے زوجہ کو تمھاری کنارے دریای سحر کے لاتا ہون تم بھی برق کو لیکر اس پار آؤ اور
اُسکو چھوڑ دو اپنی زوجہ کو لیجاؤ یہ لکھکر ساحر کے حوالے کیا اور روپیہ و خلعت وغیرہ زنبیل مین
رکھا ساحر جواب لیکر دربار شاہ جادوان مین پہونچا مصور نے نامہ پڑھا نہایت خوش ہوا
اور تخت پر برق کو بٹھا کر کچھ اور روپیہ واسطے دینے عمرو کے ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور اس
پار دریا کے آکر ایک پہاڑ پر ٹھہرا ایک ساحر کو بھیجا کہ جا کر عمرو کو میرے آنے سے اطلاع دے
ساحر نے آکر عمرو سے کہا بھیجیے اور صورت نگار کو دیجیے عمرو نے کہا تم چلو مین آتا ہون
ساحر تو گیا اور اُسنے زنبیل سے الگ جا کر ایک کنیز کو نکالکر بصورت صورت نگار بیہوش
کرکے بنایا اور ہوشیار کرکے اس سے کہا مین نے ہزارہا لونڈیان بیچ ڈالین تجھ پر رحم کیا
بادشاہزادی بنایا نام تیرا ملکہ صورت نگار رکھا اور اصلی اس نام کی شاہزادی کو دریا
مین ڈبو آیا اب تجھے اُسی شاہزادی کے شوہر پاس لیے چلتا ہون وہین رہنا اگر وہ پوچھے
تو کہنا مین صورت نگار تمھاری زوجہ ہون اگر پوچھے سحر یاد ہے تو کہنا زنبیل مین جانے

سے سحر بھول گئی یہ فمایش لونڈی سُنکر خوش ہوئی کہ شکر ہی قید سے تو چھوٹی جوانی مفت جاتی تھی اب عیش مین گذرے گی غرضکہ عمرو اُسے لیکر باعزاز تمام روانہ ہوا اور قریب اُسی پہاڑ کے جہان مصوّر ٹھہرا تھا پہونچا برق نے دیکھا کہا اُستاد تو آتے ہین لو ذرا ای مصوّر تمہاری ایسی ہی خاطر تھی جو تمہاری زوجہ کو لاتے ہین وہ یہ سُنتے ہی دوڑا اور آکر ہاتھ زوجہ کا پکڑ لیا رخسار و پیشانی پر بوسہ دیا اور رنجیدہ پیشانی کہتا تھا بیت

ہزار شکر کہ مقصود ما میسر شد	مشام جان زخوشبوی تن معطر شد

یہ کہکر عمرو کی طرف متوجہ ہوا اور شکریہ مین اس طرح زبان عجز اظہار کو وا کیا کہ خواجہ آپ نے بڑا احسان کیا کہ میری زوجہ کو رہائی دی ہر چند کہ ادائے شکر سے اس عنایت بے غایت کے زبان ژولیدہ بیان لال ہی لیکن شبدیز لسان میدان احسان بے پایان مین جولان اور رواں ہی کہ بیت

شکر فیض تو چمن چون کند ای ابر بہار	کہ اگر خار و گر گل ہمہ پروردہ تست

یہ کہکر براہ امتحان تصویر عمرو جو گلے مین پڑی تھی دیکھی یعنے یہ اصلی عمرو ہی یا نہین تصویر بصورت عمرو ہو گئی تھی معلوم ہوا کہ بیشک یہ عمرو ہی اُسوقت ایک کشتی جواہر کی مع اشرفیون کے منگا کر دی عمرو نے کہا میری تصویر ذرا مجکو بھی دکھا دیجیے اُسنے تصویر دکھائی دیکھا کہ جیسے کپڑے مین پہنے ہون ویسے ہی تصویر کا لباس ہی اور سر مو صورت مین فرق نہین ہی یہ دیکھکر کہا ای مصوّر مین نے ہزارون ساحر مار ڈالے لیکن ایسا سحر تصویر کا کسی پاس نہین دیکھا غرضکہ تصویر دیکھکر اُسکو دیدی اور رخصت ہوکر عمرو و برق اپنے لشکر مین آئے مہرخ نے تصدق برق پر سے اُتارا اور عیاری کا حال سُنکر مسرور ہوے عمرو نے کہا میرے شاگرد نے دو چار کوڑیان مجھ کو دلادین کہ قرضداری سے کچھ ادائی ہو جائیگی اور مین نے بھی دو انگرکھے گاڑھے کے برق کے لیے بنائے ہین عید کے دن دونگا برق نے عرض کیا کہ میرے پاس آپ کی عنایت سے سب کچھ ہی آپ زیر بار نہو جیے سب اہل دربار ان باتون سے ہنسنے لگے اور ساقی نے جام بھر دیا ہنگامۂ عشرت گرم ہوا ادھر تو باطمینان تمام سب مصروف انبساط ہین لیکن مصوّر اپنی بی بی کو بارگاہ مین لایا مسند عزت پر بٹھایا وہ کنیز عرصۂ دراز سے مرد سے واقف نہوئی تھی ہاتھ لگاتے ہی مزے مین آگئی مگر مصوّر پاس نامہ آیا لکھا تھا کہ آپ نے زوجہ کو اگر پایا ہو تو ہمارے پاس آئیے کہ ہم اور حیرت بھی بی بی سے آپ کی ملین یہ

بڑھکر بی بی سمیت سوار ہوکر باغ سیب مین گیا سب نے تعظیم کی اور برابر شاہ طلسم کے یہ متمکن ہوا اور افراسیاب سے کہا خداوند با خبر آپ کو سلامت رکھے کہ آپ نے عزت و آبرو بچائی اسمین حیرت نے کہا کہ صورت نگار کا رنگ بدل گیا کنیز نے کہا تکلیف مین انسان سُرخ و سفید کب ہوتا ہی ایک ساحر بولا کہ ملکہ سے زنبیل کا حال پوچھو یہ سُنکر کنیز بولی کہ زنبیل مین کبھی اندھیرا کبھی اُجالا کہین صحرا نہر ارہا ساحر قید ہین ایک ایک روٹی اور گڑ کی ڈلی ملتی ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ عیار بچیان بھی آئین اور سب نے صورت نگار نقلی کی بلائین لین اور سامنے آکر غور سے جو دیکھا تو ہنسین اور صرصر نے آپس مین کہا کہ یہ صورت نگار اصلی نہین ہی یہ کلمات مصور نے بھی سُنے کہا تم کیا چپکے چپکے کہتی ہو انھون نے کہا حضور آپ نے پانچ لاکھ روپے جواہر وغیرہ خرچ کیا لیکن بی بی کو بھی پہچانا پوچھو تو کہ سحر بھی یاد ہی یہ سُنتے ہی کنیز بولی کہ زنبیل مین جانے سے سحر بھول گیا صرصر نے اُسکے بولنے سے آواز پہچانی کہ یہ دراصل صورت نگار نہین ہی گویا ہوئی کہ حضور ہم عیارہ نہ ٹھہرے کوئی گدہی ٹھہرے یہ کوئی بڑھیا کہین کی لونڈی ہے دو کوڑے ماریئے ابھی قبول دے گی یہ سُنتے ہی مصور گھبرایا اور شاہ سے کہا واسطہ سامری کا آپ کتاب مین دیکھ دیجیے یہ اصلی زوجہ میری ہی یا نہین از بسکہ شناخت کرنا صورت کا تھا اور ایک دھوکے کی بات دریافت کرنا تھی اسوجہ سے کتاب دیکھی معلوم ہوا کہ صورت نگار اپنی بارگاہ مین دری مین لپٹی کھڑی ہی اور ایک درخت کے نیچے لشکر سے ہٹکر مہترانی بیہوش پڑی ہی اور بیت الخلا مین لونڈی بیہوش ہی یہ دیکھتے ہی صرصر وغیرہ سے کہا کیون مردارو مین نے تمکو حفاظت کے لیے جو بھیجا تھا تو ایسی ہی نگہبانی کرتی ہین کہ اتنے آدمی عیار نے بیہوش کیے اور تمکو خبر نہوئی صرصر یہ عتاب دیکھکر عذرخواہ ہوئی اور پھر عیاری چاہا کہ جاؤن مگر شاہ طلسم نے مصور سے کہا کہ یہ عورت کنیز مالک بروح ہی اور بی بی آپ کی دری مین لپٹی ہوئی بارگاہ مین ہی یہ سُنتے ہی مصور اُٹھکر چلا مگر حال سُنیے کہ بارگاہ مین برق کی ثنا جو عمرو نے بہت کی ضرغام و جانسوز بھی اسی فکر مین چلے کہ ہم بھی عیاری کرکے نام وری حاصل کرین آخر لشکر کفار مین آئے یہان نہ عیار بچیان تھین نہ حیرت وغیرہ تھی سناٹا تھا قابو جو پایا دل سے یہ سوچے کہ مصور آخر بارگاہ مین کسی وقت آئے ہی گا ابھی سے اُسکے قید کرنے کا سامان کر رکھو یہ سوچکر کنارے لشکر کے ایک درخت کے نیچے بیٹھکر نقب لگانا شروع

کی اور بارگاہ مین صورت نگار کے مہرہ اُسکا توڑا دری کو جو خنجر سے کاٹا صورت نگار جو
اُسمین لپٹی کھڑی تھی زمین پر گری عیارون نے گرنے کی صدا سُنکر اُسکو کھینچکر سر نقب پر
لاکر رکھا اس طرح کہ آدھا دھڑ نقب مین اور آدھا بارگاہ مین اور اُسکے پانٔون کے نیچے
حلقے کمند کے لگا کر آپ بھی چھپ کر بیٹھے کہ جو اسکو اُٹھانے آئیگا ہم بیضۂ بیہوشی مار کر اسکو بیہوش
کرکے لے جائینگے غرضکہ یہ تو گویا دام مین دانہ ڈالکر بیٹھے اور مصور بیتابانہ آکر بارگاہ مین
پہونچا دری کو اُلٹا ایک جگہ اپنی زوجہ کو پڑے دیکھا شانے پکڑ کر جو اُٹھایا پانٔون کو گڑھے
مین لٹکایا پایا حیران ہو کر گردن ڈال کر جھانکنے لگا اُسوقت ایک عیار نے کمند ماری اور
دوسرے نے بیضۂ بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہوا عیارون نے اسکو بھی کھینچا اور اسکی زوجہ
کو بھی ٹانگ پکڑ کر نقب مین کر لیا ایک نے مصور کو پشتارے مین باندھکر لادا اور دوسرے
نے اسکی جورو کو سنبھالا لیکر کنارے لشکر کے نقب سے نکلے اور اپنی بارگاہ کی طرف راہی
ہوئے لیکن صحرا کی طرف سے چلے کہ کوئی ہمکو شناخت نکرے جب جنگل مین پہونچے تصویر
عمرو کی اُتار لی اور باہم مشورہ کیا کہ سر اِنکے کاٹکر لے چلین یہ سوچکر خنجر دونو نکے مارا
خنجر جسم پر سے اُنکے اُچٹ گیا پتھر مارے وہ بھی اُلٹے پھر آئے اُسوقت تجویز کیا کہ زمین مین
نالی بناکر بارود بچھا کر اُنکو اُوڑا دین ایسا ہی عمل مین لائے یہ تو سرنگ اُڑانے کی فکر مین
ہین وہان شاہ طلسم نے پھر کتاب سامری دیکھی کہ مرشد تنہا گئے ہین دیکھون کیا معاملہ گذرا
کتاب مین معلوم ہوا کہ عیار دونون کو قتل کیا چاہتے ہین یہ دیکھتے ہی کتاب بند کرکے خود
پرواز کرکے چلا اور بہت جلد آکر وہین پہونچا کہ عیار نقب کھود کر بارود بچھا رہے تھے شاہ
نے نعرہ کیا کہ باش عیار بھاگے لیکن اسنے سحر کیا کہ دونون کمر تک زمین مین سما گئے اس
وقت بارگاہ سے برق اور قران بھی بہر عیاری چلے تھے جب جنگل مین آئے بلندی سے
لشکر ساحران کو دیکھکر عیاری سوچنے لگے کہ اُنکو ایک سناٹا معلوم ہوا اور غور کر کے جو دیکھا
تو ضرغام اور جانسوز کو شاہ طلسم نے گرفتار کیا ہے یہ دیکھتے ہی قران ایک ساحر کی صورت
بنا اور برق کو بصورت اصل مشکین باندھکر لیچلا شاہ کے سامنے جاکر سلام کیا اور عرض
پیرا ہوا کہ میرے پہاڑ پر جہان مین رہتا ہون یہ عیار آیا تھا مین نے گرفتار کیا ہے شاہ جادو
خوش ہوا اور قران کو کچھ اشرفیان ہاتھ پر رکھکر نذر دینے جب قریب آیا عرض کیا ان
دونون عیارون کو بھی مجھے دیجیے کہ اپنے سحر مین مبتلا کرکے حضور کے ہمراہ چلون شاہ

نے نذر پر اُسکی ہاتھہ رکھا اور سحر کیا کہ عیار زمین سے نکل آئے سحر برطرف ہوگیا اُسوقت قران پاس تو کھڑا ہی تھا تاک کر حباب بیہوشی جو لگاتا ہی شاہ طلسم کے مُنھہ پر پڑا کہ یہ بھی بیہوش ہوکر گرا قران نے بغدہ تان کر چاہا کہ سر پر لگاؤن یکایک زمین تھرا کر شق ہوئی صدا آئی کہ لینا پکڑنا جانے ندینا قران اور تینون عیار گھبرا کر بھاگے اور افراسیاب و مصور و صورت نگار زمین مین سما گئے بعد لمحہ کے تینون کی آنکھہ کُھلی دیکھا کہ زمین یہانکی زمردی ہی آسمان سونیکا ہی بیابان سرسبز و شاداب ہی بہار یہان کی نایاب ہی کہ

نظم

که ناگہ اُسے ایک صحرا ملا ❊ نہایت خوش آیند و دلچسپ تھا
ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی جو آنے لگی ❊ تو روح اسکی کچھ لطف پانے لگی
نمایاں ہوئی اُس جگہ ایک جھیل ❊ کہ تھے سنگ پُشت اُسمین مانند فیل
کنارے کہین مُنہ نکالے نہنگ ❊ کسی جا یہ دو مچھلیون مین تھی جنگ
اُسی جھیل مین آکے تینون نہائے ❊ تو بیہوشی اُتری حواس اُنکے آئے

جب خوب ہوشیار ہوے تین پریزادین زرین پوش حسینہ و جمیلہ سامنے آئین عرض پیرا ہوئین کہ طلسم کی پریان ہین اور یہ بیابان طلسم اور جھیل رہائی کی ہی آپ شاہ ہوکر اکیلے ہر جگہ چلے جاتے ہین اُسوقت عیار آپ کو مار کے ڈالتے تھے ہم اُٹھا لائے یہ سُنتے ہی افراسیاب کو غیرت آئی اور مصور سے گویا ہوا کہ میری عزت تو جل چکی تمام طلسم مین مشہور ہوگیا کہ شاہ طلسم کو عیار مارے ڈالتا تھا آپ اس طلسم کی سیر کیجئے مین جاکر قران کو گرفتار کرتا ہون یہ کہکر پریون سے کہا مرشدزادے جب سیر کر چکین تو بحفاظت تمام میرے پاس پہونچا دینا غرضکہ آپ روانہ ہوا یہ تو ادہر سے آتا ہی اور مصور مع اپنی بی بی کے سیر طلسم مین مصروف ہی مگر برق وغیرہ عیار جو اپنی بارگاہ مین بھاگ کر گئے عمرو وہی سب حال کہا عمرو نے جب سُنا کہ لشکر ساحران خالی ہی مصور وغیرہ زمین مین سما گئے ہین یہ معلوم کرکے سب عیارون کو لیکر جنگل مین گیا اور آپ بصورت مصور بنا برق کو صورت نگار بنایا اور جانسوز کو خدمتگار بنا کر روانہ ہوا یہانتک کہ لشکر ساحران مین پہونچا سب ساحر دوڑے نہایت خوش ہوئے نذرین دین تصدق اُتارے عمرو بارگاہ مین جاکر بیٹھا اور اپنے سردارون مانی جادو و بہزاد جادو وغیرہ کو بلا کر حکم دیا کہ میرا خزانہ اور اسباب وغیرہ سب ایک جگہہ کرو کہ اسکو لیجا کر مین کہین مخفی کردون تاکہ ایسا نہو عیار اسکو آکر لیجائین

حسب ارشاد صندوق زر وجواہر کے اور دست بستہ بقچے اور بدریان شالونکی سب ایک جا
کر کے عرض کیا کہ مال سب حاضر ہین یہان لانے مین عرصہ ہوگا وہین چلکر دیکھ لیجیے عمرو نے
وہان سبکو لٹا دیا اور رجال مار کر زنبیل مین رکھا اور رفیقون سے حکم دیا کہ صندوقون مین
کنکر پتھر بھر دو تاکہ عمرو یہ مال لے جائے تو بہت پچھتائے اور پشیمانی اٹھائے ملازم حسب
ارشاد عمل مین لائے جملہ صندوق خس وخاشاک وسنگریزون سے لبریز کر دیے یہ انتظام
عمرو کر رہا تھا کہ وہان مصور نے تصویر دیکھی کیونکہ جسوقت شاہ طلسم نے ضرغام وغیرہ کو
گرفتار کیا تھا تو تصویر اُنسے چھین لی تھی لیکن جب زمین مین غرق ہو کر صحرائے طلسم مین پہونچا
اُسوقت تصویر مصور کو دیکر آپ پھر گرفتاری قران گیا فی الجملہ اُسوقت جو شبیہ عمرو کی دیکھی
معلوم ہوا کہ میری صورت بنکر میرے مال کو تاراج وبرباد کرتا ہے یہ دیکھتے ہی پریزادان
طلسم سے کہا جلد مجھے لشکر مین پہونچا دو انھون نے اسکو ایک صحرا مین لاکر کہا جائیے وہ لشکر
آپ کا سامنے نظر آتا ہے مصور بعجلت تمام مع اپنی زوجہ کے اُڑکر چلا اور بارگاہ کے قریب
آکر نعرہ زن ہوا کہ باش اے دزد مکار مین آپہونچا یہ نعرہ سنتے ہی برق اور جانسوز جست
کر کے بھاگے مصور بسبب تصویر کے حال عمرو کا ظاہر ہوا تھا ان عیارون سے واقف
نہ تھا اس سبب سے یہ تو بھاگ گئے مگر اُسنے عمرو پر ایسا سحر کیا کہ وہ فرار نہو سکا باغبانون
نے پکڑ لیے اسکو مسحور کر کے بارگاہ مین گیا اور سب مال وغیرہ کو دیکھا ملازمون کو کنکر پتھر
بھرتے صندوقون مین پایا بہت خفا ہوا سب کو نکال دیا آخر سارا اسباب لٹا ہوا دیکھکر
عمرو سے کہا دیکھ تو مین تیرا کیا حال کرتا ہون اور جلاد کو طلب کر کے حکم دیا کہ جلد اس
دزد کا سر جدا کر جلاد مستعد قتل ہوا عمرو برجوع قلب سے دعا کرنے لگا اُسوقت عیار برق جو
بھاگ کر گیا صحرا مین پہونچا وہان قران سے ملاقات ہوئی اُس سے کہا کہ اُستاد گرفتار
ہوگئے اور سارا حال بیان کیا قران نے ماجرا سنکر فوراً صورت اپنی مثل افراسیاب
کے بنائی تاج گوہر نگار سر پر رکھکر اور جامۂ شہنشاہی در بر کر کے مالا ہائے مروارید گلے
مین ڈال کر قبائے قلمکار زر اندود وجواہر دوز پہنی قشقہ سے پیشانی کو مزین کیا تصویر
سامری وجمشید ونقاکی کھنی سے شانے تک باندھکر درست ہو کر برق سے کہا کہ شیر صحرائی
کی صورت بن تم بنو برق نے پوست شیر کی نکالی کہ اُسکے پاس گھنڈیان لگی ہوئی بہت سی
کھالین شیر اور آہو اور سگ وغیرہ کی رہتی ہین اور یہ جانور رجار یا یہ ہمیشل بنتا ہے چنانچہ

نوشیروان نامے کے دفتر مین ملک فرنگ پر جب مقابلہ مرزوق فرنگی سے اور امیر سے واقع
ہوا یہ عیار مرزوق کا تھا اور کتّا بنکر سب امیر کے سردارون اور عمرو کو پکڑ لے گیا تھا اور
کسی نے اُسکو شناخت نہ کیا پھر عمرو کے ہاتھ سے زیر ہوکر مسلمان ہوا اور اطاعت مین اب تک
ہے فی الجملہ شیر کی کھال پہنکر گھنڈیان اُسکی پیٹ کے برابر درست کرے بالون مین چھپائین
اور وہ ببر غرّان اور ضیغم دمان بنکر تیار ہوا کہ شیر فلک جسکی ہیبت سے برج اسد مین جاکر چھپتا اور
خنجر گزار سپہر کا زہرہ خوف سے آب ہوتا کہ نظم

بوقت خشم اگر دندان دکھائے	تو تور چرخ ڈر کر تھرتھرائے
صدائے رعد تھی غرش مین پیدا	چمک آنکھون مین مثل برق ہویدا

اس شکل سے جب تیار ہوا قران اُسکی پشت پر سوار ہو کے سمت لشکر مصور چلا جب
لشکر مین پہونچا ساحرون نے دیکھا کہ افراسیاب شیر پر سوار نہایت کروفر سے آتا ہے
بہر تعظیم ہر شخص حاضر خدمت ہوا جلاد عمرو کو قتل کرنے سے ٹھہر گیا اور مصور بھی خبر
سُنکر دوڑا استقبال کرکے بارگاہ مین لے گیا عرض کیا کہ خوب ہوا آپ تشریف لائے
مین نے اس نا عیار بدکار کو قتل کرنا چاہا ہی شاہ طلسم نے یہ حال سُنکر کہا ای مرشدزادے
برحق آپ اپنا سحر اسپر نہ رکھیے مین شیر سے اس عیار کو کھلوائے لیتا ہون یہ کہکر شیر سے
اترا اور کہا ای شیر اس عیار کو جاکر کھاے شیر نقلی غرّا کر جو چلا جس قدر تماشائی اور جلاد
وغیرہ تھے بھاگے اور مصور نے سحر کی قید عمرو پر سے دور کر دی شیر نے جاکر عمرو کو منھ
مین دابا عمرو کی گویا فرط خوف سے جان نکل گئی جیتے جی مرگیا اور گھگی بندھ گئی دل سے
دعا کرتا تھا کہ الٰہی پنجۂ عذاب شیر سے مجھے نجات دے آخر بیہوش ہوگیا لیکن شیر نے پچھوڑا
منھ سے ہٹکا دے کر پیٹھ پر لاد کر سامنے شاہ طلسم کے لایا اُسنے کہا وہ خیمہ جو خالی ہے
وہان جاکر اُسکو کھاے اور میری سواری کو حاضر ہو شیر حکم پاکر اُسی خیمے مین گیا اور
تنہائی پاکر عمرو کو ہوشیار کرکے کہا کہ اُستاد خوف نہ کھائیے مین ہون برق اور
سب حال بیان کیا عمرو کی جان مین جان آئی شاگرد کو گلے سے لگایا کہا بیٹا یہان جو
کچھ شاہ طلسم کو نذر وغیرہ ملیگی اور مصور پاس جو کچھ ہے وہ لینا چاہیے برق نے کہا زیادہ
طمع نہ کیجیے آپ کی قید ہوئے تو رہائی مشکل سے ہوگی عمرو یہ کلمہ سنکر خفا ہوا کہ بیہودہ تو نے
مجھ ایسے قانع کو طامع اور لالچی مقرر کیا ہی برق نے کہا آپ خفا ہون مین جاتا ہون

آپ کا نقصان مجھے بھی نہین منظور ہے کہکر شیر بنا ہوا قران پاس آیا لیکن یہان قران نے
بارگاہ مین بیٹھ کر سرداران نامی کو جمع کر کے باتین کرنا شروع کین مصور نے ساقی کو
اشارہ کیا اُسنے جام شراب بھر کر دیا قران نے لیکر اٹھ بچا کر بیہوشی اسمین ملائی اور مصور
کو دیا کہ پہلے مرشدزادے آپ پئین مصور نے جام لیکر پیا قران نے ساقی سے گلابی لیکر
کہا کہ عمرو کے قتل ہونے کی خوشی مین سبکو شراب پلاؤنگا اور گلابی مین بیہوشی بچا لا کی
ملا کر ہر ایک کو شراب پلائی بعد لمحہ کے تاثیر ہوئی اور ساحر جو کئی ہزار باہم اٹکر بیہوش
ہوئے اُسوقت قران نے بغدا نکال کر دو چار کے سر کاٹے شور اُنکے مرنے کا بلند ہوا
ساحران لشکر کچھ بھاگے اور کچھ سمت بارگاہ دوڑے غلغلہ جو ہوا عمرو خیمے سے بہ شکل ساحر
لینا لینا کہتا ہوا نکلا اور بارگاہ مین جا کر جال مار کر لوٹنے لگا برق نے بھی زمین پر گر کر
غلطاک لگائی کہ پوست شیر کی اُتر گئی اور نعرہ کیا منم برق اور قران نے بھی نعرہ کیا
دونون سرا پچے پھاند کر بھاگے اور عمرو کشتیان جواہر کی اور اسباب وہان کا لوٹ کر
نعرہ کر کے بھاگا مصور پر اس وجہ سے ہاتھ نڈالا کہ اسکی قضا نہین ہے ایسا نہو کہ پھر آفت
مین مبتلا ہو جائین غرضکہ سب لوٹ مار کر نکل گئے ساحرون نے مصور کو آکر ہوشیار کیا
اسنے اس کیفیت پر اطلاع پا کر سر اپنا پیٹ لیا اور چاہا کہ پھر گرفتاری عیاران جاؤن
لیکن صورت نگار اسکی زوجہ نے منع کیا کہ عیار آفت روزگار ہین انکا تعاقب اچھا نہین
اسکے مانع ہونے سے یہ رکا اور بارگاہ مین نیا سامان وغیرہ درست کر کے فروکش ہوا
مگر عیار جو بھاگ کر چلے اپنے لشکر مین آئے بارگاہ مین پہونچکر مہرخ وغیرہ سے سب ماجرا
بیان کیا ہر ایک نے ذلت عدو سنکر خندہ زنی کی اور قہقہے لگائے آخر ہنگامہ عشرت گرم
ہوا رقص و سرود کے تماشے مین مصروف ہوئی قران صحرا مین چلا گیا اور عیار اپنے
کام مین سرگرم ہوئے یعنے فکر عیاری کرنے لگے لیکن شاہ طلسم جو پھر گرفتاری قران
روانہ ہوا تھا راہ مین سوچا کہ کتاب سامری مین چلکر حال اُسکا دریافت کر یہ تجویز کر کے
باغ سیب مین گیا سب نے تعظیم کی تخت پر آکر متمکن ہوا وہان وہ کنیز جسکو عمرو نے مصور
کی زوجہ بنا کر بھیجا تھا بیٹھی تھی اُسکو حکم دیا کہ یہان سے نکل جاوہ مایوس باغ سے نکلکر طلسم مین
بھیک مانگنے لگی ایک دن ایک ساحر نے دیکھا جوان عورت دیکھ کر اپنے گھر مین
لیجا کر رکھا ادھر افراسیاب نے کتاب سامری دیکھی معلوم ہوا کہ قران میری صورت

بنگ گیا اور مصور کو لوٹ کر ساحرون کو قتل کر کے چلا گیا اسوقت صحرا مین ہی یہ دیکھتے ہی چاہا
کہ جا کر گرفتار کرون لیکن حیرت اسکو عازم روانگی سمجھ کر مستفسر ہوئی کہ حضور کہان جانے
والے ہین شاہ جادوان نے اپنا ارادہ ظاہر کیا حیرت عرض پیرا ہوئی کہ ملازمان شاہ
کے لائق وشایان کب ہی کہ عیارون کے پیچھے دوڑے پھرین لازم ہی کہ حضرت جہان پناہ
تامل فرمائین اور کوئی تدبیر گرفتاری عیاران کیجائیگی افراسیاب اسکے روکنے سے کچھ
سمجھ بوجھ کر ٹھہرا اور جام مے ارغوانی پیکر مزاج کو اعتدال پر لانا چاہا ناچ سامنے ہونے
لگا اُسوقت پنجے نے لاکر نامہ دیا لفافے پر مُہر خداوند لقا ثبت تھی اُسکو آنکھون سے لگایا
نامہ کھول کر پڑھا لکھا تھا کہ ای بندۂ غفلت شعار شہنشاہ ساحران اپنے خداوند سے تونے
غفلت کی ہی بندگان خرابی نے خداوند کو عاجز و پریشان کر رکھا ہی اور تجھ سے کچھ نہین ہو سکتا
خداوند نے اسی دن کے لیے تجکو یہ سلطنت طلسم عطا فرمائی تھی اور شاہ جادوان
بنایا تھا کہ تو خداوند کی خبر نہ لے لازم ہی کہ بہ مجرد دیکھنے نامے کے یا تو کسی ساحر جلیل کو
بمقابلہ حمزہ روانہ کر یا جواب بھیجدے کہ مین مدد نہین کرون گا تا کہ خداوند اور کوئی
تدبیر کرین اور کسی دوسرے بندے کو اپنے بلائین یا خود وہان تشریف لیجائین اس
مضمون کو پڑھ کر اور عتاب خداوندی دریافت کر کے شاہ لرز گیا اور اُسی وقت سحر
پڑھ کر دستک دی زمانہ تاریک ہو گیا بعد لمحے کے تاریکی دور ہوئی اور ابر بردے ہوا پیدا
ہو کر زمین پر اُترا اُس ابر پر دو ساحر سیاہ فام گندہ دہن بد باطن سوار تھے شعلہای آتش
سارے جسم سے اُن کے نکلتے تھے سامنے بادشاہ کے آکر دست بستہ سلام کر کے ٹھہرے
اُسنے حکم دیا کہ ای ابلیل جادو و مجلیل جادو تم اپنے ملک سے جمعیت کثیر لے کر پاس
خداوند کے جاؤ اور لشکر خدا پرستان کو ہلاک کرو اور ایک عرضی جواب مین نامے کے
آپ بھی لکھکر اُنکے حوالے کی مضمون یہ تھا کہ یا خداوند در اصل اس بندۂ گنہگار سے غفلت
اور خطا سرزد ہوئی قصور میرا معاف فرمائیے اور مین بدل اعانت اور تابعداری
کرنے کو حضور کی حاضر ہون دو ساحر گرامی منزلت خدمت سراپا برکت مین بجمعیت کثیر
حاضر ہوتے ہین یہ کام خداوند کے بندگان مغضوب کا تمام کر دینگے قصہ مختصر عرضی لیکر
وہ ساحر اپنے ملک مین آئے اور لشکر کو حکم تیار ہونیکا دیا فوج کے سالار سردار حربہ ہای
آتشین لے کر سوار ہوے طائران سحر اور اژدہای دمان پر کاٹھے اور زین کھینچ گئے

باجے جنگی بجنے لگے بڑے کروفر سے لاکھ ساحر چلنے پر مستعد ہوئے دونون ساحر اژدہون پر تخت اپنا کھچوا کر سوار ہوئے اور سمت کوہ عقیق چلے اڑاتے اوڑہر و بجاتے جاتے تھے کالی گھٹا اُمڈی نظر آتی تھی زمین تھراتی تھی کہ نظم

ہوا پر اوڑا تخت سردار کا	وہ سب لشکر اُس تخت کے گرد تھا
بندھے چست تھے کھاروونکے لنگوٹ	سبھونکے دلونپر لڑائی کی چوٹ
بیان اُنکی شکلون کا کیا کیجیے	تصور جو کیجے ڈرا کیجیے
درازی لکھی ہے زروے حسد	کہ تھے ساٹھ گز کے فقط اُسنکے قد

الحاصل بعد قطع جادۂ طلسم کوہ عقیق مین پہونچے یہان وہ خرس بادیۂ ضلالت مردود و دگمراہ یعنے زمرد شاہ لقاے بے لقا راندۂ درگاہ آلہ تخت لکبخت خداوندی پر اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ یکایک رعد گرجا اور بموجب ابیات

ہوے کالے بادل فلک پر نمود	پریشان ہوے ہر طرف مثل دود
گرجنے لگا ابر وہ رعد و ار	چمکنے لگین بجلیان بھی ہزار
سبھون پاس آنے لگین بجلیان	بدن کو جلانے لگین بجلیان

لقا یہ علامت دیکھکر پکارا کہ کوئی بندۂ خاص ہمارا آتا ہی یہ کلام بختیارک و سلیمان سنکر بہر استقبال چلے اور بارگاہ سے باہر آکر سمت ابر دیکھا کہ ہزارہا ساحر کرگدن و شیر نشین پر سوار آتا ہی اور اژدہون پر تخت کھچا ہی دو ساحر تاج و لباس فاخرہ سے آراستہ بیٹھے ہین یہ دیکھ کر بختیارک نے صدا دی کہ بیت

نہ دانم بہر تشریف قدومت خانہ دارم	غریبم خاکسارم گوشۂ ویرانہ دارم

اس ندا کو سنکر وہ ساحر اُترے اور شیطان سے بغلگیر ہوے لشکر ساحران اُترنے لگا طبل و نقارے بجنے لگے دونون ساحر ہمراہ شیطان کے بارگاہ مین آئے خداوند کو سجدہ کیا نذر دی اور عرضی افراسیاب کی پیش کی لقا عرضی پڑھ کر بولا کہ ہمنے تقصیر شاہ طلسم معاف کی اور اپنی رحمت اُسپر نازل کرینگے غرضکہ یہ دونون ساحر دنگل پر بیٹھے اور ساقی نے جام شراب زعفرانی دیا ناچ ہونے لگا اُنھون نے سب حال لشکر امیر کا استفسار کیا کہ وہ کیسے بندگان قدرت ہین جنپر اسقدر رحم خداوند کا ہی کہ باوجود اس سرکشی کے خداوندا انھین غارت نہین فرماتے بختیارک نے کہا یہ راز خداوندی ہین اس امر کا

دریافت کرنے والا بہت جلد ہلاک ہوتا ہی اثنا مین جانتا ہون کہ حمزہ دن بھر خداوند سے لڑتا ہی اور بعد نصف شب کے ایک تہ خانے مین اُتر کر نظر مردم سے مخفی ہو کر اُلٹا لٹکتا ہی اور توبہ توبہ کرتا ہی خداوند اُسکی خطائین روز گذشتہ کی مُعاف کر دیتے ہین صبح کو پھر وہ سرکشی پر کمر باندھتا ہے دوسرے یہ کہ خداوند نے اِن بندگان مغضوب کو عالم خواب مین پیدا کر کے فراموش فرمایا اب نسبت اُنکے تقدیر ہلاک و غارت فرمانے پر خداوند قادر نہین ہین چاہتے ہین کہ کسی بندۂ زبردست کے ہاتھ سے اِن سرکشون کو برباد و تباہ کراوین یہ باتین سُنکر ساحرون کو خوف طاری ہوا اور کہا جب خداوند خطائین حمزہ کی ہر روز معاف کر دیتے ہین تو ہم کیونکر اُس سے ہم نبرد ہو سکین گے بختیارک نے کہا تم ڈرو نہین خداوند نے فرمایا ہی کہ اب خطا اُسکی معاف نکرونگا اور تم کو اُسپر غلبہ حاصل ہوگا یہ سُنتے ہی لقا پکارا کہ ای بندو میرے مین نے تمکو نظر کردہ کیا اور تمھارے ہاتھ سے سبکو قتل کرا کر افتخار جاوید تمکو عطا کرونگا زبان خداوند سے یہ کلمات مرحمت مشحون استماع کر کے سجدے مین گرے اور بہت خوشنود ہوے اِس اثنا مین وہ دن بھی آخر ہوا اور ساحر روزگار نے طلسم عالم مین تاریکی شب ظاہر کی اور دانہ ہاے انجم کو رائی سرسون کی طرح میدان چرخ مین چھڑکایا اور رال کا گولا مہتاب تابان کو بنایا کہ ابیات

درخشان خدا نے ستارے کیے — عطا چرخ کو ماہ پارے کیے
لگا ناچنے چرخ نیلوفری — بجاتی تھی دف زہرہ و مشتری
خوشی کی ہوئی چرخ پر انجمن — کہ سارے ستارے ہوے خندہ زن

ساحرون نے حکم دیا کہ ہمارے نام پر نقارۂ جنگی گڑگڑائے بموجب حکم لشکر لقا و فوج ساحران مین نفیر بجی اور طبل رزم پر چوب پڑتی آسمان کو چکر آیا اور زمین کو جنبش ہوئی کہ نظم

دوا ہون سے نقارے بجے کامیاب — بجین نوبتین ہر طرف کو شتاب
صدا ہم کی ودن ودن جو تھی کیا کہون — یہ مطلب تھا ہی زیر گردون دون

صداے طبل جنگ جو اسپس لشکر امیر کشور گیر جو بصورت مبدل بہر خبر فوج ساحران مین آئے تھے پھر کر بارگاہ سلیمانی مین سامنے شہنشاہ گردون بارگاہ سعد بن قباد عالی نژاد کے حاضر ہو کر عرض پیرا بزبان عجز بیان ہوے کہ قطعہ

ای خسرو زمانہ کہ از روے معدلت — مسند فراز گنبد اخضر نہاد ...

بادِ ابلق سپہر ترا رام کز ظفر
صد داغ بر جبین مہ و خور نہادۂ

دو ساحر اہلیل و تخلیل جادو نام نے اگر شور و شر مچایا ہی طبل جنگ بجوایا ہی اس خبر کو عرض کرکے ہرکارے علیحدہ ہوئے اور شاہ نے سمت صاحبقران ملاحظہ فرمایا وہ ارادۂ شاہ پر اطلاع پاکر ارشاد کنان ہوے کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل خدای جبار و قہار طبل و حرب نواخت مین آئے کیونکہ جیسا کچھ منشی تقدیر نے ہماری سرنوشت مین ترقیم فرمایا ہی وہی پیش آنی ہی کہ بیت

خصم را گردن شہ بی اعتباری آورد
مردان اولی ترکہ در دا عتباری زیستن

حسب فرمان قضا جریان چالاک نے جاکر نقارۂ سلیمانی مین طبل سکندری پر ڈال دی شور محشر آشکار ہوا ہر ایک بہادر خبردار ہوا کہ دم سحر ہنگامۂ کارزار ہوگا نقد جان عروس جلادت پر نثار ہوگا اس معرکہ مین پروردگار آبرو رکھ لے اور سرخرو کرے غرض کہ دربار شاہ نے برخاست فرماکر حکم آراستگی فوج صادر فرمایا درستی آلات حرب مین ہر ایک تہور دستگاہ جلادت شعار مصروف ہوا جوش شجاعت مین بہادران زبان کے وردِ زبان تھا کہ کل معرکہ ہمارے ہاتھ ہی تیغ گردن کا ساتھ ہی کہ نظم

اگر بر نیا ریم تیغ از نیام
بخود ننگ را رہنمونی کنیم
اگر یار باشد جہان آفرین
ز مردی بہا بر نیارند نام
کہ پیش زبونان زبونی کنیم
بہ تیغ از عدو باز خواہیم کین

شب بھر جانبین مین تیاری سامان جدال و قتال رہی شمشیرہاے صاعقہ خصال اور خدنگہاے جانستان و شعلہ بار پر آبداری دی گئی کمان ہر ایک خطاکرداروں کے لیے سینک کر درست ہوئی اُسی مشغلے مین جب رات کٹ گئی اور طاؤس روشن نگاہ گرم جو آشیانۂ نور مشرق سے اُڑا اور صولت و شہامت کو اپنی خلق پر زاغ شب کو شکار کرکے ظاہر کیا علم خط صبح ہوا کہ مثنوی

یہ طاؤس رخشان مین تھی روشنی
ادھر آتا تھا وہ بڑی دور سے
کہ چشم خلائق کو دی روشنی
وہ پرواز مین تھا پر نور سے

دم سحر امیر درود و وظائف سے فارغ ہوکر اسلحہ زیب جسم فرماکر مع تمام سرداران ذی وقار کے در دولت بادشاہ پر حاضر ہوئے اور پلٹنین رسالے فوج فوج و موج موج میدان جنگگاہ

ہوگئے شہنشاہ عالم پناہ نے بھی نماز پڑھکر اسلحہ زیب قامت فرمایا اور سواری طلب کی کہ ابیات

غرض صبح جب دم ہوئی جلوہ گر ۔۔۔ تو فوراً جلوس آیا دروازے پر
رکھا سر پہ تاجِ جواہر نگار ۔۔۔ درخشان و تابان وہ تھا سہروار
لپیٹا کمر بند وہ زر نگار ۔۔۔ کہ جس پر جواہر کا بالکل تھا کار
کمر بند مین کار ہیرے کا تھا ۔۔۔ گلے مین بھی اک ہار ہیرے کا تھا
حمائل وہ تلوار کی آبدار ۔۔۔ کہ جو دو کرے کوہ کو ایک بار
وہ بائین طرف ترکشِ لاجواب ۔۔۔ کہ ہر تیر تیر قضا کا جواب
ہر اک فن سے واقف جو تھا وہ جوان ۔۔۔ رکھی سیدھی کاندھے پہ اپنی کمان
کمان کاندھے پر دیکھکر شیخ و شاب ۔۔۔ پکارے کہ ہے قوس مین آفتاب
غرض جب وہ سب اسلحہ سج چکا ۔۔۔ ہوا تخت شوکت پہ جلوہ نما
اٹھا تخت ہر اک کہاری چلی ۔۔۔ کہے تو کہ بادِ بہاری چلی
لگین مچھلیان تھین سرون پر تمام ۔۔۔ اور انپر بہت شوخ مینے کا کام
سر دمین جو ہیرے تھے انکے تعویذ تھے ۔۔۔ سیہ شب مین تارے تھے چھٹکے ہوے
جڑاؤ وہ مینے کے تھے سیس پھول ۔۔۔ کہ تھے رنگ مین جیسے اُنیس پھول
کڑے ہاتھ مین ایسے یاقوت کے ۔۔۔ کہ قتال رنگ انکے مریخ کے
اسی طرح دروازے تک آیا تخت ۔۔۔ کہارون نے بڑھکر بدلوایا تخت
کہارون کی تعریف مین کیا کرون ۔۔۔ روانی کی توصیف مین کیا کرون
نہوتی تھی چلنے مین انکے تکان ۔۔۔ صبا سے زیادہ تھے وہ بے تکان
پڑی تھی جو چلمن یکایک بندھی ۔۔۔ کسے تاب تھی یہ جو دیکھے کوئی
کہ اک قدرتِ حق ہویدا ہوئی ۔۔۔ سواری شہنشہ کی پیدا ہوئی
کھڑے ہوگئے جتنے سردار تھے ۔۔۔ ادا سب نے بڑھ بڑھکے مجرے
چلا تخت شاہنشہِ نامدار ۔۔۔ ہوے گرد امیرانِ عالی وقار
مغرق ہر اک سانڈنی پیش پیش ۔۔۔ کہ اک الف سے تھا شمار انکا بیش
ہزارون زرہ پوش اسوار تھے ۔۔۔ لیے خاصیان خاص بردار تھے
نئی وردیان مختلف زیبِ تن ۔۔۔ نگاہون سے گذرا چمن کا چمن

بیان کیا کرون اُسکے لشکر کا حال
ہر اک نوجوان شیر دل خوش جمال

وہ نقارے ہاتھی پہ اُن سب کے بعد
گرجے ابر مین جیسے آواز رعد

سمان صبح کا روشنی کا ظہور
درختون پہ نغمہ سرا تھے طیور

زر سرخ ہوتا تھا اُس پر فدا
قدم با قدم مثل بادِ صبا

نقیبون کی یہ بات زیب دہان
بڑھے عمرو دولت بڑھے عز و شان

غرض پہونچا لشکر بیابان مین
بہادر ڈٹے آکے میدان مین

اِدھر سے کے لشکر تھا بھی چلا
بیابان مین وارد ہوا بے حیا

تھے ہمراہ ساحر بہت بے شمار
ہر اک سحر مین چیدۂ روزگار

وہ پھوا کے تخت ہاتھیون پر سوار
ہو جس طرح برجِ سیہ آشکار

مقابل ہوئی فوج سے آکے فوج
بڑھے جسطرح موج سے آکے موج

جما جب وہ لشکر بیابان مین
تو ساحر ہی ساحر تھے میدان مین

پرے جمگئے رن مین جب ہر طرف
ہر اک غول نے باندھی کہا صف

ہوئے قلب مین جلوہ گر بادشاہ
بڑھے ہر طرف ساحر رو سیاہ

زمین ایک باری وہ تھرا گئی
قیامت سی اُس دشت مین آگئی

اُٹھا ایک جانب سے طوفان سا
سمندر سے بھی لاکھ حصے سوا

سُنو حال اُن سب کے سامان کا
کسی نے کیا سحر طوفان کا

پڑھت اک طرح کی ہر اک پڑھتا تھا
تو پانی بیابان مین بڑھتا تھا

بنا ایک غول اُنمین سے شکل شیر
گھرے بیچ مین شیرون کے وہ دلیر

کسی نے کیا اژدہون کا برن
دکھانے لگے اپنا اپنا وہ فن

ہزارون مین سے شکل عقرب ہوئے
وہ سب لشکر شہ سے اقرب ہوئے

غرض جب کہ ترتیب لشکر ہوا
نقیبون نے دی یکبیک یہ صدا

کہ ای نامدارانِ میدان کین
کوئی شجاعت سے بہتر نہین

چلو نام بکتا ہے میدان مین
ہو دشمن جان کے تو اُسکو اک آن مین

اُٹھے یہ صدا دیکے جب دم نقیب
تو اک فیل نکلا بشکل مُہیب

پکارا کہ اے حمزۂ نامور
مقابل مرے ہو کوئی جلوہ گر

اس ندا کو سنکر داراب کشور کشا فرزند امیر گھوڑا اوڑا کر سامنے گیا اور طالب حرب ہوا
اہلیل جادو زمین پر گر کر اژدر دہان بنکر شعلہ ہاے آتش چھوڑتا اُسپر آیا شاہزادہ نے
بہت سے تیر لگائے جب تیر قریب پہونچے آتش دہن اژدر سے جل گئے شاہزادہ تلوار
کھینچکر جا پڑا لیکن اوسنے قلاب آتش چھوڑ کر دم کھینچا داراب نے لنگر مارا کہ تا تک زمین مین
غرق ہو گیا مگر دم اژدر کا وہ زور تھا کہ تھم نہ سکا کھینچتا ہوا منہ مین اژدہے کے گیا اژدر
اُسکو نگل کر اپنے لشکر مین آیا اور اوگل دیا شاہزادہ بیہوش تھا اُسکو داروغۂ زندان
میخوار سرکش جادو کے حوالے کیا کہ اُسنے لیجا کر مقید کیا اور اہلیل جادو پھر
میدان مین آکر مبارز خواہ ہوا اب کی بار پسر بدیع الزمان شاہزادہ تورج اوسکے
سامنے گیا فی الفور اوس ساحر نے ایک گلدستہ لے کر روبرو کیا وہ گلدستہ کھل گیا اور
چہرہ اُس مین سے پری کا نکل کر خندہ زن ہوا صداے قہقہہ بلند ہوئی اُس غنچہ دہن
کے ہنسنے سے تورج روتے روتے بیہوش ہو گیا اُسنے اُنکو بھی باندھ لیا اور میخوار
کے حوالے کیا پھر نعرۂ ہل من مبارز کی صدا بلند کی ابکی بار خورشید بن ہاشم تیغزن
نبیرۂ امیر نے اجازت حرب بادشاہ سے لیکر مرکب کی باگ اُٹھائی جب سامنے اہلیل
کے گیا اُسنے کچھ سحر پڑھ کر دستک دی ہوا تند چلی اور زمین سے ایک سرو قد نکلی صورت
رعنا اُسکی گل گلشن وداد تھی قامت زیبا مین وہ صنوبر و شمشاد تھی پاس اس نونہال
صاحبقرانی کے آئی اور پکاری کہ کیون صاحب ہمارا تمھین ذرا بھی خیال نہین خورشید
یہ صدا سنکر مرکب سے اُترا اور پاس اُس نازک بدن کے گیا اُسنے آغوش محبت مین
لیا اور گلے سے لگایا شہزادہ گلے ملتے ہی بیہوش ہو گیا وہ زن سحر تو پھر زمین مین سما گئی
اور اہلیل نے اُنکو بھی زندانیان کو دیکر قید کرایا اور پھر طالب ستیز ہوا لشکر اسلام سے
شاہزادگان ذی وقار اور سرداران عالی تبار جا جا کر اُسکے سحر کی عربدہ پردازی سے
مقید ہوئے اور قریب ایک سو بیس سردار کے قید ہو گئے اُسوقت بختیارک نے سوا
عیار کو بلا کر کہا تو چپکے سے جا کر کہ آ کہ اے اہلیل اب جنگ مغلوبہ کرکے حریف کو قتل کرو
کیونکہ حمزہ مالک اسم اعظم ہے اگر وہ مقابلے مین آئے گا تو کچھ بن نہ پڑیگا وسواس نے
جاکر پیام دیا اہلیل نے ساحرون کو للکارا کہ ہان ان سرکشون کو گھیر و اور قتل کرو ساحر
اور سپہ سالاران لشکر یہ حکم سنکر حرب لے کر حملہ آور ہوئے اُسطرف سے امیر بھی اشقر اوڑا کر

چلے اور بقیہ سردارون کے نعرے بلند ہوے بادشاہ نے بھی تخت چھوڑکر مرکب خنگ سیہ قیطاس زیر ران کیا تلوار کھینچی سپاہ ہر دو باہم ملگئی بھڑکر تلوار چلنے لگی ہر ایک بہادر نے شمشیر زنی سے تہلکہ ڈال دیا اُسوقت ساحرون نے سحر کیا کہ عقرب و مار برسنے لگے اور جسکو وہ کاٹتے تھے پانی ہوکر دہبتا تھا کہ نظم

وہ جادو مین تھے ہر کسی سے سوا — ہر اک سحر مین سامری سے سوا
لیا گھیر جب لشکرِ شاہ کو — دبائے گہن جس طرح ماہ کو
جو عقرب کے اندر قمر آگیا — تو دل شاہ کا وان پہ گھبرا گیا
قمر ہو جو عقرب مین اسکے ہمنشین — تو ہرگز لڑائی مبارک نہین
غرض ہر طرف سے وہ لشکر گھرا — عجب رنج مین ہر دلاور گھرا
نگہ دہنی جانب جو کی ناگہان — نظر آئے اژدر کشادہ دہان
گئی بائین سمت اُسکی جسدم نگاہ — تو عقرب نظر آئے لاکھون سیاہ
پس پُشت جسدم لیا مُنھ کو پھیر — ہزارون دکھائی دیئے اُنکو شیر
اسیطرح جس سمت مُنھ پھر گیا — نظر آئی اُن کو نئی اک بلا
دکھائی جو دی تھین بلائین عجیب — وہ اک مرتبہ ہوگئین سب قریب
بلاؤن نے گھیرا جو میدان مین — تو ڈوبے بہت مرد طوفان مین
بہت سے ہوے اژدہون سے ہلاک — بہت کو کیا عقربون نے بھی خاک
یہ حمزہ نے دیکھا جو ہین ماجرا — وہین اسم اعظم پڑھا برملا
پڑھا پانچ سو بار جب اسم حق — تو جادوگرون کا ہوا رنگ فق
پڑا تھا جو اُن ساحرون کا کھڑا — تو لرزہ سبھونکے بدن مین پڑا
بڑھا پڑھ کے بسم اللہ آگے وہ شیر — ہوا اسم اعظم کے باعث دلیر
جدھر اسم پڑھتے اُٹھے صاحبقران — بلا دور اُس جا سے تھی بیگمان
مگر رہتی تھی نو طرف کی بلا — اُسے دور کسطرح کرتے بھلا
یہ دھیان آگیا اُنکو اُسدم مگر — کہ وہ اسم اعظم پڑھا تیغ پر
وہ جب کر چکے تیغ پر اسم دم — تو چمکائی وہ برق کر کے علم
پھری گرد اُس سہ کے شدت سے وہ — مشابہ تھی ہالے کی صورت سے وہ

یہ چکر مین تھا دائرہ نور کا ‌ ‌ ‌ نظر آتا تھا نائرہ نور کا
پڑی روشنی جسپہ تلوار کی ‌ ‌ ‌ تو وہ جل گیا اُسپہ بجلی گری
صدا فوج کی دے رہے تھے نقیب ‌ ‌ ‌ کہ نصرٌ من اللہ فتحٌ قریب
علی اسم سے تیغ کو ایسی تاب ‌ ‌ ‌ کہ طوفان کا کھویا اُسنے شتاب
نہ شیر اُسکے باعث سے یکسو رہے ‌ ‌ ‌ نہ اژدر رہے اور نہ بچھو رہے
لڑائی رہی صبح سے تا بہ شام ‌ ‌ ‌ چھپا مہر آخر ہوا دن تمام
شہ فوج انجم کی آمد ہوئی ‌ ‌ ‌ لڑائی وہ پھر صبح پر اُٹھ رہی
بجے اس طرف کو دہل فتح کے ‌ ‌ ‌ ادھر سینہ زن سارے ساحر رہے

جس وقت کہ زاہد قدرت نے شعلہ ہاے تنویر شعاع مہر کو آیہ و اللیل اذا عسعس سے فرو کیا اور تیغ کہکشان کو میدان سپہر مین چمکایا لشکر لقا مین طبل امان بجا اور لشکر جانبین کا خیمہ گاہ کی طرف پھرا اہلیل جادو چلتے وقت کہتا گیا کہ اے مسلمانان آج مین حمزہ کا اسم اعظم بند کر کے تم سب کو قتل کرون گا ورنہ آکر خداوند کو سجدہ کرو سرکشی سے باز آؤ غازیون نے اس تقریر کے جواب مین لعن و طعن لقا پر کی لیکن امیر اپنے بیٹون اور سردارون کے قید ہو جانے سے رنجیدہ و دل کبیدہ پھرے لشکر نے کمر کھولی اور کشتون کو دفن کرایا زخمیون کا علاج ہونے لگا بادشاہ نے شب کی خستگی خیال کر کے رات کا دربار معاف کیا ہر ایک بہادر اپنی اپنی جگہ پر آرام گزین ہوئے طلایہ پھرنے لگا امیر نے عبادت کرنے کا سرانجام کیا بادشاہ سمت عیش محل تشریف لے چلے سردار اور عیار جلو جانے تک پہونچانے ہمراہ آئے راہ مین بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک عمرو کے نہونے سے ساحرون کا لشکر پر غلبہ ہوتا ہے سردار گرفتار ہو جاتے ہین ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار نام کو ہین لیکن کسی سے کچھ نہین ہو سکتا یہ فرما کر شاہ تو داخل شبستان ہوے مگر عیارون نے غیرت مین آکر تہیہ کیا کہ چل کر ساحران نابکار اہلیل و محلیل کو قتل کر کے اپنے سردارون کو چھڑانا چاہیے ایسا کچھ مشورہ کر کے ابوالفتح اصفہانی و چالاک بن عمرو و کلباد و گلباد و عراقی چار عیار قنطورہ زرلفبی و بیتادہ سقرلاتی لگا کر حیلہاے ناحق سے چست و چالاک ہو کر روانہ ہوئے اُس طرف لقا جب اپنی بارگاہ مین پھر کر آیا واسطے اُن دونون ساحرون کے حکم دیا کہ حوالی قلعہ

کوہ عقیق مین جو باغ کہ باغ مینا کہلاتا ہی وہان جشن کا سامان مہیا کیا جاے اور آج سے اُس باغ کی ایسی تیاری ہو کہ اُسے ہم جنت قرار دینگے اس حکم کو سُنکر سلیمان نے باغ کی آرایش کرائی اور سامان عشرت مہیا کیا دم بھر مین یہ عالم ہو گیا کہ نونہالان گلشن تاش پوش تھے جام مے نزارت و تراوت نوش تھے ہر شجر جو بن مین پری تھا آسیب خزان سے بری تھا زمین و بانکی فلک تھی ایسی چمک کہ نظم

وہ گل پھول اُسمین نمایان ہوئے
کہ بہزاد مانی بھی حیران ہوئے

صفت کر سکون مین کہان نہر کی
جو اہر کی تھین پٹریان نہر کی

ہر اک سو خرامان بط و قروے
شجر بار ور سر سے پا تک ہرے

منڈھے تھے روپہلی تمامی سبھی سب
بہار اُنکی تھی چاندنی مین غضب

خوش آواز ایسی ہی تھین بلبلین
کہ رشک اُنسے جنت کی طائرین

جو تھی مختلف طائرون کی صدا
بجا ہے جو کہیے کہ ارگن بجا

عجب سیر باغ دل آرا کی تھی
وہ ساری زمین مشک سارا کی تھی

یہ مضمون ہے طبع چالاک کا
سُنو لطف انگور کے تاک کا

ہر اک کامدانی کی پھیلی کھڑھی
دو بالا ضیا خوشون کو دیتی تھی

سُنہری جو تھی دار بست آشکار
ہری بیل دیتی تھی اُس پر بہار

لیے پیلچے ہاتھ مین باندھے صف
ٹڑی پھرتی تھین مالنین ہر طرف

دو رستہ رکھے جھاڑ بلور کے
یہ تھا صاف روشن کہ ہین نور کے

ہر اک روشن اس طرح کا تھا کنول
کہ تازہ رہے جس سے دل کا کنول

فروزان وہ ہر ایک مردنگ تھی
صفائی دل صاف کی دنگ تھی

نہ دنیا مین تھا اُس سے بہتر مقام
غرض شستہ و رفتہ تھا ہر مقام

جب جملہ سامان آراستگی باغ ہو چکا لقا مع جادوگرون کے داخل باغ ہو کر تخت پر بیٹھا شراب ارغوانی کا دور چلنے لگا اُسوقت اہلیل سے بختیارک نے کہا کہ آپ دو نون صاحب یہان تشریف فرمائین وہان لشکر مین عیار آکر سرداران مقید کو رہا کر لیجا ئینگے اہلیل نے یہ کلام سُنکر جواب دیا کہ مین دن بھر بسبب رزم و پیکار کے تھک گیا ہون لشکر

مین جاکر اندرون بارگاہ آرام کرون گا اور محافظ مجربان بھی رہون گا یہ کہہ کر خداوند سے
رخصت ہوکر بارگاہ مین پہونچکر آرام گزین ہوا اور باغ مین اُسکے بھائی کے سامنے ناچ
ہونے لگا لیکن عیار چارون جو انکے قتل کے لیے چلے تھے اُن مین سے **کلباد عراقی**
نوجوان کی صورت بنکر غریب آدمی کی ایسی وضع بنا کر یعنے لنگوٹی باندھی انگرکھا پوندار
پہنکر برہنہ پا در باغ مینا پر آیا یہان جلسۂ عشرت کی دھوم تھی اک کیفیت ہجوم تھی جتنے ساحر
اور امرا اندر باغ کے تھے اُنکے ملازم اور چوبدار و خدمتگار در باغ پر جو صحنچیان
بنی تھین اُن مین جمع تھے کوئی شراب پیتا تھا کوئی اندر باغ کے جاتا تھا کوئی باہر
آتا تھا کوئی لوٹیا لیے دوڑا جاتا تھا کہ میان پیشاب کو اُٹھے ہین کوئی لالٹین اور جوڑا
پاپوش کا لیے اندر گیا تھا کہ حضور اُٹھے ہین کسی کے کاندھے پر میان کی شال پڑی تھی
کسی کے کاندھے پر تہ کیا ہوا شالی رومال تھا کوئی کہنی پر رومال یا چادر اتہ کیے ڈالے
گڑگڑی سنبھالے تھا معر کہ اور تمغے ہر ایک کے سر پر لگے تھے سرخ پگڑیان باندھے
تھے بعض چُنی ہوئی چپکن پہنے کمر باندھے کمر سے بنی پاک گھر سے تھا اُنھین مین سے ایک
بوڑھا چوبدار اکیلا ایک طرف کی صحنچی مین بیٹھا تھا اور بسبب کبر سنی کے تھک گیا تھا
حُقہ پینے کو جی چاہتا تھا مگر اُٹھتا نہ تھا اتفاق سے **کلباد** اکیلا دیکھ کر اُسی کی طرف گیا
چوبدار تو گویا خدا سے چاہتا تھا کہ کوئی ادھر آئے اُسکا آنا غنیمت سمجھا جیسے کہ خضر ملے
خوش ہوکر یہ بھی نہ پوچھا کہ تم کون ہو بلکہ بنت گویا ہوا کہ میان صاحبزادے تم سلامت
رہو ذرا سی آگ سے لیتے آؤ **کلباد** نے کہا بہت خوب کیا میان مرد ہے صاحب حقہ پیجیے گا
کیسے تو چلم بھر لاؤن اور حقہ تازہ کر کے رکھ جاؤن مرد ہے نے کہا اے تم جیتے رہو
آؤ تم بھی پینا **کلباد** نے حقہ تازہ کر کے رکھا اور چلم لے کر آگ لینے گیا اور چلم مین
بیہوشی بھر کر آگ لایا مدار یا تیار کر کے مرد ہے کے روبرو رکھا اسنے کہا سُلگاؤ جواب
دیا کہ مین نہین پیتا ہون آپ کے فرمانے سے بھر دیا وہ دعائین دینے لگا اور
ایک دم کھینچکر لگایا دھوان منھ ہی مین رہا اور مردہا بیہوش ہو گیا ازبسکہ تنہائی
تھی **کلباد** نے اُسکے کپڑے اُتار کر وہین ٹھہر کر مثل اُس کے اپنی صورت بنائی اور
اُسکو اور زیادہ بیہوش کر کے پگڑی سر پر اپنے رکھ کر عصا لے کر باغ کی طرف چلا
چلتے وقت اُسکو اُسی کے بچھونے دری چادر وغیرہ مین لپیٹ کر مخفی کر دیا غرض کہ

جب اندر باغ کے گیا عجب باغ نزہت آگین دیکھا اور زیر نگیرۂ زرتار جواہر کار تخت پر لقا کو
بیٹھے پایا گرد امیران عظام کا مجمع دیکھا ایک طرف دنگل پر محلیل بیٹھا تھا اور رقاصہ ناچ
رہی تھی ہنگامۂ عشرت گرم تھا کہ یہ بھی سامنے اُس انجمن رشک دہ بزم انجم سپہر کے جا کر
ٹھہرا اُس وقت بختیارک نے محلیل سے کہا کہ آپ کے بھائی صاحب اکیلے لشکر مین
گئے ہین ذرا اون کی بھی خبر رکھیے اور سرداران اسیر کو اچھی طرح قید کیجیے ورنہ عیار آکر
لے جائین گے محلیل نے کہا ملک جی تمھین وہم بہت ہی میرا بھائی ایسا نہین ہی کہ
کوئی اوس کی موجودگی مین لشکر کے اندر آسکے اور قیدیون کی جانب دیکھ سکے بختیارک
نے کہا بڑے بول نہ بولو آج رات خیر سے کٹتی نہین معلوم ہوتی آگے تو عمرو یہان تھا
اب اُسکے بیٹے اور شاگرد سب ملک الموت ہین مجکو تو آج سب حاضرین دربار عیار
نظر آتے ہین بلکہ در و دیوار سب عیار ہی عیار ہین ابھی وقت فرصت کا ہی تم خداوند
کی تقدیر کے بھروسے پر نہ رہو کچھ تدبیر ایسی کرو کہ زندہ بچو محلیل ان باتون سے ہنسنے لگا
اور گویا ہوا کہ ہم ایسے ویسے ساحر نہین ہین کہ ہمکو کوئی مار ڈالے تم دیکھنا کہ اسم اعظم
حمزہ بند کرکے مین خداپرستون کا خاتمہ کرتا ہون بختیارک نے کہا کہ تقریر سے کام نکلیگا
جو مین کہتا ہون واسطہ سامری کا مانو غافل نہ رہو خلاصہ یہ کہ اس شیطان نے ایسا
ورغلایا کہ اسنے ایک رقعہ لکھا یہ کیفیت اس مین درج تھی کہ بھائی مکان اپنی سکونت
کا اور قیدیون کی جگہ سحر بند کردو کہ عیار سارے لشکر مین پھیلے ہین یہ لکھ کر اِدھر اُدھر
دیکھا سامنے کلباد بشکل چوبدار کھڑا تھا اُسکو پاس بلا کر رقعہ دیا کہ اہلیل پاس لشکر مین
لے جائے اور کہا زبانی بھی کہدینا کہ سحر سے غفلت نہ کرین عیار کا بہت خیال رکھین کوئی
زندان کی سمت جانے نپائے کلباد پیام سنکر رقعہ لیے چلا دل سے کہتا تھا کہ موقع تو
خوب ہاتھ آیا اب مارا ہین نے دونون کو فی الجملہ وہان سے لشکر مین پہونچکر اہلیل
کے پاس آیا اور رقعہ دے کر کہا کہ آپ اس کو پڑھ کر ذرا علیحدہ چلین کہ آپ کے بھائی
نے اور بھی کچھ کہا ہی اُسنے رقعے مین خط اپنے بھائی کا پہچانا اور چوبدار کے ساتھ اُٹھ کر
کنارے لشکر کے گیا چوبدار مصنوعی نے تنہائی مین پہونچکر حباب بیہوشی منھ پر مارا کہ وہ
بیہوش ہو کر گرا اُس نے لباس اُسکا اُتارا اور وہین بیٹھ کر فلیتہ عیاری جلا کے
اُس کی ایسی صورت اپنی بنائی اور ایک گٹھری کی طرح اُسے باندھ کر چادر مین چھپائے

ہاتھ مین لٹکائے بارگاہ مین آیا ملازمین سے کہا تم سب ہٹ جاؤ مجھے بھائی صاحب نے
ایک چیز ایسی بھیجی ہی کہ مخفی کرکے اُسکو رکھون گا وہ سب ہٹ گئے اسنے ایک صندوق
مین اہلیل کو بند کرکے قفل دے دیا اور آپ باہر بارگاہ کے آکر پکارا کہ کوئی ہی ملازم حاضر
حاضر کہکر سامنے آئے اُنسے حکم دیا کہ مجھے آج کھٹکا ہی کہ عیار آکر قیدیون کو چھڑا لیجا ئینگے
لہذا داروغۂ محبس سے کہو کہ سب اسیرون کو یہان لے آئے مین آپ پہرا دون گا یہ
حکم سُنکر ملازم چلے اور کلباد بھی چلا کہ زندان سے سرارون کو نجات دلوا کر باہر سے
باہر ہی لیجاؤن پھر آکر سمجھ لون گا غرضکہ اوّل کچھ نوکرون نے میخوار سرکش جادو
داروغہ سے جاکر اطلاع دی کہ حضور قیدیونکو مانگتے ہین جلد لیے چلو داروغہ حکم پاتے
ہی اسیرون کو زنجیر سحر مین باندھ کر لے چلا راہ مین اُسکو دیوانہ آہن خوار جادو
نام کہ توشک خانہ کا مالک ہی ملا اور اُسنے میخوار کو ٹوکا کہ اسیرون کو کہان لیے جاتا
ہی میخوار نے کہا حضور مانگتے ہین یہ گفتگو تھی کہ اہلیل نقلی بھی آکر پہونچا آہن خوار
اسکو دیکھ کر خاموش ہو رہا بلکہ بارگاہ کی طرف چلا گیا اور کلباد نے ٹھہر کر کہا کہ مین
اپنا سحر اُنپر قائم کرتا ہون تم ای میخوار جادو کی قید سب پر سے دفع کر دو اسنے سحر کا ردّ پڑھنا
شروع کیا لیکن دیوانہ آہن خوار جادو جو بارگاہ مین گیا یہ تو مالک توشک خانہ ہی
لباس وغیرہ رکھنے کے لیے جو صندوق کھولے ایک مین اہلیل کو بند پایا حیران ہوا
کہ یہ کیا ماجرا ہی یعنے ایک اہلیل تو قیدیون کو چھڑا رہے ہین اور دوسرے یہان ہین
آخر سحر پڑھکر دستک دی کہ زمین سے ایک عورت سیہ فام رقعہ لیے نکلی وہ رقعہ لے کر
پڑھا لکھا تھا کہ یہ اہلیل اصل ہی اور وہ عیار ہی جو قیدیون پاس ہے یہ پڑھکر رقعہ زن
سحر کو دیا کہ وہ لے کر غائب ہوئی اور یہ اُٹھ کر دوڑا کہ ایسا نہو عیار اسیرون کو چھڑا لیجائے
اور راستے سے ایسا سحر کیا کہ کلباد زمین پر گر کر لوٹنے لگا میخوار یا تو رد سحر پڑھ رہا تھا یا
اُسکو اُٹھانے مین مصروف ہوا اِس عرصہ مین دیوانہ آہن خوار پہونچا اور پکارا کہ لینا
اُس بدذات کو یہ مکار عیار ہی مالک کو ہمارے صندوق مین بند کر آیا ہی یہ سُنتے ہی میخوار
نے سحر کیا کہ کلباد بھی ہمراہ سرداروں کے زنجیر آتشین مین بندھ گیا یہ لے کر سردارون
کو قیدخانے مین گیا اور آہن خوار نے آکر اہلیل کو ہوشیار کرکے سارا ماجرا بیان کیا
اُسنے پوچھا کہ پھر وہ عیار کہان ہی اُسنے کہا قید کر آیا ہون اہلیل سب حقیقت سُنکر خائف ہوا

اور لباس درباری پہنکر باغ کی طرف چلا کہ بھائی سے سب حال کہکر اُسکو بھی بلا لون اکیلا
لشکر مین رہنا اچھا نہین ایک سے دو بھلے یہ سوچکر روانہ ہوا اسکو جاتے ابو الفتح عیار نے
دور سے دیکھا کیونکہ چار عیار بہر عیاری آئے ہین وہ سب اسی فکر مین پھر رہے تھے غرضکہ
جب اسنے جاتے دیکھا فوراً اپنی صورت مثل برہمن کے بنائی جینو دے دار ٹوپی پہنی انگوچھا
کندھے پر ڈال کر ایک سرے مین انگوچھے کے تیرہ باندھا دوسرا سرا سینے کے قریب لٹکایا
مرزائی کے نیچے جنیو چھپایا اور دھوتی تہمری باندھی قشقہ پیشانی پر دیا لشکر سے نکل کر
شگن ساعت پکارتا چلا جب اہلیل لشکر کو طے کر کے صحرا مین پہونچا برہمن نے اُسکو دیکھکر
اسیس دی کہ بھگوان بھلا کرے پرمیشر بنائے رکھے نارائن گرے بچا انند رہو بول بالا دشمن
ردر ہے اب تو آپ کی نوین برہسپت ہی چندرمان بلی ہی چولا شکھی رہیگا بھگوان کی دیا سے
ہو رہے مہراج کی بڑھتی کے دن ہین منگل پانچوان سورج کو بہتری یعنی شرف ہے
سب کام سدھ ہون گے اہلیل نے یہ باتین سُنکر گھوڑا روک لیا اور کہا مہاراج آج بڑی
خیر ہوئی جان بچ گئی نہین تو عیار نے مار ڈالا تھا آپ ذرا پترے مین دیکھیے تو کہ مین
اور بھائی امیر حمزہ پر فتحیاب ہوگا برہمن نے یہ سُنکر کہا راہ چلتے مین شگن پوچھنا اچھا
نہین ذرا ٹھہر جائیے تو مین بچارون اہلیل گھوڑے سے اُتر کر برہمن کے پاس آیا اور
پانچ روپیہ پوتھی کھلوائی سامنے رکھے برہمن نے پوتھی کھولی اور سیگھ برکھ متھن کرکھ سنگھ
کنیا تلا برچھک وغیرہ کا انگلیون پر بچار کر کے کہا یہ پوتھی مین جو شنجرف سے سُرخ
کنڈلی کھچی ہے اسپر انگلی رکھیے اور روشنی منگائیے کہ مین غور کرون اہلیل نے ایک تنکا
اُٹھا کر سحر پڑھا کہ مشعل کیطرح جلنے لگا اور مشعل کو ہاتھ مین لیے بیٹھکر پوتھی کی کنڈلی پر
انگلی رکھی برہمن نے اُسکو پوتھی کی طرف مشغول دیکھکر ایک بٹا بیہوشی کا اُس مشعل پر
ڈال دیا کہ یکایک بھبکا نکلا اور دھوان ایسا پھیلا کہ اہلیل اُس مین چھپ گیا اور
بو سے اُسکی بیہوش ہوگیا ابو الفتح نے اوسی مشعل کی روشنی مین بیٹھکر مثل اُسکے
صورت اپنی بنائی اور اُسکا لباس پہن کر جب درست ہوچکا اُسکو ایک غار مین ڈالکر
پتھر سے دہن غار بند کر دیا لیکن وہ مشعل سحر کی اُسیطرح روشن زمین پر پڑی رہی یہ
سمجھا کہ جب تک اہلیل زندہ ہے مشعل نہ بجھے گی کہ اُسکے سحر کی ہے غرضکہ اُسکو چھوڑ کر آپ
گھوڑے پر سوار ہو کے باغ مینا مین گیا اور خداوند کو سلام کر کے بیٹھا تھا بھائی نے اُسکے

کہا کہ ای برادر تم کیون آئے مین نے تمکو رقعہ بھیجا تھا ہزارون عیار فکر مین ہم دونون کی
پھرتے ہین تم نے غضب کیا کہ اکیلے چلے آئے اہلیل نے یہ تقریر سُنکر جواب دیا کہ آپ نے
خوب رقعہ بھیجا تھا کہ اُس چوبدار نے تو میرا خاتمہ کر دیا تھا یہ کہکر سب سرگزشت کلبا د
کی جو کچھ کہ برہمن بنکر زبانی اہلیل کے سُنی تھی بیان کی محلیل نے اُسوقت کہ بھائی کو
بلا سے نجات پایا ہوا دیکھا گلے سے لگایا اور کہا اب تمکو اکیلا مین نہ چھوڑونگا چلو مین
بھی لشکر مین چلکر شب بسر کرون یہ کہکر خداوند سے رخصت ہوکر روانہ ہوا بختیارک
نے کہا کہ راستے مین دوست و دشمن کو دیکھتے جانا اُسنے کہا مین بخوبی ہوشیار ہون اور باہر
آکر دونون گھورون پر چڑھ کر چلے راہ مین اُسکو خیال آیا کہ کہین ایسا نہو یہ شخص میرے
بھائی کی صورت بنکر آیا ہو اور مجھے دھوکا دے کر لے چلا ہو یہ سوچکر کچھ سحر پڑھ کر پھونکا
رنگ و روغن عیاری اوڑ گیا اور صورت اصلی ابو الفتح کی ظاہر ہو گئی ابو الفتح گھوڑے
سے کود کر بھاگا اُسنے اپنے گلے سے مالا توڑ کر پھینکا کہ سانپ بنکر لپٹا اور ابو الفتح کھچ کر
سامنے آیا اُسنے کہا سچ بتا کہ تو کون ہے اور میرے بھائی کو تونے کیا کیا اُسنے جواب دیا
مین عیار ہون بھائی کو تیرے غار مین ڈال آیا ہون وہ خواستگار ہوا کہ چل مجکو بتا دے
ابو الفتح بولا کہ مجھے چھوڑ دو تو بتا دون اُسنے کہا او بد ذات تیری مکاری نہ چلے گی مین
تجھے چھوڑ دون کہ تو بھاگ جائے اور پھر آکر مجھے ستائے ابو الفتح نے کہا کہ اگر تمھین یہ خیال
ہے کہ مین بھاگ جاؤنگا تو لشکر مین چلو معاملہ کرو بھائی کو اپنے لو اور میرے بھائی کو دو
محلیل بولا کہ ارے حرامزادے میرے تیرے معاملہ مقدمہ کیا ہے مین کچھ ایسا کمزور ہون
جو تجھ سے دب جاؤن یہ کہکر کچھ سحر ایسا پڑھا کہ ابو الفتح خود بخود دوڑتا ہوا چلا اور
اُسی جگہ آیا جہان اہلیل غار مین بند تھا محلیل نے اُسکو باہر نکالا مگر وہ بیہوش بہت
تھا ابو الفتح سے کہا اِسکو ہوشیار کر اُسنے کہا مجھ پر سے سحر اُتار لو تو مین ہوشیار کردون
محلیل یہ کلام سُنکر سوچا کہ تو حصار سحر سے کردے اور اُسکو چھوڑ دے پھر گرفتار کر لینا
یہ حصار سے باہر تو جا نہ سکے گا اِس سے خوف کرنا کیا ہے یہ سوچکر دسحر پڑھکر ابو الفتح
کو رہا کیا لیکن گرد حصار کر دیا یہ تو جادو کرنے مین مصروف ہوا لیکن ابو الفتح جو پاس
چھوٹا ہوا کھڑا تھا اُسنے بیضۂ بیہوشی مارا کہ دھم سے زمین پر گرا ابو الفتح خنجر کھینچکر سینے
پر سوار ہوا کہ ذبح کردون اُسوقت اہلیل جو پہلے سے بیہوش پڑا تھا اتفاقاً ہوا سرد

صحرا کی جو اُسنے کھائی ہوشیار ہوکر اُٹھ بیٹھا دیکھا کہ ایک شخص کسی کو ذبح کرنا چاہتا ہے یہ
دیکھکر اُسنے ایسا سحر کیا کہ ابو الفتح زمین پر گرکر بے حس و حرکت ہوگیا اور یہ اُٹھکر اپنے
بھائی کے قریب آیا اور اُسکو ہیچا نکر ہائے کر کے لپٹ گیا اور خیال مین گذرا کہ اور کوئی
عیار نہ آجائے یہ سوچکر ایک ہاتھ سے اپنے بھائی کو اور دوسرے ہاتھ سے ابو الفتح کو
اُٹھا کر بزور سحر اُڑکر چلا اور اپنی بارگاہ مین پہونچکر بھائی کو ہوشیار کیا اور دونون نے
اپنی کیفیت بیان کی پھر داروغہ میخوار کو بلا کر ابو الفتح کو بھی زندان مین بھیجکر قید کرایا
درباب حفاظت تاکید شدید کردی اور باہم مشورہ کیا کہ عیار بڑے غضب کی ہین یقین ہے
کہ پھر آئینگے اب کوئی سحر ایسا کرنا چاہیے کہ جو آئے گرفتار ہوجائے یہ مصلحت کرکے
ایک تصویر ماش کے آٹے کی بنائی اور ایک بط الماس کی ترشی ہوئی جھولے سے سحر کے
نکال کر تصویر کو سائبان بارگاہ کے نیچے اور بط کو اپنے پلنگ کے برابر کھڑا کردیا اور ملازمون
سے اپنے بلا کر کہا کہ جو کوئی تم مین سے اندر بارگاہ کے آئے تو کہدے کہ مین نوکر ہون اور
اس کام کے لیے اندر آتا ہون اگر یہ کلمے نہ کہیگا تو اُلٹا بارگاہ کی سائبان مین لٹک جائیگا
ملازمین یہ سُنکر خاموش ہو رہے اور اُنھون نے نوکرون کو منتخب بھی کیا کچھ لوگونکو کاروبار
کے لیے اندر رکھا باقی کو باہر رہنے کا حکم دیا غرضکہ سب جب درستی ہوچکی پلنگ پر
لیٹے اُسوقت محلیل نے کہا بھائی خداوند کے باغ مین جشن کیا ہوگا نایاب جلسہ ہوگا
کہ میرا دل وہین لگا ہی اگر تم کہو تو مین جاؤن اب تو رات بھی تھوڑی ہی اور مکان بھی
سحر بند کرلیا ہی بھائی اُسکا یہ تقریر سُنکر بولا کہ بھائی مین کچھ ڈرتا تھوڑی ہون تم شوق
سے جاؤ اور اپنا دل بہلاؤ لیکن راہ مین ذرا عیارون سے بچکر جانا اُسنے کہا مین اُڑکر
جاؤنگا زمین پر نہ اُترونگا یہ کہہ کر بارگاہ سے نکلا اور پرواز کرکے روانہ ہوا بعد
اسکے جانے کے اہلیل سو رہا اور خدمتگار چپی کرنے لگا بعد تھوڑے کے خدمتگار اُٹھکر باہر
بارگاہ کے آیا وہان چالاک خدمتگار کی صورت بنا ہوا فکر مین اندر جانے کے تھا کہ
اس خدمتگار نے اُسکو دیکھا اور کہا بھائی تم بھی نوکرون مین ہو چالاک نے کہا ہم
خداوند کے نوکر ہین اسوقت دم گھبرایا ادھر چلے آئے اگر تمھارا کچھ کام ہو تو کردین
کیا ہوا ہمارا تمھارا ایک واسطہ ہی اُس خدمتگار نے کہا کہ میری نوکری اسوقت تھی مگر میرے
پیٹ مین درد ہی اگر تم دم بھر بڑے حضور کی چپی کرو تو مین بیت الخلا ہو آؤن مگر بھائی

بارگاہ سحر بند ہی تم پردہ اُٹھاکر یہ کہنا کہ مین خدمتگار ہون پانؤن داببنے آتا ہون اگر یہ نکہوگے
تو اُلٹے لٹک جاؤگے چالاک نے کہا بھائی تمنے خوب بتا دیا نہین مین مفت مین پکڑ
جاتا اچھا تم رفع احتیاج کو جاؤ مین اندر جاتا ہون وہ یہ سُنکر ایک طرف گیا اور یہ وہی کلمے
کہکر اندر آیا دیکھا کہ نمگیرے کے نیچے اہلیل سوتا ہی اور اُسکے داہنی سمت ایک گلدستہ
رکھا ہی اور پلنگ کے برابر بربط رکھی تصویر زیر سائبان استادہ ہی غرضکہ چالاک نے
پلنگ پر بیٹھکر یکتا بیہوشی کا مُنہ پر مل دیا کہ چھینک مارکر بیہوش ہوگیا یہ چھاتی پر چڑھکر چاہتا
ہی کہ ذبح کرے یکایک گلدستہ پھولونکا قہقہہ مارکر ہنسا اور شعلہ اُسمین سے نکلکر چار
سمت چالاک کے حصار ہوگیا اُسوقت چالاک بیحس ہوگیا سینے پر بیٹھا ہی مگر ہاتھ
نہین ہلتا ہی کہ اُسے ذبح کرے نہ آپ اُتر سکتا ہی کہ بھاگے ادہر وہ بطالماس کی پکاری
کہ لینا پکڑنا عیار اہلیل کو مارے ڈالتا ہی ساحر اور ملازم یہ غل سُنکر دوڑے لیکن جو اندر
آنے لگا سائبان مین اُلٹا لٹک گیا کیونکہ سب کو تو وہ کلمات معلوم نہ تھے جو اُس نے
ملازمون کو سکھا دیے تھے وہ تو کچھ آدمی مخصوص کرلیے تھے کہ وہ جانتے تھے اُنمین سے
ایک رفع احتیاج کو گیا تھا اور دو ایک باہر تھے یہ ہنگامہ دیکھکر اندر بارگاہ کی نہ آئے بلکہ
دوڑکر باغ مینا مین گیے اور محلیل سے کہا کہ چلیے آپ کے بھائی کو عیار مارے ڈالتا ہی وہ
بد حواس دوڑا اور اُڑتا ہوا قریب بارگاہ آیا پکارا کہ جسکو آنا ہو میرے ساتھ اندر آئے ورنہ
بسبب سحر کے پھر آنہ سکیگا کیونکہ مین اندر جاکے اور زیادہ راہ بند کردونگا کہ اندر سے عیار
نکل نہ جائے اور باہر سے کوئی اور عیار اندر نہ چلا آئے یہ کلمات کلباد عراقی عیار نے
کہ چار عیار جو چلے تھے اُن مین سے ایک یہ باقی ہی اُسنے سُنے کسلیے کہ یہ بھی ساحر بنا ہوا
عیاری کی فکر مین پھر رہا تھا غل سُنکر دوڑ آیا اور کہا چلیے ہم آپ کے ساتھ چلتے ہین
محلیل اِس خوف سے اندر نہ جاتا تھا اور لوگون کو بلاتا تھا کہ مبادا مین تنہا جاؤن
مقدمہ عیار کا ہی کہین مجھ پر آفت نہ آئے بدین لحاظ اور ساحر بھی خوف ناک تھے اور اندر
نہ جاتے تھے کلباد نے جو ساتھ چلنا قبول کیا اُسنے غنیمت جانکر ہمراہ لیا اور اندر آکر اول
سحر کرکے حصار آتش جو گرد چالاک تھا اُسے دور کیا تاکہ یہ میرے بھائی کی چھاتی پر سے
اُترے غرض جب سحر اُتر گیا چالاک کے ہاتھ پانؤن کھلے اُسنے چاہا کہ اُٹھکر بھاگ جاون
لیکن اُسنے سحر کردیا کہ کوئی بارگاہ کے باہر جانہ سکے اِس سبب سے چالاک وہین رہگیا

اُسنے کہا کیون اے دزد اَبتْ کُہ کہ تیرا کیا حال کرون یہان تیری عیاری کچھ نہین چل سکتی یہ کہکر
ایک سمت گلاب کا شیشہ رکھا تھا چاہا کہ اُٹھا کر بھائی کے مُنہ پر چھڑکون اور تازیانہ لیکر عیار کو
مارون اُسوقت وہ بط جو الماس کی کھڑی تھی پکاری کہ واہ واہ صاحب تم خود ایسے غافل
ہوئے کہ عیار کو اپنے ساتھ لے آئے اتنا بھی نہ پہچانا کہ یہ شخص غیر ہی یا اپنا ہی جسکو ہم اندر
بارگاہ کے لیے جاتے ہین یہ کلام بط کے سُنکر یا تو شیشہ اُٹھانے جھُکا تھا یا جھُک کر چاہتا
تھا کہ سنبھلے لیکن عیارون نے دیکھا کہ اِس بطخ حرامزادی نے سب کام بگاڑا اب
غفلت نہ کرو یہ سوچکر بچالاکی تمام گلباد نے اُسے سنبھلنے بھی نہ دیا ایک خنجر اِس زور سے
پُشت کی جانب سے مارا کہ سر محلیل کا کٹ کر دور گرا غُل و شور برپا ہوا اُس وقت
چالاک چھوٹ گیا کیونکہ اُسی نے اُسکو قید کیا تھا پس رہا ہوتے ہی خنجر کھینچکر اہلیل جو
بیہوش پڑا تھا اُسپر لگایا بطخ چیخنے لگی گلدستہ کھل گیا اور شعلے نکل کر گرد چالاک کے
پھیلے لیکن گلباد نے دوبارہ بڑے زور سے خنجر مارا کہ سر اُسکا بھی جُدا ہوا العیاذ باللہ
وہ صداہاے مہیب پیدا ہوئین کہ گویا آسمان پھٹ پڑا وہ بطخ اور پتلی اور گلدستہ جلنے لگا
بجلیان چمک کر گرنے لگین نوکر چاکر جو باہر بارگاہ کے تھے بدحواس ہو کر بھاگے کہ یکایک
کیا آفت آگئی عیار نعرے کرکے سراچہ ہاے بارگاہ پھاند کر بھاگے لیکن یہ غل و شور
سُنکر دیوانہ آہن خوار جادو اور میخوار سرکش جادو بیتابانہ دوڑے اور عیارون
نے انھین دیکھا یا تو بھاگے تھے یا پھر اور گلباد تو ساحر کی صورت تھا اور چالاک خدمتگار
بنا ہوا تھا کچھ صورت بدلنے کی تو ضرورت تھی نہین دوڑ کر میخوار وغیرہ کے
پاس آئے رونے لگے کہ ہاے ہاے اہلیل و محلیل دونون کو خدمت سامری مین
عیارون نے بھیجا ہم دونون عیارون کے پیچھے دوڑے تھے مگر وہ سامنے کیطرف
بھاگ گئے اُس طرف چند درخت گنجان لگے ہین اُسمین کچھ آثار اُنکے ظاہر ہوتے ہین
مگر ہم فرط دہشت سے جا نہین سکتے یہ تقریر سُنکر اُن دونون نے کہا چلو ہم چلتے ہین یہ
کہکر دونون ہمراہ ہوئے وہان ساحر اور ملازم وغیرہ سب بارگاہ کی طرف دوڑے جاتے
تھے آگ پتھر برس رہے تھے غوغا بلند تھا قابو عیارون نے بخوبی پایا کچھ دور اُن دونون
کو لگا کر لائے اور کہا دیکھیے وہ عیار کھڑے ہین اُنھون نے ذرا اُدھر دیکھا کہ انھون نے
بیضۂ بیہوشی مارے دونون بیہوش ہو کر گرے چالاک و گلباد نے سر کاٹ لیے یہان بھی

ہنگامہ محشر ایسا بلند ہوا غلغلہ ہوتے ہی فوج ساحران سے کچھ لوگ اس طرف بھی دوڑے عیار نعرے مارکے بھاگے مگر میخوار کے مرنے سے سردار اور دو عیار جو قید تھے اُنپر سے سحر دفع ہوگیا باہم مشورہ کیا کہ یقین ہی کسی مرشد نے کام ساحرون کا تمام کیا بس عیار تو خنجر کھینچکر اور سردار تلوار پکڑ کر زندان سے نکلے ساحر تو آفت برپا ہونے سے چار سمت گھبرائے پھرتے تھے کہ یکایک سردار آگرے اور زیر تیغ لشکریان لقا اور ساحرونکو رکھ لیا ساحر اسقدر بدحواس تھے کہ سحر کرنا بھولے اور فوج مین بھگڈر پڑی مگر سردارون نے دم بھر مین دریا خون کا بہادیا لاشون کا انبار لگادیا صفین صاف کردین نظم

قتل پرناوک بشر ربار
تھے زاغ کمان کے پر نمودار
شمشیر ہر ایک تیز تر تھی
شکل قدیار باڑھ پر تھی
ہنگامۂ حشر زا بپا تھا
مر مر کے ہر ایک گر رہا تھا
لڑتے بھڑتے وہانسے سردار
اپنے لشکر مین پہونچے جرّار

اس ہنگامے کی خبر باغ مینا مین لقا کو پہونچی کہ ساحر واصل جہنم ہوئے اور سرداران اسیر قتل و غارت کرکے چلے گئے لشکر مین آفت برپا ہی قیامت کا سامنا ہی لقا وہان سے اس خبر کو سنکر سوار ہوا اور جب لشکر مین پہونچا دیکھا لاش پر لاش پڑی ہی لشکریون کی صورت خون مین بھری ہی خیمے جلتے ہین ساحر بھاگتے پھرتے ہین یہ کیفیت دیکھکر طبل آسایش اُسنے بجوایا سردارون کو بُلاکر دلاسا دیا پھر بارگاہ نکبت جاہ مین آکر تخت پر بیٹھا ادھر ساحر باقیماندہ لاشے اہلیل و محلیل وغیرہ کے سامنے لائے کہا ہم طلسم مین جاتے ہین اُسنے کہا اونکو غرور ہوگیا تھا اس سبب سے مین نے اونکو غارت کردیا مین کسی کی مدد کا محتاج نہین ہون بختیارک بولا کہ خداپرست بڑے پیارے بندے خداوندکے ہین کہ خداوند اُنکی خاطر سے اپنے ملک اور قیطول چھوڑکر بھاگتے پھرتے ہین اور جس ملک مین جاتے ہین اُنکی خوشی کے واسطے وہان کے بادشاہ اور زیردستون کو اُنکے ہاتھ سے قتل کراتے ہین ساحر یہ کلمات سنکر الحق اور پیچ کہتے ہوئے سمت طلسم گئے اُس طرف سردار جب لشکر مین پہونچے دیکھا کہ رات سب گذر چکی ہی یعنے وہ وقت ہی کہ دیو سیاہ ساحر شب آمد از صومعۂ مشرق کی سنکر و لبفرار لایا ہی اور تیغ شعاع مہر نے اپنی تاب سے جہان کو منور فرمایا ہے نظم

غرض ہو گئی جب سحر آشکار	برآمد ہوا شاہ مشرق دیار
ہر اک ذرے کا تھا مقدر رسا	کہ خورشید تابان نے بخشی ضیا

امیر سجدہ کر پاس مین بھر نماز تشریف فرما ہوئے اوس سردارون نے قدمبوسی کی امیر
نے سب کو گلے سے لگایا باعث رہائی استفسار فرمایا سرداروں نے عیارون کا حال
بیان کیا عیارون کو خلعت عنایت کیا بعد ادائے فریضۂ نماز بارگاہ مین آکر سب عشرت پیرا
ہوئے لیکن ساحر جب طلسم مین بھاگکر گئے راہ مین ایک شہر اُنکو ملا کہ وہان کی حاکم
ہمشیرہ اہلیل و محلیل ہی اُسنے سُنا کہ کچھ ساحر بھاگکر خداوند کے پاس سے آگئے ہین
خدمت افراسیاب مین جاتے ہین اُسنے ساحرون کو بلا کر پوچھا کہ تم کس کے ہمراہ
خداوند کے پاس گئے تھے ساحرون نے کل واقعۂ رزم اور قتل ہونا اہلیل و محلیل کا
بیان کیا جب اس لکاتہ نے کہ نام اُسکا گلستان جادو ہی مارے جانا بھائیون کا
آپنے سُنا آتش غضب کانون سینہ مین مشتعل ہوئی اور عازم ہوئی کہ انتقام خون برادران
مسلمانون سے چلکر لے ساحرونکو عرضی لکھکر حوالے کی کہ خدمت شاہ جادوان مین
پہونچا دینا اُس مین یہ قلمبند کردیا کہ کنیز کے دو بھائی مارے گئے مجھے اسقدر تاب ضبط
باقی نہ تھی جو حاضر خدمت حضور ہو کر اجازت جانے کی لیتی فی الحال بہر جنگ خداپرستان
مین جاتی ہون اطلاعاً عرضی ملازمان شہنشاہ مین بھیجدی غرضکہ عریضہ لیکر تو ساحر
اُس طرف روانہ ہوئے اور اُسنے اپنے لشکر کو حکم تیار ہونے کا دیا فوج مین طبل سفر بجا
بارہ ہزار ساحر درست و چُست ہوا گلستان طاؤس آتشین پر سوار ہوئی بجلیان
چمکنے لگین ابر گھر آئے بڑے تجمل و شان سے سواری اُسکی چلی اور بعد طے مسافت راہ
لشکر لقا مین پہونچی یہان لقا مارے جانے سے ساحرون کے رنجیدہ و دل کبیدہ
بیٹھا تھا کہ فلک پر برق چمکی سب حیران ہو کر دیکھنے لگے بختیارک نے کہا کوئی بندۂ مقرب
خداوند آتا ہی لقا بولا کہ مین نے تجھکو اس لیے شیطان بنایا ہی کہ تو پہلے سے میری مشیت
کا راز ظاہر کردیتا ہی فی الحقیقت بندۂ خاص میرا آتا ہی جا استقبال کرکے لے آ اُسوقت
اور ملازمون نے پوچھا کہ یا خداوند یہ کونسا بندہ آتا ہی اُسنے جواب دیا کہ لاکھون بندے
میرے ہین کسکو مین بتاؤن کہ کون آتا ہی جب سامنے آئیگا تو بتلا دونگا الحاصل یہ
مسخرا تو بیہودہ بکتا رہا وہان بختیارک نے جاکر استقبال کیا گلستان کو لیکر بارگاہ مین

آیا اُسنے خداوند کو سجدہ کیا لقا نے کہا ای بندی قدرت مزاج اچھا ہی بختیارک نے پکارا کہ
خداوند بڑی دیر سے تمھین یاد رہے تھے لقا نے اُسکی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا کرسی پر بٹھایا اُسنے
نذر دی خلعت فاخرہ عنایت ہوا اُدھر لشکر اُسکا اُترا لقا نے کہا ای بندی قدرت
ہمنے تمھین اپنی بہشت رہنے کو عنایت کی تم باغ مینا مین جاکر اُترو اور سلیمان سے حکم دیا کہ
تمام سامان عشرت باغ مین بہر آسایش بلکہ مہیا کردو حسب الحکم جنگیز جو گھڑی وغیرہ سامان
مطبخ خانہ اور سنجانہ ہمہ نعمت اُس باغ مین مہیا کردی گلستان اپنی کنیزون کو لیکر وہان
گئی اور راہ کی تھکی ماندی تھی دن بھر آرام گزین ہوئی دل مین بہت خوش ہوئی
تھی کہ خداوند نے جیتے جی بہشت رہنے کو مجھے عطا فرمائی غرض کہ تمام دن باغ مین رہکر
آسودہ ہوئی جس وقت کہ نخلبند حدیقۂ قدرت نے گل آفتاب کو خمول و پژمردہ کیا اور
چمنستان افلاک مین گلہاے کواکب شگفتہ فرمائے کہ بموجب نظم

بسانِ گل باغ ہر نجم تھا	فلک کا چمن پھر منور ہوا
ستارون مین تھی ایسی تابندگی	کہ روشن تھی وہ رات تارون بھری

گلستان دربار خداوند مین آئی دو چار جام بادۂ ارغوانی پیے حال خداپرستونکا پوچھا
بختیارک نے کہا کہ وہ گروہ بہت بلاے بد ہی کوئی اُنسے عہدہ بر نہین ہوسکتا کیونکہ
خداوند کو پیدا کیے کی شرم ہی اب تم یہان آئی ہو دو چار دن رہکر تماشا دیکھو گلستان نے
جواب دیا کہ ملک جی سحر کا مقدمہ بہت زبردست ہی خداپرست کیا کرینگے مین آگ
کے سمندر کو برف کا دریا کرتی ہون اور برف کے دریا کو آتش کا بناتی ہون دم بھر مین
زمین و آسمان کے قلابے ملاتی ہون ابھی خداپرستون سے کسی اچھے ساحر سے سامنا
نہین ہوا تم میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ ادھر کیفیت دیکھو کہ ایک لمحے مین کیا تھا اور کیا
ہوگیا ساری اُنکی زبردستی نکال دونگی بختیارک نے کہا ابھی طبل جنگ نہ بجواؤ
زمانے کی ٹھنڈھی ہوا کھاؤ حمزہ مالک اسم اعظم ہی اول اسم اعظم بند کرنے کی تدبیر کرو
عیارون سے محفوظ رہو تو پھر جو چاہنا سو کرنا مین محبت سے یہ کہتا ہون تمھاری جوانی
پر ترس آتا ہی گلستان بولی کہ ملک جی تمھاری تعریف مین نے جیسی سُنی تھی اُس سے
زیادہ پایا تمھاری ذات بہت غنیمت ہی لیکن اب تو طبل بجتا ہی پھر دیکھا جائیگا یہ کہہ کر
حکم دیا کہ نقارۂ رزم بجے ہر ایک لڑنے پر مستعد ہوئے حسب الحکم خناس عیار نے

نقارخانے مین جاکر کوس جمشیدی پر چوب لگائی ساحرون اور لقا پرستون مین تیاری جدال وقتال ہونا آغاز ہوئی اِدھر ہرکارے دوان دوان خدمت والانہمت سلطان اسلامیان مین آکر عرض پیرا ہوئے کہ بیت

تہا ملک و دین در پناہ تو باد — چراغ ہنر شمع راہِ تو باد

گلستان جادو نام ایک ساحرہ آگ آمادہ برخاش ہوئی ہی مقابلہ بلازمان فیض بندگان درگاہ سے کیا چاہتی ہی شاہ نے یہ خبر سُنکر حکم نواخت طبل جنگ دیا نقارہ رزم بجنے ہی دہی ہنگامۂ شور و شر برپا ہوا النظم

طبل جنگی کی تھی صدائے دون — خون ہوا خوف سے دل گردون
سب بہادر کمال جرات سے — باتین یہ بانکپن کی کرتے تھے
آخر اک روز ہمکو مرنا ہے — روح کو جسم سے بچھڑنا ہے
آج میدان مین لڑکے مرجائین — نام دُنیا مین اپنا کرجائین
کرتے تھے اسلحے کو اپنے درست — تھے سوار و پیادہ چاق وچُست
شہ کا دربار بھی ہوا برخاست — فتنہ ہائے بلا زجا برخاست
آئے سب غازی اپنے خیمون مین — تاکہ تیاری جدال کرین
یہ تو اس فکر مین ہوئے مصروف — وان گلستان تھی سحر سے مالوف
ایک چوکی بچھا کے صندل کی — غسل کرکے وہ آسپہ آبیٹھی
سامنے تھالی اک برنجی تھی — لونگ الاچی و پھول سی تھی بھری
آگ سُلگا کے کر دسحر پڑھا — اور کچھ لیکے ماش کا آٹا
کرکے تیار اُس کے دو پتلے — شیشۂ آتشی مین بند کیے
لے کے شیشے کو جب وہانسے چلی — بجلیان چمکین اور اُٹھی آندھی
فوج اسلام مین جو وہ آئی — ہر طرف دھوم جنگ کی دیکھی
سحر سے حال امیر کا پوچھا — پیر نے سحر کے یہ بتلایا
بیٹھے مسجد مین ہین وہ نیک نہاد — کرتے ہین طاعتِ خدائے عباد
سُنکے اُس سے قریب مسجد آ — مُنھ کو شیشہ کے جلد کھول دیا
نکلے شیشے سے دونون وہ پتلے — اور گر کر زمین پہ دیو بنے

کالی صورت مہیب تھے نقشے / آتشین گرز ہاتھ مین اُنکے
گیا مسجد مین ایک اُن مین سے / دیکھا اُسکو امیر نے آتے
اسم اعظم کیا جو ورد زبان / سحر کے دیو کا نہ پھر تھا نشان
زور سے اسم پاک کو جو پڑھا / دوسرے دیو نے وہ بند کیا
پھر گلستان نے اُٹھ کے وہ پتلا / اُسی شیشہ مین جلد بند کیا
پھر پکاری وہ قحبۂ بے باک / بند کر لے چلی مین اسم پاک
بند ہونے سے اسم اعظم کے / ہوش مین اپنے پھر امیر نہ تھے
لے کے شیشہ کو ساحرہ جلدی / لشکر ساحرہ مین جا پہونچی
ہوئی اس عرصے مین سحر پیدا / ہوا گردون پہ مہر جلوہ نما
مہر تابان کا حکم جاری تھا / شہ سیارگان فراری تھا
زینت تخت چرخ تھا خورشید / اسطرح نکلا جس طرح اُمید
آئے مسجد مین صبح کو سردار / کہ کرین چل کے طاعت غفار
غش مین پایا امیر والا کو / رہنما اور اپنے آقا کو
بارگہ مین لٹا دیا لا کر / شاہ نے بھی سُنی محل مین خبر

امیر کے بے ہوش ہونے سے ایک غلغلہ برپا ہوا لیکن چونکہ روز جنگ تھا کوئی ٹھہر نسکا کہ بہادری مین فرق آجائے گا آخر در دولت جہان پناہ پر سردار آگئے اور لشکر کی پلٹنین اور رسالے خیل خیل اور ذیل ذیل میدان مصاف کیطرف راہی ہوئے اس طرف شہنشاہ خبر بے ہوجانے صاحبقران کی سُنکر بہت جلد برآمد ہوئے کہ لشکر ہراسان ہوکر پراگندہ و منتشر نہو کہ نظم

نہ کی دیر پھر شاہ نے زینہار / چلے سوے لشکر وہ ہوکر سوار
جب آ پہونچے شاہ گرامی وہان / بہت لطف سے تھی سلامی وہان
ہوئین پلٹنین اور رسالے درست / سلامی کو سب باجے والے درست
جلوس اُنکے ہمراہ جو کچھ کہ تھا / بیان اک زبان سے کرون اُسکا کیا
زبانین جو ہون برگ گل سے کثیر / تو شاید بیان ہووے عشر عشیر
غرض جبکہ تخت آکے باہر ہوا / تو مجرے کو ہر شخص حاضر ہوا

ادب سے وہ پہونچے جو ہین تخت پاس — تو دی نذر اپنی بہوش و حواس
عیان جب وہ خورشید انور ہوا — قمر ضو سے مہر منوّر ہوا
جلو مین امیران عالی وقار — تکلف سے سب مرکبون پر سوار
اُدھر فوج بے حد اور بے شمار — ادھر ماہ پیکر تھے لاکھون سوار
نئی وردیان سبکی تھین زیب جسم — جدا رنگ مین ساری فوجونکی قسم
بڑھین جب یہ فوجین صفین باندھکر — ہوے ناقہ اسوار تب جلوہ گر
وہ ناقے روان اسقدر تیز گام — روانی مین بے جنکے شبدیز گام
ہویدا ادھر آواز عشرت ہوئی — کہ نوبت کے آنے کی نوبت ہوئی
نئے جوڑے پہنے ہوے نوبتی — عجب لطف کی زرق برق اُنمین تھی
فلک زیر ران اسپ چالاک تھا — نقارہ ہر اک برج افلاک تھا
یہ قرنا کی پہونچی صدا دور دور — بہادر کو ہے لڑکے مرنا ضرور
بشان و تجمل بجاہ و حشم — یہ فوج و یہ لشکر یہ طبل و علم
وہ میدان کین مین جو داخل ہوے — تو فوج عدو کے مقابل ہوے
تھا تخت نکبت یہ اپنے سوار — برابر کھنچی ساحرون کی قطار
دیا حکم شہ نے یہ سب فوج کو — صفین باندھکر تم سب استادہ ہو
جو ہین حکم قطعی یہ جاری ہوا — وہ لشکر درست ایک باری ہوا
ادھر فوج کی یہ درستی ہوئی — گلستان بھی میدان مین آکر جمی

بعد صفوف آرائی جانبین گلستان میدان مین نکل کر مبارزخواہ ہوئی اِس طرف سے شہزادہ ہاشم تیغ زن نے بادشاہ سے اجازت لیکر میدان کی راہ لی جب مقابل اُس ساحرہ کے نہال گلشن صاحبقرانی آیا اُس قحبہ نے نیا گل کھلایا یعنی کچھ سحر پڑھکر سمت فلک دم کیا یکایک ابر پیدا ہوا اُس ابر سے ایک پہلوان تیرہ روزگار کریہ منظر بدشعار اُترا اور شاہزادے کا ہم نبرد ہوا پکارا کہ اگر تو صاحب زور ہے تو کشتی لڑنا میرا دستور ہے مرکب سے اتر کر مجھ سے نصیب آزمائی کر کہ ع تا یار کرا باشد و میلش بہ کہ باشد + ہاشم یہ سنتے ہی مرکب سے کود کر دامن گردان آستین چڑھا کر کشتی کا ٹھاٹھ بدل کر سامنے گیا ہاتھ سے ہاتھ ملا دہنا ہاتھ گھسیٹ کر بایان ہاتھ گردن پر رکھا پھر تو دستی زبردستی کے ساتھ کھینچی اور بغلی

ڈوبنے لگی بیچ بندھنے لگی بیچ کا توڑ ہونے لگا توڑ کا جوڑ کا بند ہوتا تھا سلسلۂ کشتی کا بلند تھا
کبھی وہ اَنٹی لگاتا تھا کبھی یہ نیچے پکڑ لاتا تھا اندری کھینچتا تھا پھر وہ تڑپ کر اُٹھتا یہ قابو پاکر
پاکر کولے پر بھر کر مارتا مگر وہ پٹ گرتا الحاصل طول تقریر تا کجا عنقریب تھا کہ شاہزادہ
ہاشم اِسے چت کر کے باندھ لے کہ گلستان نے سحر پڑھا شہزادہ کے ہاتھ پاؤن مین
طاقت نرہی پہلوان نے ایک مقام پر اکھیڑ کر جو مارا چاروں شانے چت کر دیا اور مشکین
باندھ کر لشکریان لقا کو دیا اُنھون نے شاہزادے کو قید کیا اِدھر پہلوان نے نعرہ مارا
کہ اور جسکو آرزو ہو لڑنے مرنے کو وہ آئے اسلامیون کا دستور ہی کہ جو حریف لڑائی چاہتا ہی
اُسی طرح لڑتے ہین یعنے اگر حریف شمشیر سے لڑے اہل اسلام بھی سوائے تلوار کے اور
کوئی حربہ اُسپر نہ کرینگے اور کشتی لڑنا چاہے تو بجز کشتی لڑنے کے اور کسی طرح مقابلہ نہ
کرینگے پہلوان کے نہیب دینے سے سرداران اسلام نے نکلنا شروع کیا لیکن جو آیا
اور کشتی لڑا سحر کی وجہ سے بے طاقت ہو کر زیر ہوا اور ساحرون مین قید ہوا اسی طرح
ساٹھ سردار رستم توان اور اسفندیار دوران جو وقت رزم گینڈے کی کمر توڑ ڈالین
اور شیر کی کلائیان مروڑ ڈالین اسیر ہو گئے اُسوقت عیار کے وسیلے سے بختیارک نے
کہلا بھیجا کہ اے ملکہ دشمن کو مہلت دینا اچھا نہین ایک ایک سے کب تک لڑو گی ایسے مین
اسم اعظم حمزہ بند ہی کل خدا پرستون کا خاتمہ کر دو گلستان یہ پیام سُنکر مستعد ہوئی
اور ساحرون کو حکم حملہ کرنے کا دیا آپ بھی ناریل سحر کا سمت لشکر امیر مارا گھٹا گھر
آئی برق شعلہ بار چمک کر زمین پر لوٹنے لگی پانی موصلا دھار برسنے لگا فراش سبک سیر
صبا نے سائبان ابر فضا سے ہوا اور ساحت دنیا مین ڈالا خروش رعد دل آشوب اور
نہیب برق سینہ سوز نے غوغاے رستخیز بلند کیا بوند پانی کی جسکے سر پر پڑتی تھی وہ پتھر کا
ہو جاتا تھا اور دمبدم باران طغیانی پر تھا یہ عالم نظر آتا تھا کہ طوفان نوح دوبارہ آیا

نظم

گل ولائے کا دیکھا رستہ وہان　　نظر آگیا مینھ برستا وہان
وہ پانی برستا تھا اِس زور سے　　کہ تھے کان گنگ اُسکی غل شور سے
پھر اک کڑکڑاہٹ فلک پر ہوئی　　وہ آواز کچھ حد سے باہر ہوئی
وہین قطع مینھ کا برستا ہوا　　اور اولے لگے پڑنے بے انتہا
غرض ژالہ باری جو کچھ ہو چکی　　تو پھر مینھ برسنے کی شدت ہوئی

ایک جانب سے علاوہ اِس آفت آسمانی کے لشکر ساحران ترسول و پھسول لیکر حملہ آور تھے گولے فولادی لگاتے تھے بجلیان گراتے تھے آتش فساد شعلہ در تھی سرداران اسلام سپر سر پہ پانی رو کنے کو آڑ کیے تھے اور بادشاہ کے سر پر ہزارون ڈھال سایہ فگن تھین اور ہزارہا آدمی پتھر کا ہو گیا تھا طرفہ طلسم تھا کہ لشکر کی صفین بتخانہ آذری تھین یا نگار خانہ چینی تھین پتلے پتھر کے بیجس کھڑے تھے کہ **نظم**

دل اُنکا رہا غم سے گو لخت لخت	مگر سب غمون سے ہوا غم یہ سخت
بنا سنگ کا جب کہ سارا بدن	ہوا وزن مین جیسے پارا بدن
فلک سنگدل صرف بیداد تھا	ہر اک نوجوان رشک فرہاد تھا
زبس سختیون سے رہی اُنکو جنگ	وہ نازک بدن ہو گئے آپ سنگ

یہ صورت دیکھ کر جو پتھر نہوئے تھے اُنھون نے دل اپنے پتھر کر لیے تلوار کھینچکر جانبازی کرتے تھے لاش پر لاش گرا دی تھی اور ہر دم یہی تلاش تھی کہ حریف بچکر جانے نپائین ایک سمت سے لشکر لقا اور فرامرز اور سلیمان عنبرین مو لوٹ پڑا تھا بھر کر تلوار چلتی تھی بجبر شمشیر جوش پر تھا ہر ایک موت کے ہاتھون سو کھے گھاٹ اُتر رہا تھا سرحباب آسا دریائے خون مین تیرتے نظر آتے تھے یا کنول بہر تماشائے عروس مرگ دریا مین چھوڑے گئے تھے **لمؤلفہ**

تلوار کی آنچ تیز تر تھی	رخت ہستی تھی خاک کرتی
دریائے لہو بہ رنگ احمر	اور اُسمین فلک کا عکس اخضر
تھا شاہد مرگ کا نگینا	یاقوت پہ کر دیا تھا مینا
میدان آئینہ حال محشر	دکھلاتا تھا بس جمال محشر
تلوار کے ڈورے رگ سی جا لگے	ملکر گلے جوڑتے تھے رشتے
لوہا ہر سو برس رہا تھا	منہ زخمیون کا پانی مانگتا تھا
تلوار جو چل رہی تھی سن سن	آندھی تھی وہ کاٹنے مین گردن
رن بول رہا تھا غل مچا تھا	گردون کا بھی دل دہل رہا تھا
غالب ہوا کفر عاجز اسلام	چھائی پھر دون پہ ظلمت شام
چشم حیران تھا ہر ستارا	کرکے اِس جنگ کا نظارا

جب اژدرِ شب نے شہوارِ سبزۂ فلک کو نگلا اور سیاہی روزگار نے خنجرِ آفتاب کو نیامِ سیاہ مخملِ شب مین کیا لشکرِ ساحران کا اِس زور سے ہجوم ہوا کہ بادشاہ اسلام نے زخم کاری کھائے اور کُل سردار زخمی ہوگئے اور لشکری تمام مہر کے ہوئے لشکر لقا کی طغیانی دیکھ کر عیاران اسلام نے بارگاہ سلیمانی اکھڑوا کے بارگرانی اور ناموس صاحبقرانی کو بعجلت تمام سوار کر کے راہ فرار اختیار کی اِدھر مشیران سلطنت اور وزیران اہہت امیر کو کہ بیہوش پڑے تھے ہوادار پر ڈال کر سمت دشت کے بھاگے اِدھر بادشاہ کو سرداران زخمی سے میدان سے ہٹا یا شاہ نے کثرت زخمہاے کاری غش فرایا تھا اور ہر ایک سردار کا یہی حال تھا کہ سیر دن لہو زخمون سے بہہ گیا تھا سر ہر نے پر زین سے لگا تھا غش پر غش آتے تھے آخر طبل باز گشت بجوا کر سعادت فرما ہوئے اور سمت کوہستان بادشاہ کو لیکر چلے سر سے پا تک خون مین نہائے تھے اور بخت برگشتہ کی شکایت ہر ایک کے ورد زبان تھی **نظم**

اِی دل ازین جہان دل آزار درگذر ۔ وز تنگنا سے گنبدِ دوار درگذر
کار جہان نہ لائق اہل بصیرت ست ۔ مردانہ وار از سر این کار درگذر
چون می توان بگلشن و جانیان رسید ۔ سعی نما و زین رہ پُرخار درگذر
وز بحرِ غم ز حرص چو غواص شوخ چشم ۔ غوطہ مخور ز گوہر شہوار درگذر

یہ شکست نصیب اولیاے دولت قاہرہ شہنشاہ اسلامیان دیکھکر بختیارک ہاتھی پر سے کود کر پاس **گلستان** کے آیا اور کہا اے ملکہ مرحبا صد مرحبا کیا کہنا اب اِن باغیون کا تعاقب نہ چھوڑیے آج ہی سب کا خاتمہ کیجیے کیونکہ مثل چلی آتی ہے کہ کار امروز بفردا مگذار اور موجب بیت

نخستین نشان خرد آن بود ۔ کہ از بد ہمہ وقت ترسان بود

یہ لوگ دشمن جان و ایمان ہین اِنھین مہلت دینا نہ چاہیے **گلستان** نے کہا کہ ملک جی تم سچ کہتے ہو مین بھی یہی عزم رکھتی ہون یہ کہکر حکم دیا کہ حریف کا خیمہ و خرگاہ مال و متاع لوٹ لو فوج ساحران غارت و لوٹ پر گری یہی مہلت اسلامیون کو نکلنے کی ملی جب خوب لوٹ ہو چکی اور بازارین لشکر اسلام کی تباہ و برباد ہوئین کوئی کسی طرف اور کوئی کسی جانب اپنی عورتون اور بچون کو لیے نکل گیا اور کوہ و دشت مین جا کر چھپا اور ہزار در ہزار آدمی مارا گیا اُس وقت **گلستان** ساحرون کو لیکر عقب فوج اسلام

چیلی اور لقا بھی مع لشکر کے روانہ ہوا ہاتھی پر سے پکار پکار کر کہتا جاتا تھا کہ ای بندو میرے
قہر کو میرے دیکھو کہ ہمیشہ جن بندون کے ہاتھ سے خود بھاگتا تھا اور انکی ناز برداریان
کیا کرتا تھا آج ایک آن واحد مین اون کو برباد و تباہ کر دیا یہ کہتا تھا اور فرط مسرت سے
قہقہے مارتا تھا یہ تو اس طرح جویاے حریفان روان ہین اور اہل اسلام بحال پریشان
گریزان ایک پہاڑ کے دامن مین آئے اور عیار سبکو لیکر قلۂ کوہ پر چڑھ گئے اور اس
مقام کو ماوا و ملجا اپنا مقرر کیا اور سر کوہ پہ امیر کو فرش خاک پر اور بادشاہ کو لٹا دناموس
گرد بال کھول کر بیٹھے اور گریہ وزاری کرتے تھے نظم

بدان سان درویش افتاد جوشے	کہ پیدا شد ز ہر مویش خروشے
بزد دست و قصب از سر بیفگند	کمند دل شکن در بر بیفگند

انکو روتا پیٹتا چھوڑ کر عیارون نے بہت جلد گھاٹیان پہاڑ کی روکین اور ایک لاکھ
چوراسی ہزار عیار حقہ ہاے نفتی اور قارورہ ہاے آتشبازی گھاٹیون مین داب کر
کمانون مین خدنگہاے جان ستان پیوستہ کرکے پتھر گلہ فلاخن مین دیگر فلیتہ ہاے
عیاری روشن کرکے مستعد ہو کر ٹھہرے اور جو جو سردار کہ کم زخمی ہین وہ بھی سینہ سپر
کرکے تیغین کھینچ کر سر دینے پر آمادہ ہوئے پہاڑ پر نالہ و شیون کئی ہزار عورتون کا
بلند تھا جان شیرین پر بنی تھی گویا پہاڑ پر فرہاد کا عرس تھا چرخ بے ستون صداے
گریہ سے ہلتا تھا اس وقت فوج لیے گلستان زیر کوہ آکر پہونچی اور ساحرون نے
چاہا کہ پہاڑ پر چڑھ کر سب کو گرفتار کرین عیارون نے حقۂ نفتی اور قارورۂ آتشبازی
جو داغ کر مارے منھ ساحرون کے جھلس گئے اور پیرہن جلنے لگے وہ بجھانے مین
مصروف ہوئے تھے کہ اوپر سے ایک لاکھ چوراسی ہزار پتھر پڑا کہ ہزارہا ساحر واصل
جہنم ہوا آخر ساحر اڑ کر چلے تھے کہ خدنگ دلدوز ایسے پڑے کہ طائر جان انکے شکار
ہوئے پھر تو فوج کا رخ پھرا اور گلستان نے کہا کثرت عیاران ہے اسوجہ سے سحر اگر
کرون تو بھی اثر نہوگا کیونکہ اگر ایک دو دس بیس ہوتے پتلے سحر کے بھیجکر گرفتار کر لیتی
یہ موئے تو لاکھا ہین انکے لیے آج رات کو بھینٹ دیکر ایسا سحر پیدا کرونگی کہ صبح کو
سب پہاڑ سے اتر آئینگے اور اپنے ہاتھ سے گردنین اپنی کاٹ ڈالینگے چاہیے
کہ فوج گرد پہاڑ کے گھیر کر اترے اور دن بھر سے مین بھی خستہ و شکستہ ہون کو دسے

ہٹ کر بارگاہ استادہ ہو کہ دم لون اور آرام کرون بجبر دحکم کوہ کو فوج نے محصور کیا اور بارگاہ
جمشیدی برپا ہوئی اور خیمۂ زربفتی گلستان کے لیے استادہ ہوا بارگاہ مین لقا تخت پر
بیٹھا اور حکم دیا کہ آج رات عیش و مسرت مین جاگ کر بسر ہو تا کہ صبح عشرت مُنھ دکھائے اور
دشمن مارا جائے یہ کلام سُنکر ساقی و مطرب بصد طرب حاضر ہوئے تھاپ طبلے پر پڑی
بانگ عشرت بلند ہوئی نذرین فتح کی گذرنے لگین نوبتین خوشی کی بجتی تھین گلستان
بھی نہا دھو کر بارگاہ مین آئی لقا نے خلعت عنایت کیا اور منظور نظر اپنا فرمایا بولا کہ
ای بندی قدرت ہم اپنا نور قدرت تیرے پیٹ مین اُتارینگے گلستان مسکرا کر
آنکھین پھرا کر چُپ ہو رہی بختیارک کھڑے ہو کر ناچنے لگا اور پکارا کہ ہریالی بنی مبارک
باشد اب خدائی تم نہین لاکھون تقدیر تمھارے قبضے مین ہین لیکن آج رات کٹ جائے
تو پھر شب زفاف آئے یہ رات مجھے بھاری نظر آتی ہی یہ تو بتلاؤ کہ اسم اعظم حمزہ بند
کرکے کیا کیا اُسنے جواب دیا کہ اُس شیشہ کو صندوق مین بند کر دیا ہی بختیارک نے کہا
میری صلاح اُس شیشے کے رکھنے کی یہان نہین ہی کہین ایسی جگہ اُسکو بھجواؤ کہ تمام عمر
نہ کھل سکے عیار لاکھ ڈھونڈھین مگر نہ پائین گلستان بولی کہ میرا جی چاہتا ہی پاس
افراسیاب کے یہ شیشہ بھیجدون کہ وہ پردۂ ظلمات طلسم مین لیجا کر رکھے ہر چند کہ عیار
وہان بھی ہین مگر عیار دریاے سحر کے پار نہین جا سکتے اور فرض کیا کہ پار چلے بھی گئے
تو ظلمات کا رستہ کیونکر پائینگے کہ وہ راہ سوائے شاہ جادوان کے اور کوئی نہین
جانتا ہی بختیارک نے کہا بہتر تو ہی گلستان نے اُسی وقت عرضی شاہ طلسم کو اس
مضمون کی لکھی کہ ای شہنشاہ والا گہر عالیجناب کنیز نے خدمت خداوندی مین پہونچکر اسم اعظم
حمزہ بند کرکے لشکر باغیان کو پتھر کا بنایا اب چند کس باشکستہ ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرے
ہین صبح کو انھین بھی قتل کرونگی فی الحال شیشہ کو جس مین اسم اعظم بند ہے خدمت
ہمایون مین بھیجتی ہون مترصد کہ پردۂ ظلمات مین اسکو ایسی جگہ مخفی فرمائیے کہ عمرو کا
دسترس نہ چل سکے زیادہ حد ادب سامری و جمشید کے فضل سے دوست شاد دشمن پامال
رہین یہ عرضی غنچہ دہن نام ایک کنیز کو دی اور صندوق سے شیشہ منگا کر حوالے کیا حکم دیا
کہ خدمت افراسیاب مین لے جائے وہ لے کر روانہ ہوئی ادھر بختیارک نے کہا
ای ملکہ اسم اعظم بند رہنے سے یہ فائدہ ہی کہ شاید دشمن تمھارے زندہ رہین جب بھی حمزہ

بیہوش رہے گا اور اگر بیہوشی کو عرصہ گذرے گا تو مر جائے گا اور اُسکے مرنے سے عمرو اور اسد وغیرہ بھی بے یار و یاور ہو کر ہلاک ہو جائینگے طلسم کا بھی غدر رسٹ جائے گا اور خداوند کو بھی کوئی نہ ستائے گا اچھا اب تم بھی یہان نہ ٹھہرو کسی غار مین کوہ و دشت کے جاکر آج کی شب بسر کرو تاکہ عیار تمھین نپائین کس لیے کہ بہت بڑی حفاظت تمھارے بھائیون نے کی تھی مگر نہ بچ سکے ہمون آتش در کاسہ ہی تم پر بھی یہ رات کٹتی نظر نہین آتی گلستان اُسکے کہنے کو بہت صحیح اور درست جانتی ہی اور سمجھتی ہی کہ یہ راز خداوند کی مشیت سے بخوبی جانتا ہی کیونکہ اُنکی درگاہ کا شیطان ہی کہنا اسکا عین حکم خداوند ہی یہ سمجھ کر پرپرواز پیدا کر کے ایک سمت چلی گئی اور صحرا مین جاکر بہت دور ایک غار اپنا مسکن مقرر کیا یہ بلا تو غار مین بیٹھی ہی اس طرف لقا بادۂ کامرانی نوش کر رہا ہے عیش مین بیٹھا ہی کہ نظم

سہ راہ سب آکے بیٹھے تمام — ہوا مرد و زن کا بڑا اژدحام
جو سنسان مدت سے بازار تھا — جو دیکھا تو اک دم مین گلزار تھا
دکانداروں کی طبع خرسند تھی — ہر اک کی دکان آئینہ بند تھی
کیا اُسنے پھر طائفون کو طلب — لگے کرنے مجرا وہین آکے سب
ہر اک رقص زن یون بعشرت ہوئی — کہ زہرہ کو گردون پہ حسرت ہوئی
عجب رات بھر اک سمان بندہ گیا — کہ سب محو عشرت تھے کچھ غم نہ تھا

غرضکہ یہان تو یہ جلسۂ مسرت ہی لیکن اب حال اُن اسیران رنج و محن یعنی عیاران لشکر اسلام اور سرداران مجروح مبتلاے آلام کا سُنیے کہ جب تورج و ہاشم و داراب و اسفندیار شاہ گیلانی و چوگان بن حمزہ وغیرہ فرزندان امیر کو ہوش آتا تھا اور بادشاہ آنکھ کھولتے تھے تو ناموس کو مصروف گریہ و بکا بال کھولے پریشان حال دیکھکر جوش شجاعت سے اُٹھنے کا ارادہ کرتے تھے کہ جاکر حریف سے مقابلہ کرین لیکن زخم شق ہو جاتے تھے اور لہو جاری ہوتا تھا پھر گر پڑتے تھے اور بیہوش ہو جاتے تھے شہزادیان ہر ایک کی بیبیان اپنے اپنے شوہر سے لپٹ جاتی تھین اور بلبلا کر روتی تھین کہ مثنوی

ہر اک رو کے یون کر رہی تھی خطاب — کہ اے جانِ جان ہی یہ کیسا عذاب
یہ کس طرح کی آفت آئی ہی اب — ہماری تمھاری جدائی ہی اب

چھٹین گے جو ہم تجسے اے رشک حور　　مرین گے گلا کاٹ کر اب ضرور
خطائین مری اے سخی بخش دو　　مرے جرم تم باخوشی بخش دو
کیے ہون جو ہمنے تمہارے قصور　　کرو عفو دل سے وہ سارے قصور
وطن کا ہزارہ گیا اشتیاق　　قضا وقدر کا ہے یہ اتفاق
نہو سیر یہ تمسا جو صاحب جمال　　تو جیسنا ہمارا ہے امر محال
اُٹھین ناز سے پھر وہ ماہ تمام　　کیے زہر کے سب نے تیار جام
لگین کہنے وہ گل بدن بھر کے آہ　　کنیزین کہان اب پھرینگی تباہ
جئین گے نہ رنج وبلا کے لیے　　پلا دو یہ زہر اب خدا کے لیے
بچھڑنے کا صدمہ جو ہونے لگا　　تو ہر ایک پل پل کے رونے لگا
بلائین وہ لیکے رونے لگین　　غم ودرد سے جان کھونے لگین
ادھر تو یہ سامان مرنے کا تھا　　اُدھر حال عیاران سنیئے ذرا

عیار ناموس کے پاس دوڑ کر آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ اے شہزادیو گریبان صبر دست رنج والم سے چاک نہ کرو انشاء اللہ آج رات ہم ساحرون پر سے گذرنے نہ دینگے فی النار والسقر کرینگے تم اس جزع وفزع کرنے کے عوض درگاہ کریم کارساز مین دعا کرو تاکہ شب غم گذر کر سحر کامرانی جلوہ دکھائے لشکر حریف کی صبح ہو جائے غلام جاتے ہین اور تدبیر کرتے ہین انکے سمجھانے سے شور گریہ وماتم کم ہوا اور ہر ایک نے رخ سمت قبلہ کرکے دعا کرنا شروع کی اور واسطہ نور کرامت ظہور جناب ختمی مآب الف الف تحیتہ وثنا کا دلایا کہ الٰہی واسطہ اُس نور سعادت گنجور کا کہ جسکے پیدا کرنے کے لیے کون ومکان تو نے خلق فرمایا اور ہر ایک ابنیا کی خطا کو اُسی نور کے ذریعے سے معاف کیا وہی نور شافع ہر مجرم وتقصیر وار ٹھہرا کہ رباعی

سُن جلوۂ احمدی کا تک مجھسے سخن　　تھا نور محمدی عیان پیش از کُن
تھی ذات خدا کی ساتھ ہی انت رسول　　اُس سے یہ کہا تھا کُن کہ موجود بکُن

اُسپر سے یہ بلا دفع کردے خداوندا دشمنوں کو یہ رات کالی بلا ہو جائے صبح بشاشت خندان خندان ہمکو منھ دکھلائے جب یہ مصروف دعا ہوئین عیارون نے فکر کی کہ زیر کوہ فوج محاصرہ کیے ہوے اُتری ہی یہان سے کیونکر جائین جو اُس قحبہ کو ٹھکانے لگائین یہ سوچکر

ایک سو عیار بحر فکر مین غوطہ زن ہوا آخر گوہر مراد حاصل کر کے سر گریبان سے نکالا فی الفور صورتین اپنی مثل نازنینان حور تمثال زہرہ جمال کے آراستہ کین اور ایسا حسن دلاویز غارتگر جان و ایمان رنگ و روغن لگا کر درست کیا کہ گویا نقاش ازل اور مصور قدرت نے صفحہ رخسار کو اُنکے نقشہ ہاے گوناگون سے منقوش فرمایا اور چہرہ دلپذیر کو نقاط خال اور لام زلف اور میم دہن سے لوح ابجد دبستان عشق بنایا تھا کہ ابیات

ہر اک آنکھ تھی اس قدر سحر کار
یہ ادنیٰ سا تھا سحر اور اُن مین فن
نظر آئے ابرو کے ایسے حسام
جو دیکھے کوئی ابروے متصل
یہ اک اور تشبیہ آئی پسند
دریچہ اگر طور تھا نور کا
سُنی بھی نہین طور کی نردبان
غضب اُنکی پلکون کے تھے نیشتر
ترو تازہ رخسار جو بن بھرے
حلب کے وہ آئینے تھے لاجواب
فدا غبغب سُرخ پر تھی بہی
بدن مین وہ تھا زعفرانی لباس
یہ تاثیر رنگت کی تھی آشکار
جو کہتا ہون مین سچ سمجھ اُسکو تو
کوئی پہنے کنگن کوئی دستبند
کلائی مین تھین سمرنین جو عیان
پڑا عکس دست حنائی کا شور
کڑے پانوُن مین تھے مرصع نگار
پڑے جسکی چھب تختی پر اک نگاہ
کہان تک لکھا کیجیے اب یہ حال

کہ شاگرد ہون سامری سے ہزار
کبھی تھین وہ نرگس کبھی تھین ہرن
دل رستم و سام جن کے پیام
ہمیشہ رکھے طاق نسیان پہ دل
دھوان دو طرف تھا رخون کا بلند
جبین مین عیان نور تھا طور کا
تھی بینی اوسی نور کی نردبان
چھدے جس سے لاکھون ہی دل بیشتر
کہ گل بھی نضارت تصدق کرے
کہ مُنھ دیکھتے تھے کھڑے شیخ و شاب
تصدق تھا قامت پہ سرو سہی
کہ خود زعفران جسکے آگے اُداس
ہنسے دیتے تھے لوگ بے اختیار
مہکتی تھی کوسون تلک اُسکی بو
کہ بیہوش جس سے دل ہوشمند
ستارے تھے ڈر پہونچے تھے کہکشان
وہ چھلون سے آراستہ پور پور
چھڑون مین ہزارون دُر آبدار
ہمیشہ وہ کھینچا کرے دل سے آہ
ہر اک حسن و زیور مین تھی بیمثال

جب باین شکل و شمائل درست ہو چکے اور عیارون کو در باب حفاظت مجسر و جان و ناموس تاکید اکید کر کے ایک طرف سے نیچے کوہ کے اُترے یہان ساحرون کے بستر لگے تھے پہرے کھڑے تھے ہوشیار سب بیٹھے تھے کہ صداے خلخال و پازیب سُنی سب اوپر دیکھنے لگے ایک سو لُعبتان شوخ و بیباک کو آتے دیکھا جماعت جادوگران اُنکی متصل گئی اور بیک نظر اُن کے حُسن سودا خیز کو دیکھ کر متاع ہوش و حواس برباد کی کہ بیت

دل رفت و سینہ نیز تھی شد جان کیون
ای صبر باز گرد کہ اینجانہ جای تست

بے اختیار ہو کر پوچھا کہ ای ماہ تابان فلک حُسن و جمال تم سب اس شب تار مین کوہ سے اُتر کر کیون آئی ہو کس کی تلاش مین گھبرائی ہو اُنھون نے جواب دیا کہ ہم کنیزین ملکہ گیتی افروز دختر خداوندگی ہین پیشتر خداوند لقا کو ہم پرستش کرتے تھے جب سے خداوندزادی مسلمانون کے قبضے مین آئین ناچار اُسکے ساتھ رہے اور کسیکو ایسا نپاتے تھے کہ اوسکے ساتھ نکل جاتے اور وہ ہمکو نجۂ مسلمان سے چھُڑاتا آج ہملوگون کی مراد بر آئی کہ مسلمان مغلوب ہوئے تم لوگون کے پاس آئے ہین کہ ہمین اپنی خدمت مین لاؤ اور یہان سے خداوند کی خدمت مین پہونچاؤ اس لیے ہم اور بھی آئے ہین کہ صبح کو ہمراہ مسلمانون کے قتل و غارت ہونے سے محفوظ رہین اور پھر دین قدیم خداوند اختیار کرکے تمھین دعاے خیر دین ساحر یہ گفتگو سُنکر نہایت خوش ہوئے کہ خداوند نے یہ نعمت بالائی ہمین عنایت فرمائی کنیزون سے گویا ہوئے کہ تم گھبراؤ نہین صبح کو سب مسلمان غارت ہو جائین گے تم وہان رہتین تو لُٹ جاتین خوب ہوا جو چلی آئین یہ کہکر اُنکے ہاتھ پکڑ کر اپنے اپنے بستر پر لائے اور تنہائی کا شغل غنیمت جان کر شکر خداوند سامری کرتے تھے آخر سرگرم اختلاط ہوئے کنیزون نے کہا ہمکو عادت بادہ خواری کی بہت ہی اور کئی روز سے بسبب جنگ و جدل کے شراب ہمکو نصیب نہین ہوئی اور بھوک پیاسے بھی ہین بھاگتے بھاگتے جان پر بنی ہی اگر دو ایک جام شراب ہمین دو تو جو اس ہمارے درست ہون ساحرون نے گلابیان شراب کی سامنے رکھین اور کھانا پانی موجود کیا کنیزان نقلی نے ایک ایک جام آغشتہ بداروے بیہوشی آنکھ بچا کر کیا اور اپنے اپنے خواہشگار کو دیا کہ اول تم پی لو تو ہم پئین اُنھون نے شراب پی اور بیہوش ہوئے عیارون نے فوراً خنجر نکال کر سو ساحرون کے سر کاٹ ڈالے شور اُنکے مرنے کا بلند ہوا آندھیان پیدا ہوئین

اور ساحر دوڑے کہ یہ کیا آفت آئی عیار پہاڑ کے نیچے تو اُتر ہی چکے تھے نعرے کرکے جنگل کی
طرف بھاگ گئے ساحر لاشین اون کی اُٹھا کر سامنے لقا کے لیگئے اور عرض پیرا ہوئے
کہ سو ساحر مارے گئے بختیارک پکارا کہ عیار واسطے عیاری کے زیر کوہ اُترے ہونگے اور
راہ پیدا کرکے لشکر مین گلستان کے قتل کے لیے آئے ہونگے اسی دن کے لیے ہمنے ملکہ کو
مخفی کر دیا ہے یہ کہکر لقا سے کہا یا خداوند تقدیر فرمائیے کہ ملکہ گلستان معشوقہ قدرت
آج کی رات محفوظ رہے اور ساحرون سے کہا ان لاشون کو لیجا کر جلا دو اور دربارِ
حفاظت تاکید کی کہا اگر کوئی عورت مرد زیر کوہ اُترے فی الفور گرفتار کرنا ہرگز انکے فریب
مین نہ آنا ساحر حسب ارشاد آکر سرگرم حفاظت ہوے لیکن عیار جو بھاگ کر صحرا مین آئے
صورت اپنی فراش و خدمتگار وغیرہ کی بنا کر بارگاہ لقا مین گئے وہان گلستان کو
نہ پایا مگر بختیارک سرگرم سخن تھا کہ یا خداوند جو مین جانتا کہ عیار پہاڑ سے اُتر آئینگے
تو ملکہ گلستان سے پتا پوچھ لیتا کہ آپ صحرا مین کسجگہ جا کر مخفی ہو جیے گا اگر ٹھکانا معلوم
ہوتا تو مین خود ملکہ کے پاس جا کر نگہبانی کرتا اب آزرده سے قدرت بتائیے کہ ملکہ کہان ہین
لقا نے کہا کہ قدرت جانتے ہین لیکن بتلائین گے نہین یہ گفتگو تمام عیارون نے سُنی اور
خیال کیا کہ اُس شیطان نے اُس قحبہ کو کسی جا جنگل مین چھپا دیا ہے چلو صحرا مین چل کر
تلاش کرین یہ سوچکر سب وہان سے پھرے اور باہم مشورہ کیا کہ ہم مین سے ایک عیار
بہیئت اصلی کوہ و دشت مین خنجر بکف پھرے اور ہم سب کسی مقام بلند سے پوشیدہ
ہو کر دیکھتے رہین جب گلستان گرفتار کرنے اُسکو آئے ہم اُسکی جا سکونت کو دیکھ لین
اور عیاری کرین یہ صلاح کرکے عمران خطائی بھانجے نے عمرو کے خنجر کھینچکر پھرنا شروع
کیا اور کہتا جاتا تھا کہ وہ قحبہ مالزادی گلستان اگر ملجاتی تو مزا چکھا دیتا اتفاق
سے غار مین گلستان چھپی بیٹھی تھی جب اس طرف سے عمران بکتا ہوا نکلا اُسنے
صدا سُنی گھبرا کر غار سے باہر نکلی اور اکیلا ایک عیار کو تیغ بکف دیکھکر سحر پڑھا کہ عمران
بیحس و حرکت ہو کر گر پڑا اُسنے آکر ایک درخت سے اُسکو باندھ دیا اور کہا ہوے
صبح کو تیرے رفیقون کے روبرو تجکو ذبح کرونگی نہین معلوم تو پہاڑ پر سے کیونکر اُتر آیا
شاید تو پہاڑ پر ساکن کرین نہ تھا صحرا مین بھاگ آیا یہ کہکر غار مین پھر اُتر گئی اُس غار
کو اور عیار جو چھپے تھے اُنھون نے دیکھا اور سمک پلطاقی بن عمرو فوراً صورت

ایک مرد مہیب شکل کی بنا کہ چار سر مقوے کے اور سات ہاتھ تین پانون درست کیے آنکھین بے شمار
سرون مین بنائین ایک ہاتھ مین ترسول اور دوسرے مین نیسول تیسرے مین تلوار چوتھے مین
خنجر پانچوین مین گرز آتش چھٹے مین منقل آگ کی ساتوین مین تھالی برنجی لیکر روغن ایسا جسم پر
ملا کہ شعلے کیطرح چکنے لگا جب اسطرح درست ہوچکا دہن غار پر پہونچکر پکارا کہ اے بندی قدرت
باہر آ گلستان صدا اُس کی باہر آئی اور شکل ہیبت ناک دیکھکر خائیف ہوئی پوچھا آپ کون بزرگوار
ہین اوس نے جواب دیا کہ مین فرشتہ خداوند ہون لقانے حکم دیا کہ میری بندی قدرت کا پہرا دے
اور اس غار کا پتہ تبلایا مین حاضر ہوا ہون آپ غار مین کیون بے چین بیٹھیے یہان تشریف رکھیے
کیا مجال کسی کی جو اس جگہ آسکے یہ کہکر وہین غار کے قریب اُسکو لیکر بٹھا تھا کہ وہان چالاک
نے صورت اپنی مثل صورت بختیارک کے بنائی رفیدہ سر پر رکھا ایک سو اکیس کلی کا جامہ پہنا
گھیتلا جوتا پانون مین پہنکر چار عیارون کو خدمتگار بنایا ایک اُن مین لالٹین لیکر آگے چلا اور تین
خدمتگار دست بستہ پشت پر روانہ ہوئے اور جب قریب غار پہونچا اپنا اعتقاد بڑھانے اور
ساحرہ کو دھوکا دینے کے لیے پکارا کہ اے ملکہ گلستان مین نہ کہتا تھا کہ یہ رات خیر سے
کٹتی نظر نہین آتی آپ ایسی غافل ہوگئین کہ عیار کو پہلو مین لیے بیٹھی ہین یہ فرشتہ قدرت خداوند
نہین ہے عیار ہے جلد اسکو گرفتار کیجیے یہ صدا دینا تھی کہ گلستان فرشتہ کی جانب
پھری سمک اُٹھکر بھاگا اُسنے ایسا سحر کیا کہ بے حس ہوکر زمین پر گرا اُسنے اسکو بھی باندھ دیا
اُسوقت بختیارک قریب آیا اور گویا ہوا کہ مجھے خداوند نے پتا بتایا کہ میری بندی صحرا
صحرا مین بیٹھی ہے جلد اے شیطان جا کہ فرشتہ قدرت بنکر عیار اوسکو قتل کیا
چاہتے ہین یہ فرماکر ایک ملک قدرت کو حکم دیا کہ وہ مجکو یہان پہونچا گیا کیون ملکہ اگر مین
نہ آتا تو عیار کام تمھارا تمام ہی کر چکا تھا دیکھو خداوند کو بھی تمھارا بہت خیال ہے پھر
گلستان نے خداوند کو سجدہ اس شکریے کے ادا کیے نے مین کیا اور بختیارک
پاس آکر بے وسواس باتین کرنے لگی کہ ملک جی ان دونون عیارون کو آپ خدمت
خداوند مین لے جائیے مین یہان سے بھی جاتی ہون اور صحراے طلسم مین جاکر
رہون گی وہان سحر بھی تیار کرون گی اور صبح کو آؤن گی بختیارک نقلی نے کہا کہ
خداوند تمھاری اتنی ہی تکلیف اُٹھانے سے بے چین ہین اور مجکو ایک گلوری دی ہے
کہ میری بندیکو کھلادینا اس گلوری کے کھانے سے خزانے زمین کے اندر جو نہانل

ہین تمھاری نظر مین ظاہر ہونگے اور عیار جس حال مین تمھارے پاس آئے گا معلوم ہو جائے گا
اور کوئی حربہ جسم پر کارگر نہو گا عمر بڑھ جائیگی اس گلوری مین خداوند کا پڑا ہے اے ملکہ خداوند
تمپر بڑی عنایت فرماتے ہین فرماتے تھے کہ آج ہی نور قدرت اوسکے پیٹ مین اوتارونگا
یہ کہکر ایک خاصدان طلائی اپنے پاس سے نکال کر کھولا اُس مین ایک گلوری گنگا جمنی
ورق سے لپٹی کیوڑے گلاب سے بسی رکھی تھی وہ سامنے کی گلستان نے ہنسکر
شرم سے گردن جھکا کر وہ گلوری کھائی بختیارک نے کہا سرے پان کا بیڑا ہمین
نے آپ کو کھلایا ذرا ہمارا خیال ہمیشہ رکھیے گا یہ کہکر ہاتھ پکڑ کر لے چلا کہ چلو اب خداوند
پاس آرام کرو گلستان کمر لچکاتی سسکی بھرتی مزے مین ساتھ چلی جب
پان کی پیک حلق سے اُتری چکر کھا کر گری عیارون نے گرد اوسکے نالی کھود کر بارود
بچھائی اور چادر کا فتیلہ بنا کر آگ مین لگا کر آپ الگ کھڑے ہوئے ایک لمحے مین صد دھماکے
کی بلند ہوئی طبقہ اُتنی زمین کا مع گلستان کے اڑ گیا پھر تو وہ آندھی زور شور
سے آئی کہ دنیا تاریک ہو گئی صداہاے مہیب آنے لگین عمران وسمک پر سے
دفع ہو گیا درخت سے جو بزور جادو بندھے تھے کھل گئے شور و غوغا بلند ہوا کہ مارا ملکہ
گلستان جادو کو تین سو سال کی عمر یہ ملکہ رکھتی تھی اور ہنوز باغ جوانی سے کوئی
پھول آرزو کا اوس نے نہ چُنا تھا اُسکے مرنے سے سارا لشکر جو میدان مین پتھر کا ہو گیا
تھا وہ بصورت اصل ہو گیا اور دیکھا رات کا وقت ہے ہم میدان مین مسلح و مکمل
اپنے مرکب پر سوار کھڑے ہین نہ ہمارا بادشاہ ہے نہ بارگاہ کا پتا ہے یہ دیکھکر اپنی بارگاہ
لشکر کے پڑاو کی طرف آئے یہان بازار ین لٹی خیمے جلے ہوئے پائے حیران ہو کر
سمت صحرا چلے اُس طرف سے عیار یہ تہیہ کر کے کہ پہاڑ پر لوگ خستہ اور زخمی ہین
اُن سے تو کچھ ہو نہ سکے گا لیکن سارا لشکر جو پتھر کا ہو گیا تھا وہ تندرست ہوا ہو گا اُسکو
لانا چاہیے یہ سوچکر چلے تھے کہ راہ مین پلٹن اور رسالے ہزار در ہزار ملے اُنسے جا کر
سارا ماجرا بیان کیا اور مالک تمھارے پہاڑ پر گھرے ہین ہم ساحرہ کو اگر نہ قتل کرتے
تو تم سب رہا نہ ہوتے اب لشکر ساحران اور حریفان دامن کوہ مین اوترا ہوا مصروف
عیش و نشاط ہے اور نہایت غافل ہے اُنپر چلکر حملہ کرو اور مار کر بھگا دو سردار
اور لشکری کئی لاکھ سپاہ یہ کلمات سُنکر وہین سے چور مشعلین اور رن ہتابین

سُلگا تلوار آبدار نیام انتقام سے کھینچکر چار غول ہوئے اور گھوڑے اوڑا کر ایک غول یمین سے اور ایک یسار سے ایک اوپر سے لشکر ساحران پر آگرا پشت پر کوہ تھا ایک غول جو باقی رہا وہ لشکر لقا پر آپڑا وہ سب تو غافل تھے اُنھون نے طنابین خیمون کی کاٹ دین اور بارگاہون مین آگ لگائی پہرے چوکی والے سوارون کو قتل کیا طلایہ دار کو زیر تیغ رکھا پھر تو لوگ گھبرا کر خیمون سے باہر نکلے جو منچلے اور صاحب حواس تھے اُنسے تلوار چلنے لگی جو بہادر جنگ دیدہ کار آزمودہ تھے ایسی ایسی ہزارون آفتین جھیلے ہوئے تھے وہ گھوڑا اُٹھا کر لشکر حریف کی طرح اپنے لشکر کو دو ایک تلوار کے ہاتھ لگا کر لینا لینا کہتے ایک طرف کو نکل گئے کہ میان انجام لڑائی کا برُا ہوتا ہے جان بچانا چاہیے انکا تو یہ حال ہوا اور جو بودے اور بدحواس ناتجربہ کار تھے وہ گھبرا کر مسلح و مکمل ہونے لگے لیکن زیر جامہ اُٹھا کر گلے مین پہنتے تھے اور جب میانی مین پیشانی نہ آتی تھی تو درزی کو الزام دیتے تھے اور کہتے تھے کہ گریبان حرمزادے نے بنایا ہی نہین بعض جامہ کو پانون مین پہنتے تھے اور جب آستین مین پانون نہ آتے تھے تو بکتے تھے کہ خیاط نے مہریان تنگ کردین بعض ترکش مین تلوار رکھتے تھے اور نیام مین تیر پروتے تھے خلاصہ ایک ہنگامہ گیرودار گرم تھا لشکر ساحران تو کل بارہ ہزار تھا اُس مین سے بہت پتلے مارے جاچکے تھے جو باقی تھے وہ پہلے ہی حملے مین مارے گئے اس لیے کہ غافل تھے اور جو کچھ بچ بھی گئے وہ بھاگے ادھر لشکر لقا سے جو کچھ بھاگے تھے وہ اُنکو ملے یہ اُنکو حریف سمجھے اور وہ لوگ انھین دشمن معلوم کرکے حملہ آور ہوئے باہم تلوار چلنے لگی غرضکہ وہ معرکہ پڑا تھا کہ شور محشر زا بپا تھا کہین آپس مین تلوار چلتی تھی کہین حریف سے مقابلہ تھا یہ ہاے ہوے دلیران جب بلند ہوئی بارگاہ لقا مین رقاص ساز پھینک کے بھاگے اور لقا باہر نکل آیا حال اپنے لشکر کا ابتر پایا اور ساحرون کو آمادہ سفر سقر دیکھا لشکریان اسلام قتل و غارت کر رہے تھے خیام جسد آتش شمشیر سے جل رہے تھے تلوار بڑے زور شور سے چلتی تھی نعرہ ہاے دلاوران سے دنیا ہلتی تھی کہ

ابیات

دکھائے رنگ تلوارون نے ایسے	چمک ہو برق کی دریا پہ جیسے
بیان کیا کیجیے اون کی شجاعت	کیا اُس شب کو فرداے قیامت

سرِ اعدائے دین تھا اور تلوار	ہوا تھا بحرِ خون بحرِ زخّار
حباب آسا تھے اُس مین کاسۂ سر	تپان تھے مثل ماہی اُنکے پیکر
چمکتی تھی سنانِ نیزہ اس طرح	شعاعِ مہر ہو دریا مین جس طرح
فدا تھی اونکی ہمت پر شجاعت	ہر اک اون مین تھا خضرِ بحرِ جرات
جو نامی فوجِ اعدا کے تھے سردار	اُنھین پر چلتی تھی بس اونکی تلوار
دمِ شمشیر نے طوفان کیا تھا	سپاہِ سحر کو بیجان کیا تھا
وہی اپنی سلامت لے گئے جان	ہوئے جو آب کی صورت گریزان

بختیارک نے یہ حال دیکھکر لقا سے کہا کہ وہ مارا بھیجے آپ کی معشوقہ ذی النار ہوئین اب تقدیر گریز کیجیے ورنہ حمزہ پہاڑ سے اُتر کر قیامت برپا کرے گا بھاگتے راستہ نہ ملے گا لقا اسکے کہنے سے بارگاہ وغیرہ چھوڑ کر رو بفرار لایا لقا اندر قلعہ عقیق کوہ کے داخل ہوا در قلعہ بند کر کے فیلبند دروازے سے پل تختۂ خندق پر آب کا اُٹھوا لیا ادھر فتح نصیب غازیان دیندار ہوئے عدو کو شکست فاش ہوئی عین غفلت مین ہزارون لقا پرست مارے گئے اور بقیۃ السیف بھاگے صبح تک خوب لوہا برسا ہر ایک جان بچانے کو ترسا آخر وہ زمانہ آیا کہ ترک فلک نے تیغۂ مہر سے زنگ ظلمت دور کر کے ساحت عالم مین چمکایا اور لشکر ساحر شب مدو بفرار لایا صبح ہوتے ہی مطلع صاف تھا کہ نظم

جو دامن کوہ کا تھا خون سے لال	شفق پھولی تھی یہ ظاہر تھا احوال
گل انجم نہ تھے چرخِ کہن سے	سحر گہ پھول عدو پر خندہ زن تھے

عیارون اور فوج کے سردارون نے بارگاہ سلیمانی اور ناموس صاحبقرانی کو ہمراہ لیکر مع بادشاہ امیر کے پہاڑ سے اُتر کے جہان لشکر اول اترا تھا اُسی جگہہ کو آباد کیا بارگاہ نصب ہوئی منادی نے ندا دی کہ دشمن بھاگا دوست شاد ہوا اور لشکر مین آکر آباد ہون پھر تو رعایا برایا جو بھاگ گئی تھی کوہ و دشت سے آکر آباد ہوئی بازارین آراستہ ہوئین ناچ جا بجا ہونے لگا بازار مسرت و انبساط گرم تھا کہ شعر

رونق عہد شباب ست دگر بستان را	میرسد مژدۂ گل بلبل خوش الحان را

بادشاہ اسلامیان کے زخم کو اور سردارون کے جسم مجروح کو ٹانکے دیکر مرہم لگا کر باندھا اور امیر کو بیہوش اوسی طرح پلنگڑی پر لٹا دیا اور ہر ایک بحر حیرت مین غرق تھا

کہ ساحرہ مارگئی پھر کیا سبب ہے جو امیر کی بیہوشی نہ دفع ہوئی سردار عیار گرد پلنگ کے کھڑے رہتے
تھے بعض عیار ہر سو بہر جستجو جو تگاپو کرتے تھے لیکن کسی ساحر کو نپاتے تھے جو قتل کرتے
آخر بے نیل مقصود پھر آتے تھے اور امیر اس وجہ سے بیہوش تھے کہ گلستان نے سحر
کا تپلا شیشہ مین بند کر کے ایک ساحر کو دیا تھا کہ طلسم مین لیجائیے اس ساحر نے اپنا سحر اُس
شیشہ پر کر کے کہ جب تک مین مارا نجاؤن یہ شیشہ نہ کھُلے اور مالک اسم اعظم
ہوشیار نہو یہ تدبیر کر کے راستہ طلسم کا لیا تھا خلاصہ یہ کہ بعد طے مراحل داخل طلسم ہوا
لیکن پہلے ظاہر کا طلسم پڑتا ہے اور وہان لشکر مہرخ کا اترا ہوا ہے اور عیار بالادوی
کے لیے بشکل مبدل صحرا مین پھرا کرتے ہین اتفاق سے برق فرنگی ساحر کی صورت
بنا ہوا جنگل مین کھڑا تھا اسنے دیکھا کہ ایک ساحر سمت دریاے سحر بہ تعجیل تمام اُڑا جاتا ہے
یہ دیکھکر سوچا کہ اسکو قتل کرنا چاہیے کس لیے کہ جو ساحر کم ہو وہی سہی ایسا کچھ سمجھ کر پکارا
کہ واہ واہ بھائی صاحب اتنی بے مروتی اور بے اعتنائی تو آپکو لازم نہین اُس ساحر نے
اسکی آواز سنکر کہا کہ مجکو کام بہت ضرورت کا ہے اسوقت معاف فرمائیے برق نے کہا
اگر ہماری ایک بات نہ سنو گے تو تمھارے لیے بڑی قباحت ہوگی شہنشاہ کے دربار مین تم
معلوم ہوتا ہے کہ جاتے ہو کیونکہ دریاے سحر کی سمت تمھارا رُخ ہے اور وہان اپنا پرایا جو جاتا ہے
شہنشاہ اوسکو قتل کرتے ہین یہ کلام سُنتے ہی وہ ساحر گھبرایا اور سمجھا کہ یہ یہان کا رہنے والا ہے
تو اِس جگہ کے حال سے واقف نہین اِس سے کیفیت پوچھنا چاہیے ایسا کچھ سوچکر زمین پر اُترا
اور گویا ہوا کہ بھائی مین ملکہ گلستان کا نوکر ہون شیشہ جس مین اسم اعظم حمزہ بند ہے
شاہ جادوان کے پاس لیے جاتا ہون اور سب حال بربادی لشکر اسلام بیان کر کے
مستفسر ہوا کہ تم اب بتاؤ شہنشاہ کیون ہر شخص کو قتل کرتے ہین برق نے کہا
عمرو عیار صورت بدل کر دربار شاہ مین گیا اور بندگان حضور کو نہایت پریشان
کیا اب جو کوئی جاتا ہے شہنشاہ بغیر پرسش اوس کو قتل کرتے ہین خیر یہ تو سب
کچھ ہے لیکن یار تمنے ایسی خوش خبری مسلمانون کے ہلاک ہونے کی سُنائی
ہے کہ جی چاہتا ہے مُنھ تمھارا لعل و گہر سے بھر دیجیے آؤ میرے گلے سے تو لپٹ
جاؤ یہ کہکر ہاتھ پھیلا دیے وہ ساحر گلے سے لگا برق نے سفوف بیہوشی مُنھ سے
جو پھونکا دماغ مین سرایت کر گیا چکر کھا کر وہ گرا اُسنے خنجر سے سر کاٹ ڈالا شور د

عمل برپا ہوا بعد لمحے کے وہ آفت دور ہوئی اُسنے اُسکا سحر کا جھولا تلاش کرکے شیشہ نکالا
اور پتھر سے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا اور پتلا جو اُس مین بند تھا وہ بسبب ہلاک ہونے **گلستان**
اور اُس ساحر کے ماش کے آٹے کا ہوگیا تھا اُسکو بھی ٹکڑے ٹکڑے کرکے اور جو کچھ مال
وغیرہ جھولے سے پایا وہ عمرو کے لیے لشکر کا راستہ لیا یہ تو ادھر چلا اور وہان امیر کو
ہوش آگیا آنکھین کھولین مگر مارے ضعف و نقاہت کے طاقت نتھی اشارے سے حال
پوچھا بادشاہ نے کل احوال ابتداے انتہا تک بیان کرکے عرق فواکہات اور شوربا ے
مُرغ وغیرہ پلایا کہ جسم مین طاقت آئی اور اُٹھکر بیٹھے کھانا نوش فرمایا آخر غسل صحت فرماکر
دنگل شوکت پر بصد حشمت جلوہ آرا ہوئے نذرین فتح کی گذرنے لگین سردار سب زیب دہ
کرسی و دنگل ہوئے بادشاہ تخت پر بیٹھے حکم جشن ہونے کا دیا ساقیان سیمین ساق وہ
ماہ رخسار بادہ گلنار لیکر حاضر ہوئے مطربان مہر دیدار و لعبتان حور کردار نے سامنے
ناچنا گانا شروع کیا اور ترانہ شادی و مبارکباد گایا کہ **نظم**

بزم عشرت ہری بھری تھی　　صہبا تھی کہ شیشہ مین پری تھی
تھے دور کہ گردش زمانہ　　یا گردش چشم جاودانہ
مست مے ناب جھومتے تھے　　ہنس کر لب جام چومتے تھے
چھیڑے رقاصون نے ادھر ساز　　میٹھی وہ دھنین سُریلی آواز
اس طرح کے توڑ لیتے تھے وہ　　دل توڑ مروڑ دیتے تھے وہ

حاصل مرام یہ تو مصروف انبساط ہین مگر برق جو بارگاہ **مہرُخ** مین پہونچا وہ مال جو ساحر کا
لے لیا تھا عمرو کو نذر دیا عمرو نے خوش ہوکر کہا یہ شاگرد میرا بڑا سعادت مند ہے **برق** نے کل
ماجرا شیشہ توڑنے اور لشکر امیر کا حال جو کچھ زبان ساحر سے سُنا تھا عرض کیا عمرو
نے ابتری لشکر **مہرُخ** سے کہا مجکو جلد باہر طلسم کے پہونچا دو کہ میرا آقا نہین معلوم
جیتا ہے یا سیارہ گلزار جنان ہوا اگر میرے مالک کا بال بیکا ہوا ایک موے جسم بھی کم ہو گیا ہوا
تو گلیم اوڑھکر **لقا** اور جملہ اوس کے پرستارون کا سر کاٹ ڈالون گا **مہرُخ** نے کہا
خواجہ آپ گھبرایئے نہین مین حال آپ کے مالک کا دریافت کیے دیتی ہون یہ کہکر کچھ
سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک منار پیدا ہوا اوس منار مین ایک طاق
بنا تھا اور طاق پر کتاب زربفت کے جزدان مین کی ہوئی رکھی تھی اُس نے وہ کتاب

لیکر جزدان سے نکال کر کھولی اور پڑھی سارا حال گلستان کا اور قتل کرنا عیارون کا اُسکو اور ہوش مین آنا امیر کا لکھا تھا عمرو کو یہ کیفیت سنکر تسکین ہوئی مہرخ نے پھر جزودان مین کتاب کتاب طاق پر رکھدی اور سحر پڑھا کہ منیار زمین مین غرق ہوگیا بعد اس کیفیت کے سب مشغول عیش ہوئے لیکن عمرو نے کہا اے ملکہ مین حیران ہون کہ طلسم کیونکر فتح ہوگا اور اسد اور مہ جبین وغیرہ کیونکر رہا ہون گے بہت ساحرون کو مین نے قتل کیا اگر کچھ مطلب براری نہوئی مہرخ نے یہ کلمات سنکر تسلی دی کہ انشاء اللہ ایک دن طلسم فتح ہوگا اور شہزادہ چھوٹے گا آپ تشویش نہ فرمایئے عمرو کو ان باتون سے کچھ تسکین ہوئی اور بارگاہ سے نکل کر صحرا مین چلا راہ مین قران سے ہوئی اوسنے پوچھا کہ استاد کہان جایئے گا عمرو نے کہا میرا دم گھبراتا ہے براے تفریح یون ہی پھرتا ہون یہ کہی رہے تھے کہ صدا زنگ بجنے کی آئی اور ضرغام ساحر بنا ہوا سامنے سے ظاہر ہوا قران نے اُسکو پکارا اُسنے آکر عمرو کو سلام کیا اُس سے پوچھا کہ کہان سے آتے ہو اُسنے عرض کی کہ دریاے سحر کی طرف سے مگر عجیب ماجرا دیکھا ہے کہ دل میرا متردد ہے یعنے ایک ساحر خورشید زرین سحر نام کہ طلسم باطن کے ایک ملک کا شاہزادہ ہے اپنے ملک سے اس ارادے پر چلا تھا کہ یکایک گنبد نور پر جاکر حملہ کرون گا اور اسد کو چھڑاؤن گا کیون کہ میری بہن ملکہ ہلال سحر افگن شریک عمرو ہے مین بھی وہین جاؤن گا لیکن میرا شریک ہونا افراسیاب کو ظاہر نہین غفلت مین قتل وغارت کرکے اپنی بہن کے پاس جاؤن گا کہ وہان میری پھوپھی ملکہ سرخمو بھی ہین فی الجملہ اس ارادے پر جب چلا اسکے لشکریون مین سے کسی نے اس حال کی خبر حیرت کو پہونچائی اُسنے ملکہ ناگن جادو نام ایک ساحرہ کو بھیجا کہ وہ استقبال کرنے کے بہانے سے آکر خورشید کے پاس پہونچی اور خاک قبر جمشید ڈالکر اُسکو گرفتار کرکے پاس حیرت وغیرہ کے لیے جاتی ہے عمرو نے یہ کیفیت سنکر پوچھا کہ فوج کیا اُسکے پاس نہ تھی جو اسیر ہوگیا ضرغام گویا ہوا کہ بارہ ہزار ساحر اُسکے ساتھ تھے جب وہ قید ہوا تو لشکری اُسکے کوہستان کی جانب جاکر پوشیدہ ہوئے اور باہم مشورہ کیا کہ باہم آج یہ قدرت نہین رکھتے ہین جو زوجۂ شاہ طلسم سے مقابلہ کرسکین مگر لشکر مہرخ مین جاکر خورشید کی پھوپھی اور بہن سے اس حال کی اطلاع دین اور اُنکے ساتھ ملکر ہمنبرد ہون غرضکہ ایک ساحر کو اُنھون نے لشکر مین ہمارے بھیجا ہے عمرو

سارا ماجرا سنکر قران سے کہنے لگا اے فرزند شاہزادہ خورشید کو چھڑانا لازم ہے چلو اس
امر مین کد اور کوشش کرین یہ کہکر تینون جُدا جُدا فکر مین عیاری کے روانہ ہوئے لیکن وہ ساحر
لشکر خورشید کا پاس ملکہ سُرخ مُو کے پہونچا اور کہا کہ اے ملکہ آپ کے بھتیجے قید ہوگئے
اور کل احوال جو اوپر مذکور ہوا بیان کیا سُرخ مُو یہ حال سُنتے ہی جوش خون سے بیتاب
ہوگئی اور چاہا کہ لشکر لے کر جاون اور فوج پر حیرت کے حملہ کرون پھر خیال کیا کہ ناگن
ابھی راہ مین ہے چل کر اُسکو مارون اور اپنے بھتیجے کو چھڑا لون یہ سوچکر ہنس آتشین پر بیٹھکر
روانہ ہوئی ہر سمت ڈھونڈھنے لگی اور بہر تفحص ایک درخت کے نیچے اوترکر بیک نگاہ ہر طرف
دوڑانے لگی ناگاہ صبا رفتار عیارہ نے کہ صحرا مین تھی اوسکو دور سے دیکھا اور
فی الفور بہ روغن عیاری صورت اپنی مثل صورت برق فرنگی کے بنائی اور قریب
اُسکے آکر گویا ہوئی کہ اے ملکہ کس فکر مین یہان تنہا کھڑی ہو سُرخ مُو نے سارا حال اوسکو
برق سمجھکر بیان کیا اور کہا میرا ارادہ ہے کہ طبقہ زمین کا توڑ کر زندان مین جاکر ٹھہرون جب
بھتیجا میرا وہان آکر قید ہو مین اُسکو چھڑا کر کے لے آون صبا رفتار جب سارے حال پر
اطلاع پا چکی پاس تو کھڑی ہی تھی حباب بیہوشی اُسنے مارا کہ سُرخ مُو بیہوش ہو کر گری اپنے
پشتارے مین باندھا اور لے کر روانہ ہوئی ادھر ناگن جاکر بارگاہ حیرت مین پہونچی
اور خورشید کو سامنے پیش کیا حیرت نے مرزبان جادو داروغہ محبس کو بُلاکر
حکم دیا کہ اسکو لے جاکر قید کرین شہنشاہ کو عرضی لکھتی ہون جیسا وہ فرمائینگے عمل مین
آئیگا داروغہ زندان اپنے سحر مین مسحور کر کے خورشید کو زندان مین لایا اور حیرت
نے اس حال کی عرضی افراسیاب کو لکھکر تیلے کے ہاتھ بھیجی جب عرضی باغ سیب
مین پہونچی شاہ جادوان اُسی تجمل سے جیسا کہ اکثر ذکر ہوا ہے سوار ہوکر لشکر حیرت مین
آیا اور جب داخل لشکر ہوا حیرت نے مع تمام سردارون کے استقبال کیا شاہ جادوان
تخت پر آکر بیٹھا اُسوقت صبا رفتار پشتارہ لیے آئی اور کہا سُرخ مُو اپنے بھتیجے کے چھڑانے
کو آئی تھی مین اسکو گرفتار کر لائی ہون شاہ نے فرمایا کہ اسکو بھی لیجا کر مقید کرو صبا رفتار
نے حسب ارشاد اسکو بھی زندان مین پہونچا دیا اُس وقت حیرت نے کہا اے شہنشاہ
یہ نمک حرام جو گرفتار ہین انکو قتل کیون نہین کرتے افراسیاب جواب دہ ہوا کہ
مار ڈالنا سہل ہے جلانا مشکل ہے کرورون روپے کھلا کر انھین مارا ہے کیون کر یکایک قتل

کیا جائے یہان تو یہ باتین ہورہی ہین لیکن عیار جو فکر عیاری مین چلے تھے اون مین سے عمرو صورت ساحر کے مثل بنکر لشکر حیرت مین داخل ہوا اور اوسنے داروغۂ زندان کو قید بیجاتے ایک خیمے مین دیکھا سمجھا یہی زندان خانہ ہے اور وہان پہرا چوکی بھی زیادہ تھا مرزبان در زندان پر کرسی بچھائے بیٹھا تھا اسکو دیکھکر عمرو نے ایک گوشے مین ٹھہر کر صورت اپنی مثل ایک زن خوب صورت کی ایسی بنائی گیسوے مشکفام کو بل دیکر رخسارہ و بر چھوڑا اور مانگ کو موتیون سے بھرا جوڑا ترچھا باندھا چشم غزالین سرمہ آگین کرکے رخسار تابناک کو گلگونہ کش فرمایا سر سے پانک زیور مرصع کار پہنا اوسوقت اوسکے حسن دلاویز پر لعبتان دہر ہزار جان سے نثار تھے بلکہ مہر و ماہ تصدق ہر بار تھے موے مژہ دیوانگان حسن کو تیکھے چتون اتے اور ابرو اوسکے سہام بنکر دل عشاق کو نشانہ بتاتے دست و پا مین مہندی رچی دل عاشق کو خون کرتی دل کی آگ لگی ہوئی کو اور زیادہ بھڑکاتی کہ **نظم**

عجب دست رنگین تھا اوس ماہ کا	کہ مرجان کا پنجہ فدا ہوگیا
ضیا سے بظاہر تھا سینہ بھرا	مگر صاف باطن مین کینہ بھرا
وہ باہین ستمگار تھین گول گول	گھٹے نور سے جسکے ہیرے کا سول
کلائی کو یہ نازکی تھی حصول *	وہ پچلے وہ پہونچے وہان ایک بھول
غرض ایسی تھی شکل اوس ماہ کی	نظر آتی تھی قدرت اللہ کی

اس خوبی سے درست ہوکر دولائی کا جھرمٹ مارکر جھاؤ لیان دیتا کمر اور کولے کا عالم دکھاتا سامنے سے **مرزبان** کے ہوکر نکلا اور دولائی ہٹاکر آنکھ سے آنکھ لڑائی اور رخ روشن کی جھلک دکھائی پھر آگے کو چلی **مرزبان** شیفتہ و فریفتہ ہوکر بیقرار شعر عاشقانہ پڑھتا اٹھ کر پیچھے چلا اور جب تنہائی مین پہونچا بے اختیار یہ زبان پر لایا کہ **بیت**

کون سے دل مین نہین وصل کی تیری حسرت	کون آئینہ ہے جس مین تری تصویر نہین

وہ نازک بدن یہ شعر سنکر پھری اور منہ سے ڈوپٹہ ہٹاکر مسکرائی **مرزبان** نے دوڑکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا **بیت**

دور سے بھی کبھی ملنے کے اشارے نہوئے	ہم کہین کے نہوئے تم جو ہمارے نہوئے

اوس نازنین نے ہاتھ جھٹک کر چھڑایا اور کہا جاؤ جاؤ مین ایسے بے مروت مردون سے بات نہین کرتی **مرزبان** قدم پر گر پڑا کہ اے جان جہان مین تابعدار ہون تمام عمر گردان

اطاعت سے اوٹھاؤنگا اُس محبوبہ نے پانوں پہ سے سر ہٹا دیا اور اپنا ماتھا کوٹ لیا کہ ہے ہے مین نگوڑ ماری اس طرف آکر کس غضب مین پڑ گئی ارے لوگو یہ مردوا کیسا چمچڑ ہے کیون میرے پیچھے پڑ گیا اچھا کہو کیا کہتے ہو مرزبان نے پھر تو گلے سے لگا لیا اور پیار کرنا چاہا اُس گل پیرہن نے کہا ہٹو دیکھو کوئی آجائے گا یہ کہکر چھوٹے کپڑے اپنے سنبھالے اور خاصدان نکال کر ایک گلوری کھائی اور چاہا کہ خاصدان بند کرے مرزبان نے کلائی پکڑ کر کہا واہ واہ ہمین نہین اُسنے انگوٹھا دکھایا لیکن اُسنے نانا ایک گلوری لیکر کھا گیا اور کھاتے ہی بیہوش ہوا عمرو نے اسکو زیادہ بیہوش کرکے کپڑے اوسکے اُتار کر اوسکی کی ایسی اپنی صورت بنائی اور اُسکو غار مین ایک مقام پر ڈال کر آپ وہان سے درِ خیمہ زندان پر آکر بیٹھا لیکن شاہ طلسم اور حیرت سے جو در باب قتل مجرمان گفتگو رہی تھی آخر بادشاہ نے اپنی زوجہ کو خوشنود رکھنے کے لیے صبا رفتار سے حکم دیا کہ جا اور داروغہ زندان سے کہہ کہ قیدی لیکر حاضر ہو صبا رفتار یہ حکم پاکر محبس مین آئی اور داروغہ کو حکم شاہ سے اطلاع دی عمرو نے قیدیون کے لیے جانے مین ذرا استاہل کیا صبا رفتار نے کہا مین ساتھ چلون تو کیا قباحت ہے عمرو نے جواب دیا کہ تم عیارہ ہوکے بیوقوف بن گئین تمھارے ساتھ چلنے سے کیا فائدہ لے آؤ اِدھر سنو اور ایک کونے مین لاکر چاہا کہ اسکو بھی بیہوش کرون اوس وقت صبا رفتار پہچان گئی کہ یہ عمرو ہی فوراً لوگون کے سنانے کو پکاری کہ خواجہ قیدیون کا چھڑا لیجانا بہت مشکل ہے یہ کہکر خنجر کھینچکر حملہ آور ہوئی عمرو نے حلقے کمند کے اِس طرح مارے کہ یہ اُلجھ کر گری حباب مار کر اُسکو بھی بیہوش کر دیا لوگ کچھ صدا سُنکر دوڑ آئے تھے اُسنے کہا یہ عیار عیارہ صبا رفتار کی صورت بنکر آیا تھا مین نے اُسکو گرفتار کیا اب تم قیدیون پر سے سحر دفع کرو مین جب تک کپڑے پہنتا ہون پھر سامنے شاہ طلسم کے لیے جاؤنگا یہ تقریر سنکر ساحر قیدیون کو رہا کرنے مین مصروف ہوئے لیکن صبا رفتار کو دیر ہوئی تو افراسیاب نے سحر پڑھکر دستک دی زمین سے ایک پتلی نکلی اُس سے پوچھا کہ داروغۂ زندان کیا کرتا ہے پتلی نے کہا داروغہ زندان غار مین بیہوش پڑا ہے اور عمرو قیدیون کو چھڑائے لیے جاتا ہے یہ پتلی تو غائب ہو گئی افراسیاب بغیظ و غضب تمام مانند برق کے زندان مین آیا اور عمرو کو مع قیدیون اور صبا رفتار کے پنجۂ سحر مین داب کر بارگاہ مین لایا

صبار فتار کو ہوشیار کرکے کہا کہ مرزبان غار مین بیہوش پڑا ہے جا ہوشیار کرکے یہان
لے آ عیارہ تو اُدھر گئی اور اسنے قیدیون کو ہوشیار کرکے کہا اے خورشید مین نے جاگیر
ملک و مال وغیرہ تجکو اسی دن کے لیے دیا تھا کہ تو مجھ سے نمک حرامی کرے اور ہمین غفلت
مین طلسم کشا کو چھڑا لیجانے کا قصد کرے خیر جو کچھ ہوا دہ ہوا اب بھی اپنے ارادہ فاسد سے
باز آ اور از راہ صدق ارادت میری اطاعت کر تو جان تیری بچ جائے اور خطا تیری
معاف کر دون خورشید نے ان باتون کا جواب دیا کہ مین تیری اطاعت کسی طرح
نہ کرونگا اگر قضا ہے مارا جاؤن ورنہ چھوٹ کر اپنی پھوپھی کا ساتھ دونگا اسد
یہان اکیلا آیا تھا اب شریک کتنے ساحر ہین افراسیاب نے کہا پھر وہ شریک ہین تو کیا ہین
مہرخ کی کیا حقیقت ہے ابھی جا ہون سر دربار پکڑ کر باندھا ہوا لاؤن خورشید نے
کہا زیادہ گوئی نکر کہین دغا سے کسی کو مارا ہوگا آج تک تجھ نے کسی کو نہ مارا رفیق تیرے
بہت سے مارے گئے انکا عوض نہ لیا شہنشاہ ساحران یہ کلمات سخت سنکر نہایت
برہم ہوا اور ناگن سے یہ آمادہ مرگ ہے جو منھ مین اسکے آتا ہے وہ کہتا ہے تم سامنے
لشکر مہرخ کے اسکو لیجا کر مع اسکی پھوپھی اور عمرو کے قتل کرو دیکھون تو کون اسے چھڑاتا ہے
مجھکو عمرو کی عیاری پر گھمنڈ ہے تم پہلے عمرو ہی کو قتل کرنا یہ حکم دے رہا تھا کہ
صبا رفتار داروغہ مرزبان کو ہوشیار کرکے لائی شہنشاہ نے حکم دیا کہ اے ساحر
مرزبان ساٹھ ہزار ساحر تیار کرا کر ناگن کے ساتھ جاؤ اور ان باغیون کو سامنے انکے
رفیقون کے قتل کر دیں بمجرد حکم ساٹھ ہزار ساحر تیار ہوئے اور قیدیون ارادوے پر
بٹھلا کرکے چلے ناگن بھی ہوئی اسکے سطیع پچاس ہزار ساحر تھے وہ بھی درست
ہیئت ہو کر چلے گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے غلغلہ عظیم برپا ہوا ناگن کی مان فی الحال
بہت علیل ہے غش کی حالت پڑی رہتی ہے اُس نے بسبب اسکے کہ میری مان کی خبر
کون لیگا لازم ہے کہ اپنے ہمراہ لیتی چلون ہر چند کہ کہین دور جانا نہین ہے پھر بھی
مریض کی خبر گیری واجب ہے یہ سوچکر پالکی مین اپنی مان افعی جادو نام کو بھی سوار کرکے
ساتھ لے لیا یہان تک کہ بعد کچھ عرصہ کے لشکر مہرخ کے سامنے جا کر پہونچے کیونکہ
پانچ یا سات کوس کا بہر جنگ و جدال دونون لشکر کے درمیان مین فاصلہ رکھا ہے غرضکہ
جب وہان پہونچے عیارون نے جو فکر مین عیاری کے پھر رہے تھے عمرو کو بھی قید دیکھا

اور فکر زیادہ کرنے لگے کہ بہت جلد اُنکو چھڑانا چاہیے ادھر طائران سحر سامنے مہرخ کے گئے
اور بعد بجالانے دعا و ثنائے شاہی کے عرض پیرا ہوئے کہ فوج شاہ طلسم خواجہ اور سرخ مو
کو مع اُس کے بھتیجے کے سامنے لشکر ظفر پیکر کے قتل کرنے لائی ہے یہ کہکر علیحدہ ہوئے
مہرخ نے جب یہ ماجرا سنا فرمایا بغیر عمرو کے زندگی بیکار ہے یہان بھی لشکر تیار ہو یہ
فرماکر نفیر سحر بجائی کُل لشکر کمر باندھکر مرنے پر تیار ہوا نقارۂ جنگی گڑگڑایا دلاور بہت جلد مسلح
و مکمل ہوکر مرکب ہائے تازی پر سوار ہوئے ساحر اپنے اپنے حربے لے کر طائران سحر پر بیٹھے
ایک ہنگامۂ قیامت زا برپا ہوا اس وقت قران غلغلہ سنکر لشکر مین دوڑا اور مہرخ
سے کہا آپ تامل فرمائیے اور لشکر لیے وقت کی منتظر رہیے جب ہم عیار گرفتار ہو جائین
اُسوقت آپ کو اختیار ہے یا جب نعرہ ساحرون کے بیرون کا آپ سنیے یعنی یہ صدا کہ
مارا مجھے نام میرا ناگن تھا اُسوقت فوج عدو پر آگریے گا مہرخ اسکے کہنے سے
کوہ و دشت مین لشکر سے کر ستواری ہوئی اور وقت کی منتظر ٹھہری ادھر ناگن
نے حکم دیا کہ اس جگہ خیمہ استادہ کیا جائے اور آج شب بھر میدان خونی کی تیاری
ہو اور منادی ندا کرے تاکہ لشکر حریف مین اِن لوگون کے قتل کی خبر پہونچے اور وہ
لوگ آکر اسکا حال خراب دیکھین کیونکہ حکم شاہ یہی ہے اوسی لیے اس جگہ اون کو قتل
کے لیے بھیجا ہے خلاصہ کلام اوسی وقت خیمہ و خرگاہ استادہ ہوئے اور لشکر کے بیچ مین
قیدیون کو رکھا ایک طرف مرزبان اور دوسری سمت ناگن خیمہ زن ہوئی اور اپنی
مان کا پلنگ ایک خیمے مین بچھوادیا اور دہل زنی کا حکم دیا تاکہ پھر کوئی دقیقہ باقی نہ رہے
صبح ہوتے ہی مجرمون کو قتل کر ڈالون غرضکہ منادی نے صدا دی کہ جو حاکم
طلسم سے منحرف ہوگا وہ نہایت خراب حال سے قتل کیا جائے یہ صدا جو چار دانگ
طلسم مین بلند ہوئی دشمن شاد اور دوست عمرو کے غمگین ہوئے وہ دن سارا اسی انتظام
مین بسر ہوا آخر شاہ خاور زندان خانۂ مغرب مین جاکر اسیر ہوا اور ظلمت شب نے میدان
عالم مین خیمۂ تاریکی برپا کیا کہ ابیات

چھپا نور جسوقت خورشید کا	ہوا خانۂ دہر ظلمت سرا
ستارے فلک پر نمایان نہ تھے	پرندے سے مین تھے سوتی تھکے

شام ہوتے ہی بخوف عیاران ناگن اور مرزبان نے سحر کیا کہ گرد اُنکے لشکر کے ایک ابر

آگر محیط ہوا اور اس قدر جھکا کہ سراسر کا زمین سے مل گیا اور یہ عالم ہوا کہ بجائے آسمان کے بھی ابر تھا اور چار سمت کو لشکر کے دیوارین ابر کی کھنچ گئین لیکن جس وقت فلک کی جانب لکہ ہائے ابر پیدا ہوئے عیار جو لشکر مین عیاری کرنے کو بشکل مبدل موجود تھے سمجھے کوئی آفت آیا چاہتی ہے یہ ابر کا آنا خالی از فساد نہین ہے یہ سوچکر حیثیت وخیز کرکے سرحد لشکر سے نکل گئے اور دور سے جو دیکھا تو ایک قلعہ ابر کا بنا ہوا نظر آتا ہے لشکر ناگن کا دکھائی نہین دیتا آسمان ابر کا زمین ابر کی دیوارین ابر کی ہان اتنا ہے کہ ان دیوارون مین طاق وایوان بنے ہین اُنپر ساحر بیٹھے نظر آتے ہین اور کچھ لشکر کے چراغون کی روشنی ظاہر ہوتی ہے دیکھکر عیار بہت گھبرائے کہ افسوس ہم لشکر سے ناحق نکل آئے اب جانا اس قلعہ مین سحاب کے نہایت دشوار ہے کاش اندر رہجاتے تو ہمراہ عمرو کے رہتے یا اُنھین چھڑاتے یا اپنی جان دیتے اسی طرح افسوس کر رہے تھے کہ قران نے برق سے کچھ کان مین کہا برق ایک طرف بہت خوب کہکر چلا گیا پھر قران نے اور عیارون سے بھی کچھ کہا کہ وہ بھی ایک طرف گئے جب یہ جاچکے قران بھی ایک جانب روانہ ہوا مگر برق جو اول گیا تھا ایک مقام پر بیٹھکر ایک عورت بنا کہ بدن دوہرا اور گدابدا ایسا دوا کی دھونی دیکر بنایا کہ ہیئت ہی بدل ڈالی چھوٹے چھوٹے ہاتھ پتلی پتلی انگلیان کمر پتلی کولے بھاری سوافق کی تیاری انگیا کسی کسائی ٹھیک ٹھاک سر مین زری کا موباف پڑا اونچا سر کندھا پیشانی ہموار و بلند جٹی بھوین ستوان ناک سبز رنگ گات ابھری رانین پر گوشت بھری بھری لباس سر سے پا تک ہلکا پیازی رنگا ہوا زیب قامت فرمائے زیور الماسی مگر مختصر پہنے کہ بمقتضائے نظم

کلک دو زبان صنعت بہم کر — وصف رُخ و زُلف ساتھ ضم کر
یہ ظلمت کفر ہے وہ اسلام — یہ رات وہ دن یہ صبح وہ شام
یہ دل ہے تو وہ سیاہی دل — یہ گل ہے تو وہ چراغ محفل
یہ چشمۂ خضر ہے وہ ظلمات — یہ ہجر کا دن وہ وصل کی رات
ماتھا سر لوحۂ صفا ہے — پیشانی نسخۂ وفا ہے
گرویدۂ مست بحر بل ہے — ابرو محراب دار بل ہے
منھ مین ہے زبان کہ گل مین زر ہے — یا حقۂ لعل مین گہر ہے

گر دیکھ لے کسی نے سینہ — مشکل ہوا زخم دل کا سینہ
پستان ہیں میوۂ بہاری — محرم انگور کی پٹاری
ہین ناف و کمر جو دونون باہم — مضمون کے پیچ مین پھنسے ہم
ہے بال و بال کا یہ پھندا — یا تارِ خیال کا ہے پھندا
اعجاز ہے گردش قدم مین — ہوکر مردے جلائے دم مین

اس صورت دلفریب پر درست ہوکر ہاتھ مین تھال لیے کچھ پکوان اور مٹھائی اُس مین رکھے نہایت ناز و انداز سے سامنے اس قلعہ ابر کے آکر ایک جانب کو روانہ ہوا کچھ دور گیا ہوگا کہ ضرغام و قران نے کہا تھا تو عاشق بنا وہ ایک مقام پر ژولیدہ مو پریشان حال گریبان چاک کیے کھڑا تھا دوڑ کر اس نازنین کے قریب آیا اور پکارا کہ بیت

وہ نمکین ہو جو چرانے ہو ہمین دیکھ کے آنکھ — ہم سے دل بھی تو کس طرح چرایا نہ گیا

یہ کہکر پاس پہونچ کے ہاتھ پکڑ لیا اس زن ماہ پیکر نے کہا صاحب تم مجھے کیون بدنام کرتے ہوان باتون مین جان جائیگی اب میری محبت سے ہاتھ اوٹھا و ورنہ اچھا نہوگا مین کہانتک جنگل مین تمھارے لیے آیا کرون جس دن میرا خاوند دیکھ لیگا بڑی آفت ہوگی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ قران بشکل مرد قوی ہیکل سونٹا ہاتھ مین لیے ایک طرف سے آکر پہونچا اور للکارا کہ کیون مالزادی تو ہمیشہ کہا کرتی تھی کہ مجھے کسی کے ساتھ پکڑ لون مین جانون آج مین نے تیرے یار کے ساتھ تجھے پکڑا آج تیری ناک کاٹون گا یہ بیسواپن تیرا سب ظاہر ہوگیا اس ڈانٹنے کے ساتھ ہی وہ عورت تو سہم کر بیٹھ گئی اور وہ عاشق بھاگا پھر کچھ مطلوبہ کا بھی خیال نہ کیا کہ اُسپر کیا گذرے گی شوہر مصنوعی نے آکر بال سر کے پکڑے اور براہ بناوٹ اُس عورت کو مارنے لگا اور عورت نے شور واویلا و فریاد بلند کیا اور شوہر کو بھی دو ہتڑ مارتی تھی اور کہتی تھی تیرا اجارہ ہے جو میرا جی چاہے گا کرون گی اور تیرے منھ مین پوچھون گی بھڑوے آج تجھے بڑی غیرت آئی کل اُنے وُس روپیہ کا کپڑا بھجلوا دیا تو وہ چپکے سے لے لیا یہ سمجھا کہ آخر وہ کس علاقے سے دیتا ہے پھر کسی کا مال کھا لینا ٹھٹھے بازی ہے آج آیا ہے اپنا فرق جتانے اپنی بہنیا پر فرق نہین کرتا جو دن دہاڑے یار بلاتی ہین غرضکہ عورت تو مرد کو دشنام دیتی ہے کاٹ کھاتی ہے اور مرد سونٹے مار رہا ہے شور و غل بے انتہا مچا ہے

ازبسکہ چاندنی رات تھی اور ابر کا قلعہ نزدیک تھا طاق و ایوان مین وہان کے ساحر تو
بیٹھے ہی تھے انھون نے بھی یہ ماجرا دیکھا اور مرزبان سے جاکر کہا ذرا چل کر دیکھیے جنگل
مین عجیب دل لگی ہو رہی ہے یہ سنکر اُسنے بھی آکران دونون کو لڑتے ہوئے دیکھا چاندنی
عورت کا بدن کچھ قطعدار ثابت ہوا ایک سحر کا پنجہ بھیجا کہ وہ جاکر عورت کو اٹھا لایا اُس وقت
ابر ہٹ گیا پنجے نے عورت کو سامنے رکھدیا اُس نے پاس سے جو اوس کے رُخ زیبا
کا نظارا کیا اور از سر تا پا اُس کو دیکھا ایک نظر دیوانہ و فریفتہ ہوا اور کہا اے گل پیرہن
یہ کون تھا جو تجھ ایسے معشوق کو کہ جس کو گل کا بوجھ بار معلوم ہوتا ہوگا زد و کوب کر رہا تھا
یہ کلمات سنکر اُس سیمین عذار نے کہا آپ آج کی مار کو کیا کہتے ہین جب سے مین
اس فقالی کے پالے پڑی ہڈی ہڈی میری چور ہے اس وقت آپ نے بڑا غضب
کیا جو اوس کے پاس سے مجھے اٹھوا لیا اب وہ بغیر ناک کاٹے یا مار ڈالے مجھے
چھوڑے گا موذی کا ٹا بڑا بدگمان ہے کہے گا کہ بتا کس یار نے تجھے بلوایا تھا
مرزبان نے کہا کیا مجال اُسکی جو تجھے اب ہاتھ لگا سکے عورت نے جواب دیا
کہ کیون مجال کو کیا چاہیے وہ میرا شوہر ہی ہے واسطہ سامری کا اگر مجھکو آپ نے
بلایا ہے تو میرے شوہر کو بھی بلا لیجیے ورنہ بڑی قباحت میرے لیے ہوگی اور اب مین
یون تو جا بھی نہین سکتی وہ یہی کہے گا کہ تو آشنا کے یہان گئی تھی ہاے لوگو مین کس
غضب مین پڑ گئی ارے صاحب جلد اُسے بُلایئے مرزبان نے چاہا کہ پنجہ بھیجکر بلوائے
عورت نے کہا پنجہ نہ بھیجیے گا وہ آدمی جلے تن ہے ناحق مجھکو آکر مارے گا آبرو کے ساتھ بلوایئے
کہ وہ خوش ہو اور غصہ اوسکا اُترجائے بہر الطاف کر کے رضامند کر کے اُس سے فارخطی
مجھے دلوایئے گا مرزبان فارخطی کا نام سُنکر شاد ہوگیا اور ایک ساحر سے حکم دیا
کہ تخت سحر پر بٹھا کر اوس کے شوہر کو لے آ ساحر حسب الحکم تخت لیکر گیا وہان وہ مرد
لب جھیل رو رہا تھا کہ ساحر نے کہا چلیے جہان آپ کی زوجہ ہے انھون نے بلایا ہے اور
سوار کر کے اندر قلعہ سحاب کے سامنے مرزبان کے لایا اُسنے بعزت تمام بٹھلایا بعد کچھ
دیر کے سمجھانے لگا کہ زوجہ تمھاری آوارہ ہے کچھ روپیہ مجھ سے لے لو اور اوسکو چھوڑ دو
اُس مرد نے کہا اسوقت خستہ و شکستہ بہت ہون صبح کو اس بات کا جواب دون گا پھر
مرزبان نے ایک ساحر سے حکم دیا کہ اسکو لیجا کر خیمے مین رکھو ساحر قران کو خیمہ مین لایا

پلنگڑی چاندی کی ہونے کو دی ادھر عورت سے مرزبان اختلاط کرنے لگا عورت نے
کہا مین بھی اپنے شوہر کے خیمے مین جاتی ہون جب فارغ ہو جائیگی اُسوقت دیکھا جائیگا
مرزبان اس کلمہ سے بیتاب ہو گیا اور کہا تم یہین ٹھہرو عورت نے کہا خوب تم تو پرائی
جورو پر لہلوٹ ہوئے یہ کہکر اٹھی کہ جاتی ہون مرزبان اٹھکر لپٹ گیا اور قسمین دینے
لگا عورت نے کہا ذرا دم لو مین ابھی تو جاتی ہون جب وہ سو جائیگا تو کسی حیلے سے
آؤن گی یہ کہکر وہان سے خیمے مین آئی قران سے سب حال کہا اور کہا جاکر مین
مرزبان کو پکڑے لیتا ہون یہ باتین کر رہا تھا کہ ایک طرف سے صدا کراہنے کی آئی
برق نے در خیمہ پر آکر ایک ساحر سے پوچھا کہ یہ کون آہ آہ کرتا ہے اوس ساحر نے کہا مان
ناگن کی بیہوش اور ماندی رہتی ہے وہی کراہتی ہے یہ سنکر برق اسی آواز کی طرف گیا
دیکھا کہ ایک خیمہ استادہ ہے اندر اُسکے پلنگ پر ایک مریضہ لیٹی ہے ایک جانب چوکی
پایخانہ پھرنے کی لگی ہے دو ایک کنیزین مہ پارہ جوان خدمت کو حاضر ہین پلنگ کے
قریب کچھ نخلخے بنے ہوئے رکھے ہین کھیرے کٹے پڑے ہین کچھ عورتین پٹی پکڑے
بیٹھی ہین پنکھا جھل رہی ہین برق نے قریب خیمہ پہونچکر ایک عورت کو اُن مین
سے باشارہ انگشت طلب کیا جب وہ اوٹھکر پاس آئی کہا کیون گیان تمنے ہمین پہچانا
اُس کنیز نے کہا مین مطلق واقف نہین اُسنے کہا اب کا ہیکو پہچانوگی مین وہی نوکر
مرزبان کی ہون یہ کہتے کہتے حباب بیہوشی مارا کہ تڑاق سے اسکو چھینک آئی اور
بیہوش ہو گئی برق اسکو اُٹھا خیمے مین اپنے لایا مگر رو برو سے نہ آیا پشت پر سے سر خیمہ
چاک کرکے اندر آیا اور در خیمہ پر جاکر پکار کر کہدیا کہ اندر خیمے کے ہم زن و شوہر
سوتے ہین کوئی یہان نہ آئے دوسرے جہان کہین مین جاؤن کوئی میرا مزاحم
ہنو ساحرون نے جو یہ کلام سنا سمجھے کہ زن بدکار ہے شاید کہ یہ شوہر کو سلا کر میان
پاس ہمارے جائے یا اور کچھ کرے اسکے درمیان مین بولنا اچھا نہین وہ سب تو
یہ سوچکر چپ ہوئے ادھر اسنے اُس کنیز کے کپڑے اوتار کر آپ پہنے اور اپنے کپڑے
وہی زنانے اوسکو پہنائے اور مثل اُسکی صورت کے اپنی شکل بنائی اور جس عورت
پر کہ آپ عورت بنا ہوا تھا اُسی طرح کی عورت اُسکو بنا کر فلیتہ دافع بیہوشی سونگھایا کہ وہ
ہوشیار ہوئی اور دیکھا میری صورت کی ایک عورت سامنے موجود ہے یہ دیکھ کر

براہ استعجاب اُسنے کیفیت پوچھی برق نے کہا گیان مین تم کھڑی باتین کر رہی تھی کہ ایک ہوا کا جھونکا لگا دونون بیہوش ہو گئے اسوقت سامری کو دیکھا کہ تشریف لائے اور میرے تمھارے منھ پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ ہمنے تم دونون کو کایا پلٹ کردیا اس مین تمھارے لیے بہتری ہے اور ہماری مشیت اسی کی مقتضی ہے کہ کنیز ناگن کو مرزبان کی زوجہ بنا کر اسکا رتبہ دو مرتبہ بڑھائین اور تجکو اس کنیز کی صورت بنائین تو گیان مشیت خداوند مین کیا چارہ ہے اب تم میری حقیقت سنو کہ یہ شخص جو پلنگ پر لیٹا ہے اس کی مین زوجہ تھی مجھپر مرزبان عاشق ہو صبح کو فارغخطی میرے شوہر سے مجھ کو دلا کر مجھے اپنے پاس رکھتا لہذا جو کوئی پوچھے اسی مرد کی زوجہ اپنے تئین تبلانا اور مجھ سے مرزبان نے وعدہ لیا تھا کہ جب شوہر تیرا سو جائے تو میرے پاس آنا اب یہ سوتا ہے تم اسکے پاس جاؤ اور داد عیش و خرمی دو مین تمھارے عوض تمھاری بی بی مریضہ کی خدمت مین جاتی ہون وہ کنیز مدت گذری تھی کہ مرد سے واقف نہ تھی اور تکلیف مین رہا کرتی تھی زر و زیور دیکھکر اور زوجہ اتنے بڑے امیر کا ہونا ہونا سُنکر نہایت خوشنود ہوئی اور کہا کہ اچھا مجھے مرزبان پاس پہونچا دو اور اپنا نام تبلا دو برق نے کہا میرا نام محبوب ہے یہ کہکر اپنے ساتھ لیا اور خیمہ مرزبان کا تبلا دیا وہ اندر چلی گئی مرزبان چشم براہ انتظار تھا اوسکو دیکھکر پکارا کہ

بیت

آج آتے ہین وہ کچھ آنکھون مین فرماتے ہوئے	سحر او راعجاز اک پردے مین دکھلاتے ہوئے

یہ کہکر اٹھکر گود مین لے کر پلنگ پر بٹھایا لب سے لب ملایا شراب کا جام پلایا یہ کنیز نہایت مسرور ہو کر مصروف عشرت و طرب ہوئی اور ادھر برق کنیز بنا ہوا خیمہ افغی مین پہونچا اور کار و بار کرنے لگا لیکن شمعون پر پروانہ ہاے بیہوشی پھینکتا جاتا تھا بعد لمحے کے شمع سے دود بیہوشی بلند ہوا جو لوگ وہان خدمتی تھے وہ بیہوش ہو گئے اُس وقت افغی کے بھی مُنھ پر لکھا بیہوشی کا مل دیا کہ ایک تو وہ بیہوش رہتی ہی تھی اور بھی مثل مردے کے ہو گئی برق نے اُسکو اٹھا کر ایک گوشہ خیمہ مین لاکے دری اور چاندنی وغیرہ مین چھپا دیا اور آپ صورت اُسکی ایسی بنکر اسی کا لباس پہنکر مریضون کی طرح پلنگ پر آکر لیٹ رہا کبھی غش ہو جاتا تھا اور کبھی کراہتا تھا اور کبھی آہ آہ کرتا تھا اور پلنگ کے پاس جو عورت کہ بیہوش تھی اُسکو پانی کا چھینٹا دیکر ہوشیار کیا جب اُسکی آنکھ کھلی

عورت سے کہا کہ مجھے اکیلا ڈال کر سب کمبختین سو رہین ذرا انپر پانی چھڑک دے کہ ہوشیار ہو جائین اور میرے ہاتھ پاؤن اینٹھے ہین ذرا دبا دین اُس عورت نے حسب ارشاد سب کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور وہ سب اُسکی خدمت مین مصروف ہوئین اُس عیاری کرنے مین وہ شب آخر ہوئی اور آفتاب بشکل رنگ رخ بیمار روے زرد و با تن تپ دار کے لرزان شفاخانہ سپہر مین آیا اور حکیم علی الاطلاق نے واسطے دفع حرارت و تقویت قلب کے طباشیر سحر کو ظاہر فرمایا کہ نظم

جو عمرو کو کرتے تھے ساحر ہلاک
گریبان سحر کا ہوا غم سے چاک
ہوا انکا زمانے کو ایسا قلق
کہ تھا صبح کا رنگ بھی غم سے فق

دم صبح ناگن خواب راحت سے بیدار ہوئی اور مرزبان بھی اُس عورت سے لوٹ ہو رہا تھا صبح اُٹھ کر اُسکے لیے کنیزین بہر خدمت مقرر کین فواکہات کی ڈالیان کھانے کو منگا دین شوہر مصنوعی کو اُسکے بلا کر ہمراہ لیا کہ قتل عمرو سے فراغت ہوئے تو تمہین مال و زر دیکر خوشنود کرون غرضکہ کل لشکر کو حکم کمربندی کا دیا ایک طرف سے ناگن سوار ہو کر آئی سب فوج درست ہو کر پرا باندھکر کھڑی ہوئی رات ہی سے جلاد میدان مین پھر رہے تھے اور چبوترے ریگ کے بنے تھے بورے بنے تھے اسپر لاکر عمرو کو بٹھایا اور سر حمنو و خورشید کی زبانین چھید کر سوزن دیگر اُنکو بھی زیر تیغ بٹھایا اُسوقت سحر پڑھا کہ وہ ابر کا حصار ہر طرف اِس لیے کہ مہرخ وغیرہ حال خراب اپنے ساتھیون کا دیکھین پھر تو عمرو وغیرہ کو یقین اپنی مرگ کا ہو گیا اور بلبلا کر رجوع قلب سے دعا کرنے لگا کہ اے پروردگار مجھے تو نے وعدہ فرمایا ہے کہ جب تک اپنی موت تین بار مین خود نہ طلب کرون اُسوقت تک نہ مرون خداوندا تو سچا ہے اور تیرا قول سچا ہے اور تو عالم اور دانا ہے کہ مین نے موت کا خیال بھی نہین کیا الٰہی اپنے برگزیدہ حبیب کے نور کا واسطہ مجھے ان کافرون کے ہاتھ سے نجات دے کہ نظم

تو ہی معبود یکتا دو جہان کا
تو ہی خالق زمین و آسمان کا
تو ہی ہے حاکم ارواح و اجسام
تو ہی ہے باعث آغاز و انجام
تجھی سے ہر نشان اوج و پستی
تجھی سے ہر بہار باغ ہستی
ہر تیرے فیض سے ہر چیز موجود
ترے ہی حکم مین ہے بود و نابود
بچا لے اے خدا تو جان کو میرے
عطا کر تو دوا درمان کو میرے

یہ قود عا کر رہا ہے وہان جلادون نے حکم پوچھا کہ مار ڈالنا ہمارا کام ہے جلانا خدا کا کام ہے ذرا
سمجھ بوجھ کر حکم دیجیے یہ لوگ بڑے زبردستان روزگار سے ہین قتل کرنا آسان نہین مرزبان
نے کہا لاکھہ حکم کا ایک حکم دیا کہ جلد سر کاٹ کر ان گنہگارون کے حاضر کرو جلاد تو حکم پوچھ رہے تھے
تھے ادھر حصار ابر کے دفع ہونے سے صفر نمام اور جالسنوز جو ہیرون لشکر تھے صورت ساحرون
کی بدل کر لشکر مین آ کھڑے ہوئے ادھر جلاد حکم ثانی اور ثالث پوچھ کر تیغہ کھینچکر واسطے
قتل کے چلے تھے کہ عیارون نے پتھر گوپھن مین رکھکر مارے انکے سر پر آ کر پڑے کہ کاسہ
سر ترش کر دور کرے سب ساحر عمرو کے قتل ہونے کا تماشہ دیکھ رہے تھے کسی نے
یہ نہ دیکھا کہ پتھر جلادون کو کسنے لگائے اور انکے مرنے کا ایک غوغا بلند ہوا اب کوئی جلادی
کا نام نہین لیتا اسوقت مرزبان نے کہا مین خود قتل کرتا ہون یہ سنتے ہی قران
جو پاس کھڑا تھا اس نے کہا آپ ٹھہریے مین قتل کرنے جاتا ہون مین سب جلادون کا
باپ ہون دم بھر مین سیکڑون کو مار ڈالتا ہون یہ سنکر مرزبان نے کہا جلد ان
بنون کو قتل کر مین تجھے بہت خوش کرونگا قران نے کہا اول انعام منگا دیجیے تو قتل
کرون اس نے سو روپے منگا کر عنایت کیے یہان تو یہ گفتگو ہو رہی تھی کنیزین ناگن
روتی پیٹتی آئین اسنے پوچھا کیا ہے کہا جلد چلیے مان کی کی دم توڑ رہی ہین دیدار آخری
دیکھ لیجیے ناگن بیتابانہ دوڑی وہان برق ہاتھ پانون ٹیک رہا تھا موت کا پسینہ
ماتھے پر تھا تشنج ہو رہا تھا غشی طاری ہوئی تھی کہ ناگن پہونچی اس بندی کی مان کہتی ہوئی
آئی برق اور زیادہ تڑپنے لگا بعد کچھ لمحے ذرا ٹھہر کر آنکھ کھولی اور کہا میری بیٹی
آئی ناگن نے کہا اماں کھڑی تو ہون برق نے ہاتھ پھیلا کر سر کو چھاتی سے لگایا اور کہا
بیٹا کنیزون کو یہان سے ہٹا دو تو مین وصیت کچھ کرون اس نے سب لونڈیون کو دور
ہٹا دیا جب تنہائی ہوئی برق نے کہا بیٹا لونڈیان کہتی تھین کہ بی بی کے پسینے مین
بو آتی ہے ذرا تو سونگھ کر دیکھ تو کہ میرے پسینے مین مردے کے بو آتی ہے ناگن یہ کلام
سنکر براہ غضب بولی کہ یہ کون سی عنیابی کنیز نے کیسے بیمار کے منھ پر یہ کلمات کہے مارے
کوڑون کے کھال گرا دون گی برق نے کہا بیٹا خفا ہو تمھین میرے جان کی قسم ماتھے پر
سے پسینہ لیکر ذرا سونگھو تو اگر بو آتی ہے تو کنیزون کو کچھ نہ کہنا کہ وہ وہمی ہین اور جھوٹھ نکلے
تو سزا دینا اسکے قسم دلانے سے ناگن نے کچھ پسینا پوچھ کر سونگھا برق نے بیہوشی منھ پر

پہلے ہی مل رکھی تھی یہ سونگھتے ہی بیہوش ہو گئی برق دوڑ کر اوسکی بانہہ کو بھی دری سے نکالکر قریب لشکر کے لایا اور دونون کو برابر لنا دیا ادھر قران جب سو روپے انعام کے لیے جگا بغدہ کمر سے نکال کر گویا ہوا کہ کہیے تو آپ کو قتل کرون مرزبان نے کہا کچھ سودائی ہوا ہے قران نے کہا آپ کے پیچھے کھڑے ایک صاحب اشارے کر رہے ہین کہ مرزبان کو مار ڈالو یہ سنکر مرزبان نے پھر کر دیکھا اتنے اس زور سے بغدہ مارا کہ سر کٹ کر دس قدم پر جا کر گرا ایک شور و ارد گیر برپا ہوا زمانے مین تاریکی برپا ہو گئی ساحر لپٹا لپٹا کمر دوڑے تھے کہ وہان برق نے ناگن اور افعی دونون کے سر جدا کر ڈالے آندھیان سیاہ اٹھین ہر غل مچانے لگے فوج ساحران یہ حال دیکھکر اس طرف دوڑی برق خنجر کھینچے تو کھڑا ہی تھا اوس لشکر شقاوت اثر مین در آیا ادھر قران وضرغام وجانسوز بغدہ پکڑ کر خیمے سے نکلکر حملہ آور ہوئے اوس وقت ساحرون نے نارنج و ترنج اونپر مارے لیکن مرنے سے ناگن وغیرہ افسرون کے خورشید و مرجھو وعمرو پر سے سحر کی قید رفع ہو گئی تھی عمرو نے اٹھکر سوزن زبان مرجھو سے نکال لیا ادھر خورشید بھی چھوٹا دونون نے عیارون کو لڑتے دیکھکر رد سحر پڑھا کہ نارنج و ترنج ساحرون کے بیکار گئے اور ان دونون نے لڑنا شروع کیا آگ برسنے لگی پتھر گرنے لگے برف پڑنے لگی جب یہ ہنگامہ بلند ہوا مہرخ جو فوج ساحران لیے منتظر ٹھہری ہوئی تھی آکر گری العیاذ باللہ پھر تو وہ حشر برپا ہوا کہ یقین تھا روز قیامت جانکر مردے قبر سے باہر نکل آئین گے گولے فولادی اور گچھے پیکان اور ہوائی کے چھلنے لگے رعد چیخین مارنے لگا اور برق محشر چمک کر گرنے لگی حریف کے دو ٹکڑے ہونے لگے بہار نے عالم پیدا کیا مخمور نے لوگون کو مست ولا یعقل بنایا تلوار سحر کی بڑے گھمسان سے چلنے لگی لاش پر لاش گرنے لگی کہ

نظم

کیا دست تہور اوس نے جب باز ؎ ہوا ہوش مخالف گرم پرواز
سپر مین گو نہان تھے وہ ستمگار ؎ مگر رکتی ہے کب بجلی سے تلوار
گری جس سر پہ جا کے برق محشر ؎ کفل تک آ کے ٹھہرا فرق تا سر
سپر حائل ہوئی نہ خود و جوشن ؎ دو پارہ سب ہوئے مرد و دو دشمن
ہوئے توسن سے جب وہ مائل خاک ؎ اٹھا یہ شور و غل خس کم جہان پاک
ہوئے مجروح و خستہ سربسر وہ ؎ عقیق آسا ہوئے خونین جگر وہ

زمین نعل ستوران سے ہوئی گرد ۔ سر کہسار مین گوپال سے زرد
کمند ریشمی بھتی یون گلوگیر ۔ بندھے بھتے پیل جنگی کیا وہ بجر پیر
فلک تیرہ ہوا یہ گرد چھائی ۔ ہوئی زیر و زبر ساری خدائی
گریز اپنی ہوئی ان سبکو بہبود ۔ کہ عرض راہ مین ہوتے بھتے نابود
غنیمت بھتا بچانا اپنے سر کا ۔ پدر بھی ہو گیا دشمن پسر کا
کمندون مین ہوئے صدہا گرفتار ۔ اسی ذلت کے بھتے ظالم سزاوار

غرض شکست فاش کھاکر بقیۃ السیف سمت لشکر حیرت بھاگے اور مہرخ مال و اسباب دشمن لوٹ کر بہ فتح و ظفر خورشید و عمرو وغیرہ کو لیے کر اپنی بارگاہ مین آئی عمرو پر سے تصدق بہت اُتارا خورشید اپنی بہن ملکہ ہلال سحر افگن سے ملا اور بارہ ہزار ساحر اُس کی فوج کے حاضر ہوئے بارگاہ اس کی استادہ ہوئی مہرخ نے خلعت عنایت کیا اور حکم جشن ہونے کا دیا ساقی و مطرب جام بادۂ ارغوانی اور ساز خوش آہنگی لیکر حاضر ہوئے جلسۂ عیش آغاز ہوا

نظم

ہر اک معشوق مصروف تبسم ۔ لبا لب خندۂ عشرت بھتے مردم
عجب صحبت بھتی وہ اور طرفہ ہنگام ۔ مبارک روز بھتا فرخندہ ایام
بھلا کیونکر نہ وہ صحبت رہے یاد ۔ عدو پامال بھتے اور دوست بھتے شاد
بر آئین آرزوئین حسب دلخواہ ۔ ہوئے درویش بھی انعام سے شاہ

اُدھر فوج ہزیمت خوردہ لاشین ناگن وغیرہ کی لیے لشکر حیرت مین پہونچی اور بارگاہ مین سامنے شاہ طلسم کے لاشین رکھ دین حقیقت ظلم عیاران بیان کی افراسیاب نے سب ماجرا سنکر کف افسوس ملے اور منہ مین پیٹ لیا حیرت نے کہا اے شہنشاہ آپ نشہ مین شراب کے بدمست رہتے ہین نہ رعایا کی خبر نہ گھر کی سدھ عیارون کا ظلم بڑھتا جاتا ہے اور آپ طرح دیتے ہین یہ تا یہ کجا مین جانتی ہون کہ ایک دن وہ مجھے بھی آکر مار ڈالین گے اب میرا جی چاہتا ہی کہ اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالون افراسیاب نے اوس وقت بی بی کو رنجیدہ دیکھکر گلے سے لگا لیا اور کہا گھبراؤ نہین دیکھو تو مین ان باغیون کے ساتھ کیا کرتا ہون بوند بوند پانی کو ترسا کر نہ مارا تو نام اپنا نہ رکھا مجھے سب حال عیارون کی مکاری کا معلوم ہو گیا ہے مقدم طلسم بہت نازک ہی ذرا چوکے اور بلا مین گرفتار

ہوئے دیکھو طلسم کشا قید ہے مگر آئین طلسم ایسا ہی کہ قتل نہین کرسکتا یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک بجلی چمکی اور لکہ ابر کے فلک پر ظاہر ہوئے اور بجلیان سنہری روپہلی چمکنے لگین پھر وہ ابر شق ہوا اور ایک ساحر ہنس پر سوار مالے پہنے جواہر زیب بدن کیے بصورت عجب ماران سیاہ و سرخ سر سے لپیٹے زمین پر اُترا اُسکو دیکھکر حیرت اپنی جگہ سے اُٹھی اور گویا ہوئی کہ آؤ میرے بھائی بیرن یہ کہکر گلے سے لگانے چلی اُسنے اول شہنشاہ کو مجرا کیا پھر حیرت کے سینے سے سر بادب تمام لگایا اُسنے بلائین لین اپنے پاس بٹھایا اُسوقت فوج ساحران جو اسکے ساتھ آئی ہے باجے بجاتی بڑے عظم و شان سے آئی ہر ایک کو حکم اُترنے کا ملا ایک لاکھ ساحر نے کمر کھولی عجب گھما گھم ہوئی یہ ساحر حیرت کا خالہ زاد بھائی عنقاے ستارہ پیشانی نام ہو اور اسی طرح ملکہ بہار کا بھی یہ بھائی ہو ملک سیارہ اس طلسم مین ایک شہر ہے کہ وہان کا یہ بادشاہ ہے جب اُسنے سُنا کہ ایک بہن میری باغیون کی شریک ہوگئی اور دوسری بہن مقابل لشکر حریف بہر جنگ خیمہ زن ہے تو مدد کے لیے اُسکے لاکھ ساحر سے آیا ہے خلاصہ کلام جب آرام تمام بیٹھا ساقی نے لاکر جام شراب بحکم شاہ جادوان اُسکو دیا ناچ سامنے اُسکے ہونے لگا لیکن وہ مستفسر ہوا کہ اے شہنشاہ آپ نے اس قدر نمک حرامون کو مہلت کیون دی کہ اُنکے ساتھ جمعیت کثیر ہوگئی فساد زیادہ بڑھا یہ کلام سنکر شاہ نے حال عیارون کی بدذاتی کا اور جو کچھ ماجرا طلسم مین گذر چکا تھا بیان کیا اور عیارون کی جانب سے کمال ہی شکوہ کیا عنقا نے کہا غلام کو رخصت دیجیے کہ جاکر ان عیارون کو باندھ کر اور سر باغیون کے کاٹ کر حضور مین لاؤن شاہ نے کہا تم میرے فرزند ہو تمھین مین نہ بھیجونگا ادھر حیرت نے کہا بھیا مین تمھین لڑنے نہ دونگی اُسنے کہا مین ضرور لڑونگا اور اگر تم مانع ہوگی تو مین اپنے تئین ہلاک کر ڈالونگا شاہ نے کہا اچھا دو ایک دن کے بعد مقابلہ کرنا ابھی تو تم آئے ہو اُسنے نہ مانا اور حکم نواختن طبل جنگ دیا شاہ طلسم اُسکو نشیب و فراز عیاران کی مکاری کا سمجھا کر سمت باغ سیب یار دریاے سحر کے گیا اور یہان جسوقت کہ شہنشاہ معرکہ آرای اورنگ سپہر بارگاہ مغرب مین جاکر مقیم ہوا اور ممالک دہر پر قبضہ ترک ہندوے شب نے کیا کہ بمقتضاے ابیات

ہوا سلطانِ خاور جب گریزان
شہ سیارگان بازینت و فر

ہوئی پھر کہکشان کی تیغ عریان
سر پر چرخ پر تھا جلوہ گستر

صدائے قرنا اور طبل جنگ سے گوش فلک کر تھا یہ خبر طائران سحر لیکر دربار فرخندہ آثار ملکہ مہرخ نامدار مین پہونچے اور متشکل بشکل انسان ہو کر بعد ادب آستانہ دولت کو چوم کر عرض پیرا ہوئے کہ اے سلطانہ دولت واقبال مثنوی

تو اے شہ بخوبی اخلاق خویش — سبق بردی از بادشاہان پیش
زہی دین و دانش زہی عدل وداد — زہے ملک و دولت کہ پایندہ باد

لشکر مخالف مین عنقاے ستارہ پیشانی نام ساحرہ بد انجام نے آکر طبل رزم بجوایا ہے بکھیڑا مچایا ہے یہ خبر عرض کرکے کنارے ہوئے عیار اسی وقت بارگاہ سے نکل گئے اور مہرخ نے بھی حکم نواخت لشکر حرب دیا کوس جدال پر چوب پڑی فلک تھرایا زمین تھرائی ساحرون کے سحر کرنے اور پڑھنت پڑھنے کی بازی آئی اور بہادرون نے آلات حرب وضرب کی درستی شروع کی نظم

کسی نے کی پڑھنت اُس جا یہ آغاز — کہین ناقوس کی برپا تھی آواز
کسی نے موم کا گولا بنایا — کسی نے سامنے دھولا بچھایا
کوئی اگیار کرتا تھا کوئی جاپ — کوئی کرتا تھا پن تا دُور ہو پا
سپاہی کر رہے تھے صاف تلوار — کہین خنجر کہین گرز گران با
نقیبون کی صدا تھی ہان خبردار — زرہ سے خود سے جوشن سے ہتھیار
نہین ہے یہ مقام ننگ واکراہ — شکست و فتح کا مالک ہے اللہ
رہا شب بھر یہی ہنگامہ برپا — ہوئی صبح ظفر مشرق سے پیدا
نہیب تیغ بُران سے کٹی شب — گریزان سب نظر آتے تھے کوکب

جسوقت کہ پرچم زراندود علم آفتاب کو نسیم صبح نے اوڑایا اور سپیدہ سحر ہمرنگ تیغ صاف نظر آیا مہرخ تخت پر عیش گاہ سے نکل کر سوار ہوئی ہر ایک سردار ساحران ذی وقار نے مجرا و سلام کرکے تخت کو قلب لشکر مین رکھ لیا اور سمت داوگاہ مصارف چلے پھر تو طائران سحر سر پر سایہ فگن تھے شعلہ ہاے آتش بلند گروہ گروہ ساحر نیرنگ بازی اور شعبدہ پردازی سحر کی دکھلاتے شیر کو سحر کے فیل مست سے لڑاتے آگ کا دریا بہاتے سلین برف کی برساتے روانہ ہوئے اور دشت قتال مین پہونچے اس طرف سے بھی رایت ہاے رنگارنگ پیدا ہوئے اور بنگلہ خوشنا بروے ہوا اڑتا ہوا حیرت کا آیا اور

ساحرون نے عمل یا سامری و جمشید کا مچایا اُس بنگلے مین مصور و صورت نگار مقیم تھے اور
حیرت تخت پر بصد حشمت جلوہ فرما تھی گرد بنگلے کے ساحر کرگدن اور شیر آتشین پر سوار کوڑے
ماران سیاہ کے ہاتھ مین لیے صورتین مہیب بنائے وارد ہوئے اور ایک سمت سے عنقا
ھنس پر سوار برابر اُسکے لاکھ ساحر کی قطار نمودار ہوا اُسکے ساحرون نے الگ پر اجایا اول
میدان سے کنکر پتھر چنکر زمین کو آئینہ سان صاف کیا پھر ابر سحر برسا کر گرد و غبار کو بٹھایا
ترتیب لشکر جانبین مین آغاز ہوئی صفوف کارزار جم گئین پھر نقیب دونون طرف سے
نکل کے پکارے کہ قطعہ

چو خصم قصد تو کرد از برائے دفع ضرر
کہ گر مراد بدست آیدت بکام رسی

بجد و جہد بکوش ار بعقل مشہوری
وگر بہم نرسد آن زمان تو معذوری

ہان دلیر و نام کی جگہ ہے جان پر کھیکو نشان جرأت میدان شجاعت مین نصب کرو کہ بیت

نہ برزو آج باقی ہے نہ ہے سام
شجاعت سے مگر مشہور ہے نام

یہ صدا و یکر جب نقیب ہٹے لشکر عنقا سے گذارہ مار زبان نام ایک سردار میدان مین آیا
اور سحر کی نیرنگیان دکھا کر رجز خوان ہوا کہ قطعہ

من آنم کہ در شیوۂ طعن و ضرب
کہ این ہزبران دلیری کند

بشیران در آموزم آداب حرب
کہ سر پنجہ بر صید من افگند

یہ لاف و گزاف سنکر لشکر مہرخ سے ایک سردار خورشید عزالہ کوہ سیر نام اژدر اڑا کر
اُس کے مقابل جا کر ہوا اُسنے ایک نارنج مارا کہ ہزارون سانپ اُس مین سے نکلا اور حریف پر
آکر حملہ آور ہوا عزالہ نے اُسوقت ناریل مارا کہ ہزارون عقرب ناریل سے نکل کر سانپون سے
لڑنے لگے گذارہ نے پھر کچھ سحر پھونکا کہ زمین شق ہوئی اور ایک شیر غران پیدا ہوا اور پتھر
اٹھا کر عزالہ پر آیا اُسنے ہزارہا سحر پڑھے مگر جانبری نہوئی شیر کا طمانچہ پڑ گیا یہ اژدر پر سے گرا
شیر نے ہلاک کر ڈالا لشکر حریف مین شور تہنیت بلند ہوا اُس وقت مہرخ نے بغضب
تمام تخت اپنا آگے بڑھایا اور جوڑے سے ایک لونگ پھولدار نکال کر سحر پڑھکر کھینچ ماری
وہ لونگ ترسول بنکر چلی ہر چند گذارہ نے سحر رد کیا مگر بچ نہ سکا وہ لونگ کا ترسول سینہ
کے پار ہو گیا پھر غریو بلند ہوا اور عنقا خود ھنس اُڑا کر میدان مین اور سحر پڑھکر دستک دی
چار ہزار سوار نیزہ دار صحرا کی طرف سے آکر ایک جگہ ٹھہرا اور اپنے نیزے کو ہر ایک نے

گردش وہی ستارون سے اُنکی ایک ایک ستارہ نکلا اور چمکتا ہوا بلند ہوا لشکر مہرخ پر گرا اُدہر
جسکے سر پر پڑا توڑ کر زمین پر آیا اب دمبدم چار ہزار ستارہ ٹوٹ کر مثل تیر شہاب کے گرتا ہے
اور ہزارون ساحر مرتے ہین یہ دیکھکر دیکھکر مشکین موے کاکل کشا بہن ملکہ سرخرو
کی آگے بڑھی اور اپنی کاکل کھولی ستارے بالون سے نکل کر لشکر حریف پر گرنے لگے عنقا
نے اپنے سوارون کو للکارا کہ لینا اسکو ایک نیزہ وار نے نیزہ اُسکی طرف چمکایا کہ سنان برچھی کی
ٹوٹ کر گری مشکین مو پر آئی یہ بزور سحر اُڑ گئی مگر سنان ایڑی پر پڑی کہ توڑ کر پار نکل گئی
اور یہ زخمی ہوئی اُسوقت ملکہ یاقوت نے ایک ناریل مارا کہ عنقا نے ناریل رد کر کے پھر
سوار کو للکارا اُسنے برچھی ہلائی ستارہ ٹوٹ کر ران پر یاقوت کی پڑا کہ توڑ کر زمین
پر گرا اُس عرصہ مین تاریکی ہو گئی اور ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے ہزارون ساحر
مہرخ کے مرنے لگے یہ کیفیت دیکھکر بہار جو تخت پر ہزاران ناز و انداز سوار تھی اور
گلدستے سامنے اسکے رکھے ہوئے تھے مہرخ سے اجازت لیکر سمت فلک اُڑ گئی اور صدا
گڑگڑاہٹ کی پیدا ہوئی پھر ایک آواز ایسی مہیب آئی کہ دنیا دہل گئی اور کئی ہزار جادوگرنیان
دُر در گوش مرصع پوش جس مین لیلے سے بہتر خوبان جہان کی افسر ایک ایک ہاتھ مین دو
دو گلدستے لیے ظاہر ہوئین اور بہار فلک کی طرف سے اُتری ہاتھ مین ایک گیند لیے
تھی اُس گیند کو سامنے عنقا کے اُسنے پھینک دیا عنقا نے دوڑ کر اُٹھا لیا اور یہ
اُن نازنینون نے گلدستے سامنے نیزہ دارون کے پھینکے کہ اُنھون نے اُٹھا اُٹھا لیے اور
سونگھکر مست ہو کر شعر عاشقانہ پڑھنے لگے اور عنقا بھی دیوانہ وار شعر پڑھتا بہار کی جانب
چلا اُسوقت حیرت سحر کے نشے سے کودی اور رد سحر پڑھتی آگے بڑھی بہار نے
ایک گلدستہ جنگل کی طرف پھینک کر صدا دی کہ اے بہار اوسی وقت جھونکے نسیم عنبر شمیم
کے چلنے لگے اور میدان مین خوشبو پھیلی یکایک آنکھین سب کی بند ہو گئین پھر جو آنکھ
کھلی اُس میدان کو بہتر از گلزار فردوس پایا کہ درخت گلزار پر بہار چمن چمن نہال گلشن
پر ہزار طرح کا جوبن کہین بنفشہ و کہین یاسمن زلف و رخ سبز رنگان دہر کو شرماتے
اور سرو و شمشاد قامت رعنائے شاہدان چمن و جنگل پر طعنہ زنی فرماتے نرگس مست
صرف نگاہبازی اور سوسن با ہمہ زبانی مستعد بزبان درازی کہ قطعہ

سبزہ زار اشجار ہاے زرجد بر کنار	کوہسار ش راکمرہاے مرصع بر میان

بانہال جو نبارش شاخ طوبی متصل	وز نسیم بوستانش باغ جنت بوستان

اور اس چمنستان پر فزا مین وہ نیرنگ ساز حسن یعنی ملکہ بہار مع کنیزان گلعذار کے لاکھون بناؤ کیے مصروف گلگشت تھی اسوقت اُسکے رخسار زیبا پر بہار ہزار گل نثار کرتی اور نرگس نیچہ مژگان سے اُسکے چشم مردم فریب کی بلائین لیتی زلف سنبل اُسکے ایک ایک تار مو پر تصدق اور نثار تھی اور قد دلجو پر سہی و صنوبر فریفتہ ہر بار تھے کہ بمقتضاے غزل

ای روے ماہ منظر تو نو بہار حسن	خال و خط تو مرکز لطف و مدار حسن
در چشم پر خمار تو پنہان فسون سحر	در زلف بیقرار تو پیدا قرار حسن
ماہی نتافت چون رخت از برج نیکوئی	سروی نخواست چون قدت از جویبار حسن
خرم شد از ملاحت تو عہد دلبری	فرخ شد از لطافت تو روزگار حسن
از دام زلف و دانہ خال تو در جہان	یک مرغ دل نماند نگشتہ شکار حسن
دائم بلطف دایۂ طبع از میان جان	می پرورد بناز ترا در کنار حسن
حافظ طمع برید کہ بیند نظیر دوست	دیوانہ نیست غیر تو اندر دیار حسن

اس جمال دلربا کو دیکھ کر حیرت و عنقا و مصور و صورت نگار مع سرداران وغیرہ اپنے کے دیوانہ وار بیقرار شعر عاشقانہ پڑھتے سمت اس عشوہ ساز غارتگران کے چلے کہ غزل

ای پردہ گوے حسن ز خوبان روزگار	قدرت براستی چو سہی سرو جویبار
الحق وجود نقش و نشان دہان تو	موہوم نقطہ ایست نہ پنہان نہ آشکار
دادیم دل بدست رخ و زلف و خال تو	از دست ہر سہ تا چہ کشد این دل فگار
باو اہزار دشمن اگر یار با من ست	دانم مصاف را و نترسم ز کارزار
عشقت چو در سراچۂ دل خانہ گیر شد	زین در اگر بدر شوم آیم باضطرار
گر سرو پیش قدر تو سر میکشد مرنج	عقل طویل را نبود ہیچ اعتبار
منصوبۂ ہوای تو حافظ کنون چو باخت	در ششدر غمت دلش افتاد مہرہ وار

سردار تو اس طرح بیتابی کرتے تھے اور لشکری شمیم گلہاے عطر فشان سے بیہوش ہو گئے تھے اُسوقت مہرخ نے اس فوج پر حملہ کیا ہزارون کو ذبح کر ڈالا اور ہزارون کو زندہ اسیر کر لیا دریاے خون جاری ہوا ایک ہنگامہ گیر و بہ بند برپا ہوا ابر سحر کے غل مچاتے تھے ساحرون کے مرنے سے آندھیان اُٹھین تھین شور و غوغا بلند تھا یقین تھا کہ کل لشکر کا آج ہی حریف کے

خاتمہ ہو جائے کہ یکایک فلک پر ایک صاعقہ چمکا اور نعرہ ہوا کہ سنم افراسیاب جادو و بہار کے حسن دلاویز کو دیکھکر دل پر شاہ جادوان نے ہاتھ رکھ لیا کہ بیت

بذلہ گوئی و عشوہ ساز و شوخ چشم و غمزہ زن		خوبروی کاین چنین باشد بلای جان بود	

دل نے کہا کہ چلکر اسوقت اسکے قدم پر گرا اور عذر کر کے اس غزال تاتار خوبی کو کہ مجھ سے رم خوردہ ہے رام کر مگر سارے لشکر اپنے برباد دیکھکر سمجھا کہ یہ محبت اُسکی باعث اُسکے سحر کا ہے کہ دل بیقرار اور راز خود رفتہ و بیقرار ہے یہ سوچکر ایک برق ہاتھ ہلاکر گرائی کہ چمنستان بہار جلنے لگے اور بہار سحر اپنا باطل ہونے سے بیہوش ہوگئی اس وقت شاہ طلسم نے پنجہ سحر بھیجے کہ حیرت اور مصور و صورت نگار و عنقا کو اٹھاکر سمت باغ سیب لے گئے اور سحر کے باطل ہونے سے لشکری حیرت کے ہوشیار ہوکر فوج پر مہرخ و بہار کی حملہ آور ہوئے مہرخ نے شاہ جادوان کو دیکھکر خیال کیا کہ لڑائی بگڑ گئی اب سب گرفتار ہو جائینگے یہ سوچکر طبل امان بجوا کر پھری اودھر شاہ طلسم بھی اپنے سے کمترین لوگون کا تعاقب کرنا مناسب نہ سمجھا اور پھر گیا اودھر لشکر حیرت کا خستہ و شکستہ جاکر فروکش ہوا اُس طرف مہرخ داخل بارگاہ ہوئی اور لشکر نے کمر کھولی حکم رقص و سرود دیا تھاپ طبلے پر پڑی ناچ ہونے لگا سب عیش و نشاط مین مصروف ہوئے اور بہار بعد کچھ عرصہ کے ہوشیاری کی اسمار و سحر ہر ایک نے اُسپر پڑھ کر دم کیے اوس وقت حواس ٹھکانے ہوئے غرضکہ یہ سب تو مصروف ناؤنوش ہین اودھر افراسیاب جب باغ مین پہونچا حیرت وغیرہ کو مست ولایعقل دیکھکر آب چشمہ سامری اُنپر چھڑکا کہ وہ سب بھی ہوشیار ہوئے اور شاہ سے پوچھا کہ ہم یہان کیونکر آئے افراسیاب نے سب حال بیان کیا کہ آج بہار نے تم سب کو مار ڈالا ہوتا مین جاکر اُٹھالایا یہ سُنکر مصور تھرتھر مارے غصے کے کانپنے لگا اور بولا کہ اس چھوکری بہار نے میرا بھی پاس نکیا اور مجھے بر سر میدان ذلت دی اب مین جاتے ہی کام سب کا تمام کرونگا آج تک اس لیے طرح دیتا تھا کہ میرے داد اسامری کی سب بندے ہین کیا انھین غارت کرون یہ کہکر چاہتا تھا کہ اُٹھے لیکن عنقا نے دست بستہ عرض کیا کہ اب تو غلام سے معرکہ پڑا ہے حضور تامل فرماوین ایکبار اور مجھے جانے دین یہ عرض کر کے اول اکیلا ہوا لشکر حیرت مین آیا اور باقی ماندہ اپنی فوج کو ساتھ لیکر کوچ کر کے دامن کوہ مین پہونچکر خیمہ استادہ کرایا سب فوج اُتری اور

یہ بھی داخل خیمہ ہوا مے نوشی مین مشغول رہا جسوقت کہ مینائے زمرد فام سپہر سے آفتاب
میکدہ مغرب مین گیا اور ساغر سیمین ماہتاب انجمن کواکب مین دور پذیر ہوا **نظم**

ناہید فلک نے کھولے گیسو ... چھائی ظلمت جہان مین ہر سو
ساقی فلک نے مہ کا ساغر ... مے سے بھر انور کے سراسر

سرِ شام سے اُسنے خون خوک سے چوکا دیا زمین کو لیپ کر اُسی خون سے آپ بھی نہا کر چوکے
مین بیٹھکر موہن بھوگ اپنے ہاتھ سے تیار کیا نذر سامری کی دیکر بھینٹ پڑھی بیر سحر کے حاضر
ہوئے اُنکو موہن بھوگ کھلایا جو باقی رہا وہ آپ کھایا پھر ایک سو ایک جانور پرند منگا کر خون
اُنکا بھینٹ مین دیا شراب اگیار مین ڈالی ایک موم کا سانپ بنایا اُنگلی چیر کر خون سانپ
پر ڈالا کہ وہ زندہ ہو کر خون چاٹنے لگا اُس سے کہا جا کر میرے دشمنون کو پکڑ لا سانپ اڑ کر
روانہ ہوا یہان بارگاہ مین جلسہ عشرت جمع ہے مہرخ تخت پر جلوہ فرما ہے کہ سانپ فلک پر
سے اُتر کر آیا اُسے دیکھکر ساحرون نے ہزارون سحر کیے کہ کسی طرح اسکو مار ڈالین لیکن وہ
کمر مین مہرخ کی لپٹ کر اژدہا ہو گیا ترنج و نارنج اُسپر ساحرون نے مارے مگر کچھ نہوا مہرخ
کو اُڑا کر لے گیا اور سامنے عنقا کے لایا اُسنے کہا کیون ای مہرخ نمک حرامی کا مزہ دیکھا
یہ کہکر خیمے کے اندر لے گیا اور صندوق مین بند کر دیا اور اپنے سحر مین ایسا مبتلا کر دیا کہ ملکہ
مہرخ بیہوش ہو گئی بعد اُسکے پھر اُس سانپ کو بھیجا یہان تمام دربار مین شاہ لشکر
کے جانے سے وہی تھی شتر سوار دوڑائے گئے تھے کہ جلد خبر لاؤ یہ سانپ کون تھا
بہار سرگرم انتظام تھی کہ لشکر برباد نہو بازارین لٹ نہ جائین بعض سردار غم مین مہرخ
کے گریبان چاک کر رہے تھے کہ وہ سانپ پھر پیدا ہوا اور سرخ مو کی کمر مین لپٹ کر
لے گیا لاکھ لاکھ سب نے سحر کیا کچھ نہوا وہ سامنے عنقا کے لایا اُسنے اسکو بھی بُرا بھلا
کہکر مسحور بسحر کر کے صندوق مین بند کیا اور سانپ کو پھر روانہ کیا یہان اول مرتبے سے
زیادہ طلاطم تھا اور عیار بھی غوغا سنکر لشکر مین آئے تھے کہ سانپ طاؤس کی کمر مین آکر
لپٹا اور اُڑا کر لے گیا عیار پیچھے پیچھے تعاقب مین چلے از بسکہ عمرو دوندہ بید رنگ ہے یہ
سانپ کے برابر پہونچا اور عیار رہ گئے یہان تک کہ عمرو دامن کوہ مین جب پہونچا دیکھا
ایک لشکر ساحرون کا اُترا ہوا ہے اور ایک جانب سامنے خیمے کے عنقا بیٹھا مشغول بہ سحر
خوانی ہے اور وہ سانپ اُسکے روبرو طاؤس کو لایا اُسنے لعنت ملامت کرکے خیمے مین

لیجا کر اُنکو بھی قید کیا جب یہ ماجرا عمرو نے دیکھا دل سے کہا کہ اس حرامزادے کو واصل جہنم کرنا چاہیے
یہ سوچکر اول صحرا مین آکر زنبیل عیاری بجائی اور عیار جو دوڑے چلے آتے تھے زنبیل کی صدا پر
دوڑ آئے دیکھا تو اُستاد کھڑے ہین سامنے با دب آکر ٹھہرے عمرو نے کہا جاو اور بہار سے کہو
کہ لشکر کچھ تیار کرا کر اسی جنگل مین آکر ٹھہرے مگر سب سردارون کو ساتھ لائے بارگاہ مین لوگ
اُسی طرح بیٹھے رہین تاکہ سانپ خالی نہ پھرے کس لیے کہ یہ سحر عنقا کا ہو اگر بار خالی آئے گا تو وہ
ہوشیار ہو جائے گا میری عیاری مین فرق پڑے گا بلکہ بہار اپنی صورت کی ایک ساحرہ
بناکر وہان ٹھہرا کر یہان آئے تو اچھا ہو یہ حکم سنکر برق لشکر مین گیا اور بہار سے سب
کیفیت کہی بہار نے ایک کنیز کو اپنی صورت کا بزور سحر بناکر اسی جگہ چھوڑا اور کہا میری
طرح سے حکم احکام دینا جو کوئی پوچھے اپنے تئین بہار بتانا یہ کہکر اپنے لشکر ذاتی کو حکم تیاری
کا بطور مخفی دیا جب سب کمر باندھکر مستعد ہوئے یہ بھی طاؤس پر بیٹھکر بموجب نشان
دہی برق کے اُسی صحرا کی طرف چلی کسی کو یہ معلوم ہوا کہ بہار لشکر مین نہین ہے بلکہ
سب جانتے ہین بہار موجود ہے اور وہ سانپ دمبدم آکر ساحرون کو لیجاتا ہے ایک
ہنگامہ برپا ہے ساحر واسطہ نور جناب حیدر کرار کا دلارہے کہ خدا یا بحق نور وصی مصطفےٰ علیؑ

اژدر در شیر کبریا کا کہ ابیات

علی مشکل کشاے جن والنسان ۔ علی فرمان رواے ملک ایمان
علی شیر خدا شاہ دو عالم ۔ علی ہین رونق دنیا و آدم
جو کہتے ہین نصیری مین کہون کیا ۔ وہ عین ذات ہو یہ بھی ہے زیبا
بچایا قہر سے خالق کے سبکو ۔ بجھایا آتش غیظ و غضب کو *
بکے راہ خدا مین آپ مولا ۔ روا کین حاجتین سائل کی کی کیا
فدا ہے نام اقدس کیون ہو جان ۔ مرے مولا کے ہین عالم پہ احسان
طفیل پنجتن اے رب عالم ۔ مٹا دے اس بلا کا ہمسے تو غم
مرے دشمن الٰہی خاک ہوجائین ۔ جگر دل اُسکے تن مین چاک ہوجائین

انکو مصروف دعا رکھیے اور حال مہر آسمان عیاری کا سنیے کہ انھون نے کئی بار باغ سیب
کو دیکھا ہو اور وہان جو کنیزین خدمتی شاہ طلسم کی ہین انکی صورتین صفحہ خیال اور لوح
دل پر اپنے مرتسم براے ضرورت کر رکھی ہین چنانچہ سامنے رکھ کر ان کنیزون مین

ایک کنیز کی تصویر خیالی مین نظر فرما کر اپنی صورت ویسی ہی بنائی اُسوقت کی دستکاری پر مشاطہ حسن یقین تھا کہ ہاتھ چوم لے گی اگر ایسی تصویر مانی و بہزاد کھینچنے بیٹھتے تو ہر اعضا پر اپنا عجز لکھتے کہ ہمسے جیسی اصل شبیہ تھی ویسی نقل ہو سکی الحق روے مصفا کے روبرو آئینہ سکندر حیران ساری حقیقت اُسکی آئینہ بلکہ اگر مقابل ہوتا تو قلعی کھل جاتی شمس و قمر نے وہ رخ نہین دیکھا شوق دید مین بیتاب شب و روز سرگردان ہین ہر حلقہ گیسوے پرپیچ و مشک بیز کا صدہا نافہ ختن پنہان رکھتا ہی دہن تنگ کو چشمہ آب حیوان اگر کہون تو گیسو کو سکندر کہون کہ مصداق لمولفہ

	چشمۂ خضر دہن ہے تو سکندر گیسو		لب شیرین کے قرین آئے مین اُڑ کر گیسو	

دندان کو گوہر سے تشبیہ دینا بے آبروئی کی بات ہے اختر فلک حسن کہنے مین تفاوت دن درات ہر پھر کیا کہون لازم ہی کہ چپ ہو رہون اللہ اللہ کس اعضا کی صفت کرون دست و پا سینہ پشت و کمر ساق و پا ہر ایک لاجواب نور کے سانچے مین صانع عالم نے ڈھالے تھے خوبان دہر سے نرالے تھے کہ **نظم**

زبان مصروف ہی شرح و بیان مین — تجلی ہے جمال داستان مین
ضیا افروز عالم ایسی تھی واہ — خجل جسکے کف پاسے ہوا ماہ
شعاع حسن کا پھیلا جو دامن — ہوا شب پر گمان روز روشن
فروغ چہرہ ایسا جلوہ گر تھا — کہ تاریکی کا عالم سے سفر تھا
کہان یہ حسن یوسف کو میسر — کہ تھی قربان جسپر جان مضطر
وہ گیسو جس سے برہم تھا زمانہ — وہ ابرو دل جگر جسکے نشانہ
وہ مژگان اور وہ شوخ شوخ و سرشار — تصدق روح ہو جسپر سے ہر بار
وہ دندان وہ دہن اور وہ زنخدان — رہے پریون کے دل مین خار ہر آن
وہ گردن اور سینہ اور وہ بازو — کہ جنکا تھا جہان مین شور ہر سو
کمر سے تا باق اک صورت نور — فدا اونکی تصویر پہ ہے حور

پیشواز زرتار جواہر کار سے مزین و تجلی جسم نازنین کو گیا زیور مرصع لعل و گوہر کا از سرتا پا پہنکر اپنی صورت کو آئینہ مین دیکھکر غش غش کر گیا اور تخت زبرجد شاہ کا جو کہ حکیم نے اس حکمت کے ساتھ بنایا ہی کہ بردے ہوا اُٹھتا ہی واضح ہو کہ زبرجد شاہ ایک بادشاہ

ملک زبرجد نگار مین تھا کہ بعد سحر و ماہمہ جادو خدائی کا دعوی کرتا تھا اُسکے پاس تخت ایسا تھا
کہ اُسپر بیٹھکر اپنے مقصر پر کہ وہ بزور سحر معلق تین سو ساٹھ ۳۶۰ گز زمین سے بلند تعمیر تھا جایا کرتا
تھا اور وہ تخت وابستہ ایک لوح کا تھا کہ جب لوح کو سر پر رکھو تو نہایت بلند ہوتا تھا
اور جب برابر کمر کے لوح رکھو تو نیچے نیچے بروے ہوا روان ہوتا تھا اور جب پانون کے
نیچے لوح کو رکھو تو زمین پر اُتر آتا تھا فی الجملہ جب امیر سے اور اوس بادشاہ سے مقابلہ پڑا
اور وہ مارا گیا تو وہ تخت مع لوح کے عمرو کے ہاتھ لگا اور ازبسکہ ساختہ حکیم تھا اس سبب سے
اب تک وہی تاثیر اُڑنے کی تخت مین باقی رہی اگر سحر کے زور سے بنا ہوتا تو بعد مرگ
اُس بادشاہ کے اثر اُسکا باطل ہو جاتا لہذا اُس تخت کو زنبیل سے نکال کر کنارے کنارے
گلدستے اُسکے چنے اور گلدستون پر عطر بیہوشی خوب سا چھڑکا اور ایک طرف گلابی شراب
کی مع جام زرین رکھکر عمرو بشکل محبوبۂ دلنواز سوار ہوا اور تخت کو اُڑا کر اُسی جگہ آیا
کہ جہان عنقا چوکے مین بیٹھا تھا اور ایکبار سانپ مشکین مو کو پکڑ کے لایا تھا وہ
اُس اسیر و سے عتاب و خطاب کر رہا تھا کہ عمرو نے پازیب اپنی بجائی عنقا نے جو
خلخال کا چھنا کا سنکر اوپر کو دیکھا ایک تخت جواہر نگین نظر آیا کہ مثل ستارہ ٹوٹنے کے زمین
کی طرف اُترتا ہے عنقا یہ دیکھتے ہی سمجھا کہ شاہ طلسم آتا ہے فی الفور کھڑا ہو گیا کہ
یکایک وہ تخت زمین پر اُترا اُسوقت تو اُسنے اُس صورت دلفریب حور وش برق کردار
کو دیکھا کہ کبھی چشم خیال اور دیدۂ وہم و گمان نے بھی اُسکے نہ دیکھا تھا رعب حسن
سے ہچک ہو کر رہ گیا کہ بیت

ستارہ بدرخشید و ماہ مجلس شد		دل رمیدۂ ما را انیس و مونس شد		

بعد لمحے کے قریب تخت گیا اور گرد اُسکے پھرنے لگا وہ راحت جان چھم چھم کرتی تخت
سے اُتری اور مسکرا کر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اسنے کہا کہ فرد

قدحی درکش و سرخوش بتماشا بخرام		تا ببینی کہ نگارت بچہ آئین آمد		

اے مایۂ زندگی و آرام تو کس قاف کی پری ہو کہ سایہ وجود دلبری تیرا جسپر پڑے وہ ہمطالع
ہما ہو جائے اُس حور کردار نے لب لعلین سے یون گہرریزی فرمائی کہ مین کنیز شہنشاہ
ہون تمھاری خیریت دریافت کرنے کو بھیجا ہے اور کتاب سامری دیکھکر گرفتار کرنا
کرنا حریفون کا معلوم کر کے بہت تعریف فرمائی ہے اور ارشاد کیا ہے کہ قیدیون کو اچھی طرح

رکھنا اور میوہ اور گلدستے اور شراب بھیجی ہے یہ تحفہ لے لو اور اپنی خیریت لکھ دو کہ مین جاؤن جانے کا نام سنکر اُسکے ہوش پران ہوئے ایک آہ سرد بھرکر پکارا کہ بیت

ہاے وہ نزع مین بالین سے ترا اُٹھ جانا ‖ دیکھنا یاس سے وہ تیرے تمنائی کا

اے نازک بدن دل بیتاب کو تڑپا کر اب کہان جاؤگی میرے صدر سینے پر لمحہ بھر آرام کرو اُس سراپا ناز نے ہنسکر جواب دیا کہ میان حواس مین آؤ مین بادشاہ طلسم کی منظور نظر ہون اگر کسی سے وہ ہنستے دیکھ لین تو نہین معلوم کس بلا مین مجھے پھنسا دین ناک چوٹی میری کٹوا کے لو ہو مجھے جانے دو اس رُکھائی کو دیکھکر عنقا نے سر قدم پر رکھدیا اور کہا کہ مین حیرت کا بھائی ہون تجکو شاہ طلسم سے مانگ لون گا اور مجھ سے ہنسنے بولنے مین شہنشاہ ناراض ہونگے غرضکہ اُسکے منت کرنے سے اُس صنم یکتا نے کہا اچھا کہو مطلب کیا ہے اس وقت تو اسنے گود مین اُٹھالیا اور اندر خیمے کے لایا مسند ناز پر بٹھایا وہی شراب جو یہ نازنین لائی تھی سامنے رکھی اُس ساقی مست ناز نے جام بھرکر اپنے دست نگارین پر رکھکر کہا کہ مطلع

آن کس کہ بدست جام دارد ‖ سلطانی جم مدام دارد

عنقا نے بیتاب ہوکر جام ہاتھ سے لیا اور شعر پڑھا کہ بیت

بر سینۂ ریش دردمندان ‖ لعلت نمکے تمام دارد *

اور وہ جام بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی سر دنیا کی کچھ خبر نہ رہی بیہوش ہوگیا پھر تو وہ پنجہ نگارین دست جلاد بنگئے اُس بے حیا کو اُٹھا کر یک ضرب خنجر سر کو جُدا کیا شور و غوغا بلند ہوا کہ مارا عنقا کو عمرو نے دوڑکر سامنے جو صندوق رکھے تھے اُنکو وا کیا اُس مین مہرخ وغیرہ بند تھین اور اسکے مرنے سے وہ سانپ بھی باطل ہوگیا اور ان قیدیون کو بھی ہوش آگیا تھا صندوق سے نکلے ادھر ہنگامہ سنکر لشکری عنقا کے دوڑے تھے کہ مہرخ اور سرخ مو نے گولے سحر کے اور ہار فلفل مارنا شروع کیے کہ آگ تیر برسنے لگے اور گولے ساحرون کے سینے توڑتے تھے شعلے تھے عمرو نے تخت زبرجد شاہ تو زنبیل مین رکھا اور زر و زیور اپنا اُتارکر باندھا پھر جال الیاسی لیکر لوٹنا شروع کیا لیکن لشکر حریف بہت تھا ساحرون نے گھیرا اور جلد جلد پلٹنون رسالون مین کمر بندی ہونے لگی اُسوقت شور و غوغا سنکر بہار جو لشکر لیے کمینگاہ مین تھی آکر گری تیغ و ترنج چلنے لگا

لاش پر لاش اور مردے پر مردہ گرنے لگا شمشیر صاعقہ خصال بہادران نے جادۂ ملک عدم کا بتا دیا بلکہ ناکا شہر سنا کا دکھایا آب تیغ کی طغیانی ہوئی زورق حیات نابکاران طوفان ہوئی کہ
کہ بمقتضائے نظم

کیا اُس فوج کو اس طرح تاراج ۔۔۔ کہ اہل فوج تھے راحت کی محتاج
کیا برباد ایسا اوس مکان کو ۔۔۔ جلائے برق جیسے خانمان کو ٭
قضا بھی دیکھنے آئی تماشا ۔۔۔ گرا اس طرح سے مردے پہ مردا
یہ شیرانہ گئے جبر تڑپ کر ۔۔۔ پراگندہ نظر آیا وہ لشکر
ہوئی تھی ہمد گریہ جنگ و پیکار ۔۔۔ صفون کے بدلے تھے لاشون کے انبار
رہی تا صبح خونریزی نہایت ۔۔۔ ہوئی حاصل عدو کو پھر ہزیمت
سحرگہ بادشاہ ملک خاور ۔۔۔ بصد شوکت چڑھا خنگِ فلک پر
گریبان چاک تھے ساحر سحرگاہ ۔۔۔ نہ ملتی بھاگنے کی تھی اُنھین راہ

جسدم ترک مشرق نیزہ خط شعاع لیکر عرصہ گاہ فلک مین آیا اور ساحر شب شکست کھا کر رو بفرار لایا لشکریان حریف نالان و گریان لاش عنقا اُٹھا کر بھاگے اور مہرخ مظفر و منصور مع سردارون کے داخل بارگاہ ہوئی بہت سا زر و جواہر عمرو کو دیا اور ویسا ہی ناچ اور راگ وغیرہ ہونے لگا اُسوقت بہار اور عمرو اپنی جگہ سے اُٹھ کر سامنے تخت شاہی کے آئے اور باادب تمام دعا و ثنا بادشاہ کی بزبان فصاحت اتما بجا لاکر عرض پیرا ہوئے کہ قطعہ

آیا شہے کہ کفِ کامگار زر بخشت ۔۔۔ کمند در بر گردون کامران انداخت
شد از نزول حوادث چو آسمان ایمن ۔۔۔ بران دیار کہ چترِ تو سایبان انداخت

اگر مزاج عدالت امتزاج صاحب تخت و تاج کے خلاف نہو تو براہ ترحم خواہی و ننگ سگالی بندگان درگاہ کچھ کلمات بے اوبانہ زبان پر لائین مہرخ یہ تقریر سنکر تخت پر کھڑی ہو گئی اور عمرو سے کہا خواجہ برائے خدا مجھے ذلیل نفرمائیے آپ کو بادشاہ لشکر کے معزول کرنیکا اختیار ہے یہ عجز کس لیے فرماتے ہین جو ارشاد کیجیے کنیز بجا لائے کہ مثنوی

اے مقصدِ ہمتِ بلندان ۔۔۔ مقصود دل نیاز مندان
او قسمتِ بندگی و شاہی ٭ ۔۔۔ دولت تو دہی بہر کہ خواہی
توفیق تو گر نہ رہ نماید ٭ ۔۔۔ این راہ بہ عقل کے کشاید

عمرو نے یہ کلمات سنکر کہا کہ وہ بادشاہی کے کب سزاوار ہی جو ہر کس و ناکس بادشاہ کو گرفتار
کرلے جائے اور سلطان لشکر کے دم سے فوج وابستہ ہوتی ہے جب شاہ ہر بار قید و بند ہوجائے
تو شکست اس لشکر کو رکھی ہوئی ہے پس شاہی کے یہ شایستہ اور بابستہ ہی کہ شہنشاہ الیاذ بردست ہو
ہو کہ سوائے اپنے ہمسر کے کے اور کسی سے مغلوب نہو اور نہیب شمشیر خسرو عالی جاہ سے ترک
فلک سپر پشت حمل کی رو پر آڑ کرے اور جسم اسد چرخ مین رعشہ پڑے بخلاف اسکے تم
ادسنے ادنے ساحرون کے ہاتھ سے ذلیل ہوتی ہو اور قید کر لیتے ہین مہرخ یہ سخنان نصیحت
سنکر گویا ہوئی کہ ارشاد ہدایت بنیاد حضور نہایت بجا و درست ہے ای بہار مین نے چندے کے
واسطے تمکو اپنا قایم مقام کیا یہ لشکر وغیرہ تمھارے حوالے ہے اور تمکو خداے کریم کے سپرد
کیا مین مشیہ سامری مین جاکر چلہ کشی کرکے سحر کو اپنے جگاؤن گی انشاء اللہ پھر جو وہان سے
مراجعت کرون گی تو سوائے ساحر زبردست مثل بادشاہ طلسم اور اوس کی زوجہ اور
مصور وغیرہ کے کسی سے زیر ہون گی عمرو نے پوچھا کہ اپنے ساتھ کسے لیجاؤ گی اوسنے
جواب دیا کہ وہ مقام ایسا نہین جہان کسی کا گذر ہوسکے یہ کہکر کچھ سحر پڑھا یکایک آندھی آئی
اور بعد لمحے کے ایک عورت تخت پر سوار آگے سونے کا پاندان رکھے اوس آندھی کی تاریکی
سے پیدا ہوئی اور پاندان سامنے مہرخ کے اوسنے رکھدیا اوسنے کھولا اوس مین سے طاؤس
سبز برابر بالشت کے نکلا اور دم بھر مین بڑھکر مثل قامت مرکب پرند کے عظیم الجثہ ہوگیا
مہرخ اسپر سوار ہوئی وہ عورت پاندان لیکر تخت پر بیٹھکر ہمراہ چلی اور دونون اوس آندھی
کی سیاہی مین غائب ہوگئین بعد انکے جانے کے بہار نے تخت پر غاشیہ ڈال کر
تاج شاہی رکھکر حکم احکام مین اپنے تئین مصروف کیا ادھر تو یہ معرکہ گذرا اور اوس طرف
ساحر ہزیمت خوردہ لاش عنقا کی لیے سامنے شاہ جادوان کے گئے اور سب کیفیت
بیان کی حیرت نے بھائی کی نعش دیکھکر حال اپنا تباہ کیا زار زار روئی اور سر پیٹا اور
بادشاہ طلسم بھی آزردہ ہوا ہوا آخر بطریق جمشیدی لاش کو اوٹھایا جب فراغت ہوئی شاہ نے
ارادہ کیا کہ کسی زبردست کو بہر جنگ حریف بھیجون یہ عزم دیکھکر مصور اوٹھا اور کہا مین تصویرین
سب کی بنا چکا ہون اب جاکر ہر ایک باغی کو غارت کیے دیتا ہون شاہ نے کہا آپ
میری زیارت گاہ ہین ایسا نہو کہ عیار کچھ بے ادبی کرین اوس نے جواب دیا کہ کیا
مجال جس صورت سے کہ عیار میرے پاس آئیگا اوسکی تصویر مین نے بنائی ہے ویسی ہی صورت

تصویر بن جائیگی یہ کہکر مع اپنی بی بی کے سوار ہو کر لشکر مین آیا اور بارگاہ مین بیٹھا اُسکے آنے سے سردار وغیرہ مثل اژدر خان جادو و شکوہ زرین قبا ے جادو قریب چار سو ساحر نامی کے بارگاہ مین آکر شمکن ہوئے اُنسے کہا کہ کل مین سب فوج عدو کا خاتمہ با لکل کر دون گا سرداران نے عرض کیا کہ کل کے دن اور جنگ موقوف رکھیے کیونکہ ایک سوداگر راہ دور و دراز طے کرکے آپ کے لیے اقمشہ واجنسہ گرانمایہ لایا ہے اور ساٹھ ہزار ملک اُس طلسم مین آباد ہین وہ سوداگر جو آخر سرحد طلسم پر ملک واقع ہوا ہے وہان کا رہنے والا ہی اتنی مسافت قطع کرکے یہان پہونچا ہے ایسا نہو کہ ہنگامۂ جدال مین مال اُسکا لٹ جائے کل اُسکو رخصت کر دیجیے تو بہتر ہی کہ بیت

بزرگان مسافر بجان پرورند	اگر نام نکو شان بعالم برند

مصور نے کہا تاجر کی آج کل کیا ضرورت تھی مگر خیر اب جو میرا نام سنکر وہ آیا ہے تو آج ہی بلا لو کہ جنگ مین درنگ نہو یہ حکم سنتے ہی چوبدار سوداگر کو بلانے لگے تاجر کو جب خبر ہوئی تحفہ ہر دیار و امصار لیکر جانب بارگاہ روانہ ہوا لیکن صورت نگار نے مصور سے کہا کہ ایسا نہو عمرو بشکل تاجر یہان آئے اور رنج دے تم ذرا تصویر کو دیکھ لو مصور نے تصویر دیکھی اُس شبیہ نے یہ صورت پیدا کی تھی کہ بارگاہ مین بہار وغیرہ سردار بیٹھے ہین اور عمرو بشکل اصل کرسی پر بیٹھا ہے یہ دیکھکر گویا ہوا کہ تصویر مین جہان عمرو ہے وہان کی بارگاہ تک کا نقشہ بنگیا ہے کچھ شبہ نہین ہے سوداگر کو بلا لو غرضکہ تاجر نے آکر تسلیم کی اور نذر دی زمرہ مین تاجرون کے کرسی بیٹھنے کو اُسے عنایت ہوئی پھر حکم ہوا کہ اشیاے نادرہ ملاحظہ کراؤ وہ اسباب عمدہ و بہتر دکھانے لگا مگر جو اسپس خبر کو لگے تھے سب کیفیت اوس جگہ کی دریافت کرکے سامنے بہار کے گئے اور جو کچھ یہان دیکھا سنا تھا وہ مشروحاً او رمفصلاً معرض بیان مین لائے عمرو نے جب سنا کہ تاجر مال بہت لیکر آیا ہے منھ مین پانی بھر آیا دل سے کہا کہ تصویر سے اگر ڈر گئے تو عیاری کیا خاک کروگے یہ مال مفت جاتا ہے اگر اسکو نہ لیا تو قرضدار رہو گے چلو خدا مالک ہی یہ سوچکر اُٹھا بہار نے کہا خواجہ کہان کا عزم ہی جواب دیا کہ ذرا ہم بھی سیر کر آئین بہار بولی کہ مصور کی بارگاہ مین بطمع مال براے خدا نجایئے گا اسکو غافل نجانیے عمرو نے کہا سمجھ لین گے یہ کہکر روانہ ہوا اور باہر بارگاہ کے اکر صورت ساحر کی ایسی بنکر لشکر مصور مین ہونچکر ٹھہرا دیکھا کہ ملازم سوداگر کے اسباب

دوڑ دوڑ کر لاتے ہین اور بارگاہ کے در پر کچھ لوگ کھڑے ہین کہ وہ لے کر دست بدست اندر
پہونچاتے ہین تاکہ ملاحظہ کرانے مین عرصہ نہو یہ کیفیت دیکھکر عمرو علحدہ گیا اور صورت خدمتگار
کی ایسی بنا سر پر دستار سرکہ دار رکھکر انگرکھا پہنکر پٹی باک کمر سے لگا کر سامنے اوس خیمے کے آیا
کہ جہان سے مال لے لے کر ملازم جاتے ہین دیکھا کہ ایک زنگی صندوقچہ لے کر خیمے سے نکلا اور
سمت بارگاہ دوڑا عمرو اُسکے قریب گیا اور کہا کہ حضور نے فرمایا ہی کہ میرے پلنگ کے پاس
جو صندوقچہ رکھا ہی وہ بھی لیتے آنا زنگی نے جواب دیا کہ پلنگ کے پاس تو قلمدان رکھا ہی
صندوقچہ تو نہین ہی عمرو نے کہا ہان ہان وہی زنگی نے کہا تم صندوقچہ لے چلو مین وہ بھی
لاتا ہون یہ کہکر صندوقچہ دیا اُسنے لے کر دو قدم چل کر زنبیل مین رکھ لیا ادھر وہ زنگی قلمدان
لے کر بارگاہ مین گیا اور تاجر کے سامنے رکھا اُسنے کہا دیر کیون لگائی زنگی بولا کہ دوبار
آنا جانا پڑا سوداگر نے کہا پھر قلمدان کیون لایا اُسنے عرض کیا کہ حضور کا خدمتگار صندوقچہ
لے آیا اور قلمدان لانے کو کہہ آیا تھا یہ سنتے ہی سوداگر نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور
دریافت فرمائین کونسا خدمتگار صندوقچہ لایا ہی مصور نے کہا جلد تحقیق کیا جائے کہ کون
خدمتگار لایا ہی سب خدمتگار بلائے گئے اور تحقیق کیا کسی نے اقرار نہ کیا اب تو سوداگر کی جان
نکل گئی کہ کئی لاکھ روپے کا جواہر اُس مین تھا رونے لگا صورت نگار نے کہا صاحب
تم تصویر تو دیکھو مصور نے عمرو کی تصویر دیکھی وہان عمرو جب صندوقچہ لے گیا تو جلد
دھوتی باندھ مرزائی پہن مٹھائی کا تھال ہاتھ پر رکھکر خوانچہ والا بنکر پھرنے لگا مصور
نے تصویر دیکھکر کہا کہ عمرو میرے لشکر مین حلوائی بنا ہوا پھر رہا ہے خدمتگار کی صورت
تو نہین ہے یہ کہکر زنگی سے کہا سچ بتا صندوقچہ کیا کیا اُسنے گواہ پیش کیے لوگون نے کہا
ہمارے سامنے اُسنے صندوقچہ خدمتگار کو دیا غرضکہ جب پتا نہ لگا چاہا عمرو کو گرفتار
کرون سردارون نے عرض کیا کہ عمرو کے گرفتار کرنے مین عیار چھٹ اُنکے آنیکے
زیادہ بلوا ہوگا سوداگر اور بھی لٹ جائیگا تامل فرمائیے یہ سنکر حکم دیا کہ یہ روپیہ جو تلف
ہوا ہی ہماری سرکار سے دیا جائے سوداگر دعائین دینے لگا اور پھر اسباب دکھانے مین
مصروف ہوا وہان عمرو نے پھر صورت اپنی شکل ساحر کے بنائی اور وہی صندوقچہ جواہر
سے خالی کر کے کنکر پتھر بھر کر دربارگاہ پر آیا اور کہا صندوقچہ جو کھو گیا تھا یہ تو نہین ہے لوگ
یہ سنتے ہی ہاتھون ہاتھ اندر لے گئے سوداگر نے دیکھتے ہی کہا کہ ہان یہی صندوقچہ ہی مصور

نے کہا یہ تیرے ہاتھ کیونکر آیا عمرو نے کہا مین ہمیشہ سے کوہستان مین رہتا ہون اس وقت ایک
شخص کو دیکھا کہ صندوق لیے جاتا ہی اُسکو گرفتار کیا اور پوچھا یہ کہان سے لایا ہے اُس نے
یہان کا پتا بتا دیا اور منتین کرنے لگا اسکو تو مین نے چھوڑ دیا صندوقچہ لیکر یہان حاضر ہوا
اب مجھے نہین معلوم کہ مال آپ کا اس مین ہی یا نہین مصور نے کہا تو بڑا ایماندار ہی اچھا
بیٹھ جا کرسی دی عمرو بیٹھا لیکن جب عمرو بارگاہ سے چلا تھا تو بہار اندیشہ مند تھی اتفاق سے
اسوقت قران بارگاہ مین آیا بہار نے اُس سے کہا کہ بھائی استاد تمھارے لشکر حریف مین
گئے ہین ایسا نہو مصور کچھ گزند پہونچائے قران سب حقیقت سنکر مدد کرنے کو چلا
اور لشکر عدو مین بشکل مبدل آیا اسوقت سوداگر یعنی منیب صندوقچہ گم ہونے سے لوگون
پر تاکید کرتا تھا اور ادہر اُدہر دوا دوش کر رہا تھا کہ قران اوس کے قریب گیا اور
ہاتھ پکڑ لیا کہ چلو چور کو ہم بتا دین وہ یہ سنکر چپکا چلا آیا جب لشکر سے نکل کر تنہائی مین
آئے ایک حباب بیہوشی قران نے مار کر اُسکو بیہوش کر کے پیرہن اُسکا لے کر اُسی کی
اُسی کی ایسی صورت بنا اور اوسکو ایک گڑھے مین ڈال کر آپ بارگاہ مین اُس
وقت آیا کہ عمرو صندوقچہ لے کر آیا تھا غرضکہ یہ بھی پاس تاجر کے ٹھہرا اور تاجر نے صندوقچہ
جو عمرو سے پایا تھا خوشی خوشی کھولا دیکھا تو کنکر پتھر بھرے ہین دیکھتے ہی سر پیٹنے لگا مصور
نے کہا بھلا عقل کے خلاف ہے کہ چور مال لے جائے اور پھر دے دے اس ساحر نے اپنی
بیوقوفی کی جو اُسکو گرفتار کر کے چھوڑ دیا اچھا ہی تاجر اپنے کسی معتبر شخص کو بلا کہ مین رقعہ بنام
خزانچی کو لکھدون کہ روپیہ میرے خزانے سے دے لے تاجر نے کہ منیب پاس کھڑا تھا اوسکو
دیکھکر عرض کی کہ اس سے بڑھکر کوئی معتبر نہین ہی مصور نے یہ سنکر شقہ لکھا کہ سعادت آثار
ہیرالال بعافیت باشند تین لاکھ روپیہ کا جواہر و اشرفیان وغیرہ حامل شقہ کو بغیر دستوری
اور بٹے وغیرہ کے اسی وقت دیکر دستخطی لے لو تاکید مزید اس باب مین تصور کرو المرقوم
تاریخ فلان سنہ فلان سامری شقہ حوالے منیب کے کیا عمرو کا رنگ زرد ہو گیا کہ یہ روپیہ
مفت گیا لیکن عمرو نے منیب کی صورت بغور دیکھی پہچانا کہ قران ہے فرط خوشی سے رنگ
سرخ ہو گیا اور اشارے سے کہا خبردار اس روپیے مین ایک کوڑی کا فرق نہ پڑے مین
اگر حساب لون گا غرضکہ قران شقہ لیکر خزانچی پاس گیا دیکھا کہ روپیہ دھاینہ کا تقسیم ہو رہا ہے
دس پانچ متصدی بہی کھاتہ کھولے بیٹھے ہین لیکھا ڈیوڑھا لگا رہے ہین اسنے بھی شقہ دیکر

جواہر وصول کیا رسید لکھکر راہی ہوا درۂ کوہ مین جاکر جواہر دفن کر دیا اور پھر سمت لشکر
چلا اودھر خزانچی نے روپیہ بہی پر خرچ کی لکھکر دستخط کرانے سامنے مصور کے لایا اوسنے دستخط
کرکے پوچھا ای تاجر روپیہ پایا تاجر نے منیب کو تلاش کیا کہین پتا نہ لگا ایک غوغا بلند ہوا قضاءً
کچھ لوگ لشکر سے باہر جو گئے ایک غار مین منیب کو پایا اٹھا کر سامنے تاجر نے پانی چھڑک کر
ہوشیار کیا پوچھا ارے تو روپیہ لایا ہے اوسنے کہا خوب نشہ ہے پھر پوچھا ارے شقہ لے گیا تھا اوسنے
کہا کھانا پیٹ بھر کے کھایا ہے یہ تقریر سنکر لوگون نے کہا اسکو ابھی بہت نشہ ہے ایک نے
کہا اپنے تئین بناتا ہے تاجر نے لیجاؤ قید کرو مار پیٹ کر قبول کراؤ لوگ اسکو تو لے کر چلے
اور عمرو سمجھا کہ اب زیادہ تحقیقات ہوگی اور مصور تصویر دیکھے گا تو حال کھلجائے گا
یہ سوچکر انگڑائی لی مصور بولا کہ شاید آپ کا جی گھبرایا عمرو نے کہا جی نہین برفع احتیاج
کی ضرورت ہے مصور نے حکم دیا کہ میرے بیت الخلا مین لیجاو خدمتگار آفتابہ لیکر ساتھ
ہوئے عمرو پائخانے مین جاکر اوس طرف کا سراچہ چاک کرکے نکل گیا لشکریون نے خیال
کیا کہ وہی ساحر جو صندوقچہ لیکر آیا تھا اب جاتا ہوگا اور عمرو وہان سے درۂ کوہ مین آیا
کچھ لکڑیان جمع کرکے آگ سلگائی اور بھبوت منھ پر ملا جٹائین بالون کو بٹ کر سر پر جوڑا
باندھا لنگوٹ کسکر دست پناہ سامنے رکھا ایک ٹھیک آگ کی سامنے رکھ لی کان مین کنڈل
پہنے گلے مین کنٹھی ڈالی مہنت بنکر بیٹھا یہان تک خوب پرسش ہوئی صورت نگار
گویا ہوئی کہ تصویر دیکھی ایسا ہو عیار روپیہ خزانے سے لے گئے ہون یہ باتین تھین کہ پھر
خدمتگار آئے اور کہا وہ صاحب جو پائخانے گئے تھے آفتابہ لے کر سراچہ چاک کرکر چلے
گئے مصور یہ سنکر دنگ ہوگیا اور سمجھا کہ وہ عمرو تھا جو خالی صندوقچہ لایا تھا افسوس
کہ نکل گیا آخر تصویر دیکھی معلوم ہوا کہ درۂ کوہ مین صورت مہنت کی بنا بیٹھا ہے اودھر سوداگر
نے عرض کیا کہ روپیہ سیر اگیا مین برباد ہوگیا مصور برہم ہوا کہ مین کیا کرون ایک بار
مین دے چکا رسید تیرے منیب کی موجود ہے تاجر نے پھر منیب کو بلایا اب اسکے ہوش
درست ہوچکے تھے اوسنے آکر کہا کہ اس طرح ایک شخص چور سے تبلانے کو مجھے تنہائی مین
لے گیا اور ایسا کچھ میرے منھ پر مارا کہ مین بیہوش ہوگیا مجھے معلوم نہین معلوم کہ شقہ کب
لکھا گیا اور روپیہ کب ملا یہ رسید میرے ہاتھ کی لکھی نہین ہے یہ حال سنکر مصور نے کہا
اسے رہا کردو یہ بے خطا ہے اور سوداگر سے کہا اب جا مین تیرے روپے ملنے کا بندوبست

مین کچھ نہین سکتا تاجر رونے لگا اسنے حکم دیا کہ نکال دو حرامزادے کو فیل کرتا ہی لوگون نے تاجر
سے کہا اس وقت چلے جاؤ حضور کا مزاج برہم ہی موقع و محل دیکھکر پھر عرض کرنا تو مل جائیگا تاجر
ناچار اُٹھا ملازمون سے کہا یہان سے اسباب باحتیاط جو پھیلا ہوا ہی اُٹھا لو لیکن عمرو جب مہنت بنا
اور اُسنے دیکھا کہ کوئی ادھر نہ آیا اور کچھ مطلب برآری نہوئی وہ سب اجناب زنبیل مین رکھکر
پھر ساحر بنکر بارگاہ مین آیا جب تاجر نے کہا اسباب یہان کا اٹھا لو عمرو نے بڑھکر ایک دُرج
جواہر اٹھالیا تاجر مال اُٹھوا کر آگے چلا یہ بھی ساتھ ہوا راہ مین اور کچھ دست برد کرون لیکن
دُرج اٹھاتے وقت مصور کو کچھ شبہہ گذرا القصویر کو دیکھا ظاہر ہوا کہ عمرو سوداگر کے
ساتھ ہے ہنوز بارگاہ سے نکل کر تاجر کچھ دور گیا تھا کہ مصور ننگے پانون اٹھکر دوڑا اور
دربارگاہ پر پہونچکر ایک نارنج مجوے سے نکال کر سحر پڑھنے لگا قران جو جواہر دفن
کرکے لشکر مین آیا تھا اُسنے دیکھا کہ اُستاد تاجر کے ساتھ ہین اور مصور نارنج مارا چاہتا ہی
دیکھکر پتھر فلاخن مین رکھکر مارا کہ ہاتھ پر آکر پڑا نارنج ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گرا اور
ہاتھ پر بہت ضرب مصور کے آئی مگر قران نے پکار کر کہا کہ استاد خبردار یہ کہکر بھاگا عمرو
نے بھی گلیم اوڑھ لی مصور لینا لینا کہتا ہوا ہاتھ سہلاتا رہ گیا ساحر چار طرف دوڑتے پھرے
کسی کو بھی نہ پایا مصور بارگاہ مین گیا بی بی کو اپنا ہاتھ دکھایا اور کہا اب بغیر مارے عمرو
کو نہ چھوڑونگا اسنے مجھے بہت ذلیل کیا یہ کہہ رہا تھا کہ سوداگر دربارگاہ پر آکر دوہائی دینے
لگا کہ ارے میرا دُرج جواہر بے بہا بھی روز دلے گیا مین برباد ہوگیا فریاد ہی مجھ کو جیتے جی
مار ڈالا مصور نے دُرج لیجاتے اپنی آنکھ سے دیکھا تھا سردارون سے کہا سچ تو یہ ہے کہ
تاجر لٹ گیا اُس سے کہدو کہ ابھی روپیہ تجھے اگر دونگا تو عیار ے جائینگے صبر کرو
نقصان جو کچھ ہوا ہی وہ عنایت ہوگا سردارون نے یہ حکم سنکر تاجر کو آکر تسلی دیکر رخصت
کیا اور مصور نے چاہا کہ طبل رزم بجنے کا حکم دون لیکن عمرو کا حال سنیے کہ گلیم اوڑھ کر
جو گیا صحرا مین پہونچکر ایک فرشتہ نورانی صورت کا اپنے تئین بنایا یعنے ایسا حسین و مہ جبین
اپنے تئین کیا کہ رخسار پر نگاہ کسی کی نہ ٹھہر سکتی چار ہاتھ مقوے کے بنائے اور پانچ
آنکھین چہرے مین درست کین دیو جامہ نکال کر پہنا کہ وہ دمبدم رنگ بدلتا ہی کبھی سرخ
کبھی سبز ہوتا ہی گاہے اور رنگ تبدیل کرتا ہے سر پر تاج زنبیل سے نکال کر پہنا کہ ہر کنگرہ
پر جسکے لعل رمانی نصب تھے اور بیچ مین ایک گوہر شب چراغ لگا تھا رشک ضیاے

شمس سپہر تھا مالا ہیرے اور موتی کے گلے مین ڈالے اُسوقت اُسکے چہرۂ نورانی و مصفا کے
نسبت یہ کہنا زیبا تھا کہ **مثنوی**

بر سر از شین شرع ساختہ تاج	دل او عرش و سجدہ اش معراج
شرف کارخانۂ ملکوت	کارفرمائے عرصۂ جبروت
بودہ شیطان کش و فرشتہ شیم	در روشش بر ہوا نہادہ قدم

پر زمرد کے جواہر کار شانون پر لگائے صد ہا نافہ ہائے مشک پرون مین چھپائے اور تخت زرجد شاہ پر بیٹھ کر پران پران قریب بارگاہ مصور پہنچکر ایک حقہ پر از مشک و عنبر برد ہوا اُچھالا کہ وہ شق ہوا اور شمیم مشک و عنبر کوسون تک پھیلی بارگاہ سامری بس گئی سب ساحر گویا ہوئے کہ کیا خوشبو پھیلی ہے یہ ذکر تھا کہ صدا آئی منم فرشتہ قدرت سامری جملہ ساحر کھڑے ہوکر دیکھنے لگے عجیب صورت نورانی نظر آئی کہ اگر زلیخا یہ صورت دیکھے تو آیۂ حسن یوسف تلاوت کرے و عندہ لزلفی وحسن آب ہر ایک کا فر بصدق ارادت پڑھے دلائل سعادت و شواہد عزت و عظمت صفات رخسار سے پیدا اور آثار جلال و جبروت ناصیۂ نور آگین سے ہویدا کہ **بیت**

رائے تیزش حق سر قضا را محرم	دل پاکش بنظر لطف خدا را منظور

پرون کو جب جنبش ہوتی ہے نافہ ہائے مشک اور عنبر سارا برستے ہین مشام جان معنبر و معطر ہوتے ہین چہرۂ تابناک یکہ نور ہے کہ نگاہ کو خیرگی ہوتی ہے یہ دیکھتے ہی مصور نے ہاتھ باندھکر التماس کیا کہ **بیت**

کلبۂ ما روضۂ شد چون مقدم رضوان رسید	دیدہ روشن شد چو بوی یوسف کنعان رسید

آپ تشریف لائیے اس عرض کرنے سے وہ تخت زمین پر اُترا جملہ ساحرون نے سجدہ کیا فرشتے نے کہا کہ حکم سامری مجھکو یہ ہے کہ اُسکے پوتے کی مع اُسکے متعلقین کی عمر بڑھا دون کیونکہ عمرو عیار بلائے بے درمان ہے جب تم لوگون کی موت ہوگی تو آکر قتل کسی کو نکرسکے گا اب تمھین چاہیے کہ وہ ایک مٹکے قند کا شربت گلاب و کیوڑہ ڈالکر تیار کرو کہ مین سامری کے لگائے کا بھبوت اُس مین ڈالکر تمھین پلاؤن پھر عمرو کا پنجہ مکر کسی طرح قابو نہوگا یہ کلام سنتے ہی مصور نے قند منگا کر کوری مٹکیون مین شربت نہایت طہارت کے ساتھ گھلوایا اور قرابے گلاب و کیوڑے کے اُس مین اُنڈلوائے لشکریون نے فرشتے کی زیارت

کرنے کے لیے ہجوم کیا غرضکہ ہزارہا دونا مٹھائی کا اور ہزارہا روپیہ گرد تخت کے لوگون نے چڑھایا اس عرصہ مین شربت تیار ہوا فرشتے نے اُٹھکر نذر سامری کی دیکر بیہوشی سب کے سامنے اُس مین ملائی ہر ایک سے کہا دیکھو یہ بھبوت سامری کا ہے لہذا بیہوشی ملاکر دو جام اپنے ہاتھ سے مصور کو اور صورت نگار کو پلائے اور حکم دیا کہ ایک ایک جام سب نوش کرین پھر تو ایک پر دوسرا لوٹ پڑا اور شور لاؤ لاؤ اور ہمین بھی ہمین بھی کا بلند ہوا اور یہ کہ

لمؤلفہ

ایک کہتا تھا کہ ہم محروم ہی ساقی رہے — دوسرا کہتا تھا خم کی خیر ہمکو بھی ذرا

غرضکہ وہ گھڑے دھو دھو کر لوگون نے پیے جب بیہوشی نے نشہ کیا مصور اپنی بی بی صورت نگار سے گویا ہوا کہ تو سامنے فرشتہ قدرت کے رقص کر وہ دوپٹا پھینک کر ناچنے لگی اور مصور بھی بکر کود کرنے لگا کل حاضرین جلسہ اہاہا واہ مار الینا لینا کا شور مچانے لگے اور کلمات بیہودہ زبان پر لانے لگے رنگ صحبت دگرگون تھا یہ عالم نظر آتا تھا کہ لمؤلفہ

بنکار رہے تھے رند ہر سو — برپا ہوا شور ہاے اور ہو
وہ دورۂ مل وہ شور قلقل — تھا سب کی زبان پہ بے تامل
ترمے سے ہو شیخ جی کا جامہ — اُچھلے میخانے مین عمامہ
دختِ قاضی ہو ایسی بدنام — کوچون مین کبھی کبھی پھرے عام
بیٹھا کوئی سر ہلا رہا تھا — برہا کھڑا کوئی گا رہا تھا
جوتی کوئی سر پہ باندھتا تھا — ٹوپی کوئی پانون مین پہنتا
چت ہوگیا کوئی کوئی اوندھا — تھا ہوش نہ سر و پا کا اصلا
اک دوسرے کے لگاتا تھا دھول — پڑھیے اے جاہ اُٹھ لاحول

اس کیفیت مین کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ سب بیہوش ہوگئے عمرو نے اُٹھ کر بارگاہ کے سراچے چھوڑ دیے اور سب کے پیرہن اُتار کر زنبیل مین رکھے داڑھی مونچھ ابرو بال سر کے مع زن و مرد سب کے مونڈے چہرون کو سیاہ کیا ہار جوتیون کے گلے مین پہنائے مال اور اسباب بارگاہ کا لوٹ کر داخل زنبیل کیا پھر چاہا کہ مصور کے گلے سے تصویر اپنی اُتار لون جیسے ہی تصویر پر ہاتھ ڈالا ایک پنجہ زمین سے نکلا اور چاہا کہ ہاتھ مین لپٹ جائے عمرو تصویر اوتارنے سے باز رہا پنجہ غائب ہوگیا اسنے پھر ارادہ کیا کہ تصویر اُتارون لیکن پھر وہی

صورت پھر پیش آئی اسنے چاہا کہ مصور کو مار ڈالون خنجر لے کر چلا تھا کہ ایکبار ایک تپلا زمین
سے نکلا عمرو اوسکو دیکھکر خائف ہوا اور پھر اتپلے نے ظاہر ہوتے ہی غل مچایا کہ دوڑو مصور
کو عمرو مارے ڈالتا ہے وہ غل مچا یا کیا عمرو نے جلد جلد دو ایک ساحرون کے سر جدا کیے مگر
مصور تک نہ پہونچ سکا شور ساحرون کے مرنے کا بلند ہوا لشکر کے ساحر گھبرا کر دوڑے عمرو
تخت زبرجد شاہ پہلے ہی زنبیل مین رکھ چکا تھا اوسوقت نعرہ مارکر بھاگا کہ لمؤلفہ

عمرو ہون مین وہ اژدرہای دمان ✻ کہ ساحر کا باقی نرکھون نشان ✻

یہ تو سرا کجہ فرار کر بھاگا اور ساحر بدحواس اس غم مین کہ شاید مصور وغیرہ مارے گئے اندر باغ
کے آئے سب کو بیہوش دیکھا باران سحر برسایا کہ ہر ایک ہوش مین آیا اور ایک دوسرے کی
صورت کو دیکھکر ہنسنے لگا تعجب یہ کہ وہ اسکو ہنستا ہے یہ اوسکو اور صورت نگار اپنے شوہر کو
روسیاہ دیکھکر خندہ زن ہوئی مصور نے کہا تو بڑی بے غیرت ہے کہ مردون کے سامنے ننگی بیٹھی
ہے یہ کہکر اوسنے اپنے تئین دیکھا اوہی کہکر رانون مین بن چرائی بھاگی آخر ہر ایک نے غسل کیا
کالک منھ سے چھڑائی کپڑے عمدہ پہنے دربار مین آکر مقیم ہوئے مصور نے کہا عمرو آفت
روزگار ہے ذلت پر ذلت دیتا ہے ابھی سوداگر کو لوٹ چکا تھا کہ پھر آکر ہنسا صاف کیا کیا تدبیر
کرون جو ہاتھ آئے یہ تقریر سنکر صورت نگار از راہ طنز گویا ہوئی کہ اگر خیریت اپنی چاہتے
تو عمرو سے مل جاؤ اسنے بغصہ جواب دیا کہ مین پوتا سامری کا ہون ابھی اوسکو گرفتار
کرون اوس وقت ایک ساحر ظالم جادو نام اسکے ملازم نے عرض کیا کہ آپ ٹھہرین غلام
تھی اور صحرا مین پھر اتھا تصویر مین کیفیت نظر آئی اسنے قصد کیا کہ جاکر گرفتار کرون کہ پھر
اوس وقت ایک ساحر ظالم جادو نام اسکے ملازم نے عرض کیا کہ آپ ٹھہرین غلام جاکر
اوس ذرند و مکار کو لاتا ہے یہ عرض کرکے اوڑ کر چلا اور اسی جگہ آیا کہ جہان عمرو بشکل ساحر
کھڑا تھا لیکن ساحر کو اوڑتا ہوا آتے دیکھکر عمرو کسی گوشے مین چلا گیا یہ جاکر ہر طرف ڈھونڈھنے
لگا عمرو دوسرے ساحر کی صورت بنکر اول مرتبے سے کچھ شکل مین فرق کرکے اسکے پاس
آیا اسنے پوچھا کہ کیون بھائی تمنے عمرو کو تو نہین دیکھا عمرو نے کہا تمہین اوس سے کیا کام ہے
اسنے سب حقیقت دینے ذلت مصور وغیرہ کی بیان کرکے کہا مین اسکو گرفتار کرنے آیا ہون
عمرو نے کہا مصور نادان ہے جو عمرو ایسے فطیر سے مقابلہ کرتا اور لڑتا ہے انسان کو چاہیے کہ
اپنے ہمسر سے مقابلہ کرے نہ کہ جو اپنے سے بہتر ہو عمرو وہ شخص ہے جو لقا کی ڈاڑھی مونڈتا ہے اور

اور جب سے یہان آیا ہے شاہ جادوان کو اُسنے پریشان کر رکھا ہے تم دیکھنا کہ ایکدن مصور
کتے کی طرح مارا جائیگا یہ گفتگو ظالم سنکر اول تو خوفناک ہوگیا پھر سوچا کہ یہ مجھکو ڈراتا ہے شاید
یہی عمرو ہے یہ سوچکر افسون پڑھکر پھونکا کہ عمرو کا رنگ درد عن عیاری کا اڑ گیا اسنے گرفتار
کر کے کہا کہ اے دزد مکار تو تو مجھکو دھمکاتا ہے دیکھ تو کس طرح مین تجھکو ہلاک کرتا ہون یہ کہہ کر
کھینچتا ہوا لے چلا اور چاہا کہ پنجے مین داب کر اڑ جاؤن لیکن موت پانون پکڑے تھی اسکے
دل مین خیال آیا کہ اور عیار عمرو کے چھڑانے کو آئینگے انکو بھی گرفتار کرنا اوڑ کر چلنے مین
بے فائدہ جاتا رہیگا ایسا کچھ سوچکر زمین پر چلا اسکو جاتے برق فرنگی نے دیکھا آگے جاکر
کمند زمین مین بچھائی اور آپ جھاڑی مین چھپ کر بیٹھا جب ظالم کمند کی جگہ پر پہونچا اسنے
جھٹکا دیا کہ پانون کمند مین پھنسا اور اوچھ کر گرا برق دوڑ کر پاس آیا کہ اسکو ہلاک کرون مگر
اُسنے سحر پڑھا کہ برق زمین مین ران تک سما گیا اور آپ سحر سے حلقہ ہائے کمند کاٹنے لگا
مگر رشتہ حیات قطع ہوچکا تھا موت کے پھندے مین پھنس چکا تھا ہنوز کمند کھول ہی رہا تھا
کہ قران ساحر نما اس جگہ پھرتا تھا اس کیفیت کو دیکھکر دوڑتا ہوا آیا اور کہا ٹھہر ٹھہر مین
کچھ کھونگا یہ کہکر نزدیک ہونچکر اس روز سے بغدا مارا کہ سر کے ٹکڑے اُڑ گئے شور اوس کے
مرنے کا بلند ہوا عمرو اور برق چھوٹ گئے قران نے عرض کی حضور کا جواہر میرے
پاس رکھا ہی چل کر لے لیجیے اور جا کے دفن جواہر پر لاکر کھود کر حوالے کیا عمرو نے شاباش و
مرحبا کہکر نذر زنبیل کیا اور کچھ چھوٹے نگینے نکال کر دینے لگا قران نے عرض کی حضور کا
دیا میرے پاس سب کچھ ہے آپ کی مہربانی چاہیے عمرو نے نگینے بھی رکھ لیے اور فکر عیاری مین
الگ الگ چلے وہان افراسیاب نے جب مصور کو آتے ہوئے عرصہ گذرا کتاب سامری
دیکھکر حال دریافت کیا اور حیرت سے کہا کہ نبیرہ سامری صرف لائق زیارت ہین کچھ ہو
نہین ہوسکتا دیکھو عیارون نے بہت دق کیا ہے چلو اُن کی تسلی دین یہ کہکر بجاہ و حشم تمام سوار
ہوکر مع حیرت کے داخل بارگاہ مصور ہوا ہر ایک نے تعظیم دی تخت پر جلوہ آرا ہوا اور سارا
حال عیارون کی مکاری کا سنکر گویا ہوا کہ مرشد زادے آپ مقابلہ نفرمائیے مین انگشتری جمشید
کی حیرت کو بھیجکر منگاتا ہون اور چاہ زمرد پر کہ پرستش گاہ ساحران جہان ہے میلا
کرتا ہون سب ساحر اور عیار خود بخود آکر حاضر ہونگے ہر ایک کو قتل کرونگا مصور نے کہا
ایک مرتبہ تو مین باغیون سے دل کھول کر لڑ لون پھر جو چاہیے گا کیجیے گا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ

صدا نالہ و زاری کی سنائی دی اور ہرکارون نے سامنے آکر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ ظالم مارا گیا اور منظلم بن ظالم جادو لاش اٹھا کر لاتا ہے شہنشاہ یہ خبر سنکر گویا ہوا کہ لاش بنا بر آئین جمشید اٹھائے اور بعد فراغت یہان آئے یہی جا کر حکم منظلم کو سنایا اُسنے ایسا ہی کیا اور بعد انفراغ حاصل کر کے حاضر دربار ہوا مجرا کیا نذر دی اپنے باپ کی جگہ پر بیٹھکر عرض پیرا ہوا کہ مین انتقام خون پدر نمک حرامون سے لینے آیا ہون شاہ جادوان نے فرمایا کیا مضائقہ ہے منصور خواہش جنگ تو رکھتا ہی تھا ادھر اسنے درخواست کی شہنشاہ نے فرمایا کہ آج شام کو طبل جنگ بجے صبح کو مقابلہ کیا جائے یہ کہکر مصروف بادہ خواری ہوئے جسوقت کہ منشی قدرت نے وصلی کو دن کی سواد شب سے سیاہ کیا اور نقاط انجم لوح آسمان زبرجدی سے حاضر ہو کر بقاعدہ مستمرہ عرض پیرا ہوئے کہ رباعی

ای شاہ زمین بر آسمان داری تخت
شست ست عدو تا تو کمان داری سخت
حملہ سبک آری وگران داری سخت
تو خورشید و زہرہ کو نظری کیا

بحکم منصور طبل رزم پر چوب پڑی طائران سحر خدمت والا ہمت بندگان ملکہ بہار مین حاضر ہو کر بقاعدہ مستمرہ عرض پیرا ہوئے کہ رباعی

ای شاہ زمین تر آسمان داری تخت
شست ست عدو تا تو کمان داری سخت
حملہ سبک آری وگران داری تخت
پیری تو بدانش و جوان داری بخت

لشکر حریف مین بنام منظلم طبل جنگ بجا ہے باقی خیر صلاح ہے بہار نے یہ خبر سنکر تکیہ بعنایت کردگار فرما کر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑے ہر شخص کل کے دن تیغ و سر سے بازی کرے کہ ع کانکہ جنگ آرد بخون خویش بازی میکند + غرض حسب فرمان قضا جویان کوس حربی کی صدا ادھر بھی بلند ہوئی ساحرون مین ڈمرو بجنے لگا کڑھاؤ چڑھ گیے موہن بھوگ کا بھوگ بیرون کو لگایا گیا منتر جنتر موہنی جوہنی سوہنی کی جاپ اور پڑھنت شروع ہوئی کوئی پڑھتا تھا کہ کتھا ساری بنگلہ پان ران ران میرے دشمن کو ران شہپال جوگی نے لگائی باڑی ایک پھول ہنسے ایک مین بیر بسے جو سونگھے میرا پھول اپنا گلا آپ کاٹ مرے تجکو قسم لونا چاری کی دُھائی سامری کی پڑھو منتر دوالی مین جگایا ایشر باچا چھو چھو چھو خلاصہ کلام ساحر جانبین کے تو اپنے حربے درست کرتے تھے اور مبارزان معرکۂ جلادت و پرچم کشایان لوائے نصرت انتمائے شجاعت تیغین جوہردار صیقل فرماتے تھے

مرکبون کی رکابین اور تسمے ٹوٹے ہوئے تھے تیاری جدال مین مشغول تھے باتین بانکپن کی کرتے تھے **نظم**

لگا تا تھا تیغ کوئی سان پر　　چڑھاتا تھا چوٹین کوئی دھیان پر
کوئی کہہ رہا تھا عدو کا لہو　　پیے تیغ میری تو ہون سرخرو
ہوئے مستعد نیزہ باز آکے سب　　کہ شیر نیستان تھے وقت غضب
پیادون کے اک جا نظر آئے غول　　کہ جوہر تیغ لیتے تھے مول
ہر اک کا یہی قول تھا برملا　　کہ ہے تیغ تیز اور عدو کا گلا

اسی تیاری مین رات گذری اور جنین شب کے بطن سے طفل خونی نیستان شعاع مین پیدا ہوا دایۂ صبا نے مشیمۂ شب کو شگافتہ فرمایا کہ **ابیات**

اطفال غنچہ دایۂ باد نسیم نے　　پروان پھر چڑھائے کہ سب کھل کے گل ہوئے
صبح ظفر برنگ گل گلشن سرور　　تھی خندہ زن کہ روز طرب نے کیا ظہور

صبح کو ملکہ بہار عیش گاہ سے برآمد ہو کر سوار ہوئی طرم بجا رہی تھی نقارون پر چوب پڑی صدا نصر من اللہ فتح قریب بلند ہوئی شہنا نواز و ساز للت بھیرو مین بھاس بجانے لگے سردار مجرا اور سلام کرکے گرد تخت کے سواریان سحر کی اُڑا کر روانہ ہوئے اللہ اللہ وہ نور کا تڑکا سفیدا سحر کا نمایان ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور پاسے اخضر فلک مین چراغون کا ستارون کے جھلملانا صحرا مین طائرون کا شور مچانا اُسوقت ملکہ بہار کا دھانی دوپٹہ اوڑھکر سوار ہونا عجب لطف دکھاتا تھا جوانان گلشن وہر کو فتیل تیغ ادا بناتا تھا سحر سے ابر کے ٹکڑے سرخ و سبز ہر رنگ کے سر پر سایہ فگن تھے بہار افزائے جوبن تھے سحر کے چمن سامنے تخت کے ظاہر ہوتے تھے اور اُس مین غنچہ و گل کھلتے تھے نسیم صبا اٹھلا کر چلتی تھی ہوا خواہی کا بہار کی دم بھرتی تھی اور بہار نے جو چلی تھی تو اس طرح آراستہ تھی کہ **بیت**

بناخن زرہ بافت از مشکناب　　در آویخت از گوشۂ آفتاب

بلکہ اوس کی شان مین یہ کہنا زیبا تھا کہ **فرد**

مہش مشک سا و شکر مے فروش　　دو نرگس کمان کش دو گل درع پوش

اور ترک روزگار اس بیت سے اسکا ثناخوان تھا کہ **بیت**

دہن مملکت نہ خندہ و خوش　　تا سر تیغ تو نگردد زار ✦

سرداران ذوی رتبہ اور کنیزان عالی مرتبہ کے طاؤس و عقاب و عنیرہ مثل ستارہ ہاے سحری کے ابر کے لکون مین چمکتے نظر آتے تھے اور سامنے دمبدم گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہای بوقلمون کھلجاتے تھے کہ

مثنوی

ساز عیش و طرب تھا ہر سو — شہنائی بجا رہا تھا شبو
شاخ گل کا ستار لیکر — گت چھیڑ رہی تھی باد صرصر
باجون کی صدا سے شور و غل تھا — ہر شاخ طرم تھی گل بگل تھا
گلشن کو بھی راگ و رنگ کی دھن — دریا کو بھی جلترنگ کی دھن
ٹھنتے تھے حباب چشمۂ تر — چینی کی پیالیان تھین یکسر
تھی ایسی بہار حسن آرا — چمکا ہوا حسن کا ستارا
گیسو آب گہر سے دھوئے — موتی ہر بال مین پروئے
آراستہ خوب جو وہ تھی مانگ — گج موتیون سے بھری ہوئی مانگ
زیور سے لباس سے کیا لیس — کنگھی چوٹی سے مہ لقا لیس
نکھری تھی غضب نکھار کرکے — بے مثل بنی سنگار کرکے
تھی ناخن پا سے لے کے تا فرق — دریاے جواہرات مین غرق

خلاصہ کلام وہ ماہ تمام لشکر لیے میدان قتال مین پہونچی اس طرف افراسیاب اپنی زوجہ کو لے کر گنبد نور کے اُس کمرے مین جا بیٹھا کہ جہان سے لشکر مہرخ کا دکھائی دیتا ہے اور مصور و منظلم شیر آتشین اور اژدرمان پر سوار با فوج بے شمار وارد عرصۂ نبرد ہوئے غبار کے آنے سے دونون لشکرون کے یہ کیفیت ہوئی کہ بیت پشت زمین چو روے فلک از سلاح گشت ✤ روے فلک چو پشت زمین گشت از غبار ✤ جب میدان کو بلیدار ہموار کر چکے ابر سحر برسا کر گرد و غبار فرو ہوا صف کارزار جانبین مین کھنچ گئین جلاجل و دف اور قرنا بجے علمون کے پھریرے کھل گئے علمدار آگے بڑھے کڑکا ہوا نقیبون کی صدا سے دلیرون کے نعرے سے دشت گونجنے لگا دلیر بشاش ہوئے نامرد بدحواس ہوئے منظلم اژدرا دوڑا کر میدان مین آیا اور للکارا کہ ای نمک حرامو آؤ میرے مقابلے کو بہار کا ایک ملازم گلزار جادو نام جا کر مقابل ہوا منظلم نے ایک ناریل مارا اسنے ہر چند رد کیا مگر ناریل ران پر آکے توڑ کر پار نکل گیا گلزار زخمی ہوا بہار نے ایک پنجہ بھیجا کہ وہ اوسکو میدان سے

اٹھا لایا اور گلنار جادو جا کر ہمبر دہوا منظلم نے ایک نارنج مارا کہ گلنار کے سینے پر پڑا توڑ گیا
شور اسکے مرنے کا بلند ہوا طول کلام تا کجا چالیس سردار بہار کے یکے بعد دیگرے جا کر لڑے
اور کام آئے اوسوقت منظلم نے ڈانٹا کہ ای بہار تو خود آ کہ تجھے مزا لڑائی کا ملے کیا لاشی
پاشی کو بھیجکر اپنی جان چھپاتی ہے بہار تو ہکا نعرہ سُنکر تخت سے کودی اور ڈوپٹے کی گاتی باندھکر
چلی اسکو جاتے افراسیاب نے گنبد نور پر سے دیکھا حیرت پاس بیٹھی تھی اس سبب سے
بیتابی نکر سکا کلیجہ پکڑ کر رہ گیا اور وہ سفاکہ عالم سامنے منظلم کے پہونچی اسنے ایک ناریل مارا
بہار نے اُنگلی سے اشارہ کیا کہ ناریل اُلٹا پھر گیا اور ترنج منظلم پر کھینچ مارا وہ ترنج قریب
اُسکے جا کر شق ہوا خوشبو اُس مین سے ایسی پیدا ہوئی کہ میدان جنگ رشک تاتار بن گیا اور
مشام عدو سے تہی مغز خوشبو سے بھر گیا ساحر اُس شمیم عطر بیز کو سونگھ کر بیہوش ہو گئے اور
منظلم دیوانہ وار تالیان بجانے لگا اور روئے پُر بہار اُس رشک گلزار کا دیکھ کر قہقہہ قہقہہ
ہنستا تھا اور کہتا تھا بیت

از شورش آہ من ہمہ شب	مادام تو دوش تا غنودہ

ای نازک بدن اگر مجھے قتل کرنا منظور ہے تو نثار قدم ہے کہ شعر

خیالات تیغت کر برندہ باد	منازل از ارواح اعدا گرفتہ

یہ کہتے کہتے بیہوش ہو کر گرا بہار نے چاہا کہ سر کاٹ لون اُسوقت تو مصور کو تاب نہ رہی
ڈانٹتا ہوا دوڑا سامنے بہار کے آکر جھولے سے سحر کے ایک صندوقچہ نکال کر کھولا سب نے دیکھا
کہ صندوقچے سے ایک پتلی نکلی اور بڑھکر مثل صورت بہار شبیہ پیدا کی وہی لباس وہی زیور
گلدستے ہاتھ مین لیے سامنے بہار کے آکر بانداز و تبختر گویا ہوئی کہ کیون بہن بہار ہمسے خفا ہو
بہار اُسکو دیکھکر زرد اور رخزان ہو گئی مگر جی داری کر کے ایک گلدستہ اُسپر مارا پتلی نے قہقہہ
قہقہہ مارا کہ منھ سے شعلہ پیدا ہوا اور گلدستے کو جلا یا پھر پتلی آگے بڑھی اور ہاتھ سے
آرسی اُتار کر بہار کو دکھائی بہار آرسی دیکھکر مثل برگ بید کے تھرتھر کانپی آخر سنبھلا
نہ گیا بیہوش ہو گئی پتلی نے کمر پیچے سے تھام کر پرواز کی اُسوقت تو لشکر مین بہار کے غل پیدا ہوا
اور نافرمان و سُرخ مو وغیرہ نے ناریل و ترنج صدہا اُس شبیہ بہار پر مارے لیکن
جب اُسنے قہقہہ مارا نارنج وغیرہ شعلۂ دہن سے جل گئے مصور نے جب سارے لشکر کو عدو
کے حملہ کرتے دیکھا صندوقچے سے سب کی تصویرین نکال کر زمین پر پھینکین کہ وہ صورت

رعد و برق و شکیل و طاؤس و ہلال و مخمور وغیرہ کی شبکر لڑنے لگین اب جو سحر کہ مخمور کرتی ہے وہی ہمشبیہ مخمور کرتی ہے کہ لشکری بہار کے قتل ہوتے ہین پھر تو مصور نے منظلم کو ہوشیار کر دیا اور بہار کو پتلی سے بے کر قید کر کے ترسول پکڑ کر حملہ کیا لشکریان بہار پر عجب مصیبت پڑی کہ مرنے لگے دم محبت کا بھرنے لگے شور نشور قیامت برپا ہوا کوئی مر کر گرا کوئی نیم جان ہو کر تڑپتا تھا مصور قتل کرتا ہوا صف لشکر پر آگرا اور مردے پر مردا گراتا ہوا سا تون صفون کو توڑ کر پشت لشکر پر نکلا اور پھر وہان سے دوسری صف پر جو گرا ہلاک و غارت کرتا ہوا زو پر لشکر کے نکلا سکین بہادرون نے بھی مرنا گوارا کیا میدان سے نہ کنارا کیا بارگاہ کی حد نہ چھوڑی دونون لشکر مل گئے گویے فولادی ہزارون مصور پر یہ مارے مگر یہ خیرہ سامری ہے کوئی چوٹ اسنے نہ کھائی اور ہمشبیہون کو للکارا کہ ہان اپنی اپنی صورت کے سردارون کو گرفتار کرو پتلیان یہ نعرہ سنکر سحر کی نیرنگیان دکھانے لگین اب تکلف یہ ہوا کہ رعد جس طرح چیخ مارتا ہے اُسی طرح ہمشبیہ بھی اُسکا چیختا ہے کہ ساحر لشکر مہرخ کے بیہوش ہوتے ہین گویا وہ پتلیان ان سردارون کا عکس ہین کہ جو فعل یہ کرتے ہین وہی وہ بھی کرتی ہین اُنکا فعل اثر کرتا ہے اور انکا جادو اثر نہین کرتا کیونکہ یہ انسان ہین وہ جادو کی پتلیان ہین لشکر کی حالت ابتر ہے منظلم فوج پر گرا ہے کشتون کے ڈھیر لگے ہین وہ رن پڑا ہے کہ ترک فلک نے با این ہمہ پیرانہ سالی کبھی نہ دیکھا تھا کہ بمقتضاے **ابیات**

وہ سینے تھے جو آئینون سے بھی صاف
مشبک ہو گئے تیرون سے تا ناف
وہان سر کاٹنے بیٹھنے تھے ہر خود
گل تر بار جس چھاتی پہ تھا آہ
بچانا جان کا سمجھے غنیمت
ہزیمت کی بھر آئی اُنکو غیرت
کہ ہووے ننگ یہ کیونکر گوارا
نہین اپنے لیے جز مرگ چارا
غرض سمجھے ہر اک جینے کو زحمت
بھری دل مین ہوا سے سر جنت

یہ کیفیت عیاران اسلامیان نے پہاڑون پر چڑھکر مشاہدہ کی اور اپنے لشکر کے حال پر نہایت افسوس کیا عمرو نے کہا اب ہمارے لشکر کو شکست فاش ہوا چاہتی ہے غنیمت ہے جو بے سردار کا لشکر اس قدر رُکا کیون ہے تم مین سے کوئی ایسا ہے جو اس لڑائی کو رد کرے اور فوج عدو کو بھگا دے عیارون نے گردن جھکالی اور عمرو کی بات کا جواب نہ دیا قران نے عرض کی جاے اُستاد خالی نیست الامر فوق الادب اگر ارشاد ہو تو مین جاؤن عمرو نے

اسکی پشت پر ہاتھ پھیرا تو نظر کرده شاه مردان شیر یزدان ہے او وہ میری زیارت گاہ ہے ہم لڑائی سخت ہے اگر تو کام آیا تو میری زیارت مٹ جائیگی دوسرے یہ کہ تو میرا جان بخش ہے جب مین گرفتار ہو جاؤن تو مجھے چھڑانے جانا یہ کہکر فی الفور صورت ایک ساحر کی ایسی بنکر تیار رہا اور برق بموجب حکم دوڑ گیا اتفاق سے مطیعون مین سے ایک جادوگر کو بلا لا برق بموجب حکم دوڑ گیا اتفاق سے سرخمو لڑتی ہوئی کنارے لشکر کے آگئی تھی اُس سے کہا چلو تمکو خواجہ بلاتے ہین سُرخمو سہرا امتحان کہ اصلی برق ہے یا نہین انگوٹھی اپنی اوتار کر پھینکی کہ اسکو اُٹھالے تو مین آؤن برق نے اُٹھالی اُٹھالی سُرخمو طاؤس اوڑا کر اس کے ساتھ پہاڑ پر آئی عمرو نے کہا تم تخت اپنا سحر سے مجکو دو اور جب مین سوار ہو کر چلون تو تخت کو روان رواں کرو کہ جہان مین جاؤن تخت روانہ ہو سرخمو نے جھولے سے ماش کا آٹا نکال کر چار تیلیان بنائین اور تخت خواجہ کو دیا کچھ افسوس پڑھا کہ تیلیون نے جسم انسان پیدا کر کے پرشانون پر لگالے اور تخت کو اُٹھا لیا عمرو بشکل ساحر تخت پر بیٹھا منقل آتشین سامنے کھولی تصویرین سامری جمشید کی گلے مین ڈالین یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک بلائے سیاہ ہے جو تخت دانت نکالے بیٹھی ہے

نظم

بنگ پی کر کوئی ہو جیسے مست — بہت آسا تھی تاب و طاقت پست
آنکھین پر قہر بھونڈی صورت ہے — ساری انداز پُر کدورت ہے
اِک قیامت تھی اُسکی چتون مین — مار کی طرح زہر گردن مین
سر تھا یا راس چرخ مکاری — تھا سیہ فام اور جٹا دھاری
جسم تھا زار کج ادا قد تھا — بد بنا تھا تو طرز بھی بد تھا
مار گردن مین اُس کی پیچیدہ — جو کوئی دیکھے ہو وہ رنجیدہ

حاصل مطلب باین ہیئت بد تخت کو تیلیون سے روانہ کرا کے بیچ لشکر مین جا کر نعرہ زن ہوا کہ منم ملک الموت جادو اے مصور خیرہ سر اپنی سب تیلیون کو اکٹھا کر کے بھیج میرے مقابلے کو مین تو کر عمرو نابکار کا ہون مصور تو ہر سمت زد و کشت کرتا پھرتا تھا اسکا نعرہ سنکر اپنی تیلیون کے قریب آکر للکارا کہ لینا اسکو جتنے ہمشبیہ کہ لشکر مہرخ کے لیے اپنے بنائے تھے سب عمرو پر حملہ آور ہوئے عمرو نے جھولے سے شیشہ آب سحر نکالا ناظرین کو یاد ہوگا کہ سابق مین افراسیاب نے ایک ساحر ہوشیار جادو نام کو دو شیشے آب سحر کے دے کر

لڑنے کو بھیجا تھا اُس ساحر کو قتل کر کے عمرو نے شیشہ ہاے آب حاصل کیے تھے اور اُسی پانی کا ایک چھینٹا مخمور کے مُنھ پر مکان برق محشر جادو مین بھی لگا یا تھا فی الجملہ وہ پانی ساحر زبردست کو بیہوش کر دیتا ہی اور سحر کو باطل کر دیتا ہی پس جیسے ہی تصویرین اُسپر حملہ زن ہوئین اسنے وہی آب سحر کے جو قریب آئی چھینٹا مارا کہ بھق سے ایک شعلہ پیدا ہوا اور تصویر جلگئی لشکریان منظلم و مصور نے پھر تو عمرو پر ہجوم کیا اُسوقت سرداران شریک لشکر اسلام نے دیکھا کہ ایک ساحر جو ہمارا طرفدار ہی ساری فوج اسپر گرا چاہتی ہی یہ دیکھتے ہی جانین اپنی لڑادین اور چار طرف سے سینے اپنے سپر کیے کہ کوئی پشت و پہلو پر سے آکر حملہ نہ کرے اور تصویرون نے ہر سمت سے آکر آرسیان ہاتھ سے اوتار کر عمرو کو دکھائین عمرو نے اُسوقت سنڈھی نکالکر چھتری کی طرح سایہ فگن کر لی اور اپنے سردارون سے کہا کہ تم سب میری حفاظت نکرو مین ایسا ویسا ساحر نہین ہون جو لاکھ دو لاکھ سے اکیلا نہ لڑون اور کسی کا حربہ مجھ تک پہونچ جائے سردار حیرتناک ہوئے اور لڑنے لگے ادھر پتلیان جب آرسی دکھا چکین ترشول پکڑ کر حملہ آور ہوئین جو قریب جو قریب آئی سی کے آئی از بسکہ سب سحر کی شبیہین ہین اس وجہ سے برکت اعجاز جناب دانیال علیہ السلام جل کر راکھ ہوئین اگر تصویرین جل گئین سردار یعنی انسان ہوتین تو سنڈھی مین اُلٹی لٹک جاتین معہذا جب تصویرین جل گئین سردار بوجہ ان تصویرون کے پریشان و بدحواس تھے اور انکا سحر حریف پر کارگر ہوتا تھا اب سب کے حواس درست ہوئے اور رعد چیخین مارنے لگا اور برق محشر چمک چمک کر گرنے لگی مخمور نے جام زرین پھینکا کہ ساحر مست ولایعقل ہونے لگے اور اسی طرح سب سردار آگے بڑھکر حربے کرنے لگے بگڑی لڑائی لڑائی فضل خدا سے بنگئی کہ ع بگڑی بنجاتی ہی جب فضل خدا ہوتا ہی عمرو نے مصور کو ڈانٹا کہ اے بے حیا تو کیسا نبیرہ سامری ہے کہ میرے مقابلے سے ڈرتا ہی مصور شیر آتشین اوڑا کر سامنے آیا اور کہا ارے تو نے بڑا غضب کیا کہ میری تصویرین جو ایک مدت مین تیار ہوئی تھین جلادین یہ کہکر سحر کا ناریل مارا کہ وہ شق ہوا اور چار پتلے تلوارین لیے نکل کر عمرو پر چلے عمرو نے ایک چھینٹا پانی کا مارا کہ پتلے سب جل کر غائب ہوئے عمرو نے تخت آگے بڑھایا اور کہا اے اسکو یہ کہکر غائب چھینٹا پانی کا مارا کہ مُنھ پر اُسکے پڑا اور بیہوش ہو کر شیر پر سے گرا قلابازیان کھاتا ہوا سمت زمین چلا یہ ماجرا دیکھکر اسکی زوجہ صورت نگار مانند برق بسرعت تمام چمک کر گری اور نیچے

مین داب کر مصور کو لے گئی اور بیہوش دیکھکر سوچی کہ یہان مین اگر اسکو لیکر ٹھہرون گی تو حریف فرصت نہ دیگا مارا جائیگا یہ سوچکر سمت صحرا لے گئی اسکے چلے جانے سے پانون اہل لشکر کے اُٹھ گئے اور شیران بیشۂ شجاعت نے شمشیر سحر لے کر قتل و غارت آغاز کیا فوج عدو مین بھگدڑ پڑ گئی یہ سب ماجرا برج گنبد نور پر سے شاہ طلسم نے دیکھا اور بیتاب ہو کر اُٹھا کہ جا کر اس ساحر کو کہ جسنے مصور کا یہ حال کیا قتل کرون مگر حیرت نے کہا کہ آپ بزور سحر دیکھیے تو یہ ساحر کون ہے اور کیسا سحر کرتا ہے جو مصور ایسے ساحر کو اسنے بیہوش کر دیا شاہ نے سحر پڑھکر دستک دی کچھ پتلے پیدا ہوئے اُسنے حکم کیا کہ کتاب سامری لاؤ پتلے جا کر کتاب لائے اسنے اُس مین دیکھا لکھا تھا کہ یہ ساحر نہین عمرو عیار ہے اور شیشہ ہائے آب سحر جو تونے اول اپنے ملازم ہوشیار کو دیے تھے وہ اسکے پاس ہین یہ دیکھکر کتاب بند کی اور سر پیٹ لیا کہ خود کردہ را درمان چیست اور حیرت سے سب حال کہا اور کہا اسکا توڑ ہر چند کہ مین جانتا ہون مگر کتاب سے لڑنے کو جانے کے لیے ممانعت نکلتی ہے اور دوسرے فوج بھی بھاگ کھڑی ہوئی ہے اور شام بھی ہو گئی ہے تم جا کر طبل امان بجوا کر یہ کہکر فرط ندامت سے آپ بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا اور حیرت طاؤس پر سوار ہو کر سمت لشکر چلی اس عرصہ مین یہان لاشہ کے ڈھیر تھے ساحر ہزارون مارے گئے تھے پسپا ہو کر پڑاؤ پر تلوار چل رہی تھی عمرو جال مار کر لوٹ رہا ہنگامۂ رستخیز برپا تھا یقین تھا کہ بارگاہ وغیرہ حیرت و مصور کی لٹ جائے اور بہار کو سب سردار چھڑا لین اُسوقت حیرت آ کر پہونچی اور حکم دیا کہ جلد طبل بازگشت بجے اُسکے لشکر کے بہادر ساحر پائے ہمت گاڑے لڑ رہے تھے اُنھون نے فوراً طبل بجایا صدا اُسکی ہر ایک بہادر کے کان مین پہونچی معلوم ہوا کہ حریف پناہ مانگتا ہے انہ بسکہ یہ بھی خستہ و شکستہ تھے اور سراپردۂ چرخ زنگاری سے لیلائے لیل کی آمد بھی تھی یعنی سیاہی مغرب سے نکلکر چاردانگ عالم اور عرصۂ غبرا پر محیط ہو چکی تھی ستارے دیدۂ حیران کیطرح اس فتح کو دیکھ رہے تھے **نظم**

سوادِ شب مین مہ تھا جلوہ گستر — کہ نکلا چاہ سے یوسف تھا باہر
فلک کو انقلاب اور رون گریزان — عدو تھے وہان زخم خندان

آخر لشکر جانبین کے خیمہ گاہ کی جانب پھرے اور ملک الموت جادو کا سب نے شکریہ کمال درجہ ادا کیا لشکر پڑاؤ پر پہونچکر آرام گیر ہوا سردار داخل بارگاہ ہوئے اُسوقت مہر خمو جو بہار و رجہ اوا کیا لشکر تھی بارگاہ مین آئی اور عمرو کے ہاتھون کو بوسہ دیا کہ اے مہر فلک عیاری خواجہ

کارے کردے کہ گسے درعمر خود نکردہ باشد عمرو ہنس پڑا اُسوقت سبکو ظاہر ہوا کہ یہ عمرو ہی
سب نے نذر دی اور تعریف کی ادھر حیرت جب بارگاہ مین آئی صورت نگار بھی مصور
کو لیے داخل بارگاہ ہوئی لیکن افراسیاب یہان سے اوڑکر چاہ سامری پر گیا انشاء اللہ بروقت
فتح طلسم اِن مقامون کا حال گذارش ہوگا غرض اُس کنوئین سے پانی بھر کر باغ سیب
مین لایا اور ایک پتلا طلسم کا طلب کرکے ایک کوزہ آب اُسکو دیا کہ بارگاہ حیرت مین لیجائے
تاکہ مصور پر چھڑک کر ہوشیار کرین پتلا وہ پانی لیکر حیرت کے پاس آیا پیام شاہ عرض کیا
مصور بیہوش پڑا تھا وہ پانی لیکر حیرت کے پاس آیا پیام شاہ عر غسل کیا لباس تبدیل
کرکے بارگاہ مین آیا اتفاق سے صرصر عیارہ سامنے حاضر تھی اپنی شکست کی خجالت سے اسیر
عفت کرکے سنائی کہ عمرو کیسی کیسی عیاریان کرتا ہے مگر تجھ سے کچھ ہو نہین سکتا صرصر نے عرض
کیا کہ آپ خفا ہون مین عیاری کرنے جاتی ہون یہ کہکر روانہ مین اُسنے ضرغام کو دیکھا
کہ اپنے لشکر سے نکل کر کسی طرف جاتا ہے بس فی الفور صورت ضرغام کی اپنی بنکر
بارگاہ اسلامیان مین آئی دیکھا کہ عمرو کرسی پر متمکن ہے سردار جمع ہین اُسنے دل سے تصور
کیا کہ عمرو کو یہان سے اُٹھا کر باہر لے چل اور بن پڑے تو پکڑ لے جا یہ سوچکر قریب گئی اور
کہا خواجہ آپ غافل کیا بیٹھے ہین بہار کو مصور مارے ڈالتا ہے عمرو یہ سنتے ہی بیتاب
ہوکر اُٹھا اور بولا کہ افسوس اور چلا کہ جاکر عیاری کرون صرصر ساتھ ہوئی عمرو نے انداز
رفتار اور طرز تکلم سے پہچانا کہ صرصر ہے پکارا کہ اے یار دلنواز مین تیرے تنہائی مین بلاکر لیجانے
کے نثار وہان لیچل کر اپنے وصل سے شادکام فرما صرصر ان باتون سے جست کرکے سمت
صحرا بھاگی لیکن اُسنے تعاقب اُسکا نچھوڑا اور صرصر بھی صحرا مین پہونچکر تیغچہ لے کر مستعد
جنگ ہوئی آخر دونون گتھ گئے تیغچہ چلنے لگا عین گرمی جنگ مین صرصر نے کہا کہ
کیون اے ناعیار بہار کے قید ہونے سے دل کو تو چوٹ لگی ہوگی عمرو بولا کہ اب تجھے پکڑکر
اپنا مطلب نکال لون تو بہار کو جاکر چھڑاؤن صرصر کوسنے لگی کہ تجھ مطلب نکالنے والیکو
گھری گور مین تو یون موسے آئینہ اگر میسر نہو تو چینی مین پیشاب کرکے ذرا اپنی صورت دیکھ
عمرو نے کہا تجھے وہی چینی درکار ہے جس مین پیشاب کرون صرصر بولی کہ منھ بنوا حواس مین آ
بیہودہ گوئی نہ کر مین تیرے منھ لگنے کے قابل نہین ہون عمرو نے جواب دیا کہ مین تو قابل ہون
صرصر جھینپ گئی اور شرم و حیا سے آنکھین نیچی کرکے بولی کہ گیا گھوڑا منھ بہت بیحیا ہے مین تجھ سے

بات نہین کرتی اب مین جاکر بہار کا پہرا دیتی ہون جب جانون کہ تو آکر چھڑا لیجائے اور اِس سے
مراد صرصر کی یہ تھی کہ عمرو کو لگا کر وہان لیجاؤن تاکہ مصور ربزدر سحر گرفتار کرے غرض کہ عمرو
نے جب یہ گفتگو اُس کی سُنی کہا اے صرصر خواہ تو اِس امر مین مبالغہ کرے یا نہ کرے مین ہر
رہائی بہار ضرور جاؤن گا اُسنے جواب دیا کہ شرط یاری اور وفاداری بھی یہی ہے کہ اپنے رفیق
اور دوست کو اسیر نہ دیکھ سکے کہ مثنوی

گر شمری یار کسے را شمار	کہ بو داند رغم و شادیت یار
دوست کہ در شادی و غم نیست دو	رو چہ شوی شاد کہ غم خود ہم اوست

حاصل مرام بعد عہد و پیمان کے صرصر جست کرکے روانہ ہوئی اور عمرو بھی حسب وعدہ کے
روانہ ہوا راہ مین برق و قران کہ عقب عمرو بارگاہ سے یہ بھی چلے تھے ملاقات ہوئی
اُسنے سارا ماجرا شرط رہائی بہار کا بیان کیا یہ دونون بھی لشکر حریف کی سمت چلے لیکن عمرو جب
قریب لشکر عدو پہونچا پگڑی چکوے دار سر پہ رکھی چپکن پہنکر عصا ہاتھ مین لیکر بصورت چوبدار
دربارگاہ مصور پر آیا وہان مصور نے بہار کو بُلاکر عتاب و خطاب آغاز کیا تھا کہہ رہا تھا
کہ دیکھ تو کس عذاب الیم سے تجکو قتل کرتا ہون اور بہار گویا تھی کہ اپنی خیریت مناؤ عمرو تو
یہان تشریف لایا چاہتے ہین صورت نگار نے کہا ہم تصویر دیکھا کرینگے اور اوس ناعیار
کو بھی گرفتار کرین گے اِس گفت و شنید مین تھے کہ صرصر آئی لیکن عمرو کو بشکل چوبدار دیکھتی
آئی اور چپکے سے مصور کو آگاہ کیا کہ دروازے پر عمرو کھڑا ہے چل کر گرفتار کر لیجیے مصور
اُٹھ کر چلا اور دربارگاہ پر لیکن عمرو نے بھی صرصر کو اپنے تئین دیکھ جاتے دیکھا تھا جب وہ
اندر گئی یہ عصا اور چپکن وغیرہ زنبیل مین رکھ بت کہنی سے تا بشانہ باندھکر دھوتی باندھے
بشکل ساحر ٹھہر رہا مصور نے باہر آکر ایک آدھ سے پوچھا کہ کوئی چوبدار یہان کھڑا تھا کسی نے
اقرار نہ کیا صرصر سے کہا ارے کسکو عمرو بتاتی ہے وہ کہان گیا صرصر بھی ہر سمت نگران
ہوئی اُسوقت عمرو نے آگے بڑھ کر مصور سے کہا حضور اسقدر حیران کیون ہین تصویر کو دیکھیے
آپ ہی معلوم ہو جائے گا کہ عمرو وہان ہے مصور نے اِسکے کہنے سے تصویر دیکھی اُس مین
معلوم ہوا کہ یہی عمرو ہے تصویر دیکھ کر تو سر اونچا کیا اُدھر عمرو نے ایک دھول صرصر کے
لگائی اور گلیم اوڑھ لی نعرہ کیا منم عمرو حاضرین ساحرون کے ہوش اوڑ گئے مصور خفیف
ہوکر بارگاہ مین آیا صرصر نے سب ماجرا بیان کیا کہ اِس طرح عہد کرکے مین عمرو کو لائی ہون

تاکہ حضور اُسکو پکڑ کر قتل کرین لازم ہے کہ آپ ہر وقت تصویر دیکھین مصور نے کہا کہان تک
تصویر دیکھی جاے آخر مین بھی تو احتیاج بشری رکھتا ہون صرصر نے کہا وہ دعوی کرکے
آیا ہے آپ اُٹھ جائیے علحدہ بیٹھیے کسی کو اپنے پاس نہ آنے دیجیے مصور کو یہ رای پسند آئی
اور الگ خیمہ خالی کرا کے جا بیٹھا دو خدمتگار کاروبار کے لیے ساتھ لیے اور صرصر کو پاس بٹھا
لیا لیکن اِس جلدی مین کوئی سامان راحت ساتھ نہ لایا تھا خدمتگارون کو بھیجا کہ جا کر کے
کشتیان شراب کی لے آؤ وہ بموجب حکم باہر خیمے کے نکلے عمرو گھات مین لگا ہوا تھا بشکل
ساحر قریب آیا اور کہا بھائی مین نے عمرو کو بیرون لشکر دیکھا ہے مگر عیار زبردست ہے مین تنہا
ڈرتا ہون ساتھ چلو تو گرفتار کر دون خدمتگارون کو لالچ آیا کہ عمرو کے گرفتار کرنے سے انعام
وافر پائینگے اس طمع مین ساتھ چلے جب لشکر سے نکل کر تنہائی مین آئے عمرو نے کچھ میوہ
نکال کر دیا کہ یہ کھالے چلو وہ کھا کر بیہوش ہوے دونون کے کپڑے اُتار کر ایک کی اُن مین
سے صورت بنکر اُن کو کسی غار مین ڈال دیا اور وہان سے خیمے مین مصور پاس آیا مگر
صرصر موجود تھی اُسنے دیکھتے ہی پہچانا مصور سے کہا خدمتگار سے خبردار مصور حیران ہوکر
ہنوز متوجہ نہوا تھا کہ عمرو نے دوڑ کر ایک دھول اِسکے بھی لگائی اور نعرہ کرکے بھاگا مصور
ٹوپی سنبھالتا رہ گیا عمرو باہر گوشے کے جاکر دوسرے خدمتگار کے کپڑے پہن کر اور اُسی
کی ایسی صورت بنکر خیمے مین آیا مصور باتین صرصر سے کر رہا تھا اِسکا کچھ خیال نہ کیا یہ سر پر
آکر رومال جھلنے لگا اِس مین صرصر نے کہا کہ حضور مقرر بہار کو عمرو چھڑا لیجائے گا آپ دیکھتے
ہین کہ کیا کیا مُوا زیادتیان کرتا ہے مصور بولا کہ کیا مجال جو اُب آسکے عمرو جو سر پہ کھڑا
تھا ایک دھول مار کر بولا کہ کیون بے بھول گیا جوتیان کھانا صرصر نے کہا حضور لیجیے گا وہ تو
سر پہ کھڑا ہے عمرو نے گلیم چاہا اوڑھ لون لیکن مصور نے اِتنا جلد سحر کیا کہ عمرو کے دست و پا بےبس
و حرکت ہوگئے اُسنے گرفتار کر لیا صرصر نے کہا مبارک ہو مصور نے اپنا مالا موتیون کا اُس کو
انعام مین دیا مگر حال سنیے کہ برق اور قران بھی لشکر مین آئے تھے اُن مین سے برق
خدمتگار بنکر بارگاہ مین مصور کی آیا از بسکہ سب خیال گرفتاری عمرو رکھتے تھے کسی نے اِسکی
جانب توجہ نکی جسوقت کہ مصور اُٹھ کر الگ خیمے مین گیا صورت نگار کو بھی خوف ہوا
کہ ایسا نہو کہ مجمع مین عیار چلے آئین اور آکر کے یہان پر مجکو ستائین یہ سوچکر حکم دیا کہ دربار
برخاست سب چلے جائین کوئی یہان نہ ٹھہرے اور بہار کو زندان مین بھجوا کر مظلم سے کہا کہ

تم حفاظت اسکی کرنا غرضکہ بارگاہ مین کوئی نرہا صرف برق ٹھہرا رہا جب صورت نگار نے اُسکو دیکھا کہا توکیون ٹھہرا رہا برق نے کہا مجھے کچھ عرض کرنا ہے اِسنے کہا جلد کہہ اور باہر جا برق دوڑکر قریب آیا اور ہاتھ مین بیہوشی خوب بھر رکھی تھی ایک تھپڑ منھ پر مارا کہ صورت نگار بیہوش ہوکر گری اِتنے وہین بیٹھ کر کپڑے اُسکے اُتارے اور صورت اُسکی ایسی بنا اُسکو قنات مین لپیٹ کر کھڑا کر دیا اور آپ چلا کہ مصور کو جاکر پکڑلون جب باہر بارگاہ کے نکلا غلغلہ عمرو کے گرفتار ہونے کا سنا دل سے کہا یک نشد دو شد بہار تو قید تھی ہی اُستاد بھی پھنسے خیر چلو تو دیکھو کہ کیا ہوتا ہے اسی طرح در خیمہ پر آیا وہان صرصر موجود تھی یہ سمجھا کہ اگر آنکھ سے آنکھ مل گئی تو صرصر مجھے پہچان لیگی یہ سوچکر آنکھ پر ہاتھ رکھ کر اوئی کہہ کر بیٹھ گیا کہ ہے ہے میری آنکھ مین کچھ پڑگیا مصور دوڑکر قریب آیا گود مین اُٹھا کر مسند پر لا کر بٹھایا کہا صاحب مین پھون تو کہ کیا پڑگیا کٹورے مین پانی لبریز بھر کر منگاؤ کہ اُس مین آنکھ کھولین جو کچھ ہوگا نکل جائیگا صرصر پانی لینے دوڑی مگر سوچی کہ ایسا نہو کہ صورت نگار مین کچھ فتور ہو گیا اب ایسا کچھ آنکھ مین پڑا ہے کہ آنکھ کیسی منھ تک نہین کھولتی یہ سوچکر چاہتی تھی کہ بڑھ کر مصور سے کہے کہ آپ سحر سے دریافت کیجیے یہ آپ کی بی بی نہین ہے ہنوز لب ہلنے نپائے تھے کہ پشت پر سے حلقہ کمند کے پڑے یہ اُلجھ کر گری قران چوبدار بنکر اِس فکر مین ہمراہ صورت نگار کے داخل خیمہ ہوا تھا کہ چل کر مصور کے ایک ہندا لگاؤن اُسوقت صورت نگار کو غمزے کرتے دیکھ کر یہ سمجھ گیا کہ برق عیار ہے تامل پذیر ہوا کہ اسکی عیاری دیکھ لو اِسی تماشے مین تھا کہ صرصر جو یہ آگے بڑھی سمجھا کہ یہ پردہ فاش کریگی بس کمند مار کر اُسکو گرایا صرصر چیخی کہ حضور دوڑیے قران گود مین اُٹھا کر باہر خیمے کے لے گیا صرصر نے لشکریون سے کہا ارے مجکو چھڑاؤ جو قریب آیا قران نے پکار کر کہا جو کوئی اِس مقدمہ مین بولیگا مورد عتاب سلطانی ہوگا یہ عیارہ ہے جو عمرو اور بہار کو بصورت صرصر چھڑانے آیا تھا اسکے فقرے پر سنجاؤ حضور نے گرفتار کرکے مجھے دیا ہے کہ سر اِسکا کاٹون لشکری سمجھے کہ بیشک یہ سچا ہے سب کنارے ہوئے اُدہر مصور اُٹھکر چاہتا تھا کہ دوڑے برق نے دامن پکڑ لیا کہا واہ صاحب واہ تمھین تو عیارہ بھی بڑی پیاری ہوئی جو مجکو اکیلا چھوڑ کر چلے دوسرے یہ کہ مقدمہ عیار کا ہے ہر بار زک اُٹھاتے ہو اور پھر بھی باز نہ آکر وہی کرتے ہو کوئی ہندا کسی دن تم پر پڑ جائیگا جب راضی ہوگے عیار عیارہ کو دیکھو بدکر پکڑ لے گیا آپس مین کہی بدی ہوگی کہ ہم تجکو پکڑ کر بھاگین گے

ہو پھر اُنکے پیچھے آئے گا اُسکو دوسرا عیار مارڈالے گا اِسوقت کوئی تمھاری فکر مین لگا ہوگا
لے جاکر دیکھو تو جان پر بنجاتی ہے یا نہین مصور یہ تقریر سنکر مارے ڈر کے بیٹھ گیا اُدھر قران
نے جنگل مین صرصر کو لے جاکر کہا اُستانی اَب تم بہت چل نکلی ہو کیون اکیلے مین مصور پاس
کیون بیٹھی تھین ہے شرط کہ ناک کاٹ ڈالون صرصر لگی کوسنے کہ تیری اُستانی غارت ہو موے
خدائی مار تجھ پر کیا فرق جاتا ہے تیرے استاد کا مردا نکلے لاش کھٹیا پر جاتی جائے قران
نے کو سنا سنکر منھ پر کپڑا بیہوشی کا مل دیا کہ یہ بیہوش ہوگئی ایک غار مین اُسکو ڈال کر آپ پھر
لشکر مصور مین آکر ٹھہرا اِس طرف برق نے مصور سے کہا یہان عیاریان ہوتی ہین لاؤ عمرو
اور بہار کو میرے حوالے کرو کہ پاس شاہ جادوان کے لے جاؤن مصور اِس کے کہنے سے
خوفناک ہو کر ٹھہرا تھا اِس تقریر کو سنکر گویا ہوا کہ مین تھین بلا مین پھنساؤن عیارون
کے ہاتھ سے قتل کراؤن تو قیدیون کو تمھارے سپرد کرون صورت نگار اِس انکار
سے بگڑ گئی اور آنکھون مین آنسو بھر لائی اور مصور کے گلے سے لگا یا کہ ایجان خفا کیون
ہوئین اِسنے کہا چلو ہٹو ہمکو غیر سمجھ کر قیدیون کے دینے مین کیا کیا حیلے اور بہانے آپنے کیے
اچھا تم جاؤ تمھارا کام جانے مین غیر مجھ سے کیا مطلب یہ کہکر دامن جھٹک کر اُٹھی مصور نے
اُٹھ کر گود مین لیا اور کہا ناراض ہو تم مختار ہو میری جان کی قیدی کیا حقیقت رکھتے ہین یہ
باتین بنا کر در خیمہ پر آیا ملازمین سے قید کو بہار کے منگایا عمرو تو موجود ہی تھا دونون پر سے
سحر اپنا دفع کرکے کہا لو اپنے سحر مین اِنھین گرفتار کرو صورت نگار اُٹھ کر قریب عمرو کے
آئی اور ہار گلے سے اتار کر دونون کی گردن مین پہنایا تاکہ بظاہر یہ معلوم ہو کہ اپنے سحر
مین مبتلا کیا مگر ہار پہناتے مین چپکے سے کہا مین ہون برق میرے کہنے پر عمل کرنا کہ معلوم
ہو مسحور بہ سحر یہ لوگ ہین غرضکہ ہار پہنا کر حکم کیا کہ اے مجرمو میرے ساتھ آؤ ہو جب حکم دونون
ساتھ ہوے مصور نے کہا اے ملکہ تخت پر سوار ہو کر جاؤ باغ سیب تک پیدل رستے بنجایا جائیگا
برق نے کہا مین باہر جاکر تخت پر سوار ہون گی لیکن قیدی میرے سحر سے آپ دوڑتے چلے
آئین گے یہ کہکر خیمے کے جب باہر گیا بہار نے کہا اے برق میرا جی چاہتا ہے کہ اپنے تئین
ظاہر کرکے اِن بدکردارون کو سزا دون برق بولا کہ بسم اللہ بہار نے ایک ناریل سحر کا بارگاہ
مصور پر مارا کہ شعلہ پیدا ہوا اور بارگاہ جلنے لگی بہار نے نعرہ کیا غلغلہ ہوا ساحر دوڑے عمرو
نے بھی جال مار کر لوٹنا شروع کیا برق بھی نعرہ کرکے خنجر کھینچکر لڑنے لگا مصور خیمے سے باہر

نکل آیا ایک جانب مظلم دوڑا بہار نے جب یورش زیادہ دیکھا سحر پڑھ کر دستک دی اور پکاری کہ اے بہار آؤ دفعتاً سب کی آنکھیں بند ہوگئیں پھر جو دیکھا عجب عالم نظر آیا کہ ایک میدان مین چار دیواری بلور کی سراسر نور کی کھچی ہے اندر اُسکے چمنستان سبز و شاداب گل و بار سے لدے ہین اپنی تازگی اور نزہت کو رو برو خاک حسرت دیدۂ روضۂ ارم مین ڈالتے ہین طراوت اشجار اور انہار بوستان جنت نشان خورنق کے دل پر داغ حیرت دیتے ہین درخت تمام گلہاے رنگارنگ سے جلوۂ طاؤس ہین اور پھول اپنی زرنگاری سے فروغ بخش تاج کاؤس نظم

بلبل شاخِ شجر پہ بیٹھی	آنکھ آتش گل پہ سینکتی تھی
کویل نہین او س گھڑی تھی کوکی	آواز تھی قدس سرہ کی
اودی اودی گھٹائین آئین	ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین آئین
مانند سرشک بادل اُمڈے	جس طرح سے جنگ کو دل اُمڈے
سبزہ جوبن دکھا رہا تھا	جو کھیت تھا لہلہا رہا تھا

ہواے سرد کے جھونکے تمام لشکریون کو لگے دیوانہ وار آسی بوستان سحر کی سمت چلے جب اندر آئے اُس رشک گلزار سراپا بہار کو ہزاران ناز و انداز کھڑے دیکھا کہ زلف رشک سنبل رخسار پر لہراتی ہے یا مصحف عارض پر نقاش قدرت نے جدول کھینچی ہے ڈوپٹے کی گاتی بندھی ہی جوبن اُبھرا ہے نیا انداز سراپا ہے جو اعضا ہے وہ نزاکت بھرا ہے کہ نظم

جوبن کا اوبھار سینہ پر تھا	پھل نخل مراد مین لگا تھا
روشن تھے گلاس یا کنول تھے	پھولے دریا مین دو کنول تھے
دو لعل تھے یا کہ واژگون درج	یا قلعۂ رنگ و حسن کے برج
اُسپر جو پڑی نگاہ اغیار	بیہوش ہوا ہر ایک ہشیار
رنگ سرخ لالہ گون ہوا زرد	دل بیٹھ گیا مگر اُٹھا درد
دل زلف کے پیچ و خم مین اٹکا	شانہ نے پریشان بن کے لٹکا

مصور اور مظلم وغیرہ بتنا بیان کرتے منت کنان سمت اس غارتگر جان کے چلے مگر ہنگامہ جو ہوا حیرت بھی سوار ہو کر لشکر مصور مین آئی بہار کو باغ و بہار کے سحر کرنے مین مصروف دیکھ کر سیدھی پاس شاہ جادوان کے باغ سیب مین گئی اور پکاری کہ فریاد از دست عیاران فریاد شاہ طلسم نے پاس بٹھا کر سب ماجرا سنا اور پرواز کر کے چلا اُسوقت آکر پہونچا کہ مصور

وغیرہ قریب بہار پہونچ کر منت کر رہے تھے کہ یکایک بجلی چمکی اور نعرہ ہوا کہ منم افراسیاب یہ
نعرہ سنکر بہار سمجھی کہ اب بڑا فساد ہوگا لازم ہے کہ ٹل جاؤن یہ سوچکر سحر کرکے زمین مین غرق
ہوگئی اور عیار جو لوٹ رہے تھے بھاگ گئے لیکن مصور وغیرہ بہار کے غائب ہونے سے جو
گریبان چاک کرکے شعر عاشقانہ پڑھتے جنگل کی جانب چلے تھے کہ افراسیاب آکر گرا اور
پنجے مین داب کر لے گیا جب بلند ہوا کچھ سحر پڑھا کہ باغ بہار کا لگا یا ہوا غائب ہوگیا لیکن بہار
جو زمین مین مثل گنج وزر کے نہان ہوئی تھی قریب اپنے لشکر کے جاکر نکلی اور از بسکہ عمدًا
اپنا سحر چھوڑ کر جو گئی تھی تو سحر کا رد پڑھتی گئی تھی کہ جو کوئی اسکو دفع کرے تو مین بیہوش
ہون حاصل یہ کہ جب بارگاہ مین پہونچی سردارون نے تعظیم دی خوشی کی کرسی پر
جلوہ گر ہوئی جلسۂ عشرت کا سامان مہیا ہوا عیار بھی سب آکر جمع ہوے مسرت و سرور کے
ساتھ بیٹھے اُدھر شاہ طلسم جب سحر دفع کر گیا ہر ایک کو ہوش آیا لشکر نے قرار پکڑا اور مصور
کو شاہ طلسم باغ سیب مین لایا کتاب سامری دیکھ کر کہا کہ اے مرشد زادے بی بی آپکی
بارگاہ مین قنات سے لپٹی کھڑی ہے اور صرصر بیہوش غار مین پڑی ہے یہ کہکر ایک پنجۂ سحر کا
بھیجا کہ صرصر کو وہ جاکر اُٹھا لایا اور ایک ساحر کو بھیجا کہ اُسنے جاکر صورت نگار کو قنات سے
نکال کر ہوشیار کرکے کہا آپکے شوہر باغ سیب مین ہین یہ سنکر اُسنے بھی تبدیل لباس کرکے
راستہ باغ کا لیا جب یہ انتظام ہو چکا مظلم نے کہا اے شہنشاہ عمرو کو جیسا سُنا تھا ویسا ہی
پایا افراسیاب بولا کہ اب دو چار دن مین میلا ہوگا سب ہیکڑی نکل جائیگی مصور نے
کہا میرے تن بدن مین آگ لگی ہے شعلے اُٹھتے ہین جی چاہتا ہے کہ اپنی جان اور ان نمکحرامون
کی جان ایک کردون افراسیاب گویا ہوا کہ چند روز اور تامل کیجیے کاہے کو لقمۂ نہنگ فنا ہوگے
طرفین کے ساحر مارے جائینگے کچھ فائدہ نہوگا مصور نے کہا چاہے جان جلے یا رہے
مین تو جاکر ایک بار اور لڑتا ہون ہرچند کہ تصویرین جو بنائی تھین وہ گئی گذرین لیکن میرے
سحر کی پناہ نہین ہے نبیرۂ سامری ہون یہ جنگ بھی یادگار رہیگی یہ کہکر اُٹھا شاہ جادوان
ہرچند مانع ہوا مگر اُسنے نہ مانا اور مظلم اور اپنی بی بی کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا شاہ طلسم نے
کہا اے حیرت تم نہ جاؤ اس جنگ سے کچھ نتیجہ بہتر نہوگا مرشد زادے تو بزرگ ہین انکو
مین نہین روک سکتا حیرت اسکے کہنے سے ٹھہری اور مصور جب داخل لشکر ہوا صرصر
بھی اسکے ساتھ آئی تھی فکر عیاری مین سمت صحرا چلی گئی لیکن مصور دن بھر ترتیب لشکر مین

مصروف رہا جسوقت مصور آفرینش نے تصویر پرتنویر ماہ شب افروز کو سطح چرخ پر کھینچا اور منشی بدائع طراز قدرت نے فقرے نور کے اسطار عقد ثریا و کہکشان مین تحریر کیے نظم

لباسِ فلک مین ستارے ٹنکے — نظر آئے انجم چمکتے ہوے
قبا سبز تھی چرخ کی نور تیز — چمک ٹوٹنے سے تھی تارون کی تیز

مصور نے نفیر سحر کو دم دیا طبل جنگ لشکر مین بجا طائر سحر کے خبر لیکر خدمت بہار مین آکر مراسم عجز و انکسار بصد عظمت و حرمت بجا لاکر عرض پیرا ہوے کہ نظم

چو رائے خردہ دان در کار بستی — بیک تدبیر صد لشکر شکستی
چو کار مملکت را نظمہ دادی — بیک مکتوب اقلیمی کشادی

مصور بے حیا پھر آمادہ مرگ ہوا ہے طبل جنگ بجوا کر ملازمان حضور سے لڑنا چاہتا ہی بہار نے بھی طبل جنگ بجوایا لشکر مین جانبین کے تیاری شروع ہوئی پھر وہی ہنگامہ شور و شر برپا ہوا رات بھر ساحر سحر جگایا کیے بہادر ہتھیار سان پر لگایا کیے کلوا ہیرون محمد ابیر کی پکار رہی اسلحے کی بلند جھنکار رہی جسوقت گریبان سحر مین تکمہ زرنگار شعاع ہالہ مہر کا ٹنکا اور گوے خورشید رشتہ نفس نسیم صبح نے بدستیاری سوزن دم سحر سیا کہ بموجب نظم

تجلی خور جب زر افشان ہوئی — جہان نے قبا پہنی پھر دھوپ چھانی
گلے مین فلک کے خط مہر سے — چمکتے ہوئے ہار زر تار سے

بہار بکر و فر سوار ہو کر مع لشکر نصرت اثر عازم دشت وغا ہوئی وہ نسیم سحر کا فرفر چلنا اور صحرا مین گلہاے خودرو کی بہار بہادرون کا تیکھا پن جادوگرنیون پہ ہزار طرح کا جوبن و طاؤسان سحر کا شور باجون کا غل لاکھون طرح کا تجمل گھٹا کا اُٹھنا بادل کا فوجون کے اُمڈنا نقیبون کا کوئل کی طرح کو کنا رن کے کھیت کا سرسبز ہونا عجب طرح کا سامان تھا جان کے جانے کا سب کو خوف ہر آن تھا غرضکہ جب میدان مصاف مین پہونچے اِس طرف سے مصور وغیرہ با فوج بیکران آئے پلٹن اور رسالون مین پرے جمگئے میدان آئینہ سان صاف اور شفاف ہوا بعد ترتیب صفوف لشکر نقیب للکارے بہادرون کو پکارے کہ جوانو سر و گردن و تیغ کی لاگ ہے آتش خشم و غضب بھڑکی ہے جو نہین بجھتی یہ وہی آگ ہے آج معرکہ تمھارے ہاتھ ہے شجاعت اور بہادر کا چولی دامن کا ساتھ ہے یہ کہکر کنارے ہوے مصور سامنے آکر پکارا کہ اے بہار تجھے بھی یہ لیاقت ہوئی کہ سامری کا پوتا تجھ سے آکر مقابلہ کرے بہار نے

پکار کر جواب دیا کہ اگر سامری خود ہمسے لڑنے آتا تو اُس مسخرے کو بھی راہ دار البوار دکھاتے جب تک دم مین دم رہتا لڑے جاتے اے بے حیا تجھے شرم نہین آتی کہ سردار ہمارے لشکر کا نہین ہے اور تو بے سردار کی فوج پر چڑھ کر آیا ہے یہ کلمات سُنکر مصور نے پکارا کہ اے مظلم حملہ کر بہار نے بھی اپنے سردارون کو للکارا کہ ہان قتل و غارت آغاز کرو پھر تو ایک ساحر اِدھر کا نکلا اُدھر سے مظلم آیا دونون مین نارنج و ترنج چلنے لگے کچھ دیر تک رد و بدل رہی آخر مظلم غالب آیا ساحر بہار کی طرف کا مارا گیا اور اسی طرح چند ساحر بہار کے زخمی ہوے بعض جان سے مارے گئے اُسوقت نافرمان نے بڑھ کر ایک ناریل مارا کہ مظلم اژدر پر سے اُڑ کر علیحدہ ہوا ناریل اژدہے پر پڑا کہ وہ جل گیا مظلم ترسول لیکر نافرمان پر آپڑا چوٹین چلنے لگین اُسنے دریا آگ کا پیدا کیا تو اِسنے پانی برسا کر بجھایا اُسنے سانپ ظاہر کیے تو اِسنے طاؤس بُلائے کہ وہ سانپون کو کھا گئے یہ کیفیت جو مصور نے دیکھی فوج کے سردارون کو للکارا کہ انکو گھیر کر اِن چند باغیون کو قتل کرو اور آپ شیر آتشین اوڑا کر فوج پر بہار کی جا گرا دونون لشکر باہم مل گئے تلوار سحر کی چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوئی کہ بیت

ہوئی یہ کشمکش لشکر مین آخر
قیامت کے ہوے آثار ظاہر

کہین بجلی گر رہی تھی کہین رعد کا شور تھا کسی جا شعلے بلند تھے کہین مینھ کا زور تھا کہین دریا ظاہر ہو کر طوفان خیز تھا کہین ابر سرخ شرر ریز تھا کہین مار و عقرب باہم گتھے تھے کہین گینڈے و فیل سر جوڑے تھے ساحرون کے مرنے سے بیر غل مچاتے تھے اندھڑ چلتے تھے کبھی خاک برستی تھی کبھی برف باری تھی مصور از بسکہ نبیرۂ سامری ہے جب اسنے دیکھا کہ لشکر حریف غالب آیا چاہتا ہے فوراً شیر پر سے کود کر زمین پر آیا اور زمین پر دو ہتڑ مار کر پکارا کہ اب کوئی نام لیوا سامری کا شاید باقی نہین رہا جو اُسکے پوتے کی آکر مدد کرتا یہ نعرہ کرتے ہی زمین شگافتہ ہوئی اور بالشت بالشت برابر کے پتلے ہزارہا نکل کر مجسم بقامت انسان ہوے ہاتھون مین آئینے لیے تھے دوڑ کر ہر ایک لشکری بہار کے سامنے آئے اور وہ آئینے سب کو دکھاے آئینون مین تصویرین جڑی تھین وہ پیکر ہائے بے جان قہقہہ مار کر ہنسین جسنے وہ شبیہین دیکھین دیوانہ ہو کر اپنے لشکر کو آپ قتل کرنے لگا شور رستخیز برپا ہوا بہار نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ گھٹا گھر آئی مہین مہین بوندیان پڑنے لگین جسکے سر پر پتلون مین سے بوند پڑی جل گیا مگر پتلے ہزارون ہین اور تصویرین دکھا چکے تھے لشکر بہار کا

مسحور ہوا تھا پانون لشکریون کے اُٹھ گئے اور فوج نے مصور کی سپرین بزور سحر سر پر آڑ کین تاکہ
پانی سحر کا ہمپر نہ پڑے اور مصور تیغہ آتشین پکڑ کر آ گرا لاشون کے انبار لگانے لگا لیکن بہار نے
پاے ثبات گاڑ دیئے پتلون کو جلانا شروع کیا اسوقت مشکل سخت یہ تھی کہ اپنی فوج جو دیوانی
ہوئی تھی وہ تو قتل کرتی تھی اور اوسکو لشکریان بہار جو مسحور نہوے تھے ہلاک نکرتے تھے
اور وہ پتلے جدا آفت برپا کر رہے تھے صرف بہار کے پانی برسانے سے ساحران نامی تھے
ہوے تھے باقی لشکر سراسیمہ و بدحواس تھا آفت برس رہی تھی لاش پر لاش گرتی تھی عنقریب
تھا کہ شکست فاش ہو سردار پیچھے ہٹے آتے تھے زخمون مین چور تھے قریب بارگاہ پڑاؤ تک
ہٹ آئے تھے وہ مقام بھی چھوٹا چاہتا تھا یہ حال دیکھ کر عیار پہاڑ سے اُترے اور دوڑ کر بہار
کے پاس آئے عرض کیا کہ اے ملکہ اب موقع ٹھہرنے کا نہین ہے آپ بھی نکل چلیے بہار نے
کہا سارا لشکر مسحور ہے میرے بھاگنے سے یہ سب قتل ہو جائینگے پس سرداری کے خلاف ہے
جو اپنی جان بچائے اور فوج کو قتل کرائے کہ بیت

نیا ساید اندر دیار تو کس		کہ آسایش خویش خواہی و بس	

عیارون نے کہا سلامتی بادشاہ کی ہر حال مین چاہیے کہ سلامتی ملک و مال کی اُسی کے دم
سے وابستہ ہے بمقتضاے بیت

چاکران کم اگر شوند چہ غم		از سر شہ مباد موے کم	

بہار نے کہا مین بادشاہ نہین ہون اور سمجھانا بیکار ہے مین نہ بھاگونگی اُسوقت تو عیار
ناچار ہوے اور قران نے کہا مین مصور کو پکڑ لیے جاتا ہون برق نے کہا مین جاکر مظلم
کو لیتا ہون عمرو نے کہا جو مین کرونگا وہ آپ ہر ظاہر ہو جائے گا یہ کہکر چاہتے تھے کہ جائین
بہار نے کہا خواجہ ایک لمحہ بھر تامل فرمائیے مین مطیع اسلام ہون جیسا مصور نے سامری
کو پکار کر پتلے بلاے مین بھی دعا کر کے اپنے خدا کو پکارتی ہون وہ میری مدد غیب سے بھیجے
گا عمرو اِس کہنے سے ٹھہر گیا اور بہار نے تاج اوتار کر محتاج بدرگاہ بے نیاز لمن الملک الواحد القہار
ہو کر بخضوع و خشوع تمام بارادت و صداقت رجوع قلب سے نالہ و استغاثہ کیا کہ اے
جبار و قہار عزت بخش ذلیل و ذلت دہ جلیل قادر و توانا ہمپر سے اِس بلا کو دفع کر اور
دشمن کو ہمارے مغلوب فرما خداوند ہمارے جرم و عصیان سے درگذر کر کے ہمپر رحم کر اور
بمصداق و انصرنا علی القوم الکافرین ہمکو فتح دے کہ نظم

عقوبت مکن عذر خواہ آمدم | بدرگاہ تو روسیاہ آمدم
سرے را کہ بر سر نہادی کلاہ | مبیند از دریاے ہر خاک راہ

اب انکو تو مصروف دعا چھوڑیے شمہ حال مہرخ سحر چشم سنیے کہ جب طاؤس پر بیٹھکر ہمراہ زن سحر روانہ ہوئی طاؤس اُسکو لیے ہوے ایک دشت طلسمی مین لایا کہ جو درخت وہان تھا قدرت چمن بند عالم ظاہر کرتا تھا باغبان ازل کی صنعت دکھاتا تھا زمین وہان کی فرط صفا اور نور سے رخسار شاہدان کو شرماتی تھی اور نسیم مشکبار مشام جان عالیان کو معنبر اور معطر فرماتی تھی اشجار ہر رنگ جوان بختان دہر بار اثمار سے پیرون کی طرح جھکے تھے میوے فرط حلاوت اور شیرینی و لطافت سے ٹپکے پڑتے تھے مگر کسی پھول سے چہرہ پریزاد کا نکلا ہوا قہقہے لگا رہا تھا کسی پھل سے مارسیہ کیچو پر باد کیے لہرا رہا تھا درختون کے نیچے جانور آکر بولتے تھے اور زنان حسینہ و جمیلہ بنکر رقص کرتے اور گاتے تھے پانی برس رہا تھا ہر شاخ شجر مین جھولا پڑا تھا قطرہ کسی کے جسم پر نہ پڑتا تھا نہ جھولنے والا کوئی نظر آتا تھا مگر راگ اور ملار گانے کی صدا آتی تھی دل کو محو اور بیقرار کرتی تھی مثنوی

اب اُس باغ کا وصف لکھون مین کیا | ہر اک گل جہان ہو طلسمات کا
لب چشمہ ایسا ہی سبزہ ہرا | زمرد سے بھی لاکھ درجے کھرا
عیان گرد اوس کے شجر سایہ دار | ہر اک نخل پر تھی چمن کی بہار
ترو تازہ و سرد تھا اِس قدر | رکھے پاؤن اُسپر جو کوئی بشر
اثر یہ برودت کا ہو آشکار | دماغ اُسکا ہو جاے سرد ایکبار
بہت طائر اُس جا پرے کے پرے | پرو بال تھے جنکے ہر رنگ کے
ہر اک جفت تھا سرخ و سبز اور زرد | مگر تھا ہر اک رنگ شوخی مین فرد
ہزارون طرح کے تھے نقش و نگار | طلسمات کا رنگ تھا آشکار
غرض اُتری مہرخ وہان شاد شاد | چلی اک طرف کو خجستہ نہاد
زمین سے ہوئی جب طلسمات کی | زن سحر نے ہنس کے یہ بات کی
طلسمات کی حد ہوئی اب تمام | لے اب جا خدا حافظ اے نیکنام
گلے مل کے آپس مین بایکدگر | وہ غائب ہوئی یہ لگی راہ پر
ہوئی جب یہ آگے کو وان سے روان | تو اک قصر عالی ملا ناگہان +

بلندی مین اُسکی کرون کیا بیان	زمین پر وہ تھا دوسرا آسمان
وہان اک دریچہ دکھائی دیا	دریچہ وہ تھا قصر فردوس کا
دریچے پہ تھی ایک چلمن پڑی	کہ ہر تیلی اُس کی زمرد کی تھی

ہزارہا ساحر نیچے اُس کاخ عالی شان کے جمع تھے کوئی اژدر پیکر تھا تو کسی کے دس سر ایک تھا
تھے شکلین کالی کالی صورتین نرالی سامری سامری جپ رہے تھے چلمن سے شرر نکلتے تھے
ستارون کی طرح ٹوٹ کر گرتے تھے قصر کے اندر سے گھنٹے ہزارہا ایک بار بجتے تھے ساحر و صنم ایک
پانون سے کھڑے ہو کر سجدے مین گرتے تھے مہرخ نے بھی ایک جانب کو جاکر آسنی بچھائی اور
جتنے سحر کہ یاد رکھتی تھی جو منتر کہ حفظ تھے سب کو پڑھ گئی یکایک صدا آئی کہ جا یہ کل سحر ہم نے
تیرے قبضے مین دیے اُسنے جب یہ صدا سنی سات بوٹیان اپنے جسم سے کاٹ کر پکاری کہ
یا سامری تمھارا بھوگ دیتی ہون فوراً ایک تڑاقا ہوا بوٹیان ہاتھ سے اُچھلکر زمین پر گرین
اور غائب ہوگئین اور جو کچھ لہو تن سے نکلکر بہا وہ بھی زمین نے پی لیا پھر آواز آئی کہ افسوس
ہے اگر تو ملچھ نہوتی اور ساتھ مسلمانون کا ندیتی تو ہم تجکو اپنے روبرو بُلاتے اور جلوۂ قدرت
دکھاتے اچھا اب ہمارے نام کا چلہ کھینچ اور اُدھی صحرائے طلسم مین جاکر مقیم ہو جو مانگے
گی ملے گا ہرچند کہ ہمارا مقام خدائی اور ہے لیکن اِس جگہ جو ہمارا نام لے کر پکارتا ہے ہم
اُسکو مراد دیتے ہین اِسی وجہ سے ہمارے بندون نے یہان آنا آغاز کیا ہے اِس صحرا کا
نام سامری بن رکھا ہے ہمارے نزدیک سب بندے برابر ہین کیا افراسیاب اور کیا
مصور ہان اِتنا فرق ہے کہ وہ لوگ سات دریا طلسم کے سات پہاڑ سات جنگل طے کر کے
ہماری قبر پر آتے ہین اور ہمارے خاص بندے ہین اور تم لوگ وہان نہین جا سکتے اِس
لیے ہم یہان تمکو بلاکر اپنی عنایت ظاہر کرتے ہین مہرخ اِسی غرض سے اب تک مسلمان
نہین ہوئی تھی کہ سحر کرنے مین پرستش کرنا ہوگا اسوقت اِس کلمات سے ہرچند کہ دل
نہ مانتا تھا اور نہایت درجہ کراہت آئی مگر مطلب فوت ہوتا تھا بنا بر مصلحت سجدہ کیا ایک
پانون سے کھڑے ہو کر پکاری کہ یا خداوند مجھے شاہ جادوان پر غالب کر صدا آئی کہ یہ نہوگا
اور کچھ مانگ اِسنے کہا اگر غالب نہ آؤن تو مغلوب بھی نہون آواز آئی کہ یہ بھی نہوگا لیکن
اگر تو چلہ کھینچ کر پوجا کرے تو اتنا ہوگا کہ ہر ایک ساحر علاوہ شاہ طلسم کے اور کوئی تجھ
پر غالب نہ آسکے گا زوجہ بادشاہ طلسم تک سے تجکو برابری رہے گی یہ سنکر مہرخ صحرائے طلسم

مین آکر چلہ کش ہوئی پوجا کرتی رہی جب چلہ پورا ہوا صدا آئی کہ جلد جا تیرے لشکر کو میرے پوتے نے برباد کر رکھا ہی کچھ پھول یہان سے چنتی ہوئی لے جانا اور طلسمی تیلیون سے لشکر کو اپنے بچانا مہرخ نے یہ صدا سنکر پھول چن کر سحر کی جھولی مین بھرے اور دستک دی کہ آندھی آئی ابر زرد رنگ پیدا ہوکر زمین پر اترا اُس ابر پر بیٹھ کر اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوئی اور اُسوقت آکر پہونچی کہ بہار دعا مین مصروف تھی اور ہنوز دعا تمام نہوئی تھی کہ ابر زرد و سمت فلک نمایان ہوا اور نعرہ کی صدا آئی کہ منم ملکہ مہرخ سحر چشم لشکریون نے اپنی مالکہ کو دیکھکر خوشی کی مہرخ نے پھول باغ سامری کے لشکر مصور پر کھینچ مارے دفعتہً ایسی آندھی آئی کہ جہان سیاہ ہوگیا اور لکے ابر سرخ و زرد کے لشکر حریف پر آکر چھا گئے ایک طرف کے ابر سے پیکان تیر اور دوسری سمت سے پتھر گران وزن برسنے لگے مہرخ نے ابر اپنا زمین پر اوتار کر نعرہ کیا کہ اے بے حیا آئینہ دار جادو یہ تحفہ باغ سامری آکر لے اور پھول پھینک کر ایسا سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحر پیدا ہوا کہ سارا جسم اُسکا آئینے کی طرح چمکتا تھا اور وہ پھول اُسنے اُٹھا کر سونگھے اُسی وقت جسم مین آگ لگی اور جل کر خاک ہوگیا صدا آئی مارا آئینہ دار کو بس اُسکے جلتے ہی وہ پتلے بھی جو آئینے لشکر بہار کو دکھاتے پھرتے تھے سب جل گئے اور لشکری جو دیوانے ہوکر اپنے لشکر سے لڑ رہے تھے ہوش مین ہوکر حملہ آور فوج عدو پر ہوئے اِدہر سے تو فوج نے حملہ کیا اور اس طرف سنگ و پیکان برس رہے تھے لشکر مصور بہت کام آیا ہزارون ساحر مارے گئے عارض شاہد ارض کو گلگونۂ خون سے جوانان صف شکن نے ملا اور پاے عروس مرگ کو جان دیکر حنا آلود کیا تلوار صاعقہ بار مہرخ نے خرمن جان عدو مین آگ لگادی خلاصہ یہ کہ ساری فوج بھگادی **نظم**

برق آسا جدھر گئی مہرخ
دامن دشت خون سے لال کیا
خون دشمن کا لے کے گلگونا
تاب آئی نہ فوج دشمن کو

ڈھیر کشتون کے کر گئی مہرخ
بے چھری سحر سے حلال کیا
عارض شاہد زمین کو رنگا
بھاگے ناچار چھوڑ کر رن کو

مصور نے تیر اور پتھر برس رہے تھے ہرچند رد سحر پڑھا مگر یہ سحر دفع نہوسکا آخر سمجھا کہ کوئی تیر یا پتھر مجھپر بھی پڑ جائے گا تو خاتمہ ہوجائے گا یہ جان کر زمین مین سما گیا اور بہت دور جاکر نکلا مگر فوج کو شکست ہوچکی تھی صورت نگار بھی بھاگ گئی تھی مصور نے طبل امان بجوایا

اُسوقت مہرخ نے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ وہ لکہ ہائے ابر غائب ہوگئے پیکان اور پتھر برسنا موقوف
ہوئے طبل بازگشت بجوا کر معاودت فرما ہوئی لیکن مظلم نے جب مہرخ کو فتحیاب دیکھا تو
ایک ساحر ملازم بہار کو عین جنگ مین گرفتار کرکے صحرا مین لے گیا اور وہان اوسکو قتل کرکے
لباس اُسکا لے کر بزور سحر اُسی کی ایسی صورت بنا اور جب مہرخ لشکر لے کر پھری یہ
بھی ساتھ آیا مہرخ نے تخت شاہی پر جلوس کیا سب نے نذرین دین محفل انبساط آراستہ
ہوئی سردار پایہ بپایہ بیٹھے لشکر نے کمر کھولی اُدھر مصور جو پھر کر داخل بارگاہ ہوا سب سردار
آئے مگر مظلم نہ آیا اُسنے تلاش کرایا معلوم ہوا کہ لشکر مین نہین ہے پس یقین ہوا کہ مارا گیا
رنج و افسوس کرکے خاموش ہو رہا لیکن مظلم اِس فکر مین یہان ٹھہرا رہا کہ بن پڑے تو سر
مہرخ یا بہار کا کاٹ کر لے جاؤن یا عمرو کو آزار پہونچاؤن خلاصہ کلام جب مہرخ مصروف
عیش و نشاط ہوئی عیار بھی بارگاہ مین ملاقات کو آئے مظلم در بارگاہ پر کھڑا تھا اتفاق سے
برق عیار جو بارگاہ مین آنے لگا مظلم سوچا کہ عمرو عیار زبردست ہے شاید ہاتھ نہ آئے تو
اِسی کو لے چل یہ سوچ کر برق کو پہنچے بغل داب کر اوڑا برق نے غل مچایا کہ دوڑو مجھے
ساحر لیے جاتا ہے مظلم نے سحر کیا کہ برق کی زبان بند ہوگئی مگر دو ایک نے غل مچاتے
سُنا تھا اُنھون نے جا کر عمرو کو اس حال کی اطلاع دی عمرو نے ضرغام سے کہا ذرا خبر تو
لاؤ کہ یہ کیا ماجرا ہے وہ روانہ ہوا لیکن مظلم بارگاہ مصور مین برق کو لایا وہ اسکے زندہ آنے
سے بہت خوش ہوا اور صورت نگار نے کہا یہی موا مجکو قنات مین لپیٹ گیا تھا لاؤ
اِسکو مجکو دو کہ قتل کرون مصور نے کہا تم عیارون کے مقدمہ مین دخل نہ دو مین خود
قتل کرونگا مظلم نے کہا آپ توقف فرمایئے مین اِسکو لیجا کر قید کرتا ہون اگر عمرو اِسکو
چھڑانے آئے گا پھر اُسکو بھی گرفتار کرونگا مصور نے کہا اچھا لیجاؤ مگر بہت احتیاط سے رکھنا
یہ برق کو لے کر چلا مگر بصورت مبدل ضرغام جو خبر کو آیا تھا یہان پر موجود تھا اُسنے جا کر
عمرو سے سارا ماجرا بیان کیا عمرو اُسی وقت چلا کہ برق کو جا کر چھڑا دون اور ساحر بنکر لشکر
مصور مین آیا دیکھا کہ مظلم اوڑا ہوا مع برق کے جاتا ہے عمرو بھی بطور مخفی نیچے نیچے
چلا مظلم ایک پہاڑ کے قریب آیا اور بزور سحر ایک خیمہ استادہ کرکے اندر خیمے کے گیا و
اور برق کو اسنے چار میخ گاڑ کر چومیخا باندھ دیا عمرو نے یہ سارا ماجرا پہاڑ پر سے چڑھ کر دیکھا
اور رو کر دعا کرنے لگا کہ پروردگار تو برق کو اِس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے آخر محبت

کی وجہ سے تاب نہ آئی پہاڑ سے اُتر کر خیمے کے اندر گیا مظلم نے پوچھا تو کون ہے عمرو نے کہا مین نے
آج اِدہر خیمہ کھڑے دیکھا نئی بات تھی حال دریافت کرنے چلا آیا مظلم اُسکو گھورنے لگا عمرو
سمجھا کہ نگاہ سحر ڈالکر مجکو پہچاننا چاہتا ہے یہ سمجھ کر خیمے سے نکل گیا کہ آپ خفا ہوتے مین جاتا
ہون اور بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا وہان سے دیکھا کہ مظلم کوئلے سُلگا رہا ہے اور کہتا جاتا ہے
کہ اے عیار مین تیری بوٹیان کاٹ کر بھونونگا عمرو اُسوقت بہت جلد ایک شکل ہیبتناک
پر بنکر تیار ہوا کہ مقوبے کے دس سر لگائے بہت سے ہاتھ بنائے دیو جامہ پہنکر تاج یاقوت
احمر سر پر رکھا اور قریب خیمہ پہونچ کر کودا بیچ خیمے مین آکر نعرہ کیا منم ملک الموت خداوند
لقا مظلم کھڑا ہو گیا اور کہا کیونکر تشریف لائے اسنے کہا خداوند لقا نے بہر قبض روح تیری
مجکو بھیجا ہے اور کہا ہے عیار کی قضا ابھی نہین ہے جو اسکو قتل کرتا ہے تو اوس کی روح جاکر
قبض کر مظلم پیام اجل سُنکر بدحواس ہو گیا کہا جو آپ فرمائیے وہ کرون عمرو نے ڈانٹا کہ جلد
اِسکی مشکین کھول دے جب مجرم کھولنے کو فرشتے نے کہا اُسکے دل مین شک گذرا کہ کہین
یہ عیار نہو یہ سمجھ کر گھورنے لگا عمرو ازبسکہ دیو جامہ پہنے تھا اور یہ اشیاء عطیہ انبیا علیہم السلام
ہین اثر سحر موثر نہین ہوتا ہے نگاہ سحر ڈالنے سے خود آنکھین اسکی چلنے لگین یقین تھا کہ حدقہ
سے باہر نکل پڑین گی اُسوقت اسکے دل کو یقین ہوا کہ ملک الموت بیشک یہ ہے جب
تو اسقدر جلال آگین ہے کہ نگاہ سحر جسم پر اثر نہین کرتی بلکہ آنکھین حدت جسم سے اسکے
پھوٹ جائین تو عجب نہین گڑگڑا کر برق کو کھولنے لگا عمرو نے جب یہ جھکا خیال کیا کہ کون
زیادہ فقرے کرے لو ابھی اِسکو یہ سوچکر کمر سے خنجر کھینچکر بیاحتی گردن پر اِس زور سے
لگایا کہ دھڑ سے سر کٹ کر دور گرا شور برپا ہوا کہ مارا مظلم کو خیمۂ سحر غائب ہو گیا لاش اُسکی
پیر اوٹھا کر مصور پاس لے گئے عمرو نے برق کو رہا کر کے اپنے لشکر کا راستہ لیا مگر لاشہ
اُسکا بونڈلے اُڑائے ہوئے سامنے مصور کے آئے اور پکارے کہ عمرو نے اِسکو قتل کیا
یہ سُنتے ہی مصور رونے لگا آخر لاشہ آئین جمشیدی کے بموجب اُٹھایا جب فراغت ہوئی
اُسکے دادا کو نامہ لکھا کہ اے جلاد جادو بیٹا اور پوتا تمھارا ظالم و مظلم دونون خدمت سامری
و جمشید مین گئے قضا و قدر سے کیا چارہ ہے ہمکو اِنکے مرنے سے بڑا رنج ہوا لازم ہے کہ تم بھی صبر
اگر چاہا سامری نے تو بہت جلد اِنکے قاتلون کو ہم قتل کرینگے اور تمھارے فرزندون کا
انتقام خون لین گے یہ لکھ کر ایک ساحر کو دیا کہ وہ جہان مصور رہتا ہے اوس شہر مین لے گیا

واضح ہو کہ جلاد جادو ایک ساحر سابق مین قتل ہو چکا ہے مگر وہ ملازم شاہ طلسم تھا اور یہ جلاد
سردار مصور ہے خلاصہ یہ کہ جب نامہ جلاد کو پہونچا مرگ فرزندان کا حال پڑھ کر آتش رنج سے
سینہ کباب ہو گیا اور شعلہ آہ جگر سے اُٹھا اسّی ہزار کا یہ افسر ہے انتظام ملک کے لیے مصور
اسے چھوڑ آیا تھا اُس لشکر کو اُسنے نامہ پڑھتے ہی کوچ کرنے کا حکم دیا کوس سفر پر چوب پڑی لشکر
مین کمر بندی ہوئی ساحر طائران سحر پر سوار ہوے بہادر مرکبون پر بیٹھ کر چلنے پر تیار ہوے جھانجھین
بجنے لگین قرناکودم ملا بیتل کی تھالیان اس قدر بلند ہوئین کہ برنجی فلک سر پہ چھایا ہوا تھا
ناقوس کی صدا سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی غرضکہ بڑے کروفر جاہ و حشم سے یہ
جلاد واژدہے پر چڑھ کر روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و مراحل لشکر مصور مین پہونچا اور
لشکر کو حکم اُترنے کا دیا کہ سب خیمہ وغیرہ استادہ کرکے اُترے اور یہ بارگاہ مین آکر مصور
کے قدم سے لپٹ کر خوب رویا کہ ہاے میرا سارا گھر تباہ ہو گیا افسوس میرے شیر بادیہ ہلاکت
مین جاکر مقیم ہوے وا ہے صد واے میرے گھر کے چاند حضیض مرگ مین گرفتار ہوے مصور
نے اُسکو بہت تسلی دی اور کہا صبر کرو اُسنے کہا صبر تو کیا ہی ہے لیکن آپ اجازت دیجیے
کہ لشکر مہرخ جاکر تہ و بالا کردون اور عمرو کو اس طرح مارون کہ دشمنون کے حواس جاتے
رہین مصور بولا کہ مہرخ سامری کے باغ مین سُنا ہو کہ گئی تھی اور سحر جگا لائی ہے کچھ پھول وہان
سے لے کر آئی ہے اُسکا رد مجھسے نہو سکے گا مین پوتا سامری کا ہون اُسکے سحر کا رد اپنے پاس
درست کرلون تو مقابلہ کرنا اچھا اب جاکر خیمے مین آرام کرو اور یہ بتاؤ کہ کھانا میرے ساتھ
کھاؤگے یا الگ نوش کروگے جلاد نے عرض کی کہ فرط قلق سے غذا بالکل ترک ہو گئی ہے جو
کچھ نوش کیجیے گا اپنا اولش بھیجدیجیے گا یہ کہکر اپنے خیمے مین آیا اور آرام پذیر ہوا اُدھر طائران
سحر نے جاکر بعد دعا و ثناے شہنشاہی کے مہرخ سے سب کیفیت یہان کی عرض کی عمرو
یہان آچکا تھا سارا حال سنکر گویا ہوا کہ چل کر میان جلاد کو بھی ذرا دیکھ آئین یہ کہکر چلا اور
عیار بھی روانہ ہوے مگر عمرو جب لشکر حریف مین آیا دیکھا کہ ایک بکاول کسی طرف جاتا ہے
اُسکے پاس آکر گویا ہوا کہ بھائی ہم بھی تمھاری برادری ہین سب طرح کے کھانے پکانا جانتے
ہین مگر بیکار رہین کہین ہمین بھی آدھ سیر آٹے سے لگا دو بکاول نے کہا پھر کسی وقت تم میرے
پاس آنا تو کچھ تدبیر کرون گا عمرو نے کہا اچھا لیکن ایک بات میری الگ آکر سن لو وہ اِس
کے کہنے سے کسی گوشے مین آیا عمرو منھ پر حباب مار کر اُسکو بیہوش کرکے اُسکا پیرہن اوتار لیا اور

اُسی کی ایسی صورت بنا تھال ہاتھ پر رکھ کر کپڑون پر دھبّے تیل گھی ہلدی مسالے کے لگا کر اور
تھال مین مٹھائی اور سموسے اور پکوان آغشتہ بداروے بیہوشی چنکر سفید رومال سے ڈھانک
کر بارگاہ مصور مین آیا مصور کھانا کھانے کے لیے جلاد سے تو پوچھ ہی چکا تھا جب کہ وہ
چلا گیا تو اِسنے دربار برخاست کرکے دسترخوان بچھوایا تھا اور مع اپنی زوجہ کے مصروف
خورد و نوش تھا کہ بکاول نے جاکر سلام کیا اور تھال سامنے رکھ دیا مصور نے پوچھا کیا ہے
عرض کیا کہ مٹھائی اور پکوان جلاد نے حضور کے لیے بھیجا ہے مصور خوش ہوا اور اپنی بی بی
سے کہا لو یہ پکوان بہت عمدہ ہے کھاؤ صورت نگار نے کہا آپ کھائیے مین حاضر ہوتی
ہون یہ کہکر بارگاہ سے نکل کر دوسرے خیمے مین گئی وہان تازی مٹھائی اسنے بنوا کر رکھ چھوڑی
ہے اِسوقت چاہا کہ جلاد نے جو مٹھائی بھیجی ہے اُس سے اپنی مٹھائی مقابل کرون کہ کون سی عمدہ
اور لذیذ ہے غرضکہ یہ تو اِدہر آئی اور اُدھر مصور نے مٹھائی کھائی عمرو نے اپنے پاس سے جو
دو چار خدمتگار وہان تھے اونکو بھی کچھ مٹھائی دی کہ تم ہمیشہ اپنی سرکار کے آگے کا اولش کھاتے
ہو تمھین لذت یہان کے کھانے کی بخوبی معلوم ہے ہمارے ہاتھ کی بنی ہوئی چیز بھی کھاؤ
مگر ایمان سے کہنا کہ یہ لذیذ اور تحفہ ہے یا تمھارے یہان کی عمدہ ہوتی ہے اِس تقریر کو سنکر مصور
نے بھی ملازمون سے کہا کہ ہان کھاؤ اور انصاف کرو کسکے یہان کی عمدہ ہے خدمتگارون
نے حسب اجازت گوشے مین الگ لیجا کر مٹھائی کھائی جب وہان سے آنے لگے بیہوش ہوکر گرے
مصور اُٹھا کہ دیکھون آدمیون کو کیا ہوا یہ بھی بیہوش ہوکر گرا عمرو سمجھا کہ صورت نگار آجائے
گی تو سب کام بگڑ جائے گا جلد کوئی تدبیر کر یہ سوچ کے مصور کو ایک چاندنی مین گٹھری کیطرح
باندھا اور سر پہ رکھ کر باہر بارگاہ کے یہ کہتا ہوا نکلا کہ مین ایسی نوکری سے باز آیا مین نے
بکاولون مین نوکری کی ہے کچھ مزدورون مین نہین کی باہر ایک آدھ ساحر نے پوچھا بھی کہ
میان بکاول کیا کہتے ہو جواب دیا کہ حضور اُدہر سے جلاد نے تھال مٹھائی کا لدواکر بھیجا
یہان سے انھون نے یہ گٹھری دی کہ لیتا جا بھلا خداوند مین بکاول نہ ٹھہرا مزدور ٹھہرا اس
گفتگو کو سنکر ساحر سمجھے کہ مصور نے یہ گٹھری شاید جلاد کو بھیجی ہو یہ سمجھ کر کوئی اُسکا مزاحم ہوا
اور عمرو اُسکو لیے ہوئے لشکر سے نکل کر صحرا کیطرف چلا کہ یون یہ ہلاک نہین ہوتا ہے جل کر
زمین مین دفن کرودن یا کسی پہاڑ پر سے پھینک دون غرضکہ یہ تو اُدہر گیا اور اُس طرف
صورت نگار مٹھائی لیکر آئی خدمتگارون کو بیہوش پایا اور شوہر کا اپنے نشان نہ دیکھا

لوگون سے باہر آکر پوچھا کہ مالک تمھارے کہان ہین اُنھون نے کہا اندر ہی تھے بلکہ بکاول جو
آیا تھا وہ ایک گٹھری نے گیا ہے بس یہ سنتے ہی اُسنے ایک دوہتڑ زمین پر مارا اور کہا افسوس
عمرو اُن کو پکڑ لے گیا ہے اور وہین سے بے تابانہ بزور سحر اُڑ کر چلی لیکن باغ سیب مین افراسیاب
سے حیرت نے کہا اے شہنشاہ مرشد زادے پر نہین معلوم کیا گذری ذرا آپ کتاب تو دیکھیے
شاہ جادوان نے کتاب دیکھ کر سارا ماجرا الڑائی کا بیان کر کے کہا اب عمرو اُنکو پکڑ لایا ہے
ہلاک کیا چاہتا ہے یہ کہکر کتاب بند کی اور دو ساحر آفتاب جادو و مہتاب جادو کو
حاضرین دربار سے حکم دیا کہ جلد لشکر کے قریب جو کوہستان ہے وہان جاؤ اور مصور کو عمرو
سے بچاؤ حسب الحکم وہ دونون ساحر بھی روانہ ہوے ادھر صورت نگار جو روتی ہوئی چلی
ہمارے لشکر مین غلغلہ ہوا کہ عمرو مصور کو گرفتار کر لے گیا ہے صدہا ساحر چار سمت کو بہر تجسس
چلے اور جلاد نے بھی یہ کیفیت سُنی از بسکہ یہ پیشتر ہی سے آمادہ حرب و پیکار تھا گرفتاری
مصور سنکر مثل مار دُم بریدہ کے بر خود پیچیدہ ہوا اور خیال کیا کہ جب تک مصور کا پتا
معلوم ہو تو چل کر لشکر مہرخ پر حملہ کرو اور سر باغیون کے کاٹ لاؤ بس اِسی عرصہ مین سرداران
لشکر کو حکم کمر بندی کا دیا اور آپ بھی اژدہے پر بیٹھ کر مسلح و مکمل ہو کر چلا ایک لحظہ مین اسی ہزار
ساحران غدار بصورت ہاے عجیب و باشکال غریب ڈمرو بجاتے ترہیان پھونکتے رال کے
شعلے اُڑاتے چلے کہ ابیات

کسا گھوڑون کو اور باندھا کمر کو | لگایا جسم پر تیغ و تبر کو
نشان اور بان کے کھولے پھریرے | سلاح حرب سب تھا ساتھ اُنکے
درشتی کے ہوے آمادہ جنگ | ستمگاران و بیدین و بد آہنگ
بھرے غصے مین اور ہاتھون مین شمشیر | کہ جیسے گرسنہ ہوے کوئی شیر

اس لشکر کو اپنے عسکر نصرت اثر کی جانب عیارون نے جاتے دیکھا اور بارگاہ مین سامنے
بادشاہ لشکر کے آکر عرض رسا ہوے کہ بیت

ملک کو بہ شاہ جمشید بخت | فلک مرتبہ ماہ و خورشید تخت

خواجہ عمرو مصور کو پکڑ لے گئے اُسی عرصہ مین جلاد بد بنیاد مع اسی ہزار ساحر کے لشکر حضور پر
آکر گرا چاہتا ہے عین غفلت مین بندگان شہنشاہی کو ضرر پہونچانے آتا ہے مہرخ نے یہ فطرت
اور چالاکی عمرو کی سنکر ہنس دیا اور کہا خدا کرے یہ بھڑوا مصور مارا جائے یہ کہکر نفیر سحر بجائی

کہ خبر اُسکے لشکر مین پہونچی جلد جلد فوج مین کمر بندی ہوئی افسر مسلح و مکمل ہوے کہ نظم

ادھر سے بھی جنود نصرت آئین	ہوا راہی پئے تنبیہ بیدین
سراسر تیغ زن اور صف شکن تھے	بس اک دل اک زبان اور اک سخن تھے
سبھی گرگ کہن تھے اور سبھی شیر	کہن کیا زندگی سے نوجوان سیر
سراسر پر جلادت اُنکو کہیے	نہنگ بحر جرأت اُنکو کہیے
ہوا جب متصل دشمن سے لشکر	ہوا غالب نہایت خوف اُسپر
قیاس و فہم سے باہر تھی وہ فوج	مسلح اور مکمل صورت موج

جب دونون لشکر مقابل ہوے صفین جم گئین بجلیان چمکنے لگین ابر گھر آئے نقیب للکار نے لگے بہادر ڈھال تلوار کھڑکھڑانے لگے جلاد میدان مین آکر نعرہ زن ہوا کہ اے نمک حرام آؤ میرے مقابلے مین ایک ساحر مہرخ سے اجازت لیکر سامنے گیا اور نارنج اُسپر لگایا جلاد نے خالی دیکر جو ترنج مارا یہ ساحر جان بحق تسلیم ہوا اور اسی طرح چند ساحر ملازم مہرخ مارے گئے اُسوقت سرخمو نے نکل کر ایک ناریل مارا جلاد نے اشارہ کیا کہ ناریل اُلٹا پھر گیا سرخمو زمین مین سما گئی جلاد نے سحر پڑھ کر سمت فلک پھونکا کہ ابر گھر آیا اور پتھر برسنے لگے مہرخ نے سحر پڑھا کہ سپرین فولادی ہر ایک لشکری کے سر پر ظاہر سایہ فگن ہوئین پھر مہرخ نے آگے تخت بڑھا کر ایک گولا فولادی مارا جلاد اژدہے پر سے اُڑ گیا گولے نے اژدر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا لیکن جلاد کے اُڑنے سے فوج نے اُسکی جانا کہ مالک ہمارا کام آیا یہ معلوم کر کے لشکر لینا لینا کہکر چلا ادہر سے مہرخ نے بھی حملہ کیا دو لشکر باہم مل گئے شور قیامت خیز بلند ہوا ساحر سے ساحر لپٹا اور بہادر سے بہادر بھڑ گیا مار و عقرب برسنے لگے اُسوقت مہرخ جو سحر جگالائی تھی وہی آغاز کیے اور جسکو دوڑ کر گولا مارا راستہ دار سقر کا دکھایا اور ابر زرد و سرخ وغیرہ لشکر جلاد پر آکر محیط ہوے سلین برف کی پیکان تیر اور پتھر وغیرہ برسنے لگے اور عین جنگ مین جلاد نے آکر مہرخ پر ایک نارنج مارا اُسنے نارنج خالی دیکر شمشیر سحر کا ایک ہاتھ مارا کہ اس بے حیا کے دو ٹکڑے ہوے شور اسکے مرنے کا بلند ہوا اور افسر کے مرنے سے فوج مین بھگدر پڑ گئی اور دلاوران نصرت شعار نے سر زیر تیغ رکھ لیا کہ ابیات

مدد اُسنے طلب اللہ سے کی	وہ جنگ آغاز بسم اللہ سے کی
یہ جانبازون کا تھا اسوقت عالم	کہ جیسے گوسفندون مین ہو ضیغم

کیا تیرون نے اُنکے ترک ترکش	ملا ترکش اُنھین پہلوے سرکش
جو دشمن تھا بسانِ کوہِ البرز	کیا سرمہ لگا کر اُسپہ اک گرز
ہوئی تیرون کی اُس جا ایسی بوچھار	کہ آئینے مشبک تھے زرہ دار

حاصل کلام جب فوج مین ہزیمت پڑی مصور وحیرت ہر چند کہ قریب اُتری ہوئی تھی مگر نہ صورت نگار تھی نہ حیرت موجود تھی اس فوج نے افسرون کے نہونے سے جنگ آغاز نہ کی اور مدد لشکر جلاد کو نہ دی یہ لشکر سراسیمہ و بدحواس بھاگ کر کوہ و دشت مین پراگندہ ہو گیا اور مہرخ بفتح و فیروزی قتل و غارت کرکے داخل بارگاہ ہوئی لشکر بھی آرام پذیر ہوا سردار بھی عیش مین مصروف ہوے لیکن عمرو کا حال سنیے کہ جب مصور کو لے کر چلا از بسکہ وہ نبیرہ سامری ہے یہ راہ بھول کر صحرا مین پھرنے لگا دل سے کہتا تھا کہ ہمیشہ تو ادھر سے آیا جایا کرتا تھا آج راستہ نہ ملنے کا کیا سبب ہے اسی سوچ مین متصل ایک کوہ کے پہونچا دیکھا درے مین ایک پہاڑ کے راستہ ہے یہ اندر درے کے آیا اور مصور کو زمین پر کھولا چاہا کہ تصویر اپنی اوتار لون دیکھا تو تصویر گلے مین نہین ہے پھر جب الگ ہٹا تصویر دیکھی کہ گلے مین ہے سمجھا کہ اسکے سحر کے باعث سے تصویر چھپ جاتی ہے فی الحقیقت گمان اسکا صحیح تھا یعنے جب سے عیار دھوکے دینے لگے تو مصور نے سحر کیا ہے کہ جب مین قید ہو جاؤن تو تصویر پوشیدہ ہو جائے غرضکہ جب تصویر نہ اُتار سکا چاہا اِسکو کسی طرح مار ڈالون اُس وقت ایک جانب کو رونے کی آواز سنی معلوم کیا کہ صورت نگار گریان و نالان شوہر کو تمام مین ڈھونڈھتی پھرتی ہے یہ معلوم کرکے تصور کیا کہ یہ مشکل ہلاک ہوگا اور جورو اسکی تجسس کنان ادھر بھی آئے گی تو آفت ڈھائے گی پس اس فکر کے کرتے ہی بہت جلد صورت اپنی مثل ایک ساحر سیاہ فام کریہ منظر کے بنائی مشعل آتش ہاتھ مین لیکر دھوتی تہمد ی باندھ کر مالے گلے مین پہنے سانپ سر سے موم کے بنے ہوے لپیٹے اور مصور کو فلیتہ رفع بیہوشی دے کر ہوشیار کر دیا جب اُسکی آنکھ کھلی پوچھا کہ یہان مین کیونکر آیا اُسنے کہا مین رہنے والا طلسم باطن کا ہون حسب اتفاق ایک کام کو جاتا تھا اِدھر آنکلا ایک عیار کو دیکھا کہ وہ آپ کو ہلاک کیا چاہتا ہے مین نے نعرہ کیا کہ باش اے مکار اور چاہا کہ اسکو گرفتار کرون وہ عیار یکایک غائب ہو گیا مین نے آکر آپ کو ہوشیار کیا یہ تقریر سنکر مصور نے اوسکو گلے سے لگا یا اور کہا وہ عیار عمرو تھا جو کہ فوراً غائب ہو گیا گلیم اوڑھ لی ہوگی اور آپ نے آکر میری جان

بجانی مین احسانمند ہوا تمام عمر آپ کا شکریہ ادا کرون گا یہ باتین کر رہا تھا کہ بی بی بھی اُس کی ڈھونڈھتی ہوئی آئی اور شوہر کو اپنے زندہ دیکھکر مسرور ہوئی مصور نے کہا میری زندگی کا تو یہ صاحب جو پاس کھڑے ہین باعث ہوے ورنہ عمرو کام تمام کر چکا تھا صورت نگار سارا ماجرا سنکر ممنون ہوئی اور پوچھا کہ نام نامی اور اسم گرامی آپکا کیا ہے عمرو نے کہا دانای جادو اس خاکسار کو کہتے ہین اور حیلہ ساز جادو بھی نام کرتے ہین مصور اور اُسکی بی بی نے کہا کہ مثنوی

کی عرض کہ آپ ہین فلک جاہ — احسان کیا جزاکم اللہ
حضرت نے بچائی جان میری — مداح ہو کیا زبان میری
دولت جان آبرو حکومت — سب بچ گئی آپ کی بدولت
احسان ہے آپ کا کرم ہے — بار منت سے پشت خم ہے
چلیے مرے ساتھ جا بکانہ — روشن ہو قدم سے کفش خانہ
دعوت وہین نوش جان کرین آپ — اپنا مجھے میزبان کرین آپ
بولا وہ شہنشہ نکو ذات — کافی ہے یہ باہمی ملاقات
احسان یہ کیسا بات کیسی — تکلیف تکلفات کیسی
بولا وہ کہ ہان یہ سب بجا ہے — خاطر شکنی کہان روا ہے
اصرار بڑھا جو آخر کار — ساتھ اُسکے چلا وہ مرد ہشیار

سب مل کر جب روانہ ہوے مصور نے کہا بروے فلک اُڑ کر چلین کہ عیار کی زحمت سے بچین عمرو نے کہا اس جگہ کا سبزہ زار قابل دید ہے تفرج کنان تشریف لے چلیے دل حزم کو شاد کیجیے عمرو کے کہنے سے پیدل روانہ ہوے کچھ دور آگے بڑھے تھے کہ مہمان ہلاکو منش نے خاصدان نکالا اور روبروے میزبان کیا مصور نے کہا آپ نوش فرمایئے اِسنے جوابدیا کہ اب انکار بیجا ہے ہمارا آپ کا ایک معاملہ ہے اُسوقت مصور نے ایک گلوری آپ لے کر کھائی اور ایک اپنی بی بی کو دی حلق سے پیک اُترنا تھی کہ چکر کھا کر دونون گرے اور بیہوش ہوگئے عمرو نے چاہا کہ دونون کو باندھ کر اپنا راستہ لون اُسوقت آفتاب و مہتاب جادو نوشادہ شاہ جادوان آکر پہونچے لیکن خدا کو عمرو کی بات رکھنا منظور تھی اُن دونون نے طلسم ظاہر کے کوہستان مین پہونچکر سحر ایسا پڑھا کہ مصور اور جو اُسکے ساتھ ہو وہ ہمارے پہونچنے تک بیہوش ہو جائے اور یہ سحر اس خیال سے اِنھون نے کیا کہ نبیرہ سامری

کو توہم ہوشیار کرلین گے لیکن عیار جو انکے ساتھ ہوگا وہ بھاگ نہ سکے گا پس ادہر انھون نے سحر کیا
اور ادھر عمرو نے گلوریان کھلائین دونون وہ بیہوش تھے کہ تیسرا عمرو بھی بیہوش ہو گیا
آفتاب و مہتاب نے آکر دیکھا کہ مصور اور اوس کی زوجہ اور ایک ساحر اور بیہوش پڑا ہی
انھون نے رد سحر اپنا پڑھا کہ عمرو ہوشیار ہو گیا لیکن وہ دونون کسی طرح نہ چونکے کس لیے کہ
بیہوشی کی گلوریان کھا کر بیہوش ہوے تھے فی الجملہ جب یہ ہوشیار نہوے انھون نے عمرو سے
استفسار کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے عمرو نے کہا مین بھی انکو ہوشیار کر رہا تھا کہ تم آئے مجھے بھی نہین
معلوم کہ یہ کیونکر بیہوش ہین تم ٹھہرو مین پانی لاؤن شاید عیار انکو بیہوش کر گیا ہو یہ کہہ کر
چاہتا تھا کہ یہان سے ٹل جائے مگر ان دونون نے کہا کہ ایسا نہو یہ پانی لینے جاے اور عیار
آکر ہمین ستائین یا کچھ اسی ساحر کا فتور ہو بہر صورت ان تینون کو سامنے افراسیاب
کے لے جانا چاہیے یہ سوچکر فوراً سحر پڑھا کہ عمرو پھر بیہوش ہو گیا تخت سحر پر تینون کو لٹا کر پرواز
کر کے چلے اور دریاے سحر سے جب پار اُترے دو ایک ساحرون کی زبانی سنا کہ شہنشاہ گنبد نور
پر جو برج کہ مینا نگار ہے اور وہان سے لشکر طلسم ظاہر کے دکھائی دیتے ہین تشریف لے گئے
ہین یہ بھی اوسی سمت چلے آخر برج مینا پر آئے شہنشاہ کو سلام کر کے عرض پیرا ہوے کہ
غلامان جانثار نے یہان سے جا کر سحر کیا کہ نیرہ ساحری اور اون کی زوجہ اور یہ ساحر جو
اون کے پاس پڑا ہے بیہوش ہو گئے مگر اب جو سحر رد کرتے ہین تو ایک شخص ان مین کا تو
ہوشیار ہے اور مصور وغیرہ نہین ہوشیار ہوتے ہین یہ کہہ کر رد سحر کیا کہ عمرو کی آنکھ کھلی اُسنے
دیکھا کہ ایک گنبد فلک فرسا تعمیر بصد تزئین ہے معلوم ہوتا ہے کہ قصر بہشت برین ہے نردبان فکر
رسا رو برو اُسکی رفعت کے کوتاہ ہے سایبان چرخ اُسکے دامن مین پوشیدہ ہے جواہر مرصع کار
مینا کیا ہوا سقف و ستون مین لگا ہے شیشہ آلات فرش میز و کرسی و دنگل سے آراستہ ہے گھنٹے ہزارون
لگے ہین ہزارون ساحر دست بستہ روبرے تخت شاہنشاہی حاضر ہین حیرت بھی پہلو
مین جلوہ گر ہے کہ بمقتضاے نظم

نہانی دران قصر زیبندہ دید	بہشتی سراے فریبندہ دید
پراز حور آراستہ چون بہشت	بہشت زمین گشت عنبر سرشت
زبس گوہرین گوش گردن کشان	شدہ چشم بینندہ گوہر فشان
زتابندہ یاقوت درخشندہ لعل	خرامندہ را آتشین گشت نعل

گمرگان و دریا بہم تاختند
ہمہ جوہر این جا بر انداختند

عمرو ہوشیار ہوتے ہی سامنے تخت شاہنشاہی کے آیا اور بادب تمام رسم سلام بجالاکر دعا و ثنائے بادشاہی نہایت فصاحت سے ادا کرنے لگا کہ نظم

نخستین ثنائے جہاندار گفت
کہ بادا جہاندار با کام جفت

انوشہ منش باد سالار دہر
زنوشین جہان باد بسیار بہر

سر سرکشش از شادی افراختہ
سر خصم در پایش انداختہ

سر تخت جمشید جائے تو باد
سر یر سران خاک پائے تو باد

نہ پیچد کسے گردن از رای تو
سر ما بہ پایندگہ پائے تو

ای شہریار گردون وقار آپ کے ملازم آپ ہی سحر کرتے ہین اور آپ ہی رد اُسکو نہین کر سکتے یہ کہکر اپنے جھولے سے سحر کے ایک کوزۂ آب نکال کر دکھلانے کی راہ سے کچھ سحر پڑھ کر پھونکا اور چھینٹا مصور اور اس کی بی بی کے منھ پر دیا کہ دونون کی آنکھ کھلی اور اُٹھ کر سامنے شہنشاہ ساحران کو دیکھکر حیرت ناک ہوے کہ ہم یہان کیونکر آئے اُسوقت عمرو نے واویلا مچائی کہ اچھی آپ دعوت کرنے لے چلے تھے کہ گرفتار ہوکر یہان مین آیا آپ نبیرۂ سامری ہین شاید بھینٹ مین میری جان لیجیے گا مصور نے شاہ سے بعد رسم سلام و تعظیم وغیرہ پوچھا کہ ہمکو یہان کون لایا شاہ نے کتاب دیکھ کر بھیجنا آفتاب و مہتاب کا بیان کرکے کہا کہ اِنھین دونون نے سحر سے آپ کو بیہوش کر دیا تھا اور پوشیدہ طور پر سحر کیا تھا ورنہ آپ ایسے معزز بیہوش نہوتے یہ بیان سُنکر مصور نے ہاتھ عمرو کا پکڑ کر سامنے شاہ جادوان کے کہا کہ یہ شخص ہمارا محسن ہے اور تفصیل عمرو کے ہاتھ سے اپنا گرفتار ہونا اور پھر ہوشیار ہوکر دانائے جادو کو پانا بیان کیا شاہ نے یہ جانبازی سُنکر دانائے جادو کو خلعت دیا اور کرسی زرین پر انکو بٹھایا مصور کو مطلق نہ معلوم ہوا کہ اِسی کی گلوریون سے مین بیہوش ہوا تھا بلکہ آفتاب وغیرہ کے سحر سے سمجھا کہ بیہوش ہوا تھا غرضکہ بعد کچھ دیر کے کہا اے شہنشاہ اب مین جاتا ہون اور جنگ آغاز کرتا ہون بادشاہ طلسم نے کہا اے مرشد زادے آپ بیکار تکلیف کرتے ہین مجھے میلا کرنے دیجیے تامل فرمائیے اُسنے کہا آپ کو اختیار ہے مین لشکر مین جاکر ٹھہرتا ہون آپ میلا کیجیے جو کچھ مجھ سے تصویرین کھینچ سکین گی مین بھی کھینچون گا یہ کہکر تخت سحر پر دانائے جادو کو بٹھلاکر مع اپنی بی بی کے روانہ ہوا اور دریائے سحر کے پار آیا مگر عمرو نے

دل مین غور کیا کہ اسکے ساتھ جاؤ گے ایسا ہو کر وہان عیاری کرنے مین عرصہ ہوا اور شاہ طلسم میلا شروع کرے اور بمشے بچاؤ کی تدبیر ہو سکے بہتر یہ ہے کہ تم بھی چل کر کوئی فکر معقول کرو یہ سوچکر مصور سے کہا ذرا تخت اُتارے کہ مجکو پیشاب کی احتیاج ہے اُسنے تخت اوتارا عمرو نے کہا سامنے لشکر دکھائی دیتا ہے آپ تشریف لے چلیے مین حاضر ہوتا ہون مصور بھی سمجھا کہ قبل سے مین جاکر سامان دعوت مہیا کرون اِس خیال سے وعدہ حمتی لیکر آگے روانہ ہوا اور عمرو وہان سے اصلی صورت اپنی بناکر اپنے لشکر مین آیا اور بارگاہ مین پہونچکر کرسی پر متمکن ہوا مہرخ نے حال فتحیابی جنگ اور قتل ہونا جلاد کا بیان کیا اِس مژدہ کو سنکر خوش ہوا پھر اپنی سب کیفیت بیان کی کہ مین گنبد مینا پر بھی ہو آیا اسکی فطرت پر ہر ایک کو حیرت ہوئی آخر شمع رائے روشن کرکے تدبیر اپنے بچاؤ کی میلا ہونے سے سب کرنے لگے اور اودھر مصور نے دانائے جادو کا بہت راستہ دیکھا جب وہ نہ آیا کچھ سحر پڑھا کہ ایک تصویر پتھر کی زمین سے نکلی اُس سے کہا دانائے جادو جہان ہو وہان سے جاکر بلا لا تصویر نے قہقہہ مارا اور کہا وہ تو حضور عمرو عیار تھا اور جملہ کیفیت اُس کی بیان کی مصور کے ہوش اوڑگئے ادہر جلاد کا قتل ہونا جنگ کی کیفیت سنکر بولا کہ مقرر یہ طلسم برباد ہوگا عمر طلسم کی پوری ہوچکی ہے یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ایک پتلا نامہ شاہ طلسم کا لایا اُسکو پڑھا لکھا تھا کہ اے مرشدزادے دانائے جادو ہمین مرد زیرک معلوم ہوتا ہے بعد دعوت کے اُسکو رخصت نہ کرنا ہم اُس کو اپنا ملازم کرکے رتبہ و مرتبہ عطا کرینگے جب یہ مضمون پڑھا خجل ہوکر جواب مین لکھا کہ دانائے جادو عمرو عیار تھا یہ نامہ جب پتلا شاہ طلسم کے پاس لے گیا اور اُسنے بھی کتاب سامری دیکھ کر سارا حال دریافت کرکے کہا افسوس کیا کیا ذلتین یہ نا عیار دیتا ہے اور ہم لوگون کو اندھا بناکر آنکھون مین خاک ڈالتا ہے خیر اب اے حیرت تم جاؤ اور انگشتری جمشید لاؤ کہ مین میلا کرکے ایک متنفس کو بھی ان مین سے باقی و زندہ نہ رکھون حیرت یہ حکم شاہ سنکر انگشتری لانے کی فکر مین مصروف ہوئی

داستان خاتمہ جلد اول نامہ آنا لقا کا پاس افراسیاب کے اور جانا مدد کو پیکان جادو کا اور مقابلہ لشکر اسلام سے کرنا اور عیاران لشکر کا عیاریان کرنا اور لشکر مہرخ پر ہوشیار بن اژدر سوار جادو کا تاخت

لانا اور قتل کرنا اُسکو عمرو کا پھر لانا حیرت کا انگشتری جمشید افراسیاب کی بوٹیان چڑھا کر پنجہ جمشید کو اور میلا ہونا چاہ زمرد پر اور جمع ہونا جملہ ساحران طلسم کا میلے مین اور گرفتار ہو جانا سب لشکر مہرخ کا اور چھڑانا عمرو کا عیاری کرکے اور لوٹنا میلے کو پھر بھاگنا مہرخ کا اور تعاقب کرنا افراسیاب کا پھر دھوکا دیکر شبخون مارنا مہرخ کا اور پھر تعاقب کرنا افراسیاب کا اور بھاگنا مہرخ کا آخر آنے سے عشاق جادو کے پناہ پانا اور جانا عمرو و مخمور کا طلسم نور افشان مین طلسمی عجائبات دیکھتے ہوے پاس کوکب روشنضمیر کے لمؤلفہ

ساقی ہون مین تیرے در کا بندہ — بار احسان سے سرافگندہ
ساقی غفلت شعاری کب تک — رندون کو امیدواری کبتک
کر آتش مے کو تیز تر جلد — ساقی بطِ مے کے کھول پر جلد
بوتل کا اڑا دے کاگ ساقی — اس دل کی بجھا دے آگ ساقی
کہسار سے ابر پھر گھر آئے — میخانے مین بادہ کش پھر آئے
اس سال ہے میکشون کا میلا — رندون کا ہے ہر جگہ یہ جلسا
پھر بادہ کشون کے جمگھٹے ہین — میخانے مین رند پھر ڈٹے ہین
میلا نئے رنگ کا ہے ساقی — جلسا نئے ڈھنگ کا ہے ساقی
دوکانین شراب کی لگی ہین — کیا دل کو سرور دے رہی ہین
ہر سمت ہین مہوشون کے جمگھٹ — ہر جا ہین تماش بینون کے ٹھٹ
ہنگامۂ عیش ہر طرف ہے — میخانے مین بجتے ہین دف و نے
شیشے مے سرخ کے چنے ہین — سیخون پہ کباب بھن رہے ہین
ہے باغ کھلا ہوا ہر اک سو — شمشاد قدون مین گل کی ہے بو
ہین جام برنگ لالۂ و گل — بلبل کی صدا ہے شور قلقل
ہین جھومتے مست انجمن مین — جیسے جھومین شجر چمن مین

صراف برنگ گل ہین زردار — پھولون کی طرح چنے ہین دینار
یون دانۂ لعل و دُر ہین پرنور — جس طرح چمن مین تاک انگور
اسباب دکانون مین دھرا ہے — گویا کہ چمن ہرا بھرا ہے
ساقی موسم بہار کا ہے — غنچہ زر گل لُٹا رہا ہے
ق
ہے سوسن دو زبان سے جو لاگ — بھڑکی ہے چمن مین رشک کی آگ
صد برگ نے سیکڑا لیا ہے — اِس بات پر اپنی جسم گیا ہے
سوسن جو اُٹھائے دس تو مین سو — ہیٹی نہ ہو بات ہے یہی تو
اُٹھ جائین سئو تو پھر ہزارا — توڑا اپنا لٹا دے سارا
مجکو بھی پلادے بادہ ساقی — لکھون وہ فسانہ جو ہے باقی
دکھلاؤن بہار باغ نیرنگ — ہے شاہ طلسم سے مجھے جنگ
ہو نشۂ مے سمند چالاک — پامال کرے عدو کا ادراک
دریاے لہو کی ہو روانی — یا دورۂ جام ارغوانی
بدلی جو ہو آنکھ محتسب کی — ہر بادہ کش اُسکو سمجھے بدلی
پیشانی مین چین اگر وہ ڈالے — میخوار اُسے موج بحر جانے
بجلی کی طرح جو چمکے تلوار — سمجھین کہ ہے موج بحر زخار
آنکھون مین ہو ڈھال کی سیاہی — سمجھین کہ گھٹا ہے گھر کے آئی
گلہاے دہان زخم خندان — پھولون کے نظر پڑین خیابان
ہون نشۂ مے مین اسقدر چور — سمجھین لب تیغ عارض حور
اے جاہ یہ جوش طبع تا کے — مشتاق فسانہ ہے انجمن ہے
زینت دہ انجمن ہو تم جاہ — لکھو پھر داستانِ دلخواہ
از موبد کہنہ این حکایت — آراستہ شد بدین روایت

طلسم سازان نیرنگی بیان و نیرنگ طرازان رنگین داستان جالسان جلسۂ افسانہ طرازی و جمع کنندگان مجمع عبدہ پردازی ہنزاران زیب و زینت مشتاقان کلام دلچسپ کا یون جلسہ جاتے ہین اور تماشاگاہ سخن مین بدستیاری خامۂ جادو نگار ارباب سیر کو اِس طرح میلا دکھلاتے ہین کہ جب حیرت پُر کدورت حسب الحکم افراسیاب بے حجاب عازم ہوا

کے واسطے لینے انگشتری جمشید کے جاؤن ہنوز روانہ نہوئی تھی کہ پنجہ سحر نامہ لقا لایا شاہ طلسم
نے سر پر رکھا آنکھون سے لگایا پھر کھول کر پڑھا لکھا تھا کہ اے بندۂ خاص ہمارے ہمین خدا
پرستون اور عیارون نے بہت تنگ کیا ہے اور تو ہماری خبر نہین لیتا ہے ہمنے اٹھارہ ہزار ملک
باختر تیرے نام ہونے کے واسطے چھوڑنے کہ سب بندے مغضوب تیرے ہی ہاتھ سے
قتل ہون فی الجملہ کسی ساحر زبردست کو جلد اِس طرف بھیج ورنہ ہم تجھسے ناراض ہوکر اور
سمت کو چلے جائینگے اِس مضمون کو پڑھ کر افراسیاب نے سحر پڑھا کہ کچھ عرصہ مین آندھی
آئی اور بگولے کے مانند ایک ساحر زرد رو سیہ قلب اُڑتا ہوا سامنے شاہ طلسم کے آیا تسلیم کی
نذر دی ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا شہنشاہ ساحران نے اُس سے ارشاد کیا کہ اے پیکان جادو
تم بہر مدد خداوند جاؤ لیکن طلسم مین میلا ہونے کو ہے اِتنا جلد دشمنان خداوند کو ہلاک کرنا
کہ میلے مین آکر شریک ہونا پیکان یہ حکم سُنتے ہی فورًا ابھر کر اپنے مقام پر آیا اور بارہ ہزار
ساحر ہمراہ لیکر چلا یہ تو اِسطرف سے روانہ ہوا لشکر امیر کا حال سُنیے کہ جمہور جہان سوز
ترتوسی شہنشاہ تبرزن پسر خواندہ امیر نے اجازت شکار کی امیر سے لیکر سامان
صید افگنی فراہم ہونے کا حکم دیا اُسی وقت سے باز تیز پرواز و طائران جانستان مرغان
لوگ لے کر حاضر ہوے اور صیادان عقا شکار جانوران شکاری کو سامنے لائے و
قراول اور بیلیے چیتے اور کتون کو لے کر روانہ ہوے یہ سامان اِس وقت سے کہ دام دار
فلک نے مرغ زرین بال مہر کو رشتہ ظلمت شب مین گرفتار کیا اور قفس مغرب مین لیجا کر
بند فرمایا ہوا کیا کہ نظم

شب آہنگ چون برزواز کوہ دود	برآہنگ شب مرغ دستان نمود
برآویخت ہندوے چرخ از کمر	بہاروی شہ جرسہاے زر

آخر کار وہ وقت آیا کہ بیضۂ خورشید بطن زاغ شب سے نکلا اور دام کہکشان کو صیاد
روزگار نے لپیٹ کر دانہ انجم اٹھالیا کہ نظم

چو صبح از دمِ گرگ برزد زبان	بخفتن درآمد سگ و پاسبان
خروس عنودہ فرد کوفت بال	دُہل زن بزد بر تبیرہ دوال

صبح کو نماز پڑھ کر شاہزادہ سوار ہوا اسپ صرصر تک کو پو قدمی پہ لگائے دشت نزہت
افزا کی سیر کرتا اور صناعی نیرنگ طراز قدرت کی دیکھتا روانہ تھا تا اینکہ چراگاہ وحشیان کے

متصل پہونچکر صید افگن ہوا اور جانوران پرندسے آشیانہ دہر اور مرغزار دنیا کو خالی کیا نظم

دران دشت از صدای طبلک باز	ہمہ مرغان صید افگن بہ پرواز
زیکسو جرہ بازان سبک خیز	بخون صید کردہ جنگ را تیز
وزان جانب دگر شاہین بتاراج	ربودہ نقد جان از کبک و دراج

جب طائران دشت سے گردون پُر ہوے اور روے گردون خالی نظر آیا اوس وقت کے عنان توسن خوش خرام کو شکار گور و گوزن کی جانب منعطف فرمایا ناگاہ ایک ارنا بھاگا ہوا اُسکی زد پر آیا تیر اُسپر مارا مگر تیر کھاکر وہ بھاگا گھوڑا اوسکا قب مین اٹھایا کچھ دور گیا تھا کہ سامنے سے ایک سوار مرکب باد رفتار پر سوار ہوا ترکش مصری باندھے اور کمان کیانی مین تیر دل دوز جوڑے پیدا ہوا شہزادے نے کہا اے جوان یہ شکار ہے جو دہ میرا ہے اِسکو صید نہ کرنا اُس خطاکردار نے کہنا اِس صیاد طائر صواب کا نہ سنا اور تیر اُرنے پر مارا کہ وہ گرا شہزادہ بھی قریب اُس کے گیا اور گویا ہوا کہ اے بہادر شیوۂ مردانگی کے خلاف تو نے کیا کہ باوجود ممانعت بھی پراے صید پر دست انداز ہوا اُس سوار نے کہا اے اجل رسیدہ یہ بیابان اور سرحد میری ہے تو کون ہے جو منع کرتا ہے اور یہان شکار کھیلنے کس ذریعے سے آیا ہے بہتر یہ ہے کہ سیدھا کان دبائے اپنی راہ لے ورنہ شکار شہباز اجل ہوگا اور طائر روح دام ہلاک مین پھنسے گا مین غلام خونخوار شراب خوار کوہی کا ہون کہ جو اِس دشت کا مالک ہے اور ملازم سلیمان عنبر مین مو ہے بڑا جرار ہے مرد میدان کارزار ہے جمہور نے یہ کلمات درشت سُنکر حلم کو کام فرمایا اور تیر اپنا اُرنے کے جسم سے نکال کر پھرنے کا ارادہ کیا مگر اُس سوار غلام نے تیر جو دیکھا دل کو اپنے نشانہ تیر قضا بنایا شہزادے سے کہا کہ یہ تیر میرے بہت پسند ہے لا مجھے دے اور تو اپنی راہ لے شہزادے نے فرمایا کہ ہر چند ہم ملک گیر اور کشورستان ہین مگر تاہم تیرے کہنے سے چلے جانے پر آمادہ ہین کیونکہ اول عجز کرنا طریقہ بہادران دوران ہے اب تو تیر ہمسے طلب کرتا ہے اور ہتھیار چھنوا دینا پیشہ نامردان ہے حاصل کلام یہ کہ اپنے اوپر رحم کھاکر مجھسے آویزش نکر اپنی راہ لے ورنہ مارا جائیگا بیت

رہا کن رہے کان زیان آورد	زہ بد خلل در کمان آورد

اُس خاطی نے ایک بھی سخن صواب نہ سنا اور تیغ کھینچ کر حملہ آور ہوا شہزادے نے وار اُسکا رد کرکے نعرہ کیا کہ

سمِ جمہور شاہنشاہ قرطوس کرلستا نیم روس و تلج کاؤس

اور تلوار خارا شگاف نیام سے لے کر اُس بیحیا نے شمشیر جانستان کے جوہر برق خرمن ہستی سوز دیکھ کر عنان مرکب پھیری اور راہ فرار اختیار کی کہ فرد

قلم کرد گوش و علم کرد دُم با اصطبل رو کرد و افگندہ سُم

شہزادے نے للکار کر فرمایا کہ اب مین شکار ہاتھ سے کب جانے دیتا ہون اور عقب اُسکے چار ہزار سوار ملازم اُسکے پیچھے بجستجو کنان آتے تھے اُنکو اُسنے حکم دیا کہ اِس بے ادب کو گھیر کر مارو وہ سوار شہزادے پر حملہ آور ہوے اِس نہنگ بحر تہور و جلادت نے اُس بحر فوج مین غوطہ زنی فرمائی کہ بمقتضاے نظم

دو دست آوریدہ بکوشش چو ون بہر دست شمشیر الماس گون
بہر جا کہ بازو برافراختی سر خصم در پایش انداختی
دو دستی چنان میگذارید تیغ کہ و خصم جان را نیامد دریغ
چو بر فرق پیل آمدی خنجرش فرو ریختی زیر پایش سرش
چو شیرے کہ آتش زدم بر زند دم مادیان را بہم بر زند

فوج جمہور کی جو پیچھے رہ گئی تھی اُسوقت آکر پہونچی اور اپنے مالک کو سرگرم پیکار دیکھ کر لڑنے لگی ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا اور عین سرگرمی جدال و قتال مین صفون کو طے کرکے شہزادہ قریب اپنے عدو کے پہونچا اُسنے بناچاری تلوار ماری رد کرکے شہزادے نے ہاتھ مارا کہ ورع راکب و مرکب کے چار پر کالے ہوے طالب تیر خود آیا جگاہ خدنگ قضا ہوا لشکری اُسکے سب مارے گئے تھے چند مردان کار آزمودہ لاش اُسکی اُٹھا کر بھاگے شہزادہ شکار کھیل کر معاودت فرما ہوا اور لشکر مین پہونچکر غسل فرما کر لباس تو زیب بر کرکے بارگاہ مین آیا ہمراہیون نے کمر کھولی آسودہ ہوے جمہور بھی دست چپ مین جاگزین ہوا ناچ دیکھنے لگا امیر سے کچھ ماجرا حرب و ضرب بیان نہ کیا مگر لاش اُس غلام کی جب خونخوار کوہی کے پاس پہونچی اور اُسنے سب کیفیت جنگ سُنی آگ ہوگیا اور اُسی وقت اسّی ہزار کوہی کو حکم دیا کہ جلد تیاری کرو اور خدمت خداوند مین چلو بموجب حکم لشکر درست ہو کر طبل سفر بجا کر چلا اور یہ بھی بکرّ و فرّ تمام مرکب تازی نژاد پر سوار ہو کر راہی ہوا کہ بمقتضاے ابیات

بجنبید جنبیدن باشکوہ چو از زلزلہ کالبدہاے کوہ

رسید ند لشکر بہ لشکر فراز زمانہ در کینہ بکشاد باز
در آمد بغرید ن آواز کوس فلک بر دہان دہل دادہ بوس

راہ مین عرضی تحریر کرکے اور اُس مین سب حقیقت قتل ہونے اپنے غلام کی مندرج فرماکر خدمت لقا مین بھیجی جب وہ عریضہ ملاحظہ مین گذرا لقا نے خوش ہوکر استقبال کے لیے جوانان خنجر گذار کو بھیجا لیکن جو اسیسان لشکر امیر یہان لگے ہوے تھے عرضی کے مضمون پر اطلاع پاکر خدمت شاہ اسلام مین گئے اور سب کیفیت معرض بیان مین لائے امیر نے حال سنکر جمہور سے فرمایا کہ اے فرزند تمنے اِس لڑائی کا حال ہم سے مطلق ذکر نہ کیا جمہور نے عرض کی کہ کیا جز مقدمہ آپ سے بیان کرتا آخر جو کچھ مین نے کیا تھا وہ آپ ہی ظاہر ہو گیا یہان تو یہ ذکر تھا اُدھر سے سردار استقبال کرکے خونخوار کو لائے لشکر نے اوسکے داخلہ کرکے خیمہ و خرگاہ نصب کیے وہ بارگاہ مین سامنے لقا کے آیا سجدہ کیا نذر دی خلعت پایا بیٹھ کر شغل می نوشی مین مصروف ہوا جام بلورین گردش مین تھا رقاص مجرا کر رہے تھے دن بھر تو شغل و طرب رہا جسوقت کہ فرہاد وار ماہ منیر تیشہ نور لے کر بہر تراوش کوہ ظلمت شب بے ستون چرخ پر آیا اور خسرو خاور پشت کوہستان کی طرف جاکر روپوش ہوا کہ نظم

چو گوہر برآمود زنگی بتاج شہ چین فرود آمد از تخت عاج
مہ روشن از تیرہ شب تافتہ چو آئینہ روشنی یافتہ

خونخوار کے حکم سے لشکر مین کوہیون اور لقا کے طبل جنگ بجا ہرکارے دوان دوان خدمت شاہ گیتی ستان مین حاضر ہوکر عرض پیرا ہوے کہ نظم

کہ سر سبز باد آن ہمایون درخت کہ نامش بلند ست و نیروش سخت
بتاج و بہ تختش جہان تازہ باد سرِ خصم او تاج دروازہ باد

اس شب کو لشکر بیدینان مین طبل جنگ بجا ہے کل ہر ایک عازم وشت و غا ہے امیر نے یہ خبر سنکر حسب فرمان قضا جریان شہنشاہ دوران حکم نواخت طبل جنگ پاکر چالاک نے نقارخانہ مین جاکر طبل سکندری پر چوب لگائی کہ جسکی صدا چونسٹھ کوس تک گئی گویا دنیا ہل گئی کہ نظم

بغرید کوس از درِ شہریار جہان شد ز بانگ جرس بیقرار
بہ تیرہ بغریدن آمد چو ابر بغرید ہر سو چو بانگ ہزبر

بہادرون مین سامان حرب کی درستی ہونے لگی لیکن سرہنگ تیز رفتار عیار

لشکر عدو مین بہر دستبرد بہ شکل مبدل گیا خونخوار طبل جنگ بجوا کر اپنی بارگاہ مین برائے انتظام لشکر دربار خداوند مین سے اُٹھ کر آیا عیار اُسوقت ایک چوبدار کی صورت بنکر پاس اُس کے گیا اور گویا ہوا کہ چلیے سرکار مین آپ کی یاد ہو رہی ہے اُسنے کہا مین ابھی وہان سے آتا ہون عیار بولا کہ کار ضروری ہے بتاکید خداوند نے کہدیا ہے کہ بلاؤ خونخوار از بسکہ یہان کا رہنے والا نہین ہے جو چوبدار کو پہچانتا کہ یہ ملازم خداوند ہے یا نہین پس ساتھ ہو لیا جب راہ مین کوئی مقام تنہائی ملا عیار نے حباب بیہوشی منھ پر مار کر بیہوش کر کے پشتارہ مثل گٹھری کے باندھا اور رات کا تو وقت تھا ہی اُٹھتا بیٹھتا سامنے امیر کے آیا شاہ نے ہنوز دربار برخاست نہ فرمایا تھا کہ اِس نے پشتارہ لا کر سامنے رکھدیا اور سارا ماجرا بیان کیا امیر نے فرمایا کہ اِس کو ہوشیار کرو شاید میرے سمجھانے سے راہ راست پر آجاوے عیار نے فلیتہ دفع بیہوشی دیا کہ اِس کی آنکھ کھلی ایکبار چاہا کہ اُٹھ بیٹھون کمند مین مضبوط بندھا تھا اُٹھ نہ سکا اُسوقت تو آنکھ کھول کر اچھی طرح دیکھا کہ مین کہان آیا ہون جب بغور نگاہ کی ایک بارگاہ رفیع کو دیکھا۔ نظم

یکے تخت زر دید چون آفتاب
درو چشمہ در چو دریائے آب

غلامان گل چہرہ و دلربائے
کمر در کمر گرد تختش بپائے

ز روم و زایران و از چین و زنگ
سلاطین صفہا کشیدند تنگ ✤

بہ مے مجلس و چہرہ آراستہ
ز روئے جہان گرد برخاستہ

مے و مجلس شہ بآواز چنگ
بہ رخسار گیتی در آورد رنگ

ہر چند کہ رعب غالب تھا مگر دل کڑا کر کے پکارا کہ یا امیر خوب عیار کے بھروسے پر آپ لڑتے ہین اور ہر ایک کو ذلیل و زبون گرفتار کرا کے کرتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ مین قسم اپنے دین و آئین کی کھاتا ہون کہ مین نے عیار کو تیری گرفتاری کے لیے نہین بھیجا اور اب جو تو آگیا ہے تو اے بہادر تیری آبرو مین سر مو فرق نہ آئے گا بیا بیا کرم کر دی ؂ کہہ کر چاہا کہ کمند کھلوانے کو کہون اُسنے زور کر کے کمند توڑ ڈالی امیر نے اُٹھ کر گلے سے لگایا برابر اپنے کرسی دی نہایت خاطرداری کی کہ وہ اخلاق امیر اور جاہ و جلال شاہ اسلام دیکھ کر دنگ ہو گیا دل سے کہتا تھا کہ اطاعت کرنا ایسے شاہ فرخندہ بخت کی سزاوار ہے جس کا مطیع گردون دوار ہے لیکن از راہ نخوت اُٹھ کھڑا ہوا کہ یا امیر مین رخصت ہوتا ہون امیر نے ایک خلعت پُر از گوہر اور اسپ بازین زر عنایت فرمایا کہ سوار ہو کر یہ بارگاہ لقا مین گیا

اور امیر کو سخن ہاے پسندیدہ یاد کیا بڑی تعریف کی یہ ماجرا سنکر بختیارک نے کہا کہ اب تمھارا رنگ بدرنگ ہے آدھے مسلمان ہو آئے اب کل اُسی بارگاہ مین تم بیٹھو گے خونخوار سنکر خاموش ہو رہا ادہر بادشاہ اسلام نے دربار برخاست فرمایا سردار آکر سامان جدال کرنے لگے رات بھر دلاوران عرصۂ جلادت مین تیاری رہی اسلحے کی چقاچاق سے گنبد گردان کو گردش تھی اسی درستی مین جوسے شیر تنویر آفتاب کوہ خاور سے جاری ہوئی اور گرہ شب کے سامنے شیرین نے نقاب رخ روشن سے اُلٹی نظم

	چو گیتے در روشنی باز کرد	جہان بازیِ دیگر آغاز کرد	
	بآتش بدل گشت مشت شرار	کلیجہ شد آن سیم گاو رس وار	

لشکر جانبین سے گروہ گروہ کروہ وادگاہ مصاف مین برآمد ہوے سرداران اسلام اور امیر عالی مقام بعد اداے فریضۂ نماز سحر در دولت شاہ عالی جاہ پر حاضر ہوے بادشاہ بھی مشتاق رزم تھے بہت سویرے برآمد ہوے سرداروں کا مجرا اور سلام ہوا سواری حضور عالم کی سمت جنگاہ روانہ ہوئی وہ بادبہاری کا ہجوم قدم بقدم آگے بڑھنا اور رسالون کا پلٹنون کا سامنے سے گذرنا نسیم سحری کا فرفر چلنا باجون کا بجنا ڈنکے کی صدا عجب سامان حیرت افزا تھا کہ ایسے سہانے وقت مین جوانان نوخاستہ سلح سنجوگ سے مثل زیور عروس شجاعت کے مزین تھے اور حجلہ طاعت الہ سے جلوہ گر ہو کر مہد زرین خانہ زین کو منور کیے تھے بہارگلزار بھی شجاعت دیکھنے نکلے تھے نظم

	درآمد بجنبش دو لشکر چو کوہ	گران جنبش آمد جہانے ستوہ	
	فریدون نسب شاہ بہمن نژاد	چو برخاست از اول بامداد	
	ہمہ ساز لشکر بہ ترتیب جنگ	برآراست از جبہہ تیر و خدنگ	
	غبار زمین بر ہوا راہ بست	عنان سلامت برون شد ز دست	
	ز بس گرد بر تارک و ترک زین	زمین آسمان آسمان شد زمین	

میدان نبرد مین پہونچا صف آرا ہوے اُدھر سے لقا اور خونخوار با فوج بیشمار وجرار آئے رن کی زمین دہلنے لگی صفین جم گئین نقیب نقابت کرنے لگے گرد کیت کرد کا کھرے تھے خونخوار گینڈے کو کچک مار کر میدان مین آکر سلح شوری دکھانے لگا آکر للکارکر مبارز خواہ ہوا جمہور دست چپ سے مرکب اوڑا کر سامنے شاہ کے آیا اجازت حرب چاہی خلعت رخصت پایا جاکر

حریف سے ہٹنگا و رہوا گینڈا اُسکا سات قدم ٹھوکر کھا کر ہٹ گیا تین قدم گھوڑا شہزادے کا پیچھے
سرکا دونون برچھے اُٹھا کر مرکب رانون مین مسلتے ہوئے مقابل ہوئے اور نیزہ بازی آغاز
ہوئی ڈانڈا مینڈی پڑ گئی سنان پر سنان بنان پر بنان بجنے لگی جب تین سو ساٹھ طعن رد و
بدل ہوئین حمہور نے بند صاحبقرانی باندھ کر مرکب اوڑایا کہ یہ بند حریف سے کُھل سکا اور
نیزہ کسی طرح نہ سنبھلا ہاتھ سے چھوٹ کر دور گرا خونخوار کے نیزہ نہ نکلا گویا سینے کے پار نکل
گیا تیغۂ آبدار کھینچ کر کمر کو بتلا کر سر پر مارا شہزادے نے سپر کو چہرۂ پر نور پر لیا اور تلوار کو رد کر کے
تیغہ اپنا نیام سے لیا اور فرمایا کہ نوبت تو گذشت نوبت مار سید یہ کہہ کر ہاتھ مارا اُسنے تلوار پا بڑھ
وار دیکھ کر سپر سامنے کی اور اپنے تئین کفل کر گردن پر پہونچایا شہزادے کا تیغہ سپر کاٹ کر
چار انگل کا زخم سر پر دیتا ہوا گینڈے کی گردن پر گرا کہ گردن اُسکی قلم ہوئی خونخوار
پانوٗن جما کر کودا اور شمشیر تول کر چلا کہ ایک ہی کڑک مین پانوٗن مرکب شہزادے کے اُڑادون
شہزادہ فی الفور جست کر کے گھوڑے کے آگے آگیا اُسنے تلوار پھینک کر چاہا کہ لپٹ جاؤن
اِس طرف سے شہزادہ بھی چلا تھا کہ نوبت و نقارے کی صدا فلک کی طرف سے آئی اور
باد و برق و رعد سے فیلان آتشین پر ساحران غدار سوار ظاہر ہوئے خونخوار از بسکہ زخمی بھی
ہو چکا تھا اِنکے آنے سے ٹھہر گیا سامان سواری دونون بہادر دیکھنے لگے بارہ ہزار سوار ساحر
رال اُڑاتے سحر کی نیرنگیان دکھاتے اور آگے سب کے پیکان جادو فرستادہ کہ
شاہ جادوان بصورت مہیب اژدر دمان پر سوار آکر پہونچا اور خداوند کو سجدہ کیا عرض پیرا
ہوا کہ طبل بازگشت بجوائیے مین کسل سفر سے آسودہ ہولون تو اِن خدا پرستون کا خاتمہ
کر دون لقا نے دیکھا کہ خونخوار زخمی ہو چکا ہے لڑائی بن نہ پڑیگی یہ سوچکر پکارا کہ تقدیر
اگر نیز خداوند نے کی فوج میدان سے مراجعت کرے بموجب حکم لشکر مین طبل بازگشت بجا
خونخوار مقابلہ شہزادۂ فیروزمند سے پھر آیا امیر بھی ناچار نقارۂ آسایش بجوا کر معاودت
فرما ہوئے لشکر خیمہ گاہ پر آکر آسودہ ہوئے فوج ساحران نے بھی خیام و بارگاہ نصب کیے امیر
نے شب کا دربار شاہ سے معاف کرا لیا بادشاہ داخل شبستان ہوئے سردار بارگاہون
مین آرام پذیر ہوئے اِدھر پیکان دربار لقا مین بیٹھ کر ناچ دیکھنے لگا اور حال لشکر امیر
کا پوچھا بختیارک نے ابتدا سے انتہا تک سب بیان کیا یہ باتین یہان ہوتی ہین مگر ایک
جملہ اور سُنیے کہ افراسیاب جب پیکان کو بھیج چکا حیرت عازم ہوئی کہ انگشتری جمشید کی

لینے جاؤن شاہ نے فرمایا کہ ذرا ٹھہر جاؤ اور دبیر کو حکم دیا کہ دو نامے تحریر کر ایک بنام ملکہ
افشان جادو اور دوسرا بنام ہوشیار ابن اژدر سوار جادو دونون مین مضمون یہ
ہو کہ بہر مدد خداوند سمت عقیق کو جاؤ اور وہان نہ جاؤ تو میرے پاس حاضر ہو کہ ملکہ حیرت
حجرۂ ہفت بلاے طلسم کی طرف انگوٹھی لینے جاتی ہین تا آنے ملکہ موصوف کے تم لوگ
باغیون سے مقابلہ کرو منشی نے حسب ارشاد توقیع وقیع ترقیم کیے شہنشاہ نے دو ساحر
بلا کر نامے دیے کہ ہوشیار ظلمات مین رہتا ہے ایک شخص اودہر جائے اور ایک شخص دہنہ
طلسم پر کہ جہان سے لشکر خداوند بہت قریب ہے جائے کہ ملکہ افشان شہر افشانیہ کی مالک
وہین رہتی ہین خلاصہ کلام دونون ساحر نامے لے کر مقامات مذکورہ پر گئے اور نامے دیکر
جواب لیے ہوشیار نے تو لکہا کہ مین آپکی خدمت مین حاضر ہوتا ہون اور افشان نے تحریر
کیا کہ کنیز خداوند سے بہت قریب ہے اگر خداوند بعزت تمام مجکو طلب فرمائین تو مین جاؤن
اور بغیر کسی ذی عزت کے بلانے آنے سے مین نہ جاؤن گی نامہ دار جب دونون عرضیان
شاہ جادوان پاس لائے اُسنے پڑہا افشان کے عذر پر غصہ آیا تہا مگر وہ عزیزدار ملکہ شرارہ
جادو جو اول مین عمرو کے ہاتھ سے بقدمہ گرفتاری بدیع الزمان قتل ہو چکی ہے تہی
اِس باعث سے بادشاہ کی بہی عزیز اور بزرگ ہے شاہ طلسم غصہ کو ضبط کر کے ٹہرا کچھ
سوچکر عرضی خداوند کو لکہی کہ یا خداوند قریب وہان طلسم شہر افشانیہ ہے اور وہان کی حاکم
ملکہ افشان جادو ہے آپ شیطان کو بہیجکر بآبروے تمام بلا لیجیے کیونکہ اُسنے بہی عذر آپ
پاس آنے مین کیا ہے غرضکہ عرضی دیکر انہین دونون ساحرون کو جو نامے لے کر گئے تہے
خداوند پاس بہیجا ساحر دریا سے اُتر کر جب طلسم ظاہر مین آئے باہم مصلحت پذیر ہوے کہ ذرا
لشکر شہرخ کو دیکہتے چلین اور زمین پر اُتر کے سیر کنان پیدل چلے عمرو بارگاہ مین مشورہ
میلے کے شر سے بچنے کا کر رہا تہا یکایک اُٹھ کر باہر آیا کہ دیکہون لشکر حریف مین اب کیا
بند و بست ہے اتفاقاً باہر جب آیا دو ساحرون کو ایک سمت لشکر سے نکل کر جاتے دیکہا یہ بہی
اُنکے پیچھے چلا اور ایک جگہ ٹہر کر صورت ساحر کی ایسی بنا وہ کچھ دور ہی گئے تہے کہ صحرا مین
اُنکے پاس پہونچکر باہم صاحب سلامت کر کے گویا ہوا کہ آپ کو یا تو دربار شاہ جادوان مین
دیکہا تہا یا آج دیکہا فرمائیے کہان کا عزم کیا اُن دونون نے اپنی طرف کا ساحر اسکو سمجھ کر
سارا ماجرا بیان کیا اِسنے سب کیفیت عرضی نامے وغیرہ کی سُنکر کہا کہ بعد مدت آپسے ملاقات

ہوئی ہے میرے غریب خانے پر تشریف لے چلیے ایک آدھ جام شراب پی کر چلے جایئے گا انھون نے ہاتھ باندھ کر کہا مہربانی آپ کی ہمین عرصہ جانے مین ہوگا اُسنے کہا اچھا یہین ٹھہر جایئے میرے پاس ایک گلابی ہے وہی پی لیجیے اسکے اصرار سے وہ ساحر ٹھہرے اور دو دو جام شراب کے پیے بیہوشی آمیز تھی پیتے ہی بیہوش ہو گئے عمرو نے عرضی افراسیاب کی جھولے سے اُنکے نکال کر پھاڑ ڈالی اور اپنے ہاتھ سے عرضی کا یہ مضمون لکھا کہ یا خداوند یہ دونون ساحر بڑے حرامزادے ہین اور نہایت مفتری ہین لیکن مجکو بسبب مروت کے یہان سزا دیتے انکو بن نہین پڑتا آپ کی خدمت مین اسلیے بھیجتا ہون کہ جب یہ وہان پہونچین ناک وکان اِنکے کاٹ کر خوب سی جوتیان لگاکر نکال دیجیے گا اور ایک رقعہ شیطان بختیارک کو لکھا کہ ارے حرامزادے مجھے اتنا زمانہ طلسم مین آئے ہوے ہوا تو نے خراج ریش تراشی کہ میری جوتیان کھانے سے بال جو تیرے سر پر نہین جمتے وہ حجامت کا حق آجتک نہین بھیجا لازم ہے کہ سب روپیہ جمع کرکے رکھ چھوڑنا انشاءاللہ بعد فتح طلسم مابدولت تشریف لاتے ہین اگر اپنے دام کوڑی کوڑی نہ پائینگے تو تیرا بھی مثل تیرے باپکے ہریسہ پکائینگے غرضکہ جب یہ لکھ چکا عرضی پر مُہر شاہ طلسم کی جو اِسکے پاس مصنوعی بہر عیاری ہے کرکے نیچے عرضی کے لکھ دیا کہ ایک رقعہ بنام شیطان مین نے لکھا تھا شاید یہ ساحر براہ حرمزدگی نہ دین تو آپ تلاشی لے کر چھنوا لیجیے گا اور شیطان اُسکو الگ لیجا کر پڑھین دربار مین نہ پڑھین یہ لکھ کر رقعہ تو ساحرون کی کمر مین باندھ دیا اور عرضی کو جھولے مین رکھ کر اپنا راستہ لیا وہ ساحر بعد کچھ دیر کے ہوشیار ہوے اور سوچے کہ شراب بہت تیز تھی جسکو پی کر بیہوش ہو گئے تھے یا یہ شخص شراب پلانے والا عیار تھا کہ بیہوشی پلا گیا پھر کہا اگر عیار ہوتا تو بیہوش کرچکا تھا مار ڈالتا لوٹ لیتا ہماری سب چیزین موجود ہین یہ کہکر جھولی مین نامہ دیکھا وہ بھی اُسی طرح رکھے پایا کہا سامری کا شکر ہے کہ سب طرح سے خیر ہے چلو اب دیر ہوتی ہے غرضکہ یہان سے اُڑ کر بعد قطع مسافت راہ اُسوقت اگر پہونچے کہ لقا جنگاہ سے پھر کر بارگاہ مین آیا تھا اور ریکان وغیرہ سب بیٹھے تھے مگر بختیارک لشکر ساحران اوترواتے اور خیمون کے نصب کرانے کے انتظام مین تھا کہ ساحرون نے خداوند کو مجرا اور سجدہ کیا عرضی شاہ جادوان کی پیش کی لقا نے پڑھ کر پوچھا کہ کوئی اور بھی رقعہ تمھارے پاس ہے انھون نے کہا نہین لقا نے کہا سچ ہے کہ تم بڑے دغاباز اور بدذات ہو یہ کہکر حکم دیا کہ اِنھین گرفتار

کرو اور جوتیان مارو از بسکہ وہ دونون ساحر تھے جب ایسی بے عزتی اُنھون نے دیکھی سحر کرنے لگے کہ جو گرفتار کرنے چلا بیہوش ہوا لقا نے پیکان سے کہا اے بندۂ قدرت قید کر ان کو پیکان اور اوسکے مطیع سردار ردِ سحر پڑھ کر اُن دونون کے جا کر لپٹ گئے اور از روے بلوہ پکڑ کر سامنے لائے لقا نے کہا ناک اور کان کاٹ کر جوتیان لگاؤ حسب الحکم جلاد دے ناک اور کان کاٹ لیے ہر چند وہ کہا کیے کہ ہم نامہ دار اور بے قصور ہین شاہ طلسم ہمکو عزیز رکھتا ہے افشان کے بلانے کے لیے عرضی آپ کو لکھی ہے لقا نے ایک نہ سنی کہا یہ مکار ہین اور بعد ناک اور کان کاٹنے کے جوتیان اُنپر پڑنے لگین خوب بندھ کر وہ بے شور واویلا جو بلند ہوا بختیارک دوڑ آیا حال پوچھ کر عرضی دیکھی پھر ساحرون کو زد و کوب کرنے سے منع کیا اور اُسنے پوچھا کہ تمکو راہ مین تو کوئی نہین ملا اُنھون نے شراب پینا راہ مین بیان کیا شیطان بولا کہ بیشک رقعہ بھی تمھارے پاس ہوگا یہ کہکر کمر مین تلاش کیا رقعہ ملا پڑھ کر آنکھون سے لگایا اور پکارا کہ اے اوگیدی لقا ہمارے مرشد نے ریش تراشی کا خراج مانگا ہے میرے پاس تو جمع ہے تجکو بھی موجود رکھنا چاہیے دیکھ اُن حضرت نے اِن دونون کے ناک و کان وہان سے کٹوا اُڑا لیے یہ کہکر رقعہ دیا لقا پڑھ کر شرمندہ ہوا اور سمجھا کہ عمرو کا یہ فتور تھا ساحرون کو رہا تو کر دیا مگر بباعث اپنے خداوند ہونے کے کچھ عذر نہ کیا کیونکہ لوگ کہتے خداوند آپ ہی تو پٹواتے ہین اور آپ ہی پھر منت کرتے ہین لہذا جو مشیت خداوند مین گذرا وہی ٹھیک تھا ساحران بینی و گوش بریدہ نالان و گریان سمت طلسم گئے اور یہان پیکان نے پوچھا کہ ملک جی یہ کیا معاملہ تھا اُسنے کہا معاملہ کیا ہے میرے مالک اور پیر و مرشد نے جو کچھ لکھا تھا تعمیل اُسکی ہو گئی اب ریش تراشی کا خراج مانگا ہے وہ مین طلسم مین بھیجدونگا خداوند اگر نہ بھیجینگے جوتیان کھائینگے پیکان نے کہا خداوند سے بڑھ کر اور کون ہے اُسنے کہا وہ بھی کوئی ہین مین نام اُن کا نہ لونگا میرے باپ کا ہریسہ پکا چکے ہین غرض اُس کو ثابت ہوا کہ یہ عمرو کو کہتا ہے بس یہ سمجھ کر گویا ہوا کہ ملک جی توبہ توبہ کرو ایک عیار کو خداوند پر ترجیح دیتے ہو دیکھو مین ایک ساعت مین لشکر خدا پرستان غارت کیے دیتا ہون بختیارک نے کہا بس چپ رہو بہت لاف و گزاف نہ کرو مرشد زادے ہر وقت یہان تشریف رکھتے ہین ایسا نہو کہ تمھارا ابھی فیصلہ کر دین پیکان کو ان باتون سے غصہ آیا اور ایک تیر اپنے ترکش سے نکال کر سحر پڑھ کر فولاد جادو نام اپنے سردار کو دیا کہ اس تیر کو

جا کر پہاڑ پر رکھ کر مُنھ سمت لشکر امیر اُسکا کرکے کہتا کہ اے پیکان بحکم خداوند سامری جدہر تیرا
مُنھ ہے اُس لشکر پر تیر برسین فولاد تیرے کر چلا مگر لشکر ساحران عین جنگاہ مین آیا تھا عیار
سمجھ چکے تھے کہ یہ جو آئے ہین فتور ضرور کرین گے بدین لحاظ صورت بدل کے بارگاہ عدو
مین کھڑے اُنکے عزم کو دریافت کر رہے تھے اُنھون نے سب کیفیت ساحرون کے ناک و
کان کٹنے کی دیکھی اور پیکان کا تیر بھینا بھی دیکھا فولاد کے ساتھ عیار بھی چلے اور باہر بارگاہ
کے آکر سمک عیار تو امیر کے پاس گیا کہ اُنکو اِس حال کی خبر دون تاکہ اسم اعظم پڑھین اور
سردار بارگاہ سلیمانی مین سب چلے جائین کہ سحر کی آفت سے محفوظ رہین فی الجملہ یہ تو اِدہر گیا اور
چالاک بن عمرو فولاد کے ساتھ ہوا اور پاؤن شاطری مار کر اِس سے پہلے کوہ کے قریب
جا کر ایک کھال شیر کی کسوت عیاری سے نکالی اور اپنے جسم پر پہنکر گھنڈیان سینہ پر لگا کر
درہ کوہ مین مخفی منتظر ٹھہرا اِس عرصہ مین فولاد قریب کوہ پہونچا اور چاہا کہ گھاٹیان طے کرکے
پہاڑ پر جاؤن شیر دھڑ دکا مار کر یکایک اِسپر آپڑا یہ بدحواس ہو کر چت گرا اور سحر سارا بھولا فرط
خوف سے بیہوش ہو گیا چالاک اُسکی چھاتی پر اُسی طرح شیر بنا ہوا چڑھا اور مُنھ سے
سفوف بیہوشی پھونکا کہ وہ بسبب زندہ ہونے کے سانس لیتا تھا دماغ مین بیہوشی نے
سرایت کی آپ بالکل بیخبر ہو گیا اِسنے سینے پر سے کود کر کھال اوتاری اور وہ تیر جو سحر کا
تھا جھولے سے نکال لیا اور بجائے اُسکے ویسا ہی تیر رکھ دیا آپ درۂ کوہ مین جا کر چھپ
رہا کچھ دیر کے بعد فولاد کی بیہوشی دفع ہوئی ہر چند کہ ہوشیار ہوا مگر وہی خیال پیش نظر تھا
کہ شیر مجھے دبائے بیٹھا ہے اِسوجہ سے گھگی بندھ گئی تا دیر آنکھ بند کیے پڑا رہا جب کسی نے
اُسکو آزار نہ دیا اور طبیعت نے خوف برطرف کیا قوت درّاکہ اور ممیزہ قوی ہوئی اُس
وقت آنکھ کھولی دیکھا شیر نہین ہے بس جان گرامی تو کمال عزیز ہوتی ہے اُٹھ کر بھاگا کہ
ایسا نہو پھر شیر آجائے جب دور نکل گیا چندان حواس درست ہوئے گرد اپنے حصار سحر
کا پڑھا اور دوسری جانب بہت دور نکل گیا تو پہاڑ پر چڑھا اور تیر نکال کر جانب لشکر
امیر رُخ اُسکا کرکے رکھا اور پکارا کہ بحکم سامری تیر لشکر عدو پر برسین اِدہر تو اُسنے تیر رکھا اور
اُدہر چالاک درہ سے نکل کر پہاڑ پر چڑھا اور تیر کا مُنھ جانب لشکر لقا رکھ کر پکارا کہ بحکم
خداوند سامری جدھر تیر کا مُنھ ہے اُس لشکر پر تیر برسین فی الفور لشکر لقا پر ایک ابر آکر
محیط ہوا اور زیر چلے سحر کے اکڑ دبروے ہوا ٹھہرا رہا ہاتھ مین تیر و کمان لیے تھے تیر بھر کمان

مین پیوستہ کرکے تاک تاک کر لشکریون کو مارنے لگے پھر تو بمقتضای بیت

کس نیاموخت علم تیر از من — کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

لشکری غافل شعبدہ بازی چرخ مقوس سے تھے اور کوئی اپنے بستر پر رنڈی سے اختلاط کر رہا تھا اور کوئی شراب پیتا تھا کہین ڈھولک بج رہی تھی ستار کہین چھڑ رہا تھا کوئی خداوند کی عبادت مین تصویر لقا کی سامنے رکھ کر سجدہ وسجود کرتا تھا خلاصہ یہ کہ سب اپنے اپنے کام مین مصروف تھے اور یہ نجانتے تھے کہ ترک فلک کمینگاہ مین ایسی ایسی ہزار آفتین نہان رکھتا ہے کہ یکایک نشانۂ خدنگ دلدوز اجل ہونے لگے اور دس ہزار آدمی ایک ہی بوچھار مین خاک پر گر کر مرغ نیم بسمل کی طرح لوٹنے لگے لشکر ساحران مین اور غیر ساحران مین غریو الحفیظ والامان کا بلند ہوگیا اور از بسکہ لشکر دور تک اُترا ہوا ہے لاکھون آدمی ہے بعض ساحر سمجھے کہ یہ لشکر لقا کی شرارت ہے یہ سمجھ کر تر ہی اور نفیر سحر بجاکر اپنے اپنے خیمون سے نکلکر لشکر لقا پہ جا پڑے یہ بیچارے بھی لڑنے لگے پلٹنین رسالے تیار ہوے بعض لشکری سمجھے کہ امیر شبخون آئے ہین اور پلٹن ونلے جو چلے رسالہ تیار کھڑا تھا اُس سے بڑھ گئے بے پرسش تلوار چلنے لگی گوشت خرد ندان سگ کا نقشہ ہوا غوغا جو مچا پیکان وبختیارک وغیرہ دوڑے دیکھا کہ فلک پر سے تیر برس رہے ہین بختیارک ناچنے لگا اور پکارا کہ صلوٰۃ بر اکرم و لعنت بر لقا اے پیکان دیکھا تو نے مرشدزادے کی کارسازی کہ بمفحوائے بیت

تیرباران بلا سے ہوگئے کشت اپنی سبز — رہ گیا دہقان دعای ابر رحمت مانگتا

وہ نہ ہوا جو تو نے چاہا تھا لشکر حریف پر تیر نہ برسے ہمین پر یہ آفت آئی کہ بمصداق بیت

ابر رحمت سے تو محروم رہی کشت مری — کوئی بجلی ہی فلک تو نے گرائی ہوتی

پیکان نے بہت جلد رد سحر پڑھا اور پھر بھر کامل سحر خوانی کی کہ عرق عرق ہوگیا اُسوقت وہ پتلے غائب ہوئے اور ابر شق ہو کر برطرف ہو گیا مگر اس پہر بھر کے ہی عرصہ مین لاکھون آدمی تیرون سے ہلاک ہوگئے تھے اُب جو تیر پڑنا موقوف ہوے تو لشکر کا باہم لڑنا نہین موقوف تھا اِس بڑے لشکر کو کون روک سکے منھ تیرون کا برستا تھا خنجر آسمان شجاعت مین برنگ ہلال تھے بہادرون کے چہرے خون بھرے ہوئے آفتاب مثال تھے کہ نظم

ز تاب نفس در ہوا بستہ میغ — جہان سوخت از آتش برق تیغ
ز بس عطشہ تیغ بر خون وخاک — دماغ ہوا پُر شد از جان پاک
جگر تاب شد نعرہ ہائے لمعہ — گلوگیر شد حلقہ ہائے کمند

سُمِ بادپایان پولاد نعل	زخون دلیران زمین گرد لعل
ترنگِ کمان ہائے بازوشکن	بسے خلق را بردہ از خویشتن
درفشیدنِ تیغ آئینہ تاب	درخشان تراز چشمۂ آفتاب

یہ غوغا جب بلند ہوا فولاد پہاڑ پر تیر رکھ کر چلا کہ معلوم ہوتا ہے لشکر عدو پر تیر برس رہے ہیں جب اپنے لشکر میں آیا جنگ عظیم برپا دیکھی سمجھا کہ فوج دشمن عاجز ہو کر یہان آگری ہے یہ جانکر لڑنے لگا شعلے آتش کے بلند ہوے شرارے اُڑتے تھے ستارے ٹوٹ کر گرتے تھے یہ شور سنکر لشکر امیر بھی تیار ہوا سردار خیمون سے نکل آئے بادشاہ بھی برآمد ہوے کہ سمک عیار اور چالاک نے آکر بعد ادب سارا ماجرا بیان کیا بادشاہ اور سردار ہنس پڑے اور چالاک کو خلعت فاخرہ عنایت کیا اور فوج کو حکم دیا کہ جب تک یہ ہنگامہ رہے یہان بھی کوئی کمر نہ کھولے فی الجملہ یہان تو یہ انتظام رہا اور اُس طرف لاکھون آدمی مارا گیا جسوقت کہ نسیم سحر بسان خدنگ سینہ ہندوے شب کے پار گذری اور شفق صبح سے زمین خون آلود نظر آئی **نظم**

چو روز دگر مرغ بکشاد بال	تہی شد دماغ سپہر از خیال
بغول سیہ بانگ برزد خروس	درآمد بہ غرّیدن آواز کوس

دم سحر نبرد آزمایان باہم نے ایک دوسرے کو پہچانا اور لڑنا موقوف کیا کمر کھولی خجالت سے سرزانو میں ڈال کر بیٹھے اور بختیارک ہجو ملیح کے طور تعریف پیکان کی کرتا ہوا پھرا کہ آپ کا مثل نہین کیا نایاب سحر آپ نے کیا حضور کی اُسی ہاتھی کی مثل ہوئی جو اپنی فوج کو مارتا ہے واہ مرشدزادے واہ میان پیکان کے کیا چونا آپ نے لگایا سارا جادو کرنا بھلا دیا یہ کہہ کر خداوند سے کہا کہ آپ نے یہ تقدیر کیسی کی لقانے جھلا کر جواب دیا کہ قلم قدرت میرا اسوقت آڑا ہوگیا جدہر قلم چل گیا چل گیا تجھے مشیت مین میری کیا دخل ہے غرض بعد اِس گفت وشنید کے پیکان نے فوج ساحران کا جائزہ لیا سو دو سو زندہ بچے باقی بارہ ہزار کے بارہ ہزار مارے گئے منہ اپنا پیٹ لیا اور افراسیاب کو یہ سب کیفیت عرضی مین لکھ کر روانہ کی اور لکھا کہ اور فوج نہ بھیجے یہ عرضی ایک ساحر لے کر گیا اور پہلے اسکے وہ دونو ساحر بینی وگوش بریدہ جاکر پہونچے شاہ جادوان انکا حال دیکھ کر آگ ہوگیا اور جب عرضی پیکان کی پہونچی فرط غضب سے کچھ التفات عرضی پر نہ کیا اور ساحر سے کہا اگر مقدمہ خداوند کا نہ ہوتا تو مین اپنے ملازمون کا عوض لیتا خیر تو جا اور پیکان سے کہنا کہ تنہا مقابلہ کر

جب مسلمان مغلوب ہونگے اِنکے قتل کو فوج خداوندکافی ہے یہین بعد کچھ روز کے فوج کو تجویز کرکے بھیجونگا ساحر یہ سب کیفیت سُنکر واپس آیا اور رجلہ حال بیان کیا پیکان تنہا لڑنے پر آمادہ ہوا اُسوقت خونخوار کوہی نے کہا میرے نام پر طبل جنگ بجوایئے غلام مقابلہ کریگا سحتیارگ نے چپکے سے کہا کہ اے پیکان تم جسوقت کہ خونخوار لڑنے لگے حریف پر سحر کرنا کہ خونخوار اُسکو زیر کرے پیکان نے کہا ایسا ہی ہوگا غرضکہ دن بھر یہی صلاح ومشورہ رہا اور لشکر پراگندہ کو ترتیب کیا لاشین میدان سے اُٹھوائین بعد اِن تدبیرات کے جب سوادِ شب سے حرفہاے نیک وبد نیرنگ طراز ازل وابد نے اوراق سپہر پر لکھے اور طالع مسعود اور زمان محمود کی خبر ستارے لوح فلک پر دینے لگے کہ ابیات

ز سر سبزی گنبد تابناک
زمرد شدہ لوح طفلان بخاک
ستارہ بر آن لوح زیبا زسیم
نبشتہ بسے حرف امید و بیم

حکم نواختِ طبل جنگ دیا نقارۂ رزمی گڑگڑایا ہرکارے خبر لے کر پیش ملازمان شہنشاہ سریر گردون نظیر حاضر ہوکر شرائط ادب ومراسم تعظیم بجالائے اِس طرح عرض پیرا تھے ابیات

سخن راند در پوزشِ شہریار
کہ باد آفرین بر تو از کردگار
زہر شاہ کاید جہان را بدید
بدستِ تو داد آفرینش کلید
زہر کار مغرب چو پرداختی
علم بر خطِ مشرق افراختی

لشکر خسران مآل بدسگال مین طبل جدال بجا ہے پھر اُن کی شامت آئی ہے قضا نے گھیرا ہے شاہ نے بھی ارشاد فرمایا کہ یہان بھی بنام ایزد پاک کچھ باک نہین نقارۂ رزم بجے اور ہر ایک بہادر لڑنے کا عزم کرے اِس حکم محکم سے کوس اسکندری پر ڈوال دیا گیا شور اقتلوا مالم عالمگیر ہوا نالے ترکی نے عالم صداے صور پیدا کیا نظم

ز غریدن کوس گردون شگاف
زمین را بر افگند پیچش بناف
ہمان نالے ترگی بر آورد شور
بیازوے ترکان بر آورد زور

بعد برخاست ہونے دربار کے سردار شیام ذوی الاحترام مین آکر درستی آلات حرب کرنے لگے غریوِ دونون لشکرون مین بلند رہا ہتھیارون کی جھنکار نغمۂ عندلیب گلشن تھی جوہر شمشیر کی بہار چمن چمن تھی دلاور برنگ جوانان باغ جھومتے شاہد قبضۂ تیغ کا مُنھ چومتے تھے گلستان شجاعت مین سرو آسا قیام پذیر تھے اور قمری دار طوق محبت عروس مرگ اُن کے

گلوگیر تھے اِسی ہنگام مین شب سوسن بہار کی بہار گلزار دہر سے مٹی اور گل زرد خورشید صحن گلشن نیلوفری فلک مین بصد آب و تاب پھولا کہ ابیات

بہ ہنگام گل خوش بود روزگار	بخندد جہان چون بخندد بہار
چو خورشید روشن برآید باوج	ز زر روشن جہان برزند نور موج
شہ از خواب سر برزد آشوبناک	دل پاک را کرد ز اندیشہ پاک
بطاعت گر آمد نیایش نمود	زبان را بشکر آزمایش نمود
زیاری دہ خود ران داوری	گہے یاری خواست وگہ یاوری
چو لختے بغلطید بر روی خاک	کمر بست و زد دامن درع چاک

امیر نماز سحر اور اوراد سے فارغ ہو کر مسلح و مکمل در دولت شہنشاہ عدل گستر پر حاضر ہوئے شاہ گردون پایگاہ طاعت الٰہ سے فراغت کر چکے تھے مانند آفتاب عالمتاب کے افق کاشانۂ دولت سے ساطع الانوار ہوے ہر ایک سردار کا مجرا اور سلام ہوا اور تخت شاہنشاہی سے سمت دشت مصاف چلا نظم

نہادند ش اورنگ بر پشت پیل	کشیدند شمشیر گردش دو میل
دران پہن صحراے دریا شکوہ	حصارے زد از موج لشکر چو کوہ
سپہ را بآئین پیشینہ روز	برآراست سالار گیتی فروز
چپ و راست پیراہن آن حصار	ز پولاد بستند بر رہ عبار

میدان نبرد مین وارد ہوے تھے کہ لشکر لقا بھی بڑے کروفر سے آیا صف آراؤن نے دونون جانب پرا جمایا خس و خاشاک بیلدارون نے دور کیا سقون نے گرد و غبار بٹھایا نقیب نقابت کر کے ہٹے اُسوقت فولاد جادو میدان مین سحر کی نیرنگی دکھا کر طالب نبرد ہوا جمہور شاہ سے اجازت لے کر سامنے گیا اُسنے ترسول گینڈا بڑھا کر مارا اس لیے کہ اول زور سے کار برآری نہو تو سحر کرون جمہور نے ترسول روک کے ایک ڈانڈ نیزے کی کمر پر اس زور سے لگائی کہ وہ سنبھل نسکا پشت زین سے برروے زمین گرا جمہور مثل شیر غضبناک کے اپنے مرکب سے کود کر اُسکے قریب آیا اور ایسی ٹھوکر ماری کہ تن خاکی کو اُسکے گرد برد کر دیا ایک پاؤن اپنا اُسکے ایک پاؤن پر رکھا اور دوسرا پاؤن ہاتھ سے پکڑ کر ایسا جھٹکا دیا کہ ایک پیک کے دو پیکر بنائے مثل کرباس کے چیر ڈالا غیو جان لشکر کفار سے نکلا اور خونخوار یہ طاقت دیکھ کر دنگ ہو گیا پیکان کا یہ سردار تھا اُسنے سردارون باقی ماندہ کو للکارا کہ ہان اس خدا پرست کو جانے نہ دینا اُسوقت

سو دو سو ساحر تاریخ و تیغ پکڑ کر شہزادے پر پر آگرا پھر تو امیر بھی اسم اعظم پڑھتے ہوئے اشقر اڑا کر چلے اور جمہور کو ہٹا کر ساحرون پر جا پڑے یہ دیکھ کر کوہی اور لقا پرست بھی تلوارین کھینچکر حملہ آور ہوئی پھر تو بادشاہ اسلام نے تخت آگے بڑھایا اور جملہ فوج اسلام نے جنگ آغاز کی ساحرون نے تاریخ و تیغ مارے وہ بہ برکت اسم اعظم باطل ہوئے اور سردار سے سردار اور پیادے سے پیادہ سوار سے سوار بھڑ گیا کھچا کھچ تلوار کا اور رفتا فاش تیر بلند ہوئی کہ بمقتضائے نظم

زعکس سر تیغ و برق سنان — دل از جای میرفت و دست از عنان
ترنگ کمان رفت و رمعشر کوہ — فتالنش کنان تیر بر ہر گروہ
ز پولادی لخت گردن کشان — برون ریخته مغزہا از دہان
ز بیداد گو پال پیل افگنان — فلک جامہ در خم نیل افگنان
نہیب پلارک ز پرہاے مور — زبال عقابان تہی کرو زدر
سر نیزہ از طاس سرنگون — بہ پر چم فرو ریختہ طاس خون
سم بادپایان زخون چون عقیق — شدہ تا نمر زین بخون زغریق
سنان در سپر کوکب افروختہ — سپر بر سپر کوکبہ دوختہ
زبس خشت آہن کہ شد بر ہلاک — لحد نیست بر کشتگان خون و خاک
سر افشانی تیغ گردن گزار — بر آورد از جوے خون لالہ زار
زہر قبضہ خنجرے در شتاب — بر آورد چون اژدہا سر ز خواب
زبس کشتگان گرد بر گرد راہ — چو بازار محشر شدہ حرب گاہ

اسی طرح تا شام سر برسا کیے اور خون بہا کیا جسوقت کہ اژدہاے سیاہ شب نے شہسوار مشرق دیار کو نگلا اور تیرگی نے عالم کو گھیر لیا کہ بمصداق نظم

چو در برقع کوہ رفت آفتاب — سر روز روشن فرو شد بخواب
شب تیرہ چون اژدہاے سیاہ — زماہی بر آورد سر سوے ماہ

بختیارک نے خیال کیا کہ رات کو ساحر باقی ماندہ بھی ہلاک ہونگے لشکر پسپا ہوتا چلا آتا ہے یہ دیکھ کر فوراً طبل امان بجوا کر پھرا لشکر اسلام بھی معاودت فرما ہوا دونون جگہ کے دلاور جاکر آرام گزین ہوئے اور شاہ بارگاہ مین بیٹھے ساقی و مے و مطرب حاضر ہوئے جام عشرت گردش مین آیا بختیارک نے کہا کیون پیکان بتنے زوران بندگان مغضوب کا دیکھا خوشخوار نے کہا

ملک جی وہ لوگ ایسے ہی ہین مجھے بھی اُنسے لڑنے کی حسرت ہے آپنے آج کی جنگ ساحر کو بھیج کر مفت خراب کی بختیارک نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تم چندے یہان اور رہو اور تم خدمت امیر مین جانے کی جلدی کرتے ہو اچھا آج اپنے نام پر طبل بجواؤ اور ڈنکے کی چوٹ جاکر مسلمان ہوجاؤ خونخوار ان باتون کو سُنکر ہنسا اور حکم نواخت طبل دیا نقارہ بجتے ہی ہرکارے خدمت شاہ مین جاکر مخبر ہوے اِس طرف بھی دہل اور دمامے بجے تیاری جدال و قتال شروع ہوئی رات بھر درستی ہوئی جسوقت کہ طاق فیروزہ فام آسمان پر صانع قدرت نے یاقوت رخشان مہر سنگ کوہ خاور سے نکلا اور بساط گوہر آمود نور بیز شب کو اکب کو لپیٹا کہ بمقتضاے ابیات

چنین تا یکے روز این چرخ پیر
برآورد گوہر ز دریاے قیر

چو خورشید بر زد سر از گنج تیل
فرو شست گردون قبار از نیل

دگر بارہ شیران نمودند شور
ز گوران ہمہ دشت کردند گور

بغاقل در آمد چہ س باد راے
بجوشید خون از دم کرناے

صبح امیر نماز پڑھ کر آستان شاہ پر آکر ہمراہ خسرو کجکلاہ مع سرداران عالی جاہ کے وارد دشت نبرد ہوے لقا بھی آیا فوج دریا موج ساتھ لایا بعد ترتیب لشکر خونخوار گینڈا بڑھا کرکے میدان مین آیا ہنرہاے شائستہ دکھا کر طالب ستیز ہوا ازبسکہ جمہور سے یہ معرکہ اُٹکا ہوا ہے اور اِس ہنگامے کے موجد گویا یہی ہین اِس باعث سے آج بھی اِنھین نے مرکب اُڑا اور اجازت لے کر میدان مین آکر مقابلہ کیا چونکہ اول روز نیزہ بازی ہوچکی تھی آج خونخوار نے گرز گران بچرخ دیکر لگایا شہزادے نے اپنے گرز پر گانٹھا اور جواب مین اُسکی ضرب کے آپ بھی گرز مارا اُسنے بھی گرز پر روکا مگر دونون گھٹنے جاکر زمین پر لگے اور کمر پر گینڈے کے وہ تکان پڑی کہ ٹوٹ گئی خونخوار کود کر گھوڑا پے کرنے حریف کا چلا تھا کہ شہزادہ بھی کود ادہ دوڑ کر لپٹ گیا کشتی آغاز ہوئی یہان مارا اور یہان پٹکا بڑی تڑپ اور جھڑپ سے خونخوار لڑنے لگا عین کشتی مین حسب فہمایش بختیارک مخفی طور پر پیکان نے سحر کیا کہ جمہور کی قوت جسم جاتی رہی اُسنے چت کرکے باندھ لیا اِس کشتی مین دن آخر ہوچکا تھا لشکر لقا مین طبل بازگشت بجا اور سب جنگگاہ سے پھر کر داخل خیام و بارگاہ ہوے امیر بھی بارگاہ مین آئے لشکر آسودہ ہوے امیر نے فرمایا کہ مجکو جمہور کے گرفتار ہونے کا بڑا عجب ہے سردارون نے عرض کیا کہ ہم جانتے ہین وہ سحر سے قید ہوا ہے یہان تو یہ چرچا ہے مگر اُسطرف خونخوار نے

قید شہزادے کو پہنوا کر سامنے اپنے بلایا اور بعتاب تمام خطاب کیا کہ مین نے تجکو بمردانگی میدان مین
زیر کیا پھر میری اطاعت مین کیا تامل ہے خداوند کو سجدہ کیون نہین کرتا جمہور نے کہا مجھ پر سحر کیا
اور دغا سے قید کر کے تو لایا آپ باتین بناتا ہے خونخوار نے کہا مجکو اصلا اسکی خبر نہین اور
پیکان سے کہا مجھے آپ بدنام نہ کیجیے اسپر سے سحر اُتار لیجیے اُسنے اپنا جادو رد کر دیا کہ جسم شہزادے
کا توانا ہوا خونخوار نے کہا آہنگرون کو بلاؤ کہ قید بھی کاٹ دین شہزادے نے یہ سُنکر خانہ زور
مین چرخ مار کر ہتکڑی بیڑیان وغیرہ توڑ ڈالین خونخوار نے چاہا کہ مثل اُسکے جیسا کہ امیر نے
میری خاطر کی تھی اِسکو بھی بتعظیم و تکریم مہمان بناؤن اور خلعت دے کر رخصت کرون
شہزادے نے فرمایا کہ ہم غیر مذہب کے یہان شراب تک نہین پیتے اگر تجکو ہمسے مقابلہ کرنا
منظور ہے تو اُٹھ کھڑا ہو کار امروز بفردا مگذار اسی وقت نصیب آزمائی کر خونخوار یہ سُنکر
دنگل سے کودا اور سر لپٹے بارگاہ کے اُٹھوا دیے صحن بارگاہ کرسی و دنگل سے خالی کرایا اور
اور چیٹ لنگوٹ باندھ کر شہزادے سے مقابل ہوا اختیارک نے کہا یا خداوند میان
خونخوار اب چلے یہ کسی طرح نہ رکین گے غرضکہ دونون مین دستان کھینچ کر داؤن اور پیچ
شروع ہوے جمہور نے چار گھڑی کی کشتی مین اُکھیڑ مار کر چارون شانے چت کر دیا اور سینہ
پر بیٹھا چاہتا تھا کہ سوال اسلام کرے اُسکے انکار پر سر اُسکا گردن سے کھینچ لے لیکن اُسنے چپکے
سے کہا کہ اے شہریار مین آپ کا غلام ہون یہان سے آپ جا کر میری بارگاہ کے قریب ٹھہریے
مین بھی آتا ہون جمہور اُسکے سینے سے اُٹھا اور پکار کر کہا کہ اے فرقہ لقا پرستان مین جاتا ہون
ہے کوئی تم مین ایسا کہ روکے مجکو کسی نے جواب نہ دیا یہ باہر آ کر ٹھہرا بعد کچھ دیر کے خونخوار
بھی اُٹھ کر آیا اور جمہور کو بارگاہ مین اپنی لایا اِس ہنگام مین وہ بقیہ دن تمام ہوا اور فلک
خونخوار نے جمہور کواکب کو بارگاہ زنگاری مین بلایا اور گلیچہ ماہ کو بہر دعوت روبرو مہمانون
کے پیش کیا کہ بہ نحواے نظم

سیاہی پدید آمد از کنج راہ	جہان خوش نباشد کہ گردد سیاہ
بر آشفت گردون چو زنجیر پیے	بزنگی بدل گشت کشمیر پیے

خونخوار نے اپنی فوج کے افسرون کو بلایا اور فرمایا آگاہ ہو کہ یہ مسخرہ لقا دعوی خدائی کا
کرتا ہے مگر کیسا خداوند ہے کہ جو اسکی مدد کو آتا ہے مارا جاتا ہے اور ذلیل ہوتا ہی بنا بر اسکے مین نے
اطاعت خدا پرستون کی اختیار کی اور خدا کو واحد اور لاشریک جانا اب تم بھی مسلمان ہو

اور میرے ساتھ چلو افسرون نے کہنا اِسکا بدل منظور کیا اور خدا کو یکتا اور بے مانند مانا اُسوقت انکو حکم دیا کہ تم جا کر مخفی طور سے لشکر اپنا تیار کراؤ اور ہم بھی سوار ہوتے ہین اِس لشکر بے ایمان لقا پر شبخون مار کر خدمت امیر مین چلو افسر یہ حکم پا کر گئے اور کمیدان نے پلٹن کو اور رسالہ دار نے رسالے کو تیار کرایا اِس اثنا مین خونخوار اور جمہور نے نکل کر فوج لقا پر حملہ کیا لشکر کو ہیون کا نام وغیرہ اپنے مالک کا سنکر تلوارین کھینچ کے جا پڑا فوج لقا کی غافل تھی اسّی ہزار کو ہی کے کرنے سے لشکر مین کھلبلی ہوگئی فوج خونخوار کی طنابین خیمون کی کاٹ دین کہ وہ جھوم کر گرے لوگ اُسکے نیچے سے نکلنے نہ پائے تھے کہ اِنھون نے گھوڑے دوڑا دیے پھر تو یہ عالم ہوا کہ جیسے دام مین چڑیان پھنس کر پھڑکتی ہین سب کا طائر روح تڑپ کر قفس تن سے پرواز کر گیا اور وہ غلغلہ اسوقت برپا ہوا کہ صیاد فلک کا کلیجہ شق ہو جاتا تو عجب نہ تھا چار طرف بدحواسی مثل ابر کے چھا گئی کہ للمؤلفہ

گرا کٹ کے خیمہ تو عالم یہ تھا
کوئی اُٹھ کے بھاگا کوئی گر پڑا

کوئی اپنا گھوڑا گیا کھینچنے
تو گلگور دم مین لگا کھینچنے

یہ گھبراہٹ اوسدم تھی باہمدگر
کہ کھولا جو گھوڑے کو بس کھینچ کر

اگاڑی نہ کھولی پچھاڑی کو کھول
چڑھے اُلٹے جلدی سے تلوار تول

کوئی زیر جامے کو گردن مین ڈال
یہ بولا گریبان تنگ ہے کمال

غرض اضطراب انکو اسدرجہ تھا
کہ جامے کا بیجامہ ہونے لگا

اِس اثنا مین مردان جنگ آزما
عدم کا دکھانے لگے راستا

چمکنے لگی برق شمشیر پھر
برسنے لگے ہر طرف تیر پھر

چلی صرصر تیغ سن سن وہان
بجھی شمع ہستی دشمن وہان

یہ اُگلے تھے تلوارون نے منھ سے لعل
کہ تھا عارض شاہد ارض لال

ہوئی آتش کینہ یہ شعلہ ور
کہ تھا ہر طرف الحذر الحذر

ہوا جان دینے کی ایسی بڑھی
کہ باغ اجل مین بہار آگئی

ہوے قطع اِس طرح سے نخل تن
کہ ہو قطع جس طرح سرو چمن

پھلے پھولے زخمون سے تھے نخل قد
گلستان تھا میدان دم جد و کد

سرون پر تھی یون ڈھال سایہ افگن
کہ چھایا ہو جیسے سحاب چمن

کشاکش مین دم اس طرح سے پڑے ... کہ تار تنفس کے جھولے پڑے
غرض لشکر کافر بے حیا ... نہ تلوار کی آنچ کو سہہ سکا

اُسی اضطراب مین پلٹن ایک طرف سے آئی اُدھر رسالہ کھڑا تھا اُسکو فوج عدو سمجھ کر لڑنے لگی رسالہ ایک جانب سے آیا وہ اپنے ہی یہان کی پلٹن سے بھڑ گیا لقا اور بیکان وغیرہ بارگاہ سے باہر دوڑے سارا لشکر باہم لڑتے دیکھ کر حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے ادھر جمہور اور خونخوار تلوارین مارتے اپنی فوج کو لیکر سمت لشکر اسلام چلے یہان بھی طلایہ قایم تھے اور ساری فوج کمر باندھے مستعد تھی اِس لشکر کو آتے دیکھ کر طلایہ دار آگے بڑھے اور پکارا کہ کون آتا ہی جمہور سارے لشکر کو ٹھہرا کر اکیلا فوج اسلام مین آیا اور سارا ماجرا بیان کیا اُسوقت لشکریان اسلام بہر استقبال خونخوار گئے اور مع اُسکے لشکر کے اُسے لے کر آئے جملہ فوج نے کوہیون کی خیمے برپا کیے اور استقامت پذیر ہوے اور خونخوار کو جمہور نے اپنی بارگاہ مین لا کر فرو کش کیا اُس طرف لشکریان لقا کو باہم لڑتے دیکھ کر بیکان نے کہا شاید حمزہ شبخون آیا ہے مین بھی سحر کرتا ہون بختیارک نے کہا حمزہ کا یہ دستور نہین جو شبخون آئے اور غفلت مین کسی کو ہلاک کرے ہان حمزہ اور اُس کی اولاد اُس جگہ شبخون مارتے ہین کہ جہان لاکھون آدمی حریف کے ہون اور وہ اکیلے ہون لہذا یہ مرشدی کسی اور ہی کی ہے تم سحر نہ کرو عجب نہین جو ہماری فوج آپس مین لڑتی ہو اچھا بزور سحر طبل امان بجاؤ کہ سب کے کان مین صدا اُسکی پہونچے اگر حریف شبخون آتا ہے تو لڑائی موقوف نہو گی اور باہمی جنگ موقوف ہو جائیگی بیکان نے اِسکے کہنے سے کچھ سحر پڑھا کہ ہزارون پتلے بروے ہوا آ کر نعرہ زن ہوا کہ اے بندگان خداوند کیون باہم لڑتے ہو جنگ موقوف کرو یہ ندا ہر ایک کے گوش زد ہوئی اور لڑائی موقوف کی معلوم کیا کہ باہم آپس مین نبرد آزما تھے آخر سب نے پھر قیام کیا مگر اِس جنگ مین بھی لاکھون آدمی مارے گئے دشت مین خون کے نالے بہے رات بھر اِسی ہنگامے مین ہر شخص رہا جس وقت کہ میدان عالم شفق خونین رنگ سحر سے گلنار ہوا اور خورشید خونخوار طلعت نے جمہور انجم پر چھاپا مارا کہ نظم

دگر روز کاین بود سجادہ رنگ ... ز پہلوے شبدیز ایک شاد تنگ
زمین فرش سیفور چون در نوشت ... بر آورد سر صبح با تیغ و طشت
بفرمان شہ رایت افراختند ... دران پہن صحرا وطن ساختند

صبح کو لقا پر ظاہر ہوا کہ خونخوار شبخون مار کر لشکر اسلام مین چلا گیا کف افسوس مل کر خاموش ہو رہا اور وہان شہنشاہ گیتی ستان تخت سلیمانی پر آکر جلوہ فرما ہوے جمہور نے آکر زمین ادب کو بوسہ دیا اور خونخوار سے نذر دلائی اور ماجراے دوشین عرض کیا بادشاہ نے خونخوار کو براہ عنایت تشریف سے مخلع فرمایا بارگاہ رہنے کو عنایت فرمائی خراج اُسکے ملک کا معاف کیا اور مہینہ سرکار سے مقرر فرمایا پھر جلسۂ عیش شروع ہوا ناچ ہونے لگا مگر لشکر لقا مین ایک کہرام برپا تھا یعنے رات کو بیٹا باپ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اور باپ بیٹے کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا کوئی سر پیٹتا تھا اور کوئی گریبان چاک تھا پیکان نے افسران فوج کو بُلا کر بہت کچھ زر و جواہر دیا اور نہایت تسکین دہی دلداری کی پھر خداوند سے کہا کہ مین جا کر پہاڑ پر سے سحر کرتا ہون کہ لشکر عدو پر ایسی آفت آئیگی کہ جس سے جانبری کسی طرح نہ ہوگی یہ کلمات سُنکر لقا کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ صدف جادو نام ایک سردار نے عرض کیا کہ آج مین طبل جنگ بجوا کر امیدوار ہون کہ اپنا سحر عدو سوز حضور کو دکھاؤن پیکان نے کہا کیا مضایقہ ہے یہ حکم سُنکر صدف سحر کرنے اُٹھ گیا اور اپنے خیمے مین دن بھر سحر جگایا کیا جبکہ صدف چرخ سے گوہر ہاے تابندۂ کواکب ظاہر ہوے اور رشتۂ عقد ثریا ہمسلک مالۂ ہلال درشہوار ہوا کہ ابیات

چو از تیرہ شب روز روشن نہفت
طلایہ برون رفت جاموس خفت
شب تیرہ پہلو بہ بستر بزد
بطالع پژدہی ستارہ سمرد

شام ہوتے ہی طبل جنگ گڑگڑایا صدا اُسکی مثل موج کے لشکر مین پھیلی ہرکارون نے جا کر بادشاہ سے عرض کیا کہ بیت

شہا شہریارا جہان داورا
فلک پایگہ مشتری پیکرا

آج پھر گبران ناہنجار آمادۂ کارزار مین نقارۂ رزمی بجاہے ہر ایک آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہے شاہ اسلام نے بھی نقارہ بجوایا وہی قہر و غضب کا ہنگامہ لشکر مین شب بھر برپا رہا سپیدہ دم کہ عروس عالم کو مادر دہر نے زیور زرین تار شعاع مہر سے آراستہ کیا اور جہان دود دامنی ظلمت شب سے رہائی پا کر مثل لیفاد تلخ کے روشنی پذیر ہوا کہ نظم

دگر روز کاین ساقی صبح خیز
زمے کرد بر خاک یاقوت ریز
دو لشکر چو دریاے آتش دمان
کشادند بازار کینہا کمان

امیر مسجد سے در دولت شاہ پر آئے اور تخت بادشاہی کو قلب لشکر مین رکھ کر بڑے کروفر

سے داخل دشت مصاف ہوئے اُس طرف سے لشکر حریف بھی آکر صف آرا ہوا اور بعد ترتیب لشکر
صدف نے اژدرا وڑاکر للکار امبارز طلب کیا خوشخوار شاہ سے اجازت لیکر سامنے گیا صدف
نے ایک ناریل سحر کا مارا کہ یہ بہادر بیہوش ہوگیا اُسنے باندھکر لشکر مین اپنے بھیجدیا اور پھر طالب
رزم ہوا دس سردار پے در پے جاکر اسیر ہوئے اُسوقت چالاک عیار جو رکاب مین امیر کی تھا نے
تھا چھوڑکر سمت صحرا گیا اور مثل مبارزان عرصۂ شجاعت کے تلوار و تیر و ترکش وغیرہ ہتھیار
جسم پہ لگاکر مرکب باد رفتار پر سوار ہوکر للکارتا ہوا سامنے صدف کے آیا بختیارک نے اسکو
دیکھکر کہا اے پیکان مرشدزادے لڑنے آئے ہین اپنے سردار کو بلالو نہین مارا جائیگا پیکان
بولا کہ تو واہی ہے اُدھر صدف نے ناریل سحر پڑھکر چاہا کہ لگاؤن چالاک نے پتھر منجنیق
مین رکھکر مارا کہ کاسۂ سر اُسکا ترش کردور گرا شور اُسکے مرنے کا برپا ہوا بختیارک صلوۃ
پڑھنے لگا سردار جو لشکر اسلام کے فوج عدو مین گرفتار ہوئے تھے ہوشیار ہوئے اور اپنے
تئین قید دیکھکر زنجیرین بیڑیان توڑکر تلوارین مارتے چلے پیکان نے کہا ایسے کوئی نہ
بولے دیکھو تو مین کیا کرتا ہون یہ کہکر طبل امان بجوا کر پھرا امیر بھی داخل بارگاہ ہوئے
لشکروں نے کمر کھولی مگر غبار جادو اور امیث جادو سے پیکان نے حکم دیا کہ تم جاکر
پہاڑ پر سحر کرو وہ دونوں پہاڑ پر گئے اور زمین کو خون خوک سے لیپ کر چوکا دیا اور اُسی
خون سے بناکر منقل آتش روبرو رکھکر سحر پڑھا اور تل منقل پر جلائے کہ شعلے بھڑک کر
بلند ہوئے اور ایک ناریل زمین پہ مارا کہ وہ زمین مین سماگیا لشکر اسلام مین سب بآرام بیٹھے تھے کہ
یکایک زلزلہ آیا زمین شق ہونے لگی لوگ غرق ہوئے چالاک وغیرہ چند عیار بھاگ کر لشکر کی
حد سے باہر نکل گئے اور لشکر اسلام بارگاہ سلیمانی مین دوڑکر چلے آئے امیر سے آکر سارا ماجرا بیان
کیا اور جہان تک اُس بارگاہ مین لوگ سماسکے آکر ٹھہرے باقی بھگدر پڑگئی امیر اسم اعظم
پڑھتے ہوئے مشکیزے پانی کے لے کر ہر سمت چھڑکتے کہ ایک جانب سے دریا آگ کا موج
مارتا ہوا ظاہر ہوا امیر نے جہان تک حصار پانی سے کھینچ دیا ہے وہان تک نہ زمین شق ہوئی
نہ دریاے آتش آیا مگر گرد لشکر کے دریا محیط ہوگیا راہ آمد و رفت بند ہوئی امیر کہان تک
حصار باندھتے کیونکہ لشکر کئی فرسخ تک تھا جو لوگ بارگاہ اور اندر حصار کے تھے وہ تو
محفوظ تھے اور باہر کے آدمیون مین تلاطم تھا بھگدر پڑی تھی حتی الامکان بھاگ کرکے
حصار مین فوج نے اپنے تئین پہونچایا تلے اوپر آدمی بوجہ کثرت کے تھے اور دیکھ رہے تھے

کہ خیام اور بستر سب غرق دریای آتش ہوگئے ہین مرکز خاک کرۂ نار ہے ہوا سموم چلتی ہی مچھلی بازو کی آگ او گلتی ہے اس طرح روئین روئین سے بسبب حرارت کے چنگاری نکلتی ہی اُف اُف ہر دہن سے جاری ہے ظاہر ہے کہ یہ شرارت اُن انسانون کی ہی جو فرقۂ ناری ہی دل سینون مین جلتے ہین آبلے دالون کیطرح بُھنتے ہین کہ مثنوی

شعلے پیدا تھے پیرہن سے — چنگاریان اُڑتی تھین بدن سے
آتش افشان ہوا تنِ کوہ — برفستان مین تھا مسکن کوہ
جو سنگ تھا وہ شرر فشان تھا — اولے پہ سماق کا گمان تھا
دل اہل جہان کا جل رہا تھا — آہون سے دھوان نکل رہا تھا
دستِ مژگان سے دیدۂ تر — پنکھے جھلتے تھے مردمک پر
مسدود تھی سیف کی روانی — قطرہ لبِ تیغ پر تھا پانی ✤

آخر اِدہر تو سب نے سجادے بچھائے اور دعا درگاہ مین خدا کے کرنے لگے اور اِس طرف عیار صورتین بدل کر لشکر لقا مین گئے اور فکر عیاری مین ٹھہرے اور جو اسیسان لشکر عدو نے یہ خبر لقا کو پہونچائی اُس گبر کو موقع افتخار ہاتھ آیا پکارا کہ دیدی قدرت ما کیسا غضب میّنے بندگان مغضوب پر نازل کیا سب کافرون نے کہا کہ برحق یا خداوند تجھ مین بڑی قدرت ہے یہان تو یہ تذکرہ ہے اُدہر عیار جو لشکر مین پھر رہے تھے اُن مین سے برق خطائی اتفاقاً جا نکلا کہ جہان پیکان کا باورچیخانہ ہے یہ ازبسکہ بشکل ساحر تھا داروغہ مطبخ کو اشارہ سے بلایا وہ سمجھا کہ یہ ساحر میرے مالک کا نوکر ہے کچھ تو سبب ہے جو بلاتا ہے غرضکہ اٹھ کر قریب آیا اُسنے کہا مین ابھی دربار مین تھا حضور فرماتے تھے کہ داروغہ مطبخ کا تغلب و تصرف کرنا ظاہر ہوچکا ہے سزا دینا واجب ہے داروغہ کا یہ کلام سُنتے ہی جی چھوٹ گیا اِسنے کہا گو کہ تم مجھے نہین جانتے ہو مگر مجکو تمھارا بہت پاس ہے چلو دیوانجی سے تمھاری سفارش کردون کہ حساب ٹھیک کردین داروغہ اُسی وقت منت کرتا ہوا ساتھ ہوا اِسنے مقام تنہائی پہ اُسکو لاکر حباب بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوا فی الفور یہ صورت اُسکی بنا پیرہن اُسی کا پہنکر اور اُسکو زیادہ تر بیہوش کرکے گٹھری باندھ کر جنگل مین لاکر ڈال دیا اور آپ وہان سے مطبخ مین آکر اہتمام کھانا پکانے کا کرنے لگا آخر سب کھانے مین بیہوشی ملادی اور وہان پیکان کو جب بھوک لگی تو دربار سے اُٹھ کر آیا کھانا طلب کیا داروغہ نے خوان کھانے کے بھجوائے اور خدمتگارون کو بھی کچھ کھانا

ویا پھر سامنے مالک کے حاضر ہوا وہ اپنے رفیقون کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا جب کھا چکا چاہا
دربار مین جاؤن مگر سر پھرنے لگا لیٹ رہا اور یہی کیفیت سب رفیقون اور نوکرون کی ہوئی
آخر سب بیہوش ہوے نیرک خنجر نکال کر چاہتا تھا کہ اوسکو ذبح کرے اتفاق سے ایک ساحر
میخوار جادو نام باہر سے آیا اوسنے دیکھا کہ ساری محفل بیہوش پڑی ہی اور ایک شخص پیکان
کو قتل کیا چاہتا ہے یہ دیکھتے ہی سحر سے نیرک کو گرفتار کیا اور پوچھا تو کون ہے اوسنے کہا عیار
ہون قتل کرنے ساحرون کو آیا تھا میخوار سارا حال سنکر اسکو باہر لیکر چلا کہ قید کرا آون جب
بارگاہ کے باہر آیا سرہنگ مصری عیار بھی بہر عیاری آیا تھا اوسنے پشت پر سے حلقۂ کمند
کے مارے میخوار غافل تھا اولجھہ کر گرا جب تک سنبھلے سنبھلے اسنے خنجر مارا کہ سر اوسکا کٹ گیا غل شور
برپا ہوا نیرک اور سرہنگ دونون بھاگ گئے ساحر شور سنکر دوڑے بارگاہ مین آکر پیکان
وغیرہ کو ہوشیار کیا جب سب ہوشیار ہوے پیکان کے حواس باختہ ہوگئے اور جلد سوار ہوکر
دربار خداوند مین گیا عیارون نے اسکو جاتے دیکھ کر تعاقب کیا صورت بدلکر دربار مین
جا کھڑے ہوے پیکان نے سب کیفیت بیان کی کہ آج عیار مجھکو قتل ہی کر چکے تھے بختیارک
بولا آج بچ گئے تو قتل ہوگے اب بچنا دشوار ہی مرشد زادے درپے ہلاک ہو چکے اسی گفتگو مین غبار
اور انیت بھی پہاڑ پر سے آئے بختیارک نے کہا تمنے لشکر اسلام پر سحر کیا ہے یہان نہ ٹھہرو
نہین ہلاک ہوگے انیت نے یہ سنکر غبار سے کہا کہ کوہ عقیق کے پاس کوہ سبز ہے وہان
ایک احاطہ سحر بنا ہے اور اوس مین ایک جوگی میرا دوست اور اوسکے چیلے رہتے ہین وہان
چلکر ہم تم بھی رہین اور حمزہ کا اسم اعظم بند کرین کیونکہ ہمنے یہ سحر ایسا کیا تھا کہ تمام عالم
دریاے آتش مین غرق ہو جاتا مگر حمزہ نے حصار کھینچ کے لشکر اپنا بچا لیا اور محنت گوارا کرکے
سارا سحر دن بھر مین باطل کر دیگا یہ کہکر کوہ سبز کی طرف چلے اوس وقت بختیارک
نے کہا تمنے بڑا غضب کیا جو نشان اپنے مسکن کا بتا دیا عیار وہان پہونچین گے کیونکہ
وہ یہان ضرور ہونگے یہ کلام سنکر انیت ہنسا اور کہا جو وہان آئیگا مارا جائیگا ہم
اس لیے وہان جاتے ہین کہ تنہائی مین اپنے بیگانے کی تمیز ہوتی ہے کثرت لشکر مین
عیار شناخت نہین ہو سکتے اور بچنا بھی دشوار ہے یہ کہکر پرواز پیدا کرکے روانہ ہوے
عیار بھی اونکے تعاقب مین باہر بارگاہ کے نکلے اثناے راہ مین چالاک اور ابو الفتح
سے ملاقات ہوئی کل حال اونسے بیان کیا اونھون نے کہا تم یہین ٹھہرو ہم کوہ سبز

کی طرف جاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوے مگر اول وہ دونون ساحر احاطہ سحر کے قریب پہونچے
دیکھا دروازہ بند ہے یہ سحر دیوار پھاندکر چلے جوگی کے چیلون نے غل مچایا کہ چور آئی انھون نے
قریب جاکر جوگی سے اپنے تئین ظاہر کیا اسنے پہچان کر اتیت کو گلے سے لگایا مرگ چھالا
بچھادیا یہ دونون بیٹھے پھر چیلون سے کہا تمھارے یہان مہمان آئے ہین جلد انکے لیے
بھوجن کو لاؤ چیلے کچھ حلوا اور پوری اور مٹھائی تھالیون مین لائے اتیت نے کہا پہلے
نشے پانی سے فراغت کرلین تو کھائین جوگی نے چیلون سے کہا شراب انکے لیے جلد لاؤ چیلے
گویا ہوے کہ باباجی دارو تو نہین رہی ٹھنڈھائی یعنے بنگ ہی جوگی بولا کہ بازار سے لے آؤ
دو چیلے نکلکر روانہ ہوے جب کوہ سبز سے آگے بڑھے اودھر سے دونون عیار احاطہ سحر
ساحر بنے ہوے ڈھونڈھتے آتے تھے چیلون کو دیکھکر قریب آئے اور کہا احاطہ سحر مین ہمارے
مالک گئے ہین تمکو وہ مقام معلوم ہو تو بتادو چیلون نے کہا تم اتیت کے نوکر ہو عیارون
نے کہا ہان چیلے بتانے لگے کہ ادھر سے پھرکر یون سامنے کو جاؤ تو مرگھٹ ملے گا اوسکے
آگے ببول کا جنگل ہے اوس مین ہوکر جہان ندی ملے اوسی کے کنارے احاطہ بنا ہی عیار
جب یہ سن چکے پوچھا تم کہان جاتے ہو اونھون نے سارا ماجرا شراب منگانے کا بیان
کیا عیار پاس تو کھڑے ہی تھے سنتے سنتے دونون نے بیضہ بیہوشی مارے کہ چیلے بیہوش
ہوے یہ اونکی صورت بنکر لباس وہی پہنکر بوتلین شراب کی آغشتہ بیہوشی لیکر اوسی پتہ
پر جو سن چکے ہین چلے اور آکر احاطہ سحر مین پہونچے دیکھا کہ احاطہ مین مختصر سا باغ لگا ہی گل و
ثمر سے پھلا پھولا ہے بیچ مین چبوترے پر جوگی کان مین کنڈل پہنے ہاتھون مین لوہے کے
کڑے ڈالے بھبھوت ملے بیٹھا ساحرون سے باتین کررہا ہے دونون عیارون نے بوتلین
جاکر سامنے رکھدین ساحر تو انتظار شراب مین کھانا لیے بیٹھے ہی تھے فوراً گجیان بھربھر کر پینے
لگے جوگی نے چیلون سے کہا میری ٹھنڈھائی بھی لاؤ عیارون نے الگ جاکر چیلون سے جو
دو ایک وہان تھے بنگ طلب کی اونھون نے کہا طاق پر رکھی ہے اور وہین سل بھی ہے
اس وقت گھوٹنے مین عرصہ ہوگا جاکر پیس لاؤ لیکن ذرا زیادہ بنانا کہ ہم تم بھی پین عیار
گئے اور بنگ پیس کر چھان کر بیہوشی ملاکر چیلون کو تھوڑی دیتے آئے باقی لٹیا مین بھرکر سامنے
جوگی کے لائے وہ بھی پی گیا بعد ایک لمحہ کے سب بیہوش ہوے عیارون نے سبکے سر کاٹ
ڈالے غل و شور بپا ہوا عیار بھاگ کر لشکر کو چلے یہان وہ حصار آتش جو گرد لشکر تھا

غائب ہوگیا اور اہل اسلام نے بلا سے نجات پائی طبل بشارت پر چوب پڑی جواسیس لشکر لقا خبر لیکر گئے اور بعد ادائے مراسم ادب عرض رسا ہوئے کہ لشکر عدو نے سحر کی آفت سے نجات پائی شیطان پکارا کہ وہ مارا کیون مین نہ کہتا تھا کہ اب جانبری غیر ممکن ہے بیکان کو اوسوقت غصہ آیا اور کہا یا خداوند آپ کیسی اولٹی تقدیر کرتے ہین کہ جو آپکی مدد کرتا ہے وہی مارا جاتا ہے لقا نے گڑگڑا کر بعتاب کہا کہ اے بے ادب تو بھی اس لایق ہوا جو مشیت خداوندی مین دخل دینے لگا اب تو بھی مارا جائیگا بیکان خفا ہونے سے خداوند کے ڈر گیا اور وہ خاموش ہو رہا ازبسکہ اس ماجرے کے گذرنے مین دن ختم ہوچکا تھا اور شب مثل جوگی کے کنڈل ہالہ ماہ کا کان مین ڈالکر احاطۂ چار دانگ عالم مین آئی تھی اور ستارون کو چیلون کی طرح اپنے ساتھ لائی تھی کہ بمقتضائے ابیات

چو سلطان شب چتر بر سر گرفت　　سواد جہان راہ عنبر گرفت
ستارہ چنان گنجے از در فشاند　　کہ مہد زمین گاو بر گنج راند

بیکان نے طبل جنگ بجا دیا جسکی کیفیت سمع ہمایون شاہ اسلام مین ہرکارون نے پہونچائی ادھر بھی نقارۂ اسکندری حسب دستور درخواست ہوا بہادر تیاری جدال و قتال کی کرنے لگے ادھر بختیارک نے کہا اے بیکان آج تم بچتے نہین معلوم ہوتے اوسنے کہا تو بیشک سچا ہے لیکن مین بہت ہوشیار رہونگا یہ کہکر دربار سے اوٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا اور چار شمع سحر پڑھکے چار سمت بارگاہ کے روشن کرکے ملازمین وغیرہ سب کو باہر بارگاہ کے بھیجدیا اور سرہانے بارگاہ کے اوٹھوا دیے کہ روشنی دور تک شمعون کی پھیلی غرض لیا بند و بست کرکے باطمینان تمام آرام پذیر ہوا اور لشکرون مین ہتھیار صیقل ہونے لگے بہادر منچلے داد شجاعت دینے لگے لیکن عیاران اسلام اس فکر مین چلے کہ بن پڑے تو بیکان کو اس شب خواب مرگ مین گرفتار کرین اس ارادے پر جب لشکر اعدا مین پہونچے دیکھا کہ بارگاہ کے سرہانے اوٹھے ہین شمعین روشن ہین بیکان آرام کر رہا ہے حاجب دربان کوئی نہین سناٹا ہے یہ دیکھکر باہم کہا اسمین کوئی اسرار ہے ہم سب یہان ٹھہرین ایک شخص عیاری جاکر کرے آخر یہی کیا سب ٹھہرے اور سرہنگ آگے بڑھا جب شمع کی روشنی مین پہونچا سوجھنا موقوف ہوگیا ناچار پھر آیا علیحدہ جب ہوا پھر دکھائی دینے لگا سمجھا آنکھہ مین وہان کچھہ پڑگیا تھا یہ سوچکر آنکھہ ملتا ہوا پھر آگے بڑھا پھر وہی نقشہ ہوا اوس وقت خیال کیا کہ یہ شمعین سحر کی ہین ابکی پھر کر اپنے

ساتھیون پاس آکر سب حال بیان کیا عیارون نے کہا نقب لگا کر اندر بارگاہ کے چلو شمعون
کو اوپر جلنے دو یہ کہکر چالاک ایک گوشے مین گیا اور نقب کھودنے لگا جب شمع کی روشنی جس
پر تھی وہان پہونچا خنجر نے زمین کو نہ کھودا اور فولاد کی طرح زمین سخت تھی مجبور ہو کر نقب سے
باہر نکلکر منہ اوسکا بند کر کے باہم صلاح کی کہ ایک پہاڑ پر چڑھکر شمعون کو پتھر مار کر گرد برد کرین اور
ایسا ہی کیا مگر جو پتھر مارا وہ اولٹا پھر آیا شمعون تک نہ پہونچا خلاصہ یہ کہ کوئی تدبیر پیش نہ گئی
آخر وہ رات تمام ہو گئی اور کماندار مشرق چرخ مقوس پر باپیکان شعاع آیا اور خیل انجم ہندوے
شب آیا جگاہ خدنگ فنا ہوا کہ بہ مقتضاے قطعہ

دگر روز کین ترک سلطان شکوہ ٭ ز دریاے کین کوہ بر زد چو کوہ
گرایندہ شد ہر دو لشکر بخون ٭ علم بر کشیدند چون بے ستون
در آمد ز دریا بہ غریدن ابر ٭ ز ہر بیشہ سر برون زد ہزبر

سپاہ ہر دو سو کینہ خواہ دشت مصاف مین آئی بادشاہ جمجاہ کو تمام سردار مع امیر نامدار کے
عیش محل سے لیکر جنگاہ مین آئے ایک طرف سے لقا مع پیکان روسیاہ کے با فوج بیشمار وارد
ہوا اتنی گرد ایسا بلند ہوا کہ خاطر پیر گردون مین غبار ستم آیا نوجوانون کو خاک مین ملانے کا موقع
ملا فوج مین صف کشی ہوئی دشت نبرد صاف ہوا مگر دلون مین کدورت آئی نقیبون نے مدت
دنیاے فانی سنائی کہ بیت نہ اسفندیار جہانگیر کرد ٭ کہ از چشم زخم جہان جان نبرد ٭ ہان
دلیرو نہ اسفندیار ہے نہ رستم دستان ہے فقط ناموری کی باقی داستان ہے تم بھی گوے
شجاعت میدان سے لیجاؤ رستم کی روح کو شرماؤ خلاصہ بعد ترتیب لشکر پیکان پھولون کی
چھڑیان بجاے تیغ و تبر و سنان کے لیے میدان مین آکر مبارز خواہ ہوا لشکر اسلام سے فرامرز
عاد مغربی پسر خواندۂ امیر شاہ ملک مغرب بادشاہ سے اجازت لیکر سامنے اوسکے گیا اور
طالب ضرب ہوا اوسنے پکار کر کہا کہ اے لئیم یہ شہزادہ گرمی مین آیا ہے اسکو ٹھنڈا کردے
یہ کہتے ہی ایک جھونکا ہواے سرد کا آیا کہ فرامرز گھوڑے سے بیہوش ہو کر گرا بعد لمحے کے
جب ہوشیار ہوا اوسنے پھول کی چھڑی کندھے پر رکھکر کہا اے شہزادے خداوند سامنے
کھڑے ہین جاؤ اور سجدہ کرو اپنے معبود کو پہچانو فرامرز اوسی وقت گھوڑے پر چڑھکر سامنے
لقا کے گیا اور سجدہ کر کے صف لشکر مین اوسکی جا کھڑا ہوا اوس گبر نے کہا آخر میرے بندے
ہین کہان تک مجکو نہ پہچانینگے غرضکہ بعد جانے فرامرز کے پیکان نے پھر مبارز طلبی کی سرداران

فراہم نہ ایک کے بعد ایک بار ادہ رزم گئے مگر اوسکے سحر سے لقا پرست ہوئے چار سو سردار
شہزادہ مذکور کا جب جا چکا اوس وقت علمشاہ بن حمزہ اجازت لیکر سامنے گئے مگر اونکو
بھی زمانے نے سرد مہری دکھائی یعنی جھونکا ہوا سے سرد کا کھا کر اول تو بیہوش ہوئے او
دوبارہ پھول کی چھڑی کھا کر لقا پرستی اختیار کی خلاصۂ کلام دن بھر یہی ہنگامہ گرم رہا
کئی ہزار مرد جرار آزدہ کار جا کر دشمن کا شریک ہوا جس وقت کہ ہندوے شب تھالی ماہ
کی لیکر پوجا کرنے آیا اور ترک خاور مثل شہزادۂ مغرب کے سر بسجود ہوا کہ ابیات

بدینگونہ تا شب در آمد بسر	نشد زخم کس درمیان کارگر
بہ مہلت ز شب عذر خواہ آمدند	ز میدان سوے خوابگاہ آمدند

لشکر و میں طبل آسایش بجا امیر عمناک بقیہ فوج لیکر مراجعت فرما ہوئے لشکر آسودہ ہوا عیار فکر
عیاری میں راہی ہوئے اوس طرف لقا نے سرداران اسلام کے لیے بارگاہائے گوہر نگار رہنے
کو اور کنیزان فاخرہ لباس و ماہ رخسار خدمت کو عنایت فرمائیں اور بارگاہ میں روبرو اپنے
کرسیان مرصع کار بیٹھنے کو دیں اور استفسار کیا کہ لشکر اسلام سے مقابلہ کروگے ہر ایک نے اقرار کیا
کہ جو خداوند کی اطاعت نکریگا ہم اوسکے دشمن ہیں لقا ان باتوں سے بہت خوشنود ہوا اور
حکم کیا کہ یہاں جو دریا کہ واقع ہوا ہے کنارے اوسکے بساط شاہانہ اور اسباب ملوکانہ ساز و سامان
خسروانہ مہیا ہو کہ میں ان شہزادوں کی دعوت کرونگا اس حکم کے سنتے ہی سلیمان اور ملازم
اوسکے روانہ ہوئے ایک بیشہ سبز و خرم برلب بجو تجویز کر کے تعمیل کرنے لگے روشنی بہ از فروغ مہر و ماہ
کردی فرش قاقم لب ساحل بچھایا کہ جسکی صفائی کے روبرو چہرۂ ماہ داغی نظر آیا کہ نظم

چو مینو چپراگاہے آمد پدید	کہ از خرمی سر بمینو کشید
پے آہو از چشم انگیختہ	چو بر نیفشا نافہا ریختہ
سوادے کہ دروے سیاہی نبود	دگر بود جز پشت ماہی نبود
بر آراست بزمے چو روشن بہشت	کہ دندان شیران بران شیر هشت
نشاطے قرمزی ساختند	بساطے ہم از قرمز انداختند
نشستہ بر امش ز ہر کشورے	غریب او نشادے و رامشگرے
نوا ساز خنیاگران شگرف	بقانون نوازان برآوردہ حرف

جملہ ساز عشرت مہیا ہو چکا لقا سرداران اسلام کو لیکر انجمن انبساط میں آکر بیٹھا اسوقت

صحرا کی سرسبزی اور نازنینان شام زلف و صبح رخسار کا مثل سحر خرمی کے خندہ زن ہونا
ایک لطف تازہ اور مسرت بے اندازہ دیتا تھا ساقیان مہر دیدار زیور جواہر کا رپہنے حاضر
تھے شراب یاقوت رنگ سے دل و دماغ مالامال کامرانی کرتے تھے فی الجملہ بختیارک نے کان
مین خداوندکے کہا کہ سرداران اسلام مسحور بسحر ہین اسوقت شراب ہمارے یہان کی کہ
اونکے نزدیک کافر ہین پی لینگے مگر جب اونکو ہوش آئیگا اور مبادا اشتل اور ساحرون
کے یکان بھی مارا گیا پھر یہ لوگ اسطرح برے طور سے پیش آئینگے کہ جان نہ بچیگی کیونکہ
کہینگے کہ ہمکو شراب کافر وغیرہ مذہب نے پلاکر خراب کیا لازم ہے کہ ان مین سے ایک شخص
سے حکم دیجیے کہ ہمنے سنا ہے اہل اسلام مین شراب عمدہ ہوتی ہے تم جاکر خرید کر لاؤ اور اپنے ہی
ہاتھ سے سب اپنے بھائی بندون کو پلاؤ لقا نے اس رائے کو پسند کیا اور فرامرز سے یہی
باتین آموختہ شیطان کہین فرامرز اوٹھکر لشکر اسلام مین گیا طلایہ دار نے اپنے شہزادی کو
دیکھکر منع نہ کیا کیونکہ اگر مانع ہونگا یہ مجکو مارینگے اور مین اونپر ہاتھ نہ اوٹھا سکونگا فی الجملہ شہزادہ
مذکور میخانے سے پکڑکر تنگہاے شراب لایا اور سب کو پلانے لگا جلسۂ نا و نوش شروع ہوا
عیاران اسلام بھی اس دشت مین پھر رہے تھے اون مین سے ابوالفتح قریب انجمن آیا
اتفاق سے ایک ساقی بچہ کسی کام کو اوس طرف آیا اوسنے دوڑکر اوسکے حباب بیہوشی مارا
کہ وہ چکر کھاکر گرا از بسکہ ہجوم خلق تھا کسی نے اوسکو نہ دیکھا ساقی کو یہ اوٹھا کر الگ لایا
اور پیرہن اوسکا لیکر صورت اوسی کی اپنی بن کر محفل مین آیا اور جام شراب غشتہ بیہوشی
سامنے یکان کے لایا اوسنے اوسکی صورت دیکھکر ایک قہقہہ لگایا اور سحر کیا کہ روغن منھ پر
سے عیاری کا اوڑگیا اسنے گرفتار کر لیا اوسکے گرفتار ہونے سے پھر اور کوئی عیار جسارت پذیر
نہوا اور یہ جلسہ ایک رات اور دن بھر جمع رہا جس وقت کہ فراش روزگار نے بساط زعفرانی
زر داوٹھایا اور پرندمشکفام حریر سیاہ شب کو عالم مین بچھایا ــ نظم

چو شب قفل فیروزہ بر زد بہ گنج	تر ازوے کافور شد مشک سنج
ز لشکر گہ شاہ فیروزمند	غریوی بر آمد بہ چرخ بلند

طبل جنگی بجے شاہ اسلام سے ہرکارون نے جاکر بہزاران احترام خبر دی اسطرف بھی
دہل و نقارے نواخت مین آئے اہل اسلام کے دلونمین خوف و بیم پیدا ہوا کہ کل بڑا سخت معرکہ
پڑیگا ہمارے سردار جو مسحور ہین اونسے سامنا ہوگا اس طرف خضوع و خشوع و زاری تھی اس

طرف نازو نوش و کامگاری تھی بیکان اور بختیارک فرط عشرت سے ایک جگہ بیٹھکر چوسر
کھیلنے لگے آج بھی عیار صورت فراش وخدمتگار کی بنکر بارگاہ مین بیکان کی گئے اوسوقت
ایک پرچھائین پیدا ہوئی اور کان مین اوسنے کہدیا کہ عیار آئے ہین بیکان نے یہ سنکر کہا
ملک جی عیار آئے وہ یہ سنتے ہی ایسا گھبرایا کہ اپنے خیمے مین چلا گیا اور بیکان سحر پڑھکر پلنگ
پر لیٹ رہا حکم کردیا کہ جو کوئی یہان آئے اوسکو منع نکرنا ملازم سب بغیر پہرا اور چوکی کے جاکر
سو رہے عیار بھی پہلے تو چلے آئے تھے دوبارہ ساحر بنکر بارگاہ مین گئے ایک جھونکا ہوا ہی سرد کا
انکے جسم پر لگا کہ بیہوش ہوکے وہین پڑ رہے اسی سحر و ساحری اور ترتیب لشکر مین وہ رات
تمام ہوئی اور جھونکون نے نسیم عنبر شمیم کے سبزہ گلشن دہر کو سلایا خسرو مشرق خواب
نوشین سے بیدار ہوکر سر پر سپہر پر آیا کہ بہ فحوائے ابیات

سحر گہ کہ مشکین پرند طراز	بدیبای عودی بدل گشت راز
یکایک یلان جملہ برخاستند	برفتاری شاہ برخاستند

امیر عدو گیر در دولت شاہ گردون پناہ پر مع سرداران خیرخواہ کے آئے اور شاہ کو ہمراہ لیکے چلے
ادھر بیکان جب اوٹھا عیار جو بیہوش پڑے تھے اونکو ہوشیار کرکے کہا کہ جاؤ یہ احسان یاد رکھنا
پھر کبھی نہ آنا یہ کہکر آپ فوج لیکر چلا ساحر تب گلون مین ڈالے مرکب اڑائے شان و شوکت
دکھلاتے میدان مین آکے ٹھہرے بیلچہ کارون نے پستی و بلندی کو ہموار کیا سقون نے
گرد و غبار بٹھایا کڑکیت کڑکا کہنے لگے صف آرا میمنہ اور میسرہ درست کرتے تھے نظم

سوے میمنہ رومی و بربرے	چو یاجوج در سد اسکندرے
سوے میسرہ تنگ چشمان چین	شدہ تنگ زانبوہ ایشان زمین

بعد ترتیب لشکر لقانے چاہا کہ فرزندان امیر کو بہر حرب بھیجے بختیارک مانع ہوا کہ ابہی اسم اعظم
پڑھکر سحر دفع کردینگے یہ لوگ قابو سے نکل جائینگے اس راے کو اس گبر نے پسند کرکے بیکان
کو حکم دیا کہ جنگ آغاز کرے اوس بیحیا نے شوم جادو نام ایک ہزار مطیع کو میدان مین بھیجا
اوسنے سحر سازی اپنی دکھاکر مبارز طلبی کی شہزادہ جمہور بادشاہ سے اجازت لیکر مقابلے مین
گیا شوم نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک برق چمکی اور چادر سیاہ ظلمت کی چھاگئی شہزادہ
نے اوسوقت دل قوی کرکے تلوار اوس سیاہ پر لگائی اوسنے دوبارہ افسون ایسا پڑھا
کہ شہزادہ مع مرکب پتھر کا ہوگیا پھر نعرہ ہل من مبارز بلند کیا مطیعان جمہور جاکر مقابل ہوے

لگے مگر سب پتھر کے ہوے اوسوقت شاہزادہ لتورج بن بدیع الزمان مرکب اوڑاکر سامنے گیا
پیکان نے شوہم کو بلالیا اور خود نکل کر سامنا کیا اور پکارا کہ اے نسیم اس شہزاد کو ٹھنڈھا کر
فی الفور ہوا سحر کا جھونکا لگا کہ شہزادہ بیہوش ہوگیا بعد لمحے کے ہوشیار ہوا تھا کہ اوسنے پھول
کی چھڑی کندھے پر رکھ کر کہا جاؤ اور خداوند کو سجدہ کرو شہزادہ بھی شل اوروں کے جاکر لقا
پرست ہوا بعد انکے خورشید بن ہاشم بن حمزہ آیا اوسکا بھی یہی حال ہوا طول تقریر کہان تک
آج قریب سو سردار نامی کے پتھر کا ہوگیا اور سو ڈیڑھ سو مطیع لشکر عدو ہوا دن بھر یہی ہنگامہ
رستخیز برپا رہا جس وقت کہ بہار گلچین بطرز نو چمن نیلوفری فلک مین گلہاے انجم کی
ظاہر ہوئی اور سقف خانہ گیتی چمنی نگار ہی کہ ابیات

چو شب جلوہ گر داز پرند سیاہ	رخ و زلف آراست از مشک و ماہ
صدف بود گفتے مگر ماہ و چرخ	در و غالیہ سود عطار کرخ

لشکروں مین طبل آسایش بجا جنگاہ سے مراجعت کر کے آسودہ ہوے امیر نے قصد کیا
کہ جو سردار یہاں نہین ہین اونکے بارے مین تو ناچاری ہے اور جو پتھر کے ہوگئے ہین اونپر
جاکر اسم اعظم دم کرین اور رہا کرلائین غرض اوسطرف چلے تھے کہ ہرکاروں نے خبر دی کہ اے
شہریار لشکر حریف نے اون لوگوں کا محاصرہ کرلیا ہے جو پتھر کے ہوگئے ہین اس خیال سے کہ امیر
سحر باطل کر کے چھڑا لیجائینگے اس خبر کو سنکر امیر ٹھہر گئے کہ اب جاتے ہین لڑائی ہوگی پھر لڑائی تو ہوتی
ہے رات کو جنگ و جدال سے کیا فائدہ جب ساحر قتل ہونگے وہ لوگ آپ ہی رہا ہوجائینگے
فی الجملہ یہ تو بنظر بفضل کریم کارساز کر کے ٹھہرے اور اوسطرف لقا پھر لب دریا آکر عیش
مین مصروف ہوا ویسا ہی جلسۂ دوشینہ جمایا جام بادۂ ساقی رخسار سادہ کو بلایا قطعہ

یکے مجلس آراست از دود مے	کہ مینو ز شہر مستش برآورد دمے
بہ می لہو میکرد با مہتران	سرو ساغرش ہر دو از می گران

عیاران اسلام بھی تدبیرین پھرنے لگے اتفاق سے پیکان محفل سے اٹھکر چوکی پر بہر رفع
احتیاج گیا چالاک نے اسکو جاتے دیکھا فوراً صورت اسی کی ایسی بنکر کنارے محفل کے آیا اور
اشارے سے شفوہم جادو کو بلایا وہ اپنا مالک سکو سمجھکر اوٹھا بختیارک نے پوچھا کہ کہان
چلے اوسنے کہا حاضر ہوتا ہون میرے مالک بلاتے ہین یہ کہکر قریب چالاک آیا اوسنے ہاتھ
پکڑ لیا کہ علحدہ آؤ کچھ مشورہ کرنا ہے یہ کہکر صحرا کی طرف بڑھا اوس طرف سے چوکی پر سے پیکان

محفل مین جب آیا بختیارک گویا ہوا کہ آپ شوم کو بلالے گئے تھے وہ کہان ہین اوسنے کہا
مین نہین بلالیگیا بختیارک بولا کہ ہاے مار ڈالا ارے جلدی خبر لو ورنہ اونکا کام تمام ہی پیکان
اور چند ساحر روشنی لیکر صحرا کی طرف دوڑے یہان چالاک نے بیضۂ بیہوشی مارکر اوسکو بیہوش
کیا تھا اور قتل کیا چاہتا تھا غلغلہ بگیر بگیر سنکر اور ساحر وغیرہ کو آتے دیکھکر اوسے کندھے پر
لادکر بھاگا ساحرون نے کہا دیکھیے وہ جاتا ہے پیکان نے پوچھا کدھر ایک نے کہا ابھی ابھی
اوس طرف کوئی گیا ہے یہ سنکر سب اوسی طرف دوڑے چالاک بھاگ کر جنگل سے سرحد لشکر
لقا تک پہونچا تھا کہ پیچھے اپنے لینا لینا کا شور سنکر سمجھا کہ اس طرف سے طلایہ دار اور لشکری
دوڑینگے اودھر سے ساحر آتے ہین تم اپنے لشکر تک پہونچ نہ سکوگے یہ سوچکر ادھر اودھر گھبرا کر
دیکھا ازبسکہ لقا نے حکم عیش و مسرت جو دیا ہے تو شب کو بھی دکانین کھلی ہین سودا بک رہا ہے
ایک حلوائی کے کڑھاؤ مین روغن کڑکڑاتا اور کھولتا ہوا تھا اوسنے شوم کو اوس کڑھاؤ
مین ڈالدیا اور خنجر کھینچ کر حلوائی پر دوڑا وہ بیچارہ دکان چھوڑکر بھاگا اور شوم مثل
بیضہ کے تل گیا اور صدا اوسکے مرنے کی بلند ہوئی اور آگ پتھر برسنے لگے بختیارک
نے کہا فی النار و السقر وہ مارا دیکھیے ہمارے مرشدزادے کیا صاف عیاری کرتے ہین ادھر
پیکان سر پکڑکر بیٹھ گیا کہ ارے ظالم غضب کیا مگر لشکری چالاک پر آگرے اس نے بھی
خنجر زنی شروع کی اور گھر گیا اوس وقت بقدرت خداے تعالے سردار جو سحر سے شوم
کے پتھر ہوگئے تھے انسان ہوے اور دیکھا مرکب ہمارے زیر ران ہین مسلح و مکمل لشکر حریف
مین ہم کھڑے ہین یہ دیکھتے ہی تیغہاے آبدار نیام سے لیکر فوج مخالف پر گرے چالاک
کو لوگ چھوڑکر انکی سمت متوجہ ہوے یہ تو جست و خیز کرکے نکل گیا اور فوج مین کھچاکھچ تلوار
کا بلند ہوا لشکر ازبسکہ فرسنگہا فرسنگ تک اوترا ہوا ہے آج بھی وہی ہنگامہ ہوا کہ پلٹن سے
اپنے یہان کی رسالہ بھڑ گیا اور رسالے سے پلٹن شور دار و گیر برپا تھا لقا کا جلسۂ عشرت
مبدل بغم ہوا وہان سے بہت جلد سوار ہوکر کنارے لشکر کے آیا سردار امیر کی جو لقا پرست
ہین اونھون نے کہا ہم ابھی جاکر لشکر عدو کا خاتمہ کیے دیتے ہین بختیارک نے اونکو
روکا کہ تم نہ جاؤ دریافت کیا جاے کہ یہ کیا معاملہ ہے فی الجملہ جب تک دریافت کیا جاے
انتظام کرین کرین جب تک ہزارہا سر کٹ گیا لاشون سے میدان پٹ گیا گھوڑون
کی ہمہمون سے دشت گونجنے لگا تلوارون کی شپاشپ اور سائین سائین صداے تیر و تفنگ

سے زن بولنے لگا ہتھیارون کے چلنے سے ہوا تند ہوگئی گویا صرصر اجل باغ دہر مین چلنے لگی کہ گلشن ہستی پر خزان آئی کہ بمقتضاے **نظم**

لکد کوبۂ گرزۂ ہفت جوش ۔ برآورد از گاو گردون خروش
یلارک بکا درسۂ نقرہ گون ۔ زمہرہ برآوردہ کاورس خون
خدنگ سہ پر کردہ زاہن گذار ۔ چو مرغ دو پر بر سر مرغزار
زنیزہ نیستان شدہ روے خاک ۔ زگوپال گوہ گشتہ مغاک
سنان بر سر سوے بازی کنان ۔ بخون روے دشمن نمازی کنان
زغنبہ بدن شیر در چرم گرگ ۔ شدہ کشتۂ خرد را سر بزرگ
سنان چشمۂ خون کشادہ زسنگ ۔ برو رستہ صد بیشہ تیر و خدنگ

سرداران اسلام تلوارین مارتے لشکر سے نکل کر اپنے خیمے و خرگاہ کی جانب چلے طلایہ دارنے پہچان کر داخل خیام کیا اودھر ساحرون نے بڑی جلد و کد سے باہمی جنگ کو موقوف کرایا رات بھر اسی دوا دوش مین بسر ہوئی یہان تک کہ ترک خاور بصد کرو فر تیغۂ مہر لیکر ہندوے شب کے مقابلے کو نکلا اور آمد کا شور سنکر سیارگان رو بفرار لایا کہ **نظم**

برآورد مرغ سحرگہ غریو ۔ چو سرسامے از نور و صرعی ز دیو
پرستش کنان خلق برخاستند ۔ پرستنگرے را بیار استند

صبح کو شاہ اسلام دربار مین تشریف لائے سردار جو رہا ہو کر آئے تھے اونھین خلعت عنایت کیے اوس طرف لاشین ساحرزن سپاہیون کی اوٹھوالی گئین بختیارک نے کہا اے پیکان تم بچے رہنا اور آج کا دن مجکو تمپر بھاری معلوم ہوتا ہے پیکان اوسکے کہنے سے خائف ہوکر بولا کہ مین جاکر خیمے مین تنہا بیٹھتا ہون اور اسم اعظم حمزہ بند کرنے کا سحر کردونگا آج اسم اعظم بند کرکے کل فرزندان امیر کو لشکر اسلام سے لڑوا کر اسکا عوض لونگا جیسا کہ میری فوج آپس مین لڑی ہے یہ کہکر حکم دیا کہ ایک خیمہ کنارے لشکر کے میرے لیے استادہ ہو فرش مسند پلنگ میخانہ وغیرہ جملہ اسباب راحت اس جگہ مہیا ہو کہ مجھے باہر آنے کی ضرورت نہ پڑے کوئی شخص اوس جگہ نہ ٹھہرے جملہ درستی کرکے خادم و ملازم چلے آئین اس حکم کو سنکر ملازمان لقا بہر ترتیب سامان راحت چلے لیکن عیارونکے دل سے لگی ہوئی تھی بصورت مبدلان لشکر حریف مین کھڑے یہ گفتگو سن رہے تھے جب ملازم خیمہ استادہ کرنے چلے یہ بھی بارگاہ سے

نکل کر علیحدہ گئے اور لنگیا باندھکر انڈویان سر پر رکھکر مزدور بنکر اوس جگہ آئے کہ خیمہ جہان لدرہا تھا عرض کیا اگر مزدور درکار ہو تو ہم حاضر ہین داروغہ فراش خانہ نے ایک کے سر پر سائر کی قنات دوسرے کو میخانے کی کشتیان کچھ بوتلین حوالے کین اسی چند عیار اسباب لیکر گئے جب خیمہ پہونچگیا مزدورون کو اجرت دیکر رخصت کرنا چاہا چالاک نے داروغہ کو ہاتھ باندھکر یہ سنایا کہ مالک میرے جہان سے مین اسباب لایا ہون اُس چشمے مین بڑا میرا رہگیا ہی اور اوس مین تمام عمر کی کمائی ہے آپ میرے ساتھ چلین تو جاکر ڈھونڈھ لون ورنہ مین غریب مرجاؤنگا یہ کہکر چپکے سے کہا کہ ایک اشرفی آپ کو بھی دونگا داروغہ مصداق مصرع طمع را سہ حرفست ہر سہ تہی :: لالچ مین آکر سوچا کہ چلکر بڑا اسکا حاصل کرو آدھا اسکو دینا باقی آپ لینا مزدور تو ہے یہ کیا کریگا خلاصہ یہ کہ ہمراہ چلا جب کسی گوشے مین پہونچا عیار نے بیضہ بیہوشی مار کر بیہوش کیا اور پیرہن اوسکا لیکر مثل اوسکی صورت کے شکل اپنی بناکے اسکو اور زیادہ بیہوش کرکے کسی گڑہے مین ڈالدیا اور آپ خیمہ استادہ کرنے لگا لیکن ملازمون سے حکم دیا کہ تم سب چلے جاؤ صرف مزدور رہجائین مین تنہا انتظام کرلونگا کیونکہ پیکان کو خوف عیارونکا بہت ہے بدین لحاظ کسیکا ٹھہرنا اچھا نہین ازبسکہ یہ داروغہ ہی بنا بر ارشاد اسکے سب ملازم چلے گئے صرف مزدور کہ اصل مین عیار ہین رہگئے اونسے کہا کہ جلد خیمہ کے چار طرف دس دس گز زمین کھود کر بارود بچھا دو ہر سمت نقب لگا دو عیارون نے سراپا جانب سرنگ لگا کر دس گز کے فاصلے پر خیمے سے رکھا اور چادرین پھاڑکر بارود مین بھر کر سر نقب پر فلیتے لگا کر چھپا دیے اور ہر ایک عیار نے جتنی کہ بارود کسوت عیاری مین بھر ضرورت رکھتے تھے نکال کر سرنگ مین بچھا دی تکیے لگا دیے کشتیان شراب ناب کی چنگیر گلدستے پھولونکے رکھے حاصل یہ کہ جملہ طرح کا سامان درست کیا اور اس طرف پیکان سوچا کہ کل لشکر اسلام کو غارت کرنا ضرور ہے آج حجت ختم کرنا چاہیے یہ تجویز کرکے ایک نامہ لکھکر خدمت امیر مین بھیجا ہلکارون نے شاہ اسلام سے عرض کیا کہ نامہ دار عدو کا آتا ہی بادشاہ نے بارگاہ سلیمانی مین باستقبال تمام نامہ دار کو بلاکر کرسی زرین پر بٹھایا اسلیے کہ نامہ دار لقا پرست ہی ساحر ہوتا تو اس بارگاہ مین نہ آسکتا غرضکہ جب تمام پڑھا لکھا تھا کہ یا امیر آپ بھی خداوندکو آکر سجدہ کیجیے ورنہ آج اسم اعظم بند کرکے اسلامیون سے ایک تن کو بھی زندہ نہ رکھونگا امیر نے نامہ پڑھکر نامہ جواب مین لکھا کہ بعد حمد خدائے متعال

و درود بہ محبوب ذو الجلال خلیل اللہ ہیتال کے اے بدسگال جو کچھ تجھ سے بن پڑے وہ کر ہم کبھی تیرے خداوند سگ زر دہ بادرشغال کو سواے لعنت کرنے کے کلمۂ خیر سے یاد نکرینگے راہ صلالت پر قدم نہ دھرینگے اسم اعظم پر ہمین بھروسہ نہین تکیہ بفضل کردگار ہے ہر حال مین شریک پروردگار رہے یہ لکھکر نامہ دار کو دیا کہ وہ ہیکان پاس لایا وہ پڑھکر آگ ہوگیا اور کہا قضا ہی فرقۂ عدو کی دامنگیر ہے یہ کہکر اوٹھا کہ خیمے مین جاکر اسم اعظم بند کرون سنجتیار ک نے کہا میری خاطر سے اتنا دن جو باقی ہے یہان تشریف رکھیے آج کا دن خاتمہ کا ہے ہم آپ کو دیکھین آپ ہمین دیکھیے پھر ہم کہان آپ کہان ہیکان ان باتون سے ہنسکر بیٹھ گیا اور کہا ملک جی تم میری برائی ہمیشہ چاہتے ہو بدکلمہ منہ سے نکالتے ہو شیطان نے کہا اہل اسلام سے ایسی ہیکڑی جتا کر کوئی بچا نہین تم شاید بچ جاؤ اور یہ باتین مین اسلیے کہتا ہون کہ داسطہ سامری کا بہت ہوشیار رہنا آج کسی طرح تم نہ بچوگے فی الجملہ انھین باتون مین وہ دن تمام ہوا اور معمار روزگار نے قصر فلک سے قبۂ تابان مہر کو منہدم کیا اور خیمۂ ربع مسکون مین سواد شب کی بارود کو بچھا کر فلیتہ سلک ثریا لگایا **نظم**

چو شب عقد خورشید برہم شکست	عقیقی در آمد شفق را بدست
ز اندیشہاے چنین ہولناک	دو لشکر غنودند با ترس و باک

شام ہوتے ہی ہیکان اوٹھکر جانب خیمہ سحر کرنے چلا مگر کہتا گیا کہ طبل جنگ پر چوب پڑے کل مین ہون اور یہ خدا پرست ہین بنا بر حکم اوسکے طبل جنگ پر دوال دیا گیا نامیان خیبری اور تومیان وغیرہ نے دربار شاہ اسلام مین آکر بعد دعا و ثنا کے خبر عرض کی یہان بھی کوس حربی بجا صدا اوسکی جسنے سنی کانپنے لگا اہل اسلام سمجھے کہ کل ساحرون کے ہاتھ سے لشکر سارا برباد ہوگا یہ سمجھ کر دلون کو ہراس تھا بہادرون کا چہرہ اوداس تھا نامرد ہر ایک بدحواس تھا دلاور آلات حرب درست کرتے تھے بے غیرت روتے پھرتے لشکر عدو مین چہل پہل ہو رہی تھی کہین ہنسی دلگی تھی کسی جا خندہ زنی تھی دندان طمع مال اسلامیان لوٹنے پر شمشیر آسا تیز تھے براہ افتخار تیغ زبان سے جوہر ریز تھے کہ کل ہم ہین اور یہ یلارک آبدار ہے ہمارے روبرو کیگی اسفندیار ہے **بیت** چو دست از عنان سوی خنجر کشیم :: بد اندیش را دام در سر کشیم :: غرضکہ لشکر ہی تو طیاری لڑائی کی کرنے لگے اور ہیکان گرد اپنے حصار سحر کا کرتا ہوا جیب و راست دیکھتا بھالتا خیمے مین آیا فرد ور تو چلے گئے تھے صرف داروغہ ٹھہرا ہوا تھا اوسنے مجرا کیا

اوسنے خیمے مین جملہ سامان راحت موجود دیکھکر حکم دیا کہ اب تم بھی چلے جاؤ چالاک وہان سے چلا گیا جب تنہائی ہوئی اسنے چند دانے ماش اور سرسون کے گرد خیمے کے چھڑکا کر سحر پڑھکر دستک دیدی اور آپ بے کھٹکے ہوکر بیٹھا اسم اعظم بند کرنے کی فکر کرنے لگا لیکن عیار لشکر اسلام مین بہت ہین چنانچہ جو عیار کہ سرنگ لگانے کے راز سے آگاہ نہ تھے وہ صورت بدلکر بہر قتل پیکان اون خیمے کے قریب آئے جیسے ہی نزدیک پہونچے دل گھبرانے لگا اور حالت دیوانگی مزاج پر طاری ہوئی جب آپ سے باہر ہونے لگے وہان سے ہٹ آئے پھر ہوشیار ہوگئے سمجھے کہ یہ باعث سحر کا ہے کہ وہان جانے سے اہم یجو دہوتے افسوس ہے کہ اس ساحر بیحیا سے کچھ بس نہین چلتا صبح کو یہ لشکر اسلام کو تباہ و برباد کریگا یہ خیال کرکے رو کے رونے لگے اور صحرا مین ہاتھ اٹھا کر دست بدعا ہوے کہ خداوندا ہمین اور ہمارے لشکر کو شر سے اس بے ایمان کے بچا لے کہ فرد تو دادی مرا پایگاہ بلند ؛ توام دستگیر اندرین پایہ بند ؛ یہ سب دعا مین مصروف ہوے اور وہان عیار خیمے سے کچھ فاصلے پر گھات مین لگے رہے جب پیکان آگ دھتورے کے پھل برنجی تھالی مین رکھکر جو کا دیگر سحر پڑھنے مین مصروف ہوا اور اگیارہ پر شراب ڈالکر بیرون کو بلانے لگا اوسوقت چالاک اور سمک وغیرہ نے بسم اللہ کہکر قدم بڑھایا وہان کچھ بیراجو کی تو مقرر نہ تھا کیونکہ پیکان نے ایک شب شمعین روشن کردین تھین دونی رات کو ہوا کے جھونکے سے عیار بیہوش ہوے تھے آج دانے ماش اور سرسون کے چھڑکا دیے ہین کہ جو جاتا ہے دیوانہ ہوتا ہے فی الجملہ عیار تو دس گز کے فاصلے پر مہرہ کا بنا چکے ہین انھون نے چار طرف سے فلیتون مین آگ لگا دی اور فوراً وہان سے ہٹ گئے العیاذ باللہ آگ لگا دیتے ہی ایک صدائے ہولناک سرنگ اوڑنے کی آئی اور مع خیمہ و مسند و پلنگ اور اگیار اور پیکان سمت عالم بالا تشریف لے گئے ایسا دھماکا ہوا کہ لقا بارگاہ مین تخت سے اوچھل کر گر پڑا اور بختیارک آپسے آپ گلیم پکڑ کر لوٹنے لگا کہ ہاے بڑی چوٹ دل ہین لگی جملہ حاضرین دربار اور لشکریون کے کان دیر تک گنگ رہے سائیں سائیں کے سوا اور کچھ سنائی نہین دیتا تھا اور فلک سے خیمے کے پارچے اور ستون کے ٹکڑے ہٹی وغیرہ برس رہی تھی سب کہتے تھے کہ خداوند لقا کو غصہ آیا ہے اسی وجہ سے یہ آفت برپا ہے یہ ہنگامہ تو تھا ہی مگر اور دل لگی سنیے پیکان کے مرتے ہی تاریکی ہوگئی اور شور و غل از خود پیدا ہوا آندھی بڑے زور سے آئی اور سرداران امیر کہ سحر سے اوسکے لقا پرست ہوگئے تھے وہ سب ہوش

مین آگئے اپنے تیئن بت بنے دیکھکر تلوارین کھینچ کر بارگاہ مین لقا پہ ستون کو قتل کرنے لگے
وہ سب خائف تو تھے ہی گھبرا کر بھاگے اور لقا بھی سراچہ پھاڑ کر بدقت تمام جان سلامت لیگیا
سردار بارگاہ سے باہر آکر لشکر پر گرے اوس اندھیر مین یہ اور اندھیر ہوا خیمونکی طنابین کٹین
مرکب نقب اوڑنیکا وہما کا سنکر رسیان توڑکر صحرا کیطرف بھاگے فوج مین بھگدڑ پڑی لقا اور
بختیارک اور سلیمان کملیان اوڑھکر ایک غار مین اوتر گئے اور اوندھے پڑرہے کہ دیکھے اب
کیا ہوتا ہے وہان پڑے ہوے حالت ابتر اپنے لشکر کی دیکھتے تھے اور سن رہے تھے کہ لوگ
رو رہے ہین کوئی کہتا ہے ہاے بھائی کدھر جائین کوئی کہتا ہے اے میرے داتا یہ کیا کیا اے
میرا بیٹا خیمے مین رہگیا کوئی گویا ہے یارو واسطہ خداوند کا بتاؤ تو کہ بچین یا نہین کسیکے لب
پر نالہ جانکاہ ہے کہ ہاے میری ایک رات کی بیاہی دلھن نہین معلوم کدھر گئی خدا کو معلوم
کہ اوسپر کیا گذر گئی کوئی کہتا تھا کہ امان جان کی بڑھاپے مین مٹی خراب ہوئی گھوڑون کی ٹاپون
مین کچل گئی ہونگی کوئی اپنی بہن کو یاد کرتا تھا لڑکے باپ کے سینے سے لپٹے تھے اور ہاے
امان ہاے امان رو رو کر پکارتے تھے جنگل سے گھوڑون کی ہنہنانے کی صدا آتی تھی یہ ظاہر
ہوتا تھا کہ فوج آتی ہے لوگ اس طرف سے اوس طرف بھاگ کر جاتے تھے پھر اودھر سے
ادھر بھاگ آتے تھے عیاران اسلام لوٹتے پھرتے تھے اور پکارتے تھے کہ ارے بھاگو فوج آگئی
اسی ہنگامے مین بہادرون نے تلوار پکڑ کر گروہ گروہ ہوکر صید عدو کرنا شروع کیا مار تلوار
تہلکہ ڈالدیا بغرے شیرون کی طرح مارتے جدھر جا پڑے کھیت کے کھیت رن کے صاف کردیے
ازبسکہ لشکر لقا و فرامرز بن نوشیروان اور کوہیون کا ملاکر کئی کرور کا ہے اور اتنے بڑے
لشکر مین ممکن نہین کہ سب بودے ہون پس جو لوگ کہ بہادر تھے وہ پاے ثبات
اس آفت مین بھی گاڑے رہے اور مرکبون پہ بیٹھکر داد شجاعت دینے لگے مگر سرداران اسلام
قلیل تھے اور لشکر کثیر تھا غوغاے رستخیز ہر دو سارے لشکر مین برپا تھا اس باعث سے
جو پلٹن کہ جلادت اور تھوری کرکے بڑھی حریف اپنا اپنی ہی فوج کو سمجھی اور لڑنے لگی
سرداران اسلام کہ جنگ دیدہ اور کار آزمودہ تھے جب تلوار کسی پر لگاتے تھے تو اللہ
اکبر کہتے تھے یہ اسلیے کہ اگر مرد مسلمان ہمنبرد ہوگا تو نام اللہ کا سنکر کہدیگا کہ ہم کوئی
غیر نہین ہین اور کافر ہوگا تو واصل جہنم کرینگے اس شناخت سے باہم لڑنے سے بچے
اور چونکہ قلیل بھی تھے اس سبب سے فوج دشمن کے شر سے امین رہے اور شمشیر نے انکی

خونریزی کرکے رنگ گلہاے باغ عالم دکہا دیا نخلہاے قد کی سرتراشی کرکے گلستان شجاعت کو آراستہ بنایا جوہر تیغ نے اوس شب تاریک مین سیہ بہار سوسن کا رنگ جمایا کہ بمقتضاے ابیات

سپاہ از دو سو جنبش انگیختند	شب و روز باہم در آمیختند
ز بیم چقاچق کہ آمد ز تیر	کفن گشت در زیر جوشن حریر
ترنگا ترنگ درخشندہ تیغ	زماہی ورفتا بر آوردہ میغ
درآمد بغریدن ابر سیاہ	زماہی لقت تیغ بر شد بماہ
چنان آمد از ہر دو لشکر غریو	کزان ہول دیوانہ شد مغز دیو
ز گرز گران سنگ چالشگران	زمین را ہمین سودہ شد آسمان

جب لشکر عدو باہم لڑنے لگا اہل اسلام نکلکر اپنے لشکر مین آئے یہان جملہ سپاہ تیار تھے عیارونکی پہلے جاکر آمد عیاران بیان کی پھر سردار داخل ہوے ادہر جو بہادر تھے وہ تو کٹ مرے اور باقی سمت صحرا و کوہ بھاگے لشکر کے فرار ہونیسے ایک خیمہ مین ابو الفتح عیار قید تھا اسنے جب کوئی روکنے والا نہ دیکھا اور ساحرونکے مرنیسے قید سحر کی دفع ہوچکی تھی وہانسے نکلکر اپنے لشکر کا رستہ لیا لشکرون مین رات بھر باہم کشت و خون رہا آخر صباغ روزگار نے کسوت نیلگون سپہر سے سیاہی شب کو مٹایا اور لباس عالم کو سرخی گل آفتاب سے گلناری رنگا کہ بمصداق نظم

سیہ کار شب چون شود در نہفت	برون آتش آید ز گردندہ روز
سحرگہ کہ آمد بہ نیک اختری	گل سرخ بر طاق نیلوفری

صبح ہوتے وہ ہنگامہ برطرف ہوا اتفاقا بختیارک غار سے نکلے فوج نے خداوند کو سجدہ کیا اور خداوند نے خیمۂ بیکان کو جاکر دیکھا اوس جگہ ایک غار عظیم الشان نظر آیا بختیارک دکہانیسے اس گبرکی بہی تہی بہت لاف و گزاف کیا کرتا تہا مین کہتا تھا کہ مرشدزادے کی شان مین بے ادبی کرنہ مانا آخر سیدہا جہنم کو روانہ ہوگیا یہ کہکر خداوند کو لیکر بارگاہ مین آیا تخت نکہت پر بٹھایا لشکر مین آکر انتظام کیا فراری لشکر کو منادی کرکے بلاکر آباد کرایا یہان تو یہ انتظام رہا اوس طرف سردار صبح کو دربار مین بادشاہ سے ملے انکے آنے سے امیر نے جشن کیا ہر ایک کو خلعت و زر دیا چالاک اور عیاران دیگر کا رتبہ بڑھا کہ بمقتضاے نظم

نہ بودی ز نشہ دور تا وقت خواب	مغنی و ساقی و رود و شراب
بہ پیرامنش فیلسوفان دہر	جہان را ز داد و دہش فر و بہر

مغنی سرائندہ بر بانگ و رود	کہ دولت پناہا جوان بخت باد	بہ نوروزی شہ نو آیین سرود	ہمہ سال با افسر و تخت باد

شہنشاہ اسلام تو بعشرت تمام جلوہ گستر ہین لیکن لقا نے نامہ افراسیاب کو یہ تحریر کیا
کہ اے بندۂ قدرت پیکان کو غرور ہوگیا تھا اور استکبار کسی کا ہمارے پسند نہین بدین وجہ
ہمنے اوسکو اپنی بہشت مین بھیجدیا لازم کہ کسی اور کو ہماری کے لیے روانہ کر یہ لکھکر حسب دستور
قدیم بہار پر رکھدیا غنچہ خدمت شاہ جادوان مین لایا شاہ ہمراہ حیرت کے بارگاہ لشکر مین آیا
تھا اسلیے کہ حیرت انگشتر جمشید لینے جانیوالی ہی لشکر کسی ساحر زبردست کو سپرد کرے فی الجملہ
جب غنچے نے نامہ لاکر دیا شاہ جادوان نے پڑھکر مرگ ساحران پر افسوس کرکے فرمایا
کہ خداوند کے تشریف لانیسے چاہیے تھا کہ برکت ہوتی امن و امان رہتی بخلاف اسکے
سرا پا طلسم برباد ہوا جاتا ہے اب مین کسکو بھیجون کیا کرون اگر خاموش ہو رہون تو ایمان
مین فرق آتا ہے یہ کہہ رہا تھا کہ یکایک طایران سحر سامنے آکر ساحر بنکر دعا و ثناے شاہی بجا
لائی اور عرض پیرا ہوے کہ ہوشیار بن اژدر سوار جادو اور سوفار جادو بھائی پیکان کا
دونون حاضر ہوے ہین شاہ نے چند ساحر بہر استقبال بھیجکر اونکو سامنے بلوایا اونھون نے
آکر شاہ کو نذر دی اور اپنی عزت کے موافق بیٹھے سوفار کو شاہ نے نامہ خداوند دکھایا کہ بھائی
تیرا خداوند لکھتے ہین مارا گیا سوفار مرگ برادر سنکر زار زار رویا اور اوٹھا کہ مین جاکر انتقام خون
اوسکا لشکر اسلام سے لیتا ہون شاہ طلسم کو تو بھیجنا بہر بد خداوند کسیکو ضرور تھا اسکی عازم
ہونیسے خوش ہوکر خلعت رخصت عنایت فرمایا وہ بارگاہ سے نکلکر اپنی جاے سکونت پر
بہر ترتیب لشکر روانہ ہوا حال اسکا بسبب طول اوراق فسانہ ترک کیا جاتا ہے انشاء اللہ جلد
ثانی مین لشکر اسیرے جاکر مقابلہ کرنا اسکا بیان ہوگا حاصل مرام جب یہ جاچکا ہوشیار کو شاہ
جادوان نے لشکر سپرد کرکے حیرت سے کہا تم انگشتر لینے جاؤ ہوشیار نے کہا مین تامل
کا آدمی نہین ہون آج ہی سب نمکحراموں کا کام تمام کرونگا افراسیاب نے یہ سخن سنکے
بہت سمجھایا کہ اب مقابلہ کرنا مناسب نہین جس حال مین کہ مصور شہزادے حیران ہو چکے
تو تمھاری کیا چلے گی تم صرف لشکر مین بادشاہ بنے رہو مجھے میلا کرنے دو ہوشیار نے اس
سمجھانے سے بہت کچھ شکریہ شاہ کا ادا کیا لیکن براہ جسارت و ارتکاب عرض کی کہ جب غلام
مارا جاوے یا عاجز آئے اوسوقت حضور میلا کریں درحالیکہ تابعدار زندہ ہے میلا کرنا ضرور نہین بیت

صواب آنچنان شد کہ آرم شتاب — کہ آزرم دشمن بود نا صواب

شہنشاہ ساحران نے ارشاد کیا کہ تمہین اختیار ہی یہ کہکر پوچھا کہ مصور کہان ہین لوگون نے
عرض کیا کہ صحرا مین کسی جگہ مخفی ہو کر تصویرین باغیونکی کہینچتے ہین اور زوجہ اونکی اپنے لشکر
کی اور اونکی خبرگیری کیا کرتی ہین یہ سنکر حیرت سے کہا کہ اچھا تم باغ سیب مین جاکر تیاری
جانبکی کرو مین ظلمات سے جاکر کسی ساحر کو بہر نگہبانی لشکر بھیجو نگا اور اسے ہوشیار
تم بھی مقابلہ کرکے اپنا حوصلہ نکال لو یہ کہکر سوار ہو کر سمت ظلمات روانہ ہوا اور حیرت
جانب باغ سیب گئی بعد انکے ہوشیار کسل سفر سے آسودہ ہوا اپنے لشکر کو ترے فکر و
اندیشے سے آراستہ کیا پھر ایکدن قریب شام کہ آفتاب تابان شل افراسیاب کے سمت
ظلمات گیا اور طلسم عالم مین برنگ نگین خاتم جمشید اختر حلقہ ہاے افلاک پر تابان ہوے نظم

نگہبان این مار پیکر درفش — زرد اغرود بر پریشانی ہفش
رقیبان لشکر بآئین پاس — نگہبان تراز مرد انجم شناس

اس ہنگام مین نفیر سحر کو دم دیا ساحرون نے گھنٹے اور ناقوس بجائے یہ خبر لیکر طایران سحر
خدمت مہرخ مین آئے گزارش پذیر ہوے کہ فرد ہمہ روز و خورشید با تاج زد بپا ئین تخت
تو بند دکمر شہ ہوشیار نام ساحر نے آکر طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ فاسد اوس شریر کے ذہن مین
آیا ہے اس خبر کو سنکر ادھر بھی طبل و نقارے بجے ساحران نامی آمادۂ حرب و پیکار ہوے لیکن
عیاران لشکر مع عمرو کے بارگاہ سے نکل گئے اور اون مین سے عمرو ایکنے جوان چاردہ سالہ
کی صورت بنا یعنے گلنار چہرا پہنا ہاتھونکو حنا سے رنگین کیا کلاہ گوہر آلود سر پر رکھی
اور لشکر حریف میخانہ تلاش کرکے قریب خیمۂ ساقی ملازم ہوشیار آیا کہ وہی بجھائے در خیمہ پر
بیٹھا تھا اس سے بمنت تمام کہا کہ مین اشراف کا لڑکا ہون لیکن خواہش روزگار رکھتا ہون آج
اگر آپ عنایت فرماکر شراب پلانیکے لیے مجھکو نوکر رکھا دیجیے تو بڑا احسان کیجیے ساقی نے
اسکو ماہ رخسار و مہر تمثال دیکھکر فورًا اپنے پاس بلالیا اور کہا یہ شیشے شراب کے لیکر بارگاہ
مین جاؤ آج شراب حضور کو پلاؤ کل موقع پاکر حضور سے تمہارے مقرر کرلینے کو عرض کرونگا
کیونکہ کم سنون اور خوبصورتون کی تو ہنگام میکشی ساقی بنانیکی ضرورت ہوتی ہی وہ تمکو
فی الفور ملازم کرلینگے عمرو نے یہ سنکر شیشہ ہاے شراب لیے اور بارگاہ مین گیا دیکھا کہ سنہرا
گرد ہوشیار کے بیٹھے ہین دربار لگا ہے وہ بڑے تزک سے دنگل پر بیٹھا ہے یہ دیکھکر عمرو نے

ادسکو مجرا کیا اوسنے بنظر غور اسکی جانب دیکھا اور پہچانا کہ عیار ہے خیال کیا کہ اسکو پاس
بلاکر ہاتھ پکڑلون اور حال دریافت کرون بس اشارہ کیا کہ جام مے حاضر کر عمرو بھی کچھہ
اسکے عزم پر مطلع ہوگیا مگر بیلا عیاری کا کہ وہ ایک گیند ہوتا ہے اور عیار ہی اسکو چکنا کرکے
آستین میں یا ہاتھہ مین پوشیدہ کرکے رکھتے ہین جو کوئی ہاتھہ پکڑنا چاہتا ہے وہی گیند بیلا کی
ہاتھہ مین دیتے ہین کہ گرفتار کرنیوالا جانتا ہی مینے ہاتھہ پکڑا اور عیار چلے جاتے ہین اور وہی گیند
کے وقت اسطرح تاک کر مارتے ہین کہ مُنہ کھلتے ہی خلق مین آکر پھنس جاتا ہی پھر انسان بول نہین سکتا
فی الجملہ عمرو نے وہی بیلا آستین مین مخفی کرکے جام بھر کر پیش کیا اوسنے جام تو نہ لیا لیکن ہاتھہ
پکڑنا چاہا اسنے ہاتھہ کو اس طرح گردش دی کہ بیلا اوسکے ہاتھہ مین رہا اور عمرو نے دونون ہاتھہ
مو چھیکلی کھاکر زمین پر جماکر دونون لاتین اوسکی چھاتی پر مارین کہ دنگل کے پیچھے چت گرا ساحر
وغیرہ سب بھچک تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے اور وہ جب تک اوٹھے اوٹھے یہ سراپچہ فراکر اور نعرہ
کرکے بھاگا جبتک وہ اوٹھا پکار الینا اسکو ساحر دوڑے مگر اب ملنا کجا یہ جادہ جا کچھہ دور جاکر
کسی گوشے مین غائب ہوگیا ہوشیار نے کہا یہ عیار بلا ہے بد ہے سب صاحب اپنے اپنے خیمون
مین جاکر طیاری جنگ کی کرین مین اکیلا اس شب کو بسر کرونگا یہ کہکر دربار برخاست کرکے
گرد بارگاہ کے حصار سحر کا کردیا کہ بارگاہ نظر مردم سے پوشیدہ ہوگئی پھر عیار ہر چند جویا ہوے
اور ہزارہا تدبیرین کرتے رہے مگر جانا ممکن نہوا اور رات بھر جانبین کے ساحر سحر وافسون خوانی
مین مصروف رہے ڈفلے اور ڈمرو اور نفیرین اور ناقوس بجایے اس شب کو ہندوے فلک بھی
رشتہ خط استوا مین دانہ کواکب پروکر مصروف افسون خوانی تھا کہ صبحکو نیرنگ تازہ اور نئی
بازی بروے کار لائیگا کسیکا سینہ چاک کرکے دل وجگر بھینٹ مین لگائیگا اور کسی کو بصورت
ناقوس فریادی بنائیگا کوئی بیر بصد تدبیر قبضہ کریگا اور کوئی صورت مار پیچتاب کھائیگا
آفت وبلا مین پھنسیگا کوئی بصد خرمی تخت روان پر بیٹھکر عروج گیر ہوگا اور کوئی نشیب عدم مین
گرکر عزلت پذیر ہوگا خلاصہ سخن ایک جانب شب بھر سحر سازی رہی اور دوسری جانب دونون
لشکرون مین اسلحے سے بازی رہی بہادرون نے جوہر تیغ آبدار دکھاکر خنجر بہرام فلک کی
کرکری کردی ترک فلک کی ترکی تمام کرنا چاہی تیغ کہکشان مین انجم کے دندانے پڑگئے
قوس جرخ کے کمانداروں کے سہم کرچی چھوٹے نیزون نے شیران نیستان شجاعت
کے خطوط ابیض واسود فلک پر طعن کی بلکہ اپنی سفاکی کے روبرو بیدادگری ستمگر برکین

کی اسی ساز و سامان جنگ مین فلک دوار نے انقلاب کھایا سیاہ سحر دست تطاول دراز کیے آئی اور گنجینہ گوہر آگین اختر لٹ گیا نظم

سپیدہ چو سر بر زد از باختر — سیاہی بخاور فرو بردہ سر
دگر بارہ میدان شد آراستہ — ز بیغولہ لعبت نغمہ برخاستہ

لشکری جیل خیل داخل دشت مصاف ہوئے مہرخ اور بہار بڑی شوکت و شان سے تخت سحر پر با فوج بیشمار سمت جنگگاہ چلین نقارے بجنے لگے ہر سحر کی نیرنگی دکھاتے ساتھ ہوے کہ نظم

ز خاریدن کوہ خارا شگاف — پر افگندہ سیمرغ در کوہ قاف
ز فنہ یا دشنہ مہرہ گاؤ دم — علی اللہ بر آمد ز رویینہ خم
سپاہ از دو سو ماند در داوری — کہ دولت کرا میکند یاوری

جب میدان مین پہونچکر صف آرا ہوئی ایک جانب سے ابر سیہ فلک کیطرف آکر چھایا اور ہزارہا شعلے بجلی کیطرح ابر مین چمکنے لگے بعد اس زور و شور کے ابر شق ہوا اور ہوشیار اژدر پر سوار ظاہر ہوا پھر تو ہزارہا بجلیاں گرنے لگین کہ میدان کے سب درخت و رجھاڑیان جل گئین ابر سے پانی موسلا دھار برسا گرد کا نام نہ رہا زمانہ پر کدورت تھا گرد دشت مصفا ہو نفیر و جھانجھ کی صدا نے رعد کا دم بند کیا تمام عالم پر از شور و غوغا ہو گیا شیر نیستان چھوڑکر فرط ہول و ہراس سے بھاگے بیابان درندون سے خالی ہو گئے زمین مثل گوگرد کے بے آب تھی ہوا دوزخ سے بڑھکر جگر تاب تھی خلاصہ یہ کہ ایک جانب نازنینان سیم ساق و سمن اندام یعنے مہرخ و بہار گلفام نے پرا جمایا دوسری طرف دیو سار و اہرمن اور بلاہاے سیار نے صفوف لشکر کو آراستہ کیا ہوشیار بعد ترتیب لشکر سید ہمین آکر آگ پتھر برسانے لگا اور مبارز اپنا چاہنے لگا کہ ابیات

کہن پوستینے در آمد بہ جنگ — چو از ژرف دریا بر آید نہنگ
پیادہ بگردار یک پارہ کوہ — ز پا تا بسر سارش فزون تر شکوہ
چو عفریتے از بہر خون آمدہ — ز دہلیز دوزخ برون آمدہ
در آمد چنان اژدہا پارہ — فرشتہ کشے آدمی خوارہ
سیہ مارے افسون گرگے درو — سر اماے از سر بزرگے درو
دہانے فراخ و سیہ چون لوید — کز و چشم بینندہ گشتی سفید

بسی خویشتن را بمردی ستود — که سوزان ترا ز آتشم زیر دود
چو در معرکہ بر کشم تیغ تیز — بکوہ ار کشم کوہ را سنگ ریز
گرم شیر پیش آید و گر ہزبر — برو سیل بارم چو بارندہ ابر
سلاح از تنم رستہ چون شیر نر — ز پولاد دارم سلاخ دگر
چو گردن بر آرم بہ گردن کشی — نہ زانی ہراسم نہ از آتشی
بمردم کشی اژدہا پیکرم — نہ مردم کشم بلکہ مردم خورم
نگنجد این و برزد برابرو شکنج — چو مارے کہ پیچد ز سودای گنج

لشکر مہرخ سے ایک ساحر ناوک جادو نام اوس بد انجام کے مقابلے کو گیا اوسنے کچھ پڑھکر دستک دی کہ ایک تیر غیب سے آکر لگا نازک نشانہ تیر قضا ہوا پھر اوسنے نعرہ مارا دوسرا ساحر سامنے اسکے گیا لیکن خدنگ اجل سے نہ بچ سکا اسیطرح چند ساحر اس نابکار نے جانب عدم بھیجے اوسوقت بہار عازم دغا ہوئی اور دو پٹا گاتی کیطرح باندھکر جوڑی کو سنبھالکر تخت سے کود پڑی اور میدان میں آکر سحر خوان ہوئی ناگاہ اہل لشکر ہوشیار کی آنکھیں بند ہو گئیں پھر جو آنکھ کھلی صفحہ خاک کو گلہائے رنگارنگ سے ہم طبق سپہر پر از کواکب پایا سطحہ ارض از رنگ چین نظر آیا جبین سبزہ سے سحاب چمن نے گرد و غبار دھویا تھا دل لالہ کے خون نے جوش کھاکر شاہد صندلین جسار ارض کو سرخ کیا تھا نسترن کہ سفید تھا مشک بید نے سایہ کرکے عنبر آگین بنایا تھا لالہ نارون می آلود تھا کہ نظم

بگل چیدن آمد عروسے بباغ — فروزندہ روے چو روشن چراغ
ز بوے گل و سایہ سرو بن — بہ بلبل در آمد نشاط سخن

بہار سرتاپا بہار ہزار ہزار سنگھار کیے زیر شمشاد پا تیجے کلائی پر ڈالے گھڑی ہاتھہ میں لیے پھول کی چھڑی کتنی قدر رشک سہی بالا تھا حسن کا عالم دنیا سے نرالا تھا کہ بمجوای ابیات

بہاروی از زہرہ دل بردہ بود — چو ہاروت صد پیش او مردہ بود
زن کار دانست و لبیار ہوش — فلک راز نیرنگ پیچید گوش
زحل را لشوید سیاہی زروے — شود بر حصارے بیک تار موے
بجز بی چہ گویم پری پیکرے — پری را نباشد چنین پیکرے

جھونکے ہوا باغ سحر کے کہا کہ لشکری اور ہوشیار بیخبر اور دیوانے ہوئے شعر عاشقانہ پڑھتے

پڑھتے تالیان سجاتے سمت اوس عربدہ ساز کے چلے بیت

بیک شعبدہ بست بازیش را	شتہ کرد نیرنگ سازیش را

جب لشکری مع ہوشیار کے قریب چمنستان سحر پہونچے فلک نے نیرنگی دکھائی کہ چند بلبلین خوش الحان صحرا سے اوڑکر آئین اور سرو ہوش ہوشیار پر بیٹھکر نغمہ سنج ہوئین کہ ای یادگار سامری پرستان ملکہ بہار کے سحر مین آپ مبتلا ہوتے ہین یہ ننگ گوارا کرتے ہین بلبلون کا یہ کہنا تھا کہ ہوشیار ہوشیار ہوگیا اور سحر پڑھنے لگا کہ ابر گھر آیا اوس مین انگارے آتش کے برسنے لگے بہار نے دیکھا کہ چمنستان جلنے لگا اسنے بھی افسون پڑھا کہ ایکبار ایک برابر اس باغ سحر پر آکر مثل سرپوش کے ڈھک گیا آگ جو برستی تھی اوس ابر پر گرتی تھی باغ مین کوئی چنگاری نہ آئی تھی لشکر ہوشیار کہ شیدائے روے بہار تھا وہ اسی طرح بیتاب و دیوانہ رہا ہوشیار سمجھا کہ تا زمانیکہ یہ باغ سحر کا نہ مٹے گا لشکر کو ہوش نہ آئیگا یہ سمجھ کر اوسی جگہ زمین صاف کرکے بیٹھا چاہا سحر پڑھکر بیرون کو بلاکر باغ کو برباد کرون زمین صاف کرتے اسکو دوسے عیارون نے دیکھا عمرو نے کہا لشکر اسکا باغ بہار کو گھیرے ہے اور طالب بہار ہے ڈر آتشبازی کی وجہ سے اندر باغ کے ہے اوسوقت بہار حکم دیتی کہ جاؤ اپنے مالک کو پکڑ لاؤ تو لشکری ہوشیار پر جا پڑے یا وہ اہل لشکر کو مارتا یا فوج اوسکی اوسکو قتل کرتی مین جاتا ہون اور مرہ خ سے حملہ کراکر اوسکو ہلاک کراتا ہون یہ کہکر چلا مگر راہ مین ایک عیاری خیال مین آئی یعنی فوراً صورت اپنی شکل شبیہ ملکہ بہار بنائی اور گلیم اوڑھے میدان مین آیا وہان کھڑے ہوکر اس طرح گلیم اتار کر جست کی کہ آواز چھم چھم کی بلند ہوئی سب اوس طرف دیکھنے لگے یہ جست کرکے زمین پر اوترا ہر ایک کو یہ معلوم ہوا کہ بہار باغ سحر سے اوڑکر آئی ہے عاشقان ردہی بہار بسبب پوشیدہ ہوجانے اپنی مطلوبہ کے بے قرار تھے اوسوقت پیچھے بہار نقلی کے دوڑے اور پکارے کہ اے بہار افزاے باغ خاطر عشاق منظر نرگس نیم باز ذرا ہماری جانب دیکھ لے بہار نے انھین تو کچھ جواب نہ دیا مگر ہوشیار سے پکار کر کہا کہ حضور میری خطا معاف فرمائیے اور اگر انگارے مجھپر نہ برسین تو مین آپ پاس حاضر ہون اور ہمراہ جناب خدمت شاہ طلسم مین چلون اور اگر اس عرض کو پذیرانہ کیجیے گا تو مین آپ ہی کے لشکر کو آپ کی گرفتاری کا حکم دیتی ہون ہوشیار مصروف روے بہار تھا اوسوقت اسکا عجز کرنا سنکر خوش ہوا کہ ایسی ساحرہ جسکا عاشق شاہ طلسم ہے میری مطیع ہوئی

اور دوسرے فوج بھی ہیری اسکے قبضے مین ہی اگر حملہ کریگے تو بڑی مشکل پڑجائیگی یہ سوچکر پکارا کہ مین
خود آتا ہون اور قریب ملکہ آیا بہار نقلی نے کہا اپنے ساتھ کیا ہر سحر کے بھی لائے ہو اُسنے کہا
نہین اسنے کہا وہ کیا پیچھے پیچھے آتے ہین یہ سنتے ہی اوسنے پیچھے پھر کر دیکھا بہار یعنے عمرو
نے بیاعن گردن پر اوس زور سے خنجر مارا کہ سر کٹ گیا پھر تو آگ برسنا موقوف ہوئی مگر شور
و غوغا و تاریکی ہوگئی عمرو کا حال دیکھکر مہرخ رو رہی تھی کہ افسوس بہار اوس طرف
لی جاتی ہی اوسدم عمرو نے نعرہ جب کیا مہرخ کی جان مین جان آئی ادھر بہار ابر سحر ہٹا کر باہر
نکلی فوج ہوشیار کی اب تک مسحور ہے محبوبہ کو دیکھتے ہی منت کرتے قریب آئے بہار ابر سحر
ہٹا کر باہر نکلی فوج ہوشیار کی اب تک مسحور ہے محبوبہ کو دیکھتے ہی منت کرتے قریب آئے بہار
نے حکم دیا کہ لے عاشقان مین حیرت کے لشکر سے جاکر مقابلہ کرو جب فتح پاؤگے میرے پاس
آنا اول ذکر کیا گیا کہ شاہ طلسم لڑنے کو منع کرتا تھا مگر ہوشیار نے مصر ہوکر اجازت لی اور
آمادہ کارزار ہوا ملازم اسکے بارہ ہزار ساحر تھے اونھین کو ہمراہ لیکر دشت نبرد مین آیا تھا
فوج حیرت کو ساتھ نہ لایا تھا اس لحاظ سے لشکر حیرت بھی مسلح و مکمل تھا کہ اگر ہماری جانب
کی شکست ہوگی تو حملہ فوج حریف کا ہنگام غفلت مین رکنا محال ہوگا خلاصہ یہ کہ جب بارہ
ہزار ساحر اوس فوج پر گرے باہم تاریخ و تریخ چلنے لگے ناریل ہر سمت برستے تھے مار و عقرب
پیدا ہوتے تھے تلوار تبر کی اور ترسول و پنسول چلتے تھے ساحرونکے مرنے سے بیر عل مچا ہے
تھے از بسکہ لشکر حیرت کثرت سے تھے یہ بارہ ہزار ساحر گھر گئے اور ایک ایک کو دس دس
نے ملکر ہلاک کیا ہر پھر تھوڑے عرصے مین سب مارے گئے لشکر مہرخ مین کوس فتح پر چوب پڑی
بہار نے باغ سحر برطرف کیا لشکر پھر کر بستر پر آیا سردارون کو لیکر مہرخ داخل بارگاہ ہوئی
عیار بھی آئے سب بیٹھکر جام ی عشرت نوش کرتے تھے مگر حال سنیے کہ طایران سحر
حیرت پاس باغ سیب مین گئے اور مارے جانا ہوشیار او اُسکی فوج کا بیان کیا
حیرت نے سب کیفیت سنکر نامہ شاہ طلسم کو لکھا اور سمت ظلمات روانہ کیا پنجہ
نے سحر کے افراسیاب کو جاکر نامہ دیا اوسنے پڑھکر افسوس کیا اور وہان سے جانب
باغ سیب آیا سبنے استقبال کیا یہ آکر تخت پر بیٹھا اور تمام ساحران نامی مثل شکوہ بن
فیلان فیل سوار زرین قباے جادو و مبہوت فیل خوار جادو وغیرہ اپنی
اپنی جگہ پر متمکن تھے اوسنے حکم دیا کہ آج نقارہ خانہ طلسمی مین حکم دو کہ چونسٹھ ہزار نقارہ بجے

اور طائران سحر تمام طلسم مین پکار دین کہ آج کے ساتوین دن چاہ زمرد پہ میلا ہے اور خداوند
جمشید و سامری کے دربار کا دن ہے یہ حکم سنتے ہی ساحرون نے پرواز کی کیونکہ نقارخانہ طلسمی برپا ہوا ہے
ساٹھ ہزار نقارہ معلق رکھا ہے ساحر او بیتالے طلسمی چوبیں لیے اوس جگہ حاضر ہین غلاف نقارون پر
سرخ بانات کے چڑھے ہین ساحرون نے جاکر حکم شاہ تیلون کو سنایا انھون نے قرنا اور نقارون
کو بجایا کاخ روزگار اور گنبد خضرا مین صدا گونجنے لگی تمام ساکنان طلسم نے آواز سنی مہرخ نے اپنی
جگہ پہ عمرو سے کہا کہ نقارہ طلسمی بجتے ہین میلہ آغاز ہے اب بچاو کی صورت کوئی نہین عمرو نے
کہا مین ایک کنوئین مین اوتر کر بیٹھ رہونگا تم سب کو زنبیل مین رکھ لونگا مہرخ بولی کہ شاہ
طلسم تمھارا حال کتاب سامری مین دیکھیگا اگر اوسکو ثابت ہوا کہ تم کنوئین مین ہو وہ کنوان
ٹہوا دیگا پھر نکلنا دشوار ہوگا عمرو نے پوچھا کہ اس بحر زخار آفت سے ساحل مراد پر
پہونچنے کی کیا تدبیر سوچی ہے مہرخ جوابدہ ہوئی کہ راے عالی اس باب مین قرین صواب
ہے اور کلید زبان سے باب مصلحت کا افتتاح بہر مقاصد مشکل فتح الباب کنیز بحکم المامور معذور
براہ استطاعت کلام خیر ختام کہ لائق بندگان صداقت التیام ہے عرض کردیتی ہے ورنہ
بموجب بیت ای نطق تو کلید نہانخانہ کمال ؛ تقریر تو نتیجہ تائید ذوالجلال ؛ مین کیا اس
بارے مین سخن سرائی کرون اور حکمت لقمان را آموختن کے مثل چراغ پیش آفتاب جلاؤن عمرو
نے کہا اس مشورت کے لیے تخلیہ چاہیے مہرخ مع چند مشیرون کے علیحدہ خیمے مین آئی صلاح ہونے لگی سب نے
متفق الکلمہ ہی کہا کہ عمرو جو کچھ تجویز کرین وہی اولے اور انسب ہے عمرو گویا ہوا
کہ ایک دن سر شام تین سردار با فوج بے شمار تین خیمے میرے ساتھ لیکر چلین اور جہان
مین اون سردارون کو مامور کرون وہان سے جنبش نکرین پھر آگے مین سمجھ لونگا یہ ہین
سنکر مہرخ مع اور نافرمان اور افتخار جادو کہ شریک انجمن مشاورت تھے عرض سا
ہوے کہ خواجہ ہم آپکے ساتھ ہین عمرو نے کہا اس راز کو کسی سے بیان نکرنا جاؤ اور
لشکر چار لاکھ ساحر کا بطور مخفی تیار کرا جب شام ہوگی مین تمھین لیجاؤنگا یہ کہکر
خلوت سے باہر آکر ٹھہرے اور مہرخ ہود وغیرہ نے لشکر چپکے چپکے مسلح و مکمل
کرایا جس وقت کہ مہانخانہ مغرب مین مہر منور فلک جاکر نہان ہوا اور گروہ
انجم مشورہ کرنے خیمہ زنگاری سپہر مین آیا کہ بمقتضائے ابیات

چو سیارۂ چرخ شمشیر زن اند ۔۔۔ بہر برج کاید ستارہ بلند

چو زلف شب از حلقۂ عنبری ۔ سمن رنگ بر طاق نیلوفری

شام کو عمرو بارگاہ سے صحرا مین گیا سرخمو اور نافرمان اور افتخار ایک کے بعد ایک جنگل مین آئے اور اسی طرح فوج بھی ہزار در ہزار دو دو ہزار ہو کر پھیر کھا کر مقام عمدہ پر آئی کسیکو مطلق ظاہر نہوا کہ چار لاکھ آدمی کدھر گیا کس لیے کہ لشکر قریب پچاس لاکھ کے ہی پھر پچاس آدمی سے چار آدمی اگر گم ہو جائین تو کیا معلوم ہو خلاصہ جب عمرو پاس سب جمع ہوے وہ بھی تخت سحر پر بیٹھکر ایک جانب سردار اور لشکر کو لیچلا اور دس کوس لشکر مہرخ سے نکل گیا ایک کوہ سیاہ کے قریب پہونچا دیے اوس کوہ کے مثل گور جہودان کے تنگ و تاریک تھے اور اوسنے اوسکی گھاٹیون کے مانند جادۂ صراط دوزخ کے باریک تھی گرد اوسکے ایک دریاے محیط موج زن تھا لیکن سیاہی کوہ کے عکس سے دریا بھی سیاہ تھا کہ نظم

چنین تا گذرگہ بجاے رسید ۔ کہ یکبارہ شد روشنی ناپدید
ز رنگ سو سیاہی بر آورده حرف ۔ دگر سو گذر بستہ دریاے ژرف
شد آن راه از موے باریک تر ۔ ز تار سیہ شام تاریک تر

پھر و وے ایک خیمہ سیاہ رنگ کا اوس جگہ نصب کرایا اور ملکہ نافرمان کو مع ایک لاکھ ساحر کے یہان فروکش کیا کہدیا کہ بغیر میری اجازت کے یہان سے نہ ہلنا یہ کہکر آگے وہان سے روانہ ہوا اور اس کوہ سیاہ سے اور دس کوس آگے جا کر قریب کوہستان پہونچا شناخت کے لیے ایک کوہ سبز رنگ تجویز کرکے خیمۂ سبز رنگ استادہ کرایا وہ پہاڑ مثل سبز پوش جنان کے رخت خضر زیب بر کیے تھا خضر راہ گم گشتگان بادیۂ ضلالت تھا اور خضر و الیاس کی طرح مردم روزگار سے روپوش درخت ہاے گنجان مریدون کے طور اوس پیر سبز پوش کے گرد تھے کہ نظم

بہ پیرامنش بیشہ ہاے خدنگ ۔ بہم در شده شاخ در شاخ تنگ
فزون تر درختش ز پیچہ ارش ۔ ز آب و ہوا یافتہ پرورش
چو زنگو نہ جاے بدست آمدش ۔ دران جاے فرخ نشست آمدش

خیمہ سبز مین ملکہ سرخمو کو مقیم کرکے لاکھ آدمی گھاٹیون مین پہاڑ کی فروکش کیے اور اونسے بھی تاکید ہی کردی کہ بغیر میرے یہانسے نہ ٹلنا اور پھر عمرو وہان نے دس کوس اور آگے بڑھگیا اتفاق سے ایک بیابان قلب و تاریک کوہستان مین ملا کہ ایسا قلعہ مستحکم ضحاک کا بھی نہ ہوگا پہاڑونکے درے ایسی راہین پیچ رکھتے تھے کہ حلقہ ہاے زلف گلرخان دہر کو شرماتے تھے

تھے فرہاد کو کاکل عنبرین شیرین یاد دلاتے تھے بیابان ہر چند کہ سرسبزی مین رشک گلستان تھا مگر چشمۂ حیوان کیطرح ظلمت مین نہان تھا چشمہای صاف ہر سمت رواں رواں گرد درختہای گنجان نظم

پدید آمد آن چشمۂ سیم رنگ — چو سیمی کہ بالاید از ناف سنگ
بفرمود تا زیر کان سیاہ — تنے چند را سر برآید ز راہ
پس کوہ خارا شود ناپدید — کس آن بند رامی نداند کلید

افتخار جادو کو دو لاکھ ساحر سے یہان مقرر کرکے سمجھا دیا کہ بغیر میرے حکم یہان سے نہ ہٹنا اور بعد اس فہمایش کے تخت سحر پر بیٹھکر ایک ساحر ہمراہ لیکر مراجعت کی اور سرخ مو سے دوبارہ ملتا ہوا پاس نافرمان کے آیا اور بیٹھکر نشیب و فراز سمجھانے لگا نافرمان نے کہا خواجہ آچکے ساتوین دن وہ جلسہ ہوگا کہ دیدۂ روزگار اوسکے دیکھنے کا ندیدہ ہی بلکہ یہ میلہ دیدہ ہی نہ شنیدہ ہے ایک سوا کیس بارگاہین بادشاہ طلسم کی استادہ ہونگی حیرت کی سواری کیساتھ ہزار غول ساحرون کے لباس رنگ برنگ کا پہنے چلینگے ساٹھ ہزار شاہ اور شہزادیان طلسم کی آئینگی حیرت پر سے زر نثار ہوگا اور ایک کنوان کہ شل تالاب کے ہی اور اوسی کو چاہ زمرد کہتے ہین زر و جواہر سے پٹ جائیگا عمرو نے سب ماجرا سنکر جوابدیا کہ جو کچھ سامنے آنیوالا ہی اوسکا بیان کیا ضرور ہی ہمارا خدا مالک ہی کچھ نہ کچھ ہمین بھی مل رہیگا اب تم یہان ٹھہرو مین اور تدبیر کو جاتا ہون یہ کہکر وہانسے مہرخ پاس آیا اس تردد کرنیکا کچھ مطلق ذکر نہ کیا اور حسب دستور قدیم حکم دیا کہ جلسۂ عشرت کا سامان مہیا ہو بمجرد ارشاد ساقیان زرین لباس بربادکن سامان توبہ کا سامان لیکر حاضر ہوے ناچ ہونے لگا جام مے گردش پذیر ہوا نظم

تماشای رامشگران باز کرد — در خرمی بر جہان باز کرد
نیوشندہ شد نالۂ چنگ را — بہ کف برنہاد آب گلرنگ را

ازبسکہ ان تردداتـ مین رات زیادہ آچکی تھی دربار برخاست کیا ہر ایک آرام پذیر ہوا یہ سب تو بآرام تمام حالت امید و بیم مین مقیم ہین لیکن حال میلے کا سنیے لمولفہ

ہان ساقیا وقت یاوری ہی — دے بادہ کہ دور آخری ہے
ستر چھکا دے خوب سا آج — پھر رند نہوگیکا محتاج
دے ہوش ربا وہ جام ساقی — دنیا مین ہو جس سے نام ساقی
ساقی اک اور جام رنگین — درپیش ہے جلسۂ نگارین

ساقی مرے جوش کی قسم ہے ... کھوئے ہوئے ہوش کی قسم ہے
ساقی پیر مغان کا صدقہ ... ساقی تجھے اپنی جان کا صدقہ
وہ سر کہ بھرا ہے جس مین سودا ... وہ جان کہ جس مین ہے تمنا
وہ دل جو ہے آرزوے لبریز ... وہ آتش شوق جو کہ ہے تیز
وہ رنج کہ جسکا دل ہے مسکن ... وہ لب کہ ہمیشہ جسپہ شیون
ان سب کی قسم ہے میرے ساقی ... دے جام شراب باقی ساقی
کانٹا جو لگا ہے دل ہی بیتاب ... دے گل کے کٹورے مین مجھے آب
لکھون مین وہ داستان رنگین ... فردوس بھی جسکا ہوے گل چین
ہر حرف سے دلبری ہو پیدا ... گل کی طرح نازکی ہو پیدا
ٹپکے لفظون سے پھر لطافت ... آب مضمون کی ہو ترادت
دامان نگاہ ناظرین کو ... پھولون سے بھرون بطرز نیکو
اے خامہ جادہ ساحری فن ... پھر آج طرارے مثل توسن

طالبان نگین الفاظ انگشتری داستان وفتاحان الابواب حجلہ بیان نقش روشن افسانہ کو لوح قرطاس پر یون منقوش فرماتے ہین اور نازپروردگان حجلہ ضمیر عشاق کو منظر فصاحت مین جلوہ گر فرما کر اس طرح میلادکھاتے ہین کہ جب حجلہ مشرق سے عروس زرین لباس مہر حجرۂ ہفت منظر افلاک مین روشنی بخش ہوئی اور حلقہ ماہ و نگین کواکب جوہری روزگار نے صندوق نہانخانہ غرب مین بند کیے کہ بمضمون نور بیز ابیات

فروزندہ روزے چو فردوس پاک ... برآورد سر گنج قارون زخاک
بعزلت کمر بستہ باد خزان ... نسیم بہاری زہر سو وزان

باغ سیب مین افراسیاب اورنگ شہی پر جلوہ گر ہوا اور حیرت نے حکم دیا کہ انگشتری یعنی جادو وہ اوّل ہی سے سامان جانے کا کر چکی تھی اپنی کنیزون کو طلب کیا سترہ نازنین پری جمال زیور جواہر بے مثال پہنے رخت پر زر سے آراستہ حاضر ہوئین تھال سونے کے ہاتھ مین لیے تھین اون مین جواہر اور اشرفیان بھری تھین پھر کچھ ساحر سور اور بھیڑیان اور بکریان لیے آئے کہ ان جانورون کے گلے مین ہار پڑے تھے اور ٹیکے سیندور کے ماتھے پر دیے تھے انکے بعد بہت سے تھال لیے کنیزین آئین کہ اون مین موہن بھوگ بھرا تھا

ہو گئیں گھی کی روشن تھیں جب یہ سامان آچکا حیرت تخت طاؤسی پر سوار ہوئی چار طاؤس جواہر کے چاروں کونے پر تخت کے کھڑے تھے دم اونکی سر پہ ملکہ کے چتر ہو گئیں نقار خانہ طلسمی میں نوبت بجنے لگی جادوان نے پاندان سے ایک گلوری بنا کر اپنے ہاتھ سے ملکہ کو کھلائی اکابرین دربار نے نذریں شاہ نے بازو پکڑ کر کچھ منتر سامری و جمشید کے پڑھے اور ملکہ پر دم کیے پھر تو اوس مہ چاردہ سالہ کا حسن حسینان دہر سے دوبالا ہو گیا کہ یہ ایک اشارہ گوشۂ چشم نیرنگ سامری اور بازی روزگار کو خاک میں ملاتی تھی اور ہزار مردے جلا کر مسیحا کو لب جان بخش کا شرمندۂ احسان بناتی کہ خمسہ

ترانے معجزے رفتار روح افزا دکھاتی ہے		صدا خلخال پا کی مژدۂ صحت سناتی ہے	
تمنائے حیات پنجروزہ آزماتی ہے		جدھر جاتے ہو ہر گھر سے یہی آواز آتی ہے	

مسیحا ہو تو بیماروں کو دم بھر دیکھتے جاؤ

خلاصہ یہ کہ اس سامان نمایاں اور تجمل بیکران سے ملکہ روانہ ہوئی اور بعد کچھ عرصے کے ایک دشت پر فضا میں پہونچی کہ ہوا وہاں کی ہوائے روضۂ رضوان دل سے مٹاتی تھی مسیحا نفسی کر کے دکھاتی مردہ کو جلاتی تھی سبزہ برنگ سبز بختان دہر چین سے پاؤں پھیلائے سوتا تھا گلہائے خودرو سے دشت نگارخانہ چین معلوم ہوتا تھا برگ گل ہمشکل زبان تھے یہ ظاہر تھا کہ گلرخان دہر اس بہار کے شوق دید میں خواب میں ملکر زبان بتو صیف بوستان کھولے ہیں نرگستان تھا یا خفتگان خاک آنکھیں کھولے سیر دیکھتے ہیں طایران خوش نوا مثل خضر کے لباس زمردین پہنے ہر سمت پران قربان سرو لب جوئبار پر مثل واعظ کے بر سر منبر شان کدیور حقیقی میں خطبہ خوان کسی جا شمشاد لالے پر اکڑتا کہیں غنچہ درازی قامت شمشاد پر ہنستا تھا کسی جگہ لالہ پیالہ دکھا کر نرگس مست کو للچاتا تھا کہیں برگ سوسن بزبان حال و مقال سے باتیں سناتا تھا دشت پر روح قیس نثار تھی غرض طرفہ بہار تھی کہ قصیدہ

فیض ترتیب ہوا نے یہ دکھائی تاثیر	زر محلول ہے اخگر تو کھرل ہے منقل
تخت طاؤسی گلشن پہ ہے سایہ کیے ابر	چتر کھولے ہوے فرق شہ گل پر سنبل
آہ قمری میں مزا اور مزے میں تاثیر	سرو میں دیکھیے پھول آنے لگے پھول میں پھل
دیکھتے دیکھتے بڑھ جاتی ہے گلشن کی بہار	دیدۂ نرگس شہلا کو نہ سمجھو احول
خضر فرماتے ہیں سنبل سے تری عمر دراز	پھول سے کہتے ہیں پھلتا رہے گلزار امل

شاخ پر پھول ہین جنبش مین زمین پر سنبل | سب ہوا کھاتی ہین گلشن مین سوار و پیدل

اس دشت فرحناک مین یہ سرو خرامان ہوئی اور قریب ایک کوہ پر شکوہ کے پہونچی دَر
سے کوہ کے ایک خط سرخ اس طرح ظاہر تھا کہ جیسے بند مکان مین روزن کی راہ سے دھوپ کی
لکیر از زمین تا فلک معلوم ہوتی ہے کہ بموجب ع مٹی کا پل بندھا تھا محیط سپہر پہ ۔ اور سنہری
لکیر مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک ظاہر تھی گویا اوراق جریدۂ دہر پر طلائی
جدول کھینچی تھی اصل مین اوس خط کو قطب جنوبی اور شمالی جو طلسم کے حکما نے بنائے ہین
اونکے درمیان سے خط معدل النہار بنایا تھا واضح ہو کہ کتب علم ہیئت مین مسطور ہے کہ معدل النہار
وسط حقیقی قطب شمالی اور جنوبی مین واقع ہوا ہے اور بنسبت محاذات اوسی خط کے خط
استوا زمین پر متخیل ہوتا ہے اور جس وقت کوئی شخص قطب شمالی کے نیچے کھڑا ہو تو
معدل النہار افق جنوبی پر ہوگا فی الجملہ یہ بحث باعث طوالت فسانہ ہے یہان صرف مراد
یہ ہے کہ حیرت انگشتر لینے اوس جگہ جاتی ہے کہ جہان حجرۂ ہفت بلا ہے اور یہ مقام علم نیرنج
و ہیئت سے حکماے طلسم نے خاص طلسمی بنائی ہین اور طلسم مین رات و دن ادا ہوتے
ہین اور خط استوا اور قطب بخلاف ان قطبون افلاک دنیاوی کے اور بنائے جاتے
ہین جیسے کہ طلسم دنیا مین چار پہر کے رات و دن ہوتے ہین اور خداے دو جہان کہ مطلق
ہے اوسکے دن پچاس ہزار برس کے ہین دنیا بھی مثل طلسم کے ہے اور باطل ہونا اس طلسم کا
روز قیامت ہے کہ جو لوگ اس طلسم مین پھنس گئے ہین وہ اسکے ٹوٹنے سے اپنے مسکن
اصلی پر پہونچینگے اگر ناری ہین جہنم مین اور ناجی ہین تو فردوس مین اور بمصداق
وہم فیہا خالدون ہمیشہ اون مقامون مین رہینگے اور رستہ اس طلسم دنیا مین آنیکا
عالم ارواح سے یہ ہے کہ اول ملایکہ بحکم حکیم علی الاطلاق مادہ جنین کو زیر عرش جگہ
دیتے ہین کہ صاحب قلب وہان سے ہوتا ہے پھر وہان سے کرسی کیطرف لاتے ہین
کہ وہان سے مالک صدر ہوتا ہے پھر وہان سے فلک شمس پر پہونچاتے ہین کہ صاحب
حرارت غریزیہ ہوتا ہے پھر فلک ہفتم پر کہ مقام زحل ہے کہ بالغ ملتا ہے کہ محل عقل ہے
پھر فلک قمر پر لاتے ہین کہ صاحب حرکت اور حیات ہوتا ہے پھر فلک مشتری لیجاتے ہین
کہ علم پاتا ہے پھر فلک عطارد پر جاتا ہے کہ فکر پیدا ہوتی ہے وہان سے فلک مریخ پر آتا ہے
کہ وہم حاصل ہوتا ہے پھر فلک زہرہ پر آ کر خیال پاتا ہے پھر کرۂ نار منتقل ہوتا ہے کہ اخذ صفرا کرتا

پھر کرۂ باد پر آ کر خون ملتا ہی پھر کرۂ آب پر آ کر بلغم پاتا ہی پھر کرۂ خاک پر آ کر بالک سودا ہوتا ہے
پھر وہ مادہ طرف بخارات کے مائل ہوتا ہی اور ملایکہ اوسکو جانب ابر پہونچاتے ہین اور ابر باران
کیطرف اور باران سے زمین پر آ کر نباتات اور اجناس مین مشترک ہوتا ہی اور وہی نباتات
و اجناس خدا یتعالی اوسکے پدر کی روزی کرتا ہی کہ جسکے کھانے سے صلب پدر مین نطفہ ہو کر
ہوتا ہی پھر بمصداق یخرج من بین الصلب والترائب آخر ہنگام شہوت بطن مادر مین منتقل
ہوتا ہی پھر زمین پر آتا ہی اس معنی کو حضرت صوفی ما مقیمان مین فرماتے ہین کہ بیت مرغ
شاخ درخت لاہوتیم ؛ گوہر درج گنج اسراریم ؛ آنیکا اس طلسم مین دنیا کے یہ راستہ ہے
اور جانیکا وہان گور ہے اور وہان سے عالم برزخ مین اور وہانسے قیامت اور قیامت سے
صراط اور صراط سے میزان اور میزان سے پرسش اعمال اور وہان سے مسکن اصلی روح
کا کہ بموجب مصرعہ دوست با دوست رفت و یار و بیار ؛ آمدم بر سر مطلب حیرت مسکن
اصلی پر طلسم کے جایا چاہتی تھی اوسی خط کے نیچے نیچے درۂ کوہ مین داخل ہوئی اور عجایب
و غرایب طلسم کے دیکھتی ہوئی یعنی کہین اندھیرا کہین اوجالا مرحلے طلسم کے جو نہین
کہ فاتح طلسم کے طلسم توڑتے وقت بیان اسکا کیا جائیگا ہر ایک کو ملاحظہ کرتی جنگل مین
قریب ایک احاطے کے پہونچی احاطہ پر چار سو مینار یاقوت احمر کا چڑھا تھا دروازہ اسکا
بند تھا ملکہ نے سحر پڑھا دروازہ کھل گیا اندر آئی خط معدل النہار کی روشنی یہان بھی
پائی اوسی کے سامنے مین کچھ دور چلکر ایک نقب مین سما گئی پھر جو اس گنج خوبی ذ
سر نکالا ایک مکان سونیکا نظر پڑا اس طلسم مین سات حجرے بنائے ہین ایک سونے کا دوسرا
چاندی کا تیسرا زمرد کا چوتھا یاقوت کا پانچوان نیلم کا چھٹا موتی کا ساتوان الماس کا ہے
چنانچہ ان سب حجرون مین مال طلسمی اور کنجیان ہین لیکن ساتوین حجرے مین سات کوٹھری
ہین کہ ہر کوٹھری مین بلا بند ہے جب وہ کوٹھریان کھلینگی بلائین نکل کر لشکر مہرخ کو برباد
کرینگی اور یہ بلائین موت نہین رکھتی ہین دفع کرنا نہایت مشکل ہوگا انشاء اللہ حال لکھا بر وقت
شکست طلسم بیان ہوگا غرضکہ ملکہ قریب مکان طلائی کے آئی سبحان اللہ اس عمارت کا کیا کہنا
روبرو اوسکے عجب نہین جو کندن ہیرا رشک سے کھاتے رنگ طلا مین جواہر کو پچی کر کے
جواہر کی گلکاری بنائی تھی حور قصور جنان چھوڑ کر اسیر شیدائی تھی رنگ تجلی طور کلیم اوسپر
نثار ہر پایہ کی سربلندی پر قصر بہرام گور تصدق ہر بار اوسکی محراب ہے اگر ہلال کو مشابہ کیا جائے

تو کشکول گدائی سے جام جم پر فخر کرے آستان کو اوسکی اگر فلک کہون تو بے زمین کا احسان فلک پیر پر گردون
عالم امکان کی مجال نہین جو درست صحن کو اوسکی پیمایش کرے سمار عقل کی کیا طاقت جو زبان لال سے
ستایش کرے مہندس خیال ہر چند کہ خوبی مین طاق ہے بلکہ بہتری سے جفت ہے مگر اوسکی گوشہ ہاے مثلث کی
توصیف مین الالیطاق ہے سقف منقش سپہر اوسکی سقف رنگین کے روبرو واژون اور آفتاب شرم
سے اوسکے شمسے کے سامنے دینار خزانہ قارون نزاکت طرح عمارات پر انگشت اشارت بار اور صفاے
در و دیوار پر نگاہ سحر آلود نازنینان مہر سے غبار نظر تماشائی اگر غرفہ تک اوسکے پہونچے تو منازل
قمر سمجھے اور فکر محاسب اگر اوسکے مینار و منبر پہونچے تو کنگرہ عرش عظیم جانے کہ بمقتضاے ابیات

عجب اوسکی رفعت عجب اوسکی شان	عجب اوسکے پردے عجب سائبان
عجائب بھتین نہرین عجائب سحر	عجب اوسکی سقفین عجب اوسکے در
عجب اوسکا نقشہ عجائب فروش	عجائب نگار اور عجائب نقوش
مکان ایسا آراستہ پر شکوہ	ہر اک برج الماس مانند کوہ
تماشائی کا دل بھی ہو آئینہ	کہ جسپر کدورت کبھی آئے نہ

سامنے اوس قصر کے گلشن نگارین بنا تھا شاخہاے گل پر بلبل شیوا زبان کا چہچہہ نرگس مست کہ
مدام باغ مین رہتی ہے لیکن یہ بہار اوسنے بھی نہ دیکھی تھی سنبل اوسی کی الفت مین پیچ و تاب کھاتی تھی
لالہ اوسی کے عشق مین دلخون ہے عشق پیچان باغ کو اوسی کا جنون کا ہے کہ بفحواے نظم

زگلہاے رنگ بساطہ پرند باف	دریدہ صبا شعر گل تا بناف
زمین چون زر و آب چون لاجورد	چو زیباے نیم ازرق و نیم زرد
بنواے چکاوک بہ از بانگ رود	بر آورد یاد ستانان سرود
گرہ برگمہ گہ زدہ ساق جو	رسیدہ بدہقان درود و درو

حیرت نے اوس گلشن پر بہار مین ایک مقام پر کھڑے ہوکر کچھ افسون سحر پڑھا اور پکار کر کہا
کہ اے کندن آئو یکایک نسیم بہاری چمن مین وزان ہوئی اور کلیان کھل کر پھول ہوگئین
ایک تخت برکو ہوا اوڑتا ہوا آیا ہزارہا گھنگرو تخت مین بندھا تھا اوسکی صدا سے بروے ہوا
پریان ناچتی معلوم ہوتی تھین جب وہ تخت زمین پر اوترا ایک سونیکی پتلی اوسپر بیٹھی مگر وہ
بھی تصویر تھی یا بتان آذری پر لات مارتی تھی ایڑی چوٹی پر اپنی وارتی تھی کہ ابیات

صنم بین کہ آن نقش پرواز کرد	کہ گاہے گرہ بست و گہ باز کرد

پروچادرے از رخام سپید | چو برگ سمن بر سر مشک بید

حیرت کو اوس پتلی نے سلام کر کے لب گوہر فشان سے رشتہ نظم مین اس طرح موتی پروئے اور کام و دہان سامع کو پراز مذاق سخن اس طرح کیا کہ ملکہ عالم نے اس کنیز ناچیز کو کیون یاد فرمایا ہی مرتبہ خاکسار فلک پر پہونچایا ہے حیرت نے صورت حال کا جلوہ آئینہ بیان مین یون دکھلایا اور باب مقاصد کو کنز دلائق گفتار سے وا کیا کہ اے کندن کنجی حجرہ طلائی کی تمھارے پاس ہے حجرہ کھولو کہ انگشتری جمشیدی شاہ جادوان نے منگائی ہی نذر بھینٹ لیکر یہ حقیرہ لینے آئی ہے کندن نے نذر کی چیزین دیکھکر ایک قہقہہ مارا اور عرض کیا کلید حاضر ہے لیکن یہ بھینٹ اور نذر اصلی نہین ہی اور اس سے انگشتری دست خداوند جمشید نہ ملیگی لازم یہ ہے کہ حضور زحمت فرما کر مراجعت فرمائین اور شہنشاہ سے اصلی بھینٹ لائین کنیز انتظار مین حضور کے ٹھہری رہیگی یہان سے قدم نہ ہٹائیگی حیرت ان باتون سے صورت آئینہ حیران ہوئی آخر سب سامان نذر کا چھوڑ کر پھری اور خدمت شاہ جادوان مین آئی ماجرائے گذشتہ زبان پر لائی افراسیاب نے ساری کیفیت سنکر سحر پڑھا کہ آندھی سیاہ آئی تاریکی عالم مین چھائی بعد ایک لمحہ کے فلک کی جانب سے ایک تخت زمین پر مثل بلا کے نازل ہوا کہ اوسپر ایک پیر زمین گیر سوار تھا پیر تھا یا پیر فلک کا سگا بڑا بھائی عروس روزگار کو سامنے اوسکے شرم آئی جب شیطان جنت سے نکلا تھا تو اسی کے کندھے پر سوار ہوکر زمین پر آیا تھا نہین بلکہ مادر دہر کو اوسی نے سبق پڑھایا تھا فرط ضعف و نقاہت سے جھریان جسم پر پڑی تھین ہڈیان پسلیان گنی جاتی تھین کہ بہ مقتضائے ابیات

ظالم و تیرہ رو ضعیف و نحیف | اس ضعیفی پہ انتہا کا کثیف
دم گفتار منھ سے بو آتی | نتن بہی کوسون تک جاتی
کرتا شیطان مکر اوس سے یاد | زال دنیا کا تھا وہی استاد
تھا غلامی کا اوسکی دم بھرتا | سامنا پیر چرخ کیا کرتا

یک کتاب کہ جریدۂ افلاک اور دفتر دہر اوسکا دو ورقہ تھا سفیدی و سیاہی اوراق لیل و نہار بین السطور صفحہ ہاتھ مین لیے سامنے شاہ کے آیا بادشاہ براہ تعظیم اور اہل دربار بتکریم اوٹھے با اعزاز اوسکو بٹھایا پیر نے استفسار کیا کہ مجھے کیون بلایا ہے شہنشاہ نے کہا کہ انگشتری جمشید مین نے منگانا چاہا ہے چنانچہ وہ مجھے منگا دیجیے تمنائے دل پوری کیجیے پیر نے کہا اس

خیال محال سے باز آ شہنشاہ نے کہا بغیر انگشتری کے یہان خاتمہ ہے نقش طلسم باطل ہوتا ہے
نام و نشان مٹتا ہے سلطنت جو زیر نگین ہے حلقۂ اطاعت غیر مین جاتی ہے پیر نے کہا تجھے
تکلیف گوارا نہ ہوگی انگوٹھی سے ہاتھہ اوٹھا شاہ نے کہا سر کٹ جائے مگر سر دست انگشتری
ہاتھہ آئے پیر نے کچھہ پڑھکر سمت فلک پھونکا ایک پتلا چھری اور جام لیے پیدا ہوا چھری شاہ
کو دی اور جام سامنے رکھا پیر نے کہا سات بوٹیان اپنے جسم کی کاٹ کر اس جام مین ڈالدے
دو دونون ہاتھہ کی دو دونون پیر کی دو دونون کانون کی ایک سینے کی شاہ نے فوراً بوٹیان
کاٹ کر جام مین ڈالین کہ یاقوت احمر بن گئین پیر نے ایک آہ کی منھہ سے شعلہ نکلا کہ جلکر وہ راکھہ
ہوگیا شاہ نے وہی راکھہ اپنے زخمون پر لگائی کہ زخم اچھے ہوگئے اس جگہ دوسرے دفتر مین ہے
کہ پیر زندہ جدھر سے آیا تھا اودھر ہی چلا گیا اور کہتا گیا کہ پیالے مین جو خون بھرا ہے پوچھکر زخمون پر
لگالے کہ اچھے ہوجائین اور یاقوت کے ٹکڑون کی سمرن بنا کر حیرت کے حوالے کر کہ جائے
اور انگوٹھی لے آئے افراسیاب نے ایسا ہی کیا اور سمرن حیرت کے حوالے کی کہ وہ لیکر روانہ
ہوئی اور اسی طرح راہ طے کر کے قریب حجرۂ طلائی پہونچی کندن پتلی منتظر کھڑی تھی اوس سے
کہا مین اصلی بھینٹ لائی ہون حجرہ کھولدے اوسنے حجرے کے پاس آکر سجدہ کیا اور کنجی
ازار بند سے اپنے کھول کر قفل مین لگائی اوس وقت اوس نازک بدن کا اونچے ہوکر ایک ہاتھ
سے قفل تھامنا اور دوسرے سے کنجی لگانا ہزار بناو دکھاتا تھا وہ پتلی پتلی اونگلیان چوڑی
ہتھیلی کا رنگ برنگ شہاب وہ دونون پانچے چھوٹ کر پانون پر آجانا قفل کھولنے مین
منھہ بن جانا بالون کا رخ پر آنا سر ہلا کر بالون کو ہٹانا آخر بمقتضائے ع کھولا کنجی نے چور خانہ :
صدا تڑاقے کی ہوئی قفل کھل گیا یہ پانچے اوٹھائی کنجی و قفل لیے پیچھے ہٹی اور حیرت
سلامین کرتی ہوئی داخل حجرہ ہوئی سبحان اللہ جس عمارت کی خوبی اور بہتری باہر سے بری
از صفات ہے پھر وصف اندرونی کرنا چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے در و دیوار منقش و رنگین
چھتین رشک دہ نگارخانہ چین کمرے بہ از قصورہائے بہشت برین خلاصہ یہ کہ جو جگہ تھی وہ
دلچسپ و خوش آئین فرش دیباے چین ہر مقام پر بچھا تھا شیشہ آلات لگا تھا چار طرف
کمرے تھے بیچ مین حجرہ تھا ملکہ کمرے طے کر کے حجرے مین آئی وہان ایک تخت بچھا تھا
روبرو اوسکے پردہ پڑا تھا ملکہ نے پردے کے روبرو سجدہ کیا ایک پانون سے کھڑی
ہوئی اوس وقت ہزارہا گھنٹا اور ناقوس از خود بجنے لگا اور پردہ آپ سے آپ اوٹھ گیا

تخت پر پتھر کا پتلا کہ ہمشبیہ جمشید تھا نظر آیا ملکہ نے پھر اوسکو سجدہ کیا پتلے نے صدا
دی کہ اے شہزادی طلسم کی کیا چاہتی ہے حیرت نے عرض کیا کہ انگوٹھی یہ کہکر وہ
سوربکریان موہن بھوگ وغیرہ پیش کیا پتلا ان سب کا ایک نوالہ کر گیا اور ہاتھ اپنا بڑھا یا کہ
انگوٹھی اوتار لے حیرت نے جب و نگلی پر ہاتھ ڈالا کہ انگوٹھی اوتارون او نگلی آگ کی طرح
جلتی تھی ہاتھ ملکہ کا جل گیا اُف کر کے ہاتھ کھینچ لیا پتلے نے کہا اول وہ یاقوت کی کنٹھی جو
بوٹیون کی جسیم شاہ طلسم کی بنی ہے ہاتھ مین پہنا دے پھر انگوٹھی اوتار لے ملکہ نے کنٹھی
پہلے پہنا دی پھر انگوٹھی اوتار لی یکایک ہزار ہا گھنٹے اور ناقوس بجے پردہ تخت کے سامنے
پڑ گیا ملکہ سجدہ کر کے پھری جب حجرے کے باہر آئی کندن نے مبارکباد دی اور دوڑ کر حجرے
کو بند کیا قفل دیا اور عرض پیرا ہوئی کہ کنیز کو اب اجازت ہے کہ جائے ملکہ نے رخصت دی
پتلی تخت پر بیٹھکر جدھر سے آئی تھی اودھی طرف چلی گئی اور حیرت بھی انگشتری لیکر سوار ہوئی
طائران طلسم نے آکر سر پر سایہ کیا اور جتنے کہ دیو اور خبیث طلسم مین ہین سب نظر آنے لگے
لیکن ملکہ لیے ہوے انگوٹھی کو وہ مقامات طے کرتی ہوئی قریب باغ سیب پہونچی مگر باغ
موصوف مین نہ گئی ملکہ ایک اور باغ مین جا کر ٹھہری اور کنیزونکو حکم کیا کہ تجمل بیکران اور
سامان تمایان حاضر کرو بمجرد حکم سامان حاضر ہوا یعنے ہزار ہا نقارے طاؤسون پر لدے
ہوے فلک بجتے ہوے چلے اور فلک کی طرف سے پھول سنہری اور روپہلی برسنے
لگے ہزار ہا چوکین از خود روشن ہوگیئن اور باجے ہزار در ہزار رنگ کے بجنے لگے کئی ہزار
مردنگ بجا کر ساحر بھجن جمشید کے گانے لگے سترہ سو کنیزین عبیر و گلال اوچھالتی اور رنگپاشی
کرتی ساتھ ہوئین ملکہ نے ایک کشتی مین انگوٹھی کو لگا کر تورے پوش جواہر کار ڈالکر اپنے
ساتھ لیا اور آپ بھی نہایت آراستہ و پیراستہ ہو کر سوار ہوئی اور سمت باغ سیب چلی کہ ابیات

جہان در جہان لشکر آراستہ — ز بوق و دہل بانگ برخاستہ
ز دیبائے چینی بہ جنس دارہا — ہم از مشک چینی براپتارہا
طبق ہائے کافور با بوئے مشک — ز کافور تر بیشتر عود خشک
غلامان لشکر شکن خیل خیل — کنیزان کہ در مردہ آرند خیل

اس تجمل سے قریب باغ سیب جب پہونچی افراسیاب کو خبر ہوئی کہ ملکہ انگوٹھی بڑے دھوم
سے لائی ہین شاہ جادوان یہ خبر سنتے ہی مع تمام اہل دربار اور مغرز ساحرون کے اوٹھا

کھڑا ہوا کہ انگوٹھی کا استقبال کرنا لازم ہے اور باغ سے کچھ ہی آگے بڑھا تھا کہ ملکہ ملاقی ہوئی وہ سب تجمل بیرون باغ ملکہ ٹھہرا کر ہمراہ شہنشاہ اندر باغ کے آئی شہنشاہ سب کی نظر سے غائب ہوگیا بعد کچھ دیر کے سارے درخت باغ کے بادلے سے منڈھ گئے اور ہر پھول مثل گوہر شبچراغ کے روشن ہوگیا پتیون مین چمک پیدا ہوئی برگ گل تالیان بجانے لگے پتی پتی سے صدا جمشید کے جے کی بلند ہوئی بیچ بارہ دری مین تخت جو بچھا تھا آئینہ اوسکے سامنے لگ گیا ہزارہا منقلین سونے چاندی کی روبرو سے تخت روشن ہوگئین بخور سلگایا اوسوقت شہنشاہ طلسم آئینہ مین ظاہر ہوا آج وہ تاج سر پر دیے تھا کہ دیدۂ روزگار جسکے دیکھنے کا محتاج تھا اور وہ قباے پر زر زیب بر فرمائے تھا کہ قباے رنگا رنگ فلک کہ قبا جسکے مقابل نیلی اور سیاہ تھی خلاصہ یہ کہ جب شہنشاہ طلسم ظاہر ہوا ہزارون گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے سب سے اوّل حیرت نے کشتی انگوٹھی کی نذر دی شہنشاہ نے مسکرا کر نذر قبول کی توڑے پوش ہٹا کر انگوٹھی کو ہاتھ مین لیا پہلے جمشید کو سجدہ کیا پھر انگوٹھی کو پہنا نگینہ انگوٹھی کا آفتاب سے زیادہ روشن تھا مگر یہ ثابت نہ ہوتا تھا کہ کس چیز کا ہے کچھ نقش اسپر جادو کے کندہ تھے کہ جسکی وجہ سے ساحر اور خبیث مطیع اور سرافگندہ تھے غرضکہ جب انگوٹھی بادشاہ نے ہاتھ مین پہنی فوراً تالی بجائی ایک طاؤس کہ جسکا چہرہ پریزاد کا تھا اور سارا جسم طاؤس کا تھا ناک مین نتھ اور کانون مین جڑاو پتے بالیان پہنے تھا سامنے شاہ طلسم کے آیا شاہ نے فرمایا کہ اے طاؤس طلسمی مینے تجکو امتحان کی راہ سے بلایا کہ دیکھون انگشتری جمشید کام دیتی ہے یا نہین طاؤس نے عرض کی جسکے پاس انگوٹھی ہوگی مجھپر کیا تمام طلسم اوسکا تابعدار ہے شہنشاہ نے کہا اچھا جاؤ اور عمرو کو کہ خداوند سے باغی ہے پکڑ لاؤ طاؤس اسی وقت حسب الحکم شہنشاہ روانہ ہوا اور بارگاہ مہرخ مین چکر مار کر اوترا پکارا خواجہ تمکو شہنشاہ افراسیاب جادو نے یاد کیا ہے یہان طاؤس کے آنے سے اول تو عمرو عازم ہوا کہ بھاگ جاؤن مگر آواز مور کی سنکر قلب پھر گیا بولا کہ غلام حاضر ہے یہ کہکر قریب گیا طاؤس نے منقار مین اپنے لیا اور پیٹ مین لادکر اڑا اور سامنے شہنشاہ طلسم کے لاکر زمین پر ڈال دیا عمرو نے اوٹھکر بادشاہ کو تسلیم کی اور وہ جاہ وجلال آج شاہ جادوان کا دیکھا کہ کبھی نہ دیکھا تھا تھر تھر مثل برگ بید کے کانپنے لگا اور زبان کو تعریف شہنشاہی مین وا کیا کہ نظم

چراغ جہان گوہر شاہ باد	رخ شاہ روشن تر از ماہ باد

توئی آنکہ نیروے بینش بہ تست — برومندی آفرینش بہ تست
بہر جا کہ باشی خداوند باش — ز تخمے کہ کارے برومند باش

افراسیاب نے کرسی بیٹھنے کو دی عمرو تسلیم کرکے بیٹھا شاہ جادوان نے کہا کہ مین نے تجھکو اس لیے بلایا ہے کہ سمجھا دون یعنی تو اور ہمراہی تیرے اگر آسمان پر بھی جا کر چھپین گے جب بھی گرفتار ہونے سے نہ بچین کے پس لازم ہے کہ سبکو سمجھا کر لے آ اور سامری و جمشید و لقا کو سجدہ کر کہ جان تیری بچ جائے عمرو نے بجواب اس سوال کے عرض کیا کہ مجھے اپنے نفس پہ اختیار ہے مین ابھی سامری پرست ہوتا ہون اور لوگون کو مین سمجھاؤنگا ماننا اور نہ ماننا اونکا کام ہے افراسیاب نے کہا تیرا سامری پرست ہونا لائق اعتبار نہین ہے صرف اپنا جاہ و جلال دکھانے کو تجھے بلایا تھا کہ دیکھ مجھ مین یہ طاقت ہے اچھا اب جا اور لوگون کو سمجھا اگر اوسکے خلاف کیا تو سزا پائیگا یہ کہکر طاؤس سے حکم دیا کہ اسکو پہونچا آ طاؤس لیکر بارگاہ مہرخ مین آیا ادھر افراسیاب نے کہا کہ عمرو بیشک باغیون کو سمجھا جائیگا کیونکہ آج دبا دیکھا گیا حیرت نے کہا وہ مکار ہے الامر فوق الادب براہ تعظیم مین یہ مثل عرض کرتی ہون کہ آزمودہ را آزمودن جہل است کئی بار یہ اتفاق ہو چکا ہے کہ وہ آیا اور مکر کرکے چلا گیا شاہ نے سنکر ایک پتلا کاغذ کا کترا اور انگشتر جمشید اوسپر لگا دی کہ لوٹ کر مثل انسان کے وہ ہو گیا اوس سے کہا تو جا اور بارگاہ حریف مین جا کر پردے ہوا ٹھہر یا قبہ بارگاہ پر بیٹھکر سننا کہ عمرو کیا گفتگو کرتا ہے پتلا حسب الحکم اڑ کر آیا اور قبہ بارگاہ پر چپکا بیٹھ کر گفتگو سننے لگا لیکن جب طاؤس عمرو کو بارگاہ مین لایا سب خوش ہوئے طاؤس پکارا کہ جو وعدہ تو شاہ طلسم سے کر آیا ہے خبردار اوسکے خلاف نکرنا ورنہ بہت برا حال ہوگا یہ کہکر طاؤس تو چلا گیا اور مہرخ وغیرہ اٹھ کر عمرو کے گلے سے لپٹ گئین دیکھین تو رنگ عمرو کے چہرے کا سفید ہے غرضکہ سنبھلایا دلمین عمرو کے پنکھے لگے ہین کہ رہا ہے کہ خدا تیرا مددگار ہے جبکہ کچھ دیر مین حواس درست ہوئے سارا حال دربار شاہ جادوان کا بیان کیا سب نے متفق القول یہی کہا کہ خواجہ ہم آپکے تابعدار ہین جو فرمائیے بجا لائین عمرو نے کہا کوئی تدبیر بچنے کی نکالو سب نے عرض کیا کہ کوئی صورت بچنے کی نہین اگر تمام عالم کے ساحر جمع ہو کر شاہ طلسم پر اب سحر کرین تو بھی بسبب انگوٹھی کے اوسپر اثر نہ ہوا اور کوئی اس ظالم پر غالب نہ آئے عمرو نے کہا کچھ ہی کیون نہو لیکن مجھ سے اطاعت اس گبر نابکار کی

اور اے ملکہ اسد نبیرۂ امیر طلسم مین آئے اور طلسم فتح نہو مقرر یہ طلسم فتح ہوگا کیونکہ جہان اولاد
حمزہ کا قدم آیا کیسی ہی اوس جگہ آفت ہو ٹل جاتی ہی اور مہم سر ہوتی ہی ہان یہ مین نہین
کہتا کہ مقدر ہیر ابدی کرے اور قضا ہی آچکی ہے تو اسکا ذکر نہین اب میرا تم لوگون کے لیے
جی کڑھتا ہے تمھین جا کر شاہ جادوان کی اطاعت کرو اور بدستور اپنے ملک و مال پر قابض
رہو مہرخ اور بہار وغیرہ سب نے جواب دیا کہ خواجہ استغفر اللہ جان سے جانا قبول جان
سے گذرنا مقبول مر جائین دنیا سے خاک تک برباد ہو جائے مگر فرمانبرداری شاہ طلسم
نہین منظور عمرو نے کہا مرحبا اچھا کوہ سیاہ مین خیمہ استادہ ہی وہان جا کر رہو مہرخ
نے کہا یہان وہان سب برابر ہے سیلے مین جانا ضرور پڑیگا عمرو نے کہا نظر بر فضل خدا
رکھکر ابھی یہین ٹھہرو یہ تمام باتین اوس کاغذی پتلے نے قبہ بارگاہ پر بیٹھے بیٹھے سنین
اور جا کر افراسیاب سے بیان کین اوسنے کہا ان سب باغیون کی قضا دامنگیر ہے ای حیرت
مین ظلمات مین اپنے بزرگون کو بلانے جاتا ہون یہ کہکر ایک نارنج سمت فلک اوچھالا
کہ بلندی پر جا کر وہ غائب ہوگیا اوس وقت باغ سیب مین جو تپل کا آسمان قائم رہتا ہے
اور حال اوسکا اول بیان کیا گیا تھا اس آسمان کے دو طبق ہو گئے اور اوسمین سے ایک اژدر ایک
پر نقارے کی جوڑی کھینچی ہوئی آئی شاہ نے ایک نارنج انگوٹھی سے مس کرکے اوس نقارے
کی جوڑی پر لگایا کہ جہان تک سرحد طلسم ہے صدا اون نقارونکی گونج گئی اور انگشتر کی وجہ سے
ساکنان طلسم کے قلب پر تاثیر ہوئی کہ میلے مین چلین افراسیاب سوار ہو کر زیر گنبد نور
جو بارگاہ طلسمی استادہ ہی وہان آیا اور یہان سے کچھہ دور پر ایک باغ ہے کہ اسکو باغ جمشیدی
کہتے ہین اور اوسکے متصل ایک کنوان شکل تالاب کے ہے کہ اوسکو چاہ زمرد کہتے ہین پس
قریب باغ جمشید شاہ آکر ٹھہرا اور حیرت سے کہا تم آج عبادت خداوند جمشید کرو اور کارپردازان
سے حکم دیا کہ بارگاہ طلسمی سے تا باغ عشرت اور باغ جمشید آراستگی کیجائے یہ کہکر آپ بسمت
ظلمات روانہ ہوا یہان ہر مقام پر سڑکین پختہ بن گئین اور سڑک پر پتھر قیمتی رنگ برنگ
و مثل سنگ سماق و سنگ یشب و شجر از قسم جواہر نصب کیے گئے دو رویہ دکانین پختہ پتھر
کی بنائی گئین رسی ہر دکان کی کمرے برابر رکھی گئی جھاڑ فرشی قد آدم دونون سمت
سڑک کے استادہ ہوے اور باغات کے درخت آراستہ کیے تھنے چاندی اور سونے اور جواہر سے
منڈھ گئے یہی انتظام تا شام رہا جسوقت میدان فلک کی آراستگی جواہر کواکب سے ہوئی اور سلطہ

افلاک تماشاگاہ مردمان طلسم عالم ہوے کہ نظم

چو زلف شب از حلقۂ عنبری	سمن رنگ بر طاق نیلوفری
نمودند کاینجا حصاریست خوب	کہ دور است ازو تند باد جنوب
یکے سنگ مینا و مینو سرشت	بزیبائی و خرمی چون بہشت

حیرت دشت مین ایک جگہ مصروف عبادت جمشید ہے کہ حال اوسکا صبح ظاہر ہوگا لیکن اس شب جماؤ ساحرون کا ہونے لگا یعنے ایک آسمان سرخ آکر چھا گیا اور پھول سنہرے برسے پہر بھر کے بعد آسمان شق ہوا اژدہے اور طاؤس پیدا ہوے اونپر بارگاہین زربفت اور بادلے اور مخمل کی بار بھیں وہ بارگاہین کنارے کنارے سڑک کے ساحرون نے استادکین قبہای بارگاہ قبۂ فلک سے ہمسری کرتے تھے کلس یاقوت و زمرد کے چڑھے تھے ہر ایک کلس پر طاؤس جواہر کا بیٹھا تھا اور موتی کا مالا منقار مین لیے تھا بارگاہ مین فرش پر تکلف قاقم و سنجاب کا بچھا تھا چارسمت سائبان زربفتی باسلک مروارید کھینچدے نیچے اونکے تخت ہاے مرصع کا بچھ گئے سامنے تخت کے کرسیان جواہر آگین بچھ گئین اور دوہری باڑھ فانوس میناکار کی لگا دین تخلخے اور گلدستے جابجا ہوا کے رخ کھدیے جب یہ درستی ہو چکی یکایک فلک کیطرف روشنی ہوئی اور نوبت و نقارے بجے سواریان شاہان طلسم کی کہ باجگذار افراسیاب ہین آنے لگین کوئی بادشاہ ملک مشرق کی سرحد کا اور کوئی مغرب کی جانب کا اور کوئی شمالی سرحد کا حاکم اور کوئی جنوب کا مالک ملک مشرق کے جتنے بادشاہ آئے سب زرد لباس پہنے تھے اور مالے و دیگر اقسام کا زیور جو کچھہ کہ پہنے تھے وہ لعل اور معدنیات کا تھا یعنے جو چیز کہ آفتاب سے متعلق ہے اور ملک مغرب کے بادشاہ لباس اودا اور سیاہ اور نافرمانی اور زیور بھی ویسا یعنی جو کچھہ کہ زحل سے منسوب ہو زیب بر کیے تھے اور ملک شمال کے بادشاہ لباس اور زیور جو کچھہ کہ تعلق بہ مریخ ہے پہنے تھے اور جنوب کے بادشاہ جو کچھہ کہ منسوب بعطارد زیب قامت کیے تھے فی الجملہ یہ بیان قصے کے رنگ کو کھو دیتا ہے ظاہر ہے کہ افسانہ اور ہے اور نجوم و حکمت و ہیئت اور ہے چنانچہ صاحب بوستان خیال نے یہی رنگ پسند کرکے سارا قصہ لکھا ہے یہان اس طرز کو عام فہم حقیر نے خیال نہ کیا اور باعث طول افسانہ سمجھ کر چھوڑ دیا دوسرے اصل نسخہ مین بھی کچھہ ذکر اسکا نہین ہان داستان گو اپنی قوت بیانیہ سے اگر بیان کرے اوسکو اختیار ہے تیا اوسکا لکھہ دیا گیا خلاصہ یہ کہ ان بادشاہونکی سواریونکا انتظام

دھوم دھام بیان کرنے سے زبان قلم عاجز ہے یعنے کوئی ان مین عورت ہے اور کوئی مرد ہے
تخت ہاے سحر پر لباس فرمان روائی پہنے ہر ایک سوار گرد شیرون اور امیر زنگی قطار ہزارہا
غلام زرین کمر اور ہزارون کنیزان قمر پیکر عہدے ہاتھون مین لیے آگے آگے باجے بجتے
ڈمرو اور ناقوس کی صدا بلند چاہ زمرد پر نذر اور بھینٹ چڑھانے کا سامان لیے کشتیان
زر و جواہر کی بکریان اور سور وغیرہ ہمراہ شاہزادیان طلسم کی آرایش او رہنا و کیے لب لعلین
کو اونکے مسی سے سر و کار پیشانی پر نزاکت سے افشان بار آنچل پلو کے دوپٹے اوڑھے
سر پر تاج رکھے مور پانون زیب قدم کیے از سر تا پا بہار رشک گلزار کہ بیک غمزہ کشور جان
جوانان دہر کو برباد کردین اور بیک عربدہ اقلیم دل عشاق کو تسخیر کرین دلبری انکی تابعدار
غمزہ اونکا فرمان بردار سواری کے اونکی ہمراہ فوج ساحران بیشمار نیرنگی سحر کی دکھاتے
کبھی پھول فلک سے برساتے کبھی زمین پر باغ لگاتے کہ بہ مقتضاے نظم

پری پیکرے چون گل آراستہ — پری دست از ہندوان خواستہ
دہن تنگ و سر گرد ابرو فراخ — رخ چون گل سرخ بر سبز شاخ
نہ گیسو کہ زنجیر او مشک ناب — فروہشتہ چون ابرے از آفتاب
ازان مشک تر آب گل ریختہ — نہ از سنبلہ سنبل آویختہ
مکلل بگوہر قبادے پرند — چو پروین بہ گوہر کشی ارجمند
ز لعل و زمرد یکے تخت نزد — بساطے ز یاقوت و زر سرخ و زرد
ز بلور تابندہ خوانے فراغ — چو نسرین تر بر سر سبز شاخ
نگاور دہ اسپ مرصع نگار — ہمہ دین و ہراسے گوہر نگار
صد اشتر قوی پشت و بالیدہ ران — عرق کردہ در زیر بار گران
ز ہر بستہ ہاسے کہ در بار بود — جواہر بمن زر بہ خروار بود
قبا ہاسے خاص از پے ہر کسے — قبا بادیہاے زرکش بسے
زلبس رو وخیسہ ان لب بدبا — نشاندہ ز رخسار گیتی غبار
ز برق آمدہ ابر نیسان بجوش — برآورد تندر بہ تندی خروش
رگ رستنی در زمین گشت سخت — برقص آمدہ برگہاے درخت

اسی طرح شب بھر داخلہ شاہان طلسم کا رہا یہان تک کہ ملکہ زلفین کاکل دراز اور ملکہ

گل اندام نارگبدن اور ملکہ محبوب لاثانی اور ملکہ مشکبوی کاکل کشا اور ملکہ
مست نازادر ملکہ گل بازگہر ریزاور ملکہ حسین زرین لباس اور ملکہ جمیل زرین کمر
اور شعلہ خیز شاہ جادو اور ملک خونخوار تبرزن جادو اور ملک ظہیر دیو کش جادو
اور ضریر آہن کلاہ فولاد بدن جادو وغیرہ تمام شاہان طلسم آکر جمع ہوئے
کہ نام اونکے فرداً فرداً اگر لکھے جائیں تو نہایت طول ہو انشاء اللہ تسخیر ہوئی ممالک
طلسم کے وقت نام خودہی ذکر ہونگے جب یہ شاہ اور شہزادیان آچکین تو اکابرین
طلسم کی آمد ہوئی اور بادشاہون کا لشکر اور بہیر و بنگاہ کے لوگ کوسون تک اوترپڑے
اب بارگاہ طلسم سے تاباغ عشرت کہ منزلون کا فاصلہ ہے انسان اور انبوہ خلق تھا
سوائے بارگاہون اور خیمون کے اور کثرت خلق کے اور کچھہ نہ نظر آیا تھا جب مغزین
طلسم بھی آچکے پھر تو منتظمان طلسم آنے لگے کوتوال طلسم اور دربان اور گرد آورکہ یہ سب
جہان خاص طلسمی مرحلے ہین اوس جگہ کے منتظم ہین اور اسد کے داخلے کے وقت طلسم
مین ان سب سے مقابلہ ہوگا اور جب لوح طلسم تدبیر انکے موت کی بتائیگی اوس وقت یہ مارے
جائینگے خلاصۂ کلام جب منتظم داخل ہوے یکایک ابر سرخ رنگ فلک کیطرف ظاہر ہوا اور
پھول گلاب کے مگر جواہر کے بنے ہوے اوس ابر سے برسنے لگے اور ہزارہا نقارے بجتے
سنائی دیے صدہا منقل سونے روپے کی جلتی نظر آئین تمام بادشاہ اور اکابرین طلسم اور
منتظم وغیرہ براہ استقبال سمت فلک سوار ہو کر چلے کہ وہ سحاب زمین پر اوترا اوسپر فرش بلور کا
اور تخت شاہی نہایت آراستہ و پیراستہ بچھا تھا اور تخت پر ایک معشوق سراپا ناز عربدہ ساز زیور
و جواہر پہنے لباس فرمانروائی زیب جسم کیے جلوہ گر تھی گئی ہزار نازنین مصاحب اور ہمدم
اور کنیز اپنے رتبے کے موافق کھڑی اور بیٹھی تھین اوس محبوب زیبا تمثال کے سراپا
کا کیا بیان کیا جائے صفحۂ فسانہ وقت تحریر وصف رخ رشک گلزار بہشت بنتا ہے قلم
خود نکتہ چینی کرتا ہے زلف سیہ کے عنبر سارا اور مشک کیا شاہ ختن و تاتار و چین غلام ہر
حلقہ گیسو کے بندۂ حلقہ بگوش و بے دام مانگ جادۂ کہکشان فلک کو راہ بھلا دے پیشانی
نور آگین سپیدۂ صبح صادق کو کاذب بتا دے خال ہندو رہزن ضمیر عاشقان بھوین وہ
محراب جبین سجدہ گاہ حسینان جہان پلکین وہ ناوک دل دوز جو ایک جنبش مین روحانیونکو صید
کرین تار مژگان ہزارون دل قید کرین آنکھین وہ جام سرشار مے محبوبی جو دل خستہ کو بیہوش کرین

بلکہ غارت کرین سفیدی چشم روز روشن کو روبرو اپنے تیرہ کرے اور سیاہی سواد شب کو
خیرہ کرے رخسار تابان گل سرخ کو ندامت سے آب آب کرے بلکہ چشمہ خورشید کو بے آب و تاب
کرے دہان تنگ کو تنگ شکر کیا کہون مگر حقہ لعل و گوہر کہون لب یاقوت رنگ لعل بدخشانی
کا جگر خون کرے بلکہ یاقوت رمانی کو ہیرا کھلائے مرجان غیرت سے مر مر جائے چاہ ذقن
یوسف دل کو اپنی چاہ مین کنوئین جھنکوائے جو دیکھے اسی چاہ مین مبتلا ہو جائے کہان تک
وصف اوسکا لکھا جائے گردن صراحی دار ہاتھ ہر ایک دل کی دستبردی کو سر دست تیار سینہ
گنجینہ نور چھاتیون کا اوبھر طور نارپستان کو دیکھکر نار پستان کا سینہ شق ہوا سیب وہی
کا رنگ غیرت سے فق ہوا شکم صاف و شفاف تختہ بلور سیلی کی سیدھی لکیر نہ تھی پشت پر بالون
کے آنے سے عکس کا ظہور ناف کو گرداب بحر حسن کہنا پرانی بات ہے یہ چشمہ آب حیات ہی موے
کمر آئینہ حسن مین گویا بال آیا ہے یا تار خط شعاع آفتاب سپہر حسن برملا ہے آگے عجب لذت کی
چیز ہے وہ ہنسی ہر جو موتی چگتی ہے یا وہ چور خانہ ہے جسکو کلید تمنا کھولتی ہے وہ مضمون حجاب
ہے جسپر مہر خط شباب ہے وہ مورنی ہے جو کہ مستی مین رال مور کے منہ سے ٹپکے تو وہ اپنی منقار
مین ملے وہ دیدۂ پر نور ہے جس مین وصل کی سلائی سرمہ لگائیگی وہ غنچہ تنگ سربستہ ہے
جس مین ہواے تمنا بڑی مشکل سے جائیگی غرض ساق نورانی شاخ نخل طور زانو و پا لطافت
و نزاکت مین آفتاب و گوہر سے زیادہ پر نور کف پا آئینہ روے عروس غرضکہ از سر تا پا
وہ نازنین یگانۂ دہر ناز و ادا مین بلا کا تھا ع نظم

پری پیکرے شوخ و مست آمدہ
پری وار در شب بدست آمدہ

چو ہر روے بستر سبزی آراستہ
ز روے رخ گل عاریت خواستہ

ہمہ ناوک غمزہ کاندا ختے
شکار زر و جانیان ساختے

لب او چہ لب شور بازارہا
در و فتنہ و شکر بہ خروارہا

ہمن را تماشا در آغوش او
تماشا گہ گل بنا گوش او

اس کا فرکیش کو تمام شاہ اور معزز و منتظم ہر شخص نے سجدہ کیا اور نذر دی کیونکہ یہ دختر
ہر خداوند داؤد جادو کی جو خاص نبیرۂ سامری ہے اور طلسم مین خدائی کرتا ہے اور جس
بادشاہ کی تصویر کو اپنی جگہ پر تلوار سے چاک کرتا ہے سر اوس بادشاہ کا اوس ملک مین
کہ جہان کا وہ حاکم ہے کٹ جاتا ہے خداوند جسے چاہتے ہین اوسکو پھر بجاے شاہ مقتول کے بادشاہ

کرتے ہین اور علاوہ اسکے اور بہت کچھ طلسم مین اوسکو اختیار ہے آج اپنے عوض نور جگر
اپنی بیٹی کو میلہ مین بھیجا ہے اور داؤد اپنی جگہ سے اوٹھتا بھی نہین ورنہ ملاقات بڑی
مشکل سے خداوند کی میسر ہوتی ہے لوگ زیارت کو جمع ہوتے ہین تو پردہ گنبد قدرت کا اوٹھتا ہے
ایک روشنی سی سب دیکھ لیتے ہین غرضکہ نام اس لڑکی کا ملکہ لالہ خون قبا ہے حقیر نے جو
سراپا وغیرہ اس نازنین کا لکھا یہ اسلیے طول دیا کہ یہ ملکہ بھی معشوقہ شہزادہ اسد فاتح طلسم
کی ہوگی اور شہزادے کے نکاح مین آئیگی بحول وقت الہی شہر داودیہ کا فتح ہونا اور داؤد
کا مسلمان ہونا جلد دوم مین ذکر ہوگا فی الجملہ جب خداوندزادی داخل ہوئی بارگاہ طلسم
جو زیر گنبد نور ہے اور سوائے شاہ جادوان کے اور کوئی اوس مین جا نہین سکتا اس
بارگاہ مین یہ جاکر تخت طلسم پر جلوہ گر ہوئی اور مصاحبین اور انیسین اور جلیسین گرد کرسیون
پر بیٹھین ناچ ہونے لگا جام مے ارغوانی چلنے لگا ملکہ لیکن برہم رہی اور کاربردازان سے
گویا ہوئی کہ اس افراسیاب کو غرور بہت ہوگیا ہے آج ہمارے استقبال کو بھی حاضر
نہوا لوگون نے عرض کی کہ اونھین حضور کے تشریف لانے کی خبر نہین اب آئینگے
تو مراسم تعظیم بجا لائینگے یہان تو یہ ذکر ہے مگر میلے مین پھر شور اوٹھا اور بلاہاے سیاہ و
غولان طلسم اور اژدرہاے دمان اور شیران ژیان میلے مین آئے وہ بلائین اگر کوئی
خواب مین ایکبار دیکھ لے تو تمام عمر نیند نہ آئے خواب عدم مین بھی چونک پڑے اور
سر اونکے آسمانون سے اور پاؤن قعر زمین مین تھے کسی کے سر سے اژدہا منہ نکالے شعلے
چھوڑتا اور کسی کی آنکھ سے دمبدم قطرۂ اشک گر کر بلاے تازہ بنتا اور آدمیون کو
کھاتا یہ بلائین خبیث اور بھوت ہین اونھون نے آکر ایک گوشے مین باغ جمشید کے
قرار لیا اسکو کوئی سوائے عمرو کے مطیعون کے باقی نہین جو داخل نہوا ہو صرف حکیم
قسطاس الحکمت ورفیع الحکمت و منصور الحکمت کہ مرد خدا پرست ہین اور
جیسے کہ بادشاہ طلسم کو افراسیاب نے قید کیا ہے ان بزرگون کو بھی بطور نظر بندون
کے رکھا ہے بس یہ لوگ میلے مین نہ آئے اور بزرگ شاہ طلسم کے مثل ماہی زمرد رنگ
و آفات چہار دست و تلبقیس چہار دست وغیرہ بروقت پرستش چاہ زمرد پر آئینگی
خلاصہ یہ کہ رات بھر مین تمام طلسم کی خلقت جمع ہوئی جسوقت کہ شہنشاہ سیارگان کا مہر
تاج فلک ہفتم پر پہونچا اور تماشاگاہ روزگار مین بادیدۂ حیران وہ بھی میلہ دیکھنے آیا کہ نظم

چو روز دگر خور ز مشرق شتافت
دوال دہل زن در آمد بجوش

سپہدار چین کار رفتن بساخت
ز منقار مرغان بر آمد خروش

شہنشاہ افراسیاب بجاہ و حشم میلے مین آیا اور حال آمد خداوندزادی یعنے ملکہ لالہ خون قبا سنکر کشتیان زر و جواہر کی بھر نذر لیکر سامنے ملکہ کے گیا تسلیم کی نذر دی عذر عدیم الفرصتی کیا ملازمون کو تاکید اکید کی کہ خبردار ملکہ عالم کو کوئی تکلیف نہو سب حاضر خدمت رہین جملہ سامان راحت موجود رہے پھر وہان سے رخصت ہو کر صحرا باغ جمشید مین گیا یہان آسنی بچھائے ملکہ حیرت پوجا جمشید کا کر رہی تھی ایک پانون کے کھڑی سحر پڑھ رہی تھی افراسیاب نے ملکہ کا پاندان طلائی منگا کر گلوری اپنے ہاتھ سے لگا کر ملکہ کے منھ مین دی حیرت کو ایسا جوش سحر کا تھا کہ تھر تھر مثل برگ بید کے کانپنے لگی اور گلوری کھا کر سر ہلایا افراسیاب نے اشارہ کیا سب جو ہمراہی وہان سے ہٹ گئے حیرت نے ایک اُف کی شعلہ منھ سے سبز رنگ نکلا باہر آکر سرخ ہو گیا ملکہ نے دونون ہاتھ منھ پر رکھ لیے ایک چادر آتش کی پیدا ہوئی اور سر سے پانک ملکہ کے لپٹ گئی افراسیاب نے کہا اے ملکہ مرحبا کیا کہنا تمھین تو پیاری بندی جمشید کی ہو حیرت بولی کہ اب کنیز رخصت ہوتی ہے جا کر چاہ زمرد کے اندر پوجا کریگی لیکن باغیونکو آپ طلب کیجیے سب لوگ آئے مگر وہی نہین آئے شاہ نے کہا تم پوجا سے فارغ ہو تو بلاؤن اوس وقت ملکہ نے دونون ہاتھ بلند کیے ایک سلاخ آتش کی زمین سے فلک تک استادہ ہو گئی اور اوسی طرح لاٹ آگ کی بنی ہوئی غائب ہو گئی افراسیاب نے کہا ابھی مجھے بھی کام ہین یہ کہکر یہ بھی غائب ہو گیا مگر اب میلہ قرار واقعی جمع ہو گیا اب حال بارگاہ مہرخ سنیے کہ عمرو رات بھر مشغول اوراد خوانی رہا اور دعائین اور آیتین صحیفہ ابراہیمی کی پڑھ پڑھ کر ہر ایک ساحر پر دم کرتا رہا جسکی برکت سے ہر شخص رکا رہا اور میلے مین نہ گیا صبحکو نماز پڑھکر مع عیارون کے عمرو روانہ ہوا کہ مین بھی جا کر میلہ دیکھ آؤن چلتے وقت مہرخ سے کہتا گیا کہ اے ملکہ ناچ دیکھو خوشی کرو مین آتا ہون ہر چند اسے سمجھایا مگر ہر شخص بصورت تصویر چپ اور بحس ہے کیونکہ صدائے نقارہ آخر سنکر قلب پر وہ تاثیر ہوئی ہے کہ ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ میلے مین جاؤن خلاصہ عمرو اسی حالت مین انھین چھوڑ کر روانہ ہوا کچھ دن چڑھے قریب میلے کی حد کے پہونچا جہان جہان کو آراستہ پایا دس دس ہزار بیس بیس ہزار کے غول ساحرون کے

کے آتے ہوئے نظر پڑے دکاندار دکانین لگائے تھے سرون پر گلنار شفتالوی قرمزی ہر رنگ کی پگڑیان باندھے تھے دکانین تمام آئینہ بندتھین بازار آراستہ ہورہا تھا خیام و بارگاہین کہ جنکے وصف کرنے مین زبان قاصر ہے اور شمۂ ذکر اوپر ہوبھی چکا استاد دیکھین کلس انکے سنہری روپہلی نظر کو خیرگی دیتے تھے گویا ہزارون آفتاب نکلے ہوئے تھے لاکھون بالین دکاندارونکی نصب تھین انبوہ خلائق تھا کہ کوسون تک تل رکھنے کی جگہ نتھی عمرو صورت ساحر کی اسیی بنکر عازم ہوا کہ مین کسی بازار مین جاؤن دو قدم آگے بڑھا تھا کہ ایک بڑھیا ظاہر ہوئی سر کا لا منھہ مین دانت نہ پیٹ مین آنت سر ہلتا تھراتی ہوئی عصا تھامے قریب عمرو آئی اور کہا کیون ہوے تو بد ذاتی کرنے پھر آیا عمرو نے براہ مضحکہ کہا کہ او پیرزال تو کبھی انزال بھی ہوتی ہے بڑھیا یہ سنتے ہی لاٹھی لیکر کانپتی ہوئی چلی عمرو بھاگا لیکن جدھر گیا اور جہانتک گیا اوس بڑھیا کو دیکھا کہ سایہ سان ساتھ ہے آخر یہ ایک جگہ ٹھہر رہا بڑھیا نے آکر لاٹھی اوٹھائی کہ مارون بھڑوے جو ایک سر کے چار سر ہوجائین عمرو نے کہا بڑی بی قصور معاف کیجیے بڑھیا نے کہا خبردار ہو کہین بدذاتی کی نہین اتنی لاٹھیان مارونگی کہ ہاتھہ پانون ٹوٹ جائینگے یہ کہکر بڑھیا چلی گئی اسیطرح اور عیار بھی صورتین بدلے پھر رہے تھے انھین بھی بڑھیا ملی اور ایک ایک کو بڑھیا نے پکڑ کر سمجھایا کہ خبردار کوئی بدمعاشی نکرنا ورنہ سزا پاؤگے جب قران کو بڑھیا ملی اسنے چاہا کہ ایک بغدا بڑھیا کے لگاؤن بڑھیا نے کہا موے مین سمجھائے دیتی ہون خبردار کہین دزدی نکرنا ورنہ یہ بغدہ وغیرہ کچھہ بھی نہ چلیگا یہ کہکر غائب ہوگئی قران اور عیار زنبیل بجاکر ایک جگہ جمع ہوے اور سب حال بڑھیا وغیرہ کا بیان کیا برق نے کہا مجھے جو بڑھیا ملی تو اسنے کہا جا بیٹے تیرے استاد کو چھوڑ دیا اسیطرح سب نے حال کہا عمرو نے کہا وہ بڑھیا نہ تھی سحر تھا یہ سنکر قران نے کہا استاد جسوقت ایک بڑھیا نے ہمکو پکڑ لیا پھر جب افراسیاب ہماری گرفتاری کا قصد کریگا تو لمحہ بھر نہ بچ سکین گے اور میرا گرفتار ہونا میری قضا ہے آقا میرے فرما چکے ہین کہ جس روز بازو تیرا بندھیگا اُسی دن تو مریگا پس مجکو کہین پوشیدہ کیجیے اور لشکر مہرخ کا بغیر جانے میلے کے نہ رہیگا کیونکہ مہرخ وبہار وغیرہ سب چپ سادھے مین ہین یہ کسی طرح نہ رکینگی جب شاہ طلسم نے سحر کیا سب چلی جائینگی عمرو نے یہ تقریر سنکر کہا بیٹا سچ کہتے ہو اب تم میرے ساتھہ رہو آج دن بھر اور رات بھر خوب میلے کی سیر کرو اور کل مقامات

ذرا ذرا باغ جمشید اور چاہ زمرد و باغ عشرت و بارگاہ طلسمی و دیگر بارگاہین شاہان طلسم
کی سب دیکھہ رکھو کل آٹھوان دن میلے کی بھیڑ اور جادو کا ہے کل یا تو خدانخواستہ
ہم تم گرفتار ہوگئے اور جان گئی اور یا تو اس میلے کو ہمنے لوٹ لیا اور اس طرح لوٹینگے
کہ جتنے میلے مین آئے ہین سب ننگے ہوکر جائین اور بہت سے خواب عدم مین سوئین
لاشین انکی چیل کوے کھائین اگر یہ افراسیاب شاہ جادوان ہی تو بندہ بھی نظر کردہ
ہفت پیغمبران ہے انشاء اللہ کل مین ہون اور یہ میلہ ہے اور افراسیاب ہی کہ بیت

کہ این چارہ سازی بدست آورم — بآن چیرہ دستان شکست آورم

وان نے سب گفتگو سنکر عرض کی کہ بہتر ہے انچہ مرضی مولا از ہمہ اولی غلام آپکے
ساتھہ ہے یہ کہکر سب عیار ملکر بصورت مبدل چلے عمرو سبکو لیے راہ کترا کر قریب باغ جمشید
آیا کہ اسکے متصل چاہ زمرد بھی ہے دیکھا باغ نہایت وسیع اور نزہت انتما ہے فرسنگ
در فرسنگ گلہاے رنگارنگ پھولے ہین جواہر کے درخت ہین اور جواہر کے پھول ہین
جس چیز کا پھول جواہر کا بنا ہے اوسی پھول کا عطر اوس جواہر کے پھول کے خوشے مین
داخل کیا ہے کہ ہوا چلنے سے شمیم گل نقل و اصل مین فرق نہین پاتی ہی خیابان خیابات
بہار دہانکی مردہ دلونکو زندۂ جاوید بناتی ہی برگ سمن زبان بنکر سوسن سے ہمکلام تھی غنچے
اور گل سبزے پر یون کھلے تھے کہ لوح زبرجد پر منشی قدرت نے یاقوت احمر سے نقطے دیئے
تھے گوش شاہد چمن مین پتے بالیان تھین خوشرنگ نرالیان تھین گل بوٹے طرح بطرح کے
ایسے تھے کہ قباے پر ضیاے گلشن مین پھول زر اندود بنے تھے گل اشرفی کے پھولونکا توڑا نہین
بیشمار سوسن کی اوہٹ پر لب مسی آلود گلعذاران دہر نثار باغبان چار چمن گیتی نے میلہ
لگایا تھا جو پھول تھا وہ عطر فروش تھا بہار کا جوش تھا باد صبا خریدار تھی بوے گل ہر سمت
لیجاتی تھی مشام گل رخان روزگار معطر فرماتی تھی ایسے میلے مین یہ باغ پر بہار چھوٹے
چھوٹے اور گھنے درخت سایہ دار نیچے درختون کے فرش عمدہ بچھا تھا نسرین بدن سمن
رخون کا مجمع تھا سحاب چمن ہر سمت چھایا تھا زبان حال سے روزگار ثناگو تھا کہ قطعہ

کالی گھٹائیں آئیں ہوا ہے اوبھار پر — پریونکے تخت ٹوٹ پڑے سبزہ زار پر
قبلے سے لے اوڑھی جو ہے اوبھار پر — رندو چلو گھٹائیں گریں سبزہ زار پر
مستی سے باد موج نے کیا گدگدا دیا — کالی گھٹائیں لوٹ گئیں سبزہ زار پر

صہبا چمن ہی ابر سے چھلکا و جام ہے — جوبن برس رہا ہے عروس بہار پر

عمرو یہان سے سیر دیکھتا ہوا آگے بڑھا عیار سب تھے ہین آگے بڑھکر صحرا مین کیکر کے کنج تھے اور ایسے ویسے ساحر بیٹھے تھے ناچ ہو رہا تھا وہ وہ فتنۂ روزگار معشوقہ طرحدار رقاصہ بین تھی جو عاشق کی جان کی دشمن تھی کمر کوہے کی ٹیک در گھٹنا آگے بڑھنا اس طرح کا تھا کہ عاشق اُٹ کر کے رہجاتے تھے وہ تورے لینا اور گھوم کر بیٹھ جانا مارے ڈالتا تھا کہ ابیات

کوئی مشق ستمگری مین تھی — کوئی سرگرم دلبری مین تھی
چل رہی تھی کسی سے کوئی چال — بن چھری ہو رہا تھا کوئی حلال
مثل گل اک نگار خندان تھی — شکل سنبل کوئی پریشان تھی
کسی عاشق پہ سرفرازی تھی — کسی بیدل سے جعلسازی تھی

جب یہان سے بھی آگے بڑھا کچھ لوگون کو دیکھا کہ ساز یعنے ستار و بین اور سارنگی و چکارا وغیرہ بجاتے ہین بایان ساتھ مل ہا تھکے مین ادھا بجتا ہے نئی نئی تانین اور اوپچین لیتے ہین کوئی کدارا بجاتا ہے کوئی ملار گاتا ہے کسی کو بہیلو اور جوگیا پسند ہے تماشائیون کا ٹھٹ لگا ہے واہ واہ کی صدا بلند ہے کہ بیت

بجاتے تھے اسطرح سے پل کے ساز — نکلتے تھے عشاق کے دل سے راز

جب اور آگے چلا پایین ساقنوئی تنی دیکھین نیچے پال کے چوکا تختون کا بچھا تھا اوس پر چاندنی کا فرش و قالین آراستہ تھا مقابل اور مسند و تکیہ دھرا تھا مسند و تکیے سے لگا ہوا آئینہ حلبی رکھا ساقنین ہزارون بناو کیے دولائی سفید اودی گوٹ کی اوڑھے آگے سے طوق سونیکا دکھانیکو گلا کھولے پاتچے پایجامے کے نیچے تخت پر پڑے ماتھے پر افشان لگائے چھٹے چھوڑے بال بنائے لب تخت باہزاران ناز و انداز بیٹھی تھین کان کا زیور جھوم جھوم کر جھوم لیتا تھا رخ تابندہ بحر حسن تھا اوسمین اوس زیور کا عکس پڑتا یہ ظاہر تھا جیسے کنول دریا مین تیرتے ہین یا مچھلیان اور جانوران آبی پیرتے ہین ہاتھون مین کڑے پڑے دست حنائی مین پور پور چھلے تھے ایک سمت لگن اور پتیلون مین نیچے بھیگتے تھے سامنے کچھ حقے تیار تازے کیے رکھے تھے تپائیان سوراخدار بچھی تھین چمین ادسمین گھڑسی تھین خریدارون کا ہجوم کوئی گنڈہ گنڈہ لڑاتا تھا کوئی دوانی چلم اوڑاتا تھا کوئی جوا اشرفی اور روپیہ دینے والا وہ آکر تخت پر ساقن کے قریب بیٹھا آنکھ لڑاتا تھا ساقن بھی مسکراتی

تھی یہ کیفیت دونا نشہ جماتی تھی ایکطرف سامنے خریدار دعائین دیتے تھے کشمیر اور ملک جہان مانگتے تھے یارقند بیسے والی چلم کے بھروانیوالے اڑاتے تھے کوئی کہتا تھا ساقن کے دم کی خیر آج تو پیٹر دیر کی ہمکو بھی پلوائیے ساقن کہتی تھی بیٹا ابتو انگیا کے اندر ہو یہ بہت عمدہ ہے دمبدم چلم جماکر دیتی تھی خریداروں مین یہ بحث تھی کہ ایک کہتا تھا تم سرکرو دوسرا کہتا تھا کیا ہمکو پست پینے والا مقرر کیا ہے اس چلم کو تم سرکرو ابکی دو آنہ کی بھروائینگے تو ہم سر کرینگے کوئی کہتا تھا ذرا جھٹک کر تھبر آگ رکھنا کوئی کہتا تھا ہماری چلم پر بجل کی آگ دھرنا دم پڑنے سے لوین بھق بھق اٹھتی تھین سرور ہوتا تھا تو شعر پڑتے تھے دائرہ اور دف تخت پر بیٹھ کر بجاتے تھے ٹھمری غزل گاتے تھے عجب سمان تھا نیا جلسہ تھا کہ **ابیات**

نیچے جتنے عجب بہار کے تھے — صدقے دل اونپہ سو ہزار کے تھے
طرفہ ہنگامہ اونکی دکان پر — جمع تھے سیکڑون پری پیکر
ایک تو دائرہ بجاتا تھا — اک جکارے پہ بیٹھا گاتا تھا
ساقنون کا عجیب نقشہ تھا — قابل دید ٹھاٹھ اونکا تھا
نام رکھے کوئی چرس کو اگر — دین وہ اوسکو جواب یہ جل کر
کتنے بیلے ہو دم لگاؤ تو — اشرفی کی چلم ہے پی دیکھو

اوسنے آگے بڑھکر مدک والونکی دکان نظر آئی حلقہ کیے لوگ بیٹھے تھے قلمین سلگتی ہوئین ہاتھون مین تھین مہروحقون پر جمے تھے گنگا جمنی چھینٹے سامنے رکھے تھے کہ بمقتضاے **نظم**

کچھ مدک والے وانپہ بیٹھے تھے — نوجوانون کو چھینٹے دیتے تھے
گنگا جمنی بھرے ہوئے چھرّے — رکھے تھے ماہرویون کے آگے
غیرت مہروماہ تھے مہرو — نہین قلمین پری کے تھے گیسو
شعلے اٹھتے تھے ایسے جھنٹونکے — سنگ سے جس طرح شرر نکلے

انہین کے مقابل ایک سمت کونڈی فروش سل بٹے کی دکان ٹھنڈھائی پینے کا سامان لیے لوگو نکا مجمع کوئی لیتا چڑھاتا تو کوئی چلو لگاتا کوئی کہتا میری ٹھنڈھائی مین بادام بھی ڈالنا کوئی لونگ لایچی کی فرمایش کرتا کوئی کہتا یا داتا عفور نشے ہون بھرپور کوئی کہتا گاڑھی ہوگی تو نگاہ تاڑی ہوگی کوئی پکارتا کہ ع گاڑھی چھنے گی آج کسی سبزہ رنگ سے کوئی آزادیہ صدائین سناتا نشے کی حالت مین لگاتا تھا **نظم**

گو دولت اسکندر اور حشمت دارا / اے صاحب فطرت
پڑھ فاعتبروا یا اولی الابصار کا آیا / تا ہو تجھے عبرت
مستانہ جو پینے قدح بنگ چڑھایا / در عالم وحشت
یون خضر لگا کہنے ہنیئاً و مریاً / اب دیکھ حلاوت
ہی جیسین فقیرونکی طرح کھینچ لنگوٹا / اور باندھ کے ہمت
چل کنج خرابات مین اور گھوٹ کے سبزہ / یون کیجیے عبادت

یہانسے جو آگے بڑھا میخوارون کا جلسہ نظر پڑا دکان کلوار کی بسنتی سجی ہوئی اونچے چبوترے پر گلابیان شراب ارغوانی اور زعفرانی کی چنی تھین کچھ لوگ اندر دکان مین بیٹھے تھے بوتلین اور گجیان سامنے رکھی تھین دور چلتا تھا جس کسی کو زیادہ نشہ تھا وہ دیوار سے لگ کر چپ ہوگیا تھا کچھ ان مین ہنس رہے تھے آپس مین مذاق کرتے تھے مگر یہ لوگ مہذب تھے اپنی خودی سے باہر نہوے تھے کوئی شعر پڑھتا تھا کوئی کچھ گاتا تھا اور دکان کے سامنے جو میخوار کہ جمع تھے وہ تو بنکار رہے تھے کوئی کہتا تھا میان جو کچھی دینا کوئی تھر تھر کانپ رہا تھا کوئی کیچڑ مین لوٹتا تھا کوئی بیہوش پڑا تھا منہ سے رال بہ رہی تھی کسی کو ڈولی مین ڈالکر لوگ لے گئے کوئی نشے مین تمام عمر کی اپنی کیفیت بیان کر رہا تھا باہم جوتی پیزار لڑتے تھے بعضے جو پڑھے ہوے تھے وہ ساقی سے یہ کہ رہے تھے کہ **ابیات**

شہرت تری چار سو ہو ساقی / دنیا ہو اور تو ہو ساقی
دے جام کہ بادہ خوار ہین ہم / کب سے امیدوار ہین ہم
بال بط مے پر ہما ہے / جام آئینۂ جہان نما ہے
جسوقت لب آشنا ہوئی مل / آنکھین ساغر صفت گئین کھل
اڑنے لگے آسمان کی سوجھی / رندون کو کہان کہان کی سوجھی

میخانے کی سیر دیکھکر آگے چلے دیکھا کچھ بانکے بگڑ گئے ہین تلوار باہم کھنچی ہے شور بلند ہے لوگ بھاگتے پھرتے ہین کہ یکایک دھوتو دھوتو تڑہی بھنکی اور کوتوال دوڑ لیکر دوڑا کچھ بھاگ کھڑے ہوے کچھ کو پکڑ لیا ایک طرف چور گرہ کاٹ گرفتار ہوے ہین کوئی کسیکی جیب کاٹتا تھا کوئی کسیکا رومال شالی کھینچ کر بھاگا تھا اس ہنگامے سے جب آگے بڑھے حلوائیون اور نان بائیون کی دکانین بصد صفائی اور دیبائی نظر آئین کہ حلوائی کی دکان پر تھال سرخی

برابر چنے تھے آگے دکان کے زنجیر برنجی لٹکتی تھی گھنٹی اس مین بندھی تھی اندر دکان کے نوکرون نے گوٹے پر کرتے ہاو چڑھائے تھے مٹھائی بناتے تھے الماریان مٹھائی سے بھری رکھی تھین تھالون مین مٹھائی کو جالدار اور محراب دار چنا تھا کہ پھول اور گلدستے بنے معلوم ہوتے تھے مٹھائی پر ورق طلائی اور نقرئی لگے تھے عجب جوبن دیتے تھے کہ نظم

ایسے خوش رنگ تھال رکھے تھے — طشت مہر فلک سے اچھے تھے

حلوا سوہن مین ایسی لذت تھی — ٹوٹے دیکھے سے وہ لطافت تھی

حبشی کا جواب جوزی تھا — جسکو کھایا مزا حبدا ایا پایا

کب ترازو کا وصف پورا ہو — رشک خورشید جسکا پلہ ہو

نان بائی بصد خوش ادائی ظروف مسی صاف وشفاف مین طعام لذیذ چنے ہوے تھے پلاو زردہ قورما مرغ کا شوربا شیرمال کباب باقرخانی آبی نان ہوائی کلیچے وغیرہ ہر قسم کا کھانا مہیا رکھتے تھے تنور گرم تھا پتیلا چڑھا تھا ایکطرف ماہی دوے مین کباب گرما گرم تھے کچھ لوگ دکان مین کھانا کھاتے تھے کچھ خریدار پیالے لیے کھڑے تھے کہ نظم

شیرمالون کو لے کے جو کھائے — نان نعمت کا وہ مزا پائے

اونکی سرخی تھی اک ادا کے ساتھ — ماہرویون کے جون حنائی ہاتھ

وہ بہار ہی جو دیکھ لے بیمار — دل سے جاتا رہے شکیب و قرار

چٹ پٹے وہ کباب جو کھائے — زیست کا اوسکو لطف ہاتھ آئے

اسنے آگے بڑھ کر کنجڑون اور سنگریون کی بہار دیکھی کہ لہنگے قیمت کے جھنگے پہنے سامنے ٹوکرون مین ترکاریان انار امرود شریفے وغیرہ چنتے تھے جس مین ایک ایک لاثانی ہر ایک مین بہار جوانی وہ سبزہ رنگ پیشانی اونچی چہرہ تابناک ہاتھون مین مہندی لگائے بانک لیے گنڈیریون کے بیچے گنے پونڈے پھیلی تھین خریدار نوجوان سامنے ٹہلتے تھے بادام چشم سے اشارے ہوتے تھے نارپستان پر سیکڑون بیمار تھے کوئی کہتے تھے مین جیب ہاتھ اونچا ہوا پیاری بغل مین منھ ڈالنے کو جی چاہا کہ نظم

دے رہا تھا فریب سیب ذقن — کھو رہا تھا شکیب سیب ذقن

نارپستان پہ شیفتہ تھے ہزار — تھا انار ایک اور سو بیمار

پستی لب پہ لوگ پستے تھے — شاخ بینی پہ ناک گھستے تھے

تھے اون آنکھوں کے عشق مین بدنام ڈورے ڈالین نہ کس طرح بادام
دیکھے گر اونکی چھاتیون کی ابھار شق ہو غیرت سے مثل غنچہ انار
چست محرم پھنسی پھنسی کرتی تھی غضب کی بندھی ہوئی گاتی
لال اطلس کے لہنگے بوٹے دار گل لالہ کی دے رہے تھے بہار
دست رنگین مین دست بند کڑے پاے نازک مین بھی غضب کے چھڑے
رکھتی تھین ہیر پھیر باتون مین رات دن تھین وہ ایسی گھاتون مین
کیجیے اس طرح نیا فقرا لوٹیے باندھکر دھڑا اولٹا
تول لیتی تھی سبکو اونکی نگاہ کنوئین جھکوا رہی تھی اونکی چاہ
رکھتے تھے سیب کا مزا امرود روح انسان کی بڑھے گی درود
تازے تازے بڑے بڑے انگور دیکھے زاہد بھی تو ہو وہ مسرور
آم شیرین تھے وہ کہ لب ہون بند اولیا انبیا کو آئین پسند
چھیلے بھونے کسیرو تھے پر نور دل کی سوزش کو کرتے تھے کافور

بیچ سڑک پر خوانچے والے پھرتے تھے دال موٹھ اور حلوا سوہن اور کچالو اور دہی بڑے اور گول گپے مصالہ دار بیچتے تھے قلمین بالون کی کنپٹی پاس نکلی تھین کان مین سنگین گھڑسی کمر بندھی تھی تپے اوس مین بھرے تھے ہر سمت صدا لگاتے پھرتے انکو دیکھتے ہوے جب آگے بڑھے بزاز آراستہ پایا کہ بزاز تھان عمدہ کپڑون کے ڈھیر کیے دلال دکان کے قریب پھرتے کہ **نظم**

بانکا ترچھا ہر ایک تھا بزاز خوبرو نوجوان سراپا ناز
گلبدن کوئی کوئی رشک قمر اور نزاکت مین غیرت گل تر
اپنی اپنی سجے ہوے دوکان کیا ہی انداز سے تھے جلوہ کنان
اطلسین ہر طرح کی صورت دار گاج کے تھان غیرت گلنار
بیل بوٹے کی بیل بوٹے پر صدقہ ہوتے تھے ہر گھڑی گل تر
کامدانی کے تھے وہ نازک کار زر گل کی خجل تھی جس سے بہار
ٹماتے مخمل کے وہ دوکانون پر گل تر سے بھی تھے کہین بہتر
گٹھریون مین بھی خوش نما کمخواب وضع مین خوب طرز مین نایاب

چین کو سُکھ ہو من کو خوش آئے
چیز اچھا تھا جبھی ادھی بھی

خالی گاہک نہ یان سے پھر جائے
یا ؤ لا دینا گفتگو انگی

اونکی دکانون سے ہٹ کر صرافہ تھا ایک ایک صراف پیسون کا ڈھیر لگائی ٹاٹ کے نیچے اٹھنیان چونیان روپے چھپائے بیٹھا ساہ جی اور سیٹھہ جی لقب اونکا تھا کہ ابیات

ساہ جی کوئی سیٹھہ جی کوئی
کوئی کھوٹا کھرا پرکھتا تھا

دولت آباد ہر دکان اونکی
کوئی کرتا تھا گھن چلن سے جدا

یہانسے آگے بڑھکر جوہری بازار مین پہونچے ایک ایک جوہری حسین یاقوت لب مرجان دست فرش معقول بچھائے ڈبے ہیرے پنے کے کھولے جواہر کی پرکھہ جانچ کر رہے تھے کہ نظم

جوہری بیٹھے تھے قرینے سے
آگے رکھے تھے پھول کے کانٹے
خوشنما تھی وہ موتیونکی لڑی
جوہری بھی تھے انتہا کے حسین

تھے جواہر نفیس پاس اونکے
اونمین سب بانٹ تھے جواہر کے
جس سے تُہر ماے عقد پروین بھی
مثل یاقوت اونکے لب رنگین

بازار مین برہمن قشقے ماتھے پر دیے چندن بدن مین لگائے لٹیا مٹی گھر سے ڈول ہاتھ مین لیے کڑا بجاتے پھرتے تھے ایک طرف سقے بادلے اور کھاروے کی لنگیان باندھے کٹورے کمر سے باندے مشک دوش پر اوٹھائے چھلے سے کٹورے بجاتے تھے عمرو عیار ون کو لیے سیر کرتا پھرتا تھا کہ برق نے کہا استاد ہمین میلے کا خرچ دو کہ ہم بھی کچھ لین عمرو نے کہا بیٹا یہ میلہ ہمارے قتل کے لیے ساحرون نے کیا ہے ہمکو خوشی کرنا نہین زیبا ہے اور خیر اگر تم کہتے ہو تو کل تمکو بین خرچ دونگا یہ کہکر آگے بڑھا بساط خانے کو سجا دیکھا کہ دکانون مین زینے بنے ہین سفید کپڑے سے منڈھے ہین اوپر کھلونے اور باجے اور چاقو اور قینچی اور آئینے اور سوت کے گولے اور ہر قسم کا اسباب عمدہ ولایتی رکھا تھا چھتریان ٹنگی تھین ایک طرف سرخ سبز رنگین پیالیان اور لڑکون کے کھیلنے کے چکی اور لٹو اور سٹیپ اور ڈبیان رکھی تھین بعض دوکان بہی اور سرمہ تھا بعض کے یہان شیشہ اور سوئی نگینے وغیرہ تھے کہین کنگھی ہاتھی دانت اور سینگ کی نایاب تھین کہین انگریزی چیزین لاجواب تھین کہ یہ مقتضائے نظم

تھین دکانین بساطیون کی جہان
کیا بیان اونکا تھے سامان

صاف و شفاف آئینے آیسے
رخ محبوب سے انھین نسبت
کوئی کترے جو ہی اگر نظر آئے
دانت کی کنگھیان بھی وہ نایاب
جو نہ چشم فلک نے دیکھے تھے
دیکھنے سے ہوا ملکے اک حیرت
پھول سورج مکھی کا شرمائے
شانہ بین کو نہ آئے دیکھ کے تاب

انھین کی دکانون کے نیچے اور متصل علاقہ بند بیٹھے تھے عمدہ گہنا گوندھتے تھے پھول ریشمی بناتے تھے فیتا بنتے تھے شمسے باندھتے تھے عجب طرح کے دستکار تھے فی الحقیقت صنعت مین ہوشیار تھے **نظم**

پھول وہ رنگ رنگ کے تیار
نور کے وہ بنائے تھے شمسے
کوئی فیتا زری کا بنتا تھا
کوئی تیار کرتا تھا آنچل
جب وہ بنتے تھے نازسے فیتون
اونگلیان یہ نہین ہلاتے تھے
گل باغ جنان کی جن مین بہار
زرد تھا رنگ شمس خجلت سے
ہر تھا موتی کی کوئی باندھ رہا
کوئی بیٹھا کتر رہا تھا تقل
کہتے تھے یون جو اونکے تھے مفتون
تیز دستی ہمین دکھاتے ہین

انسے آگے حکاک و نگینہ ساز اپنا نقش جما رہے تھے موتی بیدھتے تھے نگینے کھودتی تھی کہ **نظم**

ایک جانب کو بیٹھے تھے حکاک
چھوٹے نگ اس طرح بنائے تھے
تھی مخجل برق ہر نگینے تھے
تھے غضب کے وہان مرصع ساز
کہتا تھا یون کسی سے اک پرفن
آرسی کو ملاحظہ فرمائین
رنگ سب سے جدا غضب چالاک
دیکھنے مین کبھی نہ آئے تھے
کشتیون مین چنے قرینے سے
قابل دید جنکا تھا انداز
صرف کیجے یہان سوا کندن
کلمۂ حق زبان پر لائین

ایک سمت سادہ کار خوش پرکار بیٹھے انگوٹھیان چھلے خوشنما بنا رہے تھے کہ بقول ابیات

سیمتن کوئی کوئی ماہ جبین
چھلے وہ خوشنما بنائے تھے
دیکھین معشوق بھی گر ایک نظر
دلبری کا دیار زیر نگین
دیکھنے مین نہ ایسے آئے تھے
اونکے گل کھائین شوق سے دلبر

کچھ اور آگے بڑھے گوٹے والے چمک دمک دکھاتے نظر پڑے ہر ایک کی دوکان مین

پیٹیان رکھی تھین کچھ مال سامنے کھلا تھا مچکا لوگ لیتے تھے کوئی موٹی بام کا مانگتا تھا کہ دامون مین سستا ہوگا کوئی چوڑا اچھا چاہتا تھا کسی نے بنت کی خواہش کی کوئی گوٹے کا خریدار تھا کہ نظم

گوٹے والے تھے وہ قمر طلعت
کہ لکھون آب زر سے اونکی صفت

وہ چمک رکھتی تھی دکان انکی
معدن زر کی جسپہ ہو پھبتی

پیٹیان سب بھری تھین گوٹون سے
رکھی تھین سامنے قرینے سے

اون مین گوٹا تھا ابدا ایسا
سامنے جسکے برق شرمندا

اور مچکی بھی اس بناوٹ کی
لے لے گاہک کے دل مین جو چٹکی

وہ کرن بھی اگر چمک جائے
آنکھ خورشید کی جھپک جائے

اس چمک کا سنہرا لچکا تھا
اک ڈلا سونے کا وہ گویا تھا

ہر جگہ دورویہ پالون کے نیچے تختون پر تنبولیون اور تنبولنون کو بیٹھے دیکھا تھے سامنے رکھے اوسپر پان ہر قسم کے چنے اولٹے سیدھے کرکے چھانٹتے تھے سامنے برنجی تھالیان جنمی تھین کسی مین لونگ کسی مین الایچیان تھین کتھے چونے کی خوشنما کلھیان رکھی کہ بمقتضاے ابیات

تختہ ایک ایک روبرو رکھکر
اچھے اچھے چنے ہین پان اسپر

ڈبون مین لونگ الاچیان ڈلیان
کتھے چونے کی خوشنما کلھیان

اپنے گاہک کو یون بلاتے تھے
خاص یہ پان ہین مہوبے کے

بنگلی پان ہے دساور کا
بلکہ یہ جان ہے دساور کا

ایک سمت خوشبو ساز دماغ جان معطر فرماتے تھے کہین گل فروش اپنی بہار دکھاتے تھے کسی جگہ تمباکو والے کالے دھن کی خیر منانے والے خمیرا سادہ کڑوا بیچتے تھے کہین عطار مسیحا دم دوائین نایاب فروخت کرتے کہین کمہار مٹی کے برتن نہایت نازک اور کھلونے باتلے بھبولون کے عمدہ لگائے تھے ایک مقام پر نیچہ بند اپنی دستکاری دکھاتے تھے کہ بمقتضاے نظم

ایک جانب جو گندھی بیٹھے تھے
اپنی اپنی دکان کو تھے وہ سجے

ہار تھے شیشون کے وہ رنگین
جیسے تابندہ خوشۂ پروین

کٹرون مین بھی رنگ رنگ کا تیل
ایک دن بالونمین ملے جو کوئی
نکہتِ عطر غم کو کھوتی تھی
فیض جاری تھا ایسا خوشبو کا
گل فروشون کی دیکھی طرفہ بہار
وہ جہانگیریان ہین بیلے کی
طوق ہے موتیونکی کلیون کا
کوئی کہتا تھا یون پکار پکار
ہین چنبیلی کے ہار خوشبودار
دیکھی تنباکو والے کی دوکان
سرخ مخمل کے لاکھون بورے تھے
چاندی سونے کی مٹکیان عمدا
سا وہ کڑوا کسی مین تھا لبریز
وہ خمیرا نفیس خوشبودار
جب نکلتا تھا مُنھ سے اوسکا دھوان
تھے جو عطار سب مسیحا دم
اونکے عناب لب کا تھا یہ اثر
ہو جو مدقوق بھی شفا پائے
دیکھیے کیا بنفشہ تحفہ ہے
ایسی ہے شیرخشت بھی نایاب
دیکھیے ہے ترنجبین نئی
تھی دکانِ کلال کی تزئین
ظرف مٹی کے وہ بنائے تھے
کاغذی آبخورے ایسے تھے
جنبش آب سے پچکتے تھے

بھاری ہلکا لطیف اور بے میل
رہے خوشبو ہمیشہ سر مین وہی
روح پژمردہ تازہ ہوتی تھی
بس گیا تھا وہ شہر بھی سارا
رشک سے بوستان کو بھی ہو خار
ہو مسخر جہان جو پہنے کوئی
اسکو پہنے تو نور کا ہو گلا
ہر طرح کے ہمارے پاس ہین ہار
جنسے آتی ہے بوے جسم نگار
ہر طرح کا مہیا تھا سامان
سادے کچھ کارچوب کے گتے
اون پہ مینا ہر ایک رنگ کا تھا
دلبرِ تندخو سے بڑھکر تیز
جس سے آتی تھی بوے مشک تتار
نظر آتی تھی زلف محبوبان
بھرتے تھے سب مریض ونکا دم
لب ہلائین مریض سے وہ اگر
تن بیجان مین جان آجائے
ابھی کشمیر سے آیا ہے
دیکھین رکھکر زبان پرا حباب
اور دوکان مین نہین ایسی
کہیے اوسکو نگارخانۂ چین
دیکھنے مین کبھی نہ آئے تھے
پیاس بجھ جاے جسکے دیکھے سے
جیسے انگاریون چمکتے تھے

ہاتھی گھوڑے نئی بناوٹ کے
ساز سب کے نئی سجاوٹ کے

نیچے ڈالو نہین نیچے زیب دکان
ہر طرف ڈور یون مین آویزان

پیچوان اک بناتا تھا بیٹھا
ایک گٹا درست کرتا تھا

کھوتلتا تھا کوئی نگالی کو
صاف کرتا تھا کوئی قفلی کو

دیکھیے کیا بندھی ہوا دلٹی چین
جس طرح ہو حسین چین بجبین

دیکھکر خود پھڑک رہا ہے دم
کیا ہی پایا ہے پیچے نے دم خم

نہین واقف ہے کوئی اسدم سے
منہ لگا تو باتین کرنے لگے

عمرو کو سیر کرتے اور پھرتے پھرتے شام ہو گئی اور جواہر تابدار خورشید کو صیرفی قدرت نے درج مغرب مین بند کیا اور جوہری فلک نے گوہرہائے انجم کو بساط سپہر پر چناکہ نظم

فلک پایگہ را پر اندود نیل
سرپا سبان ماندہ دریائے نیل

شتاب فلک راتنگ آہستہ شد
جزو سان شب رازبان بستہ شد

رات کو بھی عیار پھرنے سے باز رہے دیکھا کہ منزلون تک جھاڑ روشن ہو گئے اور قندیلین نور نور کی جواہر آگین درختون مین آویزان ہوئین اور آتشبازی فرسنگھا فرسنگ تک گڑ گئی چرخیان وہ جو افلاک ستارہ دار کو چرخ مین لائین نصب ہوئین اور یکایک انار ٹیڑاتے اور ہتھہ پھول چھوٹنے لگے قلعے مین آگ لگائی عالم روشن ہو گیا دنیا کو چرخیون نے منور کر دیا زمین وزمان زر افشان ہو گیا ستارون کا فرش منزلون تک تھا اور آسمان سے سونا برستا تھا چرخ زبرجد ستارے میلے پر نثار کرتا تھا اب تو رات کے سناٹے مین اپنی اپنی جگہ ہر شخص جلسہ جمائے بیٹھا تھا اور ہر ملک اور قوم اور مذہب وملت کا آدمی میلے مین آیا تھا کہین ہندو تھے کہین جمشید پرست کہین آتش پرست تھے مسلمان بھی خال خال اس ملک مین پوشیدہ تھے وہ بھی میلا دیکھنے آئے تھے ہر سمت جلسۂ عشرت مہیا تھا بادۂ خوشگوار کا دور چلتا تھا کہ

ابیات

کہین تو شیشون کے فانوس کی چمن بندی
اور اونکے بیچ وہ چھٹنا پٹا خون کا چٹ پٹ

کہین شہانے کی آواز اور کہین کا مود
کہین دھناسری اور بھیرون کہین بھانٹ

کہین بھباس کہین پوربی کہین گوری
کہین ترانہ کہین دھرپت اور کہین ترونٹ

کہین ملار کہین دلیس مالکوس کہین
کہین بہ بھاگ کہین کانڑا کہین تھاکٹ

بنے ہوئے کہین راد ہاجی اور کنہیاجی
وہین تھی کنج گلی اور وہین تھا بندرابن
نہاتے دھوتے وہاں اور وہین کدم کی چھانہ
کہین جو دیکھا تو بھا مارواڑ کا عالم
وہ آدھی رات کے سر اونکے دیس کے گانے

پتمبر اوڑھے ہوے سر پر رکھے مولکٹ
سہانی دُھن وہین مرلی کی اور وہ نسبی ٹٹ
وہ گوکل اور وہ متھرا نگر وہ جمنا ہٹ
وہی کنار وہی ٹکریان وہی گھٹ پٹ
ہمارو سانورو متوارو لیگوانوٹ

غرضکہ جماؤ میلے کا کہان تک بیان کیا جائے مجملاً چند فقرے لکھکر اصل مطلب لکھا جاتا ہے یعنے عیار دیکھ رہے ہین کہ مہاجن نیچے جامے پہنے لڑکون کو ساتھ لیے سیر کراتے پھرتے ہین ہندنیان اپنا بناؤ کیے پھر رہی ہین اون مین رام جنیان بھی ہین کہین طوائف بناؤ کیے آشناؤن کو ساتھ لیے بیٹھی ہین کلیجی کے کباب بھُن رہے ہین کہین ایک رنڈی پر دو عاشق ہین اوسپر قضیہ ہوا ہے کہین لونڈے پر جھگڑا ہوا ہے تلوار چلی ہے دوڑ گئی ہے لاگین لگ رہی ہین نٹ تماشا کر رہے ہین نٹنیان ناچ رہی ہین جھولے پڑے ہین ساونون اور ملار ہوتے ہین درختون کے نیچے دریان بچھی ہین شریف لوگ بیٹھے ہین ایک سمت افیونی بیٹھے ہین افیون گھلتی ہے گنے چھلتے ہین حقے توے کے بھرے رکھے ہین ایک امرود چھیلا ہے اوسکے ٹکڑے کرکے سکو باہم تقسیم کیا ہے کوئی کہتا ہے کہ مین گنا ایسا چھیلتا ہون کہ جیسے شمع کسی نے مزعفر کی بوٹی نکالی ہے ایک ایک ریشہ باہم دیا ہے تعریف ہو رہی ہے کہ جلیبی کی کڑکڑاہٹ ہی بعض اونگھ رہے ہین من مناکر بات کرتے ہین تالاب مین جا بجا لوگ نہاتے ہین ہندو چندن رگڑ رہے ہین تلک دیتے ہین کھور صندل کے اور قشقے ماتھون پر کھینچ رہے ہین کہین درخت تلے لنگن پر گھڑا رکھا ہے مینڈے مین اوسکے تہین سوراخ کیا ہے نیچے سری مہادیوجی کی مورت رکھی اوسپر بوند بوند پانی ٹپکتا ہے بعض اوراج کا مالا ہاتھ مین لیے رام نام جپ رہے ہین بعض اگڑبل کرکے جکڑے رہے ہین بعض کمل کی ہتھیلی مین ڈالے مالا جپتے ہین بعض گاے کی مورت ہاتھ مین لیے چندرمان کو پانی دیتے ہین بیل کے درخت پر کھاروے کی جھنڈی بندھی ہے چبوترہ درخت کا بندھا ہے ایک جوگی گیروا لباس پہنے مندرے کان مین کنٹھی گلے مین ڈالے شیر کی کھال پر بیٹھا ہوا الا جپتا ہے آگے ٹیک رکھی ہے اوسمین ادیلا دبا ہے چیلے گرد ناریل پی رہے ہین بعض جوگی چھتری لگائے چھپر کے نیچے بیٹھے ہین آزاد فقیر لمبی ٹوپی پہنے مانگتے پھرتے ہین کہین مہدے

شاہی اڑے رفاعی گرز ہلا رہے ہین مرچڑے سر چیرتے ہین اشراف مٹھائی لیتے ہین گنوار
مولی اور جوار اور گڑ گھا رہے ہین ہنڈولے گڑے ہین سوانگ کے تخت آتے ہین سیف
برچھی سانگ نگلتے ہین کوئی منھہ سے سوت نکالتا ہے کوئی ہار نگلتا ہے پھول اوگلتا ہے
یہی کیفیت دیکھتے دیکھتے وہ رات تمام ہوگئی اور بازیگر فلک نے مہرۂ مہر صندوق مشرق
سے نکالا اور بازی تازہ بروے کار لایا کہ نظم

فرو رفت شب روز روشن رسید	شب آہنگ را صبح صادق دمید
چو دولت دہد در کشایش کلید	ز سنگ سیہ گوہر آید پدید

حیرت چاہ زمرد سے باہر آئی اور افراسیاب بھی سب کامون سے فارغ ہو کر باغ
سیب مین گیا وہان تجمل میلے مین جانے کے لیے منگوا کر سوار ہوا عمرو وغیرہ سیر دیکھتے
تھے کہ یکایک فلک پر ابر نمودہوے نقارے بجتے سنائی دیے پھر ہزار در ہزار تخت چمن بندی
جنپر کی تھی اور پھول جواہر کے گھر سے تھے ظاہر ہوے کہ وہ مقام گلزار ہوگیا انکے بعد
بارہ ہزار سوار طلسمی جواہر کے گھوڑون پر سوار تلوارین برہنہ لیے نکلے اونکے بعد بارہ ہزار
پریزادین طلسمی سراپا غرق دریاے جواہر سرخ لباس پہنے ظاہر ہوئین تھاپ طبلے پر پڑتی
تھی اور تعریف بادشاہ طلسم گاتی تھین پھر سترہ ہزار نازنین حسن مین لاجواب بلکہ انتخاب
گہنا وغیرہ پہنے ہاتھہ مین مورچھل اور چنگیرین اور سامان راحت وغیرہ لیے نکلین پھر ایک
ابر پیدا ہوا بجلیان اوس مین چمکتی تھین گرجتا ہوا نکل گیا اسکے بعد ایک ابر ایسا ظاہر ہوا
جس سے سونا اور جواہر برستا تھا باجے طرح طرح کے اوسپر بجتے تھے بوندیان مہین مہین
پڑتی تھین اور نیچے اوس ابر کے بنگلہ زمرد کا بروے ہوا اڑتا تھا اندر بنگلے کے ساٹھہ ہزار
کرسی یاقوت احمر کی بچھی تھی اور بیچ مین تخت شاہی تھا اوسپر افراسیاب بیٹھا تھا تاج
طلسمی سر پر تھا اور قباے زر اندوز دین یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزارون سورج لگے ہین نگاہ
نہ ٹھہرتی تھی پھر تو تمام شاہان طلسم اپنے اپنے خیمون سے نکل کر سامنے اوس بنگلے کے آئے
اور ہمراہ رکاب چلے ساٹھہ ہزار ساہ و شہزادیان تختون پر سوار گرد بنگلے کے ہو کر چلے اور
آگے بنگلے کے ناچ ہوتا تھا طرفہ ہنگامہ تھا اس سواری کے بعد سواری حیرت کی نکلی
ایسا ہی کچھہ جاہ و حشم اوسکا بھی تھا غرضکہ یہ دونون سواریان سمت چاہ زمرد چلین
عمرو بھی انکے نیچے نیچے روانہ ہوا یہان تک کہ چاہ زمرد پر پہونچے اب جو دیکھا تو کنوئین پر

رہٹ گھڑے ہین اور چار ساحر ایک پایون سے گھڑے کچھ پڑھ رہے ہین اور زر و جواہر اسقدر
چڑھا ہی کہ وہ سارا کنوان کہ مثل تالاب کے ہے پٹ گیا ہے جس وقت شاہ طلسم یہان آیا
ساحرون نے شور یا سامری و جمشید کا مچایا اکیس بارگاہین یہان نصب تھین بادشاہ
داخل بارگاہ ہوا تر ہیان پھنکین جھانجین بجنے لگین جملہ معززان طلسم نذر لیکر دوڑے
شاہان طلسم مودب بیٹھے اسوقت افراسیاب نے کہا اب نمکحرامون کو بلانا چاہیے یہ کلمہ
سنکر عمرو کہ صورت ساحر کی ایسی بنا ہوا تھا گھبرا کر چلا کہ اپنے لشکر کو جاکر دیکھون عیار سب
ساتھ ہین اور بہت جلد اپنی بارگاہ مین آیا مہرخ سے حال میلے کا بیان کرنے لگا کہ ادھر
شاہ طلسم نے انگشتری جمشید کو ہاتھ مین لیکر کہا کہ مہرخ مع اپنے مطیعون کے حاضر ہووے
یکایک ایک طاؤس اڑتا ہوا آیا اور بارگاہ مہرخ پر ایسی مہیب صدا اوسنے دی کہ ای نمکحرامان
جلد جاؤ بادشاہ طلسم بلاتا ہے یہ صدا سنتے ہی عیار سب بھاگ گئے اور عمرو نے گلیم اوڑھ لی
دیکھا کہ مہرخ و بہار وغیرہ سب گویا ہوئین کہ مونڈھی کاٹے عمرو نے ہمکو خراب کیا اگر پاتی
تو اوسکے ٹکڑے اوڑاتے یہ کہکر حکم دیا کہ در خزانہ وا ہوا اور بہار نے سب کنیزون کو تولوان
جوڑے پنہائے اب ایک سو ستر کشتی جواہر سے لبریز بہر نذر لیکر دریاے جواہر مین ہمہ تن غوطہ
مارکر لباس ارغوانی پہنکر تخت پر سوار ہوئی اور اسی طرح مہرخ بھی آراستہ ہوکر نذر کا جواہر زر و
وغیرہ لیکر چلی پھر تو ڈنکا بجا فوج تیار ہوئی ہاتھ رومال سے باندھکر العفو العفو کہتے جملہ شرکا
تختون پر اور طایران سحر پر بیٹھ کر چلے پلٹنین رسالے ساتھ ہوے ایسے ویسے ساحر رہ گئے
کہ اونکی طلب بھی نہوئی تھی ادھر سے کوہ سیاہ و سبز و سرخ سے فوج کو وہین چھوڑ کر نافرمان
و سرخ مو و افتخار جادو وغیرہ اپنا اپنا سامان کر کے چلے خلاصہ دم بھر مین میلے مین
سب پہونچے عمرو سے قرآن نے کہا استاد لشکر تو ہمارا منحرف ہمسے ہوکر چلا گیا اب دم بھر
مین ہماری بھی طلب ہوگی پھر ہم بھی نہ رکینگے عمرو نے کہا خدا کو یاد کرو اور ساتھ چلے آؤ
عیار وغیرہ سب دنگ ہین کہ دیکھیے یہ کونسی عیاری کرینگے کچھ عقل کام نہین کرتی اور
دعوی یہ فرماتے ہین کہ سارا میلا لوٹون گا خیر اب دیکھنا چاہیے اسی فکر مین یہ ساتھ استاد
کے چلے اور عمرو صورت بدل کر پھر چاہ زمرد پر آیا دیکھا بہار وغیرہ سب جاکر قدم افراسیاب
کے گر رہی ہین اور خطا کی معافی چاہتی ہین شاہ طلسم نے کہا بلاؤ جلادون کو اور انھین
قتل کرو حاضرین دربار نے عرض کیا کہ اب یہ حضور کی اطاعت کرنے آئے ہین انکے

قتل کرنے سے ہم تابعداروں کو کیا امید ہوگی افراسیاب نے کہا تم تماشا دیکھو گے یہ سب بسبب
سحر کے اطاعت کا دم بھرتے ہیں یہ کہکر سحر پڑھکر انگشتر سے التماس کیا کہ یہ سب اپنی حالت
اصلی پر آجائیں مسحور بہ سحر نرہیں اوسی وقت ہر ایک شخص ہوشیار ہوگیا اور مہرخ وغیرہ نے
شاہ طلسم کو دیکھکر بکراہت تمام منھ پھیر لیا افراسیاب نے پوچھا کہ کیوں اے مہرخ و
بہار میری تابعداری کروگی انھوں نے جواب دیا کہ بہت جھک مارنا اچھا نہیں ہم سب بنقش
پاے عمرو بر فدا ہیں اور خواجہ تشریف لاتے ہونگے یہ سارا کروفر اور مہنت بنکر بیٹھنا بھلا دینگے
اور ہم اونکے تابعدار ہوکر قید رہیں یہ ممکن نہیں افراسیاب نے سب سے کہا کیوں صاحبو
تمنے سنا انھیں قتل نہ کروں تو کیا کروں سب نے کہا حضور کا حق بجانب ہی بیشک واجب القتل
ہیں شاہ نے کہا اب انکو قید کرکے انکے حمایتوں کو کہ جنپر انکو گھمنڈ ہے گرفتار کرکے سبکو
ایکبار قتل کرنا چاہیے یہ کہکر آہنگر بلائے اور سبکو ہتھکڑیاں بیڑیاں زنجیرہاے آہنی میں مطوق
وسلسل کرکے حکم دیا کہ باغ جمشید میں انھیں لیجاکر قید کرو اور پھر سحر کسی پر نہ کیا کہ غافل ہوجائیں
یہ اسلیے کہ اپنی گرفتاری پر اور حال خراب پر اشک حسرت بہائیں اور جس قدر فوج کہ انکے
ساتھ آئی تھی اوسکو بھی محصور کرا کر صحرا میں اوتروایا گرد پہرا کردیا جب یہ انتظام ہوچکا اوس
وقت طاؤس ہاے سحر بلائے اور حکم دیا کہ **عمرو و قران** وغیرہ اس طلسم میں
جہاں کہیں ملیں پکڑ لاؤ طاؤس اوڑے اور عمرو بصورت مبدل یہاں موجود تھا
اس جگہ سے ایک گوشے میں جاکر منڈھی دانیالی نکال کر چھتری کی طرح سر پر سایہ کی
اور عیاروں کو بھی نیچے اوسکے بٹھایا خدا کا نام لیکر آپ بھی چپکا بیٹھا ازبسکہ منڈھی
اعجاز کی ہے سحر خبر نہیں دیتا جب گلیم یہ اوڑھتا ہے اور منڈھی کے نیچے بیٹھتا ہے پھر
نہیں معلوم ہوتا کہ عمرو کہاں ہے اس وقت طاؤس چاردانگ طلسم میں پھرے آخر
شاہ طلسم پاس آکر عرض رسا ہوے کہ ہمکو عیار نہیں ملتے شاہ جادوان نے بلائیں طلسمی
بلاکر بہر تجسس بھیجیں وہ بھی ڈھونڈھکر پھر آئیں پھر غول اور پتلے بھیجے جب وہ بھی پھر آئے
بادشاہ طلسم نے انگشتر سے عرض کیا کہ عیاروں کو بلادیجیے یکایک ایک صدا آئی کہ عیار
اسی میلے میں ہیں مگر ایسی جگہ ہیں کہ دکھائی نہیں دیتے یہ ندا سنکر بادشاہ نے سواری
طلب کی کہ میں خود تلاش کرکے گرفتار کیے لاتا ہوں اور ازبسکہ میلے میں عالم عالم
جمع ہے اکیلے اوڑکر جانا مناسب نہ سمجھا اوسی تجمل بیکران سے سوار ہوکر ڈھونڈھنے چلا

میلا منزلون تک ہی اور سواری کا بسبب تجمل کے ٹرس کر چلنا شاہ کا ہر ایک شخص کو شناخت کرنا کہ یہ عیار ہے یا نہین ان وجوہات سے اسکو عرصہ مراجعت مین گذر گیا مگر یہان عمرو نے ڈاڑھی لقا کی ہزارون بار اُسنے مونڈی ہے اور وہ ڈاڑھی تیس گز کی ہے اور ہر بال مین موتی و یاقوت اور مرجان وغیرہ پروئے ہین اور اسی سبب سے عمرو نے وہ ڈاڑھی مونڈ کر باحتیاط زنبیل مین رکھی ہے اسوقت عیارون سے کچھ کان مین کہا عیار کاربند ہوے اور اُسنے سر مقوے کا مثل صورت لقا اپنے سر پر لگایا اور دست و پا دراز ویسا ہی قامت درست کیا یعنی ایک سو بچانوے اینچ کا قد لقا کا ہے اتنا ہی بڑا قد بنا کر ڈاڑھی چہرے پر لگا کر تخت زبرجد شاہ جسکا ذکر اور تصریح اوپر ہوچکی ہے نکالکر سوار ہوا اور عیار یعنے برق فرنگی ایک سو اکیس[121] کلی کا جامہ پہنکر کوتاہ گردن تنگ پیشانی حرمزدگی کی نشانی شیطان درگاہ خداوند ملک بختیارک شوم کافر بیدین خواجہ ملک گراز الدین کی ایسی صورت بنکر سر پر خداوند کے مگس رانی کرنے لگا اور قران نے شکل مہیب اپنی بنائی کہ ایک ہونٹھ سینے تک پہونچا اور دوسرا آنکھون تک ہاتھ ہر ایک دراز منھ سے کان سے شعلہ ہاے آتش نکلتے گرز آتشین ہاتھ مین لیکر دست راست پر خداوند کے کھڑا ہوا اور ضرغام ایک فرشتہ نورانی صورت کا بنا کہ چہرے پر نور شانون پر دو پر پرون سے مشک و عنبر کا فوارہ چھٹتا تھا واضح ہو کہ بضرورت یہ پر بنائے ہین ان مین جابجا جوف رکھے ہین کہ اوسمین نافہ ہاے مشک اور دیگر خوشبوئیات کو بھر دیا ہے کہ جب پرون کو جنبش ہو مشک و عنبر برسے یہ فرشتہ دست چپ کو کھڑا ہوا اور جانسوز ایک مرد وجیہ و شکیل از سرتا پا بقعہ نور بنکر صراحی و ساغر مینا کار لیکر سامنے کھڑا ہوا جب یہ درستی ہوچکی عمرو نے منڈھی سے اعجاز طلب کیا اور فاتحہ بروح پر فتوح جناب دانیال علیہ السلام پڑھی منڈھی بڑھکر مثل بارگاہ رفیع الشان کے ہوگئی اور کئی سو کلس یاقوت احمر و لعل و زمرد کے جڑے تھے اور یہ بارگاہ دمبدم رنگ بدلتی تھی کبھی گھٹ جاتی تھی اور کبھی بڑھ جاتی تھی کبھی سرخ ہوتی تھی تو کبھی سبز و زرد و پیازی و نارنجی اودی وغیرہ ہوجاتی تھی اور عمرو نے تخت پر بیٹھکر سفید مہرہ کہ جسکی آواز سے دیو ناچتا ہے نکالکر بجایا کہ اے بندگان قدرت خدمت خداوند مین حاضر ہو مہرے کی صدا منزلون پہونچی اور ساحر دوڑے جو آیا کہا منم خداوند باختر لقا بعض خداوند کا دیدار دیکھ چکے تھے پہچانتے تھے فوراً سجدے مین گرے اور سارے میلے مین غلغلہ بلند ہوا کہ خداے

باختر لائے ہین جلوہ زیارت کرو اوسی وقت جادوگرنیان تھالیون مین موہن بھوگ اور زر و جواہر
وغیرہ رکھکر جو شمع جلاکر چھم چھم کرتی چلین ساریان آدھی باندھے آدھی اوڑھے تھین ایک
سمت سے جادوگر دونے مٹھائی اور روپیہ چراغی کا لیے ہار پھول لونگ کا نور ہمراہ سامنے
منڈھی کے آئے سجدہ کیا وہ زر و گوہر شیرینی آستانۂ خداوند پر چڑھائی خداوند نے کہا
پھر سجدہ کرو وہ سجدے مین گرے اسنے جال مار کر مال اور مٹھائی نذر زنبیل کی جب سب
سجدے سے اوٹھے ایک چیز کا بھی نشان نہ پایا خداوند نے فرمایا کہ ہمارا دست قدرت نذر
تمھاری لیگیا سب نے کہا یا خداوند تیری بڑی قدرت ہی غرضکہ یہان تو پوجا پاٹ ہو
رہا ہے مگر ہر کارے کوٹ گشتی کے دوڑے گئے اور ملکہ حیرت کی دعا و ثنا بجا لاکر عرض
کیا کہ خداوند باختر لقا میلا دیکھنے آئے ہین حیرت اور کل شاہ و شہزادیان طلسم کی بیتابانہ
دوڑین یہان پہونچکر سب نے سجدہ کیا اور خداوند کی بارگاہ و فرشتون کو دیکھکر عقل دنگ
ہو گئی عیار بچیان یعنی صرصر وغیرہ ملکہ کے ساتھ ہین انھون نے ملکہ سے کہا یہ عیار ہین عیارون
کے لب ہلتے اور بد تیور دیکھکر خداوند نے بغضب کہا کہ عیار بچیان تیری اے حیرت ہمکو عیار
بتاتی ہین اچھا تو سحر مجھپر کرا ورہم اب جاتے ہین یہ کہتا تھا کہ حیرت نے عذر کیا اور
عیار بچیون سے کہا کہ دیکھا تمنے خداوند پر سب کچھ روشن ہی تمھارے خیال اور دل کی
بات کو خداوند نے پہچان لیا اب تم یہان سے جاؤ خداوند خفا ہین یہ کہکر انکو نکال دیا
مگر خداوند نے کہا ہم اسوقت خوش ہونگے کہ جملہ ساحر ہمپر سحر کرین ناچار سب نے سحر کیا
اور شاہان طلسم نے نارنج و ترنج مارے منڈھی پر تاثیر نہ ہوئی اور جو لوگ منڈھی مین جانے
لگے سر نیچے پاؤن اوپر اولٹے لٹک گئے خداوند نے کہا اے حیرت ہم تیرے گھر اب کبھی
نہ آئینگے کہ تو نے عیار بچیون سے ہمین ذلیل کرایا حیرت اور جملہ ساحرون نے یہ عتاب دیکھکر
العفو اور توبہ توبہ کا شور مچایا اور حیرت نے کہا یا خداوند بارگاہ مین تشریف لے چلیے جو
کچھ کنیز کو میسر ہے اوسے قبول فرمایئے آخر بڑی منت خوشامد سے خداوند نے منڈھی
کو باعجاز گم کیا کہ وہ گھٹ کر صرف تخت پر سایہ فگن چار دن ستون اوسکے فرشتون
اور شیطان نے تھامے اور تخت پر سب کھڑے ہوئے تخت اوڑکر چلا ساحرون نے ہزارہا
ناقوس و گھنٹے بجائے غلغلہ ہوا یہان تک کہ مقام افراسیاب پر حیرت نے تخت خداوند
پہونچایا عرض کیا یہ بارگاہ جو حضور کے سر پہ ہے مناسب ہو تو فرشتون کو حوالے کیجیے خداوند

نے فرمایا یہ دریچۂ قدرت ہی ہم اسمین سے باہر نہ آئینگے اور پوچھا کہ افراسیاب کہان گیا ہی
کہا عمرو کو ڈھونڈھنے خداوند نے کہا ہم اوسکو یہین پکڑ بلا ئینگے اور تم سے کون لوگ منحرف
ہین ملکہ نے سب کیفیت بیان کر کے کہا وہ سب گرفتار ہین اسنے جواب دیا کہ مین جا کر انہین ابھی
تمھارا مطیع کیے دیتا ہون یہ کہکر اوسی طرح تخت اوڑا کر چلا اور باغ جمشیدی مین پہونچا حیرت
وغیرہ سب ہمراہ ہین جب وہان پہونچا سب کو ڈانٹا کہ سجدہ کرو مہرخ وغیرہ پر سے از بسکہ سحر
شاہ طلسم نے اوتار لیا تھا یہ سب دل کیطرح سے منحرف تھے اور دعا اپنی رہائی کی درگاہ خدا مین
کر رہے تھے اوس وقت لقا اور جمشید وغیرہ پر لعنت کرنے لگے اور سیکڑون دشنام دین
عمرو تخت سے کود کر مہرخ وبہار وغیرہ کے قریب گیا کہا جلد سجدہ کرو بظاہر یہ کہتا گیا اور
بائین آنکھہ کا تل دکھایا اور کنایے اور اشارے سے ظاہر کیا کہ جو مین کہون وہ کرو مین عمرو
ہون اور تمھاری رہائی کو آیا ہون بس اس امر سے سمجھتے ہی سب نے سجدہ کیا اور کہا یا خداوند
تو برحق ہی ہماری خطا شاہ طلسم سے معاف کرا دیجیے جب انھون نے اقرار اطاعت کیا خداوند
آکر تخت پر بیٹھے اور کہا قید سے انکو چھوڑ دو حیرت نے سب کو رہا کر دیا عمرو نے انکو بھی بلا کر
شریک جلسۂ انجمن کیا اور ساقی قدرت اور شیطان و فرشتون سے حکم دیا کہ میری جھوٹی شراب
ایک ایک جام شاہان طلسم کو پلاؤ کہ عمر اونکی بڑھ جائے اور سارے کارخانے ہماری قدرت
کے اونپر روشن ہو جائین بمجرد حکم وہ تو سب عیار ہین شراب آغشتہ بیہوشی اپنے پاس سے
نکالکر سب کو پلانے لگے حیرت کو بھی ایک جام پلایا جب پلا چکے مہرخ سے کہا لو انکو وہ
تو واقف نہین کہ حیرت اور شاہان طلسم کی قضا نہین ہے انکو خواجہ نے صرف اس لیے
بیہوشی پلائی ہے کہ انکے سحر کی پناہ نہین ہے اگر یہ بیہوش نہ ہونگے تو پھر سارا لشکر گرفتار
ہو جائیگا غرضکہ انکو تو للکارا اور ناریل وغیرہ لیکر آمادۂ حرب ہوئین شاہان طلسم گھبرا کر اوٹھے
بیہوش ہو گئے حیرت بھی بیہوش ہو گئی پھر تو بہار و مہرخ و مخمور و ہلال سحر افگن
و آفت جادو وغیرہ پرواز کر کے اوپر چھائے گولے فولادی اور ہار فلفل گچھے سوئی کے
مارنا شروع کیے ساحرون نے غلغلہ باہر باغ کے سنا حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے کیونکہ خداوند
باغ مین آئے ہین اب کوئی سرکشی نکریگا اس خیال مین تھے کہ آگ پتھر برسنے لگے اور عمرو
نے سفید مہرے مین آواز دی کہ اے اہالیان جلسہ بھاگو کہ خداوند کا غضب آیا اس
صدا کے سننے سے میلے مین بھگدڑ پڑی اور فوج جو محصور تھی وہ رہا ہوئی اور مہرخ

وبہار وغیرہ اپنے اپنے مالک کو دیکھ کر پاس آئے انکو حکم دیا کہ مہاجنون اور سارے میلے کو لوٹو اور دشمنون کو قتل کرو فی الجملہ یہ فوج لاکھون آدمی ہین اور ادھر شاہان طلسم بیہوش پڑے ہین کوئی روکنے والا نتھا اور اتنے عرصے مین وہ دن بھی تمام ہوا اور فوج انجم نے روز روشن پر حملہ کیا اور خورشید تابان بھاگ کر سمت مغرب گیا کہ قطعہ

چو این سبزہ طاؤس جلوہ نمائے	سپید استخوانے ربود از ہمائے
شد از زحمۂ کاسہ وزخم کوس	خدنگ اندران بیشہ ہا آبنوس

رات کو اندھیرے مین لوٹنا خوب بن پڑا ادھر تو مہرخ نے تلوار سحر کی کھینچ کر مع کئی لاکھ کے حملہ کیا ساحرون نے میلے کے لوگون کو قتل کرنا شروع کیا بیر شور مچانے لگے دھوئین اور شعلے اوٹھنے لگے ایک طرف سے بہار نے گلدستہ مارا کہ ہوا سرد چلی اور چارسمت تاریکی ہوگئی بہار نے افشان پیشانی پر لگائی ستارے اوس تاریکی مین نکل آئے اور ٹوٹ کر گرنے لگے زمین پر سبزہ زار پر بہار تھا خیابان لالہ وگل مثل گوہر شب چراغ کے فروزان تھے اور نسرین ونسترن عنبر افشان تھے غرضکہ جو ساحر کہ بھاگ کر چمنستان بہار مین آئے عاشق وشیدا ہوکر دیوانے ہوے بہار نے کہا جاؤ اور میلے والون کو قتل کرو وہ بھی جاکر قتل وقمع مین مصروف ہوے رعد نے چیخین مارنا شروع کین اور برق محشر آڑی ترچھی ہوکر گرنے لگی خرمن ہستی دشمنان جلانے لگی ایک جانب سے مخمور نے جام بلورین کھینچ مارا ٹھنڈھی ہوا چلی جلسے جسم مین ہوا لگی دف ہاتھ مین لیکر گروہ گروہ ملک شراب خواری کرنے لگے اور ہولیان گاتے تھے کہ ابیات

کوئی کہتا تھا لانا پیمانہ	شور قلقل ترانہ مستانہ
لب ساغر کو کوئی چومتا تھا	کوئی مدہوش وار جھومتا تھا
کوئی بوتل کا کھولتا تھا کاگ	کوئی گاتا تھا دختِ رز کا سہاگ

ایک طرف سے سرخ مو نے کاکل کھولی جنبش دی ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے اور جسم ساحرون مین آگ لگی غرضکہ ایک ہنگامہ اور شور رستخیز برپا ہوا اسی ہنگامے مین عمرو نے اول تو باغ جمشید مین جو کچھ مال وغیرہ اور لباس وزیور شاہان طلسم کا پایا اوتار کر نذر زنبیل کیا اور عیارون کو حکم دیا کہ بارگاہون پر چڑھکر کلس اوتارو عیار لوٹنے لگے فوج ساحران نے بجلیان گرا کر بارگاہون اور خیمون کو جلا کر گرا دیا عیارون نے کلس اوتار لیے عمرو باغ جمشید لوٹ کر چلا

اور بارگاہ نشست افراسیاب پر آ کر گرا اوپر سے برق محشر تڑپ کر گری ستون اور طناب
بلکہ بارگاہ گری عمرو نے میز و کرسی و دنگل و فرش و کلس وغیرہ جال مار کر نذر زنبیل کیے پھر
وہان سے چاہ زمرد پر آیا پوجاری اور نذر بھینٹ چڑھانے والے بھاگ گئے تھے اصل محافظ
و ملازم شاہ طلسم وہان تھے عمرو نے گلیم اوڑھکر یہان بھی جال مارا کہ جو کچھ زر و گوہر جواہر
کہ چڑھایا گیا تھا جال مین کھنچ آیا ساحر محافظ گھبرائے سحر کرنے لگے مگر کسپر سحر کرین کیونکہ کوئی
نظر نہین آتا کہ دوسرا جال عمرو نے پھر مارا وہ چاہ کہ مثل تالاب کے ہے جو کچھ کہ نیچے اوسکے
اور کنارے کنارے رہ گیا تھا وہ بلکہ مٹی تک ابلی کھنچ آئی ایک غار پڑ گیا واضح ہو کہ یہ مقام
بنام خداوند جمشید مشہور ہے اس باعث سے ساحر عظمت کرتے ہین کوئی سحر کی جگہ نہین ہے
اور کچھ خبیث وغیرہ یہان مسکن گزین رہتے ہین کہ نیرنگی سحر کی دکھاتے ہین مگر جال عطیہ
جناب الیاس ہے اسپر کسی خبیث اور ساحر کا بس نہین چلتا اگر یہ جال افراسیاب پر
بھی پڑے تو وہ بھی کھنچ آئے اور نہ گرفتار کرنا شاہ طلسم کا بسبب ممانعت امیر کے ہے
اور ایسے مقام پر جال مارنا باعث یہ ہے کہ جب دشمن نے تدبیر ایسی کی کہ جس سے
مفر اور رہائی ناممکن ہوئی پس اسکا عوض یہی چاہیے تصریح اسکی زیادہ کچھ ضرور نہین
ناظرین خود سمجھ لینگے حاصل مطلب یہ کہ ایک غار اس جگہ پڑ گیا اور خبیث وہان کے
اور ساحر گھبرا کر فرار ہوے جب وہ مقام برباد ہو چکا عمرو اور عیارون نے دست غارت
عام و خاص ہر شخص پر دراز کیا اور ساحرون نے فوج کے گولے اور ناریل وغیرہ ہزارون
کیا بلکہ لاکھون آدمیون کو قتل کیا میلے مین جھمیلا ڈال دیا بجائے خرید و فروخت کے نرخ
جان ارزان تھا پیر نود سالہ اور کودک دہ سالہ کا ایک بھاؤ تھا رشتہ ریسمان حیات
کے جھولے پڑے تھے رہرو عدم جھولتے زخمون کے پھول بچھے تھے خون سے زمین
یاقوت پوش تھی لب ہر زخم لب لعلین معشوق کا رنگ دکھاتے داغہائے جسم صورت دینار
و درم نظر آتے تھے بازار موت گرم تھا اجل کے خریدار ملک عدم کے لوگ سیار تھے فرش
کشتون کا بچھا تھا جیسے عناصر کے استادہ تھے تلوار سحر کی چمک چمک کر مانند بجلی کے گرتی
تھی ہر سمت بھگدر تھی بھاگو بھاگو کی آواز آتی تھی ایک پر دوسرا گرا پڑتا تھا لوتھ
مین اوپر مین اوپر وہ نیچے بھاگتے رستہ نہ ملتا تھا دکانین خالی سناٹا ہو کا عالم
اوسپر یہ آفت کہ ہر جگہ جال الیاسی دراز ہو کر پڑتا تھا کہ لاکھون من کی چیز سوا سیر

کی ہو کر کھینچ آئی تھی عمرو نے چوراسی گھنڈیاں زنبیل کی کھولدین دل سے کہا اللہ دے اور بندہ لے مجھ غریب کو خدا نے دو چار کوڑیاں آج دلادین عیار جدا لوٹتے پھرتے صرافہ اور بزازہ اور جوہری بازار ہر جگہ کو صاف کر دیا فوج نے لاشون کے ڈھیر لگا دیے لاکھون آدمی تھا ایک ایک دکان دس دس آدمی نے آکر لوٹی تو دم بھر مین بازارین صاف ہوگئین لیکن جسنے جو لوٹا وہ عمرو کے لیے بجنسہ اپنے پاس رکھا کہ خواجہ ہمارے محسن ہین جان بچائی ہے اپنے پاس سے کچھ ندین تو مال غنیمت اونکے لیے رکھنا مناسب ہے اور دوسرے وہ محاسبہ ضرور لینگے پھر جو دینا پڑا تو ملزم بھی ہوے اور بال بھی گیا غرضکہ دو پہر کامل لوٹ و مار و ہنگامۂ قیامت زا برپا رہا لاش پر لاش تھی اور مردے پر مردہ تھا کہ ابیات

غنیمت کشان بر در شہریار
سر پر وسراپردہ و تاج و تخت
طبقہاے بلور و خوانہاے لعل
ہمان تازی اسپان بازین و زر
نورد ملوکانہ بیش از شمار
سراسیمگی در منش تاختہ
ز دل دادن چاوشان دلیر
یکے گفت ہوے دگر گفت ہان
ز بس غارت آوردن از بہر شاہ
بجز گوہر و جام زرین عمود
ہم از زر کانی ہم از لعل و در
ز کافور چون سیم صحرا ستوہ
بسے بردہ یونانی و بربرے

غنیمت کشیدند بیش از شمار
نہ چندانکہ آن بر توانند سخت
ظرائف کشان را بہ فرسود نعل
خطاے غلامان زرین کمر
شتر بار زرینہ بیش از ہزار
ز رخت خزینہ دخانہ پرداختہ
دلاور شدہ گور بر جنگ شیر
برآورد سرہاے ہوے از جہان
غنیمت نہ گنجید در عرصہ گاہ
بہ خروار گوہر بانبار عود
بسے چرم قنطارہا کردہ پر
ز سیم چو کافور صد پارہ کوہ
سبق بردہ بر ماہ و بر مشتری

اسی طرح لوٹ مار کرسب اپنے لشکر کی جانب چلے لیکن عیار بچیاں جو نکال دی گئی تھین اس ہنگامے کو دیکھکر حیران ایک جگہ قتل و غارت کے خوف سے ٹھہر رہین اور کہا شاہان طلسم اور حیرت کو شاید ان عیارون نے مار ڈالا چلو ذرا خبر لین یہ کہکر بصورت مبدل

باغ جمشید مین گیئین اور ملکہ کو ہوشیار کیا آنکھ کھلتے ہی اوسنے عجب ہنگامہ دیکھا کہ نہ بارگاہ مین تہ
میلانہ آرایش نہ زیبایش قتل عام ہی بھگدر پڑی ہی لوٹ ہو رہی ہی یہ دیکھکر بلبلا کر اوڑی لیکن
لاکھون ساحر اپنے پرائے پھرتے تھے کس سے لڑتے اکیلی کسکو روکے آخر ستون بارگاہ تھا نبکر
رونے لگی یہان فرخ اور عیار وغیرہ کل کرانے لشکر مین پہونچے عمرو نے کہا اے ملکہ سب سردار
اپنی اپنی صورت کا پتلا یہان بٹھائین اور ایسا سحر کرو کہ ناچ بارگاہ مین ہو اور پیمانہ عشرت
گردش پذیر رہے بمجرد ارشاد خواجہ یہی سامان سب نے کیا سب کے سب کے ہم شبیہ کرسیون و
دنگلون پر جلوہ گر ہوے رقص و سرود کا جلسہ ہوا یہ تدبیر جب ہو چکی کئی ہزار ساحر گرا ایسے
ویسے بھیر دنگاہ کے لوگ اس جگہ طلایہ داری پر مامور کیے اور کہا کوئی آفت آئے تو بھاگ
جانا اور کل لشکر کو مع سرداران ذی رتبہ کے ہمراہ نافرمان کرکے حکم دیا کہ کوہ سیاہ مین
لیجا کر فرو کش کرو اور عیارون سے کہا تم بھی ساتھ جاو سب طرح ہوشیاری رکھنا یہ
لوگ نافرمان کے ساتھ کوہ سیاہ کی طرف گئے وہان پہونچ کر خیمہٴ سیاہ مین سردار اور
صحرا و کوہ مین لشکر ٹھہرا عیار گرد لشکر کے خبرگیری کو پھرنے لگے خلاصہ یہ تو سب آرام پذیر
ہین مگر ہوشیار رہین اور عمرو گلیم اوڑھے وہین ٹھہرا ہے مگر حال افراسیاب سنیے
کہ باغ عشرت کے قریب جا کر خیال گیا کہ عیار کوہستان مین کسی غار مین چھپے ہونگے اور
عمرو نے گلیم اوڑھ لی ہوگی بس اور عیارونکو چلکر گرفتار کر عمرو اونکی رہائی کو آئیگا گرفتار
کر لینا یہ سوچکر قریب صحرا پہونچ کر ٹھہرا اور خبیث وبلاہاے طلسم ہمراہ آئے ہین اونکو حکم
دیا کہ عیارونکو جا کر ڈھونڈھو وہ سب چلے اور شہنشاہ ٹھہر رہا اوسوقت میلے کے لوگ
کہ چار سمت بھاگے تھے کچھ ادھر بھی جا نکلے اسنے دیکھا کہ بہت آدمی گروہ گروہ عورتین
اور بچون کو ساتھ لیے سر برہنہ خاک اوڑاے بھاگے جاتے ہین جادوگرنیان بال منھ پر
بکھرائے ساریان نچی ہوئین بعض اوپر کے جسم سے برہنہ اور بعض جسم پایئن سے بدحواس
سحر فراموش از خود رفتہ گویا بیہوش بھاگی جاتی ہین شاہ نے اونھین بلا کر پوچھا تم کون ہو
کیا ماجرا ہے وہ شاہ جادوان کو پہچان کر روئے اور پکارے کہ ہم لوٹے گئے بچے ہمارے
قتل ہوے اور سب کیفیت غدر بیان کی سننا تھا کہ غضب طاری ہوا اور بلاؤن اور ہمراہیون
کو ساتھ لیکر پھرا آکر عجب عالم میلے کا پایا چیونٹی نے فیل مست کو پست کیا ایک سناٹا
ہر سمت تھا دکانین برباد بارگاہین جلی ہوئین ڈھیر غرض چار طرف اندھیر حیرت

جو گریان و نالان تھی اوسکو تسکین دیکر اپنے ساتھ لیا کہ مین ابھی سبکو غارت کیے دیتا ہون
شاہان و مغززین طلسم کو ہوشیار کیا اونھون نے اپنا لینا اور میلے کا برباد ہونا دیکھکر عرض کیا
کہ آئین طلسم مین فرق آیا ہمکو اجازت ہو کہ اپنے اپنے مرحلے پر جائین افراسیاب نے فرط
ندامت سے انھین رخصت کر دیا سب شاہ و اکابر دکو توال و دربان و بلاہاے طلسم وغیرہ
جو کہ آئے تھے لٹے پٹے اپنی جگہ پر گئے اور شاہ جادوان حیرت کو لیکر چلا پانچ ہزار مور
ساتھ ہین کہ جنپر ساحران نامی سوار ہین اور بادشاہ کو کمال غضب طاری ہے تازیانہ مار
سیاہ ہاتھ مین ہے منھ سے کف جاری ہے یہانتک کہ لشکر مہرخ جہان اترا رہتا تھا وہان
پہونچکر نعرہ مارا اور سامان عشرت دیکھکر نارنج و ترنج مارنا شروع کیے پیکان تیر اور شعلے
آتش کے اور سانپ اور بچھو اور پتھر اور برف وغیرہ برسنے لگے اور آندھیان تاریک
آئین زمین شق ہو گئی صدائین مہیب آئین بارگاہین اور خیمے مسمار ہو گئے بجلیان گرین کہ
ہمشیرہ سرداران اور رقاصۂ انجمن سب غارت و تباہ ہو گئے جو ساحر کہ عمرو نے یہان چھوڑے
تھے یہانتک کہ اونسے بھاگا گیا بھاگے باقی ہلاک ہو گئے شاہ طلسم نے آکر دیکھا سبکو مرا پایا
اور لاشین پڑی دیکھین حکم کیا کہ انھین لاشون پر پانچ بارگاہین ہماری استادہ ہون
بمجرد حکم پانچ بارگاہ جنمین ستون مکلل بجواہر تھے استادہ ہو گئین اور ہر ایک بارگاہ مین
بارہ بارہ سو کرسی جواہر کی بچھ گئین تخت پر شاہ جلوہ گر ہوا سب نے قتل حریف کی خوشی
کی نذرین دین ناچ ہونے لگا حیرت سے شاہ جادوان نے کہا لو مین نے دم بھر مین سب
کو غارت کر دیا اب تم اپنی فوج یہین اوتارو اور ناچ دیکھو صبح کو مین میلا جو لٹ گیا ہے
اوسکی درستی اور انتظام کرون گا اور عیار اکیلے رہ گئے ہین کہانتک بھاگتے پھرینگے سبکو
گرفتار کر کے بعذاب الیم کرونگا اب مین باغ سیب مین جاکر بقیہ شب آرام کرتا ہون
کس لیے کہ کئی روز سے بیخور و خواب ہون ذرا تم اوس مفترے عیار سے ہوشیار رہنا
یہ کہکر آپ باغ سیب مین جاکر آرام گزین ہو تو سو یا اور فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا یعنے عمرو
جو گلیم اوڑھے یہان موجود تھا اوسکو جاتے دیکھکر از بسکہ دوندۂ بیدرنگ ہے دوڑتا ہوا
آن واحد مین مہرخ پاس پہونچا اور کہا جلد چلو یہی وقت ہے دشمن کو قتل کرو مہرخ وغیرہ لشکر
جرار تیار کرا کر روانہ ہوئی حیرت یہان ناچ دیکھ ہی تھی کہ فلک نے گردش دکھائی بلاے
آسمانی نازل ہوئی طنابین بارگاہون کی کٹ کر گرین اور ایسی آندھی آئی کہ دشتی تمام لشکر

کی گل ہوئی یعنے مخمور نے بال گھول کر سر ہلانا شروع کیا وہ آفت آئی کہ جہان تاریک ہوگیا پھر تو اوس اندھیرے مین لشکر فوج حیرت پر جا گرا وہی سامان دوشینہ پیش تھا ایک جانب سے سلین برف کی گرتی تھین پہاڑ سے پتھر اڑ کر آتے تھے سنگدلونکو خاک مین ملاتے تھے قیامت برپا ہوئی ساحر کل کالوہا مانے تھے زک اوٹھا چکے تھے ذرا بھی نہ اٹکے بھاگ کھڑے ہوے ادھر بارگاہین خیمے جلنے لگے حیرت منھہ پیٹ کر باہر نکلی پکاری اری مشتعل سحر لاوارے یاقوت اے زمرد کدھر ہے اری فوج کو روک کون سنتا ہی جال ایسا سی پڑ رہا ہے بجلیان گرتی ہین ہوا سرد چلتی ہے باغ سحر لگا ہے کہین مخمور کے سحر سے سبزواری کا پھر جا ہے بھگدر پڑی ہے ساحر قتل ہو رہے ہین بیرون کا غل ہے لشکر مہرخ کے طبل و بوق بجتے تھے کرہ کا ہوتا تھا علم بلند تھے پھریرے اوڑتے تھے الحفیظ الامان ہزارون ساحر بیجان تھے کہ بمقتضاے **نظم**

گریزندگان را دران رستخیز
نہ روے رہائی نہ راہِ گریز

سواران ہمہ تیر پرداختہ
کہے تیر و گہہ ترکش انداختہ

دران مسلخ آدمی زادگان
زمین گشتہ کوہ از بس افتادگان

بجان بردہ خود ہر کسے گشت شاد
کس از کشتن کس نیا ورد یاد

ز بس کشتہ بر کشتہ مردان مرد
شدہ راہ بربستہ بر رہ نورد

بران دجلہ خون بلند آفتاب
چو نیلو فر افگند زورق بآب

پراگندگی در سپاہ اوفتاد
پژوہش درآرزم شاہ اوفتاد

یعنی جسوقت کہ سنان مہرخ عالیشان کی چمک ہندوے شب کے کلیجے کے پار گذری اور شمشیر آفتاب سے سبقت درخشندگی نیزہ و شمشیر نے کئی عمرو روبفرار لایا حیرت ہر سمت بیتاب پھرتی تھی صبحکو دیکھا کہ میدان مین سترا و لاشون کا ہے بجاے طایر نواسنجان صبح کے زاغ و زغن کا ہجوم اوس دشت نامبارک و شوم مین تھا خزانہ اور اسباب جو کچھہ ہیلہ مین اٹھنے سے بچا تھا اوسکا پتا نہ تھا نہ فوج تھی نہ لشکر دوست و مونس وغیرہ سب بھاگ گئے تھے یہ بھی ناچار نالان وگریان باغ سیب کیطرف گئی عمرو لوٹ مار کر دم سحر اپنا لشکر لیکر کوہ سیاہ مین آیا مگر مہرخ سے کہا کہ اب یہان سے بھی مع لشکر سمت کوہ سبز جاو مگر ہم شبیہ اپنے چھوڑ جاؤ سب نے پتلے اپنی صورتون کے چھوڑے اور فوج کے ہاتھی گھوڑے خچر

وغیرہ چوپائے ہزارون صحرا مین ہانک دیے اور خیمے استادہ رکھے ہزارون ساحر لیکن کدر
ایسی دیسی گھاٹی مین اور جا بجا گرد پہاڑ کے مقرر کیے اور کہا جب کوئی آفت آئے تو بھاگ
جائین غرضکہ ایسا بند و بست کر کے ہمراہ مہر جمو کوہ سبز کی طرف گئے اور عمرو گلیم اوڑھکر
یہان ٹھہرا اور اس طرف حیرت نے جاکر اپنے شوہر کو بیدار کر کے رو رو کر تمام حال بیان کیا
افراسیاب بغضب تمام اوسی وقت چلا اور لشکر جہان قتل ہوا تھا وہان آیا برباد و تباہ
اوسے دیکھ کر اس قدر غصہ آیا کہ طلسم باطن کی سمت چھوڑ کر تین جانب تلاش کنان دس
دس کوس گیا آخر کوہ سیاہ مین دیکھا کہ ناچ ہو رہے ہین بارگاہ مین سردار بیٹھے ہین
لشکر اوترا ہوا ہے یہ دیکھتے ہی انگشتر جمشید پہاڑ کے سامنے کر کے ایسا نعرہ مارا کہ سینہ کوہ شق
ہو گیا اور پہاڑ کے پتھر اوڑ کر برسنے لگے اور دریاے مواج پیدا ہو کر بارگاہ دگا دمیش لی ور ساحر
ڈوبنے لگے بھگدڑ پڑی جنکی قضا نہ تھی وہ تو بھاگ کر بچے اور باقی مارے گئے دم بھر مین میدان
صاف کر دیا کہا یہ سب نمک حرام یہان چھپے تھے اور وہان پتلے اپنی صورت کے چھوڑ
آئے تھے یہ کہکر خیمہ استادہ کرا کر وہان بیٹھا سحر کیا کہ نقارہ طلسمی بجا اہل لشکر اور شہر کے
کے لوگ بھاگے ہوے خدمت شاہ مین آئے اونھین تسکین دی دکاندار اہل حرفہ و
پیشہ کو عوض لٹ جانے کے مال و زر بہت سا دیکر رخصت کیا منتظمون سے حکم دیا
کہ باغ جمشید اور چاہ زمرد وغیرہ جو مقام خراب ہین وہ درست کیے جائین اہلکارون
نے تعمیل حکم کی شاہ نے کہا اے حیرت مین اب چار دانگ طلسم مین جہان کہین عیار
ہونگے اونکو قید و بند کر کے لاتا ہون اور اپنا کام آپ ہی خوب ہوتا ہے مین جاتا ہون
یہ کہکر لشکر اور حیرت کو چھوڑ کر روانہ ہوا اور از بسکہ اس انتظام مین شاہ طلسم
سپہر چارم سمت کوہ سیاہ مغرب کے گیا اور جنود کواکب خیمہ گاہ افلاک مین
قیام پذیر ہوا

نظم

چو شب زیور عنبرین ساز کرد	سر نافۂ مشک را باز کرد
چو شب خواست کز غم سیاہ آورد	منش سر سو خوابگاہ آورد

عمرو نے مہرخ کو جاکر مطلع کیا وہ لشکر لے کر آگری حیرت بڑی بربادی اور تباہی اوٹھا چکے
تھے خیمے گرتے ہی اور بجلیان چمکتے ہی مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ گئے کہ میان جان
ہے تو جہان ہے انکے بھاگنے سے حیرت تنہا رہی خیال کیا کہ اتنے بڑے لشکر سے

اکیلے لڑنا ناممکن ہی یہ تصور کرکے رو بفرار لائی پھر تو بموجب مثل خانہ خالی دیو میگیرد عمرو
نے بہت جلد وہانکا اسباب جو کچھ تھا بار کرکرا اپنا رستہ لیا اور بدستور اول کوہ سبز مین انتظام
کرکے ہمراہ افتخار جادو سمت کوہ سرخ سارا لشکر گیا اور عمرو بھی اسکی ساتھ لشکر کے گیا
اُدھر افراسیاب عیارونکو ڈھونڈھ رہا تھا کہ لشکر ہی اسکو فراری ملے اوسنے حال سنکر پھرا
لیکن عرض پیرا ہوے کہ موافق قاعدۂ اول کے حیرت لشکر لیکرا دترین حریف بھی مقابلہ
مین آئیگا اوسوقت شہنشاہ سبکو غارت کرین اور اس طرح عیار بڑی زک دینگے شاہ نے
اس راے کو پسند کیا اور پھر باغ سیب مین گیا حیرت بھی آئی حکم لشکر کشی از سر نو دیا ساحر
نامی ہمراہی بلکہ کے لیے تجویز ہونے لگے یہ اس فکر مین ہے لیکن عمرو کوہ سرخ پر پہونچ کر
ٹھہرا اسوقت شکیل نے کہا ہم تو مفارقت مطلوب مین اس ہنگامے مین جان دیتے تو
اچھا تھا اب میرے استاد شہنشاہ کوکب کو میرے حال کی خبر ہوتی تو وہ مدد ضرور کرتے
عمرو نے کہا ہم وہان جائینگے پتا پھر بتاؤ وانے پھر بتایا کہ سمت مشرق کوہ ہفت رنگ اور
دریاے ہفت رنگ ہی اتنا کہنے پہ پایا تھا کہ یکایک بجلی چمکی اور ہاتھی پر بر سر علم ایک آفتاب
نکلا ہوا دیکھا کہ وہ علم کا پنجہ تھا عمرو سمجھا کہ افراسیاب آیا ارادہ بھاگنے کا کیا تھا کہ شکیل
نے پہچان کر کہا گھبراؤ نہین یہ میرے چچا عشاق جادو ہین یہ سنکر سب ٹھہرے اوسوقت
ساحر ہزار در ہزار کرگدن سوار اور شیر سوار اور اژدر سوار و فیل سوار و طاؤس سوار قریب
پانچہزار کے اور مہنت اور اتیت بے شمار ہین ظاہر ہوے اور عشاق فیل پر سوار نمودار
ہوا شکیل دوڑ کر اسکی خدمت مین گیا اسنے پہچان کر گلے سے لگایا اور سب حال سنکر
فیل سے اوترا اور لشکر ٹھہرا کر مہرخ کی طرف چلا عمرو نے اسکو آتے دیکھکر تاج سر پر کلل
بجواہر اور لباس پر تکلف پہنا ایسا لباس تھا کہ شاہان دہر کو ناممکن تھا گوہر شب چراغ
ہر جگہ اس مین روشن تھا لہذا خوب آراستہ ہو کر تخت پر جلوس کیا کہ وہ مہرخ پاس آیا مگر
رعب خواجہ کا دیکھکر سلام کیا دنگل پر بیٹھا بھاوج سے اپنی کہا کہ تم شاہ طلسم سے ناحق بگڑین
مہرخ نے کہا اب تو ہم مطیع عمرو ہین اوسنے کہا وہ کہان ہین کہا یہ کیا ہین اوسنے پہچان کر
عمرو سے ملاقات کی اور کہا خواجہ میرے پاس ایک انگوٹھی اور ایک کڑا ہے تمام عمر مین یہ تحفہ
مینے پیدا کیا ہے وہ مین تمکو دونگا کہ تمھارے بہت کام آئیگا اور افراسیاب بادشاہ
طلسم ہے اوس سے مین مقابلہ نہین کرسکتا یہ باتین کرتا ہوا وہانسے کوچ کرکے مع مہرخ

وغیرہ کے چلا اور اوس جگہ کہ جہان لشکر مقابلہ حیرت ہمیشہ کیا کرتا اور اوترا رہتا تھا پہونچا
یہان کہی ہزار ساحر شاہ جادوان کیطرف سے مقیم تھا عشاق نے ایک ریخ مارا کہ وہ بیچ لشکر مین
جاکر پہٹا اور دہوان پیدا ہوا کہ تمام دنیا سیاہ ہوگئی اوس دہوئین کے جسم مین لگنے سے ملازمان
افراسیاب نے اپنے گلے اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالے لاشین اونکی کہچواکر پہلوا دین اور خیمے
اور سراپردے اور بارگاہ شاہی اور عیش محل وغیرہ درست کیے گئے بازارین آراستہ ہوئین دکانین
کہل گئین بدستور قدیم لشکر مین چہل پہل گہما گہمی شروع ہوئی اور یہ خبر طایران سحر نے شاہ طلسم
کو پہونچائی اوسنے ساحران نامی کو مع لاکہون ساحرون کے ہمراہ حیرت کے روانہ کیا لشکر
حیرت دریا کے اس پار آکر جاے قدیم پر خیمہ زن ہوا اسکے ساتھ صرصر عیارہ بہی آئی اور
لشکر کو چہوڑکر چلی کہ جاکر عیاری کرون غرضکہ صورت بدل کر مہرخ کے لشکر مین آئی دیکہا
کہ عمرو لشکر کے اوتروانے مین اور انتظام مین مصروف ہے صرصر فی الفور صورت عمرو
کی بنی اور بارگاہ مین عشاق کے آئی عشاق براے آسایش اور کسل سفر سے آسودہ ہونے
کے لیے بارگاہ مین آکر لیٹا تہا عمرو کو دیکہ کر اوٹہ بیٹہا صرصر نے کہا میرے ساتھ چلو کچہہ کام
ہے وہ ہمراہ ہوا یہ تنہائی مین جب آئی بیضہ بیہوشی مار کر بیہوش کرکے پشتارہ باندھ کر
بارگاہ حیرت مین گئی اسنے قید سحر مین مبتلا کرکے ہوشیار کیا اور کہا اقرار کر کہ عمرو کا
ساتھ ندونگا اوسنے کہا اب تو مین بیشک شریک عمرو ہون حیرت نے جلاد کو بلایا
اور حکم قتل دیا لیکن بعد کچہہ دیر کے یہان عمرو بارگاہ مین عشاق کی گیا اوسے نہ پایا
صورت بدل کر بارگاہ حیرت مین گیا لیکن صرصر نے پہچان کر کہا کہڑا تورہ موے اور
نیمچہ پکڑ کر دوڑی عمرو باہر بارگاہ کے نکل گیا اتفاق سے برق بہی یہان آیا تہا صرصر کو
دیکہکر چپ رہا جب یہ قریب آئی برق نے کمند ماری کہ وہ اولجہہ کر گری اوسنے بیہوش
کرکے درخت پر چڑہکر باندہ دیا عمرو نے کہا بیٹا بڑا کام کیا یہ سب کہیل بگاڑتی تہی حاصل یہ
کہ برق صورت شکل صرصر کے بناکر بارگاہ مین گیا مگر ابریق وزیر نے حیرت سے کہا کہ یہ
صرصر نہین ہے حیرت نے سحر کرکے برق کو بہی پکڑ لیا اور ایسا سحر کیا کہ رنگ عیاری
چہوٹ گیا اصل صورت نکل آئی اسکو بہی برابر عشاق کے زیر تیغ بٹہایا یہ دونون رجوع
قلب سے دعا درگاہ خدا مین کرنے لگے کہ اے دافع البلیات ہمین رہائی دے کہ بیت

توئی یاوری دہ توئی دستگیر	ہمہ زیر دستیم و فرمان پذیر

تیر دعا ہدف اجابت پر لگا یعنے دو مہنت کانون مین کنڈل ہاتھون مین لوہے کے کڑے پہنے شکلین کالی کالی ہیئت نرالی بارگاہ مین آئے حیرت کو سلام کرکے ایک رقعہ دیا اوسنے خط پہچانا کہ افراسیاب کے ہاتھہ کا لکھا ہے مضمون یہ تھا کہ کتاب سامری دیکھکر معلوم ہوا کہ تم نے عشاق وبرق کو مقید کیا ہے ان مہنتون کے ہمراہ ہمارے پاس انھین بھیجدو حیرت خط تحریر شوہر پہچان چکی تھی بے تامل سحر اپنا دفع کرکے اونکو حوالے کیا عمرو و قران مہنت بنکر آئے تھے جب باہر آئے نعرہ کرکے بھاگے اور عشاق اُڑکے بارگاہ مین آیا حیرت نعرہ سنکر غمگین ہوئی اور بزور سحر دریافت کیا کہ صرصر درخت سے بندھی بیہوش ہے اوسکو کھلوایا ادھر عشاق نے عمرو سے کہا کہ خواجہ تمنے مجھپر احسان کیا یہ کہکر بہت کچھہ زر وجواہر توڑے روپئے اشرفی کے پیش کیے عمرو نے کہا وہ انگوٹھی اور کڑا جو آپ نے دینے کہا تھا عنایت کیجئے اوسنے ساحرون سے حکم دیا کہ صندوقچہ لاؤ وہ ایک صندوقچہ لائے اوسنے اوسکو کھولکر انگوٹھی اور کڑا نکالا نگینہ انگشتری کا آفتاب کی طرح چمکتا تھا غرضکہ وہ حوالے عمرو کے کرکے کہا کہ تم ہر ساحر پر فتحیاب ہوگے اور کسیکا سحر تمپر تاثیر نکریگا اور یہ انگوٹھی مثل انگشتر جمشید ہے اور صفت اسکی بہت ہے تمکو خود حال ظاہر ہوگا اب مین بھی جاتا ہون اور تمھین بھی چاہیے کہ سمت کوکب جاؤ اور اوسکو اپنا شریک کرو عمرو اوسیوقت اٹھکھڑا ہوا کہ مین جاتا ہون یہ خبر مخمور نے سنی جس طرح بیٹھی تھی اوٹھہ کھڑی ہوئی کہ خواجہ مین تمھارے ساتھہ ہون ان تمام ہنگامون مین وہ رات تمام ہوئی یعنے درج سیاہ شب سے لعل آبدار خورشید جوہری روزگار نے نکالا اور بازار انجم برخاست ہوا کہ بمقتضای **نظم**

برآسودہ تا صبحدم بردمید		سپیدی شد اندر سیاہی پدید	
ملک بارگہ سوے صحرا کشید		عنان راہ را داد ومنزل برید	

یعنے صبح کو ہر ایک سے ملکہ مخمور کو ہمراہ لے کے عمرو سمت کوکب روانہ ہوا اب یہ دونون تو جاتے ہین اور لشکر دونون جانب کے آمادہ جدال وقتال ہین لیکن خاکسار اس جلد کو ختم کرتا ہے انشاء اللہ بقید حیات مستعار اور فرط شوق ناظریان فسانۂ عالی تبار جلد ثانی بھی لکھے گا سراسری مین اس جلد کو عجلت مین حقیر نے لکھا ہے منشی گری کا دعوی نہین کیا ہے بس میری غلطیون پر نظر نہ فرمائین اور مجکو دعاے خیر دین

تمت

قطعات تاریخ مطبوعۂ سابق

از نتائج سخن پناہ مؤلف طلسم ہذا یعنے حضرت جاہ

لکھی جو اے جاہ داستان یہ عجب مزے کی حکایتیں ہیں
کہیں ہے جنگ و جدل کا سامان کہیں ہے عیاریوں کا چرچا
کسی جگہ پر صفت مکان کی کہیں یہ تعریف شہر کی ہے
کہیں یہ آمد ہے لشکروں کی کہیں لڑائی کا ہے سراپا
کہیں ہے نیرنگی طلسمی کہیں ہے اس میں بیان جادو
کہیں ہے وصف بہار گلشن کہیں بیان صفات صحرا
کہیں ہے جھگڑا جو عاشقوں سے تو نازنینوں کی پیاری باتیں
کہیں سراپائے حسن دلبر کہیں ہے میلے کا اسمیں جلسا
نرالی صورت سے ہر جگہ پر بیان کیا ہے جو دن کا ہونا
تو رات ہونے کے وصف میں بھی بنا ہی انداز ہے نرالا
کہیں کسی پر کوئی ہے عاشق تو لطف اُلفت لکھا گیا ہے
بیان ہجرت جو کوئی دیکھے تو غم کا سامان ہو مہیّا
جو فکر تاریخ سال میں کی تو بولا ہاتف کہ جاہ لکھدے
طلسم عالم میں روح افزا طلسم نادر رواج پایا
۱۳۰۱ ہجری

از جناب منشی دھنپت رای صاحب محقق لکھنوی خلف منشی جیسکھ رای صاحب خیرآبادی فرمان نویس سلطانی مختار نواب حیدالدولہ عضدالملک میرزا مہدی حسین صاحب بہادر اسد جنگ

نوشت جاہ در اردو چو داستان لطیف — عروس طبع متینش دُر مضامین سُفت
پی وضاحت سائش بہ بینات وزبر — طلسم ہوش ربا دل فزا محقق گفت
سمبت ۱۹۴۰ بکرماجیت

ایضاً درصنعت ازحروف منقوطہ

داستانِ میر حمزہ دلپسند	جاہ بے اشکال و بے عائق نوشت
سال تاریخش محقق فی البدیہہ	داستانِ خوشتر و خایق نوشت

از شاعر نکتہ آرا جناب منشی رام سہائے صاحب تمنا مالک مطبع تمنائی لکھنوی

سمت ۱۹۰۰ راجہ بکرماجیت

نہ کیون ہو میر محمد حسین جاہ کا نام	کہ لکھی نثر پسند جہان بصد اعزاز
جو داستان ہی وہ دلکش جو ذکر ہی وہ نفیس	اگر ہے طرز نرالا تو ہے نیا انداز
ہوا بخیر کتاب بسیط کا انجام	کہ تھا سعید جہان اس فسانہ کا آغاز
یہ سال طبع تمنا بصد تمنا لکھہ	طلسم ہوش ربا داستان ناز و نیاز

۱۳۰۱ھ

از ہنر پرور جناب منشی مرزا جعفر حسین صاحب قمر لکھنوی شاگرد حضرت جاہ

لکھا جو جاہ نے افسانہ فصیح و بلیغ	کہ جسپہ خوبی حسن بیان ہوئی ہی تمام
ہر ایک لفظ ہی شیرین ہر اک حرف ملیح	بیان سب ہی مسلسل نہ ہے وقار نظام
قمر کو فکر جو تاریخ سال ہجری تھی	گراکے ایک کہا ہی - بہار باغ کلام

۱۳۰۱ھ

تقریظ مع تاریخ از جناب منشی آغا محمد صاحب مہر لکھنوے

نغمہ سنجی ہزار داستان زبان گلشن حمد نخلبند حدیقۂ کون و مکان مین جسقدر ہو کم ہی کیونکہ وہ سبحوای اذا اراد شیاان یقول لہ کن فیکون صانع طلسم عالم ہے کہ بنیت صانعی کر کمال عز و جلال در ثنایش زبان ناطقہ لال ہ و نعت آفتاب سپہر رسالت فخر عالم و آدم اکلیل سر عرش معظم فروغ بخش لوح خاطر روشنضمیران ہے کہ وہ پیشواے رسولان سلف در یتیم پاکیزہ صدف بحر بے پایان شرف مفتاح کنز عرفان ہے صلی اللہ علیہ و علی الہ الطاہرین و اصحابہ و ازواجہ اجمعین صریر طوطی خامۂ معانی نگار شکر ریز توصیف شکرستان خوش مقالی حضرت جاہ مین ہی کہ جنھون نے طلسم نادر و لاجواب انتخاب مطبوع طبع ہر شیخ و شاب تحریر فرمایا الحق اعجاز بیان اور نیرنگ قلم دکھایا یہ طلسم ہفت دفتر داستان امیر حمزہ کی جان ہی اس گوہر بے بہا کی کسے پہچان ہے لاریب اسم بامسمے ہے بیشک ہوش ربا ہے دفتر مین ایک ایک فقرہ فارسی لکھا تھا وہ بھی کسیکو نہ ملتا تھا منشی جاہ نے اسکو عبارت رنگین مضمون نمکین مین

تصریح وار لکھا واللہ کمال کیا تکلف یہ کہ جو زبان اردو روزمرہ عام و خاص کی ہے اوسی مین
بیان کیا ہے قافیہ پیمائی اور تک بندی کو چھوڑا ہے پھر اسی طرز مین استعارات مرغوب بیان
حسن و عشق سبحان اللہ کیا خوب کسی بات کو ترک نہ کیا اور دفتر کی شرح مین نہ ایک حرف
کم ہوا کچھ نہ گھٹا نہ بڑھا امیر کا کوہ عقیق مین داخل ہونا اور بدیع کا شکار کو جانا غزال جادو
کی وجہ سے قید ہو کر کشتہ سحر ہونا پھر عمرو کا جا کر شرارہ کو مارنا عشق ملکہ تصویر جادو بدیع سے
اور مارنا دیو طلسم کو پھر قید ہو جانا دہن اژدر مین پھر اسد کا اور عیارون کا طلسم مین جانا
اور عشق ملکہ مہ جبین پھر ذکر شراکت مہرخ اور لشکر کشی فوجون کا جما و بہار کا لڑنا عمرو
کی عیاریان ساحرون کو مارنا مخمور کا عشق نور الدہر سے حیرت اور مصور کا مقابلہ
مہرخ سے رعد کا عشق الماس پری چہرہ دختر مصور سے غرض جو بیان کیا نقشہ اوسکا
سارا کھینچدیا کہین دشت کی رنگینی وہ گلہاے الفاظ کی گلشن کتاب مین خوشبو بھینی بھینی
وہ معشوقون کے ناز و عاشقون کے شوق آمیز انداز ہر جگہ لڑائیان سحر آزمائیان سبحان اللہ
مولف موصوف نے قلم توڑ دیا ہے فی الحقیقت یہ شاعر شیوا زبان بلبل ہندوستان لا لفظ
غرائب فصاحت حافظ مراتب بلاغت وزن فناس میتران تقطیع موجد کلام بدیع نخلبند
حدیقہ معانی بہار رلمع بیانی نشاط مرصع زبانی صیرف دار العیار سخندانی ہے واہ واہ کیا کیا
حضرت نے نثاری فرمائی ہے طبیعت داری دکھائی ہے ہر فقرے سے دلاویزی پیدا ہے
ہر لفظ سے دقیقہ سنجی ہویدا ہے کہین عورتون کی زبان ہے بعینہ وہی محاورہ اور ویسا ہی
بیان ہی جہان ہجر کی شکایت ہے کیا فراقیہ دلسوز حکایت ہے ہر حرف نقش ارژنگ مانی و بہزاد
ہے ہر فقرہ کا شانہ کتاب مین شاد اور آباد ہے سحر کے عجائبات اور غرائبات صنع ندرت طرازی
مولف دکھاتی ہے روح سامری کی شرماتی ہی معرکہ آرائی جنگ و جدال پیرزال کو سام نریمان
و رستم دستان بناتی ہے فقرونکی چلبلاہٹ شاہد رعناے الفاظ کی اچپلاہٹ حسینان جہان
کو اپنے حسن دلاویز پر لبھاتی ہے ایسے جانان دلفریب رہزن صبر و شکیب غارتگر متاع خرد و ہوش
ہر صغیر و کبیر برنا و پیر کو یارون نے بہت ڈھونڈھا لیکن شکل گوہر شب چراغ نایاب پایا سچ ہی
کیون نہو النادر کالمعدوم مشہور ہی اچھی چیز کا مشتاق ہر ذی شعور ہے فی الحال جناب ممدوح
نے اس طلسم کی ایک جلد کو مطبع فیض منبع مرجع خاص و عام عالی مقام نامی و گرامی دودھ اخبار
خوش اطوار مین طبع کرایا ایک مطبع قدردان ہر فن خصوصاً فن خلق و مروت مہربان ہنر پرور

علی الخصوص منبع جود و سخاوت عالی ہمت و الاشمت فیض گنج سخن سنج زبان دہ زباندانان جوہر شناس شاعران سخندان صاحب زر و زور جناب منشی زمان نول کشور ضاعف اللہ اجلالہ واقبالہ باتموالی والتواتر نے نہایت عمدگی سے اس معشوقہ نظر فریب کو حلل گرانمایہ و زیور جوہر بے بہا سے طبع آراستہ فرمایا ہے خریدار مشتاق یقین ہے کہ خرید کر کے حظ کافی اور لطف وافی اوٹھائینگے جب اسے پڑھینگے دنیا کے قصے بھول جائینگے اس افسانہ عجیب نادر کی کہانتک توصیف کیجائے یہ خوبی مین آپ ہی اپنی نظیر ہے لہذا ایک قطعۂ تاریخ سال اتمام تحریر ہے

قطعۂ تاریخ

لکھا یہ جاہ نے افسانہ فصیح و بلیغ — جو فقرے اسکے ہین رنگین تو ہی بیان سلیس
نثار کیون نہو رنگین بیانیون پر دل — کہ یہ فسانہ دل زار کا ہوا ہے انیس
عجیب شوخی مضمون ہی ماشاء اللہ واہ — عجیب قصہ ہے ہر اہل انجمن کا جلیس
گرا کے مہر سر اشک کو لکھو تاریخ — زہے حکایت عمدہ و داستان نفیس

از شاعر ذیشان جناب منشی سلطان خانصاحب سلطان لکھنوی شاگرد عبد الغنی خان غنی

عجیب خامۂ معجز نگار جاہ ہے واہ — دکھایا جسنے یہ اعجاز حسن اپنا تمام
دکھائی جادو طرازی سے خوب ہی نیرنگ — زبان کلک سے گویا لیا طلسم کا کام
تمام قصہ ہے اس طرح کا فصاحت بیز — نثار جسپہ فصیحونکے دل رہینگے مدام
جو فکر کی پے تاریخ سال اے سلطان — کہا یہ دل نے کہ ہے گلشن خرد یہ کلام

از نکتہ پرور جناب نواب مرزا محمد اکبر صاحب اکبر لکھنوی شاگرد حضرت زیبا

جناب جاہ کی جادو طرازیان ہین یہ — زبان کلک کے اعجاز کو دیا ہے رواج
طلسم ہوش ربا واقعی ہے ہوش ربا — کہ اس فسانے کو کہیے سرور بخش مزاج
پے وضاحت تاریخ سال اے اکبر — سروش غیب پکارا کہ کیون ہے تو محتاج
نظر جو پڑتی ہین نیرنگیان بلایا ہے — ایاغ بادۂ سحبانۂ طلسمی آج

از سخن پناہ جناب مرزا محمد جان صاحب ماہ لکھنوی شاگرد نجم بچانوی

مہر چرخ برتری ہے یہ فسانہ واہ واہ
کیون نہو بحر فصاحت کا یہ دُر بے بہا

کہتے ہین جادو بیانی اسکو پڑتی ہے نظر
ایک دم مین کشور دل کو مسخر کر لیا

سر کو جادو کے جدا کر کے لکھو تاریخ ماہ
کیون نہو یہ داستان دلستان و دلربا
١٣٠١

از سخن پناہ جناب میر حسین جاہ مولف فسانہ ہذا بحروف منقوطہ

بسا ہوا ہے زمانہ کا بوی گل سے دماغ
فروغ گل سے چمن مین بھی جل رہے ہین سراج

کھلے ہین باغ مضامین کے تازہ تازہ گل
ہے سکۂ زر گل کا چمن مین خوب رواج

طلسم ہوش ربا ہے فسانۂ رنگین
معانی اسکے ہین سب لیرونکے سر کے تاج

اسکی جلد ہے پہلی دوبارہ معرض طبع
دیار حسن کے شاہو نسے کیون نہ لے وہ باج

لکھو بصنعت منقوطہ جاہ یہ تاریخ
بہار باغ سخن کی ہے دونی رونق آج

قطعۂ تاریخ ثانی از جناب منشی رام سہائے صاحب تمنا مالک مطبع تمنائی

یہ وہ قصہ ہے جسے سحر کا دفتر کہیے
خنجر جادو و نیرنگ کا جوہر کہیے

نثر ہین سیف زبانی کا جو پیدا ہے اثر
اوسکو بیشک رگ جان کے لیے نشتر کہیے

خوبی نثر مسلسل کا بیان ہو کیونکر
زلف سنبل اسے یا گیسوی دلبر کہیے

لفظ اسکا تو فصاحت کی دکھاتا ہے بہار
کیون نہ اس نثر کو ہر نثر سے بہتر کہیے

کام ہے ایسا کیا جاہ نے سبحان اللہ
ایسے ناثر کو نہ کیون شاہ سخنور کہیے

اب دوبارہ جو چھپا نسخۂ راحت انگیز
ہے بجا اسکو اگر قند مکرر کہیے

اے تمنا یہی تاریخ بصد لطف و خوشی
قصۂ ہوش ربا دلکش و دلبر کہیے
١٣٠٥

تاریخ طبع ثانی از طبع وقاد جناب منشی دوارکا پرشاد صاحب افق برادر خورد تمنا

یہ داستان ہوش ربا مخزن طلسم
قصونکی آبرو ہے فسانون کی جان ہے

نثر اسکی بے نظیر عبارت ہے بے مثال
عمدہ ہے بول چال دل آرا بیان ہے

انشا کے قاعدسے ہیں الفاظ کی نشست — کل روزمرہ صاف ہی شستہ زبان ہے
باغ طلسم وجادو نیرنگ ہین سطور — جو صفحہ ہے وہ سحر وفسون کا مکان ہے
ہر جملہ اسکا ہے صدف گوہر کمال — فقرہ ہراک جواہر خوبی کی کان ہے
ہر حرف سے ہین جوہر انشاگری عیان — ایک ایک لفظ جسم فصاحت کی جان ہے
یہ قصۂ نفیس جو بار دوم چھپا — گلچین بوستان معانی جہان ہے
آئی لب افق سے ندا بہر سال طبع — نایاب قصہ ہوش ربا داستان ہے

تاریخ طبع ثانی از جناب میر وارث علی صاحب صبیح شاگرد جناب میر عشق مرحوم

ہوئی وہ طبع کتاب طلسم ہوش ربا — ہر ایک جسکا ورق طبقہ پرستان ہے
نہین ہے نثر ظہوری بھی کچھ نثار سپر — کہ لشکر طائر گردون بھی دلسے قربان ہے
جہان ہے نثر وہان بوستان کا ہے عالم — ہر ایک شعر ہے یا گلبن گلستان ہے
جہانپہ آگیا ہے ذکر رزم سل علے — ظہور رستم دستان کی جنگ کا وان ہے
کیا ہے ساحرونکے سحر کا بیان جس جا — تو جنگ حضرت موسی وہان نمایان ہے
پری وشونکا کہین تذکرہ اگر آیا — تو وانپہ صاف عیان صورت پرستان ہے
کہین ہے بزم کا رنگ اور کہین ہے رزم کا ڈھنگ — کسی مقام پہ عیاریون کا سامان ہے
مولف اسکے محمد حسین جاہ جو ہین — کہ داستان کا جنکی ہراک ثنا خوان ہے
کہی صبیح نے تاریخ اونکے ایما سے — کہ جسکو سنکے ہراک اہل ہوش شادان ہے
یہ وہ کتاب چھپی ہے بشر تو ایکطرف — پکارتے ہین پری بھی اپنا ایمان ہے

از نتیجۂ طبع رسا وفکر آسمان پیما مورخ کامل جناب منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع ہذا

چو طبع گشت بآئین خوب طرز ہیں — زجاہ قصۂ زیبا و داستان حسین
نوشت مصرع تاریخ سال او عاقل — طلسم ہوش ربا دلکش و طرب آگین

تاریخہائے طبع جدید

از نتیجۂ فکر ابو ناظم مولانا محمد حامد علی خان حامد شاہ آبادی مصحح مطبع ہذا

لکھی یہ داستان ہے اوسنے حامد — کہ جواب طوطی شکر فشان ہی
ہی رنگین جس طرح اسکی عبارت — بتاؤ دوسری ایسی کہان ہے
لکھی یہ داستان اوسنے ہی ایسی — کہ عاشق جسپہ ہر پیر و جوان ہی
طبیعت اوسکی ہے اک بحرِ ذخار — سمندر کی طرح ہر دم روان ہے
زبان مین اوسکی سحر سامری ہے — حقیقت مین بڑا جادو بیان ہی
مراد حاصل ہوئی ہر قصہ خوان کی — جسے دیکھو وہ از بس شادمان ہی
غرض چھپ کر ہوئی تیار جب یہ — کہ جو خوبی مین ممدوح جہان ہے
پئے تاریخ کی تب فکر مین نے — کہ یہ معمول طبع شاعران ہی
مری فکر رسا نے مجسے حامد — جو خضر جادۂ گم گشتگان ہے
یہ فرمایا نہ کر کچھہ فکر تاریخ — یہ لکھدے فرحت افزا داستان ہی

تاریخ طبع از سخنور شیرین تقریر منشی عدیم النظیر ہمہ دان جناب منشی وزیر محمد خان صاحب وزیر رئیس ہمیرپور حال سرشتہ دار سپرنٹنڈنٹی پولیس کانپور

وزیر ایسا قصہ لکھا جاہ نے — عیان جس سے ہے صاف اونکا کمال
اگر ہمسے انصاف سے پوچھیے — تو ثانی ہے اسکا جہان مین محال
جہان دیکھیے اک نیا لطف ہے — غرض ہے عجب کچھہ مضامین کا حال
ہوا چھپ کے تیار جس وقت یہ — ہوا ہمکو تاریخ کا تب خیال

کہا دل نے ہے عیسوی کی جو فکر
تو لکھدو بضاعات دل بیمثال
۱۸ ۹۱ ۱۳۰۸

قطعۂ تاریخ طبع از منشی محمد منیر خان صاحب منیر رئیس انبالہ حال وارد کانپور

داستان یہ بتاؤ تم یہ منیر — ایسی دیکھی کہین عدیم المثل
مصرعۂ فارسی مین لکھدو سال — داستان بہین عدیم المثل
۱۳۰۵

قطعہ تاریخ طبع از منشی خدا بخش صاحب خادم کاتب مطبع موصوف

جاہ نے چھپایا یہ قصہ جو لکھا اے خادم ایسا ان آنکھون نے دیکھا ہے نہ کانون نے سنا
ہر سخنور نے اسے دیکھ کے یہ فرمایا ہٰذا اصح علےٰ صح علےٰ اصح علے
نثر وہ جسپہ ہوئی نثریا صدقے نظم وہ جان سے جسپر دُر یکتا ہین فدا
قوتِ ناطقہ تعریف مین ہے اسکی لال وصف مین اسکے ہے خاموش زبان گویا
جس قدر مدح کرون اسکی مین تحریر ہے کم مختصر یہ ہے کہ ثانی نہین دیکھا اسکا
ہوسکے مطبع مین چھپا جسے امیر اعظم نام معلوم ہے ہر فرد بشر کو جسکا

حیف تھا جب تو ہوئی سال کی مجھ سے درخواست
مین نے تاریخ لکھی — نسخۂ بے مثل چھپا

از نور بصر بخت جگر راحت جان محمد ناظم حسین خان ناظم خلف اکبر حضرت حالم

سب لے دیکھ کے کہتے ہین یہی ای ناظم آج تک دیکھا نہین ایسا ہے واللہ طلسم
مینے بھی دیکھ کے اسکو یہ کہا برجستہ سب طلسمون کا ہے بیشک یہ شہنشاہ طلسم
جاہ نے اسکو بنایا ہے بڑی صنعت سے ہے بجا کہیے اگر اسکو ہے یا جاہ طلسم
واسطے انکے زمانے مین جو ہین قصہ خوان سچ اگر کہیے تو ہے یہ خضر راہ طلسم
مینے منظوم مین تاریخ لکھی بہینے کی حضرت جاہ کا معقول چھپا واہ طلسم
۱۳۰۸

قطعہ تاریخ طبع از جناب منشی محمد احمد حسین خان صاحب احمد شاہ آبادی خلف حافظ غلام علی خان صاحب

داستانین تو ہزارون ہی چھپین ای احمد داستان ایک بھی لیکن ہے نہین اسکی مثل
مینے تاریخ کی کی فکر یکایک آئی لب ہاتف سے ندا — دفتر اول بیمثل
۱۳۰۸ھ

از مصرع کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع ہذا

اک... ہے وہ داستان جاہ ہزارون بھری جس مین ہین خوش بیان

لکھا کلک عاقل نے مصراع طبع | لکھی داستان کیا ہی حیرت بیان

تاریخ طبع حال از منشی نراین بخش اقم خلف منشی گنبد پرشاد صاحب فضا لکھنوی

جب طبع ہوئی یہ جاہ کی نثر
نیرنگ و طلسم دیکھہ اسکے
طیار ہوئی یہ چھپکے جسدم

جسمین قصہ لکھا ہی کیا خوب
عیاروں کے ہون جو اس اسلوب
تاریخ تھی اسکی دلکو مطلوب
ہجری تاریخ اسکی فی الفور

نقرہ فقرہ ہی جسکا دل
دیکھی نہ سنی کوئی حکایت
بہر طبع جدید مجھسے
لکھدے راقم بیان

مصرع مصرع ہی جسکا
دیکھی یہ داستان خوش
ہاتف نے بتایا مادۂ

تاریخ طبع حال از مورخ کامل جناب منشی بھگوندیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع

لکھا یہ جاہ نے کیا خوب دلنشین قصا
جو کوئی پرسان ہو تاریخ سال کا عاقل

ہین جسمین جملہ مضامین جانفزا بیح
تو کہہ کہ خوب کہی ہے طلسم ہوش ربا

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ فسانہ لاجواب و رنگین سراسر فرحت آگین شاہد معنی دلربا
المسمی بہ جلد اول طلسم ہوش ربا مولفۂ جناب منشی سید محمد حسین
جاہ لکھنوی بہ سعی تمام و بحسن صحت ما لاکلام مطبع فیض منبع
جناب معلے القاب شہرۂ امصار و دیار منشی نولکشور صاحب
سی آئی ای دام اقبالہم مالک مطبع اودہ اخبار
واقع شہر کانپور ماہ مئی ۱۸۹۲ع مین
منصرم کامل منشی بھگوندیال صاحب
عاقل ایجنٹ مطبع کے حسن انتظام
سے چوتھی مرتبہ زیور
طبع سے آراستہ
ہوا فقط

